دفتر آفتاب شجاعت

مشہور فسانہ

داستان امیر حمزہ صاحبقران

[illegible]

جلد چہارم

[illegible] نواب [illegible] بہادر [illegible]

[illegible]

منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

اطلاع — اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ بسلسلہ واری فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مفصل ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ساتھ ہم بطور نمونہ چند کتب قصہ جات نثر و نظم اردو درج کرتے ہیں تاکہ جن صاحبوں کو یہ کتاب ہاتھ آئے ان کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر	
داستان امیر حمزہ صاحبقران — جس کی ترتیب و تحریر آٹھ دفتروں میں ہے جس کو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے بہ بسط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے درباروں میں اکثر داستان گویوں کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ یہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اس کا ترجمہ اردو میں ہو جائے لہٰذا مطبع منشی نولکشور میں دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جس کی قیمت درج حسب ذیل ہے	
۱ — نوشیروان نامہ جلد اول —	[illegible]
۲ — ” جلد دوم —	[illegible]
۳ — ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	[illegible]
۴ — ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	[illegible]
۵ — کوچک باختر	[illegible]
۶ — بالا باختر	[illegible]
۷ — ایرج نامہ — جلد اول —	[illegible]
۹ — طلسم ہوشربا — جلد اول —	[illegible]
۱۰ — ” جلد دوم —	[illegible]
۱۱ — ” جلد سوم —	[illegible]
۱۲ — ” جلد چہارم —	[illegible]
۱۳ — ” جلد پنجم کا حصہ اول —	[illegible]
۱۴ — ” ” حصہ دوم —	[illegible]
۱۵ — ” جلد ششم —	[illegible]
۱۶ — ” جلد ہفتم —	[illegible]
۱۷ — بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول مصنفہ منشی [illegible]	

نام کتاب	قیمت
محمد حسین صاحب متخلص بہ قمر	[illegible]
۱۸ — ایضاً حصہ دوم —	[illegible]
۱۹ — صندلی نامہ دفتر ششم —	[illegible]
۲۰ — تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	[illegible]
۲۱ — تورج نامہ جلد دوم	[illegible]
۲۲ — لعل نامہ — جلد اول دفتر ہشتم —	[illegible]
۲۳ — ایضاً — جلد دوم ”	[illegible]
۲۴ — دفتر آفتاب شجاعت متعلق جلد دوم لعل نامہ —	[illegible]
طلسم فتنہ نور افشاں جلد اول — جس کی خوبی و دلکشی ملاحظہ پر موقوف ہے	[illegible]
۲ — ” جلد دوم …	[illegible]
۳ — ” جلد سوم	[illegible]
ایضاً — کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے	[illegible]
طلسم ہفت پیکر — مصنفہ منشی احمد حسین قمر	
۱ — ” جلد اول —	[illegible]
۲ — ” جلد دوم —	[illegible]
۳ — ” جلد سوم —	[illegible]
طلسم خیال سکندری جلد اول — مصنفہ منشی احمد حسین قمر	[illegible]
ایضاً — جلد دوم —	[illegible]
ایضاً — جلد سوم —	[illegible]
طلسم نوخیز جمشیدی — جلد اول	[illegible]
ایضاً — جلد دوم	[illegible]
ایضاً — جلد سوم	[illegible]
قصہ گلشن [illegible] —	[illegible]
ایضاً — حصہ چہارم —	[illegible]
سیر [illegible] بالغ — دوم	[illegible]

نبی بھیجے ہیں ہر دین [illegible] حکیم
بتائی ہے ہر اک کو رہ مستقیم
دیے بہشت کے اسباب بہتر ہر ایک
ترے زیر فرمان زمین و فلک
لیا کار فیاض دل تنگ سے
تجلی ہے جلوہ حسنون کی شان سے
کہین شمع دلون کی تجلی ہے تو
کبھی [illegible] گل کی ہے بو
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دل خلق عالم رخ تیرہ خاک
دکھائی بہار زمین کا ترے نعیم
صناعت مین دی عقل کامل تری
ترے تابع حکم انس و ملک
بہار کرم سے ترے کھا کے جوش
عدم سے ایک یک عقل حیران ہے
کبھی آبرو سے تو [illegible]
کبھی ابر و اشک بلبل کی ہے
بنائی ہے دیدہ [illegible]
اوٹھاتے ہین پائی ہے گردن حباب
ترے دیکھ کر حسن کی شان مین
کرے ہے پروانہ شعلہ سیماب کی
نہ بتخانہ خالی نہ خالی حرم
وہی تو شعلہ وہی نور برق
ترے ساتھ عالم کی ہستی بھی ہے
حرارت کو [illegible]
نہین مجھ مین کچھ اتنی طاقت و دم
بنانا مٹانا ترا کام ہے
کنار زمین گل سے گلزار ہی تو
گل و داغ لالہ ہے جنت فرش
ترے عشق دیوانہ سینہ چاک
شب و روز جادہ تری راہ مین
سوا تیرے جتنے ہین فانی ہین سب
کہانتک سر حرف گفتار مختصر
غنیمت سمجھ عرض حاجات کو

کیا انبیا نے ضلالت سے پاک
حکیمون نے پیدا کئے دین مین
کیا سوسن ایجاد [illegible]
کیا آب دریا روان [illegible]
زمین گلستان ہے جنت فرش
کہین طور دل کی تجلی ہے تو
کبھی [illegible]
[illegible]

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی بیان نہ زبان سے تجھے
یونہی صرف اوقات کرتا ہون
بلا ہو گئی میری ہستی مجھے
اسی فکر مین بس شب و روز ہون
ترا لطف شامل ہو گر [illegible]
دل [illegible]

زبان فصاحت بیان سے تہی
بہت دن سے غربت کا [illegible]
نہین چھوڑتی تنگدستی مجھے
ہوا خواہ حاجت روائی ہون مین
ادھر بھی ہو کوئی نگاہ کرم
ترے لطف سے [illegible]

[illegible]

اگر تو نے دے شادمانی مجھے
کروں دل کو گویا میں خاموش ہوں
پریشان ہوں صحبت گل سے میں
اور اتنا ہو اثر کہ سر پہ پھروں
غم و شور الفت میں دل شاد رکھ
مرے دل کو خورشید منزل بنا
خودی بیخودی کا نہ کچھ ہوش ہو
بجز اس کے فاقہ مستی ہوں
بنایا ہے قسمت نے خود بین مگر
رہائی دکھا دے اسیری مری
تن خستہ سے جان ناشاد ہو
ملوں مثل نقش قدم خاک میں
برنگ گل و غنچہ مشک بو
عذاب سے بچا پاؤں محشر میں ہوں
نہ توڑ آسمان غضب جان پہ
تجلی کرے محشر کے میدان میں
چھٹوں قید زندان محشر سے میں
شفیع ستم دیدگان گناہ
لب تشنہ ہے موج اخگر مجھے
سوئے باغ رضوان چلوں خندہ زن
یہ امید یارب جو کثرت سے ہے
کہ ہوں طالب رتبہ صالحان
عمل وہ کہ جز شرم حاصل نہیں
کرے گی نہ دوزخ بھی مجکو قبول

مبارک ہو آشفتہ حالی مجھے
سبکدوش ہو کے پھروں جادہ سو
گریزان ہوں فریاد بلبل سے میں
تری چاہ میں موج سان سر بسر
ہمیشہ مجھے محنت آباد رکھ
ضلالت کی صحبت سے میں دور ہو
غم دین و دنیا فراموش ہو
میں بیکس ہوں یا رب تو بیکس نواز
نہ میں آج تک مجکو اپنی خبر
اٹھاؤں نہ میں سختیان جانکنی
نکل جائے یکبار ہی آرزو
جگا دے کہو آشوب محشر مجھے
زمین گرم ہے اور کھڑوں سر برہنہ
سمجھ کر شہید محبت مجھے
مجھے چھوڑ دے تکبیر ایمان ہے
گذر جاؤں میں پل سے مانند برق
ملوں ساقی جام کوثر سے میں
جگر تشنہ خورشید محشر سے ہوں
عنایت ہو اک جام کوثر مجھے
وہ عالم ہو میرا وہ ساماں ہو
فقط تیرے احسان رحمت کی ہے
خطاکار ہوں پر گنہگار ہوں
مجھے منہ دکھانے کے قابل نہیں
مگر ہاں یہ احسان قسمت کے ہیں

تری یاد میں خود رفتہ ہوش ہو
نہ دم بھر کبھی وہم ان کہیں مثل
ترے عشق میں مثل شمع [illegible]
رہے مجکو ہر بند و بند میں سوز
فروغ محبت کے قابل نہ [illegible]
ہر آیات گردہ عالم نور ہو
زخود رفتہ نکہتی ہوں
اٹھاؤں ہوا تک سینہ سینت کی
وہ ہر گھڑی ہر کہ دستگیری مری
اجل کی ہر شاخ سے [illegible]
نہ لیجاؤں دنیا سے غم خاک ہو
نہ سو سو دے [illegible]
گنہ ہوں کی شامت [illegible]
[illegible] تیری [illegible]
نہ رکار وقت جہنم انسان [illegible]
ہوں سیل [illegible]
کروں عرض داد دین پناہ
غلامان آل و اصحاب سے ہوں
وہاں سے طفیل حسین و حسن
فرشتے بھی دیکھیں تو حیران ہوں
وگرنہ میری یہ حقیقت کہاں
ذلیلوں میں ہوں رو سیاہ [illegible]
سمجھکر وہ محشر [illegible] قبول
بہانے کرم کی عنایت کے ہیں

کرامت میں تیرے ہمسر کے ہوں
حمایت میں ساقی کوثر کے ہوں

نعت سرور کائنات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین شفیع روز جزا محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا

جواہر زواہر درود نا محدود و ثنا بارگاہ عرش پناہ خلاصۂ موجودات شفیع المذنبین ممدوح رب العالمین باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین صدر نشین بارگاہ رسالت سرمایہ آرائے بزم نبوت صاحب قران و معراج بخشندہ تخت و تاج شفیع الامم مظہر لطف و کرم سردار پیغمبران [illegible] مرسلین

غالب خطاب وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن حبیب خدا اشرف انبیا فخر اولوالعزم صاحب قاب قوسین او ادنیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وعلیہ الف الف تحیۃ والثنا جنکی شان مین قرآن مجید آیا ہے مضمون سے اس طلسم دنیا مین کفر و ظلام کے در بند ہوئے کو شکست تنزیل ہوئی مرحلہ حیات بت پرستی کو بیخ و بن سے گرا دیا بڑے بڑے کافران نابکار و مشرکان بد اطوار کو بزور شمشیر مطیع اسلام کیا دین و دنیا مین نام کیا اگر پہ بیمری ہے اس فقیر پر تقصیر پر اہتمام کی حالت ہے الحمد للہ دنیا سے جو دل جاتا ہے جہان بخوف و ہراس لبیک کہا ہیں ہرگز رنج و مصیبت نہ اوٹھا ئین مگر بہر نو شفیع نفس ایسا غالب ہے کہ عبارت مکتوب بالکل بالمعنی محمود بر حق ہے جو لوح دل پر کندہ ہے یاد نہین آتی ہے پاس زوال دنیا کے بے بلائی ہے کہ حبیب اقرار شفاعت شافع محشر کا خیال آتا ہے دل لاحول پڑھکر شیر ہو جاتا ہے محمد وآل محمد درود بھیجتا ہے۔ غریق بحر عصیان کو طوفان محشر مین اسی ناخدائے امت کا سہارا ہے اور تشنہ لبی شکستگان دریائے جرم و گناہ یعنی ماضیان پر معصیت کو اسی رحمۃ للعالمین کی شفاعت کا بھروسا ہے۔

محمد باعث ایجاد کل مصباح جسمانی
نبوت جسم ہو نور روح جسد آیا یزدانی
نبیر خلعت شہر یار مجسم
دیا انکو بالا آمن اسلام کو
زمانے میں ہوئی محفل عرش بیان
الٰہی کہ دل کھر دے ہے نور سے
زمین ہے ہمہ بخشش ہیں شست
شہرت دین کے فخر ایمان سے
شریک وحدا عین گذرت بیچ
کہ ان یکسان و وسعت معانی کے
افلاک سائبان انکے ایوان کا
زمین و فلک گردش یک قدم
بتا کر رہ راست قرآن سے
ضلالت سے لائے ہیں راہ پر
کسی اور میں یہ فضیلت کہاں
زمین پر نہیں آسمان پہ نہین
کمالات اعجاز کے عمر و شاہ
فلک پر صعف انبیا کے امام
سبھی انبیا خاتم مرسلان
سبھی کہتے ہیں سب غلام جناب
ہمہ اندیشہ شوق بیباک ہون
طفیل جناب حسین و حسن

الٰہی عیسیٰ گردون نشین جو تھی دربانی
شناسا ہو کے آپ کے تھے جسکے اشتی
جو شان کرامت سے سر کریم
محمد کہ ضامن شفاعت کے ہیں
زیارت کو بدر فرشتا ان
ہوا جب کہ ملائک بپا دیکھا
وہان کے شمس و قمر شان شکوہ
دکھا یا شجاعت نے تیغ کمال
وہ ظل الٰہی حقیقت بابت
زبان آشنا حرمت اسرار کے
زحل پر کمان ایک دربان کی
شگفتہ جو نظر یاد اقدس ہین
مشرف کیا سب کو ایمان سے
زمین و فلک عرش و کرسی تمام
بلیس پہ شان نبوت کہاں
مسیحا کبھی کلمہ گو صبح و شام
فلک پہ ہیں ذرات انکے گواہ
نبوت نے حضرت سے پایا شرف
شفیع امم قبلہ وہ کمالات
اسے کبھی یاد فرمائیے
روانہ سوے روضہ پاک ہون
منور دل شوق منزل کرون

براق برق نا اشتہا شب معراج وہان پہونچا
خیال فلسفی و ہندسی و وہم انسانی
کیا جلوہ گر نور اسلام کو
وسیلہ گنہگار امت کے ہین
فروغ کمالات مستور ہے
وہان کا ہر ایک ذرہ ہے مہر و ماہ
تو اے حقیقت کے عرفان کے
ہم ہیں مرتبہ شان جہان پائمال
تاج و شمشیر کے ہم ہین تاج کے
نمایان شان اعجاز آفتاب سے
وہ شوق بالا روحی فدا ہم
بچھا دیتے آنکھین ملائک راہ مین
چراغ ہدایت کیا جلوہ گر
گیا و طور مین جلوے قیام و مقام
کہان دنیا کو کوئی ہمسر تھے
ہر ایک بات اعجاز تھی انکا کلام
زمین پر شرف بخش بیت الحرام
وہ ہین افضل انبیا رسالت
اشتیاق ہے جو دل خستہ نے فرا
زیارت سے دل شاد فرمایئے
تمنا ہے اس نعمت ذوالمنن
تمنا ہے دیدار کامل کرون

شب و روز رہتا ہے زاری کناں | زیارت کا طالب اختر ہر آن

منقبت آل اطہار و وصی احمد مختار مظہر العجائب والغرائب علی ابن ابیطالب

بعد حمد و نعت و منقبت سپہ سالار فوج خدا شہسوار معرکہ غزا آفتاب آسمان امامت و ہمسر مصطفےٰ یا قسمت ... ستارۂ دوازدہ برج گنبد دوار کرار غیر فرار حامل لوائے احمد مختار شیر یزدان ہادی عاشق و شفیع اعظمی مسند نشین بارگاہ کبریا صاحب حوض و لوا فاتح خیبر قاتل مرحب و عنتر یعسوب الدین امام المتقین امیر المومنین مظہر العجائب والغرائب سلطان المشارق والمغارب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب کی ولایت ہے جسکی ضرب تیغ بیدریغ سے دین اسلام نے رواج پایا ہر ایک کافر تک بت پرستی کرکے دائرہ اسلام میں آیا جنگ خندق میں وہ شجاعت دکھائی کہ بڑے بڑے زبردستوں اور سخنوروں کی کمائی ...

کرون اوصاف حیدر کیسے بیان
جلالت میں عدالت میں ہی یکتا
علی پر ختم ہے حق کی عبادت
قدم دوش محمد پر رکھا ہے
علی آیا ہے کعبہ میں قطرہ کو گوہر

مہینا میں وہ ڈھونڈہ لاؤن آسمان
دیا اکا ایسا بندہ کب ہوا ہے
اور تنہا یا رنج دی خیبر دیکو راحت
علی پر جان اور ایمان فدا ہے
علی آیا ہے عرش بجا سے ہو ہر
خدا اسکے نور کی ہے یہ تمنا ہو

سخاوت ہین شجاعت مین یکتا
جدا ایسا محبوب سے خدا ہے
علی کا ... ہے ...
علی نور خدا ... کیا ہے
... سے ... ہوا ہو

رباعی

اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست
گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کے دانم
الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

دیگر

حبیب رب ہیں یا کہ اوصاف علی
مصطفیٰ ہیں سر گروہ اولیا
شان میں آیا ہے انکے لافتیٰ
باب کعبہ سے گزرے ہیں صنم
پر فضائل حیدر کرار کے
آگے دیتی ہے زبان اوسکو سوا

دیکھ سکے کیا کوئی اوصاف علی
بادشاہ وہ وزیر شاہ ہیں
ہیں یہ بازوئے نبی دست خدا
ایک فرشتہ ہے کہ وہ دلیل نہار
غیر ممکن ہے کہ وہ بھی گن سکے
حبیب معروف ہوں خدا و مصطفیٰ

مصطفیٰ ہیں بادشاہ انبیا
مہر انور وہ ہیں اور یہ ماہ ہیں
رکھے دوش پاک احمد پر قدم
بوند کے قطروں کو گنتا ہے شمار
ہے لقب عالم میں او مشکل کشا
کیا کرے تعریف انکی دوسرا

فضائل و مناقب انکے لاتعد و لاتحصیٰ ہیں بشر کی کیا طاقت ہے کہ انکا احصا کر سکے اور اس وادی ناپید کنار میں قدم رکھ سکے خامہ دو زبان معترف عجز و قصور ہے قلوب مومنین پر تابان انکے نور کا ظہور ہے اور تحیت بے انتہا اور ہزار ہزار رحمت و ثنا حضرت امام حسن مجتبیٰ سے لیکر امام زمان سلطان دو جہان ہمنام مصطفیٰ قائم آل عبا تک کہ دل ہر ایک مومن کامل کا جسکی زیارت با سعادت اور اقتباس جمال مہر سپہر کمال امامت کا صبح و مسا طالب ہے ہر فرد بشر پر واجب و لازم ہے ان حضرات سے توسل رکھنا باعث نجات ہے الغرض یہ وجود باجود کی برکت سے قائم اس طلسم ہائلی کا ...

بس اب ... ختم کلام
سب پہ ہر دم رہے درود و سلام

مدح حضور پر نور گوہر بحر سخاوت دُر نایاب اکلیل شجاعت سکندر صولت دارا دربار کیوان منزلت حاتم دوران درۃ التاج ابہت و شہریاری زیبندہ سریر مملکت و تاجداری جناب شوکت مآب رکن الدولہ نصرت جنگ ہزہائینس نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

ظہیر ور اے ساقی بادہ [illegible]
کہ ہے [illegible] بزم جمشید [illegible]
[illegible] فکر بمضمون قلم
پناہ جہان و جہان پناہ
عروج بلند اختری [illegible]
کسی کو کسی سمت ملتا نہیں
عدالت کی [illegible] واستان
جہان شجاعت ہے [illegible] کرم
شب و روز دست کرم ہے دراز
کہیں جور و بے اعتدالی نہیں
دیا ساز و سامان دولت تمام
ترتیب دی اونکی کمالات سے
محمد بہاول سے خان ہے جو حکم
کہ تعریف سے ذہن و ادراک کی
کہ ہے وہ عدو پر جو شمشیر کشی
یہ فیروزمندی یہ شوکت کہان
سبھی فن کے کامل ہین اس شہر مین
نہین کوئی ایسا [illegible] امید
[illegible] فن مین ہاتھ اپنے عالی [illegible]
تقدیس کی [illegible] پیر [illegible]
زمانہ مین جبتک ہے صبح و شام
قدمبوس ہین نواب گیتی پناہ
ہمیشہ یہ نواب عالی [illegible]
[illegible] رشک [illegible] دشمن تیرہ روز

کہ صبح [illegible] کی جلوہ گر
زبان و لب خشک کو تر کرون
کرون مدح سرکار والا شیم
برومند [illegible] زر و مال سے
جہکا تماشے سے ایمان [illegible]
شب و روز ہین [illegible]
[illegible] مست خواب گران
زمانہ مین اللہ رکھے مدام
رعیت ہے آسودہ و بے نیاز
ہے انتظام جہان سے خراب
[illegible] ہے لیکن جود و ہمت تمام
[illegible] کشور اعتبار سخن
تو اسم گرامی ہو زیب رقم
[illegible] وہم کار [illegible]
وبال سر کبر ہو [illegible] کشتی
طبیعت مین ہے قدردانی کمال
نہین قدردان ایسا [illegible] مین
بہادر ہون [illegible] کیونکہ یان
کہین قدر [illegible] ہین خدا کے لیے
فروزندہ [illegible] ہین جیسے قمر
فلک کو ہے گردش زمین کو قیام
ترقی پہ اقبال و اکرام ہے
رہے گلشن دہر باغ باغ
[illegible] اس پا [illegible] دشمن تباہ

[illegible]
[illegible]
[illegible] شام و پگاہ
[illegible] اقبال ہے
نظیر اونکا [illegible]
[illegible] زبان [illegible]
ہمیشہ [illegible] مردان عالی [illegible]
سخاوت کا انکے یہ دولت ہے نام
کسی کو [illegible] خالی نہیں
[illegible] انکو کیا [illegible]
بہت شوق علمی خیالات سے
وفا [illegible] اخلاص [illegible] سخن
صفائی ہے ایسی دل پاک کی
دل و جان سے [illegible]
[illegible] کسی کو یہ سطوت کہان
[illegible] ہین سیکڑون [illegible]
[illegible] زیر سپہر بلند
[illegible] طاقت ہے ایسی زبان
[illegible] جبتک سپہر بلند
نظر آتے ہین روز و شب جلوہ گر
[illegible] عز و جاہ
ہمیشہ [illegible] سرکار [illegible]
[illegible] بخت عالم فروز
رہین [illegible] و آرام سے خیر خواہ

سبب تالیف کتاب

ناظرین والا تبار و سامعین بلند اقتدار کی خدمت میں یہ خوشہ چین خرمن ارباب فضل و کمال خالیاے نقشبندان ذہنی مقال اول کونین شیخ تصدق حسین داستان گو وذلہ ربائے خوان اہل ہنر محمد اسمعیل اشہر عرض پیرا ہے کہ ان ایام میمنت انجام میں بیاوری بخت رسا و مساعدت طالع فرصت آثار بمقتضا آبہاؤ ان حسب طلب سرکار عالیجاہ بلند پایگاہ اعلیحضرت بندگان عالی کیوان خدم دارا حشم نوشیروان معدلت سکندر شوکت حاتم سخا خورشید عطا تاج مہر سپہر اقبال زینندہ تخت اجلال حضور پر نور رستم دوران افلاطون زمان فلک بارگاہ سپہ سالار مخلص الدولہ نصرت جنگ ہز ہائینس نواب ابن نواب نواب محمد بہاول خان بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ فرمانفرمایے دار السرور بہاولپور صانہ اللہ تعالیٰ عن شر الشرور الی یوم النشور عرش پناہ فلک بارگاہ انجم شکوہ منیجر فریدون فر ہیبت جم منزلت سلیمان فطرت گوہر تاج شہر یاری افسر تابندہ اوج ابہت و جہانداری وارد شہر ولایت بہر دار الریاست بہاولپور ہوا اور بتوسط مولوی محمد عبد اللہ رشید عبد العزیز صاحب معتمد ریاست حضوری سرکار عالیجاہ سے مشرف ہو کر ذخیرہ فخر و سعادت حاصل کیا ۔ ہنگام ملازمت کبھی اپنے بخت رسا کی مساعدت پہ ناز کرتا تھا کبھی نخوت ابتدا نہ کے ساتھ شکر کریم کارساز بجا لاتا تھا کہ یہ کبھی یاوری تقدیر ہے کہ کہاں یہ ذرہ بے مقدار اور کہاں یہ آفتاب آسمان عز و وقار کہاں یہ مشت خاک بے بنیاد کہاں وہ عالم پاک قدسی نژاد ۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ یہ سب بندہ نوازی اوس رب بے نیاز کی ہے کہ مجھ سے ہیچمدان کو ایسی بارگاہ فلک اشتباہ میں شرف باریابی حاصل ہوا ؎

گر سایہ پیر عرش اندا خست بوئے سلطان		اکلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید	

حضور پر نور نے کمال احترام نہایت اعزاز و اکرام سے عزت افزائی فرمائی کہ مدت العمر اگر اوسکا شکریہ کیا جاسکے تب بھی ممکن نہیں ہے ؎

	رتو یا ہم بہر یک داستانے یکے از شکر بسیار تو گفتن		اگر بر موے من گردد زبانے نیارم گو ہے رنج تو سفتن

خامہ دو زبان اگر تمام عمر سر گردانی کرے تب بھی ایک شمہ اوصاف عالی کا نہ لکھ سکے ۔ خوشا نصیب ہمارا کہ دولت دیدار فائض الانوار سے طالع خفتہ بیدار بخت نارسا یاور و مددگار ہو گیا ۔ شرف قدم بوسی غنچہ آرزو شگفتہ دامن امید گلہائے مراد سے رشک گلزار ہو گیا ؎

	بر آستان تو دارند میل دریا لی کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی		تو آن رفیع مکانی کہ آسمان فلک چہ حاجت است بہ پیش تو حال خود گفتن

سبحان اللہ دار الریاست کیا شہر ہے سواد فرخ بنیاد غیرت فردوس ہے کہ جسکا ہر گلی کوچہ کاکل محبوبان کی طرح دلفریب و طرحدار ہے عمارات پختہ و بلند بازاروں میں رونق پاکیزہ سڑکیں صاف و شفاف جسطرف دیکھو عجب سماں دکھائی دیتا ہے جسکی سیر سے دل سیر ہو جاتا ہے مثل باغ گل و گلزار و فضا سے سبزہ زار سے فرحت تازہ حاصل ہوتی ہے نظارہ لطف اوٹھاتا ہے اور والی ملک کا کیا کہنا حضور مدوح کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے بیان میں زبان قاصر ہے انسان کی مجال نہیں ہے کہ بیان کر سکے ۔ در دولت شاہی پہ عجب شان و شوکت ہے جس سے رعب و داب سلطانی آشکار ہے ہر قسم کے اہل ہنر بار بار جو کاؤ کمال حاضر دربار

دولہ

گوہر بار ہے اور قصر معلےٰ کی آرائش زیب و زینت نور علیٰ نور ہے ؎

زہے صفائے عمارت کہ در تماشایش — بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

ذہن ناقص الکران کو کنگیوں کی سپیدی کا بیان کرسکے تو یہ سراسر اوسکا قصور ہے۔ رفعت و شان اس عمارت عالی کو دیکھکر اگر یہ کہا جائے تو بجا ہے ؎

یکسر رشک مسیحا کا مکان ہے — ادنیٰ جسکی چہارم آسمان ہے

دوران ملازمت میں سلسلۂ سخن تذکرہ داستان امیر حمزہ صاحبقران میں آغاز ہوا اور وہ رموز و مقامات غوامض و نکات حضور پر نور نے اسکے متعلق ارشاد فرمائے کہ جس سے موازنہ ذہن عالی کا ہوگیا سبحان اللہ کیا طبیعت حاضر اور نظر غائر عنداوند کریم نے عطا فرمائی ہے کہ کل دقائق اس پر ہیں اور تمام مقاصد پیش نظر ہیں بڑے سے بڑے جاننے والے اس فن کے آپکے سامنے طفل مکتب ہیں واہ کیا ذہن رسا اور طبیعت عالی ہے کہ جسقدر جلدیں ملاحظہ سے گذری ہیں سب کے مضامین آپکے ذہن نشین ہیں اسپر کیا موقوف ہے صورت سیرت شوکت و جلالت رعب و داب خوش اخلاقی خوش مزاجی کون سی صفت ہے جو ذات اقدس میں موجود نہیں ہے جیسے نظر عنایت و الطاف کا پرتو پڑجائے پارس کا حکم رکھتی ہے کہ دامن امید پر زر ہوجائے ؎ ع مس کہ بکیمیا رسد زر گردد۔ اسیوقت اثنائے زمین حضور پر نور نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ وقت آفتاب شجاعت کی جلد چہارم اگر لکھی جائے تو جو بیانات کہ ادن میں ناتمام رہ گئے ہیں اور سلسلہ بیان اونکا ختم نہیں ہوا ہے وہ انجام کو پہنچائی جائیں اور نتیجہ و ماحصل انکا ظاہر کیا جائے اور جو واقعات کہ فروگذاشت ہوگئے ہیں اور کسی وجہ سے بیان انکا قلم انداز ہوگیا ہے انکی نسبت ہدایت خاص صادر ہوئی کہ وہ امور بھی اس جلد میں درج کئے جائیں تو موجب خوشنودی بارہ دولت ہوگا فدوی نے عرض کیا کہ سمعاً و طاعتاً جو ارشاد فیض بنیاد سرکار عالی ہوا ہے فدوی مطابق اسکے کاربند ہوگا اور اپنا فخر و سعادت سمجھکر تعمیل ارشاد عالی نہایت سرگرمی سے بسر و چشم بجالائیگا۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف چنانچہ یہ حقیر پر تقصیر عنان اشہب تیز گام خامہ جادو نگار کو اس وادی دشوار گذار میں منعطف کرتا ہے اور بیاقبال عدیم المثال سرکار فلک اقتدار اس گلشن بہار کو گلہائے مضامین مذکورہ الصدر سے آراستہ و پیراستہ کرکے نذر انور کیا اشیئہ گذرانیگا۔ امید ذات باری سے یہ ہے کہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور اقبال لازوال سرکار ابد قرار شامل حال ہے تو بہت جلد یہ کام انجام پذیر ہو اور شاہد مقصود چہرہ افشا سے باہر آکر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو سب تحقیق سوار ہوجائیں اگر الٰہ زمان و الاکی نظر اقدس میں گذر کر قابل قبول ہوجائے سعادت دارین حصول ہوجائے ناظرین با تمکین سے امید ہے کہ اگر کہیں سہو و خطا ہوجائے تو دامن عفو سے پوشیدہ فرمائیں کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

ترانہ سنجی عندلیب خامہ خوش بیان در تحریر این رنگین داستان

تازگی بخش گلشن ایجاد
طبع ہوجائے باغبان سخن
خامہ کا رہے صورت بلبل
سطر ہے کہکشاں کا ارکان
نقش باغ نظم ہے جدا

بارور کر مراد نہال مراد
شہریں میں اسطور کہ ہر ایک
صاف ہو جائیں رنگ مضامین کے
جہاں سرخی کی کردوں میں ...
سرو آزاد ہو ہر اک مصرعہ

ہو تر و تازہ فکر کا گلشن
باسلہ پانی کے آب دار کلام
یوں مسلسل ہو نثر نور افشاں
ہو بیان الم زرنگار علم
نظم نظم سخن شکل ہے ...

پنجران کے رہے ہمیشہ بہار	گل معنی یہ زین و زیب رہی	دور یہ اس سے غبار عیب رہے
آشناؤن کے دل جو یہ آئین	پھر گلگشت اس طرف آئین	پنجران آکے دیکھین جب یہ باغ
ہون وہ مانند گل شگفتہ دماغ	آگئے پیر اک مہربان کو پسند	عیب ہو یہ در نتیجہ غور رسند
رائگان ہو نہ یہ ریاض اثر	کرین منظور اسکو اہل نظر	

آغاز داستان ندرت بیان روانہ ہونا صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کا ہمراہی کل لشکر و بارگاہ سلیمانی وغیرہ کے جانب طلسم نہ طاق برای فتح طلسم اور ورود لشکر فیروزی اثر ایک صحرا پر فضا مین اور سردارون کے اصرار سے کہ یہ صحرا نہایت سرسبز و پر بہار ہی لشکر کو قیام کا حکم دینا اور خود مع سردارون کے مصروف صید و شکار ہونا ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اڑانا اور بہت دور نکل جانا رفیقون اور ہمراہیون سے جدا ہوکر اور راہ بھول کر ایک صحرای ہولناک و وحشت پر غبار مین سراسیمہ و پریشان ہونا آخر برہنمائی خضر راہ گم کردگان اُس مصیبت جایگاہ سے نجات پانا۔ ملاقات ہونا درویش فرشتہ خصال انقاے صحرا نشین سے اور عطا فرمانا اونکا بازوبند وغیرہ تبرکات طلسمی شاہزادہ عالی منزلت اور خضران بن عمرو کو اور اونکی برکت سے پہونچنا ایک غار تک اور حسب ارشاد درویش صحرا نشین کو دپڑنا غار مین اور پہونچنا اک صحن بارگاہ مین وہان ہنگامہ جنگ و پیکار برپا ہونا ساحران نابکار سے اور قتل ہونا

سمندر شاہ اور سندوس جادو وزیر بد تدبیر گنجور شاہ کا اور ہلاک ہونا فتنہ گنجور شاہ
کو مطیع اسلام ہونا گنجور شاہ کا اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لانا طلسم گنجور کہ
سلیمانی میں اور تحفہ جات طلسمی گلدستہ وغیرہ مع تیغ و سپر کے پیش کش کرنا
خدمت صاحبقران میں اور سب کو تخت سحر پر سوار کرکے لانا پھر پیر مرد صحرا
نشین کے پاس۔ رخصت ہونا شہزادہ عالیجاہ کا القا سے صحرا نشین کے پاس
اور روانہ ہونا اس صحراے ہولناک سے اور پھر راہی گنجور شاہ پہونچنا لشکر
فیروزی اثر میں۔ پھر رخصت ہونا گنجور شاہ کا یہ وعدہ کرکے کہ غلام اپنے طلسم کا
انتظام کرکے نطاق پر مع لشکر کے حاضر ہوگا۔ شہزادہ کا ایک دو روز لشکر میں
قیام کرکے روانگی پیش خیمہ کا حکم دینا جانب بیابان نطاق و دیگر حالات متعلق

داستان ہذا

ساقی نامہ

سنبھل للہ اے ساقی مست ناز
سمرو مے سا غمزہ ہے آج
ہلکی سے طپش میں لبوں پہ جان
کہ ہوں آج ہم بزم کاؤس و جم
پلا ساقیا مجھکو وہ آج سے
او سی سے کہ پلا جام تو حباب
بلا کیوں نہ کھل جائے دل کی کلی
ملا یا ری میں ہے مجھے خاک میں
مجھے مے سے لالہ گون کی تلاش
نہ شیشے نہ جام ہے نہ پیمان
ہر اک ہو گیا ہے تہی

ابھی سے نہ ہو استقدر بے نیاز
وہاں ہوں جہاں عیب فردیکھکر
زیادہ ہوس ہے تمناے جان
فراموش ہے جو تمہ ہو زبان
کروں منزل وحشت جستجو
زلال لولاکی ہے جستجو
کہ ہے باغ عالم میں اب تنگی
کدھر ہے تو اے ساقی جنگجو
یہ باتیں ہیں تیری بہت دلخراش
ہجوم آج رندوں کا ہے آج
نشہ زاہدی ہے مے یا ہی جون جونہا

یہاں رو برو اور عالم ہی آج
بشر کیا فرشتوں کے چھوٹے ہیں
پلا مجھکو ساقی کوئی جام سے
کہوں حال صاحبقران زبان
دھری ہے کدھر آج تجھکو شراب
شراب کہن کی نہیں آرزو
اسی مے کی ہوں ساقیا آس میں
پلانا نہیں ساغر مشکبو
شب و مے نہ خم ہے نہ ساغر یہاں
یہ جنگ وصل ہے تری ذات
یہ اسلئے ہوئے جام میں یا حباب

پھر اک کاسۂ چشم ہے گرداب آب
نکالا تجھے کیا خبر وہ ہے بلا
کہ دل میں ہے میرے تو بھی اور ہی [illegible]
نہ کر ساقیا مجھ سے عتاب بیان
لگا محتسب کا کہیں تو پتا
پلا اب وہ ساقی مے لالہ رنگ
نظر آئے دشمن کو شمشیر [illegible]
تصور ہے خورشید سکندر کا
تلاطم ہے یوں آجکل آشکار
ترستا ہوں اس مے رقاں کے لیے
مجھے دے مئے ناب و جام و سبو
اٹھو ہے اس دور کا پھر [illegible]
پری مجھکو شیشے میں اسکے نظر
مغنی بھی ہوں چنگ و نے [illegible]
بدولت و عنایت نہ ہو [illegible]

تلاطم میں ہے کشتی مے فروش
کہ یوں ساقی قدر دان ہے بھلا
پھر وہ کا جام اور مے لالہ رنگ
کہ ہیں آج تشنگی طلبا پیاس
طبیعت نہ کر اسے اشتہا
کہ در پیش ہے دو بلو ہے اک ترنگ
کرے سے تو اسے ساقی مہ جبین
پلا جام صہبائے انگور کا
وہ ہیں ہوش ہی ساقیا کس طرف
خدا دیکھ و دکھ خدا اسکے لئے
بنا میکدہ کو دلہن کسطرح
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
وہ ہوں جام [illegible]
مجھے ہوں [illegible] شمس قمر [illegible]
اٹھا اب سمجھا ہے یہ صبح و شام

شجاعت کا رندوں کو ہے آج جوش
مگر شرط یہ ہے سمجھ [illegible] رنگ
[illegible] شوخ و شنگ
کوئی بات [illegible] تدبیر ساقی بتا
ہو [illegible] ہوں مضمون بندش ہو
شعر [illegible] صفائی ہر ایک [illegible]
پلا ساغر یاد دل ہے حزین
شب و روز تو بتا ساقی روزگار
جو ہے صاحب شان اور ذی شرف
الٰہی ہے [illegible] ساقی تند خو
بنا کر نہ [illegible] کہن کسطرح
ہے سرخ ہو آج یوں جلوہ گر
تجلی شرم سے ہووے مہر فلک
پلا [illegible] ہوں [illegible]
ہوں آنکھوں پھر سامنے [illegible]

شیشے میں پھو مگر اس حال کی ۔ [illegible] ساقوں میں تفصیل احوال کی

غزل

فصل گل ہے لوٹ کیفیت میخانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں پروانہ آج
تجھ سے دریا نوش کو ساقی پلا [illegible] شراب
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
وصل کی شب ہے کہاں ساقی تکلف برطرف
دیکھوں تو ہوتی نہیں کیونکر [illegible] شیشوں میں
جوش پر ہے [illegible] میں اہل دنیا کا دماغ

دولت ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج
دل ہے [illegible] سودا ہو رہا ہے یوں نذرانہ آج
کنج اور گل دنیا ہے [illegible] ویرانہ آج
دیکھتا ہوں میں بھی [illegible] شیشہ پیمانہ آج
عقل کل کہتے ہیں [illegible] کوئی ہو دیوانہ آج
میں کہیں پیمانہ دوں تم مجھکو دو پیمانہ آج
بعد مدت ہوش میں آیا ہوں میں دیوانہ آج
کونسا گھر ہے نہیں جس میں ہے بالاخانہ آج

راویان حکایات لطیف اور ناقلان حکایات ظریف شہران تقریر حیرت آثار اور مورخان تاریخ عجیب نگار شہنشاہان اقالیم خوش بیانی و وزیران ممالک سخندانی منشیان قصص مثال نویسندگان داستان عدیم المثال اس داستان داستان کو با کمال شائستگی و عنوان بائستہ یوں تحریر و مسطور کرتے ہیں۔ ناظرین پر [illegible] واضح ہو کہ جلد چہارم دفتر آفتاب شجاعت [illegible] سلسلۂ سخن کو [illegible] ختم کیا ہے کہ سمندر شاہ اہل اسلام سے شکست کھا کر [illegible] تیمور شاہ [illegible] طلسم [illegible] میں گیا ہے اور [illegible] ہوا ہے تیمور شاہ نے اپنی عرضی [illegible] سمندر شاہ کو [illegible] سمندر شاہ

نے بھی اپنا عریضہ مشتمل حالات اپنی تباہی و بربادی کے اور طالب کمک ہو کر خدمت میں خداوند نہ طاق کے بذریعہ ایک ساحر کے روانہ کیا ہے اور جواب کے انتظار میں گنجور شاہ کے پاس مقیم ہے وزیر گنجور شاہ اس فکر میں ہے کہ کسی تدبیر سے تحفہ جات طلسمی بادشاہ سے لیکر اپنے قبضہ میں کروں اور بادشاہ کو قتل کر کے سمندر جادو کو یہاں کا حاکم کردوں اوسکو تخت سلطنت پر بٹھا کے آپ مختار کل سلطنت کا ہو جاؤں صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک نوجوان نے سمندر پر قبضہ کیا تھا اور اُس ملک کو فتح کر کے تمام ملک کو اسلام آباد کردیا تھا اور ملکہ نسیم دختر سمندر کا عقد سہراب جادو کے ساتھ کر کے وہاں کا حاکم کردیا تھا ہرکارے براے خبر کے روانہ کئے تھے کہ خبر لائیں کہ سمندر کس ملک میں بھاگ کر گیا ہے ہرکاروں نے آکر خبر دی تھی کہ سمندر نے لشکر کو تو طرف صحراے نہ طاق کے روانہ کیا ہے اور خود مع چند ناموس و سرداروں کے طرف گنجورۂ سلیمانی کے بھاگ گیا ہے اور گنجور شاہ کے دامن پناہ میں مقیم ہوا ہے ہرکاروں سے یہ خبر پاکر صاحبقران ثالث نے کل لشکر کو لیکر تعاقب میں سمندر شاہ روانگی کا قصد کیا ہے چنانچہ ان سب کے حالات راقم اپنے اپنے مقام پر بہ تصریح معروض کریگا بالفعل پہلے صاحبقران کا حال جو نامۂ قلم ندرت رقم کیا جاتا ہے ۔

بیا بشنو اے ہمدم راستان	کہ باز آمدم بر سر داستان
نگارندۂ قصۂ دلستان	چنین می نگارد زکلک بیان

کہ صاحبقران ثالث ذیشان شوکت پر جلوہ فرما ہیں دربار آراستہ ہے سب سردار اپنے اپنے رتبہ کے مطابق کرسیوں اور زرنگاروں پر مقیم ہیں بادشاہ جمجاہ اپنے تخت حکومت پر جلوہ گر ہیں کہ ہرکارے خبر آگاہ پہ حاضر ہو کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے کہ شہنشاہ کی عمر دراز ہو اوج پر ستارۂ اقبال رہے دوست شاد دشمن پایمال رہے ۔

تا سپہر بلند آفتاب سرور باشی	تا صبح دلہا ہمدم ساغر باشی
تا تاج حیات بر سر خضر بلند	در خانہ اقبال سکندر باشی

ہرکاروں نے خبر دی ہے کہ سمندر شاہ حضور سے شکست کھا کر طلسم گنجورۂ سلیمانی میں بھاگ کر گیا ہے اور گنجور شاہ کو اپنا دامن پناہ تجویز کر کے وہیں مقیم ہوا ہے اور اپنے لشکر ہزیمت خوردہ کو جانب نہ طاق روانہ کیا ہے اور بذریعہ گنجور شاہ عرضی بخدمت خداوند نہ طاق یعنی الوان تاجدار کے طالب کمک روانہ کی ہے اوسکا قصد ہے کہ کمک آلے تو دشمنان حضور پر نور سے مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے تو انعام پاکر رخصت ہوئے یہاں صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف گنجورۂ سلیمانی کے روانہ کیا جائے اور کل لشکر کو حکم دیا کہ سامان سفر طیار رہے ہم کل بجانب طلسم گنجورۂ سلیمانی تعاقب میں سمندر شاہ کے روانہ ہونگے چنانچہ اوسیوقت سے لشکر میں دھوم سامان سفر کی طیاری کی ہونے لگی تمام رات اہل لشکر کوچ کی طیاری میں مصروف رہے ہنگام سحر تمام لشکر سامان سفر سے کل ہو کر روانہ ہوا صاحبقران بھی نماز صبح پڑھکے سوار ہوئے اور کل لشکر کو ہمراہ لیکے مع بارگاہ سلیمانی بہ اثاثہ صاحبقرانی نہایت تزک و حشم کے ساتھ روانہ ہوئے بادشاہ سلامت بھی اپنے تخت رواں پر جلوہ فرما ہیں اور تمام سرداران عالی وقار و پہلوانان نامور شعار گرد و پیش سواری کے چلے جاتے ہیں صحرا و سبزہ زار بیابان و کوہسار کو مشاہدہ فرماتے ہوئے چلے جاتے ہیں کبھی سرداروں سے مخاطب ہو کر زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرماتے ہیں کیا سبزہ زار ہے ۔ یہ فضا اور کیا صحرا ہے فرحت افزا ہے مصاحب و رفقا عرض کرتے ہیں کہ جب تھوڑی

دور منصور اور آگے بڑھا ونگے وہاں صحرائے پر فضا اکثر نظر آئیں گے اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے
قدم دشت غربت میں دھرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ جاتے جاتے ایک صحرائے وسیع میں پہونچے دیکھا
کہ صحرا نہایت پر فضا ہے سرو شمشاد کے درخت جابجا نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں کوہ بالا کوسوں تک
پھیلا ہوا ہے کثرت گلہائے صحرائی سے تمام صحرا الوند گلزار ہو رہا ہے سبزہ گویا ابھی دو کوسوں تک لہلہا رہا
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باغبان قضا و قدر نے فرش زمردین بچھا دیا ہے آبشارین جاری ہیں جانوران
خوش الحان درختوں پر زمزمہ سنجی کر رہے ہیں کسی طرف بلبلیں غزلخوان کسی سمت طاؤس رقصان
ایک جانب کبک دری قہقہہ زن کہیں پر زندبافان چمن بصد ادا اوس صحرا کے سبزہ زار میں خوبصورت
تھے سب مثل طوطی سبز تھے طایران خوش الحان انپر بیٹھے ہوئے ذکر حمد باغبان گلشن
جہان کر رہے تھے سیکڑوں درختوں سے اوس صحرا میں پیدا کرتے تھے اور ہزاروں
کر رہے ہوئے انھیں درختوں پر آکر بیٹھے تھے انہیں وصبا منہ سے کی ہواداری میں مصروف ہیں ہر صفت
موصوف چوپائے مثل ہرن نیل گاؤ وغیرہ بے شمار تھے جس طرف دیکھا ہزاروں آہو شوخ و
شنگ سبزہ شاداب چرتے ہوئے نظر آتے شہزادے اور انکے ہمراہیوں کو دیکھکر گھبرا گئے اور ہرنوں کی
کھیلے اودھر سے اودھر بھاگتے بدیع الملک نامدار بھی اوس صحرا اور وحوش و طیور کو دیکھکر بدرجہ
کمال مسرور ہوئے سرداروں اور جانبازوں نے شہزادہ نامدار کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور یہ
صحرا نہایت پر فضا ہے اور شکار بھی نہایت کثرت سے ہے اگر ایک روز لشکر کا مقام ہو جائے
تو نہایت مناسب ہے بادشاہ جہاد کو بھی یہ رائے پسند آئی صاحبقران نے اوسی مقام پر لشکر کے
قیام کا حکم دیا چنانچہ حسب الحکم شاہزادہ والا تبار خیمے وغیرہ اسی مقام پر برپا ہونے لگے شاہزادہ
نے فرمایا کہ بہتر ہے ہم آج اسی صحرا میں قیام کرینگے شب کو اسی مقام پر بسر کرینگے کل یہاں سے
طرف منزل مقصود کے سفر کرینگے یہ حکم فرمایا خیمے وغیرہ نصب ہونے لگے شہزادہ معہ چند
سوار سے چند سرداروں کو ہمراہ لیکر باشتیاق تمام واسطے شکار کے صحرا میں پہونچے اور تیر و کمان ہاتھ
میں لیکر شکار کھیلنے میں مصروف ہوئے ایک مقام پر دیکھا بہت سے ہرن جمع ہیں اور سب
ہرن تو بیٹھے ہوئے ہیں مگر ایک ہرن کھڑا ہوا اونکی نگہبانی کر رہا ہے اور چاروں طرف دیکھ
رہا ہے شاہزادہ نے اپنے رفقا سے اشارہ کیا کہ اس مقام کو گھیر لو کہ یہاں سو سوا سو ہرن جمع
ہیں سرداروں نے بموجب ارشاد اوس مقام کا گھیرا کیا یہ کیفیت دیکھکر ہرن مثل پرکالۂ آتش
کے جست و خیز کرنے لگے اور بھاگنے کا قصد کیا سرداروں نے صید کرنا شروع کیا سرداروں اور
اونکے ہمراہیوں نے تھوڑی دیر میں اسقدر وحوش و طیور شکار کئے کہ صحرا میں جا بجا انبار
لگا دئے شہزادہ نے بھی کمان قربان میں سے لی اور ترکش سے تیر لیا ہر ایک تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ
کرکے صید افگنی میں مصروف ہوا کئی ہرن شاہزادہ نے تیر سے گرائے ایک آہو چوکڑی بھرتا ہوا
جست و خیز کرتا ہوا سامنے سے نمودار ہوا شاہزادہ کی نگاہ جو اوسپر پڑی فوراً تیر کمان میں
پیوستہ کرکے مارا تیر ہرن کے پڑا لوٹکر دو چار قدم وہ ہرن بھاگا شہزادہ نے بھی اوسکے تعاقب میں
گھوڑا ڈالدیا ہرن سم مرکب کی صدا سنکے ایک طرف کو جست و خیز کرتا ہوا چلا شہزادہ نے خیال کیا
کہ بہتر ہے اس ہرن کو زندہ گرفتار کرو یہ ہرن نہایت خوبصورت ہے یہ خیال دل میں کرکے اوسکی
طرف مرکب اوٹھایا ہر چند سرداروں نے عرض کیا کہ اسقدر ہرن صید ہو چکے ہیں ایک ہرن

اگر نکل گیا نکل جانے دو پیچھے تکلیف نہ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ نہین اوسکا بھی ہونا ضرور ہے یہ کہہ کے گھوڑے کو مہمیز کیا اور بہت تیزی سے اوسکے پیچھے جھپٹے لیکن وہ آہو اس تیزی سے بھاگا کہ صاحبقران اوس تک پہونچ نہ سکے یہ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اوسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین جب اوسکے قریب پہونچ جاتے ہین اور قصد کرتے ہین کہ کمند مارون وہ ہرن جست کرکے مثل تیر کے صاف نکل جاتا ہے جیسے کمان سے تیر بس یہ اوسکے تعاقب مین مرکب کو مہمیز کرتے ہین برابر مرکب کو اوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہین مگر وہ ہرن ہاتھ نہین آتا اسی دوا دوش مین دن قریب دوپہر کے آگیا یہ اس صحرا سے کئی کوس دور نکل گئے ہمراہیون کی نظرون سے غائب ہو گئے اب انکو بھی غصہ آگیا کہ یہ ہرن ہاتھ نہین آتا ہی بدون اسکے اسیر یا ہلاک کیے ہوئے نہ واپس ہونگا راوی کہتا ہے کہ شہزادہ مرکب کو اوڑاتے ہوئے تعاقب ہرن مین چلا جاتا ہے ہرن بھی جست و خیز کرتا ہوا آگے آگے روان ہے شہزادہ حیران ہے کہ کیونکر اوسکو اسیر کرون دام کمند مین دستگیر کرون یہی فکر و تردد ہے جب شہزادہ بہت سرگردان و حیران ہوا تو اب یہ قصد ٹھہرایا کہ اسکو تیر سے گرا دون بس کمان دوش پر سے لی ترکش سے تیر لیا تیر کو چلہ کمان مین پیوست کرکے ہرن کو تاکا وہ نشانہ سے الگ ہو گیا اور بھاگا یہ بھی مرکب اوڑا کر چلے مرکب بھی پسینہ مین غرق مرکب کی زبان نکل آئی ہے ہانپ رہا ہے مگر راکب کے اشارہ پر چلا جاتا ہے بقول اسکے شعر

دم الٹنے سے سانس لی تو وہ پہلے روانہ تھا	تار نفس بھی اوسکے لیے تازیانہ تھا

شہزادہ کا یہ عالم ہے کہ پیاس کا غلبہ ہے مگر اسی دھن مین چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ جبتک اسکو ہلاک نہ کر لونگا واپس نہ ہونگا نوبت بایں جا رسید کہ وہ آہو ایک مقام پر پہونچکر انکی نظر سے غائب ہو گیا معلوم نہین کس درہ کوہ مین چلا گیا اب شہزادہ کو ندامت بھی ہے اور صید کے نہ پانے کا صدمہ بھی ہے اوسی عالم پریشانی مین شہزادہ نے ایک سمت کو گھوڑا ڈالا اشہب تیزگام صبا رفتار کی باگ اوٹھائے چلے جاتے ہین کہ بسبب اتفاق راہ بھول گئے بہت دور تک رہروی کی مگر وہ وادی پرخار اور صحرائے حیرت آثار کسیطرح ختم نہوا شہزادہ عالم اضطراب مین کبھی ادھر کبھی اودھر نکل جاتا ہے مگر اس بیابان سے نجات نہین پاتا ہے جسقدر دن باقی تھا اسی کرب و بیقراری مین کٹا قریب شام تھک کر گھوڑے سے اوتر پڑے ایک درخت کے نیچے شب بسری دیکھا تو تمام جنگل سنسان ہی کہین انسان ہے نہ حیوان ہے تاریکی چھا رہی ہے چاندنی کا کوسون نہین پتا ہے وہ ڈراونی رات ہے نہ کوئی سنگ ہی نہ ساتھ ہے عالم تنہائی مین وہ رات پہاڑ ہو گئی شعر

سحر یا نوبت امشب دہل صبح نہ کوفت	یا مگر صبح بنا ستد شب تنہائی را

خدا خدا کرکے سفیدہ سحری چمکا ہنگام سحر نماز پڑھکے پھر چلنے کا قصد کیا اور مرکب کو اپنے چراگاہ مین چھوڑ دیا کہ جبتک مین نماز پڑھون یہ بھی گھاس چر لے چنانچہ مرکب چرنے مین مصروف ہوا اور اتفاق علم کو ایسی ہی زہریلی گھاس مین تھا کہ کھاتے ہی اس مرکب شکاری کی آنکھین دفعتہ سرخ ہو گئین اور جسم تھرتھرا گیا گر پڑا اور مر گیا شہزادہ کو نہایت رنج و افسوس ہوا سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ بلطف پیادہ پائی ابھی بہت اوٹھانا منظور ہے بقول شخصے بدر سم فرزند آدم بگذرد شعر

پائے صحرا نوردی پاؤن کی ایذا نہین	دل کا دکھ دینا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا

پیدل ایک سمت کو روانہ ہوئے دوپہر کے ایک بیابان ہولناک دشت پرخطر ملا ہے

سے آپ ریگزار میں پہونچے جہاں بگولے اوڑتے تھے ہوائے گرم چلتی تھی تشنگی کا زور تھا فرماتے تھے کہ ہم قصد کرنے کو آئے تھے خود شکار اجل ہوئے ہے ۔

ہے یہاں وحشت جو کرتے ہے مجھے پریشاں دل تو	آندھیاں اوٹھیں بگولے آئے ستانیاں کو

فرماتے تھے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں آب تاک کو ہر نایاب ہے خضر تک اس دشت میں پانی کا محتاج پھرتا ہے اگر کوئی چشمہ دور سے معلوم ہوا اور بقصد آب وہاں پہونچے تو دیکھا کہ سراب ہے اور برساتی ہے جہاں کہیں پانی معلوم ہوتا تھا وہاں پہونچے تو دیکھا کہ جھیلیاں سوکھی ہوئی پڑی ہیں اور پانی کا کہیں نام نہیں شہزادہ پیاس سے نہایت مجبور ہوا کہ حلق پارہ پیاس کے خشک ہوا جاتا تھا زبان میں کانٹے پڑے جاتے تھے وہ تشنگی تھی کہ خدا کی پناہ شہزادہ اوسی عالم یاس و ہراسیگی میں فرماتا تھا کہ اے فلک کجرفتار ہم لوگوں سے ساتھ تیری کجروی نہیں جاتی تجکو ہر تیرہ اختری الٰہی دیکھکر جل گیا سچ ہے ۔

بغض و حسد سے خالی صحرا کو بھی نہ پایا	کیا کیا جلا ہے سالکو پھولا جو وہ خاک میں

غرضکہ شہزادہ اس دشت ہولناک میں نہایت پریشان ہے اور اس صحرائے خاک آلود میں گرد لود کی گرد بیٹھا جاتا ہے تمام جسم پر خاک پڑی ہے وہ خاک اس رخ پر نور پر یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا وہ آب خاکی ہے اس گرد و غبار میں وہ چہرہ پر نور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب برج خاکی میں آ گیا ہے شہزادہ تباہ و برباد عرق میں از سر تا پا غرق چہرہ بسبب حرارت آفتاب کے سرخ ہو رہا ہے وہ گلابی رخسار کہ جنپر کبھی گرمی کی حدت تک نہ پہونچی ہو اوپر اسقدر حرارت آفتاب اپنا اثر کرے کہ وہ نسل گل کے مرجھایا ہیں چہرہ وہ آفتاب حسن و خوبی جلا جاتا ہے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں خار مغیلاں تلووں کے پار ہو گئے ہیں پاؤں ورم کر آئے ہیں آبلوں سے خون بہتا ہے جب کانٹا نکالا تلووں سے خون بہکر تمام زمین لالہ گون ہو گئی یہ حالت دیکھکر فرماتے تھے ۔

نکلے کانٹوں سے جلیں پہنچیں کی تدبیر پایا	الوکر و تلووں میں نکلے وادری اللہ پیار یا

اسنے اس کو پرایا پرایا سے ستم پاریہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں برگ شجر جیسا ہوا جلتی ہے کہ شفقت افسوس ملتی ہیں چہرہ سے نظر آگیا اتنے جسم پر خاک پڑی ہے مگر وہ رہ نوردیادہ مصیبت رہروی سے باز نہیں آتا ہے میرا پیرا راہ طے کئے جاتا ہے کہتے جاتے شہزادہ ایک ریگستان میں پہونچا جہاں سوائے ریگ کے کسی شے کا نام نہ تھا درخت کا نشان نہ تھا پانی کا پتہ نہ تھا اس صحرا میں مسافر کو تشنہ لبی سے پناہ پانی دشوار تھی سوائے خون دل کے پانی کا نشان نہ تھا نہ کوئی کسی قسم غذا ہے تھی سوائے لخت جگر یا قسم خورشید کے جانور تک اس صحرا میں نہ آتے تھے حرارت آفتاب سے تمام صحرا کورہ آہنگران ہو رہا تھا کہ تاب و طاقت جو کوئی پرندہ اوپر ہوا پر اوڑتا ہے جلکر گر جاتا ہے اگر کوئی اہل ریگزار آ گیا تو گرسنگی و تشنہ لبی سے ہلاک ہو گیا اگر درخت بھی کوئی نظر آیا تو مثل مجنون کے خشک پایا تھا نہ وہاں کی زبان تک سوکھی تھی غرضیکہ شہر صادق آتا تھا ۔

پھر سے نکلیں آبلوں کی اپنا الٰہی جل پاس	ہو گئے ہیں پیاس سے کانٹے زبان خار میں

شاہزادہ اس صحرا میں رہ نوردی کا اسقدر سختی و صعوبت سے پاؤں زمین پر نہ رکھا جاتا تھا زمین مثل تابہ آہن کے تپ رہی تھی ہر مرتبہ پاؤں میں چھالے پڑ جاتے تھے ورد از رنگ انکا سے معلوم ہوتے تھے اسقدر گرمی تھی کہ شاہزادہ از سر تا پا پسینہ میں غرق تشنگی سے بسبب کم پانی

آپ کے زبان تالو سے لپٹی جاتی تھی طاقت الگ طاق ہو گئی تھی یہ کیفیت تھی کہ کسی مقام پر تلاز الو رنگ میں گر جاتے تھے کسی مقام پر تابم بس راہ طے کرتے ہوئے سختیاں سفر کی اوٹھاتے ہوئے اس صحرا سے بلا کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں دھوپ کی جو شدت ہوئی اور حرارت آفتاب بڑھی تو اسلحہ بھی جسم پر بار ہو گئے کڑیاں زرہ کی جلنے لگیں اور خود بھی بار سر ہو گیا اور تلوار ناگن بنکر کاٹنے لگی تلوار کو کہیں پھینک دیا خود کہیں اتار ڈالا زرہ کو کسی مقام پر علیحدہ کر دیا اسی عالم یاس و سراسیمگی میں فرماتے تھے کہ نیرنگی فلک دیکھئے کہ چشم زدن میں کیا تھا کیا ہو گیا یا وہ حکومت و ثروت تھی یا یہ بیابان نوردی دشت غربت

سچ ہے ۔ شعر

نقوش کلک قسمت کو جو اندیشہ ہو حیرانی	پڑھا جاتا نہیں ہرگز کسی سے خط پیشانی

یہ کہتے فرماتے تھے نظم

یا بہ بستر خواب پر تھا یا پھرا ہے دشت میں	خار سے پیر پر رکھے دامان گل کا سائبان
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز	پوست کھنچتے ہی ہما کا دے کے مشت استخوان
ابر و باراں کو برسا دے وشت یاس پر	خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان
میل کھینچے دیدۂ بینا میں یہ تاریک عقل	پر کرے کحل الجواہر دیکھے چشم سروان
تا کجا کیجئے بیان اس سفلۂ دون کا فراج	ایک و تیرے پر نہیں کا ہے جھینکن گا یہ جہان

یہ فرما کر آبدیدہ ہوئے اور اپنے حال پر افسوس کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ان کوسون کو جو کوس کر کاٹا تھا لیکن نہ کٹتے تھے بس قریب ایک دامن کوہ کے پہونچے ایک پتھر سنگ مرمر کا نظر آیا کہ وہ چمکتا ہوا تھا اور سیر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا اور سینہ سے شہزادہ نکلتے ہیں وہاں سے آگے بڑھے نظم

ناگہ نظر آیا ایک بیابان	تھا نام کو وہاں نہ کوئی حیوان	انسان کا ذکر کیا بجا ہے
جن ڈرتے تھے اوس جگہ پہ آتے	کوسوں نہ درخت تھا نہ پانی	مشکل تھی وہاں پہ سانس پانی
کوئی آسیا کی جستجو کیا ہی	لرزاں تھی زمیں پہ ریگ ماہی	ہر ذرہ وہاں کا بندہ پرور
چنگھاڑ زن آفتاب محشر	ڈر کرتا تھا وہاں جو پاسبانی	آتی تھی کہیں صدا یہیں بھی ڈرائی
پہونچا جو کوئی ہوا کا آتا	سر تا بقدم بدن جلاتا	

بس یہ وادی ہولناک جو ملاحظہ فرمایا ایسے بے بس ہوئے کہ راہ کا چلنا دشوار ہو گیا گرسنگی نے آگے پریشان کیا تشنگی نے الگ پاؤں نے جدا جواب دیا فرمانے لگے شعر

نہیں کٹتا ہے یہ میدان بلا	مدد اے خضر بیابان بلا

فی الجملہ کچھ راہ اور طے کی تھی کہ آثار شام کے ہویدا ہوئے دیکھا کہ آفتاب قریب غروب ہے تمازت بھی کم ہو گئی ہے شام ہوا چاہتی ہے ۔ قزاق لیل پردۂ شب تانا چاہتا ہے روشنی روز مٹانا چاہتا ہے دامن کوہ بھی ہے آج اسی مقام پر قیام کرنا چاہئے ۔ آج شہزادہ کو تیسرا فاقہ ہے ضعف کے مارے راستہ چلنا دشوار تھا سو جب سے یہیں ٹھہر گئے ایک مقام پر بیٹھ کر نماز مغرب پڑھی اور عرض کیا کہ اے پروردگار ۔ شعر

آسمان کہتی ہے ہر صبح باواز بلند	رزق سے بھرتا ہے رزاق وہیں بھوکے

میں بھی تیرا بندہ ہوں آج تیسرا فاقہ ہے تو ہی رزاق مطلق ہے ہیجدہ ہزار عالم کو رزق پہونچاتا ہے بھوکا سلاتا نہیں بھوکا اوٹھاتا ہے پتھر کے کیڑے کو رزق دیتا ہے ہر حال میں تیرا شکر واجب و لازم

ہے جو تیری مرضی سو

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے	اگر یوں بھی واہ واہ ہے اور وُوں بھی واہ واہ ہے
ہمیں ہی کچھ [illegible] نصیب ہے	ہر چند آبلہ سر میں پا نصیب ہے

پہنچا ہی تھا کہ ناگاہ سامنے سے ایک مرد بزرگ نورانی شکل عمامہ سبز سر پر باندھے ہوئے عبا دوش پر ڈالے ہوئے جبین مبین سے نور ساطع و لامع تھا اس مقام پر پیدا ہوئے ایک جام شربت کا اور دو روٹیاں لا کر شہزادہ کے پیش کیں اور بڑی شفقت و توجہ سے فرمایا کہ انکو نوش جان کرو یہ عنایت پروردگار ہے اور یہ وہ روٹی ہے کہ جس چیز کا ذائقہ طلب کرو گے وہ حاصل ہوگا شہزادہ نے پہلے جھک کر سلام کیا اور وہ روٹیاں اور جام آپ سے لیا روٹی کو نوش کیا اور آب سرد پیا فی الواقع روٹی کو ویسا ہی پایا جیسا کہ مرد بزرگ نے فرمایا تھا خوب سیر ہو گئے چونکہ آدمی اناج کا کیڑا ہے کھاتے ہی جان میں جان آئی ہوش و حواس درست ہوئے شکر پروردگار بجا لائے دل میں خیال کیا کہ یہ مرد بزرگ بھی کوئی مقربان درگاہ الٰہی و خاصان خدا سے ہیں عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہیں اور اسم مبارک آپکا کیا ہے اور یہ تو ارشاد فرمائیے کہ مجھ سے کونسا قصور سرزد ہوا ہے کہ یوں ایسے صحرائے ہولناک میں پھینکا گیا ہوں اور یہ وحشت یہاں دو پاؤں پکڑے ہی مجھکو نصیب ہوئی ہے - آپ خاصان درگاہ ایزدی میں سے ہیں میرے حال زار پر توجہ فرمائیے اور رہبری میری کیجئے - پیر مرد نے یہ سنکر سر کو ہلایا اور کہا کہ مشیت ایزدی - اس میں کچھ مصلحت پروردگار عالم کی تھی اور نام میرا خضر ہے بات یہ ہے حکم خدا سے میں جا نہیں سکتا ہوں پس اب تمہیں مناسب ہے کہ اسی مقام پر شب بسر کرو اور صبح کو دہنی جانب یہ اسمائے الٰہی پڑھتے ہوئے چلے جانا پروردگار عالم نے تیری تقدیر میں کیا اب برکت ان اسمائے کے اس وحشت ہولناک سے نجات پاؤ گے سب مصیبت دور ہو جائیگی بس وہ اسمائے الٰہی تعلیم کیئے اور آپ نگاہ سے غائب ہو گئے بعد ازاں شہزادہ نماز صبح کے لیئے یہ کہتا ہوا اٹھا کہ نظم

کبھی حرم کو کبھی بتکدہ کو جاتے ہیں	کوئی تلاش معیشت میں یہاں کمائی ہے
بہر نے تجھ سے تو کیوں دوست اہل کدھر کو جاتے ہیں	تو کسی کے آنکھوں میں آنسو یہ کہہ سنائی ہے
علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند	بلا کشان محبت بکوئے یار روند

یہ پڑھ کر [illegible] نماز صبح ادا کیا اور درود وظائف سے فارغ ہو کر محبت پروردگار عالم میں انھیں اسمائے الٰہی کو پڑھ کر جو حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام نے تعلیم فرمائے تھے ورد زبان کرتے ہوئے چلے بفضلہ تعالیٰ اس بلا سے نجات پائی اب جو دیکھا تو اپنے کو ایک صحرائے پر بہار و دشت لالہ زار میں پایا جہاں ہر قسم کے درخت سرسبز و شاداب لگے ہوئے تھے سبزہ خود رو فرش زمین تھا گلہائے خودرو کھلے ہوئے لالہ و گل اپنی کلیاں اپنا جوبن دکھلا رہا تھا اپنا بہار ہی کچھ تمام صحرا سبز و خرم تھا شہزادہ سیر کرتا چلا جاتا تھا کہ دیکھا قریب صحرا کے ایک برات مقیم ہے اور آواز گریہ و زاری کبھی بلند ہے اور ایسی دردناک صدا ہے کہ دل پھٹا جاتا ہے اور کل سامان برات جلوس وغیرہ پر ایک عجیب اداسی چھائی ہوئی ہے کہ اس کے دیکھنے سے دل پر ایک اثر پڑتا ہے خیال کیا تو دیکھا عجیب کیفیت ہے ایک سرخ دوپٹہ کا کنگنا ہاتھ میں لگے ہوئے بہت پر از قفس بچھا ہے برات کا سامان معلوم ہوتا ہے مگر سب اب اداس بیٹھے ہیں [illegible] صورت ماتم داروں اور غمزدوں کی بنائے ہیں کوئی آنکھ ایسی نہیں ہے

کہ جسمین اشک حسرت نہ ڈبڈبا رہے ہون کوئی لب ایسا نہین ہے کہ جسپر آہ جگر خراش نہو غرضکہ تمام شہر ایک ہی حالت غم و ملال اور رنج و صدمے مین مبتلا ہے اور صاف تصویر غم بنا ہوا ہے ۔

تصویر غم و ملال ہین سب	غمگین و سیاہ حال ہین سب

یہ حال دیکھکر شہزادہ نہایت متحیر اور بکمال حیران متفکر ہوا کہ سبب اسکا کیا ہے اور کیا ہوا ہے کہ ایک سرے سے سب کا یہ حال ہے ہر شخص نالان ہے ہر دل فگار ہے یہانتک کہ نوبت کی یہ نوبت ہے کہ بجا ہے نوبت کے اپنا سر پیٹتا ہے رنج و غم کے دھوئین دے رہے ہین شہنا کیطرف کہ شور و فغان سے نالہ گیر ہے صدا اسکی درد آمیز ہے اور وقت قریب ہے ۔ انگریزی باجون کی صدا ایسی دلخراش دل دکہانے والی ہے کہ جسکی آواز رنج و الم پیدا کرتی ہے بیرقون و جھنڈیون پر علم آہ کا نشان ہے مشغول رنج و غم ہر پیر و جوان ہے گاہے گاہے گویا کیفیت رنج و غم کی آشکار ہے تخت روان پر تختہ تابوت کا اظہار ہے غرضکہ تمام جلوس برات کا سامان عالم غم کی تصویر بنا ہوا ہے باجہ وغیرہ بجانا موقوف کردیا ہے ۔ شہزادہ قریب اس مجمع کے پہونچا ہر ایک سے حال دریافت کیا کہ ارے یہ تم سب پر کیا حادثہ اور کیا سانحہ گذر گیا ہے کس غم مین مبتلا ہو کس رنج مین گرفتار ہو کونسی آفت آئی اور کیا مصیبت پڑی کہ تم سب نے یہ حال بنایا ہے ہر شخص نالان و گریان اور ہر لب پر شور آہ و فغان ہے جسپر نظر اوٹھا کر دیکھتا ہون وہ صورت ماتمداروں کی بنا ہے ہوش ہے دل پھٹا جاتا ہے اور کلیجہ شق ہوا جاتا ہے خود بخود بھی امڈا آتا ہے اور آپ ہی آپ گریہ گلوگیر ہوتا ہے اسکا سبب لللہ جلد بیان کرو کہ سبب اس جوش گریہ و بکا کا کیا ہے ۔ اب مجھے تحمل و تاب ضبط باقی نہین ہے اُن لوگون نے عرض کیا کہ حضور یہ حال پر اختلال ہے اور یہ صدمہ دل پر ہے اور اسکا اظہار غیر ممکن ہے اس قدر بیقرار اور حیرت زدہ ہین ستم شعار نے وہ مصیبت ڈالی ہے اور وہ دل پر درد و غم کا ایسا پہاڑ پڑا ہے کہ کبھی نہ ہوا ہوگا اور پھر کبھی یہ مصیبت نہ پڑے شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا مجھے کہو تو سہی مین بھی تو سنون اونھون نے عرض کیا کہ اس گریہ و بکا کا حال آپکو صاحب قفس سے معلوم ہو جائیگا شہزادہ نے قریب قفس کے آکے پوچھا کہ اپنے حال سے ہمین آگاہ کرو ہمکو خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ غمزدون کے پرسان حال ہون اور ستم رسیدون کی دستگیری کرکے انکی دادرسی کرین چونکہ یہ بھی درویش صفت تھے یہ کلمات انکی زبان مبارک سے فرماتے تو قفس سے آواز آئی کہ اے شخص ۔

کون لیتا ہے خبر ہم بے پر پیتابون کی	چھانتے ہونگے کہین خاک بیابانون کی

یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا ۔ نظم

غم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا	دل کے جانیکا نہایت غم رہا	سینے مین لیلی کا خیمہ ہے سیاہ
اوسمین مجنون کا سدا ماتم رہا	میرے رونیکی حقیقت جسمین تھی	ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
واہ ری دلبستگی رخسار یار	آنکھ کی پتلی کا وان تل جم رہا	میرے رونے پر جو آسمان ہنس دیا
برق چمکی ابر باران ستم رہا	صبح گذری شام ہونے آئی میر	تو نہ چوکا اور بہت دن کم رہا

یہ پڑھکر کچھ صدا ہلکی ہلکی رونیکی معلوم ہوئی بعد اسکے آواز آئی کہ یہ سامان برات اُس نامراد کا ہے کہ جو وصل سے شاد کام نہ ہوا مین کمبخت مان ہون اُس ناشاد کی اور شہر صدر اپنہ کی رہنے والی ہون اور صدران مرزا گوش کہ جسکو نوشاہ بنالائی تھی اور اس ناشاد و نامراد محبوب عروس شب اول بیاہ کے جاتی تھی کہ وقت قریب شام کے پہونچا نوشاہ مشرق نے سہرہ نور کا شعاع با نام منزل

افلاک کو طے کرکے جلوۂ عروسی مغرب کا رستہ لیا اور ماہتاب اپنے براتیوں سمیت ہمرہ ہو کر دونو کو اپنا داغ دل دکھانے نکل آیا اس منحوس مقام پر سب براتیوں نے مقام کیا تھا بہت جاہ و حشم اور جلوس و سواریاں وغیرہ ہمراہ تھیں سب شادیان و فرحان چلے آتے تھے اوسوقت کا بیان کسینے کہا ہے۔ نظم

چمن کے صحن میں رشک حسد سے گل کا تھا ... ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا قل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں ... بتاتا باغبان رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

اے شہریار عجب طرح کا اتفاق ہوا کہ یہاں برات اتری میرا بیٹا سہرا باندھے شاہانہ خلعت پہنے گھوڑے پر سوار عروس کی فنس کے قریب کھڑا تھا سواری اتروانے کی فکر میں تھا کہ ایک ہرن سامنے سے دکھائی دیا اسکو شکار کا بہت شوق تھا اور چونکہ صید گیر تھا اس سے رہا نہ گیا ہر چند سب نے منع کیا نہ مانا گھوڑے کو ہرن کے پیچھے ڈالدیا ہم سب یہاں مقیم ہوے وہ آہو کے پیچھے جو تھا تک کرتا ہوا چلا اور بہت دور نکل گیا دیکھا تو ہرن ایک غار کے قریب جاکر غائب ہو گیا اب جو دیکھا تو اس غار سے دو پریاں پیدا ہوئیں اور آپس میں لڑکر ایک چادر شعلہ ہو کر جو اس نوشاہ پر گریں تو پھر بہت ... اوسکا نہ معلوم ہوا کہ کہاں گیا ہم چار دن اوسکا انتظار کیا جب کچھ سراغ نہ پایا عزیز و اقارب و دوست آشنا بیاہ کے رخصت ہو گئے ہم آج تک مع ان لوگوں کے جو قدیم نمکخوار اور جان نثار ہیں اس صحرا میں پڑے ہیں اور اوسکے انتظار میں لو لگائے بیٹھے ہیں۔ شعر

تمہارے در پہ جو ہم لو لگائے بیٹھے ہیں ... تمہاری یاد میں دل کو لگائے بیٹھے ہیں
اوسکو جانا تھا تو کیوں موت نہ آئی اللہ ... ایسی رسوائی کا جینا ہمیں درکار نہ تھا

یہ کہکر بے اختیار رونے لگی اور بین جگر خراش کرنے لگی کہ ہاے اے فرزند دلبند اے میرے سدا بہار جگر پیوند نوشاہ نامراد تو اسطرح نظروں سے غائب ہو گیا کوئی حوصلہ دل کا نہ نکلا ہمرہ وصل چلا گیا اے بیٹا دولہن کا منہ بھی اچھی طرح نہ دیکھا ہاے ہماری قسمت میں یہ داغ بدا تھا اور تمہیں اس سن میں یہ رنج و مصیبت سہنا تھا ہاے بیٹا اب کدھر جاؤں اور کہاں سے تمہیں ڈھونڈھکے لاؤں ہاے بیٹا ماں اور جدائی کی تنظ میں عالم سیاہ ہو گیا اور اے روشنی چشم میرے مجھے کچھ نظر نہیں آتا ہے اے بیٹا ایک نظر اپنا دیدار مجھے دکھا دے کہ دل کو چین آئے اے بیٹا تمہارے جانے سے ہماری کوکھ اجڑی اے بیٹا تمہاری محبت یہ نہ تھی کہ ہم ماں اس جنگل میں تنہا چھوڑکر چلے گئے اور ہمیں کوہ و صحرا کی خاک چھاننے کو چھوڑ گئے اپنے بیگانے سب منہ موڑ گئے۔ ہم تمہارے حسرت دیدار میں زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ شعر

لیسیلتا ہے دن اپنے پورے کر چکے ... تکتے تکتے راہ بستر ہی مر چکے

الا ہم تو یہ سمجھا کہ تم ہمیں مٹی دیتے اور ہمارے قبر بناکر روتے کہ روح ہماری شاد ہوتی نہ یہ کہ انقلاب کرج ہم تمہیں روتے پھرتے ہیں اور تمہارا رنج و غم کر رہے ہیں کیوں اسے فلک کج رفتار واے چرخ دوار تو نے یہ تفرقہ کیسا ڈالا کہ وہ ہمارے لئے ترس رہا ہوگا اور ہم اوسکے لئے تڑپ رہے ہیں نہ اوسے دیکھ سکتے ہیں نہ وہ ہمیں دیکھ سکتا ہے وہ آگ دل میں مشتعل ہے کہ کسیطرح نہیں بجھتی ہے ہوش و حواس بجا نہیں کلیجہ دھڑکتا ہے دل بیقرار مرغ نیم بسمل کیطرح پھڑکتا ہے۔ شعر

کچھ ایسا کر گیا بیہوش جانا تو جانان کا ... نہ تن کو ہے خبر نہ دل کا نہ دل کو ہوش ہے جانان کا
نہ جی کی دلکو خبر ہے نہ دلکو جی کی خبر ... تمہارے بغیر کسی کو نہیں کسی کی خبر

ہائے افسوس ایسی ہماری قسمت پھوٹ گئی کہ گھر تک بھی نہ پہونچنے پائے راہ ہی میں یہ سانحہ گذرا کہ یون نگاہ سے اوجھل ہو گئے ہائے کیونکر اپنے نوجوان فرزند سے دولہا کو ڈھونڈ ڈھکر لاؤن ۔ قطعہ

میرا نخل تو خشک ہے نوجوان | کہان ہے کہان ہو کہان ہے کہان
اندھیرا ہے آنکھون کے تلے میرے | کہ ہے میری آنکھون سے اوجھل نشان

ہائے افسوس کمائی میری یون لٹ گئی اس فراق فلک نے دولت میری یون لوٹ لی غرض اسطرح سے بین و نخراش کر لی تھی کہ سننے والون کی چھاتی پھٹتی تھی جب خوب رو چکی اور کسیقدر جگر اس دل کی نکل گئی تو کلیجہ تھام کر عرض کرنے لگی کہ اے شہریار با وقار اس صحرا مین سامنے جو ایک کوہ معلوم ہوتا ہے وہان ایک درویش ہین کہ نام انکا ارقا ہے صحرا نشین ہے اونکے پاس ہم گئے اور عرض کیا کہ آپ خاصان خدا مین سے ہین ہمپر یہ سانحہ گذرا ہے فلک کج و الم ٹوٹ پڑا ہے کہ فرزند نوجوان میرا کہ عروس کو بیاہے لئے آتا تھا کہ قریب شام اہل برات نے اس صحرا مین قیام کیا حسب اتفاق صحرا سے ایک ہرن نمودار ہوا یہ لڑکا شکار دوست تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالدیا ہرچند سب نے منع کیا مگر نہ مانا تعاقب کرتا چلا گیا اور ایک غار کے قریب پہونچکر غائب ہو گیا اب جو دیکھا تو اس غار سے دو برقین پیدا ہوئین اور ایسی لڑکر ایک چادر شعلہ کی ہو کر اس نوشاہ پر گرین پھر اوسکا پتہ نہ معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا ہم آفت زدہ اسی صحرا مین مقیم ہوئے نہ پائے پاندن نہ راہ رفتن اوسکے انتظار مین بحال خراب اس جنگل بیابان مین پڑے ہین کہ ہمارا یوسف گم گشتہ کا کچھ سراغ ملجائے تو اس نامراد عروس کو لیکر جائین ورنہ اسی صحرا مین جانین اپنی گنوائین کہ طعمہ زاغ و زغن ہو جائین گے اہل وطن کو کیا اپنی صورت نحس دکھائین کس حسرت و ارمان سے اس ناشاد کو بیاہ کر لائی تھی کہ راہ مین فلک تفرقہ پرداز نے سنگ تفرقہ سے شیشہ دل کو چور چور کر دیا ہے نوشہ کو مجھ سے چھڑا دیا یہ روز سیاہ دکھادیا غرضکہ کل کیفیت بیان کر کے نہایت منت و سماجت عجز و انکسار کے ساتھ عرض کیا کہ اسکی کچھ فکر فرمائیے کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی بدولت ہم اپنی مراد کو پہونچین مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام مجھ سے سر انجام نہ پائیگا کہ تیرے فرزند کو تجھ سے ملا دون لیکن عنقریب وہ شخص آنے والا ہے کہ جو تیرے فرزند کو تجھ سے ملائیگا تو گھبرا نہین اسقدر جزع فزع نہ کر اپنے دل کو تسکین دے اطمینان رکھ خدا چاہیگا تو اس جوان کے ذریعہ سے تیری امید بر آئیگی جان نزار راحت پائیگی خداوند عالم نے ہر ایک کام کے لئے ایک ذریعہ و سبب مقرر کیا ہے جب وہ وقت آجائیگا فوراً وہ کام انجام پاجائیگا ۔ ع

تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست | سود نہ دہد یاری ہر یار کہ ہست

تو حضور اسی امید پہ اپنے سب کو رخصت کر دیا ہے بالکل عزیزون و رفیقون نے خود ہم سے کنارہ کیا ہے کون کسیکا مصیبت مین ساتھ دیتا ہے برے وقت مین سب کنارہ کشی کر جاتے ہین ۔ ع

کون لیتا ہے خبر جیسے پریشانون کی | کوئی سنتا ہی نہین چاک گریبانون کی

مگر جیسا کچھ ارشاد ہمارے ساتھ رہے ہیچ کہ موجود ہین اور ہم اسی انتظار مین زندگی بسر کرتے ہین یا شہزادہ نے فرمایا گھبراؤ نہین ذرا صبر سے کام لو انشاء اللہ تم اپنے مطلب کو پہونچ گئے شاید کہ ہمین بھیجا ہے اور وہان فرزند تمہارا تم سے ملیگا تم ابھی سے بدشگونی کیون کرتی ہو چند دن اور انتظار کرو جو کچھ پروردگار کیا کرتا ہے بھول کر وقت اپنے دکھ میں وہ تم سے آگے ملیگا تمہارا اول تحقیق

کہ مجھکو پریشان خاطر ہو ہمارے لینے پر عمل کرو وہ عرض کرنے لگی کہ حضور جب ایسا فرزند ارجمند اقبال مند آنکھون کے سامنے سے غائب ہو جائے تو پھر بھلا آپ ہی انصاف کیجیے کہ دل کو کیونکر صبر آئے لاکھ لاکھ دل سمجھاتی ہون مگر کسی طرح قرار نہین آتا کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا ۔ ؎

نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان بر کشم	دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

شہزادہ نے فرمایا یہ سچ ہے مفارقت فرزند گوارا نہین ہو سکتی مگر سوا صبر کے کوئی چارہ بھی کیا ہے اور ہم کر ہی کیا سکتے ہین مرضی خدا پر راضی و شاکر بیٹھی رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے غرضکہ شہزادہ بلند اقبال اس ستم رسیدہ کو تسلی و دلاسا دیکر اوس کوہ کی جانب جسکا پتہ دیا تھا روانہ ہوئے قطع مسافت کر کے قریب کوہ پہونچے دیکھا کہ سات آٹھ شیر ہین اور ایک شیر اسمین نہایت قوی ہے گلے مین انکے ایک پرچہ لٹکتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا چونکہ یہ خود شیر شکار ہین یہ کب شیرون سے ڈرتے ہین انکی طرف چلے جاتے ہین بر اتون نے دیکھا خیال کرنے لگے کہ شیر انکو کہانے کو چھوڑ دین گے ایک ایک بولی قسم کرین کے شیر اجل کا شکار ہو جائین گے ۔ ہائے افسوس ایک ہمارا معین و غمخوار مددگار خدا نے بھیج دیا تھا وہ بھی نہ پایا کاٹنے کے ہمارے ہی دلون کو نکالتے ہین کو کہا لیتے کہ اس رنج والم سے نجات ملجاتی ہمکو اتنے دنون سے یہان مقیم ہین ہم نے کسی شیر کو نہین دیکھا معلوم نہین اسنے کیسے برائت کیا پایا ہے ہماری سمجھ مین کچھ نہین آتا خداوندا ہمارے اس محسن کو اپنے حفظ و امان مین رکھنا اسکا رو یان نہ میلا ہونے پائے ان شیرون کے شر سے محفوظ رہے یہ سب لوگ تو دعائین مانگ رہے ہین اور شہزادہ والا منزلت بیخوف و خطر برابر شیر کے پہونچ گیا اس پرچہ کو شیر کے گلے سے نکال لیا اور پڑھنا شروع کیا اوسمین لکھا تھا کہ اے صاحبقران آپ تشریف لائیے فقیر آپ کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہے ہمہ تن چشم انتظار ہے ۔ ؎

[illegible] چشم من آشیانہ نشست	[illegible] و فرود آمد بخانہ نشست

اس شیر کی پشت پر بیٹھکر آپ تشریف لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمایئے چنانچہ صاحبقران نے ایسا ہی کیا بے تکلف شیر کی پشت پر سوار ہو کر سمت کوہ رونق افروز ہوئے سب شیر جلو مین اس شیر بیشۂ شجاعت کے روانہ ہوئے اس شیر نے شہزادہ بلند اقبال کو سامنے مرد بزرگ کے جو ایک مرگ چھالے پر بیٹھے ہوئے تھے اور پوست شیر کی دہان بچھے ہوئے تھے پہونچا دیا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ سو سوا سو برس کا سن و سال بھوون و پلکون کے سب سفید بال نورانی شکل صاحب کمال قد خمیدہ مانند ہلال تلاوت قرآن مجید مین مصروف ہین ضیاء نور سے وہ تیرہ و تار غار روشن ہے صندلی رنگ ہے گورا بدن ہے چہرہ مبارک سے آثار عظمت و جلال آشکار ہین ریش نورانی کے سفید بال تار شعاعی سے زیادہ ضیا بار ہین جیسے شہزادہ پہونچا شاہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم استقبال کر کے مسند اعلی پر لاکر بٹھایا بعد مزاج پرسی گویا ہوئے استفسار حال فرمانے لگے شہزادہ نے دیکھا کہ میری زرہ و خود و اسلحہ وغیرہ جو اس صحرائے ہولناک مین بسبب حدت آفتاب سے پھینکدیے تھے وہ سب بجنسہ کھونٹی مین لگے ہوئے رکھے ہین شہزادہ اپنی مصیبت جو صحرائے ہولناک اور بیابان غمناک مین حائل ہوئی تھی اوسکو سوچ کیا کہ کیا بیان کرون مصافحہ کر کے دست بوسی کی اور عرض کیا کہ میری مصیبت صحرائے ہولناک و ریگستان دردناک و دشت پر خار جگر افگار کی تو سب

آپ پہ روشن ہے آپ روشن ضمیر ہین سب آپ پہ آئینہ ہے مین اوسکو اب کیا بیان کرون ۔	
چہ حاجت است بہ پیش تو حال خود گفتن	کہ حال خستہ دلان بر تو خوب پیدا است

یہ فکر تھا کہ دیکھا ایک نازنین مہ جبین کمان ابرو مشکین گیسو چہرہ مثل آفتاب کے روشن چشم فتان نرگس شہلا کو آنکھین دکھاتی تھی بیاض گردن سپیدی صبح کو شرماتی تھی دُر دندان غیرت دُر عدن لب نازک رشک عقیق یمن پوشاک عروسی پہنے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بال بکھرائے بحال پریشان سامنے سے نمودار ہوئی شہزادہ نے کہا کیا خوب یہان عروسون پر کیا تباہی ہے کہ ایک عروس وہان صحرا مین اپنی حالت تباہ کیے ہوے پڑی ہے ایک عروس یہان دولہن بنی ہوئی پلنگ پوش اوڑھے ہوے مہندی ہاتھون مین لگی ہے پورپور چھلے پہنے زیور عروسی تن پر آراستہ کیے بحال خستہ و خراب چلی آتی ہے یہ عجب کیفیت ہے کچھ عقل مین نہین آتی ہے شاہ صاحب اس کے پیسکر اسکے پھر شاہ صاحب نے ایک دانہ کچھ پڑھ دم کر کے اس عورت کی کمر مین مثل ریسمان پیچیدہ ہو کر کھینچ لا کے بٹھا دیا اس عورت نے نہایت شرم و حجاب کے ساتھ شاہ صاحب کو جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خدا آپکو زندہ و سلامت رکھے کہ آپ نے میرے شوہر سے مجھکو ملا دیا شوہر کے دیدار سے مجھکو شادکام کیا خدا آپکو سلامت رکھے آپنے دفعۃً ملا دیے شہزادہ نے گھبرا کر کہا کہ نیکبخت تو کسی کو پہچانتی بھی ہے شوہر تیرا کون ہے اور کہان ہے تو مجھکو کیا جانے اس البیلی دولہن نے جواب دیا کہ واہ وا کیا خوب اے صاحب آپ مجھکو اتنا جلد بھول گئے ابھی چند روز کا زمانہ ہوا کہ اسدن سے جو عقد کر کے آپ سدھارے ہے تو اب دکھائی دیے اب آپکا جمال مبارک دیکھنے مین آیا ہے اسقدر جلد آپنے مجھکو فراموش کر دیا آپ فرماتے ہین کہ تو کسی کو پہچانتی بھی ہے اور شوہر تیرا کون ہے واہ حضرت واہ آپکا نکاح نامہ میرے پاس رجسٹری شدہ موجود ہے آپکے اس انکار کرنے سے ہوتا کیا ہے آپکے اس بے اعتنائی کرنے سے کچھ فائدہ نہو مین آپکے پلے بندھی ہون آپکا دامن نہ چھوڑونگی اور آپنے خود فرمایا تھا کہ مین گل اس گلستان کا ہون کہ جسکے ورد مین بلبل ہزار داستان شکر کرتے ہین بڑے بڑے شجاعان دہر و نامورانِ عصر جبین سائی کرتے ہین نہایت تعجب ہے کہ آپنے مجھکو بھلا دیا اس رسیلی آنکھ سے شہزادہ کیطرف دیکھا کہ شہزادہ کو متعجب ہو گیا وہ ابرو کا پھڑکنا وہ نگاہ کی شوخی وہ بیساختہ پن وہ ہنس ہنس کر باتین کرنا شہزادہ کا بڑا مانتا اور کہتا کہ نیکبخت تو میرے خاندان کا حال کیا جانے اس نے کہا واہ صاحب مین سبکا حال خوب جانتی ہون سب سے واقف ہون آپکے خاندان کا حال اظہر من الشمس ہے کون نہین جانتا اور آپنے تو خود ارشاد کیا تھا کہ میرے جد اعلیٰ صاحبقران والا شان حلقہ فگن گوش گردن کشان شکنندہ گرز سام بن نریمان شیر بیشہ شجاعت گل گلزار جلادت امیر حمزہ صاحبقران ہین دادا آپکے شاہزادہ بدیع الزمان گردنشکن سر فتنہ ملک باختر داماد گیجاب بن کیخسرو بادشاہ ملک شہرمان ویوکش والد ماجد آپکے شہزادہ نورالدہر صاحبقران بن صاحبقران ہین اور آپنے یہ بھی فرمایا تھا کہ ننھیال میرا ہفت منظر ہے کیوان فلک رفعت میرے نانا کا نام ہے حضور بھول گئے بڑے تعجب کی بات ہے کہ مجھے یاد رہا اور آپ فراموش کر گئے غضب اس عورت نے سبکے نام لیتے اور پتے بتائے تو شہزادہ کا یہ حال ہوا کہ عرق شرم مین پسینہ پسینہ ہو گیا

اور فرماتے تھے کہ واللہ مین ہرگز واقف نہین نیکبخت تو کہتی کیا ہے مین نے کب تیرے ساتھ نکاح کیا ہے یہ سراسر تیرے اوپر تہمت ہے حاشا مین بالکل اس امر کو جانتا ہی نہین ہون اتنے مین اسنے انگیا مین سے ایک کاغذ نکالا اس انداز سے کہ دوپٹہ بالکل سرک گیا سب جسم کھل گیا ہاے وہ باریک لاہی کی انگیا گل انار رنگی ہوئی وہ کٹوریان چست و طرحدار معلوم ہوتا ہے کہ تختی بلور پہ دو قبہ نور ضیا بار ہین یا دو حباب بر سر جوئبار ہین ؎

کسی کی محرم آب روان کی یاد آئی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

جیسا ہوا ہلکا ہلکا بار یا دو پہر یا دامی رنگا ہوا انکے دھون پہ پڑا ہے جس سے وہ دو لون قمقمہ نورانی نمایان ہین واقعی اسی کو کہتے ہین۔ فرد ؎

کچھ کر سے چھلکے پڑا کرتا ہین وہ صاحب
اے سکھی مین قدرت ہون حسن ہی نہ پار رہ جا

شہزادہ نے اپنا منہ پھیر لیا کہ لاحول ولا قوت یہ کیا حرکت بیہودہ کرتی ہے عجب بیباک عورت ہی کہ اسکو مطلق شرم و حجاب ہی نہین ہے بس اس پرچہ کو نکال کر سامنے شاہ صاحب کے پیش کیا کہ دیکھیے جناب یہ نکاح نامہ میرا ہے یا نہین دیکھیے اسمین لکھا ہے کہ ہفت ہزار مین نے تیرے مہر مین دیا اور تو صاحب اولاد ہوگی تو وہی لڑکا صاحبقران زمان ہوگا اگر یہ ہو تو مین امیدوار ہون کہ وہ ہی ہفت ہزار مجھے مرحمت ہوجائین باز آئی اور چھٹکارے سے اور ہان صاحب اب تو مین ایسی بُری ہوگئی کہ میری شکل سے نفرت ہے بلکہ دیکھنا تک نہین یا تو پہلے میرا ایسا پیار کیا یا اب ایسا نظرون سے گرادیا یا مین شور اشوری یا ہاے ہوگی ؎

مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا
موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا

خیر مجھے بُرا جانتے ہین اور میری صورت بُری معلوم ہوتی ہے تو نہ سہی ؎

ہم سلامت رہین ہزار برس
تم کے خریدار بہت

اور یہ کہہ کے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ افسوس ؎

او فلک کا لاکھ طرح سے کیے قرار کوئی
کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی

ہان رنج سہے پیر ؎

لوگ کہتے ہین چاہ مشکل ہے
سب غلط ہے نباہ مشکل ہے

دیکھیے حضور میرا انتہا شوق فراق مین یہ حال ہے اور اونکو میری صورت تک دیکھنا وبال ہے۔ نظم

ذرا احوال دل بیقرار دیکھتے جاؤ
ادھر بھی اے شہنشاہ بلیبان دیکھتے جاؤ

[illegible] سمجھ پر فا تمہ پڑے
فقط میرا ہی گور غریبان دیکھتے جاؤ

نگہ [illegible] پڑی ہے قدم پہ قدم پڑتا ہی
تم اپنی چال اے سرو خرامان دیکھتے جاؤ

[illegible] چلے جاؤ نہ اِدھر میری جانب
اسیر زلف کا حال پریشان دیکھتے جاؤ

لیا ہو [illegible] آنکھون پر زلف ڈالی
تملاطم کیسا بہتے ہوئے طوفان دیکھتے جاؤ

نہ [illegible] اِدھر الکہ میری جانب
ذرا ابرا کی شمشیر بران دیکھتے جاؤ

[illegible] جب [illegible] کی [illegible] مین
کہان تک [illegible] ہے دخل رقیبان دیکھتے جاؤ

شہزادہ نے [illegible] کہ یہ عورت کسی طرح نہین مانتی بیکار اپنی لسانی دکھائے جاتی ہے فضول باتین بنائے جاتی ہے تو شہزادہ کو کہا تو بگڑی کیا ہے اپنے شوہر مین آتیز اشوہر کون مسخرا ہی

تجھے ہو کیا گیا ہے اگر ایسی واہیات باتین بنائیگی تو مین اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگا ایسے بزرگ کے
سامنے یہ باتین بے حیایانہ مجھ سے کرتی ہے تجھے شرم نہین آتی ہے مین تجکو جانتا بھی نہین ہون
تو ہے کون بلا یہ کہکر قصد کیا تھا کہ ایک طمانچہ اسکے منہ پر ماروں کہ شاہ صاحب نے کہا ہان ہان
شہزادے جانے دو اتنے پریشان نہو یہ آپکا ہی ہے حضرت صاحبقران بن عمرو عیار تو یہ آپکا ہی ہے اور
بھی حضرت اپنی اصلی صورت دکھاؤ کہ صاحبقران نہایت تنگ و پریشان ہین غرض اس فرمانے
سے شاہ صاحب کے حضرت نے عرض کیا کہ کچھ آپ ہی عنایت فرمائیے کہ مین بہت ہی روان دولان
انکے فراق مین پھرا ایک دمڑی کا بھی سہارا تمہین سے نہین ہوا جو لڑکے میری جان کو
دیدار دیتے ہونگے قرضدار الگ برا بھلا کہتے ہونگے بالکل مفلس و نادار ہو گیا ہون کوڑی کوڑی کو
حیران و پریشان ہون یہ کہکے اپنی اصلی صورت دکھائی اور کہا کہ دیکھئے وہ صورت آپکو
بُری معلوم ہوئی تھی نفرت کی نگاہ سے آپ دیکھتے تھے اب یہ صورت ملاحظہ فرمائیے شہزادہ
نے کہا کہ خواجہ اب زیادہ چونچلا نہ کرو مجھکو زیادہ پریشان نہ کرو غرضکہ صاحبقران بہت خوش ہو
کر عرصے کے بعد اپنے یار وفادار رفیق جان نثار سے ملاقات ہوئی اسپایو
مشغول صحبت سیر ہو رہے ہین انکو اسی حالمین چھوڑئے اور

دو کلمہ داستان سمندر جادو اور کنجور شاہ کی سماعت فرمائیے

ازین قصہ یکدم فراموش کن زبانے دگر داستان گوش کن

راویان شیرین گفتار و ناقلان صداقت شعار اس داستان رنگین کو یون تحریر و تسطیر
کرتے ہین کہ سمندر بس وزیر کنجور کہ نہایت منہ چڑھا ہے اور معتمد علیہ ہے اپنی سرکار کا کل
کاروبار سلطنت اسی کی راے سے ہے کنجور اسکو بہت مانتا ہے اور کل امور سلطنت اور
کاروبار طلسم مین اسی کی راے پر عمل کرتا ہے یہ جانتا تھا کہ یار آستین اپنے آقا پر ہاتھ صاف
کریگا اور میری ہی جان کا دشمن ہو جائیگا دلمین اسکے کینہ بھرا ہوا ہو ظاہر مین خیرخواہ ہو مگر باطن مین
بدخواہ خون کا پیاسا ہے وزیر اسی فکر مین رہتا ہے کہ کسیطرح بادشاہ پر قابو پاؤن تو اسکو قتل یا اسیر کرون
مگر کوئی تدبیر کارگر نہین ہوئی ایک روز موقع اسکو مل گیا دوپہر رات گئی اپنے آقا کے پاس تخلیہ مین
ادھر ادھر کا تذکرہ لیکر بیٹھنے لگا باتین کرتے کرتے اسنے ایسا سحر کیا کہ کنجور شاہ بیہوش ہو گیا یہ غافل تو
تھا ہی کچھ اندیشہ اسکو پہلے سے نہ تھا ورنہ ہوشیار رہتا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ نمک حرام ایسی دغا کریگا ایسیر
وزیر کورنمک نے ایسا سم سحر پڑھا کہ کنجور شاہ کو مطلق ہوش نہ رہا اسنے اسی عالم مین اپنے آقا کو
اسیر کر کے قید سحر مین مسلسل کیا اور اسی وقت بروز سحر سمندر جادو کی خدمت مین پہونچا اور کہا
کہ لیجئے مین اپنا کام کر چکا مین نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا کہ مین آپکے مخالف کو گرفتار کر دونگا آپ
اسے قتل کر کے طلسم کنجور کی سلطنت سمجھئیگا اور آپکے ساتھ جو یہ بدسلوکی سے پیش آیا ہے اور دقت مین
آپکے ساتھ آپکو نظر حقارت سے دیکھتا تھا اسکا مواخذہ کیجئیگا اسکو بہت غرور ہو گیا تھا اور
کبر و نخوت و خودپسندی اسکے دماغ مین سمائی تھی اپنے سامنے کسی کی حقیقت نہین سمجھتا تھا اپنے
برابر والے شاہ و شہریار کو حقیر و ذلیل جانتا تھا مجکو یہ خودپسندی اسکی پسند نہ آئی اور رعایا بھی
اسکے جبر و ظلم سے تنگ آگئی تھی بس مین نے جو آپ سے قول و قرار کیا تھا وہ سکو مین بجا لایا ہے

اب انکو اختیار ہے سمندر شاہ نے گنجور شاہ کو قید سحر مین گرفتار دیکھکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ صبح کو اسے قتل کرنا اور زبان مین اوسکے سوزن دیجے اور اپنا سحر بھی اسیر کرکے اسیر کیا چوب بارگاہ سے باندھ دیا صبح کو سمندر شاہ نے اپنا دربار آراستہ کیا سب ارکان سلطنت و مشیران ابہت اپنے اپنے منصب پر آکر حاضر ہوئے سمندر شاہ تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اسکے رفقا اور امرا سب حاضر ہین ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے ہین اب گنجور شاہ کو اسنے طلب کیا اور سامنے اپنے بٹھا کر کہنا شروع کیا کہ تم نے ہمارے نامہ کا کچھ خیال نہ کیا اور اسکا مزہ دیکھ لیا تمہارا دماغ بادہ کبر و نخوت سے معمور ہو گیا تھا کچھ امداد و اعانت ہماری نہ کی جاری درخواست کو بالکل نا منظور کیا ایسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھا یہ بات تمکو زیبا نہ تھی کم ہونا و تنعم فرد منش ہونا ظاہر و باطن تمہارا یکسان نہین ہے تم اپنے کردار کی سزا پا گئے یہان تکا نہ عدم کو چلے جاؤ گے مشیر روس وزیر کو خلعت فاخرہ بخشی بہا عنایت ہوا اور کہنے لگا کہ تجھکو اپنی سلطنت کا وزیر اعظم کر دیگا کل اختیارات ملکی و مالی بدولت کی سرکار کے تمکو عطا کئے جاتے ہین گے جو تحفہ جات اور بیش بہا ہائے یہان کے ہون وہ پیش کرو اور قلم دوات گنجور شاہ کے سامنے رکھوا دیا کہ جو جو اپنی حسرتین ہون وہ بیان کرو گنجور شاہ نے اول یہ شعر لکھا ۔ ؎

کیا ہے ذبح مجھکو بسکہ ظالم بیکی سفاک بد خو نے	ہزاروں حسرتین لیٹی رہین قاتل کے خنجر سے

اول تو ہے کون جو خنجر کرے قتل طلسم کو مین دل مسلمان ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھا اگر شاید آپ اسطرف تشریف لائین تو میرے اس خون ناحق کا بدلا سمندر جادو سے لیجیگا ۔ اسکے سوا کوئی تمنا نہین ہے کیسا سیلے کہ ؎

نہ قاصد سے نہ صبا سے نہ مرغ نامہ بر سے	کیسے نہ بیکسی مانگی بر دشمن بر سے

یہ کہکے قلم کو ہاتھ سے پھینکدیا اور مصروف دعا ہین ہوا کہ اے کس بیکسان وائے فریادرس مظلومان مین تازہ مسلمان ہوا ہون صدق دل سے ایمان لایا ہون خدا ہے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہون مجھکو اس تہلکہ عظیم سے بچا اور اس آفت تازہ سے محفوظ رکھ ۔ ؎

اے کارکشائے بستہ کاران	ملجاو وماوائے امیدواران	ہم بستی صد نکات تو ہے
ہم ناظم کائنات تو ہے	ہے کعبہ و دیر مین تیرا شور	ہو ران ضعیفت کہ تر از ور

تو ہی ہے دوائے دردمندان	تو ہی ہے امید مستمندان

مین بے گناہ مارا جاتا ہون مجھے اس ہلاکت سے جلد نجات دے ۔

لیکن جا کر اسکے سائیان مار نہ سکے کوئی	بال نہ بیکا کر سکے گو دو جگ بیری ہووے

یہ تو مصروف دعا ہے اب دو کلمے درویش باکمال القا سے صحرا نشین کے بیان ہوتے ہین کہ انہون نے جو سر اوٹھایا تو صاحبقران سے کہا کہ ایک عاشق تازہ آپکا بادشاہ طلسم یعنی گنجور شاہ جس سے آپ کے بہت کام نکلین گے وہ خدا پرست ہوا ہے اور آپکے ساتھ جان نثاری کریگا اوسکے وزیر سمندر روس نے غداری کرکے اوسکو سمندر سحر گرفتار کرلیا ہے دربار مین سمندر شاہ کے حاضر ہے سمندر شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے شہزادہ نے کہا کیونکر پہنچون اور کسطرح اسے گرفتار بلا کو ورطہ ہلاکت سے ساحل نجات پر لاؤن شاہ صاحب نے کہا مین اسکا انتظام کئے دیتا ہون یہ کہکر ایک بازو بند یاقوت سرخ کا کہ جسپر حروف اسمائے الٰہی

کندہ تھے شاہزادہ بلند اقبال کو دیا اور ایک تعویذ ہیبت کی تختی پر کہ اوپر جس کے کچھ اسمائے
الٰہی منقوش تھے مہر سپہر عیاری یعنی خضران بن عمر کو مرحمت کیا اور تسلیمات شہزادہ نے تن اقدس
پر آراستہ کرلیا پھر ایک رومال دستی آئینہ اس شخص کا عنایت کیا اور کہا کہ بسم اللہ لیکر جلد پہنچو ورنہ
تم بھی خداوند عالم مظفر و منصور کرے تب تو نیزہ زنی واپس تشریف لا سکو یا کہکے دو شیرون کو حکم دیا
کہ اس شیر بیشہ شجاعت یعنی شہزادہ عالیوقار کو مع خواجہ خضران نامدار کے بہت جلد سر ابر
غار کے پہونچا دو خبردار تاخیر نہ کرو بہت تیز روی ہوتا اور شہزادہ بلند اقبال سے فرمایا کہ جسوقت
وہ دونوں بد قین جھپٹ کر غار سے نکلین تو اس رومال کو اچھال دیجیئے گا اور آپ بسم اللہ کر کے
بےخوف و خطر غار مین کود پڑیئے گا مع خواجہ کے کچھ دل مین کچھ اندیشہ نہ کیجیئے گا خواجہ نے کہا کہ یا حضرت
یہ بات تو آپنے بڑی مشکل بتائی یہ تو بڑی ٹھہری کہ مجھسے تو یہ نہو سکیگا کودین نہ کودین
شہزادہ کودین مین کیون مفت مین اپنی جان دون کچھ تیری جان فالتو نہین ہے کہ دیدہ و
دانستہ اندھے کنوئین مین گر پڑون اور خواہ مخواہ اپنے تئین معرض ہلاکت مین
ڈالون نا صاحب مجھسے یہ ہرگز نہوگا کہ بیٹھے بٹھائے وہان اژدرین گر پڑون جورو لڑکے بیچارے
رو رو کر اپنی جان دینگے اور جب کوئی سرپرست انکا نہوگا وہ تو بے موت مر جائینگے کیونکر
اوقات بسری کرینگے۔ شاہ صاحب واللہ یہ کہ آپنے بھی اچھی ترکیب بتائی ہے کہ جسمین
جان کے لالے پڑ جائین اور مین تو ایک ڈرپوک آدمی ہون غار کی صورت ہی دیکھا میرا دم
فنا ہو جائیگا کودنا تو درکنار فقط کودنے کا نام سنکے تو میرے ہوش گم ہو گئے ہین سو اس بچارے
پیر مرد نے مسکرا کر فرمایا کہ خواجہ کچھ ایسا ہی موقع ہے کچھ اندیشہ نکرو بال تک تمہارا بیکا نہوگا
اور یہ عذر کا مقام نہین ہے جیسے ہم جان نثار ہو ویسے وقت مین عذر کرتے ہو خواجہ نے
کہا کہ اچھا حاضر ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن ع۔ راضی ہون مین اسی مین جسمین تری رضا ہو
بس فوراً ہی شاہزادہ عالیوقار مع خضران بن عمر نامدار کے شیرون کی پشت پر سوار ہو کر
اس جانب کو روانہ ہوئے طرفۃ العین مین برابر غار کے پہونچ گئے انکے پہونچتے ہی جیسا کہ
وہ بد قین غار سے نکلین انھون نے رومال ہاتھ سے اچھال دیا کہ وہ بد قین اس رومال پر
گرتے مثل بوسیدہ لوہے کی تلوارون کے ہو کر رومال پر رہگئین معلوم ہوتا تھا کہ یہ قبضہ
کی تلوارین ہین جیسے کسی کے قبضہ مین تھین ہی نہین شہزادہ شیر پر سے اوتر کے قریب غار
کے آیا اور بسم اللہ کہکے جھم سے غار مین کود پڑا مع خواجہ کے چشم زدن مین پاؤن آسودہ
نہ ہوئے تھے آنکھ جو کھلی تو آپنے تئین ایک صحن بارگاہ مین پایا دیکھا کہ دربار آراستہ ہے بادشاہ
تخت پر بیٹھا ہے وزیر و ارکان دولت سب دست بستہ حاضر ہین اور ایک شخص صحن
بارگاہ مین طوق و زنجیر مین گرفتار بیٹھا ہے اور جلاد تیغہ آبدار ہاتھ مین لئے ہوئے سر پر کھڑا
ہے وہ حکم مل چکے ہین منتظر ہے حکم دینے کہ شہزادہ نے نعرہ کیا کہ باشید او کافران بے حیا
و ساحران بیوفا کہ نگذارم کہ از دست من بدر روید ہوشیار باشید او قرمساقان منم
صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان امیر زادہ خضران
کا ہوا کرتے

اپنی شان مین ہون میں اخضران نام ہے	عیار ہو جہان مین ہے میرا علام ہے

ہیرے پہلا کمال میں اسکو کلام ہے	رستم سے تیغ چھین لوں یہ میرا کام ہو

بس یہ کہہ کے شہزادہ تو غضب ایستادہ اُن اژدر کافروں کی جانب بڑھا ہر چند ساحروں نے سحر
کرنا شروع کیا نار چلی تیغ چلے سوئیوں کے شہزادہ پر مارنا شروع کئے مگر بہ برکت بازو بند طلسمی کوئی
سحر کارگر نہ ہوتا تھا شہزادہ برابر شمشیر کی گرز رہا تھا جس کے ہاتھ مارا اسکے دو ہی ٹکڑے
کئے دم بھر میں ایک جماعت کثیر کو ہلاک کیا لاشوں پر لاشیں گرا دیں اکیلے نے سیکڑوں
کے وارے نیارے کر دیئے اور عمر خواجہ نے جست کر کے جلاد کے ایک ہاتھ رسید کیا ہاتھ اسکا
پتلا سا کٹ کے دور جا پڑا جلاد کو قتل کر کے بڑھے دور نکلا کنجور شاہ کی زبان سے نکال دیا
کنجور شاہ نے قید کی طرف گھور کے دیکھا اور اُف جو کی تمام قید سحر رفع ہو گئی اور کہا کہ
اے خواجہ تا زندہ ام بندہ ام میں صدق دل سے ایمان لاتا ہوں اور خدائے یکتا کی وحدانیت
کا اقرار کرتا ہوں چونکہ ابھی شہزادہ عالی مقدار کے ساتھ مجھے بہت سے کام کرنا ہیں اس وقت
میں مطیع اسلام ہوتا ہوں اب یہاں غضب گھمسان کی تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی
ہے خواجہ بھی ہاتھ میں لیئے ہوئے لڑ رہے ہیں جس کے لپک کر ہاتھ مارا مثل ککڑی
کے دو ٹکڑے کیا کبھی لیٹ کر کبھی بیٹھ کر مار رہے ہیں دس دس بیس بیس کے پاؤں قلم کر ڈالتے
ہیں کبھی گویں عیاری سے سیکڑوں کا سر اتار رہے ہیں غرضکہ شاہزادہ و خواجہ
غضب کی لڑائی لڑ رہے ہیں کہ بارگاہ میں لاشوں کے ڈھیر دم بھر میں لگ گئے صحن بارگاہ
خون سے لالہ رنگ ہو گیا ہے شاہزادہ کی تلوار کیا تھی گویا ملک الموت کا پنجہ تھا جس
پڑتی اُسے پانی بھی نہ مانگا ایسا تلوار نے اپنے گھاٹ اوتارا کہ وہ بیچارہ پیاسا ہی رہا
پہلوان تلوار سے کھلنے بازی کرنے لگا وہاں جہنم پیٹ بھرنے لگا ملک خوشی خوشی ہاتھ
بڑھتا ہے دس دس بیس بیس کو پکڑ لاتا ہے اندر سے شاہزادہ عالی وقار کی جناب
بیٹھے بیٹھے پہلوانان نامدار و ساحران غدار جان سے تنگ آ گئے چھپنے گوشوں میں پہنچ
لگے خرمن ہستی کفار برق شمشیر خواجہ سے جلنے لگا اور ادھر شاہزادہ کا تیغہ آبدار
چلنے لگا اندر سے زور و قوت شاہزادہ صاحب شوکت و صولت جسکو اٹھا کر زمین پر
ٹپکا تڑپ کر مر گیا کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگ گئے خون کا دریا جاری ہوا نظم

ہوئی جنگ ایسی وہاں آشکار	کہ سب صحن خون ہو گیا لالہ زار	ہزاروں ادھر کافر بدشعار
ادھر شہزادہ نامی جوان نامدار	مگر جیسے اچنک نمازی دین	فلک کانپا تھرا گئی سب زمین
ہوا صحن میں خون کا دریا روان	نظر آیا مثل حباب آسمان	وہ تیغ سر افشاں کی اوسکی چمک
جو دیکھی تھی ہر بار چشم فلک	جسے ایک بار دو دو ہو گیا	غضب دور و تکبیر فرد ہو گیا
کسی کا جدا تن سے سر ہو گیا	دو بارہ کوئی پر جگر ہو گیا	کسی کا کلائی سے تحسین کٹ گیا
کسی جسم کا سب شکنجہ کٹ گیا	کسی کا جو شانہ سے ہاتھ اڑ گیا	لڑائی سے منہ پھیر کر گر گیا

لڑائی ہوئی ایسی گھمسان کی	پڑتی نہ تھی ایک ایک کو جان کی

غرضکہ یہاں تو اس زور شور سے تلوار چل رہی ہے کہ ساحر دس دس بیس بیس
دیکھا کہ کنجور شاہ قید سحر سے چھوٹ گیا یہ رنا ہو جانا بادشاہ طلسم کا دیکھکر اپنی نمک حرامی
پر بہت نادم ہوا اور افسوس کرنے لگا کہ ہائے غضب سب تدبیریں الٹی ہو گئیں کوئی

منصوبہ کار

مشعدو یہ کار گر نہوا یہ گھبرایا کہ اب قضا کا سامنا ہے تصویر مرگ آنکھون کے نیچے پھر گئی لگر جی داری کر گیا
کہ زمین پر گر کے بشکل بھری بنکر اوڑ کے چلا اور دلاور کنجور شاہ بھی باز کے بشکل بلند پروازی کرتا ہوا
چلا جاتا تھا کہ قریب آسمان پہونچکر اوسکو ٹھیرا لیا - لگا مقابلہ ہونے اور پر جلنے شعلے آگ کے دونون
کے پرون سے شرر افشان تھے آخر الامر کنجور شاہ بادشاہ طلسم ہے یہ کیدی اتش سے کیا مقابلہ
کر سکتا تھا ایک مقام پر اوسے زیر کرکے دبوچ لیا اور سر دھڑ پر سے کھینچکر پھینکدیا جسم دھڑ سے
نیچے گر پڑا آواز آئی کہ مارا جوان کشتی کہ نام من سمندر روس جادو بود افسوس مردیم و
جان دادیم مطلب نبود نہ رسیدیم * اودھر تو وہ مجھ امید اصل جہنم ہوا ا پدھر افراسیاب گیر و دارین
سمندر جادو کے بھی بہت سے ساحر مارے گئے سمجھے یہ گھبرا گیا اور اپنے چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر
اسکو بہت غیرت آئی اور خیال کرنے لگا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مین اتنا بڑا ساحر
زبردست ایک متنفس غیر ساحر کے مقابلہ سے بھاگ جاؤن اس سے تو بہتر ہے کہ لڑ کر
اپنی جان دیدون یا غالب آکر اسکو مارلون یہ منصوبہ کرکے جست کیا زمین پر گرا اور کلہ طاس مار کر
اژدرہان کی شکل بنکے شاہزادے کیطرف جھپٹا شاہزادہ نے وہی تیغ خونچکان لے اسکو
آتے ہوئے دیکھکر لگایا کہ اسکے دو پرکالے ہوئے شور وغل پیدا ہوا کہ مارا جوان کشتی کہ نام
من سمندر جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم مطلب نبود نہ رسیدیم جسقدر رفیق
وجان نثار اسکے تھے جب اونھون نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مارا گیا بس انکی آنکھون مین خون
اوتر آیا حق نمک ادا کرنے لگے تلوارین پکڑ کے لڑنے لگے پہلوانون نے نعرہ کیا بڑھ بڑھ
کے للکارا اسیکڑون تلوارین کھچ گئین ابر سیاہ گروہ کفار مین برقین چمکنے لگین تلوار چلنے لگی جنگ
مغلوبہ ہوگئی شاہزادہ تیغ شرربار کھینچے ہوئے مثل شیر غضبناک غول مین گھس گئے
قتل کرنا شروع کیا جس کے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کردیا تھوڑے سے عرصہ مین ان کافرون کی لاشون
سے صحن بارگاہ کو بھردیا دریائے خون طغیانی پر تھا مثل حباب اترے تھے کشتی
حیات طوفان مین تھی ملک الموت حیران کھڑے تھے کہ کس کس کی روح قبض کرون
کس کی روح قبض کرسکتے تھے کہ بیس اور ہزار گرتے تھے بازار گرم تھا جانون کی خرید و فروخت
ہو رہی تھی غرضکہ تھوڑی دیر مین وہ سب نابکار بھی تیغ غضب شاہزادہ عالی وقار
سے مارے گئے اس ہنگامہ گیر و دار مین سب رفیق وجان نثار سمندر جادو کے واصل
جہنم ہوئے جو کم درجہ کے لوگ تھے تاب مقابلہ نہ لاسکے بھاگ کھڑے ہوئے فرار کو قرار
پر اختیار کیا روتے پیٹتے سر پر خاک اوڑاتے چلتا دھندا گیا جسکا جدھر سینگ سمایا وہ ادھر
اپنی جان بچا کر چلدیا شاہزادہ نے بھی بھاگنے والون کا تعاقب نہ کیا اپنے مقام پر ٹھہر گئے - کنجور
شاہ آیا اور شاہزادہ کے بلا گردان ہوا اور قوت جرأت و شوکت کی تعریف کرنے
لگا کہ سبحان اللہ کیا آپ نے شمشیر زنی کی ہے کہ مریخ فلک بھی دیکھکر تھرا گیا خنجر ہاتھ سے
گر پڑا جلاد فلک کانون پر ہاتھ رکھ کے کانپنے لگا عقرب نیش زنی اپنی بھول گیا نقشہ
خوف و دہشت آنکھون کے نیچے پھر گیا زحل برج حمل مین چھپ گیا عطارد نے قلم روک لیا
بہت بڑا گھمسان پڑا مگر تھوڑے ہی عرصہ مین آپ نے سبکو تہ تیغ کیا مطلع صاف کردیا
صحن بارگاہ کو نجاست کفر و ضلالت سے پاک کردیا - غرضکہ بہت کچھ صفت شاہزادہ کی

زبان پر لایا صدر نے قربان ہو کر صحن بارگاہ کی صفائی مین مصروف تھا ہوا لاشون کو ان کفار کے پھنکوانا
شروع کیا تھوڑے عرصہ مین میدان بارگاہ کو لاشون سے پاک و صاف کرا دیا بعد ازان شاہزادہ
کی خدمت مین ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور تخت پر رونق افروز ہون یہ تاج و تخت آپ کو
مبارک ہو اپنے قدم مبارک سے تخت کو زینت دیجئے بارگاہ شاہی کو اپنے نور جمال سے روشن
و منور فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارا تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہم تاج بخشش مین تاج گیر
نہین ہین تو شوق سے تخت پر بیٹھو اور انتظام اپنی سلطنت کا کرو یہ تسلیم بجا لا کر تخت پر بیٹھا
اور ذیحکم جواہر نگار شاہزادہ کے لئے بچھایا گیا شاہزادہ اوسپر جلوہ گر ہوا کرسی زرین خواجہ
کے لئے منگوائی گئی اوسپر اونکو متمکن کیا گنجور شاہ نے عرض کیا کہ حضور میرے جان بخش ہین
آپ ہی کی بدولت میری جان بچی ورنہ اُنہنے تو میرا کام ہی تمام کر دیا تھا اگر حضور تشریف نہ لاتے
تو کسیطرح غلام اس ورطہ ہلاکت سے نجات نہ پاتا حضور ہی کی قدمون کی برکت سے
میری جان بچی ہلوئی کہانتک حضور کا شکریہ ادا کرون اگر تمام عمر آپکی غلامی کرون اور اپنی جان
بھی حضور کے قدمون پر نثار کر دون تب بھی حضور کی ذرہ نوازی کا شکریہ بجا نہین لا سکتا
اب غلام بجا لاتا ہے اور تحفہ جات طلسم خدمت مین حاضر کرتا ہے حضور انکو اپنے پاس رکھین
کہ وقت پر وہ کام دینگے اور کمترین کے نزدیک اس طلسم کا توڑنا اچھا نہین ہے اگر ہو سکے
تو یہ طلسم اپنی حالت پر بدستور قائم رہے اور شکست کرنیکا اختیار حضور کو ہر وقت حاصل ہے
یہ غلام جان نثار ہی کے لئے خدمت مین حاضر ہے مگر زبانی ایک بہت بڑے زبردست کاہن
کے جسکا نام شمشم کاہن ہے کہ علم کہانت مین اوسکا مثل و نظیر نہ تھا اور فن پیشین گوئی مین
کوئی اوسکی ہمسری نہین کر سکتا تھا اُسکی زبانی مین نے سنا ہے کہ آپ کے خاندان سے
اس طلسم مین ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اوس شہزادہ کا شہریار ضیغم پوش ہوگا وہ اس
طلسم کو فتح کریگا بانیان طلسم نے شکست اس طلسم کی اوسی شہزادہ عالیمقدار کی ذات پر موقوف
رکھی ہے ابھی عمر طلسم تمام نہین ہوئی ہے اُسی کاہن نے کہ نہایت سن رسیدہ اور جہاندیدہ
تھا یہ بھی بیان کیا تھا کہ وہ شاہزادہ عالیوقار بہت شوکت و صولت حاصل کریگا ہمت و
جرأت شجاعت و تہور مین کوئی اوسکا ہمسر نہوگا بڑے بڑے گردن کشون کو زیر کریگا کوئی
اوسکا مقابلہ نہ کر سکیگا وہی اس طلسم کا فتاح ہوگا آئندہ حضور کو اختیار ہے شاہزادہ
نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے ہر کام اپنے وقت پر موقوف ہے کل امر مرہون باوقاتہا
پھر فرمایا گنجور شاہ سے کہا کہ قیدیان طلسم کہان ہین گنجور شاہ نے اپنے ملازمون سے کہا کہ
قیدیان طلسم کو حاضر کرو چنانچہ قیدیان طلسم پیش ہوئے شاہزادہ نے سب کو رہا کیا
اونمین مقیدان طلسم مین صدران دُرو گوش بھی تھا دبلا پتلا ہوا شاہزادہ نے اوسکو
اپنے حضور مین طلب کر کے استفسار حال کیا اوس نے سب کیفیت اپنی بیان کی برات کا
اس صحرائے طلسمی مین پہونچنا اور ہرن کا پیدا ہونا اپنا اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا ہرن کا فرار
غار ہو کر غائب ہو جانا اپنا غار پر پہونچنا برقون کا چمکنا اور اپنا بھی غائب ہو جانا سب حال
شاہزادہ کے حضور مین عرض کیا شاہزادہ نے کمال شفقت و مہربانی فرمائی اور صدران
کو خلعت سے مخلع کیا یہ خدا پرست ہوا اسکو ہمراہ لیکر خدمت مین الغا کے صدر النشین کے

چلے ہم گنجور شاہ کے راہ مین آگر جو برات پڑی ہوئی تھی وہان پہونچے شاہزادہ نے صدران
فرزند گوش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائی عروس تیری نہایت مشتاق ہے اور تیری مان
تیرے انتظار مین اپنا حال تباہ کئے ہوئے ہے برائی سب تیرے فراق مین نالان و گریان ہین تو جا
اور اپنی مان کے چشم انتظار کو اپنے دیدار سے روشن و منور کر اور اپنے وصل سے عروس کو شادکام
کر یہ سنکر صدران اپنے گھر پہونچے سے اہل برات نہایت خوش ہوئے اور شہزادہ کے کمال شکر گذار
ہوئے صدران کی مان ہزارون دعائین شاہزادہ کو دیتی تھی اور کہتی تھی کہ حضور کی بدولت
اور آپکی جوانمردی سے [illegible] مین اپنی مراد کو پہونچی فرزند میرا مجھ سے آکر ملا حضور نے
مجھکو زندہ کر لیا ورنہ اسی غم مین ہلاک ہو جاتی فرزند میرا آپکا دیرینہ ناضر یہ غلام ہے اور یہ سب حضور
کے دعاگو و شکر گذار ہین حضور کی احسان [illegible] کا شکریہ اگر تمام عمر ادا کرین تو ممکن نہین کہ
اس سے عہدہ برآ ہو سکین [illegible] صدران فرزند گوش نے عرض کیا کہ مین حضور کے
قدم چھوڑ کر کہان جا سکتا ہون [illegible] کی غلامی مین حاضر رہونگا آپ کی رکاب سعادت
انتساب سے علیحدہ نہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ مناسب نہین ہے برات ابھی سے جا کر
[illegible] وصل سے شادکام کرو پھر جب جی چاہے چلے آنا صدران نے عرض کیا کہ
بہت خوب فی الحال مین حضور سے رخصت ہوتا ہون مگر مین اپنے ملک کو اسلام آباد کر کے
اور کل فوج اپنی [illegible] بلکہ کل خاندان کو تلقین دین اسلام کر کے اور سب کو
[illegible] کس مقام پر حاضر ہون فرمایا کہ بیابان نہ طاق پر ملاقات ہوگی یہ تو اپنے
ملک کو [illegible] اور سب کو اسلام آباد کر کے دس ہزار فوج لیکر جانب نہ طاق
چلا ہے [illegible] حال صاحبقران کا سماعت فرمایئے کہ یہ بعد رخصت
کرنے صدران فرزند گوش کے درویش صحرا نشین کی خدمت مین حاضر ہوئے
ملاقات سے مشرف ہوئے اور کمال شکر گذاری ظاہر فرمائی اور بہت کچھ تعریف و توصیف
کر کے عرض کیا کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی برکت سے مین اپنے مقصد پر کامیاب ہوا اور
طلسم گنجور [illegible] سلیمانی میرے تابع حکم ہوا مین اب یہ چاہتا ہون کہ لشکر لیکر بیابان نہ طاق مین
پہونچون اور آپ وقتاً فوقتاً میری مدد فرماتے رہین تو نہایت مناسب ہوگا مین آپکا کمال
شکر گذار ہونگا بعد ازان یہ بھی تمنا رکھتا ہون کہ اپنے جد و آبا سے ملون اور خانہ کعبہ کی زیارت سے
مشرف ہون شاہ صاحب نے اقرار کیا انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور زندگی نے
وفا کی تو ضرور وقتاً فوقتاً آپ کی امداد کے لیے پہونچونگا اور حتی الامکان آپکی اعانت کرونگا پھر
گنجور شاہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ طلسم مین لایا اور اسیطرح برقین چمکنے لگین رومال شاہ صاحب
کا شاہزادہ کے پاس تھا اسکی برکت سے یہ داخل طلسم ہوئے گنجور شاہ خدمت مین حاضر
ہوکے اپنے سر انجام دعوت کا کیا ہے اور عرض کرتا ہے کہ حضور نے غلام کو سرفراز
فرمایا اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس مکان کو روشن و منور فرمایا اب غلام کی یہ
تمنا ہے کہ جو نان و نمک غلام حاضر کرے اسکو حضور اپنا نوش فرماوین تو کمال عزت
افزائی غلام کی ہوگی چشمون مین سرفرازی حاصل ہوگی موجب غلام کے فخر و
مباہات کا ہوگا۔

ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم
کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید

ز التفات مہمان سرائے دہقانے
کہ سایہ بر سرش انداخت چو تو سلطانے

شاہزادہ والا تبار کی عمر دراز ہو اوج پر ستارہ اقبال ہو اس ذرہ بے مقدار غلام جان نثار کی دعوت قبول فرمائیے تا دم جدید کی آبرو بڑھایئے غرضکہ شاہزادہ عجم مرتبت انجم شکوہ نے گنجور شاہ کی دعوت قبول فرمائی اسنے بہت جلد دعوت کا اہتمام کیا کارپردازوں کو حکم دیا کہ بہت عمدگی کے ساتھ شاہزادہ کی دعوت کا انصرام کرو چنانچہ منتظمان سلیقہ شعار نے دعوت کا بندوبست شروع کیا زیر قصر سامنے شمال رویہ ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بہت پرتکلف بنی ہوئی تھی اوسمیں چھت پروسے تمامی و زربفت کے لگے ہوئے تھے آگے ایک سائبان زرتار جھالرین مقیش کی باسلک ہائے مروارید آویزان اُسی بارہ دری کو دعوت کیلیے آراستہ کیا صد ہا جھاڑ بلورین شمعین مومی و کافوری انمین جلتی ہوئی کنول دیوارگیریاں سورج مکھیاں قد آدم شیشہ تھا اوپر شاہانہ پیشین اور اکثر پردہ کی لگی ہوئین بہت معقول طیاری ہے اس بارہ دری کو سجا اور بہت تکلیف سے ہر چیز کو قرینہ سے لگایا عطردان پاندان چنگیر چوکڑے منقل اگر سوز عود سوز عنبر سوز وغیرہ ظروف طلائی و نقرئی و مرصع کار سجا رکھے گئے خادم و خدمتگار پوشاکین نفیس پہنے ہوئے سرگرم کار و بار دعوت تھے غرضکہ شام کو شاہزادہ عالی وقار کو نہایت تجمل شاہانہ کے ساتھ اُس بارہ دری میں لاکر جلوہ گر کیا گنجور شاہ مع رفیقوں و مصاحبوں کے پوشاکین پرتکلف جسم پر آراستہ کیے ہوئے نہایت ادب کے ساتھ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہین غرضکہ شاہزادہ کو لاکر صدر مقام پر بہت عزت و احترام سے مسند زرنگار پر لا کر بٹھایا تمام بارہ دری مین شام سے روشنی ہو رہی تھی بڑے بڑے قالین رومی و ایرانی بچھے ہوئے تھے ہر درجہ بارہ دری کا فرش فروش و شیشہ آلات سے رشک نگارخانہ چین ہو رہا تھا شہزادہ کے سامنے کئی صندوقچہ جواہرات کے لاکر پیشکش کیے بہت سے طائفے ارباب نشاط کے طلب کر کے صحبت ناچ گانے کی قرار دی طبلوں پر تھاپ پڑی لہرا سارنگی کا باین کی گمک آسمان کو جانے لگی قانون بین رباب چنگ مرچنگ سرود دستار دف دائرہ الغوزہ جلترنگ وغیرہ باجے بجنے لگے ساقیان مہر طلعت ماہ صورت جام و صراحی زرین لیے حاضر ہوئے دور شراب یاقوت رنگ کا چلنے لگا آواز ہو شا ہو شش و نوشا نوش کی بلند ہوئی بعد اسکے جو نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال حاضر تھین روبرو شاہزادہ عالی وقار کے ناچنے اور گانے لگین از انجملہ ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

عشق بازی کا مرے چرچا رہا
ہمسری پر خار سے اُلجھا رہا
اے پری پیکر ترے سر کی قسم
چشم پر نم ساغر صہبا رہا
شب تجھا او وصل یار ین

سر کبھی اسطرح مین ترپڑ رہا
دیکھ کر چشم سیاہ یار کو
تیرے گیسو کا مجھے سودا رہا
تیغ جدائی جب آگہو گا دل آج
بیجابی کا فقط پہ سدا رہا

ہیون و دل [illegible] کیا ہوا [illegible]
حال کیا [illegible] نرگس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مجھ سے نالان خود بہر انالا رہا	ہجر جانان مین رہا ہر دم علیل	اسے ہنر دو دن نہ مین اچھا رہا

تب یہ غزل نازنین مذکور نے روبرو شہزادہ عالیوقار و مصاحبان بزم بصد ناز و ادا گائی سامعین سنکے بہت محظوظ ہوئے خصوصاً خواجہ صاحب نہایت مسرور ہوئے اسوجہ سے کہ انکو علم موسیقی مین مہارت کامل ہے اور لحن داؤدی انکو خدا وند کریم نے عنایت فرمایا ہے زیادہ لطف حاصل ہوا زرکثیر اس نازنین کو انعام مین ملا بعد ازان نازنینان مذکور نے انعام و اکرام پاکر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور دلہا سے اہل بزم خوش کرنے لگی علاوہ نازنینان مذکور کے چند طائفے مردانہ بھی محفل مین آکر حاضر ہوئے یعنی کشمیری بھانڈ جو نقلین نہایت مضحک کرتے ہین اور کیساہی انسان ملول و غمگین ہو اوسکو ہنسا دیتے ہین انمین سے ایک بھانڈ حسین نامی خوش گلو مع اپنے ہمراہیون کے روبروے شہزادہ عالیوقار حاضر ہوکر بصد ادب تسلیم بجالایا اور بعد ناچ گانے کے اسکے ہمراہیون نے نقلین مضحک کرنی شروع کی جنکے سنتے سے اہل محفل کے مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ گئے ہر شخص ہنستے ہنستے بیتاب ہوا جاتا تھا شہزادہ بھی بیساختہ منہہ پر رومال رکھکے ہنسنے لگا نہایت محظوظ ہوا زرکثیر اُن بھانڈون کو مرحمت ہوا القصہ دوپہر رات تک یہی جلسہ رقص و سرود رہا جب از حد لیلائے شب تا بکمر پہونچی اور جلسہ رقص و سرود برخاست ہوا گنجور شاہ حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور خاصہ حاضر ہے کچھ اوس مین سے نوش فرمائیے جو نان و نمک حاضر ہے وہ قبول ہو غلام کو سعادت دارین حصول ہو غرضکہ گنجور شاہ شہزادہ کو نعمت خانہ کے ایوان وسیع مین لایا یہان کارپردازان سلیقہ شعار و بکاولان انتخاب روزگار نے دسترخوان نہایت عمدگی سے چنا تھا ہمہ نعمت دنیا کی اوس دسترخوان پر حاضر تھی اغذیہ ایسی ایسی پرتکلف لطیف و خوش ذائقہ بحکم گنجور شاہ خاصہ پزان شاہی نے طیار کی تھین کہ جو کوئی چند لقمے اس غذا کے رغبت سے تناول کرے روح اوسکی خوش ہوجائے غذائے شیرین ایسی تحفہ تھی کہ اگر شیرین بھی اوس غذا سے شیرین کو کھاتی یقین ہے کہ نام اپنا شیرین نہ رکھتی کیونکہ وہ غذائے شیرین اس درجہ شیرین تھی کہ لب ہائے حسینان جہان بھی اُس غذائے شیرین سے آشنا ہوکر شیرین مشہور ہوگئے تھے اور طعام نمکین ایسا مزہ دار تھا کہ نمک چہرۂ معشوقان اس غذائے نمکین سے شرمندہ ہوتا تھا کیونکہ اُس غذائے نمکین کے روبرو نمک چہرۂ محبوبان دہر بالکل پھیکا تھا اقسام غذائے خاصگی کی کیا تعریف کیجائے جو شئے تھی نایاب اور نہایت خوش ذائقہ تھی جسکی بو باس سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا ذائقہ خود مزا اوٹھاتا تھا اقسام ماکولات لذیذ کی اگر تفصیل کیجائے تو صفحہ قرطاس مملو ہوجائے تب بھی نہ تحریر ہوسکے خلاصہ یہ کہ کوئی شئے از قسم طعام و دیگر اشیا مثل مربجات پکوان و شیرینی وغیرہ ایسی نہ تھی جو اُس دسترخوان پر بکثرت موجود نہ ہو جب شہزادہ یہان رونق افزا ہوا عجب سامان ملاحظہ فرمایا کہ فرشی جھاڑ آراستہ ہین ہر دیوار پر جھاڑ اور قندیلین بیشمار روشن ہین دالانون مین مخمل زردوزی کاشانی کا فرش بچھا ہے

اور مقام صدر پر ایک مسند فیروزی زرنگار و تکیہ لگا ہے اور ایک بہت بڑا دسترخوان وسیع بچھا ہوا
ہے اور سیر الوانع و اقسام کے کھانے چنے ہوئے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا شہزادہ نے مسند پر
جلوس فرمایا طلائی سلفچی آفتابہ آیا ہاتھ دھو کر خاصہ نوش فرمانے لگے خادم رومال ہلانے
لگا خواجہ بھی شریک طعام ہیں ہر چیز کی تعریف کرتے جاتے ہیں نگہبان کا سامان
اور ظروف طلائی و نقرئی و مرصع کار جواہر نگار دیکھ کر انکے ہوش اڑے جاتے ہیں پانی بھرا آتا ہے خیال
کرتے ہیں کہ اگر یہ سامان سب مجھ کو مل جاتا تو یہاں کا فرش و شیشہ آلات و غیرہ
سب زنبیل میں رکھ لیتا کبھی دعوت یا محفل میں کام آتا۔ شہزادہ خاصہ نوش
فرما رہے ہیں اور طلسم کی باتیں گنجور شاہ سے پوچھتا جاتا ہے اور یہ اوسکو بالتفصیل بتاتا ہے
الحاصل شہزادہ نے خاصہ نوش جان فرمایا گنجور شاہ کی تمیز داری و سلیقہ شعاری کی
تعریف فرماتے رہے یہ اپنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ غلام کی کیا اصل و حقیقت ہے
اور یہ سب نان و نمک تو حضور ہی کے ملازموں کے بھی لائق نہیں ہے یہ سب حضور کی بندہ
نوازی ہے کہ حضور نے کمترین کی عزت افزائی فرمائی غرضکہ بعد فراغت طعام
شہزادہ عالی مقام برآمدہ میں تشریف لائے وہاں کرسیاں بچھی ہوئی تھیں
فرش و فروش شیشہ و آلات سے تمام برآمدہ سجا ہوا تھا روشنی کا یہ عالم تھا کہ
موم و کافوری کی اس درجہ تھی کہ سارا ارباب نور سے معمور ہو رہا تھا خادم و خدمتگار سرگرم کار و باادب اپنے
کاموں سے ہوشیار ہاتھ باندھے ہوئے حاضر تھے۔ شہزادہ کرسی جواہر نگار پر آکر
جلوہ گر ہوا سامنے آتش بازی گڑی ہوئی تھی گنجور شاہ نے اسکے چھوڑنے کا حکم دیا رنگی آتشبازی
چھوٹنے پہلے قلعہ داغا گیا زمین و آسمان گونج گیا لرزہ ہوا لوگوں کی صدا سے شور نشور بپا ہوا مہتابیاں
جو چھوٹیں چاند کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں انار کے پھولوں پر فلک نے ستاروں کا گنج نثار
کیا پٹاخوں اور ٹپاروں نے پھولوں کا انبار کیا تھا پھول میں عجب گلکاری تھی جس سے صورت
باد بہاری تھی سرو آتشبازی ... چراغان کا رنگ دیتا تھا چرخیوں کا تماشا دیکھ کر
چرخ گردان چکر میں آیا نسرین جو چھٹی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ لالہزار سپہر کی آتش بیزان
ہیں۔ آتشبازی کے چاند سورج نے ایسا لطف دکھایا کہ شمس و قمر کا چہرہ فق ہو گیا
آتشبازوں نے وہ چہرہ رنگین آتشبازی بنائی تھی اپنی کاریگری دکھائی تھی کہ جسکو
دیکھ کر تعریف کی جب شہزادہ عالم آتشبازی کا تماشا ملاحظہ فرما چکے تو کھڑے
ہوگئے گنجور شاہ حاضر ہوا عرض کیا کہ رات تین پہر سے زیادہ گزر چکی ہے اب حضور
استراحت فرمائیں ورنہ طبع مبارک خدا نخواستہ کسلمند ہو جائیگی یہ کہکر خوابگاہ کے قصر میں
لے گیا دیکھا کہ وہ بھی خوب آراستہ ہے ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی ہے ... گاؤ تکیہ لگا ہوا مسند
بچھی ہوئی ایک سمت کو چھپرکھٹ ... آراستہ ایک جانب چاندی کی مسہریاں و پلنگڑیاں
سونے کے لیے قرینے سے لگی ہوئی اور ان پر سفید چادریں ... لگی ہوئی ہیں ... ہوئے گردپوش
دیباجہ پر کے پڑے ہوئے ... شہزادہ نے آرام فرمایا خدمتگار
چپی کرنے کو بیٹھ گیا باریدار حاضر ... کا انتظام ہو گیا خواجہ صاحب
نے بھی ایک پلنگڑی پر آرام کیا گنجور شاہ بھی ... رخصت ہوا اپنے مقام پر

پہنچی آکر آرام پذیر ہوا جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ نے اپنا بوریا بدھنا سنبھالا اور تسبیح خوان ثوابت و سیارہ نے تسبیح ہزار دانہ نجوم و کواکب کو رکھکر اپنا منہ بنا لیا اور اٹھا یا سجادہ نشین چرخ چہارم نے جیب مشرق سے وضو کے بعد طاعت ضیا بخش عالم سجادہ نور کا بچھایا شہزادہ عالم بھی خواب راحت سے بیدار ہوئے وضو کے لئے پانی طلب کیا خادم آفتابہ و طشت لیکر حاضر ہوا وضو کرکے فریضہ سحری ادا کیا اور وظائف سے فارغ ہوئے استنے میں گنجور شاہ بھی خدمت میں حاضر ہوا آداب بجالایا اور عرض کیا کہ حضور صبح کا وقت ہے نسیم سحری چل رہی ہے غنچہ دل ہوا خواہان شگفتہ ہو رہے ہیں عجب سہانا وقت ہے حضور بھی گلگشت خانہ باغ سے طبع عالی کو شگفتہ فرمائیں تو مناسب ہیں ہے شغل شراب حضور کے خیر مقدم میں نرگس وار چشم در انتظار ہیں پامال ہوکر سنبل ہو جائیں سن کر شہزادہ کو دوسرے قصر فلک شکوہ میں لاکر بٹھایا جو فرش شاہانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ تھا اسباب عیش و راحت مہیا شیشہ آلات سجا ہوا تھا جس کے سامنے پائین باغ نہایت سرسبز و شاداب لگا ہوا تھا عجب باغ دلکشا فرحت افزا تھا کہ اگر اوسکی صفت رقم ہو تو پہلے شاخ طوبیٰ قلم ہو فیض بادبہاری سے وہ گلزار طلسمی غیرت فردوس بریں تھا نہایت دلکش و دلنشین تھا۔ شعر

عجب باغ تھا رشک مینا سواد
اگر دیکھے رضوان ہو شاد شاد
کہے یاد جنت کی کم ایک بار
کہ دیکھی نہیں خلد میں یہ بہار

چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشین درست تھیں روشوں پر سرخی یا قوت احمر کی کٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی ٹٹیاں اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان میں رواں چشمہ ہر ایک مثل قلب صافی دلان۔ ہر شجر پہ طائران خوش نوا کا ہجوم آمد فصل بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن ہر سمت گلہائے رنگا رنگ غیرت وہ نگار خانہ ارژنگ + سچ تو یہ ہے۔ نظم

سبز سبزے سے ہر روش تھی ہری
لعل و یاقوت کی لگی تھی جھڑی
روشوں پر ستارہ سے جھڑکے تھے

فرش کی طرح وہ چمکتے تھے
جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا
رشک جنت جو کہئیے تو ہے بجا

تھے جواہر کے جیسے اشجار
لا اُلو دیکھتی وہاں کی بہار
صحن گلشن تھا آسمان کا جواب

پھول سب غیرت گل مہتاب
چہچہے بلبلوں کے تھے ہر سو
قمریوں کی وہ سرو پر کوکو

کہیں کوئل شجر پہ کوکتی تھی
کہیں پپہا تھا پپہا پی پی

شہزادہ بارہ دری میں آکر مسند پر بیٹھا سرداران گنجور گرد و پیش باادب تمام بیٹھے گنجور شاہ نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت قبول صورت پیمانہ بدست حاضر ہوا کیونکہ شراب ارغوانی پینے لگے پینے لگے ساقیان مہوش پیمانہ شراب سے خوش لیتی ہیں جام فیروزی ایک مجلس افسرد راس محفل خلد مشاکل کے تھے اور مغنی لبصد طرب نغمہ دلکش سناتے تھے گنجور شاہ ہر سمت سرگرم اہتمام تھا اشیاء ضروری اہل انجمن کے لئے حاضر کرتا تھا وہ صبح کا سہانا وقت وہ نور کا تڑکا نسیم و صبا کا فرفر چلنا خوش گلوؤں کی سریلی آواز کا گونجنا عجب لطف دے رہا تھا اہل محفل مصروف و محو سماع تھے ہر تان پر روئیں کھڑے ہوتے تھے از انجملہ ایک نازنین مہ جبین نے بھیرویں کی دھن میں یہ غزل

گانا شروع کی غزل

بس نہ کر دست جنون اب کیا ہے پیراہن کے پاس
دھجیان ہوکر گریبان آگیا دامن کے پاس

خودبخود گردن کھنچی جاتی ہے کچھ کہتا نہین
سحر ہے افسون ہے کیا ہے خنجر آہن کے پاس

خاک تو پہونچیگی اوڑ کر دامن گل تک کبھی
بلبل بیکس کو گلچین دق نہ کر گلشن کے پاس

آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
آتے آتے طوق گردش ہوگیا گردن کے پاس

مرکے بھی خالی نہوگا پہلو سے تربت مرا
بیکسی رویا کریگی بیٹھکر مدفن کے پاس

رشک آتا ہے کہ ہم خلوت ہون مسی آپکے
اور ہم دیدار کو ترسا کرین الکن کے پاس

روز سنتے ہین مسی مالیدہ لب سے کم نہین
دیکھ لین تمکو بٹھاکر ایک دن سوسن کے پاس

دید کی فرصت نگاہ شوق کو ملتی نہین
جھانکتا ہے کون شوخ برق وش روزن کے پاس

حسن کی گرمی سے پانی پانی ہوکر بہہ گیا
آئینہ آیا جب اپنے عارض روشن کے پاس

بے غرض کی دوستی بھی ہے ناداری مین کبھی
رشتہ لیتا ہے تو ہے شاید کچھ سوزن کے پاس

عالم بالا بھی جو دیکھا ہے نہین ہے یہ خطر
جاگتا ہے ماہ تابان رات بھر خرمن کے پاس

دوستون کا خط ہے تسکین دل کے واسطے
بیٹھتے اوٹھتے ہین جاکر دو گھڑی دشمن کے پاس

حسن روز افزون کا پردہ پردہ کرسکتا نہین
نور چھن آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کے پاس

کیا پتہ لیتے ہم اپنا گر یہی سر پا لیا
دھوپ مین ونکو بٹھائین گے اونکو گلخن کے پاس

تاریخ کا سمان بندھا ہے اور جام گردش مین آیا ہے انعام کثیر اسباب نشاط کو مل رہا ہے وہ بھی خوب جی توڑ کے گا رہی ہین شہزادہ بھی نہایت سرور بیٹھا ہوا تھا خواجہ بھی تعریف کر رہے ہین کہ اتنے مین کنچور شاہ نے خواجہ کیطرف مخاطب ہوکر عرض کیا کہ خواجہ سلامت آپکے گانے کی نہایت تعریف سنی ہے تمام اراکین طلسم آپکے نہایت مشتاق ہین اگر از راہ عنایت کچھ شوق فرمایئے تو خالی از لطف نہوگا آپکو خداوند کریم نے لحن داؤدی عطا فرمایا ہی آپکا مثل نہین ہے آپکو فن موسیقی مین دستگاہ کامل حاصل ہے ہم لوگون کو آپکے سننے کا ازحد اشتیاق ہے غرضکہ کنچور شاہ نے ازحد اصرار کیا اور بہت بجد ہوا اشتیاق کرنے لگا خواجہ کا دل بھی گھبرا رہا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ شاید کچھ دو چار کوڑیون کی آمدنی ہوجائے ابھی تک تمکو کچھ ملا بھی نہین ہے یقین ہے کہ کنچور شاہ خوش ہوکر بہت کچھ دیگا لشکر مین جب یہان سے جائین گے تو لوگ پوچھین گے کہو کیا خواجہ طلسم کنچور سے لائے ہو تم تو بہت کچھ لائے ہوگے دامن آرزو مالامال ہوگیا ہوگا کیا ہے ہمکو بتاؤ کے کیا ہم کچھ لے لین ہم تو خوش ہونے والے ہین اون لوگون کا تو یہ خیال ہوگا اور بہت کچھ جاہین گے اور یہان ایک کوڑی سے بھی واحد شاید نہین بہت بڑا نقصان ہوا جسین بارگاہ مین جو معرکہ ہوا تھا اس مین لاکھ دو لاکھ روپیہ ہیرے کی انگوٹھیان اور بہت سا جواہر بیش قیمت جاتا رہا کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ خواجہ تمہارا نقصان ہوا اور وہ مال میرا بھی نہ تھا ایک سوداگر نے بیچنے کو دیا تھا کچھ کمیشن مجکو بھی مل جاتا اب اسکو کیا جواب دونگا وہ جانیگا کہ خواجہ فقرہ کرتے ہین اگر اوسکو قیمت مال کی نہ دونگا تو میرے اعتبار مین فرق آئیگا پھر کوئی مجکو کاہے کو ہزارون روپئے کا دیگا بس خواجہ ایسے ایسے خیالات اپنے دل مین کر رہے ہین لیکن بظاہر کنچور شاہ سے انھون نے عذر کیا کہ طبیعت میری بہت فکرمند ہے اسوجہ سے کچھ دل نہ لگیگا کنچور شاہ نے پوچھا کہ خواجہ کیا فکر ہے انھون نے کہا کہ مین اپنے

کیا حال اپنی فکر کا بیان کرون بہت بڑا نقصان میرا اس شہر کے بین ہوگیا اوسکی وجہ سے دل میرا قابو مین نہین اسنے کہا آخر بتایئے تو سہی کیا نقصان آپکا ہوا انہون نے وہی انگوٹھیون کا جاتا رہنا اور کچھ اشیا مع جواہرات بیش قیمت کا تلف ہو جانا بیان کیا اور کہا کہ اسی فکر و اندیشہ مین ہون کہ صاحب مال کو کیا جواب دونگا اور سب تقریر مذکورہ بیان کی گنجور شاہ نے کہا کہ آپ کچھ فکر و تردد نہ کیجئے جو کچھ آپکا نقصان ہوا ہے سب آپکو ملجائیگا خواجہ نے کہا کہ آپنے میرے دل خوش کرنے کو کہدیا مجھکو کیونکر اسکا یقین آوے اندھا جب پتیا ہے جب دو آنکھین پاوے گنجور شاہ نے کہا آپ خلاف سمجھتے ہین خواجہ نے کہا نہین آپ بڑے فیاض و عالی ہمت ہین آپکے نزدیک کیا اصل ہے غرضکہ خواجہ نے اسکو خوب بار دیر رکھا اور ایسی تقریرین کین کہ اسکو روپیہ منگاتے ہی بن پڑا فوراً اسنے اپنے اہلکارون سے کہا کہ دس ہزار روپیہ لاکر خواجہ کے پیشکش کر دو چنانچہ دس توڑے اسکے سامنے منگوا کر رکھدیے خواجہ نے روپیہ تو زنبیل کیا اور اپنی بانسری ہفت پیوندی زنبیل سے نکالی اسکی نلیان درست کرکے بجانا شروع کی پہلے یہ شعر فارسی کا گایا

آفتہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو دیگر ے

اسکو کئی مرتبہ بجا بجا کے گایا کہ تمام اہل محفل وجد کرنے لگے ہر ایک پر محویت کا عالم طاری ہوا جسکو دیکھو سکتے مین بیٹھا ہوا ہے نقش بدیوار ہوگیا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ خواجہ کوئی اور غزل گاؤ تو جلسہ برخاست کیا جائے گنجور شاہ کا یہ حال ہے کہ ششدر ہو رہا ہے آنکھون سے دریائے اشک جاری ہے سکوت کے عالم مین بیٹھا ہے تھوڑی دیر کے بعد اسکو ہوش آیا نہایت تعریف اسنے کی اور کل اہل محفل خواجہ کی صفت و ثنا کرنے لگے گنجور نے کہا کہ ہان خواجہ صاحب کوئی غزل شروع کیجئے دل مین درد رہا ہے چنانچہ خواجہ نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

بہار آئی ہے ساقی ہاتھ مین لے شیشۂ مل کو	لب مینا سے سن لین ہم صدا تیرے شور قلقل کو
پھنسائیگا بلا مین کیا کسی عندیدہ بلبل کو	لگاتا ہے جو تو اسے باغبان گلشن مین سنبل کو
نہ لوٹنے کی خبر تا ہے عاشق رنج فرقت سے	کبھی تو آکے دیکھ اس کشتۂ تیغ تغافل کو
گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اتر جا مین	اگر اس گھاٹ پر تو کھینچ لے تلوار کے پل کو
بہار آجائے یارب باغ سے جلدی خزان جائے	دل مشتاق بلبل دیکھ لے روئے شاہد گل کو
بہار آئی ہے الفت سے پھر اب سرشار ہو جائے	صبا منقار بلبل سے لگا دے ساغر مل کو
یقین آتا نہین معشوق کو جو اپنی الفت کا	گواہی مین وہ صرف نگہ دیکھنا ہم شاہد گل کو
بنا کھٹکا رہا ہر روز اوسے فصل بہار مین	نظر آیا کبھی گلچین کبھی صیاد بلبل کو
چمن مین آج بلبل امتحان ہی پہ رونیکا	جبھی جانین کہ اشکون سے بجھا دے آتش گل کو
نظر آنے لگے مار سیہ گلشن مین لہرانے	جو بلبل دیدہ سے کے چھوڑا رشک اس گلرو کی کاکل کو
ترقی حسن کی ہو دمبدم عاشق زیادہ ہون	خدا افزون کرے ان سے محبت تیرے جاہ و تجمل کو
چمن پر خار ہین ایسا خزان مین انقلاب آیا	کہ شب کو عندلیبین دیکھتی ہین شمع کے گل کو
خدا جو مجھکو دیتا ہے اسی پر شکر کرتا ہون	جہان مین اپنا توشہ جانتا ہون مین توکل کو

جہان میں اسقدر جو قیس کی وحشت کا شہرہ ہے	وہ دیوانہ ہوا سنکر مری زنجیر کے غل کو
چمن کی سیر کو یہ کونسا میخوار آیا ہے	کہ توڑا جس نے غنچہ سے سبو کو ساغر گل کو
شراب میں پی کے کیون گاتے نہین میخوار یہ کیا ہے	مگر رو رہے آتے ہین شیشے کی تیا قلقل کو
ہوا اتنا بہت یہ ایک دن آگ گلشن مین لگا دیگی	غضب ہے ڈکار رہی ہے آہ بلبل آتش گل کو

غزل کے پڑھنے سے بلبل چمن نے داد دی گاگی تمام محفل کو خوش ہوگئی ہر ایک پر عالم سکتہ طاری ہوا تمام چہ تماشہ بین بعد گرد بارہ دری کے جمع ہوگئے عرصہ تک رنگ محفل بدلا رہا جب سکوت ہوا انھوا جمیعہ کو بہت کچھ زر و جواہر انعام میں ملا خوا جمیعہ نے سب زر و زیور خلعت وغیرہ اور بڑا کرنیز کو تحمیل کیا اب خوا جمیعہ کے بعد کون گا سکتا تھا کسکا رنگ جم سکتا تھا جلسہ برخاست ہوا شہزادہ اٹھا بعد فراغت اکل و شرب تھوڑی دیر آرام فرمایا سہ پہر کیوقت شہزادہ بعد نماز ظہر بارہ دری مین بیٹھا سب کنجور شاہ کے ارکان دولت بھی دست بستہ حاضر ہین اور خود کنجور شاہ بھی موقرب سامنے شہزادہ کے بیٹھا ہے شاہزادہ بدیع الملک نے کنجور شاہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھئی کنجور شاہ اب تمہاری خوشی ہوچکی و خوب تسے بھی فراغت ہوگئی اب چلو شاہ صاحب صحرا نشین سے بھی رخصت ہو آئین پھر اپنے لشکر کیطرف جائین ایک روز وہان قیام کرنے نہ طاق کا رستہ لین کنجور شاہ نے عرض کیا بہت مناسب ہے مین اسکا انتظام کرتا ہون یہ کہہ کر حکم دیا کہ کشتیان حاضر کرو چنانچہ کشتیان تحفہ جات واسطے پیشکش ہونے لگین ازانجملہ ایک کشتی مین گلدستہ تھا اور ایک کشتی مین تیغ و سپر اور ایک کشتی مین ایک نقاب تھی کنجور شاہ نے عرض کیا کہ حضور یہ تیغ جمشید جان الوان تاجدار و کیوان تاجدار ہی دو لونکی موت اسی سے ہے اور نقاب اسواسطے ہے کہ طلسم ہولناک جو کیوان کا بنایا ہوا ہے اوسمین شکلین ایسی ہیبت ناک اور ڈراونی ہین کہ جہان اونکون سے نظرہ کیا اور سامنے آتے انسان کا زہرہ آب ہوگیا اور گلدستہ کا حال غلام جب طاق مین حاضر ہوگا تب تسنو مین عرض کریگا چنانچہ شاہزادہ بدیع الملک نے ان اشیا کو لیلیا اور کنجور شاہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ تو بیان کرو کہ کیا جب وہ شاہزادہ پیدا ہوگا تو تم طلسم مین ہوگے یا نہین یہ آنکھون مین آنسو بھر لایا اور آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ غلام اوسوقت مین نہوگا کچھ اور ہی سامان ہوگا۔

رہے کی غنچہ مین رنگت نہ گل مین بو باقی	یہ سب مٹینگے تجھی پر رہیگا تو باقی

حضور ہر کمالے را زوالے ۔ باغ دہر مین کوئی گل ایسا نہین ہے جسکو صرصر خزان نے صدمہ نہ پہونچے اور اس چرخ ستم شعار کے انقلاب سے کوئی ایسا نہین ہے کہ بچا ہو نہ بڑی بڑی سلطنتین کہ جنکا کوئی ہمسر نہ تھا اس زمانہ کے انقلاب سے چند عرصہ مین نیست و نابود ہوگئین کہ جنکے خاندان مین بھی کوئی نام لیوا پانی دیوا نہین رہا ایک طریقہ پر تو اسکی روش کبھی رہتی ہے نہین سچ کہا ہے کہ

کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس	عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

گردون دون کی جفاکاری اور زمانہ غدار کی مکاری سے یہ سلسلہ ایک طرز پر قائم نہین رہ سکتا ۔

یک گردش چرخ نیلوفری	نہ نادر رہیگا نہ نادری
تا قافلہ باد بہاری کہ روان ہو جائیگا	ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

اسی کاہن پیرانہ سال یعنی شمیم کاہن کی زبانی میں نے سنا ہے کہ یہاں کافروں کی عملداری ہوگی اور ظلم و جور حد سے زیادہ ہوگا دیکھئے ابھی کل کی بات ہے کہ سکندر روس میرے درپے تھا از راہ تکبر یہی چاہتا تھا کہ مجھکو ہلاک کر کے آپ حکومت اس ملک کی کروں سمجھئے کہ کافر فقط بہانہ ہی تھا وہ تو خداوند کریم کو میری حکومت رکھنا تھی اسوجہ سے غیب سے یہ سامان ہو گیا کہ آپ کے قدموں کی برکت سے میں رہا ہو گیا ورنہ اس کور نمک نے تو کام ہی تمام کر دیا تھا ابھی اسیطرح اسوقت میں بھی کافروں کا دور دورہ ہوگا اور میں یا تو اسیر ہونگا یا دنیا ہی میں نہونگا جب زمانہ طلسم کفر و ضلالت سے بھر جائیگا اور یہ طلسم بھی تمام ہو جائیگی اسوقت میں شہریار مرصع پوش پیدا ہوگا اور اس طلسم کو فتح کر کے اسلام آباد کریگا معابد کفار منہدم ہو کر مساجد کی بنا پڑیگی ہر طرف اسلام کا ڈنکا بجیگا حضور ایسا کچھ کاہن زبردست کی پیشین گوئی سے معلوم ہوا ہے شہزادہ نے فرمایا بیشک قضا و قدر نے ہر کام کو اپنے وقت پر محدود رکھا ہے اب گنجور شاہ نے حکم دیا کہ تخت طلسمی حاضر کرو فوراً تخت حاضر کیا گیا گنجور شاہ شہزادہ اور خواجہ خضران کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہو کر شاہ صاحب کے پاس آیا ملاقات ہوئی شہزادہ عالیوقار نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اور اپنے لشکر میں جا کر اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب طلسم نہ طاق روانہ ہونگا آپ سے امیدوار ہوں کہ مجھکو فراموش نہ فرمائیگا اور وقتاً فوقتاً میری امداد و اعانت فرمائیے گا کہ قدم درویشان رد بلا ہے یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام رخصت کیا شاہ صاحب نے فرمایا فی امان اللہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حیات مستعار باقی ہے تو ضرور آپکی مدد کرونگا اچھا سدھارو خدا حافظ و ناصر ہے اور گنجور شاہ سے فرمایا کہ تمہیں آپکو لشکر میں پہونچا دو کہ وہ سب جانثار آپکے قدوم میمنت لزوم کے از حد مشتاق ہیں اور سب چشم انتظار میں آپکی جدائی میں پڑے ہوئے ہیں انکی راہ دیکھ رہے ہیں گنجور شاہ نے کہا بہت خوب بس شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کو مع خواجہ عمرو الیث کے تخت پر بٹھا کے جانب صحرا روانہ ہوا - اودھر کا حال سنئے کہ جب اہل لشکر خیمہ وغیرہ برپا کر چکے سب اپنے اپنے مقام پر فروکش ہوئے سردار شاہزادہ کا انتظار کرنے لگے جب بہت عرصہ ہوا اور شہزادہ شکار سے واپس نہیں آیا سرداروں نے اور بادشاہ عالیجاہ نے عیاروں کو تلاش کے لیئے روانہ کیا غرضکہ عیار چند سرداروں کو ہمراہ لیکر اسطرف چلے کہ جدھر کو شہزادہ روانہ ہوا تھا جبکہ انکے ہمراہ صحرا کے قریب پہونچے دیکھا کہ کئی ہرن شکار کئے ہوئے پڑے ہیں سرداروں نے کہا کہ یہ ہرن ہمارے آقا کے شکار کئے ہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ کسی ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑایا تھا اوسی کے تعاقب میں گھوڑا اڑا لے گئے ہیں ... عیار سرداروں کو ہمراہ لیئے ہوئے نشان قدم راہوار دیکھتے چلے جاتے ہیں اور تلاش شہزادہ کر رہے ہیں ... دیکھا سامنے سے ایک تخت ہوا پر اڑتا ہوا چلا آتا ہے ... آدمی اوسپر بیٹھے ہیں آہستہ آہستہ اس تخت نے زمین کی جانب میل کیا اور آہستہ آہستہ وہ تخت زمین پر اس مقام پر آیا کہ جہاں یہ لشکر مقیم تھا اس تخت کے ٹھہر گیا شہزادہ عالم ... خواجہ خضران و گنجور شاہ کے تخت سے اترے سردار پیدل ... دیکھا کہ بفضلہ تعالیٰ شہزادہ مع

خواجہ خضران بن عمرو کے مع الخیر لشکر مین پہنچا ہرکارے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیے کہ
شاہزادہ مع الخیر لشکر مین داخل ہوا چنانچہ ہرکارون نے بادشاہ کی خدمت مین یہ مژدۂ جانفزا عرض
کیا بادشاہ جمجاہ یہ خبر سنکے بہت مسرور ہوئے تمام سردارون اور اہل لشکر نے خوش ہو کر سجدۂ شکر
بدرگاہ قادر مطلق ادا کیا ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر شخص جو غم و الم مفارقت شاہزادہ
عالیجاہ مین مصروف تھا اب وہ مسرور ہو کر خوشیان کرنے لگا سردارون نے عرض کیا
کہ حضور کی مفارقت مین ہم لوگون نے بڑے رنج وصدمے سہے اور آپکو بہت تلاش کیا بلکہ ہر روز
اسی تلاش و سرگردانی مین مصروف رہتے تھے دن کو چہار طرف سب تلاش کرتے پھرتے
تھے جب کہین اپنے یوسف گم گشتہ کی خبر نہ ملتی تھی تو رات کو مغموم و دل کبیدہ خیمون مین آکر منھ
لپیٹ کر پڑ رہتے تھے رات بھر گریہ و زاری اختر شماری مین گذر جاتی تھی کھانے پینے تک کا
کسی کو ہوش نہ تھا اور جب صبح ہوتی اور وہ زمانہ صبح پیدا ہوتا پھر سب چل نکلے اور تلاش مین مصروف
ہوتے یہی شغل ہم لوگون کا تھا اتنے عرصہ مین سب سردار و افسران فوج آکر حاضر ہوئے اور اپنے
آقا کو دیکھکر گھوڑون سے اتر پڑے اور بکمال ادب انھون نے بھی دست بستہ اسی
قسم کے سب حالات عرض کیے اور کہا کہ خداوند کریم نے اپنا بڑا فضل شامل حال کیا کہ حضور کے
دیدار فائض الانوار سے مشرف فرمایا سردارون نے شاہزادہ کو گھوڑے پر سوار کیا اور سب
ہمراہ رکاب چلے اب شہزادہ عالم یہ باتین کرتے ہوئے فرودگاہ پر تشریف لائے سب سردار اور
خواجہ عمرو بالیث و گنجور شاہ یہ سب ہمراہ رکاب ہین غرضکہ شاہزادہ فلک وقار گھوڑے سے
اتر کر داخل بارگاہ ہوا سردار بھی سب دست بستہ حاضر ہین بکمال ادب سب حال استفسار
کر رہے ہین کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے شہزادہ نے تمام حال بیان کیا اپنا بر اسپ شکار صحرا
مین جانا اور اس ہرن کا ظاہر ہونا اس خیال سے کہ اسکو زندہ گرفتار کرلون گھوڑے کو بسرعت
تمام ہرن کے تعاقب مین مہمیز کرنا اور دوپہر تک سرگردان رہنا آخر تیر سے شکار کرنا تیر کا اوچھا پڑنا
ہرن کا تڑپ کر نکلجانا اور غائب ہونا یہ سب حال بیان کیا شب کو اسی مقام پر قیام کرنا صبح کو
ایک جانب روانہ ہونا راہ بھول کر صحرائے ہولناک و دشت پر خار مین پہونچنا گھوڑے کا فوت
ہوجانا پیادہ پائی نصیب ہونا پھر تشریف لانا خضر طریقت کا اور انکا رہنمائی کرنا پھر ملاقات درویش
فرشتہ خصال القائے کوہ نشین سے انکا تبرکات عطا فرمانا جنکی وجہ سے طلسم گنجورہ سلیمانی
مین پہونچنا۔ حال نکرامی سمندروس وزیر گنجور اور گرفتار کرلینا گنجور کو پھر ابتک سمندروس
وزیر و سمندر جادو کا اور ہنگامہ عظیم برپا کرنا ساحران غدار کا پھر سب کو قتل و قمع کرنا اور
رہا کرنا گنجور شاہ کو قید سمندروس سے گنجور شاہ کا مطیع اسلام ہونا اور چند تحفہ جات طلسمی
کا پیش کرنا اور راز اظہار دینا سب بیان کیا چونکہ دن تمام ہو چکا تھا رات ہوئی شاہزادہ نے خاصہ
طلب فرمایا اور خاصہ نوش فرما کر خوابگاہ مین آرام فرمایا گنجور شاہ کے لیے بھی خیمہ علیحدہ ہو گیا وہ اوسمین
مقیم ہوا سب سامان عیش و عشرت وہان مہیا کر دیا گیا الحاصل وہ شب شاہزادہ نے اوسی
مقام پر بسر کی جب سفیدۂ سحری آسمان پر نمایان ہوا شاہزادہ بیدار ہوا خادم نے پانی حاضر کیا
وضو کر کے نماز سحر ادا فرمائی بعد فریضہ سحری سب سردار حاضر ہونا شروع ہوئے دربار آراستہ
ہوا گنجور شاہ بھی اپنے خیمہ سے برآمد ہو کر حاضر خدمت ہوا آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ غلام

اب رخصت ہو کر اپنے طلسم کو روانہ ہوتا ہے اجازت کا خواستگار ہے وہان ہو کر لشکر فوج و لشکر کو اپنے
مرتب کر کے اور سب انتظام کامل کر کے غلام ذوطاق پر شرف قدمبوسی حاصل کریگا شہزادہ
نے فرمایا کہ اچھا خدا حافظ و ناصر ہے چنانچہ ... اپنے تخت طلسمی پر سوار ہو کر اپنے طلسم کو روانہ
ہوا اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا ۔ لکھا ہے ... شاہ ... شہزادۂ عالی تبار ... صاحبقران
فلک اقتدار نے جمشید ... بن عادی کو ... فرمایا اور حکم دیا کہ اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر جانب
ذوطاق روانہ ہو ... ہیں مع کل ... سے پہلے ... وہان پہونچکر تو تب تمام
معقول ... کر جہان کل لشکر فروکش ہو ... اور اسباب ... وغیرہ ... بارگاہ کی ... خیمے
وغیرہ نصب کرتا اور فرمایا کہ کل پیش خیمہ وغیرہ لیکر روانہ ہو جا ۔ جمشید ... نے عرض کیا بہت خوب
اور باہر آکر انتظام روانگی سامان سفر میں مصروف ہوا ۔ اسکے بعد شاہزادہ نے سب اہل دربار
و سرداروں اور عزیزوں سے فرمایا کہ آپ لوگ بھی بندوبست سفر کریں خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ
تم لشکر میں منادی کرا دو کہ اہل لشکر اسباب سفر سے تیار ہو کر آمادۂ سفر ہوں خواجہ نے عرض کیا
کہ بہت خوب اب شاہزادہ نے خواجہ ... سے فرمایا کہ آپ زائچہ کرین کہ ہم
کس دن یہاں سے ذوطاق کو کوچ کرین مع کل لشکر و بادشاہ اسلام کے ۔ خواجہ نے اسی وقت
زائچہ کھینچ کر عرض کیا کہ پرسون بروز دوشنبہ بہتر ہوگا ... سفر ... اور تاریخ بھی اچھی ...
پرسون صبح یہاں سے حضور بدولت و اقبال با جاہ و جلال طرف ذوطاق کے ... کوچ فرماوین
تو بہتر ہوگا ۔ شہزادہ نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے پھر فرمایا کہ خواجہ ... ان ... سے فرمایا کہ
کل لشکر کو آگاہ کر دو کہ پرسون بوقت سحر تیار و آمادۂ سفر رہیں ہم پرسون بموجب احکام ...
یہاں سے کوچ کرینگے اور یہی کلمہ شہزادہ نے سب سرداروں سے بھی فرمایا ... دو ...
دن جمشید ... حسب الحکم شاہزادۂ عالی جاہ اثاثہ بارگاہ ... مع پیش خیمہ و ...
و صندوق ہائے خزانہ وغیرہ و دیگر بارگاہوں اور خیموں کے ... اونٹوں ہاتھیوں ... پر بار کر کے
روانہ ہوئے چنانچہ اسکے بعد سرداروں کے خیمے اور افسران فوج کے خیمے ...
قناتیں ... وغیرہ یہ سب بھی بار ہو کر روانہ ہوئے ... یہ سب لوگ ...
چھوٹا سا لشکر ... منازل ... جاتے ہیں ... پیش خیمہ بارگاہ سلیمانی ...
لیکر روانہ ہو گیا اسکے بعد شاہزادہ نے سب کو رخصت کیا وہ دن گذرا شب آئی شب بھی ...
بسر ہوئی دوسرے دن بوقت سحر کل لشکر ساحران و غیر ساحران ... ہو کر ...
صف بستہ تھا کہ صاحبقران و بادشاہ تشریف فرما ہوئے تو کوچ ہوا ... سوار ... بادشاہ
کی ... باد بہاری ... میدان میں آئے صاحبقران و بادشاہ نے کل اہل لشکر کو ...
ایک سردار کو حکم دیا کہ تم اپنا لشکر لیکر روانہ ہو ... کہ ایک سردار ساحر ... ایک
غیر ساحر اسی طور سے کل سرداران صاحبقران طرف ذوطاق کے صاحبقران سے رخصت
ہو کر چلے ۔ اسکے بعد عزیزوں کی نوبت آئی انکے ہمراہ بھی ایک ایک لشکر کثیر تھا اور ایک ایک
سردار ساحر مع لشکر ساحران کے تھا اس خیال سے کہ تا کہ ... طلسم ... ساحر ... ہوتا ...
جب سب عزیز و سردار روانہ ہو چکے اب صاحبقران مع بادشاہ ... سپاہ ساحران کے روانہ
ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارہ سفر کی گرج ... بلند ہوئی ... وغیرہ ...

پھر وہ عقب لشکر ایرانیون پر پار پڑے بس بادشاہ اسلام بصد احتشام نوبت و نقارہ سے بجتے ہوئے نشان لشکر لہراتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے طرف طلسم نفاق کے عازم ہوئے

ورود لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا ایک صحرائے پر بہار دشت لالہ زار مین ۔ صاحبقران کا اس صحرائے فرحت افزا کو پسند فرما کر اسی مقام پر دو چار روز کے لیے لشکر کو حکم قیام دینا خیمون و بارگاہون کا اسی صحرا مین برپا ہونا ۔ صاحبقران کا کا سیر صحرا مین مصروف ہونا حسب اتفاق ایک روز سرکشان شاہ حاکم صحرائے سرکشان دہمکا اپنی دادرسی کے لیے خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہونا اور اپنی سرگذشت عرض کرنا ۔ صاحبقران والاشان کا سرکشان شاہ کو اپنے لشکر مین مقیم کرنا اور بہت دلاسا و تشفی اوسکی کر کے دادرسی کا وعدہ فرمانا ۔ افرید کرنا خواجہ خضران و دیگر عیارون کو واسطے گرفتاری انزروت جادو کے اور خواجہ کا عیاری کر کے لانا انزروت کو مع اسکے چند سردارون کے صاحبقران والاشان کے حضور مین قتل ہونا انزروت کا بسبب نہ قبول کرنے اسلام کے اور بعد قتل انزروت اسکے گوشت بریدہ سے ایک دھوان پیدا ہونا جسکی تیزی سے نابینا ہوجانا صاحبقران و بادشاہ اسلام اور جملہ سردارون کا ۔ پھر کچھ حال ساوات نابینا ارمکا شہر جیاشہ جیسی وہمیات مرداریخوار و آفات مرداریخوار وغیرہ کا اور روانہ ہونا آفات مرداریخوار

بہمراہی سہراب جنگ آزمودہ و بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرز زن سرداران سعادت نشان کے بجانب لشکر صاحبقران و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا پھول سی وہ شراب
سدا شیشہ میں کے تو قہقہے
وہ گلرنگ مے آج ساقی پلا
شگفتہ ہیں گل رقص کرتے ہیں بو
کہیں رند کرتے ہیں بدمستیاں

کہیں ہیں جام گل میں ہے بو گلاب
اسی مے کی ہو ساقیا تلاش
کہیں ہیں سبز غنچہ دل کھلے
چکور ایک طرف زمزمہ ساز ہیں
کہیں طائروں کی ہیں مستیاں

بہار آئی بلبل کے ہیں چہچہے
دکھاتا ہے چمن [illegible]
بہار آئی ہے گلشن میں [illegible]
کہیں بلبلیں [illegible] سر دار ہیں
اثر بادۂ جام سے تازہ بہار

[illegible] بہار

غزل

خزاں میں سیر چمن کو وہ گلعذار آئے
شفیق و ہمدم و مونس بھی کوئی پاس نہیں
یقین تو ہے کہ پھولا سما ؤں تربت میں
خزاں میں بلبل نالاں کا ہے یہ نالا
ضرور کھل کے [illegible] ہزار [illegible]
وہ [illegible] ہیں ہرگز کبھی [illegible]
شگفتہ [illegible] داستان

بہ سے در حسرت ہوں [illegible] بہار آئے
شب فراق میں [illegible] آئے
جو بہر فاتحہ وہ گل [illegible] آئے
چمن میں [illegible] آئے
خزاں [illegible] آشیاں [illegible] آئے
چہک [illegible] آئے
[illegible]

نقشہ سرایان گلزار رنگین بیانی و زمزمہ سرایان چمن خوش [illegible] گل [illegible] کو بہ شاد ابی طبع موزون کو [illegible] یون [illegible] ہین کہ [illegible] سردار مومنان و مسلمانان و [illegible] گلشن صاحبقرانی یعنی [illegible] الملک [illegible] منازل فرماتے ہوئے مع لشکر نصرت اثر کے قریب [illegible] پہونچے یہان طازیان سمندر [illegible] وہ [illegible] شاہزادہ داخل ہوا [illegible] جسمین [illegible] فرش [illegible] چمیلی [illegible] وہ [illegible] طائران خوش الحان [illegible] مالی [illegible] طاقہائے [illegible] در [illegible]

بادزان صحرا اور درندگان دشت بسبب بہار کے مست ہو رہے تھے اشجار میں نئی نئی کونپلیں نکلی ہوئیں جھاڑیں بالیں بہت سا پھیر رہی تھیں فاختہ اڈک بست کٹی قمری کی الگ کو کو تھی پپیہا الگ پی پی کا شور کر رہا تھا کوئل ہر طرف کوک رہی تھی چونکہ زمانہ بہار کا تھا ہر ایک مست بادۂ بہار تھا یہ صحرا بھی شاہزادہ کو نظر آیا ہوا اس کے جاں فزا دم مسیح نفس کے جھونکے آنے لگے دل کو فرحت قلب کو راحت حاصل ہوئی ... شگفتگی و سبزی صحرا اور لطافت آب و ہوا سے تازگی حاصل ہوئی آنکھوں میں طراوت ہوئی جب شاہزادہ پہنچی ... سردار ان کے اس صحرا کا عالم دیکھکر و بہار داری ہوا مانند باغبان ... قدرت کی کیفیت خداوند کریم کی ... لگا چونکہ ہر طرف گلہائے قدرتی کھلے تھے وہ صحرا خداوند کریم کی قدرت کا نمونہ تھا صنعت کارساز حقیقی اس صحرا سے ہویدا تھی اور شاہان ... اس صحرا کے گلہائے رنگارنگ و میوہ ہائے بوقلموں سے پیدا تھی ہر شجر میوہ ہائے گوناگون سے مملو تھا کثرت اثمار سے شاخیں زمین کو چوم رہی تھیں پا کہیے کہ زہاد ان سبز بخت ... فیض خالق کون و مکان و حاکم زمین و زمان جاری تھا اور اس صحرا سے بہار و دلکشا و نزہت افزا بانمود باغبان ہشت ... تھا بس اس صحرا کو دیکھکر شاہزادہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا

.	ادلو امکی ... انبوہ وقت شگون دارد		این سبزہ و این صحرا لوسے زبون دارد

[illegible] ... بہت ... ... تھا

	... ... لیست ... فرحت کردگار		... ... سبز در نظر ہوشیار

دراہ کیا ... اور کیا ... سبزہ ہے بالکل نمونہ بہشت تھا ... ہے دو چار روز ہم اس صحرا میں قیام کرینگے مقام مناسب دیکھ کر خیمہ و غیرہ نصب کرو یہ حکم دیا تھا کر اور سپہ ... بارگاہ بکاران شاہی نے خیمہ و بارگاہ میں ... کے پھر بازار آراستہ ہو گئے لشکر اتر اسدکیے ... ... لگا ... کئی دن کے تھکے ماندے تھے سب آسودہ شاہزادہ ... سیر ... ... داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوا - ایک روز کا ذکر ہے کہ شاہزادہ ... ... دربار آراستہ ہے سردار اپنے اپنے ... ... اور ... ... بارگاہ سے ... ... سیر صحرا فرماتے ہیں دیکھا کہ صحرا سے سبزہ زار دشت ... ... روح کو بالیدگی قلب کو تازگی ہوتی ہے تمام صحرا ... ... نمونہ بہشت ... ... ہے

	سبز ہے کیا دشت ... خضرا		ہر ... کی شان ... ...

... قمری وفاختہ کی ... بلبل کی زبان پر گل کی ... حد سے زیادہ تھی

	شبنم میں ... جلوہ گہ ... / ... رشک		... میں ... ... / ... ... رنگین

... ... بہار کا ... پسند ... ... گویا ... ... ہر طرف نہریں اور چشمے جاری لب ... ... نسترن ... شبو چنبیلی نرگس یاسمن کہیں ... ... گل ... کہیں ... ... خوشبو کہیں سنبل ... ... کہیں ... ... باغبان قدرت کا ... ... ہر تختہ میں باد بہاری

مستانہ وار لڑکھڑاتی پھولوں کے پھولنے سے اِتراتی ہے ؎

ہر خیاباں میں دوڑتی ہے نسیم	لیکے کاندھے پہ اپنے بار شمیم
بالکل سبزہ میں تھی لطافت مثل کوثر	نسترن میں تمام سلک گہر
پانی تھا آتش میں آب حیوان	نقطہ بار آتش جیسا مایۂ جان

چنبیلیں لہراتی تھیں شاخ معشوق کی ادا دکھاتی تھیں سبزہ کوسوں تک ہرا ہرا اوگا ہوا اس عالم میں ایسا فرش بچھا ہوا سبزہ پر شبنم کے قطرے پڑے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مینا سا زنگاری پہ موتی بکھرے ہوئے تھے جہاں تک نظر کام کرتی تھی گھانس ہری ہری لگی تھی تازگی و سبزی بھری تھی۔ ہرن یاڑ سے چوکڑی بھرتے دریائی جانور کلیلیں کرتے کوئلا و پپیہا وغیرہ درختوں کی شاخوں پہ جھولا جھولتے درخت نہال ہو ہو کر جھومتے تھے نہروں کے کنارے قاز و بط و مرغابی و تیتر پانی میں منقاریں ڈالکر پروں کو اپنے بھگوتے اور صاف کرتے پھر ہوا میں پروں کو جھٹک پھڑاتے ؎

گلستان رشک فردوس برین بود	خیابان در خیابان حور عین بود
مثال خط خوبان سبزہ در گل	چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
زفیض باغبان گردید والا	چو [illegible] بستان [illegible]

سبزہ جو زمین پر اُگا تھا باغبان قضا و قدر کی وحدانیت پر گواہی دیتا تھا ؎

ہر گیاہے کہ از زمین روید	وحدہ لا شریک لہ گوید

درختان سبز جو زبان حال سے حمد و ثنا کرتے تھے ہر زبان سے طائران خوش الحان شاخوں پر نغمہ خوان تھے شمیم گلہائے رنگا رنگ سے دماغ جان معطر ہو گیا تھا انہیں جانوں کی ؎

پھیر سے [illegible] دن چمن روزگار کے	رنگ [illegible] ہیں نظر میں فصل بہار کے

الحاصل شہزادہ والا شان مع سرداروں کے سیر کر رہا تھا کہ دیکھا تو بیابان سے ایک گرد اوٹھی سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پائے گرد بر زمین دوزیدہ گرد نے نارا ہوا کو ہوا نے نار گرد کو دامن گرد مثل دامان سحر چاک ہوا دیکھا تو دل گرد سے ایک شخص ناخون بڑے بڑھے ہوئے پیشانی صورت بال سر کے الجھے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ [illegible] کا بوجھ سر پر رکھا ہے کپڑے نہایت کثیف پہنے کمال زار و نحیف مرکب لاغر پر سوار سامنے سے نمودار ہوا اور بارگاہ سلیمانی کے قریب آکر پوچھنے لگا کہ مالک بارگاہ سلیمانی یعنی شاہزادہ بدیع الملک جو دعوی صاحبقرانی کا کرتا تھا کہاں ہے کہ میں باریاب ملازمت ہوکر قدمبوسی حاصل کرنا چاہتا ہوں اسوقت خواجہ خضران بن عمرو نے پوچھا کہ بھائی باعث اس اضطراب و پریشانی کا کیا ہے اس نے کہا کہ آپ اپنے اسم مبارک سے مجھے آگاہ فرمائیے خضران نے کہا کہ مجھکو خضران بن عمرو کہتے ہیں میں جانشین ہوں اپنے پدر گرامی عمرو ثانی کا جو مہتر مہتران و بہتر بہتران اور سردار عیاران نامی و گرامی کا ہے اب آپ اپنے نام سے مجکو مشرف فرمائیے اسنے کہا کہ مجکو سرکشتان شاہ کہتے ہیں میں سردار ہوں فوج [illegible] سرکشتان و ہم [illegible] خضران نے کہا کہ تمہارے [illegible] سے لوہے سرداری پائی ہے ؎

بالاے سرش ز ہوشمندی	میتافت ستارۂ بلندی

بیشک آپ سردار قوم ہین آپکی پیشانی سے نور اعزاز و اقتدار ساطع و لامع ہے مگر آفتاب بقدر منزلت اپنے کیافت و عظمت میں اپو شیدہ وہنہان ہے اوسنے کہا عیان راچہ بیان خضرخان نے کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ خط تراشی کو بنواکر اصلاح بنوا سکے اور بہنا دھوکر پوشاک پاک و صاف تبدیل فرمایئے میرے پاس پوشاکین کرایہ کی موجود رہتی ہین اکثر لوگ جنکو ضرورت ہوتی ہے کرایہ مجھسے لیا کرتے ہین یہ پہنکر اوس لباس میں اور درستی ہیئت کے ساتھ شاہزادہ عالی مرتبت کے حضور میں جائیے اسنے کہا کہ بیشک فرمانا آپکا بجا و درست ہی لیکن فریادیوں اور مظلومون کو اسی خراب ہی حالت سے جانا چاہیئے ہر چند خواجہ نے اصرار کیا مگر مہر کشان شاہ نے نہ مانا آخر الامر اسی خراب حالت سے خواجہ اسکو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ عالی پر پہنچے یہان جمیل بن عادی چوب و سکہ سالا ہی مسلح و کمل حاضر دربار گاہ تھا کرسی سالاری پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پوچھا کہ خواجہ صاحب یہ کس کو اپنے ہمراہ لیئے جاتے ہین اور اسپاس اوسنے حضور شاہزادہ عالیجاہ مین عرض کرونگا پھر ادائت آپ شوق سے ہمراہ لیجائیے چنانچہ جمیل بن عادی بارگاہ معلّیٰ مین آیا اور بجا لا کے آداب شاہی کے عرض پیرا ہوا ۔

اے تاج شاہی زا فرع انتار گوہ لائق تو	اے ثقافت شاہنشہی زیباست پیرا لائق تو
خورشید بر پیچ فلک مہر ماہ ساتہ اسپہرت	شد زیر تخت سلطنت کا بیدار یا سے تو

شاہزادہ عالم تا ہیر اقبال پادشاہ بجاہ و جلال بر صفیا یار الہکم و رشتان فرق مبارک پر شاہ ہوا ایک شخص با حال زار و زبون مہر کشان شاہ نامے حاضر دولت مال ہوا ہے باجازت حضور بیہا ہتا ہے اور خواجہ صاحب بھی اوسکے ہمراہ ہین بدیع الملک نوجوان نے زبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا کہ کیا ضرور ہے آنے دو حکم پاتے ہی باجازت جمیل بن عادی نے دونون کو ہمراہ لیا باجازت حضور ذی جود الغرض مہر کشان شاہ اسی ہیئت کذائی سے سامنے شاہزادہ عالیشان یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے حاضر ہوکر اولاً تو زمین بوس ہوا اور پھر شاہ نوجوان کو دعائین دین اپنے نام کا سپید و سنسو پر شاہ ہون اور شہر یار ون مین تھا شاہی بجالایا اور سلام تھا بجا کے پھر بیٹھا اسکے پاؤن پر دو زانو ہوا اور شاہزادہ نے کرسی منگواکر اپنے سامنے بچھوائی اور اشارہ بیٹھنے کا کیا مگر مہر کشان شاہ کرسی پر نہ بیٹھا فرش زمین پر بیٹھ گیا عرض کیا کہ حال اپنا کہتا ہون شاہزادہ نے مجھے حضور میں فریاد کو بلایا ہے اور سبب فاقہ کشی دریافت فرمایا مگر تو شاہ عالم پناہ ہو اور خدمت عالی میں عرض کرتا ہے ۔

اے سنی دو زبان یہ سنگ آرام ہوئی ہے	دیگر	سودا جو سے شاہ او عمرا ناتمام ہوئی ہے
مصیبت چمن میں گل لوعمیدا ہون اے آہ و نالہ تھمیو آسے گریبان کہ مین گریان ہشاکل ہے شہرو خندہ ان پہ شکل بجا ہم مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول ادا		مین سو سے ہم ہوا مین شاخ پر بیٹھا ہون تجھسے جدا ہوا ہون سد ال نہ لو اس میکدہ کے نشے پہ ساقی آہ بیٹھا ہون تو جانتا کہ ہون میں سودا ہون نہ مین افسردہ ہون

اور آنکھون مین آنسو بھرکر یہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ والا جاہ یہ حال مین کیا بیان کرون میں بیچارہ اور غریب بیان کرے اور یہ میری کیفیت کہ دن دونا اور قلا کاری و لا کاری گردش زمانہ کے ہمین کیا سنتا ہون اسے سمجھ کر جو ہے

ایک سینہ کو فنا ہین اور رفتار ہین ہم
سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم
ایک تیری ہی نظر مین ایسے سبک ہوگئے ہین
ایسا فلک نے ہمکو ہے خاک مین ملایا

ایک حبیب آرزو ہین اور ستارہ ہین ہم
اتنا رہی بیقراری کیا بیقرار ہین ہم
یان ورنہ گلشن سے عالم پہ بار ہین ہم
نقش قدم ہین گویا مشت غبار ہین ہم

یہ اشعار اپنے حسب حال پڑھکر رونے لگا شاہزادہ نے فرمایا کہ اپنا حال مفصل بیان کرو اور چند کلمے تشفی و دلاسے کے زبان معجز بیان سے ارشاد فرماکر استفسار حال فرمانے لگے اس شخص نے عرض کیا کہ اس حقیر کا نام سرکشان شاہ ہے عرض کرتے ہوئے غیرت معلوم ہوتی ہے کہ سردار و حاکم تھا میرا اسکے سرکشان و مصر کا غلام کو پروردگار عالم نے ایک دختر نیک اختر عطا فرمائی تھی کہ نام اسکا ہما سے کو پرورش کیا تھا نہایت حسین و جمیل تھی اپنے ایک مکان میں عیش و آرام سے بسر کرتا تھا کسی طرح کا خوف و خطر نہ تھا اطراف و جوانب مین کوئی اس حقیر کا ہمیشہ تھا غلام ایوان پرست ہے یعنی قصبہ ایوان جو مقام پر جاتی ہے اور اسکو سب لوگ اسکی مانتے ہین غلام بھی اُسی کے رہنے والون مین سے ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک ساحر ہے اسفندیت جادو نام ہے وہ کچھ فوج ساحران غدار و کفار ہمراہ لیے ہوئے سیر و سیاحت کو ایوان تاجدار کی خدمت مین جاتا تھا اور یہان قضا سے کار وہ اتفاقات روزگار سے اس عرصہ مین یہ حقیر شکار پر تھا اور بی بی ہما کہ نہایت نیک طینت اور کمال صاحب عفت و عصمت تھی یہ اپنے کوٹھے پر بالا سے بام کھڑی ہوئی تھی کہ ناگاہ اس ملعون کی اس پر نظر پڑی اور نیت اسکی فاسد ہوئی چنانچہ خواستگاری اپنی اس بدنہاد نے ظاہر کی اور بجبر بتعدی محل مین جانیکا قصد کیا ہر چند میرے ملازمون نے روکا اور اس حرکت بیجا کے مانع ہوئے مگر اس ستم شعار نے نہ مانا بیجا یا محل مین گھس جانیکا ارادہ کیا جو کچھ فوج کہ حاضر دولت و ملازمت تھے وہ سدراہ ہوئے آخر الامر بعد گفتگوئے بسیار کے نوبت بہ کشت و خون پہونچی اس ملعون سے لڑائی ہوئی چونکہ اُسکے ہمراہ فوج ساحران زبردست تھی اسوجہ سے وہ غالب آیا میرے ملازم تاب مقاومت نہ لاسکے بہت سے مارے گئے حق نمک اپنا بجالائے اور بعضے ناموس کی حفاظت مین جان اپنی نثار کردی اپنے جیتے جی اسپر آنچ نہ آنے دی اور بعضے بھاگ نکلے سے ہوئے اپنی جان بچائی مالک کی حفظ آبرو کا کچھ پاس نہ کیا جب میدان سنسان ہوا گئے ہوئے بیت پہونچی تو وہ ملعون میدان خالی پاکے بے باکانہ اندر محل کے در آتا چلا گیا اس پاکدامن نے جب یہ کیفیت دیکھی فوراً اسودہ الماس کھاکر مسہری پر بیٹھی تھوڑے ہی عرصہ مین تاثیر اسکا کرگیا قلب و جگر چھلنی ہوگیا جان بحق تسلیم ہوگئی جو لوگ کہ بھاگ کر منتشر ہوگئے تھے اوٹھنین سے چند آدمی روتے پیٹتے خاک اوڑاتے ہوئے میرے پاس پہونچے اور اس حال پر ملال سے مجھکو آگاہ کیا مین فوراً شکارگاہ سے روانہ ہوا اور جو کچھ فوج قلیل میرے ہمراہ تھے مین بھی آن پہونچا مگر ساحرون سے عہدہ برآ نہو سکا اُسی ہنگامہ مین کہ وہ ملعون اندر محل کے ہوگیا تو بی بی کو مردہ پایا یہ حال دیکھکر میرے دل کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور کلیجہ قطع غم سے پاش پاش ہوگیا مگر کیا مجبور تھا وہ عالم اضطراب تھا کہ پاؤن کے تلے سے زمین نکلی جاتی تھی آخرش جون تون اسکی لاش کو لیکر دوسرے دروازہ سے باہر نکلا دختر نیک اختر میری ملکہ ہما سے کو پھر لوٹنی بھی رونی پیٹتی جاکر یہان بحالت پریشان ان کی لاش کے ہمراہ ہوئی اور چند عورتین ملازمان محل

مثل خواصون اور بیش خدمتون و متعلقون وغیرہ کے بھی جنازے کے ساتھ ہوئین روتی پیٹتی بُرا حال کرتی ہین جگر خراشی کرتی ہوئی اپنی مالکہ کی لاش کے ساتھ نالان وگریان چلی جاتی تھین کہ دفعۃً ایک بجلی کڑکی ایسا غضب کا صاعقہ ہوا کہ سب کی آنکھین جھپک گئین مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگے اسی برق سے ایک پنجہ گرا کہ جھاسے کو مع پوشش کو اٹھا لے گیا اب جو دیکھا تو بالائے فلک اوسکو پایا آواز گریہ وزاری کی آنے لگی آخر وہ پنجہ لیکر ہوائے آسمان ہو گیا مین نے یہ آفت تازہ دیکھکر اپنا حال زار زبون کیا مگر کچھ بس نہ چل سکا روتا پیٹتا با حال خراب با نالہ و اضطراب اس لاش کو لیجا کر صحرا مین ایک مقام پر دفن کر دیا پس اسی مزار پر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہا کبھی گریہ کرتا اور کبھی جوش رقت آہ و زاری سے دل کا ٹھیرتا اور درخت ہائے سرو و شمشاد سے لپٹنا گاہ عندلیبان چمن کیجانب نگاہ کرتا اور اونکا منقارون کو گلون پر رکھنا اور بوس وکنار کرنا اور شاد و خرم او نکو دیکھکر اپنا رشک آتا اور آہ سرد بھرتا حسب اتفاق ایک بلبل کی جانب نگاہ اوٹھاکر یہ کہا کہ تجکو اپنے محبوب سے قربت نصیب ہے لیکن مجھے یہ بتا کہ یہ عشق کیا چیز ہے بس حضور میرا کہنا کہ بلبل نے ایک ٹکر ماری اور شاخ درخت سے گری اور مر گئی۔ تو اسے شہریار۔

مین نے بلبل سے جو پوچھا درد ہجر انکا علاج	شاخ گل سے گر پڑی تڑپی تڑپکر مر گئی

مین نے اوسی بیدل کشتہ رنج ومحن یعنی اس پاک دامن کی جہان تربت بنائی تھی اوسی کے پاس لاکر اوس بلبل کو بھی دفن کیا۔

تربت بلبل ناشاد بنا کر اسپا	مین بھی اس گلشن خوبی کی لحد پر بیٹھا

پس حضور مفارقت مین اُس کشتہ یاس وحرمان کی اور یاد کر کے اوسکی وفاداری ومحبت اور اوسکی عصمت وعفت اور اپنی بیکسی۔ دختر کا یون آنکھون کے سامنے سے پنہان ہو جانا خرمن امید پر برق غضب کا گرنا۔ ان سب باتون کا تصور کر کے اور اسی ناشاد کی قبر پر بیٹھکر اسی عالم مین اسقدر رویا کہ مجکو غش آگیا اسی حالت بیخودی مین عالم رویا مین مین نے دیکھا کہ ایک بزرگوار تشریف لائے اور فرمایا کہ رو نہین اپنی جان کو کھو نہین انشاء اللہ تعالی بہت قریب ہے کہ تیرے طالع خفتہ بیدار ہون نصیب یاوری کرے بخت نارسا رسائی ہو علاج ہجر و درد جدائی ہو شاہزادہ بدیع الملک نوجوان صاحبقران والاشان اس دشت مین آئین گے وہ تیری دادرسی فرمائین گے تیرے حال زار پر ترحم فرما کر دست ظلم سے تجکو بچائین گے۔ پس اسیدن سے غلام مسلمان ہوا ایوان بہشتی پر لعنت کی اور کلمہ جو اُن بزرگوار ہادی طریق خدا شناسی نے تلقین فرمایا تھا پڑھکر از سر صدق ایمان لایا اور ہر بن موسی ہمہ تن چشم انتظار بنا ہوا حضور کے قدوم میمنت لزوم کا انتظار کرتا رہا۔

الحمد للہ ہر آن چیز کہ خاطر میخواست	آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید

آخر تقدیر نے حضور کے قدم مبارک تک تجکو پہنچا دیا پھر دکھا فرمانا راست آیا اب دیکھئے کیا ظہور مین آتا ہے مقدر کیا رنگ دکھاتا ہے شاہزادہ بلند اقبال نے یہ حال سنکر نہایت افسوس کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے سہ کشان شاہ تم غسل کر لو تسلی پہنچا اطمینان رکھو تمہاری دادرسی کی جائیگی غنچہ مراد تمہارا شگفتہ ہوگا بیدار تمہارا طالع خفتہ ہوگا خداوند عالم نے ہمکو اسی واسطے خلق کیا ہے کہ مظلوم کی دادرسی ظالم سے کرائین اسکے پنجہ ظلم سے بچائین زبردست

کے ہاتھ سے زیردست کو تکلیف نہ پہونچے خلق خدا امن و آسائش سے رہے حق پرستی کا رواج ہو ظلمت کفر دور ہو جائے دین اسلام کی ترقی ہو نور ایمان جہان مین مشہور ہو پاے ــ مہرکشان شاہ نے عرض کیا کہ بجا و درست ارشاد ہوا مگر غلام عہد کر چکا ہے کہ جب حضور میری داد رسی فرماینگے اور دیو بعون ایزد ربّ العباد قتل ہو کر اپنی سزا اپنے اعمال کو پہونچیگا تب یہ غلام پوشاک بدلیگا اور یہ سوگ اوتاریگا ورنہ اسی کشتہ یاس و حرمان کی مفارقت مین خود بھی نقش زمین ہو کر اوسی کے پہلو مین اپنا مدفن بنائیگا ــ ع

قصر بہشت تجکو مبارک ہو زاہد و	ہم نے بھی کوئے یار مین مدفن بنا لیا

کیونکہ حضور اوس ملعون نے تمام ملک کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اور مہرکشان و مہرکو اپنا مطیع و منقاد کیا ہے کچھ لوگون نے بخوف جان اور بعضون نے از راہ تقیہ اوسکی اطاعت قبول کی ہے اور بعض کو تو اندیشہ اوسکے قہر کا ہو رہا ہے لیکن امید ہے کہ حضور اوس پر فتحیاب ہونگے اوسدن البتہ غلام کو عید ہوگی ــ بس اوسی وقت شاہزادہ نے جبرئیل بن شادی کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ہماری بارگاہ سلیمانی کو لیکر جانب صحراے مہرکشان و مہر کے روانہ ہو جبرئیل نے اوسی وقت اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا اردو پر بار کرایا ع

الداعی قیصر شیبد و فلو ہم ذمامہم	کہ ازل بدل امر الہی پر ہمہ قوم و سلام

بادشاہ اسلام اس دل ناکام کی خوشی دیکھکر انجام بڑا جانتے تھے اوسوقت آپنے صاحبقران عصر کیجانب کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلا کر انسے مآل سفر دریافت کیا جائے جسوقت سے کہ یہ شخص آیا ہے خود بخود میرا دل تڑپتا ہے اور اسکی تقریر عبرت آمیز سنکر دل بیچین ہے ــ عرض کیا جیسا حضور کے مزاج مین آئے مجھے کسیطرح کا عذر نہین ہے ــ بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ واقعی اسمین کچھ اسرار ہے اس حال سے آگاہ پروردگار ہے بلاؤ خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون کو کہ حال اونکے علم رمل و نجوم کے مفہوم کرون چنانچہ بنابر ارشاد شاہ فریدون بارگاہ چوبدار واسطے بلانے صاحبزادگان خواجہ بزرجمہر کے گئے اور حکم شاہی سے آگاہ کیا چارون صاحبزادون نے حکم شاہی سنکر اوسیوقت میانون مین بیٹھکر حاضر ہوئے شملے سرون پر رکھے ہوئے جامے پہنے ہوئے آئے آداب شاہی بجالائے ہر ایک کو صندلین اونکے لیے بچھائی گئی اور سیر اونکو پاس بٹھا کر تمام حال حسب معمول توڑا اشرفیون کا رکھا گیا خواجہ والاگہر خواجہ بزرگ امید ــ خواجہ سیاوخش ــ خواجہ دریادل ــ چارون صاحبون نے مثل اربع عناصر کے متفق ہو کر عرض کیا کہ حضور نے کسواسطے یاد فرمایا ہے ــ ارشاد ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک کا قصد صحراے مہرکشان کیجانب ہوا ہے ــ دیکھئے مآل اس سفر کا کیا ہے ــ چنانچہ ہر ایک صاحب نے تختہ تفکر پر قلم تعقل کو پہونچایا اور زائچہ کھینچکر نظرات ثوابت و سیارگان و بروج اشکال رمل سب ملاحظہ کر کے خانہ حیات و خانہ مرگ کو باہم کیا بارہ برجون اور ساتون سیارون کو مطابق کر کے خواجہ دریادل نے بفکر دلی غواصی شروع کی والاگہر نے گوہر مقصود کی تلاش مین غور و فکر کی خواجہ سیاوخش و خواجہ بزرگ امید نے خانہ ہاے امید و بیم کو تاثیرات خاکی و آبی و آتشی سے مطابق کیا غرضکہ چارون محیط فکر مین غوطہ زن ہوئے والاگہر نے بعد غور و خوض بسیار گوہر مدعا کو حاصل کر کے بہ جلدی ــ سے اوٹھایا مگر رنگ فق چہرہ زرد خواجہ دریادل سے کہنے لگے کہ بھائی صاحب جی چاہتا ہے کہ ایسے احکام سے نفرت

دیکھکر اس علم سے کنارہ کیجیے اس زمانہ کی شباب آسا کے پیچ کیون ایسے صدمے اٹھائیے بادشاہ
اس کلام کو سنکر فرمایا کہ خیر تو ہے عرض کیا کہ بعد زوال شمس یعنی دوپہر کے بعد سے چالیس دن تک
ایسے ستارے ناقص آگئے ہین کہ جنکی نحوست کے سبب سے جو صدمے نہ گزرے تھے وہ گذرے
ہین اور جانا تو کیسا لیس بادشاہ نے صاحبزادگان خواجہ بزرجمہر کو تو رخصت کیا اور اسی وقت
حکم دیا کہ جبرئیل بن عادی جہانتک کہ بارگاہ کو لے گیا ہے بس وہین پر پا کرے آگے لشکر نہین
جائیگا چند سوار یہ حکم لیکر فی الفور واسطے ممانعت کے چلے سرکشان شاہ جو ڈوبا ہوا ہے اس
تقریر کو سن رہا ہے بے اختیار درگاہ خالق ارض و سما مین فریاد و استغاثہ کرنے لگا کہ اے کس
بیکسان وا ے دادرس غریبان تیج سے ۔

نقش سے شش کلک قدرت بھی ہے اندیشہ کو حیرانی	پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی

اسکا یہ شعر پڑھنا اور بادشاہ اور شاہزادہ بدیع الملک کا آبدیدہ ہونا اور یہ کہنا کہ کہ بھائی
تو ابھی سن چکا ہے کہ کیا احکام خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون نے اور دے علم نجوم و رمل نے انکی
کے فرماتے اور نحوست ستارون کی کس درجہ ظاہر کی اور کہا کہ جانا کیسا الٹی وہ سفر بہت
ناموافق ہوگا اور مآل اوسکا بہت برا ہوگا لیکن ایک تدبیر یہ ذہن مین آئی کہ بلاؤ تو خواجہ کو پاس
خواجہ مع برق وغیرہ عیارون کے سبب غنچہ کا غنچہ ہمراہ لیکر حاضر ہوئے خواجہ او کے سرہانا کسا
سرا پا انکسار حاضر ہے کیا ارشاد ہوتا ہے اوسی وقت صاحبقران نے فرمایا کہ ایک عیاری کی وہ
سی کیجیے اس حرامزادہ اثر روت جادو کو آپ پکڑ لائیے تو آپ سے بہتر انتقام ان ظالم
کا لیا جائیگا کہ میرا اسنے ناموس پر عاشق ہونا اور بتصور کسی کا ملک چھین لینا یا وصفیکہ میرا اہم فاتح بھی تھا
پر کیا مرد و سرکشی ہوئی اسنے ہم سے استغاثہ کیا اور ہم نے تجکو پکڑ بلایا یا تو باز آ اس حرکت سے اور
ایمان لا ورنہ ہم تجکو قتل کرینگے یہ فقرہ سنکے خواجہ خضران نے عرض کیا کہ سبحان اللہ اے بادشاہ جہان
خضران کیا عالم ہے کہ ایسے شخص کو پکڑ لائیگا جسکے سحر و ساحری کے ڈنکے بجتے ہوئے ہین کیسا
پکڑ لانا اوسکا ہنسی ٹھٹھا ہے اسکے ایک اشارہ ابرو مین تو پکڑنے والا خود گرفتار بلا ہو جاتا ہے
وہ سرکش و زبردست بلا کا ساحر ہے کہ بڑے بڑے ساحران جہان اسکے سامنے طفل مکتب ہین
اگر بہت کچھ خرچ کر سکے اور جان جوکھم کر کے پکڑ بھی لایا تو یہ قدر دانی کہ مٹھی مٹھی بھر جو ہر سے اور کے
پیسے لین اور بیچ بھاؤ خونون کے ہاتھ آنکھین فروخت کرون تب اپنی بسر اوقات کرون اور حضور
کا یہ فرمانا کہ قدیم سے تمہارے بزرگون کا یہی دستور چلا آتا ہے یہ میرا دل داغ ہم ہو سمجھا تا اور آپ اپنے
دانائی قدردانی فرماتا کہ میرے فرج امید مین تخم محبت ہمارا سرسبز ہوا اپنی کشتی حیات کو کیون طوفان
مین ڈالون آپ ایسے دانا ہوکر ایسا کلام کیون فرماتے ہین بلکہ غلام ارادہ رکھتا ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت
کو چلا جاؤن اور اپنے باپ دادا سے جاکر ملاقات کرون اور امیر ثانی کے قدمون کو آنکھون سے
لگاؤن اور صاحبقران اول کی قدم بوسی حاصل کرون کیونکہ اپنے کو ان کے حلقہ بگوش سمجھتا ہون کہ اون
اس کلام سے مجکو معاف فرمائیے مین بیچارہ مور ضعیف ہون واللہ اعلم بالصواب کن آفات و مکروہات مین
اندنون گرفتار ہون مجھے اپنے تن بدن کا ہوش نہین کہ مین کہان ہون اور کیا کہتا ہون اور کیا کرتا ہون
صاحبقران زمان نے پوچھا خیر باشد تمہین کیا صدمہ پیدا ہوا کن افکار و آفات مین گرفتار ہو گئے

بس کر سینہ خستہ کشش مرا فرصت کہ نیست		بس جان بلب آمد کہ بر و بس فکر نیست	

ہین بہی تو سنو خضر ان نے کہا اے صاحبقران اصل حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جو تصدقات سرکار سے ماہ بماہ عطا ہوتا ہے وہ فقط سود دیا نہین جاتا ہے باقی رہا اصراف روزمرہ وہ قرض دام سے چلتا ہے اگر تا چند اسیر نوبت بہم پہونچی کہ عسرت و تنگدستی سے دو دو روز بجز غم و غصہ کہانے او رخوان … لگے اور کچھ کہانا بہم نہین پہونچتا دروازہ پر ہر روز صبح کو قرضخواہون کا بلوا اور رولا رہتا ہے گہر مین یہ حال ہے کہ بیبیان بسبب افلاس کے کچھ حقیقت و عزت میری نہین سمجہتین ہین لڑکے بالکے محتاج سمجہکر میرا پاس ادب مطلق نہین کرتے مجہے تو اب یہ معلوم ہوا کہ کسی نے جو یہ کہا ہے

اسے زر تو خدا نہی ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتے

یہ سب ماجرا … ہوا ہے سہو اسمین فرق نہین اور اے صاحبقران انصاف شرط ہے کہ جس حالت مین اپنی مصیبت مین خود مبتلا ہون تو مجہسے کیا ہو سکتا ہے ہان ایک بات کا امیدوار ہم جیسا کہ … کر چکا ہون کہ از راہ عنایات صاحبقرانی مضمون اس شعر کے ۔

… کہ با اکان …	آزاد کنند بندہ …

اجازت ہو تو میرا … ہون اور وہان جا کر … کرون اور وہان آپکے اقبال سے جاہ و حشمت … بات … ہون باقی وہ … بیان کو لڑکیان … پیار کی وہان … وہی صرف قوت … کرکے … کی چار روپیہ … کو اکتفا کرکے … قناعت … سمجہونگا … یہ گفتگو خضر ان بن عمر کی سنکے فرمایا کہ خوا اچہا … تم سچ کہتے … مناسب ہے ایسے مقام پر اس نیت سے جانے کو کون منع کریگا تو شا … تمہارے خوا اچہا … یہ بہول جانا خضر ان نے یہ کلام … کا سنکر … رنجیدہ و کشیدہ ہو کر … ہوا کہ صاحبقران نے … اشارہ سے کہا کہ توڑا اشرفیون کا خواجہ کو … کہا کہ خواجہ … کہان جاتے ہو توڑا اشرفیون کا از راہ مرحمت ہوا ہے وہ لو … اتنا سنتے ہی خواجہ … حال ہوا کہ … پانی بہر آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ صاحبقران … آپ … اور عالی ہمت رفقا پرور بندہ نواز ہین ۔

صدف نے … لکہول …	…

… اور توڑا اشرفیون کا خزانچی کے ہاتھ سے لیکے … کیا اور پہر … کرسی … بیٹھ گئے اور بہت سی مدح و ثنا سلطان والا مرتبت کی کرکے کہنے لگے کہ … لانا کچہ بڑی بات نہین ہے مگر … بشرط یہ ہو … از راہ … اور … مجہے عطا کیا غرض یہ تو محض آپ کی ناموری ہے اور علاوہ اسکے … اپنی عقلی … دیا لیکن … سنی ہے کہ … و خوشدل … اگر ایک توڑا اور مرحمت ہو تو … عالی ہمتی سے آگے کیا حقیقت ہے ۔ یہ بات سنکر صاحبقران … اور ارشاد فرمایا کہ اور ایک توڑا اشرفیون کا لاکر رکہدو کہ … اشرفیون کو … لاسکے وہ یہ توڑا پاوے گا … اور کہا کہ … اشرفی کا تو … یہان توڑا … نہین … آپ … صاحبقران نے فرمایا ہان … نہین تم … کہتا ہون جاؤ … مین بیٹھو … کا وہ اسکو قبول کریگا یہ کہتا تہا کہ … وقران …

دکلباد ثانی و ابو الفتح ثانی یہ سب بہت سے عیار سمجھے کہ یہ توڑا اِلقوا اپنے قبضہ مین کرین رنج
خواجہ ایک توڑی تو کسی کو دینگے نہین یہ تو قصد کرتے ہی رہے خواجہ خضران نے وہین
سے جال الیاسی مار کر توڑا لے لیا یہ سب کے سب منھ دیکھتے رہ گئے نیل مرام وہان سے پھرے
مگر خواجہ نے یہ کہکر تکتو را مارا اور یہ آوازہ کسا کہ پکڑ لائے تو بخدا ہم تحسین دیتے یہ توڑا امانتاً
ہمارے پاس رکھا ہے بس عیار یہ سنکے کچھ بڑبڑانے لگے برق ثانی و قرن ثالث نے کہا کہ
بہتر ہی یہ توڑا آپ کو ہم اپنے لیے مفید ہونے نہین دینگے اگر کام کر کے لائین گے تو ہم ضرور آپ سے
لے لین گے صاحبقران نے فرمایا کہ جو کام انجام کر کے لائیگا اوسکو ضرور دلوایا جائیگا یا ہم دینگے پس
برق ثانی و قرن ثالث تو سلام کر کے بارگاہ سے باہر نکلے اور اوسیوقت ایک سمت کو روانہ
ہوئے بعد انکے جانے کے خضران بھی بارگاہ سے اٹھے گلباد ثانی و کلباد ثانی و ابو الفتح ثانی وغیرہ
یہ بھی ساتھ ہی اوٹھے مگر خواجہ نے کہا بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ علیحدہ علیحدہ چلنا مناسب ہے ساتھ سے
چنانچہ خواجہ ایک جانب اور یہ عیار فرداً فرداً اور اور سمت روانہ ہوئے اب ان سب کو تو ادہین
چھوڑا جاتا ہے کچھ حال انزروت جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے ساحران
غدار الفت کے پرکالے محبوبان شانون پر ڈالے ہاتھ مین ناقوس و سنبول و ناریل وغیرہ اسباب
سحر لیے بیٹھے ہین پچاس ساٹھ ساحر اس کوشش مین ہے کہ کہین پتہ لگا کر سمرکشان شاہ
کا اور تلاش کر کے لاوین دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص صحرائی یا کوہی سمرکشان کو باندھے ہو
نہایت مضمحل کیے ہوئے کہ نہ آنکھ کھلتی ہے نہ بات کرتا ہے مثل مردے کے ہاتھ پاؤن ڈالے
ہوئے ہی اوسے لیے ہوئے در بارگاہ انزروت پہونچا اور کہا کہ جا کے بادشاہ کو خبر کرو کہ ایک
شخص سمرکشان شاہ کو پکڑ کے لایا ہے امیدوار انعام ہے یہ بات سنکے انزروت جادو نہایت
خوش ہوا اپنی جگہ سے فرط خوشی سے تاب نہ لا سکا کو نش آئین اور کہا کہ بلاؤ یہ شخص آیا انزروت کو
سلام کیا اور کہا کہ آپکا مرتبہ اعلے رہے پیش خداوند آپکی قدر و منزلت زیادہ ہو خداوند کے ان تاجدار
کی آپ پر نیک نظر رہے یہ گنہگار آپکا حاضر ہے انعام اور سیرا انعام دلوا دیجیے پس اسنے چوبدار کو حکم
دیا کہ خزانچی سے پانچ توڑے لاؤ چوبدار گیا اور فوراً پانچ توڑے لا کر حاضر کیے اسنے پانچون توڑے
اس شخص کو بطور انعام دیئے اور کہا کہ باندھ دے اسکو ستون بارگاہ سے اس کوہی نے فی الفور اسکے
اوسکو ستون بارگاہ سے باندھ دیا از بسکہ گلباد ثانی و کلباد ثانی و ابو الفتح ثانی وغیرہ یہ سب
عیار کوئی خدمتگار کوئی فراش کوئی چوبدار وغیرہ ہوئے اسی خیمہ مین موجود تھے اور اپنے دل مین کہتے
تھے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ شخص تو بارگاہ صاحبقران مین موجود تھا یہ کوہی اسے کیونکر پکڑ لایا یہ
عیار تو اس فکر مین غوطہ زن ہین بخلاف انزروت جادو خود بخود [illegible] کے اور بکمال غیظ و غضب
ایک ہاتھ جو مارتا ہے تو سر کٹ کر گرا اور ڈھلکتا ہوا مثل گیند [illegible] اور گاؤ تکیے پر یہ سے ایک
آواز پیدا ہوئی مثل آہ بیکسان کے [illegible] اور [illegible] اسکے آہ کے ایک غبار
بلند ہوا اور دفعتہ وہ غبار ہوا سی منتشر ہوکر تمام بارگاہ مین پھیل گیا اور ہر ایک کے دماغ تک پہونچا
ہر شخص چھینک مار کر بیہوش ہوا [illegible] ہر آدمی بارگاہ مین [illegible] مارے چھینکون کے
پریشان ہوگئے جسکو دیکھو چھینکین کر رہا ہے [illegible] کہ مارے چھینکون سے کے
بولا دیا اور سر جو ڈھلکتا چلا جاتا ہے اس سے بھی [illegible] اور [illegible] اسے جسکے دماغ تک

پہنچتی ہے آسیب بیہوشی طاری ہوتی ہے غرضکہ آن واحد میں تمام ساحر جو اس کی بارگاہ میں حاضر تھے سب بیہوش ہو گئے اور انزروت جادو خود بھی بیہوش ہو گیا گلباد و کلباد و برق و قران وغیرہ جو عیار کہ بصورت مہاں حاضر تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہو گئے اور خود فراموش کسی کو کسی کی خبر نہ رہی مثل تصویر کی کے سب ساکت وصامت ہو گئے تمام بارگاہ میں سناٹا ہو گیا جسکو دیکھو بیہوش پڑا ہے سارا دربار بعالم تصویر یا شہر خموشان ہو رہا ہے جب سب بیہوش ہو گئے نعرہ ہوا کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران منم خواجہ خضران بن عمرو شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گزار برندہ جادوگران و ریش تراشندہ کافران مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گذاری ہے۔

	خالی از رخ خدنگ برافتد بہ بہم جام و قدح و سبو و ساغر بہ برہم		ہر گہ کلاہ از سر سپہر بہ بہم در محفل عدو ان چو گردم ساقی	

بس یہ نعرہ کیا اور بار کہ جال الیاسی مع انزروت و حاضرین بارگاہ و عیاران وغیرہ سب کو نذر زنبیل کیا اب جو دیکھا کہ اسباب بیش قیمت مثل فرش فروش شیشہ آلات میز کرسی جھاڑ فانوس لیمپ وغیرہ عمدہ عمدہ بارگاہ میں آراستہ ہیں یہ دیکھ کر خواجہ کے منہ میں پانی بھر آیا دل میں خیال کیا کہ خواجہ تم کہاں تک اوٹھاؤ گے اور بھاگ جاؤ گے اور جلد یہاں نکل سرنا بہتر ہوتا چاہیے کا لشکر میں جلد واپس جانا ہے بس یہ خیال کرکے خواجہ نے زنبیل میں سے کچھ لوہار کچھ بڑھئی کچھ سنار کچھ اور بندھووں نکال کے انکو حکم دیا کہ ارے یار جھٹ پٹ یہ سب اسباب قال اور فرش و فروش ہر دستہ پلنگین اور پلنگ چاندی کے مسہریاں اور چھپر کھٹ طلائی و نقرئی اور جو شے یہاں پر ہو اوٹھا لاؤ دیر نکرو وہ لوگ بحکم بند ہوئے چار طرف ایک ایک کاغذ کی ٹوپی سر پہ اور لنگوٹیاں باندھے ایک ایک گرکی ڈلی ہاتھوں میں سے کہاں تے جاتے ہیں اور لوٹ لوٹ کے سارا اسباب لاتے جاتے ہیں اور خواجہ داخل زنبیل کرتے جاتے الغرض طول کہانتک عرض کیا جاتے مختصر یہ ہے کہ چار گھڑی کے عرصہ میں جتنے سردار اور بارگاہ نشین تھے سب کی پوشاکیں اور ساری بارگاہ کا مال و اسباب نقد و جنس انتہا یہ کہ ٹاٹ کے ٹکڑے اور پھٹے شطرنجیوں کے ٹکڑے جو کہیں کہیں جوتوں کے رکھنے کی جا پر بچھے تھے وہ بھی خواجہ نے اٹھوا لئے زنبیل میں رکھ لیے اور رکھتے تھے یعنی داستہ آئینہ بکار فقط نقش بوریا باقی تھا وہ اوٹھ نہیں سکتا تھا نہیں تو وہ بھی زنبیل میں رکھ لیتے بعد اسکے لوہار و سنار و بڑھئی وغیرہ اور بندھووں کو پکڑ کے زنبیل میں ڈال دیا اور تمام بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور سرداروں کو اور خود انزروت جادو کو پہلے ہی جال الیاسی مار کے زنبیل میں داخل کیا ہوا تھا اور عیاروں کو بھی زنبیل میں رکھ لیا تھا جب خواجہ یہ سب انتظام کر چکے اپنی راہ لی اور سمت بارگاہ صاحبقران روانہ ہوئے دل میں کہتے جاتے ہیں کہ خیر دو چار کوڑیوں کی پانی ہو گئی خالی تو نہیں پھرے خدا جب دلواتا ہے تو ماند دلواتا ہے قول شیخ سعدی کا درست ہوا کہا ہے۔ ہے

	ور نستانی بہ ستم میرسد		آنچہ نصیب است بہ ہم میرسد	

یہ خیالات کرتے ہوئے خواجہ بجلدی تمام چلے جاتے ہیں اور یہاں بادشاہ جمجاہ اور شاہزادہ بدیع الملک عالی بارگاہ سپہر نشان شاہ سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ خواجہ کا جانا ایسا نہیں ہے کہ وہ کچھ کام کرکے نہ آئیں خالی تو کبھی پھر کے آنا جانتے ہی نہیں جس مقصد کے لیے اونھوں نے

گھر ہمت باندھی کچھ بغیر اسکے سر انجام کیے ہوئے مراجعت نہ کرینگے ضرور یہ وہ قریب مدعا حاصل کرکے آتے ہونگے اور زیرتو یا شیاطین اللہ اسیے باپ دادا پر فوق لیگئے ہین اور سرخیل عیاران عالم ہین اپنا مثل ونظیر نہین رکھتے ہین غرضکہ اسی قسم کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ اتنے مین سامنے سے گرد اوڑی اور جو ٹپان ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق نمودار ہوے بلکہ زمین ادب کو بوسہ دیا اور پھر آگاہ بڑھ کے ہاتھ اوٹھا دعاء وثناء پادشاہی بجالاے کہ

اے زبرق تو ہم تیغ تو جہان نورانی	پادشاہ ہمہ ایرانی و ہم تورانی
خضر الہام و سکندر فر و دارا رائے	مصطفےٰ مشرب و حیدر دل و جم فرمانی
توسن خود را بہ کمان تو برابر چاکرد	آسمان خندہ زد و گفت زہے نادانی
پادشاہان فلک حلقہ بگوشان درت	اے غلامان تو اعزیت سلطانی

شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو دوست شاد و دشمن پایمال رہین اوج پر نجوم اقبال رہین ہم غلامان جان نثار خبر لائے ہین کہ حضور کے اقبال بیزوال سے خواجہ خضران بن عمر کامیاب فراہم شہر لیے لاتے ہین غضنفر بارگاہ عالی مین پہنچا چاہتے ہین باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے یہ خبر فرحت اثر عرض کرکے پھر آگاہ بڑھ کے بیٹھے تھے کہ آواز زنگ پیدا ہوئی اور دیکھا تو سامنے سے ماہ فلک عیاری مہر سپہر خنجر گزاری یکہ طرار خواجہ خضران نامدار نمودار ہوے اور آتے کے ساتھ ہی آتے نعرہ کیا ع

ابن عمر ہون ہونہار خضران نام ہے	عیار جو جہان مین ہے میرا غلام ہے
میرے کمال مین کسی کو کلام ہے	رستم سے تیغ چھین لون یہ میرا کام ہے

یہ نعرہ کرکے پھر آداب شاہی بجالائے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہو بھی شیر ہو یا بہیر عرض کیا آپکے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتے ہین یہ کہکے منہ بنایا اور نہایت رکھائی سے کہا کہ حضور اس کام کے انجام دینے مین غلام نے بڑی بڑی تکلیفین اوٹھائین اور بہت کچھ روپیہ صرف کرنا پڑا اکثر اہلکارون کو رشوت دینا پڑی اور بعض سردارون کو تحفہ تحائف دیئے گئے جب انوروت کی بارگاہ تک رسائی ہوئی اور جو چیزین ان ساحران غدار کے بیہوش کرنے کے لیے طیار کی گئین اسکے اجزا بہم پہنچانے مین اور خاص کر اس عیاری کے متعلق سامان فراہم کرنے مین میرا ہزار ہا روپیہ صرف ہوا اگر دینا حساب کی موجود ہین ایک ایک پیسا اور ایک ایک کوڑی جو صرف کرتا گیا لکھتا گیا ہون میزان حساب پر جو نظر کی تو دل مضطرب ہو گیا کہ ہزار ہا روپیہ تو زنبیل کا صرف ہو گیا اور مہاجنون کا جو قرضدار ہو گیا وہ علاوہ اب اس فکر مین ہون کہ یہ قرضہ کیونکر ادا ہوگا اور میری اوقات بسری کسطرح ہوگی اور کیونکر گذارا ہوگا ہائے افسوس مین تو سمجھ گیا خیال کیا تھا کہ وہان چلکر فائدہ اوٹھاؤنگا فائدہ تو درکنار لینے کے دینے پڑ گئے روزا بخشوانے کو گئے تھے نماز گلے پڑی نفع کے بدلے نقصان اوٹھانا پڑا اب کیا کرون کدھر جاؤن۔ قرضخواہون کو کیا جواب دون اسی سناٹے مین ہون سب سٹی بھول گئی ہے عقل چرخ کھا رہی ہے ہوش باختہ ہین حواس درست نہین ہین ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے ہین سردارون نے کہا اے خواجہ آپ اسقدر مغموم کیون ہوتے ہین انشاء اللہ تھوڑی مدت مین جسقدر روپیہ آپنے قرض لیا ہے سب ادا ہو جائیگا کیونکہ شاہ جم جاہ و صاحبقران عالی پائیگاہ و شاہان و سلاطین لشکر شاہزادہ زرنگیر وقتا فوقتا آپکو دیا ہی کرتے ہین اور کسیقدر ہم بھی آپکی خدمت گزاری کرینگے خواجہ نے فرمایا آپ سب صاحب مجکو اسوقت تسلی دیتے ہین اب جسقدر کہ روپیہ خرچ کیا ہے اوسکا جمع ہونا بہت

دشوار ہے اور خود قرضہ مہاجنوں کا ہے وہ میری زندگی میں ادا نہوگا دیکھیے سب مہاجن پھر اگیا حال کرتے ہیں
اور یہ جو آپنے کہا کہ سلاطین اور شہزادے مجکو روپیہ دینگے یہ محض آپکا خیال خام اور تصور ناتمام ہے مجکو
یہ امید نہیں کہ کوئی ایک توڑہ بھی دے سردار وغیرہ تو تقریر خواجہ کی سنکر خاموش ہو رہے مگر
لیکن عیار جو بارگاہ میں حاضر تھے اونھون نے دست بستہ عرض کی کہ خواجہ صاحب اگر یہ بھی اتفاقیہ تھا
آپ نے اس کام کے انجام دینے میں زر کثیر صرف کیا ہے مگر آپ کچھ تردد نہ فرمائیں ہم سب کتنے ہزار خادم
آپ کے موجود ہیں اگر خدا نے چاہا تو عیاریاں کرکے زر و جواہر انعام میں پاکر یا مال و اسباب کفار
کا عیاریوں سے حاصل کرکے آپکو دینگے آپ جلد قرضہ مہاجنون کا ادا کر دیجیے گا خواجہ عمرو نے فرمایا
قرضہ مہاجنون کا ادا ہونا تو بہت مشکل ہے تم لوگ اسوقت کہتے ہو مگر کچھ دو گے نہیں جانثار نے
بڑھکے کہا کہ اوستاد میں اقرار کرتا ہوں کہ جہان تک مجھسے ہوسکیگا میں قرضہ آپکا ادا کردونگا خواجہ
نے کہا دور ہو او نالائق تو خود استاد سے یہ چاہا کرتا ہے کہ کچھ مجھی کو دیدیں بھلا تو کیا ادا کریگا اپنے سے اوستاد
کو دیگا تو خدا ہی دیگا ورنہ بہتر ہے اوستاد کی اب آبرو باقی نہ رہیگی جسوقت خواجہ نے جانثار کو
جھڑک کر یہ کہا کہ تو کیا دیگا سب عیار بیساختہ ہنسنے لگے خواجہ کو بایں ہمہ ملال غصہ آیا کہ میں تو روپیہ
کے صدمے میں ہوں یہ سب نالائق ہنستے ہیں یہ خیال کرکے خواجہ کوڑا لیکر اوٹھے سب عیار بھاگے خواجہ پھر
کرکے جلد پھر خواجہ کرسی پر بیٹھے فردین حساب کی دیکھکر بیسود ہے آگے صاحبقران مسکرانے
اور فرمانے لگے کہ خواجہ تم اسقدر ملول و مغموم نہو خداوند عالم پھر تمکو اسیقدر روپیہ دیگا جسقدر تم نے
اس عیاری میں صرف کیا ہے خواجہ نے کہا کہ خیر وہ روپیہ تو جب خدا ہی دلوائیگا جب ملیگا فی الحال
امیدوار اس امر کا ہوں کہ اتنی تو قدردانی فرمائیے کہ ہزار روپیہ آدمی مجکو عنایت کیجیے کہ میں نہایت
جانفشانی و سعی کرکے ان سب کو لایا ہوں صاحبقران نے دریافت فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں انہوں نے
بھی یہ عرض کیا کہ جی ہاں اونکو بھی لایا ہوں آپکے پانچ ہزار ہونگے آپ ہزار روپیہ آدمی کچھ عنایت
تو فرمائیں دیکھیے کن کن لوگون کو حاضر کرتا ہوں حکم ہوا کہ اچھا فی آدمی آپکو ہزار روپیہ دینگے آپ انکو لاتا
تو سب شروع اب سب مشتاق ہو رہے ہیں اور ہر ایک کا دل بیچین ہے کہ خواجہ کہیں جلدی نکالنا
شروع کریں دیکھیں کون کون لوگ ہیں اور کیسے زبردست ہیں علی الخصوص شاہ نہایت مضطرب
ہیں اسکے تو دل سے لگی ہوئی ہے اور چاہتا ہے کہ خواجہ کہیں جلدی اس ظالم اظلم کو نکالیں تو میرا
دل خوش ہو الحاصل جب خواجہ نے خوب پکا کر لیا تو اولا برق ثانی کو زنبیل سے نکالا اور روغن
عیاری چہرہ کا دفع کیا اب جو دیکھا تو میان برق ہیں صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا انکا بھی
روپیہ لو گے یہ تو ہمارے بھائی بند ہیں خصوصًا یہ تو تمہارا شاگرد رشید ہے اور یہ تو بتاؤ کہ یہ کیونکر تمہارے
اسیر کیا اوستاد پڑی عرض کیا کہ حضور انہیں سے دریافت فرمائیں کہ یہ کس حال سے گئے تھے اور
یہ کیونکر یہ عیار بڑا دعوی عیاری کا کرکے گئے تھے اور توڑا اشرفیون کا جو حضور نے مرحمت فرمایا
تھا اوسکو بھی اپنے ساتھ لیتے گئے تھے وہاں جاکر ایسے خود فراموش ہوگئے کہ .... گردن کا ہوش نا
اس غفلت کی کچھ سزا انکو ضرور ہونا چاہیے تھی لہذا فقط زنبیل کی سیر انکو کرا دی گئی ہے یہ کہکر
زنبیل پھر ہاتھ ڈالکر قیران ثانی کو نکالا روغن دور کیا اب جو دیکھتے ہیں تو [illegible] بھی انکا
بھی لو گے یہ تو تمہارے ساتھی ہیں اور آپس کے سب اپنا ہے
سے لڑ لینا چاہیے پکا لیا بڑا دعوی کرکے گیا تھا وہاں جاکے ایسا محو ہو [illegible]

ہوئے ہیں عیاری کرنا سیکھیں بارہ برس دلی میں رہے بہار جھونکا کیے برسوں ہماری صحبت میں رہا
اور سیکڑوں عیاریاں دیکھیں اور سنیں اور خود بھی دو واسطے عیاری سے مگر کبھی عیاری کرنے کا
وقوف نہوا یہ واقع بیہوشی کبھی نہ ہوئی میں رہ گیا اور کوئی دفعہ بیہوشی کا اتفاق ہے حضور دریافت
فرمائیں کہ کیا گزری اور کیونکر پھنس گئے اسمیں کچھ گنہگار ہی لینا ضرور ہے کہ آئندہ ایسی غفلت نہ کریں
یوں انکو یاد رہیگا پھر ایسی غفلت نہ کرینگے ۔ ادھر ازان گلباد و کلباد و ابوالفتح وغیرہ
کو زنبیل سے نکالا اور کہا کہ انھیں سے حال دریافت فرمائیے اپنے منہ سے بیان ہوتا کیا ضرور ہے
یہ سب ابر دہی ہماہی کر کے گئے تھے اور بڑے دعوے انکو اپنی عیاری کے تھے اور خوب حوصلے بڑھائے
ہوئے تھے کہ جاتے ہی انزروت کو باندھ ہی لاتے ہیں گے مگر وہاں جاکے ایسی منہ کی کھائی کہ تن
بدن کا اپنے ہی ہوش نہ رہا یا تو دشمن کو گرفتار کرنے گئے تھے یا خود اسیر پنجۂ غفلت ہو گئے ابھی
طفل مکتب ہیں نا عیاری کرنا کیا جانیں ۔ ع ۔ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے ۔ اگر یہ عیار غیرت دار
ہوں تو چلو بھر پانی میں ڈوب مریں آیندہ عیاری کا نام نہ لیں ان ناشدنیوں نے عیاری کا نام ٹھہرا ب
کیا انکو شرم تک نہ آئی ہو نا ضرور ہے الکارہ یہ حضور منگوائیں اور انھیں سے استفسار حال کریں اب
صاحبقران عیاروں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں اپنا حال بیان کرو کہ کیا گزری اور کیا
واقعات پیش آئے چنانچہ عیاروں نے بیان کرنا شروع کیا کہ حضور ہم میں سے کوئی چوبدار کوئی خدمتگار
کوئی فراش کوئی خاص بردار بنا ہوا اُس کافر انزروت کی بارگاہ میں بشکل بدل حاضر تھے اور یہ ایک ایک
ہم میں سے اس فکر میں تھا اور یہی سوچ رہا تھا کہ کسی طرح اسپر قابو پائیں تو کوئی عیاری کریں بس
پھر ایک اپنی اپنی فکر میں تھا کہ اتنے میں سامنے ایک کوہی نمودار ہوا کالا لوکٹ ڈھوری باندھے …
پہنے انکو چھپا سر پر لپیٹے سرکشان شاہ کو لیے ہوئے نہایت لاغر و پریشان حال ناخون بڑھے ہوئے کپڑے
کثیف پہنے ہوئے منہ کالا ڈھلکا ہوا پیشانی پر تھوپا … بیٹھ پر لادے لیے چلا آتا ہے اور
سامنے انزروت جادو کے لا کر رکھ دیا اور کہا کہ آپکا مجرم حاضر ہے لیجیے اور مجھکو انعام دلوائیے
چنانچہ انزروت نے توڑے منگوا کر اوس کوہی کو انعام سے مالامال کر دیا اور نہایت اسکی تعریف کی کہ کیا کار
نمایان تم نے کیا ہے اور ایک خلعت بہت گران بہا دیکر رخصت کیا اور سرکشان شاہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ باندھ
دے اسکو ستون سے چنانچہ اوس کوہی نے سرکشان شاہ کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا ہم لوگ نہایت
حیران و ششدر تھے اور پھر ایک اپنے دل میں خیال کرتا تھا کہ اسکو تو ہم صاحبقران عالیشان کی بارگاہ
میں چھوڑ آئے تھے کیونکر یہ کوہی اوسکو لایا کہ اتنے میں … انزروت نے خود تیغ لیکر اور بکمال غیظ و
غضب اوٹھا اور ایک ہاتھ مارا سر اوسکا جدا … اور گلے بریدہ سے ایک صدا اسطرح آئی بلند ہوئی
اور حلق سے ایک غبار نکلا اور آنا فانا میں منتشر ہو کر پھر ایسا کہ دماغ تک پہونچا تڑاق پڑاق چھینکیں
آنے لگیں وہ غضب کی تیز تھی چھالنی کی باس تھی کہ دماغ میں سرایت کر گئی اور ہر شخص چھینک
مار کر بیہوش ہو گیا پھر اسکے جو اوٹھا گویا جہان سے اوٹھا سر ہلے تا تلیں اور یہ بیہوشی دار و بیہوش
خود فراموش ہو کر پڑا تڑاق پڑاق زمین پر گر پڑا ہم لوگ بھی سب کے سب بیہوش ہو کر گر گئے آگے حضور
ہمیں نہیں معلوم کیا ہوا ۔ صاحبقران نے خواجہ عمر کی نہایت تعریف کی بادشاہ جمجاہ اور سرداران
حاضر بارگاہ نے از حد ثنا و صفت خواجہ کی بیان کی اور کہا کہ خواجہ عمر آپکا کیا کہنا کوئی آپکا لقب دینے والا
ایسی فن عیاری میں ایسا دنیا میں نہیں ہے نسبتا آپکے سامنے طفل مکتب ہیں کیا مجال ہے کسی کی کہ جو

یکی عیاری

آپکی ہمسری کرسکے ہان خواجہ صاحب (یعنی) کو اشتیاق حد سے زیادہ ان کفار کے دیکھنے کا ہی ہے لہذا اسکے لیے یکایک دیکھین کہ انزروت شاہ اور اسکے سردار کیسے زبردست ہین کہ جنہون نے بندگان خدا کو تکلیفین دے رکھی ہے خواجہ نے جب دیکھا کہ سب سردار و بادشاہ و صاحبقران عالیشان لعنت سنتے سب کمال مشتاق ہین تب ایک ساحر کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اسکے سوزن دیکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کھا وہی جانگھیا پہنے ہوئے بیہوش بچوب بارگاہ سے بندھا ہوا ہے کیونکہ خواجہ نے کپڑے تو پہلے ہی اوتروا لیئے تھے اسوجہ سے فقط جانگھیا باقی رہگئی تھی۔ اسیطرح ایک ایک کرکے کل سرداران و کارگذاران انزروت کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا اور ستون سے باندھ دیا زبان مین اسکے سوزن دیدیا چنانچہ قریب سو سوا سے ساحر رفیق و ندیم مصاحب و کاربرداز کہ جو اسکے بزم مین حاضر تھے ان سبکو فردا فردا نکالا اور روپیہ اپنے گن گن کے سب کا حساب لگا کے توڑے کے توڑے لئے بلکہ پانچہزار روپیہ اور زائد لیکے سب کو نکالا اور سوزن زبانون مین دیکے سب کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا سب سردار و افسران فوج دیکھ رہے ہین اور خواجہ کی چالاکی اور عیاری کی تعریف کر رہے ہین اب ہر ایک شخص انزروت کا مشتاق ہے کہ دیکھین وہ کتنا بڑا زبردست ساحر ہے اور خواجہ سبکا اشتیاق بڑھاتے جاتے ہین۔

آخر الامر بادشاہ جمجاہ اور صاحبقران عالم پناہ نے جب بہت اصرار کیا کہ خواجہ اب کہین جلدی نکالو اس کافر ساحر کو خواجہ کہتے ہین کہ حضور کچھ رونمائی تو منگوائیے بلا خالی خولی اتنے بڑے زبردست ساحر کو نکالون پانچہزار روپیہ جو حضور نے مرحمت کیا وہ تو اسکا اجورہ تھا اب رونمائی بغیر ملے طفلان زنبیل اوسکو باہر نکلنے نہین دیتے اس بات پر صاحبقران مسکرائے اور دو ہزار روپیہ اور منگواکر خواجہ کے تواضع کیا۔ اب خواجہ نے کہا کہ سردارون سے بھی رونمائی ملنا چاہیئے کیا یہ مفت ہی مین دیکھنا چاہتے ہین غرضکہ سردارون نے بھی علی قدر حیثیت روپئے خواجہ کو منگوا کر دیئے اب خواجہ نے بڑے ناز نخرت سے انزروت جادو کو نکالا اور بہت بڑا آہنی مثل سوزن کے اوسکی زبان مین دیکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا صاحبقران نے ابن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ اب تم جاؤ اور جہانوان جادو کی جو بارگاہ لیکر روانہ ہوا ہے اوسکو حکم دو کہ بارگاہ واپس لائے چنانچہ حسب الارشاد صاحبقران والاشان کے خواجہ مع چند عیارون کے اسطرف کو روانہ ہوئے اور مقبول بن مقبل ثانی بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اور ترکش کاندھے پر ڈال کے اپنے سامان کے ساتھ اسلحہ حرب و ضرب مسلح و مکمل ہوکر انکے ہمراہ روانہ ہوا انکا حال آیندہ بیان جائیگا پہلے یہان کا حال عرض کیا جاتا ہے کہ یہ ساحر انزروت جادو جو اسی حالت بیہوشی مین نکلا زبان مین دیا ہوا ستون بارگاہ سے بندھا ہوا ہے اوسکی نسبت صاحبقران عالیشان نے حکم دیا ہے کہ ایک پرچہ کاغذ پر یہ مضمون لکھکر اسکے سامنے رکھدیا جائے کہ جان اور آگاہ ہو شناخت خالق ارض و سما مین اور وحدانیت پروردگار عالم کو برحق جان کہ جس نے فقط ایک لفظ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا اور بیشمار ہزار مخلوقات کو از قسم انسان و حیوان و نباتات و جمادات وغیرہ کو کتم عدم سے عرصہ شہود مین لایا اور اپنی عجیب و غریب صنعتون کے خزانون کو اسمین تفویض فرمایا ہر چند عیار وہم و خیال ہزار ہزار اشکال اپنی طرازی دکھائے مگر ممکن نہین کہ اس نقشبند عالم و قادر مطلق کی قدرت کا بھید سمجھ مین آسکے کیا مجال طائر تیز پرواز عقل بشری کی کہ اوسکے میدان حکمت مین تیز پروازی کرسکے ممکن نہین کہ اس راہ مین قدم

ویران سکے۔ کیسے کیسے صاحبان فہم و ادراک نے اپنے اپنے پیک خیال کو اوسکی معرفت کے میدان وسیع مین دوڑایا مگر سوائے ناچاری و مجبوری کے کچھ نہ ہاتھ آیا انسان اگر چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہے تو بدیدۂ فراست و گوش ہوش اپنے دیکھے اور سنے کہ وحدانیت اور الوہیت ایوان وکیوان مشرکان خدا کی کس راہ سے ثابت ہوتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ اُنکے پاس ملک بہت ہے جاہ و حشمت مال و دولت لشکر و فوج بکثرت ہے تو کیقباد و افریدون و جمشید و کیخسرو و دارا و سکندر وغیرہ کیسے کیسے شاہان روزگار ہو گئے کل عالم انکین کو اپنا خدا جانتا سمجھنا چاہئے کہ یہ ایوان وکیوان جنکو تم خدا کہتے ہو ایک بیخبر ہیں بادیہ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم ایک صرف نہیں آخر ایک دن جہنم واصل ہونگے انہیں خالق اپنا گردانا محض کفر و کافری ہے سجدہ اُسی خالق اکبر خدائے عزوجل کو واجب ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے طبقۂ خاک کو عالم آب پر قائم کیا اور خیمۂ گردون کو بےستون و طناب برپا کیا۔

نہیں کوئی عالم میں تیرا شریک — تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک — سمیع و بصیر و علیم و خبیر
مجیب و علیٰ کل شیءٍ قدیر — کریم و وحید و غفور الرحیم — حمید و مجید و عزیز و حکیم
فرازندۂ سقف گردان سپہر — طرازندۂ انجم و ماہ و سپہر — نگارندۂ نقش چشم و دہن
وضع بند ترکیب بے پیرہن — ضیا بخش افلاک و شمس و قمر — تجلی نور جبین سحر
بہنگام بہار رنگی جارہ سازہن — نہ انجمن نفسانیت بے نیاز — معین الخلائق جمیل الخصال
جلیل و ذوی القدرت و ذوالجلال — خداوند علام و دانائے غیب — منزہ ز نقص و مبرا ز عیب

پس اے اشرف وقت تم سن رسیدہ اور مرد فہمیدہ و جہاندیدہ و دانشمند و فہیم ہو تمکو لازم ہے کہ لعنت کرو مذہب کیوان پرستی اور کفر و کافری پر اور نکلو اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمۂ طیبہ پڑھو کہ پہونچو سرچشمۂ ہدایت تاکہ دنیا و عقبیٰ تمہاری دونون بخیر ہون دیکھو اُسنے مجھ ایسے بندۂ حقیر کو مرتبہ صاحبقرانی عطا فرمایا اور اس عبد ذلیل کو یہ عہدۂ جلیل عنایت کیا۔ پس تو اس کفر و کافری و ضلالت و گمراہی و سحر و ساحری سے باز آ اور بصدق دل دین اسلام اختیار کر اور سحر و ظلم و فسادات و عناد سے توبہ کر یہ کہکر وسیر سرکے عیارون کیطرف اشارہ کیا کہ اس کافر کو فلیتۂ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا جائے اور قلم و دوات منگوا کر اسکے سامنے رکھدی جاوے کہ اسکا جواب لکھے چنانچہ ایک عیار اوٹھا اور فلیتۂ رفع بیہوشی اوسکو دیا اسنے ایک چھینک ماری کچھ قطرہ گندیدہ اسکے دماغ سے نکلے اور یہ ہوشیار ہوا آنکھ کھولکر جو دیکھتا ہے تو اپنے تئین عجیب عالم مین پایا کہ ایک دربار آراستہ ہے تمام سردار و ارکین دولت اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیون و دنگلون پر متمکن ہین اور مین ستون بارگاہ سے بندھا ہوا ہون اور سب مصاحب و رفیق بھی میرے ستون بارگاہ سے بندھے کھڑے ہین اسنے فوراً آنکھین بند کرلین اور سمجھا کہ یہ خواب ہے عیارون نے کہا کہ یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے چشم بخود را وا کن و حال خود را تماشا کن اب جو آنکھ کھولتا ہے تو واقعی وہی حالت ہے دل مین خیال کرتا اور بنگاہ حیرت دیکھتا ہے کہ مین تو اپنے بزم مین تھا مصاحب رفیق ندیم و وزیر و مشیر و ارکان دولت سب دست بستہ حاضر تھے۔ یا طرفۃ العین مین اس فلک تفرقہ پرداز نے بایین ذلت و خواری مجکو اس حال خراب مین مبتلا کیا۔

بیک گردش چرخ نیلوفری — نہ نادر بجا ماند نے نادری

شکوہ فلک بیمہر اور مذمت دنیائے فانی کرنے لگا۔ نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور — دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور — بھول مت دیکھ دیکھ آرائش

نہیں

نہیں دنیا مقام آسائش / کوئی بزم طرب کا بانی ہے / کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوکھی ہے اور چالا ہے / کہین انقلاب حق تعالی ہے / ہے کہین شادی حنا بندان
الہ کہین شور مرگ فرزندان / ہے یہ دنیا کے دون کا سرشتہ / نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اسے چرخ کج مدار روا ہے گردون ناہنجار کیا مین نے تیری خطا کی تھی کہ جس کے پاداش مین تو نے یہ سزا دی ہے افسوس صد ہزار افسوس یہ سرای فانی مقام عبرت اور یہ دہر ناپایدار جائے اندوہ حسرت ہے۔ نظم

دریغا بروی زبر چند زمانہ خورشید / نوشتہ باب و نوشتہ بر سینہ آب زر دیدم
کہ پیش بدولت و دریوزہ گشتہ مستغنی / مباش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدم
کہ تاج مرصع صباح برسر داشت / نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم
زہاد ثابت جہان بس ہمین بس آمد / کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم
مکن خیال ثبات جہان دون کہ درد / ہزار بادشہ و سیم بیشتر دیدم

چنانچہ یہ ناقص اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے اور شکایت جفاکاری چرخ سفلہ پرور کی اسکی زبان پر جاری ہے القصہ اس کافر خاسر انزروت جادو نے اس پرچہ کاغذ کو دیکھا کہ اوسمین وحدانیت قادر مطلق وصانع برحق کی مرقوم ہے مگر اس سیاہ قلب کے دل پر کیا اثر اوسکا ہو سکتا ہے۔ ع

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ / بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

پس اس نے قلم اوٹھا کر لکھدیا کہ فدا ہون ہزار جانین میری خداوند کیوان تا پر اسپر مین کبھی اوسکی خداوندی سے منحرف نہونگا اور خدائے نادیدہ کی پرستش ہرگز نہ کرونگا آپ لوگ اگر مجھکو قتل بھی کر ڈالین تب بھی کچھ پروا نہین ہے باشد ہر چہ باد اباد مگر یہ یاد رکھنا کہ بعد میرے مار ڈالنے کے اگر کروڑ آدمی بھی ہونگے تو ایک متنفس اونمین سے جان بسلامت نہ لیجا سکیگا اور کوئی زندہ نہ بچیگا۔ پس صاحبقران عالیشان نے خیال کیا کہ یہ سیاہ قلب کسیطرح راہ راست پر نہ آئیگا اور کیمیائے ہدایت و اکسیر نصیحت اسکے مس قلب کو زر ایمان سے منور نہ کریگی دل تیرہ و تار اس کافر خاسر کا کبھی عنوان نور ایمان سے نورانی نہوگا پس لاچار ہوکر بادشاہ جم جاہ سے اجازت لیکر ذوالفقار ثانی کو حکم دیا کہ جلد اس کبر ناہنجار ساحر فاجر جفاشعار کو قتل کر کے سر اسکا حاضر کرو یہ وہ کافر ابتر ہے کہ جس نے ہزارہا بندگان خدا کو جان سے مارا ہے اور اہل اسلام کا تو جانی دشمن ہے بڑا مفسد اور نہایت ستم پیشہ جفاکار و مردم آزار ہے آج یہ اسطرح بیکس ہے نہ کوئی مونس ہے نہ غمخوار ہے اور رجوع ہے وہ بھی دم بدم ان فی النار ہے بعض کہتے تھے کہ اسپر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے نامیون کو ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کرایا ہے اور پیر زال دنیا نے بہت نوجوانون کو بحسرت و ارمان دنیا سے اوٹھایا ہے آج نہ دارا ہے نہ سکندر ہے نہ وہ چتر و اورنگ ہے نہ افسر ہے نہ کلاہ ہے نہ تاج ہے نہ سریر عزت ہے فی الحقیقت یہ سرای فانی مقام عبرت ہے کہ۔ نظم

کہان شداد وہ بہشت آرا / اس چمن کا کرے جو نظارہ / گو سکندر بھی شاہ عالی تھا
سب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا / آج کرلے گذشتگان پہ نظر / ہوگا کل تو بھی عبرت دیگر
ہے یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ / لاکھ یوسف گرائے در تگ چاہ / بحر حیرت مین عقل کیون نہو غرق
ہے زمین اور آسمان کا فرق / کہین ہوتا ہے قطع پیراہن / کہین مردم کو ہے تلاش کفن
کہین سامان غسل صحت ہے / کہین ترتیب غسل میت ہے / کوئی تخت روان پہ جلوہ نما

کہیں ہر وہ وبال دوش ہوا | ایک دو طین سے دوچار ہوتا ہے | ایک کنارہ لحد میں سوتا ہے
قیصر ہوا کے ہو گئے شداد | قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد | ہیں یہ خوان نعمت دنیا
تشنۂ قلزم سراب منا | اسکے شربت میں زہر ہی سودہ | نوش ہے اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف مجمع تھا ہر جانب ہنگامہ برپا تھا صغیر و کبیر بنظر حسرت نگران تھا چنانچہ جملہ سرداران نامی و گرامی سب انصاف شاہی اور عدل ظل اللہی کے دیکھنے کو جمع ہوئے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے تھے کہ ذوالخمار آکر مستعد قتل ہوا اور انزروت کی گردن پر کوتلے کا خط دیا اور کہا جو کچھ نابینا ہوا اسے اجل رسیدہ وہ کہاں ہے جو کہنا ہو وہ کہہ سن لے کہ کوئی دم میں پیمانہ عمر تیرا یادہ فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اوتارا جائیگا انزروت نے مطلق جواب نہ دیا آخر تیسرے حکم پر تیغہ مارا ذوالخمار نے کہ سر اس خود سر کا اوڑ گیا لیکن ساتھ ہی سر اوڑنے کے یہ معلوم ہوا کہ جسطرح ریل کے نیچے سے دھوان نکلتا ہے اسکے گلو سے بجائے خون کے ایک دھوان پیدا ہوا اور پیچیدہ ہوکر تمام بارگاہ میں منتشر ہوا اور پھر اوس دیکھا کہ سب کی آنکھون سے کچھ قطرے وغیرہ ٹپکے اس دھوئین کی تیزی سے اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں اور بصارت چشم زائل ہوئی نابینائی چشم پوشی کرنے لگی صاحبقران و عزیزان صاحبقران مع بادشاہ جمجاہ اور قریب قریب جو رفیق و مصاحب و سردار کہ کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے سب کی بینائی چشم زدن میں زائل ہو گئی غرضکہ طرفۃ العین میں تمام سرداران باوقار و پہلوانان جرار اندھے ہو گئے جو لوگ کہ دور بیٹھے ہوئے تھے اونکو بھی یہ کیفیت دیکھکر تاب نہ رہی بیقرار ہوکر پروانہ صفت وہ بھی جھٹ پٹ اپنے مالکون کے پاس آئے آتے ہی وہ بھی نابینا ہو گئے تمام بارگاہ میں ایک عجیب حالت طاری تھی شور نالہ و فریاد بلند تھا جو سردار کہ بیرون بارگاہ تھے وہ بھی صدائے گریہ و بکا و آواز استغاثہ سنکر بیقرار ہوئے اور قصد کیا کہ چلو دیکھیں تو بارگاہ میں کیسا شور فریاد و فغان بلند ہے ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یارو افسوس ہے کہ جان نثاری کا موقع بھی نہیں آنے پایا ورنہ ہم اپنی جانیں فدا کرتے اور اپنے مالکون پر آنچ نہ آنے دیتے کیا کہیں دل کی تمنا دل ہی میں رہی کچھ حوصلہ ہمارا نہ نکلا ورنہ دیکھتے کہ کسطرح حریف سے مقابلہ کرتے اور جبتک دم میں دم رہتا اپنے مالکون پر کسیطرح چشم زخم پہونچنے نہ دیتے مگر اب کیا کرین کہ کچھ زور نہیں چلتا بےبس ہو رہے ہیں یہ کہکر ایک دوسرے کو سمجھانے لگا کہ یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جلتی ہوئی آگ میں پھاند پڑیں صریحا دیکھ رہے ہیں کہ جو گیا آفت میں مبتلا ہوا ہے

اگرچہ کس سے اجل نہوا ہمسرد | تو مسرود روان از دریا

موقع محل دیکھکر انسان کو کام کرنا چاہیے اور اس آفت سے ذرا بچنا چاہیے کیونکہ ہم یہان روزن سے جو بچ جائیں گے وہ انہیں تدارک ایسی کرینگے حریف و دشمن سے ہم لوگ بچ جائیں گے اور جہانتک ہم سے کوشش ہوسکیگی کوئی دقیقہ ہم تدبیر کا اوٹھا نہ رکھیں گے مالک کا حق نمک ادا کر دینگے اگر کوئی حریف ہوتا یا کوئی غنیم جرار آتا تو اس سے مقابلہ کرتے جانیں اپنی فدا کرتے یہ تو عجب بےبسی کا عالم ہے کہ ہر شخص نابینا ہو گیا ہے اور حریف کوئی نظر نہیں آتا ہے یہ لوگ تو باہم یہ گفتگو کر رہے تھے اور آپس میں مشورہ کرتے تھے کہ کونسی ایسی تدبیر کرین کہ ہمارے مالک اس آفت ناگہانی اور بلائے عظیم سے نجات پائیں کاش انکے بدلے ہمارا یہ حال ہو جاتا اور ہماری بصارت چشم زائل ہو جاتی مگر وہ صحیح و سالم رہتے تو ہمکو کچھ رنج و افسوس

انجام

ہو تو خیر ہو مرضی خدا کی اسمین کسی کا کیا چارہ ہے وہی مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی سبب ایسا
پیدا کر دیگا کہ چشم زدن مین سب کی آنکھین کھل جائینگی مگر تدبیر شرط ہے یہ سب سردار جو کہ بیرون بارگاہ
تھے یہ تو اس گفتگو مین مصروف تھے کہ اب جو دیکھتے ہین تو انزروت کے گلوے بریدہ سے
ایک طائر پیدا ہوا اوسنے بلند ہوکر آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ تم لوگ خدا پرست بہت
مغرور و متکبر تھے اور اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے نہایت ذلت و خواری سے بچشم حقارت انزروت
جادو کو دیکھ رہے تھے اب اپنے حال زار پر خود افسوس کرو اور چشم حسرت سے خون کے آنسو بہاؤ
دیکھو تو کیسی مصیبت مین مبتلا ہوتے ہو کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تمھارے حال پر افسوس کرینگی
یہ کہکر بلند ہوگیا اور جلکر خاک ہوگیا ادھر اوس طائر کا جلنا تھا کہ وہ دھوان ہر طرف ہوا بھرا یہان
انزروت کا حال سنیے کہ اسکے ہمراہی یعنے رفیق و مصاحب و ندیم جو ستون بارگاہ سے بندھے
ہوئے تھے اور اونکی زبانون مین سوزن دیدیئے گئے تھے کہ سحر نہ کرسکین اس ہنگامہ کے سبب اونکو
ہوشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کیونکہ پہلے انزروت کو ہوشیار کیا تھا اور یہ امر اسکے سامنے رکھا
گیا کہ خدا سے وحدہ لاشریک کو برحق جان اور صدق دل سے طریقہ اسلام اختیار کر مگر اس سیاہ قلب پر
اس ہدایت کی کچھ تاثیر نہوئی اسنے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر پرستش خدا سے نادیدہ کی گوارا نہ کی آخرش
اسکی نسبت حکم قتل دیا گیا وہ کافر قتل ہوا اور اوسکے گلوے بریدہ سے بجاے خون کے ایک
دھوان پیدا ہوا وہ دھوان اسم غضب کا تھا کہ اوسکی تیزی سے سب کی بصارت چشم زائل ہو گئی
چونکہ اس ہنگامہ مین اوسکے ساحران ہمراہی کے ہشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی اور خواجہ بھی
یہان موجود نہ تھے کہ ان ساحرون کا دیوان سمجھتے اس باعث سے وہ لوگ ستون بارگاہ سے بندھے
ہوے کھڑے تھے مگر دھوان جو تمام بارگاہ مین پھیلا تھا اُسکی تیزی کے باعث ان ساحرون کی بصارت
چشم بھی زائل ہوگئی تھی یہ سب بھی اندھے ہوگئے تھے اور چونکہ انکی زبانون مین سوزن دیئے ہوے
تھے اسوجہ سے یہ لوگ رد سحر بھی نہ کرسکے سب نابینا ہوگئے اس اثنا مین چند آدمی یعنی شاطر
و عیار وغیرہ خواجہ عمران کو خبر اس واقعہ کے دینے اُس جانب کو روانہ ہو گئے جس طرف خواجہ بارگاہ
و خیمہ وغیرہ واپس لانے کے واسطے گئے تھے ان لوگون نے راہ ہی مین خبر دی کہ جلدی چلئے بارگاہ مین
یہ واقعہ گذرا کہ صاحبقران اور سب سردار نابینا ہوگئے بڑا غضب ہوگیا کہ دربار کا دربار سب اندھا
ہوگیا۔ خواجہ وہین سے سر پیٹتے ہوئے بارگاہ کیجانب روانہ ہوے پہنچے بارگاہ مین جو آکر یہ حال دیکھا دونون
ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا کہ ہاے افسوس یہ کیا حال ہوا ایسی بھی نہ آئی پایا کہ یہان یہ سانحہ عظیم
برپا ہوگیا بس خواجہ نے جلد ہی سے بارگاہ سلیمانی برپا کرائی صاحبقران نے کل سرگذشت
بیان کی یعنی انزروت کا ہوشیار کرانا اور یہ امر کا مضمون ہدایت طریقہ اسلام اسکے سامنے
رکھوانا اسکا یہ کہنا کہ ہزار جانین میری فدا ہین خداوند کیوان تاجدار پر اور مین ہرگز اُسکی پرستش
سے باز نہ رہونگا اور خدا سے نادیدہ کی پرستاری کبھی نہ کرونگا اسپر اوسکو حکم قتل دینا تو ذوالفقار کا ید
اقتدار سے اُس کافر کو قتل کرنا ایک ہی ہاتھ مین سر اوسکا کٹ کر دور گرنا اور گلوے بریدہ سے ایک
دھوئین کا پیدا ہونا اور تمام بارگاہ مین پھیل جانا اُس دھوان سحر کی تیزی اور تاثیر سے سب کا نابینا
ہوجانا تمام عزیزون اور سردارون کا نابینا ہوجانا کل سرگذشت بیان کی اور کہا کہ اے خواجہ
اب کیا تدبیر کیجائے اس وحشتناک اور دردناک ہولناک خبر مین مجھے چارہ یہ حال ہوا کیا تدارک

اسکا کیا جائے اور دوسرا اخبار کی رو سے اور خطوط سے ثابت ہوا کہ برجیس آفتاب پرست ملکون کو پھونکتا ہوا خدا پرستون کو آزار دیتا ہوا چلا آتا ہے ایک تو وہ دشمن خدا ہے اور ایک لقا ہے اگر کوہ قاف کہانین سے فوج فراوان اپنے ہمراہ لیئے ہوئے وہ بھی چلا آتا ہے جی چاہتا ہے کہ ایک نامہ اوسکو لکھون لیکن پاس غیرت دل قبول نہین کرتا - اور طلسم نہ طاق سکندری کی فناہی کو ہم آئے تھے یہان یہہ سانحہ گذرا - اوسوقت شہنشاہ کو ہمکلاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور اگر مناسب ہو تو اپنے رفقا و اہل ملک وعزیزون کو خطوط لکھکر طلب فرمائیے کہ وہ حفاظت جان بھی کرینگے اور جبتک یہ حال ہے کسی غنیم کو بھی نہ آنے دینگے صاحبقران والاشان نے اس رائے کو پسند فرمایا اور خواجہ سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ ہم نے اس رائے کو پسند کیا ضرور اس مضمون کے نامے لکھوا کر فلان فلان اطراف وجوانب کو روانہ کیئے جائین کہ ہماری کشتی حیات اس دریائے ریگستان ناپیدا کنار مین آکر پھنسی ہے جی چاہتا ہے کہ تم لوگ یہان آکر ناخدائی کرو اور اس ورطہ ہلاکت سے ہمکو بچاؤ پس اے خواجہ کل نامے لکھکر طیار ہو جائین اور ضرور بالضرور روانہ کیئے جائین فہرست انکے نامون کی خواجہ کو لکھوادی جنکے پاس نامہ روانہ کرنا تجویز کیئے گئے تھے اور یہ بھی صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ میر منشی تو دربار مین حاضر تھے وہ تو اندھے ہو گئے لہذا نامے لکھوانیکا انتظام تمہین کرو خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب کل کے روز یہ سب نامے لکھوا کر روانہ کردیئے جائینگے مگر حضور اجرت اسکی دینا ہوگی کیونکہ اور منشیون کو بلوا کر نامے لکھوائے جائینگے اونمین اسقدر خرچ پڑیگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمہاری طماعی اسوقت مین بھی نہین جاتی عرض کیا حضور بغیر روپیہ کے تو کوئی کام نکل ہی نہین سکتا -

اسے نہ تو خدا کہی ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے جو کچھ خرچ ہوگا دیا جائیگا نامے تو تم لکھوا کے روانہ کرو خواجہ تو اس انتظام کے لیئے چلے مگر درمیان مین دیکھا کیا ہین کہ ساحران ہمراہی از ضرورت جنکو زنبیل سے نکالکر صفون بارگاہ سے سوزن دیکر باندھ دیا تھا وہ اسیطرح کھڑے ہین مگر وہ بھی سب کے سب نابینا ہین ہاتھون سے اشارے کر رہے ہین کیونکہ زبانین تو اونکی بوجہ سوزن کے قابو مین نہین ہین اس باعث سے اشارے کر رہے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ زبانون سے ہماری سوزن نکال لیئے جائین تو ہم اپنا عرض حال کرین پس خواجہ نے انکی پیشانیون کو دیکھکر قیافہ سے معلوم کرلیا کہ یہ لوگ عجب نہین ہے جو راہ راست پر آجائین پس فوراً خواجہ نے اونکو ہوشیار کیا اور سوزن انکی زبانون سے کھینچ لی اور کہا کہ شناخت مین پروردگار عالم کے کیا کہتے ہو انھون نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جنہے آپکا دین قبول کیا آپکے کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوجائین سحر و ساحری سے توبہ کرلین کیسے تصدیق بالقلب کرکے مطیع اسلام رہین تاکہ بوقت ضرورت ساحران عدو سے مقابلہ کرکے حضور کی جان نثاری مین ہمہ اوقات ساکت رہین جب ان لوگون نے اسطرح کے کلمات کہے تو خواجہ نے انکی مشکین کھلوادین صاحبقران کی خدمت مین سبکو حاضر کیا یہ لوگ جاتے کے ساتھ ہی صاحبقران کے قدمون پر گر پڑے اور قدمبوسی کرکے عرض کرنے لگے کہ حضور ہمنے یہ خیال کیا کہ دین آپکا برحق ہے اور سب مذاہب باطل ہین پس ہم نے صدق دل سے دین اسلام قبول کیا اور حضور ہم بھی اندھے ہو گئے ہین اب حضور کے قدم چھوڑکر کہان جائین حضور کی غلامی مین حاضر رہینگے اور حضور پر سے اپنی جانین نثار کرینگے

اور حضور ہم لوگ بھی اپنی قوم قبیلے مین معزز ہین یہ ذو الفقار جادو ہمارے افسر اعلیٰ ہین حضور اسکی نسبت
ہماری شرافت و اعزاز کا حال دریافت فرمایئن اور اب حضور ہم آپکے قبضہ مین ہین چاہین تو تیغ فنا آب
موت سے گھاٹ اوتارین چاہین حضور ہماری جان بخشی فرمایئن حضور ہم لوگ اصیل تلوار کا خواص رکھتے
ہین جسکے قبضہ مین ہین اوسی کا دم بھرتے ہین اور حضور ہمنے بڑے بڑے معرکے سر کیئے ہین
جس مہم پر لشکر کشی کرکے گئے بغیر اسکے فتح کیئے واپس نہ پھرے بڑے بڑے ساحران غدار
زبردستان روزگار سے مقابلے ہوئے مگر حضور کے اقبال سے منہ نہین پھیرا ہمیشہ سرخرو رہی
اسوقت حضور کے دربار فیض آثار مین ہمارا جاننے والا کوئی نہین ہے اگر ہیچ آفتاب علم
یا انجم طلعت ہوتے تو وہ ہمارے کلام کی تصدیق کرتے وہ لوگ ہمارے مرتبہ شناس ہین اور
ہمکو خوب جانتے ہین اپنی زبان سے اپنی تعریف کرنا زیبا نہین ہے ہماری جانبازی ہماری ہمت
و جرات کو وہ حضور سے بیان کرتے اذ انکو ہم حضور کے دامن دولت سے وابستہ ہین حضور
کے زمرۂ غلامان ہوا خواہان نثار مین داخل ہونیکا افتخار حاصل ہوا ہے جب وہ لوگ آئین گے تو یقین
ہے کہ ہماری جرات و مردانگی کا حال حضور مین گزارش کرینگے اور یون تو اپنے منہ میان مٹھو بننا ہی
جب کوئی کارنمایان حضور کے سامنے ہم لوگون سے بروی کار آئیگا تو حضور کو ہماری اصلیت
یا وفاکوشی کا حال معلوم ہوجائیگا اور حضور ہم تو بہت دنون سے اس امر کی تمنا رکھتے تھے کہ حضور کی
بدولت ہم نور ایمان سے مشرف ہون اور اپنی عقبیٰ درست کرین حضور کے صدقے مین اس
ضلالت و گمراہی سے نکلکر ہدایت بہنمائی شاہراہ ہدایت پر قدم رکھین کیونکر ان پرستی پر لعنت کرین
مگر کوئی موقع ہمکو نہین ملتا تھا چونکہ خداوند کریم نے ہر ایک امر کے لیئے وقت مقرر فرمایا ہے کل امر مرہون
باوقاتہا بس وہ وقت اب ظہور مین آیا کہ ہمارے طالع خفتہ نے یاوری کی حضور کی بدولت نجات دارین
ہمکو میسر ہوئی اور حضور کچھ تردد نہ فرمایئن یہ چشم زخم جو غلامان کو پہونچا ہے بہت جلد دفع ہوجائیگا یہ
کیفیت باقی نہ رہیگی حضور مؤید من اللہ ہین پردۂ غیب سے کوئی سبب ایسا ظہور مین آئیگا کہ یہ
سب کلفت رفع ہوجائیگی یہ سب کارستانی اس کافر ناکار بصیر جادو کی ہے اوسی کے سحر نے
یہ کیفیت پیدا کی ہے حضور کی مدد غیب سے ہوگئی ہے اور عنقریب وہ کافر قتل ہوگا جب اس آفت ناگہانی
سے نجات ہوگی غفلت مین اس حرامزادے نے یہ سحر کیا ہے کہ سبکو نابینا کردیا ہم لوگون کی زبان قابو
مین نہ تھی ورنہ کچھ دفعیہ اسکا کرتے ہم بھی اسی دخان سحر کی تیزی سے نابینا ہوگئے نور بصارت سے
چشم پوشی کی اب تائید من اللہ ہوگی اور آپکے اقبال سے وہ عدوئے دین مارا جائیگا تب سبکا نور بصارت
عود کریگا اور اس بلائے عظیم سے نجات ملیگی جب ان سرداران تازہ مسلم نے اسطرح کی تقریر کی
تو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو کسیطرح گھبراؤ نہین جو ہمارا حال ہے وہ تمہارا حال
ہے تمہاری جان بخشی کیگئی تم مطیع اسلام رہو صدق دل سے خدائے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا
اقرار کرو سحر و ساحری سے بالفعل تائب ہو کہ ساحران غدار سے سامنا ہے پھر توبہ کرکے سحر و ساحری
پر لعنت کرنا اسوقت مصلحت وقت یہی ہے جبتک یہ حال ہے اسی حال مین مجبوری بسر کرو اور دعا
کرو کہ جلد اس بلا سے نجات ہو اور خواجہ کو حکم دیا کہ ان لوگون کے لیئے ایک خیمہ استادہ کراو یا جا
اور سب سامان راحت وہان مہیا کردیا جائے خادم و خدمتگار متعین کردیئے جائین تاکہ کسیطرح کی
تکلیف ان لوگون کو نہو چنانچہ خواجہ نے حسب الارشاد فیض بنیاد ایک خیمہ قریب بارگاہ برپا کراکے

جملہ سامان راحت وہان مہیا کرادیا اور ملازم سرکاری خدمت کے لیے تعینات کردیئے اور حکم دیدیا کہ خبردار ان لوگون کو کسی طرح کی تکلیف نہونے پائے اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیجا کر اس خیمہ مین مقیم کیا اب یہ لوگ تو اپنے خیمہ مین مقیم ہین اور وقت کے منتظر ہین کہ دیکھئے کب اس بلا سے عظیم سے نجات ملتی ہے یہ تو اس حال مین ہین اور خواجہ اپنے خیمہ مین جاکر فکر کر رہے ہین کہ کیا تدبیر کیجائے کہ ان سب کی آنکھین کھلین بس خواجہ تو اس فکر مین ہین اور وہ انکی نامہ جات کا انتظام کر رہے ہین انکو تو اس حال مین مصروف رکھا جاتا ہے کہ انکا حال پھر آئندہ بیان ہوگا ۔

اب دو کلمہ داستان شہر بہہاتیہ کے بیان کیئے جاتے ہین ۔

ازین قصہ یکدم فراموش کن ۔ زجائے دگر داستان گوش کن

بھر کے ایک جام دے اسے ساقی مہوش گلبدن ۔ عیش سے روشن ہو دماغ خستہ و پیر کہن

آجکل باغ پہ عالم ہے گھٹا پر جوبن ۔ بوتلین لاؤ کہ اندھی کی مثنا ہین ساون

ہائے کیا باغ ہے کیا ابر ہے کیا سبزہ ہے ۔ بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن

پانی پتون سے ٹپکتا ہے شرابور ہین پیڑ ۔ دھوئی دھوائی روشنین صاف ہین جیسے ہین دن

باغ مین آگے پہاتک تو جھکی ہے بدلی ۔ پگڈنڈیان جھیلین جو بالی نہ دکھائین گرہن

بادل امڈے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو ۔ مچھلیان کوندتی ہین شور ہے اوتر دکھن

یون گھٹا چھائی ہے یون کوندرہی ہے بجلی ۔ جیسے کھلے سر پہ اینٹھے چڑا ہو ناگن

اسقدر زور سے چلتی ہین ہوا کے جھونکے ۔ پیڑ اسطرح جھکے جاتے ہین جسطرح دلہن

مینھ برسنے کی ہو آواز ہوا کا غل ہے ۔ شور سے سر پہ اوٹھاتے ہین چمن مرغ چمن

اسقدر چار طرف ابر ہے ماشاء اللہ ۔ چشم بد دور نہین دیکھا ہے ایسا ساون

دیگر

گھٹا چھائی ہے سو باغ پہ عالم ہے جوبن کا ۔ مے گلگون پلا دے ساقیا موسم ہے ساون کا

نزاکت مین نہین ثانی کوئی ہے رشک گلشن کا ۔ جو دو گل رنگ بھرے ہین اوٹھایا بوجھ سوسن کا

ہوا ہے شوق مجھکو آجکل جو سیر گلشن کا ۔ کیا کرتا ہون نظارہ کسی کے روئے روشن کا

رہا کرتا ہی اوسکی بزم مین مجکو نہ کیون کھٹکے ۔ رقیب روسیہ اسے دوستو کانٹا ہے گلشن کا

ہمارے سر سے سودا تیرے کاکل کا نہ جائیگا ۔ اوترتا پھر نہین جب زہر چڑھ جاتا ہے ناگن کا

لگا تلوار قاتل تشنہ جام شہادت ہون ۔ اوتر جائے گلے سے گھونٹ جلدی آب آہن کا

طریقہ اپنے مذہب کا زمانے سے نرالا ہے ۔ نہ بندہ شیخ کو مانے نہ قائل ہے برہمن کا

ظہر از نادرہ دفتر پہلوان ۔ نوشتید تا باب این داستان

نگارندگان نیرنگئی طلسمات و سیاحان منازل و دشت عجائبات و سیاحان قرطاس کو یون مضامین فسونگری و نیرنگ سے حیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامۂ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح رقم فرماتے ہین کہ اسی حوالی طلسم مین ایک شہر ہے کہ جسکا نام بہہا شہر اسکا نام ہے بڑے بڑے ساحران غدار و فسونگران نابہنجار کا وہان مقام ہے مالک و حاکم اس شہر کا سہا و ات تاجدار ہے ساحری و فسون سازی مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے اپنے تئین سامری و جمشید وقت جانتا ہے بڑا مغرور و خود پسند ہے

اطراف وجوانب کے ساحرون مین سرچشمہ ہے یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے دربار اسکا آراستہ ہے
تمام سردار ومصاحب رفیق وندیم دست ادب بستہ حاضر ہین بڑے بڑے ساحران نامی ونامور
کا مجمع ہے از انجملہ اہیپات سردار خونخوار اور بہیپر جادو کہ بہت اسکے منہ لگے ہوئے تھے اور ساحران
معززین سے تھے یہ بھی دست بستہ حاضر ہین سماوات اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہے اور ایک
گلدستہ طلائی اسکے سامنے رکھا ہوا ہے کہ وہ گلدستہ یکایک بے آنچ بلکہ خاک ہوگیا بہیپر نے
آواز دی کہ شہدا اہیپات سردار خونخوار نے پوچھا کہ کچھ حال تو بیان کرو سبب تو معلوم ہو
کہ اسکو مارا اور کس نے مارا مفصل کیفیت بیان کرو اسنے دیکھکر کہا کہ انزروت مارا گیا اور یہہ
کہکر اسنے ایک کتاب نجوم کی اوٹھائی اور اسمین غور سے دیکھا تھوڑی دیر کے بعد اسنے سر اوٹھا کے
کہا کہ صاحبقران زمان یعنی شہزادہ بدیع الملک نوجوان جو لشکر لیکر آئے تھے اور جو آئے
نہ طاق مین لشکر اونکا مقیم تھا خیمے وخرگاہ ہین برپا کئے ہین وہ سب لشکر اندھا ہوگیا تمام سردار
وعزیز اقارب ومصاحب رفیق حتی کہ چوبدار وملازم وخدمتگار تک سب کے سب نابینا ہوگئے
بصارت چشم بالکل زائل ہوگئی اب مین آپسے یہ عرض کئے دیتا ہون کہ آپ حکم دیکر سب کے سر
منگوا لیجئے اور اسکو ان کیجانب روانہ کیجئے خداوند آپسے نہایت خوش ہونگے اور اونکی کمال
رضامندی کا باعث ہوگا کہ اتنا بڑا مخالف اونکا آپکے ہاتھ سے قتل ہوگا اور سر اسکا بلکہ کل
دشمنون کا آپ خداوند کی خدمت مین روانہ کرینگے۔ اور مین فرستادہ اونہین کا تھا اور اب مین
جاتا ہون کہ خداوند کی جانب کہ مجکو عجز کیطرف [illegible] اونکا کہ وہ زندہ یا [illegible] گردون
عجب شخص ہے آفت کا پرکالہ اور بلا سے بے درمان ہے بڑے بڑے ساحران نامی وگرامی اسکے
نام سے تھراتے ہین اسکے خوف سے زہرے آب ہوئے جاتے ہین اور جو جو اسکے اعمال
ظاہر ہوتے ہین اگر مین ہاتھ آگیا تو یہ مجھکو [illegible] ہوجاتا [illegible] اور آفت
برپا کرو [illegible] اس حرکت سے انتقام مین ایک کو تو زندہ نہ چھوڑینگے تمام طلسم کو زیر وزبر کر دینگے
یہ کہکر اوٹھا اور اپنے اوپر ایک اسم پڑھکر دم کرکے پہلو کو وہ خداوند کی جانب روانہ ہوا اسکو تو جانے
دیجئے۔ اب دو کلمہ بادشاہ سماوات کا حال سنئے کہ اسکا ایک وزیر بے نظیر ہے کہ نام اسکا
بلقیس ہے [illegible] کہ نام مثل نسوان کے ہے [illegible] برعکس [illegible] نام زنگی کافور
اور دوسرا اونکے نام اوسکا بخشیا رقیب ثانی ہے کہ نہایت مکار اور بڑا حرامزادہ ہے اسیوجہ سے
اوسکو بخشیا رقیب ثانی کہتے ہین کمال بد باطن اور خبیث الطینت ہے اوسوقت بادشاہ اسکی طرف مخاطب
ہوئے اور دیکھکر کہا اسے بخشیا رقیب ثانی اب کیا رائے ہے یہ سب حال تمنے سنا اب اسکا انتظام
کیونکر کیا جائے اور کس طریقہ سے یہ کام انجام پائے اسوقت اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ قبلہ
شوم غلام کی یہ رائے ناقص مین آتا ہے کہ آفات سردار خونخوار کہ انکی یہ خوراک ہے اونکو روانہ کیا جائے
کہ جسم اون اندھون کے یہ کھا جائین اور سر آپکی خدمت مین حاضر کرین کہ آپ اون سرون کو خداوند کے پاس
روانہ کرین وہ آپکا بڑا مرتبہ کرینگے اور کوئی ملک آپکے باانعام کرینگے بادشاہ نے وزیر کی اس رائے کو
پسند کیا اور آفات سردار خونخوار کو اپنے سامنے طلب کرکے حکم دیا کہ فی الفور جاؤ صحرائے نہ طاق مین
کہ تم بہادر بھی ہو اور سردار خونخوار بھی ہو وہان ایک لشکر پڑا ہوا ہے کہ جسمین ہزارہا آدمی اندھے ہوگئے
ہین اونکے سر ہمارے پاس لاؤ اور جسم اونکے تم کھاؤ کہ تمہاری خوراک ہے خوب سیر ہوکے اپنا شکم پُر

کروکہ اس کثرت سے خوراک وہاں موجود ہے تمہارے ہمراہی سردار خواہ اپنی خوراک بکثرت دیکھ کر بہت
خوش ہونگے اور خوب [illegible] سے کھائینگے آفات سردار خواہ [illegible] یہ حکم [illegible] تسلیم کرکے اپنا
اور دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر [illegible] شہر طاق روانہ ہوا لیکن [illegible] بارگشت ثانی نے [illegible] عرض کیا
کہ حضور صاحبقران نے [illegible] ہونگے تو بہتر ہے کہ سہراب [illegible]
[illegible] اور بہرام [illegible] سوار کو [illegible] بصورت [illegible] فرزند [illegible] ہمراہ
بادشاہ نے اس [illegible] کیا اور [illegible] حکم دیا کہ بیس بیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر [illegible]
سردار بھی روانہ ہوا [illegible] بیس بیس ہزار سوار کی جمعیت سے [illegible]
شہر طاق کی جانب روانہ [illegible] حال آئندہ معلوم ہوگا لیکن اب حال لشکر اسلام کا بیان
ہوتا ہے کہ [illegible] نابینا ہوجانے سے نہایت پریشان ہیں [illegible]
حسرت آیات زبان [illegible] آنسو آنکھوں سے مثل باران [illegible]
[illegible] ہے تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی کا مجمع ہے دربار آراستہ ہے لیکن آج وہ [illegible]
ہے کہ صاحبقران اول کے زمانہ میں ہوئی تھی نہ صاحبقران ثانی کے عہد میں [illegible]
صاحبقران ثالث کے وقت [illegible] یہ صورت دربار کی تھی کہ کوئی کسی کے [illegible]
کسی کے [illegible] پڑا ہے سرداران [illegible] جانب [illegible] آتے ہیں سردار [illegible]
[illegible] نہ کوئی ترتیب ہے نہ انتظام [illegible] ٹٹول ٹٹول کر [illegible]
گیا ہے نہ [illegible] پیش [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] سے معافی
[illegible] ہے آنکھوں کے [illegible] کسی میں کوئی امتیاز
باقی نہیں رکھا ہے غرضکہ [illegible] ادنیٰ تک سب ایک حال میں مبتلا ہوگئے ہیں دست خود
وہاں خود کا مضمون ہے اپنا ہر کام ان لوگوں کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا ہے کہ جنھوں نے کبھی
پانی [illegible] ادنیٰ ادنیٰ کام کرتے ہیں انتہا یہ ہے کہ بادشاہ
اسلام تک [illegible] محتاج ہیں کہ کوئی خادم نعلین اوٹھا کر سامنے رکھے عجیب عالم عبرت
ہے تمام سامان شاہی و شہریاری بیکسی کی شان دکھا رہا ہے لیکن اب حال ان چند سرداروں
سنئے جو [illegible] سیر و شکار میں مصروف ہونے گئے [illegible] ناگہانی [illegible] جس وقت
وہ واپس آئے اور داخل لشکر اسلام ہوئے تو عجیب حال دیکھا کہ تمام لشکر اندھا ہو گیا ہے لوگ
ٹٹول ٹٹول کر راستہ چلتے ہیں کوئی ٹھوکر کھا کر گرتے ہیں [illegible] کوئی خیمہ [illegible]
طناب سے الجھ کر [illegible] جنگل میں [illegible] پھرتے ہیں کوئی اونکا
پکڑنے والا نہیں ہے [illegible] فریاد کر رہے ہیں ایک دوسرے کے
خیمہ میں چلا جاتا ہے [illegible] واسطہ اوٹھتا ہے [illegible]
دشوار ہو [illegible] یہ لوگ نہایت حیران ہوئے [illegible]
تمام واقعہ [illegible] لشکر کا نابینا ہونا
بیان کیا [illegible] بارگاہ صاحبقرانی [illegible]
روانہ ہوئے [illegible] بارگاہ کے
دروازے [illegible] میں [illegible] دربان [illegible]

گرفتار

مگر حفاظت کرنے سے مجبور ہین اگر چور آکر سب اوٹھا لیجائین تو کوئی دیکھنے والا نہین یا دشمن آکر قتل کرنا شروع کردین تو کوئی اپنی حفاظت تک نہین کرسکتا یہ حال عبرت آگین دیکھکر ان سردارون کے آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور حسب قاعدہ چوبدارون کو اپنے نام سے آگاہ کرکے کہا کہ عرض کرو کہ فلان فلان نامور حاضر ہے چوبدار نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ جو جو سردار واسطے شکار کے گئے ہوئے تھے وہ حاضر ہوئے ہین اور خواہان باریابی ہین اونکے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا بلالو حسب الحکم یہ سب سردار حاضر ہوئے مجرا گاہ پر سے باادب مجرا کیا لیکن اسوقت ادب بے ادبی کا دیکھنے والا کون ہے سوا خدا اسکے یا خود ان لوگون کے آنکھین جنکو اپنے مالک کے نمک کا ہر وقت مین خیال ہے بادشاہ اسلام نے [illegible] اسلام کے عوض مین دعائے خیر دی اور حکم بیٹھنے کو فرمایا اور ارشاد کیا کہ یقین تو ہے [illegible] یہان پہونچکر سب حال تمپر روشن ہوگیا ہوگا کہ جسطرح ہم سب اس بلا مین مبتلا ہو [illegible] لیکن شکر ہے [illegible] کہ تم لوگ یہان موجود نہ تھے ورنہ تم بھی اسی مصیبت مین پھنستے خیر اچھے وقت آ پہونچے [illegible] کہ ہم اپاہجون کی خبرگیری تو کروگے بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسیوقت خضر ان [illegible] پہونچا [illegible] یہ حالت ہے اب ان لوگون نے آکر ایسا انتظام کیا کہ لوگ فاقہ کشی کی مصیبت سے بچے چودہ ہزار آدمی ان لوگون کے ساتھ رہگئے تھے وہ ان اندھون کو کھانا پہنچاتے ہین پانی پلاتے ہین تمام دن انکو اسی کیفیت مین گذرتا ہے پھر بھی اتنا بڑا لشکر ہے تمام لشکر کو آسائش نہین پہونچا سکتے شام کو دربار آراستہ ہوتا ہے اوسوقت لوگون کو شاہی خدمت کرنا پڑتی ہے کہ اول بادشاہ اسلام کو لاکر تخت پر بٹھلاتے ہین بعد اسکے صاحبقران ثالث بیٹے بدیع الملک نوجوان کو اسکے بعد اور سرداران نامی وگرامی کو اب ان لوگون کے وجہ سے [illegible] دربار کا پھر درست ہوا [illegible] لوگ اپنے اپنے [illegible] بیٹھے ہین کہ خضر ان [illegible] عرض کی کہ اسوقت مین اگر کوئی حریف آپہنچا تو کیا انجام ہوگا بدیع الملک نے فرمایا جو مرضی پروردگار جسطرح آج اندھے ہوگئے اسیطرح ایک روز مرینگے خاک ہونا بھی ضرور ہے اسکی فکر ہی کیا خضر ان نے عرض کی اے شہریار یہ سب سچ ہے مگر انسان کو غفلت سے کام لینا نہ چاہیئے آپکو لازم ہے کہ اپنے [illegible] دوستون کو نامے لکھیے کہ ہم اس بلا مین مبتلا ہوگئے ہین لہذا جسکو حق نمک یا حق دوستی ادا کرنا ہو وہ آکر ہمارا شریک ہو صاحبقران کو یہ رائے پسند آئی اور فرمایا کہ نامے لکھے جاوین چنانچہ حسب الارشاد نامے لکھوائے تحریر ہوکر [illegible] روانہ ہونے لگے قریب ساٹھ ستر کے نامے صاحبقران نے روانہ فرمائے اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ نامے کس وقت کن کن لوگون کو پہونچتے ہین اور بروقت ضرورت کون کون واسطے مدد کے آتا ہے لیکن بالفعل یہان یہ انتظام کیا گیا ہے کہ چودہ ہزار آنکھون والے ہین اونھین مین سے [illegible] گشت معین ہوا ہے کچھ لوگ دربان مقرر ہوئے ہین کچھ ہرکارون کا کام دیتے ہین کچھ کھانا پکاتے ہین اسی حالت مین شب و روز بسر ہورہے ہین کہ ایک روز ہرکارون نے آکر دعا و ثنا بجا لانے کے بعد عرض کی کہ [illegible] کی طرف سے چار سردار اپنے قتل خدا پرستان بیس ہزار کی جمعیت سے چلے آتے ہین جو کل اس صحرا مین داخل ہوجاوینگے یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہوئے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے اگر آتے ہین تو آنے دو [illegible] اگر خداوند کریم کو ہمارا زندہ رکھنا منظور ہے تو اپنے دامن پناہ مین چھپا لیگا ورنہ جو قسمت کا لکھا ہوگا وہ بہر صورت پیش آئیگا۔

شہ زمی یا ہم ز شمشیر عجیب		ہر چہ آید بسر من ز نصیب	

یہ فرما کر خاموش ہو رہے جب وقت آیا دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہو
جسوقت صبح ہوئی سونے والے بستر خواب سے اوٹھے یاد الٰہی مین مصروف ہوئے جو لوگ رات بھر کے
جاگے ہوئے تھے اپنے اپنے خیمہ مین جاکر محو آسائش ہوئے سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی کہ
یکایک جانب بیابان سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا جسوقت متوجہ ہوا سے دامن گرد کا چاک ہوا اور گرد
سے بیس علم نشانہ بیس ہزار سوار کا پیدا ہوا سے پھر سے یہ ہر علم کے تعریف خداوند کو ان کی
تحت سر تھی آگے آگے پیش خیمہ تھا پیچھے اوسکے لشکر گران اوسکے بعد بڑی دھوم دھام سے سواری
آفات سردار خونخوار کی آکر پہونچی جو لوگ کہ بینا تھے اونھون نے یہ سب سامان آنکھون سے دیکھ
اور امیر ثالث و بادشاہ و دیگر سرداران نامی و گرامی سے بیان کیا جو نابینا تھے اونھین شور و غل
اور گھوڑون کے ٹاپون کی صدا سے ورود لشکر کی خبر ملی غرضکہ مقابل لشکر اسلام یہ لشکر آکر اوترا پڑا
خیمہ آفات سردار خونخوار کا استادہ ہوا یہ ملعون داخل خیمہ ہوا ادھر لشکر اسلام مین ایک انتشار
کا سا عالم پیدا تھا کہ افسوس کیا بری موت ہم لوگون کے قسمت مین ہے کہ کس بیکسی سے قتل
کیے جاتے ہین مگر کیا چارہ ہے پروردگار عالم پر تکیہ ہے وہی بچانے والا ہے وہ چاہے تو زندہ
کو مردہ کر دے اور مردے کو زندہ کرے ہر امر اوسکے قبضہ قدرت مین ہے غرضکہ جب شام ہوئی
آفات سردار خونخوار نے حکم دیا کہ نقیب طبل جنگی اوسیوقت نقارہ رزمی بجنے لگا یہ خبر لشکر اسلام
مین پہونچی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا اوسوقت عجب ہنگامہ تھا کہ سب کو یقین مرگ
تھا اس لیے کہ جو سردار ابلق سے ہونے سے بچ رہے ہین وہ اس درجہ کے نہین ہین کہ آفات
سردار خونخوار سے مقابلہ کر سکین اور جو اسکی سرکوبی کر سکتے ہین وہ کور ہو جانے سے مثل دیوار ہو گئے
غرضکہ ہر طرح موت پیش نظر ہے زندگی سے مایوسی ہو گئی ہے بعضے ایسے بھی ہین کہ جنکا یہ قول ہے کہ آپ
زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جسطرح ممکن ہو اس پردہ شب مین کسیطرف نکل جانا چاہیے اگر آسمان
نہ بھی پایا تو کم سے کم لشکر سے علیحدہ تو ضرور ہو جائینگے بھیک مانگ کھائینگے کسیطرح جان بچ گئی تو جان
نہین بچائی جو بہادر ہین وہ کہہ رہے ہین کہ الحمد للہ کہ دنیا مین آیا ہیچ ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے گلی گلی کی
ٹھوکرین کھانے سے تو یہی مٹی سوا رت ہو جائیگی آج اگر تیغ آزمائی نہ کی تو نہ کی تہمت اگر ایمان لیکے
تمام دنیا اپنی جرأت و بہادری سے آگاہ ہے اب صبر آزمائی کا موقع آگیا ہان لطف یہی ہے کہ گردن پر
تلوار ہو اور کلمہ طیبہ زبان پر جاری ہو جان دینا بہتر ہے ایمان دینا بہتر نہین غرضکہ عجب تلاطم لشکر اسلام
مین برپا تھا کہ اسی عالم مین آسمان نے گلیم شب کو گوشہ مغرب کیطرف ہٹایا اور اپنے مہر سا چہرہ کے
لگایا محفل انجم برخاست ہو گئے سو استارۂ سحری کے کوئی اختر تابندہ باقی نہ رہا جسیوقت اہل اسلام
نماز سحری سے فرصت کر چکے یہ ستارہ بھی جھلملا کر مثل شمع کے بے نور ہو گیا اور نظرون سے پوشیدہ
ہو گیا مہر عالمتاب نے نیزۂ خط شعاعی ہاتھ مین لیا اور فوج نور و لشکر ضیا اپنے ہمراہ لیکر میدان مشرق سے
نمودار ہوا یہان دونون لشکرون مین صفین آراستہ ہونے لگین لشکر کفار کی صفین تو آن واحد مین تیار
ہو گئین لشکر اسلام مین وہ لوگ جو کور نہ ہوئے تھے اونھون نے اپنے پرے آگے بڑھا کر جمائے جو
نابینا تھے اونکی صفین پس پشت آراستہ کین لیکن سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق مرکبون پر
سوار ہو کر استادہ ہوئے اور امیر چالیس قدم لشکر سے آگے تختہ صاحبقرانی کر کے ہوئے

تخت

تخت بادشاہ اسلام کا آغوش لشکر میں قائم ہوا جسوقت صفوف قتال وجدال آراستہ ہو چکیں بیلداروں
نے نکلکر میدان کو ہموار کیا سقوں نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھایا جسوقت میدان درست ہو چکا نقیب
صفوں سے نکلے اور پکارے کہ اے بہادرو یہ روز نام و ننگ ہے جنکو نام اپنے خاندان کا روشن کرنا ہو
وہ پامردی و سبکرواری سے کام لے اسلئے کہ اگر ہزار برس بھی جیئیگا تو ایک روز مرنا ضرور ہے پس موت تلوار
کی موت سے بہتر نہیں ہے جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹے خون رگوں میں دوڑنے لگا ہاتھ
تلواروں کے قبضوں پر پڑ گئے کہ یکایک آفات مردار خوار نے مرکب اپنا صف سے نکالا باگ اٹھائی
اور سامنے لشکر اسلام کے آکر تیغ سفوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے پھرا یا میدان کا دکھایا جسوقت
غرق عرق ہوگیا اک مقام پر مرکب کو روک کر دم کو آراستہ کرکے نہیب دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان
و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قتل ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو ورنہ دین خداوند اکوان
کا اختیار کرے اس لیئے کہ یہ دین برحق ہے دیکھی قدرت مانی خداوند اکوان کی کہ اوسنے اپنا
غضب نازل کرکے تمکو نابینا کردیا اور مجکو تمہارا ملک الموت قرار دیا ہے یہ سنکر اہل اسلام
نے جواب دیا کہ او ملعون [illegible] سے خداوندیان سے مفت تقویت پہونچیگا [illegible] کہیں بلا دی ہیں
اور کیسے مصیبتوں کا [illegible] حافظ حقیقی نے ہر بلا سے نجات دی اور اگر منظور خدا ہے
تو تجکو بھی قتل کرینگے اور تیرے خداوند کو بھی یہی راہ راست دکھائینگے آفات مردار خوار نے
جواب دیا کہ معلوم ہوا تم لوگ راہ راست پر نہ آؤگے لہذا قتل کرنا تم سبکا نہایت ضرور ہے
پس جسکا جی چاہے وہ برائے مقابلہ نکلے ورنہ میں خود آتا ہوں یہ سنتا تھا کہ لشکر صاحبقران سے ذوالخمار
ثانی میدان میں آئے بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی اور ذوالخمار زخمی ہوئے لوگ
انکے ساتھ کے انہیں بچا کر لیگئے لیکن آفات مردار خوار نے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام
جو نکلا وہ زخمی ہوا بعض مقتول ہوئے مردار خواروں نے انہیں لقمہ کیا نوچ نوچ کر کھا گئے یہانتک کہ
شام تک پندرہ آدمی زخمی اور پانچ قتل ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر کر
اپنی اپنی آرامگاہ میں آئے کفار باروئے خندان آفات مردار خوار پر سے زر نثار کرتے ہوئے
داخل بارگاہ ہوئے اہل اسلام بھی بادیدۂ گریان و دل بریان اپنے قیامگاہ کے جانب متوجہ ہوئے زخمیوں کا
علاج ہونے لگا زخموں میں ٹانکے دیئے گئے پٹی باندھی گئی مقتولوں کے واسطے صدائے افسوس
بلند ہوئی لیکن صاحبقران نے اونکے وارثوں کو عہدے عنایت کیئے تسلی دی تعزیت فرمائی
اور ارشاد کیا کہ منزل سب کی ایک ہے اگر آج وہ جانب ملک عدم روانہ ہوئے تو کل ہماری باری
ہے اسواسطے کہ دشمن سے سامنا اور آنکھیں کورا اس جنگ کا انجام سوا موت کے اور کیا ہو سکتا
ہے غرضکہ نہایت حزین دل و غمگین داخل بارگاہ گوہر بار ہوئے یہاں سب اسی عالم رنج و ملال
میں بیٹھے ہیں کہ یکایک خبر آئی کہ لشکر کفار میں پھر طبل جنگ بجا ہے فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ ہمارے
یہاں بھی نقارہ رحلت بجا اسواسطے کہ کل کادن روز قضا معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر ہم لوگوں کا لبریز
ہو چکا اور کشتی حیات ساحل فنا پر پہونچ گئی ہے لہذا ہرگز کوئی امید بچنے کی نہیں ہاں اگر پروردگار
عالم کو ابھی زندگی ہم سبکی منظور ہے تو وہ مسبب الاسباب کوئی نہ کوئی سبب پیدا کردیگا ان
کلمات حسرت آیات پر بادشاہ اسلام کے ایک شور نالہ و زاری بلند ہوا لیکن [illegible] ان
ثالث یعنی بدیع الملک نوجوان دست بستہ خدمت شاہ میں عرض کی کہ ظل اللہ سرا سایہ [illegible]

مین اس ملعون سے خود مقابلہ کرونگا دیکھونگا کہ کسطرح اسکے سر پران قتل کرتا ہون اور کیونکر اسکو عالم ہستی سے جانب ملک فانی روانہ کرتا ہون بادشاہ اسلام نے سنکر فرمایا کہ مجھے کچھ شک نہین ہے کہ اس ا... سے سردارون کو آپکے غلام نہ پیدا کر سکتے ہین آپکے واسطے تو خداوند کریم نے جامۂ صاحبقرانی قطع کیا ہے مگر یہ سب باتین اوسوقت کے واسطے تھین جبکہ آنکھین روشن ہوتین اس حالت مین مناسب نہین ہے کہ آپ مقابلہ کرین یہ نہین معلوم کہ حریف کسطرف سے آتا ہے تو اوسکا رد کرنا کب ممکن ہے اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ حریف کس مقام پر ہے تو اوسپر وار کیونکر ہو سکتا ہے میرے خیال مین آپکا جانا برائے مقابلہ آفات سردار خونخوار کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا بدیع الملک نے عرض کیا کہ یہ بجا ہے مگر جبکہ وہ مبارزطلب کریگا اور کوئی لشکر اسلام سے نہ جائیگا اوسوقت وہ ضرور میرا نام لیگا پھر فرمایئے کہ کیا اوسوقت بھی نہ برائے مقابلہ جاؤن ... اسطرح کے جینے سے مرنا بہتر ہے بادشاہ رونے لگے تمام سردارون نے عرض کی کہ جبتک ہمارے بدن مین جان باقی ہے ہم ظل اللہ عالم پناہ و صاحبقران پر آنچ نہ آنے دینگے بدیع الملک نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اپنی جان بچاؤن اور تم لوگون کو موت کے منہ مین بھیجدون بہادران عالم مجھے کن الفاظ سے یاد کرینگے ہان بعد میرے آپکو اختیار ہے جہانتک ممکن ہوگا ظل اللہ کی حفاظت مین کوتاہی نہ کرنا غرضکہ کہانتک یہ آپس کی گفتگو بیان کیجائے ایک عجیب عبرت آمیز الفاظ ان پہلوانان نامی وگرامی کے زبان پر تھے کہ جسے سنکر دل پاش پاش ہوجاتا تھا آج کی رات کسی نے آرام نہین کیا بادشاہ نے دربار برخاست نہین فرمایا اور ارشاد کیا کہ اس رات کو غنیمت سمجھنا چاہیے آنکھین نہین ہین کہ ایک دوسرے کے دیدار سے سیر ہون لیکن یہ یکجائی بھی غنیمت ہے کہ کانون سے ایک دوسرے کی آواز تو سن رہے ہین یہ بزم برخاست اوسوقت ہونا چاہیے جبکہ سامان رزم گرم ہو اب جب بارگاہ سے اوٹھین گے تو میدان جنگ مین قیام ہوگا اور وہان سے جائین گے تو ملک عدم مین تا قیام قیامت قیام کرین گے جن لوگون مین باہم زیادہ موانست ہے وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین باہم وصیتین ہو رہی ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تم زندہ بچنا تو ہمارے ناموس اور اولاد کا خیال رکھنا یہان یہ کیفیت ہے اور ادہر لشکر کے لوگ بھی نہایت مضطر ہین کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے نہایت افسوس کہ دل کی دل ہی مین رہ جائیگی اگر آنکھین ہوتین تو دشمنون کو قتل کرتے خود بھی قتل ہوتے جو لوگ صاحب ہمت ہین وہ کہہ رہے ہین کہ بڑی مشکل تو یہ ہے کہ اگر آہٹ پاکر وار کیا اور کسی اپنے ہمراہی پر پڑا تو گویا اپنی قوت آپ گھٹالی اپنے بازو کو آپ قتل کیا اپنے گلے پر آپ تلوار پھیری لیکن ہم تو یہ سوچ چکے ہین کہ جب سر پر وار ہوا تھا اوسوقت ہم بھی وار کرینگے اگر مرینگے تو دشمن کو مار کر مرینگے جو لوگ زخمی ہین اونمین اتنی طاقت نہین ہے کہ میدان جنگ مین جا بھی سکین اپنے اپنے خیمون مین بیہوش پڑے ہین جسوقت غش سے افاقہ ہوتا ہے تو کراہنے سے فرصت نہین ملتی لیکن سمجھے ہوئے ہین کہ اگر ہوش درست رہے تو صبح کو پھر میدان داری کرینگے ... کہ پھر بستر پر مرنے سے میدان جنگ مین مرنا بہتر ہے تا قیام قیامت نام باقی رہجائیگا لشکر صاحبقران مین کیا بہادر تھے کہ حالت زخمداری مین بھی جنگ سے منہ نہ موڑا کسی وقت اپنے آقا کو تنہا نہ چھوڑا لیکن آفات سردار خونخوار کے لشکر مین پہلے سے ایک جشن کی سی کیفیت تھی آواز ہو شادباش ... بیدار باش بلند ہے الا یہ کہ گشت پھر رہا ہے لشکری دلون مین

کہہ رہے ہین کہ کل ان خدا پرستون کا خاتمہ ہو جائیگا خداوند نے کیا اچھی تقدیر کی کہ ان سب کو اندھا
کر دیا اب انکا قتل کسقدر آسان ہو گیا اور یہ لوگ ان کا پٹہ کٹنے نہار سے عشرت صحبت رقص و غنا
ہے جام شراب کو گردش ہے کباب نوک دختر کو مش کے لگا سے گئے ہین جسقدر جانور ہین خواہ
حلال یا حرام ان مردار خوارون کے واسطے گویا سب حلال ہین آفات مردار خوار نے بھی آج کی رات
کو شب عید سمجھ لیا ہے ناچ ہو رہا ہے بختیارک ثانی وزیر سموات تا بدار کا جو ہمراہ ان سرداران
کے چلا تھا خیمہ آفات مین بیٹھا ہوا ہے یہ بختیارک اولاد بختیارک سے نہین مگر بسبب شرارت کے
مشابہت کے اسکا نام بختیارک ثانی رکھا گیا ہے یہ آفات مردار خوار سے کہہ رہا ہے کہ اے آفات تم
قتل خدا پرستان مین تاخیر نہ کرنا ورنہ پچھتا ئیگا دیکھو جہانتک ممکن ہو پہلے صاحبقران کو قتل کر
اونکے بعد سرداران نامی کو اسکے بعد قتل عام پر متوجہ ہونا اگر دیر کیا تو پچھتائیگا اکثر ایسا ہوا ہے کہ
خدا پرست مصیبت مین مبتلا ہوے اور انہی کے خدا نے آسانی سے انکی مصیبت بر وقت کو دفع کیا ہے
پہونچ گیا ہے ایسا نہو کہ کمک آجائے تو دلکی دل ہی مین رہجائیگی سب کچھ بنا بنایا بگڑ جائیگا اور انکی
آنکھین بھی روشن ہو جائینگی ذرا سوچ سمجھ کر کام کرنا اب بھی ملکہ ان کو قتل نہین کر سکتے آفات نے گفتگو
گفتگو سنکر ہنسا اور کہا کہ آپ بھی بڑے بھولے ہین بھلا کہین آنکھون کو خداوند نے کور کیا ہے وہ آنکھیں
کسی کے روشن کئے سے روشن ہو سکتی ہین بختیارک ثانی نے کہا کہ اسکے خدا کی قدرت تمہارے
خداوند سے زبردست ہے تمہارا خداوند جس شے کو بگاڑیگا انکا خدا اوسے بنا دیگا اور انکا خدا جس
شے کو بگاڑ دیگا وہ تمہارے خداوند کے بنائے کبھی نہ بن سکیگی یہ خوب خیال رکھو یہ تو صرف آنکھین
گئی ہین اکثر ایسا ہوا ہے کہ سر کٹ گئے ہین لیکن پھر یہ لوگ زندہ ہو گئے ہین اندھے ان
لوگون کو نکل گئے ہین مگر یہ لوگ پھر پیدا ہو گئے ہین اسکا تو خیال ہی نہ کرو جو مین کہتا ہون اوسی پر
عمل کرو ورنہ تو ایک دن پچھتاؤ گے وہی مثل صادق آئیگی [illegible]
ازینجا یاد آید مرا [illegible] آفات نے کہا کہ عجب تم اپنے خدا کو زبردست بتلاتے ہو تو
مسلمان کیون نہ ہو گئے وہی خدا اچھا ہے زبردست ہو تم نے انکار کیا ورنہ خدا کی خداوندی کو کیون تسلیم کر لیا
بختیارک ثانی نے کہا کہ دو سبب ہین ایک تو انکا خدا نظر نہین آتا اس سبب سے گمراہی
ہمارا خدا نظر آتا ہے اوسے دیکھنا دل کو تسکین ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ اسکے خدا سے ہمکو خود بخود
دل کو عداوت ہی آفات نے کہا کہ جب اسی مذہب پر قائم ہو اور خواہ کسی سبب سے اختیار کئے ہوئے
ہو تو برا نہ کہو ایسا نہو کہ ہمارا خداوند ناگوار ہو جائے تو تم پر عذاب اپنا نازل کرے غرض کہ [illegible]
زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی غنچوں نے نسیم بہار سے کھلنے لگے طائران خوش الحان
اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر بیٹھکر مصروف حمد الٰہی ہوئے شگوفے کھلنے لگے نکہت
دامن گل چھوڑ کر آوارگی اختیار کی آنکھ روشن ہو گئی نرگس باغ کی سبزہ لہلہانے لگا جدھر دیکھو اودھر
کیطرف متوجہ ہو گئے لوگ انگڑائیان لیکے بستر خواب سے اٹھے ...تو کون نے شور اللہ اکبر
بلند کیا نمازی مصروف نماز ہوئے پادشاہ اسلام و صاحبقران ثالث کی سواری تیار ہو کر
در دولت پر آموجود ہوئی نشکر کفار مین شور ناقوس بلند ہوا اسکے جواب مین کوس پادشاہی کے رخ میدان کا نقارہ
لگا اور لشکر اسلام بھی حربگاہ مین آ کر صف بستہ ہوا تخت پادشاہی کے سرداران
نامی و گرامی مرکبون پر سوار آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ بجوم کئے ہوئے ہین اس خیال

سے کہ جنگ مغلوبہ کا یقین ہے اور آنکھون سے معذور ہین ایسا نہو کہ دشمنون پر بادشاہ کے کسیطرح کا
چشم زخم پہونچا تو اہل عالم کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہین گے غرضکہ یہان آراستہ صفوف قتال و جدال
نقیب نہیب دیکھ رہے تھے کہ آفات مردار خوار نے مرکب کی باگ لی اور میدان میں آکر سلاح شوری
کرنے کے بعد پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان و اے گروہ مسلمانان وقت تمہارے
موت کا برابر پہونچا جسکو سبقت کرنا ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو ورنہ مین خود آتا ہون یہ سنکر
چند نامی سرداران لشکر بعد دیگرے اسکے مقابلہ کو گئے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے لاش تک
اونکی نہ ملی کہ دفن وکفن کا سامان کیا جاتا مردارخوارون نے نوچ نوچ کر کھالیا ہڈیان تک چوس لین
استخوان پھینک دیئے لشکر اسلام مین شور فغان بلند ہوا ان غازیون و دیندارون کے واسطے ہر ایک کا
دل چھین ہوا رنج پر صدمہ گذرا اب امیر نا اسلئے کو تاب نہ رہی مرکب اپنا بڑھا کے سامنے تخت شاہی
لائے پھر شیخ رہے کہ خضران بن عمرو ہمراہ رہے اس نے الغرض عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اس
مردارخوار کو واصل جہنم کرون یا گرفتار کر لاؤن لیکن صاحبقران نے جواب صاف دیا اور فرمایا کہ کیونکر ہو سکتا
ہے کہ مین پہلوان کے مقابلہ کے لئے عیار کو بھیجون دنیا مجھے کیا کہیگی اگر تم مارے گئے جب بھی شہرا ہوا
اور وہ قتل ہوا جب بھی بدنامی ہے۔ غرضکہ جسوقت سامنے تخت شاہی کے پہونچے جھک کر تسلیم
بجا لائے بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان نے اجازت
جنگ چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کیونکر ہو سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ آپکو دہان اجل مین بھیجدون
صاحبقران نے عرض کی کہ مجھے نہ جانے دیجئے گا تو کون جائیگا جب کوئی مقابلہ کو نہ نکلا تو وہ کافر
لشکر پر آپڑیگا جنگ مغلوبہ ہوگی ہزارہا اہل اسلام قتل ہونگے تمام دنیا مین رسوائی ہوگی کہ صاحبقران
آفات کے مقابلہ کو نہ نکلے مرنے کے ڈر سے بادشاہ سے ان باتون کا جواب نہ بن پڑا چیخین مار کر
رونے لگے صاحبقران کے آنکھ سے بھی آنسو جاری ہوئے تخت بادشاہ نے رکھوا دیا اور صاحبقران
سے گلے ملے اسقدر روئے کہ دوش صاحبقران و بادشاہ ایک دوسرے کے آنسون سے تر ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ دو ابر باہم ملے ہوئے برسا کئے آخرکار علیحدہ ہوکر بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے
اور امیر باتوقیر نے ارادہ میدان جنگ کی ال خضران بن عمرو نے میدان کو قرق کیا کلاہ فلک اوچھال کر
آواز دی کہ خبردار اب کوئی نکلنے کا قصد نہ کرے کہ صاحبقران عزم میدان کر چکے ہین ادھر صاحبقران
مرکب اڑا کر سامنے آفات مردار خوار کے آئے خضران بن عمرو ہمراہ رکاب سے ہمنوائی کرتا
جاتا ہے جب دس بیس قدم کا فاصلہ باقی رہگیا باگ مرکب کی روک کر آواز دی کہ او آفات مردار
خوار تو کیسا بزدل ہے کہ اسوقت مین ہمارے مقابلہ کو آیا ہے جبکہ ہم اپاہج ہو چکے ہین اگر تجھ لاف
بہادری کی ہے او اور روک مین تو اپنا وار کرون تاکہ تجھے بھی عمر بھر یاد رہے کہ کسی اندھے سے مقابلہ
کیا تھا اوسنے جواب دیا کہ پہلے تم وار کرو اسواسطے کہ تمہین حسرت نہ باقی رہجائے فرمایا کہ اگر یہان
پروردگار عالم تیرے ضرب سے بچا لیگا تو ہم بھی وار کرینگے اس لیئے کہ ہم اہل اسلام سے ہین ہمارا
دستور نہین کہ پیش دستی کرین آفات مردار خوار نے پیشتر نیزہ ہاتھ مین لیا اور تاک کر سینہ بے کینہ
صاحبقران کو وار کیا خضران نے آواز دی کہ سینہ بچائیے بس اتنا اشارہ بدیع الملک سے
نیزہ بازی کے لئے کافی تھا بس اپنے سینہ کو نشان نیزہ سمجھ کر ایسے انداز سے نیزہ بچایا کہ نیزہ پر اسطرح کا ہاتھ
کہ وہ صرف طعن کی نوبت نہ آنے دی اور نیزہ کو نیزہ سے پیٹ کر ایسا جھٹکا مارا کہ اس کی نوک ٹوٹ گئی

اور سنان نیزہ نکل گئی ہاتھ آفات کا چھوٹا پڑ گیا نہایت خفیف و ذلیل ہوا لیکن دل میں تعریف کرتا تھا کہ جرأت و سپہگری ان مسلمانوں پر ختم ہے ادھر جو اہل اسلام کہ صاحب چشم تھے تو وہ اس درجہ کے زورآور نہ تھے کہ آفات سے مقابلہ کر سکیں ورنہ صاحبقران کو کیوں نکلنا پڑتا انھوں نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا ثنائے صاحبقران میں زبان کو حرکت دی یہ مژدہ سنکر انھوں نے بھی بہت کچھ صفت و ثنا کی بادشاہ اسلام کی باچھیں کھل گئیں منھ پر رونق آگئی درگاہ حق تعالیٰ میں التجا کرنے لگے کہ خداوندا جسطرح جنگ نیزہ میں فتح نصیب ہوئی ہے اسیطرح حرب شمشیر میں بھی تو امیر کو فتح یاب کرنا بحق محمد و آل محمد ادھر تو بادشاہ اسلام دعا کر رہے ہیں وہاں آفات غدار نے تیغ نیام سے لیا اور بغیر خبردار کئے ہوئے وار کیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ ہوشیار ہوجیئے تلوار سر پر آتی ہے مگر تلوار کو آتے کیا دیر لگتی ہے ہنوز کلام صاحبقران کا تمام نہ تھا کہ تیغ سر پر صاحبقران کے پڑا تا دو ابرو اوتر گیا بدیع الملک نے داستانہ مارا کہ تلوار تو چھٹک کے نکل گئی چادر خون کی چہرہ پر پڑی مگر واہ ری جرأت صاحبقرانی کہ اوسی عالم زخمداری میں مرکب کو مرکب سے ملا دیا اور کمربند ٹٹول کر آفات کو پکڑ لیا بس کمربند کیا ہاتھ میں آیا گویا آفات پنجۂ ملک الموت میں آگیا اب بچکر کہاں جا سکتا ہے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر جو زور کیا تو زین مرکب سے بلند کر لیا اور خود بھی مرکب پر سے کود پڑے بالائے سر چرخ دیکر زمین پر مارا مگر چھوڑا نہیں سینہ پر بیٹھ کر آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے میں آفات نے کہا کہ مجھے فکر مرنے کی نہیں ہے مجھ سے اور خداوند سے وعدہ ہوچکا ہے کہ اگر تو مقابلہ میں خداپرستوں کے مارا جائیگا تجھکو اس سے زیادہ زبردست کرکے پیدا کرینگے او خداپرست میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ مجھکو تو قتل کرتا کہ میں آیندہ کو ایسا زبردست ہوکر پیدا ہوں کہ تم سب کو زیر کروں اور اپنا بناؤں یہ سنکر صاحبقران سمجھ گئے کہ قلب اسکا سیاہ ہے یہ ماننے والا نہیں ہے بس ایک ہاتھ اسکے گدی کے نیچے رکھا اور ایک زیر زنخدان رکھکر جو زور کیا دھڑ سے سر کو جدا کر کے پھینک دیا اور خود بحالت تمام مرکب پر سوار ہوئے لیکن یہ رنگ دیکھا تھا کہ غار میں ایک نعرہ بلند ہوا ارژنگ ثانی نے آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو سردار تمہارا مارا گیا اور قاتل زندہ موجود ہے نظر سے گذر رہا ہے تم کھڑے سنتے رہے ہو مارو اس خداپرست کو جانے نہ پائے بڑا غضب کیا اسنے کہ آفات ایسے شخص کو مار ڈالا یہ سننا تھا کہ سب آدم خوار مع سوار و پیادہ دوڑ پڑے اور امیر کشورگیر بدیع الملک نوجوان کو گھیر لیا یہاں اہل اسلام قتل آفات کی خبر سنکر مسرور ہوئے تھے بادشاہ اسلام نے سجدۂ شکر ادا کیا تھا کہ یکایک آواز سم مرکبان کی بلند ہوئی صاحبقران عرش جاہ نے پکار کر کہا کہ اے اندھون کھڑے کیسی شمار میں ہو سردار تمہارا اکیلا اودھر ہے تمام ہنگامہ مثل دریا کے مواج کے چلا اور سردار تو تخت شاہی کو ساتھ لیے پڑے مگر شہنشاہ کو ہر گاہ فرزند صاحبقران نے محبت پدری میں کچھ خیال نہ کیا گھوڑا اوٹھا دیا اودھر تو یہ اندھے سوار و پیادہ کل اکٹھے بڑھے چلے جاتے ہیں باہم ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ بھائیو دشمنوں کی دوستی کا خیال رکھنا اور دوست و دشمن کا امتیاز رکھنا وہاں آدم خواروں نے امیر با توقیر کو گھیر لیا ہے چاہتے ہیں کہ قتل کر ڈالیں گو شجاعت مثل تہمتن کے ہم کریں صاحبقران یہ حال دیکھکر مضطرب ہوئے کہ لشکر اسلام ابھی دور ہے اور امیر تنہا گھر گئے ہیں بچنا محال معلوم ہوتا ہے یعنی اسنے تڑپکر آواز دی کہ یا صاحبقران پشت کیطرف سے غافل رہتے ہیں ہوشیار

ہون کوئی قریب نہ آنے پائیگا ہان سامنے اور بازؤنکا خیال رکھیگا یہ کہکر حقہ آتشبازی مارا ایک آدم خوار پس پشت پہونچ چکا تھا حقہ آتشبازی اوسکے مرکب پر پڑا مرکب چلا اور بھڑک کر تیارہ بھرا دوسرے سپاہیون پر جا پڑا وہ گھوڑے بھی بھڑکے اک ہنگامہ برپا تھا سوار گر گر کر پچھلنے لگے وہی مضمون صادق آیا کہ کبھی ناؤ گاڑی پر کبھی گاڑی ناؤ پر جو مرکبون پر سوار تھے اب مرکب اونکو روندتے پھرتے ہین وہان صاحبقران نے نعرہ کیا کہ آسمان تھرایا زمین کو زلزلہ آیا گھوڑے بھڑکنے لگے جو آدمخوار قریب آگئے تھے ڈر کر ٹھٹک گئے جو قریب پہونچ گئے اور جرات سے کام لیا وہ ہاتھ سے صاحبقران کے قتل ہوئے اسی اثنا مین لشکر اسلام قریب پہونچگیا آدمخوارون سے جنگ ہونے لگی اہل اسلام پرے جمائے ہوئے لڑ رہے ہین جب ان بیچارون پر وار ہولیتا ہے تو وار کرتے ہین کسی کے کمر پر تلوار پڑی تو اوسنے دفع کرنے کی کوشش نکی بلکہ ساتھ ہی کمر کا ہاتھ مارا کہ ادھر آپ گرے اودھر حریف کا کام تمام ہوا کسی کے کمر پر تلوار پڑی تو اوسنے سر کا وار کیا کسی نے نیزہ روک کر تلوار ماری کسی نے تلوار روک کر نیزہ مارا اس صورت سے یہ آپ بیچ لڑ لڑ کر جانین دے رہے ہین جو دو چار ہزار آدمی سرداران زخمی کے ہمراہیون مین سے صاحب چشم ہین اونمین سے چند اپنے سردارون کی حفاظت کر رہے ہین چند بادشاہ اسلام کے تخت کے گرد ہین چند امیر ثالث کے پاس پہونچ گئے ہین جو باقی ہین وہ آدمخوارون سے لڑ رہے ہین ہنگامہ دار و گیر بلند ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخواست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ بموجب شعر

زسم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

یکایک ہوا نے مارا گرد کو گردونے مارا ہوا کو دل گردوںکا فتنہ ہوا اور دل گردے سے سہراب جنگ آزمودہ بیس ہزار سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا جسوقت اسنے میدان مین پہونچکر جنگ مغلوبہ دیکھی اور یہ سنا کہ آفات مارا گیا بس فوراً مع لشکر کے آدمخوارونکا شریک ہوا لشکر اسلام پر گرا اسکی آمد سے کفار کی قوت تو اور زیادہ ہوگئی لیکن اہل اسلام کی انتظام مین فرق آگیا یہ ملعون اسطرح آکر لشکر پر گرا کہ صفین ٹوٹ گئین کفار و اہل اسلام غت پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی اک اضطراب کی سی حالت پیدا ہوگئی اب امتیاز اپنے اور بیگانے کا جاتا رہا اودھر تو کفار قتل کر رہے ہین اور ادودھر آپسمین تلوار چل رہی ہے اک عجیب ہنگامہ ہے سہراب نے بختیارک ثانی سے پوچھا کہ وہ ہے قاتل آفات کا کہ مین ابھی اوس سے قصاص لون بختیارک ثانی نے اشارہ طرف بدیع الملک کے کیا اور سہراب نے اپنا مرکب شاہزادہ کیطرف اوٹھایا یہ دیکھکر صاحبقران نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرون کیا نکرون اودھر یہ بہر بادشاہ اسلام ذہنی سختی کہ کتاب کا فرون کی آگئی اور سہراب اونکا صاحبقران کیطرف بارادہ قتل جاتا ہے بادشاہ اسلام بیتاب ہوگئے اور فرمایا کہ جو سردار میری حفاظت کر رہے ہین وہ صاحبقران کی حفاظت کرین لیکن یہ لوگ قریب صاحبقران جا سکین تو کیونکر جائین اسواسطے کہ آنکھون سے معذور ہین وہان سہراب قریب صاحبقران پہونچ گیا ہے ہر چند اون لوگون نے بڑھ کر روکا جنکی آنکھین صحیح و سالم تہین مگر نہ تو وہ اس درجہ کے تھے کہ سہراب کا مقابلہ کر سکتے نہ تعداد اونکی زیادہ تھی آٹھ سو کہ چار ہزار آدمی اور اتنے بڑے سے لشکر کی حفاظت جنگ کیحالت مین بھی اور مقام کی بھی اونمین سے کچھ تعداد قتل ہونے سے کم ہوگئی ہی

غرضکہ سہراب قریب صاحبقران پہونچکر نعرہ زن ہوا تھا اور اہل اسلام نے بانگ کر دست دعا جانب درگاہ خداوند کیے تھے اور عرض کرتے تھے کہ اے کس بیکسان و اے داور غریبان اس عالم ناامیدی و یاس مین سوا تیرے کون مدد کرنے والا ہے ۔ ۔ ع

خداوندا رحیما از تو فریاد رس — تو ئی عاصیان را خطا بخش و بس

اے غفار و ستار اگر ہم سے کوئی ایسا گناہ ہوا ہو کہ قابل بخشش نہین بھی ہے تو اوسے بخش اپنے فضل و کرم سے اور اسوقت بیکسی مین ہماری خبر لے اس درد سے ان لوگون نے دعا کی کہ خدا نے قبول کر لی دفعتاً جانب بیابان نتق گرد غلیظ بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد مثل آندھی کے قریب پہونچکر شق ہوئی دل گرد سے پانچ ہزار سوار سے لندہور ثانی پیدا ہوئے اسطرح کہ ایک تلوار کمر مین تیر و کمان ہاتھ مین لباس عنابی پہنے ہوئے پہونچکر میدان مین لبعد دریافت حال کے گھوڑا طرف سہراب جنگجو موجود کے بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد کہان ادھر جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا مین موجود ہون ارے تجکو شرم نہین آتی کہ اس حالت مجبوری مین صاحبقران پر ہاتھ اوٹھاتا ہے کہ وہ تجکو دیکھ نہین سکتے جواب دیا سہراب نے کہ پھر کیون نہین خدا نے نادیدہ کی پرستش کو ترک کرتے اور خداوند الوان کو کیون نہین خدا ئے برحق مانتے ہمتین اگر راضی کر او تو مین بخوشی واپس جاؤن لندھور نے جواب دیا کہ کیا بکتا ہے ارے الوان کون ملعون ہے یہ کافر کہان رہتا ہے بس یہ کلمات لندہور کے سہراب کو بہت غصے مین لائے اسنے پکار کر آواز دی کہ ارے تو خداوند کو ایسے سخت الفاظ سے یاد کرتا ہے اگر تجکو پیدا کیا اور تو اوسے بھول گیا کہ پوچھتا ہے کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے دیکھ اس زبان درازی کی تجھے کیسی سزا دیتا ہون کہ خداوند بھی خوش ہو جائین گے یہ کہکر قریب پہونچکر ارادہ پشت تہنگ کا وار کیا لندہور نے دیکھا کہ وہ قریب ہے کہ سر سے اسکا رکنا محال ہے اور خالی دینا بھی مردانگی کے کسیقدر خلاف معلوم ہوتا ہے پس ارہ کو تلوار سے قلم کرکے ایک ہاتھ تیغ دودمہ ہندی کا مارا مع رکاب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے سہراب کا مرنا تھا کہ لشکر کفار کے پاؤن اوکھڑ گئے ہندیون نے دبا کر پسپا کر دیا لیکن آدمخوارون نے لاش آفات سردار خونخوار کی اوٹھائی اور سہراب کی فوج نے لاش سہراب کی لی راہ فرار اختیار کی اہل اسلام طبل شادمانی بجاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر آئے لندہور ہمراہ رکاب صاحبقران پہلے خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئے آستانہ عبودیت کو بوسہ دیا اور سردارون سے بغلگیر ہوتے ہوئے داخل بارگاہ گوہر نگار ہوئے لباس رزم بدلا پوشاک بزم اوتاری بادشاہ تخت پر متمکن ہوئے سب سردار حسب مراتب اپنے اپنے ذلکون پر بیٹھے بدیع الملک و نگل صاحبقران پر متمکن ہوئے حسب الحکم اشتہ شہدا کے میدان سے اوٹھوا کر دفن و کفن کا سامان ہونے لگا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگائے گئے مرہم پٹی ہونے لگی اہل لشکر نے کمرین کھولین اپنے اپنے خیمون مین گئے القصہ انہین کیفیتون مین شام ہو گئی موذن نے صدا اللہ اکبر بلند کی بادشاہ اسلام نے مع صاحبقران و دیگر سرداران نامی و گرامی فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا اور مسلمانون نے بھی بجماعت کہین فرداً فرداً نماز ادا کین جسوقت نمازون سے فرصت ہوئی سجدہ شکر بجا لائے بادشاہ نے بسبب خستگی لڑائی کے آج دربار نہین کیا خیمہ شاہی مین جاکر آرام فرمایا اور سردار بھی مع صاحبقران شاہ ثابت اپنے اپنے خیمہ مین جاکر سو رہے جب وقت سحر الوداع ہوا دربار آراستہ ہوا سب سردار جمع ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے امیر کے داہنے جانب لندہور ثانی اپنے پاپ کی جگہ متمکن

ہوئے اول تعریف صاحبقران کی بادشاہ نے فرمائی کہ ایسی حالت میں کہ آنکھون سے نظر نہین آتا
اور ایسے بڑے زبردست دشمن سے سامنا اوسکا نیزہ ہوائی کرنا لیں یہ آپ ہی کا کام تھا دوسرے کی
مجال نہ تھی افسوس کہ آنکھون سے معذور رہتے یہ مقابلہ دیکھ نہ سکتے مجھے خوشا نصیب اون لوگون کا جنھون نے
آنکھون سے دیکھا ہوگا کہ اسطرح نیزہ ہوائی کیا اوسکے بعد کمر زنجیر کا بند کس خوبصورتی سے پکڑا کہ وہ بچا
نہ سکا باوصفیکہ زخمی ہوچکے تھے مگر ایسے کاری زخم کھانے کے بعد یہ جرأت وہمت کہ اوسے ہاتھ پر
بلند کرکے مرکب سے کوسے زمین پر مارا اور پھر قابو مین رکھا حجت بھی تمام کی اور وہان سے سر کھینچکر پھینکا
لندھور نے جو یہ واقعہ سُنا وجد کرنے لگے اور اپنے نہ ہونے پر نہایت افسوس کیا صاحبقران کے
سر مین پٹی بندھی ہوئی ہے مگر بشاش بیٹھے ہین سب سردار تعریفین کر رہے ہین اسکے بعد سہراب
کی تعریف بھی ہونے لگی کہ کیا ہاتھ مارا ہے کہ سہراب ایسے پہلوان کے مع راکب و مرکب چار
ٹکڑے ہوئے لاش اسطرح گری کہ معلوم ہوا پہاڑ پھٹ پڑا آدمی کا ہے کو تھا اک دیو تھا صاحبقران
نے فرمایا کہ جسطرح باپ اسکے امیر اول کے جانشین رہے اوسی جگہ مین انکو بھی سمجھتا ہون اور سمجھنا
چاہئیے اسواسطے کہ یہ رونق بارگاہ ہے لندھور جھک جھک کر تسلیمین کر رہے ہین اور عرض کر رہے ہین
کہ والد ماجد کو آپکے جد بزرگوار نے عزت دی تھی اوسیطرح آپ مجھکو عزت دیتے ہین ورنہ درحقیقت
میری کیا ہستی ہے مین بھی اک ادنی خادم ہون جسطرح اور ملازمین ہین اوسیطرح مین بھی ہون یہ کہکر
ابراہیم ابن مالک اشتر سے آنکھ ملائی ابراہیم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا لیکن سر نیچا کر لیا اور دل
مین بادشاہ کہا شہزادہ رستم ثانی کو اور اوسیوقت بہانہ دردسر کا کرکے اوٹھے اور اپنے خیمہ مین جاکر
بہت روئے مگر نابینا تھے جاتے کہان مگر دل مین یہ عہد کر لیا کہ اب دربار مین نہ جاؤنگا اگر شاید فضل خدا
ہوا اور میرے شہریار باوقار کا پتا ملا تو اوسکی خدمت مین چلا جاؤنگا ورنہ تا حیات اب بارگاہ مین قدم
نہ رکھونگا ہان اگر خداوند کریم نے آنکھین روشن کر دین تو اس ہندی کو زبان درازی کا مزا چکھا دونگا
نوک نیزہ سے زبان چھید دونگا لیکن لندھور نے اپنے آنے کی کیفیت صاحبقران سے بیان کی کہ
اس طور سے مین ہندوستان سے چلا اور پتا لشکر اسلام کا پوچھتا ہوا قریب بیابان نہ طاق کے
پہونچ چکا تھا راہ مین شکار زیادہ نظر آیا مین نے خیال کیا کہ اب قریب تو پہونچ چکے ہین ایک دو روز
شکار مین دل کو بہلانا چاہئیے یہ سوچکر وہین قیام کیا یہ پانچ ہزار سوار جو میرے ساتھ یہان تک آئے
یہی ہمراہ تھے باقی لشکر پیچھے ہے غرضکہ دن بھر شکار کھیلا جب وقت شب کا ہوا اور مین بستر پر سویا
عالم رویا مین والد ماجد کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین مینے تسلیم عرض کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ تو انتقال
فرما چکے ہین فرمایا کہ ہان زندگی مین بھی امیر حمزہ عالیمقام کی غلامی کی خداوند کریم نے بعد از مرگ بھی
اونکو ملا دیا جناب امیر حمزہ صاحبقران اور شہید عالیمقام شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر
شکن و شاہزادہ عمر بن حمزہ یونانی و شاہزادہ ملک قاسم و مالک اشتر وغیرہ معہ بادشاہ
سعید مین قباد شہریار و قباد شہریار یہ سب صاحب اک باغ جنت نظیر مین ہین عبادت خدا مین بسر کیا
کرتے ہین جسطرح دنیا مین یہ سب صاحب ایک جا تھے اوسیطرح اب جنت مین ہین بلکہ اوس سے
بہتر طور سے ہین اسلیئے کہ زندگی مین تو کبھی علیحدہ بھی ہو جایا کرتے تھے کبھی زخمی ہوتے کبھی اچھے
ہوتے تھے کبھی لڑائی کبھی صلح کبھی وصل عزیزان سے دل شاد اور کبھی ہجر یگانگان سے پریشانی
مگر اب نہ بیماری ہے نہ خوف مرض ہے نہ فرقت کسی کی ہے نہ جھگڑا نہ فساد سب بکھیڑون سے نجات ہے

یعنے تو قصر سب کے علاوہ علیحدہ ہین لیکن اسقدر قریب ہے کہ گویا ہر وقت پاس ہین جن خاتونون نے خدوجاؤن نے انتقال
کیا ہے وہ اوسکے ہمراہ ہین مثلاً ملکہ مہر نگار اسیری کی خدمت مین ملکہ رابعہ اطلس پوش ماہرو شاہ
رومی و ملکہ گوہر ملک و گلشن افروز شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین ملکہ گیتی افروز و ملکہ
صنم سیہ پوش شاہزادہ ملک قاسم کے پہلو مین غرضکہ ہر شخص کا ناموس اوسکے ہمراہ ہے نہ کوئی
غم ہے نہ سپاہ ہے سوا اسکے کہ جو اولاد دنیا مین ہے اوسپر کوئی مصیبت ہوتی ہے تو روح بیچین ہوتی ہے
مین نے عرض کیا کہ مین آپکی دعا سے بہت اچھی طرح ہون اور خدمت مین اپنے آقا شاہزادہ بدیع الملک
کے بیمار ہا ہون اونھون نے ارشاد کیا کہ ہان یہ تو مجکو بھی معلوم ہے کہ تم اچھی طرح ہو اور لیکن وہ
آقازادہ ولی نعمت یعنے صاحبقران ثالث اور تمام سرکردگان و سرداران نامی و گرامی مع کل لشکر کے
نابینا ہو گئے ہین اور یہ حالت سحر سے ہوئی ہے انشاء اللہ برطرف ہوجاسکی مگر زمانہ اوسکا ابھی
دور ہے اور اسوقت تقدیر گردش مین ہے تمہارے آقا پر مصیبت ہے کفار بہمہ تن شر بین سامان
قتل ہو رہا ہے جلد اپنے کو پہونچاؤ اور جان نثاری کرو ورنہ اونکو تو ہر طرح حافظ حقیقی بچائیگا لیکن
یہ نیک نامی تمہارے نامۂ اعمال سے خارج ہو جائیگی یہ خواب دیکھکر میری آنکھ کھلگئی وقت صبح کا تھا
مینے اوٹھکر نماز پڑھی اور جو پانچ ہزار سوار اوسوقت میرے ہمراہ تھے اونکو لیکر کوچ کیا تو یہان
اوسوقت پہونچا کہ جناب مظلوم ہی اور آفات مرد ارغوار مارا جاچکا تھا سہراب جنگ آزمودہ
قریب صاحبقران پہونچ چکا تھا لیکن قضا اوسکی میرے ہاتھ سے تھی کہ مین پہونچ گیا اور اوسکو
قتل کیا یہی ذکر تھا کہ جوڑی ہرکاروں کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و
ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ بہرام فیل سوار اور عفریت دیو زاد کہ دونون بھائی تھے
زبردست روزگار ہین آفت مرد ارغوار و سہراب جنگ آزمودہ کے خون کا قصاص
لینے کے ارادے سے چلے آتے ہین چالیس ہزار کا لشکر دونون کے ہمراہ ہے یہ ذکر سنکر لندھور
ثانی معہ اون سرداروں کے کہ جو بینا تھے اوٹھے اور صحرا کیطرف دیکھنے لگے کہ یکبیک جانب بیابان
سے تتق گرد بلند ہوا آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوگئے اور دل گرد سے یہ دونون پہلوان
یعنے بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت پیدا ہوئے عقب مین اونکے لشکر گران
اسوقت بیابان خطاق مین داخل ہوتے ہر کیمپ کو ہر روز کا خیمہ اپنے اپنے مقام مناسب پر تجویز کرکے
نصب کئے لشکر ادھرا اپنے پہرا لگردا ہی اور لشکر لندھور ثانی کا جو باقی رہگیا تھا اکثر لشکر
اسلام مین شامل ہوا بارگاہ نصب ہوئی خیمہ استادہ ہوا ان لشکروں کی آمد مین شام ہوگئی
تھی لندھور قلعہ پر واپس آئے اور بیتاب تمام یہ واقعات سامنے بادشاہ اسلام و صاحبقران کے
عرض کئے لیکن وہان بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت خشم آلودہ خیمون مین داخل
ہوگئے اور شام ہوتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہان خبر پہونچی کہ لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہے بادشاہ
اسلام نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ جنگ بجوائیں تا سبحان قتارہ زنی گئے اسطرف بھی
کوس حربی لوائے سرش مین آیا دونون طرف سے صدا کے کوس حربی بلند ہوئے تمامی جنگ
دونون لشکرون مین ہونے لگی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور زمانہ شب سے
صبح برآمد ہوئی جہونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان کے چہچہے کی صدا کان مین آنے لگی
منصور عنقا عادت اُڑی ہوتے شور ناقوس بلند ہوا غرضکہ دونون لشکر اپنے اپنے

عبادت سے فرصت کرکے میدان جنگاہ کی طرف متوجہ ہوئے غول کے غول غٹ کے غٹ دستہ کے دستہ پرے کے پرے فشوں کے فشون آکر جمع ہوئے صفین آراستہ ہوئین آج لشکر اسلام مین آگے لشکر ہندوستان صف بستہ ہے عقب مین فوج اور سرداروں کی ہے آگے لندھور ثانی مرکب پہ سوار ہین فیل کسا ہوا علیحدہ کھڑا ہے گرز گران اراب پہ رکھا ہوا ہے بادشاہ اسلام کا تخت قلب لشکر مین قائم ہوا ہے امیر بہر تنہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے لشکر سیاہ مرکب پہ سوار ہین اور سرداروں کو منع بھی فرمادیا ہے کہ جب آپ لوگ نہ لڑنے کے قابل ہین نہ میدان جنگ کا تماشہ دیکھ سکتے ہین تو زحمت اٹھانے سے کیا حاصل ہے بعض پھر بھی ہمراہ رکاب ہین بعض اپنے اپنے خیمہ مین ہین اور بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت فیل و کرگدن پر سوار میدان مین کھڑے ہین پشت پر لشکر صف بستہ ہے جبکہ دونوں جانب صف بندی ہو چکی اور نقیب نہیب دیکر نکل گئے بہرام فیل سوار نے اپنا فیل آگے بڑھایا اور میدان مین آکر لندھور کو آواز دی کہ مین نے سنا ہے کہ تو صاحبقران گرز کہلاتا ہے اور اسلام مین تجھ سے بہتر گرز باز نہین ہے مجھے نہایت اشتیاق ہے تیرے مقابلہ کا اسلیے کہ خداوند اکوان نے مجھے بھی وہ زور و طاقت عنایت کی ہے کہ اگر چاہون تو ضرب گرز سے پہاڑ کو ہلا دون یہ سنکر لندھور ثانی بادشاہ اسلام سے اجازت جنگ لیکر مرکب سے اوترے اپنے فیل پہ سوار ہوئے گرز اراب پر سے اوٹھا لیا سامنے بہرام کے آکر آواز دی کہ اے بہرام مجھے بھی تیرے مقابلہ کا شوق پیدا ہوا تیرا بیان ہے کہ مجھے خداوند اکوان نے بہت زبردست پیدا کیا ہے اور مین یہ کہتا ہون کہ مجکو میرے خدا نے کافرون کے واسطے ملک الموت پیدا کیا ہے بس آج ہی امتحان ہو جائے کہ میرا خدا زبردست ہے یا تیرا خدا اگر مین تجھپر غالب آؤن تو میرا خدا زبردست ہی اور تو مجھپر غالب آئے تو تیرا خدا برحق ہے بہرام نے کہا مجھے منظور ہے - اور کہا لندھور سے کہ وار کرو لندھور نے جواب دیا کہ کیا تم آگاہ نہین ہو کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیشدستی ہمارا دستور نہین ہاں اگر حافظ برحق تمہارے وار سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا بہرام نے کہا کہ ایسا نہو کہ تمہارے دل کی دل ہی مین رہجائے اور ایک ہی وار مین کام تمہارا تمام ہو جائے لندھور نے کہا اسکی پروا نہین جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ غرور تیرا سر نیچا کریگا یہ سنکر بہرام نے گرز اپنا بلند کیا اور سر پہ پیچ دیکر خبردار خبردار کہکر سر لندھور پہ وار کیا لندھور نے گرز اپنا اوٹھا کر گرز کو گرز پہ روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ایک شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد بلند ہوا بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم و بستم کردم لندھور نے تق سے تکلم آواز دی کہ کرا زدی و کرا بستی کردی ای حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر اپنا گرز بلند کیا اور آواز دی کہ

تو ضرب رزمی زدی ضرب مالو بشن کن	ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر چہرہ کوہ ستیزہ شکوہ مین کے ضرب کا وار کیا بہرام اوسکو رد نہ کرسکے پھر کی پناہ کیا اگر گرز پر گرز جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ کا کوئی ٹیلا گرا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد بلند ہوا فیل نے ایک چیخ ماری لیکن گرز جو گرز پہ پڑا ہاتھ تھرا گئے بہرام نے بمشکل اپنے کو بچایا اور فیل سے کود کر علیحدہ ہوا جسوقت گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ بہرام میدان مین بیہوش پڑا ہے اور آواز دی لشکر کفار کو کہ آؤ اوسکو اوٹھا لیجاؤ لوگ دوڑے اور بہرام کو اوٹھا لے گئے یہ قوت لندھور کی دیکھ کر عفریت دیو صورت کو تاب نہ رہا اور دل مین سوچا کہ

سر برا ہونا دشوار ہے اب عقل سے کام لینا چاہیے جسطرح ممکن ہو دشمن کو زیر کریئے بقول سعدی ؒ ہے

نہ ہر جا سے مرکب توان تاختن		کہ جاہا سپر باید انداختن	

یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اودھر اہل اسلام نعرے خوشی کے بلند کرتے ہوئے میدان جنگ سے پھرے مرد اندون نے پوشاک رزم اوتار کی لباس بزم پہنا اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوئے لیکن وہان عفریت جو واپس گیا ہے بہایت متردد ہے عیار کو طلب کیا جسوقت وہ حاضر ہوا کہا کہ اے ابلیس مکار اگر تو آج اس خدا پرست کو کہ جس نے بہرام کو زخمی کیا ہے گرفتار کے لادے تو تجھے اسقدر انعام دونگا کہ آجتک کبھی نہ دیا ہو ابلیس نے عرض کی کہ اگر جہاںپناہ خداوند اکوان سے اور اقبال آپکا یاور ہے تو آج ہی شب کو چرالا ؤنگا غرضکہ دن انتظار مین تمام ہوا اور وقت شب کا ہوا۔ ابلیس مکار لباس تبدیل کر کے تن پہ آراستہ کر کے جانب لشکر اسلام بقصد گرفتاری لندھور روانہ ہوا یہان عفریت دیو صورت عیادت کے واسطے خیمہ مین بہرام کے آیا بہرام بستر پر پڑا ہوا تھا مگر دون نے دونون شانے درست کیئے تھے رفیق گرد و پیش جمع ہین بہرام تعریف لندھور کی کر رہا ہے اتنے مین عفریت دیو صورت پہونچا اور بطریق ان پرستان سلام کیا مزاج پرسی کی بہرام نے کہا کہ اچھا ہون عفریت نے کہا کہ تھوڑی دیر کے واسطے تخلیہ چاہتا ہون بہرام نے اور لوگون کو ہٹا دیا جسوقت عفریت و بہرام تنہا ہو گئے باتین ہونے لگین عفریت نے بہرام سے کہا کہ بادشاہ ہندوستان بڑا زبردست جوان معلوم ہوتا ہے کہ تم سے پہلوان کو اوسنے ایک ضرب گرز سے بیکار کر دیا بہرام نے کہا اسمین شک نہیں کہ مجھ سے ایسے بہادر سے کبھی مقابلہ نہین علاوہ زبردست ہونے کے اوسکا خلق اچھا دیکھا کہ دشمن پر قابو پا کر خود چھوڑ دیا اگر ایک وار وہ اور کرتا کام میرا تمام ہو جاتا مجھے جسوقت ہوش آیا اور مین نے اپنے رفیقون کی جانبازی پر تعریف کی کہ ایسے دشمن زبردست سے بچا کر چھڑا لائے تو اونھون نے کہا کہ ہم مین اتنی جرأت و ہمت نہ تھی کہ ہم لندھور کے ہاتھ سے بچا سکتے اوسنے خود آواز دی کہ آکر اوٹھا لیجاؤ اوسوقت ہم لوگ پہونچے تو آپکو بیہوش پایا کیون عفریت اگر تم اسطرح دشمن کے بس مین گرفتار ہوتے تو تمہیں قتل یا گرفتار کیئے ہوئے چھوڑ دیتے عفریت نے کہا کہ اسمین شک نہین جتنا ایسا کبھی نہ کرتے اول تو قتل کر ڈالتے ورنہ گرفتار کرانے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے جسوقت عفریت نے یہ دیکھا کہ بہرام لندھور کا دم بھر رہا ہے جو کچھ سوچکر آیا تھا وہ نہ کہا اور اور باتین کرنے لگا بہرام سے پوچھا کہ اے بہرام اب کیا ارادہ ہے بہرام نے کہا کہ اصل امر تو یہ ہے کہ مین لندھور سے شرمندہ ہو رہا ہون اور سپاہیون کی زبان ایک ہے میرے اوسکے یہ شرط ہوئی تھی کہ جس سے زیر ہو اوسکا دین اختیار کرے لہذا یہ معاملہ مذہب کا آپڑا ہے اس سے اتنی آڑ اور پکڑی ہے کہ بعد صحت پانے کے لندھور سے پھر مقابلہ کرونگا اور اب کی بار وہ گرز سے اور حربون سے کام لونگا اگر غالب آیا فہو المراد ورنہ اوسکا دین اختیار کرونگا اپنے قول سے نہ پھرونگا اگر میرا خداوند زبردست تھا تو شکست کیون نہ بچایا عفریت یہ سنکر جو بہرام سے نہ کہنا تھا سمجھا جب یہ دیکھا کہ یہ راہ پر آتا نہین معلوم ہوتا بہرام سے رخصت ہوا بہرام نے پوچھا اے عفریت یہ معاملہ پھر کہ تم نے تخلیہ کی خواہش کیسے واسطے کیا بہر کی تھی جسقدر باتین ہوئین انمین تو تخلیہ کا کوئی کام نہ تھا عفریت نے کہا کہ ابھی تم پریشان ہو تجھ مین آگیا کبھی پھر اب بہ مین نے اپنا ارادہ ملتوی رکھا بہرام نے پوچھا کہ وہ کیا ارادہ تھا عفریت نے کہا کہ اس کیفیت کو تسلیم کیا اوسکا ذکر نا بیکار ہے بہرام خاموش ہو رہا اور عفریت وہان سے اوٹھکر اپنے خیمہ مین آیا اور دل سے کہا کہ بہلے تو بہرام

گرفتاری لندھور کا اظہار بہرام سے نہین کیا تھا پہلے میرا قصد یہ تھا کہ اس کام کو ہم اور بہرام ملکر انجام دین اور بختیارک کی ساتھے بھی شریک کرین مگر بہرام کا وہ رنگ ہی بختیارک نہین معلوم کیا کہ اسلیے بہتر یہی ہے کہ اب اخفاے راز کی کوشش کیجیے اظہار اچھا نہین ایسا نہو کام مین خرابی واقع ہو یہ سوچکر داخل خیمہ ہوا انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھا لیکن اب حال بلیس مکار عیار عفریت دیو صورت کا سنیے کہ جسوقت یہ لشکر اسلام مین پہونچا صورت اپنی اک فقیر نابینا کی ایسی بنائی جھولی گلے مین انکائی کاسہ گدائی کا ہاتھ مین لیا لیلو رہنما پرستان سوال کرتا ہوا لشکر مین داخل ہوا اور پھرا کین تمام لشکر کو اچھے طور سے دیکھ لیا خیمہ ہر سردار کا دریافت کر لیا اب متصل خیمہ لندھور کے اندھا بنا ہوا راہ مین بیٹھا ہے وہان لشکر کفار مین کبھی چرچا لشکر اسلام کے گئے ہوئے ہین اس لیے کہ طبل جنگ کیون نہین بجا اور ارادہ عفریت دیو صورت کا کیا ہے عیارون نے جا کر ہر چند دریافت کیا کوئی سبب نہ معلوم ہوا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ عفریت نے اپنے قصد سے کسی کو مطلع نہ کیا تھا نہ کوئی تازہ بات تھی جسپر غور کیا جاتا اونھون نے اطمینان ظاہر کیا یہان دربار بادشاہ اسلام نے برخاست کیا داخل محل شاہی ہوئے صاحبقران اپنے خیمہ مین تشریف لے گئے ہر سردار اپنے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوا لندھور اپنے خیمہ کیطرف آگے آگے مشعل روشن ہے سواری بادشاہ ہندوستان کی چلی آتی ہے یکایک کوئی شخص زور سے چلایا کہ ہاے کچل ڈالا اور مار ڈالا خداوندا ان لوگون کو بھی اندھا کر جیسا یہ ہم اندھون کو ستاتے ہین جب یہ آنکھون سے کام نہین لیتے تو تو نے انھین آنکھین کیون عطا کی ہین یہ شور سنکر لندھور نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے بیان کیا کہ حضور ایک اندھا فقیر بیچ رستے مین بیٹھا تھا اسوجہ سے کچل گیا لندھور ٹھہر گیا اور اوس سے کہا کہ تو اندھا ہے تو کنارے کیون نہین بیٹھتا اوس نے جواب دیا کہ آپ آنکھون والے ہین تو دیکھکر کیون نہین چلتے بعض نے کہا کہ تو کسقدر ڈھیٹ ہے اگر آنکھین ہوتین تو خدا معلوم کیا غضب کرتا اوس نے جواب دیا کہ تم اندھے ہوتے تو تمہین بھیک مانگے نہ ملتی لوگون نے قصد اوسکے مارنے کا کیا ایک آدھ نے چپت لگا دی اوس نے دوہائی دی اور چلایا کہ دوہائی مالک کی ارے ان سبکا کوئی سردار و مالک بھی ہے یا نہین کہ مجھ اندھے کو مارے ڈالتے ہین ذرا سے جھگڑے مین اسنے قیامت برپا کر دی وہ غل مچایا کہ جسکی حد نہین لندھور نے سبکو منع کیا اور کہا کہ اس اندھے کو ساتھ لیتے آؤ بحکم لندھور لوگ اوسے ہمراہ لیکر نزدیک خیمہ لندھور آئے لندھور مرکب سے اوتر کر داخل خیمہ ہوئے اندھے کو بھی اپنے خیمہ مین بلا لیا لوگون سے کہا کہ دیکھو اسکے کہین زیادہ تو چوٹ نہین آئی ہے لوگ دیکھ رہے ہین اور اندھے کی یہ حالت ہے کہ کراہ رہا ہے کبھی یہ پسلی پکڑ لیتا ہے کبھی وہ پسلی دباتا ہے لندھور نے کہا جہان چوٹ آئی ہو وہان سینکو یہ نابینا ہے اسکی خدمت کرنا ثواب ہے وہ خواص جو سمجھ چکے تھے کہ یہ بنا ہوا ہے چوٹ کچھ بھی نہین ہے معلوم ہوتا ہے یہی فیل کر رہا ہے کچھ سے دل مین کہہ رہے ہین کہ آجکل تو اندھون کا بازار کھلا ہوا ہے کوئی کہان تک ثواب کمائے اس اندھے سے تو ان اندھون کی خدمت مین زیادہ ثواب ہے یہ تو ایک ننہا سا اندھا ہے یہان تو بڑے بڑے اندھے موجود ہین وہ کون کہ بادشاہ اسلام صاحبقران شہنشاہ گوہر کلاہ کیسے کیسے اندھے ہین دل مین جل رہے ہین مگر حکم سے مالک کے مجبور ہین جب کچھ دیر پسلیان سینکی جا چکین اس فقیر نے کہا کہ خدا آپکا بھلا کرے اب ان لوگون کو منع کیجیے اسواسطے کہ

پسلیان میری جلی جاتی ہین یہ لوگ خدا جانے مجھ سے کہان کی عداوت رکھتے ہین کہ سینکنے کے بدلے جلائے
دیتے ہین لندھور اون لوگون کو ڈانٹتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسا ہو غضب خدا مین مبتلا ہو اور سے
اندھے کو آزار دیتے ہو اودھر اندھا کہہ رہا ہے کہ حضور نہین اب مجھے یہین پڑا رہنے دیجئے رات
اب زیادہ آئی ہے ورنہ یہ لوگ آپکے سامنے تو اسطرح پیش آرہے ہین اکیلا پاکر تو مجھے مار ہی ڈالینگے
صبح کو مین ٹٹولتا ہوا یہان سے کہین چلا جاؤنگا لندھور نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے اور خاصہ طلب کیا
اوسی مین سے اس اندھے کو بھی دیا بعد خاصہ نوش کرنے کے آرام کیا یہ اندھا بھی کھانا زہر مار کرکے
وہین اوسی جگہ لنڈھک رہا لیکن یہ فقیر فی الحقیقت تو اندھا ہے نہین یہ وہی عفریت ابلیس مکار ہے کہ
عفریت سے وعدہ گرفتاری لندھور کا کرکے آیا ہے چپکا پڑا ہوا ہے آنکھین چھپائے ہوئے
دیکھ رہا ہے جسوقت اسنے دیکھا کہ رات زیادہ آئی ہے اور بیداری دار خیام … ہین نیند کا غلبہ ہے
اور پہرے والے بھی اونگ رہے ہین تب اپنے وہین سے پڑے پڑے دوا بیہوشی کے
اوڑا دئے کہ وہ شمع پر گرے اور جلے دھوان اونکا خیمہ مین گھٹا جسقدر بیدار تھے سب چھینکین
مار مار کر بیہوش ہو گئے اوسوقت یہ اپنے مقام سے اوٹھا اور ہاتھ پر کفچہ عیاری چڑھا کر قریب
لندھور کے گیا ساڑھے تین مثقال بیہوشی دماغ مین پھونکدی لندھور نے چھینک مارکر بیہوش
ہوئے اسنے اوسیوقت چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ باندھا پشت پر لگایا اور پشت خیمہ کے قنات
چاک کرکے روانہ ہوا آتے وقت اسنے راستون کو سمجھ لیا تھا ہر مقام پر پہرے والون کی نگاہون سے
بچتا ہوا حد لشکر کو طے کرکے بلا یہ گشت سے بچکر اپنے لشکر کیجانب روانہ ہوا کوئی پہر بھر رات
باقی ہوگی کہ لشکر عفریت دیو صورت مین پہونچا وہان ابلیس کا منتظر بیٹھا تھا کہ یکایک سامنے
سے ابلیس پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھکر کہا کہ مین نے اپنا وعدہ پورا کیا اب آپ
اپنا وعدہ پورا کیجئے یہ سنکر عفریت بہت خوش ہوا اور ابلیس کو انعام کثیر دیکر اوسیوقت آہنگر
کو بلاکر ہتکڑیان بیڑیان طوق و زنجیر وغیرہ سے مسلسل کرکے پاس سمولات تاجدار کے روانہ
کیا کہ اسکی گرفتاری کی بو نہ پہونچے ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام آکر رہا کر لیجائین اور ایک پرچہ بطور
عرضی کے لکھکر ہمراہ بھیجا کہ مین نے اسکو سر میدان زیر کیا اب حاضر حضور کرتا ہون جیسا مناسب حق
مین ہو لندھور کے سمجھئے اب قید لندھور کی جانب ملک سمولات روانہ ہوتی ہے لیکن یہان
کا حال سنئے کہ جسوقت صبح ہوئی اور سرد ہوا سے بیداری دار ہوشیار ہوئے مالک کو اپنے
مسہری پر نہ پایا نہایت حیران ہوئے کہ آقا ہمارے کہان چلے گئے پہلے تو یہ خیال کیا کہ ہم لوگ
آج سوتے رہ گئے وقت نماز فجر قضا ہو گیا شاید آقا ہمارے کسی دوسرے خیمہ مین نماز پڑھتے ہون
لیکن اچھا نہوا آج ہم پر عتاب ضرور آئیگا کہ تم لوگ اسقدر غافل سوتے ہو کہ خبر بھی نہین رہتی
لیکن جب تلاش کیا تو کہین پتا لندھور کا نہ ملا روتے ہوئے خدمت مین امیر صاحبقران و
بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آقا ہمارے گم ہوگئے لیکن پتا نہین ملتا بادشاہ
نے اوسیوقت عیارون کو واسطے تلاش دستگیری … اب انکو تو اسی حال مین چھوڑ دیجئے لیکن آگے
کلہ داستان حیرت نشان عجیب عنوان لندھور ثانی کی بیان کئے جاتے ہین کہ جسوقت قید
لندھور کی ملک سمولات …
تھا اندر قائل تھا … آپ … دیو صورت نے گرفتار کرکے

بیٹھا ہے بعضے کہتے ہین کہ عفریت دیو صورت سہراب جنگ آزمودہ سے زیادہ زبردست
تو ہے نہین یہان جب ایسے ہین آزمائش ہوئی تھی تو سہراب ہی زبردست پڑتا تھا پھر یہ کیونکر
ہو سکتا ہے کہ یہ شخص سہراب جنگ آزمودہ پر غالب آئے وہ عفریت دیو صورت
سے مغلوب ہو جائے بعضون نے کہا کہ پھر اسمین تعجب کی زیادہ کیا ضرورت ہے تلوار کی دھار کے آگے
زبردست کمزور سب برابر ہین ممکن ہے کہ سہراب تلوار سے مارا گیا ہو اور کشتی مین عفریت
اوسکے قاتل پہ غالب آیا ہو یہان تو اسطرح کی باتین ہو رہی ہین لیکن وہان دربار سمٰوات تاجدار
کا آراستہ ہے سردار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دنگلون کرسیون پر متمکن ہین جام شراب ناب کو گردش
ہے ذکر خدا پرستون کا ہو رہا ہے جب سے کہ لاشین آفات سردار خونخوار اور سہراب جنگ
آزمودہ کی آئین ہین اوسوقت سے بادشاہ نہایت غمگین ہے سردار گرد و پیش جمع ہین کہ جنکے نام
وقت ضرورت بیان کیئے جائینگے وزیر بادشاہ کا کہہ رہا ہے کہ آپنے اچھا نہ کیا کہ ان خدا پرستون
سے بھڑ پڑے سے باز رہنا دشوار ہو جائیگا کیا آپنے سنا نہین کہ ان خدا پرستون نے کیسے کیسے مالک
برباد کر دیئے کتنے خداوندون کو خاک مین ملا دیا دیکھا آپ نے کہ یہ دونون سردار آپکے کیسے زبردست
تھے انمین سے ایک کو خود صاحبقران نے اندھیرے کی حالت مین کسطرح مارا کہ عقل نہین کام
کرتی ہے دوسرا ہاتھ سے لندھور ثانی کے مارا گیا سنا ہی کہ لندھور زینت بارگاہ صاحبقرانی کی
بادشاہ ہندوستان ہے صرف لندھور کی فوج بھی تو آپکے لشکر سے زیادہ ہی ہان یہ ضرور ہی
کہ جسقدر پہلوانان زبردست آپکے ملک مین ہین ایسے پہلوان کسی بادشاہ کے یہان نہونگے
لیکن خیال تو فرمایئے کہ لشکر اسلام مین تمام دنیا کے منتخب پہلوان جمع ہین سمٰوات تاجدار
کے دماغ مین ایسا خلل آیا ہوا ہے کہ وزیر کی پند کا اونکا اثر ہوتا ہے کچھ سماعت نہین کرتا اور
پہلوان اور سردار جو جہالت کے پتلے ہین بادشاہ کے دماغ کو اپنی یاوہ گوئی سے اور بگاڑتے
ہوتے ہین قیوان شیر سیر اور لقمان شیر سیر کہ یہ دونون بھائی نہایت زبردست ہین انھون
نے دعوی کیا ہے کہ ہم صاحبقران کو سر میدان باندھ لائینگے الماس اژدر گیر و قیاس
اژدر گیر انھین بھی اپنے زور طاقت پر بہت کچھ گھمنڈ ہے شمشیر وسپر ہین تن اور غضنفر رویین
تن انکو اپنے رویین تن ہونے پر بھروسا ہی کہ تلوار انپر اثر نہین کرتی کوئی حربہ اونکے جسم کو بگاڑ نہین
سکتا ہے یہ کہتے ہین کہ ہم لشکر صاحبقران کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دینگے غرضکہ ہر ایک
کو غرور و تکبر نے اندھا کر رکھا ہے سمٰوات تاجدار وزیر سے کہہ رہا ہے کہ اے خردمند دانا
تم کہتے ہو کہ خدا پرستون نے بڑے بڑے سلطنتین تباہ کر دین اور خداوندیان مٹا دین یہ سب
سچ ہے مگر اوسوقت کی حالت دوسری تھی ایک تو ویسے زبردست لشکر خدا پرستان مین اب نہین
ہین جیسے کہ قبل اسکے تھے یعنی حمزۂ اول و حمزۂ ثانی جو کہ صاحبقران زبردست تھے اب
ایک پیدا ہوا ہے نہین حمزہ کا دعوا ہے صاحبقرانی کرتا پھرتا ہے نہ یہ ویسا زبردست ہے نہ اوسقدر
آزمودہ کار ہے نہ ویسے سامان اسکو مہیا ہین نہ ویسے رفیق اسکے زبردست ہین جیسے حمزۂ اول
و ثانی کے تھے سنا ہے کہ حمزۂ اول کے دو بیٹے تھے یعنی حمزۂ یونانی اور علمشاہ رومی
داماد حمزہ کا کرب غازی رفیق انکا لندھور اول مالک ہند اژدر وغیرہ یہ تمام اور بیٹے پوتے
عمرو و ساعیار علاوہ ان سب باتون کے اوسکا اقبال بھی زبردست تھا بدیع الملک

ہر چند کہ زبردست روزگار ہے مگر اسکے ساتھ ویسے رفقا نہین ہین نہ اسکا اقبال ویسا ہے اسواسطے کہ حمزۂ اول پر جو مصیبت پڑی وہ بہت جلد دفع ہوگئی کوئی نہ کوئی مددگار آگیا انکی یہ حالت ہے کہ اندھے بنے بیٹھے ہین اور کوئی خبر کا لینے والا نہین ہے ایک لندھور آیا ہے جو حفاظت کر رہا ہے جسوقت لندھور مارا جائیگا اوسوقت کوئی اتنا بھی تو نہ ہوگا کہ بدیع الملک کے دفن وکفن کا سامان کرے اور وہ خداوندیان جو کہ خداپرستون نے برباد کردین وہ باطل ہین اور ہمارا خدا ایسا جاگتی جوت کا خداوند ہے اوسکو کون مٹا سکتا ہے وہ خود سبکا پیدا کرنے والا اور مٹانے والا ہے اگر ایسے خیالات تمہارے ہین تو یقین ہے کہ تمپر عتاب خداوندی نازل ہوگا کہ کیا تم خداپرستون کو اپنے خداوند سے زبردست سمجھتے ہو جو ایسے خیالات تمہارے دل مین آتے ہین وزیر خاموش ہو رہا کہ نصیحت تیری کارگر نہوگی اور اب اس سلطنت کی تباہی کا زمانہ آگیا جو کچھ تقدیر دکھاتی ہے آنکھون سے دیکھو زبان نہ ہلاؤ یہ سرداران مغرور بادشاہ کو فقیر بناکر چھوڑینگے اور جسوقت خداپرست آپڑینگے تو کسی سے بنائے کچھ نہ بنے گی یہان یہ فکر ہو ہی رہے تھے کہ یکایک ہرکارون نے آکر عرض کی کہ قید لندھور کی آتی ہے عفریت دیو صورت نے لندھور کو باندھکر بھیجا ہے یہ سننا تھا کہ بادشاہ اوچھل پڑا اور ہوشمند دانا ہر طرف دیکھکر کہا کہ دیکھا تم نے جتنا کھٹکا تھا وہ بھی نکل گیا ایک ادنی ملازم نے میرے لندھور کو باندھکر بھیجا اب اور سردارون کی کیا حقیقت رہی سنا ہے کہ بارگاہ صاحبقران مین اس سے بڑھکر زبردست پہلوان نہین ہے وزیر نے تو گردن جھکالی لیکن اوسکو سکوت اس بات کا ہے کہ واقعی لندھور بڑا زبردست جوان ہے عفریت نے کیونکر اوسے زیر کیا ہوگا کچھ سمجھ مین نہین آتا غرضکہ جسوقت قید لندھور کی آئی بادشاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ بلاؤ کو وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ اب تو یہ آپکی قید مین ہے جسوقت چاہینگا قتل کر ڈالیئے گا لیکن خداپرست کا خون اس زمین پر گرنا اچھا نہین ہے بزرگون سے سنتے آتے ہین کہ جہان خون خداپرستون کا گریگا وہ زمین خراب ہو جائیگی اور کبھی سرسبز نہوگی اسکے سوا یہ جو سب پیرایہ لکھ رہے ہین کہ عام کو قتل لندھور کا نہایت اشتیاق ہے اگر مناسب ہو تو بیرون شہر میدان خونی کے آراستہ ہونے کا حکم دیا جائے اور شہر کے باہر اس خداپرست کو قتل کیجیئے یہ رائے سبکو پسند آئی اور تیاری میدان خونی کی ہونے لگی کہ لندھور کو زندان خانہ مین بھیجا بادشاہ کو آفات صرصر اری ہوا اور سہراب کا آرزو وہ کا بہت بڑا رنج تھا لیکن جب سے قید لندھور کی آئی ہے وہ غم غلط ہوگیا ہے بادشاہ نے ارادہ کیا ہے کہ اسکو قتل کرکے سرکا نذر خداوند کو روانہ کرونگا اور آپ اس خوشی مین جشن کرونگا جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل بیرون شہر جانب مشرق صحرا سے متصل قید مین لندھور قتل کیا جائیگا تماشائیون نے آج ہی سے چلنے کا سامان کردیا گروہ کے گروہ روانہ ہونے لگے گویا تمام شہر خالی ہوگیا سوا ان لوگون کے کہ جو زیادہ ضعیف تھے یا اپاہج تھے یا عورتین یا وہ لوگ جو مقید تھے وہ تو باقی رہگئے باقی سب سراسیمہ تماشے قتل لندھور روانہ ہوئے ایک میلے کی سی کیفیت تھی جنگل مین منگل نظر آتا تھا اور شہر مین سناٹا ہوگیا تھا خاک اوڑ رہی تھی دوسرے روز صبح کو ایسا یہ تمام صحرا آدمیون سے مملو ہوگیا اب شاہی فوجون کی آمد شروع ہوئی پہلے فیروز تاوک انداز چالیس ہزار تاوک اندازون سے بارگاہ شاہی ہمراہ لیئے ہوئے آکر پہونچا اور مقام مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرائی کہ میدان و جنگل قریب سے لگا تھے گئے

بعد اسکے قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر چالیس چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے آکر پہونچے اور
خیمہ زن ہوئے اسکے بعد قیماس اژدر گیر اور الماس اژدر گیر اپنے لشکر سمیت آئے بعد اسکے
شعر ور روئین تن اور عصفور روئین تن آئے اسکے بعد او رسرخوار آ گئے آخر مین سواری بادشاہ
کی مع قید لندھور کے آئی گرد ارابہ لندھور کے جلادان مریخ صورت سرخ پوشاکین پہنے ہوئے شمشیر برہنہ
ہاتھون مین لیے ہوئے اور خونخوار مردم در پچیس ہزار سوار سے برائے حفاظت قید ہمراہ ہی تھے سب
آکر پہونچے لیکن جسوقت سواری بادشاہ کی مع قید لندھور آئی ہے تو یہ حالت تھی کہ تماشائی کچلے
جاتے تھے مگر ہٹتے نہ تھے ہر طرف اک عجیب عالم تھا کہ کٹورہ کھنک رہا تھا دوکانین لگی ہوئین تھین میلے کا
سمان نظر آتا تھا ہر چند کہ اس صحرا مین بعد سال بھر کے اک میلا ہوا کرتا تھا کیونکہ یہ وادی نہایت پر فضا ہے
مگر ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا کہ تمام افواج شاہی ہر چہار طرف سے بارگاہ کو اپنی حفاظت مین لیئے ہوئے میدان مین
دار استادہ کی گئی ہے گرد اوسکے ناوک انداز جمع ہین بادشاہ تخت پر جلوہ افگن ہے گرد سرداران نامی
وگرامی کا مجمع ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ آج بادشاہ ہندوستان قتل کیا جائیگا اتنے مین سموات شاہ
نے حکم دیا کہ لاؤ قیدی کو اسیوقت جلاد لندھور کو طوق وزنجیر مین مسلسل اپنے ہمراہ پاپیادہ لیکر حاضر
ہوئے لیکن جسوقت سے لندھور گرفتار ہو کر آئے ہین تو پہلے آنکھ انکی راہ مین کھلی تھی اپنے کو اک
ارابہ پر مقید دیکھا اور ہر چہار طرف سوا صحرا کے کچھ نظر نہ آتا تھا ہان کچھ لوگ جو اس قید کو لیے جاتے تھے
وہ تو انسان معلوم ہوتے تھے باقی سوا شجر و حجر کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ عیار جو اس قید کے ہمراہ تھا لندھور
کو ہوشیار دیکھکر قریب آیا اور بیہوشی سنگھا دی دوبارہ آنکھ لندھور کی زندانخانہ مین کھلی اپنی حالت
دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید مین خواب دیکھ رہا ہون سہ بارہ جب اس دربار مین لائے گیے اسلیے ہوشیار
کیے گئے ہین تو آنکھ کھلی ہے لندھور نے خواب سمجھکر آنکھ بند کرنا چاہی تھی کہ خونخوار مردم در نے آواز
دی کہ او خدا پرست یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے چل تجھے بادشاہ نے سزاے موت دینے کے
واسطے طلب کیا ہے تو ہی نے سہراب جنگ آزمودہ کو مارا تھا اسوقت کی خبر تجھکو نہ تھی
سہراب میرا چچا زاد بھائی تھا جسکو تو نے بیرحمی سے قتل کیا تجھے کچھ اوسکی جوانی پر افسوس نہ
آیا دیکھ تو مین نے بھی تیرے قتل کا وہ سامان کیا ہے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری
کرینگے یہ کہکر لندھور کو لیکر اپنے ہمراہ سامنے بادشاہ کے آیا لندھور حیرت سے ہر شخص کا دیکھ رہے
ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مین کہان آگیا اور کیونکر یہانتک پہونچا اسوقت بارگاہ سموات شاہ مین
جام شراب ناب کو گردش ہے دور چل رہا ہے سردارونکا مجمع ہے قریب تخت ذنگل قیوان شیر سر کا ہے
اور پیالون شراب پی رہا ہے جام اسکے ہاتھ مین ہے ساقی بھر بھر کر دے رہا ہے آنکھین اسکی سرخ
ہو رہی ہین بس لندھور نے جو یہ حالت دیکھی یقین ہوا کہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے اور اب
انکو خیال آیا کہ وہ فقیر نابینا جسپر مین نے رحم کیا تھا یہ کچھ اوسی کا فساد برپا کیا ہوا ہے - غرضکہ جب شعر

سر نہ کبھی کہ تیغ شمشیر حبیب	ہر قسمت آید بسر من با نصیب

جو منظور خدا ہوا وہی مین کیا اختیار ہے معلوم ہوتا ہے یہی بادشاہ ہے جس کے سردار مقابلہ لشکر
صاحبقران کو آ رہے ہین تھی افسوس اس بات کا ہے کہ کیا بری موت ہمارے مقدر مین لکھی ہوئی تھی
کہ گرد کفار کا مجمع ہوگا دیدار بھی صاحبقران کا نصیب نہوگا غرضکہ لندھور نے آواز دی کہ
جو شخص خداوند کریم کو واحد مطلق اور اوسکے رسول کو برحق جانتا ہو میرا سلام اوسکو پہونچے

یہ کلمہ لندھور کا تمام دربار کو ناگوار گذرا اور قیوان شیر سر نے کہا کہ تجھے غیرت نہیں آتی ہے کہ عفریت
دیو صورت نے سر میدان تجکو باندھکر بھیجا ہے اور بطور خدا پرستان تو سلام کرتا ہے اب بھی
خداوند اکوان کی خدائی کا قائل نہیں ہوتا ہے لندھور نے جواب دیا کہ عفریت کیا کیدی
ہے جو مجھے باندھکر بھیجیگا اوسنے عیاری سے گرفتار کروایا مجھے اسقدر بیہوشی سنگھادی تھی کہ یہان
پہونچکر ہوش آیا اگر اسوقت عفریت یہان موجود ہوتا تو تیرے سامنے ٹانگیں چیرکر
پھینک دیتا یہ سنکر قیوان نے وہی گلاس شراب کا لندھور پر کھینچ مارا اور کہا کہ اوبے
ادب سامنے بادشاہ کے بدزبانی کرتا ہے بس اس حرکت پر اس ملعون کے لندھور کو نہایت
غصہ آیا اور گلاس ہتکڑی پر روکا اور قید کو پکڑ کر دامن آرزو میں آکر اب جو جھٹکا مارا تمام
قید کو مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اور وہی بیڑی ٹوٹی ہوئی سر پر قیوان کے ماری کہ
سر اسکا شگافتہ ہوگیا بس فوراً بادشاہ نے آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو مار لو اس ہندی کو
غضب کیا اس نے کہ قید کو توڑ ڈالا اور قیوان سے سردار کو بیڑی سے زخمی کیا یہ بڑا
سرکش معلوم ہوتا ہے یہ سننا تھا کہ لوگ تلواریں پکڑ پکڑ کر اوٹھ کھڑے ہوئے خونخوار مردم در
نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور
اوسی تلوار کا ایک ہاتھ مارا کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے اتنے میں غل ہوا کہ قیدی چھوٹ گیا
لندھور خونخوار کو مارکر بارگاہ سے باہر نکلے میدان پکڑ کر لڑنے لگے دروازہ بارگاہ پر گھوڑا خونخوار
مردم در کا کھڑا ہوا تھا لندھور تڑپ کر پشت مرکب پر گئے اور لڑنا شروع کیا ادھر اور سردار بھی
مع قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر والماس اژدر گیر و فیلسوار اژدر گیر و مغرور روئین
تن و عصفور روئین تن یہ سب کے سب باہر نکلے اور مرکبوں پر بیٹھ بیٹھ کر لندھور کو گھیر کر
بڑھے لندھور کی یہ حالت تھی کہ اوس دریائے آہن میں پیر رہے ہیں ہر طرف کشتوں کے
پشتے لاشوں کے انبار لگا دیئے ہیں مگر جسطرف نظر اوٹھا کر دیکھتے ہیں فوج ہی فوج نظر آتی ہے
تلواریں اور نیزے چمک رہے ہیں سرداروں کے للکارنے سے لشکر نے گھیر لیا ہے ہر طرف
سے تلوار پر تلوار پڑ رہی ہے اپنی تلوار کو بھی بچاتے ہیں اور قتل بھی کرتے جاتے ہیں نہ
زرہ بر تن ہے نہ سر پر خود ہے نہ چار آئینہ نہ دستانے پہنے ہوئے نہ موزے انتہا یہ ہے
کہ سپر تک پاس نہیں ہے صرف ایک تلوار جو خونخوار کا ہاتھ مروڑ کر چھین لی تھی وہی قبضہ
میں ہے اور اوسی سے لڑ رہے ہیں کہانتک جسم کو بچا سکتے ہیں زخمی بھی ہوتے جاتے ہیں
علاوہ اسکے تین روز کا فاقہ بھی ہے عجب حالت ہے لندھور کے اوپر لشکر اومنڈا چلا آتا ہے
اگر ایک قتل ہوتا ہے تو چار سے سامنا ہوتا ہے ہرچند کوشش کر رہے ہیں کہ اس لشکر سے
نکل جاؤں گھوڑا ایک طرف ڈال دیا ہے لشکر کو دباتے چلے جاتے ہیں اب صفیں ٹوٹی جاتی ہیں
سپاہ ہٹی جاتی ہے مگر اتنا بڑا لشکر اور یہ حالت ضعف و نقاہت کہاں تک لڑیں کسکو اور کہانتک
قتل کریں یہانتک کہ لندھور ثانی اوسی حالت میں لڑتے ہوئے قریب اوس دار کے پہونچے
جو اونکے تیر باران کرنے کو نصب کی گئی تھی بس قریب پہونچتے ہی دار کو تلوار سے قلم کیا دار کا قلم ہونا
تھا کہ ایک ہلڑ ہوگیا جو تماشائی جمع تھے وہ تو بھاگے اور ایک ایک سے کہنے لگا کہ یارو رنگ
بیڈھب معلوم ہوتا ہے قیدی چھوٹ گیا اور سنا ہے کہ اوسنے بادشاہ کے سپہ سالار کو زخمی کیا اور

دار کو ظلم کیا لشکر اوسے گھیرے ہوئے ہے مگر وہ کسی کو نہین مانتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے بلا کا شخص ہے
کہ تنہا فوج سے لڑ رہا ہے سیکڑون کو قتل کیا ہے اور ابتک گرفتار نہین ہوتا۔ یارو یہ انسان
نہین معلوم ہوتا کوئی جن ہے یا دیو ہے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا بادشاہ کا اقبال
بدی پر ہے کہ غضنفر بہادر بیچ گئی ہوگی وہ دکانین چھوڑ چھوڑ کے بھاگ گئے تھوڑے سے عرصہ مین سوا دوکانون
کے صحراے مشرقیہ مین اور کوئی باقی نہ رہا دو کانین پڑی رہگئین یہان لندھور کی اب یہ حالت
ہے کہ زخمون مین چور ہین قریب ہے کہ مرکب سے گر پڑے چہار طرف اونکے پیاسے نظر آتے ہین
کوئی اتنا بھی نہین معلوم ہوتا کہ مرنے کے بعد غسل وکفن دیکر دفن کرے اوسوقت لندھور
نے طرف لشکر اسلام کے رخ کرکے آواز دی کہ یا صاحبقران یہ غلام حق نمک سے ادا ہوتا ہے
افسوس کہ ایسے وقت مین موت آئی کہ نہ کوئی قریب ہے نہ کوئی عزیز ہے نہ آشنا نہ آپکا دیدار نصیب ہے
ہر چند کہ بہادر کے لیئے تلوار کی موت مرنا باعث حیات ابدی ہے مگر یہ موت اچھی نہین کہ کفار
کے ہاتھ مین میت پڑے اور اونکا جسطرح جی چاہے وہ دفن کرین اور نہین معلوم دفن بھی
کرین یا نہ کرین کیا انجام ہو مگر جو مصلحت ایزدی اوس سے کیا چارہ اگر حضور اسوقت اس خادم کی
سرفروشی وجانبازی ملاحظہ فرماتے تو یقین ہے کہ تحسین ومرحبا کرتے مگر مجھے یقین ہے کہ جسوقت
یہ ذکر دربار حضور مین آئیگا کہ لندھور اسطرح لڑکر مارا گیا تو حضور خوش ہی ہونگے اور اس
خادم کے واسطے بہت روئینگے اور ہم سے دلی کینہ رکھنے والے جلینگے۔ کبھی کہتے تھے
کہ اے باد صبا اگر تیرا گذر لشکر اسلام کیطرف ہو تو بو میرے خون کی مشام صاحبقران مین پہونچا دینا
اور کہہ دینا کہ رفیق قدیم حضور کا میدان مشرقیہ مین اسطرح قتل ہو رہا ہے کہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے
اگر ممکن ہو تو لاش اوسکی کفار سے چھین کر تجہیز وتکفین فرمادیجیئے گا کبھی درگاہ رب العزت مین عرض
کرتے تھے کہ اے کارساز دو اے بے نیاز مجھ سے کونسا گناہ ہوا کہ جسکے عوض مین میری
مٹی خراب ہوئی مجھے اپنے مرنے کا اندیشہ نہین بلکہ خوشا قسمت اوس شخص کی کہ جو کار خیر مین مارا
جائے اور جہاد مین قتل ہو کہ غازی وشہید کے لقب سے ملقب ہو مگر رنج اتنا ہے کہ تو نے پہلے
ایسی عزت دی کہ بادشاہ ہندوستان کے گھر مین پیدا کیا زور وطاقت اسقدر عنایت کیا کہ
سرکشان کفار کو مین نے کیسا کیسا زیر کیا مگر افسوس کہ آخر وقت اس بیکسی سے مرنا پڑا کہ کوئی
اسطرح کی موت نہ مرے لندھور تو یہ دعا کر رہے ہین اور صمصام سواوات تاجدار تخت پر سوار ہوا سوارون
کو للکار رہا ہے کہ ارے ابتو یہ زخمون سے چور ہے کوئی اتنا نہین کرتا کہ اسکو قتل کرے سوار
لندھور کیطرف چلے ہین کہ یکایک جانب صحراے شرق گرد وغبار بلند ہوا سب نگران ہوئے
کہ کون آتا ہے یکایک قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دس علم
نشانہ دس ہزار سوار کا پیدا ہوئے اور عبد الجبار حلبی اور عبد القہار حلبی دس ہزار
سوارون کی جمعیت سے آکر پہونچے یہ دونون رفیق قدیم ہین جناب امیر حمزہ صاحبقران
کے سن اسکے بہت ہین مگر بوڑھے شیر ہین ابتک اونمین وہ ولولے اور وہ جرات ہے
کہ جوانون مین بھی نہ ہوگی جسوقت بدیع الملک نے جابجا نامے روانہ کیئے تھے تو ایک ایک
پروانہ ان دونون کے نام بھی روانہ کیا تھا تو یہ دونون بھائی ملک حلب سے دس ہزار سوار ہمراہ
لیکر براے کمک صاحبقران عصر روانہ ہوئے ہین جسوقت صحراے مشرقیہ مین آکر پہونچے

اور ہجوم لشکر دیکھا ہرکاروں کو بھیجی خبر منگائی معلوم ہوا کہ یہ لشکر کفار ہے اور لندھور
ثانی بیٹا دارا سے ہندوستان کا تنہا اس فوج میں گھرا ہوا ہے قریب ہے کہ قتل ہو بس
یہ سننا تھا کہ عبد الجبار اور عبد القہار نے باہم کہا کہ اسکے باپ سے کیسی ملاقات تھی
بڑے غضب کی بات ہے یہ ہماری آنکھوں کے سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کریں یا منھ موڑ کر
چلے جائیں بس یہی موقع مردانگی کا ہے اس سے کونسا وقت موت کا ہوگا اسکے ساتھ کا مرنا بھی
[illegible] بیع الملک کے ساتھ مرنا ہے خدا جانے کیونکر اس بلا میں مبتلا ہوا یہ کہکر ان دونوں نے
گھوڑے [illegible] اوٹھائے تلواریں نیاموں سے کھینچ لیں اور مع دس ہزار سواروں کے دولا لشکر
پر آپڑے تلواریں مارنا شروع کیں صفوں کو توڑتے ہوئے لاشیں گراتے ہوئے چلے اور آواز
دی کہ اے فرزند دارا سے ہندوستان گھبرانا نہیں ہم آپہونچے اور ہمیں آواز دو کہ تم ہو
کہ [illegible] لندھور نے جو سر اوٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھا کہ دو بوڑھے شیر لشکر کو پامال کرتے ہوئے
چلے آتے ہیں دل میں کہا کہ یہ کون بزرگ ہیں لیکن جس وقت یہ دونوں شیر نعرہ کرتے ہوئے قریب
پہونچے اور اسکے نعرہ کی آواز کان میں لندھور کے پہونچی تو معلوم ہوا کہ یہ جبار حلبی اور
قہار ہیں لندھور نے بھی سنکر لڑنا شروع کیا اب لندھور میں اتنی قوت تو باقی نہیں رہی
ہے کہ صفوں کو توڑ کر نکلیں مگر ہاں اب بھی جو قریب آتا ہے وہ شکار پنجہ اجل ہوتا ہے اور لشکر
کفار میں غل ہوا کہ اسے بار بار لو اس قیدی کو بڑا غضب ہوا کہ کیا اسکی آنکھ ایسا نہو کہ کچھ
مددگار اور آجائیں اور اسے چھڑا لیجائیں تو بڑے ذلت کی بات ہوگی اور تمام عالم میں رسوائی ہوگی
کہ اتنا بڑا لشکر گھیرے ہوئے تھا اور کیسے کیسے سردار موجود تھے لیکن قیدی کو قتل نہ کرسکے
اور لوگ اور [illegible] نے [illegible] اور دھر نعمان شترلب اور سمعان شترلب گھوڑے بڑھا کر
سدراہ ہوئے کہ جبار حلبی اور قہار حلبی کو لندھور تک نہ پہونچنے دیں ایسا نہو کہ یہ تازہ دم
ہیں لندھور کو لیکر اپنے ساتھ لیتے ہوئے نکلے چلے جائیں وہاں قہار اور جبار دونوں
بھائی لشکر کو مثل ابر کے پھاڑتے ہوئے تلواروں سے خون برساتے ہوئے گھوڑے دوڑائے
چلے آتے ہیں کہ کسی طرح قریب لندھور کے پہونچکر اسکو اپنی حفاظت میں لے لیں ایسا نہو کہ
یہ قتل ہوجائے تو کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے یکایک سامنے سے نعمان شترلب
اور سمعان شترلب پہونچے اور کہا کہ کہاں جاتے ہو بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا نہیں
جانتے ہو کہ یہ کس بادشاہ کا قیدی ہے اور تم کون ہو جو اسکو چھڑانے آئے ہو صاحب [illegible]
رہنے والے یہ ہندوستان کا باشندہ تمہیں کیا حق ہے جو اسے چھڑانے آئے ہو
عبد الجبار و عبد القہار نے جواب دیا کہ ہمارے دوست کا بیٹا ہے غضب ہے کہ ہمارے
سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کریں دنیا کیا کہیگی باپ اسکا اور ہم دونوں ایک ہی دربار میں رہ
ہیں یہ ہمارے ساتھ کا [illegible] پھر کیونکر اسے قتل ہونے دیں نعمان اور سمعان نے کہا کہ بہتر اسی میں
ہے کہ پلٹ جاؤ بڑے [illegible] اپنے رحم کھاتا ہوں [illegible] تمہارا اس قابل نہیں ہے کہ میدان جنگ کی
زحمتیں برداشت کرسکیں تمہارے حال پر رحم آتا ہے ورنہ ساتھ لندھور کے تم بھی قتل کیے
جاؤگے عبد الجبار و عبد القہار نے کہا بس ہمیں باتوں میں نہ لگاؤ اگر لڑنا ہے تو لڑو ورنہ سامنے
سے دور ہو [illegible] ہم جاکر مدد کریں لندھور کی ایسا نہو کہ وہ قتل ہوجائے ہمیں تمہاری جوانی پر رحم

آتا ہے اگر تم ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تو شباب تمہارا مفت برباد ہوگا اور ہم تو مرنے کے واسطے بیٹھے ہوئے ہیں زندگی بسر کر چکے اب سوا مرنے کے اور کیا باقی ہے یہ سنکر سمعان شمشیر لب نے عبد الجبار حلبی پر نیزہ مارا عبد الجبار نے نیزہ کو نیزہ پر کاٹا چند طعنوں میں نیزہ ہاتھ سے سمعان کے نکال دیا اور ایک ایسا نیزہ مارا کہ سینہ کے پار ہوگیا اور اٹھا کر نیزہ پر بروئے زمین مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہوگئے اودھر نعمان نے قہار حلبی پر تیر مارا قہار حلبی نے تیر کو تلوار سے قلم کرکے جو ایک ہاتھ تلوار کا کمر پر مارا نعمان کے دو ٹکڑے ہوگئے یہ حال دیکھکر لشکر ٹھہرا گیا سوار و پیادہ راہ دینے لگے مثل بادل کے لشکر پھٹنے لگا بادشاہ نے جو یہہ حالت دیکھی فیروزہ ناوک انداز کو آواز دی کہا ارے کیا دیکھ رہا ہے حکم کر اپنے ناوک اندازوں کو کہ روکیں ان دونوں کو ورنہ قریب پہونچ چکے ہیں ایسا نہو کہ لندہور کو رہا کرکے لیجائیں بس یہ سننا تھا کہ فیروزہ نے اپنے ناوک اندازوں کو پکارا کہ بیچ سے راہ دیکر دو رستہ کھڑے ہوجاؤ اور ان دونوں بہادروں کو تیروں پر رکھ لو یہ سننا تھا کہ ناوک اندازوں نے بیچ سے راہ دیکر دو رستہ صف باندھ لی اودھر عبد الجبار اور عبد القہار دونوں بہادروں کو مار کر لندہور کیطرف بڑھے کہ حلقے میں لیکر نکل چلیں بس یہ دونوں دلاور جیسے ہی زد پر آئے ناوک اندازوں نے اب جو تیر مارنا شروع کئے چالیس ہزار تیر انداز ہیں یہ معلوم ہوا کہ مینھ برس گیا تمام جسم ان دونوں بہادروں کا چھلنی ہوگیا مگر یہ ہمت ہارنے والے نہیں تھے اوسی عالم نے خدا رہی و بارش باران خدنگ میں گھوڑے بڑھا کر قریب لندہور کے پہونچ گئے مگر اب نہ تو اتنی قوت انمیں باقی ہے کہ سنبھل سکیں نہ گھوڑے آگے بڑھتے ہیں وہیں سمجھ گئے کہ پیمانہ عمر لبریز ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا کا یہی مقام تھا لندہور کو آواز دی کہ بابا ہم کوشش کرکے تم تک پہونچے تو سہی مگر قضا سے مجبور ہیں الحمد للہ کہ ہم تم سے پہلے راہی ملک عدم ہوا چاہتے ہیں مگر تم ہمارے اسلام کے شاہد رہنا یہ کہکر دونوں نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا لندہور ان دونوں دلاوروں کو اس حالت میں دیکھکر چیخیں مار کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ افسوس میری ذات سے آپ اس بلا میں مبتلا ہوئے عبد الجبار و عبد القہار نے کہا کہ بابا نہ کوئی کسی کے وجہ سے آرام پاتا ہے نہ کسی کے وجہ سے تکلیف اوٹھاتا ہے جو جسکے مقدر میں ہوتا ہے وہ ضرور ہوتا ہے ہماری قضا یہاں کھینچ کر لائی تھی خیر کچھ پروا نہیں ہمارے تو دن پورے ہوچکے تھے شکر ہے خدا کا کہ آخر وقت میں ہم نے شہادت پائی حق تعالیٰ تمکو بچائے کہ ابھی جوان پھلنے پھولنے کا زمانہ ہے ہاں اب اتنا کرنا کہ اگر خداوند عالم کسی حیلہ سے تمکو اس آفت سے نجات دے اور خدمت میں صاحبقران کے پہونچنا تو ہماری طرف سے تسلیم عرض کرنا اور کہدینا کہ غلام حسب الارشاد حاضر حضور ہوتے تھے مگر راستے میں لقمۂ قضا ہوگئے اور آپ تک نہ پہونچ سکے اگر کبھی اسطرف سے گذر ہو اور نشان تربت ملے تو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کیجیئگا اور اگر ظلم کفار سے تربت بھی نصیب نہو تو یوہیں فاتحہ پڑھکر ہماری روح کو بخشدیجیئگا اور یقین اگر اتنا موقع ملے کہ ہمیں دفن کرسکو تو دریغ نہ کرنا یہ کہتے ہوئے دونوں تازی گھوڑوں سے گرے اور راہی ملک بقا ہوئے لیکن انکے ہمراہیوں میں سے جو ہزار پانچسو آدمی یہانتک صحیح و سالم پہونچے تھے اونکو

لاشون کو اپنی حفاظت مین لے لیا اور لندھور کو بھی حفاظت مین لیکر پیٹنا شروع کیا لندھور بھی جھوم رہے
ہین طاقت سنبھلنے کی نہین ہے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے بزرگو ہائین اس مرتبہ مین تم سا کیون
چھوٹتے ہو گئے اپنے ہمراہ رکاب کیون نہ لے لیا مین فلک سے کہہ سکتے ہین کبھی اون دونون لاشون کو دیکھتے
ہین کہ دو شیر ہین زخمی پڑے ہین جو تیر جسم مین گڑ کر رہ گئے ہین وہ اوسی طرح گڑے ہوئے ہین
کوئی اتنا نہین ہے کہ تیرون کو نکالے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ساہی کی کہال ہین لی ہے بار بار پکار کر
کہتے ہین کہ اسے مجکو بھی جلد قتل کرو تاکہ اس عالم دنیا سے مثل ان بزرگون کے نجات حاصل ہو لیکن
وہ سوار جو لندھور کو اپنی حفاظت مین لیئے ہوئے ہین ہنوز لڑ رہے ہین تلوار چل رہی ہے
یہانتک کہ قتل ہوتے ہوتے اب شاید کوئی سو آدمی باقی رہ گئے ہون لیکن یہ بھی جانین لڑا
ہوئے ہین جانتے ہین کہ آج مرنا ضرور ہے جہانتک ہو سکے کفار کو قتل کرنا چاہیئے اور جبتک
دم مین دم ہے لندھور کو بچانا چاہیئے کفار بھی قائل ہین کہ ان مارو انکو جانے نہ پائین اب
ناوک اندازون نے اسطرف رخ کیا ہے قریب ہے کہ لندھور بھی درجہ شہادت پر فائز ہون
لندھور کہہ رہے ہین کہ مین اپنے کلمہ کو اسکو شاہد کرون خداوند تو ہی گواہ رہنا کہ مین مسلمان
ہون تیری وحدانیت کا قائل ہون تیرے نبی کا منکر نہین ہون اور تیری راہ مین ہاتھ سے
ان کفار کے قتل ہوا چاہتا ہون لندھور یا سکی اندوہی مین یہ عرض کر رہے ہین اور کفار بہر پاشی مین
کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے بہ فاصلہ گرد تیرہ وخیرہ نمود گرد بر آسمان رسیدہ و
پاے گرد و دمین پیچیدہ آستہ آستہ ہوا سے بار اگرد کو گرد سے بار اٹھا اکو دامن گرد شگافتہ ہو اول
گرد سے تیس علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ ہر علم پر علم کے لقریب آلہی اور نعت رسالت
پناہی مرقوم اور پچیس ہزار سوارون کے آگے آگے تین سردار مرکبون پر بیٹھے ہوئے اونھون نے
آتے ہی صحرا مین الک آن واحد مین قیام کیا اور ترتیب روا فوت کر کے ہی لشکر کفار پر گھوڑے ڈال دیئے
تیس ہزار سوارون سے آکر جس کے کہ تے ہی لشکر کو پریشان کر دیا تلوارون کے خون سے دریا
بہا دیے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے ایک جانب سے نعرہ ہوا کہ منم آلاکرد فرنگی
دوسری جانب نعرہ ہوا کہ منم بالاکرد فرنگی تیسری طرف سے شہرہ دریائی نے نعرہ کیا یہ لوگ واسطے مدد
بدیع الملک کے روانہ ہوئے تھے اور بخدمت صاحبقران مین جا رہے تھے انھون نے
راستے مین خبر گرفتاری وقتل لندھور کی سنی اسطرف پلٹ پڑے یہ لشکر فرنگستان انکے ہمراہ ہے
یہ تینون رفیق قدیم شاہزادہ علمشاہ رومی کے اور حاکم ہین فرنگستان کے ہرچند کہ علمشاہ اور لندھور
سے اک قسم کی چشمک رہا کرتی تھی اور علمشاہ نے لندھور کو معہ فیل اوٹھا لیا تھا جیسا کہ آپ
لوگ فیل کے دفتر مین ملاحظہ فرما چکے ہین لیکن ایسے وقت پر جب کوئی مصیبت مین مبتلا ہو کوئی کد
نہین باقی رہتی ہے اور کوئی مدد کرنے مین تامل نہین کرتا ہے جیسا کہ ان تینون بہادرون نے
کیا کہ ہرچند دوست بھی ہین اور لندھور دوست رہا ہی مگر ان لوگون نے مدد پہونچائی اور بچا لیا
لندھور کو بچا لیا یہ تینون دلیر بھی نہایت نامی ہین مگر معرکے جھیلے ہوئے ہین سب
مانتے ہین اس لشکر مین مثل اونکی نہین ہے یہ وہ بہادر ہین کہ انھون نے اپنے ابتدائی
زمانے مین شاہزادہ علمشاہ رومی سے نبرد دست کیا تھا اور جب زیر ہو گئے علمشاہ کی
غلامی سے دست بردار نہین ہوئے اب یہ انھون نے کس طرح کا پاس کیا کہ نام بدیع الملک

کا پہونچتے ہی فرنگستان سے یہان تک آئے ہر چند بال سر کے سفید ہوگئے ہین دانت ٹوٹ گئے ہین
مگر ہاتھ پاؤن مین وہی کس بل ہے ہمت ویسی ہی ہے جہان نام کو نہین ہین ادھر تو یہ دونون فرنگی تنہا
بڑھا کر رہے ہین اوسطرف شہنشاہ دریائی بر ہنہ تلوار کھینچے لشکر کو الٹ پلٹ کرتا ہوا
چلا آتا ہے لشکر کفار مین وہ ہلچل ڈال دی ہے لشکر فرنگستان تمام پاہون نے عجیب رنگ پیدا
کیا ہے کہ لوگ مست ہو رہے ہین ہجوم رہے ہین میدان جدال و قتال گرم ہے قیامت کی
تلوار چل رہی ہے ہزارون کا رن پڑا ہے جابجا کشتے تڑپ رہے ہین گھوڑے کوتل تا پتے پھرتے ہین
خون کی ندیان بہہ رہی ہین صدا سے نگردیزن بلند ہے ایسی تلوار سوا سے زمانہ صاحبقران اول
کے کبھی نہ چلی جیسا رن اس دفعہ اسے مشرقیہ مین پڑا ہے ایک وقت مین زیر تمثیل تھا خداوند مالک
با خبر ہین البتہ ایسا ہی رن اوسوقت سے اسوقت تک اور کبھی ایسی نہ تلوار چلی تھی نقیب پکار پکار
کر کہہ رہے کہ ہان اے بہادرو اور دلاورو یہ روز نام و ننگ ہے جسکو اپنے باپ دادا کا نام روشن
کرنا ہو وہ جانبازی کے جوہر دکھائے اور نام رستم و اسفندیار کو مثل حرف غلط کے اس صفحہ دنیا سے
مٹا دے اے بہادرو ایک روز مرنا ضرور ہے جیسے آج ویسے کل اگر دنیا مین دس ہزار برس بھی
زندہ رہیگا تو ایک روز مرنا ضرور ہے کہان ہے اسوقت جمشید جس نے ایک ہزار برس فقط سلطنت
کی تھی کہان ہے ضحاک ماران جس نے ہزارون آدمیون کو قتل کر ڈالا اور اون بیگناہون کے مغز
سانپون کو کھلائے کہان ہے سکندر کہان ہے دارا اسیجو الفصہ نا شکو ہے

رستم رہا زمین پہ نہ سہراب رہ گیا ‖ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

دیگر استاد اسے

تاج جن کے سر پہ تھے کو ہم ‖ جن جگہ کل تھا بلبلون کا ہجوم
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے ‖ ایک فقط نام ہی نام باقی ہے
کیونکر کہین کہ ہے وہ کاسہ سر ‖ آج اوس جا ہے آشیانہ بوم

نقیبون کی ترغیب دینے سے اور جوش سپاہیون کا زیادہ ہوتا جاتا ہے جانین لڑا رہے ہوتے ہین کفار
کو یہ کہ کب تک لشکر مقہور تک نہ پہونچنے پائے اہل اسلام کو یہ کوشش ہے کہ کسیطرح لشکر مقہور
کو ان ملاعین کے نیچے پیسا جاتا ہے دونون طرف کے لوگ جانین لڑاتے ہوئے لڑ رہے ہین کہین
تلوار چل رہی ہے کہین تیر کہین گرز کہین نیزہ عجیب طرح کا ہنگامہ برپا ہے زمین کو زلزلہ ہے
سر کبون کے خون مین غرق ہو گئے اسلحہ کے تنور سے جگر گاؤ زمین کا تھرایا جاتا ہے۔ سہ

چھاپا چاپ تھے یک دو دن رسید ‖ زمین تو شد دو دون بہ چیون رسید

اوس صحرا سے خون مین تر تھی سپاہیون کے مثل حبابون کے نظر آتے تڑپ تلوارون کی مثل
ماہی کے معلوم ہوتی ہے بانو بور ہو تو ان کے کشتہ تڑپ رہے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ماہی اسیر دام ہوئی ہے کہ جدا اوسکو اپنے مالک نے چھوڑ کر جلا دیا ہے بازار موت گرم ہے
جانون کی ارزانی ہے ملک الموت قبض روح سے فرصت نہین پاتے ہین ادھر یہ گرا اودھر وہ گرا
کسی کا دم نکل رہا ہے کوئی پڑا کراہ رہا ہے کوئی سسک رہا ہے ارمان اپنے زخمی ہو کے بچ
جانے کی امید تھی وہ یون مضارب ہیں کہ کوئی اوٹھنے اوٹھاتا ہے نہ علاج ہوتا ہے بلکہ
ادھر زمین پہ گرا اور ادھر سوارون کے گھوڑون سے اوسکو پامال کر دیا نہ مرتا تھا تو مر گیا کہان تک

بیان ۱۱

بیان کرون وہ جنگ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی ذکر اوسکا احاطہ تحریر سے باہر ہے بھائی کو بھائی کی خبر نہ تھی بیٹا باپ سے غافل باپ بیٹے سے بیخبر تھا نفسی نفسی ہو رہی تھی کہ یکایک آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی ونہنگ بحر دریائی یہ تینون پہلوان لڑتے ہوئے لشکر کو منتشر کرتے ہوئے قریب لندہور تالی کے پہونچے لندہور کی اب یہ حالت ہے کہ بھرنی پر سر رکھے یا بیہوشی اسپر طاری ہے مرکب انکا انکی سواری کا نہین رہا ہے ورنہ ایسے وقت مین نکال لیجانے کی کوشش کرتا اودھر قیماس اژدر گیر اور الماس اژدر گیر بڑھکر قریب لندہور پہونچ گئے ہین اونکو یہ فکر ہے کسیطرح لندہور کو قتل کرین آلاگرد و مالاگرد نے جو یہ حالت دیکھی للکارے کہ او نامردو یہ کیا حرکت ہے کہ ایک بیبس و مجبور کو قتل کرتے ہو اس سے تو بہتر یہ ہے کہ گھرون مین بیٹھ رہو دعوی سپہگری کا نہ کرو ورنہ اودھر آؤ اور ہم سے مقابلہ کرو ان ملعونون کو ایسی غیرت دلائی کہ یہ او سطرف سے پھرے اور الماس اژدر گیر نے قریب آلاگرد فرنگی کے پہونچکر ارہ پشت نہنگ مارا یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے آلاگرد نے خالی دینا چاہا تھا کہ گھوڑے نے سکندری کھائی ارہ سر پر ٹھیک تا دو ابرو اوتر گیا واسطے ارادے پارہ تو سر سے نکل گیا ایک تو پیرانہ سالی دوسرے ارہ کا زخم وہ زخم بھی نہایت کاری سنبھالنا دشوار ہوا الماس اژدر گیر نے چاہا کہ اسپر تو غشی طاری ہے سر زنجیر کا بند پکڑ کر اوٹھا لون تا کہ بہادرون کے سامنے ناموری حاصل ہو کہ اتنے بڑے سردار کو خانہ زین سے اوٹھا لیا سنتا ہے کہ یہ پہلوان سوا شہنشاہ کے کسی سے زیر نہین ہوا ہے بس جیسے ہی اسنے ہاتھ کمر زنجیر پر ڈالا آلاگرد نے وہی کھینچی ہوئی تلوار اسکے شانے پر لگائی کہ دوسری بغل کیطرف سے نکل گئی اور یہ کافر دو ٹکڑے ہو کر گرا آلاگرد نے وقفہ پاکر زخم سر کو مضبوط باندھا اور آگے بڑھے اودھر مالاگرد فرنگی پر قیماس اژدر گیر نے گرز مارا مالاگرد نے گرز اسکا سپر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا مارا اسنے بھی وار مالاگرد رد کیا اسی رد و بدل مین ہین شانہ مالاگرد کا نشانہ ہو گیا اس سبب سے کہ یہ سردار اتنے بڑی فوج سے لڑتے چلے آتے ہین اور ضعیف بھی ہین تھکے ہوئے بھی ہین ہاتھون کی قوت جواب دے چکی ہے لشکر کفار کے سردار تازہ دم ہین مگر مالاگرد نے وار قیماس کا ردکر کے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سپر و خود و عرق چین زرہ و لوہے کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر سے مثل قطرۂ آب کے گزر کر صراحی گردن سے صندوق سینہ تک پہونچی اور وہان سے شکم و کمر و بند کمر کو کاٹکر زین کو بوسہ دیا قیماس دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور آلاگرد و مالاگرد آگے چلے اب انکو کوئی روکنے والا نظر نہ آیا میدان خالی پاکر گھوڑے ڈالدینے چاہتے تھے کہ قریب پہونچکر لندہور کو فوج کے حوالہ کرین کہ فیروزہ نے ناوک اندازونکو آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو مار لو ان دونون کو یہ سنتا تھا کہ چالیس ہزار کمانین کڑکین اور تیر مانند فوج ملخ کے ان دونون بہادرون پر پڑنے لگے ہر چند کہ یہ دونون سردار نہایت زبردست ہین مثل مشہور ہے کہ اکیلا چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ہے بہت سے تیر اونھون نے کاٹے لیکن بہت سے تیر انکے جسم پر بھی پڑے اور واضح رہے ناظرین کو کہ یہ لوگ بارادہ جنگ آئے نہین رہے تھے یہ ایک دوسری جانب جاتے تھے لباس انکا وہ تھا جو مسافرت کی حالت مین ہوتا ہے نہ لباس جنگ اور اتنی مہلت ہی کہان تھی کہ لباس بدلتے اسی وجہ تھی زخمی بہت ہو گئے اودھر ناوک اندازون نے تیرون پر رکھ لیا تمام جسم مثل غربال

ہو گیا قوت سنبھلنے کی نہ رہی لیکن مرتے مرتے قریب لندھور کے پہونچ گئے اور پکار کر کہا کہ اے
فرزند دلبند اسکے نہین سے اب ہم مجبور ہین کہ طاقت سنبھلنے کی باقی نہین ہے یہ کہتے جاتے تھے اور تلوار
کھینچی ہوئی ہے تیرون کو قلم کرتے جاتے ہین جس کافر کو قریب پاتے ہین اوسے تلوار سے واصل
جہنم کرتے ہین اودھر فیلان قوی بازو کو معلوم ہوا تاجدار نے حکم دیا کہ جاکر لندھور کا سر کاٹ لا
پہلوان تلوار کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اودھر شہناک بچہ دریائی نے دیکھا کہ آلاگرد و بالاگرد بھی
جان بحق تسلیم ہوا چاہتے ہین اور لندھور بھی قتل ہوا چاہتا ہے اور اگر تم بھی متصل
آلاگرد و بالاگرد کے سامنے سے جاؤ گے تو تیراندازون کا نشانہ ہوگے پہلو پر سے چلنا چاہیئے
بس یہ دیوانہ نہایت ہوشیاری کا کام کر گیا اور پہلو پر سے کمانداران کے صف پر
آکر گرا اور قتل کرنا شروع کیا ناوک اندازون کو سنبھلنا دشوار ہو گیا تیر تو فاصلہ سے
چل سکتا ہے قریب کا حربہ نہین ہے شہناک بچہ دریائی نے جوان ناوک اندازون کو تلوار
کے نیچے رکھ لیا تو سنبھالنا دشوار کر دیا جبتک وہ کمان کو ہاتھ سے رکھین رکھین اور تلوار کھینچ
کھینچین اوسوقت تک مین سیکڑون لاشین گرا دین اودھر فوج دیوانہ کی آپڑی خوب گھمسان
کی لڑائی ہونے لگی بازار جدال و قتال اور گرم ہوا شہناک بچہ نے ناوک اندازون
کا ستھراؤ کر دیا جسپر ہاتھ تلوار کا مارا اوس کے دو ٹکڑے ہو گئے شاخ حیات قلم
ہوئی گوشہ امن نہ ہاتھ آیا زاغ روح سہم کر پرواز کر گیا آن واحد مین چالیس ہزار
کے لشکر کو طے کر کے اوسوقت قریب لندھور کے پہونچا ہے کہ فیلان قوی بازو
لندھور کے سر پر تلوار کھینچے کھڑا ہے چاہتا ہے کہ قتل کرے کہ شہناک بچہ نے ایسی
ہتکٹی ماری کہ تلوار معہ قبضہ و پنجہ علحدہ گر پڑے اور فیلان دست بریدہ ہو کر رہگیا مگر سینے بھی
داہنے ہاتھ کے کٹنے کا کچھ خیال نہ کیا بائین ہاتھ مین گرز لیکر سر پر شہناک بچہ کے مارا شہناک بچہ
نے گرز اسکا چھین لیا اور وہی گرز سر پر فیلان کے مارا کہ سر اسکا پارہ پارہ ہو گیا لیکن فیلان
سے مقابلہ کرنے مین ناوک اندازون کو مہلت ملگئی اور اونھون نے فاصلہ رکھکر شہناک بچہ
کو حلقے مین لے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اب لندھور کی یہ حالت ہے کہ تڑپ تڑپ کر
کہہ رہے ہین کہ ارے یہ کیا قیامت برپا ہے مین جانتا تو اپنے کو قتل ہو جانے دیتا قید کو نہ
توڑتا ہائے مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسے ایسے بہادر جو انجام سے نا آشنا تھے وہ میرے واسطے مارے
جائینگے اگر زندہ بچا تو کیا افسوس ہے کیسے بزرگ آنکھون کے سامنے قتل ہین
ہمارے ہو رہے ہین مثل شیر کے تڑپ رہے ہین اسکا فرد آتا مجھے پہلے قتل
کر دو مین قسم کھاتا ہون سر بدیع الملک کی کہ تجھے وار نہ کرونگا مجھ سے نہین دیکھا جاتا ارے
یہ کون کون بہادر میرے آنکھون کے سامنے خون مین لوٹ رہے ہین ہائے یہ سب میرے
واسطے جان سے مارے گئے اور مین ابھی تک زندہ موجود ہون کاش مین پہلے قتل
ہو جاتا اور یہ حالت ان بزرگون کی نہ دیکھتا لیکن شہناک بچہ مثل شیر گرسنہ کے جھپٹ جھپٹ
کر لڑ رہا ہے آخرکار زخمی اسقدر زخمی ہوا کہ مثل آلاگرد و بالاگرد کے مجبور ہو کر قریب گر
گھوڑے سے گر پڑا لیکن ان تینون سردارون کے ساتھ کے لوگ جو قریب تیس ہزار کے تھے
ابھی بھی دس ہزار رہ گئے ہین جانین لڑا رہے ہین اور اپنے مالکون کو پکار رہے ہین

کسی کا سر نہین کٹنے دیا ہے لیکن یہ سردار ایسے زخمی ہین کہ زندہ نہین بچ سکتے بلکہ انکے زندہ رہنے سے انکا مرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے جتنی دیر یہ زندہ ہین ایسے کرب مین ہین کہ دشمنون سے بھی نہین دیکھا جاتا اور لندھور دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف تو لاشین جبار حلبی و قہار حلبی کی پڑی ہوئی ہین اور دوسری طرف آلا گرد فرنگی دم توڑ رہے ہین ایک سمت مالا گرد فرنگی موت کی ہچکیان لے رہے ہین ایک طرف کثرت زخم سے مہنگک بجم تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے عجب قیامت کا وقت تھا آنکھون سے لندھور کے آنسو جاری تھے بار بار فیروزہ ناوک انداز سے کہتے تھے کہ او ملعون کھڑا کیا دیکھ رہا ہے اسکے قریب آکر ایک ہاتھ مار میرے کہ کام میرا تمام ہو جائے فیروزہ نے کہا کہ تیری ذات سے بڑے بڑے فسادات برپا ہوئے اب تجھکو دار پر کھینچکر تیر باران کرینگے یون تیرا قتل کرنا کچھ لطف کی بات نہین ہے جسوقت تو دار پر کھنچیگا اور بارش باران تیر ہوگی اوسوقت ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے اور دیکھنے والون کو عبرت ہوگی کہ یہ وہی لندھور ہے جو بادشاہ ہندوستان تھا جسکو حمزہ اور اولاد حمزہ نے بڑا عروج دے رکھا تھا اور جس نے بڑے بڑے سرکشون کو مارا تھا جسکی ذات سے بڑے بڑے فساد برپا ہوئے تھے وہ آج اس ذلت و خواری سے قتل ہو رہا ہے لندھور جانب آسمان دیکھکر درگاہ احدیت مین عرض کرتے ہین کہ خداوندا ملک الموت کو تو بھی حکم نہین کرتا کہ وہ آکر اس عاجز کی قبض روح کرے اور مشکل کو میرے آسان کرین پروردگار اب مجھے حیات اپنی منظور نہین ہے اب اگر زندہ رہونگا تو میرے دل سے ان دلاورون کے مرنے کا داغ نہین مٹیگا اور جب یہ حال یاد کرونگا چیخین مار مار کر روونگا لیکن جسکی زندگی باقی ہوتی ہے موت خود اوسکی حفاظت کرتی ہے قول معصوم کا غلط نہین ہو سکتا ہے اسی عالم مین جانب صحرا سے یکلخت گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے لیکن اس گرد کے بلند ہونے سے کفار کے جی چھوٹ گئے ہین کہ اگر اب کمک اس خدا پرست کی آگئی تو غضب ہو جائیگا ان پانچ آدمیون نے جو پہلے بید دیکھے چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے آئے تھے لشکر کا ستیاناس کر دیا اب اگر کوئی آگیا اور فوج اوسکی ہمراہ زیادہ ہوئی تو سب کے قدم اکھڑ جائینگے اودھر لندھور نے جو گرد کی جانب خیال کیا تو اوسکو کچھ علامات اپنے لشکر کے ایسے محسوس ہوتے یکایک اوس گرد مین سے ابر سی سیاہی معلوم ہوئی اور اوس سیاہی مین چمک صاف بادل بجلیون کی نظر آئی جسوقت گرد قریب پہونچکر شق ہوئی ایک لشکر ہاتھیون کا دیکھا کہ انکو پر اونکے آہنی اور رنگیلی تمامین چڑھی ہوئی ہین سونڈون پر تیغ چڑھی ہوئی اس لشکر کی ہیبت سے تمام فوج سمواۃ شاہ کی زہرہ بے آب ہو گئی یہ چالیس ہزار فیل قریب پہونچکر ایک جانب صف بستہ ہوئے اور جو ہمرکاب سے آگے بڑھ آئے تھے وہ خبر لیکر جو پلٹے اور اپنے سردار سے بیان کیا وہ تین لاکھ سوار و پیادہ سے طرف لشکر سمواۃ تاجدار کے چلا جسوقت ان ہاتھیون کو دیکھا تو لندھور سمجھ گئے تھے کہ یہ فوج ہمارا ہی معلوم ہوتی ہے دل مین خوش ہوئے مگر یہ سمجھ مین نہ آیا تھا کہ اس فوج کو لیکر کون آیا ہے اسواسطے کہ یہ وہ فوج تھی جسے لندھور حفاظت ملک و مال و اولاد کے واسطے چھوڑ آئے تھے لیکن جسوقت اس فوج سے تین سردار نکلکر نعرے کرکے چلے اوسوقت لندھور کو ظاہر ہو گیا

کہ ایک انکا فرزند فرستنگ بن لندھور اور دونون بھائی اسکے ارشیون [illegible] اور
فرہاد خان یک ضربی ہین ان دونون بھائیون سمجھا بجھا کر لندھور ہندوستان مین [illegible]
آئے تھے اور عرض کیا تھا کہ آپ نے بڑے بڑے معرکہ دیکھے دنیا مین ساتھ والد ماجد کے
نام پیدا کیا اب آپکو کیا چاہیئے اب یہ زمانہ ہمارے نام پیدا کرنے کا ہے آپ آرام سے بیٹھیے سلطنت
کا انتظام کیجیئے اس لڑکے کی تربیت و تعلیم فرمایئے ہم خدمت صاحبقران مین جاتا ہون لیکن
بعد آنے لندھور کے جبکہ لشکر اسلام پر تباہی آئی اور صاحبقران معہ لشکر اندھے ہو گئے اور
نامہ ہر طرف روانہ کیئے گئے تو اوسوقت لندھور نہ تو ہندوستان مین تھے اور نہ صاحبقران
تک پہونچے تھے یہی سبب تھا کہ ایک پروانہ اینکے نام بھی روانہ ہوا تھا جسوقت یہ پروانہ
ہندوستان مین پہونچا اور پڑھا گیا فوراً فرستنگ بن لندھور نے اپنے دونون چچاؤن
سے دست بستہ عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے والد ماجد ابھی صاحبقران تک نہین پہونچے جو یہ نامہ
یہان آیا اور نامہ کے مضمون سے معلوم ہوا کہ صاحبقران کسی بلا مین مبتلا ہو گئے ہین پس ایسے
وقت مین مدد صاحبقران کی ضرور ہے یہ سوچکر یہ تینون بہادر تین لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے
چلے تھے یہان پہونچکر اونھون نے لوگون سے سنا کہ لندھور قتل ہوا چاہتے ہین جو لوگ اونکی
مدد کو آئے تھے وہ مارے گئے پس یہ تینون بہادر اسطرف پلٹ پڑے اور [illegible] فوج [illegible]
جو نعرہ کر کر [illegible] ہین لشکر کو پامال کرنا شروع کر دیا چونکہ قبل ازین کچھ لوگ فوج حلب کے کچھ لشکر
فرنگستان کے جو بچکر رنگ لڑائی کا بگڑا دیکھکر نکل گئے تھے وہ راہ مین اونکو ملے تھے اور
کیفیت ناوک اندازون کی اونھون نے بیان کی تھی اور کہدیا تھا کہ اس صورت سے
عبدالجبار و عبدالقہار حلبی مارے گئے اور اسطرح آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی
و [illegible] بچہ دریائی وغیرہ قتل ہوئے پس ان تینون بہادرون نے تین لاکھ سوار و
پیادہ کی جمعیت سے آکر تین جانب سے لشکر کا محاصرہ کیا ایک رخ بھاگنے کے واسطے کھلا
رہنے دیا اور تلوار برسانا شروع کی آن واحد مین آکر لشکر کو اسطرح حلقے مین لے لیا کہ ناوک اندازون
کو تیر کشی کا موقع نہ ملا محض تلوار کی لڑائی باقی رہ گئی ہر طرف سے آواز بگیر و بزن بلند ہوئی اودھر
سمنوات تاجدار نے اپنے لشکر کو للکارا کہ ہان خبردار مار لینا ان خدا پرستون کو جانے نہ پائین
اودھر قیقوان شیر سر نے مرکب اپنا بڑھایا اور لقمان شیر سر نے بھی [illegible] کو [illegible]
کیا کہ بڑھکر ان لوگون کو روکین اور فیروزہ ناوک انداز نے دیکھا کہ ایک لڑکا پندرہ سولہ برس
کا گھوڑا اوڑاتے ہوئے سب سے آگے آ رہا ہے اور [illegible] چلا ہوا چاہتا ہے تصویر شباب
لندھور کی معلوم ہوتی ہے دلمین سوچا کہ عجب نہین ہے کہ یہ فرزند لندھور کا ہو پس اسکو
مار کر سر اسکا کاٹ کر لندھور کے آگے پھینک دونگا تو لندھور تو [illegible] دید [illegible]
ہی چند روز تیر کے نہین ہے مگر یہ لڑکا ہے اسکی حقیقت کیا ہے پس اپنا [illegible] بڑھا کر [illegible]
فرستنگ بن لندھور کے آیا اور پکارا کہ او لڑکے کہان جاتا ہے [illegible] پر رحم نہ آیا
کیون اپنی جوانی برباد کرنے اتنے بڑے سے لشکر پہ [illegible] آیا کہ تیری [illegible] اور [illegible]
آگے گھوڑا دوڑا کر نکل آیا ہے تو کون ہے لندھور کا جو اپنے کو لقمہ اجل بنا [illegible]
با بازت جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا فرستنگ نے جواب دیا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہے

جو میرا سر جدا ہوتا ہے میں اپنے والد ماجد کو نہ پا سکتا ہوں فیروزہ نے باتوں میں لگا کر تیر مارا لیکن
فرہنگ نے ہوشیاری کے ساتھ تیر کو قلم کرکے مرکب کو دوڑایا فیروزہ نے جلد ہی کمان پھینک کر
فرہنگ کو آتے دیکھکر نیزہ مارا فرہنگ نے اسکا خالی دیکر نیزہ کو تلوار سے قلم کیا اسنے گرز مارا
فرہنگ نے گرز فیروزہ کا چھین فیروزہ کو پکڑ لیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر صدر زین سے بلند کر لیا
اور آواز دی کہ یا شاہ مردان اسکو دیکھو کہا خبردار ہوشیار کہ ہم فرہنگ ہیں لشکر اسلام
اتنے میں آواز سنکر جو لشکر کفار نے دیکھا تو فیروزہ کو ہاتھ پر فرہنگ کے بلند پایا مجموعہ فوج
سکتہ وہ تعریف کرنے لگے کہ کیا بہادر لڑکا ہے اور کیوں نہ ہو جسکا باپ ایسا ہے کہ اوسنے دو
لاکھ کے لشکر پر یکہ و تنہا تلوار کھینچی اوسکا فرزند اتنا بھی نہ ہوتا الولد سر لابیہ اودھر لندھور نے جو
اپنے فرزند کو دیکھا انہوں نے جوش مارنے لگا ماشاء اللہ چشم بد دور کہکر جوش شوق میں آ گئے
بڑھ گئے مگر طاقت نے یاری نہ کی اودھر فرہنگ نے فیروزہ سے پہلوان کو ہاتھ پر بچائے سر
لیا اور کماندارون پر جا پڑا جس نے تیر مارا تیر کو فیروزہ سپر روکا اپنے کو بچایا اودھر تو جب تیر پڑتا ہی
فیروزہ ناوک انداز شور کرتا ہے کہ اسکے دشمن کو قتل کیجئے ہو یا جب تیر لگا لیتے ہوئے یہ
کیسی قدر اندازی ہے اسکے کیا اقبال سعادت ناہار ارکا یہ کشتہ ہو گیا جو تیر تک ناوک اندازی
بھی بھول گئے اودھر فرہنگ لوگوں کو قتل کرتا ہوا کماندارون کو قلم کرتا ہوا مرکب کی باگ لئے
چلا جاتا ہے کسی طرح لندھور تک پہونچا ن اوسطرف فرہاد خان ایک گرز جو بدست
سنبھالے ہوئے مرکب پر سوار پشت پر لشکر فوج کفار کو دباتا چلا آتا ہے لشکر کفار کا قدم اب
آگے نہیں بڑھتا ہے فرہاد خان نے جسے جو بدست ماری وہ پیوند خاک ہو گیا ایک ایک
وار میں تین تین اور چار چار آدمی جان سے مارے جاتے ہیں جہاں فرہاد خان لڑ رہے ہیں
ایک تتق گرد بلند ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو ہے کہ آدمزادون کے لشکر کو پامال کرتا چلا آتا
ہے کہ یکایک قیوان سپہ سالار ہوا اور آواز دی کہ او بڈھے غضب کیا تو نے کہ تمام
لشکر میں ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے سیکڑوں کو جان سے مارا تو آدمی ہے یا قوم جن سے ہے مگر
کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اس لئے کہ میں دلاوش ہوں اور سپہ سالار ہوں لشکر
سعوات تاجدار کا لقب بہادری کی فرہاد خان نے جواب دیا کہ تو اپنا حوصلہ نکال کہ
ہم اہل اسلام سے ہیں پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہاں اگر خداوند کریم تیری ضرب سے
بچائیگا تو دیکھا جائیگا قیوان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری آگئی جو مجھ سے کہتا ہے
کہ تو وار کر میری ضرب سے بچنا مشکل ہے خبردار رہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ
کہکر گرز اپنا فرہاد خان کے حوالہ کیا فرہاد خان نے گرز قیوان کا سپر جو بدست پر روکا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا نعرہ کیا قیوان
نے کہ زہے دم و بیست کردم بس فوراً فرہاد خان نے گرز سے نکلکر آواز دی کہ گرز ازدی
دکر البتہ کر دی حریف تیرا میں موجود ہوں لے خبردار ہو کہ میں اپنا وار کرتا ہوں قیوان
نے کہا شوق سے وار کر اور گرز اپنا بلند کیا فرہاد خان نے جو بدست گران سنگ
آسمان رنگ کو مثل چرخ دیکھ خبردار خبردار کہکر جو وار کیا قیوان نے وار فرہاد
خان کا گرز پر روکا لیکن جو بدست جو گرز پر پڑی ہے ایک تڑاقا ہوا یہ معلوم ہوا کہ ایک

کوہ پھٹ پڑا شعلہ جاں کر فلک کو نکل گیا تھا گرد و غبار بلند ہوا تھا اور دونوں پہلوان کے
ٹھہر گئے اور تھرائے جو بدست گرز کو ہمراہ لیتی ہوئی سر پر پڑی کہ خود سر میں سر گردن میں گردن سینہ
میں سینہ شکم میں شکم پشت امر کب میں مرکب زمین میں غرق ہو گیا اب جو گرد بر طرف ہوئی
تو دیکھا کہ زمین پر ایک خون کا تھال بھرا ہے چونکہ اس کے مرتے ہی تمام فوج کا حوصلہ ٹوٹ گیا تھا
میں سے سامنا ہوا وہ کنائی کا ٹ گیا اور ادھر فرہاد خان بجلیکو ہٹاتا ہوا قریب لندھور
پہونچ گیا ہے اور ادھر تو فرسنگ اور ادھر فرہاد خان ہیں اسکے عقب میں فوجیں
ہیں لشکر کو سپا کرتے چلے آتے ہیں لشکر کفار کے بھی چھوٹے جاتے ہیں جابجا گھر کی ہی دن
چڑھے سے تلوار چل رہی ہے اور اب شام قریب ہے تمام دن لڑتے گذرا ہے
ارشیون پریزاد تیسری جانب سے لشکر کو دباتا چلا آتا تھا جو سامنے آیا دو ہو کر
گرا عقب میں ارشیون پریزاد کے لشکر اسکا پکڑ پکڑ مارتا چلا آتا ہے یہ بھی قریب
اپنے بھائی کے پہونچ چکا تھا کہ لقمان شیر بیشہ نے للکارا کہ او خود پرست کہاں جاتا ہے
بس اب آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا میں تیرے سے قبض روح کو آ پہونچا ارشیون
پریزاد نے کہا کہ کیا بکتا ہے مارتا ہے اور گویا اگر تجھے کچھ دعوی ہے تو لا
ضرب بہادری کی یہ سنکر لقمان شیر بیشہ نے [illegible] اپنا وار کیا ارشیون
پریزاد نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا سر الگ ہو کر گرا
ٹکڑے ہوئے لوگ اسکی لاش اٹھا کر لے گئے ارشیون پریزاد کو راہ ملی مرکب
کو جولان کیا یہ تینوں بھائی لڑتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے لیکن فرسنگ
پہلے پہونچا تھا جس وقت لندھور نے دیکھا کہ فرسنگ بہادری سے فیروزہ ناوک
انداز کو ہاتھوں پہ بلند کئے ہوئے پکارتا آیا ہے کہا اسے فرزند اس ملعون کو زندہ
نہ چھوڑ تا کہ اس نے بڑے سے داغ دیتے ہیں یہ سنتے ہی فرسنگ نے اس ملعون
کو اوچھالدیا اور تلوار کمر سے کھینچکر سامنے اپنے باپ کے اسطرح جو رنگ ہوائی کا تا
کہ لندھور نے سر اسکا سینے سے لگا لیا لاش فیروزہ کی ناوک انداز دونوں نے اوچھالی اور
راہی ہو گئے اتنے میں فرہاد خان بکتری بھی اپنے لشکر سمیت پہونچے اور ارشیون
پریزاد بھی آگئے لیکن فرسنگ کا لشکر بعد پہونچا سبب یہ تھا کہ فرسنگ جوش شجاعت
میں لشکر سے بہت آگے نکل آیا تھا اور یہ دونوں بھائی لندھور کے آڑ ہو دو کارہ ہوشیار
تھے اسوجہ سے لشکر کو پشت پر لئے ہوئے آگے بڑھے کہ اگر لندھور تک پہونچیں تو
حفاظت تو لامکین اگر قریب پہونچے بھی اور حفاظت نہ کر سکے تو جانے کا کیا نتیجہ ہے لیکن
سمواتی تاجدار نے جو دیکھا آٹھ دشمن سردار ایسے مارے گئے کہ چراغ ملک سمواتیہ کا گل ہو گیا
انجام اچھا نظر نہیں آتا یقین ہے کہ لشکر خدا پرستوں کا ہجوم کئے ہوئے ہے اور نہیں معلوم
انہوں نے ہاتھیوں کی فوج سے کام کیوں نہیں لیا ورنہ ابتک سارا لشکر پامال ہو گیا ہوتا یہ قدرت تھی
خداوند کی ان کی کہ ان لوگوں کے دل میں بھی آگئی خداوند کو ہم لوگوں کا بچانا منظور تھا ایسی ایسی باتوں کا
خیال کر کے طبل بازگشت بجوا دیا اسیوقت دونوں لشکر علیحدہ ہوئے فرہاد خان نے لندھور
کو اوٹھایا قفس میں ڈالا لندھور نے اتنا تو کہا کہ پانچ لاشیں رفیقان صاحبقران کی

پڑے ہیں اسکے بعد لندھور بیہوش ہو گئے فرہاد خان و ارشیون نے لاشون کو تلاش کرنا شروع کیا اور فرسنگ باپ کو لیکر اپنے لشکر مین آیا جراحون کو طلب کر کے زخمون مین ٹانکے دلوائے اور مرہم کی پٹیان چڑہائی گئین وہان فرہاد خان یک ضربی نے لاشین ڈھونڈھ کر اوٹھائین اور شیع اشرف پیر یزداد فرسنگ بن لندھور بعد دفن کرنے لاشہائے لشکر اسلام کے ان پانچون سردارون کی لاشین ہمراہ لیکر بخدمت صاحبقران عالیشان روانہ ہوئے اونکو راستے مین چھوڑا جاتا ہی اور انکا بیان سنیے

اب دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ جس وقت سے لندھور غائب ہوئے تھے ہرکارے اور عیار برائے تلاش روانہ ہوئے تھے لیکن روز دوسرے اطلاع ملی کہ فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پیر یزداد فرسنگ بن لندھور ثانی پانچ لاشین اپنے ہمراہ لئے آتے ہین لندھور کو عیار چرا کر سمواٹ تاجدار کے ملک مین لے گئے تھے اور جو کیفیت گذری تھی یعنی سامان قتل لندھور قید توڑ کر لڑنا لندھور کا اور زخمی ہونا پہونچنا عیار کا ظاہر اور غدار حلبی کا اور گھیر کرنا ناوک اندازون مین نشانہ تیر قضا ہونا اسکے بعد پہونچنا آلا گرد شہ کا اور دہنسنگ سیچید سپاہی کا اور شہید ہونا اوسی صورت سے انکا بھی اسکے بعد بڑی مشکل سے آنا فرسنگ بن لندھور ثانی کا اپنے دونون چچاؤن کے ہمراہ اور تباہ کر کے ناوک اندازون کو مارنا اور ناوک اندازکو اور بچا کر لانا اپنے باپ کو سب بیان کیا صاحبقران خبر آمد ان لوگون کی سنکر تو بہت خوش ہوئے لیکن رفیقان امیر و ملکشاہ کی شہادت کا حال سنکر نہایت غمگین ہوئے اور سرداران ہیت کو کہ بچا کر ہو چکا ہر شل اسفندیار گیلانی و ہشام بن مالک و کیماس بن بہرام و فرخ شہسوار وغیرہ کے کہ یہ ہاتھ سے آفات کے زخمی ہوئے تھے اب درصحت ہین برائے استقبال فرسنگ بن لندھور روانہ کیا اسطرف سے یہ سردار چلے اور اوسطرف سے فرہاد خان و ارشیون و فرسنگ آنکے استقبال کو لشکر سے آگے بڑھے تھے راہ مین ملاقات ہوئی آپسمین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور ہمراہ اپنے لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر نے ان سبکو گلے سے لگایا لندھور کو شفاخانہ سلیمانی مین بھیجدیا اور لاشون پر رفقائے امیر و ملکشاہ کی بہت پر روئے اور فرمایا کہ انکو دفن کر کے مقبرہ بنوا دئے جائین اور نماز جنازہ خود بادشاہ اسلام و امیر نالث نے مع جملہ یاران نامی کے پڑھی اور ان پانچون شہیدون کو دفن کیا حسب الارشاد صاحبقران مقبرہ طیار کئے گئے ہر قبر پر ایک لوح سنگ مرمر کی نصب کر دی گئی اور اوسپر نام صاحب قبر کا کندہ کر دیا گیا لیکن عظمیت و یہ صورت نے جو دیکھا کہ سپہ لشکر اسلام کی آگئی اور لندھور تاک سے تو اسے رہا ہو کر آگیا گو آدہا کا زخمی ہی اکیلا ہزارون لاکھون سے لڑا تھا دلمین ڈرا کہ بلا کا دلیر پہلوان ہے گر خیال کیا کہ اس سے بہتر موقع نہ ملیگا کہ لندھور قابل مقابلہ نہین ہے پس طبل جنگ بجوا کر ان خدا پرستون سے سمجھ لینا چاہئے یہ خیال کر کے حکم دیا کہ بجے نقارہ درمی اوسیوقت کوس حربی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی بقول شاعر شعر نقارہ آواز آمد برون * کہ دولت دولت گردون قرون ہرکارون نے خبر لشکر امیر ثالث مین پہونچائی یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر و مین تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو اسی عالم مین چھوڑا جاتا ہے دیکھئے اوقت مقابلہ مین کسکی فتح ہوتی ہی اور کسکی شکست لیکن ؛

اب چند کلمے داستان حیرت بیان ملک سمواتیہ کے گذارش کئے جاتے ہیں

کہ جسوقت سموات شاہ ہزیمت پاکر طبل بازگشت بجا کر اپنے شہر میں واپس آیا نہایت ملول تھا لاشیں سرداروں کی میدان جنگ سے اوٹھوا کر منگالی ہیں دیکھ دیکھ کر اونکو روتا تھا اور کہتا تھا کہ یا خداوند اکوان یہ آپنے کیا کیا کہ میرے ایسے نامی سرداروں کو مجھ سے لے لیا اب میں خدا پرستوں سے مقابلہ میں کیا کرونگا وہ لوگ اپنے دل میں خوش ہوتے ہونگے کہ ہمارا بھی لشکر نادیدہ ایسا ہے کہ اوس نے ہماری مدد کی اور ہم اکوان پرستوں پر فتحیاب ہوئے لیکن اپنے مدد کرنے کے عوض اور میرے سرداروں کو بھی مجھ سے چھین لیا اب میں لاشیں انکے نہ جلنے دونگا جب تک آپ میری مدد نہ کرینگے یہ کہہ کہکر کھوا تاجدار رو رہا تھا کہ یکایک چوبدار ہرکاروں کی گردیں آلود پسینے میں غرق سامنے سے نمودار ہوئے اور بعد دعا و ثنا سے پادشاہی بجا لانے کے عرض کی کہ جانب شہر اقصائے جابلسا سے جدید روئین تن و شدید روئین تن ایک ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے اسطرف آتے ہیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اونکو حکم ملا ہے خداوند اکوان تاجدار کا کہ ہمارا بندہ خاص یعنی سموات شاہ نہایت پریشان ہے سرداروں نے اوسکے مغرور کیا تھا اونکو ہمنے قتل کرادیا اب وہ پریشان ہے تم دونوں بھائی جا کر سموات شاہ کی مدد کرو اور نام خدا پرستوں کا اس صفحہ ہستی سے مٹا دو یہ سنتے ہی سموات شاہ مارے خوشی کے اوچھل پڑا پاؤں تا بناگوش مسکین وزیر سے کہا کہ حکم دو کہ سواری تیار ہو یہ دونوں فرستادہ خداوند ہیں میں خود انکے استقبال کو جاؤنگا اوسیوقت حسب الحکم سواری تیار ہوئی اور سموات شاہ معہ اراکین دولت سوار ہوکر برائے استقبال جدید روئین تن روانہ ہوا او دہر اون دونوں کو خبر ملی کہ بادشاہ خود برائے استقبال آتا ہے یہ بھی لشکر سے آگے نکلے راہ میں ملاقات ہوئی بغلگیر ہوئے سموات شاہ ان دونوں کو ہمراہ لیے ہوئے بعزت تمام داخل شہر ہوا یہ دونوں بھائی بھی شہر اقصائے جابلسا کے بادشاہ ہیں سموات شاہ نے چاہا کہ انکو تخت پر جگہ دے لیکن ان دونوں نے انکار کیا اور کہا کہ خداوند اکوان نے تاج و تخت ہمیں بھی عنایت کیا ہے لیکن ہم سپاہیانہ مزاج رکھتے ہیں دوسرے ہم اپنے ملک کے بادشاہ ہیں تم اپنے ملک کے فرمانروا ہو یہاں تمہیں کو تخت پر بیٹھنا چاہیے اور ہم بجائے تمہارے سالار لشکر کے مرتبہ پر بیٹھیں گے اسکے خلاف کرنے میں خداوند کی ناراضی کا ڈر ہے یہ سنکر سموات شاہ خاموش ہو رہا اور کہا کہ اپنی تشریف آوری کی مفصل کیفیت بیان کیجئے اگرچہ تشریف لانا ہوا آپکا ہرکاروں کے زبانی اجمال کے ساتھ سنا ہے لیکن آپکی زبان سے سننے کا شوق باقی ہے ان دونوں نے بیان کیا کہ ہمیں ایک پروانہ جسپر مہر خداوند کی تھی ایک طائر نے لاکر دیا اور جب پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ از جانب خداوند اکوان تاجدار بجانب جدید روئین تن و شدید روئین تن اے بندگان سخت واضح ہو تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ یہاں سے طرف ملک سمواتیہ جاؤ کہ ہمارا بندہ خاص سموات شاہ نہایت پریشان ہے سردار اوسکے مارے گئے ہیں تمکو ہم بھیجتے ہیں تم جاکر اوسکی تسلی کرو اور ہمراہ اپنے لو اوسکو بادشاہ لشکر سمجھو اور خود عہدہ سالاری لشکر کا اختیار کرکے بیابان ظلمات میں جا کر اون بندگان مغضوب کو ہمارے قتل کرو جنکو ہمنے اپنے غضب قدرت سے اوٹھا کر بیابان پہلے ہمنے قصد کیا تھا کہ ساحروں کو اور بیابان ہولناک کے باشندوں کو روانہ کریں مگر پھر ہمکو یہ معلوم ہوئی کہ اگر ان اندھوں کو ساحروں سے یا بیابان ہولناک کی بلاؤں سے قتل کروا دیا گیا

پس تم دونوں بھائی کافی ہو ہم یہ پروانہ پڑھتے ہی بلاتامل دو لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر آپ
خدمت میں آکر پہونچے اب آپ بھی تیاری کرکے جلد بیابان طاق کیطرف روانہ ہو جیسا رم
کر اسوقت آپ پر خداوند کی نظر عنایت ہے اور خداپرستوں پر غضب قدرت نازل ہے ایسا نہ ہو پادشاہ
حکم کی تعمیل میں عرصہ ہونے سے تقدیر بدل جائے تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گی سمواٹ شاہ نے پڑھنے
کو وہ پروانہ آپ کے ساتھی شدید و جدید کو دیا اور کہا کہ وہ پروانہ خداوندی تھا کہیں رہ سکتا تھا
ہم اوسکا ادب ہر وقت کہاں اسلئے تھے جیسے ہی عبارت پڑھکر تمام کی ویسے ہی پروانہ ہاتھ سے
غائب ہوگیا فرشتگان قدرت لے گئے سمواٹ شاہ کو یہ سنکر افسوس ہوا اور کہا کہ اگر وہ پروانہ ہوتا
تو اوسے میں حفظ ہیکل بناتا اب آپ دونوں صاحب بجائے حفظ ہیکل ہیں یہ کہا اوسیوقت سامان
سفر کا حکم دیا فوج کے واسطے گاڑیاں و شتر باربرداری کے تیار ہوئیں فوراً سمواٹ شاہ نے کو برائے انتظام
ملک چھوڑا اور آپ مع شدید و جدید و تین تین پانچ لاکھ سوار و پیدل کے جمعیت سے طرف
بیابان طاق کے روانہ ہوا اب دیکھنا چاہیے کہ کسوقت پہونچتا ہے لیکن

چند کلمے داستان لشکر صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہاں عفریت دیو سورت نے طبل جنگ بجوا دیا تھا بہرام قتل ہو آگے ہی اچھا ہوگیا ہے دونوں
ایک ہی خیمہ میں بیٹھے ہوئے ہیں جام شراب ناب کو گردش ہے عفریت نے اوس روز کی تقریر
سمجھ لیا تھا کہ قاسپ اسکا برگشتہ ہو چلا ہے۔ ایسا نہو کہ یہ خداپرستوں کا شریک ہو جائے اوسکو
خوب شراب پلائی جسوقت عالم بیخودی کا دیکھا تو اسطرح بہکایا کہ مقابلہ پر اہل اسلام کے اوسنے
کو سر کے عہد لے لیا اور کہا کہ جو غیر مذہب والا خداپرست ہوتا ہے تو یہ خداپرست اوسکو سے
بدتر جانتے ہیں ظاہر اسیل رکھتے ہیں باطنا یہ کوشش رہتی ہے کہ پہلے لڑوا کر اسکو قتل کرا دو دیکھا
کہ لندھور نے اپنی جان بچائے اور قاسپ سے پہلوانوں اور فرنگستان کے ناموروں کو قتل کرا دیا
خیال نہ کیا کہ یہ ہمارے مددگار آپڑے ہیں نہ یہ سوچا کہ میرا باپ بھی تو انکے ہاتھ سے میں مارا گیا تھا یہ بدنیت
ان خداپرستوں میں ہیں غرضکہ ایسا اولٹا سیدھا سبق پڑھایا کہ دل بہرام کا پھر اسی وقت سے برگشتہ
ہوگیا اور اسنے کہا کہ صبح کو پہلے میں ہی میدان جنگ میں جاؤنگا اور بیٹوں کو لندھور کے
قتل کرونگا غرضکہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلنے طائران خوش الحان شاخ درخت پر بیٹھکر اپنی اپنی زبان میں حمد و ثنا الہی بجا
لانے لگے چرند پرند معروف چرا ہوئے دشت میں ہر جانب کوڑیا الا عجیب لطافت دکھارہا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا میں سفید فرش بچھا ہے سبزہ کا خواب مخمل کا شائق کی شان دکھا رہا تھا طاوس
روش باغ پر ٹہل رہے تھے قمریاں شمشاد پر بیٹھی ہوئی نغمہ حق سرہ بلند کر رہی تھیں بلبلیں گل کے تصدیق
ہو رہی تھیں مسافروں نے رخت سفر باندھکر چلنے کا سامان کیا تھا نمازی مصروف اطاعت الہی
جبکہ امور دینی و دنیوی سے فراغ حاصل ہوچکا لشکریوں نے راستہ میدان کارزار کا لیا سواری
سواری بادشاہ اسلام کی باتمام جاہ برآمد ہوئی ان صرف فوج ہندوستانی صف آرا ہوئی ہے وہی
دستور قدیم طلب میں برکت سلطنت بادشاہ اسلام کا ہے اور صرف تین سردار یعنی
فرسنگ بن لندھور اور قیرا دہقان یک صوری اور شاہین برزاد اپنی اپنی فوجیں

ہٹے ہیں یا وہ چند سردار کہ جنکا ذکر اُسکے استقبال میں آیا تھا وہ اپنے چند آدمیوں سے تماشا
دیکھنے کی نظر سے کھڑے ہیں کیونکہ ترحم سے آنکھ ابھی اچھی طرح مندمل نہیں ہوچکے ہیں اُس طرف
لشکر کفار صف بندی کر رہا ہے عفریت دیو صورت بہرام فیل سوار عجیب افسری آن سے لشکر سے نکل کوسے
ہٹے ہیں غرضکہ جب دونوں طرف صف بندیاں ہوچکیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساتھ ڈمنگاہ اکابر اول
پہلا چنڈ اول رست ہوچکا اور نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو بہرام فیل سوار نے مرکب اپنا
صف سے نکالا اور میدان آکر آواز دی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد کہ منم بہرام فیل سوار
باش اے گروہ خدا پرستان جسے آرزو ہو مرگ تمنا سے گھٹنا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سن
سنتا تھا کہ سنہر یاد خان یا تبرلی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت بادشاہی کے آکر مرکب سے
کود کے زمین سعادت کو بوسہ دیا اور اجازت ضرب چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان
ہو فرہاد خان نے سلام کیا اور یار و یار اپنے فیل پر سوار ہو کر روانہ حربگاہ ہوئے جس وقت سامنا
بہرام کا ہوا اس نے کہا کہ اے شخص تو لند حسور کا کوئی عزیز ہے اس لیے کہ صورت تیری مشابہ ہے انکے
فرہاد خان نے کہا کہ وہ میرا چھوٹا بھائی ہے میں سن چکا ہوں کہ تو اُس سے مقابلہ کرچکا ہے اور پست
ہوچکا ہے بہرام نے کہا کہ جنگ دو سردار دو اس روز اسکی فتح تھی کہیں اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اگر
آج میری فتح ہو تو تجھے میں زندہ یا قتل کروں گا فرہاد خان نے کہا کہ پھر انتظار کس بات کا ہے لا حرب
بہادری کی یہ سنتے ہی بہرام نے نیزہ فرہاد کے حوالے کیا فرہاد خان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا نیزے
چلنے لگیں کوئی بارہ طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ فرہاد خان نے ایک مقام پر نیزہ کو نیزہ پر لگا تھا اور شل
کا شکل چھوپان نیزہ کو نیزہ سے پیچیدہ کر کے یا حیدر کرار کہکر جو یکبار اینٹا نیزہ بہرام کا مثل تیر شہاب کے
ہاتھ سے نکل گیا دونوں لشکروں سے تعریف کی صدا بلند ہوئی اور بہرام نہایت خفیف ہوا۔ اور کہا کہ
نیزہ بازی خلاف مردی ہے اگر تو اس ضرب گرز کو روک لے تو پہلا نیچہ ہی اجل کا اور یہ کہکر گرز اپنا اوٹھاکر
خبردار کہکر سر فرہاد خان پر وار کیا فرہاد خان نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کی گرز جو سپر پر
بیٹھا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا گرد و غبار بلند ہوا فرہاد خان کا سارا بدن گرد میں
چھپ گئے ہوش ہوئے سینہ پر بار ہوا فیل اُنکا کانپ گیا لیکن دونوں ہاتھ مثل ستون
فولادی کے قائم رہے بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم نیست گردم پھر تو اُس خدا پرست سے کہا فرہاد خان
جھپٹ کر گیا اور گرد گرد کے چیخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ فرہاد خان بیہوش کھڑا ہے کہا
منہ پر پانی کا چھینٹا دیا آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار رہو کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے فرہاد خان
گرد سے نکل کر آواز دی کہ آواز دی و کرا پست گردی حریف تیر آہنی ہو جو دہ ہوں شعر

تو ضرب زدی ضرب مانوش کن
کہ بنیاد ہستی از دل فراموش کن

یہ کہکر چچھ بدست گران سنگ
آسمان رنگ پر جو گرز کا وار کیا بہرام نے بھی جلدی سے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تھا مگر جو بدست
جو پہنچی ہے تو تڑاقے کی صدا آئی یا بہرام کا ٹوٹا سپر جو دو پارہ آگئی خود سر میں سر سینے میں سینہ شکم میں شکم
مرکب میں مرکب پیوند خاک ہو گیا شور گرد بلند ہوا فرہاد خان نے نعرہ کیا کہ زدم و پست گردم خبر لو
گبر نا ہنجار کے دیکھو تو کیا حال ہوا اتنا یہ سنکر عیار بہرام کا جھپٹ کر آیا اور گرد گرد کے چیخ مار کر اندر
گرد کے در آیا گرد کوئی جھپٹ کر بیٹھا یا دیکھا تو نہ بہرام کا پتا ہے نہ فیل معلوم ہوتا ہے کہاں زمین پر ایک
قتل تہلہ خون کا دکھائی دیا یہ سمجھ گیا کہ بہرام مارا گیا وہاں سے روتا اور خاک اوڑاتا لشکر میں آیا قتیل

بہرام سے اطلاع کی کفار نے گریبان چاک کر کے خاک اوڑانے لگے فریاد و فغان بلند کی بادشاہ
اسلام کو نذر فتح دی بادشاہ نے ہاتھ پشت پر رکھا شفقت فرمائی دیان عفریت دیو صورت نے
کر گردن اپنا شکست سے نکالا تیغ میدان جدائی و قتال کا کیا پہلے خوب غلغلہ شوری کی با خبر سے
سے نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت غرق غرق ہوگیا ایک مقام پر ٹھیر کر دم کو آرام دے کے
آواز دی کہ اے خدا پرستو جسے آزمایش تیغ و شکست کرنا ہو وہ ... سامنے ... نہیں ... میدان
میں آوے ... بس یہ سنتے ہی ادھر تو فرسنگ بن لندھور نے مرکب اپنا اٹھایا ادھر ...
ارشیون نے باگ لی لیکن فرسنگ نے ارشیون پر بڑا دست ... عرض کی کہ اس سے
مجھی کو لڑنے دیجئے میں نے سنا ہے اسی نے میرے باپ کو گرفتار کر کے ملک ... پہنچایا تھا
میں چاہتا ہوں کہ اسے سزا سے معقول دوں صورت اس ملعون کی دیکھ کر میری آنکھوں میں
خون اوترتا ہے ارشیون نے کہا اے فرزند ہمارے ہوتے تم کیوں ... ہم ... کیا
نام کی نشانی ہو ... یہ ہو سکتا ہے کہ تم میدان میں جاؤ اور ہم تماشا دیکھیں فرسنگ نے کہا کہ ...
ایسی واسطے ہوں ... کہ سبب ہوشیار ہوں تو بزرگوں کو راحت ... پہنچاؤں ...
اسکے علاوہ اگر دنیا میں کچھ نام پیدا کیا تو لطف زندگی ہے ورنہ موت اچھی ... نام ... اگر ...
لڑکے ایسی باتیں کہیں کہ ارشیون نے مرکب اپنا پلٹا لیا اور فرسنگ بن لندھور ثانی بادشاہ
اسلام سے اجازت جنگ حاصل کی اور تیغ میدان کا کیا عفریت گردن اپنا ... ارادہ ...
زمین پر ... بڑھایا تھا کہ فرسنگ نے خالی دیا عفریت ... کر ...
اور کہنے لگے میں ... نہیں چلتی ہے ... سنبھلتے ہی اسنے کہا کہ اب ... ہوشیار
ہو جا ... اٹھا کر ... پامال کر دوں ... کہاں جائیگا ... میرے ہاتھ سے ...
مارا فرسنگ بن لندھور نے نیزہ کو اپنے نیزہ پر کاٹا ... عفریت نے
باندھا فرسنگ نے کھول دیا جو بند فرسنگ نے باندھا عفریت نے کھول دیا کوئی بار ...
رد و بدل ہوئی ہوگی کہ ایک مقام پر فرسنگ نے نیزہ کو نیزے پر ... مارا اس سے نیزہ ...
عفریت دیو صورت سے نکل گیا اس نیزہ کا نکلنا تھا کہ جہاں نظر ... عفریت کی نیزہ و تاریک ہوگیا
کہا کہ غضب کیا ... کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے نکال دیا کہ جو تیرے باپ سے دعوی مقابلہ
کا رکھتا تھا جواب دیا فرسنگ نے کہ اگر دعوے ہوتا تو عیار سے کیوں گرفتار کرواتا ظاہر ہے کہ
مقابلہ لندھور سے خوف تھا جو یہ حرکت کی کہاں جائے گا بچ کے میرے ہاتھ سے اب ... بہادری کی
... یہ سنتے ہی عفریت دل میں کٹ گیا اور سوچا کہ غضب ہوا ... کھل گیا میں جھپٹ کر تلوار ماری
فرسنگ نے ڈھال پر ... ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا ... زور ... مرکب ... دن کے تاب نہ لاسکے بیٹھ
گئے دونوں پہلوان مرکبوں سے کود کر مصروف زور آزمائی ہوئے فوجیں دونوں جانب کی سمٹ کر قریب
آگئیں تماشا کشتی کا دیکھنے لگیں کوئی چار گھڑی کے کشتی میں فرسنگ نے لنگ عفریت کا توڑا
اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کود کر سینے پر آ... آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار سے انکار ہے
عفریت دیو صورت نے کہا کہ بیزار ہوا میں ہوں تو نام خداوند ... ابدار ... میں بس یہ
سنتا تھا کہ فرسنگ نے اسکو ... دیا ... اسکا ہونا تھا کہ لشکر اسلام سے صدا ...
تہنیت و مرحبا بلند ہوئے اور فوج کفار میں ایک غلغلہ ہوا ... بار تو اس خدا پرست کو جا ...

اریکے بڑا غضب کیا اس نے کہ اتنے بڑے سردار کو اسطرح مارا یہ رنگ دیکھکر فرسناک جلدی
سے مرکب پر سوار ہوا اور لشکر کفار تلواریں کھینچکر آ پڑا لڑائی ہونے لگی شور تکبیر و ہیزن بلند
ہوا فرسناک نے بھی تا امکان کفار کو قتل کرنا شروع کیا آٹھ صد ارشیون پر پڑا اور قہرباد خان نے
ضربیں لگے کبھی مرکب جولان کرتے اور لشکر کفار پر مانند غضب الٰہی کے گرے خوب گھمسان لڑائی ہونے
لگی آن واحد میں خون کی ندیاں بہ گئیں کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہو گئے قریب پانچ ہزار کے
کافر اور دو ہزار مسلمان کام آ گئے اب ان کافروں نے لاش نوعفریت کی اوٹھالی اور قصد کیا کہ کل
جائیں کہ ناگاہ ایک ازپردہ بیابان گرد برخاست۔ گرد تیرہ تیرہ ذخیرہ ذخیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ ملعون آیا اور کسکی حمایت کریگا مگر وہ گرد مثل آندھی کے
یہ آئی اور یہ آئی آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گزر مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل
گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرہ پر اونکے تعریف اکوان تاجدار
کی تحریر تھی اور دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار ہے اور دو گیر تاجدار ہر کیان ہستی پر بیٹھے ہوئے کہ
صورتیں اونکی نہایت کریہ اور بھیانک عقب میں فوج مثل دریا کے زخار کے آئی ہے آن
واحد قیام کرکے اور خبر دریافت کرکے دونوں سرداروں نے گھوڑے اوٹھائے اور سات
لاکھ کی فوج سے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور نعرہ کی کہ ہر کہ داند داند ہر کہ نداند بشناسد فتح جند روئین تن
تن و شدید روئین تن غضب خدا و نام اکوان تاجدار ہیں یہ نعرہ کرکے یہ دونوں روئین تن مع سات
لاکھ سوار سے لشکر اسلام پر گرے تہلکہ برپا ہو گیا جنمی ہولی جھکنیں اٹھنے لگیں قدم اوکھڑنے لگے
مگر یہ غازیان دیندار بازار رزم و پیکار کو گرم کیے ہوئے ہیں برابر تیغ زنی کرتے ہیں بہو
گئے بھی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے ہیں آدم بیشتر وہ روئین تن عنقا ہیں
روئین تن یہ دونوں سردار لشکر سماوات تاجدار کے لڑتے ہیں اپنی بھی ضرب اثر نہیں کرتا ہے
مگر فرستادگان اکوان تاجدار ہیں اور ان روئین تنوں میں فرق ہے جو آگے بڑھکر ناظرین پر
واضح ہو جائیگا غرضکہ عجب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے ہر طرف خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں سر مانند
حباب آب کے تیرتے پھرتے ہیں دست و پا کٹے ہوئے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہے
سم گھوڑوں کے خون میں غرق ہیں کافروں کا خون بخش مسلمانوں کے خون صالح سے شامل
ہو کر رنگ بیگانگی دکھا رہا ہے باپ کو بیٹے کی خبر نہیں بیٹا باپ سے جدا ہے بھائی بھائی کی مدد سے
ناچار ہے عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے بہت سوار قتل ہو گئے ہیں اونکے گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے
ہیں زخمی پامال ہو رہے ہیں پھریرے نشانوں کے خون سے افشانی ہو رہے ہیں میدان جنگ میں
لطف قوس و قزح حاصل ہے ہر بہادر اپنے خون سے رنگ کھیل رہا ہے پچکاریاں لہو کی چھوٹ رہی ہیں
عبیر و گلال خون کا ہے آسمان پر شفق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خون اس فلک کج رفتار کا دامنگیر
ہوا ہے کیونکہ گردش میں ہزارہا بندگان خدا بیجان کیے گئے ہیں آپکا خون ناحق ہوا
پھر کسکی گردن پر ہو سکتا ہے دلاوروں کو روز مرگ روز عید ہے چہروں پر خون کے دھاروں کے
سہرے بندھے ہوئے ہیں پوشاک سرخ پہنے ہوئے دولہا بنے ہیں عروس مرگ سے وصال حاصل
کر رہے ہیں ایک طرف کو قہرباد خان یکضرب سے فیل کو علیحدہ کر
لیا ہے کیونکہ جنگ مغلوبہ میں فیل کی سواری کا کوئی موقع نہیں ہے چھ دست اسکے

جسپر کافر پر ہاتھ مارا سر اسپ و مرکب چور ہوکر خاک کردیا یہی سبب ہی جو لقب اسکا یک ضربی ہی کہ اوسکی ایک ہی ضرب
کام دشمن کا تمام کردیتی ہی دوسرے وار کی نوبت نہین آنے پاتی ہی اوسطرف ارشیون پیرزاد تیر ہاتھ مین لیے ہوئے
سفاح حیات کفار کی قلم کرتا پھرتا ہی نشست حسرت باشیون کی پامال ہی سوا ثمر نخل موت کے کچھ ہاتھ نہین آتا ہی
چہرہ کفار کی دہشت سے مثل برگ خزان دیدہ کے زرد ہو رہے ہین یا سر جسم سے مثل ثمر پختہ کے گر رہے ہین ایک
جانب سنگ بن لندھور ثانی مانند ببر شیر کے حملے کر رہا ہی جسپر گرز مارا پرا اڑتا ہو گیا اقصد پران اجل
ہوا ذائقہ تلخ موت چکھا گویا یہی تینون بہادر لشکر کو روکے ہوئے ہین ورنہ تیرا ایشیا کا قدم لشکر اسلام کے اوکھڑ
جاتے مرکبون کی انکے یہ حالت ہی جیسے دریا کے امواج مین کشتی جاتی ہی اہل لشکر نصرت دل
کے خیال سے جان لڑائے ہوئے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہر چند کہ سات لاکھ کی فوج کا
ریلا ان مین لاکھ جوانون سے کیونکر رکتے مگر قدم گاڑے ہوئے داد مردی و مردانگی دے رہے ہین
یہی نقیب پکار پکار کہہ رہے ہین کہ ہان اے بہادرو یہی روز نام و ننگ ہی قدم پیچھے نہ ہٹانے
کہ یہ شیوہ نامردی ہی شان مردانگی کے خلاف ہی تلوار سر پر پڑے مگر نگاہ نہ جھپکے تیر کے آگے
سینہ نشانہ ہی گرز دیکھکر گردن نہ جھکے کمان کے خوف سے گوشہ نہ ڈھونڈے تیر کے سنسنانے سے
دل نہ سہمے میدان جنگ مین آکر مرنا ہر طرح ضرور ہی ذلیل ہوکر مرنا بہتر نہین اگر قسمت سے
فتح حاصل ہوئی تو دفتر مین غازیون کے نام لکھا گیا اگر مارے گئے تو شہید کہلائے یہ باتین
اور ولولے جتاتے ہین گھٹی ہوئی قوت کو بڑھاتی ہین جوانان لشکر سینہ سپر ہوکر سامنے
دیتے ہین لیکن جو بزدل ہین انکو یہ ہدایت اثر نہین کرتی ہی ہر حیلہ اونہین جان بچانے کی فکر ہی بقول
شخصے کہ مارے سے پیچھے اور بھاگتے کے آگے ویسے ہی انکو للکار رہے ہین کہ لینا مار لینا
جانے نہ پائے مگر آپ آگے نہین بڑھتے اپنی کمک کے واسطے سبکو پکارتے ہین آپ کسی کی مدد کو
قدم آگے نہین بڑھاتے کہ کون پکار رہا ہی کو آفت مین پھنسا ہی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ
جہان مردہ جسوقت کنارہ لشکر تک پہونچ جاتے ہین کبھی اس صف سے پیچھے کبھی اوس قول
کے عقب مین دور سے تیر اندازی کر رہے ہین مگر تیر مارا اور جلدی سے پیچھے ہٹے کہ ایسا نہو
کوئی دشمن دیکھ لے اور نشانہ تیر قضا بنائے مگر پہلوان سرداران لشکر کفار جو بہادر ہین یا
کسی قسم کا اطمینان ہی مثل مغفور روئین تن اور مقصور روئین تن کے یا جدید روئین تن اور
شدید روئین تن کہ یہ فرستادہ اکوان ہین سمجھتے ہین کہ ہماری موت خداوند اکوان تا ہدایا کے
نے خلق ہی نہین کی بلکہ پہلوان خدا پرستون کا نام ملک الموت قرار دیکر بھیجا ہی لشکر مین ڈوبے
ہوئے تلوارین مارتے چلے جاتے ہین جسکے تلوار آن پڑتی ہی پٹ ہو جاتی ہی جسم پر جرکا بھی
نہین آتا انکی تلوار جسپر پڑتی ہی وہ شہید ہوتا ہی بچ نہین سکتا ہی یہ دونون روئین تن ساتھ
ہین لقمان ثانی کے کہ انھون نے ادویہ مین انکو ڈبو ڈبو کر آہنی بدن بنایا ہی اور یہ دوا مین
ملاکر آواز انکی اسقدر بڑھا دی ہی کہ جب یہ نعرہ کرتے ہین گھوڑے بیٹھ جاتے ہین پیچھے سوار
اوپر گھوڑا ہو جاتا ہی اگر کوئی ایسا شہسوار ہی کہ اوس نے گھوڑے کو سنبھالا اور وار بھی کیا
تو جسم پر اوسکے حربہ کارگر نہین ہوتا ہی انجام کار ہاتھ سے ان سخت جانون کے مارا جاتا ہی
یہ دونون بڑے دلاوری سے لڑتے ہوئے بڑھے جاتے ہین اور اوسطرف سے فرہاد خان
یک ضربی اور ارشیون پیرزاد صفون کو شکستہ کرتے چلے آتے ہین راہ مین جدید روئین تن

اور فرہاد خان یک ضربی کا سامنا ہوا فرہاد خان نے للکارا کہ او کبر نا ہنجار کہاں تاک
آگاہ ہو کہ قضا تیرے سر پر آ گئی ہے ... قضا ہر کہاں جائے گا
ہاتھ سے ... فرہاد خان یک ضربی دو ... وار لی ... نہ آئے گی ... سنتا تھا کہ جدید
رویین تن نے سر آگے بڑھا دیا ... مرکب جدید کی ... اور سر گردن تک ... ہوں
زمین میں غرق ہو گیا ... بلند ہوا فرہاد نے نعرہ کیا کہ ... جدید رویین تن نے
کیا کہ ... مرکب فرہاد کا ... فرہاد خان نے ... لو سنبھالا ... جدید نے گرد
سے ... گھوڑا فرہاد خان ... کر دیا ... دونوں خاک پر غلطان ہوئے فرہاد خان کو
یہ خیال نہ تھا کہ جدید وار ... پیچ گیا ہے ورنہ ہوشیار ... گھوڑا ... ہونا ممکن نہ تھا
بالفرض اگر گھوڑا مارا بھی جاتا تو آپ کو ... ہو جاتے مگر یہ کام غفلت میں ہوا کہ جدید نے گھوڑا
... کیا اور گرتے ہی فرہاد خان کے ... نشانہ ہوا اور پاؤں مرکب کے ...
اسکی یہ حالت دیکھ کر لشکر اہل اسلام نے ہجوم کر کے فرہاد خان یک ضربی کو ہاتھ سے جدید ...
بچا یا اور خیمہ میں ڈالکر روانہ ہوئے لیکن یہ حالت فرسناک بن لند ... نے جو دیکھی ...
ملعون کے ہاتھ سے بچا ... نعرہ کیا کہ او قرمساق کہاں جائے گا ...
... کیا تو نے کہ ... سردار کو ... کیا میں ... فریب ... ہوشیار ہو گیا
... بہادری کی جدید رویین تن نے ... الود فرسناک کے ... اسیر کیا فرسناک
... تلوار ... میان میں رکھکر ... تلوار ... بس لو ... ہاتھ ... ڈالکر
نعرہ اللہ اکبر ... اور ہاتھ ... سپر لیکر لڑنا شروع کیا
... تلوار مارتا تھا فرسناک وار ... جدید ... لیکن اس ملعون پر اثر ... ہوتا ہے اور ...
... اتنا موقع تھا کہ فرسناک اپنے دل کا ارادہ پورا کر سکتا خیال یہ تھا ...
... ہو تو اس ملعون کو باندھ لیجاؤں ... مگر فوج جدید کی اپنے سردار ...
... فرسناک ... اتنا ہی ... تلوار جدید کی ...
... زمین پر گر پڑے ... اس نے چاہا تھا کہ مرکب کو فرسناک ...
... گھوڑے سے کود پڑا اور چاہا اس نے کہ لپٹ پڑوں جدید نے تلوار ماری فرسناک نے ...
... دست ... اتفاقات ... سر ... فرسناک گر ...
... جدید کا سر ... فرسناک نے ... استانہ ... کر سے نکلا
... کی سر ... عالم ... فرسناک نے ... اور ایک ہاتھ تلوار کا ... تلوار
... اور ... نہ پڑا اس نے دوسری تلوار ماری کہ زخم سے ...
ہو گیا یہ حال دیکھ کر اہل اسلام ... چاہتا تھا جدید کو فرسناک کا ... کہ اہل اسلام یلغار ...
... فرسناک کو ... سموات شاہ نے ... جدید کے لیے ...
فرہاد خان کے مقابلہ میں ... فرسناک ... مقابلہ میں چھوٹ گیا ... تدبیر ...
اٹھنے لگا ... ایشیون ... اور ... آواز دی ...
... سردار ... کیا ... کہ حریف تیرا میں ہی ہوں یہ کہکر باگ مرکب کی اس طرف موڑی ...
... رویین تن نے پکار کر کہا کہ او خدا پرست ... کہاں جاتا ہے تو میرا شکار ہے ... نے جواب دیا ...

لڑنے مرنے سے کام ہے تو ہی آ اگر خداوند کریم نے فتح دی اور زندگی کا بہتر ہے یا شکست کھائیگا
تو تیرے لیے اوسی سے سمجھونگا لا ضرب بہادری کے کر دیر ہوئی شدید پر ویٹن تن نے
کہ انجام تیرا ابھی متصل اونہین دونون کے ہوتے ڈالا ہو پہلے تو وار کرکے اپنا حوصلہ نکال لے
تاکہ یہ حسرت تیرے دل مین نہ رہجاے ارشیون نے جواب دیا کہ ہمارا دستور یہ نہین پہلے دستی نہین ہے
جب خداوند کریم تیرے ضرب سے بچاے گا تو دیکھا جاے گا لا ضرب بہادری کی دیر نکر یہ
سنتا تھا کہ شدید پر ویٹن تن نے خبردار خبردار کہکر تلوار ماری ارشیون بہادر نے سپر کو اوٹھاکر
چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو شدید پر ویٹن تن کی سپر پر پڑتی ہے چار انگل سپر کو کاٹا ارشیون نے بچاؤ دی
کہ تلوار شدید کی ٹوٹی اوس نے جھلا کر وہی ٹکڑا جو اسکا ہاتھ مین تھا قبضہ سمیت ارشیون پر پھینک مارا ارشیون
نے وار اسکا خالی دیا اور تیر شدید پر مارا اوس نے سر آگے بڑھا دیا تیر جو سر پر پڑا تو یہ معلوم
ہوا کہ سنگ خارا پر پڑا اسے شدید کے اوچٹ کر گردن مرکب پر آیا گردن گھوڑے کی قلم ہو گئی
شدید کود کر گھوڑے سے علیحدہ ہو جاتا کہ مرکب ارشیون کو بھی پٹے کر دون ارشیون نے تو نکلی
خالی کیا اور چاہا کہ شدید پر ویٹن تن سے لپٹ پڑون اس نے دیکھا کہ اب مین اس خداپرست کا کچھ نہ
کرسکونگا ایسا ہو کہ گرفتار ہو جاون بس یہ بھاگا اور ارشیون نے اسکا تعاقب کیا لیکن قضا کے
کا اتفاقات روزگار پاون ارشیون کا موقع نہ مین جاتا رہا اور ارشیون پر پڑا اگر تھی ارشیون
شدید پر ویٹن تن پلٹ پڑا اور تلوار دوسری کاٹھی سے کھینچکر سر پر ارشیون کے لگائی کہ سر زخمی ہوا ارشیون
اوسنے ہزار سعی مین ہاتھ شدید کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ تو زخمی ہو ہی چکا ہے اسے کیون چھوڑون اوٹھاکر
زمین پر مارا آدھر ارشیون نے چاہا کہ مشکین اسکی باندھ لون کہ یہ حال جید پر ویٹن تن دیکھ رہا
تھا مرکب کو جولان کیا اور آواز دی کہ اے خداپرست غضب کیا تو نے کہ اس حالت زخمداری مین
شدید پر ویٹن تن سے بہادر کو باندھ لینے کا قصد کیا ہے ادھر تو یہ ملعون چلا آتا ہے آفرین
ارشیون کو یہ کوشش ہے کہ کسی طرح اس ملعون کو گرفتار کرکے تیرا بدست معاً حقیرانہ مین روانہ کرو
پھر اس سے مقابلہ کرون لیکن کام ناتمام رہا ہنوز مشکین اسکی اچھی طرح نہین بندھنی تھین کہ جید پر
ویٹن تن آپہنچا اور تلوار سر پر ارشیون کے لگائی کہ زخم سر چار پارہ ہو گیا یہ حال دیکھکر اہل
اسلام نے یورش کر کے ارشیون کو تو اوٹھا لیے گئے کہ شدید پر ویٹن تن کے بند مین اوجھا پڑا رہ گیا
جید پر ویٹن تن نے جلدی سے اسکو ہاتھ کے مرکب دیا کہ یہ ملعون پھر سوار ہوا اور لڑنے لگا
لیکن لشکر اسلام سرداروں کے زخمی ہونے سے بددل ہو گیا ہے مگر قدم جمائے ہوے لڑرہا ہے
لیکن یہ دونون رویٹن تن قیامت کر رہے ہین ہوے چھوٹ لے ہوے طرف تخت بادشاہ اسلام
کے بڑھ رہے ہین مسلمان جانین لڑاے ہوے سینہ سپر کھڑے ہین لیکن تلوار تو اونکے جسم پر اثر
ہی نہین کرتی کرین تو کیا کرین انکار وار بیکار جاتا ہے دشمن کا وار کارگر ہوتا ہے جملہ و ہر دو رویٹن تن
ہو لیے یہ دونون زبردست بھی ہین اسلئے سوا آوازون سے آگے گھوڑے بڑھتے ہین
اودھر سہواسٹ شاہ چلا چلا کر کہ رہا ہے کہ اے غضنفر خداوندالون یہان آج ان مسلمانون کا خاتمہ
کردو۔ کوئی انمین سے بچنے نپاے لشکر اسلام نے شکست کھایا چاہتا ہے کفار کا یہ جوش ہے ساٹھ لاکھ
سوارون کا ریلا ہے ادھر کل تین لاکھ آدمی ہین جنمین بہت سے قتل بھی ہوے ہین کچھ لوگ حفاظت
خیمون اور تمبیون کی کر رہے ہین کچھ توجہ ناپیا کی حفاظت کر رہے ہین کوئی ڈیڑہ لاکھ آدمی لڑ رہا ہے

قدیم اور کفر اچاہتے ہین بادشاہ اسلام دست بدعا ہین کہ اے کارساز اے بے
نیاز واسطے اپنے حبیب کا کہ ہم سبکو ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے
تو خوب جانتا ہے کہ ہم رواج دین اسلام کے واسطے لڑتے ہین شوق ملک و مال
نہین ہے اور نہ خواہش سلطنت و حکومت ہے اگر موت ہماری قریب آگئی ہے تو ہمکو عذر نہین
لیکن اسوقت ہمکو یہ فکر ہے کہ حرمت اسلام کی برباد ہوگی لاشین
ہماری کفار کے ہاتھ پڑینگی ہر وقت بدست زندہ نہین معلوم یہ لوگ لاشون سے کیسا
سلوک کرینگے بہتر ہے کسی کو ہماری مدد کے لیے بھیج سپہ سالار یہ سخن ورد زبان تھا کہ تیر
دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب بیابان سے ایک گرد و غبار کا بلند ہوا اسے
نگران تھے کہ یکایک وہ دامن گرد کا شگفتہ ہوا اور دل گروہ اسلام کا ... اسفندیار خان
زرانچا بادی ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا دیکھا اس نے کہ کفار کا غلبہ ہے
اہل اسلام شکست کھایا چاہتے ہین پس وہین سے اس نے نعرہ کیا کہ ...
اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باش کہ ہم اسفندیار خان زرانچا بادی یہ کہکر
اپنے لشکر سمیت حملہ کرتا ہے خود بھی تازہ دم ہے لوگ بھی اسکے تازہ دم ہین لشکر اسلام مین گویا
جان آگئی ایک قریب دو لاکھ کے مسلمان بھی ہو گئے ہین اسفندیار خان کے
سپاہیون نے حملہ کرکے کفار کو جا بجا پیچھے ہٹا دین مگر کہان ممکن تھا دو لاکھ سوا
لاکھ سپاہ ... ساتھ ہی دوسری گرد اوڑی سپاہ اسلام ان ... کہ اب کون آیا
کمک لشکر اسلام کی آئی یا مددگار کفار کے آئے دونون لشکرون کی نگاہین گرد
کی طرف تھین کہ یکایک دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گروہ ... عادل خان
... ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا وہ آکر اہل اسلام مین شامل
ہوکر کفار سے مصروف جہاد ہوا یہ دونون سردار ... پہونچ
تمام ... ہوئے تھے کہ وقت پر پہونچ گئے مگر چونکہ یہ لوگ تازہ دم تھے
ہی تو ایک حملہ کرتے ہین فوج کفار مین تہلکہ ڈال دیا خون کی ندیان بہا دین
... ان کے ایسے پرسا دیئے بازار جنگ کو گرم کر دیا اہل اسلام مین جان
تازہ آگئی بادشاہ اسلام نے لشکر پر ور دگا کیا اور ان دونون سردارون
نے اپنا اپنا لشکر آگے بڑھانا شروع کیا اور فوج ہندوستان ...
چلی تھی اوسکو پشت پر لے لیا اور بادشاہ اسلام نے یہ انتظام کیا
کہ ... تھکی ہوئی فوج کو حفاظتی فوج کے مقام پر قائم کیا اور حفاظتی فوج کو
مین طلب کر لی خوب ہی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی لشکر کفار ...
... لاکھ فوج کو جب حملہ کرکے پیچھے ہٹا دیا لڑتے لڑتے تمام دن ختم ہو گیا
اور شام ہو گئی مگر مسلمان دم نہین لیتے لڑتے ہوئے چلے ہی جاتے ہین
... بادشاہ نے دیکھا کہ فوج کیمری تھکی ہوئی ہے اور لشکر اسلام تازہ دم ہے
اور شام بھی ہو چکی ہے آج جنگ کو موقوف رکھنا چاہیے پھر دیکھا جائے گا
یہ خیال کرکے ... سے صلاح لی یہ وہی وزیر شیلان ... ہے

ہمراہان چاروں سرداروں کے یہان آیا تھا بختیارک ثانی مثل بختیارک
اول کے نہایت ہوشیار و زیرک ہے بلکہ وجہ تسمیہ بھی اسکی یہی ہے کہ اسکی حرکتیں
شیطان لقا سے مشابہ پاکر بادشاہ نے اسکو بختیارک کا خطاب عطا فرمایا
ورنہ نام اصلی اسکا ہے اور تھا بختیارک نے بھی صلاح دی کہ اب طبل
بازگشت بجوا دیجئے کل دیکھا جائیگا۔ سمواٹ شاہ نے پکار کر کہا کہ اے غضنفر
خداوند الکوان میں طبل بازگشت بجواتا ہوں بس اب آج کی شب آرام سے بسر
کیجئے کل دیکھا جائیگا یہ کہکر حکم طبل بازگشت کا دیا دونوں لشکروں نے
حسب قاعدہ جنگ سے ہاتھ کھینچا اور علیحدہ ہوکر اپنے اپنے آرامگاہ کیطرف
متوجہ ہوئے افسر سمواٹ تاجدار اپنے بارگاہ میں داخل ہوا سردار
اپنے اپنے خیموں میں گئے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا سو رہے
کمر میں کھولتین آج بسبب تھکے ہوئے ہونے کے سمواٹ شاہ نے بھی دربار نہیں
کیا اور جاکر بستر مرگ پر قیام کیا یہان اہل اسلام اپنے فرودگاہ پر آئے
بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہوئے اسفندیار خان زرانجایادی و سہیل
ششتری جھماری ایک ایک پایہ تخت کا پکڑے ہوئے ساتھ آئے جب حضور
بادشاہ داخل آرامگاہ ہوئے یہ دونوں اپنے اپنے خیمہ کی طرف واپس گئے
یہ آکر صرف چناب ہوئے تھے اسیوقت سے انکے ملازموں نے علیحدہ کر
کے خیمہ کو نصب کیا تھا غرضکہ ان لوگون نے بھی بستر راحت پر قرار دیا
قہرمان دوران یعنی وارثیون پیرزاد و فرشتہ بن لند حکیم شفاخانہ
شاہی میں داخل کئے گئے علاج انکا ہونے لگا جب دوسرا روز ہوا اور بادشاہ اسلام
آکر بارگاہ گوہربار میں تخت حکومت پر جلوہ افگن ہوئے صاحبقران عالیشان ڈنگل
ہماشانی پر بیٹھے اور سردار آکر اپنے اپنے ڈنگل پر متمکن ہوئے سہیل خان
ششتری جھماری و اسفندیار خان زرانجایادی بھی حاضر دربار ہوئے آداب
شاہی بجالانے کے بعد اپنے اپنے مرتبہ کے موافق ڈنگلوں پر متمکن ہوئے بادشاہ اسلام نے انکی
جانفشانی پر مرحبا کی اور فرمایا کہ اب تمہارا سن اس قابل نہیں ہے کہ تم میدان
جنگ میں تیغ زنی کرو مگر وقت ایسا ہی آپڑا تھا کہ تم کو سب لیے بلایا ہیں کہ اک
طفل صغیر سے بدتر ہیں دشمن کو دیکھ رہی نہیں سکتے تو لڑیں کیونکر یہی سبب تھا کہ تم لوگون
کو پروانے بھیجکر یہ تکلیف دی اور تم بھی بروقت پہونچے پروانہ کے آن پہونچے خداوند
اسکا اجر عنایت کرے ان دونوں نے دست بستہ عرض کیا کہ نمک خوار ہوئے
ہی اس دن کے لئے ہیں اب خدا وہ وقت جلد لائے کہ حضور کے حق نمک ہم سے
ادا ہو جاوین اور ان قدموں پر نثار ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ خداوند حقیقی تمہین ہر بلا سے
بچائے اور عمرون کو تمہاری دراز کرے لیکن قہرمان بن عمر قریب صاحبقران
کے آیا اور اس نے عرض کی کہ اے شہریار با اقبال آخر یہ کب بلا ہے کہ جسمین
آپ مبتلا ہوئے اور تمام لشکر سرداروں سمیت ابتلا ہوگیا کب تک اسی حالت مین

آیا ہم خفت میں رہینگے آخر اسکی کوئی فکر کوئی تدبیر انسان کو چاہیئے کہ کامیابی کے لئے
اپنی سعی کوشش کرے آیندہ مقدر ہے۔ حضرت ان نے فرمایا کہ تمھا صاحبان باتونکو
تم مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہو۔ جو کچھ تم سے ہو سکے وہ کرو مین تو کچھ بھی نہین کر سکتا
بجز اسکے کہ اسی امید پر کہ جمعیت کو درویش صاحب کی بھی تھی مگر اونہون نے بھی اسوقت تک خبر لی نہ خدا
جانے کون سے سخت ستارے ہمارے جانونکے آگئے ہین کہ ایسی بلا مین مبتلا ہوئے ہین
اور کوئی تدبیر کرنیوالا نظر نہین آتا کوئی فکر ذہن مین نہین آتی۔ بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ خواجہ اگر اسکی فکر کرو اور ہم لوگون کو اس بلا سے نجات دلواؤ
تو تمھارا احسان عمر بھر نہ بھولونگا گویا تم ہی نے جان بخشی کی اور تمام لشکر پر تمھارا احسان
ہوگا۔ اور ہم بھی اتنا وعدہ کرتے ہین کہ تمکو خوش کر دینگے دامن مراد تمھارا
گوہر مقصد سے بھر دینگے حضرت ان نے عرض کی کہ جاتا ہون اگر اقبال نے مدد کیا اور ہری
اور قسمت سیری رسا ہے تو کامیابی حاصل ہوگی۔ غرض کہ حضرت ان سب سے رخصت
ہوکر ان اندھون کے واسطے دوائے چشم ڈھونڈنے نکلتا ہے دیکھئے اب یہ کہان
پہونچتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اول حال سموات شاہ کا گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ کافر
ذلیل بازگشت ہوا کر جو میدان سے پھرا رات سوئے نہین کئی صبح کو دربار کیا اور جدید
روئین تن اور شدید روئین تن سے کہا کہ سبب سے آپ دونون صاحب تشریف
لائے اسوقت تک مجھے آپکی دعوت کرنے کا موقع نہ ملا۔ لہٰذا میرا یہ جی چاہتا ہے کہ
یہ صحرا نہایت پر فضا ہے اور بالفعل جنگ بھی بسبب خستگی لشکر کے ملتوی ہے اور
خداوند لکوان نے آتے ہی فتح بھی عنایت کی کہ یہ تینون خداپرست جنہین آپ نے
زخمی کیا ہے ایسے زبردست و سرکش تھے کہ میری فوج مین گھسکر اپنے بھائی [illegible]
[illegible] کو چھڑا لے گئے آپ ہی ایسے تھے کہ انکو زک پہونچائی لہٰذا یہ دعوت ساغر
بخاطر خداوند لکوان تاجدار قبول فرمائیے جدید روئین تن و شدید روئین تن نے بخاطر
سموات تاجدار دعوت منظور کی اور سموات شاہ نے حکم دیا ہرکارون کو کہ جسقدر
لگاؤ کہ اس شہر کے گرد و نواح مین کون کون سی بستیان ہین اور [illegible] یہان
لاؤ ہرکارے ادھر روانہ ہوئے ادھر سامان جشن ہونے لگا بارگاہ کی
آراستگی بیان سے باہر ہے ایک تو بارگاہ شاہی یوہین اوسکی آرایش و زیبایش
کیا کم تھی پھر کہ اور سنواری گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ حجلۂ عروس کی آراستہ ہے لشکر
کی آراستگی کا حال کیا بیان ہو کسی طرف کسوٹڑا [illegible] رہا ہے دوکانین [illegible] آراستہ ہین کل
دوکانداروں کو بادشاہ کا حکم ہے کہ لشکر جدید روئین تن و شدید روئین تن سے کوئی قیمت
نہ لے جو شئے خرید کا ہو وہ بغیر قیمت کے لے قیمت خزانہ شاہی سے ملیگی
ہر طرف سامان روشنی ہو رہا ہے خیمہ کے دروازے پر تمام بلور [illegible]
[illegible] چراغان لگائے گئے ہین اور ہر طرف راستے پر نظر بندی ہے۔ درختون پر قندیلین
آویزان کی گئی ہین امرا کے خیمون پر مختلف رنگ کے جھنڈے اوڑ رہے ہین درخت
[illegible] رنگارنگ [illegible] ہین یعنی سرخ و زرد و سبز مختلف اقسام [illegible] آراستہ [illegible]

تمامی سے منڈھے گئے ہیں قندیلوں میں بادلے کی جھالریں لگائی گئی ہیں بختیارک ثانی
کس خوبی سے انتظام کر رہا ہے ایک روز میں اتنے بڑے لشکر میں یہ سامان کرنا اور
صحرا میں جہاں اپنا گھر بھی نہیں ہو کر ہر چیز مہیا ہو سکے تو بختیارک ثانی نے تنہا
مدبر دن بھر میں اس نے کل انتظام کر لیا شام ہو لی ہے ہر طرف روشنی ہونے لگی
پیغام ہوتا تھا کہ لشکر بھر میں آگ لگی ہوئی ہے روشنی اس کثرت سے تھی
کہ عکس افشار روے فلک پر رنگ شفق کا پیدا کر رہا تھا اور زمین پر اک فرش
نورانی بچھا ہوا تھا درختوں سے سبز پتوں میں سرخ قندیلیں جو روشن تھیں نارنگی
کے پھلے پھولے درخت کا سمان دکھا رہی ہیں بادلے کی جھالر جھلی دل پر بجلیاں گرا رہی
تھی تاشی خیموں کے مثل ماہتاب کے چمک رہے تھے روشنی انجم کی محسوس ہونے
لگی تھی ہر گلی کوچے میں پھر رہے تھے کوئی انگور بنا ہوا چمک رہا تھا کوئی دھنک
کا رنگ پھر رہے ہوئے ایک انسان میں مرد و شورش دونوں جا رہے دکھائے تھا
کسی جگہ نیشنیاں ناچ رہی تھیں تماشائیوں کا ہجوم تھا بازار میں لوگ آ جا رہے تھے کس
پر ... کالسیاں ... کسی طرف ہوا نگوں سے تخت آراستہ ہوئے
لگے ہیں ... کوئی چھچھوندر نکل رہا تھا کوئی جلتا ہوا گیند اڑ گل نکل رہا تھا کسی نے
زبان پر نکلے سوزن کر کے پھرتا تھا خون نہیں دیا ... جسم میں ہوا کسی نے کلہ
میں چھچھوندر ... لی اور ... نشان زخم ظاہر نہ ہوا ۔ ان لوگوں کو بھی انعام
مل رہے ہیں کسی مقام پر مداری تماشہ کر رہے ہیں ساقیوں اور قندیلیوں
کے تخت برابر سے لگے ہوئے ہیں شرابیوں کا ہجوم ہے دم پر دم پی رہے ہیں پیالہ پیا
کیا سے جا رہے ہیں لشکر کی تو یہ حالت ہے اور بارگاہ ہمایوں شاہ میں سرداروں
کا جلسہ ہے بالفعل تاج سے کہیں پرستان کا سمان ہے وہ بارگاہ کی آراستگی اور
وہ روشنی کہ بے قیمت بارگاہ کے ستونوں پر ... سقف پر طلائی کام
بنا ہوا ہے گنگا جمنی قالین کا ... بچھا ہوا اور سرداروں کا جلسہ پہلو میں
بادشاہ کے جواہر نگار تخت مرصع ... اسکے بعد درجہ بدرجہ اور سردار
اپنے اپنے رتبہ کے موافق کرسیوں پر بیٹھے ہوئے سامنے رقاصان ماہ
طلعت پری صورت زیور جواہر میں غرق باری باری مجرے ہو رہے ہیں نگاہیں ہر طرف
سے لڑ رہی ہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں سب کچھ باتیں ہو جاتی ہیں بختیارک ثانی بھی
سب کی خاطر تواضع میں سرگرم ہے کبھی اندر بارگاہ کے آتا کبھی باہر جاتا ہے اسی آمد و رفت
میں ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بہل گاڑی چلی آتی ہے اور اس پر دو عورتیں سوار ہیں ایک
کے بال مہندی سے رنگے ہوئے عمدہ لباس پہنے ہوئے طبلہ سارنگی وغیرہ
رکھا ہوا ایک مرد بھی ساتھ بیٹھا ہوا اس وضع سے کہ سر پر پگڑی بندھی ہوئی
داڑھی چڑھی ہوئی تنبورہ ہاتھ میں بیچ میں ایک پری تمثال بارہ چودہ برس
سن کی ایک صورت کی تصویر بیٹھی ہے بقول شاعر

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتیں مرادوں کے دن

قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی لٹیرے دار رنڈی ہے جلسے کی خبر سنکر آگئی ہے ابھی تک رسائی نہیں ہوئی بختیارک نے یہ خیال کیا کہ اگر بغیر اپنا مقصد حاصل کیے ہوئے یہ چلے گئے تو بدنام کریں گے اس سے دریافت کر کے نام لکھ لینا چاہیے تاکہ رخصت کرنے کے وقت اسے بھی کچھ دیدیا جائے اس خیال سے آگے بڑھے اور پوچھا کہ خواص سے کہ نام اسکا کیا ہے۔ اس نے جھپٹ کر قریب لا بٹھایا کہ آکر بی نائکہ سے پوچھا کہ بائی جی تم کون ہو اور کہاں کی رہنے والی ہو نام تمہارا کیا ہے۔ اس نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ میاں میں شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہوں نام میرا خفقان بائی ہے اس جلسہ کی خبر سنکر میں بھی اُدھر سے چلی آتی ہوں خواص سنکر بہت ہنسا اور بختیارک سے کہا کہ دیکھو تو بڑی دل لگی ہے عورت ہے نام اپنا خفقان بائی بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہوں۔ بختیارک نے کہا کہ اس سے کچھ موقوف نہ بنایا میں آپ پوچھے لیتا ہوں یہ کہکر آگے بڑھا اور کہا کہ بائی جی ٹھیک ٹھیک اپنا نام و نشان بتلاؤ اس نے یہی کہا کہ حضور میں کیا آپ سے مذاق تھوڑے کرتی ہوں میرا یہی نام ہے جو حضور سے عرض کیا آپکا نام سنکے چلی آئی ہوں لیکن اس نائکہ نے جو دیکھا کہ نگاہیں انکی نوچی کی طرف بیاد سے پڑ رہی ہیں کہا قربان جاؤں کیا سرکار میں عورتوں کو آپ ہی پہونچاتے ہیں بختیارک نے کہا بائی جی ذرا سمجھ کر بات کرو ہم تو سنتے تھے کہ اگلی رنڈیاں بہت تمیزدار ہوتی تھیں قیافہ شناس ہوتی تھیں تم کیسی ہو کہ شریف اور رئیس کو نہیں پہچانتیں اس نے کہا کہ واری ایک تو میں خفقانی عورت ہوں دوسرے مجھے قدرت آپ کی ایسی ہے کہ کیا کہوں میرا اسکے علاوہ اب تو شریفوں نے بھی اس پیشہ کو جائز کر لیا ہے اور اس سلسلے سے سرکاروں میں ترقیاں کر لیتے ہیں اپنا عہدہ بڑھا لیتے ہیں ایسے میں نے کیا کچھ قصور کیا۔ اچھا اگر آپ نہیں جانتے دیجیے میں اور ذریعہ رسائی کا پیدا کر لوں گی اور آپ سے تو میں نے اس لیے پوچھا تھا کہ اگر ارباب نشاط کا انتظام حضور ہی کے ہاتھ میں ہو تو ہمارا مجرا ابھی ہو دیجیے آپ خدانخواستہ آپکے دشمن ایسے ہوں چاہیں بچھو نہیں دور پار سات سمندر درمیان بختیارک نوچی پر اسکی دل سے فدا ہو چکا ہے سر درگم سب نشست رہا ہے نائکہ بھی آفت کی ہے کہ حرارت ہی والی ہے۔ اور ایک ہی بیٹھے میں بیٹھ کر پیشتر ٹھنڈا کر لیتی ہے اور وہ چھوکری ٹھنک ٹھنک کر کہہ رہی ہے کہ یوں تو ہمیں تو نیند آتی ہے بائی جی ڈانٹ کے کہتی ہیں کہ لین کی دوں پچھی بنا یا ہے کہ چراغ میں بتی پڑی اور اتنے رکھی تخت چڑھی ایسی ہی تیرے نیند ہے کیا کھا کے اور کیا کما کے گی کیا یار کے پنجل میں جاکے گی جھپ سے سو رہے گی یا تو کوئی ایک ہی مرتبہ سے دوسری ہی مرتبہ بلالے گا نہیں یا کوئی بگڑے دل ہوا تو لاتیں مار کر سیدھا کر دے گا یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ تم بڑی زبان دراز بد مزاج معلوم ہوتی ہو کہ ابھی یہ عورت اتنی کم سن ہے کہ مرد سے آگاہ نہیں اور اس سے ایسی ابھی باتیں کرتی ہو اس نے کہا کہ میاں آگاہ ہی تو نہیں ہو جائے گی بختیارک نے کہا کہ تمہیں شرم نے کا ٹھکانا بتا لئے دیتے ہیں ہو شیخ اور عقل سے تمہارا مجرا ابھی سنوادیا جائے گا یہ کہکر خواص سے کہا کہ

اسے ہمارے خیمہ میں لیے چلو ہم آتے ہیں خواص نے لیجا کر خفقان بانی کو ایک
خیمہ میں اوتارا اور مختیارک ثانی نے جلسہ میں جا کر کہا کہ کھانا تیار ہے
دسترخوان آراستہ ہو چکا ہے ـ سموات شاہ نے رقص کی موقوفی کا حکم دیا
اور سب جلیدار و یکین تن و شدید روئین تن اوٹھ کر روانہ ہوا دوسرے خیمہ میں
پہونچ کر دیکھا تو دسترخوان بچھا ہوا ہے ـ کھانے انواع و اقسام کے چنے ہوے ہیں
چونکہ بادشاہ کے ہمنشین تھے وہ ساتھ بادشاہ کے بیٹھے کھانا کھایا اور حیثیت
دوسرے خیموں میں اوسط درجہ کے لوگ بیٹھے تیسرے طبقہ کے لوگ
اور اور خیموں میں بیٹھے ہر شخص کی حیثیت کے موافق خیمہ تھا ـ کھانا عام طور سے اہل
لشکر پر تقسیم ہوا ـ غرضکہ سب کھانے سے فرصت ہو چکی تو پھر جلسہ جا سردار
آ کر سب بادشاہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بیٹھے ناچ شروع ہوا ساقی کی
طلب ہوئی اوس وقت مختیارک ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ
جہان پناہ اگر ارشاد ہو تو اس کام کو بھی میں ہی انجام دوں میرے خیمہ میں
اک ڈیرے دار اُن کی بھی ہوئی ہے کہ ایسی عورتیں حسین اور نازنین کم پیدا ہوتی
ہیں اور نہایت شوخ و چالاک معلوم ہوتی ہے مجرا بھی کرتی ہے ـ اگر فرمائیے تو
اوسے حاضر کروں کہ ناچ بھی جائے اور ساقی گری بھی کرتی جائے بادشاہ
نے کہا کہ پھر اس سے بہتر کیا ہے مختیارک وہاں سے اپنے خیمہ میں آیا
اور خفقان بانی سے کہا کہ اپنے کو کہ پشواز پہنیں اور گھنگرو باندھیں سرکار
میں طلب ہے اور وہاں پر تو بتلاؤ کہ ساقی گری کیونکر کی جاتی ہیں یا نہیں خفقان
بانی نے کہا کہ جی ہاں سب کچھ اسے میں نے بتلایا ہے مگر اپنے مرشد کے
دستور کے موافق اگر مجرا آپ کے سامنے اسی مقام پر ساقی گری
کرتی ہے آپ ہر بات پر نظر رکھئے جو باتیں نا پسند اور رسم و رواج کے موافق
ہوں اونہیں سمجھ لیجئےگا اور جو باتیں خلاف رسم ہوں اون کو روک کے طریقہ اوسکا
تعلیم کر دیجئےگا یہ ایسی ذہین ہے ابھی سب سیکھ لے گی مختیارک نے کہا بہتر
پہلا جام اپنے ہاتھ سے کامیں پیتا ہوں ـ غرضکہ یہ نازنین مسکرائیں بصد کرشمہ و ناز
اوٹھی اور پشواز پہنی گھنگرو باندھے جام صراحی سے لبریز کیا اور اشعار عشق آمیز
گانے اور ناچتے ہوے جام پیش کرکے بھی مختیارک اسکی اداؤں پر لوٹا جاتا ہے مرا
جاتا ہے ـ دل میں کہتا ہے کہ میں نے یہ کیا غضب کیا کہ بادشاہ سے اس کا ذکر کر دیا
کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کی نگاہ بھی اسکی طرف ہو جائے تو بڑا ہی غضب ہو جائیگا
یہ سوچکر دل میں پشیمان بھی ہوتا ہے کبھی خفقان بانی سے پوچھتا ہے کہ تمہارا خیمہ
کہاں ہے اور کس قدر فاصلہ یہاں سے ہے خفقان نے کہا حضور یہ شہر بہت قریب ہے اور
نہایت معمور بھی ہے خداوندا اوسکو الٰہی سردار کی بہت بڑی خدائی ہے اوس نے ایک
ظاہر کر دیا ہے پیدا کی ہے ـ اور ایک باغ دنیا پیدا کی ہے جس سے شہر آراستہ ہیں
ایسا ہوا ہے کہ کسی کو نظر نہیں آتا ہے یا شگفتگان دنیا سے باغ جیسا کرتی ہے تصویر کر کے ہیں

تو دنیا کے ظاہر پر پہنچ جاتے ہیں اور جیسی خطا ہوتی ہے ۔ ویسے ہی موافق
اون کو سزا دیجاتی ہے میں نے یہ قصور کیا تھا کہ ایک روز خداوند
کی طرف نیت بد کی تھی کہ اگر اس لڑکی کو خداوند اپنی خدمت میں قبول
کرین تو اچھا ہے کہ یہ نہایت خوب صورت ہے لائق اوسی کے ہے ۔ یہ بات
خداوند کے خلاف گزری اور مجھکو ویسی ہی سزا دیگئی ۔ حکم ہوا کہ تو نے
اپنی حد سے گزرنا چاہا اسکا شکر نہ کیا کہ تجھے دنیا کے باطن میں پیدا کیا
اب تو یہ چاہتی ہے کہ کوٹھے پر چڑھی ہوں تو آسمان کو چھولوں بس جو شخص کوٹھے
پر جا کر آسمان کو چھونا چاہے گا وہ آسمان پر پہونچے گا یا زمین پر گریگا ۔
تجھے بھی ویسی ہی سزا ملی کہ دنیا کے باطن سے دنیا کے ظاہر میں پھینکی گئی اور
ہمیشہ ایسا ہی جو حد کا ذلیل ہے ۔ مختیارک نے کہا کہ آخر یہ سزا کبھی ختم
بھی ہوگی یا نہیں ۔ اوس نے کہا کہ جی ہاں برس دن کی سزا ہوئی تھی جسمین
اب مہینہ بھر باقی ہے اوسکے بعد میں اپنے مکان میں پہونچ جاؤنگی اور [illegible] کر دیتی ہے
پاک و صاف بناؤنگی ۔ مختیارک نے کہا کہ جس وقت یہان سے خدمت میں
خداوند کی پہونچنا تو کہنا کہ ایک بندہ گنہگار آپ کا یہین ملا تھا اوس نے عرض
کیا ہے کہ کیا سبب ہے کہ اسوقت تک میرے یہان اولاد نہین ہوئی لہذا امیدوار
ہون کہ مجھے اسی سال مین لڑکا عنایت ہو ۔ شفقارہ بائی نے کہا کہ جس وقت پہونچنے کے میں سب
کہدونگی اور جسقدر میری خاطر و مدارات کر رہے ہو اسکا حال بھی بیان کرونگی
اور تمہاری مہمان نوازی کی تعریف خداوند کے سامنے کرونگی ۔ مختیارک
ثانی نے کہا اچھا یہ ہو سکتا ہے کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ وہان لیتی چلو ۔ اوسنے جواب دیا کہ وقت آنے دو سب کچھ
ہوجائیگا ادھر وہ نازنین باتین کرتی ہوئی قریب مختیارک ثانی کے پہونچی اور جام دیا مختیارک نے جام
ہاتھ سے لیا اور پیتے ہی ہچکی لی کیا شکر کرتا ہے پیالے کیون نہ پیجئے ذرا ۔ نہین مین تنخواہ نہین
مجھے ولی نہین جو جام پیتے ہی ایک سرور پیدا ہوا پکارا ایک جام اور دیجئے مجھکو [illegible]
جام کا انجام وہ بد انجام نہ سمجھا کہ [illegible] اگرچہ بڑا گرگ باران دیدہ و کار آزمودہ گرم و سرد زمانہ
چشیدہ تھا مگر اسمقام پر ایسا مدہوش ہوا کہ کچھ اسکو خیال نہ رہا اسکی تیزی و چالاکی اور [illegible] ایسی معروف
و مشہور ہے کہ ہر ایک اسکے مذاق سے واقف ہے شیطان درگاہ خداوند کے لقب سے ملقب ہے اور یہی
اسکی [illegible] باتین و مذاق [illegible] بارگاہ مین [illegible] کیا کرتا ۔ اول درجہ کا [illegible] فتنہ پرداز
ہر کسی کو [illegible] دینا یا کسیکو اغوا کرنا دو شخصون کے درمیان مین آتش کینہ و فساد کو بھڑکا کر [illegible]
ڈلوا دینا ایک کو برباد کر دینا اور ایکبار خصومت کرا دینا اوسکے بائین ہاتھ کا کھیل ہے اور
جتنے حرکات سکنات شیطان علیہ اللعن کے ساتھ مخصوص ہین وہ سب اسمین موجود
ہین بلکہ مجسم شیطان ہے ابلیس پر تلبیس ۔ اوس پر ایسا تسلط ہوا ہے کہ گویا حلول
کر گیا ہے غرض کہ اسی نازنین سے مخاطب ہو کر مختیارک نے کہا کہ ایک
جام اور دیجئے آپکے جام سے تو وہ لطف دیا ہے کہ بے وغدغہ انجام بالکل مدہوش کر دیا ہے دنیا و مافیہا
کی کچھ خبر نہین ۔ بقول شاعر ع ایسا ایک جام دے ساقی بیہوش جسے دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

یہ کلام سنکے نازنین نے کہا لیجیے اور دوسرا جام بھر کر پھر دیا بختیارک نے متواتر جو کئی جام پیے بیہوشی نے غلبہ پایا چھینک آئی اور چیخ مار کر زمین پر گرا بیہوش ہوا خفقان بانی اپنے مقام سے اوٹھی چاہا کہ خنجر کھینچکر اسے قتل کرون کہ یکایک پشت خیمہ کیطرف سے ایک آواز آئی کہ واہ مرشد زادہ اپنے ہاتھون بنا بنایا کام بگاڑے دیتے ہو خنجر ہاتھ سے پھینک دو خفقان بانی بیٹھا ہوا تھا پلٹ کر دیکھنے لگا کہ یہہ کون شخص ہے اتنے مین قران تانی نے اپنا نام بتایا اور اندر آ کے عرض کی کہ اسے گرفتار کیجیے اور مین اسکی شکل بنکر آپکو ساتھ لیے چلتا ہون بادشاہ کے سامنے اس چھوکری سے جو کہ دلربا بانی بنا ہوا ہے مجرا کرائیے وہان ہی محفل آراستہ کیجیے اور ساقی گری کر کے سبکو بیہوش کیجیے مال و اسباب لوٹیے حضرت انکو راے قران تانی کی پسند آئی غرضکہ قران تانی نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت اپنی بختیارک کی ایسی بنائی اور کپڑے اوسکے پہنکر خفقان بانی کو ساتھ لیا اور داخل بارگاہ سموات شاہ ہوا یہان تو انتظار ہی تھا سموات شاہ نے کہا کہ بڑی دیر کی بختیارک نے جھک کے کہا کہ حضور وہ یہان آنے پر راضی نہ ہوتی تھی کہتی تھی کہ مین صرف بادشاہ کے سامنے تخلیے مین مجرا کرونگی محفل مین نہ گاؤنگی سموات تاجدار نے کہا کہ یہہ بھی نئی کہی بھلا طوائف کو ایسے کہا اوسکا تو پیشہ ہی ہے بلکہ جسقدر زیادہ آدمی ہون اوسیقدر اچھا کہ زیادہ نفع کی امید ہوتی ہے بختیارک نے عرض کی کہ حضور یہہ طوائف پیشہ نہین ہے اسکی حکایت کو اسی کی زبان سے سنیے عجیب واقعہ اس عورت کا ہے وہ اس دنیا کی رہنے والی نہین ہے سموات شاہ نے کہا ہان اور تعجب ہے اچھا کہو اس سے کہ حال اپنا بیان کرے بختیارک معشوق نے پکار کر کہا کہ بی خفقان بانی اپنا مفصل حال جو کہ مجھسے بیان کیا تھا سب بادشاہ کے سامنے بیان کرو بادشاہ تمہاری بہت عزت کرینگے خفقان بانی نے کہا کہ آپ بھی اگرچہ کہنے کو وزیر شاہ ہین لیکن بڑی اچھی طبیعت کے آدمی معلوم ہوئے ہمنے دوست سمجھا آپکی شفقت و عنایت دیکھکر اپنا الم و راز آپسے بیان کیا اب آپ رسوائے عالم کرنا چاہتے ہین بختیارک نے کہا کہ یہہ ساری صحبت ہے بادشاہ اوسی خداوند کے ماننے والے ہین جسنے تمہین دنیائے باطن مین پیدا کیا اور اب دنیائے ظاہر مین بھیجا ہے یہہ سبب واقعہ تمہارا سنکر تمہاری بہت عزت کرینگے مرتبہ تمہارا زیادہ ہوگا کوئی شخص نظر بد سے تمہاری لڑکی کیطرف نہ دیکھیگا کہ تم منسوب خداوند ہو لیکن اسکو خداوند کے نامزد کر چکی ہو جب بختیارک نے بہت اصرار کیا تو خفقان بانی نے وہی قصہ دہرایا کہ میری نیت تھی کہ اس لڑکی کو نذر خداوند کرون یہہ ارادہ اونکے خلاف گذرا اور سزا یہہ مقرر ہوئی کہ اب یہ لڑکی ہر شخص کے پاس جا سکتی ہے جس قدر عزت بڑھنا چاہیے تھی اوس سے زیادہ ذلت کا سامنا ہوا لیکن اب مہینہ بھر باقی ہے اسکے بعد مین اپنے ملک خفقانیہ مین جو کہ دنیائے باطن کا شہر ہے پلٹ جاؤنگی اور پھر میری خداوند اکوان تاجدار قبول فرمائینگے یہہ سنکر سموات شاہ نے کہا کہ مجھے بھی یہہ نیا نام سنکر جو کہیں دنیا مین نہین ہوتا ہے تعجب ہوا تھا کہ خفقان بانی بھی نام ہے مگر معلوم ہوا کہ نئی دنیا مین نئے نام بھی ہونا ضرور ہے یہہ شبہ بھی رفع ہوا درباریون نے جو یہہ واقعہ سنا دنگ ہو گئے اور کہنے لگے کہ کتنی بڑی خدائی ہے ہمارے خداوند کی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہے دیکھیے آجتک کبھی ملک خفقانیہ کا نام بھی سنا تھا سموات شاہ نے خفقان بانی کی طرف دیکھکر کہا کہ یہہ خوش نصیبی ہم لوگون کی کہ تم ایسی منسوب خداوند کی زیارت سے مشرف ہوئے تمہارا گانا سننا اور ناچ دیکھنا کوئی اثر ثواب سے خالی نہین ہے اور جام تمہارے ہاتھ کا ساغر کوثر ہے لہذا آج ساقی گری کا انتظام بھی تمہارے سپرد ہے لیکن پہلے گانا گاؤ یہہ سنکر خفقان بانی نے عرض کی کہ بہت خوب اور چھوکری کیطرف اشارہ کیا وہ عجب انداز سے سامنے آ کر بیٹھی کہ دیکھنے والون کے دل بیٹھ گئے جسم ہلا انگ ادا کیا

دیکھا تیر عشق کہا یا وہ اوسکی شرمائی ہوئی نظرین اور چتونون کی شوخی سینہ کا سن کے موافق
ابہار جیسے دو گدراے ہوے سیب یا کاغذی شبیہ ہوتے ہین ہر ایک محو جمال ہو رہا ہے
بڑی بڑی آنکہین جنمین حیا و شوخی دونون کی آمیزش نے قیامت کی دلربائی پیدا
کردی ہے لمبے لمبے بال چکنی درازی ویسا ہی گوشہ انہین معلوم کیا بنا کر کس درجہ تک
پہنچا سکتے ہین مگر اسمین شک نہین کہ اسی جمال کا مارا نکل نہین سکتا اور اس افعی کا کاٹا
جاگ نہین سکتا ہے عارضون کی سرخی برگ گل کو شرماتی ہے پیشانی کی ضو خرمن جان پر
بجلی گراتی ہے ابرو کی کمانین ہر وقت کہچی ہوئی ہین پلکون کی فوج صفین باندہے ہوے
قتل عاشقان پر تیار کہڑی ہے صراحی دار گردن حسن کے میخانہ مین انتخاب سینہ پر دونو
ساعد دانتون لاجواب کرکی چمک تلوار کا کام کرتی ہے پاؤن کی رفتار جگر کو پامال خانہ دل کو
مسمار کرتی ہے غرضکہ جو چیز ہے وہ اپنے مقام پر بہت خوب ہے قد میانہ ہاتہہ پاؤن
سڈول اوسکا سمٹنا کر بیٹہنا دل کو مسوسے ڈالتا ہے ناک مین ایک موتی کی تہہ کمزوری
بدن کی نظافت اور پاکدامنی کی نیکی گواہ موجود ہے سر دار کی یہہ حالت ہے کہ چاہتا ہے اگر
بجا سکے تو اسکو خانۂ دل کا چراغ بنائے ابہی اسنے گانا شروع نہین کیا ہے کہ صحبت
مین ہر طرف سے اوٹہا ہے ایک سے ایک بات نہین کرتا بازار قیامت گرم ہے اک بار سازندون نے
ساز ملا کر درست کیے اور نازنین پر جمال خورشید جمال نے غزل شروع کی

غزل

اتنا ہم گردش فلک سے بہی مین نہین
تیرے سی شوخیان تری تصویر مین نہین
ہشیار سازہ دلی سے یہی دیوانگی الفت
پیش آیا ہے وہ کہ جو تحریر مین نہین
سنکو وہ نفس ہونگے نہ آئیگا سحر اگر
ایسا طرح قدم ترا تسخیر مین نہین
سینے کو ہے خدنگ لبون کی کشش بپا
[illegible] وہ کہیں یہ تری تصویر میں نہیں

دل چاہتا ہے وہ کہ جو تقدیر مین نہین
دل کو ہماسے لیگیا پہلو سے کوئی تو
آواز اپنے پاؤن کی زنجیر مین نہین
کیا پہلے اوس دل نے ہر وقت پاسکو
اولٹا اثر ہی کیا مری تقریر مین نہین
انجام تیرا یہہ کہتا ہے شوق وصل
ایسا طول تو مری تقریر مین نہین
خوش ہین نالوجکے سہاسے آرزو

دوا کے طرح اسکے عالم تصویر مین نہین
سینے مین ہے کہان جو تری تیر مین نہین
نکلا نہ عہد نامہ الفت سے کوئی کام
یہ بات تجہمین ہے تری تصویر مین نہین
اوسکا لطف اوٹہے جو ہون دونون اسیر زلف
جلد یکایک جو ہے لطف وہ تاخیر مین نہین
اوس طالب وصال کی حسرت کو دیکہیے
بہلا وہ اپنے خواب کی تعبیر مین نہین

یہہ غزل اوس نازنین ماہ جبین نے دلربائی اس طرح گائی کہ محفل مین سمان باندہ دیا تمام
مجلس گنہری کی تصویر نقش بہ دیوار ہو گیا بے اختیار آنکہون سے آنسو جاری ہو گئے ایک کو دوسرے
حال کی خبر نہ تہی ہر شخص اپنے خیال مین مبتلا ہو رہا تہا اسکے بعد اوس نے کہہ بات دادرے
اپنے خیال دہرے ایسی ہنگ سے گا کر کمالات علم موسیقی کے دکہا دیے جس قدر گویے
اور طائفے تہے سب سمٹ کر قریب آ گئے ہر شخص پر اک بیخودی طاری تہی جو لوگ
سن رسیدہ تہے وہ کہتے ہین کہ ہمنے بڑے بڑے گویون اور نائکون کو سنا مگر یہہ وصف
نہین دیکہا یہہ سرون کی صفائی ہے تو موسیقی کے مشکلات کی دقتین بسہولت رفع کرنا اور تاثیر تو زبان کا
خود اپنے مثال ہونے کا ہر دل سے اقرار لیتی تہی اس کے بعد سمو ات شاہ نے
کہا کہ ایک غزل اور گاؤ اوس کے بعد اپنے ہاتہہ سے جام شراب ہم سبکو دو ہمنے
سنا ہے کہ ہمیشہ اسکے بعد تم خدمت خداوند مین جاؤگی اور وہان حور بنا کر داخل جنت

گیا ہوگی تو اسس وقت کی صحبت کو نہ بہولیں اور وہان بہی ہمکو جام کوثر سے سیراب کرنا اور اگر ہم تمکو خداوند سے طلب کرین تو تم انکار نکرنا اس جملہ پر یہہ نا نہین اس طرح شہربانی کراکر نے چکر دو نہ سموات شاہ کے سینے سے گذر گیا بے اختیار آہ سوزان یہہ سے نکل گئی آ تو کوئی جواب نہ دیا تہا لیکن خفقتان بانی نے کہا قربان جاؤن وہ وقت تو آنے دیجیئے کہ یہہ ہی خداوند کی خدمت مین پہونچین اور خداوند حضور کو بہی طلب کرین بہلا آپ اپنے شداد دشمن یار کیسے ملتے ہین یہہ انکی خوشی نصیبی ہے کہ آپکی نظر انپر ہوئی بہلا یہہ وہان آپ سے کیا انکار کرینگی یہان تو ضد یہ کر نہین سکتی یہہ سنکر سموات شاہ اور بہی بیتاب ہوگیا ان فقرات نے سیماب دل پر آتش کا کام کیا لیکن دلربا بانی نے یہہ غزل شروع کی

غزل

جو کل تک ہمسے کہتے تھے کہ مصروف فغان کیون ہو
اُسی پر اب جنون عشق سے راز دل عیان کیون ہو
محبت کیلئے لازم ہوئی ہے بدگمانی بھی
ہے ہین یا بھلے اپنے لیئے ہین تمسے کیا مطلب
نہ دکھلایا اثر دل کی کشش نے جا کے پہلو سے
جہان مانع ہے کیا پوچھوں ہین اوس دل لینے والے سے
خدا پر جب رہا انصاف پھر شکوہ سے کیا حاصل
نہ اس امید مین چھوڑی وفا ناکام الفت نے
خوشی کیسی گران گذریگا سمجھا ہمہی دشمن پر
محبت دور کی اس سے مصیبت ان چمن اپنی
نتیجہ اسس تمہارے ظلم پنہان کا ہے رسوائی
بہلی افشائے راز لیتے ہے آہون کی غمخواری
شکایت کرکے اور الٹا گلہ سننا پڑا ہمکو
یہہ لو خاک کا اک ڈھیر لاش اس سوختہ جان کی
اگر کیا ہمنشینون کا ہین ہین وجہہ رسوائی
الٰہی رخ کا بتلاتا ہے درد دل کی کیفیت
ترحم اُسے تڑپنے سے تو اچھا اسکا ہی درد
ہنسی اوس دردمند عشق کی رونے کے قابل ہے
پیام وصل پر اوس بیوفا نے کیا کہا ہمدم
سکوت و سوز غم سے ہو چکین شمع شب ہم خاموشی
ہو رنجش ہے غنیمت ہے ہین باتیں اپنا خالی سے
نگاہ بستے دشمن کی خدا محفوظ ہی رکھے

یہہ ہم آج اوسنے پوچھینگے کہ چپ اے بہزبان کیون ہو
طبیعت پر نہو قابو تو کہنے مین زبان کیون ہو
جو اطمینان ہوجائے تو جہگڑا درمیان کیون ہو
تعلق ہی نہین جبسے پھر اُسکا امتحان کیون ہو
غرض ہے اپنے مطلب سے خیال دوستان کیون ہو
عنایت اب یہہ کاہیکی ہے مجھپر مہربان کیون ہو
وہین طے ہوگا جب قصہ تو پھر جہگڑا یہان کیون ہو
کہ جو محنت ہوئی اب تک عبث وہ رائگان کیون ہو
یہہ کہولے بال تم استادہ زیر آسمان کیون ہو
قریب اپنے نشیمن کے کسی کا آشیان کیون ہو
اگر چٹکی نہ لو دل مین کوئی محو فغان کیون ہو
یونہی ہو جائے طے جہگڑا تو کوئی درمیان کیون ہو
بگڑ کر اوسنے جب پوچھا کہ ہمسے بدگمان کیون ہو
کہو جو بار دوش آخر وہ خاطر پر گران کیون ہو
کرین واقف مگر خود ہی تو کوئی رازدان کیون ہو
خموشی جب کرے رسوا تو شرمندہ فغان کیون ہو
یہہ محنت دردمندان وفا کی رائگان کیون ہو
جسے کوشش یہہ ہو رنج و غم پنہان عیان کیون ہو
مری اوکہین سوا ہوتی ہے چپ اے بہزبان کیون ہو
غرض جب بات کرتے تھے ہین پیدا زبان کیون ہو
بچا اسمین بہی اندیشہ ہے کوئی درمیان کیون ہو
جو ہو عہد وفا اول سے تو پیدا گمان کیون ہو

فغان مین حال کہدیتا ہو پسماندون کا شیوہ ہے	صدا ہے کوس رحلت کی دلیل کاروان کیونکر
زبان شکوہ سے ایسا ہی پکارتی ہے جس نے خاموشی	سپند دلسوزدہ اسپند لیکن ہمزبان کیون ہو
یہہ کہکر آرزو سمجھا ایسا دل کو جدائی مین	کہ ہر جائی نہین جب وہ تو اپنا میہمان کیون ہو

یہہ غزل اس رنگ سے گائی کہ رنگ اپنا جمادیا در و دیوار سے ساز کی آواز گونج رہی تھی ہر لب پر خاموشی طاری تہی آنکھون سے آنسو جاری تہی کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تہا اسکے بعد ساقی گری قرار پائی تہی سامان پہلے لگادیا گیا تہا دلربا بانو اپنے مقام سے لچک کر اوٹھی اور کشتی پوشش ہٹا کر جام بلورین بائین ہاتھہ مین اوٹھایا بوتل کا کاگ اس حسن سے اوڑایا کہ دیکھنے والون کے ہوش اوڑگئے جام ہے گلرنگ سے لبالب کرکے رندانہ اشعار گاتی ہوئی اور جام سر پر رکھکر گت ناچتی ہوئی سامنے سمواتت شاہ کے آئی اور اس ادا سے ساغر پیش کیا کہ بادشاہ ایک تو محو عشق ہو ہی چکا تہا اب بالکل سرشار ہو ہاتہہ ڈالتا کہین ہے پڑتا کہین ہے جام کے بدلے صراحی پکڑے لیتا ہے یہہ نازنین کہڑی مسکرا رہی ہے خرمن جان پر بجلی گرا رہی ہے لیکن بہزار خرابی جس وقت جام سمواتت شاہ نے پیا آنکھون مین سرور آگیا دل ایک تو پہلے ہی سے بیخودی کر رہا تہا اب بالکل ہاتہہ سے جاتا رہا اسپر اسنے دوسرا جام اوسی طرح بھر کر دوسرے رنگ سے ناچتی ہوئی آکر حسب ارشاد رومین تن کو دیا تیسرا جام شدید روئین تن کو دیا اسی طرح باری باری سبکو دیا جس قدر امرا و رؤسا و افسران فوج تہے سب نے اسکے ہاتہہ سے شراب پی بعد اوسکے جس قدر شراب بچی تہی جوادہ اوسکی اوسنے در پیچکے نیچے او بہون کے تہرکا آپس مین تقسیم کرلی اور پی گئے اور پہر ایک پر بیخودی طاری ہونے لگی انتہاز دور ہونے لگا سمواتت اپنی جگہہ سے ناچتا ہوا اوٹہا اور دلربا بانو کی طرف بڑہا حسب ایما رومین تن کے یہہ امر خلاف گذرا اور کہا کہ اے سمواتت شاہ یہہ سمجہ نہ کہ مین بادشاہ ہون ساری بادشاہی خاک مین ملادونگا اگر اس عورت کی طرف بڑہنے کا قصد کیا اس پر نظر بد ولت کی ہے سمواتت شاہ نے کہا کیا تو مین پہلے سے اسکی طرف مائل ہوچکا ہون میرے وزیر کی آوردہ ہے آپ کیسا حق رکہتے ہین آپ اگر فرستادہ خداوند ہین تو جس کام کے واسطے آپ آئے ہین اوسے انجام دیجیے ورنہ مین شکایت آپکی خداوند کے پاس لکہ بہیجون گا پہر آپ کے حق مین برا ہوگا شدید نے کہا پہر اسکی پرواہ نہین ہے مجال کیا تمہاری شکایت ہی لکہہ بہیجون گا شدید روئین تن نے کہا کہ بہائی صاحب یہہ آپ کے کام کی شے نہین ہے یہہ تو ہمیشہ میری طرف بڑی دیر سے دیکہ رہی تہی مجہ سے راضی ہے آپکی جوانی بہار تہ ہوچکی وہ آپ سے راضی نہین ہے شدید نے کہا اوبالائی شی کی تمہین یہہ لیاقت ہے کہ وہ تیری طرف دیکہے وہ دور اصل مجہے اشارہ وصل کر رہی تہی تو تو اپنے کو سمجہا شدید نے کہا کہ آپ بڑے ہین مین آپکا لحاظ کرتا ہون ورنہ کسی امر مین آپ سے کم نہین ہون یہہ کہکر اپنی جگہہ سے اوٹھا اودھر

حدید و شدید تن اپنے مقام سے اٹھا ان دونون مین ہشت مشت ہونے لگی وہان سموات
شاہ نے موقع پاکر چپا اگر دلربا بانی کو گود مین اٹھا لیجاؤن برابر ہو چکر یا تھہ پکڑا تھا کہ بیہوشی نے
طمانچہ مارا چرخ کھاکر دہم سے گرا لوگ دوڑے اسکو سنبھالنے کے لیئے جو چلا پڑاق سے چھینک
آئی پاؤن لڑکھڑائے دہم سے گر اودہر حدید و شدید آپس مین لڑتے لڑتے بیہوش
ہو ہو کر گرے غرض کہ سب سردار و امیر و رئیس اسیطرح بیہوش ہوئے خواص و خدمتگار
وغیرہ جسمین جس نے اس تبرک کو پیا تھا جو جہان تہا وہین رہ گیا [illegible] عیار نقلی دروازہ
بارگاہ پر کھڑے ہو گئے کہ اگر اتفاقا کوئی نیا شخص آئے تو او [illegible] روک دین کہ اندر جانیکی
اجازت نہین ہے لیکن یہان اجس وقت سب بیہوش [illegible] گئے خفقان بانی نے
نعرہ کیا کہ منم خضران بن عمرو ہمار [illegible] سپاران عیار پیک [illegible]
ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران [illegible] بانی نے نعرہ کیا کہ منم برق
ثانی اور یہ دونون استاد شاگرد لوگونکا [illegible] لئے خضران نے جو نکال کر جال
الیاسی مارا بارگاہ کا تمام شیشہ آلات [illegible] ا وغیرہ سب نذر زنبیل کیا اودہر
برق ثانی نے لوٹنا شروع کیا اور کل [illegible] کار دون تک کے کپڑے اوتار لیئے
سب بادشاہ سب کو برہنہ کر کے ڈال دیا [illegible] ن نے استرہ نکالکر ایک مونچھ حدید
کی اور ایک مونچھ شدید کی مونڈھ [illegible] سموات شاہ کی مونڈی اور سردار و
امیرون کے بال [illegible] طور [illegible] لہ کسیکے سر پر چوٹے کی ہیئت بنا دی
کسیکے سر [illegible] شکل [illegible] کا کہر بنا دیا اسی طور سے سبکو
دیست [illegible] چہرہ [illegible] سرخ [illegible] پھر برق ثانی و خضران ثانی نکل کر
بارگاہ سے روانہ ہوئے لیکن اب [illegible] سموات کا [illegible] کہ جس وقت ان لوگونکو
ہوش آیا ایک دوسرے کی حالت [illegible] لے تو بہت ہنسے سموات شاہ حدید و شدید
تن کی صورت دیکھکر ہنسا اور [illegible] شکل دیکھکر ہنسا اسی طرح سب سردار جو جو
ہوش مین آتے گئے دوسرون کو دیکھکر [illegible] تب اپنے اوپر نظر پڑی اور اپنے کو برہنہ
پایا تو خفیف ہونے کسی نے یہ خیال [illegible] ہوتا ہے غضب خداوند کا ہملوگون پر نازل
ہوا دلربا بانی [illegible] نے نظر بد سے اوسکی طرف دیکھا یہ اوسکی
سزا ہملوگون کو ملی خود کردہ را [illegible] ت اسے بیان توبہ کرو ورنہ اس سے بدتر
درجہ ہوگا لیکن سموات [illegible] با عشق دلربا بانی کا کہ [illegible]
کھبراکر چہار طرف [illegible] شد تو کچھ پتا نہ نظر آتا ہے نہ دلربا بانی
نہ اوسکے ساتھ [illegible] مین نظر آتا [illegible] سردارون اور خواصون کو دیکھا تو وہ [illegible]
مین جسکی نظر اپنے اوپر پڑتی [illegible] جاتا ہے بارگاہ کے باہر نکل جاتا ہے اگر کوئی قصد
قصد کرتا ہے کہ فرش ہو [illegible] کرین تو دھرا ہوا فرش زمین کے بانی بھی
کیا ہے تمام بارگاہ لٹی ہو [illegible] گیا شیشہ آلات تک غائب ہے کوئی چیز آرائش
کی باقی نہین رہی ہے منھ [illegible] کسی کے ہاتھ مین سفید ہتیا لگا کسی کے ہاتھ مین [illegible]
اپنی صورت ہی نہین دیکھے [illegible] معلوم ہوا کہ یہ دیوان کہان جس قدر آرائش کے آئینہ

سب لینے والا لے گیا ان لٹو لینے سے یہہ محسوس ہوا کہ کسیکی مونچھ مونڈی ہوئی تھی
کسی کی ڈاڑھی ندارد ہے جسکے سارے سر پر بال تھے اوسکی خالی ایک چوٹیا لگی ہے
کسیکا سر مثل چھلے ہوئے چاقو تیر سے نظر آرہا ہے عجب ہیئت ہے ایک
دوسرے کو پہچاننا مشکل ہے لیکن سمواتشاہ نے دیکھا کہ ایک سفید
کاغذ بارگاہ مین اٹھا پڑا ہے اوٹھا کر اوسکو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ بادشاہ گمراہ و کافر
خبردار و ہوشیار ہو ہم خضران بن عمرو بن امیہ ضمری ریش تراشندہ
کافران و سر برندہ جفاکاران ہمارا خطاب اسی وجہہ سے ہے اور او ملعون دیکھ
ہمارے آقا کی رحمدلی کہ انکا حکم نہین ہے کہ سوا ساحر کے ہم لوگ کسیکو قتل کرین
ورنہ تم سبکو اس طرح مار ڈالتا کہ کسی کو خبر بھی نہوتی اور اسے خالی ہے وہین تن
و شہ پدر وہین تن آگاہ ہو جاؤ کہ تم یہہ خیال اپنے دل مین نکرنا کہ ہم سر تمہین تن
وہ نہین بدن ہین ہمپر تلوار اثر نہین کرتی ہے ہم مر نہین سکتے اگر میرا آقا حکم دیتا تو اسی وقت
تم سبکا خاتمہ کر دیتا مگر اب ہوا کہ کوئی سنبھلا آجائیگا تو سر سیدان تمہاری آنکھین چیر پھاڑ
دیگا بس یہہ مضمون پڑھا تھا کہ سمواتشاہ آگ ہو گیا اور اوسی وقت اسنے
شور کیا کہ دربان وغیرہ اور لوگ جو باہر بارگاہ کے تھے گھبرا کر اندر چلے آئے تو بادشاہ
کو عجب ہیئت سے دیکھا کہ پہچانا بھی نہین لیکن سمواتشاہ نے اول تو پوشاک
طلب کی جب کپڑے پہن چکا تو حکم دیا کہ لاؤ بختیارک ثانی کو کہ ان عیاروں کو ڈھونڈھ کر
لایا تھا اور عیاروں کو برائے تفحص روانہ کیا کہ عیاران اسلام یہان سے کہان گئے
اتنے مین بارگاہ پھر سے آراستہ کیگئی فرش بچھایا گیا ڈنگل کرسیان وغیرہ لگائی گئین
جو لوگ برائے تلاش بختیارک گئے تھے اوہون نے آکر عرض کی کہ نہ اپنے خیمہ مین ہین
نہ کسی اور مقام پر اونکا پتا ملتا ہے اور عیاران لشکر اسلام جسقدر ہین وہ
اپنے لشکر مین ہین ہان خضران بن عمرو کا شام سے وہان بھی پتا نہین اور نواب ہے
سمواتشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ نمک حرام عیاروں سے مل گیا اور
اسی کی سازش سے وہ لوگ یہانتک پہنچے اور انہین کے ساتھ اب بھی ہوگا بعض نے کہا
عجب نہین ہے کہ بسبب خجالت کے روپوشی اختیار کی ہو کہا خیر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا
بلاؤ منشی کو اوسی وقت دبیر حاضر ہوا کہا سمواتشاہ نے کہ اسی منہہ پر حشمت اسلام کا
دعویٰ کرتے ہو کہ عیاروں سے سرداروں اور بادشاہوں کی یہہ حالت بنواتے ہو لعنت ہے
اس دعوائے صاحبقرانی پر معلوم ہوا کہ سارا زور صاحبقرانی انہین عیاروں کے
بھروسے پر ہے غرض کہ سمواتشاہ ایسا غصہ مین تھا کہ بہت نازیبا الفاظ
مین اسنے نامہ لکھوایا لیکن دبیر نے الفاظ نامناسب نکالکر نامہ عمدگی سے لکھکر پیش کیا
سمواتشاہ نے کہا ہے کوئی ایسا جو یہہ نامہ بارگاہ امیر مین لیجائے اور جواب اسکا لائے
یہہ سنکر مغرور دہین تن اوٹھکر آیا اور نامہ ہاتھ سے بادشاہ کے لیکر روانہ ہوا اوسوقت لشکر اسلام
مین غل پہنچا ہے کہ سب اہل اسلام نمازون سے فرصت کرچکے تھے سواری بادشاہ کی محل سے برآمد ہو چکی تھی
سرور بارگاہ کو ہر بار مین جمع تھے جس وقت آمد سواری کی خبر سنی در بارگاہ تک استقبال کرکے لائے

اپنے کندھے پر اوٹھائے ہوئے آئے بادشاہ تخت رواں سے اوتر کر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے
ذکر حضران بن عمرو کا ہونے لگا صاحبقران افسوس فرما رہے تھے کہ کس وقت میں ایک
دوست کا فراق ہوا ہے لیکن جو مصلحت الٰہی خیر وہ جس کام کو گیا ہے خدا اوسکے ارادہ
میں برکت عطا فرمائے کہ اتنے میں ہرکاروں نے خبر دی چوبدار نے اطلاع کی کہ استقف و
روئین تن نامہ سموات شاہ کا لیکر خدمت میں حاضر ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا
بلاؤ حسب الارشاد اجازت ملی مغرور نے بارگاہ میں آکر بطور آگاہان پرستان سلام کیا
کسی نے جواب نہیں دیا بلکہ لاحول پڑھا دنگل آہنی اسکے بیٹھنے کو ملا ساقی کو حکم ہوا اوسنے
جام بھر کر دیا جس وقت دماغ اوسکا بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا میں نامہ لایا ہوں صاحبقران
نے کہا لاؤ نامہ اسفندیار خان زر انجابادی نے نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر صاحبقران
کو دیا صاحبقران نے بادشاہ اسلام کو اونہوں نے دبیر کو عنایت کیا اوسنے
پکار پکار کر پڑھنا شروع کیا جس وقت مضمون سخت کوش آشنا ہوئے مزاج صاحبقران
اور تمام سرداروں کا برہم ہوگیا لیکن خون جگر پی کر رہ گئے کہ صرف تحمل زیادتی ہمارے ہی جانب سے ہے
کہ عیش میں اون لوگوں کو آزار پہونچایا نہیں تو کیا کہیں جواب میں کچھ الفاظ [illegible] لکھکر یہ
جعل ہوا [illegible] تمہارا منہ [illegible] یہ حکم دیا تھا ہم اس سے آگاہ نہیں ہیں وہ تمہارا [illegible]
سو جو ہے ورنہ ہم بے تامل اوسکو باندھکر مشکیں ایلچی کے حوالے کر دیتے اور جس وقت وہ
لشکر میں آجائیگا اوسی وقت باندھکر بھجوایا جائیگا یہ جواب لیکر [illegible] روئین تن
روانہ ہوا اور جا کر جواب پیش کیا سموات شاہ نے پڑھا اور کہا [illegible] روئین تن نے
کہا کہ یہ سب فریب کی باتیں ہیں ہمارا ملازم بغیر ہمارے حکم کے کبھی سخت و دشوار کام [illegible] ہاتھ
نہ ڈالیگا حکم دیجئے کہ بجے طبل جنگ میں ابھی جا کر ان خدا پرستوں کو غارت کر دونگا [illegible]
یہ سنتے ہی سموات شاہ نے کہا کہ ہاں میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آج ہی ان خدا پرستوں کا خاتمہ
ہو جائے یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی [illegible] ہرکارہ
خبر لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اوسوقت بارگاہ میں پہنچکر امیر فرما رہے تھے کہ اگر [illegible] ان [illegible]
اپنا کام انجام دیئے واپس آیا ہوتا اور اوسنے کوئی فکر ہمارے بیٹا ہونے کی کی تو اسکو [illegible] سموات
شاہ پاس بھیجدونگا عجب حرکت اوسنے کی کہ کبھی کسی نے ایسی نالائق حرکت نہ کی ہوگی [illegible] باعث
آج ذلت کا سامنا ہوا اور عجب نہیں ہے کہ کفار زیادہ برہم ہو کر آ پڑیں اور [illegible]
خدا کسی [illegible] یہ مارے جائینگے ان سب کا خون اسی نالائق کی گردن پر ہوگا اسکا باپ بھی [illegible] لیکن
یہ کمبخت تو قبل [illegible] ہمارے پاس کے ایسا تھا کیا یہ بات ہی [illegible] واقف [illegible]
مال کے بخیل و طماع بھی ضرور ہو جائے افسوس صد ہزار افسوس [illegible] کا دن [illegible] جا کر دعا
ثنائے شاہی بجا لا کر عرض کی کہ اقبال یاور ہو دوست شاد دشمن پامال روئین تن [illegible]
[illegible] اونہوں نے طبل جنگ بجوا دیا ہے سموات شاہ کل لشکر تیار کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ
ہمارا اور خدا پرستوں کا آج ہی فیصلہ ہو جائے حملہ ہوا ہی چاہتا ہے بس یہ سننا تھا کہ بادشاہ اسلام
پریشان ہوگئے صاحبقران نے فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون معلوم ہوا کہ صاحبقران ہماری
قسم [illegible] یکایک آ پہنچی فلک ہماری بیابان سے طاق ہی کی تھی جو یہاں پہنچکر لائی خبر

کیا فکر ہے جو مصلحت پروردگار ہے ہمارے یہاں ہی کو بس رحلت ہو نقارہ کوچ بجتا ہی اب زندگی اپنی تلخ و ناگوار ہے افسوس اپنا ان لشکر بیٹھنے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہے اوسی وقت یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا تب تک یہاں تیاری ہونے لگی اسفندیار خان زرانجابادی و سہیل خان ششتری حصاری نے عرض کی کہ جب تک ان نمک خوار ولاد کے تنوں میں سے اوپر سر قبضہ میں ہے کیا جان رکھتے ہیں یہہ کافر جو حضور تک پہنچ سکیں اور جس وقت یہہ غلام حق نمک سے ادا ہو جاینگے اوس وقت پروردگار عالم کوئی اور سبیل نکالیگا اسلئے کہ اقبال آپکا بڑا زبردست ہے کیا حقیقت ہے ان کافرون کی جو آپکو اذیت پہنچا سکیں بڑے بڑے سرکشون نے ارادہ کیا مگر پست ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ یہہ سب سچ ہے لیکن جس وقت اقبال ہی پیٹھ پھیر جاتا ہے تو بہت جلد خاک مین ملا دیتا ہے اور جسقدر اقبال ترقی دیتا ہے اوسی وقت ذلیل ہی کر دیتا ہے بقول شاعر مصرعہ

ہر عروجے را زوالے ہر بہارے را خزان و دیگر پیک گردش چرخ نیلوفری نہ نادر بجا ماند نے نادری

اے سہیل خان و اے اسفندیار خان جس وقت موت انسان کی قریب آتی ہے جو اقارب ہوتے ہین وہ عقاب ہو جاتے ہین اپنا پالا پال اپنے واسطے نشتر کا کام کرتا ہے جیسے نامدار شاہزادہ ملک قاسم اپنے ہی پوتے کے ہاتھ سے اور علشاہ رومی باپ دیکھو بیٹے کے غم مین پوتے کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہر چند کہ دونون دلیرون نے بارگاہ خون سے لال کر دیا تھی مگر بچ نہ سکے موت سے نہ بچے لیکن مجھکو مرنیکا کچھ خوف نہین ہے اسواسطے کہ ہمیشہ یہی ہوتا آتا ہے اور ہمیشہ یہی ہوتا رہیگا مصرع آج ایک کا عروج ہے کل دوسرے کا دور جناب سلیمان کی حکومت تو دوامی رہی نہین دوسرے کا کیا ذکر ہے بقول شاعر غزل

آرام سے گذرے تھے جو ساتھی کیا کہا جب قسمت پڑا تھا کوئی نہین
سب دوست ہین اپنے سلطنت کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

ہر چند کہ یہہ رفیق و دوست ایسے ہین ہین لیکن جب دشمن قوی ہین اور دوست ناتوان تو انجام کیسا ہوتا ہے افسوس کہ اس وقت تک جو تصویرین صفحہ ہستی کی زینت تھین کل تک یہی خاک مین ملجائینگی

جو باغ تھا کل پھولون سے بھرا اگہہ بلبلین تھے چہلی تھی جہان سب
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہے اور بجا کوئی نہین

آئینہ و ساغر ہیپا ہم حیرت میں ہے ہلی آنکھین پڑی ہم
یاد آتے ہین اسکندر و جم اب جو تماشا کوئی نہین

کل جنکو اندھیرے سے تھا خطرہ بہتا تھا چراغان پیش نظر
اک شمع جلا دے تربت پر جب داغ اب اتنا کوئی نہین

بیٹھے ہین کہان اہل ابتدا غازہ پھر انجام ہے یہ
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین

فعال ہیان معشوق جو تھے سونے ہین پڑے مرقد ادنکے
یا مرنے والے اکہون تھے یا رونے والا کوئی نہین

اے اتر وہ اسکا فخر تکر شعر کا فن ہے نازک تر
اوس کا کام ہے کہ کیون عمر جسکا کہ نبھا کوئی نہین

غرضکہ ایسے ایسے اشعار حسرت آثار صاحبقران عالیشان زبان مبارک پر لاتے تھے بے اختیار رفقا کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے لیکن سہیل خان ششتری حصاری و اسفندیار خان زرانجابادی نے کمر ہمت کرچست باندھا اور دیگر سرداروں نے بھی مرنے پر کمر کسی اندہون نے کفنیان گلے مین ڈال لین پہلے سے غسل میت کر لیا سب سامان موت اپنے پاس مہیا کر لیا اسلئے کہ یہہ اندیشہ تھی کہ کوئی مسلمان باقی رہ جائیگا جو غسل و کفن دیکر دفن کریگا وہاں لشکر کفار آراستہ ہو گیا قلب لشکر مین سموات شاہ کا تخت ایک فیل پر کسا گیا دھنے پر دو لیکن تن

و[illegible] بیٹھے تھے پیدل ہوئے دوہری دوہری تلواریں [illegible] مین لگائین سہم ناوک انداز
نے اپنے ناوک اندازون کو آراستہ کیا اور حصار سخت شاہی کا کر کے یہہ ہی چلا بادشاہ کو
حفاظت مین لیئے ہوئے ہے کہ یہہ خداپرست ملائکہ سمجھے ہین ایسا ہو کوئی ادہر آ پڑے تو اگر رخ
اسطرف کا دیکھین تو اوسے تیر دتیر کہدین اسطرح یہہ کافر طبل بجاتے ہوئے للکار کر کے چلے اور
اسطرف دمبدم خبر سرکار سے برابر پہنچ رہی ہے ہین یہان بہی سہیل خان و اسفندیار
خان نے سب آئین مستعدین پہنچکر اپنے لشکر کی صفین آراستہ کی ہین صرف دو لاکھ سوار انکے
ہمراہ ہین انکے عقب مین فوج لندہور قریب ڈیڑہ لاکھ کے صف باندہے کہڑی ہے مگر اس
فوج کا لڑنے والا کون ہے اسلیئے کہ سردار انکے زخمی شفاخانہ مین پڑے ہین یہی سبب تہا کہ کئی
لاکھ ہندیون مین سے یہہ ڈیڑہ لاکھ برائے جانثاری نکلے ہین باقی لوگ ٹال گئے جنہون نے
یہہ سمجھ لیا کہ آج ساتہہ صاحبقران کے ساتہہ مرنا ہے وہ کمرین باندہکر میدان جنگ کو قلعہ
آہن بنائے کہڑے ہین کہ یکایک سامنے حدید و شدید مع لشکر بیشمار نمودار ہوئے اور آواز
دی انہون نے کہ باش اے گروہ خداپرستان ہوشیار باشید کہ منم حدید رویین تن کہان
جاؤگے بچکر ہمارے ہاتہہ سے خوب عیاریون سے کام لیکر نام پیدا کیا ہے آج تمہاری جرات کی
قلعی کہل گئی یہہ کہکر مع فوج سرپٹ گہوڑے ڈالدیئے ادہر سہیل خان مشتری حصار
و اسفندیار خان شیر انجاپادی نے بہی اپنے لشکر سے کہا کہ بہائیو زندگی بہر صاحبقران کا
نمک کہایا ہے لائق و لازم یہہ ہے کہ آج حق نمک سے ادا ہو جاؤ مار دو ان کفار کو اور جانین اپنی قدم
صاحبقران پر نثار کرو یہہ کہکر تلوارین کہینچین اور گہوڑے ڈالدیئے اودہر سے کفار سیلاب آسا آتے تہے
اودہر سے اہل اسلام جاتے تہے درمیان مین وہ تکاورین چلین کہ سیکڑون گہوڑون کے کلے پہٹ گئے
سوار گردبرد ہوئے گرز او گڑگرین چلین کہ یہہ معلوم ہوا کہ دل گرجا اور مینہہ سرونکا برسنے لگا ہر یا بدن گرز لڑنے
ڈنڈ خون کا نکلا موت کا بازار گرم ہوا جانون کی خریداری ہونے لگی سرفروشون نے جنس جان نقد
قضا کے ہاتہہ بیچنا شروع کی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی کفار کو یہہ بل ہے کہ چار سردار رویین تن
آہنی بدن ہمارے ساتہہ ہین تعداد ہماری چوگنی ہے حدید رویین تن و شدید رویین تن کو
اپنی ذلت پر غصہ ہے چاہتے ہین کہ آج ہی اہل اسلام کو تاراج کر دین تلوارین مارتے ہوئے چہا
جاتے ہین اودہر اہل اسلام ہرچند کہ کم ہین مگر سب مرنے والے ہین یہہ سوچ چکے ہین کہ آج زندہ پہرنا تو
سہے نہین لہذا وہ کار نمایان کرنا چاہیئے کہ تاقیام قیامت نام باقی رہجائے سہیل خان رخ تخت
بادشاہ کا کیا ہے اور اسفندیار خان علمدار لشکر کیطرف بڑہتا چلا جاتا ہے یہان صاحبقران
عالیشان دمبدم پوچہہ رہے ہین کہ ہمارے رفیق زندہ ہین یا نہین کوئی جاسوس ادون تک پہنچا کر لوگ عرض کرتے
ہین کہ حضور صحیح و سالم ہین دریائے لشکر مین پیر رہے ہین قریب ہے کہ بادشاہ لشکر کو پلٹ دین
صاحبقران تیغ مار رہے ہین کہ ہائے ہین کیونکر اس جنگ کو دیکہون اور انکا شریک ہو کر لڑون تقدیر نے
کیا بیبس کر دیا ہے لیکن اسفندیار خان شیر انجاپادی لڑتا ہوا قلب لشکر مین پہنچ گیا اور ایک ہاتہہ
ایسا مارا کہ علمدار لشکر کفار کا قلم ہوا اور علمدار کے پاؤن اوکہڑے لیکن سہم ناوک انداز نے دیکہا کہ غضب
ہو گیا دونون لوٹے ہوئے آئے کہ ایک نے علمدار لشکر کو قتل کیا اور دوسرے کو دیکہتے طرف بادشاہ کے چلا آتا ہے
ایسا ایک تیر کمان مین جوڑ کر مارا کہ ادہر تو اسفندیار خان نے علم کو قلم کیا ساتہہ ہی تیر پیشانی پر پڑا اور کر

نکلگیا یہہ شیر [illegible] مارکر گھوڑے سے نیچے آیا اور آواز دی کہ اے برادر سہیل خان ہم تو جنت مین حمزہ
صاحبقران سے جاملتے ہین تمسے اگر ممکن ہوسکے تو لاشین ہماری ان کفار سے چہین لینا اور حضرت
مین صاحبقران وقت کے پہنچا کر عرض کر دینا کہ یہہ غلام حق نمک سے ادا ہوا امیدوار ہون کہ اگر ان کا [illegible]
مہلت ملے تو لاشین پر اس عاصی کی نماز پڑھکر دفن کرا دیجئیگا یہہ آواز جو کان مین سہیل خان کے پہونچی
بیتاب ہوگیا قریب تخت سطوت شاہ کے پہنچ چکا تہا کہ وہین سے باگ مرکب کی پہیر دی اور مثل شیر غرّندہ
حملہ کیا صفونکو توڑتا ہوا کشتونکے پشتے لاشونکے انبار لگاتا ہوا قریب اسفندیار خان کے پہنچا یہان
اتنے عرصہ مین سیکڑون تلوارین اسفندیار خان پر پڑ گئین تہین جسم اوسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تہا کہ سہیل
خان نے تلوارونکے مانہہ خون برسا دیا لیکن نوفل نیزہ دار عقب کیطرف سے آ رہا تہا اور سامنے سے
ہیم ناوک انداز نے تیر مارا اپنی طرف تیر کو آتے ہوئے دیکھکر سہیل خان نے تلوار سے قلم کرکے
گہوڑا ڈالا اسنے اور تیر مارا سب تیر قلم کرکے قریب پہنچکر ایسا ہاتہہ تیغ آبدار کا مارا کہ راکب مع مرکب دونون کے
چار ٹکڑے ہوگئے وہان سے پلٹکر پہر لاش پر اسفندیار خان کے آ رہے اور گہوڑیکو اوسکے پر ڈالا اسکو
حلقہ مین لے لیا کہ پامال نہو جائے اسفندیار خان ہچکیان موت کی لے رہا ہے ماتہے پر پسینہ
آ رہا ہے حال دگرگون ہے کہ نوفل نیزہ دار نے موقع پا کر پہلو سے نیزہ مارا کہ پسلیون کو توڑ کر نیزہ
نکل گیا اسنے چاہا کہ سہیل خان کو نیزے پر اوٹہالون ممکن نہوا نیزہ ہاتہہ سے چہوڑ دیا تلوار کہینچکر
قریب آیا کہ اب سہیل خان مین تاب مقاومت کہان سر اسکا قلم کر دون لیکن سہیل خان
بہی بہادر ہے انہین صاحبقران کی دیکہے ہوئے ہزارون معرکے جیسا ہوشیار تہا جیسے ہی نوفل
سامنے آیا اور وار کیا سہیل خان نے اوسی عالم مین وار اوسکا پشت شمشیر پر روک کر ایسا
تیغہ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے لیکن اسکے بعد سہیل خان مین بہی سنبہلنے کی طاقت نرہی اور
مرکب سے زمین پر آئے اپنے کو لاش پر اسفندیار خان کی گرا دیا اور آواز دی کہ اے برادر جلدی
نکرو تاکہ ہم بہی آتے ہین زندگی بہر ساتہہ رہا تہا تو بعد مرگ بہی جدا نہون ہم دونون ایک ہی درگاہ
کے مجاور رہین جسوقت خدمت صاحبقران مین پہنچینگے اور امیر عالیشان دیکہینگے تو فرمائینگے
کہ خوب ساتہہ نبہا کہ دونون یہان بہی ہمراہ آئے وہان بہی ہمراہ ہین یہہ ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے
کہہ رہے تہے کہ کفار کا زغہ ہوا سیکڑون وار ہوگئے روح دونون کی تنون سے نکلکر گلزار جنت کے
طرف راہی ہوئی جسم اوسی خاک بیابان پر پہڑک کر سرد ہوگئے لیکن صاحبقران کے
نزدیک جو لوگ کہڑے تہے اور دمبدم کی خبر بیان کرتے تہے اونہون نے کہا کہ حضور غضب ہوا
دونون رفیقون نے جان نثاری کی اسفندیار خان نے علم لشکر کفار کو قلم کیا مگر قضا نے نشان فتح
بلند نکرنے دیا اور سہیل خان نے اوسکے قاتل کو تو مارا مگر خود بہی ہاتہہ سے ایک نیزہ دار کے مارا گیا
حالانکہ مرتے مرتے اوسے بہی وہین سلا دیا اور اب دشمن لشکر مین ٹکڑے ہوئے قریب تخت
بادشاہ اسلام پہنچ گئے ہین قیامت ہوا چاہتی ہے صاحبقران یا قتل رفقا کا حال سنکر
سوچ رہے تہے گریبان چاک کر ڈالا تہا یا حال بادشاہ کا سنکر رفیقون سے بچہنا دشوار تہا
بیتاب ہوگئے فرمایا کہ لاؤ مرکب میرا اور شہنشاہ گوہر کلاہ نے بہی گہوڑا طلب کیا سرداران زخمی
بہی زخم باندہے ہوئے مرکبون پر سوار ہوئے اور صاحبقران بہی گہوڑے پر بیٹہکر چلے تہے تمام سپاہ
مین تہلکہ تہا اور شور تکبیر بلند تہا قیامت کی تلوار چل رہی تہی میدان جنگ خون سے سرخ

ہو رہا تہا جا بجا سر و پاؤں ہاتھ جسم پھڑک رہے ہیں حدید روئین تن قریب تخت پہونچ چکا تہا کہ
صاحبقران یہاں سے للکارتے ہوئے اور نعرہ مارتے ہوئے پہنچے کہ خبردار او گیدی کہاں جاتا ہے
پہلے مجکو قتل کر پھر ظل اللہ کیطرف بڑہنا یہہ سنکر شدید روئین تن نے باگ مرکب کی اسطرف
موڑی اور آواز دی کہ تم سب میرے شکار ہو کہاں جاؤگے بچکر میرے ہاتھ سے اب ادہر تو حدید
روئین تن قریب تخت پہونچ گیا ہے ادہر دلی کی فوج گلا تلوار کے نیچے سے کہے دیتی ہے مگر بادشاہ
کو بچائے ہوئے ہے ایک گرا اور دوسرا آگیا یہہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ او ملعون جبتک ہمارے
تن میں دم ہے اپنے شاہ پر آنچ نہ آنے دینگے ادہر حدید کہہ رہا ہے کہ جیتے آؤگے
مارے جاؤگے کیوں مفت جانیں اپنی دیکر ہے ہو انجام یہی ہونا ہے کہ جس واسطے تم سب جان
دیتے ہو اسطرح بادشاہ اور سرداروں کو مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر گریہ و زاری
کرینگے لیکن یہہ لوگ جانیں دے رہے ہیں ہر بہادر آگے بڑہا جاتا ہے اس وقت اگر تیغ بھی
ہی کر بیٹہتے ہیں مگر حربہ اسکے جسم پر کارگر نہیں ہوتا بادشاہ فرما رہے ہیں کہ یارو بیکار جانیں
دیتے ہو ایسے یا تو مجکو اس ملعون کے حوالے کردو اور یا مرکب پر سوار کر دو میں لڑونگا اس سے
لوگ عرض کر رہے ہیں کہ ہم جان نثار کس دن کے لئے ہیں ادہر راہ میں شدید نے صاحبقران
شہنشاہ کو ہر کلاہ کو روکا ہے فوج اسلام پہچیں آگئی ہے تلوار چل رہی ہے صاحبقران و سب
پہونچتے ہیں کہ بادشاہ پر کیا گذری لوگ عرض کرتے ہیں کہ ابہی تک تو خیریت ہے تخت و تاج قائم ہے
لیکن حدید روئین تن نہایت سخت و مضبوط بنایا گیا ہے کہ حربہ اوسپر اثر نہیں کرتا ہے خوف ہے
کہ تخت شاہی پر زوال آجائے اور جان دشمنوں کے پنجۂ قضا میں پہنس جائے الغرض ادہر شدید
روئین تن نے غول سے نکلکر تیغہ مارا ہے کہ سر صاحبقران زخمی ہوا سرداران زخمی آگے بڑہے لیکن
سینے جسے اک ہاتہہ مارا وہ پھر زخمی ہوا ایک آدہ جوان کام آگیا ہے کہ یکایک بائیں جانب سے لشکر
کے تیق گرد بلند ہوا اور وہ گرد قریب آکر شق ہوئی یہہ معلوم ہوا کہ سرخ آندہی آگئی دیکہا کہ نقابدار
سرخ پوش چالیس ہزار سرخ پوشوں سے مثل شعلۂ جوالہ کے پیدا ہوا اور للکارا کہ باش اے گردکفتا
خبردار ہوشیار باشید کہ منم نقابدار سرخ پوش او شدید روئین تن ملعون ادہر آ او دیو
کہاں جاتا ہے پلٹ کہ ملک الموت تیرا آگیا یہہ سننا تہا کہ حدید روئین تن نے باگ مرکب کی
پھیری اور آواز دی کہ او اجل رسیدہ تو کہاں سے آیا جا جس طرف سے آیا ہے پہر جا مجہے شباب پہ
تیرے رحم آتا ہے ایسا نہو کہ ہاتہ سے میرے مارا جائے نقابدار نے کہا کہ کیا جہک مارتا ہے لشکر
اسلام نے جو دیکہا کہ طرفدار ہمارا پیدا ہوا ہے خوش ہو ہو کے دعا کرنے لگے کہ پروردگار اچہا تا اس
جوان کو کہ عجب نوک کا جوان ہے کس آن بان سے اتنے بڑے لشکر چالیس ہزار آدمیوں سے
حملہ کیا ہے ایک آدہ بہادر نے بڑہکر پکارا کہ اے نقابدار بہادر یہہ ملعون روئین تن ہے اسپر حربہ
کارگر نہیں ہوتا نقابدار نے جہنجہلا کر کہا کہ کیا ہم نادان ہیں جو تم ہمکو آگاہ کرتے ہو ادہر صاحبقران
بہر چند کہ زخمی تہے لیکن جنہر آمد نقابدار سنکر زخم سر باندہکر پہر مرکب پر سوار ہوئے ہیں اور نعرہ
نقابدار کی آواز جوشی سنکر فرما رہے ہیں کہ نہیں معلوم یہہ کون بہادر ہے خدا اسکی مدد کرے کہ
اسوقت میں ہماری خبر لی ہے وہاں نقابدار نے قریب حدید روئین تن کے پہنچکر للکارا کہ او
ملعون تجہے شرم نہیں معلوم ہوتی ہے کہ اندہوں پر حملہ کرتا ہے حدید نے کہا کہ مجہے نہیں معلوم ہے

لوگ اندھے ہو جاتے تو نہیں معلوم کیا غضب کرتے ابھی کل کی بات ہے کہ عیار کو بھیجکر ہمارا جشن
برباد کیا بارگاہ لٹوائی سبکو بیہوش کرا کر ذلیل کیا اور کیا کیا بیان کروں جو جو حالت کی ہے یہی بہادروں کا
شیوہ ہے جواب دیا نقابدار نے کہ یہہ افعال اون لوگون کے نہیں ہین ہان عیار اکثر ایسا شعبدہ پیدا
کرتے ہین تو اونہیں یہہ لوگ خود سزا دیتے ہین حدید نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو ان لوگون نے
ایسی ایسی ہی حرکتین کرکے صاحبقرانی قائم کی ہے اور ملک گیری مین فتح حاصل کی ہے ورنہ
مجاور زادہ مکہ کی اولاد و سلطنت اگر آبائی سلطنت انکی ہوتی تو ایسی حرکتین کبھی نہ ایسے سرزد ہوتین
بس یہہ کلمہ سننا تہا کہ نقابدار بہادر کو غصہ آیا اور آواز دی کہ او ملعون بس بیہودہ بک ورنہ زبان
تیری گدی سے کھینچ لونگا حدید روئین تن نے کہا کہ او نا منصف میں نے اتنا سا کہا تو تجھکو اسقدر غصہ
آیا اور ان لوگون کے ایسی ایسی حرکتین سنین تو کچھ نہ کہا لے یہہ تلوار پیغام قضا ہے یہہ کہکر وار کیا نقابدار
نے آتے ہی تلوار کو خیال مین رکھکر تہپکی دی کہ تلوار پہٹ پڑی بس یونہی کمر سے خنجر کا بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر کا
بکر سے کہینچکر جو زور کیا تو ہے بلند کرلیا اور کہا کہ کہتا ماروں تجھکو استخوان تیرے پارہ پارہ ہو جائین
حدید روئین تن ہنسا اور کہا کہ جہان تیرا جی چاہے پھینک خداوند لقا نے میری موت ہی
نہیں معین کی ہے جب چہوٹونگا تجہی کو مارونگا اوسپر شدید روئین تن نے جو دیکھا کہ نقابدار نے
بہائی کو تیرے گہوڑے سے اوٹہالیا ہے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او نقابدار سرخ پوش ارے
غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو گہوڑے سے اوٹہالیا کہان جائیگا سمجھکر ہہر ہاتھ سے لیکن نقابدار
نے جو شدید کو اپنی طرف آتے دیکہا تو نہین ہاتھ پر بلند کیے ہوئے تہا پہلے بچانے سپر لیے ہوئے
رہے یا تہا اب و اپنے ہاتھین لیکر جو شدید روئین تن پر حدید روئین تن کو کھینچ مارا دونون لوٹ
پوٹ ہوکر مرکب سے نیچے گر گئے ساتھ ہی نقابدار بہی گہوڑے سے کودا اور ایک ٹانگ حدید کے
پاؤن کے نیچے دبائی دوسری ٹانگ ہاتھ مین پکڑکر جو زور کیا حدید چلایا کہ ارے یہہ کونسا طریقہ
قتل ہے نقابدار نے کہا کہ تیری روح نکلنے کا یہی تو راستہ کہلا رکہا تہا ارے اسکی فکر پہلے
سے کرلی اور چہرے سے چیر کر اسکو پھینک دیا اسکا مرنا تہا کہ شدید اوٹہکر بہاگا نقابدار نے
جہپٹ کر ٹہوکر ماری کہ یہہ بہی گرا اسکو بہی اوسیطرح چیر کر پہینک دیا دونون ٹکڑے پہڑک پہڑک کر سرد
ہوگئے لاشین ان دونون کی اوٹہوا کر خدمت صاحبقران مین روانہ کین اور آپ مرکب پر
سوار ہوکر پہر لڑنا شروع کیا وہان صاحبقران و بادشاہ اسلام سے لوگون نے عرض کی کہ
حضور مبارک ہو دونون روئین تن مارے گئے نقابدار بہادر نے مثل شیر درندہ دونون ملعونون
کو چیر کر پہینک دیا صاحبقران نے فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا اوسکو جزائے خیر دے کہ ہم پر مشفق
کی مدد کی اور ہمارے مطالب پورے کرے بادشاہ اسلام نے سجدہ شکر کیا نقابدار کو
دعا دی اور فرمایا کہ بعد فتح اسے نقابدار کو لے آنا اسلیے کہ یہہ مہمان جان بخش ہے اسکی خاطر
ہمپر واجب و لازم ہے وہان نقابدار نے چالیس ہزار سر جوشون سے فوج کفار پر حملہ کیا اہل اسلام
بہی اپنا محسن سمجھکر شریک ہوگئے بازار جنگ پہر گرم ہوا ہر طرف تلوارون کی بجلیان کوندنے لگین
کفار کا دل ٹوٹ گیا کہ سردار مارے گئے مگر اپنی کثرت پر بہروسا کرکے لڑتے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے
ہین مگر نقابدار جسطرف کو جاتا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بجلی گری گہوڑا مثل برق جہنڈے کے ہرطرف
پہرتا ہے بیشک نقابدار عجب بہادر ہے سرخ پوشاکین انکی سرخ صورت دیکہنے کی دلیل ہے

(۱۷)

گویا انہون نے پہلے سے اپنے تئین آلودہ خون کافر کرلیا ہے اک تختہ لالے کا پھولا ہوا ہے یا یون
کہیئے کہ زمین پر شفق کا عکس پڑ رہا ہے اور اوس شفق مین سیکڑون ہلال شمشیر نظر آ رہے ہین ہر
طرف بجلیان چمک چمک کر گر رہی ہین نقابدار کی یہہ ہیبت ہے کہ جدہر آ پڑا ہے صف شکستہ کر دی
صفین توڑ دین لاشہ پر لاشہ گرتا ہوا چلا جاتا ہے اودہر اہل اسلام کے حوصلے کہنگر پہر بڑہ گئے ہین
عوض اپنے ساتہیون کا لینے کو موجود ہو گئے ہین اوکہڑے ہوئے قدم پہر سے جما لیئے ہین ساتہ ساتہ
نقابدار کے لڑتے چلے جاتے ہین نقابدار و فوج نقابدار نے فوجی چہوڑوا دیئے ہین کہ اب کافرون نے
دیکہا جان بچتی نہین معلوم ہوتی ہے فرار پر قرار کیا ہے اور نقابدار انکو دبائے چلا جاتا ہے یہہ
کافر بہاگتے بہی جاتے ہین اور لڑتے بہی جاتے ہین لیکن جس وقت دیکہا نقابدار نے کہ یہہ کافر بہاگے
ٹہر کر ایک مقام پر جیب سے قلم دوات کاغذ نکالکر اک پرچہ لکہکر اک رسالہ دار لشکر اسلام کو دیا اور کہا کہ
دیدینا یہہ صاحبقران کو اور میری طرف سے بعد سلام کہدینا کہ تمہاری ناانصافی نے اس وجہ کو پہونچایا
کہ اندیشہ ہوئے افسوس کہ تمنے دل مین انصاف نہ کیا اور ملتی ہوئی چیز لے لی کسیسے بہی معلوم ہوتی ہے لیکن
اصل مین یہہ ناانصافی امیر تابانی کی تہی جنہون نے صاحبقرانی سمتم کے ہوتے تمہارے سپرد کی اور یہہ
بہی کہدینا کہ وہ تمسے بغیر صاحبقرانی چہینے نہ والا نہین ہے جبتک صاحبقران بنے بیٹہے ہو اسوقت کو
غنیمت جانو ورنہ مین لوٹتا ہون اوس شخص کا جس سے کبہی کوئی تمہارے بزرگون مین سر نہین ہوا اور
ہمیشہ اوس سے دبتے رہے یہہ کہکر باگ مرکب کی لی اور پہر لشکر کفار پر حملہ کیا اور فوج مع تخت بادشاہ
بہاگے نقابدار نے قتل کرنا شروع کیا جنگل مین یہہ لاشونکی سڑک بناتا چلا جاتا ہے کفار کہتے ہین کہ یہہ ملک کو
آیا ہے اسطرح جہان نہین بچیگی بہاگنے کا کوئی پیچہا نہین کرتا لیکن یہہ تو جان ہی نہین چہوڑتا ہر طرف
یا خداوندا گوان کی صدائین بلند ہین نقابدار لاحول پڑہتا ہوا اور اللہ اکبر کے نعرہ کرتا ہوا
ان سبکو بہگاتا چلا جاتا ہے کہانتک گزارش کیا جائے کہ نقابدار بہادر نے سات کوس تک کفار
کو پسپا کیا اور کہا کہ انکے شہر تک انکو اسیطرح بہگاتا ہوا لیجاونگا اور گہسکر شہر مین مارونگا تا کہ ان لوگونکو عبرت
ہو اور اب اسکے بعد کوئی ائین سے اتنا نہ ہے کہ لشکر اسلام پر چڑہائی کرکے آئے لیکن جبوقت عیار نقابدار
نے سمجہایا کہ اسے شہریار یہہ آپکے بزرگون کا چلن نہین ہے کہ بہاگتے کا پیچہا کرین بس بہت مارا ان کافرونکو
یہہ اپنی سزا کو پہونچگئے اول تو یہہ خود ہی اب کبہی لشکر اسلام کا رخ نکرینگے اور اگر ایسا ہوا تو پہر انکو سزا دیجیگا جب
بہت سمجہایا نقابدار کے عیار نے تو باگ مرکب کی پہیری تو اوسوقت حال نقابدار کا یہہ تہا کہ تہیون
خون ٹپک رہا تہا قبضہ تلوار کا گہہ بیٹہا تہا مرکب پسینے مین غرق خود بہی عرق عرق لشکر اسلام کے جوان
یہانتک لڑتے ہوئے ساتہ آئے ہین نقابدار کی جرأت و قوت پر جان و دل سے فدا ہو رہے ہین
اور کہہ رہے ہین کہ یہہ ہمنے بہی بادشاہ بنے اور نہین لوگون مین دیکہی ہے کہ جنہون نے بارگاہ صاحبقرانی
کو خالی کر دیا ہے کیا یہہ نقابدار ان ہین لوگون سے تو نہین ہے کہ وقت مصیبت دیکہکر بہاگے اور چلا
آیا اسلیئے کہ وہ لوگ دشمن ایکدوسرے کے ہین سب ایک ہین فقط عزت کا جہگڑا ہے اور یہانتک خیال
ہی تہے یہی باتین تہین کہ یکایک کڑ کڑ کے بجلی گری اور چمک کر نیچے گرا اور نقابدار کو لیکر روانہ ہوا اہل اسلام
حادثہ کو دیکہکر عیار نقابدار تو چیخین مار کر رونے لگا لیکن پنجہ نقابدار کو لیکر یہہ جا وہ جا نظرون سے
غائب ہو گیا اودہر اہل اسلام افسوس کرتے ہوئے پہرے اور یہہ فوج نقابدار کی نالان وگریان چلے
لیکن اب حال صاحبقران کا سنیئے کہ جب شیخ بچوکی لاشین اہل اسلام کی اٹہوا کر دفن کین قریب

ایسا لاکہہ کے کام آئے تہے اور ڈہائی لاکہہ کفار مارے گئے تہے لیکن لاش اسفندیار خان زرانچابادی
و سہیل خان اشتر سجستانی کے اسقدر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تہے کہ یون نہ اوٹہہ سکی ایک چادر مین باندہکر
اوٹہائی گئی چونکہ شہید تہے غسل انکا خون سے ہو چکا تہا اور کپڑے انکے بجائے کفن تہے صرف نماز جنازہ
پڑہکر انکو دفن کردیا لیکن صاحبقران انکی لاش پر بہت روئے اور کہا عرض کرنا میرا طفیلے خدمتین دلوا
جان کی کہ یہہ غلام آپکا ایسی سخت بلا مین مبتلا ہے کہ نجات دشوار معلوم ہوتی ہے آپکا اقبال ایسا تہا کہ ادہر
کوئی مصیبت نازل ہوئی فورًا پروردگار عالم نے اوسے دفع کیا اور باوجودیکہ دست راستیون اور
دست چپیون مین مخالفت کی بنیاد آپہی کے زمانے مین قائم ہوئی تہی اور بڑے بڑے فساد پیدا ہوئے
مگر پہر سب یکجا رہے ایکدوسرے کا شریک حال رہا ہم ایسے بدنصیب صاحبقران ہوئے کہ ہمارے
زمانے مین انواع واقسام کی بلائین نازل ہوتی ہین اور دفع نہین ہوتین جو معاون ومددگار پیدا ہوتا ہے
وہ اسقدر جلد ناپید ہو جاتا ہے کہ نشان اوسکا صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے پروردگار عالم سے دعا
کیجئے کہ مجہپر سے یا تو بلا دفع ہو اور یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری روح قبض کرین اب مجہسے یہہ سختیان نہین
اوٹہہ سکتین ہین اس صاحبقرانی سے باز آیا یوہنی اچہا تہا اسکے بعد فرمایا کہ دیکہو نقابدار
کہان ہے جاکر ہماری طرف سے کہنا کہ اے برادر بجان برابر اگرچہ مجہے نہین معلوم کہ آپ کون صاحب
ہین اور اپنے کو آپنے پوشیدہ کیا ہے خیر ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے مگر مین چاہتا ہون کہ ایک آدہ روز
اپنے گہر کو اپنا گہر تصور کرکے یہین قیام کیجئے اگر آپ ہم مین سے نہین ہین تو ہمارے دوست تو ضرور ہین کہ ایسے
وقت سختی مین آکر مدد کی اور شریک حال ہوئے اب اتنی تکلیف اور اوٹہائیے کہ یہان تشریف لائیے
لوگون نے عرض کی کہ حضور اونکو کچہہ لگیا تہا اور شتر سوار تہا اوسطرف دامنہ کوہ کے روانہ ہوا فرمایا افسوس ہے جو ہم
بدنصیبون کا غمخوار بنا وہ بہی بلا مین پہنسا کیا مقدر ہے ہمارا خدا اوسکو اپنی حفظ وامان مین رکہے اور اگر
کسی بلا مین پہنس گیا ہو تو نجات دے مگر تم لوگون نے اوسکے لشکر کو بہیجے علیحدہ کیون اوترنے دیا لوگون نے
عرض کی کہ حضور ہمنے ہر چند اصرار کیا عیار نقابدار نے کہا کہ نہین تم لوگون سے کنارہ کرنا مناسب ہے
حکم ہے ہمارے سردار کا کہ ان ناانصافون سے ملکے کبہی نہ چلنا ورنہ خطا پاؤگے فرمایا یہہ
کیا کہا اپنے کو کسی ناانصافی کی معلوم یہہ ہوتا ہے کہ طرفدار یہہ دست چپیون کے سمجہ بانا
اونکی اس کج خلقی پر ملال ہے اتنے مین اوس رسالدار نے وہ نامہ پیش کیا جو کہ نقابدار نے امیر
ثالث کو بہیجا تہا آپنے اوس نامہ کو پڑہا اسمین یہہ تحریر تہا کہ اے بدیع الملک تمہین یاد ہے کہ
صاحبقرانی پر دست اندازی کرنا مناسب نہی یہہ حق تمہارے عم ثانی کا ہے اسلئے کہ اوسنے کیسے
کیسے کارنمایان کئے ہین کیا تم بہول گئے جسوقت بدوج بن عوج بن عنق آیا تہا
جسکا عصا پانچہزار من کا تہا اور قد مثل مینار کے دیو قد سے زیادہ بلند تہا تو اوسکے مقابلے کو پہلے تمہاری
ہی جرأت نہوئی جسوقت رستم نے نکلکر مقابلہ کیا اور وہ بیہوش ہوا تو غیرت مین آکر تم ہی نکلے
تمہاری ہی وہی حالت ہوئی جو کام کیا اوسنے پہلے کیا بعد کو تمہین غیرت آئی تو تمنے بہی جرأت کی
اور یہہ طریقہ تمہارے اور اوسکے بزرگون سے ہمیشہ سے چلا آتا ہے نہین آجتک کس بات کی فوقیت تہی
جو تم صاحبقران بنے امیر ثانی کی خوشامد البتہ ان لوگون نے نہین کی وہ لوگ سپاہی ہین
اونہین چکنی باتون سے ہمیشہ نفرت رہی یہہ نہین لوگونکا شیوہ رہا اور نہین راس ہی آیا کہ امیر ثانی
نے جاتے وقت باہنائے صاحبقرانی تمہارے سپرد کیا مگر اب ہوشیار ہو کر اپنی [illegible]

باہناء

باتہائے صاحبقرانی سے میدان چہین لیگا مین آگاہی کی جاتا ہون اور مین پوتا ہون اوس شخص کا
جسکا مقابلہ کبہی کسی نے نہین کیا بدیع الملک کو یہہ کلمات سخت ناگوار ہوئے فرمایا کہ کیا کہون یہہ
نقابدار محسن ہو چکا ہے ورنہ اسے ڈہونڈکر اوس سے مقابلہ کرتا اور اگر یہہ بخلق مجہسے طلب کرتا تو
مین خود بانہ ہائے صاحبقرانی اسکے حوالے کر دیتا لیکن اب تو ہر چند کہ نابینا ہو چکا ہون مگر بغیر مقابلہ
کئے نہ دونگا یہہ حق اوسکا ہے جو مجہہ غالب ہو اسکے بعد لاشین حدید و شدید کی منزلہ پر پہنچکر اون
اور زخمیون سمیت خود شفاخانہ سلیمانی مین داخل ہوئے اب انکو تو اسی حال مین چہوڑا جاتا
ہے لیکن اب چند کلمات حالات سموات شاہ کے تحریر ہوتے ہین کہ یہہ ہزیمت
خوردہ مع فوج جس وقت شہر سمواتیہ مین داخل ہوا اکابر شہر برائے استقبال آئے اور سموات
شاہ کو لیکئے وزیر ہوشمند دانا نے حال پوچہا سموات شاہ نے اول سے آخر تک حال بیان کیا مارا
جانا بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت کا اور اپنا بچنا بہی بہنا فرہاد خان و ارشیون و
فرسنگ کا ہاتہہ سے رومین تنون کے پہنچنا لشکر اہل اسلام مشتری حصار وزیر اسکا بادست
طبل بانہ بجانا و سر روز جشن دعوت کرنا اپنا آنا حضرت کا خفقان یالی نبکر اور سبکو ... کی
کرکے بیہوش کرکے برہنہ کرنا سبکا اسکے بعد طبل جنگ بجوا کر حملہ کرنا اپنا قتل ہونا اسفندیار جنگا
وسہیل خان کا اسکے بعد آنا نقابدار سر خپوش کا مارا جانا رومین تنون کا شکست کہانا اپنا بہاگنا پیچہا کرنا نقابدار کا
اپنا اپنا سات کوس تک یہہ کہکر بہر بہت رونے لگا اور کہا کہ نقابدار نہین معلوم کون شخص ہے
کہ غضب خداوند کو ڈہا دیا رومین تنون کو سر میدان چیر کر پہینک دیا یہہ سنکر ہوشمند دانا
نے کہا کہ کچہہ ہمارا قول حضور کو یاد ہے بادشاہ یہہ سنکر دل مین خفیف ہوا اور کہا کہ بلاؤ دبیر کو
اوسیوقت منشی حاضر ہوا حکم دیا کہ ایک عرضی ہماری جانب سے خداوند کے حضور مین لکہو کہ دونون
فرستادہ آپکے ہاتہہ سے خدا پرستون کے قتل ہوئے اور تمام سردار ہمارے مارے گئے ایک نقابدار
نہین معلوم کہان سے آیا تہا بلائے بیدرمان تہا کہ دونون رومین تنون کو چیر کر پہینک دیا اور چالیس
ہزار لشکر سے سات لاکہہ کی فوج کو سات کوس تک بہگاتا چلا آیا اگر وہ پیچہا نہ لیتا تو
یقین ہے کہ جان نہ بچتی اور آج ہی شہر سمواتیہ برباد ہو جاتا اور عیار لشکر اسلام نے تو ہماری وہ
حالت بنادی ہے کہ کسیکو موہنہ دکہانے کے قابل نہین رکہا جلد خبر لیجئے اسواسطے کہ اس بلا کے
علاوہ متواتر یہہ خبرین سننے مین آئی ہین کہ کوئی شخص چترنگ بن زمرد پیدا ہوا ہے کہ اسے بہی
دعوائے خداوندی ہے وہ بہی اسیطرف آتا ہے اور یہہ بہی آفتاب پرست بہی بڑے شور
شور سے چلا آتا ہے اوسے بہی خداوندی کا دعویٰ ہے اوسکی یہہ کیفیت ہے کہ ایک آفتاب اسکے
سر پر سایہ افگن رہتا ہے جسطرف بہ جلیس اشارہ کرتا ہے شعلے چمک کر گرتے ہین جلا کر خاک
سیاہ کر دیتے ہین اسیطرح وہ پہونکتا چلاتا شہرون کو برباد کرتا چلا آتا ہے جو شخص اوسکا مقابلہ
کرتا ہے مارا جاتا ہے بڑے سامان اوسیکے ہمراہ ہین اور ایک صاحبقران پردہ قاف
آیا ہے ان سبکے رخ بیابان نہ طاق ہی کی طرف ہین آپ کسی ساحر کو جلد روانہ کیجئے
کہ وہ ان کافران خدا پرستون کا خاتمہ کرے پہلوان انکے کبہی نہ لڑ سکینگے آیندہ حضور کو اختیار
ہے واجب جانکر عرض کیا جس وقت مضمون عرضی تمام ہوا کہا کہ ایک نامہ شوقیہ اور لکہو
بنام شبرنگ جادو کہ اے برادر بجان برابر ہم ایک عرضی بہیجتے ہین اسکو خدمت مین خداوند

کی پہنچا دو دبیر نے یہہ نامہ بہی لکہکر تیار کیا سمواتؔ شاہ نے ایک واقف راز کو بلا کر حکم دیا کہ یہہ نامہ لیکر عہد طلسم پر
جاؤ جسوقت قریب دیوار پہونچو گے عرض کرنا مین عرضی لایا ہون چاہتا ہون کہ خدمت مین خداوند کی پہنچا دون
تہوڑی دیر مین ہوا سے سرد چلیگی کہ آنکہین تمہاری بند ہوجائینگی جسوقت پہر آنکہہ کہلیگی جواب نامہ کا ہاتہہ پر
پاؤگے چلے آنا وہ شخص تو اسطرف روانہ ہوتا ہے دیکہیے یہہ کب پہنچتا ہے اور کسوقت جواب نامہ کردیتا ہے
لیکن یہان سمواتؔ شاہ سے ہوشمند دانا نے پوچہا کہ شبرنگ کا نام تو آپکی زبان سے اکثر سنا لیکن یہہ نہین معلوم
کہ یہہ رہتا کہان ہے سمواتؔ شاہ نے بیان کیا کہ اے ہوشمند طلسم طاق کے دربند سوم مین رہتا ہے
اسکا مالک ہے چونکہ میرا دوست ہے اسکو بہت پہلے اوسنے لکہا ہے کہ اوسکی سفارش زیادہ مفید ہوگی بزرگون سے
سنا ہے کہ کسیوقت وزمانہ مین یہہ مقام جنون کے قبضہ مین تہا اور اونہین کی سلطنت یہان تہی وہ اپنی حد سے آگے
بڑہ بڑہکر انسانون پر ظلم کرتے تہے تو ہمارے خداوند نے یہہ انتظام کیا کہ بادشاہ کو جنون کے گرفتار کیا ہرچند وہ بہت بڑا
درویش تہا مگر خداوند نے اوسکو بزور سحر ایسے پوشیدہ مقام پر قید کیا ہے کہ اول تو کسیکو معلوم نہین اور بالفرض اگر کسیکو
دریافت ہی ہوجائے تو خداوند کے قید کو کون مسمار کرسکتا ہے اسوقت سے جو اجنہ بہاگ کر چلے گئے ہین وہ بہی انتظار مین
ہین کہ اگر کوئی شخص دشمن زبردست خداوند کا پیدا ہو تو ہم بہی جاکر اوس سے عرض حال کرین اور اپنے بادشاہ کو
قید سے چہڑا لین اور حکومت اپنی پہر سے قائم کرین کہ در اصل یہہ مقام اونہین لوگون کا ہے مگر کیا کرسکتے ہین کوئی دشمن
خداوند کا کیا کرسکتا ہے یہہ بہی اک رحمت ہے خداوند کی اون اجنہ کو ابتک زندہ رہنے دیا ہے ورنہ سبکو جلا کر خاک سیاہ
کرچکے ہوتے خداوند جانتے ہین کہ یہہ بندگان برگشتہ میرا کیا کرلینگے اسی سبب سے انکو زندہ رہنے دیا ہے کہ ایک ایک کے سامنے
فریاد کرین اور ذلیل ہون غرضکہ جب یہہ مقام جنون سے خالی ہوا تو یہان نو دربند کا ایک طلسم قائم کیا اول دربند کا
مالک ضربان جادو ہے کہ جو سحر و ساحری کے فن مین وحید عصر و یگانۂ زمانہ ہے اور دوسرے دربند کا مالک سفال
جادو ہے جسکا مثل و نظیر روئے دنیا پر نہین ہے کہ اگر تمام زمانے کے ساحر یکجا جمع ہون تو اوسکی سرحد سے بغیر اجازت باہر قدم
کر نہین سکتے تیسرے دربند کا حاکم ہمارا دوست شبرنگ جادو ہے یہہ ساحر اون دونون سے زبردست اور مقرب بارگاہ
خداوند یعنی کیوان تاجدار کا نہایت منہ چڑہا ہے اور چوتہے دربند پر خود کیوان تاجدار برادر خداوند مین ہر
ایک عرضی کا پہنچانا اور رازہائے خداوندی و دیگر انتظامات مالکیہ اونہین کے سپرد ہین انکے سحر کا حال کیا کہون بس اتنا ہی
کہنا کافی ہے کہ وہ برادر خداوند ہین پانچوین دربند کا حاکم شرارہ سہ لرزان جادو ہے یہہ وہی دربند ہے جسکا
ذکر اکثر تمہارے سننے مین آیا ہے یعنی بیابان ہولناک یہہ وہ مقام ہے کہ اگر ساحر و ساحرہ کا نام نہ لے جسوقت وہان کوئی شخص
آگیا تو یہہ سمجہو کہ خدا پرستون کی بنیاد ست گئی چہٹے دربند کا حاکم دنا ظلم چوپان چہار دست ہے یہہ
مقام بہی نہایت سخت ہے جسوقت اسکے بیان کا محل آئیگا اور ناظرین سنینگے تو نہایت خوش ہونگے
اور عرق ریزی مؤلف کی داد عنایت کرینگے ساتوین دربند کا مالک قسطاس فیل سحر ہے
اور آٹہوین دربند کا حاکم عنقائے گردباد ہے نوین دربند پر تو خود خداوند
ہین اسیطرح نو دربند کا یہہ طلسم خداوند لقا نے باندہا ہے یہی سبب ہے کہ اس
مقام کو بیابان طاق کہتے ہین اور ہر طرف سنگ خارا کی دیوار ہے کہ بظاہر تو وہ مثل
معمولی دیوارون کے بلند ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا جی چاہے
کمند مار کر چڑہ جائے مگر جسوقت کوئی پرند تک اوسطرف جانا چاہتا
ہے تو دیوار اسقدر بلند ہوجاتی ہے کہ وہ پلٹنا پڑتا ہے یا ٹکرا کر گر جاتا ہے اور اگر ساحر قصد کرتا ہے
اوڑکر نکل جائے تو اوسکو بہی مثل پرند ہوائی گذر دشوار ہوتا ہے اور اگر سحر کرتا ہے تو اپنے سحر سے آپ جلکر خاک ہوجاتا

یہانتک حالات طلسم کے بیان کیئے ہین اب انکو تو انتظار مین خواب نامہ کے چھوڑا جاتا ہے لیکن اب یہانسے چند کلمہ داستان کی خواجہ ثالث مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری ریش تراشندہ قرن و سر برندہ جادوگران بیان کیئے جاتے ہین کہ جسوقت خضران بن عمر بارگاہ سموات شاہ کو لوٹ کر اور سبکو چھوڑکر نکلے لشکر سے تو وہی ہیئت انکی تھی یعنے خفقان بانی بنے ہوئے تھے اور برق ثانی وار بابانی بنا ہوا تھا قران ثانی تخمیارک بنکر پہونچانے کے بہانے سے ساتھ ساتھ آئے تھے اہل لشکر کہتے تھے کہ کیا اس وزیر بادشاہ نے اپنی عزت ہاتھ سے دی ہے کہ تھا اک رنڈی کو پہونچانے جاتا ہے جب ایسے لوگ کنا یا کرین تو اسے برحال دیگران لیکن یہہ تو قران ثانی ہین انہین اپنے کام سے کام ہے جسوقت حد لشکر کے باہر آگئے اک صحرا مین پہونچکر خضران نے قران ثانی و برق ثانی کو رخصت کیا کسکو ایک حبہ نہین دیا قران ثانی کو تو خواہش بھی نہ تھی لیکن برق ثانی نے ہر چند کہا کہ جو چیزین لیئے ہوئی ہین اوسمین مین سے کچھ ہمکو دو برا بہت تو دیجیئے کام آپکا تھا جان ہمنے بھی لڑائی ہے مگر خضران نے اسکے قول سے بھی اپنا ہی مطلب نکالا کہ جب کام ہمارا تھا تو مستحق ہم ہو یا تم بھی تمہارا کوئی کام ہوگا ہم کر دینگے غرضکہ یہہ دونون تو اوسطرف روانہ ہوئے یہان خضران نے تخمیارک ثانی کو زنبیل سے نکالا اور درخت مین باندھ کر ہوشیار کیا جسوقت تخمیارک کو ہوش آیا دیکھا اک درخت مین بندھا ہوا صحرا مین کھڑا ہون اور اک عیار لشکر اسلام کوڑا لیئے سامنے کھڑا ہے اسنے آنکھین اپنی بند کرلین جانا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون خضران نے اک کوڑا مارا اور کہا کہ ہوشیار ہو یہہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے تخمیارک کوڑا کہا تے ہی تڑپ گیا اور کہا کہ او ظالم تو کون ہے اور کیون مجھے پکڑ لایا ہے خضران بن عمرو نے کہا کہ تو واقف راز ہے سموات شاہ کا اور مین تجھے اسواسطے لایا ہون کہ جلد مجھے بتا لصیر جادو کا پتا کہ وہ کہان رہتا ہے تخمیارک نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم مصرع رموز مملکت خویش خسروان دانند خضران نے کہا اور دوسرا مصرع تخمیارک نے کہا وسے اس واقعہ سے تعلق نہین خضران نے کہا کہ پڑھو تو سہی تخمیارک نے پڑھا مصرع زبان پردہ نشین حال این جہان داند خضران نے کہا کہ عورتین تو خوب جانتی ہین تخلیہ کے وقت جو چاہتے ہین پوچھ لیتے ہین اور تو کیا عورت ہے کہ نا واقفیت ظاہر کرتا ہے تخمیارک نے کہا کہ بادشاہ مجھ سے ناراض رہتا ہے راز اپنے نہین بیان کرتا نہ مین پوچھتا ہون اس لیئے کہ مجھے اس کے دریافت سے کیا ضرورت ہے خضران نے کہا تو نہ جانتا تھا کہ ہم سے پوچھا جائیگا تخمیارک نے کہا مین تو ہرگز نہ سمجھا تھا کہ میری یہہ حالت کی جائیگی اور مجھ سے یہہ راز پوچھا جائیگا ورنہ تجکو بتا دیتا اور پہلے سے پوچھ رکھتا اور اگر پوچھتا بھی تو بادشاہ ایسے شخص کو کیون بتاتا جس سے وہ ناخوش رہا کرتا ہے خضران نے کہا کہ سارا انتظام تو طلسم دعوت کا تیرے حوالے تھا انتہا یہہ ہے کہ ارباب نشاط تک تیرے ذریعہ سے پہونچتے تھے ہر کام تیری صلاح پر ہوتا ہے اور تو کہتا ہے کہ بادشاہ مجھ سے ناراض ہے او مکار جلد بتا یہہ کہکر تین چار کوڑے مارے کہ یہہ بلبلانے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا مگر خضران نے نہ مانا اور کہا کہ او ملعون خفقان بانی بنکر مین گیا تھا اور عیاری کرکے تجکو پکڑ لایا ہون تیرے بادشاہ اور تمام ارکین دربار کے وہ حالت بنائی ہے کہ تا زندگی تو وہ نہ بھولینگے سب کے سب برہنہ پڑے ہین بارگاہ مین کوئی شئے باقی نہین ہے انتہا یہہ ہے کہ فرش تک نہین ہے جب انکو ہوش آیگا [illegible]

یہہ سنکر بختیارک کے ہوش اوڑ گئے سمجھ گیا کہ اب سطوات شاہ پر زوال آیا اور تیرے بھی
جان گئی اسلیے کہ یہہ عیار زندہ نچھوڑے گا خضران بن عمرو نے کہا کہ تو یون نہین بتائیگا اب
تیرے لیے وہ سامان کرتا ہون جو والد ماجد نے تیرے ہم نام کے واسطے بارگاہ صلصال مین کیا
بختیارک اول وزیر نوشیروان بڑا ہی حرامزادہ تھا لیکن تجھ سے زیادہ جس امر کو پوچھو انکار کرتا تھا
جب جوتیان پڑتی تھین تو قبولتا تھا آخر کار انجام یہہ ہوا کہ اوسکا حریرہ بنا کر اوسی شخص کے بیٹے کو
کھلا دیا اور اہل دربار نے بھی کھایا تھا اب تیرا بھی وہی حشر ہوا چاہتا ہے یہہ کہکر زنبیل سے اک
دیگ نکالی اور پانی بھر کر کچھ ایندھن پتھر جمع کر کے اور اوسکا چولہا بنا کر اوس پر دیگ چڑہا کر آگ
سلگا دی اور اک بڑی سی چھری جس سے قصاب بکری کو ذبح کرتے ہین نکالکر سامنے رکھی اور
بختیارک سے کہا کہ کیا کہنا ہی بختیارک پہلے تو یہہ سب سامان دیکھا کیا کہ اک ذراسی زنبیل
اوس سے اتنی بڑی دیگ کیونکر نکل آئی بعد کو جب چھری پر نظر پڑی دم فنا ہونے لگا کہا کہ
مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ لوگ بڑے صاحب کمال ہین اب اس سامان کو موقوف رکھیے اور میری
جان بخشی کیجیے مین بتا دونگا بتاتا ہون خضران نے کہا کہ جب تک تو بتائیگا نہین پانی دیگ کا
دیگ مین کہولا کرے گا اور چھری سامنے رکھی رہے گی بختیارک ثانی نے کہا کہ مین تو بتا
دیتا ہون لیکن سمجھنا آپ کا بصیر جادو تک نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے اسلیے کہ اوسنے
سات دربند قائم کیے ہین اور طلسم بند ہو کر کوہ قضا و قدر مین بیٹھا ہے اب وہ وہان سے
تا حیات صاحبقران نہین نکلے گا اور نہ کوئی اوس تک پہونچ سکتا ہے کہ سات چوکیان حائل ہین
خضران نے کہا کہ راستہ بتا مین ضرور جاؤنگا اور بقوت پروردگار طے کر کے ساتون
چوکیون کو مارون گا بصیر جادو کو بختیارک نے دل مین خیال کیا کہ یہہ دیوانہ ہوا ہے
بھلا وہان ساحر کا گذر تو دشوار ہے جب تک مالک دربند کی اجازت نہو پرندہ پر نہین مار سکتا
یہہ کیا جاے گا اور جائیگا تو مارا جائے گا اب اسے راستہ بتا دینا چاہیے خضران سے کہا
کہ یہان سے جانب مغرب دو کوس تک ببولون کا جنگل ہے اسکے بعد اک صاف میدان ملیگا
اوسے طے کر کے اک ساکھو کا جنگل ہے جب اوسے طے کیجیے گا تو اک دریا سے سحر نظر آئیگا
وہ مقام ماہیان خوش تقریر کا ہے اور پہلا دربند ہے وہان پہونچکر جو آپ سے ہو سکے
وہ کیجیے خضران نے کہا ابھی چلتا ہون اور وہ دیگ و چھری داخل زنبیل کی بختیارک نے
کہا تو بھی بھوکا ہو گا اور مین بھی بھوکا ہون پہلے کچھ کھانے پینے کا انتظام کر لینا چاہیے بختیارک
نے کہا اس صحرا مین کھانے کو کہان سے آئیگا خضران نے کہا کہ دولت ہو تو بقدم
ہے ہر چیز ہر مقام پر ممکن ہو سکتی ہے بقول شخصے چڑیا کا دودہ تو ملتا ہے بختیارک نے
کہا کہ دولت بھی ہر جگہ کہان اس صحرا مین آپ مجھے لے آئے ہین اگر لشکر تک چلیے
سب کچھ ممکن ہے خضران نے کہا کہ وہان چلنے مین عرصہ ہو گا دیکھو تو کچھ تمہاری کمر مین
ہے بختیارک کو یاد آیا کہا کہ ہان چند اشرفیان میرے پاس تھین ٹٹولی تو کچھ تھا وہ کیا خضران نے نکالکر نذر
زنبیل کر لی تھین بختیارک نے کہا کہ میرے پاس سات اشرفیان تھین نہین معلوم کیا ہوئین خضران نے کہا کہ گر گئی
ہونگی تمہاری پوشاک نہایت بیش قیمت ہے اگر مجھے دو تو مین بیچ کر سامان کرون یہہ کہکر اک لنگوٹی
زنبیل سے نکالکر دی اور کہا کہ یہہ خیال نکرو کہ مین بادشاہ کا وزیر ہون اول تو یہان دیکھنے والا

کون ہے ہم ہین یا تم ہو اسلئے اور اعزت انسان کی لیاقت سے ہوتی ہے نہ کہ لباس سے جب تک
تم وزارت کے درجہ پر نہین پہونچے تھے اوس وقت کیا یہی لباس ہوگا تجکو دیکھو کر صاحبقران کا رفیق
ہون گر کس حالت سے رہتا ہون تجلیارک مجبور و ناچار ہے پنجہ ملک الموت مین ہے اگر خلاف حکم
کرتا ہے جان کا خوف ہے جان کا صدقہ مال تصور کرکے وہ غرقی باندہی لباس خضران کے حوالے
کیا آپنے نذر قبول کرکے ایک پتلی نکالی جسمین سوا پاؤ سے زیادہ نہ پک سکتا تھا اور کچھ کھچڑی
نکالکر دی اور کہا کہ پکاؤ اسکو تجلیارک نے کھچڑی پکائی پہلے خوب پیٹ بہر کر آپ نوش جان
فرمائی جو کچھ بچ رہا تجلیارک کو دیا اب اس نے انکار کیا کہ اب مجھے بہوک نہین ہے مین سیر
ہوگیا ہون آپنے غنیمت سمجھکر نذر قبول کر لیا کہ دوسرے وقت کا ناشتہ ہوگا اور کہا تجلیارک سے
کہ لے چلو تجلیارک نے کہا مجھے نہ لیجائیے لیجئے راستہ آپکو بتلا دیا اب میرا کیا کام ہے خضران نے
کہا اگر تو نے جہوٹ بتایا ہو یا اگر صحیح بہی سہی تو اسکے بعد دوسرے مرحلہ تک کیونکر پہونچون گا
تجلیارک نے دیکھا کہ یہہ جان نہ چہوڑے گا کہا کہ پہر صاحبقران کے قسم کہائیے کہ مین تجکو
چہوڑ دون گا قتل نہ کرون گا کہا کہ او ملعون وزیر رہا مگر تجکو تہذیب نہ آئی مین پائے صاحبقران
کی قسم کہاؤن گا مگر اوس وقت جبکہ تو یہہ قسم کہا لے کہ مین بہی دغا نکرونگا تجلیارک نے کہا تم تو قسم کہ
خداوندا گوان تاجدار کی کہ مین آپکے ساتھ دغا نکرونگا بشرطیکہ آپ جان بخشی کا عہد پورا کرین خضران
نے کہا کہ مین بہی قسم کہاتا ہون پائے مبارک صاحبقران کی کہ اگر تو دغا نکریگا تو مین بہی تجھے زندہ
چہوڑ دونگا قتل نکرونگا بعد اس عہد و پیمان کے تجلیارک خضران کے ساتھ ہوا اسکے ہونٹکا
خنجل ملا جوتا تجلیارک کا خواجہ نے پہلے ہی لے لیا تھا اب یہہ پا برہنہ اون کانٹون سے بچتا ہوا چلا
جاتا ہے لیکن دو کوس کا جنگل ہے کہان تک طے کرے آپ پائے نشاطری مارتے ہوئے اوڑے چلے
جاتے ہین اور تجلیارک کو پکار رہے ہین کہ ارے جلدی آ ورنہ شام ہو جائیگی درندہ نکلکر تجکو کہا
لینگے یہہ وزیر سموات کبہی پیدل تو چلا نہ تہا نہ کہ پا برہنہ اور وہ بہی کانٹون پر اپنی قسمت کو روتا چلا
جاتا ہے دلمین کہتا ہے یا خداوند مجہسے ایسا کیا قصور ہوا ہے جسکی سزا یہہ ملی اپنے کرم سے میری
خطا بخشی اور مجہی اس قید سے رہائی دیجئے کہین کوئی کانٹا چبھ جاتا ہے یہہ بیٹھکر نکالتا جاتا ہے
تو آپ شور کرتے ہین کہ ارے بہاگ تیرے پشت کی طرف خرس صحرائی آتا ہے جان تو بری چیز ہے
یہہ ڈر کر بہاگتا ہی کانٹا اوٹہ کر پاؤن مین رہجاتا ہے آپ فرماتے ہین کہ منزل پر پہونچکر نکال لینا راستہ
مخدوش ہے یہان ٹہرنا اچہا نہین ابہی وہ خرس فلان جہاڑی مین چلا گیا غرضکہ بہزار خرابی وہ صحرا
طے ہوا اب بیابان ملا کہ کوسون درخت نظر نہ آتا تھا ریت دہوپ سے اسقدر جل رہی تھی کہ پاؤن
بہنے جاتے تہے ہر قدم پر گٹون گٹون ریت مین پاؤن غرق ہو جاتا تہا اوپر کانٹون کی ایذا اوپر
ریت کی گرمی تجلیارک کی بری حالت ہے بہوک پیاس سب بہولگیا دلمین کہتا ہے کہ اس سے
مرنا ہی قبول ہے خضران سے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالئے مجھے اس زندگی سے مرنا ہزار درجہ
اچہا ہے مین اپنی جان بخشی سے باز آیا آپ نے فرمایا کہ زندگی کا کفارہ تکلیف ہے یہہ وقت بہی
گذر ہی جائیگا اسنے کہا کہ اب مین آگے نہ بڑہون گا جب تو آپ مجھے قتل کیجئے گا آخر
پہلے قتل پر آمادہ تہے اب کیا عذر ہے خضران نے کہا کہ مسخرے مجھے تو نے سر صاحبقران
کی قسم دی مین کیونکر تجہی قتل کرون پہلے نہ سمجھا لیا اب مین عہد شکنی کبہی نکرونگا آپ اپنی جان و تن تجلیارک جانے غافر ہے

اپنے منہ سے موت مانگتا ہے مگر موت بھی نہیں آتی برے وقت کا کوئی شریک نہیں ہوتا دل میں کہتا ہے کہ کیوں اسکے ہمراہ آیا غرضکہ بہزار دشواری وہ صحرا بھی طے ہوا اب ساکھو کا جنگل ملا اور بہ کہیں کھڑکھڑاہٹ پتوں کی ہوئی اور خواجہ عبث کرکے وہ پہونچے اور کہا کہ تیندوا آتا ہے بختیارک نے بھی اپنے کو جسطرح بنا پھینک دیا اسیطور سے خضران نے ساکھو کا جنگل بھی طے کرایا اب اک مقام پر تھک کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اب مجھسے نہیں چلا جاتا پاؤں سوج گئے ورم آگیا خضران نے دیکھا کہ اب یہ آ گئے شہر پہونچا ایک حقہ آتشبازی اسکی آنکھ بچا کر کھینچ مارا اور کہا کہ جنگل میں آگ لگ گئی اور بھاگے جان بری شے ہوتی ہے بختیارک بھی گرتا پڑتا بھاگا تھوڑا سا صحرا تو باقی بھی رہگیا تھا وہ بھی طے کیا اب جو دیکھا تو سامنے اک دریا موجزن ہے پانی نہایت صاف شفاف ہے شام قریب تھی آپ نے اک مقام پر ٹھہر کر دم لیا بختیارک کے پاؤں پر کچھ دوا ڈبیا سے نکالکر لگا دی کہ اسکو بھی سکون ہوا ہزاروں دعائیں دینے لگا لیکن دل میں کہتا تھا کہ چلتا ہے تو ملک الموت کے منہ میں اگر ڈالو پایا تو کب تجھے چھوڑتا ہوں ابھی دوستی کا دم بھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ کیا سپاہی کا ہے حضور نے جب تھوڑی دیر دم لے چکے تو پھر کچھ سوکھے ہوئے ٹکڑے جیب سے نکالکر کھانا شروع کئے بختیارک سے کہا کہ اس صحرا میں اسی غنیمت جانو یہاں سوائے پتوں کے اور کیا ہے بختیارک نے اسوقت کو کھچڑی سے انکار کیا تھا اب سوکھے ٹکڑے سے مانگے کہ مجھے بھی دیجئے میرا دم نکلا جاتا ہے ایک تو فاقہ دوسرا پیدل کے سفر کی صعوبت خواجہ نے کہا کہ کبھی تم سے یہ نہ کھائے جائینگے تم سموات شاہ کے وزیر ہو یہ تو ہم فقیروں کا کھانا ہے بختیارک نے کہا کہ اسوقت میں فقیر سے بدتر ہوں کہ آپ سے مانگتا ہوں خضران نے کہا کہ ٹکڑے تو اب رہے نہیں اگر پہلے سے تم کہتے تو میں دیتا اب وہی بچی ہوئی کھچڑی کھرچن ہے تمہارا جی چاہے تو کھا لو میں نے اسی خیال سے تمہارے واسطے لگا رکھی تھی کہو اگر میں نہ رکھ دیتا تو تم کیا کھاتے میاں جیسا وقت ویسی بات بارگاہ بدیع الملک میں ہم پلاؤ اور مزعفر میں شاخیں نکالا کرتے تھے کہ گھی تیز تھا اور چاول سخت رہگئے جیسا موقع ویسی بات یہہ سوکھے ٹکڑے پھپھوندی لگے وہ مزا دیتے ہیں کہ پلاؤ کی حقیقت نہیں ہے مجبور ہوکر بختیارک نے وہی کھرچن جلی ہوئی کھائی پانی مانگا کہا یہہ دریا سامنے ہے پی لو اس نے کہا کہ یہہ دریا شور ہے اس کا پانی کوئی نہیں پی سکتا یہ بھی مسکن ہے ماہیان کا خضران نے کہا کہ خیر کیا پرواہ کرو گے جسطرح آپ پانی پیا اسیطرح اسکو بھی زنبیل سے نکالکر پلا دیا اور کہا کہ احسان تو مانوگے کہ کس صحرا بے آب و گیاہ میں سیر و سیراب کیا ہے بختیارک نے کہا کہ کس کس احسان کا شکریہ ادا کروں آپ کے احسانات زندگی میں تو نہ بھولونگا اب خضران نے کہا کہ یہاں تک کیونکر پہونچیں اسلئے کہ یہہ تو دریا ہی دریا معلوم ہوتا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہہ غلام کو بھی نہیں معلوم ہے خداوند اکوان ہی جو اس کا حال میں اس سے زیادہ جانتا ہوں اب چاہے آپ قتل کریں یا زندہ چھوڑیں خضران نے دیکھا کہ واقعی قیافہ سے اسکی آثار فریب نہیں ہیں مضطر و نادم و افسردہ ہے کہا کہ گھبراؤ نہ آگے بتا ہم خود لگا لینگے یہہ فرماکر زنبیل سے ایک جوڑی طبلے کی نکالی اور ایک طبلہ پر تھاپ دی ... کا ادھر ... اٹھا کر کپڑے سے نکالکر بختیارک کو دیئے کہ یہہ تم بجاؤ بختیارک نے ... غنیمت سمجھکر وہ کپڑے ... ایک پگڑی سر پر باندھی اب آپ ...

اپنا اسکے منھ پر پھیرا اور فرمایا کہ بس ٹھیک ہوا اور خود رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر اور لباس تبدیل کرکے اک اُڑتا جوڑا باندھکر گوشئے کی ہیبت قائم کی اور بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ کیوں بھئی ہم کون ہیں بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا کیا کرامتیں آپ میں بھری ہوئی ہیں اگر میرے سامنے بنتے تو میں ہرگز نہ پہچان سکتا بالکل گوشئے معلوم ہوتے ہیں پھر اسکے بعد آپنے آئینہ جیب سے نکالکر اسکو بھی دیکھا اور فرمایا کہ اپنی صورت تم بھی دیکھو کیوں بھئی کبھی تم نے ایسی صورت اپنی دیکھی تو واہ واہ تو وہ رنگ ہے چہرہ کا نہ وہ خط و خال ہے ایک نئے شخص کی صورت پیش نظر ہے کہا بیشک نشد و ... معلوم ہوگیا کہ آپ کو سب کچھ اخفا ہے مجھے بھی خوب بنایا اور آپ بھی لیجئے ہنسکر کہا ہاں بیٹے اسی خیال سے صورت تمھاری تبدیل کر دی کہ اگر تمھیں کوئی اصلی حالت سے دیکھیگا اور شناسا ہوگا تو کہیگا کہ ہم نے وزیر بیکوات شاہ کو اسطرح دیکھا تھا اب آپنے کہا کہ بجا ہے اور درست ہے جو آپنے کیا بہت مناسب کیا لیکن وہاں چلا جاتا ہے اور خواجہ میٹھی چھری کی طرح اسکے دلکو فگار کرتے جاتے ہیں ہر فقرہ اسکے دل پر نشتر کا کام کرتا ہے غرضکہ جب دونوں اپنی اپنی تجویز کے موافق درست ہوچکے تو خواجہ نے کہا کہ تمکو یہاں تک آنا تھا نکا اک مدت سے شوق ہے سنتے ہیں بیٹے سنا ہے کہ تمنے حاصل بھی کیا ہے ذرا طبلہ تو چھیڑو واللہ کہا بہت خوب اسکے بعد کنارے دریا کے آکر بیٹھے اب شام ہوچکی ہے طائر اپنے آشیانوں کیطرف متوجہ ہوئے ہیں شب کی سیاہی نے بہارستان عالم کو نظر بند کیا ہے ماہ نے افق چرخ سے منہ نکالا ہے کچھ روشنی اور سیاہی ملکر عجب لطف دکھا رہی ہے درخت و دشت و کوہ شب ابلق معلوم ہوتے ہیں دریا میں موجیں مثل ماہی بے آب کے تڑپتی پھرتی ہیں مچھلیاں اچھل رہی ہیں اب ماہتاب کچھ بلند ہو آیا ہے اور پورا عکس اسکا پانی پر پڑ رہا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تہ آب یہہ اک گروہ زرینہ کا پڑا ہوا ہے موجوں کا پیچ و خم جو ہے گیسوئے محبوب سے مشابہ تھا آب زنجیر زرتہ معلوم ہوتا ہے شعر پرتو مہتاب سے ہر موج ہے زنجیر سیم چاندنی میں دیکھ لو آب روان و چاروں حباب اوس بہار کو چشم تماشا سے دیکھکر انجام پر پھوٹ جاتے ہیں پھر کل اسی مقام پر خاک اوڑتی ہوگی جہاں یہہ نہر بہتا جاری ہے یہہ کیفیت دیکھتے دیکھتے حضرات نے طنبورہ ملایا اور سر درست کرکے طبلہ کو مطابق طنبورے کے کرکے چھیڑا اور گانا شروع کیا

غزل

اس اپنے بخت کا کچھ امتحان نہیں ہوتا — کبھی نصیب ترا آستان نہیں ہوتا
دو سر جو کاٹے ہیں عشق میں پیش داور حشر — میں کہہ رہا ہوں کہ ایسا امتحان نہیں ہوتا
چمک وہ اٹھتی ہے رہ رہ کے میرے سینے میں — کہ مجھ سے درد جگر کا بیان نہیں ہوتا
خموشی ہے بلبلوں میں کچھ یہہ باغبانی ہوا — کہ کوئی مائل آہ و فغان نہیں ہوتا
مرے سکوت میں اک مصلحت ہے اب ناصح — کہ راز عشق کسی سے بیان نہیں ہوتا
میں جلتے دیکھ کے پروانوں کو یہہ کہتا ہوں — کسی سے سوز نہاں یوں نہاں نہیں ہوتا
جلا ہیں سینے میں اپنے دل و جگر کیونکر — یہہ کیسی آگ لگی ہے کہ دھواں نہیں ہوتا
وصال ہوگا جو ممکن ہوا نہ وصل اوسکا — کسی کا عشق کبھی رائگان نہیں ہوتا
یہہ سب ہیں سے وفا و جفا کے جھگڑے ہیں — رقیب کا کبھی کچھ امتحان نہیں ہوتا
قدم بڑھانے کا مانع فقط ہے پاس ادب — در بتان کا کوئی پاسبان نہیں ہوتا
... کہتا ہے عشق سے باز آ — ابھی یہہ شیر ترا امتحان نہیں ہوتا

چھپائے رہتا ہے منہ وہ دل سے عاشق کے
مقابل اوسکے مہ آسمان نہیں ہوتا
نتیجا کے پاس یہ منزل ہین ہمیشہ کہتے ہین
کر ستم سا قافلہ مین ناتوان نہیں ہوتا
تلاش خنجر مین ہے دل کے لینے والے کی
لیا ہے جس نے دل اوسپر گمان نہیں ہوتا
اگر وہ سانس بھی لیتا ہے تو غش آتا ہے
جگر کی طرح کوئی ناتوان نہیں ہوتا

خضران بن تحمیر نے اس غزل کو اس حسن سے ادا کیا کہ بختیار رکب وجد مین آگیا کہ یہ کمال کی آب نہ ختم ہے اور سمندر سے صحرا کی سمت کر جمع ہوگئے ماہیان آب موجون پر سر ٹیک رہی ہین چشم حباب پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے ہر شجر و حجر سے آواز ساز پیدا تھی لیکن اسوقت تک وہ مقصد حاصل نہوا جس [illegible] یہ سب کوشش تھی خضران نے کہا اے بختیار رکب کیا کسی دو مقام پر موکل اس مرحلہ کے رہتے ہین اور آواز میری اونکے کان تک نہیں پہونچتی بختیار رکب نے عرض کی کر وہ یہان سے دور ہو یا نزدیک اصل اس دریا کی ایک گز کے فاصلہ سے زیادہ نہیں ہے بقوت سحر یہ کوسون تک راستہ روکے ہوئے ہے تو اوراد آواز جو ایک گز کے فاصلہ سے کا نہیں آسکتی ہے وہ ہزار اور دو ہزار گز کے فاصلہ سے بھی کان تک مالک در مند کے پہونچ سکتی ہے بشرطیکہ دریا سے قریب رہے سنا اوس نے ضرور ہوگا مگر یا تو کسی کام مین مصروف ہوگی جو نہیں آئی یا کہین گئی ہوگی جبتک اور شغل فسر ماتیجی کو بلائے پھر بختیار رکب نے طبلہ چھیڑا اور خضران نے دوسری غزل شروع کی غزل

دل عشق مین ایسا کبھی مضطر نہوا تھا
عاشق کا ہو یون کوئی دلبر نہوا تھا
الفت کا یہ جب ہم سفر رنہوا تھا
پھر کی نفس تنگ سے سینہ مین لپٹا کش
تاثیر فغان نہیں لبا سے وہ بسمل
حشمت نے مری تشہیر رکھی ساتھ اونکے
کہیں تو یہ شکن گی یہ توانیغ کے ہین سامان
اے شکوہ دار فتگی اب دل کا یہ ہے قول
اوٹھ بیٹھے سے تربت پہ ہر کشتہ رفتار
دل کہتا ہے سو ہشاد یان اس غم سے لاتعدق
ہر طرح ضرر اپنا ہی تھا جس مین وہ پیدا
قابو سے مری لیا وہ نکل جسکے یہ ہے
شوخی کا گمان تھی نگہ پر ہو تو کیونکر
پابند وفا نام کو بھی رستے نہ آزاد
آزار رسان پہلے نہ تھا دلبر دل
قسمت کے نوشتے کی خبر دیتا تھا قاصد
کھاگل تری چتون کا ہو دل لیا ہے کہ جبتک
اقرار وفا جو وہ ترا کین [illegible]
اندر سے تلون کہ ملے تیور

اب قصد وہ ہوتا ہے جو اکثر نہوا تھا
مجھ پر وہ ستم ہے جو کسی پر نہوا تھا
یہ خبت کہ ترا نام ستمگر نہوا تھا
گو سانس ہو ٹھہرے ابھی دم بھر نہوا تھا
پیر خیر ہوئی تیر ابھی ستر نہوا تھا
خوش کب تھا جو بن جامہ سے باہر نہوا تھا
ایسا کبھی مجمع لب کوثر نہوا تھا
مین کوئی ہمسایان مقدر نہوا تھا
اسوقت کہ برپا ابھی محشر نہوا تھا
دیوانہ تھا شیدا جو کسی پر نہوا تھا
منظور رہی اوس نے لیا ورنہ ہوا تھا
تدبیر کا پابند مقدر نہوا تھا
دل اوس نے لیا جب کبھی حسمر نہوا تھا
ہے شکر کے جادو نہیں تیر سے گذر نہوا تھا
اتنا تھا کہ قابو سے مین باہر نہوا تھا
گو خط ابھی لایا تھا پیمبر نہوا تھا
نام ابرو خمدار کا خنجر نہوا تھا
سچ ہم سے جو پوچھو تو یہ بہتر ہوا تھا
پنہان محبت کو کہاں [illegible] بہتر نہوا تھا

تم وصل پہ راضی ہو تو ہم صبر کریں کیوں
اسکا تو کوئی وقت مقرر نہوا تھا
اے آرزو اس دل پہ بہت کچھ تھا بھروسا
جبتک مری قابو سے یہہ باہر نہوا تھا

ہنوز یہہ غزل ناتمام تھی کہ سامنے سے ایک مورپنکھی مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ نمودار
ہوئی چند نازنینیں ماہ جبینیں آفت ہوش دزد گوش مرصع پوش دریائے جواہر میں غوطہ لگائے اور
ایک پری وش حور خصال پندرہ سولہ برس کا سن قیامت کا نمونہ اوس مورپنکھی پر سوار بار بار وہ
نازنین اپنی سہیلیوں سے پوچھتی ہے کہ ارے کمبختو ابتک پتا نہ ملا کہ یہہ کونسا ظالم ہے جو دل کھینچے لیتا ہے
آواز اسکی کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہے مجھے پوجا کرنا اور سحر جگانا دشوار کردیا شام سے کیسا گا رہا ہے یہہ اس
صحرا میں کہاں سے آگیا سہیلیوں میں ایک نے عرض کی کہ دربان ملکہ آواز تو اسیطرف کی معلوم ہوتی ہے
اسے لیجیے جتنا مورپنکھی اسطرف بڑھتی آتی ہے آواز قریب معلوم ہوتی جاتی ہے دیکھیے کیا اچھی تان لی
یہہ کیا خوب شعر تھا اور کس مزے سے ادا ہوا ہے وہ کیا اچھی نیند کھینچی یہہ تیر کا تیر کیا اپنے مرکز پر لگا ہے
چھوٹ تو ایسی ہوتی ہے کہ جی چھوڑ واسطے دیتی ہے مگر دلبلیا اوس درجے کا نہیں معلوم ہوتا تاہم اچھا ہے
ملکہ نے کہا ارے کہیں گانے والا بھی دکھا دیتا ہے کانون سے تو ہم بھی سب کچھ سن رہے ہیں جب آنکھ
سے دیکھیں تو قرار آوے ایک بولی کہ بلاؤں وہ کنارے پر کوئی بیٹھا نظر آتا ہے دوسری نے کہا دوسرا کوئی
اور بھی ہے تیسری بولی کہ یہی تو گا رہا ہے دیکھو طنبورہ چھیڑ رہا ہے ملکہ نے بھی دیکھا کہا جلد کشتی اسکے قریب
لیجاؤ خضران نے جو دیکھا کہ کشتی قریب آگئی اپنا اختر [illegible] سنبھالنے لگے طنبورے پر غلاف چڑھانے لگے
اس نازنین نے جو کہ افسردہ دیکھا کہ انہنے گانا بھی موقوف کیا اور چل چلاؤ کے سامان کر رہا ہے پکار کر کہا
ارے ہم تو تیرے اشتیاق میں یہان تک آئے اور تو یہا گا جاتا ہے خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ
پچتائیگا خضران نے کہا کہ غلام کو بڑی دور جانا ہے منزل کھوٹی ہوگی ملکہ نے پوچھا کہاں جائیگا کہا روٹی
کی فکر میں اور کہاں بس کہا ہاں اسکے سوا اور دنیا میں کونسی ایسی چیز ہے جسکے واسطے انسان دنیا
پیسے کرم کرتا ہے پوچھا تو آتا کہاں سے ہے اور نام تیرا کیا ہے اور جائیگا کہاں اسنے عرض کیا کہ نام میرا
نشاط خان ہے بیٹا ہوں سرور خان کا اک زمانے میں مقرب خداوند اکوان تاجدار تھا خداوند کے حضور ہی میں ہر آن
نصیب تھی گا بجا کر اونکا دل بہلاتا تھا ایک روز طبیعت میری سست تھی خداوند نے گانے کو فرمایا میں عذر
کیا بس غضب ہو گیا قہر خداوندی نازل ہو گئی میں اوسیوقت جلکر خاک سیاہ ہو گیا اور سبھی غصہ اونکا فرو نہوا
مجھ ایک غریب گویے کے یہان پیدا کرکے تباہ کر دیا کہ اب میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوں یہہ دو
انجھر باپ نہ بتلا دیتا تو فاقون مر جاتا اور اب بھی فاقون سے بدتر حالت ہے کہان وہ بارگاہ خداوندی کہان
یہہ جنگل جسوقت خیال آتا ہے چیخین مار مار کر روتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں مگر اسوقت تک خداوند نے توبہ
بھی قبول نہیں فرمائی دیکھیے میرا کیا حشر ہوتا ہے یہہ کہکے چیخین مار مار کر رونا شروع کیا ملکہ نے بھی اسکے حال پر
افسوس کیا اور تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں جہان خداوند کا غضب اسقدر ہے وہان رحمت کا بھی شمار نہیں ہے
میں تمہارے واسطے خداوند سے سفارش کرکے خطا معاف کروا دونگی تیرا عہدہ تجھے دلوا دونگی نشاط خان نے
کہا کہ مجھے آپکی سفارش کی ضرورت نہیں ہے جب خداوند کا جی چاہیگا خود ہی خطا معاف کرینگے مجھے شرم
آتی ہے کہ سنتا ہوں اور شہریاروں کے قصور تو میں معاف کراؤں اور آپ میری خطا معاف کرائیں بس
اس ذکر کو جانے دیجیے میرا ارادہ ہے کہ میں یہان سے ملک سیستان میں جاؤں اور کسطرح کوشش کرکے بادشاہ
کے حضوری حاصل کرکے کچھ فائدہ اوٹھاؤں ماہیان خوش تقریر نے کہا کہ اچھا آج کی شب تم ہمارے

مہمان رہو گا ہم تمکو با آسانی ملک سمواتیہ میں پہونچوا دینگے نشاط خان نے کہا کہ اچھا اسکا مضائقہ نہیں ہے
چونکہ کشتی پر جگہ کم تھی ماہیان خوش تقریر نے اپنی سہیلیوں سے کہا پیلیوں مہمان کی خاطر لازم ہے تم لوگ
تھوڑی دیر کے لیے تکلیف کرو دریا در یا چلی آؤ اور کشتی پر نشاط خان کو بٹھا لو یہ سنکر سب دریا میں
کود پڑیں اور غائب ہو گئیں اب ماہیان نے نشاط خان کو مع تحتیا رک لاتی جو طبلیا بنا ہوا تھا
کشتی پر سوار کیا اور ہمراہ لیا کشتی اشارہ پر جا رہی تھی عجب لطف تھا چاندنی رات تھی وہ پانی کی لہرین
اٹھکھیلیان کرتا جو بدی ہی تھی غرضکہ وہ بہار دیکھتی ہوئی ماہیان اپنے قصر کے قریب پہونچی دیکھا
نشاط خان نے کہ اک قصر رفیع دریا کے کنارے بنا ہوا ہے گرد اوسکے تین طرف چمن ہے ایک
جانب دریا ہے بالاخانہ نہایت مانند آراستہ ہے جابجا گلدستے لگے ہوئے ہیں کشتی کنارے سے ہر لگی
ماہیان کشتی سے اوتری اور نشاط خان مع اپنے ہمراہی کے ساتھ ماہیان کے خشکی میں آئی جب
بہت سون آدمی کشتی سے اوترچکے تو دیکھا کہ چند مچھلیاں تڑپ تڑپ کر پانی سے باہر آئیں اور شکل
انسانی پیدا کی دیکھا تو وہی نازنینیں ہیں جو ملکہ کے ساتھ کشتی پر سوار تھیں غرضکہ ماہیان
سبکو ساتھ لیے ہوئے بالاخانہ پر آئی اگر یہاں کی آراستگی بیان ہو تو کئی جز سیاہ ہو جائیں مگر
چونکہ اختصار منظور ہے لہذا اس مقام سے یہ ذکر قطع کیا جاتا ہے صرف اتنا اشارہ کافی ہے
کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام قصر جواہر عروسی ہے ہر طرف سے خوشبو چلی آتی ہے کہ دماغ جان معطر ہوا
جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مقام کسی شاہ شہریار کے رہنے کا ہے چمن کی روشن پٹری نہایت
درست جو حوض تھا شب اوس میں گلون کی بہار قابل دید تھی اک دلکش منظر پیش نظر تھا قدرت پروردگار
نظر آتی تھی ہوا آہستہ آہستہ چل رہی تھی گرمی کے فصل اوس میں ہوا جان تازہ بخشتی تھی روح کو فرحت
حاصل ہوتی تھی سبکو ملکہ اپنے ہمراہ لیے ہوئے پہلے اوس چبوترے کی طرف بڑھی جو وسط چمن میں نہایت
خوشنما بنا ہوا تھا سادہ سادہ سفید فرش تھا اور گرد نامد سے گملے رکھے ہوئے تھے اون میں درخت انواع
و اقسام کے لگے ہوئے تھے ہوا طرح طرح کے کھیلے ہوئے ہیں عجب طرح کی بھینی بھینی خوشبو چلی آتی ہے
صدر و پائین کے امتیاز کے لیے اک سفید مسند بچھی ہوئی ہے گاؤ تکیہ لگا ہے ورنہ یہ مدور چبوترہ ہر طرف
سے یکسان ہے ماہیان آکر مسند پر بیٹھی سہیلیان ادب سے دور اوگرد دور دور باادب جمع ہوئیں سامنے
نشاط خان کو بیٹھنے کا حکم ہوا پیچھے اسکے طبلیا بیٹھا ملکہ نے کہا کہ ہان میان نشاط خان اب
بزم نشاط کو گرم کرو دل سنگ کو ترنم کرو نشاط خان نے کہا کہ حضور آج مجھکو اپنے خداوند کی یاد
آگئی آپکے یہان کا سامان ایسا ہے کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی اوس سامان کو دیکھے
ہوئے ہیں جو خداوند کے یہان ہے گو یہان اوس قدر نہیں ہے نہ ویسا ہے جیسا وہان
ہے مگر پھر بھی نمونہ بہشت ضرور ہے غرضکہ اسقدر تعریف کی کہ دماغ ماہیان کا آسمان پر پہونچا دیا
اور ساز کو حرکت دینا شروع کیا اور ہر تحتیا رک نے طبلہ چھیڑا حضرت ان نے گنگنا کر اک غزل شروع کی غزل

اسطرف وہ آئے آئے غیر کے گھر پھر گیا	راہ پر مجھ آ چلا تھا پھر مقدر پھر گیا
تیر سے پھر جائیے عالم اگر ستمگر پھر گیا	جسم تیر گشتہ ہوا مجھ سے مقدر پھر گیا
قیمتی کی یاد کو تیرے سنبھالا ضبط نے	ہجر میں منہ کو کلیجا آ کے اکثر پھر گیا
سنتے ہیں بہت مانی کو دعوی کھنچی جب تیری شبیہ	موت کا نقشہ نظر سے میرے اکثر پھر گیا
جو کہ افتادہ ہین اوٹھا کر بھی نہ سنبھالا وہ ہین	ٹھوکرین کھا نے میان کوئی دلبر پھر گیا

آنکھ ملتے ہی جو ترچھی اوس نے کی سیدھی نگاہ / تیر اک سینے سے گذرا دل پہ خنجر پھر گیا
تن مین جان پھونکنے برق تجلے مثل ہوش / خیریت گذری کہ وہ پردا اوٹھا کر پھر گیا
قبر عاشق سے رہی خلخال کی آواز دور / کان تک پہونچا نہ تھا جو شور محشر پھر گیا
یہہ تصور کے کرشمے ہم نہ سمجھے آجتک / کس طرح وہ سامنے آیا تھا کیونکر پھر گیا
کام اپنا کر گئی اوسکی نزاکت وقت ذبح / زخم گردن پر نہ آیا دل پہ خنجر پھر گیا
اوسنے دامن سے جو پونچھے اشک بیمار فراق / مردنی چھائی رہی پانی سا منہ پر پھر گیا
طائر قبلہ نما ہین گردش تقدیر دون مین ہم / اوسطرف سے منہ پھرا ہم نے سب گھر پھر گیا
دو قدم تک دربان ابھی پہونچا گئے تھے آرزو / کونسی امید پر تو لیکے نشتر پھر گیا

یہہ غزل اسطرح گایا کہ سبکو محو دیا ماہیان کے آنکھ سے آنسو جاری ہوئے سہیلیان سنا کے مین اگئین صحرا کے چرند پرند گرد و پیش قریب کے جمع ہو گئے مگر خضران نے طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا ماہیان نے کہا کہ اور کچھ گاؤ اس نے کہا کہ گاؤنگا بدن پر تیر سے کم تر نہین ہم خود ہو رہے ہین دیکھیے تو کہ تمام درندے گھیرے کھڑے ہین ایسا نہو کہ یہہ ہمکو کھالین تو اور مشکل ہوجائے ہم پیٹ کی فکر مین نکلے تھے پیٹ ہمین کو کھائے لیتا ہے ماہیان ہنسی اور کہا مرد کی صورت ہو کر ایسے ڈرپوک ہو کہ موت نکلا جاتا ہے اچھا مین تمہاری خاطر جمع کیے دیتی ہون یہہ کہکر اک دستک دی کہ وہ سب درندے راہی ہوئے خضران نے کہا کہ اب گاؤنگا خضران نے پوچھا کہ کیا یہہ سب آپکے پالے تھے جو خالی دستک کے اشارہ پر چلے گئے آپ تو خداوند زادی معلوم ہوتی ہین کیا کیا باتین آپکے اختیار مین ہین ماہیان نے کہا کہ اسوقت کوئی بات مجھے سوا تمہارے گانے کے اچھی نہین معلوم ہوتی جسقدر چاہنا باتین پوچھ لینا مگر اسوقت گاتے جاؤ کہ میرا دل اسطرف متوجہ ہے نشاط خان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ آپکے دلکو لگی ہوئی ہے یہہ کہکر طنبورہ چھیڑا اور گانا شروع کیا غزل مگر

مشکل ہوئی آسان تدبیر کو کیا کیجیے / تدبیر نہین بنتی تقدیر کو کیا کیجیے
جب ظلم کرے قاتل شمشیر کو کیا کیجیے / اے شمع وفا پیشہ گلگیر کو کیا کیجیے
قسمت کی برائی سے لو یہی کشیدہ ہے / بات آئی ہے لکھنے مین تصویر کو کیا کیجیے
حسرت وہ ہماری ہے کینہ دل قاتل کا / جو آکے نہ پھر نکلے اوس تیر کو کیا کیجیے
سنتے تھے نہ وہ جبتک کیا کچھ نہین کہتے تھے / کہتے ہین اب بنتا تقریر کو کیا کیجیے
اقرار زبان سے ہے انکار قلم سے ہے / تقدیر سمجھیے کیا تحریر کو کیا کیجیے
کوچہ مین ہو جو تربت ٹھوکر ہی نہ کیون آئے / مانا اوسنے کاوش کی [illegible] کو کیا کیجیے
زلف کبھی منت کا تمغہ کبھی [illegible] / جب ایسے مخل آئین زنجیر کو کیا کیجیے
[illegible] / ظاہر ہوئی الٹی سے تاثیر کو کیا کیجیے
ہم خواب مین ساتھ [illegible] / نیند اوڑ گئی آنکھون سے تعبیر کو کیا کیجیے
منت ہین کرون [illegible] / قسمت سے ہوا [illegible] تدبیر کو کیا کیجیے
دل [illegible] / صیاد کا شکوہ ہے ہم زنجیر کو کیا کیجیے
دونون [illegible] / کیا کوسیے گردون کو تقدیر کو کیا کیجیے

اوس ترک کے ناوک سے بچنے کا نہیں کوئی — خبر اپنی سنانے میں نخچیر کو کیا کہیے
گنبد کی صدا شکوہ خاموشی بت کا ہے — جو خود ہو جواب ایسی تقریر کو کیا کہیے
اسے آرزو اوس بت کا شیوہ جفا کاری — بیوجہ ستم جب ہوں تقصیر کو کیا کہیے

اسطرح بیان نشاط خان نے کچھ ایسے عشق آمیز درد انگیز اشعار کا گر سنائے کہ روتے روتے ماہیان کے ہچکیاں بندہ گئین آنکھون سے لڑی بندھی ہوئی ہے سلسلہ اشک جاری ہین تار نہین ٹوٹتا نشاط خان سمجھا رہی ہین کہ اے ملکہ آپ نہ گھبرائین جلدی کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے دیر آید درست آید بقول شاعر شعر ہے اگر منظور ایدل تجکو الفت کا نباہ ہو آمو ستنا ہوا کسی دیر آشنا کو دیکھکر پیہ خیال نہ فرمائیے کہ جو مزاج آج ہے وہ ہمیشہ رہیگا چار دن مین تو چولین ڈھیلی ہو جائینگی آخر خود ہی معذرت کرے گا ہاتھ جوڑے گا پھر آپکو لازم ہے کہ اس سے زیادہ انکار کیجئے گا اور اُسکو اس بیدردی کی سزا دیجئے گا ماہیان کہہ رہی ہے کہ بھلا میرے ویسے نوکا ہیکو ہوگا کہ مین اوسے گھڑی بھر کے واسطے جھوٹ موٹ بھی رنجیدہ کرون وہ جو ظلم چاہے کرے میرا دل تمہارا سا نہیں ہے بیوون جب دل کسی پر آجاتا ہے تو اوسوقت حال معلوم ہوتا ہے یون ہم بھی اک زمانہ مین دوسرون پر ہنسا کرتے تھے وہ عرور بیش آیا کہ اب روتے ہین ہنسی ہے شعر جسپہ گذری وہ با وفا جانے تو جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ہائے یہہ وہ قوم ہے کہ اسکو کسی کا درد نہین ہوتا مین کیا ہون وہ مر جائیگا مگر راضی نہوگا یہہ باتین جو نشاط خان کے گوش زد ہوئین طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا آگے بڑھ بیٹھے کان لگا کر سنا کیئے اک مرتبہ دست بستہ عرض کی قربان جاؤن یہہ کیا معاملہ ہے مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا لیکن ادب سے عرض نکر سکا کہ حضور کے سامنے ایسی گستاخی اچھی نہین مگر اب تو بالکل بات آئینہ ہوگئی اور اتنا میرے سمجھ مین بھی آگیا کہ کوئی معشوق ظالم ہے کہ وہ آپ سے کشیدہ رہتا ہے عجب طرحکا بد نصیب ہے کہ آپ ایسی پری جو تمثال سے انکار وصال کرتا ہے اوسے بھلا دوسری عورت مثل آپکے کہان ملیگی اور آپکی یہہ حالت ہے کہ رنگ زرد ہوگیا ہے آنکھین یہہ معلوم ہوتا ہے جیسے پانی پر تیر رہی ہین منہ اودس بال پریشان جسکی ایسی پری کی سی صورت ہو وہ اپنا شباب یون برباد کرے مجھے تو بتایئے کہ وہ کون شخص ہے ماہیان نے کہا کہ تم کو بتا کے کیا کرون نشاط خان نے کہا کہ اگر مجکو بتا دیجئے کہ وہ فلان شخص ہے اور فلان مقام پر رہتا ہے مین کسی طرح رسائی پیدا کرکے اسپر رنگ جما لونگا دوسرے روز آپکے وصل پر راضی نہ کر دون تو جو چور کی سزا وہ میری اے حضور ہمنے سنکڑون نیک پارسا لوگونکو وہ انجھر وتین راہ پر لگا دیا ہے وہ کٹنا لے کیئے ہین کہ کٹنیان بھی ہمارے نام سے کانون پر ہاتھ دہرنے لگی ہین یہہ سنکر ماہیان کے جان مین جان آئی اور ایسا پاتو مین لگا کر اپنی طرف متوجہ کیا کہ سب رونا دہونا بھول گئی امید بری شے ہوتی ہے کہا کہ اے نشاط خان اگر اوسکو راضی کردو تو زندگی بھر تمہاری ممنون احسان رہونگی اور جو مانگوگے وہ دونگی اسنے کہا کہ غلام عرض تو کر رہا ہے اور کیونکر سکے ماہیان نے ایک سہیلی سے کہا کہ جاؤ سامنے فلان کمرے مین وہ بیٹھا ہے نشاط خان نے کہا کیا یہین موجود ہے ماہیان نے کہا کہ میرے اختیار مین ہے ہر چند ڈرایا دہمکایا مگر کسیطرح نہین مانتا نشاط خان نے کہا کہ یہہ ریتے وہ لا کہان کا ہے اسنے جواب دیا کہ یہہ بھی مین نہین جانتی ہون اسقدر آگاہ ہون جتنا بیان کرتی ہون کہ برسون مین ابر شہر پر سوار سیر کرتی ہوئی چلی جاتی تھی دیکھا

سنئے کہ مشرق بیابان نزطاق مین لشکر اسلام و لشکر سموات شاہ مین جنگ ہو رہی ہے روہین تنون نے بہت سے خداپرستون کو مارا خاتمہ ہی کردیا صاحبقران زخمی ہوئے بادشاہ قتل ہوا چاہتے تھے کہ بیابان سے ایک نقابدار سرخ پوش پیدا ہوا اوسکی پشت پر چالیس ہزار سرخ پوش تھے اوسنے آتے ہی آگ برسادی اور لڑتا ہوا روہین تنون کے قریب پہونچا کس آن بان سے ایک کو اوٹھا کر دوسرے پر مارا یہہ معلوم ہوا پہاڑ کو پہاڑ پر دے مارا اوسکے بعد دونون کو چیر کر پھینک دیا سموات شاہ بھاگ کھڑا ہوا نقابدار نے سات کوس تک جان نچھوڑی اگر مین بیچ مین نہ آتی تو یقین ہے کہ وہ جان نچھوڑتا ملک سموانیہ اوسی روز برباد ہو جاتا مین تو اوس وقت تک دشمنی کی نیت سے لائی تھی لیکن جب یہان نقاب ہٹا کر صورت دیکھی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا طبیعت پر قابو نہ رہا ہرچند کہ وہ خداپرست ہے اور دشمن خداوند ہے مگر اب تو خداوند دل ہمارا ہے کیونکر اوسے قتل کرین ہزار جانین ہون تو اوس پر نثار ہین چاہے دنیا مین رسوائی ہو یا عقبی مین ذلت ہو ایسا محبوب جانی تو قتل نہین ہوسکتا جادوانش عورت سے ساتھ دیکھو آئی اور سمجھا تو شاید تمہاری نصیحت کارگر ہو کہ لیسان توسعت ہو مگر میرے دل کو یقین نہین ہوتا کہ وہ کہنا کسی کا مانیگا اور اپنی ضد اور ہٹ کا پکا ہے سنکر یہہ اوسکی بات کی سچ ہے کہ ان نہین کرتا نکل گئی تھی کبھی منہ سے باتین مین نہین لقاط خان نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اوسے راضی کئے لاتا ہون خضران بن عمر جو لقاط خان بنے ہوئے ہین اوٹھے اور اوس سہیلی کے ساتھ چلے تخت بارک کے طرف سے گونہ اطمینان ہے کہ یہہ قسم کھا چکا ہے دغا کیا کریگا اور قسم بھی اپنے خداوند کی کھائی سے پہلا تھا اوس عورت کے اوس کمرے مین آیا جہان نقابدار سرخ پوش سر بزانو عالم سکوت مین بیٹھا ہوا تھا سہیلی اسے کمرہ بتا کر خود واپس گئی اب یہان سوا خضران یا نقابدار کے اور کوئی نہین ہے کہ خضران نے پٹ آہستہ سے کھولا نقابدار نے آہٹ پا کر کہا تو کون خضران نے عرض کیا کہ غلام آپکا جواب دیا کہ مین تجھے نہین پہچانتا خضران نے کہا مین تو پہچانتا ہون اور جب پتا بتاؤنگا آپ بھی جان جائینگے مین بظاہر اور ہون اور بباطن اور ہون نقابدار نے کہا عجب طرح کی باتین کرتا ہے کیا تو ساحر ہے یا بہروپیا ہے اسنے ادہر اودہر دیکھکر چپکے سے عرض کیا کہ مین ہون خضران بن عمر فرمایا یہان تک کیونکر پہونچا عرض کیا کہ صاحبقران کو اندہا کرکے ایک ساحر چلا گیا ہے اور طلسم بند ہو کر بیٹھا ہے اوسکے مارنے کی فکر مین جاتا ہون یہہ پہلا مرحلہ طلسم کا ہے مالک اوسکی یہی ساحرہ ہے جو حضور کو اسیر کرالائی ہے ایک عرض رکھتا ہون امیدوار ہون کہ آپ اوسے قبول فرمادین تو آپ بھی اسکے دام مکر سے رہا ہون اور مین اسے مار کر دوسرے درجہ کی طرف بڑہون فرمایا کیا عرض کیا کہ اوس سے آپ انکار نفرمائین جو کچھ وہ کہے اوسے قبول فرمالین اسمین کیا قباحت ہے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ کیا بیہودہ بکتے ہو بھلا اہل اسلام مین سے کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہ ساحرہ کا وصل قبول کیا ہو خضران نے عرض کیا کہ خالی زبان سے کہدینے مین کیا نقصان ہے صرف اقرار کرلینے مین کام نکلتا ہے اتنی مہلت اوسکو قضا سے نہین ملیگی جو خیال ہو آپکے دل مین کہ وعدہ پورا کرنا پڑیگا کہا کہ خیر تمہاری خاطر سے ہوسکتا ہے ورنہ میرا تو ہرگز نہین جی چاہتا اونکے سے ہاتھ پاؤن میرے بیکار کر دئے ورنہ ابتک ٹکڑے چیر کر پھینک دیا ہوتا خضران نے عرض کیا کہ محل غصہ کا نہین ہے تحمل کا موقع ہے

اے شہریار شعر نہ پڑھ جا سے قریب توان ناخن ڈ کہ جا با سیر باید اندا ختن ! اسوقت کا ہی موقع
ہے عقل لقابدار کو سمجھا بجھا کر خضران رخصت ہوا لیکن یہان بختیارک عہد شکن نے اپنی قسم کا
کچھ خیال نہ کیا اور تمام حقیقت خضران کی ماہیان خوش تقریر سے بیان کر دی کہ اسطرح سید
رنڈی بنکر یہان جشن مین ہو سجا پہلے مجھکو شراب پلا کر بیہوش کیا پھر اوسی کی زبانی سنا ہے کہ تمام بارگا
کو لوٹا بادشاہ اور سرداروں کو ذلیل کیا اور اسکے بعد مجھے اک صحرا مین نکالکر مارے ڈالتا تھا
مجبوری مینے سمتار شان تبایا اور یہان تک اسطور سے تمہارے سامنے آیا مین وزیرون ہوا سید
شاہ کا ماہیان نے کہا کہ بہ تمام کیا لہنے جو مکر سے اسکے آگاہ کیا ورنہ وہ کام تمام ہی کر چکا تھا
خداوند نے بچا لیا بڑی خیریت ہوئی اب آپ اسی طرح بیٹھی رہیے اور اسے آنکے دید سے ... نہ
خاموش ہو رہا تھوڑی دیر کے بعد میان نشاط خان ہنستے ہوے اور ٹہلتے ہوے قریب
آکے سامنے ملکہ بیٹھ کے کہا لیجیے مقصد آپکا حاصل ہوگیا معشوق آپ پر مائل ہوگیا مین نہ
کہتا تھا دو فقرہ مین راضی کر دیا ماہیان کی آنکھین غصہ سے سرخ ہو گئین جسم مین رعشہ
سا پڑ گیا پکاری اور دغا باز مکار ارے غضب کیا تھا تو نے مجھکو اپنے فریب مین لے ہی لیا تھا
تو میرے قتل کیواسطے آیا تہی اور دشمن کو بھی ساتھ لیتا آیا بڑا ہوشیار بنتا ہے اور یہہ حماقت ہم
بختیارک کو یہان چھوڑ تا گیا یہہ خداوند نے تیرے دل مین ڈالدی اور مجھکو بچانا منظور تھا
ورنہ تو اپنا کام کر چکا تھا خضران نے دیکھا کہ راز کھلگیا اب غضب ہوگیا افسوس مفت جان
گئی اور مطلب نہ نکلا جا پکا اور تھر تھرا کون بکھا کہ زمین پاؤن پکڑتے ہوے ہے خضران کی بختیارک سے
کہا کہ او عہد شکن معلوم ہو گیا کہ تو اپنے ہمنام کے قدم بقدم ہے خیر دیکھا جائیگا اس فابوپرستی کا دیکھ
تو کیسا مزا چکھاتا ہون کہ تو بھی یاد ہی کرے گا مگر اب تو مین خود ہی اسیر بلا ہو چکا ہون اسکے بعد
ماہیان نے حکم دیا کہ سامان شراب خواری اور لقابدار کو بھی حجرہ سے نکال لاؤ اوسکا یہہ خوار بچہ
آج اسکے سامنے اسکو قتل کرونگی اور کباب اسکے لگا کر کھاؤنگی یہہ سنکر وہ کنیزین جو سامنے کھڑی
رہتی تھین گئین اور سیخین لاکر رکھین چھری پلیٹ نمک مرچ کشتی مین شراب کی گنٹر اور گیلاس وغیرہ
سب چیزین مہیا کین وہ چھری لیکر اوٹھی ایک عورت نے لقابدار کو لاکر بٹھایا لقابدار نے
جو یہہ سامان دیکھی دل مین سمجھ کہ معلوم ہوتا ہے عیاری بگڑ گئی چال کھل گیا آواز دی کہ او قحبہ
یہہ کیا کر رہی ہے ماہیان نے کہا اسکے کباب لگاؤنگی تم بھی کھاؤگے لقابدار یہہ سنکر نہایت برہم
ہوا اور کہا کہ او مردار کیا بیہودہ بکتی ہے او ہتھیار تو ہی ہے ہم نہیں ہین خبردار اسکو قتل نکر ماہیان
نے کہا کہ اسکو تو ضرور قتل کرونگی ہان اگر تم وصل میرا قبول کرو تو البتہ اسکے نہ لگاؤنگی اتنی خاطر
تمہاری ہو سکتی ہے کہ زندہ اسے چھوڑ دونگی اسلیئے کہ قصیر جانفزا اسکے خوف سے ہلاک
ہوا ہے اور یہہ یہان تک پہونچ چکا ہے اب اگر زندہ بچیگا تو شہر کا ستہ آتا بہت دشوار ہے
لقابدار نے کہا کہ اسکو تو چھوڑ دے تو خیر جو پوچھا اسنے تیری نسبت تھا کہا کھا وہ مین منظور کر لونگا
اور اگر اسکو قتل کرے گی تو پھر نہ مانونگا اس نے کہا کہ اسے لقابدار یہہ تو
نہین ہو سکتا ہے کہ مین اسے چھوڑ دون دشمن کو کوئی بھی چھوڑتا ہے یہہ
کہکر چاہتی تھی کہ گوشت جسم سے خضران کے جدا کرے ابھی مجبور یہہ ہوئی تھی
کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک ساحر طویل القامت سیاہ فام ہاتھ مین نامہ لیے ہوے پیدا ہوا اور

ہاتھ مین ماہیان خوش نظر سے دیکر کہا کہ یہہ نامہ ہی شہزادہ شعلہ افگن کا بھیجا ہے
پڑھ لیجئے پھر قتل کیجیے گا دیکھئے اسمین کیا لکھا ہے ماہیان نے نامہ ہاتھ مین لیا تمام کاغذ اسقدر
گرد آلودہ تھا کہ حرف اچھی طرح پڑھے نہ جاتے تھے جھنجھلا کر کہا تو کیسا بد تمیز ہے کوئی نامہ
اس بے احتیاطی سے رکھتا ہے اوسنے جواب دیا کہ مجھکو حکم ہوا تھا کہ آجکل زمین زمین ہوا پا
گرد بالا کے زمین ہزار طرح کے اندیشہ ہین زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اسوجہ سے نامہ
گرد آلود ہوگیا مجھپر آپ بے فائدہ خفا ہوتی ہین نامہ کو جھاڑ لو اپنے میرے جھاڑنے سے
کیا فائدہ ہے یہہ سنکر ماہیان نے نامہ کو جھاڑا گرد اوڑی اور نفس کے ساتھ دماغ مین داخل
ہوئی فورا اسنے چھینک آئی بیہوش ہوکر گری ساتھ ہی اسکے ہمنشین جلیسین جو سنبھالتی
چلین وہ بھی گرین اسقدر غبار اس نامہ سے نکلا تھا کہ سبکو بیہوش کیا اب اسنے نعرہ
کیا کہ منم اویس حبشی غلام خواجہ اور جھک کر خضران کو سلام کیا اویس چاہتا تھا کہ
ماہیان کو قتل کرے کہ ایک مرگ چھالا پانی ہوا سے اوڑتا ہوا دکھائی دیا ایک درویش
اوسپر بیٹھے ہوے تھے جسوقت یہہ مرگ چھالا زمین پر اوترا خضران نے صورت اُن پیرمرد کی
دیکھی پہچانا سلام کیا اور کہا کہ آپ القاضی یوزبہ نشین ہین یا اور کوئی صاحب ہین مرد درویش نے
فرمایا کہ ہان مین وہی ہون اسنے خواجہ اسوقت تک مجھے حکم نہ تھا اسوجہ سے مین صاحبقران
پاس نہین گیا مگر اب انشاء اللہ بہت جلد ملاقی ہونگا تم اس ساحرہ کو قتل نکرو طلسم کو قائم رکھو
ورنہ دوسرے درسند تک نہ پہونچ سکوگے خضران نے عرض کی کہ اسیری میری کیونکر برطرف
ہوگی فرمایا مین سحر کمتار اتارکر دیتا ہون یہہ فرماکر رومال کی ہوا دی کہ سحر خضران پر سے برطرف
ہوا ہاتھ پانون قابو مین آئے اسکے بعد نقابدار بہادر کو رومال کی ہوا دی کہ انکی بھی رہائی ہوئی کہا
کہ اب آپ تو اپنے لشکر مین جایئے کہ عیار آپکا اور تمام ملازمین نہایت پریشان ہین لیکن ذرا
سمجھ بوجھکر کام کیجئے گا ایک آفت مین آپ پھنسا چاہتے ہین جسکی وجہ سے صاحبقران سے
سامنا کرنا پڑیگا ذرا اچھی طرح مقابلہ کیجئے گا نقابدار نے کہا جیسا ہوگا دیکھا جائیگا یہہ کہکر
حسب ہدایت درویش ایک جانب روانہ ہوے لیکن یہان خضران نے [illegible]
ہوشیار کیا اور کہا کیون ملعون دیکھا تو نے کہ کیا ہوا خدا نے مجکو رہا کیا اور تجکو قید مین پھنسا دیا دیکھ انقلاب
زمانہ کو ابھی ہم بے قابو تھے تو صاحب اختیار تھا اب پھر ہم صاحب اختیار ہین تو بے قابو ہے مگر
معلوم ہوگا کہ تو عہد شکن ہے تیری قسم کا اعتبار نہین کرنا چاہیے اب تیری قسم خود ساقط ہوگئی مجھے بھی قتل کا اختیار
باقی ہے کہ چاہے تجھے قتل کرون چاہے تجھے رہائی دون یہہ خاموش بیٹھا ہے کہ دفعتا پانسا پلٹ گیا
سوچا کہ جب مین اسکے اختیار مین تھا تو خداوند سے دعا کی تھی اونھون نے اپنی قدرت سے
اسے گرفتار کرا کے مجھکو رہا کردیا تھا اب پھر دل مین دعا مانگون کہ پھر یہہ گرفتار
ہوجائیگا مین رہا ہوجاؤنگا ابھی تو یہہ مجھکو قتل کرے گا نہین کیونکہ اسکی غرض
بھی مجھ سے اٹکی ہوئی ہے یعنی راہ درسند بجز کون بتائے گا کہ ایک مرحلے کا طلسم
ہوا ہے ابھی تو چہ کیا ان اور باقی ہین یہہ سوچ کر خاموش ہو رہا اتنے مین
فقیر صاحب نے کہا اب جو تم سے ہوسکے وہ کرو مین زیادہ نہین ٹھہر سکتا ہون
یہہ کہکر روانہ ہوے مرگ چھالا اوڑا اور شاہ صاحب نظرون سے غائب ہوگئے اویس نے بھی عرض کی

کہ غلام کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے کہا خضران نے کہ جاؤ سپرد خدا کیا کلو مگر تم سے غافل
نہ رہنا اسنے عرض کیا کہ جہان فدا آپکو اسنے کوئی خبر بکستون کا نوڑا جان بازی کردن کا یہہ
کہکر سلام کیا اور محو زمین ہوکر غائب ہوگیا خضران نے تخیار ک کا لباس اوتار کر داخل
زنبیل کیا اور اسکو اپنی صورت بنا کر گیند عیاری کا اسکے منہہ پر کہینچ مارا دیا کہ بول نسکے حال
کہول نسکے اور خود ماہیان خوش تقریر کے صورت بنکر ماہتیان کو زنبیل مین ڈال لیا
اسکے بعد سوچے کہ اب دوسرے مرحلہ کا پتہ کیونکر ملے ہاتھہ و بلہا یا گہر کی نشست دیکہتی
تہین سوسامنے مگر ذہن مین آئے ایک سوچ تجویز کرنے جو سہیلیان ماہیان کی بیہوش پڑی تہین
انکو داروئے رفع بیہوشی سنگہا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ مجہے شرارہ نے بلا بہیجا ہے میری تو ہوش
باختہ ہین کچہہ سمجہہ مین نہین آتا کہ کسطرح جاؤن مین بالکل بہولی ہوئی ہون کہ مین شرارہ
تک کس ذریعہ سے جاتی تہی اوس نے نامہ لکہا تہا کہ خضران کو لیکر چلی آؤ ہمنے سنا ہے
کہ تم نے اوسکو گرفتار کر لیا ہے اسے اگر وہان قتل کرو گی تو رہا ہو جانے کا جہگڑا نے
والے اوسکے جل ہکے ہین مقتل اسکا یہہ مقام ہے اونہون نے عرض کی کہ داری آپکو تو
عشق کیا کسی کا نہ رکہا آپ ایسی بہولین کہ وہ چہڑی آپکو یاد ہی نہین جو شرارہ نے
چلتے وقت آپکو دی تہی آپکے خوابگاہ مین رکہی ہے کہئے تو اوٹہا لاؤن ماہیان نے
کہا کہ لے آؤ ایک عورت جلدی سے جا کر لے آئی ماہیان نقلی نے وہ چہڑی ہاتہہ مین لی
اور کہا کہ اب اسکا کیا کرون اونہنے عرض کی کہ اسے زمین پر مارئیے ایک در پیدا ہوگا اوسمین داخل ہو جائیگا
دریائے آتش نظر آئیگا لیکن عکس سے اس چہڑی کے آگ دونون طرف ہٹتی جائیگی ایک سڑک سی تہے
نجائیگی یہہ راہ شرارہ کے قصر تک صاف ملی گی یہہ سنکر ماہیان نقلی نے کہا کہ اچہا تم سب
یہین رہو مین جاتی ہون اور وہ چہڑی زمین پر ماری واقع مین ایک در پیدا ہوا خضران اوس
در مین سے ہوکر آگے بڑہا دیکہا کہ ایک صحرا آگ سے مملو ہے ہر طرف شعلے لپکتے ہین لیکن
انکے ہاتہو مین تو چہڑی کہ دستبرد موجود ہے برابر چہڑی ہلاتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے قریب
قصر پہونچے وہان شرارہ شعلہ افگن سائبان مین بیٹہا ہوا تہا کہ سامنے ایک مقام پر سے شعلہ
اٹہی اور ماہیان خوش تقریر چہڑی ہلاتی ہوئی نمودار ہوئی شرارہ نے کہا کہ اے ماہیان
اسوقت کہان آئین ماہیان نقلی نے خضران نقلی کو پیش کیا اور کہا کہ یہہ میری سعی سے
مین آیا تہا مینے اسکو گرفتار کیا شرارہ نے بہت تعریف کی اور کہا کہ اے ماہیان
دغدغہ صرف اسی کی ذات کا تہا اب کسیکا خطرہ نہین رہا لیکن جادو اسی کی خوف سے
سیاحت ہر دون مین چہپا بیٹہا ہے اگر اسکا زندہ رکہنا ٹہیک نہین یہہ کہکر اوسنے گلا پکڑ کر
خضران نقلی کے جو در اصل تخیار ک ثانی وزیر بہوات تاقدار تہا اوس دریائے آتش مین پہینک دیا
کہ یہہ جلکر خاک ہو گیا اب شرارہ نے کہا کہ اے ماہیان آج تمہاری خاطر ہر طرح فرض ہے ایک
تو تم نے کام اتنا بڑا کیا دوسرے مہمان ہو ہماری ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم تم ملکر شراب
پئین ماہیان نقلی نے کہا کہ بہت اچہی جی بہی چاہتا ہے غرض کہ صحبت
گرم ہوئی شرارہ نے بہی ساقی اور ساغر منگوا کر قصر کر دیا اور ماہیان نقلی
نے بہی جیب سے ایک قلم نکالکر رکہی شرارہ نے کہا کہ اسمین کیا ہے ماہیان نے کہا کہ جوہر الکوہ سے نہایت

عمدہ ہے کہ اگر ہوگی تو بہت خوش ہونگے شرارہ نے کہا کہ ضرور پیونگا بس ماہیان نے
ایک ساغر پانی سے بھر کر دو قطرے ٹپکا دیئے سارا جام خون کبوتر ہو گیا اور خوشبو انگور کی
اسمیں شرارہ نے نہایت تعریف کی اور جام لیکر چاہتا تھا کہ ہونٹوں سے لگائے کہ اسکے سامنے
ایک لوح رکھی ہوئی تھی اوس سے صدا آئی کہ او غافل کیا کرتا ہے ارے جام میں بیہوشی ہے کیا پیمانہ
عمر تیرا لبریز ہوا ہے جو اس جام کو پیتا ہے اور یہہ خضران بن عمر ہے اور جسے تو نے خضران
سمجھکر قتل کیا وہ بختیارک ثانی وزیر شہوات شاہ کا تھا بس یہہ سننا تھا کہ شرارہ نے کہا کہ
او دغاباز مکار کہاں جاتا ہے یہہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور غائب
ہو گئے پھر تو وہیں سمجھا لیکن خود دیوانہ ہو گئے مگر راستہ نہیں ملتا ہر چند کہ وہ آگ ضرر نہیں
پہونچا سکتی ہے مگر اون شعلوں سے نکل بھی نہیں سکتے ہیں اودہر شرارہ شعلہ افگن ہر چہار
طرف ڈہونڈہتا پھرتا ہے جب کہیں پتا نہ ملا اور عقل اسکی حیران ہوئی اسنے صندوقچہ کھولا اور رقعہ
جمشیدی اوٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے شرارہ خضران فلان صحرا میں زیر درخت انار بیٹھا ہے
شرارہ یہہ سنکر وہاں سے چلا یہاں اسنے زیر درخت ٹھہر کر ماہیان اصلی کو زنبیل سے
نکال کر ڈال دیا اور خود گلیم اوڑھے ہوئے پاس کھڑے رہے اسواسطے کہ انکو بھی یہہ یقین تھا کہ
شرارہ آتا ہوگا بس جیسا ہی دیکھا اسنے کہ جانب آسمان سے ایک برق چمکی ہے جلدی سے
نکلا ماہیان کے زبان سے کھینچ لیا یہہ عرض کیا جا چکا ہے کہ خضران سامنے شرارہ کے ماہیان
کی شکل بنے ہوئے کھڑے تھے بس جیسے ہی شرارہ نے دیکھا کہ ماہیان زیر درخت بیٹھی ہوئی
ہے خضران نے چمککر نعرہ کیا کہ خبردار میں آ پہونچا ماہیان نے جو شرارہ شعلہ افگن کو دیکھا کہا کہ
اے برادر تم نے کیونکر مجھے ہاتھ سے اوس ظالم کے چھڑایا شرارہ نے کہا او حرامزادی راز
تیرا کھل چکا مگر تو مکر کی باتیں کیے جاتا ہے فریب سے باز نہیں آتا ہے کہاں جائیگا کہ میرے ہاتھ
سے ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری سر پر آگئی پیمانہ عمر لبریز ہوا یہہ کہکر ترنج مارا ماہیان نے خالی دیا
اور کہا کہ یہہ دہوکے میں ہے اسمیں لڑنا ٹھیک نہیں غلطک مار کر صورت اپنی پری کی
بنائی اور اوڑ کر چلی ساتھ ہی شرارہ نے آواز دی کہ حرامزادے تو پری بھی جانتا ہے اچھا
دیکھوں تو کیسا ساحر ہے اور دیکھ میں کیسا جادوگر ہوں یہہ کہکر قلابازی کی اور باز بنکر پری کا پیچھا
کیا پری بھاگتی جاتی ہے اور کہتی جاتی ہے کہ ارے دیوانے میں خضران نہیں ہوں میں ماہیان
ہوں یہہ تجھے کیا ہوا ہے شرارہ ایک نہیں سنتا ہے کہتا ہے پہلے دہوکے میں دیوانہ
ہو چلا تھا مگر اب میں ہوشیار رہوں دوست دشمن کو خوب پہچانتا ہوں بغیر
مارے نہ چھوڑونگا آخرکار دونوں میں بالائے ہوا کے چلنے لگا یہہ حالت جو خضران
نے دیکھی جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک چڑی مار کی بنائی عشرتی
باندھکر دستار خاتر کا بنایا اور اوسمیں لاسا لگا کر ایک بانس میں باندھکر
بلند کیا یہہ رنگ جو شرارہ و ماہیان نے دیکھا پکار کر کہا او چڑی مار
دیوانے ارے ہم جانور نہیں ہیں انسان ہیں تو یہہ کیا کرتا ہے چڑی مار نے
جواب دیا کہ اہا اہا اہا تم تو باتیں مثل انسانوں کے کرتے ہو بادشاہ بڑا بھاری
قیمت مجھکو دیگا اور تمہیں سونے کے پنجرے میں بند کرکے عمدہ عمدہ گوشت کھلایا کریگا اور

اونھین کچھ چل رہا ہے ادھر آپ بانس لئے او چلے رہے ہین ہر جگہ سے شست باندھتے ہین کہ جہان
نیچے ہون کیا مارون اور وہ دونون ساحر لڑتے جاتے ہین یہہ لگا لئے ساتھ ساتھ ہے
کہ تیغ چلتے چلتے اک مقام پر بازنے بہری کو دبوچا اور منتل کو تیغ سے کے لئے ہوئے زمین پر آیا
جا بیٹھا تھا کہ تیغ سے مار کر چڑیاں مارکا کام تمام کرون وہین سے اپنے ہٹ اسلئے ہٹ کھڑا
تھا کہ ایک بار آپ نے چپکے سے جال الیاس زنبیل سے نکال کر جو مارا باز بہری دونون
پھنس گئے جھٹ سے اونکو نذر زنبیل کرکے روانہ ہوئے راستے مین ایک گھسیارا ملا
اوس سے شہر کا پتا پوچھکر داخل شہر ہوئے دیکھا کہ شہر چھوٹا ہے مگر نہایت
آباد ہے دو طرفہ سڑک کے دوکانین حلوائیون نان بائیون کی ہین کہ اگر کوئی
مسافر وارد ہو کر بھوکا نرہے اور آگے بڑھے تو اور مختلف قسم کے دوکانین بنا
یہان تک کہ خوب پھرے جسوقت تھکے ایک حلوائی کی دوکان پر چڑھ گئے دیکھا تو
گرم گرم پوریان تلی جا رہی ہین کڑھاؤ خوب کھول رہا ہے اوس سے کہا کہ سیر بھر
پوریان دے حلوائی کو پوریان تو تولنے لگا دونا پایا اپنے باز و بہری
دونون کو نکال کر کڑھاؤ کے اندر کھینچ مارا یہہ دونون جو گر کر پھڑکے آپ تو
جست کرکے الگ ہو گئے جسقدر تیل پایا گیا اوچھلا حلوائی پر پڑا وہ بھی چیختا
ہوا بھاگا اودھر باز و بہری جلنے لگے یہہ تو اوسی وقت خاک ہو گئے پتا بھی
نہ لگا وہ چرا بند نکلی کہ ناک نہ دی جاتی تھی بازار مین شور ہوا آن واحد مین
وہ دونون جلکر خاک ہوئے اور لاشین انسانون کی جلی ہوئے کڑھاؤ سے نکلکر علیحدہ
گرین آندھی چلی خاک اوڑی تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا زلزلہ پیدا ہوا دو آوازین
مہیب پیدا ہوئین کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من ماہیان خوش تقریر جادو شرارہ
افگن جادو بواعجب مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات
سحر برطرف ہوئے اور لوگون کو معلوم ہوا کہ حاکم ہمارا مارا گیا سر پیٹنے لگے وہان
دریا سے آتش گل ہو گیا سب حصہ سحر برطرف ہو گیا لوگ رونے پیٹنے لگے آپنے صورت
اپنی ڈرالی بنائی اور موکل غضب دیکر داخل شہر ہوئے اور ندا دی خداوند اکوان نے
اسی شہر پہ غضب نازل کیا ہے یہان تک کہ جو افسر تھا تمہارا وہ ہلاک ہوا جسے کہ اپنی
جان بچانا ہو وہ شہر خالی کر دے اور جانب صحرا روانہ ہو جائے ورنہ مال کے
پیچھے جان بھی جائیگی بس یہہ سننا تھا کہ لوگ جوق جوق گروہ گروہ بھاگنے
لگے عورتون نے بچون کو گودیون مین لٹکایا اور اسباب و مال و زیور سب
یونہین چھوڑا کیونکہ موکل غضب نے کہدیا تھا کہ اگر مال کی قسم سے کوئی ایک حبہ بھی
ساتھ لے جائیگا تو وہ اپنی جان سے جائیگا سواے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
بلکہ عورتون نے یہہ کیا کہ جو اسباب وہ پہنے ہوئی تھین اوسے بھی اوتار کر پھینک دیا
کہ جان سے لوجہان سے اگر چلتے بچے تو بہت سے پیدا کر لینگے جسوقت شہر
خالی ہو گیا آپنے یا ... ان تمام شہر کے گھر گھر کو لوٹا ایک حبہ کسی کے گھر مین نچھوڑا
جب لوٹ سے فرصت ہو لی تو موکل رحمت نے دور جاکر صحرا مین آواز دی کہ شہر مین جاؤ پھر آبادی کرو

غرض کہ یہ سب اسپنچ اپنے گھروں میں آئے اب جو دیکھا گھروں میں آگ لگ چکی پر تو ابھی باقی تھی ہر طرح ایک
شور و غل مچانے لگا کہ ہا ہائے کوئی لوٹ لیگیا قریب اُسکے ایک ڈومنی کا مکان تھا اُسنے ایک کر آواز دی
کہ ارے آباد رہنے بائیں جوڑی طبلے کی رکھی ہوئی تھی کون ایسا شوقین تھا جو آکر جوڑی طبلے کی بھی لیگیا اب
تو تار بند کیا محلے میں سے اور آواز آئی کہ ہوا تم تو طبلے سارنگی کو روتی ہو میرا ایک طوطا اپنی جان کی قسم کیا پڑھتا
ہوا مع پنجرے کے اُسکو بھی پکڑ والیگیا تیسری آواز آئی کہ لوسنو مجھ چرخہ کا چرخہ تک ہوا لیگیا روئی تو گھر سے
پونیاں بھی بنا رکھی تھیں وہ سب کے سب اٹھا لیگیا پانچ پیسے پھکولوں پر پشتلی لائی تھی وہ تک ڈھونڈ کے اٹھا
لیگیا [illegible] کی کیسی ہے آبرو ہی ہوئی نہ ادا ہو اُسکا ستیاناس کہ ہر تن نام لیوا پانی دیوا باقی نہ رہے - اُسی
قریب میں ایک [illegible] ہاری رہتی تھی کہ آٹا پیس پیس کر بسر کرتی تھی اس سے اوقات بسر کرلیتی تھی وہ بھی
سر پیٹ رہی تھی کہ موئی ڈی کاٹا میرے گیہوں جو پیسے تھے سب کے سب اوٹھا لیگیا
اب جنکار و سیر چھلے لیلیا تھا کہ آٹا پیسکر پونچھا دونگی ہاسے اونکو کیا جواب دونگی اور کیونکر انکو سمجھاؤنگی
ہا سے کون ایسا گندم نما جو فروش تھا جو میری کشت زار امید کو پامال کرگیا اور ایسا بے ظلم و ستم سے
میری چھاتی پر مونگ دل گیا ایسا مری دانہ دانکو محتاج ہو جائے جو میرا کلیجہ چھلنی کرگیا ہے اور تو
اور بانٹ و ترازو تک تو لیگیا دھڑی دھڑی کرکے مجھے لوٹ لیا کیا میں مانی ٹھرجانی تھی ایسا اولٹا دھڑا
باندھا کہ سیر میں پاسنگ بھی نہ باقی رکھا ہائے سوکھے دہانوں پانی پڑگیا تھا کہ اناج ذرا سستا ہوگیا
تھا چار پیسے ملنے کی امید ہوئی تھی دال دلیا چون بھوسی جو میسر ہوئی وہ کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی تھی
مگر فلک نے اُس امید کو ظلم پر آمادہ کر دیا اور وا غم کیا اس رنج میں میرے شہاب سی جو رنگت تھی وہ
جھلسکر الٹا تو ہو گئی ستم یاس عزت امید میں لوگی دھوبن ایک طرف کلپ رہی ہے کہ میری لاادیا
کی لاادیا ان ہر لیا لیگیا اب کا ہکو لن سے یہاں کے میلے کپڑے دھونے کو آئے تھے اب کیونکر
اُنکا من مناؤنگی وید ہ کی صفائی تو دیکھو کہ سے دے کر ہاتھ اسطرح نکل گیا جیسے صابن
میں سے تار نکل جاتا ہے واہ کیا دھوبی پاٹکا داؤں کیا کہ سب کو پچھاڑ دیا ایک ہی
گھاٹ اوتارا کبھی چڑھانے کا پید قلعی پیلا اور قلب رکھنے کی دیگچی تک موئی ڈی کا لیے سے
باقی نہ رکھی کسی درزی کے گھر سے دردناک آواز آتی تھی کہ واویلا قطع و برید کی کہ ایک
کپڑا نام لینے کو نہ چھوڑا الو اسپنچ صاحب کی اچکن آغا صاحب کا کوٹ دو اسکٹ
اور [illegible] آدمیوں کے کرتے انگرکھے پاجامے جو [illegible] سینے کے لیے آئے
تھے [illegible] سینے کی مشین تک اٹھا لیگیا اب کیا کروں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہوں سب کپڑے
طیار ہونا طیار کیا لیگیا ہائے رشتہ حیات کو قطع کرگیا دلمیں ایک ڈورا سا بندھا ہوا تھا
ہر وقت اُسکا دھیان ہے مگر کیا ہو سکتا ہے جو مقدر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے [illegible] جا کے
کو تقدیر کے [illegible] نہیں کرنا [illegible] سوزن تدبیر ساری [illegible] خیاط ازل نے
کیا جامہ [illegible] ہمارے [illegible] قطع کیا تھا [illegible] ظلم و ستم ہمارے ہی
[illegible] لیگیا [illegible] تو ایک کپڑا اپنا نصیب
[illegible] کیا زمانہ کا حال [illegible] جیتے جی [illegible]
انسان [illegible] اُسکے ہاتھوں [illegible] اب [illegible]
[illegible] جامہ حیات کی [illegible]

پھول ڈالے لینگے کھال تک اودھیڑ و سنگے و بیچینگے تب کھا لینگے ہائے وہ ناشاد و نامراد مرنے جوگا
نگوڑا لوٹ لیگیا زخم دل کے ٹانکے توڑ گیا گھر تولی و بندی و چھی ہائے نہ چھوڑ گیا رنگریزن جدا چلاتی تھی
عجب پیچ و تاب سے آواز میں سناتی تھی کہ ہائے کوئی چور ایسا آیا کہ جسقدر کپڑے رنگنے کو آئے
تھے سب لیگیا لگن پر جو کسمبے چڑھا دکھا رہی تھی ہائے رہی تھی وہ تک لیگیا دوپٹے پائجامے انگنی پر
جو پھیلے ہوئے تھے مع انگنی سب غائب ہو گئے تمام صاحب کی انگیاں کرتیاں شلوکے جو ایک سے
ایک عمدہ گھر والے رنگ کر رکھ گئے تھے ایک تار باقی نہ رہا ایسا نیل کا ماٹھ بگڑا ہے کہ جس طرف دیکھو یہی
چرچا ہے باندھنوں کی چنریاں جو گوڑا بلٹ میں فروخت کرنے کو طیار کی تھیں اور سچ رنگی ساریاں
ہائے سب اوڑا لیگیا ہمارا کلیجہ تو رنگ کی طرح کٹ گیا دل پھیکا ہو گیا ہائے گلابی پیازی
فالسائی اودے گل انار سنہری چمپئی شربتی اور ململ کے دوپٹے کیسے کیسے پیار سے رنگ کر
پھیلائے تھے ایک کو بھی چور نا مرگ نے نہ چھوڑا غرضکہ چاروں طرف غل مچا ہوا ہی
بازار کے بازار لٹے ہوئے پڑے ہیں حسرت برس رہی ہے تمام شہر میں سناٹا پڑا ہوا ہی
دوکانیں بند ہیں مکانات شہر سے صدائے گریہ و بکا بلند ہے بعض بعض خالی مکانوں اور
دوکانوں کو اہل محلہ اور بدمعاشوں نے لوٹ لیا ہے ہر گلی و کوچہ سے فریاد و الغیاث کے
سوا کچھ نہ سنائی دیتا تھا ہر شخص کے زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ ہائے کوئی لوٹ لیگیا جھاڑو دیگیا تنکا نہ چھوڑا
لیگیا اہل محلہ کیا دوکاندار کیا اہل حرفہ و پیشہ ور سب کا ایک ہی حال تھا بقول شخصے ایک حمام میں سب ننگے
دوکانیں تاجروں کی لٹی ہوئی سب زینت و آرائش خاک میں ملی ہوئی جہاں دیکھو سناٹا سا ہی پھیروں
ناچ رہا ہے بازار شور و فغان گرم ہے متاع ہوش و حواس کھو کر ہر ایک رنج و غم و الم کا خریدار ہے بزازوں
کا جامہ عقل و شعور مکدر رہ گیا آنکی گنبدی سپارہ جگر جسم اُنکا تھا رنج افسوس سے رنگ متغیر تیر غم سے یہ
اسطرح غربال جالی لوٹ سے بہ غصہ سے چہرہ لال شالباف کی کیفیت دیکھا تا تھا برق غضب ان کا
مثل ماہ تابان بھی کہ قبا سے عقل و خرد کے ٹکڑے مثال کتان تھی یہی حال صرافے کا تھا کہ اس ہنگامہ
لوٹ سے غارتگری میں کھوٹے کھرے کی پرکھ جانچ ہوتی تھی جو بدچلن تھا وہ ضرب غارتگری سے مثل
سکہ رائج الوقت رواں درم و دینار کی طرح داغ جسم پر عیاں اور بساط خانہ کی انبساط سب خاک میں
ملا دی تھی کچھ بساط نہ رہی تھی گلفروشوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے ساری بہار اپنی بھول گئے تھے نرگس آسا
ٹکٹکی باندھے حیران کار بلبل نمط پریشان و زار گل کی طرح گریبان چاک برنگ سبزہ پامال و ہلاک تنبولنوں کی
سرخروئی زرد روئی سے بدل گئی تھی مارے رنج کے دھان پان تھیں نقصان کی جان سپاری میں
سے منہ لال تھا انہیں کی بیرقدمی کا اثر تھا کہ چونہ سنگ مرمر تھا حلوائیوں کے لئے امرتیاں نالہ
گلوگیر تھیں لوٹ مار نے قوام انکا بگاڑ دیا تھا شیرینی کے عوض تلخکامی کا مزا اٹھا کبابی آتش
حسرت پر جلتے تھے دود غم سے کبابوں کے آنسو ٹپکتے تھے شور نالہ و بکا سے دل زخمی کو نمک کا مزا
ملتا تھا صورت کباب کلیجہ جلتا تھا بھٹیاروں کا بھی یہی حال تھا کہ سارے لٹے ہیرن ہو گئے دیکھ
وہاں ٹھہرنا محال ہوا پیچوان کی طرح ہر ایک پیچ و تاب کھایا تھا نئے پروار و مدار اٹھا جنیں چرخ انکی حال پر نہ
بدلتا تھا سینہ فلک سے دود آہ نکلتا تھا سنگریں اور کبڑیں ناریلی کے عوض پینیز تب بدلتی تھیں اور تاریخ کی بد
رنج پالی تھیں تارستان کو انکی بھی نہ دل سبب وقت کو رنج و ملال کا آسیب اسناس سے تھا اس کر دیا تھا خلاصہ یہ
کہ تمام الناس میں سوا اس کے لوٹ جانے کی اور کچھ چرچا نہ تھا اس شہر میں کسی کا لڑکا چھوٹ گیا تھا عورتوں کا زیور تو پہلے ہی لٹ گیا تھا

ہر ایک مقام پر اہل شہر کا جمگھٹا تھا ایک ایک سے کہتا تھا کہ یارو یہہ خداوند سے نئی خدائی خداوندی
کی کہ پھر بھی لوٹا اور فرشتہ رحمت بھیجکر ہمین سبکو بلوایا غرضکہ آپس مین ہر ایک کی قیل وقال ہوتی
رہی اور ہر ایک نو عکی تدبیرین اور فکرین ہوا کین آخر الامر ہوتے ہوتے سب نے بالاتفاق کہا کہ
اب ایک رات سے خوب ہے کہ اب شب بھر یہین بیٹھکر یہین بسر کرو جب صبح طالع ہو تو تالاب
خداوند پر چلین گے اور وہ جو گنبد نکلتا ہے تالاب مین سے اور وہ پتلی طلائی جو سارے حالات
مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اوسی سے سب حال معلوم ہو جائیگا کہ کون ہم لوگون کو آکر لوٹ
لیگیا اور فرشتہ رحمت کیون آیا اور کسنے بھیجا یہہ سب حالات بخوبی معلوم ہو جائینگے جتنا پچھ
یہ بات خواجہ نے بھی سنی کہ ان لوگون نے باہم یہہ امر قرار دیا ہے کہ رات تو جون تون
یہین بسر کر صبح کو تالاب خداوند پر چلین وہ جو گنبد تالاب مین سے نکلتا ہے اور پتلی طلائی
جو سارے حالات گذشتہ و آئندہ مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اوسی سے سب حال
معلوم ہو جائیگا بس خواجہ خضران بن عمرو فورا ان لوگون سے یہ بات سنکر فورا اپنی شکل تبدیل
کر کے بانتظار صبح ٹاٹ کا ٹکڑا بچھا کر کسی حلوائی کی دوکان پر جو خالی پڑی ہوئی تھی اوسمین جاکر سو
رہے جب زلف لیلا ے شب کمر تک پہونچی انکی آنکھ بند ہوئی اور لہر خواب بلند ہوئی
اوسوقت خواجہ نے عالم رویا مین دیکھا کہ مہر سپہر عیاری تشریف لائے جھک کے انھون
نے باپ کو مجرا کیا عمرو نے دعا دی اور کہا کہ بیٹا تو تو مجھسے بھی بڑھ گیا ہے مین تو مرشد تھا
تم ولی نکلے تجہ اکیلے نے سارے شہر کو لوٹا تب بھی تیرا جی نہ بھرا اے گفتہ چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور ۔ خواجہ عمرو نے کہا کہ جسطرح یہ سارا شہر لوٹا اوسیطرح نہین معلوم
کسقدر واقعے ہوے ہونگے اور کسقدر مال و دولت حاصل ہوئی ہوگی مگر کبھی پانچ پیسے بھی خانہ
کعبہ کو نہ بھیجے کہ ہمارا بھی دل خوش ہوتا کہ بیٹا ہمارا بڑا سعادتمند ہے اور نہایت تعجب ہے
اور ہمارا خیال ہے اسکو خبر زیادہ نہین تو کم ہی سہی پھول کی جگہ پنکھڑی ہی تھوڑا یا بہت
بھیجا تو مان کا پان بہت ہے خیر دیکھا جائیگا یہہ خواجہ خضران نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ
اے والد ماجد آپکی دوستی و محبت آپکی غمگساری و حق الخدمت دل حمزہ صاحبقران
پر نقش ہے اور تمام عالم جانتا ہے اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہین ورنہ
شاہزادہ بدیع الملک بھی اگر خیال فرمایا جاے تو گل ہین اوسی گلستان کے اور گوہر
نایاب ہین اوسی بحر بیکران کے کیونکہ صاحبقران ابن صاحبقران یعنی شاہزادہ
بدیع الزمان اونکے بیٹے شاہزادہ عالیوقار شاہزادہ نور الدہر اونکے نور نظر یعنی شاہزادہ
بدیع الملک جو فی الحال صاحبقران فی الحال ہین اونکی بصارت چشم زائل ہو گئی
حال آپکو معلوم ہوا ہوگا کیونکہ جب لوٹنے کا حال آپکو معلوم ہوا ہے تو یہ حال بھی
ضرور معلوم ہوا ہوگا اور روا یا وا جان آپکو لوٹنے اور مال حاصل کرنیکی فکر تو ہوئی طمع دنیا
آپکو دامنگیر ہوئی مگر آپنے کوئی فکر ایسی نہ فرمائی کہ جس سے شاہزادہ بلند اقتدار کی بینائی
کا بندوبست ہوتا اونکو دشمنونکے چہ اندون سے شہم رحم پہونچا ہے اور بصارت ذائل ہے چشم پوشی کی ہے انکی اچھی ہونیکا
انتظام ہوتا ہم سب انھین کے لیے دردمند جیسا کہ انکے صاحبقران کیلیے جان نثار ہا نگین ہین غلام بھی ویسی ہی
فکرین کرتا ہے ایسے آپ ہی کی جوتیونکا صدقہ ہے۔ خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا سچ تو یہہ ہے کہ دنیا کی چیزونکا تو چندان

اے ہمدم بس یہی ہے کہ ترک دنیا کا سوچ کیا ناسخ + کچھ بڑی ایسی کائنات نہین + مگر ہان مال و زر کے پیچھے کا البتہ افسوس ہے کہ رہا ہے ہم تو یون ترسین اور غیر لوگ فربے کرین ان محنتون اور مشقتون سے تو حاصل کیا مگر کچھ کام نہ آیا سب یہین چھوٹ گیا سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے + متاع دہر نہایت قلیل ہے ہر دم کانون مین کوس رحیل بجتی ہے اور سوا اسکے اسکے ملنے کسی طرح کی تکلیف نہین ہے بقول ہوس کہ کبھی کتھے مین [illegible] کسی دوست پہ فدا کبھی دیر مین کرتے سجدہ دیا سے پیکا + ترے کوچے مین بیٹھے تو خوب ہوا + کہ کشاکش دیر حرم سے چھوٹے + ہو سے عازم ملک بقا جو ہوش تو خوشی یہ ہوئی کہ غم سے چھوٹے + یعنے فراغ الہم نہ دنیا کی ہوا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھوٹے + ہائے دنیا - باغ بہشت مین ہمکو نہایت آرام ہے حوریت خدمت کے لیے موجود غلمان کمر بستہ حاضر رہتا ہے بہشت کیسے آراستہ کہ آرایش دنیوی اُسکے سامنے ہیچ ہے ہر دم پیش نظر خم ابروے حسینان باکاکل محبوبان پیچ در پیچ ہے جواہرات کے اشجار ہر خیابان مین زینت بخش روضہ رضوان ہین یاقوت و زمرد کے نالدون مین چھوٹے چھوٹے درخت ہین موتیون کے گچھے آویزان فروغ بخش باغ جنان ہین قصر ہاے مروارید و زبرجد پر نور کا عالم ہے ہر مکان مین قندیلہائے نور آویزان ہین وہان کی ہوا روح پرور ہے قلب کو فرحت دل کو تازگی ہوتی ہے وہان کا باغ ہمیشہ بہار مین خزان کا نام نہین نہر کوثر و تسنیم کا پانی ایسا صاف و شفاف کہ آب مروارید بھی جسکو دیکھکر خجل و منفعل ہو جائے بحر ندامت مین غوطے کھائے ہر قصر مین نور کی قندیلین روشن فرش نور سے سارا مکان مزین و درختون پھل ایسے خوش ذائقہ و شیرین جنکا کھانا سبب روح کو طاقت قلب کو فرحت حاصل ہو طرفہ یہ کہ جس پھل کی طرف رغبت ہو وہ شاخ پر خود بخود جھک کر منہ مین لگتا ہے جسقدر خواہش ہو کھا سکتے ہیں پھر درخت اپنے مقام پر چلا جاتا ہے نہ کچھ گرانی معلوم ہو نہ ملول و [illegible] کی حاجت ہو نہ نجاست کا کہین نام نہین خلاصہ یہہ کہ نہایت آرام سے بسر ہوتی ہے خوب یاد رکھو ہم سے ہر دم صحبت رہتی ہے [illegible] عیش و عشرت بسر ہوتی ہے + خضر ان نے کہا کہ بادا جان [illegible] مین بہت حیران ہون کہ گنبد کا حال کیونکر معلوم ہوا اور رہبر جادو کو کہان سے پاؤن جوان سب کو اندھا کر دیا ہے تاکہ اُس ملعون کو قتل کرون تھوڑا ہے عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین تیری حیرانی و پریشانی کیوجہ سے اس مقام پر آیا ہون تاکہ اسکی تدبیر تجھکو بتا دون بیٹا بڑی جرات کا وقت ہے بیچ دریا مین وہ گنبد لٹکے گا اور ہوا اسکی طلائی پتلی بیچ گنبد مین سونے کی ایک چوکی بیٹھی ہوئی زیور بیش بہا جواہر کا تمام تن پر آراستہ کیے ہوئے وہ گویا ہو رہی ہے اور کل حالات بیان کر دیتی ہے کوئی شخص اگر بیاباں اس شہر مین آیا ہو تو بیان کر دیتی ہے بس تجھکو یہہ چاہیے کہ اُسکے کانون کی بالیان ہین پونچھ دینا اور باقی کل زیور اسکا [illegible] مین کرنا اگر بالیان نہ بھیجو تو خیر ایک مٹھی ہی بھیجو بہت اُسکو بس ہو جائے گی بس یہ اگر یہہ تجھکو نہ ہو تو [illegible] وہ زر لینی و پاتا ہے طلائی کنارے دریا کے کھڑے ہو جانا کہ وہ پتلا کہین آواز دے اور لوگ دوڑ کر تمکو گرفتار کرنا چاہیں تم جست کرکے اوس گنبد مین اپنے آپ کو پہنچانا اور پتلی طلائی کو مع چوکی طلائی میرے نام پر داخل زنبیل کر لینا اور یہ بھی بس سمجھ لو ساحر اپنی بات پر مقرر ہین جتنا دن رات پہرہ رہتا ہے کہ جسدن عمرو آئے گا یہ گنبد زمین پر گر پڑے گا اور دریا خشک ہو گا فوراً عمرو کو پکڑ لینا پس اُن ساحرون سے اپنے کو بچانا اور ایسے خوب ہوشیار رہنا اور رہبر جادو جب ہاتھ آجائے تو اُسکو زندہ گرفتار کر لینا اور اسکی دونون آنکھین نکال

اور بہت سے لوگ یہاں میں شریک کر کے تحمل سے سر آنکھوں کے اوپر دھوئی دنیا سبب سے بیٹھا
ہو گئے بصارت چشم جو زائل ہو گئی تھی عود کر آئی کچھ خوب خیال کر لو کہ جب تک اس ملعون
بصیر کی آنکھیں نکالکر دھوئی نہ دوگے تب تک کسی کی آنکھ میں بصارت نہ ہو گی اس کام میں
ہرگز چشم پوشی کرنا نہ چاہیے خضر ان جاستے تھے کہ اور پوچھیں کہ تھوڑا سا جو نظر سے پوشیدہ ہو گئے
انکی آنکھ اتر پڑے کھل گئی دیکھا تو غول کے غول عورت و مرد شہر کے نکلے ہوئے سب سمت
دریا کے چلے جاتے ہیں ایک اژدہا نام کشیر اور نہم عفریت کہ شہر کی دل میں آتشکدہ آئینہ چلا آتا
تانتا بندھا ہوا ہے اہل شہر سے ایک آدمی بغیر سے کہ آتا وہ بھی ٹھوکر مار کر جگا یا اگر فریادی ہو
تو دل تا ساحل میں دیا کے کہ سب فریادی جاتے ہیں شہر ابھی دریا سے کولی برآمد ہو گا دیکھو وہ سب
غول کے غول چلے جاتے ہیں بس یہ بھی اس غول کے ساتھ ہو لیے اور چلے جاتے جو دریا پر جا کر
پہنچے تو دیکھا صبح صادق کا وقت ہے نورکا تڑکا ہے ستارے سے چھپا رہے ہیں رخ ماہتاب پر
زردی ہے لباس فلک لاجوردی ہے آمد آمد شاہ خاور کی ہو رہی ہے شعاع نور ہر طرف پھیلی جاتی
ہے روز روشن ہوا چاہتا ہے سب زن و مرد تھالیاں ہاتھوں میں سامان پوجا پاٹ کا رکھا
ہوا ہے دریا کی سمت متوجہ ہیں انہوں نے بھی فرصت پاکے اپنا اسباب عیاری تن پر درست
کر لیا اور حیلہ ہائے ناحق سے تنگ و چست ہو کر یہ بھی چلنے پائے آ اور وہ جو بڑے اسیر جو دیکھا
تو ایک دریا ہے زخار یا ایک صحرا ہے لق و دق پریشان میں واقع ہوا ہے اگر اس کی ویرانی
بیان کیجائے تو یقین ہے کہ ویرانی کو بھی وحشت ہے سہمی وہ بادیہ ہول خیز دہشت کا گھر تھا
بربادی کا مدنظر تھا کوسوں کا چٹیل میدان انسان نہ حیوان وحشت نشان آفتاب وہاں
جاتے ہوئے گھبراتا ہے شب کو ماہتاب کا دل داغدار نظر آتا ہے ستارہ ہر صورت واسع
چرخ پیر کو وہاں عشرت سے کب فراغ ہر ذرہ آفتاب محشر باد سموم کا وہم و گمان مشکل اس
زمین پر مسافر وہم و خیال کو جانا محال رستم وہاں خوف سے بے حال پناہ پانی مشکل وہاں سنا
سنگ ہر ایک سنگدل کوسوں کیا منزلوں تک کہیں درخت کا نام نہیں وہ ہوا کے ہولناک
کہ خوف سے ہر ایک کا دل ہلتا ہے دلوا لگا رہا یہ وحشت وہاں آکے خوف کھاتی تھی چال
تھا کہ نظر آسیب جو اسمیں آئے ڈرجاتے ہیں دیوانہ ہو دل ہلا مرجاتے ہیں ہوش اڑتے
تھے دیکھ کر سیاہی پھیلی تھی اور ہر اور سیاہی وائن تھی بلکہ آ رہی تھی اس پر بلا
ڈرا رہی تھی ایک تیرگی تھی بحد کا عالم مدام نہ ہو کہ پوچھوں کیا لکھا نہ کر عرض کریں ... طے کر کے
دریا پر پہنچے دیکھا کہ بحر زخار ہے متلاطم موجیں مارتا ہے ... آشنا و میسر ... پانی
نکالتے ہیں غوطے مارتے ہیں کیسے ... آکے مرغ ... کرنے ... سا
سنگ از کنارش وز ربود ... آب کھا ... قطرہ موج ... تھا ... موج ... نہ
طوفان پر ہوا سے چھپا سحاب گمان ... دیکھا ساحل اسکا خشک
لب دیکھا اس دریا کا یہ حال تھا کہ اس کے کنارے ... شعلے آگ
کے نکلتے تھے لہریں اسکی مثل ... بیچ و تاب کھاتی تھیں آنے والوں
کو ڈراتی تھیں ایسے مقام قہر آلود کی حفاظت کے لیے بہت سے ساحران
زبردست یادگار ساحری و جمشید اور سامری یہ متعین ہیں ہر وقت مسلح و کمل جمع ہیں

سحر ہاتھوں میں لیئے ہوئے پہرے کی حفاظت بیٹھے رہتے ہیں آخر گریبان سحر غم میں ان فریادیوں
کے چاک ہوا اور جلاد فلک بیاتیغ تیز قتلگاہ سپہر میں داخل ہوا نظم چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود +
بعد کیر چشم ز خواب سحر گہی بکشود + بترک روز ندا ئے سحر گہی برسید + کہ سر ز خواب برآور کہ
چشم شب بغنود + رواج روز پہ پوشید ترک یغمائی + پر ند کحلی گردون ز پشت شب بربود
نوائے نشیدہ شیدا ز افق علم برزد + زچین فتادہ بہندوستان درفش کبود + اب خوب دن
نکل آیا ضیائے مہر جہانتاب سے جہان تیرہ و تار روشن و منور ہو گیا اب جو دیکھا تو دریا میں
ایک تلاطم پیدا ہوا اور پانی جوش مارنے لگا بعد اس جوش و خروش کے دیکھا تو یک بیک
کلسی طلائی دریا کے اندر سے مثل آفتاب کے عجب آب و تاب سے نکلی اور اس
کلسی پر ایک آفتاب بڑی چمک و دمک کے ساتھ نمایان تھا کہ اس سے ایک روشنی پیدا
ہوئی دیکھنے والوں کی نگاہیں اس آب و تاب کو دیکھکر خیرگی کرنے لگیں خواجہ نے یہ کیفیت
دیکھکر ولیم سے کہا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے اور تمام سامان شعبدہ بازی و نیرنگ
سازی کا دکھلائی دیتا ہے مگر یقین ہے کہ تیلی اور چوکی سونے ہی کی ہو کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو والد
ماجد کبھی جھوٹ نہ بولتے لیس خواجہ یہ تصور کر ہی رہے تھے کہ اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھتے
ہیں تو وسط دریا میں ایک گنبد مثل شعلۂ آتش کے قائم ہے سب مرد و زن جوق جوق آ آ
کے اور کنارہ پر ایک اژدہام کثیر لگا ہوا تھا یہ سب کے سب برائے سجدہ جھکے اور ہر
ایک شخص ڈنڈوت و پرستش کرکے فریاد و استغاثہ کرنے لگا کہ ہم لٹ گئے تباہ و برباد
ہو گئے ہم کو کسی طرف کا نہ رکھا تمام مال و اسباب ہمارا لوٹ لیگیا گھر میں ایک توا تک نہ
چھوڑا برتنوں کی قسم سے پانی پینے کا کٹورہ تک باقی نہ رکھا کپڑے کی یہ کیفیت ہے
کہ ایک چیتھڑا تک بدن پر نہیں ہے ایک بلی و دو گوش سے بندی کے نوکروں کی طرح آ گیا
بچھایا پہنے ہوا ہے لنگوٹی کے چار انگل کا کپڑا تک نہیں ہے کہ اپنا ستر عورت کریں
سب کے سب یوں ہی برہنہ ہیں ع ننگو بر پانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس + یہ وہ
جامہ ہے کہ جسکا نہیں سیدہا او لٹا + کسی متنفس کے پاس ایک تار پیرہن تک باقی نہیں
رکھا بقول شاعر ع گر لگا دست درازی جنون تو اب کسے + ہم اپنا جامۂ ہستی اوتار رکھتے
ہیں + غرض چار طرف نعرہ و شور و فریاد بلند تھا ہر صغیر و کبیر کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ
ہائے ہم لٹ گئے فریاد ہے دہائی ہے سوائے خداوند کے کس سے فریاد کریں ہماری
فریاد کو پہنچے کوئی چلو آ کر لوٹ لیگیا اور ساری شہر کو تباہ و برباد کر دیا سب کو محتاج کر گیا کسی کام
کا نہ رکھا اور کچھ پتہ بھی نہ ملا کہ کون لوٹ لیگیا جب اسطرح ان فریادیوں نے صدائے
نالہ و فریاد بلند کی چلی سے آواز دی کہ اے غافلو اپنے ساتھ دشمن کو لیکر آئے ہو پہچانتے
نہیں ہو وہ تمہارا لوٹنے والا تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہے وہ دیکھو سنگھاسن کے پاس کھڑا
ہوا ہے یہی خواجہ عمران بن عمرو عیار ہے کہ جسنے تمام ملک کو تباہ و برباد کرکے بےچراغ کر دیا ہے
اسکے جاتے ہوئے روکو تاکہ باقی نہیں ہیں یہ غضب بلائے بے درمان ہے کہ ہر ایک سے بڑھ
سلطان غدار و فسون سازان جفا شعار اس کے نام سے مثل بید کانپتے ہیں اور اسنے
اسکے ہاتھوں عاجز و پریشان ہو گئے ہیں کہ مارے خوف کے تھرا تے ہیں ہزاروں ملک

لاکھون ساحر اسکے ہاتھ سے ہزاران رنج و تعب انواع و اقسام کی تکلیفین اٹھا کے رہسپر
ملک عدم ہوئے جس طرف اسکا قدم گیا وہان کی صفائی کردی شاہان طلسم کے دربارون کو
ایسا لوٹا کہ سوا نقش بوریا کے اور کچھ نہ چھوڑا جس گھر پر گئے جھاڑو دیدی تنکا تک نہ
چھوڑا اسکے خنجر نے لاکھون ساحرون کے خون چاٹے ہین ہزارون کے گلے کاٹے ہین
بڑے بڑے پہلوانان رستم شکوہ و شاہان انجم گروہ کے چراغ زندگانی اسنے گل کردیئے
ہین اسکی صرصر عیاری نے اونکی شمع حیات کو خاموش کردیا ہے دفتر کے دفتر اسکی عیاری و مکاری
کے حالات سے بھرے ہوئے ہین خداوند ساحری و جمشید اسکے بارے مین لکھ گئے ہین
کہ جہان عمرو عیار کا قدم آوے ساحر کو چاہیئے کہ اپنے تئین پوشیدہ کرے سر برندہ ساحران
و ریش تراشندہ کافران حلقہ فگن گوش گردن کشان بیباک طرار خنجر گذار قلعہ گیر جنگ صاحب
قتلو یہ و فرہنگ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری اسکا لقب ہے وہ دیکھو سامنے کھڑا ہے
جلد اسے گرفتار کرلینا چاہیئے بتلی کا یہ کہنا تھا کہ لوگ چھپٹے ادھر اسنے جست کیا یا
مولا یا اللہ کہکر یہ خیال کرکے کہ شعر وہ دریا ہے بے پایان و درین طوفان موج افزا +
دم الکلیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا + یہ کہکر کہ شعر خداوندا براے نوح میری ناخدائی کر +
محیط بیکران ہے اور میری کشتی ہے طوفان مین + وہی کردیگا بیڑا پار میرا اس ہلاکت سے
بچالی جسنے کشتی نوح کی طوفان سے ایک آن مین + فوراً یہ جست کرکے در گنبد پہ پہونچے
بتلی نے شور مچانا شروع کیا کہ ارے حرامزادون آج سے ہماری زیارت کو ترسو گے اور
خبر کے محتاج رہوگے آج سے ہمارا دیدار تم لوگون کو نصیب ہوگا نہ کوئی حال گذشتہ و
آئندہ معلوم ہوگا افسوس ہے کہ آج سے تم لوگ ہماری زیارت سے محروم رہے انھون نے
آواز دی کہ کیون چین چین کرتی ہے قحبہ جیتی نہین رہتی یہ کہکر بارہا جال الیاسی اور دوڑ کر داخل
زنبیل کرلیا وہ بہتیرا شور و غل مچایا کی مگر کیب سنتے ہین پڑی رہ مالزادی زنبیل مین بس
بتلی کے جاتے ہی گنبد دور ہا سب در گنبد ہوگیا یعنی دریا تو شعلہ بنکر بہت سے اوڑگیا
جسطرح کہ پارا آگ پر سے اوڑ جاتا ہے اور گنبد زمین پر آکر تڑاق سے گرا وہ جو بیس پچیس
آدمی کنارے دریا کے براے محافظت و نگہبانی بیٹھے تھے وہ دوڑے کہ لینا جانے
نہ پائے بھلا اونکی کیا تاب و طاقت تھی اور کیا جان رکھتے تھے جو انکو گرفتار کرتے یہ ایک
برق ہین کہ بھلاوا ہین بقول شاعر کے شعر سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم + اللہ رے
بیقراری کیا بیقرار ہین ہم + بس انھون نے جلدی سے وہ گنبد جو کہ جو کا تھا وہ بھی جھپٹ
جھپٹ انھون نے داخل زنبیل کرلیا کہ اسکو کیون چھوڑون شاید میری تقدیر سے اسمین
بھی کچھ سونا لگا ہوگا تو پھر بیچ لون جب گنبد زمین پر سے اوڑ گیا اب وہ لوگ بہت گھبرائے
کہ ارے گنبد بھی غائب ہوگیا وہ اپنے مقام پر سے کھڑے کہہ رہے ہین کہ اسی بار لونڈیل
اور ترنج و گولے فولادی مارنے لگے یہ گولے ان لوگون کی پشت پر آگئے وہ ناریل و ترنج وغیرہ
زمین پر گرکے خاک ہوگئے گولے فولادی بیکار گئے آسنے پشت پر سے نکال کے سفید مہرہ کہ
جسکی آواز چو فیصلہ کوسون تک جاتی ہے گڑگڑانا شروع کیا آواز دی کہ یا ترا و فرمسا قائین تمہارا ملک الموت
حاضر ہون تمہاری جان چھوڑونگا تھوڑی جبتک تم سبکو کھا نہ لونگا جسطرح مال و اسباب تمہارا نذر نصیب ہوگیا ہے اسیطرح جان

بھی تمھاری غائب ہو گئی اور حوریں کو تمھاری قبض کر ونگا لیس اپنی جان بری چاہتی ہو تو پھینکدو
جو کچھ تمھارے پاس ہے ان لوگوں نے نارنگی و ترنج و نارنج اور جو کچھ جھولیوں میں تھا اور
جسکے پاس جو روپیہ پیسا تھا سب نے پھینکنا شروع کر دیا اور آپ نے بھی چھینٹا شروع کیا لوگوں
نے دیکھا کہ جو چیز گرتی ہے وہ غائب ہو جاتی ہے اگر تے ہوئے تو معلوم ہوتی ہے پھر نہیں دکھلائی
دیتی کہ زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا کوئی کہتا ہے یارو یہاں کی خیر حال ہی پھینکدو جسکے پاس
جو چیز ہو کہ اس بلا سے تو نجات ملے اور یہ سفید مہرہ برابر بجا رہے ہیں اسکی وہ مہیب آواز
ہے کہ معاذ اللہ ایک ہیبت سب کے دلوں پر چھائی ہوئی ہے اور مارے خوف کے روح
فنا ہوئی جاتی ہے جو چیز جسکے پاس ہے وہ برابر پھینکتا رہا ہے یہانتک کہ پائجامہ
انگرکھا بھی اوتار اوتار کر سب نے پھینکدیا ٹوپی یا دستار کسی کے سر پر نہ تھی سب لوگ
کپڑے اپنے پھینکتے جاتے تھے یہ برابر کہہ رہے ہیں کہ ارے پھینکدو ارے پھینکدو
اور لوگ مارے خوف کے کپڑے اوتار کے پھینکتے رہے ہیں عورتیں و مرد سب ایک
حال میں مبتلا ہیں ایک حمام میں سب ہی ننگے نظر آتا آدمی جو ایکدم سے برہنہ ہو گیا تو یہی معلوم
ہوتا تھا کہ پھر اپنی عقل پا پائی پھر رہے ہیں سے غلو عریانی سے پھر نہیں دنیا میں لباس کی
پھر وہ جامہ ہے کہ کعبہ کا نہیں سیدھا الٹا تھوڑی دیر میں سب کے سب برہنہ ہو گئے وہ
جو ایک مقام پر سپاہ ساحر بطور نگہبان و محافظ اس جگہ کے تھے وہ اپنے مقام پر
کھڑے دیکھ رہے تھے انھوں نے کہا واہ بھئی واہ جسکو دیکھو برہنہ بھاگا چلا آتا ہے ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے اور کہہ رہا ہے کہ کیا کہیں ایک آفت پیچھے چلی آتی ہے اس
سے بچنا دشوار ہے میاں تم بھی بھاگو اور جو کچھ تمھارے پاس ہو پھینکدو کہ جان کا صدقہ
مال ہے جان رہیگی تو پھر سب کچھ ہو رہیگا اور حضرت سفید مہرہ پھونکتے چلے آتے ہیں
وہی حیرت اونپر بھی طاری ہوئی چنانچہ انھوں نے بھی مارے ڈر کے کپڑے اپنے
اوتار کے پھینکدیے اور جو کچھ انکے پاس تھا سب نکال کے ڈالدیا وہ سب غائب
ہوتا چلا جاتا ہے اور یہ سب لوگ بھاگے ہوئے کوہ قضا و قدر کی جانب چلے
طوفان بن سمرکش جادو جو اس مقام کا حاکم ہے وہ فی الحال شکار پر ہے فقط نصیر جادو
اس جگہ کا بندوبست و انتظام کر رہا تھا وہ یہ کیفیت دیکھکر جھپٹا اور ان ننگوں کو دیکھ
اس نے ایک اسم جو دم کیا کہ ان سب کی پشت پر ایک دیوار آہنی پیدا ہوئی اور سب
اسکے اندر آ گئے حضرت اک بن عمرو ثانی بھی کمبل اوڑھے ہوئے انہیں سب ننگوں کے
ساتھ آپ بھی اسی حصار آہنی کے اندر آ گئے اور جلدی سے آپ بھی ننگے ہو گئے
اور کہنے لگے کہ حضور ان سب لوگوں کے ساتھ میری بھی بہت عمدہ پوشاک لٹ گئی میں
مرد با حوصلہ اور فیض مرد ہوں میرا نام ہے میرا سونے کا عصا اور لباس میرا بہت عمدہ تھا لیکن وہ
بگڑی وغیرہ سب پھینکدیا اب انکو کے ساتھ میری بھی مرضی تو جاتی ہیں اب نصیر سب کو اپنے ہمراہ لیکر
کوہ قضا و قدر کیطرف چلتا ہے کہ اسکا حال اب آیندہ کسی داستان میں لکھا جائیگا ناظرین با تمکین [illegible]
اب وہ داستان لکھا ہے [illegible] کے عرض کیے جاتے ہیں [illegible] ساحر [illegible]
[illegible] سے آ جروس [illegible] کے حضرات [illegible]

رہا ہوئی تھی اور آنا دروشن انقا کی صحرائی نشین کا اور ان سب کا جو قید کر کے لیجاتا اور نقابدار کا عاشق ہونا مضمون ہو کر اور نئی لشکر کی جانب چلنا اور خضر ان کا بختیار کے ثانی کو عمرو بنا کر بھیجا باکن الخش کو جا کے و مگذار کر چکا ہوں اب نقابدار کا حال بیان کیا جاتا ہے ناظرین با تمکین بلاحظہ فرمائیں ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی لالہ فام + پیا سے پلا مجکو گلرنگ جام + لبالب پلا جام ہو جم کی حیر + کرون جس سے مین باغ مضمون کی سیر + بیا بشنو اے ہمہ رستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + نمایندۂ نطق و ذہن نظام + چنین ساز و آراستہ این کلام + نغمہ سرایان شاخسار گلشن سخندانی و زمزمہ سنجان بلبل گلزار خوش بیانی گلشن قلم و اوراق مین پرواز کرتے یون زمزمہ پرداز ہین کہ جب نقابدار کو پنجہ اٹھا لیگیا تو عیار نقابدار کا صحرا مین انکو تلاش کرتا پھرتا تھا جبکہ نقابدار سے ملاقات ہوئی تو اُسنے مرکب پیشکش کیا اور انکو لشکر کی طرف لیکر چلا اب یہ راہ طے کرتے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے آکر پہونچے تو دیکھا ایک آواز نہایت حزین و غمناک بڑے جوش و خروش سے آرہی ہے اور کوئی شخص اشعار درد آمیز پڑھتا ہے اور روتا ہے آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نازنین مہر تمکین ہے کہ صدائے دردناک سے رو رہی ہے اور بعد سوز و گداز یہ شعر پڑھ رہی ہے

شعر — خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو + کہ ہم غریبوں کی تربت پہ شامیانہ ہوا + کبھی یہ کہتی ہے

شعر — کسی نے قدر نجانی دل شکستہ کی + کوئی غریب کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا + اور گاہ یہ آواز حزین یہ کہتی ہے

شعر — مجکو صیاد یہ بھی یاد نہیں + کس جگہ میرا آشیانہ تھا + قبر شاہان دہر پر کوکب + شمع تھی اور نہ شامیانہ تھا +

بس اس آواز کو سنکر شاہزادہ عالیوقار یعنی نقابدار سرخ پوش بیچین ہوکر اُسطرف کو چلے عیار نے عرض کیا کہ حضور یہ خدا جانے کیا ہو گا معلوم کسکی آواز ہے ابھی ایک مصیبت تازہ سے خدا نے بچایا ہے آپ اُسطرف کا قصد نہ فرمائیے کیونکہ صحرا مین اکثر غول بیابانی آوازین بنا بنا کر جس رنگ کا آدمی دیکھتے ہین ویسی آواز بنا کر اُسکو بہکاتے ہین اور لیجا کر آفت مین پھنساتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ ہان مین بھی جانتا ہون اور اکثر مجکو امتحان و تجربہ اسکا ہو چکا ہے لیکن یہ آواز تو دل کے ٹکڑے ٹکڑے اوڑائے دیتی ہے ایک نشتر ہے کہ قلب حزین پر کسی نے چبھو دیا نہ معلوم کس مصیبت مین اور کس بیکسی کے عالم مین یہ شخص ہے مین اس آواز سے روگردانی نکرونگا چاہے کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤن اگر تمہین خوف ہے تو تم لشکر کی جانب چلے جاؤ لیکن مین بغیر خبر لائے نہ پلٹونگا اُس نے عرض کیا کہ غلام آپکو تنہا چھوڑ کر کہان جائیگا جو آپ کا حال وہ میرا احوال چلئے تشریف لے چلئے غرض کہ شاہزادہ اور عیار دونون آواز کی طرف چلے جب قریب اُس پہاڑ کے پہونچے تو وہ آواز آنا موقوف ہو گئی عیار نے عرض کیا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ یہان تک تو اُس آواز نے آپکو بلایا اب صدا لئے بر نخاست اب چلئے میں بھی مجبور ہو کر چلے تھے کہ پھر آواز آئی کہ

شعر — اوڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا +

اب جو پلٹ کر دیکھا تو ایک آفتاب تابان نظر آیا مگر جیسا کہ آفتاب لب بام ہوتا ہے مائل بہ زردی مثل زر خالص کے زلفین او کبھی او کبھی چہرہ پر پڑی ہوئین اور اس ماہ طلعت کے

وہ عجب کیفیت دیتی تھی کہ سے زلف کو عارض جاناں پہ جو بلتے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا
پاؤں تا پہت ہوتا ہے کہ بال جو اسکی پشت پر پڑے ہیں انکی نسبت شاعر سچ کہتا ہے کہ سے قد سے بڑے
جو بال ہیں اوس سیم بر کے ہیں + دن وصل کا ہے شب ہجران دراز ہے لیکن یہ بیکسیت اس نازنین
کی دیکھکر فقط پیارے عالی وقار نے پوچھا کہ اس مقام پر آپکا کیا باعث ہوا اور اس بیکسی سے رونے اور
ہمارے دل پر کیا صدمے سے کیا فائدہ میرا لیکن تسکین ہوا جاتا ہے اور قلب محزون یہ حال پرملال
دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے وہ نازنین نے شتابی کی وہ تہ بالی اپنا مفصل حال بیان کر
کیا ہے کوئی آپکی سیر گاہ ہے کہ قبل نہ پایا کیلئے آپ یہاں آتی ہیں بس شہزادہ کا یہ کہنا
تھا کہ اسنے اپنی گلا ہم کو دکھلایا اسپر جو دیکھا تو اسمین پتلی پتلی زنجیرین طلائی مثل ٹکڑیوں
کے پڑی ہوئی ہین + اور گلے مین طوق سونے کا اور پاؤن مین بیڑیان طلائی پڑی ہوئی ہین وہ
طوق یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدر کامل کے گرد ہالہ ہے اور اسلئے گلوگیر ہوا ہے کہ کسی سے بات کرنے
پائے مالکہ نے رو کر کہا کہ سے اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن ہین + پہنا ہے طوق منت کی بہانے
میری گردن مین + اور وہ بیڑیان یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا انکی مثل شعاع آفتاب کے ہے کہ برائے
قدمبوسی اس نازنین کے حاضر ہوئی ہین سے اسیران زنجیر جنون کو کبھی نہ پڑیو + دیوانہ کا پاؤن
درمیان ہے + حضرت عشق کی سلسلہ جنبانی ہے کہ ایسی حسین مہ جبین کو یون اسیر سلسلہ
سخت محن کیا ہے سے کہ لازم اسیری عاشق و معشوق کو + اسکو طوق زر تو اسکو طوق آہن
چاہیے + کیا کرتی مجبور تھی سے سختی سی پا کڑی اٹھائی + افتاد تھی جو پڑی اٹھائی + اب
جو غور کرکے شہزادہ نے دیکھا کہ اس نازنین کی آنکھوں سے آنسو بہم جاری ہین ایک
لڑی ہے کہ چشم سے ہے اپنا اشکون کی بندھی ہوئی ہے وہ آنکھین ہین کہ موتی کوٹ کوٹ
کے بھرے ہین اور قطرات اشک مثل قطرات شبنم کے ٹپ ٹپ گر رہے ہین یہ کیفیت ہے
کہ سے وہ طفل اشک آنکھ سے نکلے ایکطرف ایک اوسطرف + گر گئے دونون پھسل ایک ایسطرف
ایک اوسطرف + شہزادہ والا تبار یہ حال دیکھکر چشم پرنم ہوا اور کہنے لگا کہ سے اُٹھے
رونے نے لگائی جو ادھر مینہ کی جھڑی + طپش دل نے ادھر سے گرائی بجلی بس شہزادہ
نے جو دیکھا کہ یہ نازنین زار زار قطار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہے اور اپکو شرمندہ کر رہی
ہے تو فرمانے لگا کہ اے فلک جفا کار و اے سپہر غدار تو نے یہ کیا اسکے ساتھ بدسلوکی کی
کہ ایسی نازنین کو ایسے مقام خارستان پر لاکر پھینکا ہے مجھکو اسکی گریہ و زاری اور ہجوم اشکباری
سے نہایت صدمہ ہوتا ہے اور مضطرب ہوکر یہ شعر پڑھا سے جو یون شور سے میر روتا
رہیگا + تو کاہیکو ہمسایہ سوتا رہیگا + مین وہ رونے والا اٹھا ہون جہان سے + جسے ابر ہر سال
روتا رہیگا + بس شہزادہ نے مالکہ سے کہا کہ آپ کچھ اس بے سر و سامانی کا خیال نہ کرین اپنے نام نامی
و اسم گرامی سے مجھے مطلع فرمائین اور مفصل حال اپنے خاندان کا کہ آپ گل کس گلستان
خوبی کی اور ماہ کس آسمان خوبی کی ہین بیان فرمایئے مالکہ نے کہا کہ واقعی جسطرح مجھے اس فلک جفا شعار نے
برباد کیا ہے شاید ہی کسی اور کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہو خدا دشمن کو بھی یہ صدمہ جانکاہ نہ
دکھائے حضور اپنا حال اگر بیان کرونگی تو آپ کو بھی صدمہ ہوگا اور مجھکو تو جو کچھ قلق و بیقراری ہے
ظاہر ہے اپنا حال پرملال اگر آپ کے سامنے عرض کرون تو کیا عجب ہے کہ حضور کو یقین بھی

نظر آئیں شعر ۔ ہمنے بھی کبھی جام و سبو دیکھا تھا + جو کچھ کہ یہاں ہے روبرو دیکھا تھا + اون باتوں کو اب
جو یاد کرتے ہیں تو اسے درد + کچھ خواب سا تھا وہ جو کبھو دیکھا تھا + حضور یا میرے ... جملہ سامان عیش و عشرت
مہیا رہتا تھا کہ مصاحبین انیسین جلیسین ہمجولیاں سہیلیاں سب ہمراہ رہتی تھیں خدمت کے لیے غلامان
پیش خدمتیں کہاریاں وغیرہ دست بستہ حاضر تھیں ہزاروں عیش و طرب میں گذرتا تھا یا ایک دن یہ بے سر
و سامانی ہے کہ عالم تنہائی میں اپنے حال زار پر روتی ہوں اور کہتی ہوں کہ اے فلک کج رفتار تجھے و بیداد
پھر آنکھ کا یہ روز بد دکھایا شعر ۔ وادی غربت میں پھری پھروں میں وحشت لیے + ہر دم غم و اندوہ سے
سو بار مر کے جیے + کیا کیا نہ داغ اس زندگی میں چشم عبرت نے سہے + کہ یاد باشندوں کی ہم وطن کے
بہت رو یا کیے + غربت میں جا نکلی کل ایک شہر ویران کی طرف + ایکدن وہ باغ تھا کہ بلبلیں چمن کے
چہچہے اور قہقہے سنتی تھی جس گل کو شگفتہ دیکھتی تھی اپنا غنچہ خاطر بھی کھل جاتا تھا ایک مرد مسرت حاصل
ہوتی تھی یا ایکدن یہ ہے کہ خار غم و الم کا سا دل میں کھٹکتا ہے دیدہ نرگس کیطرح حیرانی و ذلت سیل
کی صورت پریشانی ہے [illegible] ایک کیا دکھاتا ہے شعر ۔ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا + اے شہریار عالیمقدار ایک شہر ہے [illegible] سرکشان
دہر کے قریب ہیں بدنصیب وہاں کی شہزادی ہوں [illegible] کا نام [illegible] ہے برعکس
نہند نام زنگی کافور + باپ کا میرے نام شہر کشان شاہ ہے [illegible] حیرت انگیز ہے
ایک ساحر کہ نام اسکا [illegible] اتفاقات روزگار سے ایکدن اسکا گذر ہمارے محل
کے جانب سے ہوا [illegible] مہربان پر جو اسکی نگاہ پڑی وہ عاشق ہو گیا اور خواستگاری اسنے چاہی باپ
میرا اس روز شکار پر گیا ہوا تھا [illegible] کہا اور [illegible] سے اسکی مانع
ہو [illegible] حرامزادہ [illegible] مانتا تھا [illegible]
[illegible] بہ مقاومت [illegible] کچھ لوگ بار [illegible] کچھ بھاگ [illegible] ہو گئے
وہ مردود [illegible] اندر محل کے گھس آیا اور ظلم و بدعت کرنے لگا ان [illegible] میری جب یہ حال دیکھا سو وہ
الماس پھانک لیا کچھ مال زبان [illegible] الدکو اطلاع دی وہ یہ خبر سنتے ہی فورا
شکار سے واپس آئے اور [illegible] لوگ شکار پر [illegible] ہمراہ تھے اونکو لیکر [illegible] سے مقابلہ کیا تو
لڑائی ہوئی مگر غالب نہ آ سکے شکست پائی وہ ملعون اور زیادہ ظلم و بدعت پر آمادہ ہوا لوٹ مار کرنے لگا
اسی ہنگامہ میں بادشاہ ہم سب لوگوں سے [illegible] جوانمرد محل کے تشریف لائے تو میرے
مادر گرامی کو مردہ پایا دیکھا تو وہ جان تسلیم ہو چکی تھیں اوس وقت کے رنج و صدمہ کا کیا حال بیان
کروں [illegible] دلیر [illegible] لاش اٹھا کر [illegible] ہمراہ لیکر دوسرے دروازہ سے چل نکلے میں
بھی [illegible] جنازہ کے ساتھ چلی جاتی تھی [illegible] ایک [illegible] یہاں لا یا اب مجھے کچھ کیفیت
نہیں معلوم کہ باپ پر کیا گذری اور ماں کہاں دفن ہوئیں اور کیا ہوا [illegible] ہوا تھوڑی دیر تک تو میں بیہوش
پڑی رہی [illegible] آنکھ کھول کر دیکھا تو اپنے تئیں اس کوہ پر پایا اور ایک دیو سر پھاڑ منہ پھاڑ سا سامنے
کھڑا ہوا تھا [illegible] اور [illegible] کہتا ہے میں سہمی اور ڈری اور یقین ہوا کہ اب
قفس تن سے بلبل روح پھڑک کر نکل جائیگا [illegible] اسنے مجھے دلاسا دیا اور کہا کہ فکر نہیں
میں تمہیں تمہارے باپ کے پاس پہنچا دونگا بس میری بھی جان میں جان آگئی اور دل کو
ذرا ڈھارس ہوئی مگر آج تک نہ تو اس [illegible] نے مجھے پہنچایا نہ کچھ خبر بادشاہ کی

اگر مجھے دی اسوقت آپکے آنے سے میرا دل بہل گیا اور سینے اپنا درد دل بیان کیا فرشتہ روح
را صحبت نا جنس عذاب الیم + تیر صحبت جو ازل تیغ کمان دور سیا + اے شہریار اب آپ تشریف
لیجائیے کہ قریب ہی کہ وہ موذی دیو خلیت آتا ہوگا اور آپ کو خدا نخواستہ آزار پہنچائیگا تو مجھے اور زیادہ
قلق ہوگا جیتے جی مرجاؤنگی ہر چند دل یہی چاہتا ہے کہ آپ یہانہیں لمحہ بھر کی آپکی مفارقت گوارا نہیں ہے
مگر مجبوری ہے جائیے ایسا نہو کوئی آزار آپکے دشمنوں کو پہنچ جائے تو میرا قلب کیونکر اس صدمہ کا متحمل
ہوگا میرا نور میری آنکھوں پر ہے وہ ہے کب تلک چشم تر جائیگی چڑی ہے پتلی اور تر جائیگی +
بس اب آپ تشریف لیجائیے + جو گذریگی ہمپر گذر جائیگی طبیعت کو ہوگا قلق چند روز + ٹھہرتے
ٹھہرتے ٹھہر جائیگی + نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم تمہیں اس بلا میں
چھوڑ کر چلے جائیں اب جو کچھ ہوگا اسکا تماشا ہم دیکھ لینگے یہ تذکرہ تھا ہی کہ دیکھا ایک سناٹا اس صحرا
میں پیدا ہوا ملکہ نے کہا کہ یہ اسی حرامزادے کی آمد ہے للہ جسطرح بنے تم اپنے گھوڑے کو اور
سے چلے جاؤ کیونکہ اب مجکو اپنی جان سے زیادہ تمہاری جان کا خیال ہے مجھپر تو کچھ جا ہے گذر جائے مگر شہزادہ
تمہارے دشمنوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے خدا وہ دن نہ دکھائے کہ کوئی صدمہ تمہارے دشمنوں کو عالم
اور میں تو رنج اور صدمے اٹھانے کو پیدا ہی ہوئی ہوں اور مجھ سا بدنصیب تو دوسرا دنیا میں خلق ہی نہوا
ہوگا ہے ہوں وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل میں بھرتا + غم عالم کی اگر اسمیں سمائی ہوتی +
بس نقابدار اس طرف کو متوجہ ہوا کہ جدھر سے سناٹا پیدا ہوا تھا بس دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑ سے
کہ نمایاں ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ باش باش اور نابکار یہاں بھی تو آگیا کس واسطے یہاں آیا ہے
کیا چاہتا ہے کہ ملکہ کو بھگا لیجاوے شہزادہ نے آواز دی چپ او قزاق اب بکمت او حرامزادے
میں تیرا ملک الموت آ پہنچا اور اس بیکس کی مدد کو انشاء اللہ پہنچتا ہوں یہ کہکر گھوڑے پر سے
دامن زرہ کو گردانکر مرکب غبار کے سپرد کرکے آپ پیدل چلے ادھر ملکہ نے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور لگی عرض کرنے کہ اے کس بیکسان واے دادرس غریبان
اے شہزادہ آسمانی میں تجھ سے یہ عرض کرتی ہوں کہ اگر یہ نقابدار غالب ہو گو اسکا کچھ بھی نہیں
کیونکہ نہو مگر مجھے اے پروردگار اپنا خالق جانونگی اور تجھے سجدہ کرونگی ہے تجھے فضل کرتے
نہیں لگتی بار + نہو تجھسے مایوس امیدوار + اے خداوند نادیدہ اس نقابدار کو اس
دیو زشت کردار پر فتحیاب کر ملکہ تو مصروف دعا رہی اور بابک پاس کی استغاثہ کر رہی ہے
ادھر وہ دیو ادبار پشت نہنگ اسکے ہاتھ میں تھا وہی کھینچکر شاہزادہ پر
مارا اسنے ہیترہ بدل کر اسکو خالی دیا وہ اوکا معمول ہے کہ جب ضرب
لگاتا ہے تب تک کہ ضرب لگانے کے وقت آنکھیں بند کر لیتا ہے
شاہزادہ اسکے پہلو کے قریب آگیا اور اسکو معلوم ہوا کیونکہ ہنگام ضرب
آنکھیں اپنے بند کر لیں تھیں اور وہ پشت نہنگ اسکا زمین میں دھنس گیا پکارا کہ ہائے
افسوس تیرا یہ زعم گوشت زمین نے کھا لیا ہمارے حصے میں
کچھ نہ آیا استخوان تیرے ریزہ ریزہ ہوجائیگے گوشت گوشت کر کر کہوں گا میں اسکی ذائقہ سے
محروم ہی رہا وہ یہ کہہ رہا تھا کہ شاہزادہ نے کہا کہ باش او حرامزادے
میں تیرا ملک الموت زندہ ہوں اب تو میرے ہاتھ سے بچکر جاتا کہاں ہے

یہ کہکر شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسری شاخ دوسرے ہاتھ سے پکڑ لی اور کہا کہ بھلا نکل
تو جا او ملعون دیکھوں تو کیسا دیو ہے اب یہ گھبرایا اور اسنے چاہا کہ میں سیدھا ہو جاؤں شہزادہ
نے دونوں ہاتھوں سے دونوں شاخوں کو پکڑ لیا اور یا یزدان پاک کہکے اب جو مضبوط تھا
اور اسنے چاہا کہ میں سیدھا ہو جاؤں مگر ممکن نہوا اب یہ سامنے اُس دیو کو دوڑاتے تھے
اسنے قصد کیا کہ میں کاٹ کھاؤں جب یہ ادہر کو منہ کرتا تھا تو یہ شاخ کو تان دیتے تھے اور
جب یہ اودہر سے ہاتھ کیطرف رخ کرتا تھا تو یہ دوسری شاخ کو تان دیتے تھے یہ اوسکے
ہاتھ ہلا جنبش بہی نہیں کر سکتا تھا نکل جاتا تو ستم دیکھئے اس کشمکش اور اس لیو دیو میں
جان کے لالے پڑے تھے دل میں کہتا تھا کہ عجب شخص سے پالا پڑا ہے یہ انسان سفید
دندان بڑے غضب کا ہے بس اب ستم کہ جو شاہزادہ نے جھٹکا مارا تو وہ دونوں شاخیں اوسکی
زمین میں گڑ گئیں ہنس کے کہا کہ یہ نوجوان عاشقان بنا کے دکھا دیتے ہیں عیار نے دیکھ کے آواز دی
کیا ماشاء اللہ چشم بد دور داداجان نے بہی آپکی سی عمر میں ایسے کام کئے تھے بڑے بڑے دیوان
قوی ہیکل عظیم الجثہ کو زیر کرکے پیوند زمین کیا تھا دیوان قاف انکا نام سنکے کانپتے تھے اپنے
والد بزرگوار سے انکی کل کیفیت سنی ہے بس اے آقائے نامدار اس شکار کو جانے نہ دیجئے جلد
صید کیجئے شاہزادہ نے دیو خلیت سے کہا کہ اے حرامزادے کیا کہتا ہے مذہب کے
بارے میں اور شناخت پروردگار عالم اور اسکی وحدانیت میں اگر جان بری چاہتا ہے تو صدق
دل سے مذہب خداپرستی اختیار کر دیکھا تو نے کہ خلاق عالم نے مجھکو تجھ ایسے دیو گران کے اوپر
کسطرح فتحیاب کیا تجھا برگ کاہ کجا کوہ گران کہاں تو پیل دمان کہاں یہ عبد ضعیف البنیان یہ اسی
وحدہ لاشریک کی صفت رزاقی وشان قہاری ہے کہ مور ناتوان سے پیل دمان کو زیر کر لیا
ہے چو خواہد کہ ویران کند دودرا + خورد پشہ مغز نمرود را + دیو نے کہا زنہار میں خدا ہوں خداوند
ابلیس پر کیا اون سے بہی کوئی بڑھ کے ہوگا اور معلوم ہوتا ہے جو میں اُسکی پرستش
کروں اور اُسکو سجدا کیا ہوں بس یہہ کہکر ستخوان کو زمین سے کھینچ لیا اگر چاہتا تھا کہ
بھاگے شہزادہ نے جو جست کر ہاتھ تلوار کا مارا دونوں پیر اسکے قلم ہوگئے اُس کوہ گران
کو کاٹ کر زمین پر ڈالدیا گویا گنبد کفر وضلالت کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑ کر پھینکدیا ملکہ نے
جو یہ تماشا دیکھا شاہزادہ کے زور وطاقت ہمت وجرات و دبدبہ وشوکت کی تعریف
کرنے لگی اور بے اختیار شعر پڑھتی تھی اور شور تحسین وآفرین بلند کرتی تھی سب نظر لگے
نہ کہیں انکے دست وبازو کو + یہ لوگ کیوں میرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں ماشاء اللہ سبحان
اللہ خدا نظر بد سے بچائے کیا آپکی ہمت وجرات کی صفت وثنا کیجئے زبان قاصر ہے
اتنے بڑے دیو طویل القامت کو آپنے چشم زدن میں زیر کر لیا جو ہم رسید کیا واہ کیا صفائی
کا ہاتھ پڑا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگیا تسمہ تک لگا نہ رکھا اسے لگا نہ رہنے
دیتے جب کہ گویا تو باقی + وہ ہاتھ مار سہے نہ رگ گلو باقی + یہ کہکر آبدیدہ ہوئی آواز دی کہ سے
پیتم بہت لگا کے چلے دور دیس مت جاؤ + سبو ہاری ناگری ہم ماتگین تم دیکھاؤ + یہ
پڑھتی تھی اور رنگ حسرت ویاس چہرہ پر تھی شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ اے ملکہ یہ تمہارا
کہنا بجا ہے لیکن میں وہ آوارہ وسرگشتہ ہوں کہ کوئی مقام میرے قیام کا نہیں ہے

میری محبت و الفت سے باز آؤ مجھ سے دل نہ لگاؤ کہ میں مسافر ہوں مجھ سے دل نہ لگا
کیا بھروسہ میرا رہا نہ رہا و دیگر مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پریت + مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت
نہ معلوم کس دشت پرخار میں دامن الجھے ہوئے ہمارے پڑے ہونگے مجھ آوارۂ وطن غریب دیار سے
مونس و غمخوار سے اپنے دامن موانست کو پرغبار نہ کرو میرا حال کیا پوچھتی ہو کہ گھر کو چھوٹے
ہوئے مدت ہوئی صیاد تھے مجھے + کس شجر پہ تھا نشیمن نہیں کچھ یاد مجھے + قہر آئے میری رو سے
بہت یاد کیا + فاتحہ اوڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے + اے ملکہ میرا حال قابل بیان نہیں
ہے نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں + میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں + گریبان بشکل شیشہ
و خندان بشکل جام + اس میکدہ کے بیچ عبث آفریدہ ہوں + میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا القول
درد + جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں + و دیگر ایک سینۂ و فا ہیں اور فگار ہیں ہم
ایک جیب تار تار ہیں اور تار تار ہیں ہم + سیماب و شعلہ ہیں ہم برق و شرار ہیں ہم + اللہ ری بیقراری
کیا بیقرار ہیں ہم + افتادہ خاک پر ہیں ہستی میں رو بقبلہ + پیر مغان سے آگے کیا انکسار ہیں ہم
ایک تیری ہی نظر میں ایسے سبک ہوئے ہیں + بات ورنہ گلشن سے عالم پہ بار ہیں ہم
کعبہ کو جب کہ جائیں رستہ میں کریں توبہ + جب میکدہ میں آئیں یاروں کے یار ہیں ہم + جو دیکھا
ہے مجھکو کرتا ہے کیسی الفت + یارب یہ کیسے دل کے صبر و قرار ہیں ہم + ملکہ نے کہا
اے شہریار جالیوقار میں قسم دیتی ہوں کہ اتنا تو بتلا دے کہ میں اس نام و نشان سے آپکو یاد
کروں اور سمجھی رہوں شہزادہ نے فرمایا کہ مجھ ننگ خاندان کے نام و نشان دریافت کرنیسے کیا
فائدہ ع بدنام کنندہ نکو نامے چند + بہتر ہے کہ ایسے یونہی رہنے دو گمناموں کا نام کیا
پوچھتی ہو سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو + پیر خانہ بدوشوں سے
نہ پوچھو نشان کہا + یہ نام بتانے کے لائق نہیں ہے باپ دادا کے نام رکھوانے والے
کا اگر نام معلوم ہوا نہ سہی کبھی معلوم ہی ہو رہیگا شہزادہ نے جب یہ کہا ملکہ نے کہا اے
صاحب جتنا ہے مجھے کیا رنج ہوا ہے اگر چہ پھر میں تمہاری الفت کا ہی تشکر ہم نہ
ہوئے + تو کیا یقیناً کہ اوسکے پیچھے کبھی تو ہے کبھی تو سو کے + نہ ایسا گئے ہیں تیری خاطر
سکے ہیں نالے پیہم سے ہیں رونے + خراب خستہ و ذلیل و رسوا ہوئے ہیں لگتے نہ ایسے
شہزادہ نے اس شیرین ادا کی دلداری کی اور کوہ پر سے اتارا اور ہمراہ لیکر اپنے لشکر کیطرف
چلے اور بعد طے مراحل و قطع منازل اپنے لشکر میں پہنچے سواری کسی کا نون پانیہم سے متصل
محافہ کے بہم پہنچالی اور اسمیں ملکہ کو سوار کر لیا تھا وہ محافہ بھی لشکر میں داخل ہوگیا شہزادہ
نے ملکہ کو علیحدہ خیمہ میں فروکش کیا تمام رفیق و مصاحب حیران تھے کہ شہزادہ کس کو اپنے
ہمراہ لایا معلوم نہیں کہ کون ہے کوہسار و برج عصمت اور کون اختر برج عفت ہے
آپس میں یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ فرخ نے سارا حال بیان کیا یعنی شہزادہ کو تیغ
کا اٹھا لیجانا کہ ماہیان خوش تقریر ایک ساحرہ تھی کہ شہزادہ پر عاشق ہو کر اٹھا
لیگئی تھی تیغ بکر اور ساحر و سحر کی مدد سے خضر الٰہی تک شہزادہ کا رہا ہونا اور آنا اور
القا سے صحرانشین کا اور ان سب کا سحر دفع کرکے انکا واپس جانا شہزادہ کا
ممنون ہو کر انکی خدمت کرنا اور پھر شہزادہ لشکر کی جانب روانہ ہونا اور خواجہ کا بخشنا رنگافی

کو مرو بنا کر بیابان آتش کو جانا اپنا شہزادہ کی تلاش میں صحرا بصحرا پھرنا شہزادہ کا سامنا حمزہ سے نجات پاکر اپنے لشکر کیطرف آنا اور ایک صحرا میں قریب کوہ شہزادہ سے ملاقات ہونا پہاڑ پر سے ایک آدم ازدرونا کا ظاہر ہونا شہزادہ کا کوہ پر جانا اور صاحب آواز کی تلاش کرنا ملکہ سے ملاقات ہونا اور دریافت حال کرنا زبانی ملکہ کے یہ معلوم ہونا کہ میں دختر سرکشان شاہ ہوں دیو مجکو نیچے سے اٹھا لایا مجکو اپنے باپ کا کچھ حال معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور انپر کیا گذری پھر شہزادہ کا دیو کو قتل کر کے ملکہ کو اسکی قید سے رہا کرنا اور اپنے ہمراہ لانا یہ سب حال فرخ نے بیان کیا رفیق و مصاحب شاہزادہ کے یہ حال سنکے سجدہ شکر بجا لائے اور شہزادہ کے لشکر میں آنے سے نہایت خوش ہوئے آقا کے نامدار کے آنے سے سب لشکر کے جان میں جان آگئی شکریہ خداوند کریم کا بجا لائے الحاصل شہزادہ قریب شام تو لشکر میں آیا ہی تھا آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا کہ شام ہو گئی شاہزادہ نے اپنے خیمہ میں آرام فرمایا ـ جبکہ نقاب بردار چرخ چارم نے خیمہ مغرب سے نکلکر نقاب ظلمت شب کو چہرہ سے اٹھا دیا اور اپنی ضیاء رخ انور سے تمام عالم کو روشن و منور کر دیا ع تاگہ از جیب افق خلد صبح + برتن شب کسوت ظلمت درید + تاکہ کند زندہ دل مردہ را + صبح چو عیسی نفسے بر کشید دامن فلک سے دستہ ریحان درود + سرخ گل از سبزۂ گردون دمید + شاہزادہ بیدار ہوا نماز صبح ادا فرمائی اور درود وظائف سے فراغت کر کے ملکہ کے پاس آئے اور کہا اے ملکہ میں تمہارے خاندان سے واقف ہو گیا اور باپ تمہارے سرکشان شاہ وہ بھی ساتھ شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران کے نابینا ہوگئے ہیں اور انکے لشکر میں موجود ہیں میں تمکو کہاں کہاں اپنے ہمراہ لیئے پھرونگا اور ہمارے خاندان کے خلاف بھی یہ امر ہے کہ عورت کو ساتھ لیئے پھریں اس سے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں تمکو وہیں بھیجدوں جہاں تمہارے والد بزرگوار ہیں اور ایک نوشتہ کامل میں تحریر کئے دیتا ہوں تمہاری حفاظت و نگہبانی کے لیئے تمکو بعزت و حرمت تمام نہایت عفت و عصمت کے ساتھ لشکر میں صاحبقران کے پہنچا دینگے تم وہاں با آرام تمام پہونچ جاؤگی اپنے باپ سے ملوگی شہزادہ نے جو یہ کہا اسوقت دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں سے زار زار آنسو جاری ہیں مثل ابر نوبہار کے جھڑی لگی ہوئی ہے متصل اشک جاری ہیں اور یہ کہہ رہی ہے کہ میں آپکی مفارقت کی کیونکر متحمل ہونگی عجب نہیں ہے کہ طائر روح قفس جسم سے پھڑک کر نکلجائے اس سے تو کاش دیو ہی مجھے کھا لیتا تو بہتر تھا کہ اس صدمۂ فراق سے بچتی معلوم ہوا کہ میں آپکی کنیزی کے بھی لائق نہیں ہوں شاہزادہ بھی آنکھوں میں آنسو بھر لایا ملکہ نے کہا کہ چہرہ انور تو مجھے ذرا دکھا دیجئے اور یہ کہکر نقاب چہرہ سے الٹ دی اور کہنے لگی ع نقاب الگندن الٹ کر آپنے التفات فرمایا + جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ + اب جو دیکھا تو ایک ماہ طلعت پری صورت ہے کہ آفتاب تابان بھی اسکے آگے شرمندہ ہے چہرہ مثل ماہ کامل شب چہاردہ کے روشن ہے ابروان خمدار تیغ آبدار یا قوس قزح کا لطف دکھا رہی ہیں مژگان صورت سنان کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہیں رخسار تابان پر سبزۂ خط کی بہار ہے سرو قامت سہی بالا حسن و جمال کا گوہر یکتا ابرو ہلال فلک ہیں بدر سما ہے چشم جادو نرگس شہلا ہے قطعہ

سکتے ہیں مگر تھا حسن کا بانی یوسف + رکھتا تھا کہاں یہ تو جوانی یوسف + سب کہتے ہی ہے بات یوں تھا وہ ماہ + ہرگز کبھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف + نوجوان حسین کمسن

آفتاب سپہر خوبی خال ہندو چشم جادو یوسف ثانی اور ابھی جوانی نشہ شباب مین چور ہے وہ چشم و ابروئے
مردم شکار وہ ابرو دو سر فتنہ روزگار ہنس ہنس خندہ کر لب برانگیختہ نمک بر دل خستگان ریختے۔ ملکہ
نے کہا کہ بات صاحب کیون ہو واقعی ہین آپکے تلوے کے برابر بھی نہین ہون آپکا جمال با کمال دیکھکر
یوسف بھی ہوتا تو شرما جاتا اوسوقت شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ ملکہ تمہاری مفارقت ایک لمحہ کے
بھی گوارا نہین ہے مگر مین مجبور ہون شاہزادہ بدیع الملک کے یہان تمکو بھیجے دیتا ہون اور بہت
قریب ہے کہ مین بھی لشکر مین آکر شریک ہون بس یہ کہکر آپنے ایک خط شاہزادہ بدیع الملک کو
لکھا کہ یہ امانت میری آپ کے پاس رہے مین آپکی سپردگی مین بھیجتا ہون اور باپ اسکا سمرکشان
شاہ آپکے لشکر مین موجود ہے یہ دختر نیک اختر اسکی حاضر ہوتی ہے اس مضمون کا نامہ تحریر کرکے
عیار کے حوالہ کیا کہ وہ بھی نقابدار تھا اور ملکہ کو محافہ مین سوار کر دیا اوسوقت کی مفارقت کا حال
کیا بیان کیا جائے گل و بلبل کی جدائی شمع و پروانہ کی ایک دوسرے سے مہاجرت عجب وقت یاس و
بیکسی کا تھا ایک نے دوسرے کو رخصت کیا سنگ صبر کلیجہ پر رکھکے شاہزادہ نے کہا
لو ملکہ خدا حافظ و ناصر ہے ملکہ نے رو کر کہا خداوند عالم تمہارا نگہبان رہے ہمارا بھی تمھین دھیان ہے
دونون پر عالم گریہ طاری ہوا چشمہ اشک جاری ہوا الوداع کہکے باہم رخصت ہوئے وہ رو
رو کے یہ دونو بحر غم ہوتے تھے کہ جسطرح سایون سے بہادون ملے۔ غرض کہ ملکہ کو باچشم اشکبار و دل
بیقرار محافہ مین سوار کیا اور خود نالان و گریان اپنے خیمہ کا رخ لیا جب یہ محافہ مسافت راہ طے کرکے
لشکر بدیع الملک صاحبقران مین پہونچا تو محافہ کے ہمراہ جو عیار نقابدار آیا تھا اوسنے عرضی و محافہ
خدمت صاحبقران مین حاضر کیا شاہزادہ عالیمرتبت نے نام نقابدار سرخ پوش کا سنکے
یہ فرمایا کہ مین نہایت ہی ممنون و مشکور ہوا اور ای بھائی ہرچند کہ نقابدار کی ہمارے اور میری
طرفداری کرتے ہے اور مجھکو ان کفار کے ہاتھ سے بچائیگا یہ باعث معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی
گلچین گلشن صاحبقرانی ہے جسکو یہ صدیہ برباد کرنا چاہتے ہین بھائی تو نے یہ دیکھا کہ کس طرح یہ
سے گلچینون نے غارت [illegible] گلستان کے اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین یہ شعر پڑھکر
فرمایا کہ مین نہایت ممنون ہونگا کہ یہ بتلاؤ کہ یہ گل اُسی گلستان کا ہے اور یہ عندلیبان سرخ پوش اُسی
گلزار ہمیشہ بہار کے بلبل ہین اُسوقت یہ عیار نقابدار آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عرض کیا کہ حضور قریب ہے کہ آپ کے اوپر
انکا حال و نام سب افشا ہو جائیگا وہی حال ہے بقول شاعر کے قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو کھل ہی جائیگا ذرا
فصل بہار آنے دو یہ تو حضور پر ظاہر نہین ہے کہ ہم عرض کر سکین اور نقابدار عالیمقدار کی نہایت ممانعت ہے فرماتے ہین کہ
تجھسے بھی کونسا ایسا کار نمایان ظہور مین آیا ہے جو مین اپنے نام و نشان سے آگاہ کرون اور ماشاء اللہ حضور نے تو وہ
وہ کار نمایان کئے ہین اپنی عہد صاحبقرانی مین جبکہ امیر ثانی تشریف رکھتے تھے طلسم کہ آپ فتح کئے اور کیسے کیسے
طلسم دیکھا بھی تو نصیب ہوگا اور یہ سب کہ اب صاحبقران کے سامنے آپ نے کیا ایسا کسی نے نہین کیا اور صاحبقران
اول کو ساتھ بھی یہ بات کسی اور کو حاصل نہین ہے غرض یہ باتیں سنکر صاحبقران نے حکم دیا کہ عرضی پڑھی جائے اور عیار کو خلعت سے
خلع کیا جائے عرضی پڑھی گئی شاہزادہ بدیع الملک نے عرضی سنکے نقابدار کا نہایت شکریہ ادا کیا اور سمرکشان شاہ سے
کہا کہ دختر تمہاری آئی ہے اور یہ کہکر اپنی ناموس مین بھیجدیا کہ خبردار اسکی بہت خاطر کرنا اور اسکی دلشکنی نہو نے پائے یہ امانت ہے
نقابدار سرخ پوش کی اور نقابدار کو لکھا کہ خدا وہ دن کرے کہ مین آپکی شادی آپکے ساتھ کرون اور میرا جو دوا
سر ظاہر ہو [illegible] نقابدار نے یہ نامہ کو پڑھکر بہت خوش ہوا اب یہ تھکا کہ کیا معروف ہوتی ہین انکا حال آگے

لیکن اب یہان سے داستان شیر نگ قاف کی آغاز کیجاتی ہے، سخن دانی کہ معنے
ساز کردہ۔ سخن را چنین آغاز کردہ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ شیر نگ قاف اقالیم پرستان مین
اقلیم پنجم ہے مالک یہان کا شیر نگ شاہ کجکلاہ ہے اور اٹھارہ لاکھ فوج کا مالک ہے بڑے
بڑے زبردست دیو اسکی فوج مین ہین کہ حال انکا بروقت تحریر ہوگا اور بھائی اسکا گیر نگ شاہ
کجکلاہ طلسم شیر نگ قاف کا بادشاہ ہے غرضکہ اقلیم پنجم کی حکومت ظاہری و باطنی انھین دونون
بھائیون کی ہے اسی اقلیم مین ایک صحرا ہے کہ دیوار بلند سے محیط کرکے نام اسکا گلستان عدم رکھدیا
گیا ہے بنا اسکی جناب سلیمان کے وقت سے ہے یہ دراصل زندانخانہ قاف ہے جو دیو و پری کہ لائق سزا
سخت ہوتے ہین وہ اسی گلستان عدم مین قید کردیئے جاتے ہین جو یہان آتا ہے پھر نہین نکلنے پاتا
ہے اسی باعث سے اسکو گلستان عدم کہتے ہین اس زندانخانہ مین داخل ہونا گویا ہستی سے عدم
مین جانا ہے غرضکہ رفتہ رفتہ اسقدر جمعیت بڑھی کہ لوگ یہان ہر قسم کے کاروبار مین مصروف ہوگئے
گویا ایک ملک آباد ہوگیا آپسمین شادیان بیاہ ہونے لگے اُنسے پود بڑھی لوگ ہر پیشہ کے موجود ہین
جسکو جو کام آتا تھا اُسنے اُسے ترقی دی یہان تک کہ ہر قسم کی صنعت و حرفت و ہر پیشہ کے لوگ یہان
موجود ہین اب یہ زندانخانہ خود ایک ملک وسیع ہے جسے ایک قلعہ محکم کہنا چاہیئے کہ دیوار بلند و مستحکم
حصار کیئے ہوئے ہے ہر قسم کے علوم و فنون سکھائے جاتے ہین مدارس کھلے ہوئے ہین کہین فن سپہگری
کی تعلیم کہین جا اصلاح جنگ بنکر فروخت ہوتے ہین آپسمین امتحان ہوتے ہین آزمایش ہنگامہ و جدل ہوتی
ہے یہانتک کہ نو دیو ایسے زبردست و بہادر نکلے کہ انھون نے تمام دیوان گلستان عدم کو محکوم کرلیا
لیکن آپسمین روزمرہ کشمکش رہا کرتی ہین بازار خانہ جنگی گرم رہتا ہے یہ حال دیکھکر دیو برق برلق کہ
مالک زندانخانہ تھا سوچا کہ اب یہ لوگ سرکش ہوگئے جس روز یلغار کرکے نکل پڑینگے کسیکے روکے رُک سکتے
ہین اول مجکو غارت و برباد کردینگے بعد اُسکے بادشاہ شیر نگ قاف کا ملک تباہ کرینگے ہر چند کہ بادشاہ
پاس اٹھارہ لاکھ فوج ہے لیکن وہ عالم غفلت مین ہے یہ نو لاکھ ہین اگر یکایک جا پڑینگے کچھ بنائے نہ
بنیگی اسکا کچھ انتظام کرنا چاہیئے اور بالفرض بادشاہ شیر نگ کجکلاہ انجام مین فتحیاب بھی ہوا تو مجھے کیا [illegible]
کہ تو پہلے ہی لقمۂ اجل ہوجائیگا لہذا اسکی اطلاع بادشاہ کو کرنا چاہیئے کہ وہ کوئی معقول بندوبست کرے
یہ اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا اسکے سامنے سے عیار اسکا کہ نام اُسکا مہر خرچال ہے آیا سلام کیا اور
مالک کو متردد و متفکر پاکر عرض کیا کہ کیا فکر ہے اور کونسی تشویش ہے کہ رنگ رو متغیر ہے خدا نخواستہ
مزاج مبارک کیسا ہے دیو برق برلق نے کہا کہ اے خرچال مجھے اس وقت ایک تازہ فکر پیدا ہوئی ہے
جسکا مین نے پہلے سے خیال نہ کیا اب معاملہ سخت و دشوار معلوم ہوتا ہے اور کوئی چارہ کار نہین معلوم
ہوتا خرچال نے کہا کہ شعر مشکلی نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + اے شہریار آپ
خاندان شاہی سے ہین ہر چند کہ شیر نگ شاہ نے آپ سے ناراض ہوکر ایک قسم کا قیدی آپکو
بنایا کہ زندانخانہ کا حاکم کیا معمولی آدمیون کے واسطے اندر داخل ہونا قید تصور کیا جاتا ہے اور رئیسون
امیرون کے واسطے زندان کی حکومت بجائے اسیری و قید ہے اس لیئے کہ حاکم قیدی اور محکوم قیدی
ہے معلوم رہے لہذا آپ کو لازم نہین ہے کہ گھبرا جایئے کیسی ہی مصیبت سخت ہو مگر استقلال سے
کام لینا چاہیئے آخر بیان تو فرمایئے کہ وہ کیا بات ہے اس کلام سے دیو خرچال کے برق برلق کو گونہ
آوردی اور کہا مجھے ان زندانیون سے اندیشہ ہے دیو خرچال ہنسا اور کہا معلوم ہوتا ہے

که تیری قسمت مین سلطنت ہے برق برق حیران ہوا که مین خوف و اندیشه ظاہر کرتا ہون اور یه کہتا
ہے کہ سلطنت تقدیر مین ہے مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ جواب دیا کہ اسے خرچال مجھے تو تردد ہے
اور تو تعجب کرتا ہے یہ سب سرکش ہو گئے ہین سامان حرب و پیکار وغیرہ سب انکے پاس موجود ہے یہی غنیمت
جان کہ ان کو آپس کی خانہ جنگیون سے فرصت نہین ہے اور خیال آزادی دل مین پیدا نہین ہوا
ہے ورنہ مشکل پڑ جائیگی کچھ بنائے نہ بنیگی دیو خرچال نے عرض کیا کہ اے شاہنشاہ برق برق
پہلے میری ہی نذر قبول ہو اور مجھے بوقت حکومت بھول نہ جائیے گا اس واسطے کہ حکومت پاکر دماغ
بدل جاتا ہے رفتہ رفتہ قدیم کا خیال کم ہو جاتا ہے میری نظرون مین آپ شاہ دیوان نظر آتے ہین
اور میری کیا مجال ہے کہ آپ سے منحرف ہون وہ وقت اور ہوتا ہے جبکہ خوش مذاقی یکجائی سے کم
روسا کا دل پہلے یہ جو کچھ مین کہتا ہون اسے صحیح جاننا اور میرا ذمہ اگر تو بادشاہ نہ ہو جائے تو مین نے
اپنا خون تجھکو بحل کیا اور اگر تو بادشاہ ہو جائے تو مجھے وزیر کرنا یہ سنکر دیو برق برق نے کہا کہ یہ مین نے
مانا اور اسی وقت دونون مین قسم کے ساتھ معاہدہ ہوا اب دیو خرچال نے کہا کہ آپ اشتہار دیجیے
کہ جا بجا یہان آج کے آٹھوین روز دنگل ہے جسقدر دیو ہمارے گلستان عدم کے پہلوان
ہین سب جمع ہو کر لڑین انکو خاطر خواہ انعام دیا جائیگا جس وقت وہ سب جمع ہون اور ان مین
آزمائش زور و طاقت ہو جائے اس وقت صلاح بتلاؤنگا جس سے تاج شاہنشاہی تیرے
سر پر جلوہ فگن ہوگا برق برق نے اسکی رائے کے موافق اعلان کیا اور روز معین اکھاڑا
درست کر دیا گیا ہر چہار طرف کرسیان دنگل بچھ گئے صدر مین برق برق مع دیو خرچال آکر
بیٹھا اور دیگر دیوان زبردست آکر ان دنگلون پر بیٹھنے لگے چار گھڑی دن چڑھے تک سب
پہلوان آکر جمع ہو گئے اور دیگر تماشائیون کا اس قدر مجمع ہو گیا کہ کندھے سے کندھا چھلتا تھا راہ
نہ ملتی تھی لوگ آپس مین کہتے تھے کہ جب سے یہ مقام آباد ہوا آج تک ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا
یہ میلا ہی روز تھا کہ ان قیدیون مین شان آزادی پیدا ہوئی نہایت جوش مسرت تھا اور دیو
اشتقال کہ تمام دیوون سے زیادہ زبردست تھا ایک دنگل آہنی پر بیٹھا ہوا تھا کہ دیو برق برق
نے کہا کہ اے دیو اشتقال تم ان لوگون سے واقف ہو برابر کی جوڑ مین تجویز کرکے ان کو لڑاؤ کہ
کمزور و زبردست کا حال معلوم ہو دیو اشتقال نے حسب الحکم برق برق داروغہ زندانخانہ
جوڑ مین تجویز کرکے لڑانا شروع کین کئی سو جوڑ مین لڑین اسی طرح تین چار روز تک برابر میدان کشتی
گرم رہا آخر روز آٹھ دیو دیو اشتقال نے منتخب کئے کہ تمام دیوان گلستان عدم سے زبردست
تھے اور دیو اشتقال ان سے بھی زبردست تھا اس کے بعد جلسہ برخواست ہوا سب اپنے اپنے
گھر گئے اور برق برق نے حسب صلاح دیو خرچال ان دیوان منتخب کو مع دیو خرچال روک لیا
اور ان کی دعوت کی عین جلسہ دعوت مین جبکہ دور جام شراب کا چل رہا تھا ہوشا ہوش و نوشانوش
کی صدا بلند تھی برق برق نے کہا کہ اب تک تم لوگ زندانی کہلاتے ہو اگر تم کو اس قید سے
رہائی حاصل ہو کر دولت و مال دستیاب ہونے کی صلاح بتلائی جائے تو تم کچھ احسان مانوگے یا نہین
سب نے متفق ہو کر کہا اسے داروغہ صاحب اس سے بڑھ کر کیا بات ہے [illegible]
اور بعد آزادی بھی آپ کی اطاعت کے اسیر اپنے کو تصور کیا کرینگے دیو [illegible]
تم سب کو ایسی تدبیر بتاتا ہون کہ قاف مین ناموری حاصل ہو ملک و [illegible]

آفاق مین سے تم لوگون کا شمار ہو لیکن مجھے ہمارا ابھی حق تم لوگ سمجھتے ہو انھون نے عرض کیا کہ آپ کو اپنا محسن تصور کرین گے مالک جانینگے اُس وقت برق برقی نے ان سے عہد واثق لیا اور ان سے قسم قسم ابلیس کی کھا کر کہا کہ ہم جادۂ اطاعت سے کسی وقت مین قدم نہ نکالینگے یہ سُن کر برق برقی نے کہا کہ اچھا اب وہ تدبیر سنو سب بگوش ہوش متوجہ ہوئے برق برقی نے کہا کہ مجھے مردم شماری سے معلوم ہوا کہ بارہ لاکھ دیو علاوہ بچون اور پریون کے اس مقام پر رہتے ہین جنمین سے تین لاکھ ضعیف و ناتوان ہین کو علٰحدہ کردو اور نو لاکھ دیو منتخب کرکے اُن کا لشکر تیار کرو اور تم مین سے ہر ایک ایک لاکھ دیو کی سرداری کرے اور دیو اشقال کو سپہ سالار کیجئے اور مجھکو بادشاہ مانئے جس وقت یہ سامان درست ہوکر ایک سلطنت محکم قائم ہوجائے اُس وقت یہان سے نکل کر ملک گیری کرنا شروع کرو یہانتک کہ بزور و طاقت اپنے کو شہنشاہ کے مقابلے پر پہونچا دو کہ اگر وہ لڑے تو اُس سے کلمہ بکلمہ لڑین اور اگر نہ لڑے تو اُس سے مزاحمت نہ کرین اس لیے کہ ہر دو قاف مین صدہا ملک ایسے ہین جنکا قبضہ مین کرنا اور حصول مال و دولت سے اقتدار کا بڑھانا آسان ہے پس کیا ضرورت ہے کہ اپنے بادشاہ سے لڑین ہان اگر وہ خود بگاڑ کریگا تو دیکھا جائیگا یہ سُن کر تمام دیو خوش و مسرور ہوئے تالیان بجانے اور ناچنے لگے یہ معلوم ہوا کہ ہر دو قاف پر انکا اسی وقت سے قبضہ ہوگیا قہقہون کی صداؤن سے گنبد فلک گونج اٹھا اور دیوون نے برق برقی سے کہا کہ ہمین اطاعت قبول ہے جو اپنا محسن ہو اُسے چھوڑ کر دوسرے کی ماتحتی کیون قبول کرنے لگے اس لیے کہ بغیر بادشاہ کے لشکر بیکار ہے اور بغیر لشکر کشی کے اقتدار و ہاتھ آنا دشوار ہے ایسا رحمدل پرور بادشاہ ہمین نہین ملیگا نہ آپکو ہم ایسے جان نثار ہاتھ آئینگے کہ ہماری آزادی کے بانی آپ اور آپ کی بادشاہت کے بانی ہم ہوئے برق برقی نے جب ان سب کو آمادہ و مستعد پایا اسی وقت اعلان کیا کہ ہم پرسون دربار عام کرینگے ہر ایک کو حسب لیاقت منصب و جاگیر عطا کرینگے جتنے دیو ان گلستان عدم مین ہین سب کو چاہئیے کہ شریک ہون جس وقت یہ اعلان کیا گیا ملک مین عجیب طرح کی خوشی تھی کہ دیو جو سلطنت تھے اپنے جوڑ بچانے پھرتے تھے کبھی اس زندان مین آج تک ایسی باتین کاہے کو سُننے مین آئی تھین یہ خبر آن واحد مین تمام ممالک گلستان عدم مین پھیل گئی اور دیو فوج در فوج جوق گروہ گروہ ہر طرف سے دیو اس مقام پر آکر جمع ہونے لگے جسکو برق برقی نے صدر قرار دیا تھا اور وہان بارگاہ آراستہ کی تھی اور تاج و تخت بنوا رکھا تھا غرضکہ جب تمام دیو جمع ہوگئے اُس وقت دیو برق برقی نے تخت شاہی پر قدم رکھا اور تاج ہاتھ مین لیکر آواز دی کہ ایہا الناس اس وقت تک مین تم پر ایک داروغہ کی حیثیت سے حاکم تھا اور تم سب زندانی تھے لیکن آج سے مین بادشاہ تمہارا اور تم سب رعایا ہو یہ کہکر تاج سر پر رکھا پس جلدی سے دیو خرچال نے نذر دی برق برقی شاہ نے نذر اسکی قبول کی آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور خلعت وزارت عنایت کیا اسکے بعد دیو اشقال دراز شلخ نے نذر دی بادشاہ نے نذر اس کی بھی قبول کی اور خلعت سپہ سالاری سے مخلع کیا بعد اسکے ان آٹھون دیوون نے نذر دی ان کی بھی نذر قبول ہوئی اور ایک ایک لاکھ دیو کی افسری ان کو عنایت ہوئی اور دیو اشقال ان پر افسر مقرر ہوا بعد اس کے یکے بعد دیگرے نذرین گذرنا شروع ہوگئین

اور سب کو حسب لیاقت عہدے تقسیم ہونے لگے کوئی کوتوال معین ہوا کوئی ناظم کوئی وزیر کوئی کسی عہدے پر مختار کوئی کسی درجہ پر کامیاب ہوا غرضکہ یہاں آج سے سلطنت برق بریق کی قایم ہوئی اور فوج کو قواعد جنگ مثل پٹا بانا کشتی پھری گدکا وغیرہ سکھایا جانے لگا حتے کہ ایک سال کے اندر یہ سب برق ہو گئے اور نو لاکھ کا لشکر تیار ہو گیا دیو اشتقال نے برق بریق سے عرض کی کہ اب فوج تیار ہو گئی اور دیوون کے دلوے ایسے بڑھے ہوئے ہین کہ اگر آپ خروج نہ فرماوین گے تو یہ بغیر حکم متفرق ہو کر مثل پڑینگے کام بگڑ جائیگا بہتر ومناسب ہے کہ اب آپ خروج کرین اور ملک گیری شروع کر دین یہ سنکر برق بریق نے خرچال کی طرف دیکھا خرچال نے عرض کی کہ بس اتنی ہی دیر تھی اب کوئی محل تردد وتامل نہین ہے اُسی وقت برق بریق نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اور پیش خیمہ ماہی مراتب جلوس سواری وغیرہ تیار ہو کہ مابدولت واقبال خروج فرمائین گے حسب الحکم برق بریق سب سامان تیار ہوا اور برق بریق مع فوج بے شمار اور لشکر جرار گلستان عدم سے بصد شوکت وحشم نکلا آگے آگے سواری کے ڈنکا بجتا ہوا جلو مین تمام لشکر دیوان نو دیوان زیر دست تخت کو تھامے ہوئے بڑی دھوم دھام سے سواری اس کی چلی آتی ہے آتے آتے یہ انبوہ حشرات الارض قاف کے چوراہے پر پہونچا اور منزل کی صبح کے وقت راہگیرون سے دریافت کیا کہ یہ راستے کس کس طرف کو گئے ہین معلوم ہوا کہ ایک راستہ شہر تاک قاف کی جانب گیا ہے جہان کا بادشاہ اٹھارہ لاکھ فوج وسپاہ رکھتا ہے اور دوسرا راستہ طلسم شہر تاک قاف کی طرف گیا ہے اور تیسرا راستہ گلستان ارم ملک ملکہ آسمان پری کی جانب گیا ہے اور چوتھا راستہ بہارستان قاف کو گیا ہے کہ جہان کی شاہزادی ملکہ بہار پری زوجہ بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان ہے بس یہ سننا تھا کہ آتش عناد ان دیوون کے دل مین روشن ہوئی کہ ہماری ہم قوم شاہزادی اور زوجہ آدم زاد کہلائے اس ملک اس کا غارت کرنا سب کامون سے مقدم ہے اور قتل کرنا بہار پری کا جملہ واجبات سے اولے ہے اس کے علاوہ لندھور نے بڑے بڑے سرکشان قاف کو مارا ہے اُس کا عوض ضرور ہے یہ خیال کرکے برق بریق نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بہارستان قاف کی طرف چلے اور قلعہ بہار یہ کو اول غارت وبرباد کرے اسکے بعد دیکھا جائیگا یہ سن کر دیو اشتقال نے لشکر کے تو ٹکڑے کئے اور پیش خیمہ اپنے ہمراہ لے کر آگے روانہ ہوا اس کے بعد طوفان کرگدن سوار لاکھ دیوون سے روانہ ہوا پھر دیو ہامون ودیو تکیلا سے آہن کلاہ ودیو افغان بلند آواز ودیو کلکنیال ودیو منیزال ودیو کرکرا ودیو تن تنا یہ سب یکے بعد دیگرے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ایک ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اور آخر مین برق بریق شاہ دیوان گلستان عدم کی سواری بہارستان قاف کی طرف روانہ ہوئے اب دیکھا چاہیے کہ یہ لوگ کسوقت پہونچتے ہین۔ لیکن اب راویان اخبار وناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ بہار پری بیٹھی ہوئی ہے اور چہار جانب اس کے انیسان جلیس جمع ہین باتین ایام شباب کی آنا لندھور بن سعدان گرد کا ساتھ صاحبقران کے عشق ہونا اپنی جوانی کے زمانے کے ولولے اور عشق کے چرکے تارنا لندھور کا دیوان قاف کو بیان ہو رہے ہین کہ

اسی حالت مین ملکہ بہار پری نے کہا کہ آج کل مجھے بہارستان قاف خزان بہار معلوم ہوتا ہے ہر گل و ریحان کو دیکھ کر دل پر ایک داغ کی ایسی جلن محسوس ہوتی ہے سبزے سے بوے بیگانگی آتی ہے کانٹے نیش زن معلوم ہوتے ہین صبا کی چال مین گھبراہٹ پیدا ہے جیسے کوئی کسی کے خوف سے بھاگتا ہے برگ خشک مانند فوج ہزیمت خوردہ کے عالم تباہی مین پڑے ہوئے ہین ثمر پختہ و خام مثل سر بریدہ کے ٹھوکرون مین آرہے ہین شفق مین بوئے بیوفائی و رنگ خون تمنا کی شان نکلتی ہے طائرون کی نغمہ سرائی نوحہ خوانی معلوم ہوتی ہے ہر زمزمہ سے آواز الفراق پیدا ہے بلبلین فریاد کرتی ہین لیکن گلون کے کان بہرے ہوگئے ہین کوئی کسی کی نہین سنتا سنبل باحال پریشان کہہ رہا ہے کہ سامان بربادی نظر آتا ہے نرگس کی آنکھون مین سواے تیرگی کے کچھ نظر نہین آتا عجب سامان ہین نہین معلوم کیا منظور خدا ہے کہ دل اداس ہوا جاتا ہے طبیعت پریشان ہے جو منھ چڑھی ہوئی پریان ہین اور بچپن کی سہیلیان ہین انھون نے کہا کہ واری اس وقت جو ذکر ہو رہے تھے وہ دل کی پریشانی کرنے والے ذکر تھے اس وقت کہ جنکی یہ باتین تھین فقط فراق یار جانی جینی کی نشانی تھا اب تو فرقت شباب اس ایذا پر بھی غالب آگئی کہ افسوس اب وہ زمانہ ہی نہین رہا کہ لطف دہر کبھی اس طرف کا رخ کرین بس جس کو ایسے ایسے خیال پریشان کر رہے ہون اس کا دل کیونکر ٹھکانے رہ سکتا ہے یہ سن کر ملکہ بہار پری چین بہ جبین ہوئی اور کہا رنڈی ہوش سنبھال بڑھاپے کا چونچلا جنازے کے ساتھ تیری خرمستی ابھی نہین مٹی ہے تجھ کو ایسے خیال آیا کرتے ہونگے جوانی کا حاصل شادی ہونا شادی کا مآل اولاد وہ سب کچھ ہو چکا کوئی حسرت دل مین باقی نہین رہی جو حالتین مین نے اپنی بیان کی ہین یہ سب علامتین ہین زوال اقبال کی نہین معلوم کہ زمانہ کیا رنگ بدلا چاہتا ہے مجھے یقین ہے کہ بہارستان قاف پر کوئی تازہ بلا نازل ہوا چاہتی ہے یہی چرچا تھا کہ دلیر ہلاہل کہ جو نائب و وزیر ہے ملکہ بہار پری کا اور ناظم ہے بہارستان قاف کا گھبرایا ہوا خدمت مین ملکہ بہار پری کے آیا اور عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق ایک خبر وحشت اثر سنی ہے خداوند عالم اس کو جھوٹ کرے لیکن مقام تشویش ضرور ہے غفلت کرنا مناسب نہین کوئی انتظام کرنا چاہیے اس لیے کہ سنا ہے دیو برق برق بادشاہ بنا ہے دیوان گلستان عدم کا اور قیدیون نے اتفاق کرکے اس کو بادشاہ بنایا ہے اور لشکر آراستہ کیا ہے اور براے ملک گیری نکلے ہین اور اسی طرف آرہے ہین نو لاکھ دیوون کی فوج ہے اور بڑے بڑے زبردست دیو افسر ہین کہ جن مین کا ایک بھی کافی ہے بربادی پرستان قاف کے واسطے ایسے ایسے نو افسر ہین اور ایک دیو دراز قد کہ جسکا قد اڑھائی سو گز کا ہے سب دیوون کا افسر ہے اور سپہ سالار ہے برق برق کا آگے آگے پیش خیمہ لیے چلا آتا ہے بس یہ سن کر ملکہ بہار پری نہایت پریشان ہوئی کہ لشکر حضور نے امیر عالیشان کے ہمراہ خانہ کعبہ مین گوشہ نشینی اختیار کی اور فرزند میرا ارشاد جوان پریزاد نہین معلوم کس مقام پر ہے اور کس حال مین ہے اور یہ یورش کفار کا ہے میری فوج تاب مقاومت نہ لاسکے گی یا خدا اس کا انجام کیا ہوگا اور اپنی ہمجلیسون سے کہا کہ دیکھا تم نے آثار پریشانی ظاہر ہوگئے اور سبب دل کی گھبراہٹ اور ملک کی اداسی کا کھل گیا ان سب نے اپنی گردنین جھکا لین لیکن اسی وقت

ملکہ بہار پری نے ایک نامہ بنام ملکہ آسمان پری کو بطور عرضی لکھا کہ اے ملکۂ آفاق مجھ پر وقت تنگ آگیا ہے اور زمانہ کی گردش برخلاف معلوم ہوتی ہے دیوان گلستان عدم نے میرے ملک پر چڑھائی کی ہے اور لشکر فراوان و سپاہ گران سے برق براق براے بربادی بہارستان قاف آتا ہے لہذا جلد کسی کو براے مدد روانہ فرمائیے کہ وہ آکر ان سرکشون کو پست کرے اور شکست دے اور آبرو آپ کے کنیز کی اور ملک بہارستان قاف کو تباہی سے بچائے واجب جانکر عرض کیا جس وقت یہ عرضی تیار ہوئی ایک پریزاد یہ عرضی لے کر خدمت مین ملکہ آسمان پری کی پہونچا اور عرضی پیش کی ملکہ آسمان پری نے لفافہ چاک کیا اور عرضی ملاحظہ فرماکر جواب لکھا کہ اے بہار پری خداوند کریم ہماری تمہاری دونون کی ملک و آبرو کا نگہبان ہے اس لیئے کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ صاحبقران عالیشان خانۂ کعبہ مین جاکر گوشہ نشین ہوے اور فرزندان کا یعنی صاحبقران اعظم عیادت [illegible] مہور دیو پرور کو طرف مہوریہ کے گیا ہوا ہے اور فرزند قریشیہ طلسم [illegible] قاف مین پھنس گیا خدا اُس کو رہائی بخشے قریشیہ سلطان اور قریشیہ ثانی کو بہائی نے اُن کے پردے بٹھایا ہے اس وقت کوئی معاون و مددگار سوا ذات پروردگار عالم کے نظر نہین آتا کچھ لشکر مین بھی بھیجے دیتی ہون یہ جواب عرضی کا لکھ اُس پریزاد کو دیا اور کچھ لشکر ہمراہ کرکے روانہ کردیا جس وقت جواب عرضی بہار پری کو پہونچا نہایت پریشان ہوئی اس کے بعد فوراً ایک عرضی بنام صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک لکھ کر روانہ کی یہ نامہ دار جس وقت لشکر اسلام مین پہونچا عجب حالت دیکھی کہ تمام لشکر مع جملہ سرداران نامی و گرامی نابینا ہے اس طرف سے بھی مایوس ہوا لیکن اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے خیال سے حاضر خدمت صاحبقران عالیشان ہوا اور عرضی پیش کی بدیع الملک نے فرمایا خیریت ہے اُس نے عرض کیا کہ عرضی پڑھ کر حضور کو معلوم ہوجائیگا جس وقت بدیع الملک نے یہ کلمہ سُنا فرمایا کہ اچھا عرضی کھول کر پڑھو یہ سُن کر نامہ دار نے عرضی لفافے سے نکالی اور پڑھی صاحبقران ثالث مضمون عرضی سے آگاہ ہوکر نہایت رنجیدہ و محجوب ہوے گردن جھکالی فرمایا کہ افسوس کس وقت مین بہار پری نے مدد طلب کی ہے کہ جس وقت ہم خود لقمۂ اجل بنے بیٹھے ہین کہ جب کا جی چاہے یہان آکر ہمین قتل و قمع کرکے چلا جائے کوئی پوچھنے والا بھی نہین ہے یہ فرماکر بہت روے اور نامہ دار کو جواب اس مضمون کا لکھ کر عنایت فرمایا کہ اے ملکہ بہار پری مین تم کو مادر مہربان سے زیادہ سمجھتا ہون اس لیئے کہ تم میرے جد اعلیٰ یعنی صاحبقران اول کے ہمنشین کے ناموس ہو میری بھی بزرگ ہو مجھے ہر طرح اطاعت تمہاری بھی فرض تھی مگر جو حالت یہان کی ہے وہ اپنے ایلچی سے سُن لینا کہ اُس نے ہم سب کو کس حال پر ملال مین دیکھا ہے اور فرزند تمہارا ارشہ[illegible]ون پریزاد جو ہماری مدد کو آیا تھا اس قدر زخمون سے چور ہے کہ اُٹھنا بیٹھنا محال ہے اگر آج اچھا ہو تو دو مہینے مین اور یہی حالت فرہاد خان پسر حمزہ و لندھور ثانی و فرسنگ بن لندھور و دیگر سردارون کی ہے جو کہ بلاے کور چشمی سے محفوظ ہین وہ اس آفت مین مبتلا ہین تکیہ خدا پر کرو کہ جسنے تمہین پیدا کیا ہے وہی بچانے والا ہے اس وقت ہماری تمہاری ایک حالت ہے کہ ہر وقت گویا موت سر پر ہے اور وہان گور لقا جب سمجھ کر منہ کھولے ہوے ہے

اگر زندگی ہماری تمھاری ہے تو وہ مسبب الاسباب کوئی سبب زندگی کا پیدا ہی کر دیگا اور اگر قضا
آگئی ہے تو کوئی چارہ نہیں ہے انا للہ و انا الیہ راجعون ایلچی جواب نامہ لے کر رخصت ہوا
چلتے وقت صاحبقران عالیشان نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ یہ بھی کہدینا کہ بھائی میرا خضران
بن عمرو جو میرا عاشق و شیدا ہے فکر بصیر جادو میں گیا ہوا ہے تاکہ اس کو مار کر آنکھیں ہم
سب کی روشن کرے نہیں معلوم کہ اس پر کیا گذری اس وقت تک کوئی خبر اس کی بھی ہمیں نہیں
معلوم ہوئی نامہ دار مع نامہ و پیغام زبانی رخصت ہو کر روانہ ہوا اور آکر ملکہ بہار پری سے
تمام واقعات و حالات چشمدیدہ بیان کرکے عرضی کا جواب دیا اور حال خضران بن عمرو کا
زبانی بیان کیا جس وقت بہار پری نے حال خضران سنا اور مضمون جواب عرضی سے آگاہ
ہوئی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ معلوم ہے کہ ستارہ سخت ہم لوگوں پر آگیا ہے
اور تقدیر ہماری برگشتہ ہو گئی ہے خیر اب کمر ہمت کو سفر مرگ پر چست باندھنا چاہیئے آثار و
علامات اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں یہ سوچ کر چند نامے اور قریب قریب کی پریوں کو جو کہ
ایک ایک دو دو ملک کی حاکم ہیں لکھ کر روانہ کئے چنانچہ ایک نامہ چلاجل پری اور ایک نامہ
سلاسل پری اور ایک نامہ رضوان پری کو بھی بھیجدیا اور خود لشکر اپنا لے کر قلعہ سے باہر
نکلی بارگاہ برپا کی دوسرے روز چلاجل پری بیس ہزار دیوؤں سے آکر پہونچی بہار پری
نے اس کا استقبال کیا اور اپنے خیمے میں لائی اس کے بعد سلاسل پری آئی اور بعد
سلاسل پری کے رضوان پری آئی یہاں تک کہ شام تک آٹھ نو پریاں جمع ہو گئیں شام
کو ان سب نے ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور آپس میں حسرت آمیز باتیں ہونے لگیں اور صحبت
مشورت گرم ہوئی اور یہ رائے قرار پائی کہ ہم تم لڑ کر مر جائیں تو بہتر ہے کہ پردہ رہ جائیگا ورنہ
نہیں معلوم یہ کفار ابلیس پرست کیا سلوک کریں اور کیونکر پیش آئیں یہی رائے قرار پائی اور
سبھوں نے ایک ہی خیمے میں آرام کیا کہ اس تھوڑے زمانے کی زندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے ایک
دوسرے کو جی بھر کر دیکھ لے غرضکہ جب صبح ہوئی سب نے منھ ہاتھ دھونے سے فرصت کی صحبت گرم
ہوئی سراچہ بارگاہ کے اٹھے ہوئے تھے صحرائے بہارستان قافلہ کی سیر دیکھی جا رہی تھی کہ
یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا دل بہار پری کا دھڑکنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے وہ
آفت قریب ہے جس کا ہمیں خوف تھا وہاں دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اشقال فرازقا
ایک لاکھ دیوؤں کی جمعیت سے مع بارگاہ آکر پہونچا اور جائے مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا بہار پری
نے جو دیکھا گونہ اطمینان ہوا کہ ایک لاکھ دیو ہیں ان سے میرا لشکر بخوبی لڑ سکتا ہے
خداوند کریم شاید کوئی صورت نکال دے ممکن ہے کہ صاحبقران اعظم بھی بعد دفع ظہور
دیو پرور کے بعد واپس آئیں اور ان دیوؤں کو سزا پہونچائیں یہ خیال کر کے دل کو مضبوط
کیا اور چلاجل پری سے کہا کہ بہن میں نے تو بہت کچھ سنا تھا کہ دس لاکھ دیو آتے ہیں اسی
سے میں پریشان ہو گئی تھی اب یہ تو ہوئے لاکھ سے زیادہ نہیں معلوم ہوتے ان سے
زیادہ تو ہمارا تمہارا لشکر ہے یہ موذی کا کیا کر سکتے ہیں چلاجل پری نے کہا کہ بہن لوگوں کا
قاعدہ یہی ہے کہ ذرا سی بات کو بڑھا کر بیان کرتے ہیں مبالغے بغیر زبان سے لفظ نہیں
نکلتے ہیں زندا نجانہ پرستان میں اتنے دیو کہاں سے آگئے یہ اتنے دیو بھی نہیں معلوم

کہاں سے آئے ہیں بعد دریافت معلوم ہو جائیگا لیکن سلاسل پری نے کہا کہ بہن ابھی کیا
معلوم اگر اس کے بعد اور دیو آتے ہوں لشکر زیادہ ہوتا ہے تو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا
جاتا ہے رضوان پری نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے میں بھی سن چکی ہوں کہ دیوان
گلستان عدم نے دارو غہ زندان کو بادشاہ بنایا ہے اور آپ لشکری بن کر اس کے
ساتھ ہوئے ہیں اور بربادی پرستان کے ارادے سے نکلے ہیں یہ سن کر جلاجل پری
نے کہا کہ بہن اللہ کرو بھلا کوئی عقل کی بات ہے فال بد منھ سے نکالنا اچھا نہیں ہوتا
سے یہی ذکر تھا کہ یکایک دوسری گرد اڑی سب اُس طرف نگران ہوئے دیکھا کہ آتے آتے
دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پھر ایک لاکھ دیو آگے آگے اُن کے ایک دیو بمرتبہ
افسری تھا پیدا ہوئے اور دیو اشتقال جو ان سے پیشتر آیا تھا اُس کی فوج سے ملحق ہو گئے
اور فوج بہار پری کی طرف دیکھ کر تماشائیان یارین رضوان پری نے کہا کہ بہن دیکھا
تم نے یہ کیا سامان ہے بہار پری و جلاجل پری کو ایک سناٹا آگیا دفعتاً پھر ایک
تیسری گرد پیدا ہوئی اور دل گرد سے دیو طوفان ایک لاکھ دیووں سے پہونچا پھر تو
اس کے بعد تانتا بندھ گیا یہ پریاں تصویر بنی بیٹھی ہیں اور رنگ رو متغیر ہیں اور دیو گروہ
گروہ پیچھے لگا دیکھتے چلے آتے ہیں بعد دیو طوفان کے دیو ہاموں اس کے بعد دیو شکیلا
آہن کلاہ اور دیو کلیتر ال و شیتر ال و دیو کرکر اور دیو تن تنا یہ سب کے سب ایک ایک
لاکھ دیو کی جمعیت سے آکر پہونچے شام کو بادشاہ دیوان یعنی ملک برق برق مع حشم و خدم
آکر پہونچا سب افسرون نے استقبال کیا بادشاہ نے آتے ہی لشکر بہار پری کی
طرف غور سے دیکھا اور داخل بارگاہ ہوا سب سرداروں نے اپنے خیمے نصب کر کے دربار میں
برق برق کے حاضر ہوئے وہاں دیووں کے لشکر نے پڑاؤ کیا تمام صحرا دیووں سے مملو
ہو گیا دیو برق برق نے دیو اشتقال سے کہا کہ آج تم سب آرام لو کل طبل جنگ بجوانا
دیو اشتقال نے کہا کہ خداوند کیا کسی زبردست دشمن سے یا برابر والے سے سامنا ہے
جسکے واسطے یہ انتظام کیا جاتا ہے آپ طبل جنگ بجوا دیجئے کہ صبح کو دو دیو دو لاکھ دیووں سے
مقابلہ کر کے ان سب کو پامال کر کے کل ہی بہارستان قاف پر قبضہ کر لیں گے ہم اور آپ
کھڑے تماشا دیکھیں گے برق برق نے یہ سن کر کہا کہ تم جاؤ طبل جنگی بجوا دو دیو اشتقال نے
اسی وقت نوازش طبل جنگی کا حکم دیا کوس حربی پر چوب پڑی شعر نقارہ آواز آمد برون +
کہ گردون دون ست و دوشت درون + یہاں ملکہ بہار پری کثرت لشکر دیوان دیکھ کر حیران و
پریشان ہوئی تھی ہوش و حواس جاتے رہے تھے یہ خیال کیا تھا کہ ملک سے دست بردار
ہو کر کسی سمت کو چلی جاؤں جب امید فتح نہیں تو لشکر کو قتل کروانے سے کیا فائدہ ہے لیکن
جب ان دیووں نے آتے کے ساتھ ہی طبل جنگ بجوا دیا تو دل ملکہ بہار پری کا دھڑکنے لگا
کہ اب بھاگنے کا موقع بھی نہیں رہا خیر شعر سر نگی پیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب +
اب کمر ہمت کو سفر مرگ پر محکم باندھنا اس واسطے کہ کوئی صورت بچاؤ کی ذہن میں نہیں آتی
مجبوری طبل جنگ کو حکم دیا یہاں کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی گویا
نقارہ ہر دو دست چوبی سے ظلم کفار پہ سر پیٹ رہے ہیں یا ماتم مرگ اہل اسلام کر رہے تھے

فوج مین ایک تہلکہ تھا بزدلون نے اُسی پردۂ شب مین بہارستان قاف کو خالی کر دیا تھا
کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگرہمین نہ ہوئے اور بہارستان قاف
خزان سے محفوظ رہا تو کیا اور اگر اپنی جان ہے تو جہان ہے بہارستان قاف نہ سہی
کوئی اور مقام اپنا مسکن ہوجائیگا خدا کی خدائی خالی نہین ہے کسی اور بادشاہ ایسے
کی نوکری کرلین گے کسی طرح زندگی گزار لین گے غرضکہ زندگی عجب گوہر بیش بہا ہے کہ
اسے کھوکر افسوس بھی نہین کر سکتے لیکن جو دیو کہ سرفروش و نمک حلال ہین وہ آپس مین
ایک دوسرے سے کہہ رہے ہین کہ یارون کل جس قدر کافرون کو قتل کروگے اُسی قدر اجر و
ثواب حاصل ہوگا خوشا قسمت کہ سامان شہادت مہیا ہے جنس آخرت ارزان ہے اگر
فتح پائی تو غازی ٹھہرے ورنہ شہید ہونے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے خوشا نصیب
اُس شخص کا کہ زندگی بھر عیش مین گزری مرنے کے بعد گلشن جنت کی ہوا کھائی یہان
بھی مزے وہان بھی عیش ادھر ملکہ بہار پری اپنی بارگاہ مین فرد کش ہے گرد مجمع اور
پریون کا ہے آنکھون سے بہار پری کے آنسو جاری ہین کبھی ملک کی بربادی کا
خیال ہے کبھی اپنی تباہی کا رنج کبھی فرزند زخمی کا صدمہ کبھی فراق شوہر کے خنجر جگر
کو زخمی کرتے ہین ملکہ جلاجل پری سلاسل پری رضوان پری یہ سب سمجھا رہی ہین
اور کہہ رہی ہین کہ بہن اس رونے دھونے سے کچھ حاصل نہین ہے خدا کو یاد کرو
وہ بڑا کارساز و بے نیاز ہے کیا وہ اس بلا کو دفع نہین کر سکتا جو تم اس درجہ ہراسان
ہو بہار پری نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر خدا نے ہر بات کے واسطے آثار و علامات معین کئے
ہین اس وقت تک سوا شکست کے فتح کے کون سے سامان ہین جلاجل پری نے کہا
اچھا فرض کرو ہم کو شکست ہی کا سامنا ہوگا تو ویسے ہی سامان کرو کہ بروقت دقت نہ
پیش آئے اور ہوش و حواس درست رکھو عقل سے کام لو اگر اپنی پریشانی کو ان خیالات
سے ترقی دوگی کچھ نہ ہوسکیگا یہ سُن کر ملکہ بہار پری نے کہا کہ ہان یہ تو سچ کہتی ہو اور اُسی
پردۂ شب مین جواہر بیش بہا اور اشرفی روپیہ اور اشیاء عمدہ اپنے ملازم خاص وہ لو
تجوریات کے ہمراہ کرکے طرف ملک ملکہ آسمان پری کے روانہ کر دیئے اب رات تھوڑی
رہ گئی تھی پہلے یہ پریان اپنا زمانہ یاد کرکے آپس مین گلے مل مل کے روئین بعد اسکے
ملکہ بہار پری نے کشتیان اسلحہ کی طلب کین اور بال سمیٹ کر جوڑا باندھا پوشاک
زنانہ اُتار دی لباس مردانہ پہن کر اسلحہ تن پر آراستہ کیا زرہ خود و بکتر چلتہ و آئینہ عرق گیر
زرہ ٹوپ و موزے داستانہ سب پہن کر تیغ کمر سے لگایا یہ رنگ دیکھکر جلاجل پری و
سلاسل پری و رضوان پری اور دیگر پریون نے کہا کہ بہن اگر ساتھ دیا ہے تو
پورا دین گے ہم بھی تمہارے ساتھ ان ہونے کافرون سے لڑکر اپنی جان [illegible]
آبرو بچائین گے یہ کہکر سب نے کشتیان سلاح جنگ کی طلب کین اور [illegible]
پر زیور جنگ آراستہ کیا انقلاب زمانہ و گردش فلک دوا [illegible] [illegible] پریان
امیرزادیان جو کسی وقت ذرا سی تکلیف اُٹھانے کی عادی نہ [illegible] نیزہ و شمشیر
اُٹھانے کے لئے آمادہ ہوئی ہین جو ہمیشہ آغوش ناز مین رہین [illegible] [illegible] بس تیر [illegible]

مشتاق ہو کر چلی ہین جنکے رعب و داب سے پرندہ پر نہین مار سکتا تھا اُن پر یورش ہے کفار کا ملک بہار پر بھی اشعار عبرت آمیز زبان پر لاتی ہے اور روتی جاتی ہے شعر پانون ٹھکراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + کبھی شکایت فلک کرتی ہے کہ کیون جفاکار دارا ہے گردون دوار تیرے دور مین کبھی کوئی خوش نہین رہنے پایا جو آج شاد ہے وہ کل غمگین ہے ہائے وہ زمانہ جبکہ یہان لندھور بن سعدان گرد ہمراہ حمزہ صاحبقران کے تشریف لائے تھے کیسے کیسے سرکشون کو مارا اور پست کیا کسی کی مجال نہ تھی کہ بہارستان قاف کا رُخ بھی کرتا اب ایک وقت آیا ہے کہ زندانی دیوونکی بھی ایسی ہمت بڑھی ہے کہ اُنھون نے بہارستان قاف کی تاراجی اور تباہی کا قصد کیا ہے اور کوئی سزا دینے والا اِن کا نظر نہین آتا خدا کی قدرت ہے کہ وہ عاجز جو ایک زندانخانے مین پشت ہا پشت سے اسیر تھے آج بادشاہ بنکر آئے ہین اور وہ لوگ جو ہمیشہ سے حکمران تھے جنکے خاندان سے شاہی و شہریاری چلی آتی ہے وہ زندانیون زندانیون سے بدتر ہوا چاہتے ہین مگر کیا چارہ ہے یہ گردون دون کی سفلہ پروری ہے کہ رئیسون کو زوال اور کمینون کو عروج خیر کیا چارہ ہے اگر مرضی پروردگار اِس کے خلاف ہے تو فلک کی کجروی کیا کر سکتی ہے اور اگر اُسی کی مشیت مین یہ امر گذرا ہے کہ زندانی حاکم ہون اور حاکم محکوم ہون تو کوئی چارہ نہین ہر حال مین اُس کا شکر لائق و لازم ہے بقول جب مصرعہ مصرع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے + غرضکہ انھین باتون مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے نمازیون نے وضو کیے مصلون کو روشن کیا لشکر کفار مین نعرے یا خدا و ندا ابلیس کے بلند ہوئے ابلیس پرست اپنے طریق مذہب کے موافق پوجا پاٹ مین مصروف ہوئے لیکن وقت صبح کیا وقت ہوتا ہے کہ اِس کے منظر کی ہر چشم تماشا مشتاق رہتی ہے اور صبح بھی بہارستان قاف کی صبح کہ ہر طرف ایک عالم محویت ہے بہار کے پھول و پھل درخت و گیاہ جانور سب نرالے ہین چشم تماشا بین بہشت عنبر سرشت کا سمان نظر آتا ہے بلکہ بہشت کا تو صرف نام سنا ہے دیکھا نہین اِسکو بچشم خود دیکھ رہے ہین کہ خواب سبزہ دیدۂ بیدار مین تری بخشتا ہے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے گلون کی سرخی خون کو ہیجان مین لاتی ہے ضعیفی مین ولولہ شباب عود کر آتے ہین معشوقان نازک اندام کے عارض رنگین یاد آتے ہین طائرون کی صدائین دل کھینچے لیتی ہین روح کو بیچین کرتی ہین لیکن اُس بہارستان مین باغیون نے قدم تاراجی باغ کی فکر ہے خار حسد دلون مین پیوست ہین کشت تمناے اہل اسلام پامال ہوا چاہتی ہے ظرف تلخ موت کا مزا زبانون پر آرہا ہے کہانتک بیان کرون کہ نہرون کی روانی آبشارون کی درفشانی فوارون کا چھوٹنا تارون کا ٹوٹنا معلوم ہوتا ہے اسی کیفیت مین جب وقت دونون فوجون مین تیاری ہونے لگی لشکر جوق جوق گروہ گروہ میدان جنگ مین صف آرا ہونے لگا سردار بمرتبہ سرداری آکر قایم ہوئے اپنے اپنے عقب مین اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف تخت زرق برق کا بہیں فیلان قاف پر کسا ہوا کہ ایک ایک فیل کوہ گران معلوم ہوتا ہے اور اُس تخت پر زرق برق تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے

جہرگردش مین لباس شاہی در بر بڑے غرور سے بیٹھا ہوا آکر یہ تخت وسط لشکر مین قایم ہوا اور دیو استقال دراز قد لشکر سے بیس گز آگے بمرتبہ سپہ سالاری آکر قایم ہوا اور دیو طوفان کرگدن سوار و ہامون و شکیلا سے آہن کلاہ و کلفیزال و منیزال و افغان بلند آواز دیو کرکرا و دیو ش تنا یہ سب ایک ایک لاکھ سوار کے افسر لشکر سے پانچ پانچ قدم آگے بڑھ کر بمرتبہ سرداری قایم ہوئے ادھر ملکہ بہار پری و جلاجل پری و سلاسل پری و رضوان پری یہ سب مرکبون پر سوار ہو ہو کر لشکر سے دس دس قدم آگے بڑھ کر قایم ہوئین اور عقب مین ان کے تمام لشکر دیوان صف بستہ ہوا لیکن سرداران لشکر بہار پری آکر قدمون پر بہار پری کے گر پڑے اور عرض کی کہ آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ لشکر کو ابھی سے خدا نخواستہ بے بادشاہ کر دیا اور خود لباس جنگ جسم پر آراستہ کر کے لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑی ہوئی ہین جب تک کہ غلامون کے تنون پر سر ہین اور جسم مین جان باقی ہے اس وقت تک یہ امر آپ کو مناسب نہین ہے نہ ہمین زیبا ہے جس وقت ہم نہ ہونگے اسوقت حضور کو اختیار ہے بہار پری نے کہنا انکا نہ مانا اور جواب دیا کہ کیا تھا و امید فتح ہے انجام یہی ہونا ہے جسکا انتظام ہین سے اس وقت سے کیا ہے یہان تو یہ گفتگو تھی اور وہان دیو استقال نے جو دیکھا کہ یہ پریان لباس مردانہ پہن کر بارادہ مقابلہ آئی ہین بہت ہنسا اور کہا کہ تم لوگ تو گلے لگانے کے قابل تھے مگر اب بڑھاپے نے تمھین کسی کام کا نہ رکھا صرف تمھارے ملک کی خواہش ہے مجھے کوئی غرض نہین ہے اگر جان بچانا چاہو تو بہارستان قاف کو خالی کر دو اور حکومت سے دست بردار ہو جاؤ ہم تمسے مزاحمت نہ کرین گے اور اگر لڑوگی تو جان بھی جائیگی اور مال بھی ضایع ہوگا سرداران لشکر بہار پری نے ملکہ سے کہا کہ یہ کلمات تو ہین حضور آپ اپنے کانون سنتی ہین اور ہمین بھی سامنے اس لشکر کے ذلیل کرواتی ہین غرضکہ قسمین دیکر بہار پری کو لاکر تخت پر بٹھالا اور پریان بھی گرد تخت کے اپنے اپنے تخت روان پر سوار ہوئین غرضکہ بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ برق پری نے آواز دی کہ ہان لینا سب ایک دم سے دھاوا کر دو ایک ایک کے نکلنے اور لڑنے مین وقت بہت ضایع ہوگا بس یہ سننا تھا کہ دیو استقال نے دار شمشاد ہاتھ مین سنبھالی اور ہان کا نعرہ کر کے چلا ساتھ ہی دیو طوفان و دیو ہوا ان وغیرہ تمام سردارون نے حربے سنبھالے اور لشکر اسلام کی طرف چلے اور عقب مین لشکر نو لاکھ کا اس زور و شور سے چلا کہ دل زمین کا تھرا گیا آسمان کو لرزہ آیا تتق گرد و غبار بقدر بلند ہوا کہ خورشید نظر وسے غائب ہو گیا بموجب شعر ز سم ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و آسمان گشت ہشت * ادھر لشکر بہار پری کے دیوون نے بھی حربے سنبھالے صفوف کو محکم کیا اور اپنی جگہ سے آگے بڑھے ملکہ بہار پری نے کہا کہ اے بہادرو وہ [illegible] حملہ آور روز جنگ نہین بلکہ روز مرگ ہے یقین ہے کہ آج کے بعد بہارستان قاف مین ہمارے لشکر سے دوسری جنگ نہ ہوگی جس سے جو ہو سکے وہ کمی نہ کرے اس لیئے کہ جب مرنا ٹھہرا تو فکر کیا رہی ہان یہ کفار ہمارے شکار ہین لینا انکو جانے نہ پائین اہل اسلام کے دلون مین اپنے مالک کے حکم کے ایک جوش تازہ پیدا ہو گیا اور حربے پکڑ پکڑ کے جا پڑے اُدھر سے کفار

آ پڑے یہ معلوم ہوا کہ دو ابر غلیظ مل کر گڑگڑانے لگے جنگ ہونے لگی دار شمشاد چادر چاق آرہ
پشت نہنگ میل فولادی تبر سول پنج سول گرز وغیرہ یہ سب حربے چلنے لگے شور دار و گیر بلند
ہوا کسی طرف تبر نخل حیات دیوان کو قطع کر رہی تھی کسی جانب دار شمشاد سے سر کٹ رہے
تھے کہیں چاق چادر تین تین چار چار کو ایک ایک مرتبہ فرش مرگ پر لٹا رہی تھی کسی طرف
میل فولادی نشان منزل عدم دکھا رہا تھا کہیں ساطور سے سر قلم ہو رہے تھے نخل حیات
دیوان ختم ہو رہے تھے جو لاش گرتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ پھٹ پڑے جو دیو نعرہ کرتا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ فیل چنگھاڑا یا بادل گرجا جو سر دو پارہ ہو کر گرتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی
گنبد شق ہو کر آ رہا اگر ہاتھ قلم ہو کر گرتا تھا تو ظاہر ہوتا تھا کہ ستون کسی مکان بلند کا آ رہا قیامت
کی لڑائی تھی دریائے خون موجزن تھا تمام بیابان بہارستان قاف لالہ زار ہو رہا تھا
ہر طرف آواز بگیر و بزن بلند تھی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار تھے دیوان بہارستان
قاف اگرچہ تعداد میں دیوان گلستان عدم سے بہت کم ہیں مگر جرأت میں بڑھے
ہوئے ہیں یہ تو سمجھ چکے ہیں آج مرنا ہے ایک ایک دیو چار چار اور آٹھ آٹھ دیو کو مار کر
مرتا ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ یہ قیدی ہمیں پیچھے ہٹا دیں
مار لو ان نمک حراموں کو جانے نہ پائیں قدم جمائے ہوئے کس بہادری سے لڑ رہے ہیں ادھر
دیوان گلستان عدم آپس میں ایک دوسرے کو اغوا کر رہے ہیں کہ آج اپنے اپنے
کینہ دیرینہ کو نکال لو اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ آئیگا یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں زندان
میں بھجوایا تھا آج انہیں اسیر طوق و زنجیر کرو یہ سنکر جس وقت نو لاکھ فوج ریلا کر کے
چلتی ہے تو ان دو لاکھ دیووں کو قدم جمانا دشوار ہو جاتا ہے ایک ایک سے کلہ بکلہ لڑ رہا
ہے مگر سرداران لشکر کفار نے قیامت برپا کر رکھی ہے ایک طرف دیو اشتقال میل فولادی
ہاتھ میں لئے ہوئے چلا آتا ہے جس دیو کو مارا وہ پیوند خاک ہو گیا اسکا مارا ہوا پانی
بھی تو نہیں مانگتا جسپر میل پڑا راستہ عدم کا سامنے معلوم ہونے لگا ایک طرف دیو طوفان
کرگدن پر سوار اپنا کرگدن دوڑائے ہوئے دیو اشتقال سے بھی کچھ آگے بڑھ گیا ہے کیونکہ
وہ مرکب پر سوار ہے اور سب دیو پیدل لڑ رہے ہیں دیووں کو کوئی مرکب سواری نہیں دیسکتا
انکا لشکر کون سنبھالے سب پیدل لڑ رہے ہیں مگر دیو طوفان کو یہ کرگدن ابلق بفضل خدا
بیابانی کہاں سے مل گیا ہے کہ اسنے اتنے بڑے پہاڑ کو اپنی پیٹھ پر سنبھالا ہے غرضکہ دیو
طوفان قیامت برپا کر رہا ہے اور پشت نہنگ اسکے ہاتھ میں ہے جسپر ارہ مارا دو ٹکڑے
ہوئے نخل حیات پر خزاں آگئی یہ حربہ نہ سپر سے رکتا ہے نہ خود سے نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ گرز زنجیر سے
کوئی شے اسے روک نہیں سکتی دوسرے یہ کہ وہ کرگدن پر سوار ہے اور دراز قد بھی ہے
دیووں کے حربے اس تک پہونچ بھی نہیں سکتے ایک جانب دیو ہاموں پور وہ یہ ساطور گراں
پکڑے ہوئے چلا آتا ہے جسپر ساطور مارا پھل پڑا تو دو ٹکڑے ہوگئے اور دستہ پڑا تو ایک سے
پچاس ٹکڑے ہوئے یہ ظالم حربہ بھی ارہ سے کچھ بڑھا ہوا ہے کم نہیں ہے ایک جانب دیو شنگیلا
آہن کلاہ چاق چادر ہاتھ میں سنبھالے ہوئے لڑتا چلا آتا ہے یہ عجیب طرح کا حربہ ہے کہ چند
زنجیروں میں بڑے بڑے پتھر بندھے ہوئے ہیں جب اسنے چکر دیکر وار کیا دس دس اور بارہ بارہ

دیو ایک ایک وار مین جان بحق تسلیم ہوئے کون اسکا جواب دیسکتا ہے اتنا بڑا زبردست دیو
اور یہ ظالم حربہ اُس طرف دیو افغان بلند آواز قیامت برپا کر رہا ہے چیخ چیخ کر تمام قاف کو سر پر
اُٹھا لیا ہے جب نعرہ کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردے کان کے پھٹ گئے دار شمشاد اس کے
ہاتھ مین ہے ادھر تو اسنے نعرہ کیا اُدھر حریف بدحواس ہوا بس اسنے وار مارا حریف کو روکنا
دشوار ہوتا ہے سیکڑون کو پست کرتا ہوا چلا جاتا ہے ایک طرف دیو کرکرانج سول سے لڑ رہا
ہے یہ بھی اُن دیوان مذکور بالا سے کم نہین ایک لاکھ دیوون کا یہ بھی افسر ہے اسکے وار کی
بھی پناہ نہین ہے ایک سمت دیو تن تنا گرز گران سنگ آسمان رنگ برچھہ کوہ بلکہ کوہ گران
کو ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے لڑتا چلا جاتا ہے جسے گرز مارا پیوند خاک کر دیا ان سب دیوون کا
رُخ قلعہ بہارستان کی طرف ہے ادھر دیوان مسلمان پسپا ہوتے جاتے ہین دو لاکھ دیوون
مین سے اب شاید کوئی ایک لاکھ دیو باقی رہگئے ہون اب اسنے ریلا فوج کا نہین رکتا
ہرچند جانین لڑا رہے ہین اور دل مین ٹھیر گئے ہوئے ہین کہ اگر ایک شخص بھی باقی رہجائے
تو زندہ نہ پھرے اُدھر ملکہ بہار پری نے بال سر کے کھول دیئے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کر دیئے ہین کہ اے کس بیکسان وای دادرس غریبان اس وقت مصیبت
مین کوئی خبر لینے والا سوا تیرے نہین ہے صدقہ اپنے پیارے محمد مصطفیٰ کا کہ ہمین اس بلائے
ناگہانی سے نجات دے ادھر تو بہار پری دعا کر رہی ہے اور اُس طرف دیو اشتقال
آگے آگے اور ساتھ ہی اسکے اور سرداران لشکر دیوان قتل و قمع کرتے ہوئے قریب
قادر پہونچ چکے ہین قریب ہے کہ لشکر کے قدم اُٹھ جائین کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست
مگر گرد تیرہ و تیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ ہوا اسنے مارا گرد کو
گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکھ دیو پیدا ہوئے اور آگے آگے
اُنکے قہرزاد و کہرزاد مرکبان پرستانی پر سوار نمودار ہوئے یہ دونون بھائی عیادت قہور
دیو پرور کو گئے ہوئے تھے اب واپس آرہے تھے کہ راستے مین خبر آمد لشکر کفار جانب
پرستان قاف سُنی تھی اور اُسی وقت یہ دونون بھائی بقصد اعانت بہار پری روانہ
ہوئے تھے اُس وقت پہونچے جبکہ ہنگامہ گیرو دار برپا تھا شور تکبیر و بزن بلند تھا اور لشکر
بہار پری شکست کھا کر پیچھے ہٹ رہا تھا بس یہ حال دیکھنا تھا کہ قہرزاد نے کہرزاد سے
کہا کہ بھائی صاحب اب ہمارے آپکے یہ وقت اُن جھگڑون کا نہین ہے جو کہ دست راستی
و دست چپی باہم رکھتے تھے اس وقت زوجہ لندھور کی اعانت کرنا چاہیئے کہرزاد نے کہا
کہ اے برادر بجان برابر ہمیشہ تمھاری ہی زیادتی ہے تو ہمین مجبور ہو کر جواب دینا پڑتا ہے
ورنہ ہمین تو کبھی خیال تھا نہ اسوقت ہے اسکے علاوہ آپس کے جھگڑے بے فکری کے
وقت پیدا ہوتے ہین دشمن کے مقابلے مین ہمیشہ ہم سب ایک رہے ہین بس یہ کہکر دونون
بھائیون نے باگ مرکبون کی لی اور نعرے کئے کہ باش اے گروہ زندانیان خبردار و
ہوشیار باشید کہ منم قہرزاد بن حمزہ و کہرزاد بن حمزہ اے دیوان ابلیس پرست ہر کہ
داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ ہم فرزند اُس شخص کے ہین کہ نام نامی جسکا زلزلہ قاف
ثانی سلیمان زوج آسمان پری حمزہ صاحبقران عالیشان ہے جنھون نے تمام سرکشان

قاف کو پست کیا اور حلقۂ غلامی اپنا انکو پہنانا دیو سمندون ہزار دست و قہقہہ سہمنجی کیسے
کیسے دیوون کو مارا ہے پرستان مین زلزلۂ قاف کا خطاب حاصل کیا لیکن دیو طوفان
بلند آواز و دیو افغان بلند قد نے جو یہ نعرہ سنا دیکھا کہ پہاڑ کی جانب سے دو آدم زاد
مرکبون پر سوار چلے آتے ہین اور نعرہ کر رہے ہین پشت پر لشکر دیوون کا ہے انھون نے
خیال کیا کہ یہ دیو نہایت بزدل ہین جنھون نے اطاعت ان آدمزادون کی اختیار کی مار لو
انکو کہ لقمہ چرب ہین دیو طوفان نے دیو افغان کو آواز دی کہ بھائی ایک تمھارا حصہ
ہے اور ایک ہمارا حصہ ہے اسنے کہا کیا مضائقہ ہے اس طرف سے یہ دونون دیو اس قصد
سے بڑھے کہ ان دونون کو مع مرکب اٹھا کر منھ مین رکھ لین لیکن بہاریری نے جو دیکھا کہ
قمرزاد و گوہرزاد آگئے قالب بیجان مین اسکے جان آگئی لشکر کو آواز دی کہ گھبرانا نہین
کمک تمھاری آگئی یہ دیو پھر لڑنے لگے وہان قمرزاد و گوہرزاد نے دو لاکھ دیوون سے لشکر
کفار پر اچانک ایسا حملہ کیا کہ لشکر کفار مین ابتری پڑ گئی ادھر تو قمرزاد و گوہرزاد کے
دیوون نے لشکر کو دھر دبایا اور ادھر لشکر بہاریری کے دیوون نے پھر سے یلغار کیا اور
لڑائی گھمسان کی ہونے لگی ہر طرف ترسول و تیغ و سوچل چاق چاق دار ارہ پشت نہنگ ار شمشاد
میل فولادی چلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا دیو ان گلستان عدم گھبرا گئے کہ یہ آفت
کہان سے آگئی لیکن دیو طوفان نے للکارا کہ او آدم زاد سیاہ سر سپید دندان تو نے غضب
کیا تو نے کہ لشکر مین آکر ابتری ڈالدی کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے کہ مین قابض روح
تیرا آ پہونچا لا ضرب بہادری کی قمرزاد نے کہا کہ او ملعون ہم کبھی جنگ مین سبقت نہین کرتے
اگر خداوند کریم تیرے وار سے بچائیگا تو اپنی ضرب کا تماشا تجھے دکھاوینگے دیو طوفان نے کہا
کہ اے آدم زاد افسوس معلوم ہوتا ہے کہ گوشت تیرا کرکرا ہو جائیگا بدذائقہ ہو جائیگا مین
منھ کھولتا ہون تو منھ مین میرے کود پڑ قمرزاد نے کہا کیا جھک مارتا ہے مین تیری جان کا
ملک الموت ہون ابھی تجھکو لقمۂ دہان اجل کئے دیتا ہون اب دیر نہ کر لا ضرب بہادری
کی یہ سنتا تھا کہ دیو طوفان کرگدن سوار نے ارہ پشت نہنگ مارا قمرزاد نے دیکھا
کہ یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے بس وہین سے مرکب کو اشارہ کیا کہ زیر بغل پہونچا یونہین
جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا شانہ دیو کا نشانہ ہوا کشتی حیات دیو طوفان کی طوفانی ہوئی موج
بحر فنا نے تھپیڑا دیکر غرق کر دیا گرداب بلا سے نکلنا دشوار ہو گیا ہاتھ مثل نہنگ جدا ہو کر
زمین پر تڑپنے لگا شانے سے پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخا اور بائین ہاتھ سے گرز سپر
آہنی کا منھ پر قمرزاد کے کھینچ مارا انھون نے اس وار کو بھی رد کیا اور شاخ اسکی پکڑ کر جھٹکا
مارا کہ کرگدن سے نیچے آرہا زمین پر گرتے ہی دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا ادھر دیو افغان نے
قریب گوہرزاد کے پہونچکر آواز دی کہ او آدمزاد تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگون سے
بارادہ پیکار آیا ہے کیون اپنی جان کھوتا ہے جس طرف سے آیا ہے پلٹ جا ورنہ لقمۂ دہان دیو
ہو جائیگا مجھکو تیرے اوپر رحم آتا ہے گوہرزاد نے کہا او موذی کیا بکتا ہے رحم کھا اپنی جان پر
جو میرے ہاتھ سے پریشان ہو کر جسم نجس سے تیرے نکلکر جانب دوزخ روانہ ہو جائیگی دیو افغان
نے کہا کہ تو مجھکو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے اور تو یون نہ مانیگا لے اسے یہ کہہ کر دار شمشاد

وار کیا کہرزاد نے وار خالی دی وار جو زمین پر پڑی ایک تتق گرد بلند ہوا اور دیو نے کہا کہ افسوس
گوشت تیرا اگر کرا ہو گیا ہوگا یہ جھانکنے دیکھنے لگا ادہر کہرزاد نے پہلو کی جانب آکر آواز دی کہ او
قرمساق مین ملک الموت تیری جان کا موجود ہون خبردار ہوشیار ہو یہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا
تھا شعر تو ضرب زدی ضرب ما نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر جو ایک
تیغہ آبدار کا کمر پر دیو کے مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے کہرزاد نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لیکن
جس وقت قہرزاد نے دیو طوفان کرگدن سوار کو مارا تھا تو کہرزاد نے تعریف کی تھی جب انھون
نے دیو افغان بلند آواز کو مارا قہرزاد نے بھی تعریف کی کہ بھائی صاحب سبحان اللہ کس
خوبصورتی سے اس پہاڑ کو ڈھا دیا ہے یہ خلق باہمی قہرزاد و کہرزاد مین سوا اسوقت کے
اور کبھی نہ ہوا تھا کیونکہ ایک دست راستی اور دوسرے دست چپی ہین ان مین ہمیشہ سے چشمک چلی
آتی ہے پھر ان دونون دیوان زبردست کے مرتے ہی دیوان گلستان عدم کے حواس
باختہ ہوگئے لاشین تو اپنے سردارون کی اُٹھالین مگر تاب مقاومت نہ لا سکے قریب تھا کہ ہیبت
قہرزاد و کہرزاد سے قدم انکے اکھڑ جائین یہ رنگ دیکھکر ملک برق برق شاہ بادشاہ لشکر دیوان
نے آواز دی کہ ارے غضب کیا ان آدمزادون نے دو سردار ان زبردست کو جان سے
مار ارے مارلو ان کو جانے نہ پائین بس یہ سننا تھا کہ تمام لشکر نے یورش کرکے قہرزاد و کہرزاد
کو گھیر لیا خوب جنگ ہونے لگی دیوان لشکر اسلام و دیوان لشکر کفار رل گئے خوب تلوار چلنے لگی
مگر تعداد اہل اسلام کم گروہ کفار زیادہ ہرچند دلیر کوشش کر رہے ہین کہ اپنے سردارون
سے قریب رہین مگر کفار نے یلغار کرکے قہرزاد و کہرزاد کو گھیر لیا ان دونون بھائیون نے عزم
بالجزم کر لیا کہ سردارون کو چن چن کے مارو ورنہ اس انبوہ مین کمی ہونا غیر ممکن ہے ایک
بھائی تو تخت برق برق کی طرف چلا اور دوسرے نے علمدار لشکر کو تاک لیا راہ مین دیوونکو
قتل کرتے چلے جاتے ہین کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے دیو سے جو لڑ رہے ہین تو جھپٹتے اور ان
کے کچھ بیٹھے ہین خود بھی زخمی ہوتے جاتے ہین دیوون کے اتنے بڑے حربون سے کہان تک
بچ سکتے ہین مرکب رکابون تک خون مین غرق ہین جو دیو قتل ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے
مشک خون پھٹ گئی گھوڑون کے قدم نہین اُٹھتے یہی ایسے مرکب پرستانی ہین کہ سوارون کو
لئے ہوئے کشتون کو روندتے چلے جاتے ہین ورنہ دوسرے گھوڑے کی کیا مجال تھی جو اس
میدان مین قدم رکھ سکتا لاشون کے انبار سے زمین اسقدر ناہموار ہو گئی ہے کہ راہ قطع کرنا
دشوار ہے مگر یہ مرکب جست و خیز کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہین یکایک قہرزاد بن حمزہ
اول قریب علمدار لشکر دیوان کے پہونچے اور ایک ہاتھ مارا کہ علم قلم ہوا یہ نشان نہایت
بلند تھا اور اسپر تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی حامل اس کا ایک دیو زبردست تھا کہ نام
اس کا شمہیلا نکے دراز گوش تھا بس جیسے ہی علم قلم ہوا شمہیلا نکے دراز گوش نے
آواز دی کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ علم لشکر کو سرنگون کیا دیکھ مین بھی نام و نشان
تیرا صفحہ ہستی سے مٹا کے دیتا ہون یہ کہکر اس نے ساریق کا وار قہرزاد پر کیا یہ حربہ بلا کا
ہے اس کا روکنا شاہزادہ ملک قاسم کا کام تھا کہ ملک سنجان بن موت بن ساریق کو
انھون نے زیر کیا اور ساریق اس کی چھین لی تھی صورت اس حربے کی یہ ہے کہ ایک زنجیر

دراز ہین دو لٹھ ابھی مثل گرز کے ہوتے ہین جس وقت ہاتھ کو گردش دے کر وار کیا جاتا ہے
تو دونون لٹھ علیحدہ علیحدہ عضو کو نشانہ کرتے ہین اگر حریف سپر سے ایک کو روکیگا دوسرا کام
تمام کر دیگا کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ہر چند کہ قمر زاد افسانہ قاسم عالیشان کی لڑائی
کا سن چکے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ اسی طرح اس حربے کو رد کر دون کہ ایک لٹھ کو تلوار
سے قلم کر دون اور دوسرے کو سپر پر رد کرون مگر قضا سر پر آپہونچی تھی اُس نے مہلت نہ لینے دی
کہ پہلو کی جانب سے ایک دیو نے وار شمشاد کا وار کیا قمر زاد نے وار کو سپر پر روکا اور ایک
لٹھ تیغ سے قلم کیا مگر دوسرا لٹھ سر پر پڑا سر کی ہیکل سے شق ہو گیا کاسہ چور چور ہو گیا انھون
نے اسی حالت زخمداری مین بھائی کو آواز دی کہ میری خبر لیجیے ورنہ مین بہت جلد خدمت
مین پدر بزرگوار کی جاتا ہون ادھر گہر زاد آواز بھائی کی سن کر بیتاب ہو گئے قریب تخت
پھرق ہیرلو کے پہونچ چکے تھے اور جس وقت علم لشکر قمر زاد نے قلم کیا تھا تو قمر زاد نے
بھی جلدی کی تھی کہ بادشاہ لشکر کو سر تخت جا کر مارون کہ قدم دیوون کے اُٹھ جائین لیکن
جس وقت بھائی کے استغاثہ کی آواز سنی روح بیچین ہو گئی اور باگ مرکب کی اس طرف
پھیری اور دیوون کو قتل کرتے ہوئے چلے یہان دیو شمیلا چاہتا تھا کہ اس آدم زاد کو
اُٹھا کر کھالون بس جیسے ہی یہ ملعون ہاتھ بڑھا کر جھکا قمر زاد نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا مارا
کہ اوندھے منھ زمین پر آ گرا بس رہتے ہاتھ سے وہی تیغہ خون آلود اسکی گردن پر مارا
کہ سر مثل ہم [illegible] کٹ کر دور جا کر گرا اور جسم مثل مینار کے زمین پر ڈھیر ہو گیا یہ رنگ دیکھکر
دیوون نے شور کیا کہ یہ آدم زاد غضب کے ہین ارے یہ کھانے کی چیز نہین ہین کوئی اسکے
کھانے کا قصد نہ کرے ورنہ خود لقمہ اجل ہو جائیگا اور دور ہی دور سے پتھر مارنا شروع کیے ادھر
گہر زاد دیوون کو قتل کرتے چلے آتے ہین رگ ہاشمی کو حرکت ہے خون عزیزی جوش مار رہا ہے
زمانہ نظر مین تیرہ ہو رہا ہے جو دیو سامنے آتا ہے نشانہ تیر اجل ہوتا ہے اسی طور سے لڑتے
بھڑتے ہوئے قریب لاش قمر زاد کے پہونچے دیکھا بھائی کو زخمون مین چور چور ہے رمق جان
باقی ہے کوئی دم کا مہمان ہے بس گھوڑے سے بیتاب ہو کر کود پڑے لاش آغوش مین لی
اور آواز دی کہ اے بھائی جلدی نہ کرنا ہم بھی چلتے ہین یہان ساتھ رہا تو وہان بھی نہ
چھوٹے افسوس اس بات کا ہے کہ ایسے مقام پر مرتے ہین کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نظر نہین
آتا قبر سوا شکم دیو ان کے دوسرے مقام پر ملتے نہین معلوم ہوتی خیر اس کی بھی کچھ پروا
نہین جو مرضی پروردگار کیا چارہ ہے یہ کہکر جو لاش سے لپٹے ایک تو یونہین زخمی سے تھے کہ
لڑنے کے قابل نہ رہے اب اور بھی زخمون مین چور چور ہو گئے علاوہ تمام جسم کے
وہ ہاتھ بھی زخمی ہین جن سے تلوار لگاتے تھے سپر سے جسم کو بچاتے تھے اب دیوون کو
پورا موقع ملا وار پر وار ہونے لگے آن واحد مین ان کی حالت اُن سے [illegible] ہو گئی
فوج نے جو سردارون کی یہ حالت دیکھی آپڑی کہ کسی نہ کسی طرح لاشین اپنے سردارون
کی نکال لے جائین ورنہ تمام عالم مین ہماری بدنامی ہو جائیگی ادھر تو انکے دیو
لشکر پر یورش کر کے چلے اور اس طرف یہان رہی نے بال سر کے کھول لے منھ پیٹنے لگی
کہ ارے یہ کیا غضب ہو گیا فرزندان صاحبقران مارے گئے ہائے اگر انکے عوض مجھے پوچھتے

تو کیا جواب دو گی پروردگار اس بڑھاپے مین تو نے یہ کلنک کا ٹیکا میرے نام لگایا کاش یہ کیس اور جنگ مین شہید ہوتے مین اس بدنامی سے بچ جاتی مگر تقدیر سے کیا چارہ ہے روز ازل سے زمین بہارستان قاف ان کی خون کی پیاسی تھی بہار پری نے اپنے دیوون سے کہا کہ جس طرح بنے لاشین میرے آقازادون کی لاؤ ورنہ مین ابھی جان دیدونگی یہ سنکر دیوان لشکر بہار پری بھی آپڑی اور دیوان لشکر قمرزاد بھی پہونچے اور ادھر یہ دیو یلغار کرکے جو چلے لاش تک پہونچ گئے دیکھا کہ بھائی بھائی سے لپٹا ہوا ہے سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے زخمی بہت ہین اس باعث سے ایک دوسرے سے گلے مل رہا ہے لیکن جس وقت جھک کر اوٹھایا تو معلوم ہوا کہ دونون مردہ ہین ملازمون نے جو اپنے آقا کی یہ حالت دیکھی سر پیٹنے لگے اور لاشین اوٹھائین اور روتے ہوئے پلٹے سامنے بہار پری کے آئے بہار پری نے لاشون کو اپنی حفاظت مین لیا اور بین کرنے لگی وہان دیوان کفار نے ان شہزادون کو قتل کرکے نعرے بلند کئے اور یلغار کرکے چلے لیکن لشکر اسلام نے جگہ دینا اور پیچھے ہٹنا شروع کیا بہار پری نے کہا کہ بس اب یہی موقع ہے ان لاشون کو لیکر نکل چلو ملک وصال نے ہاتھ اوٹھا لیا بس یہ سنتا تھا کہ وہ لاشین لئے ملکہ بہار پری کے ہمراہ ہو گئے اور ملک قمر پری کی طرف روانہ ہوئے کہ یہ ملک یہان سے قریب اور محفوظ ہے اہل لشکر بہار پری و دیوان لشکر قمرزاد نے جو دیکھا کہ سردار مارے گئے اور بہار پری نے میدان سے منہ موڑا سمجھے کہ یہ جنگ مین مصروف جانین ہار رہے تھے اب دشمنون سے علیحدہ ہوکر راہ فرار اختیار کی اب یہ تو ملک قمر قاف کو چلتے ہین لیکن یہان دیوان کفار نے نقارے فتح کے بجائے اور قلعہ بہارستان پر قبضہ کیا خوب مال لوٹا جو دیو پری کہ رہ گیا تھا سے گئے اور بھاگ نہ سکے وہ تلو لوٹنے کے بعد ابلیس پرستی بنانا چاہا بعض نے تو اختیار کیا کہ یہی نقل اس کا تھا بعض نے انکار کیا وہ قتل کئے گئے بعضے جو خوف اہل اسلام سے مسلمان ہو گئے تھے اون کی گویا تمنا بر آئی غرضکہ تمام بہارستان قاف مین کفر کا عمل ہو گیا عجب انقلابات ہین دنیا کی شہزادیان تباہ ہو گئین اور قبضہ حق سلطنت کفر رہے ہین جو مقام بلبلون کے رہنے کا تھا وہ اب آشیانہ زاغ و زغن ہو گیا جن محلون مین شاہانہ جلوس تھا وہ مثل خرابہ بوم کے ہو گئے ۔ مثنوی

جسکے محل پہ بند تھا بحر و ہم
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
آج اوسکا ہے آشیانہ بوم
استخوان تک بھی اونکو خاک ہوئے
انجام اونکا ہے سنسان باقی ہے
عطر بھی کا جو چلتے تھے
باغ مین عندلیب تھے کو ہر
اک زمانہ تو اونکا نام باقی ہے
کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر

افسوس کہ یہ مقام شاہزادہ ہند وستان لعل ہمیشہ سلطان کر دکھا تھا اب اوس پر دیوان قابض ہین غضب ہے کبھی گردش فلک مین ایسا بھی ہو جاتا ہے الحاصل ان دیوون کو جب فتح حاصل ہوئی اور مال و خزانہ انکے ہاتھ لگا نہایت خوش ہوئے کئی دن تک جشن رہا اور جب داستان ختم ہوئی حالانکہ ملکہ قمر پری جو اب شہر قمر قاف کی طرف چلے دیکھئے کہ وہان کیا ہوا ...

ملکہ قمر پری کے دیکھنے کو آئی ہوئی ہے دونون ایک ہی جگہ بیٹھی ہین کچھ باتین اودھر اودھر
کی ہو رہی ہین کہ اک مرتبہ ملکہ قمر چہری نے کہا کہ بہن خدا جانے کیا معاملہ ہے کہ اسوقت
خود بخود دل گھبرا رہا ہے خدا جانے قمرو رخ پیرور کیسا ہے ہمارے تمہارے دونون کے فرزند
اوس کی عیادت کو گئے ہوئے ہین اس وقت تک واپس نہین آئے گہر پری کہنے لگی تو
سمجھانے لگی بعد کچھ دیر کے کہا کہ بہن اب تو فقط میرے دل کی بھی ویسی حالت ہو چلی ہے
پروردگار ایہ کیا سانحہ ہے کچھ ایسا دل ان دونون کا گھبرایا کہ رونے لگین انیسون جلیسون
نے سمجھایا کہ دل آپ کا ہمیشہ کا کمزور ہے اب تو یہ ضعیفی کا ہے قربان جاؤن کچھ دوا پیا
کیجئے قمر پری نے کہا کہ اب وہ دن مرنے کے ہین دوا ٹھنڈائی کوئی شئے اثر کرنے والی نہین ہے
جو دن کی زندگی ہے وہ بھی وبال ہے جب لطف زندگی نہین تو مرنا بہتر ہے اونہون نے کہا
خدا نہ کرے خدا سایہ آپ کا آپکے فرزندون کے سر پر اور ہم لوگون کے سر پر
قائم رکھے قمر پری نے کہا نہ بیبیو نہ کہو یہ دعا کوسنے سے بدتر ہے اب خدا وہ
وقت جلد لائے کہ مٹی ہماری ہمارے فرزندون کے ہاتھ سے سوارت ہو جائے
مجھے ہر وقت اندیشہ رہتا ہے کہ دشمن بہت دوست کم اور یہ زمانہ تو نہایت خراب
ہے کہ صاحبقران ثانی نے بھی گوشہ نشینی اختیار کی اب خدا رکھے اون کی جگہ شاہزادہ
بدیع الملک ہے وہ ابھی بچہ نا کردہ کار ہے خدا اوسی کو دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رکھے
وہان پردہ دنیا پر بھی جو کفار مارے گئے ہین اولاد صاحبقران کے دشمن لہو کی
پیاسی ہے یہان پردہ قاف ہین تو اس قدر بد دے بھائی ہین کہ جن کی انتہا کا ہیکو
ہے ابھی حال کا ذکر ہے کہ سنا ہے کہ ملکہ آسمان پری پر دیو تفریتا اور عفریتا
چڑھ آیا تھا ملکہ کو شکست کیا کہ بھاگا ہمیشہ دشمن ایسا ہی ایسا فساد برپا کئے رہتے
ہین ہمارے دونون فرزند بھی اگرچہ مثل صاحبقران کے بہادر اولاد اچھے ہین کہ ان سو فون کی
گوشمالی کر دیتے ہین لیکن بہ الحمد او وقت بدنظر لائے بارہا ایسے ہو بھی ہو گئے ہین مگر وہ
صاحبقران تھے اون کا اقبال بڑا تھا خدا مددگار تھا سچ ہے کہ جبھی اپنے فرزندون کی طرف
سے اندیشہ تھا لوگون نے کہا کہ نہین ایسا خیال نہ کیجئے اور کسی طرف گمان بد نہ لیجائیے
فال بد منہ سے نکالئے وہ کسی لڑائی پر نہین گئے ہین اپنے بھائی کی عیادت کو گئے ہین
آتے ہونگے قمر پری نے کہا کہ لڑائی کہین لینے جانا ہے موذی دشمن تو وقت تاکتے
ہی رہتے ہین جس نے سن لیا ہوگا کہ قمرو رخ کا غیر حال ہے اوسی نے فوج کشی
کر دی ہوگی یہ تو پہونچ ہی گئے ہین لڑتے ہونگے اس وقت کے اودھم اچھی
نہین ہے خدا ہی نگہبان ہے کیا کہا تا ہے کہ جہان سمجھا رہی ہین کہ یکایک سامنے سے ایک
گرد بلند ہوا لوگون نے کہا لیجئے آپ پریشان ہوتی تھین فرزند آپکے آ گئے قمر پری اور گہر
پری نے کہا خدا ایسا کرے یکایک تو گرد شق ہوا اور دیکھا کہ دیو روتے تھے اور اڑاتے اور سر پر خاک
بال نوچے سینہ زنی کرتے ہوئے اور دو لاشین دو دو لئے ہوئے چلے آتے ہین شور فریاد و فغان بلند
ہے یہ دونون گھبرا کر اوٹھ کھڑی ہوئین انکو یقین ہو گیا کہ فرزند دلبند مارے گئے پا پیادہ دوڑ کر دو لاشون کو
گئی خبر تو لو یہ کیا سانحہ ہے ارے یہ کسکی لاشین ہین کون مارا گیا پریان کیسی ساکت ہین کچھ تو بولو

چھپٹ کر گئے اور شبیر لیکر آئے تو روتے ہوئے آئے اور عرض کی کہ فرزند حضور کے شہید ہو گئے اتنے مین دو
پریان اور دیو بھی لاشین لیے ہوئے قریب پہونچے لاشین لاکر رکھدین قمر پری و گوہر پری دونون
پیٹنے لگین بین کرنے لگین کہ اسقدر جلد ہی تمنے کی ارے بچے ہمین نہ دفن کیا بلکہ داغ جدائی دکھایا اور
اپنے چھوٹے کہ اب سوا قیامت کے ملاقات نہو گی اے فرزند حق تمہارا یہ تھا کہ تم ہمین دفن کرتے
سوگ رکھتے مگر تقدیر نے ہمین کو سوگوار بنایا یہ بین جگر خراش کرکے اسقدر روئین کہ غش کر گئین
جس وقت غش سے افاقہ ہوا دونون کو باحترام تمام دفن کیا اور بہار پری سے سب حال پوچھا بہار پری
نے بیان کیا کہ جس وقت یہ زیادہ زخمی ہوئے اور لشکر بھی کم رہ گیا مین نے دیو و نکو بھیجا کہ انسے شہزادو
اسوقت نکل چلو موقع جنگ کا نہین ہے پھر دیکھا جائیگا لیکن انہون نے کہنا نہ مانا اور جواب دیا کہ شیوہ
حمزہ صاحبقران کے خلاف ہے ہم یا شکست دیکر پھرینگے یا مر کر پھرینگے یہ قدم آگے بڑھکر کبھی پیچھے
نہین ہٹتے ہین انجام کار درجہ شہادت کو پہونچے اب ان سبکو تو یہان سوگ نشین چھوڑا جاتا ہے دیکھیے انکا ذکر آیا ہو لیکن اب

چند کلمہ داستان مخالفت عنوان شدید حبشی ہمشیر زادہ عبدالرحمن حبشی کو بیان ہوتے ہین

کہ ہمشیرہ عبدالرحمن حبشی نے اپنے فرزند کو بھائی کے سپرد کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ مین امیدوار ہون کہ اس
لڑکے کو اپنا علم تعلیم فرمائین چونکہ عبدالرحمن حبشی کو خاطر اپنی ہمشیرہ عزیزہ کی منظور تھی علاوہ اس کے
بھانجی اور فرزند مین تھوڑا ہی سا فرق ہوتا ہے انھون نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے مین جسقدر جانتا ہون
اس کے بتانے مین تامل نکرونگا چنانچہ شدید حبشی کی تربیت و تعلیم ہونے لگی یہانتک کہ رفتہ رفتہ سن
اسکا بیس سال کا ہوا اور یہ علم عملیات سے خوب واقف ہو گیا اب اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ مین کسی
طرح ماموں صاحب کے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون لیکن انکی موجودگی مین یہان قدر نہو گی لہذا اور
کسی ملک مین چلنا چاہیے اور شان و شوکت پیدا کرنا چاہیے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ماموں صاحب
سے مخالفت پیدا ہو گئی اور ضرور ہی ہو گی کیونکہ جب ایک علم کے دو ہو جائینگے تو عداوت
کا ہونا بھی اک امر لازمی ہے جس طرح دو بادشاہ ایک شہر مین نہین حکومت کر سکتے
اسی طرح دو عامل بھی ایک مقام پر عمل نہین چلا سکتے لہذا یہان سے اس طرح
نکلنا چاہیے کہ ماموں صاحب خود بیدست و پا ہو جائین یہ سوچ کر فکر مین رہا
ایک روز وہ کتاب اس کے ہاتھ آگئی کہ جس پر عبدالرحمن حبشی کا دار و مدار عمل تھا
بس اس نے خیال کیا کہ اب یہان ٹھہرنا نہ چاہیے اور فوراً وہ کتاب قبضہ مین کرکے وہان
سے روانہ ہوا اور بھاگتے بھاگتے یہ خیال کیا کہ اگر خدا پرستون کے ملک مین تو قیام
کرونگا تو رنگ جمنا دشوار ہے اس سے بہتر یہ ہے کسی بادشاہ بت پرست کے
ملک مین چل کر رہو کہ جہان دست رسی ماموں صاحب کی نہو سکے جس وقت یہ چند راہ
پرستان پہ پہونچا ادھر نگ قاف کی اختیار کی اور اقلیم نیرنگ قاف مین جا کر بود و باش
اختیار کی پہلے وہان کے عام لوگون پر اپنا اثر ڈالا بعد اسکے رفتہ رفتہ اسکا یہ شہرہ ہوا یہانتک
کہ بادشاہ تک رسائی پیدا کر لی اور خلعت و وزارت سے سرافراز ہوا مرتبہ ہوشیار ایسا
بھی تھا اس نے ایسی ایسی باتین کین کہ بادشاہ کو گویا مطیع مین کر لیا اور اک امیر کبیر کی لڑکی سے
شادی کا پیام سلام ہوا اور موافق قاعدے کے جب بالا بالا حسب و نسب ہو گیا

اور معلوم ہوا کہ یہ عبدالرحمٰن حبشی کا بھانجا ہے اوس ابیر نے کہا کہ عبدالرحمٰن خدا پرست ہے اور اسکا بھانجا ہے یہ بھی خدا پرست ہوگا اور ہم لوگ ابلیس پرست ہیں کیونکر صحبت ہمارا بر آ سکتی ہے لہذا صاحب یہ معاملہ لڑکی کا سمجھ بوجھ کر کرنا چاہیے پیوند بیہودہ نہ خوب ملتا ہے شدید حبشی سے اسی بنا پر انکار کیا گیا کہ تم خدا پرست کی اولاد ہو تم بھی پیچھے ہو سکے خدا پرست ہوگئے اس بنا پر تمہاری شادی ملک شیر تنگ قایشہ میں نہیں ہوسکتی ہر چند اس نے انکار کیا مگر سماعت نہوئی اور اوسی روز سے لوگ اسکو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے بادشاہ بھی کراہت کرنے لگا انگشت نما ہوگیا جس قدر عزت اتنے زمانے میں رہکر پیدا کی تھی وہ سب خاک میں ملگئی بلکہ اس پر زور ڈالا جانے لگا کہ تم ملک ہمارا خالی کردو یہ نہایت پریشان ہوا اگرچہ نکہ اس نے اپنے عملیات کا ایسا زور باندھ رکھا ہے اور وہ وہ شعبدے دکھائے ہیں کہ لوگ اس سے خائف بھی ہیں ورنہ ابتک قتل کرڈالا جاتا اس نے دیکھا کہ کوئی چارہ نہیں ہے اور دل کو سمجھایا کہ بس دین خدا پرستی سے یہ عزت تھی ایسے ایمان سے کفر ہی بہتر یہ خیال کرکے بادشاہ کے پاس کہلا بھیجا کہ وہ شخص اکثر حضور سے عرض کرچکا کہ میں ابلیس پرست ہوں ہاں ماموں البتہ میرا بیشک خدا پرست ہے تو مجھے اوس سے کیا بلکہ اسی سبب سے میں نے اپنے وطن مالوف کو ترک کیا عزیزوں کی فرقت گوارا کی پرائے ملک میں سکونت اختیار کی اگر میرے اوسکے اختلاف مذہب نہوتا تو مجھے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی میری زندگی بسر کرنے کو گلستان ارم میں کمی نہ تھی مگر میں تو یہی خیال کرکے حضور کے ملک میں حاضر ہوا تھا کہ یہاں سب ہم مذہب ہیں اور ایمانی ہیں مگر افسوس کہ میرے قول کا آپ لوگ اعتبار نہیں کرتے اگر یہ خیال کرکے آپ لوگ کراہت کرتے ہوں کہ یہ اولاد خدا پرستان ہے تو اے شہریار اپنی اپنی گور اور اپنی اپنی منزل ہے نہ وہ میری قبر میں جائینگے نہ میں اونکی قبر میں جاؤں گا لہذا دست بستہ گذارش ہے کہ مجھکو اپنے ہمراہ معبد میں لے چلئے میں سامنے آپکے تصویر خداوند ابلیس کو سجدہ کروں جس وقت یہ حال بادشاہ سے عرض کیا گیا شیر تنگ شاہ نے کہا کہ ہاں اسکا مضائقہ نہیں ہے اور شدید حبشی کو طلب اور ہمراہ اپنے اوس معبد میں لایا جہاں تصویر ابلیس لعین کی نصب تھی بس شدید حبشی نے کہا میں سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں پیدا ہوا خدا پرستوں کے گھر میں لیکن بندہ ہوں خداوند ابلیس کا آپ صاحب میرے انکار میں قدیم سے تھا ہر دین یہ کہکر تصویر ابلیس کو سجدہ کرکے سربلند ہوگیا بادشاہ نے اوسی وقت اس کو خلعت وزارت سے دوبارہ سرافراز کیا سب وزیروں میں ممتاز کروایا کیونکہ اسکی لیاقت میں تو شک پہلے بھی نہ تھا اگر کراہت تھی تو اختلاف مذہب کی اب یہ بھی ابلیس پرست ہوگیا سب اس کی پیشتر سے زیادہ دل میں عزت کرنے لگے اب اسکا عقیدہ بھی پلٹ گیا کہ واقعی ابلیس کی خداوندی بہت درست ہے جس نے اس مذہب پر آتے ہی اتنی جلد ایسی ترقی دی کہ پچھلے برسوں میں بھی نہ حاصل ہوئی تھی اب امرا خود لڑکیاں پیش کرنے لگے ہر ایک نے اپنی دختر کی شادی شدید حبشی کے ساتھ کرنا باعث افتخار اور سبب خوشنودی ابلیس بعد چند زمانے کے شدید حبشی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا کہ نام اوسکا صفدر حبشی رکھا گیا اور پرورش اسکی

ہونے کی پہلے کا اسقدر زبردست پیدا ہوا کہ جنون میں آج تک ایسا پہلوان زبردست کوئی پیدا
ہوا تھا یہ دیکھکر شدید جبشی نے فن سپہ گری اس کو تعلیم کرائے اور یہ نہایت زبردست پہلوان ہوا
کہ پہلوانان نیرنگ قاف نام سے صفدر جبشی کے کانپتے تھے ایک روز بادشاہ کے سامنے جو ذکر اس کا
آیا شدید جبشی سے کہا کہ کل اپنے لڑکے کو ہمراہ لیتے آنا اس نے عرض کیا کہ بہت خوب جب دوسرا روز
ہوا شدید جبشی صفدر جبشی کو ہمراہ لیکر خدمت میں نیرنگ شاہ کی حاضر ہوا صفدر جبشی نے نذر دی
بادشاہ نے نذر اس کی قبول کی اور خلعت بیس ہزار دیوون کے سرداری کا عنایت فرمایا
اور ترقی کا وعدہ کیا لیکن بعد چلے جانے شدید جبشی کے عبدالرحمن جنی بہت پریشان رہے اور یہ
پریشانی بزرگانہ محبت کے سبب سے تھی جب یہ ظاہر ہوا کہ شدید وہ کتاب بھی لے گیا جو انکی مایہ ناز
تھی تو انکو اور بھی صدمہ ہوا اور ہمشیرہ سے اپنی کہا کہ بعد میرے سوا اسکے ان چیزوں کا کون وارث
تھا افسوس کہ اسنے جلدی کی اور میری تھوڑی سی بقیہ زندگی خراب کردی اگر وہ یہاں رہے خوش رہے
یہ کہکر خاموش ہو رہے جس وقت انھیں خبر ملی کہ نیرنگ شاہ قاف میں جا کر مسکن گزین ہوا ہے ایک
خط کلمات شفقت آمیز سے بھرا ہوا اس کو لکھا کہ اے شدید اے نور نظر تمہارے کہ یہان کس
بات کی کمی تھی جو تمنے غیر ملک کی صعوبت برداشت کی تمہیں لائق و لازم ہے کہ تحریر دیکھتے ہی چلے
آؤ شدید جبشی نے اس کا جواب تحریر کیا کہ جناب ماموں صاحب ہرچند کہ آپ بزرگوں کے سایہ میں ہر طرح
راحت تھی لیکن صاحبان کمال کیواسطے ہر مقام پر راحت کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں جو ہاتھ پاؤں کا
اپاہج ہو وہ دولت والدین صرف کرے جیسا ہم اپنے قوت بازو سے پیدا کر سکتے ہیں تو ہمیں کیا
ضرورت ہے کہ آپکو تکلیف دیں اسکے علاوہ وہاں آپکے سامنے ہمیں کون پوچھتا یہاں ہمیں ہم تو ہیں یہ
جواب دیکھکر عبدالرحمن اور بھی رنجیدہ ہوئے کہ یہ نالائق اپنی ہی بہتری ہر قسم کی چاہتا ہے چند روز تو خاموش
رہے پھر جب محبت نے جوش کیا پھر کوئی تحریر نصیحت آمیز بھیجدی لیکن ہمیشہ جواب امید کے خلاف آتا
بلا ادب الفاظ میں آیا یہانتک کہ خبر اس کے مرتد ہو جانے کی پہونچی بس اوسی روز سے [illegible]
کوئی خط اسکو نہ بھیجا اور راہ نامہ و پیام مسدود کر دی اور ملکہ آسمان پری سے عرض کیا [illegible]
شدید جبشی کی طرف سے اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ ابتدا سے اسکی طبیعت نالائق تھی رفتہ
رفتہ یہانتک خرابی پڑی کہ پہلے ہمارا عدو ہوا اب دشمن خدا و مرتد ہو گیا اور ہماری [illegible]
سلطنت کا رکن اعظم یعنی وزیر بے تدبیر ہوا ہے خدا اسکے شر سے بچائے اگر اسنے کسی بادشاہ
کو طمع دلا کر اغوا کیا اور گلستان ارم کا رخ کیا تو بڑی دقت پیش آئے گی کیونکہ نہ تو صاحبقران
اول و ثانی ہیں نہ صاحبقران اعظم فرزند ان کا موجود ہے دیکھا چاہئیے کیا ہوتا ہے بادشاہ اغوا کر کے
فوج کی جمعیت رکھتا ہے بڑے بڑے دیوان زبردست اوسکی فوج میں ہیں اور میرا جواب دینے والا
یہ نالائق موجود ہے مجھے ہر وقت اس کی طرف سے اندیشہ رہتا ہے ملکہ آسمان پری
نے کہا کہ تمنے تربیت و تعلیم کے وقت انجام نہ سمجھ لیا کیوں ایسی وجہ تک [illegible]
طرف سے اندیشہ پیدا ہوا تم سے دانا شخص سے یہ نادانی ظہور میں آنا تعجب سے خالی نہیں ہے عبدالرحمن
نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق کوئی بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اولاد بڑھ کر ہم سے کیا کرے گی
اگر خلاف امید ہو تو پہلے ہی نہ اوس کو دبا دیا جائے اتنا کیوں ہونے دیا جائے کہ وہ گردن دبا
یہ مقدرات کی باتیں ہیں ہر شخص ان میں عاجز ہے ان باتوں کو سوا پروردگار عالم کے کوئی نہیں جان سکتا

یہ سنکر ادہر تو ملکہ آسمان پری خاموش ہو رہی اور ادہر عبدالرحمن جنی چپ ہو رہے مگر جی کی گذری
بات وہان شدید جنی کو شیطان نے ورغلاتا اور یہ بات اس کے ذہن مین آئی کہ اب
مامون صاحب کو اپنی شکست و کہا تا چاہیے ڈرا و نہین تو معلوم ہو کہ اس نے گلستان
ارم سے نکل کر کیا فتنہ کی کہ یہ سوچ کر نیرنگ شاہ دست بستہ عرض کی کہ ایک نامہ
بنام ملکہ آسمان پری کو اس مضمون کا لکھیے کہ اے دختر شہپال تجھے شرم نہ آئی
کہ تو اتنے بڑے بادشاہ کی دختر ہو کر ایک آدم زاد بے بنیاد کی زوجہ بنی اور مذہب قدیم کو اپنے
ترک کر کے مذہب جدید اختیار کیا لہذا دو باتون مین سے ایک اختیار کر کہ یا تو دین جدید کو ترک
کر کے اوسی دین قدیم کو اختیار کر اور اپنے اعمال گذشتہ سے توبہ کر اور اولاد عذرا سے جنم دے لنا
ترک کر یا خراج دے اگر ان باتون مین سے کوئی اختیار نہ کریگی تو بہت پچھتائے گی دین
آکر تمام گلستان ارم کو تاراج کر کے حکومت تیری مٹا دونگا اور سلطنت چھین لونگا بادشاہ نے
اسے شدید جنی کی تدبیر اعظم کی پسند کی اور اوسی وقت دبیر کو حکم دیا اوس نے نامہ لکھا تیار کیا
اسوقت نامہ تحریر ہو چکا بادشاہ نے مہر اپنی ثبت کی اور کہا کہ اب ایلچی کس کو بنانا چاہیے شدید جنی
نے کہا کہ میرے فرزند صفدر جنی کو دیجیے وہ وہان سب سے کلہ بکلہ لڑ کر جواب با صواب لاویگا
بادشاہ نے منظور کیا اور صفدر جنی کو خلعت دیکر نامہ سپرد کیا صفدر جنی بادشاہ سے رخصت ہوا
اور وہی بیس ہزار دیو جن کا یہ افسر تھا اپنے ہمراہ لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا اسوقت
بعد طے مراحل و قطع منازل قریب گلستان ارم کے پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کی عبدالرحمن جنی نے
ملکہ آسمان پری سے عرض کی کہ خدا خیر کرے اے ملکہ جو کچھ سابق مین شدید مردود کی نسبت
آپ سے ظاہر کیا تھا اوس کا ظہور ہوا چاہتا ہے آسمان پری نے کہا کہ پھر کیا کیا جاے بلاؤ صفدر
جنی کو صفدر جنی نہایت خشمناک داخل بارگاہ ہوا اسلیے کہ اسکا استقبال نہین کیا گیا تھا بس
اس نے بارگاہ مین آتے ہی بطریق ابلیس پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہین دیا اور
عبدالرحمن جنی نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا یہ امر بھی اسکو ناگوار گذرا مگر خاموش رہا اسکے بعد
پکار کر کہا نامہ دار ملک نیرنگ شاہ بادشاہ اقلیم قاف ملکہ آسمان پری نے فرمایا کہ لا نامہ اس نے
نامہ پیش کیا ملکہ نے نامہ پڑھا اور مضمون سے آگاہی ہوئی عبدالرحمن جنی سے صلاح لی کہ کیا جواب
لکھنا چاہیے انہون نے یہ مصرع پڑھا - رموز مملکت خویش خسروان دانند لیکن میری راے ناقص
مین تو یہ ہے کہ دونون امرون مین سے کوئی بات اختیار نہین ہو سکتی نہ تبدیل مذہب اور نہ
اولاد صاحبقران اعظم سے بے تعلقی ممکن ہے اور نہ خراج دیا جا سکتا ہے اس لیے کہ ایک تو یہ سلطنت
ہمیشہ سے باج گیر و تاج بخش رہی ہے جو پہلے خود ہمین خراج دیتا تھا اب ہم اوس کو خراج
دین ایسی کون سی مصیبت پڑی ہے جس کے خوف سے ایسا کیا جاے اسکے علاوہ
صاحبقران اعظم آپ کا فرزند جس وقت ملک مقہور سے واپس آئیگا اور وہ سنے گا
تو سنے گا کبھی وہ گہربار عالی وقار اس کو جائز نہ رکھیگا لہذا جواب جنگ تحریر کر دیجیے
ملکہ نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو اور اپنے ہاتھ سے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا بس پڑھکر
صفدر جنی آگ ہو گیا اور پکارا کہ معلوم ہو گیا کہ تم لوگ حد سے بدمذہب و بدخلق ہو یہی وجہ تھی
جو والد ما چھوڑے تم سے کنارہ کیا ورنہ کوئی اپنے عزیزون کو بے وجہ نہین چھوڑتا ہے

پہلی یہ ہوئی کہ میرا استقبال نہیں کیا گیا دوسرے جواب سلام نہیں دیا تیسرے حرکت کی کہ ملکہ سے
سمجھانے کی عوض جواب جنگ لکھوا دیا اور بڑی یہ سب حرکتیں تیری ہیں مجھے لازم تھا کہ خیال کرتا کہ برا فرزند
آیا ہے ایسا کچھ تدارک کروں کہ دونوں بادشاہوں کے سامنے اوسکی عزت ہو نہ یہ کہ دونوں جگہ ذلت ہو یہاں
استقبال نہونے دیا اور سلام نہ لیا وہاں یہ سرخروئی ہوئی کہ جواب جنگ ملا عبدالرحمن نے
جواب دیا کہ او نالائق زادے جب باپ تیرا مرتد ہو گیا تو ہم سے پوچھے کیا واسطہ ہے بموجب شعر
پسر نوح با بدان بنشست * خاندان نبوتش گم شد * تیری کیا حقیقت ہے جب فرزندان
انبیا خاندان سے بسبب اپنی بدچلنی کے خارج ہو گئے تو تو کس شمار میں ہے اور کیا تیرے فرزند
تو اوسکا استقبال کیا جاتا جو تو نے حرام خوری سے بڑھائے ہیں باپ تیرا اس سرکار کا نمک پروردہ
تیری کیا حقیقت ہے اگر تو لائق بھی ہوتا تو اس سرکار کا خانہ زاد تھا یہاں تیری وقعت کسی کی
نظر میں نہیں ہو سکتی اتنی ہو جاتی تیری ساتھ ضرور ہوتی مگر یہ رعایت جب بھی ہوتی
کہ دشمن بادشاہ کے سامنے تو سرخرو ہوا اور ہماری شاہزادی اوس کی محکوم ہے
بس خیریت اسی میں ہے کہ چلا جا یہاں سے یہ سنتا تھا کہ اس نے کہا میں کیا خالی
جاؤں گا اپنے باپ کی نذر کو تیرا سر لیکر جاؤنگا یہ کہکر عبدالرحمن کی طرف بڑھا تھا کہ سیاہ ملک
بن سیاہ کلاہ نے بازو اسکا پکڑا اور کہا کہ اب تک تیرے ساتھ اسی باعث سے رعایت کی گئی
کہ تو پوتا ہے عبدالرحمن سے معزز شخص کا ورنہ اس دریدہ دہنی کے پیشتر ہی سزا دیدی جاتی مگر
توحد کا شہدا اور نالائق ہے کہ جس دادا کی وجہ سے تجھ پر رعایت کی گئی تو اوسیکا دشمن ہوا خبردار
آگے قدم نہ بڑھانا کہ بے ادبی ہے پرورد بارگاہ اوس شاہ کی زوجہ کا ہے کہ نام نامی و اسم
گرامی جسکا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حلقہ فلک گوش گردن کشان صاحب گرز سام نریمان
جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان ہے بموجب مصرع بیا ادب پاسبان ایجا تعجب کیا کہ
یہ کہکر ہاتھ پکڑا اسکا کھینچا تھا کہ صفدر حبشی نے کہا کہ کیوں بڑھا ہے میں اپنی عزت کرتا ہے ہماری
قرابت کا جلدہ تجھے اس میں کیا دخل ہے ہٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائے گا سیاہ ملک نے کہا
کہ حوصلہ اپنا نکال لے یہ کہنا تھا صفدر حبشی سیاہ ملک سے لپٹ پڑا اور دونوں لڑتے ہوئے صحن بارگاہ
میں نکل آئے خوب زور آزمائی کے ہونے لگے کبھی سیاہ ملک صفدر حبشی کو کھینچ لاتا ہے اور کبھی
صفدر حبشی سیاہ ملک کو کھینچا کر دیتا ہے گر فرق یہ ہے کہ سیاہ ملک ضعیف ہو گیا ہے اور صفدر
حبشی جوان ہے جس مقام پر ہاتھ ڈال دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو سلاخیں
لوہے کی ہیں لیکن سیاہ ملک بھی جہاں ہاتھ ڈال دیتا ہے صفدر حبشی کو بھی چھڑانا
دشوار ہو جاتا ہے جب ڈاکے سے کشتی ہو رہی ہے لیکن ملکہ اسمان پری و
عبدالرحمن حبشی دونوں کو منع کر رہے ہیں صفدر حبشی کہتا ہے کہ میں بغیر اس کو ہاتھ
ہوئے نہیں رہوں گا کیا سمجھ کر اس نے میرے بازو پر ہاتھ ڈالا میں نے تو اوسے
بلایا نہ تھا اور سیاہ ملک کہتا ہے کہ رہنے دیجئے اچھی ہو کہ سرکشی اور بد زبانی کرتا ہے
جبتک سزا نہ پاوے گا نہ مانے گا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے پاؤں سیاہ ملک کا صفحہ
میں جا رہا اور صفدر حبشی زین کر دے چلا ہی ہوئے پاؤں جاتا رہا تو اوسکی آواز آئی کہ
رنج زدہ ہو گیا دست و پا میں رعشہ پڑ گیا بس یہ دیکھتے ہی سیاہ اوقبا نے آواز دی

کہ او نامرد دیکھا تو نے کہ پاؤں اس کا معرکہ خانہ میں چار ہاتھ نیچے وقت [illegible] معلوم ہوا
زور کرکے پاؤں توڑ ڈالا ایسی جرأت پر سرکشی کرتا ہے ادھر اگر حریف شیر ہیں ہوں یہ
یہ کہکر صفدر جنی سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی خوب زور ہوئے یہانتک کہ شام ہو گئی
اب بھی دونوں لڑے جاتے ہیں علیحدہ نہیں ہوتے پس عبدالرحمن جنی
اپنے مقام سے اور صفدر جنی کے ٹھوڑی میں ہاتھ دیکر کہا کہ اگر تمہیں اپنے زور
قوت کی آزمایش کرنا ہی تو ہو چکی اور اگر عناد نکالنا ہے تو جواب جنگ مل ہی
چکا ہے جس وقت ہمراہ اپنے بادشاہ کے آؤ میدان میں نکل کر مقابلہ کر لینا یہ وقت
اور موقع لڑائی کا نہیں ہے اس میں ہماری تمہاری دونوں کی بدنامی ہے اس
لیے کہ نہ ایلچی کو سرکشی و زبردستی لازم ہے نہ یہی چاہیے ہے کہ ایلچی کے ساتھ
بدسلوکی کیجائے کوئی تمہیں برا کہیگا کوئی ہمیں برا کہیگا ادھر ملکہ آسمان پری
نے سیاہ قبا سے کہا کہ چھوڑ دو اس کو علیحدہ ہو جاؤ سیاہ قبا علیحدہ ہوا صفدر
جنی اپنے بیس ہزار دیوؤں کو ساتھ لیکر سنگ قاف کی طرف روانہ ہوا یہاں سیاہ ماک
سیاہ قبا بارگاہ میں اپنے دنگلوں پر بیٹھے ملکہ آسمان پری
تخت سلیمانی پر جلوہ افروز ہوئے دس بجے تک دربار رہا اور باتیں صفدر جنی
کی بدذاتی ناملائقی کی ہوا کین جب دربار برخواست ہوا سب دہشت اٹھ کر بسلام رخصت کرکے اپنی مکان
کی طرف روانہ ہوئے عبدالرحمن جنی اپنے مکان میں آئے لیکن ان کو شبہ صفدر جنی کی طرف سے
تشویش ہے کہ دیکھیے یہ ملعون کہیں عملیات کے قوت سے کام نہ لے تو مشکل
پڑ جاتی لیکن اب حال صفدر جنی کا سنیے کہ قلعہ بلور میں
پہنچکر اپنا منزل کیا تب یہ پہونچا ہو گا کہ اسے خیال گذرا کہ ایلچی گری سے اور جواب جنگ
لیجانے میں [illegible] لطف نہیں ہاں اگر یہ دونوں دیو ہاتھ آجاتے تو لطف تھا دیو ازرال
سے کہا کہ ہو سکتا ہے جو تو بعض عیاری ان سرداران لشکر آسمان پری کو
گرفتار کر لائے اوس نے کہا اچھا پس وہیں قیام کیا اور انتظار میں دیو ازرال کے
بیٹھا لیکن دیو ازرال یہ بات سنکر قلعہ بلور سے کیا جب روانہ ہوا جاتے جاتے داخل قلعہ ہوا وقت
شب کا نصف یا زیادہ جا چکی تھی اسنے دریافت کر لیا تھا کہ دربار ملکہ آسمان پری کا کس وقت برخواست
ہوتا ہے سوا ابھی وقت باقی ہے پس چورہ بارگاہ سے مکان سیاہ ماک و سیاہ قبا کا اکثر گئی تھی وہاں دیو
ازرال [illegible] کی جگہ کھڑا ہوا کہ ایک سامنے سے فرشتے شعلوں کی نمودار ہوئی اور دیکھا کہ سیاہ ماک
و سیاہ قبا دونوں ساتھ چلے آتے ہیں پس اسنے خاک اڑانا شروع کی دو چار بار اونھوں نے بڑہ کر آواز
دی کہ ارے یہ کون ہے او سپاہی بغض دیکھتا کہ سواری افسران لشکر کی چلی آتی ہے اور خاک اڑا رہا ہے
لیکن کوئی جواب نہ ملا انھوں نے پھر ڈانٹا پھر کوئی جواب نہ ملا انھوں نے پھر للکارا جب پھر
جواب نہ ملا تو آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک پیڑ [illegible] اور [illegible] سامنے ٹھہر کر یہ
خاک اڑانے لگا لیکن خاک جو نتھنوں کے ذریعہ سے دماغ تک پہونچی چھینکیں آنا شروع ہوئیں [illegible] لگی
[illegible] اپنا [illegible]
[illegible] ہو گئے اقبال [illegible] خیال ہو شاید خوف [illegible] ہے [illegible] ایسا [illegible]

دوڑا کر قریب پہونچے دیکھا کہ خواجہ زمین پر پڑے ہین اور گرگ سامنے کھڑا ہوا خاک اڑا رہا ہے
انہون نے ڈنڈا اٹھا اور کوڑا پکڑ کر جھپٹے گرگ اور چند قدم بھاگ گیا لیکن جو نہین گرد مین پہونچے
چھینک مار کر بیہوش ہوگئے اور مرکب پر سوار کرکے اب دیوار زال نعرہ کرتے سامنے آیا اور پشتارہ
سیاہ ناک سیاہ قبا کا باندھ کر پشت مرکب پر ڈالا اور آپ باگ ہاتھ مین لیکر تیمار کے
کی صورت بنکر روانہ ہوا اور صفدر حبشی کے روبرو لیجا کر دونون کو ڈالدیا صفدر حبشی نہایت خوش
ہوا اور دیوار زال کو بہت کچھ انعام دیا اور ان دونون کو مسلسل و مطوق کرکے روانہ ہوا دوسری
منزل پر پہونچکر قیام کیا لیکن جس وقت بیہوشی سیاہ ناک سیاہ قبا کے رفع ہوئی اپنے کو اسیر
غل و زنجیر پایا آنکھین بند کر لین جانا خواب بد دیکھا ہی وہ سے رہا ہے دیوار زال نے اسی کے
سپرد انکی قید تھی آواز دی کہ یہ غفلت نہین بلکہ عین ہشیاری ہے خواب نہین بیداری ہے
اس وقت سیاہ قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ گرگ نہ تھا بلکہ عیار تھا ارے کس نے ہمین
گرفتار کرایا ہے دیوار زال نے کہا ابھی معلوم ہوجائیگا اتنے مین صفدر حبشی نے ان دونون کو
طلب کیا دیوار زال قید انکی اپنے ہمراہ لیئے ہوئے سامنے صفدر حبشی کے آیا دیکھا
ان دونون نے کہ صفدر حبشی بصد نخوت تخت پر بیٹھا ہے ان دونون کو مقید دیکھکر
آواز دی کہ کیون اے سیاہ ناک اور سیاہ قبا تمہین اس وقت کی خبر تھی کہ
بارگاہ مین مجھسے زبان لڑائی سیاہ ناک نے کہا واہ رے ہو تجھپر کہ ہمارے گرفتار کرا کر آنکھ ملاتا
تجھے شرم نہین آتی اگر غیرت ہے تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرنے کو کافی ہے ہان اگر مردی
تو ہم کو زیر کرتا تو جانتے دم زدن نہ تھی بس صفدر حبشی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ دونون
سامنے نیرنگ شاہ کے بھی اسی طرح بیان کرینگے تو پہلوانون کے سامنے ذلت ہوگی لہذا
بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون کو سر کاٹ کر لے چلون یہ خیال کرکے جلاد کو حکم دیا کہ
لیجا کر ان کو صحرا مین سر ان کے کاٹ لو حکم سنکر جلاد قریب آیا اور ان
دونون کو لیکر طرف صحرا کے چلا اک درخت شمشاد کے نیچے بٹھا کر گلے
سے گردن پر خط کھینچا اور حسب قاعدہ حکم کا منتظر ہوکر کھڑا ہوا پوشاک سرخ
اسکی پہنے ہین خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے سامنے کھڑا ہے وہ وقت کا اور صفدر حبشی
آگے اونکے کھڑا ہوا ہے کہ صفدر حبشی نے کہا فریاد کیا ہے ارے ایک ہاتھ کہ سر الگ
ہوجائے جلاد نے حسب دستور کہا کہ ہر چند پوچھتے کہا ہان قتل کر کوئی
محل تردد نہین ہے وہ حکم مل چکے ہین تیرے حکم کی دیر ہے ادھر سیاہ ناک
سیاہ قبا نگاہ یاس سے ہر چہار طرف دیکھ رہے ہین لیکن سوا کشتگان
خون کے کوئی غمخوار نظر نہین آتا بلک کر دعا کی کہ اے پروردگار عالم
اس وقت بے کسی مین سوا تیرے کوئی حامی و مددگار نہین ہے بار الہا ہر چند کہ عمرین
ہم دونون کی پوری ہو چکین بچپن جوانی بڑھاپا تینون پنتش گذر چکے اب سوا
مرنے کے کیا باقی ہے لیکن ایسی صورت سے مرنے سے ضرور کراہت معلوم ہوتی ہے
کہ لاش غسل و کفن و دفن سے بھی محروم رہیگی یہ ملعون ناسمجھا ہے ملک نیرنگ قاف
مین لیجا کر اک بادشاہ کافر کو نذر دیگا وہ نہین معلوم سر ہمارے کس طرح پیش آئے اور انجام نہین کہان پہونچاو

اور لاشون کو تو یقینی ہے کہ کافر اسی صحرا مین چھوڑ کر چلے جاینگے ہم اٹھا چاہتے ہین کہ بعد مرگ بھی خراب نہو
ان دونون نے پھر اسی طرح تہ دل سے دعا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا تھا کہ گرد غبار جانب صحرا
سے بلند ہوا چلا و ظلم ثالث کا منتظر ہے صفدر جنی غبار کی جانب دیکھ رہا ہے کہ آتے آتے وہ اس
گرد کا فتنگا فتہ ہوا اور دل گرد سے دس ہزار دیو اک آدم زاد کے ہمراہ رکاب آکر پہونچی
لگ سیاہ پوش صورت ماتمیون کی بنائے ہوئے تھا کہ نظر اپالون پر پڑی یہ صاحبقران اعظم
فرزند ملکہ اسمان پری ہین جو ملک جمہوریہ کو براے عیادت جمہوریہ دیو پر درستہ ہوئے تھے اس
وقت پہونچے کہ حال غیر تھا انھین کے سامنے جمہور کا انتقال ہوا یہ بھائی کو دفن کرکے ہوئے
لباس ماتمی پہنے اپنے مکان کو واپس آرہے تھے راستے مین یہ ہر کہ دیکھا کہ دو دیو دونکی
بند پو قتل کیا چاہتے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ملازم ہے کا ہین بس
نہایت غصہ آیا اور مرکب کو پاشنہ کیا مثل برق وہ فرس کوندا صاحبقران اعظم نے سامنے
آکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کس خطا پر میرے ملازمون کو قتل کرتا ہے اس نے کہا تم نہین جانتے
مجھکو منم صفدر جنی صاحبقران اعظم نے فرمایا صفدر جنی کون کیا تیرا یہ مقصد ہے کہ مین
جنون مین بہت بہادر ہون اس نے کہا بہادر نہ تھا تو ان دیوون کو قابو مین کیونکر
لایا اور بیس ہزار دیوون کی سرداری پائی ہین بیٹا ہون شدید جنی کا جو بھانجا ہین عبد الرحمن
جنی کے فرمایا ہان اب معلوم ہوا تو پوتا ہے عبد الرحمن کا اچھا ان دیوون نے تیری کیا خطا
کی تھی جو تو قتل کرتا ہے اس نے کہا کہ تمہارے بارگاہ مین یہ مجھسے کے فرمایا کہ پھر تو نے
سخت کلامی کی ہوگی اس نے کہا کہ پہر بہادر دب کے کب گفتگو کرتے ہین صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ مجھے تیری شامت تو نہین آئی ہے مین تجھسے دریافت حال کرتا ہون اور تو بڑے پن کی گفتگو
کرتا ہے اگر عبد الرحمن کا خیال نہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچکر پھینک دیتا صاف صاف بیان
کرکہ تو کیون آیا تھا اور ان سے زبان کیونکر لڑی اور انکو گرفتار کس طرح کیا اس نے سبب اپنے
آنیکا اور گفتگو کا حال اور کشتی ہونا سیاہ کے اور کو لا لوٹنا اوسکا بیان کیا اور خاموش ہو رہا لیکن
حال گرفتاری نہ بیان کیا سیاہ تک نے چلا کر کہا کہ اے شہریار اس نے عیار کے فریب سے ہمکو گرفتار کرایا
بس یہ سنتا تھا کہ صاحبقران اعظم کا چہرہ سرخ ہو گیا غصہ سے دست و پا کانپنے لگے فرمایا او بزدل اسی
منہ پر منم کا نعرہ کرتا تھا بس دور ہو میرے سامنے سے ورنہ سزا پا جائیگا جب یون بس نہ چلا تو عیاری اوسنا
سے کام لیا اس نے کہا مین تو تمہاری فکر مین تھا اوس وقت تم تھے مگر شکر ہے خداوند
ازلی کا کہ انھون نے گھیر کر تمہین یہان بھیجا صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ ماں وہ
ہو گیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو اس نے کہا مجھے خود تمہاری تلاش تھی لو اس کو
یہ تیغ قضا ہے یہ کہکر برچھا سینہ سے لیکر صاحبقران اعظم کے حوالہ کیا صاحبقران اعظم نے
ترچھے ہو کر برچھے پر ہاتھ ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ برچھا ہاتھ سے صفدر جنی کے نکل گیا اور یہ ملعون
اوندھے منہ جا پڑا صاحبقران اعظم نے برچھا تو پھینک دیا اور فرمایا کہ دیکھا تو نے بس چلا جا
میرے سامنے سے کہ غصہ ہے مجکو ایسا نہو تو مارا جائے اور مجھے تیرے دادا عبد الرحمن سے
شرمندگی ہو یہ تو اس مردود پر رعایت کر رہے ہین مگر صفدر جنی خون کا پیاسا ہے
بس یہ ہین کہ سے تیغ کھینچکر صاحبقران اعظم پر وار کیا اٹھکر ہاتھ مین تلوار

تلوار ہتھہ نہ سپر لباس ماتمی پہنے ہوئے ہین یہ خیال بھی نہ تہا کہ مین اس پر رعایت
کرون گا تو یہ سر نگون نہو گا بس لو مین چوتہہ آکر سر پر بیٹھتا ہے نادو ابرو اونے گیا اور
ہاتھون مین واسطے ایک بھی نہ تھے لو ہین دونون ہاتھہ مارے تیغہ تو بمشکل سر سے نکالا
مگر دونون گلا بیان بھی زخمی ہو گئین بس اب طیش مین آکر یہ چاہتا تھا کہ دوسرا وار کرون کہ
صاحبقران اعظم نے کلائی اسکی پکڑ لی اور جھٹکا دیا کہ یہ اوندھے منہ زمین پر آرہا بس
بند کمر پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا سیاہ تاک نے آواز دی کہ
اے شہریار سبحان اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا اب اسے چھوڑ دیجیے گا قلب اس ملعون کا
سیاہ ہے یہ صاحبقران اعظم نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے مین
اس نے کہا اگر جانتا ہون تو نام پر خدا و ندا ابلیس کے نثار ہون یہ سنتا تہا کہ صاحبقران اعظم
نے ایک پاؤن اسکا پاؤن کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤن ہاتھہ مین پکڑ کر جو زور کیا چیر کے
چیر کر پھینک دیا بس اس کا مرنا تھا کہ چلا دون نے سیاہ تاک و سیاہ قبا کو تو چھوڑا
اور صاحبقران اعظم پر آپڑے ادہر صاحبقران اعظم کے لشکر نے دیکہا کہ الک پر یورش ہے
سب بھی وارین پکڑ کر آپڑے ادہر لشکر صفدر جنی کے دیو بیس ہزار تعداد مین دوسے تین
جھپٹ پڑے کہ مار لو اس آدم زاد کو ارے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے
مارا ہم بادشاہ کو کیا جواب دینگے دونون لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی کچھ دیو صاحبقران
اعظم کو لیکر علیحدہ ہو گئے کہ یہ زخمی بہت تھے اور ہر کچھ دیوون سے دوڑ سیاہ تاک سیاہ قبا
کو بھی رہا کیا قید کاٹ دی سیاہ تاک تو بسبب پاؤن بیکار ہونے کے صاحبقران اعظم پاس
آکر ٹھہرے اور سیاہ قبا ارشمشاد پکڑ کر جا پڑے جس دیو پر وار مارتے وہ پیوند خاک ہو گیا
ہر طرف وہا وہم وارین اور میل فولادی چل رہے ہین سر کٹ رہے ہین جسم خاک پر لوٹ رہے
ہین شور و دار و گیر بلند ہین ادہر دس ہزار دیو ہین اودہر بیس ہزار انکا سردار زخمی ہے اور
اون کا افسر مارا جا چکا فوج بے سردار کہان تک لڑے سیاہ قبا نے کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے انجام کار فوج کفار نے لاش صفدر جنی کی اوٹھالی
اور نیرنگ قاف کی جانب روانہ ہوئے بیس ہزار دیون مین سے دس ہزار مارے
گئے اور دس ہزار لاشین لے کر بھاگے اور کوئی دو ہزار کے قریب اہل
اسلام مارے گئے بعد فتح کے صاحبقران اعظم کو تو پانچ ہزار دیوون سے گلستان
ارم کی جانب روانہ کیا کہ یہ نہایت زخمی تھے اور سیاہ تاک سیاہ قبا لاشون کے
دفن کے انتظام مین مصروف ہو رہے تین روز مین دفن و کفن سے فرصت ہوئی اب یہ
بھی گلستان ارم کی جانب روانہ ہوے ان کو تو راہ مین چھوڑیئے لیکن اب حال
گذارش کیا جاتا ہے ان دیوون کا جو لاش صفدر جنی کی لے کر نیرنگ
قاف کو روانہ ہوئے تھے دوسرے روز پہونچ گئے اور اس وقت پہونچے
کہ نیرنگ شاہ مصروف سیر و شکار تھا اشد جنی بھی ہمراہ تھا کہ دیکھا سامنے سے
کچھ دیو خاک اوڑاتے ہوئے روتے پیٹتے چلے آتے ہین نیرنگ شاہ نے کہا ارے
خیر تو ہے دیوون نے عرض کیا کہ حضور کیا خبر کہان سوا شمشیر یہ کہکر لاش صفدر جنی کے سامنے رکھدی

نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ کیونکر بار ایگیا دیوؤں سے تمام سرگذشت بیان کی پہونچنا بارگاہ آسمان
پری میں سخت کلامی ہونا عبدالرحمن جنی سے کشتی ہونا سیامک سیاہ قبا سے بعد
اس کے واپس آنا جواب نامہ لیکر راہ میں گرفتار کرانا سیامک سیاہ قبا کو
اور حکم قتل دینا پہونچنا صاحبقران اعظم کا اور قتل کرکے صفدر جنی کو چھڑانا سیامک سیاہ
قبا کا سب حالات اس طور سے بیان کیے کہ کہیں دیا دی صفدر جنی کے نہ بیان کی اور اہل
اسلام کو خطادار قرار دیا بس یہ سننا تھا کہ زمانہ نظر میں شدید جنی کی تیرہ و تار ہو گیا
اور کہا کہ تو سبھی ہیچ ہیں صفدر جنی کے عوض میں تمام گلستان ارم کی دیو و پری کو
جلا دوں گا ہر چند نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ ارادہ نہ کیجیے دیوؤں کی فوج موجود ہے
جس میں بڑے بڑے سرکش و قوی ہیکل دیو ہیں جسقدر فوج چاہو لے جاؤ اور خون
فرزند کا قصاص دشمنوں سے لو لیکن اس نے کہا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے اب
آپ تماشا دیکھئے اور اوسی وقت لوہاروں کو طلب کرکے ایک تالاب آہنی تیار کرایا اور سچے اوس
سے اک صندوق نکلوا کر تالاب کو تیل سے پر کرا کر آگ روشن کرا دی اور کچھ اسم پڑھ
کر دستک دی دیکھا کہ جانب جنوب سے ایک کالا ابر پیدا ہوا اور سامنے آکر گڑگڑایا اور ایک
آواز پیدا ہوئی کہ ہم کالا ابر نشین ہیں مجھکو کس واسطے طلب کیا ہے شدید جنی نے کہا کہ جاؤ
گلستان ارم کی طرف اور تمام دیو و پری کو اسیر کرلاؤ یہ سننا تھا کہ وہ ابر پھیل کر بڑا ہوا
گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا یہ فعل شدید جنی کا نہایت غضب کا تھا ہے غرض کہ
وہ ابر چلا جاتا تھا اوس مقام پر پہونچا جہاں کہ سیامک سیاہ قبا پانچ ہزار دیوؤں
سے لاشیں دفن کر کے پچھلے آتے تھے اور قریب قلعہ بلوریہ کے پہونچ چکے تھے کہ دیکھا
انہوں نے ابر نہایت زور و شور سے آرہا ہے اک درخت کے نیچے ٹھہر گئے لیکن ان کو
تعجب ضرور ہوا کہ فصل گرما میں ابر کیسا لیکن وہ ابر بہت تیزی کے ساتھ آکر محیط ہو گیا
اور برسنے لگا بس جس دیو پر ایک بوند بھی پڑ گئی اوس نے ٹھاٹھیں ماری اور بشکل جانور
آبی کوئی قاز کوئی قرقرا کوئی سرخاب بن بن کر اوڑنا شروع ہوئے اور اوس ابر سے
جاکر مل گئے یہانتک کہ پانچوں ہزار دیو جانور بنکر اوڑ گئے مع سیامک سیاہ قبا اوس
ابر جا کر مل گئے ابر اوپر اوپر ابر اور نیچے اوس کے یہ پانچوں ہزار دیو جانور بنے ہوئے اوڑتے
چلے جاتے ہیں ابر انکو لیکر طرف نیرنگ قاف کے روانہ ہوا اور ان جانوروں نے اتنی
آواز دی کہ یا عبدالرحمن جنی ہماری خبر لیجئے ورنہ ہم تو جاتے ہیں ادھر قلعہ بلور سے
ابر یہ فصل ادھی دیکھکر ملکہ آسمان پری و عبدالرحمن جنی بھی متعجب ہیں تھے جسوقت
واقعہ آنکھوں کے سامنے گزرا کہ جس دیو پر بوندی پڑی وہ جانور بن گیا بس انکو یقین ہو گیا
کہ یہ فعل شدید جنی کا ہے بس انہوں نے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ جلد قلعہ گلستان
ارم کی جانب چلئے اور قلعہ بلوریہ کو خالی کیجئے ورنہ یہی حالت ہم سب کی ہوگی جو آپ کے
سیامک سیاہ قبا اور پانچ ہزار دیوؤں کے ہوئی ہے اور ایسا ہیچ نہیں کہ تیرے
ان سے تو ہاتھ اوٹھائیے جو لوگ باقی ہیں ان نہیں کی خبر لیجئے ملکہ آسمان پری بعجلت
تمام قلعہ بلوریہ سے قلعہ گلستان ارم کو روانہ ہوئے اور ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کر

کہ کوئی شخص رعایا برایا مین سے یہان نہ رہے سب قلعہ گلستان ارم مین چلے چلین ورنہ
زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کسی بلا مین مبتلا ہو جاے جس وقت منادی نے ندا کی تمام
قلعہ مین اور گرد و نواح مین ہل چل مچ گئی دیو پری بھاگنے لگے پریون نے بچون کو بغل
مین دبا لیا مردون نے اسباب اوٹھا لیا گھربار کو چھوڑا جسے دیکھو بھاگا چلا جاتا ہے
تھوڑے عرصہ مین تمام قلعہ بلوریہ خالی ہو گیا اک ہو کا عالم ہر طرف نظر آتا تھا تمام گھر خالی
پڑے تھے لیکن عبدالرحمن جنی نے قلعہ گلستان ارم مین پہونچکر اک کتاب نکالی
اوس مین طریقہ رد عمل سحاب دیکھکر سامان اوسکا مہیا کیا اور اک مقام پاک وطاہر پر
بیٹھکر خوشبو جسم مین ملی اور اک مشتعل سامنے رکھ لی اور کچھ اسم پڑھ پڑھ کر چند
اجزا سے سرخ مشتعل پر ڈالے کہ اوس نے دود سرخ پیچیدہ ہوکر بلند ہونا شروع ہوا یہانتک
کہ تمام گلستان ارم پر اک سائبان سرخ بنکر محیط ہو گیا اسکے بعد کچھ اور اسم پڑھکر
دستک دی کہ اک موکل سرخ پوش پنکھا ہاتھ مین لیے ہوئے زمین سے پیدا ہوا اور ہاتھ
باندہ کر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ اے موکل شعلہ افروز جا اور
ابر شدید جنی کو جلا کر عمل اوسکا پلٹ دے اوسکے بعد اپنے ہنر لشکر کفار کو دکھا یہ کہکر
ایک ٹکڑا قرطاس سفید کا سرخ روشنائی سے لکھکر آگ پر ڈالا کہ وہ جلا اور وہین سے
اک بساط بنکر تیار ہوا موکل سے کہا کہ بیٹھکر روانہ ہو موکل نے سلام کیا اور بساط پر وہان
بیٹھکر زرنگ قاف کی جانب روانہ ہوا اب اسے بھی راہ مین چھوڑیے پہلے حال اوس ابر کا
سنیے کہ جو دیوان گلستان ارم کو قید کرکے لے گیا ہے جا لے جاتا ہے جس وقت زرنگ
قاف مین پہونچا شدید جنی کے سر پر محیط ہوکر قائم ہو گیا شدید جنی نے زرنگ شاہ
کہا کہ اب تماشا دیکھیے اور ابر کی طرف کچھ پڑھ کر اونگلی سے تالاب کی طرف اشارہ کرکے
آواز دی کہ آؤ یہ مقام تمہارے واسطے ہے بس اشارہ کرنا تھا کہ ان طائرون نے جو زیر ابر
شور فریاد بلند کر رہے تھے کنڈے چھوڑے اور تالاب مین گرے اسی طرح آن واحد مین سب
جل کر خاک ہو گئے زرنگ شاہ یہ کمال شدید جنی دیکھکر نہایت خوش ہوا بہت تعریف کی
اوسی وقت تو پارچہ کا خلعت دیا شدید جنی نے کہا کہ اسی طرح اگر کل پریزادان گلستان
ارم کو نہ پھونک دیا تو نام اپنا شدید جنی نہ پایا اور آپ تماشا دیکھیے غرضکہ یہان جتنی ڈیرے
پڑگئے تو بجین آگ برشیدہ شدید جنی نے ایک چھولداری اپنے واسطے علیحدہ برپا کی اور ابر کی طرف اشارہ
کیا وہ ابر پھر سایہ مین کرتا ہوا گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا اب تماشا دیکھیے کہ
اس طرف سے تو ابر جا رہا ہے اور ادہر سے موکل شعلہ افروز چلا آتا ہے بس جیسے ہی ابر نے
اس موکل کو دیکھا چاہا تو زور شور سے گرجتا ہوا چلا کہ قید کرلون اس کو لیکن جیسے ہی قریب پہونچا
اور موکل شعلہ افروز نے نعرہ کرکے جھپاسا پنکھا کی دی جس طرح اولی سمٹتی ہی گوشہ ابر سمٹ
گیا بس موکل نے ابر جو چہار طرف سے پے در پے پنکھا کی جھپٹ دی وہ تمام ابر سمٹ کر اک
سرڈی کا سا لاین گیا اور موکل شعلہ افروز پنکھا کی جھپٹ دیتا ہوا سمیٹ کر ادہر اس ابر کو
زرنگ قاف کی طرف لے چلا ابر سے بجاے گرج و چمک کی صداے فریاد بلند ہوئے یہانتک
کہ یہ موکل ابر کو لیے ہوئے اوس تالاب پر پہونچا جسمین تیل کھول رہا تھا اور کنارہ پر اوسکے

شدید جنی کھڑا ہوا تھا اس موکل نے پہونچتے ہی آواز دی کہ او کافر مرتد تو نے پانچ ہزار بندگان
خدا کا خون کیا دیکھو اب اوسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے یہ کہکر جو پنکھیا کی پھونک دی وہ ابر کا ٹکڑا تالاب
میں گرا اور اک شعلہ بنکر پھڑکا کہ اسنے وقت اس نے آواز دی کہ میں دشمن کے قابو میں آگیا اگر کچھ
طاقت ہو تو رد کو مجکو دریا میں جاتا ہوں شدید جنی تو اس انتظار میں تھا کہ موکل میرا سب کو
اسیر کئے ہوئے لاتا ہوگا لیکن معاملہ بالعکس ہوگیا بس لرز گیا اس نے تو آواز دی کہ اسے جلدی
لاؤ کتاب میری اور نیرنگ شاہ سے کہا کہ آپ جلدی بھاگ جائیے یہاں قیامت ہوا چاہتی ہے نیرنگ
شاہ تو سر پر پاؤں رکھکر بھاگا لیکن الکہ ابر جو تالاب میں گرتا ہے جل کر اک شعلہ جو اٹھا اور بھڑک کر
شدید جنی پر گرا اس نے جلدی سے کوئی اسم پڑھا کہ ایک شعلہ کے کئی شعلے بن کر جسم
سے علیحدہ ہوئے لیکن تمام جسم میں شدید جنی کے آبلے پڑ گئے اور یہ اپنی جھولداری کی طرف بھاگا
شعلوں نے اس کا تعاقب کیا جب یہ کچھ پڑھ کر پھونکتا ہے شعلے علیحدہ ہوجاتے ہیں بعد اسکے
پھر لپٹنے لگتے ہیں مہلت نہیں دیتے موکل شعلہ افروز مدمدم للکار رہا ہے کہ ہاں جلا دو اسکو
جانے نہ پائے ادھر اس نے ایک پڑیا پھاڑ کے تالاب میں ڈالدی جو اس کو چلتے وقت عبدالرحمن
جنی دی تھی لیبل بس پڑیا کے گرتے ہی ہمدم شعلے تالاب سے نکلے اور لشکر دیوان نیرنگ شاہ
کی طرف چلے بادشاہ تو پہلے ہی بھاگ کر چلا گیا تھا لیکن لشکر یہاں پڑا ہوا
تھا اب شعلے چمک چمک کر گرنا شروع ہوئے اور دیوؤں کو پھونکنا شروع کیا جب شعلہ
چمک کر گرا جل کر مثل دیو آتش بازی کے خاک ہوگیا لشکر میں بھگدڑ مچ گئی دیو بھاگے
جاتے ہیں اور موکل للکار رہا ہے کہ ہاں ارواں کو جانے نہ پائیں شعلے پیچھا کئے ہوئے ہیں
دیو بھاگتے پھرتے ہیں اور ہر چند شعلے شدید جنی کی فکر میں ہیں لپٹے رہے جاتے ہیں جھولداری
تک پہونچنا اسے دشوار ہو گیا ہے موکل چلا رہا ہے کہ یہ مزا ہے خون بہانے کا شعلوں کی لپٹ
سے تمام صحرا آتش بار ہو رہا ہے بلکہ یہ کہیے کہ نمونہ دوزخ معلوم ہوتا ہے کفار جیتے جی جل رہے ہیں
بار بار موکل کہتا ہے کہ آج کوئی دیو پری نیرنگ قاف کی بچنے نہ پائے بعضوں نے قصد کیا کہ
اب خیر نہیں معلوم ہوتی ہم بھی بھاگ چلنا چاہیے شاید جان بچ جائے غرض کہ عجب طرح کا
ہنگامہ برپا ہے آن واحد میں شعلوں نے قریب دس ہزار دیو و پری کے پھونک دیئے اور
جلاکر خاک کر دیئے اب موکل پیچھے پیچھے ہے اور شعلے مثل فوج کے پرا جمائے ہوئے آگے
آگے ہیں لیکن چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اسی حالت میں قریب شہر کے پہونچ گئے شہر میں تلاطم
ہوگیا شعلوں کی فوج سے کوئی چارہ نہیں ہے نہ بھاگ کر جان بچتی ہے نہ لڑائی بنتی ہے کوئی ذی روح
ہو تو اوس پر حربہ کریں قتل کریں ضرب کا جواب دیں شعلوں سے کون لڑے عجب طرح کا تہلکہ
برپا ہے اگر دو دیو ایک مقام پر کھڑے ہیں اور شعلہ لپک کر وہاں پہونچا تو ایک دوسرے کو شعلہ
پر دھکیل کر بھاگتا ہے بھائی بھائی کا باپ بیٹے کا بیٹا باپ کا دوست نہیں سب کو اپنی اپنی
جان عزیز ہے لیکن شدید جنی گرتا پڑتا اپنی جھولداری میں پہونچا اور ایک اسم پڑھ کر دوا
جسم پر ایک لکیر کھینچ دی کہ شعلے باہر رہ گئے اندر نہ آسکے نیرا سے کتاب نکالی اور اس میں سے
رد عمل کی ترکیب نکالکر جلدی سے سات مرتبہ اک اسم کو پڑھکر دستک دی کہ اک پری پیدا
ہوئی تلوار اوسکے ہاتھ میں کھنچی ہوئی کہا کیوں مجھے بلایا ہے شدید جنی نے کہا کہ دشمن کو جواب دو یہ کہکر

ہاتھ سے اشارہ کیا پری تڑپ کر خیمہ سے نکلی جس شعلہ کو پری مارا وہ افسردہ ہوگیا جب اس نے ان
شعلوں کو گل کر دیا شدید جنی کو مہلت ملی اب یہ بھی خیمہ سے نکلا آگے آگے پری تلوار کھینچی ہوئی اور پیچھے
پیچھے شدید جنی آتے آتے قریب ستر کے پہونچا دیکھا کہ عجب قیامت برپا ہے ہزار ہا دیو و پری بھاگتے
پھرتے ہیں اور شعلہ اونکے پیچھے بلا کیطرح لپٹے ہوئے ہیں جو دیو یا پری کہ ذرا ٹھہرا یا ٹھوکر
کھا کر گرا شعلے نے اوسکو جلا کر خاک کر ڈالا ہر طرف بھگدڑ مچی ہوئی ہے بس یہ دیکھنا تھا کہ شدید جنی
نے پری سے کہا کیا دیکھتی ہے قتل کر اسکو کہ اس نے سیکڑوں کا خون کیا ہے یہ سنتے ہی پری اندر
تو کل موکل آتش افروز کی طرف چلی اور پکاری کہ او چھوکرے اسقدر تو نے سر اوٹھایا اب
تیرا اجل تیری آپہونچی سمجھا تھا کہ موکل سہم گیا اپنے ملک الموت کو پہچان گیا او شعلوں کی طرف
اشارہ کیا شعلے ادہر سے پلٹے اور پری کی طرف چلے اور آپ یہ موکل بھاگا شعلوں کو آگے کر دیا
کہ جبتک یہ شعلے اسکو روکیں میں عبدالرحمن کے پاس پہونچکر اطلاع کردوں شاید وہ کوئی صورت جان
بخشی کی نکالیں پری اسکی قضا ہے کب فرصت لینے دیتی تھی جو شعلہ لپکا کر اسکی طرف چلا پری نے
پر مار کر گل ہوکر دکھایا رفتہ رفتہ تین چار سو شعلے تھے سب افسردہ ہوگئے اور پری اڑکے سر موکل آتش افروز
کے پہونچ گئی اور کہا کہ بہت سر اوٹھایا تھا تو نے دیکھ یہ اوسکی سزا ہے یہ کہکر وہی تلوار جو اسکے ہاتھ میں کھینچی ہوئی تھی
گردن پر موکل کے لگا سر کٹ گیا لیکن سر کا کٹنا تھا کہ بجائے خون ایک شعلہ نکلا اور لاش موکل کے سمیت
سر جلا کر خاک کر دیا بعد اوسکے خود بھی افسردہ ہوگیا یہ دیکھکر تو تمام دیو و شدید جنی کو تالیاں دینے
لگے کہ یہ بلا اسکی ذات سے آئی تھی یہ ابر بھیجا تھا ورنہ یہ شعلہ آتے اسنے اپنے ساتھ ہماری بھی جان لی
استاد سے اپنے مقابلہ کیا اوسکی سزا پائی جو محسن کشی کریگا اوسکا یہی انجام ہوگا لیکن جب پری نے آکر موکل کو
اسباب تعریف کرنے لگے کہ اگر ایسا نہوتا تو اتنے بڑے شخص سے کیون بچتا جیسا چاہئے ہو گئے کی راہ رکھ
لیا ہے بادشاہ بھی پہلے نہایت ناراض ہوگیا تھا تیاری طلسم کیطرف بھاگنے کی کردی تھی کہتا تھا کہ اس کی ذات
سے سلطنت میں رخنہ پڑا لیکن جب خبر موکل مارے جانے کی سنی نہایت خوش ہوا اور شدید جنی
کیواسطے خلعت بھیجا پری تو موکل کو جلا کر حسب الحکم غائب ہوگئی لیکن شدید جنی علاج میں مصروف
ہوا وہ آبلے جو اس کے جسم پر پڑ گئے تھے کوئی دوا اثر نہ کرتی تھی جب شدید جنی نے عملیات سے
کام لیا ہے تو اچھا ہوا ہے لیکن اپنے ہمزاد کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوا تو بقوت عمل اسکو
مقید کر کے گلستان قفس کیطرف روانہ کر دیا سبب اسکا یہ تھا کہ جسوقت عبدالرحمن جنی نے اس
رد عمل کیا ہے تو یہ کلمہ غصہ میں آکر کہا تھا کہ تو ہی جو اسکا ہمزاد اسی کو قتل کرے یہ خبر موکلوں نے
اسکو بھی پہونچا دی تھی اسی بنا پر اسنے ہمزاد کو گلستان قفس میں قید کیا کہ نہ ہوگا نہ مجھے
قتل کریگا لیکن خبر قید کی ہمزاد کی جو عبدالرحمن جنی کو پہونچی کہ اسکے موکل ہی ہر وقت کی خبر پہونچا
رہے تھے یہ ساکت ہوگئے سبب سکوت ملکہ آسمان پری نے پوچھا عبدالرحمن نے عرض کی کہ عمل
میرا باطل ہوگیا ملکہ آسمان پری نے کہا کہ کیون باطل ہو گیا عبدالرحمن نے جواب دیا کہ اسوقت
شدید جنی مجھسے کسی طرح کم تھوڑی ہے جو باتیں ہیں تیرے اوس سے پوشیدہ کی گئیں وہ اوسنے بھی
آگاہ ہوگیا ایسا کہ وہ پہلے ہی اوس کتاب کو چرالے گیا کہ جو عملیات کا دارومدار تھا اوسنے رد عمل
کی ترکیب کی جو موکل کہ میرے موکل پر بادی تھا وہ اسکے قبضہ میں ہے اور وہ اسوقت سب کچھ کر
سکتا ہے لیکن آپ نہ گھبرائیں اسلئے کہ جسنے یہ سائبان سرخ جو کام گلستان ارم پر قائم کر دیا ہے

پہنچا ہے حصار سے اب اگر ابر وغیرہ آئے گا تو بوندیون کا اثر سفر تک نہین پہونچا سکتا
جو قطرہ گریگا جل جائے گا اور چند دو کل پیتے اور سعین کردیئے ہین جو ہر قسم کے خبر رسانی کرتے رہینگے کہ اوسکا
پیشتر سے بندوبست ہو جائیگا لیکن اب یہانسے چند کلمہ داستان ضلالت لشکر دیوان گلستان ارم کی سنیئے

کہ جسوقت انھون نے برباد ہی بہارستان قاف سے فراغت پائی اور جشن سے فرصت ہوئی تو برق برق نے دیو اشتقال
سے کہا کہ اب گلستان ارم کیطرف چلنا چاہیئے دیو اشتقال نے کہا بہت مناسب ہے اور اوسی وقت
لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور خود سامان کرکے معہ بارگاہ گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا بعد
اسکے تمام لشکر معہ برق برق شاہ گلستان ارم پر چڑھائی کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے
جسوقت تین چار منزل پر پہونچے تو دیکھا کہ تمام صحرا دیودونسے مملو ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت
بڑا لشکر اوترا ہوا ہے دیو اشتقال نے چند دیوون کو بھیجا کہ جا کر خبر لاؤ کہ یہ دیو کہان کے رہنے والے ہین
اور کس بادشاہ کے ملازم ہین یہان کیون ٹھہرے ہوئے ہین کس طرف سے آتے ہین اور اب ارادہ
کدہر کا ہے یہ سنکر دیو برائے تفتیش روانہ ہوئے تھوڑے سے دیر کے بعد آکر عرض کی کہ یہ لشکر دیو نفرت
بن عفریت کا ہے بہت بڑا لشکر ہے آپکے لشکر سے کسی طرح کم نہین ہے اور سب ابلیس پرست ہین
سنا ہے کہ یہ لوگ بھی گلستان ارم پر چڑھ کر گئے تھے لیکن سردار انکا نواسہ حمزہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا
تلخ اعلی ٹوٹ گئی شکست کہا کر بہاگا ہے اور اسی صحرا مین مقیم ہو علاج مین مصروف ہے ادھر دیو
نفرت نے آمد لشکر دیکہکر اہل اسلام کے خوف سے اپنے دیوون کو برائے خبر روانہ کیا تھا جبکہ
ان دیوون نے حال دریافت کر لیا آکر دیو نفرت بن عفریت سے بیان کیا کہ ایک دیو
دراز قامت ایک لاکھ دیو لیکے چلا آتا ہے سنا ہے کہ بارادہ برباد ہی گلستان ارم جاتا ہے
اور مذہب مین ابلیس پرست ہے نام اوسکا دیو اشتقال ہے گرچہ بادشاہ نہین معلوم
ہوتا بلکہ افسر فوج ہے سنا ہے کہ بادشاہ عنقریب مین اسکے چلا آتا ہے اور بڑی فوج
اوسکے ساتھ ہے دیو نفرت نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو وہ اور ہم ایک
ہو جائینگے خیمہ آنے دو اور ملاقات تو ہونے دو اتنے مین دیو اشتقال ایک لاکھ
دیو سے اسی صحرا مین پہونچا اور ایک طرف خیمہ زن ہوا اسکے بعد دیو ہومان اور
دیو گلیزال و دیو تیزان اور دیو ... اور دیو کرا اور شکیلا کے آہن کلاہ یہ
سب تو آٹھون دیو ایک ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے آکر پہونچے آخر مین سواری
بادشاہ کی آئی بارگاہ برپا ہوئے بادشاہ او وزرا داخل بارگاہ ہوا دیو اشتقال نے
سب کیفیت جو کچھ دریافت ہوئی تھی نفرت بن عفریت کی سامنے برق برق
کی بیان کی برق برق نے کہا جب ہمارا اوسکا مذہب ایک ہے تو ملنا اور ملاقات
کرکے یکدل ہو جانا چاہیئے کہ کام مین آسانی ہو دیو اشتقال نے کہا کہ میری بھی یہی
رائے ہے اوس وقت برق برق نے شکیلا کے آہن کلاہ سے کہا کہ تم نامہ لیکر
جاؤ اور جواب اسکا لے آؤ اور شکیلا کے آہن کلاہ نے نامہ لیکر سر سے باندھا اور لشکر نفرت
کیطرف روانہ ہوا نفرت کے دیوون نے اسکو خبر کی کہ بادشاہ نووارد کی طرف سے ایلچی آتا
ہے کہا آنے دو ... اوسکو تعظیم کیساتھ ہمارے پاس لاؤ کچھ دیو جو عہدہ ہائے جلیل پر تھے چند قدم گئے اور

استقبال کرکے شکیلائے آہن کلاہ کو سامنے نفریت بن عفریت کے لائے اُسنے ادب سے سلام کیا جواب سلام دیا اور گلے ملنے کو ملا ساقی نے جام شراب بہر کر پیش کیا شکیلائے آہن کلاہ نے جام شراب کا غٹ غٹ کرکے پیا اور نامہ برق بریق شاہ کا ٹوپی سے نکال کر نفریت کو دیا نفریت نے پڑہا لکہا ہوا تہا کہ اے برادر ہم نے سنا ہے کہ آپ بہی مذہب ابلیس پرستی رکہتے ہین اور قوم ہم طریق کے پابند اور دشمن ہین خدا پرستون کے اور ہم بہی بندگان خداوند ابلیس سے ہین بادر منزل مقصد بہی ہماری آپکی ایک ہی ہے یعنے ارادہ بربادی گلستان ارم ہم بہی رکہتے ہوئے ہین لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ ملکر ان خدا پرستون کا استیصال کرین شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

جس وقت ہم آپ ایک ہوکر لڑینگے کام باسانی انجام کو پہنچیگا یہہ مضمون دیکہکر دیو نفریت بن عفریت نہایت خوش ہوا اور شکیلائے آہن کلاہ کو خلعت دیا اور جواب نامہ یہہ لکہا کہ اے برادر جو کچھ آپنے لکہا بہت بجا و درست ہے لیکن پہلے اسکا تو فیصلہ کر لیجئے کہ دو بادشاہ ایک لشکر مین کیونکر رہ سکتے ہین لہذا یا مین رہون یا آپ ایک حاکم بنا رہے اور دوسرا اوسکا محکوم و تابع فرمان رہے لہذا یہہ حق میرا ہے اسلیئے کہ خاندانی بادشاہ ہون اور تم نئے بادشاہ ہو تمہین وزارت اختیار کرنا چاہیئے کہ یہہ بہی تمہارے واسطے کم نہین ہے اور مین بادشاہ رہون کیونکہ یہہ حق میرا ہے اور میرے بزرگون سے سلطنت چلی آئی ہے والسلام یہہ جواب نامہ کا شکیلائے آہن کلاہ کو دیا گیا شکیلائے آہن کلاہ جواب نامہ لیکر پاس برق بریق کے آیا اور جواب پیش کیا برق بریق نے جواب الجواب تحریر کیا مضمون اوسکا یہہ تہا کہ ہر چند کہ مین داروغہ زندان خانہ تہا اور اب بادشاہ ہون اور آپ خاندانی بادشاہ ہین لیکن یہہ تو خیال فرمایئے کہ جس خداوند نے آپکو سلطنت کئی پشتون سے عنایت کی ویسے مجکو یہہ سلطنت جدید ہی بخشی ہے اور کسی وقت مین آپکے بزرگ بہی کسی دوسرے بادشاہ کی رعایا ہونگے جسطرح ایک حیلہ حکومت میرے واسطے نکل آیا اسی طور سے کوئی حیلہ اونکے واسطے بہی ہوگیا ہوگا یہہ استدلال ایسے نہین ہین جنسے مین اپنی حکومت آپکو دیکر خود محکوم بنجاؤن آپ اور جسکی تیغ اوسکی دیگ ہا اگر یہہ زور بازو ہو اور میرے پہلوانون کو زیر کیجیئے تو مین اس باتکو گوارہ کرلونگا کہ آپ بادشاہ ہون اور مین وزیر اور اگر میرے پہلوانون سے آپ زیر ہوگئے تو اسکے عکس کرنا پڑیگا کہ مین دونون لشکرونکا بادشاہ ہونگا اور آپکو عہدہ وزارت اختیار کرنا ہوگا بس یہہ نامہ دیو اشتقال کو دیا اور اشتقال نامہ لیکر نفریت بن عفریت پاس آیا نفریت نے نامہ پڑہا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہا کہ اے دیو اشتقال مجہے منظور ہے جو کچھ تمہارے بادشاہ نے لکہا بہت صحیح ہے مین پشت پر جواب جنگ تحریر کرتا ہون لیکن یہہ جنگ ہوی دوستانہ اور امتحانی جنگ ہے دیو اشتقال نے کہا نہین تو کیا دشمنی ہے ایک جہگڑے کی بات تہی اوسکے فیصلہ کی صورت قرار پائی لیکن دیو نفریت نے کہا اے اشتقال مجہے تو تجہسے زیادہ زبردست برق بریق کے لشکر مین کوئی نہین نظر آتا لہذا طول کرنے کی ضرورت نہین جو سب سے زیادہ زبردست ہو وہی لڑے دیو اشتقال نے کہا ایسا ہی ہوگا اور یقین ہے کہ میری ہی آپسے مقابلہ کی نوبت آئے اسلیئے کہ مین سالار فوج ہون اور سب سے زیادہ قوی ہون نفریت نے کہا کہ جاؤ اور اپنے ہی نام پر طبل جنگ بجواؤ یہہ سنکر دیو اشتقال نفریت سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر مین آکر برق بریق سے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ

برق بریق نے دیو اشقال کے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا بس نقارہ رزمی پر چوب پڑی
اور آواز نقارہ کی گرجی یہان دیو نفریت بن عفریت نے طبل جنگ بجوایا دونون طرف کوس حربی
بجا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جسوقت دیو سپید صبح نے دیو
سیاہ شب کو پکڑ کر گوشۂ مغرب کے غار عمیق مین چھپا دیا تمام دیوان نفریت بن عفریت و برق
بریق میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوئے اودہر دیو اشقال بمرتبۂ سرداری لشکر سے بیس قدم
آگے بڑھکر کھڑا ہوا اور نفریت اپنے لشکر کے آگے بمرتبۂ سرداری قائم ہوا اوسوقت دیو اشقال
سامنے تخت برق بریق کے آیا اجازت چاہی برق بریق نے کہا جا تجھے خداوند ابلیس کی
نگہبانی مین دیا یہہ سنکر دیو اشقال نے زمین ادب کو بوسہ دیا اور وہان سے رخ میدان جنگ
کا کیا اور میدان مین آکر قائم ہوا اور پکارا کہ اے بادشاہ لشکر دیوان یعنے اے نفریت بن عفریت
آئیے اور آزمائش قوت کر لیجئے ادہر سے دیو نفریت نکلا دونون مین جنگ ہونے لگی دیو اشقال
نے وار شمشاد سر پر نفریت کے مارا نفریت نے وار کو وار پر روکا اور اپنی وار اشقال
کے حوالے کی اسنے بہی وار نفریت کا رد کیا کئی ضربون کی نوبت آئی یہہ رنگ دیکھکر برق
بریق نے دیو اشقال کو آواز دی کہ اے سپہ سالار با دولت حربہ ہائے جنگ سے کام
نہ لے ایسا نہو کہ تم دونون مین سے ایک ہی باقی رہ جائے تو ایک ہونہار بندہ خداوند ابلیس کا
کم ہو جائیگا بہتر یہہ ہے کہ اپنا فیصلہ کشتی سے کر لو دیو اشقال نے کہا بہت خوب اب ایسا ہی
ہوگا وار ہاتھ سے پہینکدی اور نفریت سے لپٹ پڑا دیو نفریت نے بہی وار شمشاد کو دور
پہینکا اور دیو اشقال سے مصروف تلاش ہوا اسنے اوسکی کمر بند پکڑی اور اوسنے
اسکے کمر بند مین ہاتھ ڈالا اسطرح دونون زور ہونے لگے کبہی دیو اشقال دیو نفریت کو ریل
لیجاتا ہے اور کبہی دیو نفریت دیو اشقال کو پیچھے ہٹا دیتا ہے زور کشمکش کے ہو رہے ہین
پسینے کے تریڑے چل رہے ہین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دو فیل زبردست لڑ رہے ہین تمام لشکر دونون
کی نگاہین اور جانین لڑی ہوئی ہین اسلئے کہ ایکطرف بادشاہ لشکر دیوان اور دوسری جانب
سپہ سالار ہے ہر لشکر کا اسی ایک ایک پہلوان پر مدار ہے جو زیر ہوگیا گویا تمام لشکر زیر ہوگیا
کہان تک گذارش کیا جائے کہ لڑتے لڑتے شام ہوگئی اب برق بریق نے کہا کہ شب
واسطے آسائش کے ہے اس وقت کشتی موقوف کی جائے کل صبح کو پہر دیکھا جائیگا دیو
نفریت نے کہا کہ اے برق بریق جب یہہ ثابت ہوگیا کہ دن بہر کا دم ہم دونون
مین ہے اگر دن بہر لڑینگے اور شام کو علیحدہ ہو جائینگے تو زندگی مین اسکا فیصلہ
نہ ہوگا اس سے بہتر یہہ ہے کہ جب فیصلہ ہو جائے اوس وقت علیحدہ ہون
دیو اشقال نے بہی کہا کہ اے شاہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے رہنے دیجئے
تماشا دیکھئے شام کو ایک ایک لوٹا گوشت کا اور ایک ایک مٹکا دودہ کا دونون
نے پیا اور پہر مصروف تلاش ہوئے تہوڑے عرصہ مین وہ قلیل و
رقیق غذا ہضم ہو کر نکل گئی تمام رات یہی عالم رہا نہ کہین دیو اشقال
کم پڑتا ہے نہ دیو نفریت اگر یہہ اوس قدم ریل لے جاتا ہے تو وہ بہی دس
قدم ریل لے جاتا ہے اگر یہہ اوسے پکڑ لاتا ہے تو وہ نہین دیتا اور وہ اسے

لے آتا ہے تو یہہ نہین چھٹتا دونون مین قیامت کے زور ہو رہے ہین دونون طرف کے دیو لشکرین
اپنے سردارون کی کر رہے ہین نگاہین اور جانین لڑی ہوئی ہین کہ دیکھیے فیصلہ کیا ہوتا ہے
ابھی تک تو دونون برابر ہین کسی کو کوئی نہین پاتا جب علیحدہ ہو کر دم ہانپتے ہین جنگل گونج اوٹھتا ہے
کہان تک بیان کیا جائے کہ رات بھی اسی عالم کشمکش مین تمام ہوئی اب پھر صبح ہوئی اور
دونون طرف سے قاعدہ کے موافق وہی ایک ایک خم دودھ کا جسمین قریب نصف کے شراب
ملی ہوئی تھی اور اک اک پچہ گوشت کا وہ انہون نے کھایا پیا کسل مین کچھ ہوئی قوت بڑھی پھر خم
مارکر پھر لپٹ پڑے اور اوسی صورت سے کشتی ہونے لگی جو پیچ دیو اشتغال باندھتا ہے دیو
نفریت اوسے رد کر دیتا ہے اور جو داؤن نفریت کرتا ہے اوس سے دیو اشتغال بچتا ہے
دونون جانین لڑائے ہوئے ہین پسینے کے تریڑے بہ رہے ہین ہاتھ پھسل رہے ہین زمین سے
سر لے لیکر ایک دوسرے کے جسم پر ملتا ہے کہ ہاتھ قائم ہون گرفت بن پڑے مگر پسینہ کی تو یہہ
حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے جسم سے ہزارہا سوتین پانی کی جاری ہین ہر بن مو سے پسینہ
بہہ رہا ہے اسی عالم مین یہہ دن بھی گذرا اور شام ہوگئی فیصلہ نہوا دیو برق نے پھر چاہا تھا
کہ دونون کو علیحدہ کر دے مگر پہلوانون نے منظور نہ کیا اسلیے کہ تکلیف ہے تو دونون کیواسطے
راحت ہے تو دونون کے لیے ہے اگر یہہ معلوم ہو کہ علیحدہ ہو جانے سے ہمارا زور بڑھ جائیگا
اور دوسرے کی طاقت کم ہو جائیگی تو ایسا ہی کیا جائے جس وقت حالت مساوات ہے تو
پھر کیا فائدہ ہے بہتر یہی ہے کہ فیصلہ ہو جائے تو الگ ہون دوسرے یہہ کہ اس وقت تک
دونون کو اپنی اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے دم کسیکا نہین آیا ہے ہر ایک کو اپنے اپنے دم کا اندازہ ہے
غرضکہ آج شام کو بھی کچھ دیر کو علیحدہ ہوئے چند منٹ مین وہی دودھ اور گوشت کھایا پیا اور پھر لپٹ کر
لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے یہہ رات بھی تمام کر دی اب تیسری صبح ہوئی دونون لشکرون کی جاگتے
جاگتے آنکھین سرخ ہوگئی ہین ہر حدقہ چشم اک کاسہ پر خون معلوم ہوتا ہے دیو نیند کے
مارے جھونکے لے رہے ہین اور اشتغال دیو بھی مخمور ہو رہا ہے اودہر دیو نفریت بھی
جہک جہک کر ہاتھ ڈالتا ہے دونون لڑکھڑا رہے ہین لیکن اب نظر بازون کو اتنا فرق محسوس
ہونے لگا کہ دیو اشتغال کی حالت نفریت سے زیادہ خراب ہے کہ پاؤن بھی اسکے پیچھے ہٹے
پڑتے ہین پیر اقائم نہین رہتا دم بھی آگیا ہے کتے کیطرح ہانپ رہا ہے اور دیو نفریت جہان ہٹ
جاتا ہے فورا سنبھل جاتا ہے اگر دیو اشتغال نفریت کو تین قدم دھکیل لیجاتا ہے اوسنے سنبھلکر
لنگر قائم کرکے سر سینے مین اڑا کر دیا ہے تو دیو اشتغال کو پانچ قدم ریل لیجاتا ہے شکیلا نے
آہن کلاہ نے بادشاہ سے کہا کہ آثار برے ہین ہم لوگ شرط ہارا چاہتے ہین برق جرقی
نے کہا جو مرضی خداوند ابلیس کی اودہر دیو اشتغال نے کہا کہ اسے نفریت شتابہ
واقع مین تو بڑا زبردست ہے مگر لے یہہ زور آخری ہے اگر اسکو روک لیا تو گویا مجھکو
زیر کر لیا سنبھل جا اور ہوشیار ہو جا یہہ کہکر دونون بازو نفریت کے
پکڑے اور سر سینے سے ملاکر یا خداوند ابلیس کا نعرہ کرکے اب جو زور
کرتا ہے واقع مین ایسا زور کیا کہ نفریت کو سنبھلنا دشوار ہو گیا اور سات
قدم تک پسپا کرتا ہوا چلا گیا بس یونہی جو آگے کو جھٹکا دیا ایک گھٹنا دیو نفریت کا

زمین سے آشنا ہوا لیکن دو چکر گھٹنے کے بل سنبھل کر پھر کھڑا ہو گیا برق بریق پہلے تو یہ سمجھا تھا کہ اشقال نے نفریت کو زیر کیا او شکیلا نے آہن کلاہ سے کہا تھا کہ آثار فتح کے معلوم ہوتے ہیں شکیلا سے آہن کلاہ نے جواب دیا کہ نہیں حضور جس بات کو آپ علامت فتح سمجھے ہیں یہی نشان شکست ہے دیو اشقال نے یہ بڑا کیا ہے اگر نفریت نے یہ زور روک لیا اور خود زور کیا تو دیکھ لیجیئگا کہ اشقال میں سنبھلنے کی طاقت بھی نہ رہیگی اسنے اپنا پورا زور ختم کر دیا اگر سنبھل سنبھل کر لڑے جاتا تو ابھی پہر ڈیڑھ پہر تک لڑ سکتا تھا اتنے عرصہ میں شاید نفریت دل ہار دیتا تو کوئی صورت معاملہ کی پیدا ہوتی ادہر تو شکیلا سے آہن کلاہ نے اپنی تقریر تمام کی اور ادہر زور اشقال کا ختم ہوا اور نفریت گھٹنا ٹیک کر سنبھلا آواز دی کہ اے اشقال یہ زور تیرا آخری تھا تو پہلے تیرا زور روک لیا اور اب میں بھی زور آخری کرتا ہوں تو بھی روک اور ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ نعرہ کر کے دونوں ہاتھ اشقال کے پکڑے اور سر سینے سے ملا کر جو زور کیا اور ریل کر چلا تو اشقال کو سنبھلنا دشوار ہو گیا اور دیو نفریت اسکو نو قدم تک ریل کر لیتے چلا گیا اور اب جو جھٹکا دیتا ہے تو دونوں گھٹنے زمین سے آشنا ہو گئے بس یونہی کمر زنجیر کے بند میں ہاتھ ڈالکر یا خداوند ابلیس کا نعرہ کر کے اب جو زور کرتا ہے سر سے اوٹھا لیا اور کہا کہ اے دیو اشقال کیا کہتا ہے اطاعت کے بارے میں اوسنے جواب دیا کہ تابندہ ایم بندہ ایم بس دیو نفریت نے اسکو زمین پر چھوڑ دیا اسنے اوسی وقت سے حلقۂ اطاعت کان میں ڈالا اب دیو نفریت نے برق بریق سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اوسنے جواب دیا کہ بیشک اقبال آپکا زبردست ہے اور شرط میں آپ سے ہارا آپ بادشاہ میں وزیر یہ کہکر برق بریق تخت پر سے اوتر پڑا اور تاج سر سے اوتار ڈالا دیو نفریت کو نذر دی نفریت نے خلعت وزارت دیو برق بریق کو عنایت کیا اور دیو اشقال کو سپہ سالاری کا عہدہ دیا آپ بادشاہ دونوں لشکر کا ہوا اب دونوں لشکر ایک ہو گئے دیوان نفریت و دیوان برق بریق آپس میں بغلگیر ہوئے نقارہ شادمانی بجنے لگے یہ دن تو ایسا تھا کہ کوئی تازہ انتظام کیا جاتا سب تھکے ہوئے تھے دوسرے روز دیو نفریت نے جشن قرار دیا اور صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی جام شراب ناب گردش میں آیا ناچ پریونکا ہونے لگا مسند پر مسند شاہی پر دیو نفریت بیٹھا ہے اور دہنے جانب برق بریق بائیں طرف دیو اشقال اسی طور سے دونوں طرف اور سرداران لشکر مثل شکیلا سے آہن کلاہ و کلپنزال و ضنیزال و دیو کرا و دیوتن تنا وغیرہ یہ سب دیو بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے جام چل رہا ہے اب جمعیت لشکر قریب پندرہ لاکھ کے ہو گئی ہے تمام صحرا دیوون سے مملو ہے کوئی چرند و پرند کوسوں تک باقی نہیں ہے سیکڑوں درخت لنڈے ہو گئے ہیں برگ و بار اونکے نوچ نوچ کر دیوون نے کھا لیئے ہیں غرض کہ عین صحبت جشن میں دیو اشقال نے دیو نفریت سے پوچھا کہ آپکا سر دست کس شخص کے ہاتھ سے زخمی ہوا دیو نفریت نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے دیو اشقال تونے اسوقت وہ بات پوچھی کہ غم تازہ کر دیا یہ صحبت عیش بزم غم معلوم ہونے لگی میں تجھسے کیا حال اپنا بیان کروں کیا تو نے لینا ہو گا

کہ اک آدمزاد پردۂ دنیا سے آیا تہا اوسنے تمام سرکشان قاف کو مارا دیو سمندون ہزاردست
کہ جس سے تمام قاف تہراتا تہا دیوان سرکش اوسکے نام سے سپر [illegible] اوس آدمزاد نے اسکو
بہی مارا اور آسمان پری کو زندہ بنایا اوس شخص کا باپ عفریت نام کہ بادشاہ زبردست تہا
وہ بہی اوسیکے ہاتہ سے مارا گیا نام اوس آدمزاد کا حمزہ تہا دعوے صاحبقرانی کا رکہتا تہا دیو قہقم
بن سمندون ہزاردست کہ نہایت زبردست تہا وہ بہی اوسی شیر بیشۂ شجاعت کا شکار ہوا
کہانتک تجہسے بیان کرون کہ کون کون سے دیو اوسنے زیر کیے اور قتل کیے کہ تمام پردۂ قاف اوسکے
نام سے تہرتا تہا یہانتک کہ سنا ہے اب اوسنے گوشہ نشینی اختیار کی ہملوگون کو موقع ملا اکثر
گلستان ارم پر چڑہائی کی لیکن اوسکے فرزند و دختر جو کہ ملکہ آسمان پری کے بطن سے ہین نہایت
زبردست ہین گو بظاہر تو ایسے ہی ہین جیسے کہ آدمزاد ہوا کرتے ہین لیکن قوت اونکی دیوون سے زیادہ
ہے انہون نے بہی صدہا دیوون کو مارا یہانتک کہ مہسار زبردست بہی اوسی حمزہ کے نواسے کی ہاتہ
زخمی ہوا اوسنے شاخ بیری توڑ ڈالی اگر بہاگ کر جان اپنی نہ بچاتا تو ضروری اوسکے ہاتہ سے مارا جاتا
ہان اوسہین اوس لڑکے کی وہ بہی ایسی زبردست ہین کہ بہت سے دیوون کو مارا اگر اسے دیو
اشقال آجکل میدان خالی ہے سنا ہے کہ اوس لڑکے کو جنو اوٹہا لیگیا وہ تو مفقود الخبر ہے
اور وہ عورتین دونون پردہ نشین ہو گئی ہین بیٹا حمزہ کا صاحبقران اعظم نہین سے زخمی ہوکر
آیا ہے یہی موقع ہے چڑہائی کا فوج ہماری بیشمار دیو بہت زبردست ساتہ ہین امید کامل
ہے کہ اپکی ضرور فتح ہوگی اور مین چند نامے اور لکہتا ہون ابہی چند سردار زبردست روزگار اور بہی
ہین کہ جنکو اپنے زور بازو پر گہمنڈ ہے اور حمزہ و اولاد حمزہ کے دشمن ہین اور سرکشان قاف
سے ہین نامہ پہنچتے ہی وہ بہی آکر شریک ہو جاوینگے بیس لاکہ دیوونکا مجمع ہوگا ایک ہی روز مین گلستان
ارم کو پامال کر دینگے دیو اشقال نے کہا کہ نہایت مناسب ہے لیکن مجہے حال آدمزاد کا سنکر
یقین نہ آتا تہا کہ ایک نحیف الجثہ ضعیف البنیان جسکے نام سے ہنسی آتی ہے شاید وہ جادوگر ہوگا
جو ایسے ایسے زبردستان روزگار کو اوسنے مارا دیو نفریت نے کہا نہین ہرگز نہین وہ سحر نہین
جانتا تہا بلکہ ساحرون کا دشمن تہا اور ہزارہا ساحر اوسکے ہاتہ سے مارے گئے غرضکہ بعد اس گفتگو کے
صحبت برخاست ہوئی رات تہوڑی باقی تہی سب سو رہے صبح کو پہر دربار نفریت نے آراستہ
کیا اور نامے بہ سرکشان قاف کے نام لکہکر روانہ کیے اور خود انتظار مین بیٹہا چند ساعت
بسر کرتے ہونگے کہ اک مرتبہ جانب بیابان سے گرد و غبار بلند ہوا سب دیکہنے لگے کہ کون آتا ہے
کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکہ دیو پیدا ہوئے اور ایک دیو بلند قامت دراز
شاخ سیاہ رنگ جسم پر سرخ و سفید چیتے پڑے ہوئے تمام حربے مثل چقماق چہار دو
ساریق و ساطور وغیرہ جسم پر آراستہ کیے ہوئے آکر پہنچا دیو نفریت سے بغلگیر
ہوا نفریت نے دیو اشقاق و برق بیلق وغیرہ سے ملاقات کرائی اور
کہا کہ یہی دیو ابلق بن سمندون ہزاردست ہین انہین بہی اپنے باپ کے
خون کا قصاص مسلمانون سے لینا ہے دیو ابلق یہ جمعیت دیو نفریت کے
ساتہ دیکہکر بہت حیران ہوا اور دل مین کہا کہ بڑی شوکت اسنے پیدا کی خیر مسلمانو
فیصلہ ہوئے اوسکے بعد دیکہا جائیگا غرضکہ یہ بہی آکر شریک ہوا اور لشکر اسکا لشکر نفریت مین

عفریت میں شامل ہوا کر دوسری گرداوڑی اور تخفیف بن خفیف ایک لاکھ دیو کی جمعیت
سے آکر پہنچا پھر گرداوڑی اور دیو سہراب بن گراب ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے پہنچا ان سب کے
لشکر بھی لشکر نفریت میں شامل ہوئے اور نفریت سے ملے نفریت نے دیو اشتغال
وغیرہ سے ملایا اور ہر ایک کو اپنے ارادہ کا شریک بنایا جسوقت سب سرداران قاف جمع
ہوگئے اور بیس لاکھ دیو کا لشکر تیار ہوگیا تو ان سب نے گلستان ارم کی طرف کوچ کیا
اب دیکھئے یہ کب پہنچتا ہے

لیکن اب پھر داستان گلستان ارم کی آغاز کیجاتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ بعد باطل ہونے عمل کے عبدالرحمن جنی حصار کھینچکر بیٹھے ہیں کہ اب اگر شدید جنی کوئی عمل کرے تو اس سے ساکنان گلستان ارم محفوظ رہیں بالفعل شدید جنی مصروف علاج ہے اسنے بادشاہ سے صرف اتنا کہلا بھیجا ہے کہ بالفعل قلعہ بلوریہ خالی ہے اور آسمان پری وہاں سے بھاگ کر گلستان ارم میں مقیم ہوئی ہیں آپ چند دیوون کو بھیجکر قلعہ بلوریہ پر قبضہ کر لیجئے نیرنگ شاہ نے دیو سہباق کو پانچ لاکھ دیوونکا افسر کیا اور کہا کہ جاکر قلعہ بلوریہ پر قبضہ کرے دیو سہباق چل چکا ہے یہ بھی ابھی راستے میں ہے دیکھئے کس وقت پہنچتا ہے لیکن یہ تمام خبرین ملکہ آسمان پری کو برابر پہنچ رہی ہیں کہ ایکطرف سے تو دیو نفریت بن عفریت چڑھا آتا ہے اور اوسنے بیس لاکھ دیوونکی فوج بہم پہنچائی ہے اور ابکے بڑے بڑے زبردست دیو اوسکے ہمراہ ہیں اور ایک جانب سے دیو سہباق پانچ لاکھ دیوون سے قلعہ بلوریہ پر قبضہ کرنے کے واسطے آتا ہے اوس دیو کو نیرنگ شاہ نے بھیجا ہے یہ دیو بھی نہایت زبردست ہے ملکہ آسمان پری یہ سنکر نہایت پریشان ہوئین اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ فراق حضرت صاحبقران کا ہمارے حق میں بہت برا ہوا کیا مصیبتیں پیش آئیں اونکی کوئی صورت معاون نظر نہیں آتا ذرا اپنے علم سے دریافت تو کیجئے کہ انجام ان پریشانیون کا کیا ہوگا اور یہ بلائین کسطرح دفع ہونگی اور کون ان دیوونپر فتحیاب ہوگا صاحبقران اعظم اسقدر زخمی ہیں کہ جلدی اچھا ہونا اونکا غیر ممکن ہے علاوہ اسکے ایک لڑکا کسی سے لڑیگا ایک لڑکا قریشیکا تہا وہ بھی طلسم نیرنگ قاف میں پھنس گیا کوئی صورت نظر نہیں آتی نہیں معلوم پروردگار عالم کیا کرے عبدالرحمن جنی نے قرعہ پھینکا اور سوچ کر شکلیں خیال میں کرکے احکام نکالے تو بعد تھوڑے سکوت کے کہا کہ اے ملکہ ایک لڑکا پردہ دنیا پر پیدا ہوا ہے کہ وہ بھی اولاد امیر سے ہے نام اوسکا اسکندر رستم خو ہے بالفعل ملک پرستان میں ہے دختر بادشاہ اوسپر عاشق ہے اور وہ اوس لڑکے پر شیفتہ ہے لہذا وہ اپنی معشوقہ سے ملنے کو جا رہا ہے اگر وہ آئے تو یہ مرحلے کرے قریشیر کو بھی وہی طلسم نیرنگ قاف اوسکے ہاتھ سے نام ہے ہرچند کہ ابھی دس بارہ برس کی عمر ہے مگر دادا صاحبقران ہے طلسم نیرنگ بھی وہی توڑیگا اگر آپ بلائیں اور وہ یہان آئے تو سب مشکلیں حل ہوجائیں ہرچند کہ فرزند صاحبقران اعظم بھی زور و طاقت میں کسی سے پایہ کمی کا نہیں رکھتے ہیں مگر مصلحت خدا نے کیا چاہا ہے اس طلسم کا افتتاح وہی ہے ملکہ آسمان پری نے کہا اے عبدالرحمن یہ لڑکے

صاحبقران اعظم و بیٹے صاحبقران ثانی علمشاہ عمرو بن حمزہ بدیع الزمان قاسم
ایرج نور الدہر بدیع الملک رستم ثانی کہانتک بیان کروں خدا ایسے ہی سب مجھے برابر ہیں
بشمول اولاد حمزہ کی ہے خواہ میرے بطن سے ہو یا کسی اور عورت کے بطن سے ہو سب
میری آنکھوں کے تارے کلیجے کے ٹکڑے ہیں اور یہ کیا پوچھے کہ یہ تو کہ اتنی سی جان ابھی
عشق بازی کرنے لگا آوارگی پر کمر باندھی آخر اسکے ماں باپ کون ہیں اور کہاں ہیں یہ اتنے سے
سن میں یہانتک کیونکر پہنچا کیا کوئی بزرگ اسکے ساتھ نہیں ہے عبد الرحمن وزیر نے کہا کہ یہ
فرزند ہے شہریار عالیوقار کا پوتا ایرج نوجوان کا ہے جس وقت اسنے ہوش سنبھالا
ماں سے پوچھا کہ باپ ہمارے کہاں ہیں اسنے رو رو کر بیان کیا کہ بیٹا وہ فقیر ہو کر نکل گئے بس
اسنے بھی فقیری بانا لیا اور چل کھڑا ہوا آسمان پری کو اسکی حالت سنکر بہت افسوس ہوا
اور سوچی کہ نہیں معلوم یہ بچہ کس حالت میں ہوگا اولاد حمزہ کا کہ زمانہ دشمن ہے اب اسکو
اس شادی میں کوئی فریب ہو پس دلو شنک سے کہا کہ ہر چند لڑائی اسکے ہے کہ اب اسکو
بغیر خدمت کے بسر اوقات کے لیے کچھ دیا جایا کرے کیونکہ بس [illegible] ادب
کام تونے اسوقت تک کیے مگر اسے شنک اسوقت کا بھی موقع ہے کہ رات دن کی جدائی ہے
اور کوئی معاون نہیں ہے لہذا بہت تیز ہے اب بھی نہ کوئی جوان نہ توصیف یہانتک
ہو سکے جلد جا اور اس لڑکے کو لے آ اسنے عرض کی کہ بہت خوب میں ابھی جاتا ہوں غلام و خادم
ہوتے کسواسطے ہیں میں ابھی لاتا ہوں یہ کہکر اوسی وقت جانب ملک آپ پرستان روانہ ہوا
اسکو بھی راہ میں چھوڑ جاتا ہوں اور اسپر [illegible]

چند کلمہ داستان جرات نشان شہزادہ سیمی یعنی سکندر رستم ثوی بن شہریار بیان کیے جاتے ہیں

یہہ داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ یہ فقیر بنے ہوئے ملک آسمانیہ میں مقیم ہیں آسمان
شاہ نہایت فقیر دوست ہے یہانتک کہ اسکے یہاں فقیروں سے پردہ بھی نہیں ہے خاص
اسکی دختر ملکہ سیارہ کا باغ انکے رہنے کو ملا ہے یہ اوسی باغ میں بیٹھے ہوئے عبادت خدا کیا کرتے
ہیں اگر چہ بہت نہیں ہوئی ہے کمتا لیتے ہیں ہے لوگونکو انکی صورت دیکھکر خیال ہوتا ہے کہ بہت بڑا
لڑکا ہے شان شاہی چہرہ سے پیدا ہے لیکن بانا فقیر کا اختیار کیے ہوئے ہے یہ سن اسکا اور یہ
فقیری صورت ہے کہ قدرت خدا کی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب زمین پر اوتر آیا ہے خدا جانے
یہ گل کس چمن کا ستارہ کس آسمان شرافت کا ہے بادشاہ کو اس سے دلی محبت ہو گئی ہے اگر یہ چاہتا
کہ اگر حسب و نسب اسکا معلوم ہو جاتا اور یہ ظاہر ہو جاتا کہ یہ کس خاندان سے ہے تو میں شادی
اپنی دختر کی اسکے ساتھ کر دیتا ہر چند کہ اوسکی شرافت و ریاست اوسکے چہرے سے ظاہر ہے مگر جبتک خاندان
معلوم ہو جائے اوسوقت تک شادی کرنا اچھا نہیں اسلیے کہ باعث بدنامی کا ہوگا اور لوگ طعنہ دینگے
کہکر داماد بادشاہ فقیر ہو مگر جب خاندان دریافت ہو جائیگا تو کسیکو شک نہ رہیگا اسکو تو یہ فکر ہے اور یہ
ملکہ سیارہ کہ سن اسکا بھی تو دس بارہ برس سے زیادہ نہیں ہے مگر بسبب قوت کے جوان معلوم ہوتی ہے افسوس
زمانہ میں اس سن کی لڑکی رشیدہ کہلاتی تھی اور شادی کے قابل سمجھی جاتی تھی اگر یہ شاہزادی یا تمہیں آتی ہے
ایسی باتیں کیا کرتی [illegible] آخر [illegible] چونکہ [illegible] لیا ہے کیا کسی کے عشق میں اوسی [illegible] ہو

یقین تو ہے کہ وہ مجھ سے اچھی ہوگی جب تو تمہاری یہ صورت ہوئی ہے کہ اپنی سلطنت چھوڑی فقیری اختیار کی آخر وہ انسان ہے یا حور ہے کون ہے سکندر رستم خو اسکی بات پر کبھی ہنستا ہے کبھی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہتا ہے کہ اے ملکہ کیا کہتی ہو عشق کیسا اور شوق کیسی سلطنت کسکا نام ہے مجھے کبھی کوئی لڑکی ایسی اچھی نہین معلوم ہوئی جیسی تم مجھے بھلی معلوم ہوتی ہو مگر مین تو فقیر ہون دنیا دار نہین ہون اگر اچھی ہو اپنے لیے بری ہو تو اپنے واسطے مجھے تم سے نہین مجھے کیا مطلب ہے یک نظر سے خوش گذرے تھے مہمان نوازی کی ہم ہی یہ سوچے کہ چند دن یہی بھی او سلطنت جسکے پاس ہوتی وہ فقیری کیون اختیار کرتا مین تو خاندانی فقیر ہون باپ میرا جب سے فقیر ہوکر نکل گیا اوسی کی تلاش مین نکلا ہون دادا بھی فقیر تھا ملکہ نے کہا کہ تم اہر چھپاؤ تو کیا ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہو چکا کہ تم رئیس خاندان ہو چہرہ تمہارا تمہاری شرافت و ریاست ظاہر کر رہا ہے خیر کبھی ظاہر ہی ہو جائیگا کوئی نہ کوئی تمہارا ڈھونڈھنے والا جستجو اس ملک مین نکل آئیگا اوسی روز حال تمہارا کھل جائیگا اچھا یہ تو بتاؤ کہ دین و آئین تمہارا کیا ہے ہم لوگ تو خداوند آب کو مانتے ہین دیکھو وہ کیسا خداوند ہے کہ کوئی شئے بغیر اوسکے زندہ نہین رہ سکتی اگر وہ کنارہ کشی کرے تو درخت خشک ہو جائین باغ بے خزان آجائے انسان و حیوان سوکھ سوکھ کر مر جائین تمام عالم کی سرسبزی و شادابی اوسیکے افضال پر موقوف ہے سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے ملکہ اب تمنے وہ بات نکالی جو باعث فساد ہے ہر شخص اپنے مذہب کو حق جانتا ہے اور اوسکی اچھائی بیان کرتا ہے مگر جو انصاف سے دیکھو تو حق و باطل کا فرق معلوم ہو جاتا ہے اور اگر بات کی پچ کرو اور ناانصافی پر کمر باندھو تو قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور نور ایمان اوس سے دور بھاگتا ہے اے ملکہ اصل یہ ہے کہ یہ سب مخلوق خدا ہین پانی ہو یا آگ ہوا ہو یا خاک انہین چارون عنصر سے خداوند کریم نے تمام عالم کو سنوارا ہے اور انہین کی ترکیب سے ہر شئے کو مرکب کیا ہے اے ملکہ خدا وہ ہے جو سب سے افضل و بہتر ہو وہ ہر شئے پر قادر ہو اور کوئی اوسپر قادر نہ ہو دیکھو پانی ایسی چیز ہے جسمین ہر شئے کی زیست ہے اور پیاس کو دور کرتا ہے اگر تھوڑا سا پانی لیکر زیادہ آگ مین ڈالدو تو آگ پانی کو جلا دیگی اور اگر زیادہ پانی تھوڑی سی آگ پر ڈالدو تو پانی آگ کو بجھا دیگا جب ان دونون کا غلبہ زیادتی پر موقوف رہا تو انکو خدا ماننا بالکل عقل کے خلاف ہے خدا وہ ہے جسنے زمین و آسمان و دشت و کوہ و دریا و شجر و حجر مکین و مکان وحش و طیور چرند و پرند جن و انسان سبکو خلق کیا ہے وہ لاشریک ہے نہ کوئی اوسکا شریک ہے نہ وہ جسم رکھتا ہے نہ جان ہر جسم و جان کو اوسنے پیدا کیا ہے کوئی اوسکو دیکھ نہین سکتا وہ کسی مقام پر نہین اور ہر جگہ موجود ہے یہ کلمات اسطرح سکندر رستم خو نے بیان کیے کہ ملکہ ماہ پارہ کے دل سے زنگ کفر دور ہوگیا اور نور ایمان نے آئینہ دل کو جلا بخشی عرض کی کہ جو آپکے مذہب مین آئے وہ کیا کہے سکندر نے کلمہ تعلیم کیا ملکہ از سر صدق مسلمان ہوئی دل مین اکثر دعا کیا کرتی ہے کہ اے رب پاک ذات مین تو مسلمہ ہون صدقہ اپنے نبی برحق کا اس شہریار کے جمال عالیہ اپنا ہی بخش تاکہ شادی میری اسکے ساتھ ہو جاوے اوسی نے مجھے دوزخ سے بچایا راستہ بہشت کا بتایا مین چاہتی ہون کہ ایسی ہی تقدیر سے قسمت میری وابستہ ہو اور یہ بادشاہ کبھی فکر کہ کسطرح اسکے خاندان کا حال دریافت کرون اگر فقیر سبب

اتفاق سے سکندر رستم خو پاس بادشاہ یعنے ملک آسمان قتل نزدیک کے بیٹھا ہوا ہے اور
بادشاہ ہمال سکندر کا پوچھ رہا ہے سکندر بادشاہ سے بہانے کر رہا ہے کہ یکایک سامنے
سے ایک برات پیدا ہوئی دیکھا کہ تمام براتی روتے پیٹتے چلے آتے ہیں کوتوال شہر ساتھ ہے
آسمان شاہ نے کوتوال سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کوتوال نے عرض کیا کہ جہاں پناہ
وہ جو ایک آدمی روز خوراک دیو کے واسطے بھیجا جاتا ہے اوسکا طریقہ یہ ہے کہ قرعہ
پھینک کر نام نکالتے ہیں آج اس دولہا کا نام نکلا ہے جو دولہن کو بیاہنے جاتا تھا اور برات
ساتھ تھی عزیز اوسکے اور سسرال والے سب رو رہے ہیں بادشاہ نے کہا اتنا ہو سکتا ہے
کہ اگر اس دولہا کے عوض کوئی اور عزیز اوسکا جان دینا گوارا کرے تو اسکو چھوڑ دو اوسکو
بھیجو وہ یہ کلمہ سنکر بالکل [illegible] کہ اسکے [illegible] بھیجو
اسے چھوڑ دو یا سب ساکت ہوگئے ماں باپ [illegible] جہاں [illegible] ہوتی [illegible] اپنے پاؤں
سے موت کے منہ میں کسی [illegible] آخر کار [illegible] اسکو دیو
کے حوالے کردو یہ تماشا دیکھ کر سکندر رستم خو نے کہا کہ اے بادشاہ یہ کیا معاملہ ہے وہ
دیو کون ہے جسکی خوراک بتاتا ہے یہاں [illegible]
[illegible] اسکو [illegible] پھر تدارک [illegible] دیو کے دفع کرنے کا [illegible] کیا جاتا آسمان
شاہ نے کہا کہ شاہ صاحب اگرچہ ہم [illegible] ہو کر [illegible] دیو کا [illegible] کیا انسان اور
کیا کر سکتا ہے اوس وقت سے یہ بلا اسی [illegible] ہے دیکھیے کب دفع ہوتی ہے آسمان شاہ
نے کچھ ایسا مجمل بیان کیا کہ سکندر کی سمجھ میں نہ آیا اسنے اتنا تو کہا کہ اپنے سامنے
اسے بچا لے دونگا اور خود جا کر دیو سے لڑونگا اسکے ولولہ پر اہل دربار ہنسنے لگے اور آسمان
شاہ نے کوتوال سے اشارہ کیا کہ تم [illegible] اور دولہا کو لیکر دیو کی طرف روانہ ہوا ایسا ہو کہ
[illegible] دیو یہیں آجائے اور ایک [illegible] بہت سی جانیں جائیں کوتوال تو اوسے لیکر روانہ
ہوا یہاں سکندر جلدی سے اوٹھکر ملکہ کے باغ میں آیا اوس وقت ملکہ یاد میں اس فقیر کے
ٹہلتی پھرتی تھی ہمجولیاں اسکے ساتھ تھیں یکایک سکندر پہنچا اور کہا ملکہ ایک بات تم سے
پوچھتے ہیں تمہیں ہمارے سر کی قسم سچ سچ بتا دینا تامل نکرنا ملکہ گھبرائی پوچھا کہ وہ کونسی بات
ہے سکندر نے کہا کہ وہ دیو کہاں رہتا ہے اور تمام واقعہ برات کے آنیکا بیان کیا
ملکہ نے کہا کہ ہاں وہ دیو مجھ پر عاشق ہے اور باپ سے میرے مجھے طلب کرتا ہے اوسنے
ابھی یہ کہکر ٹال دیا ہے کہ ملکہ کا سن کم ہے جب جوان ہوگی تو تمہارے حوالے کر دینگے جب
وہ اسی شہر کے قریب ایک کوہ میں رہتا ہے اور ایک آدمی روز اوسکی خوراک کو اسکے
بہانے بھیجا جاتا ہے بس یہ سننا تھا کہ زمانہ آنکھوں کے نیچے تیرہ و تار ہوگیا اور کہا کہ تمنے
مجھ سے پہلے سے نہ بیان کیا کہ اوسے قصاص کو پہنچا دیتا اور تمہارے ملک کو اس بلا سے بچا
دیتا بس ابھی میں جاتا ہوں اور بغیر دیو کے مارے مجھے قرار نہیں ہے یہ کہکر دروازہ باغ کی طرف متوجہ
ہوا ملکہ نے کہا کہ شاہ صاحب سنو تو سہی شاہ صاحب کسکی سنتے ہیں غصہ سے چہرہ
سرخ ہے رگوں میں خون شجاعت کو جوش ہے ملکہ کہتی جاتی ہے کہ خدا کے واسطے نہ جاؤ دیو
[illegible] جاتی ہو [illegible] دیوانے ہوئے ہو [illegible] وہ آدمی کو کہا [illegible] اور

جلدی جلدی قدم بڑہائے چلے جاتے ہین ملکہ دوڑی کہ دامن پکڑلون آپ بہاگ کر دروازے کے
باہر نکل گئے یہہ دل مین پچہتاتی ہے کہ مینے کیون اسے پتا دیو کا بتلایا مگر کیا جانتی تہی
کہ یہہ چلا جائیگا افسوس کہ دیو اسکو کہا لیگا ہائے مفت جان جائیگی بلکہ میرا سونا ہو گیا
یہہ تو روتی رہگئی اور سکندر دوڑتا ہوا چلا کہ کسیطرح کوتوال سے پیشتر پہونچ جاؤن
دولہا لقمۂ دیو ہونے پائے لوگون نے شہر کے دیکہا کہ آج شاہ صاحب صحرا
کی طرف دوڑے چلے جاتے ہین خیال کیا کہ کسی بوٹی بیٹی کی تلاش ہوگی لیکن جب
شہر سے نکلکر صحرا مین پہنچے اور نگہبانون نے دیکہا جو بادشاہ کی طرف سے معین ہین
تو پکار کر کہا اے فقیر ادہر مت جانا وہ شکن دیو ہر چنگال کا یہہ راہ بدل دورنہ لقمہ
دیو کا ہو جائیگا آپ ایک کی نہین سنتے بلکہ جواب دیتے ہین کہ ہم دیوکش ہین دیو ہمارا
کیا کر سکتا ہے یہانتک کہ قریب دیو کے پہنچے دیکہا کوتوال شہر اوس نوشاہ کو دیو
کے سپرد کر کے پلٹا ہے اور دیو نوشاہ کو لقمہ کیا چاہتا ہے گوشت تمام جسم کا ٹٹول
رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے کہ آج لقمہ چرب ہاتہ آیا بس جیسے ہی یہہ سکندر نے
دیکہا آواز دی کہ او دیو خبردار ہوشیار ہو جا کہ ملک الموت تیری جان کا آ گیا خبردار اس
دولہا کو نہ کہانا دیو نے جو پلٹ کر دیکہا نہایت خوش ہوا اور ناچنے لگا کہ شکر ہے خداوند
اہرمن کا کہ اونہون نے ایک لقمہ اور بہیجا آج دونون ڈاڑہین گرم ہو جائینگی کہا اچہا
ادہر آ معلوم ہوتا ہے کہ تجہی خداوند نے میرے لیئے بہیجا ہے کہ اسکو کہالون تو تجہی
ہی کہاؤن تیرا گوشت اس سے زیادہ مزے کا ہوگا کوتوال نے جو دیکہا کہ یہہ وہی لڑکا فقیر کا ہے
جسکو بادشاہ بہت دوست رکہتا ہے ادہر تو سکندر سے کہا کہ آپ نے یہہ کیا غضب کیا کہ
یہان چلے آئے اور ادہر دیو کو آواز دی کہ اسے آپ نہ کہائیے گا مین اسکے عوض مین دو آدمی
اور دونگا دیو نے کہا وہ اس مزے کے ہونگے یہہ کہکر ایک ہاتہ سکندر کیطرف بڑہایا اور دوسرے
ہاتہ سے اوس نوشاہ کو اوٹہا کر چاہتا تہا کہ موہنہ مین ڈالے بس سکندر نے ایک پتہر
دو سو من کا اوٹہا کر جو ہاتہ پر دیو کے مارا وہ آدمی ہاتہ سے دیو کے چہوٹ پڑا اور کلائی مین چوٹ آئی
بس دیو کو غصہ آیا اور کہا کہ تو بڑا شریر معلوم ہوتا ہے آپ پہلے تجہی کو کہالون پہر اوسے کہاؤنگا یہہ کہکر
دہن اپنا مثل قبر بلا کے کہولکر لپکا اور چاہا کہ سکندر کو نگل لون سکندر نے جست کر کے شاخ
اسکی پکڑی اور لٹک گئے دیکہنے والونکو افسوس ہو رہا تہا کہ مفت اپنے پاؤن سے یہہ دیو کے
موہنہ مین گیا اب نہین بچ سکتا لیکن سکندر نے جو شاخ پکڑ کر لنگر مارا تو سر دیو کا نیچا ہو گیا
اور پاؤن سکندر کے سینے سے لگے دیو نے ہاتہ کمر مین ڈالدیا اور چاہا کہ اوٹہا کر کہالون کہ
سکندر نے ایسا لپٹا لیا کہ پیچ گیا کہ دیو چت ہو کر زمین پر آ پڑا بس چہاتی پر چڑہ کر وہ سر اوسکا جو
مثل گنبد کے تہا دہڑ سے جدا کیا بس دیا لاش اسکی پہڑکنے لگی کوتوال نے تعریفین کین اور
ہاتہ چومے کہ آپکو کوئی اوتار معلوم ہوتے ہین اور وہ نوشاہ جو پنجۂ اجل سے چہوٹا
سکندر کے قدمون پر گر پڑا کہ آپ نے میری جان بچائی ورنہ ہم تو لقمۂ دہان اجل ہو چکے تہے اب مجہے
اپنی غلامی مین قبول فرمائیے یہہ وقت سخت الا تہا کہ باپ مان سب نے ساتہ چہوڑ دیا مگر آپ ایسی خدا رسیدہ
ہیئے کہ میرے واسطے اپنی جان پر کہیل گئے آپ نے یہہ کہکر میرے واسطے دنیا مین نہ مان ہے نہ باپ ہے مین اس قدم سے علیحدہ ہونگا

مجھے بھی چیلا بنا لیجیے اور اپنے ساتھ رکھیے ادھر شاہ صاحب کے چلے جانیکے بعد ملکہ ماہ پارہ نے آکر اپنے باپ سے اطلاع کی تھی یہہ بھی چند زندانی اور کچھ فوج اپنے ہمراہ لیکر چلا تھا کہ اگر یہہ دیو پہنچ گئے ہونگے تو ان زندانیوں کو دیکر شاہ صاحب کو دیو سے لے لونگا یہہ اوس وقت پہنچا کہ شاہ صاحب دیو کو مار چکے تھے بس یہہ دیکھتا تھا کہ آسمان شاہ قدموں پر گر پڑا اور ہاتھ چومے اور کہا کہ یہہ کمال اس سن میں اور زر نثار کرتا ہوا ہمراہ اپنے لیکر چلا تمام ملک میں غل ہوگیا ہر جگہہ چرچا تھا کہ وہ شاہ صاحب جو کسن ہیں بادشاہ کے یہاں آئے ہیں بڑے صاحب کمال ہیں کہ دیو کو مارا اب ہم سبکو امان ملی روز کے خدشہ سے نجات پائی خداوند آپ انکا سایہ ہمیشہ اس ملک پر رکھے یہہ تو عجب دولت لازوال بادشاہ کے ہاتھہ آئی کوئی تو کہتا ہے کہ ہم بھی انکی مریدی اختیار کرینگے اور کوئی کہتا ہے کہ اونکے چیلے ہونیکے قابل بھی ہم نہیں ہیں لیکن سکندر نے دیو کو مار کر جو نعرہ کیا تھا وہ فقط کوتوال شہر اور آسمان شاہ نے سنا تھا کہ یہہ بھی قریب پہنچ چکا تھا ان دونوں پر واضح ہوگیا ہے کہ یہہ مذہب اسلام رکھتے ہیں اور پردے ہیں صاحبقران کے خاندان اعلےٰ سے ہیں بادشاہ و کوتوال دونوں نہایت معقول پسند ہیں اوس وقت سے انکو بھی توجہ مذہب اسلام کیجانب ہوگئی ہے اور بادشاہ اس خوشی میں انکو ساتھہ لیئے چلا آتا ہے کہ اب تو انکے خاندان کا حال بھی معلوم ہوگیا اور دیو بھی مارا گیا جس سے زیادہ تر خطرہ تھا اب ملکہ ماہ پارہ کی شادی انکے ساتھہ کر دینا چاہیئے اور فقیری لباس انکا دور کرا دینا چاہیئے یہہ سب کے سب خوش و مسرور لیئے ہوئے شاہ صاحب کو چلے آتے ہیں کہ یکایک سر پر اک شعلہ سا چمکا اور اوس شعلہ سے ایک پنجہ پیدا ہوا کڑک کر گرا اور سکندر رستم جو کو اوٹھا کر ایک جانب روانہ ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ میں عقرب جادو معشوقہ دیو ہمچنگال غضب کیا تھا اس طفل نے کہ چاہنے والے کو میرے مار ڈالا تھا اور صاف نکلا جاتا تھا اب میں اسکو لیئے جاتی ہوں تا قیامت اس سے ملاقات ہوگی کچھ دور تک تو معلوم ہوا کہ پنجہ سکندر کو لیئے جاتا ہے لیکن جب زیادہ دور ہوگیا تو پنجہ اور سکندر دونوں نظروں سے غائب ہوگئے آسمان شاہ نے سر پکڑ لیا اور تمام شہر کو افسوس ہوا لیکن ملکہ ماہ پارہ پہلے تو قتل دیو کی خبر سنکر نہایت خوش ہوئی تھی دروازہ باغ تک گھڑی گھڑی بیتابانہ دوڑ کر جاتی تھی کہ شاہ صاحب آتے ہونگے دوسری خبر یہہ جو سنی کہ شاہ صاحب کو راہ سے پنجہ اوٹھا لیگیا نہایت صدمہ ہوا اور رونے لگی مثل تصویر کے سکتے کا عالم ہوگیا کہ تقدیر کی گردش نے یہہ کیا سامان دکھایا اب ان سب کو تو اسی حالت رنج و اندوہ میں چھوڑا جاتا ہے

اب چند کلمے بلقیس بن شاہ اوس بن عمرو لندہور کے لکھے جاتے ہیں

کہ سن اسکا بھی دس گیارہ برس کا تھا سکندر کے ساتھہ کھیلا کرتا تھا جس وقت اسکو یہہ معلوم ہوا کہ آقائی میرے جوگ اختیار کیا اور فقیر ہوکر نکل گیا بہت رویا اور اوسکے بعد آپ بھی انکار ہاتھہ میں لیکر اک جوگڑے کے لباس میں برائے تلاش سکندر روانہ ہوا دیکھیے اس سے کہاں ملاقات ہوتی ہے

اب کچھ حال اوس پنجہ کا سنیے جو سکندر کو اٹھا لیگیا تھا

راہ میں تموج ہوا سے سکندر بیہوش ہوگیا تھا جس وقت عقرب جادو قریب اپنے مسکن کے پہنچی بالائے ہوا سے سر کوہ پر اوتری سکندر کو زمین پر ڈالدیا اور کباب لگانیکے سامان کیئے کہ تحقیق اوسکی کچھ

تھوڑا سا نمک مرچ ایک چھری اس مردار خوار نے نکالی اور چاہا کہ اسے ذبح کرون لیکن نظر جو جمال
جہان افروز پر پڑی ہزار جان سے قربان ہوگئی پنکھا جھلنے لگی پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جسوقت
آنکھ سکندر کی کھلی دیکھا کہ اک پہاڑ پر بیٹھا ہون اور اک بلا سامنے بیٹھی ہوئی ہے کسطرح کہ جسکا
مونہہ پہاڑ سا سیاہ رنگ دو بڑے بڑے دانت نکلے ہوئے بال سر مین سب سفید فرمایا تو کون ہے
اور کیون مجھے اوٹھا لائی ہے اسنے کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان مین ہون عقرب
جادو جس دیو کو تونے مارا وہ مجھپر عاشق تھا اور مجھے اوس سے انتہا کی محبت تھی جسوقت
تونے اوسکو مارا تو مجھے صدمہ ہوا اور مینے چاہا کہ تجھسے خون ہرچنگال کا قصاص لون مگر تیری
صورت مجھے ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ مینے ارادہ اپنا فسخ کر دیا اب تجھکو بجائے ہرچنگال تصور
کرونگی اور کام دل اپنا نکالونگی آ میرا دل خوش کر دے یہہ کہکر اوسی چٹان پر تپہر سے لپٹ گئی
بس یہہ دیکھنا تھا کہ سکندر نے کہا او حرامزادی اپنی صورت تو دیکھ یہہ سن تیرا اور یہہ حرکتین
دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابھی مار ڈالونگا عقرب جادو تو یہہ سمجھی تھی کہ مجھسی معشوقہ کیسے
ملتی ہے یہہ بخوشی منظور کریگا جب یہہ جواب سخت سنا برہم ہوگئی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنا
نہین مانیگا جب سزا پائیگا تو یہہ غرور جاتا رہیگا دیکھ تو ہاتھ پاؤن تیرے قابو مین ہین یا نہین سکندر
نے دیکھا تو دست و پا بے حس ہو رہے ہین سکندر نے قصد کیا تھا کہ اوٹھکر اسکی ٹانگین چیر کر پھینک
دون مگر جب اپنے کو بے حس پایا مجبور ہوئے کہا کہ او قحبہ مین تیرے کام کا نہین ہون مجھے قتل
کر ڈال اسنے کہا ورنہ تجھے خوب پہلین تک ہاؤن اور اوس مین پھکوونگی اور اگر کام دل میرا پورا
کردیگا تو چھوڑ ہی دونگی فرمایا یہہ نہین ہوتا ہے غرضکہ اسی طرح ایک رات اور ایکدن گذرا ہرچند
عقرب جادو نے منتین ہی کین ڈرایا دھمکایا ہی مگر سکندر نے نہ مانا آخرکار بہت رونے لگی اور
علیحدہ جاکر چلا چلا کے دعا مانگنے لگی کہ یا خداوند سامری آپنے میری ایسی بری تقدیر بنادی
کہ دو بار ہرچنگال کو بہی مجھسے لے لیا کہ اوس سے خوب مقصد دل میرا پورا ہوتا تھا اب اس آدمزاد
سے اپنا مطلب نکالنا چاہتی ہون تو یہہ بہی مجھسے بے اعتنائی کرتا ہے یا خداوند اسکے دل مین
میری محبت ڈالدیجئے اس اس طرح یہہ دعا کر رہی تھی کہ اک آواز درہ کوہ کی جانب سے پیدا ہوئی
کہ گھبرا نہیں ہم آگئے اب مقصد تیرا پورا ہو جائیگا اسنے پلٹکر دیکھا تو اک جوگی کچھ خوبصورت گورا گورا اکتارہ
ہاتھ مین لئے چلا آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے خداوند سامری نے بھیجا ہے کہ جاکر اوس آدمزاد
کے دل مین محبت عقرب جادو کی ڈالدے اور تو ہی مطلب دل اوسکا پورا کر یہہ دعا جو
کر رہی تھی اسے یقین ہوگیا کہ یہہ فرستادہ سامری ہے جوگی نے پوچھا کہ وہ آدمزاد کہان ہے
اسنے کہا وہ سامنے بیٹھا ہوا ہے جوگی نے جو دور سے دیکھا کچھ متفکر سا ہوا قریب آیا اور کہا
کیون ہمین مطلب دل عقرب جادو کا پورا کرتے ہو دیکھو مجھے خداوند
سامری نے تمہاری ہی خاطر سے واسطے بھیجا ہے اگر نہ مانوگے تو برا ہوگا خداوند
ناراض ہوجائینگے دین و دنیا مین کہتا نہ رہیگا یہہ سنکر سکندر نے کہا کیا
بکتا ہے تجھپر اور تیرے خداوند پر دونون پر ہزار ہزار لعنت ہے
[illegible] آگے جوگی کے پاؤن چھوئے اور
[illegible] یہہ کام انجام پا جائیگا جوگی نے کہا [illegible]

بجز اپنا پیر سمجھنے لگا کیونکہ تو دنیا دار ہے اور مین فرشتۂ قدرت ہون ایسا نہو کہ یہہ عذاب
نازل ہو اور یہین رہجاؤن [illegible] فرشتہ نکاح کر دیا جاؤن تو تمہین علیحدہ
پوشیدہ ہو جاتا کہ مین اسکو راضی کرون اور سمجھا دیتا اپنے اوتار لے عقرب جادو نے
جلدی سے ہاتھ کو سکندر سے پیٹین بار گردش دی کہ دست و پا مین انکے حرکت محسوس
ہوئی اور ساتھ پاؤن انکے کھل گئے اور عقرب جادو فی الفور چلی گئی اب سکندر
نے پہچانا کہ یہہ بلقیس عیار ہے اور بلقیس نے سکندر کو پہچانا ہر ایک نے اپنی
سرگذشت بیان کی اور [illegible] کہا کہ مین درویش کی ہو کر [illegible] آپکی تلاش
مین یہانتک پہنچا اسکو دعا کرتے سنا [illegible] جواب دیتا [illegible] سکندر نے
راہبری کی اور آپ سے ملایا [illegible] سکندر نے
کہا مین کیا کرون بلقیس نے جواب دیا کہ وصل پر کیون [illegible] بھائی کہا [illegible] بھائی
کوئی ساٹھ برس کی [illegible] معلوم ہوتی [illegible] اپنا کام نکالیے
جسطرح ہو سکے سکندر نے کہا [illegible] بلقیس
کہا کہ رہائی تو بغیر اسکے ناممکن ہے سکندر نے [illegible] تو قید اس سے
بہتر بلکہ موت اس سے اچھی ہے نہ ہمارے [illegible] سکندر نے کہا
مین کب کہتا ہون کہ تم اوس سے وصل ہی کرو [illegible] ہاتھ ڈالو
سکندر نے کہا ہان یہہ ہو سکتا ہے [illegible] خوب ایسا کرنا
ذرا میٹھی میٹھی باتین کرنا جس سے وہ خوش ہو [illegible] عقرب جادو کو بلا [illegible]
کر دیا مبارک ہو [illegible] کہا کہ نکاح [illegible] چلی جاؤن
جوگی نے کہا اچھا بیٹھو اور سکندر سے کہا کہ راضی ہو نکاح [illegible] سکندر [illegible] آئی
غصہ ہی لگ گیا اب موقع ہی ایسا ہے کہا کہ ہان [illegible] کہ نکاح [illegible] اسکے ساتھ ہو جائے
کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو [illegible] عقرب جادو [illegible] خوشی سے [illegible] جاتی ہے اور
نیلی چادر کا گھونگھٹ نکال کر بیٹھی [illegible] جوگی نے کہا کہ بڑا نام [illegible] اور ساڑھی کا [illegible]
[illegible] لگا کر [illegible] نکاح [illegible] کا [illegible] اور نکاح [illegible] کے ساتھ نکاح تمہارا
کا [illegible] کے ساتھ اور نکاح تمہارا اس [illegible] کے ساتھ مبارک ہو مبارک اس تک بندی کا
بلقیس نے سکندر کے پیٹ مین گدگدی ہوئی اور بے اختیار ہنسنے لگے جوگی نے کہا
بہت خوش ہوئے یہہ انکار [illegible] کا تھا عقرب جادو سکندر کو ہنستے دیکھ کر یہہ بھی
کہ شادی کے نام سے یہہ خوش ہوا ہے جوگی [illegible] علیحدہ ہو بیٹھا اور سکندر نے ہاتھ عقرب
جادو کا پکڑ کر لٹا لیا کبھی گلا اسکا [illegible] کبھی کان پکڑ [illegible] لگا [illegible]
ہو گا لیکن سکندر نے جب اسے بالکل غافل دیکھا دونون ہاتھ گردن پر رکھکر اس زور سے
دبایا کہ آنکھین عقرب جادو کی نکل پڑین اور روح قفس [illegible] سے نکل کر دوزخ
کو روانہ ہوئی [illegible] ایک زلزلہ [illegible] ہوا اور یہہ معلوم ہوا [illegible]
چلے آتے ہین بعد تھوڑی دیر کے جب لاش اسکی [illegible] آواز پیدا
ہوئی کہ مارا [illegible] نام [illegible] عقرب جادو [illegible]

جب بس نہ چلا تو خاک اوڑا کر چلے گئے روشنی ہوئی تو سکندر نے دیکھا کہ نہ کوہ ہے نہ فوج عقارب ہے ایک چٹیل میدان میں ایک پتھر پر لاش ایک جادوگرنی کی پڑی ہے اور سامنے بلقیس کھڑا ہے سکندر نے کہا اے بلقیس تو نے خوب ترکیب بتلائی ورنہ تا قیامت اس بلا سے نجات ہوتی اب ملک آب پرستان کی طرف چلو نہیں پتا ملک آسمانیہ کا معلوم ہے بلقیس نے کہا چلو خدا مالک ہے یہاں سے تو چلو وہاں کا پتہ بھی کسی نہ کسی سے مل ہی جائیگا غرضکہ یہ دونوں ایک جانب روانہ ہوئے چلتے چلتے قریب شام ایک کوہ کے نیچے پہونچے دیکھا تو کوہ پر لوگ بیٹھے ہیں لیکن وضع اور قطع انکی ڈاکوؤنکی ایسی ہے چونکہ شام ہو چکی تھی سکندر نے کہا کہ آج یہیں قیام کرنا چاہیے صبح کو یہاں سے چلینگے بلقیس نے کہا کہ یہ لوگ حرامزادے معلوم ہوتے ہیں یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں ایسا نہو کہ کچھ ایذا پہونچائیں سکندر نے جواب دیا کہ ہمیں کوئی ایذا پہونچائیگا تو کسلیے اسواسطے کہ نہ دولت دنیا پاس ہے نہ مال ہے بقول شاعر شعر

طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال	ہمسے خلاف ہو کے کریگا زمانہ کیا

بلقیس نے کہا یہ صحیح ہے مگر شعر

نیش عقرب نہ از پئے کین است	مقتضائے طبیعتش این است

اسے شہریار یہ خیال کیجیے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے دشمن کو کیا معلوم کہ آپکے پاس کچھ ہے یا نہیں یہ تو بعد کو معلوم ہوگا فرمایا کہ اچھا اگر یونہی ہے تو کیا میں موم کا بنا ہوا ہوں یہاں یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ کوہ پر سے قزاقوں نے دیکھا کہ دو لڑکے جنمیں ایک انتہا کا حسین ہے کچھ باتیں کر رہے ہیں کہا کہ جاؤ ان دونوں کو پکڑ لاؤ اپنے سپاہی گری کا کام لینگے یہ لڑکے اسی قابل ہیں یہ سنکر ایک شخص سیہ فام زرد چشم اوترا کوہ اکر قریب سکندر و بلقیس کے آیا اور کہا کہ کہاں سے آئے ہو تم دونوں اور کہاں جاؤگے سکندر نے کہا کہ ہم کہیں سے آئے ہیں اور کہیں جائینگے تجھکو کیا یہ سنکر اوسے غصہ آیا کہ یہ لڑکا بڑا اترا ہے اسکے بانہ پکڑا اور کہا چلو ہمارا مالک تمہیں بلاتا ہے سکندر نے ہاتھ اسکا جھٹک دیا اور کہا کہ او بے ادب سیدھی طرح نہیں بات کرتا ہے تو کیا ہے اور تیرا مالک کیا چیز ہے ہم تیرے نوکر ہیں جو چلیں اوسنے کہا وہ ہلے پتلا ہاتھ پاؤں یہ زبان اگر نہ چلوگے تو زبردستی اٹھا لیجاؤنگا یہ کہکر چاہتا تھا کہ سکندر کو گود میں اوٹھا لے کہ بس پیچھے ہٹکر [illegible] ایک گھونسا مارا اوسکا سر اسکا پھٹ گیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا یہ حال جو اہل کوہ نے دیکھا سبکے سب چلے کہ یہ لڑکا تو بلا کا [illegible] اتنے بڑے جوان کو یوں مارا کہ ایک تھپڑ [illegible] لوٹن کبوتر بنا دیا بعض نے کہا کہ مار ڈالو اسکو جانے نپائے لیکن قزاق جو انکا افسر تھا اوسنے کہا کہ خبردار کوئی نہ بولے میں اس سے مقابلہ کرونگا اور اسے زیر کرکے فرزند بناؤنگا کہ یہ لڑکا نہایت زبردست قابل افسری ہے یہ کہکر قریب سکندر کے آیا اور کہا اے طفل تو نے غضب کیا اتنے بڑے جوان کو تھپڑ سے مار ڈالا سکندر نے کہا ایسے ایسے سیکڑوں ہونگے تو اسیطرح مار ڈالونگا تمہارا جی چاہے تم بھی حوصلہ نکال لو اور لڑ لو قزاق نے کہا کہ میں چاہتا ہوں مجھسے تمہاری نبرد ہو اگر میں زیر کرونگا تو فرزند بناؤنگا اور پیشہ اپنا سکھاؤنگا اور اگر تم زیر کروگے تو تمہاری اطاعت اختیار کرونگا سکندر نے کہا مجھے منظور ہے غرضکہ قزاق اور سکندر سے کشتی ہونے لگی زور دونوں کے تھے کبھی قزاق سکندر کو ریل لیجاتا کبھی سکندر قزاق کو [illegible] سکندر نے بانہ اس قزاق کی تھام لی [illegible] اتنا معلوم ہوتا تھا کہ دو سلاخیں آہنی ہیں کہ بانہ اوسکی ڈالی ہیں

بس

بس زرد ہوتے ہوتے سکندر نے ایک ہاتھ سے تو زرد قران قزاق کا روکا اور دوسرے
ہاتھ سے کمر بند کا پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا اور نعرہ کیا کہ میں سکندر رستم ثانی بن بہرام
بن ایرج بن قاسم بن علم شاہ بن حمزہ صاحبقران عالیشان ہوں اے قران قزاق
کہا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے میں ساتھیوں نے اسکے چاہا تھا کہ سکندر پر
حملہ کرین لیکن قران قزاق نے منع کیا اور کہا کہ سنا تمنے کہ یہ کس شہریار عالیوقار کا بیٹا اور
کس کا پوتا ہے سکا پڑتا ہے خبردار کوئی بدسلوکی ساتھ انکے نکرے اور کہا کہ تا زندہ ہم بندہ ہیں سکندر نے
قران کو آہستہ سے زمین پر کھڑا کر دیا اور کہا کہ پڑھ کلمہ قران قزاق کلمہ پڑھکر از صدق
مسلمان ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ منے تو اطاعت اس شہریار عالیوقار کی اختیار
کی اب جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام کو قبول کرے اور جسکو منظور نہو وہ یہاں سے چلا
جائے سب نے کہا کہ جب آپنے اطاعت کی تو نوکران کب عذر کر سکتا ہے غرضکہ سب کے سب
صدق دل سے مسلمان ہوئے اب قران قزاق نے عرض کی کہ بالائے کوہ تشریف
لیچلیے اور اپنی کیفیت سے مطلع فرمائیے کہ کیونکر اس وادی پرخطر میں تنہا پیادہ پا آنا ہوا
سکندر ہمراہ قران کے بالائے کوہ آئے اور سب ماجرا اپنا فقیر ہو کر نکلنا اور ملک آب
پرستان میں پہونچنا اور اسکے بعد دیکھنا رنا اور اٹھا لیجانا پنجہ کا اور پہونچنا بلقیس کا اور ملنا
عقرب جادو کو اور اسکے بعد بقصد ملک آسمانیہ چلنا اور یہاں پہنچنا سب بیان کیا
اور فرمایا کہ اگر تمہیں راہ ملک آسمانیہ کی معلوم ہو تو مجھے بتلا دو قران قزاق نے
عرض کی راہ بتلانا کیسا میں ہمراہ رکاب ہوں لیکن آپ کیسی کیسی پریشانیاں اٹھا کے
چلے آتے ہیں مدعا ایک سفر یہاں قیام فرمائیے اور راحت اٹھائیے اسکے بعد میں حضور کو
یہاں سے ملک آسمانیہ کی طرف لیچلونگا فرمایا کہ وہ جلد سفر تو کرنا ممکن نہیں مگر ہاں شب
تمہاری خاطر سے یہیں بسر کرلونگا اسواسطے کہ نہیں معلوم وہاں ملکہ پر کیا گذرتا ہو کہ خاموش ہو رہے مجھکو
خیال آگیا شرم دامنگیر ہوئی بلقیس پاس بیٹھا تھا اسنے کہا اے شہریار ملکہ کہکر آپ خاموش
ہو رہے وہاں آپ کس بات کا ملکہ کا خلل کیا ہے کچھ عشق بازی کے سلسلہ میں تو نہیں پھنس
سکندر نے کہا تیرے خیالات ہمیشہ فاسد رہتے ہیں ملکہ ماہ پارہ دختر آسمان شاہ کی
وہ مجھے پاک محبت رکھتی ہے نہ مجھے کسی نوع کا خیال اوسکی جانب ہے نہ اوسکو وہ پریشان ہوگی بلقیس نے
کہا پاک محبت کے یہ سورہ شور ہیں تو آگے بڑھکر کیا ہونا ہے اسلئے گھر چھوڑا ہے اور فقیری اختیار
کی ہے فساد وطن چلیے یا کسی مقام پر آپکے والد بزرگوار ملیں تو دیکھیے کیا پسند کرتا ہوں بیان کرتا ہوں
سکندر نے کہا ہمارے سر کی قسم کسی بزرگ کے سامنے اسکا ذکر نا عذر تھا ہر بات میں سکندر
کی بچپن سے عادت تھی اور بلقیس کی حرکتوں سے شرارت پیدا تھی قران تو سکندر کا عاشق
ہو گیا ہے خاک قدم کو طوطیائے چشم بناتا ہے آنکھیں بچھاتا ہے غرضکہ شب تو یہاں بسر ہوئی صبح
کو سکندر نے قران قزاق سے کہا کہ اب چلو ہمارے ساتھ اور اگر ساتھ ہمارا دینا ہے
تو اس پیشہ کو سلام کرو کہ یہ آئین اسلام کے بالکل خلاف ہے جسقدر تمکو دشت میں ملتا تھا
خداوند کریم اوس سے زیادہ عنایت کریگا قران قزاق نے عرض کی جو کچھ فرمائیگا ایسا ہی ہوگا کیا
مجال ہے میری کہ جادۂ اطاعت سے قدم باہر نکالوں یہ کہکر اکبر سب سپاہ کو جو نہایت عمدہ تھا دریافت کر کے خدمت میں

شاہزادے کے پیش کیا اور سپر تلوار خود بکتر چار آئینہ داستانے موزے کل اسلحۂ جنگ کشتی مین
لگا کر حاضر ہوئے شاہزادے نے فرمایا کہ کب تو جہاز اچھی چیز ہے کہ اس سے قطع راہ مین آسانی ہوگی اور
جانا جلد منظور ہے ورنہ اسکی بہی ضرورت نہین پیدل ہی چلنے لیکن یہہ اسلحۂ جنگ
فضول ہین قران قزاق نے عرض کی کہ اے شہریار راستے کی حفاظت کا سب سامان
ہونا چاہیئے جس وقت اپنے ملک مین پہنچ جایئے گا اوس وقت جو لباس چاہے اختیار کیجیئے گا فرمایا کہ خدا
ہر جگہہ حافظ ہے اگر زندگی ہے تو کوئی کچھہ نہین کرسکتا بقول شاعر دوہا

جاکو راکہے سائیان مار نہ سکا کوئی	بال نہ بیکا کرسکے جو جگ بیری ہوئی

اے قران قزاق حافظ حقیقی کی نگہبانی مقدم ہے قران نے عرض کی کہ یہہ سب کچھہ درست ہے
مگر اتنی عرض اس خادم کی پذیرا ہو فرمایا خیر خوشی تمہاری یہہ کہکر آلات حرب تن پر آراستہ کیئے اور
مرکب سمند پر سوار ہوئے قران قزاق مع بارہ ہزار قزاقونکے سکندریہ کے ساتھہ ہوا اور
راہ ملک اسپانیہ کی اختیار کی اب دیکہا چاہیئے کہ یہہ کس وقت پہنچتے ہین

لیکن اب یہان سے کچھہ حال ملک اسپانیہ کا بیان ہوتا ہے

راوی کہتا ہے جب سے یہہ شاہزادہ صاحب اس ملک سے روانہ ہو گیا ہے تمام شہر غمگین ہے اور بادشاہ کو
بہی انتہا کا صدمہ ہے اور ملکہ یاد یار مین دیوانی ہو رہی ہے آٹہہ آٹہہ آنسو روتی ہے کسیکی نہین سنتی ہے ہر وقت مونہہ لپیٹے پڑی
رہتی ہے اہلیان جو نزدیک کرتی ہین وہ سمجہاتی ہین تو اوسکی باتین بری معلوم ہوتی ہین اکثر جواب مین یہہ شعر پڑہ دیتی ہے

عشق ہم اب نکر بیٹہے جو ضرر ہے ناصح	چوٹ جو کہا چکے ہین اسکی دوا کون کرے

کبہی از خود رفتہ ہو جاتی ہے اس مقام کو جسپر بیٹہے دیکہے ہے جہان شاہزادہ بیٹہکے عباد خدا کیا کرتے تہے کبہی یہہ شعر زبان پر جاری ہوتا ہے

تیرا اگر با صاف سے رشک گل ہے یاد کرتی ہین	ہم نالون سے گلہ دل کی ہم فریاد کرتے ہین

کبہی درگاہ قاضی الحاجات مین نازک نازک ہاتہہ اوٹہا کر یہہ دعا کرتی ہے کہ پروردگارا یہہ تونے
کوئی فرشتہ بہیجا تہا یا جن تہا کہ دیو کو کس دبدبہ سے مارا اور وہین سے غائب ہو گیا اگر تونے
کسی ملک کو ہماری ہدایت کے واسطے بہیجا تہا تو امیدوار ہین کہ پہر اوسکی زیارت سے مشرف ہون
اور اگر وہ انسان تہا تو اوسنے اتنے ہزار بندون کو دیو کے قہر سے نجات دی تو اوسکو پہر لا کے پہلا اور بہت لائق

پہر کر پہرے ہوئے معشوق لین سے الٰہی	پہر کہین وہ دلبر کہین آکے گہر آگے

یہہ تو اس حال پر ملال مین ہے اور اسپان شاہ نے ڈہنڈورا پٹوا دیا ہے کہ جو شخص شاہ صاحب
کا پتا لگائیگا وہ اسقدر انعام پائیگا کہ کبہی اوسنے نہ دیکہا ہوگا عیار ہر چہار طرف دوڑتے پہرتے ہین
لیکن اسی ملک اسپانیہ سے قریب ملک ہے کہ بادشاہ وہان کا ارژنگ زرہ پوش
آگوان پرست ہے جس وقت اوسے معلوم ہوا کہ اسپان شاہ نے مذہب آتش پرستی ترک
کیا اور مذہب اسلام کیطرف توجہہ اوسکی معلوم ہوئی ہے کوئی لڑکا فقیر بنا ہوا اولاد حمزہ صاحبقران
سے اس ملک مین آیا تہا اوسنے دیو کو مارا اب اوسے ڈہونڈہ لیکر لا اور سبکو اوسکے دین کی طرف توجہہ ہوئی
ہے یہہ سنتے ہی اوسنے فورًا ایک نامہ اس مضمون کا لکہوایا کہ اے اسپان شاہ
ہم نے سنا ہے کہ تمنے دین قدیم کو اپنے ترک کیا اور مذہب حمزہ کی طرف
تمہاری توجہہ ہے پس آگاہ ہو جا کہ اگر ایسا کیا تو بہت پچہتاؤ گے ہر چند کہ
پہلے ہی تم آتش پرست تہے اور مین بہی بندہ ہون خداوند آگوان کا لیکن غیرہ

مضائقہ نہ تھا اس لیئے کہ وہ بھی ایک قدیم مذہب تھا اور یہ مذہب جدید بہت ہی خراب ہے اور اس مذہب والے ہمیشہ فتنہ و فساد برپا کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ ہم دین کو اپنے رواج دین اور دوسرے مذہبون کو مٹا دین لہذا اگر خیر اپنی اور اپنے ملک کو چاہتے ہو تو اپنے مذہب قدیم پر قایم رہو دین جدید سے ہاتھ اوٹھاؤ ورنہ ایک روز مین ملک آسمانیہ کو آکر تباہ و برباد کر دونگا جسوقت وزیر نے یہ نامہ لکھکر تیار کیا اسنے ایک رفیق کو اپنے دیا کہ نام اوسکا گیہان تیغ زن تھا اور کہا کہ جا اور آسمان شاہ سے اس نامہ کا جواب لا گیہان نے نامہ سر سے باندھا اور کچھ تھوڑے سے سرفروش حفاظت راہ کے واسطے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کو روانہ ہوا جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل ملک آسمانیہ مین پہونچا خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ گیہان تیغ زن نامہ ارژنگ زرہ پوش کا لیکر آتا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ آنے دو مگر یہ ایک تازہ بات ہے اسواسطے کہ ہرچند ملک اوسکا ہمارے ملک سے بہت قریب ہی لیکن ہمارے اوسکے رسم و روابط نہین اختلاف مذہب کی وجہ سے ہم اوس سے کنارہ ہین وہ ہم سے اجتناب رکھتا ہے آج تک کبھی سلسلہ نامہ و پیام نہین جاری ہوا تھا دیکھئے کونسا سلسلہ آغاز ہوا چاہتا ہے آیا سلسلہ دوستی ہے یا دشمنی غرضکہ جب گیہان نے نامہ آسمان شاہ کو دیا اور آسمان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہان تو یہ فقیر کے پیچ مین جا پڑا تھا کہان یہ نامہ پہونچا بس اسکو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جواب نامہ جنگ لکھدو اسواسطے کہ میرا کوئی مذہب تھا اور اب مین نے جو مذہب چاہا اختیار کیا تو کون ہے وزیر نے پشت نامہ پر لکھ دیا جنگ تحریر کر دی گیہان تیغ زن نے کہا کہ آپنے یہ اچھا نہ کیا اسواسطے کہ آپ ارژنگ شاہ زرہ پوش سے آگاہ نہین کہ وہ کیسا بہادر ہے ایک روز مین تمام ملک کو آپکے برباد کر دیگا آسمان شاہ نے کہا کہ تو ایلچی ہے تو بیجا اسطرح کی گفتگو کا حق نہین رکھتا ہے تجھے امور سلاطین مین کیا دخل ہے اگر تجھے بھی دعوی اپنی سپہگری پر ہے تو جو تجھ سے ہو سکے کمی نہ کرنا یہ سنکر گیہان تیغ زن خاموش ہو رہا اور جواب نامہ کا لیکر طرف شہر ارژنگ کے روانہ ہوا اور نامہ اپنے بادشاہ کو دکھایا ارژنگ شاہ نے اوسیوقت حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کل کوچ ہمارا ہوگا ملک آسمانیہ کی جانب یہ حکم ملتے ہی لشکر تیار ہونے لگا اور دوسرے روز ارژنگ شاہ زرہ پوش پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا یہ خبر آسمان شاہ فیل زور کو ہوئی اسنے بھی حکم دیا کہ بارگاہ ہماری بیرون قلعہ استادہ کیجائے اور لشکر تیار ہو اوسیوقت حسب الحکم آسمان فیل زور لشکر قلعہ آسمانیہ سے باہر نکلا اور بارگاہ آسمان شاہ برپا ہوئی لشکر نے پڑاؤ کیا ملک آسمان فیل زور بارگاہ مین آکر مقیم ہوا یہ خبر ملکہ ماہ پارہ کو پہونچی کہان تو صدمہ محبوب مین بستر غم پہ پڑی تھی کہان اضطراب اسکا اس خبر وحشت اثر نے اور بڑھا دیا کہ تیرے باپ کے ملک پر غنیم نے چڑھائی کی ہے رانین کہتی تھین کہ اے خدا ستم نا دیدہ ہم تا نہ مسلم ہین حال پر ہمارے رحم کر اسواسطے کہ ابھی دیو پر جنگال کے شر سے تو نے بچایا تھا کہ دوسری آفت کا سامنا ہوا یہ کہکر یہ شعر پڑھا ہے

دل ابھی تھا سنبھلنے نہ پھر کے طبیعت آئی	ایک آفت نہ ٹلی دوسری آفت آئی

اے رب پاک ذات واسطے حبیب کا اس بلا کو بھی ہم سے دفع کر جسطرح دیو سے بچایا اسیطرح

اس کافر سے بھی بچا یہ تو یہان تڑپ تڑپ کر دعا کر رہے ہین اور وہان آسمان شاہ باہر قلعہ کے
بارگاہ برپا کیئے بیٹھا ہے کہ یکایک اک پردہ بیابان گرد سے بر خاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ
خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے بار اگرد کو گرد
نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پچاس ہزار سوار سے ارژنگ شاہ
زرہ پوش پیدا ہوا اور ایک جانب خیمہ زن ہوا لشکر نے پڑاؤ کیا بس ارژنگ نے
بارگاہ بپا ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا خبر ہوئی آسمان شاہ کو اسنے حکم دیا کہ ہمارے
یہان بھی نفیر ایزدی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی پر چوب لگی اور آواز نقارہ
کی گونجی تیاریان جنگ کی ہونے لگین یہانتک کہ زمانہ شب آخر ہوا اور صبح نے جلوہ فروزی
کی طایران خوش الحان محو یاد سبحان ہوئے نسیم سحر نے غفلت شعارون کو تھپک تھپک کر
سلانا شروع کیا اور شور اذان نے خدا آشناسون کو خواب غفلت سے بیدار کیا قافلہ والون نے
سفر کی تیاری کی عاشقان ہجران کشیدہ نے روئے سحر دیکھکر سجدۂ شکر کیا ملکہ ماہ پارہ
نے تڑپ تڑپ کر یاد محبوب و اندیشہ ملک مین رات گذاری ہے تو بستر اسکا زمین
مقتل کا نمونہ ہو رہا ہے جا بجا اشک سرخ کے داغ شکنین پڑی ہوئی بموجب شعر

شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہے ۔ صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا

واقعی عجب عالم ہے ملکہ کا کہ آنکھین نشۂ عشق و شراب غم سے روتے روتے سرخ ہو گئی ہین
چہرہ مانند روئے ماہتاب کی کہ جو حالت اوسکی ہنگام صبح ہوتی ہے سفید گریبان مثل گریبان صبح
کے چاک بال پریشان لب خشک وہ پیالش ہو ولین چھپی ہوتی ہے رہ رہکر ہچکی آتی ہے
بے اختیار منہ سے اُف نکلجاتی ہے کبھی درگاہ الٰہی مین چھوٹے چھوٹے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرتی ہے
کہ پروردگارا اوس اپنے بندہ کا پاک سے جلد ملا دے کہ جس نے مجھے راہ نیک تعلیم کی کفر سے چھڑا
راہ اسلام کو پاک کبھی کہتی ہے کہ باپ کو میرے دشمن پر فتحیاب کرنا کہ وہ تیری راہ مین لڑنے گیا ہے
اگر اپنے دین قدیم پر رہتا تو ارژنگ شاہ سے نہ بگڑتی بار الٰہا تو بھی اوسکی مدد کرنا یہ تو یہان
اس حال پر ملال مین خدا سے رجوع کیئے بیٹھی ہے اور وہان دونون لشکر میدان جنگ مین
آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبردارون نے نکلکر میدان کو جھاڑی
جھنڈی کا ٹکر صاف کیا بیلدارون نے نشیب و فراز کو برابر کیا سقون نے آبپاشی کرکے
گرد کو بٹھالا نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کے دلون مین جوش پیدا
ہوا خون شجاعت نے جسم مین دورہ کیا جنگی باجون نے جوانان لشکر کو مست و بیخود بنا دیا بس
کہان تیغزن نے مرکب الپا صبا سے نکالا اور سامنے تخت ارژنگ زرہ پوش کے آیا
اجازت حرب و پیکار مانگی ارژنگ شاہ نے کہا کہ جا خداوند آگوان تیرا حافظ و نگہبان ہے
بس وہین سے اسنے باگ مرکب کی موڑی اور پاشنہ کیا کہ مرکب مثل برق چمک کر
میدان مین آیا اپنے پہلو ضرب شوری کے بعد اوسکے اک مقام پر نیزہ زمین پر گاڑا اور دم
کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اسے آسمان شاہ اسی روز بد کے واسطے مین نے تمہین کہا تھا کہ
ارژنگ شاہ سے نہ بگاڑو مگر تمنے کہنا نہ مانا اور یہ اب جنگ کہا اوسکا یہ نتیجہ پیش آیا کہ آج ملک تمہارا
اندیشہ بربادی سے خالی نہین ہے آسمان شاہ قبل از ینکے اپنے لشکر کو [illegible] دیکھا [illegible]

اسکا دیکھنا تھا کہ خرلیط نیزہ باز نے مرکب اپنا نکالا اور سامنے تخت آسمان شاہ کے آیا تیر اکیا اجازت
حرب مانگی اسنے باواز بلند کہا کہ تجھے اوس خدا کے سپرد کیا کہ جو قدیم ہے نہ اوس سے پہلے کوئی تھا اور
نہ سوا اوسکے ہمیشہ کوئی رہیگا خرلیط نیزہ باز نے سلام رخصت کیا اور باگ پھیر کر مرکب کو باشتہ کیا
مرکب بجیبن ہو کر مثل بجلی کے کوندتا ہوا سامنے کیہان تیغزن کے آیا کیہان نے کہا کیا تو نے
بھی مذہب جدید اختیار کیا ہے خرلیط نے کہا کہ میرا مذہب قدیم میرا خدا قدیم ہے کیہان نے کہا
کہ دیکھوں تیرا خدا کیسا ہے اور میرا خدا کیسا ہے خرلیط نے کہا او ملعون اپنے خدا سے باطل کو
میرے خدا سے برحق کے مقابلہ میں بیان کر کے فیصلہ خواہ ہوتا ہے دیکھ ابھی کہلا جاتا ہے وار کر
اپنا کیہان نے کہا پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال لے خرلیط نے کہا کہ جس مذہب پر رغبت کی
اوسکے آئین بھی اختیار کرنا لازمی ہوئی لہذا ہم مطیع اسلام ہو چکے ہیں کبھی پیشدستی نہ کرینگے
کہ یہ ان لوگوں کا طریقہ نہیں ہے یہ سنکر کیہان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا
ہے لے اسے یہ کہکر نیزہ خرلیط کے حوالہ کیا خرلیط فن نیزہ بازی کو خوب جانتا ہے اسنے نیزہ
کیہان کا نیزہ پر روکا اور پرتھنیاں چلنے لگیں بند بند سنے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
سانپ زبانیں نکالکر گتھ گئے ہیں غرضکہ رد و بدل ہوتے ہوتے ایک مقام پر خرلیط نیزہ باز
نے جھوٹ پر چھپٹا ماری اور اپنے نیزہ میں نیزہ کیہان تیغزن کا پیچیدہ کر کے ایک کس دیکر جو جھٹکا
مارا نیزہ ہاتھ سے کیہان کے نکل گیا اور بیس قدم کے فاصلہ پر جا کر گرا اسنے کہا کہ خیر نیزہ بازی خلاف
بازی تیغ بازی راست بازی ہے یہ کہکر میان سے تیغ کھینچ لیا اور سر پر خرلیط کے وار کیا
اسنے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کے پناہ کیا لیکن تیغ جو کیہان کا پڑتا ہے صاف سپر کو مانند قرص پنیر
کے کاٹکر سر پر بیٹھا خرلیط نے سر کھینچا اور دھر کیہان نے جھٹکا مارا تیغ تا دو ابرو اوتر کر
نکل گیا بس خرلیط نے بھی اوسی عالم زخمداری میں جھپٹ کر تلوار ماری کہ شانہ اسکا بھی
شانہ ہوا جس ہاتھ میں سپر تھی وہ جھول لٹکا گیا کیہان نے دوسرا وار کیا کہ زخم سر خرلیط کا چوپارہ ہو گیا
اور یہ غش کھا کر زمین پر گرا لوگ دونوں طرف سے دوڑ پڑے اپنے اپنے سرداران زخمی کو لیگئے
اسکے بعد ریحان تیغزن بھائی کیہان تیغزن کا اپنے بادشاہ ملک ارزنگ زرہ پوش
سے اجازت لیکر میدان میں اور مبارز طلب کیا یہاں لشکر آسمان شاہ سے بسیط بن خرلیط
نکلا دونوں میں نیزہ بازی ہوئی بسیط نے نیزہ ریحان کے ہاتھ سے نکال دیا لیکن جب نوبت
تیغزنی کی پہونچی تو یہ بھی زخمی ہوا لوگ اسکو بھی لے آئے ریحان نے پھر مبارز طلب کیا
افرلیط بن افراط نے آسمان سے اجازت حرب لی اور آکر مقابلہ کیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیرزنی کی آئی ریحان نے ایسا تیغ مارا کہ افرلیط بھی زخمی ہوا بعد اسکے
افراط بن افرلیط نکلا یہ بھی زخمی ہوا کہاں تک بیان کیا جائے ریحان نے
کئی سردار آسمان شاہ کے زخمی کئے پس یہ دیکھکر اسنے خود مقابلہ طلب کیا اور ملک
آسمان شاہ فیل زور نے لباس شاہی اوتار پوشاک رزم پہنے جسم کو زیور جنگی سے
آراستہ کیا اور مرکب پر بیٹھکر باگ لی سامنے ریحان کے آیا اور پکارا کہ او تیغزن
غضب کیا تو نے کہ کئی سردار میرے زخمی کئے کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھوں
تو سہی تو کیسا تیغزن ہے ذرا اپنے جوہر تیغ کو بھی دکھا ریحان نے کہا اسے آسمان شاہ

دیکھا تو نے کسطرح زخمی کیا مین نے تیر سے سردارون کو وہی حال تیرا بھی کرونگا آسمان شاہ
نے کہا کہ بھیہ دیر کس بات کی ہے یہ سنتا تھا کہ ریحان تیغ زن نے وہی تیغ خون آلودہ آسمان
شاہ کو حوالہ کیا آسمان شاہ تیغہ اسکا سپر پر روک کر تلوار کہ ماری ریحان کے دو ٹکڑے ہو گئے بعد اسکے
شمعون شیر لب میدان مین آیا یہ بھی ہاتھ سے آسمان شاہ کے زخمی ہوا اسکے بعد
مقرون شیر کش نے مقابلہ کیا یہ مارا گیا شام تک ساتھ سردار اسطرح یہان سے مارے اور
کئی زخمی کیئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے زخمیون کو شفاخانہ
بھیجا مقتولین کو دفن کیا لشکر کے کھولی سردارون نے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم
تن پر آراستہ کیا دو چار جام شراب کے پیئے کر کسل دفع ہوا ارزنگ شاہ نے جو اپنے سردارون
کو زخمی اور قتل ہوتے دیکھا نہایت ملال ہوا اپنے خیمہ مین آکر بیٹھا دو چار جام شراب کے
پیئے جسوقت دماغ اسکا گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل ہم خود آسمان شاہ سے مقابلہ
کرین گے اوسیوقت نقارہ رزمی کڑکڑا ہرکارون نے خبر آسمان شاہ کو پہونچائی کہ ارزنگ
شاہ زرہ پوش نے اپنے نام نامی پر طبل جنگ بجوایا ہے آسمان شاہ نے کہا
کہ کچھ پروا نہین ہے خدا کے ناظر گیا سیت کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے
یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی طبل بجا تمام رات تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون
لشکر مقر کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب سپاہ دکھلا گئے بعد کہ ارزنگ
زرہ پوش نے گھوڑا باگ کا لیا اور میدان مین آکر سیر کیا میدان کا دکھایا نیزے کے
ہاتھ نکالے جسوقت خوب عرق عرق ہو گیا ٹھہر کر ایک مقام پر وقار کو آراستہ کر کے آواز
دی کہ اے آسمان شاہ ہنیت میدان ہنیت کوئی آسامنے اگر دعوی بہادری کا ہے
آسمان شاہ نے کہا کہ مین تیری سرکوبی کو موجود ہون یہ کہکر مرکب کو اشارہ کیا فرس بجلی
ہو کر چلا سامنے ارزنگ شاہ کے آیا ارزنگ نے کہا کہ اے آسمان شاہ
مین نے تجھے سمجھانے کے طور سے لکھا تھا کہ تیرا مذہب تو کچھ ایسا برا نہین ہے تو مذہب دوسرا اختیار
کر اگر تجھے یہ منظور تھا تو یہ لطافت ٹالدیا ہوتا مین بھی خاموش ہو رہتا مگر تو نے اپنی ترنگ مین جواب
جنگ لکھدیا انجام نہ سوچا اب دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون آسمان شاہ نے کہا کہ تو میرا اتالیق نہ
تھا کہ مین کہنے پر تیرے عمل کرتا مین اپنے فعل کا مختار ہون مین نے جو چاہا سو کیا اور بہت اچھا کیا
اب اگر جواب جنگ تجھے ناگوار ہوا ہے تو جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ارزنگ نے گرز فولاد
کا ہاتھ مین سنبھالا اور باگ مرکب کی لی اور قصد لگا ور جھپٹا آسمان شاہ نے بھی سپر گردن کو سنبھال
اور مرکب کو اشارہ کیا دونون طرف سے مرکب چلے پس برابر پہونچتے ہی سر سے سپر سینہ سے سینہ
لڑا گھوڑون مین ٹھوکر چلی تراقے کی صدا بلند ہوئی سپرون سے جھنکار پیدا ہوئی اور تین مرکب تین
تین چار چار قدم پسپا ہوئے پس دونون نے باگ تیزی سے ہاتھون مین سنبھالی باگین موڑ
موڑ کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ارزنگ شاہ نے خبردار خبردار کہکر نیزہ سینہ کے
کینہ آسمان شاہ پر مارا آسمان شاہ نے نیزہ نیزہ پر لگا ٹھا طعنہ تین چلنی لگین یہ معلوم ہوا
کہ دو سانپ زبانین نکال کر لڑنے لگے جو بند ارزنگ شاہ باندھتا ہے آسمان شاہ
کھول دیتا ہے اور جو بند آسمان شاہ باندھتا ہے اوسے ارزنگ شاہ کھول دیتا ہے

یہانتک ردوبدل ہوئی کہ سنانین بھالین بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی تھوڑی دیر مین چھڑین مثل
مسواک ہوکر رہگئین ہاتھ سے پھینک پھینک کر تلوارین میانون سے کھینچ لین وار چلنے لگے پھر کھبر
کا ان تلوار چلی نگاہین دونون لشکرون کی لڑی ہوئی ہین دونون کے بادشاہ مصروف جنگ ہین دیکھین
کے فتح و شکست پر لڑائی کا فیصلہ ہے قضا سے کار اتفاقات روزگار سپر آسمان شاہ کی ٹوٹی
اور سر زخمی ہوا اور خون سر سے باہر آیا غشی طاری ہوگئی لوگ دوڑ کر آئے اور بادشاہ کو اپنے
لیگئے اودھر ارنگ شاہ زرہ پوش مبارز طلب کر رہا ہے اوسکو خیال ہے کہ اور کوئی سردار
مقابلہ کو نکلیگا لیکن آسمان شاہ کے سردارون نے اس وقفہ کو غنیمت جانا اور سردار کو اوٹھا کر داخل
قلعہ ہوگئے جلدی سے پھاٹک قلعہ کا بند کرلیا یہ دیکھکر ارنگ شاہ نے طبل بجوا کر دھاوا کردیا اودھر
اہل قلعہ نے توپین چڑھوادین اور نشانہ باندھکر بیٹھے خندق پر سے پل تختہ ہٹا دیا پانی
کا منہ الاکڑ کا پولا بارود کے ہانڈی تیل کا کڑاہ سب چیزین درست کرلین ارنگ شاہ
نے سامنے قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ اے اہل قلعہ ہوشیار ہوجاؤ کہ مین آتا ہون یہ کہکر اسپ کو
دوڑایا ایک ہاتھ مین گردہ سپر کا اور دوسرے مین گرز گران سنبھالا اور قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ
نے جو دیکھا کہ یہ آتا ہے نشانہ باندھکر گولے مارنا شروع کیے صدہا آدمیون کو گرادیا صفین کی صفین بچھادین
ایک ایک گولا کئی کئی صفون کو مسمار کرتا ہوا چلا جب گولا داہنی جانب آیا گرز مارا کہ گولا پلٹ گیا
جب بائین جانب آیا سپر سے روکیا سامنے آیا تو داہنی بائین طرف ہٹ کر خالی دیا اسیطرح ارنگ
شاہ گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک کہ زیر قلعہ پہونچ گیا کوئی گولہ قضا کا اسکے نہ لگا اب
اپنے گھوڑے سے کود پڑا کی یہ چارون طرف پتلیان جھاڑ کر جو اوٹھتا ہے تو دروازہ قلعہ پر جا کر ٹھہرا اوسوقت
اہل قلعہ نے پانی کا منہ الاکڑ کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ تمام چیزیں قریب تھے کہ گر
ارنگ سب سے بچا قریب ہے کہ گرز مار کر پھاٹک کو توڑے یہ حال دیکھکر اہل قلعہ نے
کہا کہ اب وقت دعا کا ہے سوا اسکے کوئی چارہ کار نہین ہے ان نو مسلمون نے دست
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کئے اور عرض کرنے لگے کہ اے رب بے نیاز اے
معبود و کارساز ہم تازہ مسلمان ہین اور نئے شناسان تیرے ہین ہر چند کہ ذات تیری
قدیم ہے مگر ہم جدید ماننے والون مین سے ہین اسوقت مشکل مین ہماری مدد کر اور تو خوب
جانتا ہے کہ ہم حق پر ہین اور تیری راہ مین لڑے ہین اسلیئے کیا باعث فساد یہی تبدیلی مذہب ہی
اسی مذہب اسلام کے اختیار کرنے پر یہ جنگ ہوئی ہے اور دشمن ہمارے گمراہ کرنے پر
آمادہ ہے لہذا اگر ہم حق پر ہون تو ہمین نجات دے اودھر ملکہ ماہ پارہ کو جو یہ خبر پہونچی کہ باپ میرا
زخمی ہوکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ بھی فتح ہوا چاہتا ہے دشمن قریب پہونچ گیا ہے۔ یہ سنتا تھا کہ
بیباک کر رونے لگی اور سنتے سنتے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرنے لگی کہ خداوندا کسی معاون و مددگار کو
اپنے تو نے ابتک نہ بھیجا ہم لوگون کی تقدیر مین تباہی و بربادی لکھدی ہے ہم نے اپنے رہنما
سے سنا ہے کہ جو خاص بندے تیرے ہین وہ ہمیشہ تکلیف مین رہتے ہین ہر قسم کی ایذا
اونکو پہونچتی ہے دنیا و دیکھو واسطے نہین ہے لیکن اے بے نیاز ہم تو گنہگار
سے ہین ہمارا وہ نفس نہین ہے کہ ہر طرح کی مصیبت برداشت کرسکین یہ ظرف
اونھین خاصان خدا کا ہے چونکہ دعا ان سب کی رجوع قلب و اعتقاد درست سے تھی

تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور زنجیر عدش ہلنے لگی باب قبولیت مثل آغوش کے وا ہو گیا جانب
صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے ارژنگ زرہ پوش نے
بھی تامل کیا کہ مبادا کوئی حریف کا طرفدار ہو تو پہلے ہی نہ مقابلہ ہو جائے یہ خیال کر کے
دیکھنے لگا اودھر اہل قلعہ نگران تھے کہ شاید خداوند کریم نے کسی متوکل کو ہماری مدد کے لیے
بھیجا ہو اسواسطے کہ ذات اوسکی رحیم ہے لیکن گرد مثل آندھی کے آرہی تھی آتے آتے
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک شہسوار بارہ ہزار سواروں سے آکر پہونچا اودھر کیا
کو روک کر حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ملک آسمانیہ پر غنیم کی چڑھائی ہے بادشاہ زخمی ہو کر قلعہ بند
ہوا ہے اور غنیم چاہتا ہے قلعہ کا شکست کیا چاہتا ہے بس یہ سننا تھا کہ تاب نہ رہی اور وہین
سے مرکب کو تازیانہ مارا کہ گھوڑا مثل بجلی کے کوند کر قلعہ کیطرف چلا قریب پہونچکر آواز دی
کہ او ارژنگ شاہ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا کہ مین آپہونچا سکندر رستم خو کے گذاریم
برتا کہ از دست من زندہ و سلامت روی اودھر ارژنگ شاہ نے کہا کہ خوب خدا نے
اکوان نے کئی ہزار کر تجکو قضا کے منہ مین بھیجا مجھے تو اپنی تلاش تھی پہلے تجھ سے
فیصلہ کر لون تو پھر آسمان شاہ سے سمجھ لونگا القصہ بہادری کی سکندر رستم خو نے
کہا کہ نہین جانتا ہم اہل اسلام مین طریقہ پیشدستی کا نہین ہے تو اپنا حوصلہ نکال لے
ارژنگ شاہ نے نیزہ سینہ سکندر پر مارا سکندر نے نیزہ اسکا اپنے نیزہ
پر لیا طعنین چلنے لگین دس یا بارہ طعنوں کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک بار قائم پر سکندر
رستم خو نے جھپٹ کر چھپر ماری اور نیزہ حریف کو اپنے نیزے سے لپیٹ کر جھٹکا مارا کہ مثل
تیر شہاب کے نیزہ ہاتھ سے ارژنگ شاہ کے نکل گیا اور چالیس قدم کے فاصلہ پر
جا گرا بس جہان نظر مین ارژنگ شاہ کے تیرہ و تار ہو گیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ
ڈالکر آواز دی کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کر دیا سامنے
بہادران عالم کے خفیف کیا مگر کچھ پروا نہین ہے نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی
راست بازی جیسے حلال مشکلات جہان کہتے ہیں کہکر شاہزادہ نامدار پر تیغ آبدار کا وار
کیا بس سکندر رستم خو نے ڈھال بند سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ وہ سپر کا پشت پر جا جھولا اور
پنجہ علی کو دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار ارژنگ شاہ کی پٹ پڑی ہاتھ بڑھا کہ کلائی پکڑلی
ارژنگ نے تلوار ہاتھ سے چھوڑ دی اور گریبان مین ہاتھ ڈالدیا ہاتھ چلنے لگے مرکب لنگر ران
کے تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئی دونون شہسوار گھوڑون سے کود پڑے زور آزمائش
کے ہونے لگے تماشائی کا یہ حال تھا اہل قلعہ دروازہ کھولکر نکل آئے آسمان شاہ نے زخم پر
اپنا باندھا اور اسی حالت مین قلعہ سے باہر آیا چونکہ خیال اوسکو یہ گذرا کہ فوج سکندر
کے ساتھ کم ہے نہین معلوم انجام کیا ہو اسلئے کہ بیٹے و سردار و اپنی فوج لیکر قلعہ
کے باہر آیا اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگا اودھر فوج ارژنگ شاہ بھی قریب آگئی سکندر
کے ہمراہی بھی پاس آگئے نگاہین بلکہ جانین سب کی لڑی ہوئی ہین کہ ارژنگ شاہ
بادشاہ ہے اور سکندر رستم خو اہل اسلام کے لیے بادشاہ سے زیادہ مرتبہ رکھتا
ہے ہر ایک کو اپنے اپنے ملک و آقا کا خیال ہے یہان سکندر رستم خو اور ارژنگ

زرہ پوش مین کشتی ہو رہی ہے پیچ پر پیچ بند ھ رہے ہین زور پر زور ہو رہے ہین معلوم ہوتا ہے کہ دو کوہ بار سے لپٹ رہے ہین جہرہ کا کشتی کا بندھا ہوا ہے آدمی اور دیو کی لڑائی معلوم ہوتی ہے ارژنگ زرہ پوش زبردستان روزگار سے ہے قد و قامت اسکا نہایت عریض و طویل ہے ہر جگہ چھایا ہوا معلوم ہوتا ہے اور سکندر رستم خو بارہ تیرہ برس کا لڑکا مگر وارث زور صاحبقرانی ہے جہان ہاتھ ڈال دیتا ہے ارژنگ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلاخ آہنی آکر جم گئی چھڑانا دشوار ہوتا ہے دلمین کہتا ہے اللہ رے زور تیرا دیکھنے والے اور سمجھنے والے دونون طرف کی داد مردی و مردانگی دیتے جاتے ہین کہ ایکبار سکندر نے آواز دی کہ تو بہت اچھا شاباش فرمایا مگر اب وقت کم ہے مین چاہتا ہون کہ شام تک جنگ یکسو ہو لی اور تجھے خوب تھکا لیتا اوسوقت زیر کرتا خیر آگاہ ہو جا اور خبردار ہو جا کہ مین تجھے اوٹھا لیتا ہون یہ حسرت تیرے دلمین نہ رہجائے کہ مین واقف نہ تھا کہ اتنی جلد زیر ہو جاؤنگا یہ کہکر دونون بازو اسکے پکڑے اور سر سینے سے ملا یا اور خبردار کہکر لے دوڑے ارژنگ نے ہر چند قدم جمائے کہ جگہ سے نہ ہٹون مگر کیا ہو سکتا ہے سکندر بارہ قدم تک دوڑ لے گئے اور پھر آگے کو جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہو گئے بس دوسرے ہاتھ سے بند کمر پکڑ کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا سر سے اوٹھا لیا ہر چند یہ تڑپا لنگر مارے کہ اٹھون مگر کیا ہو سکتا ہے زور کے آگے ظلم کہین چل سکتا ہی سکندر نے ہاتھ کو قائم کرکے آواز دی کہ کہو ٹک لے اچھی طرح سے قران قزاق نے آواز دی کہ اے شہریار نامدار سبحان اللہ کیا کہنا ہے یہ زبردستی اور یہ اختیار کہ فیل مست کو ہاتھ پر بلند کر لیا یہ آپ ہی کا کام تھا ادھر آسمان شاہ نے کہا کہ اگر ایسے نہوتے تو اتنے سے سن مین یہ نام کیونکر پیدا ہوتا اور اکیلے ہر ہر ملک مین کیونکر پھر سکتے لیکن سکندر نے ارژنگ سے کہا کہ بتا کیا کہتا ہے اس نے عرض کی کہ تا زندہ ام بندہ ام فرمایا کہ وحدانیت پروردگار کے بارے مین کیا کہتا ہے اس نے عرض کی جو آقا کا دین وہ غلام کا مذہب سکندر نے اسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ دیا اور اوسیوقت کلمہ طیب تعلیم فرمایا ارژنگ زرہ پوش از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ بیٹے تو دین اسلام اختیار کیا اور مذہب اکوان پرستی پر لعنت کی جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب کو اختیار کرے اور جسے نہ منظور ہو وہ میرے لشکر سے نکل جائے سب نے عرض کی کہ الناس علی دین ملوکہم جو مذہب بادشاہ کا وہی اپنا بھی مذہب اب سکندر رستم خو نے ارژنگ شاہ اور آسمان شاہ کو گلے ملوایا اور فرمایا کہ آپس کے رنج و ملال کو دور کرو اور باہمی ہمدردی کا خیال رکھو ارژنگ نے عرض کی کہ وہ بنائے عداوت مٹ گئی جس واسطے مین نے اسکے ملک پر چڑھائی کی تھی اب وہی دین نے بھی کیا یعنے مذہب اسلام اختیار کیا آسمان شاہ نے ہنسکر کہا کہ اے ارژنگ شاہ دیکھا تم نے قدرت پروردگار عالم کو اور سمجھ لیا مذہب اسلام کو کہ کیسا دین برحق ہے یہ دونون آپسمین بغلگیر ہوئے بعد اسکے سکندر نے قران قزاق کو آسمان شاہ سے ملایا ارژنگ سے ملاقات ہوئی شاہزادہ سکندر رستم خو کا دوست اور رفیق سمجھکر قزاق سے بادشاہ تکریم کے ساتھ ملے اور

اسکی نہایت عزت کی آج قلعہ اصفہان مین صحبت عیش و نشاط ہے جام شراب ارغوانی کو گردش ہے جو لوگ باہم ایک دوسرے کے لہو کے پیاسے تھے آج جام سلامتی پی رہے ہین ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی صدا بلند ہے ہر چند کہ آسمان شاہ زخمی ہے لیکن اسکو دو ایسی مسرتین ہین جنھون نے سب غم غلط کر دیے ہین تکلیف بھلا دی ہے ایک تو جنگ مین کامیابی اور دشمن فاجر کا دوست مسلم ہونا دوسرے اس گمشدہ شاہزادی کا آنا اور دشمن کے ہاتھ سے جان و مال کو بچانا لیکن اب کچھ حال ملکہ کا گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ دعا بھی مانگ رہی تھی اور آنسو اسکے دونون آنکھون سے جاری تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو لڑیان دُرِ غلطان کی ٹوٹی ہوئی ہین جنکا سلسلہ کسیطرح ختم نہین ہوتا کہ یکایک ایک عورت نے آکر کہا کہ بی بی کیون رو رو کر بدشگونی مناتی ہو خداوند کریم نے تمہارے باپ کو دشمن پر فتح یاب کیا یہ سنتے ہی ملکہ [illegible] پڑی اور کہا کہ سچ کہو اوسنے عرض کی کہ میری مجال ہے جو جھوٹ بولون اور وہ بھی آپ سے فرمایا کیونکر فتح حاصل ہوئی اسلیے کہ مین نے تو سُنا تھا کہ قبلہ و کعبہ جہان پناہ زخمی ہوکر قلعہ بند ہو گئے ہین اوسنے عرض کی کہ یہ سب صحیح تھا اور دشمن دروازہ قلعہ تک پہونچ گیا تھا مگر سُنا ہے کہ مدد غیبی ہوئی اور کوئی لڑکا بارہ ہزار سوارون سے صبح ایکطرف سے آیا اور دشمن سے لڑکر اوسکو زیر کیا پیارا پیارا لڑکا ہے اور سُنا ہے کہ وہ بھی مسلمان ہے دشمن کو بھی اوسنے مسلمان کیا اور آپ کے باپ سے گلے ملوایا باہم دوستی ہو گئی آیندہ کوئی خطرہ بھی نہین رہا بلکہ اگر اور کوئی چڑھائی کرے تو جب ایک سلطنت تھی اب دو کی ایک ہو گئی طاقت مضاعف ہو گئی ملکہ نے پوچھا نام اوس لڑکے کا کیا ہے اور تو نے دیکھا بھی ہے یا نہین اوسنے عرض کی کہ قربان جاؤن لوگ کہتے ہین کہ یہ لڑکا وہی فقیر ہے جو پہلے اس ملک مین دوسرے بھیس مین آیا تھا اور جس نے دیو کو مارا تھا مگر اب وہ سپاہیانہ لباس مین ہے یہ سنکر ملکہ شادی مرگ ہونے لگی دفعتاً جو یہ خبر مسرت آگین ایسے غم و ملال کے بعد سنی قلب اوسکے لیتے لگا دیوانگی کا ایسا عالم ہوا قریب تھا کہ بسبب فرط مسرت کے مرغ روح قفس تن سے پرواز کر جائے اوس عورت کو خبر کی تصدیق کے لیے روانہ کیا کہ جاکر دیکھ تو آ اور پہچان تو کہ یہ وہی شخص ہے یا اور کوئی لیکن سہیلیون سے کہا کیون صاحبون بھلا وہ کہان ہے کوئی اور شخص ہوگا اس لیے کہ سنتی ہون یہ لباس سپاہیانہ پہنتے ہے اور وہ فقیر تھا جسکا جوگ ہم نے لیا ہے اگر یہ شاہزادہ بھی ہو تو ہمین کیا مطلب ہان اتنے شکر گذار ضرور ہین کہ اوسنے ملک ہمارا دشمن کے ہاتھ سے بچا دیا وہ لڑکیان کہتی ہین کہ ملکہ خدا مین سب طرح کی قدرت ہے وہ چاہے تو مردہ کو زندہ کر دے اور زندہ کو مردہ کر دے فقیر کو بادشاہ بنا دے بادشاہ کو فقیر کر دے ابھی آپ نے دیکھا کہ کیا سے کیا کیا اور کیا سے کیا ہو گیا کہ پہلے ایسی شکست ہوئی کہ ملک و مال بچنے کی کوئی امید نہ تھی پھر خدا نخواستہ نصیب اعدا اگر دشمن کی فتح باقی رہتی تو کیا تعجب تھا وہی بادشاہ کل کو فقیر ہی پھرتا خداوند کریم نے اوسیوقت ایسا مدد گار بھیجدیا کہ وہ شکست فتح سے مبدل ہو گئی اور وہ بادشاہت جو قبضہ دیگر و ... تک پہونچ گئی تھی فقیری سے پھر بادشاہت

ہوگئی اسیطرح ممکن ہے کہ اب اوسنے اوس لباس کو تبدیل کرڈالا ہو پہلے بھی آپ کہتی تھین کہ یہ خاندان عالی سے معلوم ہوتا ہے یہ فقیری بانا اس نے کسی صدمہ و رنج مین اختیار کیا ہے یہی ذکر تھا کہ آسمان شاہ محل مین داخل ہوا اور خود ہی بیان کیا کہ خدا نے اپنا فضل کیا اور وہ شہزادہ جو فقیر بنکر یہان آیا تھا جس نے دیو کو مارا تھا اور اوسکو پنجہ سے لیگیا تھا اوس نے آکر ارزنگ زردپوش کو بھی زیر کرکے مسلمان کیا اب حال اوسکے خاندان کا بھی ظاہر ہوگیا کہ اولاد جناب حمزہ صاحبقران سے ہے اتنا تو مین پہلے بھی سمجھا تھا کہ یہ فقیر نہین ہے یہ کہکر اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اوسنے منظور کیا تو میرا قصد ہے کہ اس لڑکی کا ہاتھ اوسکے ہاتھ مین دیدون ملکہ نے کہا نہایت مناسب ہے اس سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے اصل یہ ہے کہ اوسنے خاک سے ہمین پاک کیا دوزخ سے نکال کر راہ بہشت دکھلائی مال و ملک جان و آبرو بچائی جسوقت ملکہ کو یہ بات مفصل معلوم ہوگئی کہ یہی دلبر جان فزا ہے جسکے چہرہ پر بحالی آگئی جوش مسرت سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا دیوانی ہوجائے لیکن اپنے کو سنبھالا کہ ایسا نہو راز دل ظاہر ہوجائے اور رسوائی ہو ضبط کیا لیکن جسوقت آسمان شاہ محل سے باہر گیا اوسوقت ملکہ نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے ایک کہاری کو دیا جاکر اوس بے مروت کو چپکے سے دے آنا اور کہنا کہ واہ صاحب کیا آپ آکے ہو چکے ہین اور ابھی تک ہماری خبر بھی نہ لی کہ مادہ یا ہے یا جیتی ہے یا مرگئی جسوقت تم باغ سے چلے ہو اور مین روک رہی تھی تو بلکہ دیکھا تھا کہ مین دروازے تک آکے گل بہار کے پیچھے لٹک کر رہگئی تھی اور جسوقت یہ سنا تھا کہ تمہین دیو لے گیا اوس وقت سے جو حال میرا ہوا اوسے بجز خداوند کریم کے کوئی نہین جانتا ہے کہ اوسوقت تک مین نے کس طرح تحمل سے کام لیا اور راز دل افشا نہونے دیا مگر اب یہ دل ناشکیبا ضبط افشاے راز سے باہر ہوا جاتا ہے سنبھالے نہین سنبھلتا بموجب شعر

کیا اوسکی سمت دل یہ کھنچا جاتا ہے دیکھو	عجب طرح کا الٰہی لگاو ہے دلکو

افسوس الٰہی کیا آپ آتے ہو سیکھے ہین اور ہم انتظار مین بیٹھے ہین لیکن آپ کیسے اسوقت تک بے خبر ہین کہ اوس غمکشیدہ ہجران کا کیا حال ہوا ہے سچ کہا ہے کہ مرد کی ذات مین وفا نہین ہے ایسا زیادہ نہ سہی پس تو ایک نظر اپنا مجھے بھی دکھا جاؤ مین تمہارے نہین تو بگڑ جائیگی ایک نظرسے خوش گذرے ہے

کیون آئے نہ ہم سے ملی کیا لیا تمہین	جا کے مین خبر دیکھ لیا ایک نظر تمہین

دیگر

فرقت یار مین یہ پوچھو کیسی گذر رہی ہے	ابھی گذر رہی ہے جیسی گذر رہی ہے
نہیں نکلی جہان سے بدلا نہ رنگ اپنا	جیسی گذر رہی ہے ویسی گذر رہی ہے
سنتا رہا وہ نالے پوچھا نہ یہ بھی لیکن	کیون در دھڑکنا الفت کیسی گذر رہی ہے
ایک ایک سے وہ ہمین اپنی گویا ہم	ویسی گذارتے ہین جیسی گذر رہی ہے

ہے ارزو یہ تجھکو حال غم جدائی
دشمن پہ بھی نہ گذرے ایسی گذر رہی ہے

ہرچند کہ تم سے نوجوان سکتے ہو نہ سمجھ سکتے ہو اس لیئے کہ اگر کسی سے دل لگا یا ہوتا تو درد و محبت کا مزا معلوم ہوتا کہ یہ ایذا قابل برداشت ہوتی ہے یا نہیں اور کیا وہ دل ہین ایسے دکھ اُٹھاتے ہین اور اُف نہ زبان پر نہیں لاتے ۔ س

رخصت ہی نہیں کا مزا جانے	جسکو ایذا نہو وہ کیا جانے
ہم کو یہ بھی خبر نہیں ہمدم	کس سے دل لے لیا خدا جانے

غرضکہ اگر لوازم اشتیاق ملکہ کا تحریر ہوتا تو ایک دفتر سیاہ ہوجاتا سب جانتے ہین کہ عاشق کے گلے شکووں کا دفتر بڑا داستان سے طویل ہوتا ہے کہ اسکی ابتدا تو ہوتی ہے مگر انتہا نہین ہوتی جہان قطع سخن کردیا وہی انتہا ہوگئی غرضکہ یہ نامہ دلخراش جسوقت سکندر رستم خو کے پاس پہونچا اور سکندر نے عالم دہا کر پڑھا دل بیٹھنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے دل مرغ بسمل کیطرح سینے مین پھڑکنے لگا وہ صحبت باغ کی یاد آگئی اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ حال جہتر بلقیس نے دیکھا قریب آیا اور کہا کہ وہ کلمہ جو قران قزاق کے سامنے آپکی زبان سے نکلا تھا یہ کچھ اوسی کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے یہ الگ ہی الگ ہم سے خبر بھی نہین سکندر نے کہا اسے تلقیس نہ ہمارے بزرگون نے تمہارے بزرگون سے کسی امر کا پردہ کیا ہے نہ ہمین پردہ رکھنا منظور ہے مگر ابھی سے کسی کو بدنام کرنا اچھا نہین جب وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا ابھی تو وہ حالت ہے کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل بڑے عیب کی بات ہے کہ جس کے مہمان ہین اوسی کے ساتھ ایسا کرین کہ اوسکی دختر سے تعلق ناجائز پیدا کرین بڑی مشکل کی بات ہے کہ نہ تو کوئی بزرگ یہان موجود ہے کہ سلسلہ جنبانی کرکے نکاح کرادے نہ خود کہہ سکتے ہین دیکھیئے کیا انجام اس محبت کا ہوتا ہے وہ کہا رہی تو نامہ دیکر چلی گئی لیکن ملکہ کی عجیب حالت ہے مگر وہان ملکہ ماہ پارہ کی مان نے جو یہ حالت اپنی دختر کی دیکھی آسمان شاہ سے کہلا بھیجا کہ ذرا یہان آؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے جسوقت آسمان شاہ داخل محل ہوا ملکہ نے تخلیہ کیا اور آسمان شاہ سے کہا کہ اگر ارادہ تمہارا ہے کہ عقد ملکہ کا سکندر سے کردون تو دیر کرنا مناسب نہین ہے ایسا اکل سر سبد کہیں ملتا ہے دیکھو صاحب اچھون کے سبھی خواستگار رہوتے ہین اگر وہ پھر کہین چلا گیا اور کسی شاہ و شہریار نے اپنی دختر سے عقد کردیا تو ہاتھ مل کے رہجاؤ گے آسمان شاہ نے ملکہ سے اسطرح بیان کیا کہ اوسے کچھ نہ بن پڑی اور کہا کہ مین تو چاہتا ہون کہ جلد شادی کردون مگر اسے ملکہ اتنا تو سمجھو کہ نہ تو کوئی بزرگ اوسکا یہان ہے اور نہ اوسنے خود خواہش ظاہر کی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین خود اوس سے کہون آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے ملکہ نے کہا عجب تمہین اسقدر غیرت ہے تو اوسے کہانتک شرم ہوگی آخر کوئی ناچیز لونڈی باندی گولی بھی اوسکے ساتھ ہے مین تو سنتی ہون کہ ابکی اوسکے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہین اور ایک لڑکا اوسکا ہمسن ہے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے اوس سے کہلوا دو کچھ دینے لینے کو کہو دنیا مین کام اسیطرح چلتا ہے یہ دولت وہ شئے ہے کہ ہر مشکل آسان کرلیتی ہے لیکن یہ تمام باتین ایک سہیلی ملکہ کی سن رہی تھی سب آکر ملکہ سے بیان کین ماہ پارہ دل مین خوش ہوئی اور کہا کہ دیکھیئے یہ سرانجام کبتک ہوتا ہے اسے تو مہینون چاہیئے ہین اوسنے کہا نہین بی بی وہان تو یہ فکر ہو رہی ہے کہ بہت جلد یعنی آج ہی کل مین نکاح ہوجائے لیکن وہان جہتر بلقیس

نے سکندر سے تو کچھ نہین کہا جسوقت آسمان شاہ محل سے برآمد ہوا بلقیس آسمان شاہ
کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے شہریار کی طبیعت نادرست ہے وہ فرماتے ہین کہ ایک تعویذ حفظ
صحت میرا اوس باغ مین کہین رہگیا ہے جسمین فقیری کے زمانہ مین مین رہتا تھا تو اگر آپ اجازت
دین تو مین وہان جاکر تلاش کرلون آسمان شاہ نے کہا کہ شہریار اونکا ہی ہے مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت
ہے انتہا یہ ہے کہ ملکہ تک اونسے پردہ نہین کرتی ہے بلقیس نے عرض کی کہ یہ سب صحیح ہے
مگر صاحب خانہ کی اجازت لینا ضرور ہے کیا معلوم اب بھی آپکی وہی طبیعت ہو یا کچھ مصلحت بدل
گئی ہو تو ایسا کیون کرین کہ کسی کے خلاف ہو آسمان شاہ نے کہا مکان اونکا مین اونکا ملک اونکا
مال اونکا ہے اے بلقیس نہین وہ بہت دوست رکھتے ہین اور بھائی فرماتے ہین مین تمسے
پوچھتا ہون کہ اگر کسی امر کو دریافت کرنا چاہون تو پوچھ دوگے یا نہین لیکن اس راز کو کسی سے آگاہ نہ کرنا
حتی کہ ابھی اپنے شہریار سے بھی نہ کہنا اور وہ بات بھی ایسی نہین ہے کہ وقت گزر جانے کے بعد اگر
اوس شہزادہ کو معلوم بھی ہوجائے تو وہ تم سے ناراض ہو اور کیا تعجب ہے کہ خوش ہو بلقیس
نے کہا جو کچھ آپ فرمائین کہین اپنے طور پر دریافت کرکے آپ سے عرض کردونگا آسمان شاہ نے
کہا اچھا اسوقت تو اوس شہریار عالی وقار کو ساتھ لیجا کر سیر باغ کراؤ کہ ذرا مزاج درست ہو اور
غذا کے [illegible] وہ تعویذ اوسکا ملجائے کل مین تم سے کہونگا بلقیس نے کہا بہتر ہے آسمان شاہ
سے بلقیس رخصت ہوا اور اوسیوقت سکندر کے پاس پہونچا کہ دوسرا رقعہ شوقیہ ملکہ کے پاس
سے آیا تھا سکندر دیکھ رہے تھے اور کہاری جواب کی منتظر کھڑی تھی سکندر کو تشویش
تھی کہ کیا جواب لکھون اور کس بہانے سے ملکہ تک پہونچون کہ بہتر بلقیس پہونچا اور پوچھا کہ
کیا تردد ہے فرمایا وہی دردسر ہے کہ جسکا علاج سمجھ مین نہین آتا بلقیس نے کہا اگر کوئی طبیب
حاذق علاج اوسکا بتلائے تو اوسے کیا صلہ ملیگا فرمایا اے سکندر زندگی بھر ممنون احسان
رہونگا اگر کوئی ایسی فکر بتا کہ بدنامی اور محسن کشی سے بچون اور مطلب دل پورا ہوجائے
تو جو مانگے گا وہ دونگا بلقیس نے عرض کی کہ آپکا دیا سب کچھ ہے اے شہریار جسوقت پہلا
رقعہ آپکے پاس آیا تھا اور مین نے آپکو متردد پایا تھا مجھے اوسیوقت سے فکر پیدا ہوگئی تھی کہ کونسی
سبیل ملکہ سے ملاقات کی نکالون ایک تدبیر سوچکر آسمان شاہ سے باغ مین جانے کی اجازت
تو لے آیا ہون اور یقین ہے کل تک اپنے سامان ہوجائین گے کہ ہمیشہ کے واسطے وہ کانٹا دل سے
نکل جائیگا جسکی خلش اسوقت کچھ کچھ رہی ہے فرمایا سچ کہہ میرے سر کی قسم بلقیس نے کہا کہ حضور
کے قدمون کی قسم خلاف نہ عرض کرونگا آپ شوق سے باغ مین چلئے اور ملکہ سے ابھی ملئے کوئی اندیشہ
کی بات نہین ہے ایا بادشاہ کے فحوائے کلام سے پایا جاتا ہے کہ اوسے عقد ملکہ کا آپکے ساتھ
کردینا منظور ہے بلکہ خواہش اوسکی ہے کل تک یقین ہے کہ پیغام سلام شروع ہوجائے گا
اسوقت ایک ڈر دو طرف غالب ہے اونھین یہ بھی اندیشہ ہے کہ ایسا نہو یہ نا منظور کرین اور
آپکو اونکا پاس و لحاظ ہے لیکن مین اس پردہ کو ہٹادونگا اور اقرار کرتا ہون کہ عقد آپکا ملکہ سے
کرادونگا سکندر نے کہا اے بلقیس میری تو عقل درست نہین ہوش و حواس باختہ ہین مین
تمکو اختیار دیتا ہون کہ جو مناسب جانو وہ کرو اور بادشاہ سے کیا کہکر باغ کی اجازت لی ہے
بلقیس نے عرض کی کہ مین نے بادشاہ سے کہا کہ مزاج ہمارے شہریار کا ناساز ہے اور وہ

فرماتے ہیں کہ تعویذ محافظ صحت ہمارا باغ میں ملکہ کے رکھا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ جسطرح حبیب باغ اونکا تھا اسیطرح اوس سے بڑھکر اونکا تمام ملک وہاں کا اختیار ہے وہ شوق سے باغ میں جائیں اور جہاں چاہیں وہیں رہیں لیکن اسے شہریار رہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا سکندر نے کہا کہ یہان اب تو میں بھی وہاں رہنا اچھا نہیں سمجھتا ہوں اگرچہ تمنا یہی ہے مگر خیر جب اوسکا وقت آئیگا تو وہیں رہیں گے غرضکہ تیاری ہونے لگی ادھر وہ لیکر پہلے ہی روانہ ہوچکی تھی اور ملکہ کو خبر کی کہ سوار آتے ہیں وہ باغ میں آئے ہیں ملکہ نے کہا کیونکر اوسنے تمام تقریر جوکہ سنی تھی بیان کی ملکہ بہت خوش ہوئی یہان سکندر رستم خو بہراہ بلقیس کے باغ کی طرف چلا اور ادھر ملکہ نے اپنے کو سنوارا کنگھی کی سر میں تیل ڈالا زیور جسم پر آراستہ کیا اور کنیزون سے کہا کہ میں دعوت کرونگی سامان مہیا کرو یہان تیاری دعوت ہونے لگی اور ادھر سکندر رستم خو داخل باغ ہوا ادھر ملکہ روش پر ٹہل رہی ہے آنکھیں در باغ کی طرف لگی ہوئی ہیں بار بار یہ شعر زبان پر ہے

جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت	یہ آنکھیں اب نہیں انتظار کے قابل

ناگاہ دروازہ باغ کا مثل آغوش تمنا کے وا ہوا اور وہی یار جانی محبوب جادو والی یعنی سکندر رستم خو سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیا اور دیکھا ملکہ نے کہ ایک اور لڑکا بھی اسی سن وسال کا لیکن چہرہ سے اوسکے شوخی وشرارت ٹپک رہی ہے سکندر کے ساتھ ہے ملکہ تو سمجھی کہ انکا بھائی یا اور کوئی عزیز قریب ہوگا جب تو اسکو ساتھ لاتے ہیں لیکن وزیرزادی اسکے برابر کھڑی تھی غضب کی چنچل قیامت کی شریر تھی جیسی ہی اوسنے بلقیس کو دیکھا وہی کہہ کے بھاگی اور ایک درخت کے پیچھے چھپی اور ادھر سکندر کی نظر جو ملکہ پر پڑی دیکھا کہ صورت ہی بدل گئی ہے رنگت زرد آنکھوں میں حلقے پڑگئے ہو سکندر نے یہ حالت جو ملکہ کی دیکھی قلب بیچین ہوگیا بے اختیار جی چاہا کہ گلے لگالون مگر ضبط کیا اور کہا کہ ملکہ مزاج کیسا ہے ماہ پارہ نے جواب دیا کہ ہمین کیا تمہاری بلا سے سکندر کا دل اس کلام سے بیچین ہوگیا اور کہا کہ ملکہ تمہین ہمارے حال کی کیا خبر کہ ہمپر کیا کیا مصیبتیں گذر گئیں یہ کہکر تمام سرگذشت عقرب جادو کی اور یہانتک پہونچنا سب بیان کیا اب دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہیں بلقیس پہلو میں سکندر کے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ رونا ہمارے سمجھ میں نہیں آتا ہے اب وقت خوشی کا ہے یا ملال کا لیکن یہ دونون تو صدمہ فرقت اوٹھائے ہوئے تیر عشق کلیجہ پر کھائے ہوئے ہیں آبلہ دل ذرا سے چھیڑ کا بہانہ ڈھونڈ رہے تھے پھوٹ بہے یکایک گرج نے بجلی کڑکی اور کڑک کر اب جو گرتی ہے تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور سکندر کو لیکر روانہ ہوا بس یہ دیکھنا تھا کہ ملکہ کے جسم سے تو گویا جان نکل گئی سن سے ہوکر رہ گئی ہاتھ پاؤن کانپنے لگے اور بلقیس بھی رونے لگا کہ ہائے کیسی مدت میں تو اپنے شہریار کو ڈھونڈھ کر نکالا تھا اس فلک تفرقہ انداز نے پھر جدائی ڈالی واقع میں یہ کسی کا ہنسنا نہیں دیکھ سکتا بقول شاعر ؎

کسی کا اسے عیش بھاتا نہیں	یہ دو دل کو اک جا نبھاتا نہیں

اسے ملکہ معلوم ہوگیا کہ ہماری تمہاری دونون کی قسمت ابھی تک برائی پر ہے دیکھیے اس شہریار جادو فتار سے کب قدمبوسی حاصل ہوتی ہے ملکہ نے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو ضرور ہی ملجائیں گے مگر مجھے تو اونکی دشمنوں کی زندگی ہی سے یاس ہے لیکن جسوقت گرا تھا تو اوسنے آواز دی تھی کہ جو دوست ہوں وہ پریشان نہوں کہیں اس شہریار کے

دوستوں

دوستون مین ہون دشمن نہین ہون انشاء اللہ تعالی پھر تم سے ملونگا ملکہ نے دلمین یہ خیال کیا کہ یہ کام تو کچھ
کا ہی اسلیئے کہ ابھی کل کی بات ہے کہ عقرب جادو کا واقعہ پیش آچکا ہے اسلئے بھی ایسے ہی خیال پیدا ہوئے
ایسے وقت مین کیون نہ آئیگا کہ وہ اسکے پیچ مین ہو اور قاعدہ کی بات ہے کہ جو سنتے والے ہی
بڑی باتین آتی ہین اور وہ اسوقت تشویش مین ڈالے رہتا ہے لیکن وہ کچھ نہین جو یہ حال دیکھ
روتی ہوئی ملکہ کی مان کے پاس آئین اور کہا کہ وہ شاہ صاحب آئے تھے اور نہین
سنکر ملکہ نہایت مضطرب ہوئی اور آسمان شاہ سے کہلا بھیجا آسمان شاہ باغ مین آیا ملکہ سے سارا
واقعہ سنا نہایت افسوس کیا اور بلقیس سے کہا کہ ایسا اتفاق کبھی اسکے بزرگون پر بھی گذرا ہے بلقیس نے
کہا اکثر ایسا ہوا ہے کہ کسی رفیق عزیز پر وقت مصیبت پڑا اور کوئی دیو وغیرہ اسکے اختیار مین ہوا تو واسطے
مدد کے اسکو اٹھوا منگایا ہے صاحبقران نہایت پریشان گئے اور آسکے یہ مقام زیادہ تشویش کا نہین
ہے آسمان شاہ کو بڑی تشویش ہوا لیکن ملکہ کو تب فراق نے آکر گھیر لیا تمام شہر مین مشہور
ہوگئی اور شاہ مضطر و پریشان آسمان شاہ سے رخصت ہوکر اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا
کہ اب یہان رہنا میرا فضول ہے آقا سے نامدار سے پھر ملونگا تو دیکھا جائیگا لیکن ملکہ
ماہ پارہ کے باہوش تسکین بلقیس کی باتین ہین اکثر حال سکندر کا پوچھا کرتی ہے اور یاد کرکے
رویا کرتی ہے بلقیس بلخ کیونکہ اسکے دل اسکا بہت کچھ ہے کہ سکندر اسکو بھائی کہتے
تھے اور فراق بھی نہایت فائدہ ہے لیکن آسمان شاہ نے اسکو قلعہ مین جگہ دی ہے اور کہا ہے کہ
جسوقت تک وہ شہر پایہ آئے تم یہین رہو اسکو تو شہر پناہ مین چھوڑا جاتا لیکن اب
چند کلمہ داستان اور یہ بات کہ سکندر کو لیکر روانہ ہوا ہے
دیو ملکہ آسمان پری نے بھیجا تھا کہ سکندر کو پردہ دنیا سے اوٹھا لا
دیو جسوقت سکندر کو لیکر اوڑا اور سکندر نے دیکھا کہ مجھکو لیئے جاتا ہے اور ابھی ملکہ سے ملاقات
ہوئی تھی پھر وہی فرقت اور وہی بیقراری پیش آیا چاہتی ہے چاہا کہ زور کرکے پنجہ سے چھوٹ جاؤن کمر کا
مارا کہ پنجہ ڈھیلا ہوگیا اور یہ زمین کو یا تب کتنی قدم پیچھے ہوگئے لیکن پیچھا جگہ مار کر
جاتے ہین کہ اور دیو تو خالی جاتے جاتے قریب ایک
کوہ کے پہونچے اور دیو پردہ دنیا سے قاف تک لایا لیکن کہ اب ہاتھ دیو کا
شل ہوگیا اور دیکھا اس اپنے سینہ سے کہ وہ ہاتھ اپنا کمر سے نکال
لیا اور دست بستہ سامنے کھڑا ہوگیا سکندر نے کہا تو کون ہے اس نے عرض کی کہ غلام کو
کہتے ہین خادم اعلی کا ہون اور آپ چھوٹے ہون
اپنا آقا و ولی نعمت سمجھتا ہون فرمایا کہ یہ کیسی حرکت کی اور دیا فت کئے لو اٹھا
لایا عرض کی کہ المامور معذور مجھے یہی حکم آپکی دادی صاحبہ نے کہ دادی کون ہے بہت سی
دادیان ہین کچھ نام و نشان بیان کر اسنے عرض کی کہ ملکہ قاف یعنی آسمان پری فرمایا کہ کوئی مصیبت
پڑی ہوگی ورنہ کوئی صاحب یاد فرماتے ہین جب کوئی مصیبت کا وقت پڑتا ہے اسوقت
اٹھالیتے ہین عرض کیا کہ اب اجازت ہو تو چلون فرمایا ابھی ٹھہر دیو ڈر کر پیچھے ہٹا اور میوہ قاف
کا توڑکر لایا شہزادہ کی خدمت مین پیش کیا کہ یہ نوش فرمایئے تو مین چلون سکندر نے کہا تو نے
ایسے وقت مجھے ایذا دی ہے کہ اگر دوسرا ہوتا تو بغیر مارے نہ چھوڑتا مگر کیا کرون کہ ایک تو تو

سے شہزادی صاحبہ کا دو سرے سے ضعیف ہے مگر یہ میوہ اپنا لیجا مین نہ کھاؤنگا اس لیئے کہ ملکہ کی خدا جانے کیا حالت ہوگی اور بھائی میرا اپنا قیس مسیرے واسطے جدا پریشان ہوگا مین بھی غم سے خون جگر کھاتا ہون نہ کھانے پر رغبت ہے نہ پانی پر دیو تندرک نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھین مین نے چلتے وقت آگاہ کردیا تھا کہ دوست ہون دشمن نہین ہون جب یہ سن لیا تو میوہ نوش کرنے لگے اور تندرک کوہ سے اوتر کر بیابان کی سیر کرنے لگا کہ ذرا غصہ فرو ہوجائے تو لیجانیکو کہون قضائے کار اتفاقات روزگار او مسطرف سے ایک ساحرہ طاؤس پر سوار ہفت رنگ قاف کو چلی آتی تھی راہ مین اسنے دیو تندرک کو دیکھا کینہ دیرینہ دلمین آتش افروزی کی سلگی کوئی عزیز جادوگرنی کا ہاتھ سے تندرک کے ہلاک ہوئی تھی اس سے اس موقع کو غنیمت جانا کہ اسوقت یہ تنہا بیٹھا ہے اس سے قصاص لینے کا نہ ملیگا بس وہین سے ایک تیغ سحر مارا القصہ سر پر تندرک کے پڑا سر اسکا شق ہوگیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا ساحرہ تو روانہ ہوگئی لیکن دیو تندرک نے آواز دی کہ اسے شہریار غلام تو حق نمک سے ادا ہوا یہ آواز جو سکندر کے کان مین پڑی گھبراکر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کس نے پکارا اور کسکو آواز دی دیکھا کہ تندرک زیر کوہ تڑپ رہا رہا ہے سر سے خون جاری ہے سکندر جلدی سے کوہ کے نیچے اوترے تو دیکھا تندرک مرگیا ہے بس یہ دیکھکر سکندر کو نہایت افسوس ہوا اور ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ یہ کس نے اسکو مارا کوئی نظر نہ آیا ناچار تندرک کے فاتحہ پڑھا اور ایک طرف روانہ ہوتے دلمین کہتے ہین کہ خداوند کونسی تباہی ہے کہ کہین کہین کہین مارے مارے پھرتے ہین اب دیکھئے گردش قسمت کہان لیجاتی ہے نہ تو راہ سے واقف نہ رہا ساتھ ہے نہ یہ معلوم کہ یہ مقام کونسا ہے شہر یہان سے کتنی دور ہے حاکم یہان کا کون ہے عجب عالم مجبوری ہے کہ تندرک کو دفن و کفن بھی نصیب نہوا خدا رحم کرے تندرک پر یہ فرماتے ہوئے اور روتے ہوئے چلے جاتے ہین عجب طرح کا عالم ہے کبھی اپنی مصیبت خون رولاتی ہے یہ بادیہ گردی اور ایک ناز پروردہ کبھی ملکہ ماہ پارہ کی یاد دلمین چٹکیان لیکر بیچین کرتی ہے کدھر جائین کدھر نہ جائین کبھی یہ شعر پڑھکر رو دیتے ہین

نیچے کا ٹکون سے چلے کی ٹھنڈے یہ تدبیر پا	کو گھر ٹلوون مین نکلے واہ ری الٹی تدبیر پا

اسیطرح تمام دن پھرتے رہے آخرکار شام ہوگئی سیاہی محیط عالم ہوگئی تمام جنگل ہو کا مقام ہوگیا ہو کا سناٹا کلیجہ کے پار ہوا جاتا ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس صحرا سے لیے آپ وگیا ہے مین نکل بلا و شکار ہے شیر سیاہی شب کے دیو ہیبت بنے ہوئے کھڑے تھے درندون کی ہیبت ناک صدا آ رہی چلی آتی ہین بار بار کہتے تھے کہ کاش کوئی درندہ گزندہ ہی آکر میری مشکل آسان کرے رونے کے صدمون سے نجات دے کبھی کہتے ہین کہ ہائے کل اسوقت گرد و پیش مجمع احباب تھا ان قزاق ارژنگ زرہ پوش ملک آسمان فیل زور جادو بیک سپہ بلقید ہین شاپور سب ایک جگہ بیٹھے تھے ملکہ کے رقعے آرہے تھے آج اس وادی مین جہان آدمی کا نام و نشان تک نہین رات ہوگئی اور بیٹھنے کا ٹھکانا ہی نہین آخرکار ایک درخت کے نیچے بیٹھ رہے تیمم سے نماز ادا کی اور یہ خیال کرکے کہ ایسی زندگی سے تو مجھے اچھا ہو اگر کوئی درندہ آکر کھالے یہ خیال کرکے چاہا کہ سو رہون لیکن وہان بچھانے کیا زمین فرش آسمان کی سقف درخت کے تلے سے لگکر سوگئے مگر معبود حقیقی جسکی حفاظت کرتا ہے

اور یہ کوئی بھی ایذا نہیں پہونچا سکتا ہے تمام رات سو یا کیے اور درندہ گزندہ قریب سے آتے جاتے رہے لیکن کسی نے حملہ نہیں کیا جب صبح ہوئی اور نسیم سحری چلی ستارے غروب ہونے لگے طایران صحرائی نشیمنوں سے نکلکر اپنے اپنے زبانوں میں حمد و ثنا ئے الٰہی بجالانے لگے آنکھ سکندر کی حسب عادت کھلگئی دیکھا تو وقت نماز صبح کا ہے لپس ادسی درخت کے نیچے تیمم کیا اور فریضہ سحری کو ادا کیا شکر پروردگار بجالاے اور ایک سمت پھر روانہ ہوئے عجب طرح کا صحرا تھا کہ سائیں سائیں کر رہا تھا بوٹے نباتات نظر آتی تھی کہیں کہیں ہڈیاں مردوں کی ملیں تو وہ اتنی اتنی بڑی تھیں کہ جنکو دیکھکر انسان کا زہرہ آب ہوجائے مگر سکندر شیر بیشۂ شجاعت ہے مطلق آنکے خوف و ہراس نہیں ہے لیکن دل میں کہتا ہے کہ یہ قبرستان کہنہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ استخوان پوسیدہ تو انسان کے نہیں معلوم ہوتے خدا جانے کونسی مخلوق یہاں رہتی تھی کہ جنکے استخوان اسقدر دراز ہیں کہ استخوان فیل بھی اسکے آگے کوئی رتبہ نہیں رکھتے اسیطرح پھرتے پھرتے پھر شام ہوگئی اور جلوہ عالم نظر سے پنہان ہوگیا تیرگی شب نے جہان کو گھیر لیا ستارہ فلک پر نمودار ہونے لگے مہر عالمتاب نے گوشۂ مغرب میں روشنی کی سکندر پھر کسی مقام پر بیٹھ رہے یہ رات بھی اسیطرح گذاری پھر صبح ہوئی نماز پڑھکر پھر ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے دیکھا تو بالاے کوہ ایک گنبد مثل مینار کے ہے اور درۂ کوہ میں کوئی شخص بیٹھا ہوا ہے اور سامنے سواد شہر معلوم ہوتا ہے سکندر نے شکر خدا کیا اور درہ کیطرف چلے کہ اس شخص سے کچھ پتا ملیگا جاتے جاتے پاؤں شل ہوتے جاتے ہیں اور راہ نہیں قطع ہوتی تین روز کے بھوکے پیاسے لبوں پر دم ہے پاؤں پر ورم ہے چہرہ غبار آلودہ دامن خار ہاے دشت کی تعدی سے چاک دل دردناک اس حال پر ملال سے بمشکل تمام طے کی اور سامنے فقیر کے پہونچے اور سلام علیک کی فقیر نے جواب سلام بطریق اہل اسلام دیا اور حال پوچھا کہ بابا کہاں سے آنا ہوا اور نام آپکا کیا ہے فرمایا کہ ہم ملک آسمانی سے چلے آتے ہیں فقیر نے ہنسکر کہا کہ بابا فقیروں سے بھی ٹھٹھول کرتے ہو آسمانی کس ملک کا نام ہے اور آسمان پر فرشتے رہتے ہیں یا انسان بھی یہ سنتے ہی غصہ آگیا فرمایا تو مجھکو جھوٹا سمجھتا ہے یہ شرط کہ گردن سے سر تو جدا کر پھینکدوں فقیر یہ سنتے ہی تھر تھر اپنے لگا اور کہا کہ بابا خفا نہو ہم نے نام اس ملک کا نہیں سنا تھا اس سے پوچھا شاید یہ ملک پردہ دنیا پر ہے اتوکان اسکے کھڑے ہوے اور کہا کہ یہ مقام کیا دنیا سے علحدہ ہے فقیر نے کہا کہ یہ پرستان ہے آپ نے پوچھا کہ تم ملکہ آسمان پری کو جانتے ہو اسنے عرض کیا کہ جی ہاں نام تو سنا ہی اور انھیں کون نہیں جانتا تو اسی میں جناب سلیمان کی لیکن وہ دوسرے اقلیم میں رہتی ہیں ملک اونکا یہاں سے بہت دور ہے کیا آپ وہیں جانا چاہتے ہیں فرمایا کہ میں کاہیکو جانا چاہتا ہوں اونھیں نے مجھکو بلوا بھیجا تھا راہ میں دیو نے اونکی بستی مارڈالا اور میں تباہ ہوکر یہاں پہونچا فقیر نے کہا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے فرمایا اب میں تجھ سے کچھ نہ بتاؤنگا تو پھر وہی بات کا یقین نہیں مانتا اوسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خطا میری معاف ہو میں غلطی پر تھا اور اگر آپ نہ بھی بتائیں تو میں سمجھ گیا ہوں آپ اولاد حمزہ صاحبقران سے ہیں مرشد نے میرے کہا تھا کہ تو خوش نصیب ہی تجھے زیارت اولاد صاحبقران کی نصیب ہوگی ایک شاہزادہ فلان زمانے میں بحالت بیابان گردی و دشت نوردی اسطرف آنکلے گا اور تیرے جھونپڑے کو اپنے قدم سے روشن و منور کریگا اب آپ تشریف رکھیے یہ کہکر ایک مرگ چھالا بچھا دیا اور تعظیم کو اوٹھ کھڑا ہوا ہاتھ چومے

پھر دیکھا کہ وہ جو چیتا جیسا اس فقیر کے بیٹھے ہوئے تھے کہ اونہیں تھے وہ نہایت قوی تھے اور شوق ورزش
بھی تھا وہ بولے کہ مرشد آپکی یہ شان ہے کہ اس بچہ کا استقبال و تعظیم کیجیے ہاتھ جوڑ کے فقیر نے کہا تم
نہیں جانتے یہ بچہ نہیں شیر کے بچہ ہیں [illegible] یہ سنتے ہی مزاج بدل گیا تو یوں پیش آ گیا فرمایا
شیر کے بچہ تم آپ [illegible] آدمی تھا یہ ہوں فقیر [illegible] ڈرا اور کہا کہ چونکہ شیر جانور بہادر و جری
ہوتا ہے اسکو بچہ سے بہادر کو شیر [illegible] فرمایا کہ آپ [illegible] بتاتے ہیں میں شیر کیش ہوں
کوئی شیر اس صحرا میں کہ [illegible] دیکھا ہوں یا نہیں فقیر نے کہا آپ ایسے ہی ہیں
لیکن وہ ایک بالکا فقیر کا [illegible] نہایت قوی [illegible] اپنی [illegible] سے اوٹھا اور کہا کہ دیکھوں آپ
[illegible] میں جو بات [illegible] نہیں کرتے ہیں [illegible] فقیر ہاں ہاں کیا
[illegible] ایک یہ شخص اور وہ [illegible] کیا کہ [illegible] رہنے نہ پہنچے [illegible] کہ جو ایک
[illegible] کبوتر کی سی کیفیت ہو [illegible] لگا وہ [illegible] جو فقیر کے اسکے ساتھ اوٹھے
[illegible] وہ اوڑ کر [illegible] ہوں [illegible] کا مثل و نظیر نہیں ہے جیسا آپ فرماتے
ہیں [illegible] بہتر ہیں اور [illegible] ہوش آیا اب وہ بھی مطیع ہوا
فقیر نے ہاتھ [illegible] سکندر کا [illegible] کیا اور عرض کی کہ میں کافر نہیں ہوں موحد ہوں
[illegible] چاہیے اوسکی دعوت [illegible] نہیں ہے یہ فرما کر کچھ نوش کیا اور لیٹ رہے
شام [illegible] شام کو فقیر نے [illegible] کھانا کھلایا اور بہت تمام پوچھا فرمایا نام ہے اسکندر
[illegible] کے سامنے [illegible] شیر دل کہہ کے پکار کر وہ سے عرض کی کہ بہت
خوب [illegible] فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے فقیر نے عرض کی کہ مجھے شاہ قلندر کوہ نشین کہتے ہیں فرمایا
[illegible] ہوا اسوجہ سے کوہ نشین کا لفظ نام میں شامل کیا ہے اس لئے عرض کی کہ
[illegible] جس نے یہ خطاب عنایت کیا ہے فرمایا آپ کچھ نہیں جانتے کوہ نشین کہاں
[illegible] ہیں اگر آپ ایسے ہی [illegible] ہیں تو کوئی دوسرا مرشد [illegible] وہ شاہ قلندر بیوقوف
[illegible] سمجھتے ہیں فقیر خاموش ہو رہا کہ [illegible] ہیں [illegible] مجھکو بیوقوف
[illegible] کر لیا [illegible] بیوقوف نہوں تو راحت دنیا کو ترک کیوں کریں اب سکندر [illegible]
[illegible] کے مہمان ہیں فقیر [illegible] نہایت خوش ہی بہت عزت و توقیر کرتا ہے وہ بالکے فقیر کے
[illegible] اور [illegible] کے پاؤں دباتے ہیں اونکو [illegible] ایک آدھ [illegible] بیٹھے ہیں زور
[illegible] فقیر [illegible] زبان [illegible] اور یہ انکو غصہ آ گیا [illegible] گی [illegible] کبھی کچھ
[illegible] انکا [illegible] سکتا ہوں اب انکو تو اسی مقام [illegible] لیکن اب یہاں سے

[illegible] داستان پری وہ قاف گلستان ارم سے کچھ تحریر [illegible] ہیں [illegible] شندک

[illegible] روز گذر گئے اور شندک واپس نہ آیا ملکہ آسمان پری سے
[illegible] شندک جب پر وہ [illegible] ایک روز سے زیادہ نہ صرف
[illegible] آج تیسرا دن ہے اور شندک نہیں پھرا عبد الرحمن
[illegible] تھا اور [illegible] لیے [illegible] لڑ [illegible] گیا ہے جو
زور و طاقت [illegible] اعلیٰشاہ ہے مزاج اوسکا نازک ہے آتا ہوگا
[illegible] ہیں وہ [illegible] آسمان پری خاموش ہو رہی دور دور تک اور

پکھواوی

کچھ نہ کہا پر تو نندک کا انتظار رہا جب اور دو تین روز گذر گئے ملکہ نے پھر عبدالرحمن جنی سے کہا
کہ ادہر تو کئی روز گذر گئے کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ نندک پردۂ دنیا پر گیا ہو اور اسنے اتنے
دنون نہین آیا میرا دل کھٹکتا ہے کہ کوئی افتاد پڑی خود علم شاہ رومی کو اگر لایا ہے مگر اسقدر زمانہ
کبھی نہین گذرا گیا اور آیا ذرا اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ کیا سبب ہے جو نندک
ابھی تک نہین آیا عبدالرحمن جنی نے کہا کہ اب تو مجھے بھی تشویش سی پیدا ہوئی ہین ابھی دریافت
کرتا ہون یہ کہکر زائچہ کھینچا اور رمولہ شکلین رمل کی نظر مین رکھکر بارہ بروج سات ستارون کو ذہن
مین لاکر نسبت اوسکے مطابق کرکے خانہ سفر کو خانہ حیات سے ملا کر اب جو دیکھتے
ہین تو مدت زندگی تمام معلوم ہوئی اور خانہ استراحت خانہ قبر معلوم ہوا ملکہ سے کہا کہ نندک
زندہ نہین ہے اور سبب موت اوسکا سحر معلوم ہوتا ہے اب آسمان پری نے کہا کہ
سکندر رستم خو کہان ہے کہا کہ اسوقت تو کچھ معلوم ہوتا ہے کسی جا قیام نہین ہے
آسمان پری نے کہا کہ سکندر تک نندک پہونچا بھی تھا یا نہین عبدالرحمن نے کہا کہ نندک
سکندر کو لیے ہوے چلا آتا تھا راہ مین کسی مقام پر ٹھہر گیا تھا وہین سے سکندر تباہ ہوا لیکن
اب صرف [illegible] مین آگیا ہے آسمان پری نے کہا کہ پھر اور کسی کو مین بھیجون عبدالرحمن جنی نے
کہا کہ آج ستارہ بد ہے کل بھیجیے گا لیکن صاحبقران اعظم کہ غسل صحت کر چکے ہین ماں کے پاس
بیٹھے ہین جسوقت حال سکندر کی تباہی کا سنا آسمان پری سے عرض کیا کہ آپنے مجکو بھائی صاحب
یعنے علم شاہ رومی کی روح سے شرمندہ کیا افسوس کہ وہ بچہ خدا جانے کہان گیا اور دل مین
کیا کہتا ہوگا غرضکہ جب دوسرا روز ہوا آسمان پری نے جنبدک بن نندک کو اوسکے باپ کا
عہدہ سپرد کیا اور کہا کہ جا کر سکندر رستم خو کو اٹھا لا عبدالرحمن جنی نے پتہ اسکا بتلا دیا اب
جنبدک بن نندک یہان سے چلتا ہے دیکھیے کب ملاقات شاہزادہ سے ہوتی ہے
لیکن اب کچھ حال شہر نقش نگار تحریر ہوتا ہے - راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز سکندر
رستم خو نے شاہ قلندر کوہ نشین سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس شہر کی سیر کرون شاہ جی نے
کہا اختیار ہے حضور کو لیکن یہ مقام اور ہے پردۂ دنیا نہین ہے ذرا تحمل مزاجی کو کام فرمایئگا فرمایا
تم بہت نصیحت کرنے والے کون ہو کیا مین نشیب و فراز دنیا کو نہین سمجھتا مگر جو کوئی خود چھیڑ چھاڑ کریگا
تو سزا پائیگا ہان مین اپنی طرف سے چھیڑ نہ نکالونگا یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہو گئے فقیر نے ایک
بالکے کو ساتھ کر دیا کہ ہمراہ جا کر سیر کرا لا بالکا فقیر کا اونکے ساتھ ہوا راہ مین اوسنے کہا کہ مین شہر مین جاکر
روزی کی فکر کرونگا آپ سیر کیجیے گا اگر واپس آنیکو جی چاہے مجھے ڈھونڈھ لیجیے گا فرمایا کہ میرے
ساتھ آیا ہے تو چپکا چلنا کسی سے سوال نہ کرنا جو قسمت کا ہے خدا یہین دلوا دیگا اگر اسکے
خلاف کیا تو ایک چپت دونگا کہ سر گردن کے اندر دھس جائیگا نہ میرے ساتھ سے الگ ہونا
ہان دور دور رہنا یہ نمعلوم ہو کہ فقیر انکے ساتھ ہے لڑکا یہ سنکر گھبرا گیا ان تیورون سے
کہا تھا کہ وہ سمجھا کہ مار ہی بیٹھے عرض کی جیسا ارشاد ہوگا ویسا ہی کیا جائیگا یہ کہکر ایک بیس قدم
آگے بڑھ گیا اور دور دور چلا اسواسطے کہ سکندر راہ سے ناواقف تھے جاتے جاتے
داخل شہر ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہے بادشاہ اس ملک کا خضران پریزاد
بھائی خضران پریزاد کا ہے جو کہ نام اسکا سہراب ثانی ہے کہتے ہین بادشاہ یزدان پرست وموحد ہے

رعایا بھی نہایت نیک مزاج و خلیق ہے شہر آباد تھا رعیت شاد تھی ہر طرف چلی جاتی
مورد فکر و غم نہ تھا کوئی ٭ جز غم دل الم نہ تھا کوئی ٭ اب سکندر رستم خو ہر طرف کی سیر کرتے چلے جاتے
ہیں چند قدم آگے آگے بالکا فقیر کا ساتھ ہے جسطرف وہ مڑتا ہے اوسیطرف یہ بھی جاتے
ہیں مکانات نہایت بلند و وسیع لیکن نئی ساخت کے ہیں دوکاندار نہایت سلیقہ شعار ہیں
لیکن اشیا نادر رکھے ہیں جو پردہ دنیا پر کبھی نہ دیکھے تھے لوگوں کا لباس بھی عجیب وضع کا ہے
لیکن ہر طرف کٹورہ کو نک رہا ہے بڑھتے جاتے تھے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک مرد زبردست
سپاہی وضع چہرہ پر اسکے رعب افسری تمغہ شاہی کلاہ میں لگا ہوا ہے سکندر رستم خو اوسکی طرف
بغور دیکھنے لگے اور اوسکی نظر سکندر پر پڑی وہ بھی نہایت محبت کی نظر سے دیکھنے لگا کہ کیا جوان
رعنا ہے اور مرد سپاہی معلوم ہوتا ہے اس سے ملاقات پیدا کرنا چاہئے اتفاقاً کچھ لڑکے
بدمعاش شہر کے سیر کرتے چلے آتے تھے ایک چپت فقیر کے بالکے کو لگا دی فقیر کے بالکے نے
اوسے سخت و سست کہا اوسنے پلٹ کر اس زور سے تھپڑ مارا کہ یہ گر کر فریاد کرنے لگا
بس یہ دیکھتے ہی سکندر کو تاب نہ رہی اور اوس بدمعاش سے کہا کہ تیری کیا شامت آئی تھی جو تو نے
اسکو مارا تو نہیں جانتا کہ یہ ہمارے ساتھ ہے اوسنے کہا خوب کیا مارا اور ماریں گے آپ کوئی
قاضی ہیں یا شہر کے کوتوال ہیں فرمایا کہ بھلا اب اوسے چھو کر تو دیکھ لے اگر ہاتھ نہ توڑ ڈالے
تو کچھ کام ہی نہیں کیا یہ سنتے ہی وہ گستاخ فقیر کے بالکے کیطرف بڑھا اور چاہتا تھا کہ ایک چپت
اور رسید کرے اور اونکی طرف دیکھکر کہا کہ اگر کچھ دم ہے تو سمجھ لو دیکھو ہم اسکو پھر مارتے ہیں
یہ سنتے ہی مثل شیر کے جا پڑے اور کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا ہاتھ شانہ سے اوکھڑ آیا اور وہ
بدمعاش زمین پر پھڑکنے لگا ساتھ والے اوسکے لپٹنے لگے سکندر نے جسے گھونسا مار دیا
وہ وہیں رہ گیا باقی بھاگ کھڑے ہوئے بعد اوسکے فقیر کے بالکے سے کہا کہ اسے برا ہوا
ہے یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤں تیرے کٹوانے کے قابل ہیں تو جسکے ساتھ ہو اوسے بھی
ذلیل کروائے لیکن وہ افسر جو ایک دوکان پر بیٹھا تھا یہ رنگ دیکھکر قریب سکندر کے آیا اور کہا
اے جوان کیا اسم گرامی رکھتا ہے اور کس ملک کا رہنے والا ہے فرمایا کہ ہم پردہ دنیا کے
رہنے والے ہیں اور نام ہمارا صفدر شیر دل ہے پوچھا یہاں کیونکر آنا ہوا فرمایا اس سے تم کو کیا
بحث ہے اوسنے کہا کہ مسافر سے سبب پوچھا ہی جاتا ہے اچھا آپ فروکش کس مقام پر ہیں فرمایا کہ
شاہ قلندر کوہ نشین کا مہمان ہوں یہ سنکر اوسنے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ مرشد کے مہمان ہیں
تو بادشاہ کے مہمان ہوئے آپکی تعظیم و تواضع ہم سب پر واجب ہے اگر تکلیف نہو تو تھوڑی دیر کے
واسطے فقیرخانہ پر بھی تشریف لیچلیے اور اس خاکسار کو بھی سرفراز فرمائیے جی تو چاہتا تھا کہ آپ
جبتک اس ملک میں رہیں میرے ہی مہمان رہیے فرمایا اب ایک کے تو مہمان ہو چکے
ہاں اگر فقیر سے اجازت لے آؤ ہم تمہارے ہی مہمان ہو جائینگے چونکہ یہ سردار بہادر دوست
تھا جرات سکندر کی دیکھکر عاشق ہو گیا اور سکندر اسکے حسن خلق کو دیکھکر پوچھنے لگا
کہ تمہارا کیا نام ہے اور بادشاہ سے کس قسم کا توسل رکھتے ہو اسنے کہا کہ مجھ کو
توحید سر بلند کہتے ہیں میں سپہ سالار ہوں ملک الخضران شاہ پریزاد کا غرضکہ توحید سر بلند
سکندر رستم خو کو اپنے مکان پر لایا اور کچھ اشرفیاں پیشکش کیں سکندر نے کہا کہ کیسی محتاج

اسکی ضرورت نہین ہے اسنے عرض کی کہ ہمارے شہر کا دستور یہی ہے کہ اگر کوئی
شاہ و شہریار بھی اس ملک مین آجاتا ہے تو جس سے پہلے ملاقات ہوتی ہے وہ کچھ
پیش ضرور کرتا ہے اور وہ اوس سے لے لیتا ہے یا کسی کو دلوا دیتا ہے ہر ملکے اور ہر شہر
مثل مشہور ہے کہ جیسا دیس ویسا بھیس لہذا اسے رد نہ فرمائیے اس دینے کا احسان
آپ پر نہین ہو سکتا رسم و رواج کے ادا کرنے کا احسان اپنی ہی ذات پر ہوتا ہے یہ سنکر
سکندر نے فرمایا کہ اسکو دیدو اور فقیر کے بالکے کی طرف اشارہ کیا توحید سربلند نے
وہ پانچون اشرفیان فقیر کو دیدین کچھ دیر یہان بیٹھے حالات و رسوم شہر کے پوچھا کیے
بادشاہ کا حال پوچھا بعد اسکے توحید سے رخصت ہو کر اوسیطرح شہر کو دیکھتے بھالتے شاہ قلندر
کوہ نشین کے پاس آئے فقیر نے بالکے سے پوچھا کہ کچھ جھگڑا فساد تو کسی سے نہین ہوا
اوسنے سارا واقعہ بدمعاشون کا اور ملاقات ہونا توحید سربلند سے اور اشرفیان ملنا سب
بیان کیا اور وہ اشرفیان نکالکر تین فقیر کو دین اور دو چھپا رکھین سکندر نے یہ دیکھکر اپنا منھ
اودھر سے پھیرا اور مسکرانے لگے لیکن کچھ کہا سنا نہین وہان توحید سربلند جو بادشاہ کی
خدمت مین پہونچا تمام حال غضنفر شیردل کا بیان کیا کہ ایسا جوان خوشرو اور بہادر ہے کہ دیکھنے سے
تعلق رکھتا ہے باوصفیکہ سن و سال بہت ہی کم معلوم ہوتا ہے اور مذہب اسلام رکھتا ہے جو
ہمارے دین سے موافق ہے وہ بھی خدا پرست ہم بھی خدا پرست ہین اسکے بعد وہ کچھ اور بھی
کہتے ہین جسے ہم نہین جانتے یعنے درجہ نبوت بھی داخل ایمان ہے بادشاہ نے کہا
کہ وہ کہان مقیم ہے توحید سربلند نے عرض کی کہ شاہ صاحب کا مہمان ہے ہرچند مین نے
اصرار کیا کہ میری مہمانی قبول کرو اوسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر شاہ صاحب اجازت دینگے تو
البتہ ہو سکتا ہے بادشاہ نے کہا مین ابھی بلواتا ہون اور چوبدار روانہ کیا چوبدار احکام شاہی لیکر
شاہ قلندر کوہ نشین کے پاس آیا اور عرض کی کہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ غضنفر شیردل کو
ہمارے پاس بھیجدیجیے اور آج سے وہ ہمارا مہمان ہے اپنی مہمانداری کو ختم کیجیے شاہ قلندر نے
یہ سنکر سکندر کیطرف دیکھا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے لیکن اس خادم کو بھی کبھی
کبھی یاد کر لیا کیجیے گا سکندر نے کہا کہ اگر تم بادشاہ کے دباؤ سے اجازت دیتے ہو
تو مین ہرگز نجاؤنگا اور اگر بخوشی اجازت دیتے ہو تو خدا حافظ فقیر نے عرض کیا کہ مین جانتا ہون
کہ آپ بادشاہ کا دباؤ ماننے والے نہین ہین مگر اے شہریار اسوقت مناسب یہی معلوم
ہوتا ہے اور مین بخوشی اجازت دیتا ہون فرمایا خیر اور یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوے
ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ کونسا طریقہ بلانیکا ہے کیا مین نوکر ہون بادشاہ کا چوبدار سے
کہا کہ جبتک کوئی معزز لینے کو نہ آئیگا اور سواری نہ آئیگی اوسوقت تک ہرگز نجاؤنگا
شاید بادشاہ تمھارا اچھی طرح سمجھے واقف نہین ہے یہ کچھ ایسے تیور سے
کہا کہ چوبدار تو پیچھے ہٹا اور قلندر کی روح نکل گئی کہ دیکھئے یہ ترنگ اس لڑکے کی
کیا کرتی ہے چوبدار واپس گیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت وہ شخص کہتا ہے
کہ جب تک کوئی ارکین سلطنت سے میرے استقبال کو نہ آئیگا مین ہرگز
نجاؤنگا بادشاہ نے توحید سربلند سے پوچھا کہ یہ کوئی شاہزادہ امیرزادہ ہے

اسنے عرض کی کہ حضور یہ تو مجھے معلوم نہین کہ وہ کس خاندان سے ہے لیکن چہرہ پر
جلالت شاہانہ و رعب خسروانہ ضرور ہے جو اسکی عالی نسبی پر دلالت کرتا ہے بادشاہ
نے وزیر دانشمند خرد افروز سے کہا کہ ایک مرکب تیز رفتار اور ایک پالکی بھیجا جس سواری
کو وہ پسند کرے اوسپر سوار کر کے لے آؤ وزیر نے عرض کی کہ بہت خوب
اور اوسیوقت اصطبل شاہی سے ایک مرکب پرستانی نہایت خوش رو و ساز و یراق سے
آراستہ کر کے منگوایا اور ایک پالکی مین آپ سوار ہوا دوسری پالکی ساتھ لی اور درہ
کوہ کی جانب جہان کہ سکندر رستم خو فقیر کے مہمان تھے روانہ ہوا وہان فقیر جو بدر کے
جانے کے بعد دل مین ڈر رہا تھا کہ ایسا نہو بادشاہ برہم ہو جائے خدا ہی خیر کرے دیکھئے
اس لڑکے کا مزاج کیا کرتا ہے لیکن سکندر رستم خو کو کوئی پروا نہین تھی کہ اسنے مین دور سے
جلوس دکھائی دیا اور وزیر خرد افروز دکھائی دیا فقیر نے دل مین کہا کہ یہ بڑا صاحب اقبال
معلوم ہوتا ہے غرضکہ جب قریب درہ کے پہونچا سواری اتری جب یہ دیکھا تو سکندر نے
بھی چند قدم بڑھ کر وزیر خرد افروز کا استقبال کیا وزیر نے فقیر کے ہاتھ چومے اور
سکندر سے کہا کہ مین حاضر ہون سواریان موجود ہین اگر آرام کی خواہش ہو تو پالکی موجود ہے
اور مرکب پرستانی بھی ہمراہ ہے فرمایا کہ چار کے کاندھے پر سوار ہونا یہ تو مردون کی سواری
ہے مرکب البتہ ہاتھ پاؤن والون کی سواری ہے وزیر نے دل مین کہا کہ اسنے سچ ہی
مجھے مردہ بنایا مگر خاموش رہا وہ رعب سکندر کا تھا کہ مجال نہ تھی کہ کوئی جواب دیسکتا
غرضکہ سکندر رستم خو اسپ تیز رفتار و سبک عنان پر سوار ہو کر ہمراہ وزیر خرد افروز کے
روانہ ہوئے اور راہ قطع کر کے دربار مین پہونچ بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے جواب سلام دیا
اور ایک دنگل جواہر نگار اسکے واسطے بچھوا رکھا تھا اوسپر بیٹھنے کو جگہ دی تو حمید سر بلند نے
مجرا کیا اوسکا بھی جواب سلام دیا بادشاہ نے نام پوچھا سکندر نے کہا کہ نام میرا صفدر شیر دل ہے
بادشاہ نے فرمایا اے صفدر شیر دل آپ کس خاندان سے ہین فرمایا کہ سب بنی آدم ہین
کونسا ایسا بشر ہے جو اولاد ابو البشر سے باہر ہے بادشاہ نے کہا کہ کس ملک مین مسکن آبائی
تھا اور کس مقام پر سلطنت تھی جواب دیا کہ اول تو آپ لوگ ممالک دنیا کے نامون سے
آگاہ نہین جو مین بیان کرون اسکے علاوہ جسطرف تلوار اٹھا کر جا نکلے وہی ملک اپنا ہے
لیکن ہم لوگون کو ہوس سلطنت یا شہریاری نہین ہے ہم تاج بخش ہین یہ سنکر بادشاہ نے
گردن نیچی کر لی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ ارادہ کسطرف جانے کا تھا اور یہان کیونکر آنا ہوا
سکندر نے کہا کہ ارادہ گلستان ارم کا ہے اور اسطرف بسبب راہ گم کرنے کے
نکل آیا مرکب میرا رستے مین مرگیا بادشاہ نے کہا کہ چند روز یہین قیام کیجئے اور سیر
اس ملک کی کیجئے بعد اسکے جب مزاج مین آئے چلے جائیگا فرمایا خیر دیکھا جائے گا
غرضکہ بادشاہ نے ایک قصر عالی اسکے رہنے کو مرحمت فرمایا اور کچھ خادم کنیزین خدمت کے
واسطے بھیجدین سکندر رستم خو وہان رہنے لگے ایک روز کا ذکر ہے کہ دربار آراستہ
ہے اور ارکین دولت جمع ہین تو حمید سر بلند بھی اپنے دنگل سالاری پر بیٹھا ہے اور
صفدر شیر دل بھی اپنے دنگل پر متصل بادشاہ فروکش ہین کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ جہان

سلامت اقبال افزون دشمن پائمال اک سوداگر ممالک غیر کا حاضر ہے اور عرض کرتا ہے کہ
میرے پاس گھوڑے نہایت عمدہ عمدہ ہین اور ایک مرکب تو ایسا ہے کہ مثل و نظیر اوسکا
نہین ہے فرمایا کہ اچھا بلاؤ وہ سوداگر حاضر ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور وہی باتین کہین جو چوبدار
نے آکر عرض کی تھین یہ سنکر بادشاہ کو اشتیاق پیدا ہوا اور فرمایا کہ اچھا جاکر گھوڑون کو لے آؤ
اوسنے عرض کیا کہ گھوڑے میرے ساتھ ہین لیکن جو گھوڑا لائق حضور کے ہے وہ یہان
نہین آسکتا بیرون شہر ہے اسلیئے کہ وہ زنجیرونمین جکڑا ہوا ہے اور کسی کو سواری نہین دیتا
یہ عیب بھی اوسمین ضرور ہے اگر کوئی شہسوار حضور کے یہان ہو اور وہ اوس مرکب کو
درست کر دے تو پھر وہ قاف مین دوسرا مرکب اوسکے مقابلہ مین نہ نکلیگا یہ سنکر بادشاہ نے
کہا کہ دیکھا جائیگا تم وہ مرکب دکھاؤ تو سہی سوداگر نے عرض کی کہ حضور سوار ہون بادشاہ نے
صفدر شیر دل سے کہا کہ چلو سے گے تمھین بھی کچھ دخل ہے صفدر شیر دل نے عرض کی
کہ مجھے اور تو کچھ بھی دخل نہین ہے لیکن اگر ارشاد ہو تو ہڈیان پسلیان اوس مرکب کی توڑ کے
رکھدون اور بکری بنادون سوداگر ہنسا اور کہا کہ آپکا یہ سن و سال اور یہ قد و قامت اور ایسے
دیکھے ہوئے مرکب سے یہ دعوے لیس یہ سننا تھا کہ صفدر شیر دل کو غصہ آگیا اور کہا
کہ چلو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے سوداگر نے عرض کی کہ اگر آپ اوس گھوڑے پر سوار ہو کر
اوسکو رام کرلین تو گھوڑا بغیر قیمت نذر کرتا ہون سکندر نے کہا مجھے منظور ہے غرضکہ بادشاہ
سوار ہوئے سوداگر اور صفدر شیر دل اور بعض دیگر ارکین سلطنت کو ساتھ لیکر چلے
جاتے جاتے بیرون شہر پہونچے ایک سرا مین وہ گھوڑا ایک شامیانہ کے نیچے
بندھا ہوا تھا پاؤنمین اگاڑی پچھاڑی سے کے مقام پر زنجیرین بندھی ہوئی تھین بڑے قد و قامت کا
مرکب ہے رنگ مشکی کنوتھیان کھڑی کیئے ہوئے آنکھین سرخ یہ دیکھکر صفدر شیر دل نے
کہا کہ مرکب بیشک اچھا ہے بادشاہ اور توحید سر بلند وغیرہ سب نے تعریف کی مگر
ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ بڑا آدمخوار مرکب ہے اسکا درست ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے
اور سوداگر نے صفدر شیر دل کیطرف دیکھکر کہا کہ لیجیئے مرکب حاضر ہے سوار ہوجیئے
یہ سنکر صفدر شیر دل نے دامن گردانے اور کہا کہ زنجیرین اسکی کھلوا دو بادشاہ نے
منع کیا اور کہا کہ یہ مقام جرات نہین ہے کیون جہالت کرتے ہو صفدر شیر دل نے کہا
کہ قول مردان جان دارد مین ضرور اس گھوڑے کو درست کرونگا ورنہ یہ سوداگر طعنہ زن
ہوگا سوداگر نے کہا کہ مین طعنہ زنی سے باز آیا مجھے آپکی جان لینا منظور نہین ہے لہذا
آپ معاف فرمائین صفدر شیر دل نے کہا کہ اگر زبانسے نہ بھی کہو گے تو دل تمھارا کہیگا
مین سوار ضرور ہونگا یہ فرماکر قریب مرکب کے گئے اور اپنے ہاتھ سے کاٹھی چڑھا کر
تنگ مرضی کے موافق تنگ کیا لگام منھ مین دی اور جست کر کے پشت پر گئے سوداگر
سے کہا زنجیرین کھلوا دو سوداگر نے عرض کی کہ آپ واقع مین اسم بامسمی ہین شیر دل ہونے
مین شک نہین دوسرے کی اتنی مجال بھی تھی کہ اسپر زین کسکر لگام منھ مین دیدیتا آپ براے خدا
اپنے سن و سال پر رحم فرماکر مرکب سے اوتر آئیے مین ہارا اور آپ جیتے صفدر شیر دل نے کہا کہ
سنتے ہو کہا وہ کرکے دکھا دینگے تم زنجیرین کھلوا دو تو کھلوا دو ورنہ ہم آپ کھول لینگے سوداگر نے بادشاہ سے عرض کیا

کہ وہ نیچے حضور مین منع کر رہا ہون مگر یہ سماعت نہین کرتے اب مین ذمہ دار نہین لیکن صفدر شیر دل
گھوڑے سے کود پڑا اگاڑی پچھاڑی اپنے ہاتھ سے کھولدی اور گلے کی زنجیر پشت مرکب پر
پہونچکر کھولی بس مرکب کا کھلنا تھا کہ اوسنے کنوتیان بدلین آنکھین غصے سے اوبل پڑین الف
ہونے لگا بس صفدر شیر دل نے منھ پر چابک مارا اور رانون مین مسلا گھوڑا لیکر چلا بادشاہ نے
کہا کہ بڑا منچلا ہے یہ لڑکا لیکن اسکا غصہ اسکا دشمن ہے توحید سر بلند نے عرض کی کہ حضور مین تو
اسلئے ڈر گیا اوس سے ڈرنا چاہیئے جو کسی سے نہ ڈرے یہ موت سے بھی نہین ڈرتا تو کسی سے
ڈریگا لیکن صفدر شیر دل گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اسقدر دور نکل گئے کہ سوا ایک
بگولہ گرد کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد ایک ساعت کے وہ گرد بھی نظر سے غائب ہو گئی
بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا صفدر شیر دل کو لیکر کسی خندق یا چاہ مین جا پڑا
لوگون کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ لوگ تلاش مین چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد پیدا ہوئی
اور آن واحد مین دیکھا کہ صفدر شیر دل مرکب کو رانون مین دابے ہوئے چلے آتے ہین
اب سامنے آکر چارون طرف اس قابو سے پھیرنا شروع کیا کہ یہ معلوم ہوا کہ برسون سے
سواری مین ہے اور نہایت شائستہ ہے یہ دیکھکر توحید سر بلند اور دیگر سرداران فوج
و ارکین سلطنت نے مع بادشاہ نہایت تعریف کی اور سوداگر کا رنگ زرد ہو گیا وہ لیکن
کہتا ہے کہ یہ لڑکا تو بلا کا شہسوار نکلا اور مین شرط اس سے ہارا گھوڑا مفت ہاتھ سے جاتا رہا
پھر صرف نفع کے اس تجارت سے نقصان اوٹھایا بادشاہ نے سوداگر سے کہا کہ اب کیا
کہتے ہو اسنے عرض کی کہ بیشک یہ سچے اور مین شرط ہارا گھوڑا حاضر ہے لیکن صفدر شیر دل نے
مرکب سے اوترکر بادشاہ سے کہا کہ ہرچند یہ شرط ہارا مگر قیمت اوسکو دلوا دیجئے غریب
آدمی ہے حضور کو دعائین دیتا چلا جائیگا بادشاہ اس بات سے اور بھی خوش ہوا
قیمت سوداگر کو دلوا دی اور گھوڑا صفدر شیر دل کو دیدیا کہ یہ لائق تمھارے ہی سواری کے
ہے دوسرے کو سواری نہ دیگا اب یہ ہمراہ بادشاہ کے واپس آئے اور رہنے لگے
ایک روز بادشاہ سے عرض کی کہ میرا دل گھبرایا کرتا ہے مین سیر و شکار کا بہت عادی
ہون اگر اجازت ہو تو صحرا مین جاکر شکار کھیل آیا کرون فرمایا کہ تمکو تمام ممالک مین میرے
اختیار ہے جہان چاہے شکار کھیلو یہ سلام کرکے رخصت ہوئے اور تیر کمان ہاتھ مین لیلی
اور مرکب پر سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے شام تک شکار کھیلا کئے ہرن مار کر لائے
اور بادشاہ کے واسطے بھیجدیئے اور ایک آہو اپنے سچے دوست توحید سر بلند کو بھیجا
توحید بھی بہت خوش ہوا اب یہ ورد ہو گیا کہ روز یہ شکار کو جایا کرتے ہین اور جو کچھ شکار ملتا
ہے وہ بادشاہ کے واسطے بھیجدیتے ہین اور زیادہ ملتا ہے تو اور ارکین دولت وزیر و سپہ سالار
وغیرہ سب کو تقسیم کیا کرتے ہین ایک روز کا ذکر ہے کہ یہ تلاش آہو مین جا رہے ہین کہ دیکھا
سامنے سے ایک ہرن بھاگا چلا آتا ہے بس یہ ہوا ہین جو تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے مارتے
ہین تو قلب پر اسکے پڑا اور آہو اچھل کر گر پڑا یہ جلدی سے اوترے اور آہو کو ذبح کیا لیکن
اب جو خیال کرتے ہین تو ہرن تیر خوردہ ہے ایک اوچھا سا زخم اسکے پشت پر ہے یہ دیکھا نہایت
افسوس کیا کہ نہ معلوم یہ کسکا صید تھا مین نے ناحق سے شکار کیا یہ اسی افسوس مین تھے کہ دیکھا

سامنے سے گرد اوڑی اور ایک نقابدار سفید پوش پیدا ہوا دلمین سوچے کہ عجب نہین ہے
جو یہ آہو اسی کا صید ہو لیکن اوس نقابدار نے جو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور آہو ذبح کیا ہوا
پڑا ہے اسے نہایت غصہ آیا اور کہا اے شخص اس سے بھیک مانگا کر شکار نہ کھیلا کر کوئی
نکوئی بندہ خدا ترس کھا کر دیدیا کریگا تیرا مطلب ہو جائیگا یہ کھڑے ہو گئے اور اوس سے عذر
کرنے لگے اوس نقابدار کو اور بھی غصہ آیا اور کہا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ بس اسکی سزا یہ ہے
کہ اس آہو کو اپنی پشت پر لادو اور لیئے ہوئے میرے سامنے سے چلا جا صفدر شیر دل
بھلا ایسی گفتگو کا کب عادی ہے نہایت غصہ آیا اور کہا کہ نہین بھی صید کیا تھا تو اب صید کیا
دیکھون تو تو میرا کیا کر لیتا ہے ہمتو عذر کرتے ہین مگر تو مانتا ہی نہین بڑا کج فہم ہے یہ کہتے
ہوئے پشت مرکب پر ہو بیٹھے نقابدار سفید پوش نے کہا کہ گردن نہین نیچی کرتا اور زبان
لڑاتا ہے شرط کہ زبان تیری کاٹ ڈالون صفدر شیر دل نے آواز دی کہ تجھے
قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ کمی نکرنا بس یہ سنتے ہی نقابدار نے نیچے کمر سے کھینچکر
ہاتھ بلند کرکے ہوا سے گیا سکندر نے چپ سے بند دست اسکا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے
کمر زنجیر کا بند پکڑ کر سن سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارون کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو جائین
کہ یکایک بند نقاب ٹوٹا اور اک روشنی ہوئی نگاہ جو پڑی بیہوش ہو اوڑ گئے یہ معلوم ہوا کہ
ابر ہٹ گیا اور چاند نکل آیا دیکھا کہ مرد نہین بلکہ اک لڑکی تیرہ چودہ برس کی آفت ہوش بلائے جان
ہے حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہے ہاتھ مین رعشہ ہوا دل بیقابو ہو گیا بے اختیار نقابدار ہاتھ سے
چھوٹ گیا بس نقابدار نے جو رہائی پائی جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر صحرا کیطرف روانہ ہو گیا
صفدر شیر دل دل پکڑ کر رہ گئے جب نقابدار دور نکل گیا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہائے یہ ظالم دل تو
لیئے جاتا ہے اور پتہ اسکا معلوم نہین انجام مین رونا پڑیگا اور کچھ نہو سکیگا یہ خیال کرکے جلدی سے
مرکب کو جولان کیا اب جو دیکھتے ہین تو گرد کا بھی پتہ نہین کچھ دور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے گئے
لیکن آگے بڑھکر ریگ ملی کہ نشان سم کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا شام کو مجبور ہو ناچار وہان سے پلٹے
گھر تک آنا دشوار ہو گیا صید بھی وہین چھوٹا خود شکار تیر محبت ہو گئے اوس آہو چشم نے اپنا
سودائی و وحشی بنادیا چوکڑی بھول گئے سارے ہاتھ پاؤن جاتے رہے آہین کرتے ہوئے
مکان پر آئے بادشاہ کے یہان بھی نہین گئے قصد کیا کہ پھر تلاش چاہون لیکن ساتھ ہی یہ
خیال آیا کہ ابتک ڈھونڈا تو کیا پایا اور اب ڈھونڈوگے تو کیا پاؤ گے جسکا نشان نہین معلوم
اوسکا پتہ کیونکر ملے خادم نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے فرمایا ہمین بھوک نہین ہے
اسوقت کچھ نہ کھائینگے اور مسہری پر لیٹ رہے تصور ملکہ کا بندھا ہوا ہے ایک تصویر سی ہے
کہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے دل سے کہتے ہین کہ ارے تو نے اوسوقت ایسا
بیکار کر دیا تھا کہ مجھے یہ خیال نہوا کہ اگر یہ چلا جائیگا تو کیونکر اسکا پتا ملیگا ہائے کاش
مین بھی ساتھ ہی چلا جاتا اور خطا اوس سے معاف کراتا کہ مین نے اوسکے آہو
کو صید کیا وہ نہایت رنجیدہ ہوا ہوگا اور یقین ہے کہ اب اسطرف کبھی نہ آئیگا
کیونکہ زیر ہو کر گیا ہے افسوس کہ کسی امید سے پر آنے کی امید نہین بستر پر
کروٹین بدل رہے ہین مگر پسند نہین آتی کسی پہلو چین نہین پڑتا کبھی وہ اشعار عشق آمیز

زبان پر جاری ہوتے ہین کہ جنکے مطلب اپنے حال زار سے موافق ہین

غزل

دوست بنکر دیگا دھوکا دشمن جانی سے مجھے / دے لگی اطمینان سے ست کیا پریشانی سے مجھے
جب کہا دسے کی الفت مین حیرانی سے مجھے / بول اُٹھی چشم تماشا دی پریشانی سے مجھے
جستجو دل کی رہے یا ہو تلاش دلربا / ہے محبت مین بہر صورت پریشانی مجھے
ایدل اُس حالت مین فکر رازپوشی ہے عبث / جبکہ آئینہ بنا دے میری حیرانی سے مجھے
ست آنکھو نے تری اس و لگوین کہانتک بچاؤن / جسنے بیخود ہو کے سونپی ہو نگہبانی سے مجھے
بچکے چلنے سے ترے دست ہوس ہوگا دراز / داغ بدنامی نہ دے یہ پاکدامانی سے مجھے
جستجو کرنے نہ دیگا گم شدہ دل کی کبھی / او دغا پیشہ یہ انداز پریشانی سے مجھے
ایدل اظہار وفا پر آزمایش اسنے کی / دیکھون کیا کیا زحمتین دے تیری نادانی سے مجھے
عشق کا آزاد کردہ کب ہے پابند رسوم / شرم رسوائی نہ اب ہے ننگ عریانی سے مجھے
آہ سوزان کا بُرا ہو ہے عجب اُلٹا اثر / پھونکے دیتی ہے یہ میری آتش افشانی سے مجھے
خنجر قاتل گلے مل لے تو لے جان اے اجل / دوست رکھتا ہے بہت اک دشمن جانی سے مجھے
جستجو اُسکی ہے جسکا لگا ہمین کوئی پتا / ٹھوکرین کھلوائیگی یہ میری نادانی سے مجھے
سیر جادہ بیخودی ہے میری منزل گمرہی / پاشکستہ کے کیا عول بیابانی سے مجھے
لب نہ آئے اظہار شوق قتل سے اتنا خیال / کشمکش مین ڈالدیگی یہ گرانجانی سے مجھے
خودکشی سے ہے وہ بہتر گلا کاٹو اگر / ورنہ کیا آتی نہین ہے مشکل آسانی سے مجھے
خونے ہمدردی نے آئینہ بنایا ہے مجھے / دیکھ لو حیران جسکو ہو پریشانی سے مجھے
آرزو یہ ہے قدر افزائی اہل ہنر / ورنہ کب مرغوب ہے اپنی غزلخوانی سے مجھے

اسیطرح مختلف اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین آنکھو سے آنسو جاری ہین اسی عالم مین شب گذاری صبح ہوئی نماز صبح پڑھی کہ فرض ادا کرلیا لیکن طبیعت تو اور ہی طرف رجوع ہے قلب قابو مین نہین ہے وظیفہ نام محبوب ہے غرضکہ جلدی سے منہ ہاتھ دھوکر فراغت کی اور پشت مرکب پر بیٹھکر پھر اسی صحرا کیطرف روانہ ہوئے کہ شاید پھر وہ محبوب دلنواز شکار کھیلتا ہوا اسطرف نکل آئے تمام دن تباہ رہے مگر ادھر کون آتا ہے شام کو پھر واپس آئے کس صورت سے کہ چہرہ زرد دلمین درد لب خشک آنکھ تر آج بھی دربار مین نگئے اخضران شاہ نے دو تین بار چوبدار کو مزاج پرسی کیواسطے بھیجا ہر مرتبہ کہلا بھیجا کہ سر مین درد ہے لائق اسکے نہین ہون کہ حاضر ہون انشاءاللہ بشرط صحت کل حاضر ہونگا لیکن دوسرے روز بھی جاتا کون ہے نوکری تو لقابدار کی کرلی ہے ملازمت عشق سے فرصت ہو تو بادشاہ کا دربار کرین دن بھر صحرا نہاک چھانتے ہین رات کو آکر پڑ رہتے ہین اخفاے راز مین جو جو مشکلین پیش آتی ہین انھین دل ہی جانتا ہے مگر ناسخ کی غمازی اور بھی محنت ضبط کو رائگان کرتی ہے آنکھون کے حلقے چغلی کھاتے ہین نگاہون کی پریشانی جستجوے یار جانی کا حال بتاتی ہے اسی طرح جب دو ایک روز گزرے بادشاہ براے عیادت آیا تو جبیہ مہر بلند بھی ہمراہ تھا دیکھا تو عجیب ہی حالت ہے ملک اخضران پریزاد چونکہ مرد جہان دیدہ ہے سمجھ گیا کہ یہ تیر عشق کا نشانہ ہوا ہے خاموش ہو رہا اور طبیب خاص کو براے علاج بھیجدیا لیکن پھر بادشاہ کو روز ملتی ہے کہ یہ شکار کو ضرور جاتے ہین طبیب نے منع بھی کیا ہے کہ نقل و حرکت تب کیواسطے مضر ہے مگر وہ سماعت نہین کرتے اتفاقاً شکار پر جاتے ہین لیکن اب کچھ حال اُس نازنین مہر تمکین کا سنئے کہ جو نقابدار سفید پوش بنی ہوئی

صحرا مین نکل آئی تھی یہ دختر ہے ملک اخضران شاہ کی اور ملکہ ماہ سیما اسکا نام ہے باغ اسکا شہر سے علیحدہ ہے اور یہ وہین رہتی ہے آٹھوین روز باپ کے سلام کو شہر مین آتی ہے اور شوق صید افگنی بچپن سے ہے حسب عادت یہ آہو کا پیچھا کئے ہوئے اسطرف بھی نکل آئی تھی یہان صفدر شیردل سے ہرن کے بابت جھگڑا ہوا اور بند نقاب اسکا ٹوٹا تھا اوسوقت تو بسبب شرم کے یہ چلی گئی تھی لیکن اسنے بھی جب سے صفدر شیردل کو دیکھا ہے طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی ہے دل بے اختیاری کرتا ہے اکثر بیٹھے بیٹھے اوجھن ہوتی ہے تو کسی شغل مین جی نہین بہلتا لیکن شرم و حیا اور خوف رسوائی نے لب پر مہر سکوت لگادی ہے پاؤنمین بیڑیان ڈالدی ہین اکثر قصد کیا کہ سیر و شکار سے دل بہلاؤن لیکن اس خیال نے باز رکھا کہ مبادا کہین کسی مقام پر اوسی ظالم کا سامنا ہو جائے اور بے اختیاری بڑھ جائے تو داغ بدنامی سے دامن نہ بچ سکیگا اور پاکدامنی آوارگی سے مبدل ہو جائیگی ماں باپ بلکہ سارے خاندان کی عزت خاک مین ملجائیگی ایسی لڑکی کا مرجانا بہتر جو خاندان کا نام بدکرے اور بزرگون کے آبرو کی امانت دار ہوکر خیانت کرے خداوندا مجھے اس زندگی سے موت بہتر ہے اسلئے کہ نہ تو بغیر اوسکے مین زندہ رہنا پسند کرتی ہون اور نہ اپنے خاندان کا نام ڈبونا چاہتی ہون علاوہ اسکے مین شاہزادی اور نہین معلوم وہ کون شخص ہے یقین ہے کہ رعایا مین سے ہوگا لوگ سنینگے تو کیا کہینگے اور یہ بھی لیا ان حیلہ ابھی سنینگی کہ اگر کیا تھا تو اپنا ہمسر دیکھکر کیا ہوتا ایک ادنے شخص کے ساتھ اپنی مٹی خراب کی حالانکہ مین نے سر انسر نظر سے اوسکو دیکھا تھا لیکن خیر یہ تو نہین معلوم ہوتا کہ کوئی معمولی شخص ہے اسلیئے کہ چہرہ سے اوسکے شان شاہی و شہریاری پیدا ہے کچھ وہ تو آدمزاد ہے اور مین پریزاد ہون یہ بھی میری آبرو کے خلاف ہے مگر یہ دل نادان تو کچھ سمجھتا ہی نہین بقول شاعر شعر

اسے ہم سمجھاتے ہی نہین دل عشق کی آتی ہے ہر گھڑی	اوس پری ہیبت آمیز نظر دل نے دیکھا دکھا دیا

اسکو تو نہ خیال عزت ہوتا ہے نہ پاس رسوائی ہر چند سمجھاتی مگر یہ اپنی ہی کہے جاتا ہے ایسے دل سے تو کاش نہ ہوتا شعر ہوتا ہے ہزار حسینون کو دیکھکر یہ ایسا دیوانہ کب تھا کیون سے مجھے پروردگار دل جب دو ایک روز مین پریشانی اسکی زیادہ ہوئی تو انیسون جلیسون مین سرگوشیان ہوئے لیکن کود ایک روز سے ملکہ کی طبیعت پلٹ گئی ہے اور یہ وہ رنگ ادہی نہین معلوم ہوتی باتون سے ہر وقت کی چہلین باتین ہنسی مذاق شغل چوسر وغیرہ کا ہوا کرتا تھا یا اب یہ ایسی آدم بیزار ہو رہی ہین کہ کسی سے بات ہی نہین کرتین جنگلی بنی رہتی ہین اگر ہملوگ بچپال سے کبھی چھیڑتے بھی ہین تو فرماتی ہین کہ بیہودہ سرین درد ہے مجھے بک بک نہین اچھی معلوم ہوتی اکثر سونے کے بہانے ہملوگون کو ٹالدیتی ہین مگر ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ رات رات بھر جاگا کرتی ہین ادھر ہم پاس سے اوٹھکر علیحدہ ہوئے ادھر وہ مسہری پر سے اوٹھہ بیٹھین معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسرار ہو گیا ہے اکثر شبہ کیا کہ جنگل کے جانور نکلا اعتبار نہین انکا شکار نہ کیا سمجھے اسی پردہ مین آسیب نے اثر کیا ہے اور لوگون کو آزار پہونچاتے ہین مگر کسی کی سنتی ہین دن دن بھر شکار کرتے سمجھے انکا ان رنگ ہی مردون کے شوق اختیار کیئے ہین نہ معلوم خدا نے انکو عورت کے جامہ مین کیون اوتارا خدا را یہ کیا اسرار ہے

ابھی کورا ہنڈا اور جنگلوں کا پھرنا آخر وہی پیچ پیش آیا کہ کچھ چھپنا ہو گیا جو بڑے بوڑھوں کا کہنا نہ مانے گا اوسکا یہی انجام ہوگا لیکن ایک آدھ اونمین ہوشیار تھی اوسنے کہا کہ بی بیٹھو تم ابھی ان باتونکو کیا جانو ملکہ صاحبہ کسی سے مین مبتلا کرائی ہین مگر اب انجام کو سوچتی ہین آبرو کا خیال کرتی ہین بقول شاعر غم صیاد و فکر باغبان ہے ٭ دو عملہ مین ہمارا آشیان ہے ٭ کچھ بن نہین پڑتی ہے اس سے پریشان ہین یہ سب آثار عشق و محبت کے ہین دیکھو تو چہرہ کیسا زرد ہو گیا ہے تنہائی پسند آئی ہے لوگون کی صورتون سے بیزار ہین یہ نہ آسیب ہے نہ اسرار ہے یہ حضرت عشق کا جنون ہے ایک اوسنے کہا ہوئی زبان سنبھالو یہ بھی ہمنے تمکا تصور کیا ہو ایک شہزادی کی نسبت ایسا کچھ کہنا اچھا نہین اگر جھوٹ نکلا تو ناک چوٹی کٹیگی خدا جانے ملکہ کیا حال کرینگی کیا تم اوسکے غصہ سے آگاہ نہین ہو اوسنے جواب دیا کہ تم ڈرو ہم نہین ڈرتے اور اونکی چڑیا تو ہم پہچانتے ہین یہ بات جھوٹ ہی نہین ہو سکتی دیکھنا وہی چار روز مین ساری قلعی کھلا جاتی ہے عشق کم ہوتا نہین معلوم ہوتا جب زیادہ جنون سوار ہوگا تو نہ اپنی آبرو کا خیال ہوگا نہ ہمجولیون کی شرم ہوگی یہی باغ ہوگا اور ملکہ ہونگی اور مردوا ہوگا دیکھو مین آج چھیڑونگی اور ن سنے کہا کہ بیوی تمہارا بڑا دل ہے ہمتو اگر اپنی آنکھ سے بھی دیکھین تو ہرگز منہ پر نہ لائین یہ باتین کرکے خاموش ہو رہین جب شام ہوئی تو ملکہ صحن باغ مین چبوترہ پر آکر بیٹھی سب سہیلیان جمع ہوئین دیکھا کہ ملکہ کی ایسی حالت ہے کہ جھکی زانو پر سر رکھے بیٹھی ہے نہ کسی سے بات کرتی ہے نہ کسی کا جواب دیتی ہے ان سب نے آپسمین سینکین کین اور ایک نے دوسری سے کہا کہ ذرا چھیڑو اور مزاج تو پوچھو جس عورت نے کہا تھا کہ مین ملکہ سے پوچھونگی وہی مخاطب ہوئی اور پاس آکر چھیڑ چھاڑ کی باتین لیکر بولی کہ واری جاؤن آج کئی روز سے کیا خفگی ہے کہ نہ تو آپ بات کرتی ہین نہ ہنستی ہین نہ بولتی ہین دن دن بھر منہ لپیٹے پڑی رہتی ہین شام کو بھی تو ایکدم سیر ہے نہ کبھی گانے کا شغل ہوتا ہے نہ سیر باغ نہ وہ ہنسی نہ وہ چہلین آخر یہ معرکہ کیا ہو ملکہ نے کہا کہ میرا جی نہین اچھا ہے سر مین درد رہا کرتا ہے اکثر اوقات بیچینی ہوتا ہے اوسنے کہا کہ نصیب دشمنان چھاتی پکڑین سات سمندر اوس پار جب دائی بندی سے طبیعت کچھ ناساز ہوتی تھی تو ہم لوگون پر تاکید رہتی تھی کہ کوئی پاس سے نہ ہٹے ہم لوگ سب بیٹھے ہوئے دل بہلاتے تھے ہنسی مذاق گانا بجانا یہ تو عادت ہمیشہ کی تھی کوئی نئی بات نہین ہے لیکن اس مرتبہ تو کچھ اور ہی حالت ہے کوئی بات اگلی سی نہین اونکا ایکی اسطرح طبیعت پلٹ گئی کہ ان باتون کی بھی نہین ہین نہ ماننگی جو کچھ ہو صاف صاف کہئے ملکہ نے کہا کہ زیادہ باتون سے اور الجھن ہوتی ہے اور ہجوم سے جی گھبراتا ہے ذرا ہٹکے بیٹھو اور گانا بجانا و تماشا و سیر اور بھی برا لگتا ہے یہ سنکر وہ پیچھے ہٹی اور دل مین کہا کہ دیکھو اونکا سارا حال کھلا جاتا ہے یہ کہکر ستار ہاتھ مین لیکر بجانے لگی اور ایک پری نے خوش آواز تھی یہ غزل شروع کی

غزل

پایا سوا اسکے رنج نہ کچھ دوستی سے کیا	حاصل اب اور ہوگا بھلا دشمنی سے کیا
پاس اونکو غیر کا ہے سری دلبری سے کیا	کام اپنے عیش سے ہمکو کسی خوشی سے کیا
ابدل اونکا ہو بن عشق میں حضرت کہاں پہنچا	منظور تجکو وہ تو نہیں اپنے خوشی سے کیا

پرتو پہ نظر کیجے کہو جیسے وہ پائین بام بالا سے — دشمن کو منہ لگایا ہے تمنے اسی سے کیا
شعر پر دو پھونکو محبت سے ہے جس پر اگر — اک تمکو آپڑی ہے عداوت مجھ ہی سے کیا
چھٹکے ہم اونسے مثل حنا اس پا سے لگے — جو خوب پس چپکا ہوا اُسے کوئی پیسے کیا
پایا جو حکم مہندی لگانے کا تمنے — ہم ہاتھ ملکے رہ گئے ہین بیبسی سے کیا
بھولے سے بھی تو وہ نہین آتے ہمارے گھر — ہوتی نہین کبھی غلطی آدمی سے کیا
یہ کیا کہ نام وصل سنا اور ہنس دیے — کہنا ہو جو وہ صاف کہو دل لگی سے کیا
تمپر کہین اثر نہو یہ خوف ہے ہمین — ہو ورنہ پار رقیب تو اوسکی بلا سے کیا
اوس بیوفا سے ہمکو وفا کی نہین امید — پائیگا فائدہ کوئی ظرف تہی سے کیا
اوسکی طرح نہین ہے ستمگر ہر ایک حسین — اب بدگمان ہو حضرت دل تم سبھی سے کیا
راضی رہین وہ بھی نہ سمجھین وفا شعار — مطلب ہے اپنے کام سے نام آوری سے کیا
چھوٹے نہین سماتا ہے پہلو مین اپنو دل — یہ تمنے کہدیا تھا بتا فرہنسی سے کیا
یا اون کی دوستی مین نہین فیض آرزو — دانا جو خام ہے وہ اوگیگا زمین سے کیا

یہ غزل جو ایک نازک اندام نے دردآمیز سر و لحن گائی تو دل ملکہ کا بھر آیا اکثر اشعار کو اپنے حال سے مطابق پایا کہا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اوسنے دوسری غزل شروع کی۔

غزل

جب کام دل نکال سکین التجا سے ہم — باز آئے عرض حال مین شرم و حیا سے ہم
کیونکر نباہین اوس بت نا آشنا سے ہم — جسکا یہ قول ہو نہین ڈرتے خدا سے ہم
کل کیا فریب دیکے چلا ہے ہمنشین بتا — مانا کہ آج اوسکو بلا لین دعا سے ہم
وہ بت کسے ملیگا خدا ہو گا کسکو صبر — محشر مین یہ سوال کرینگے خدا سے ہم
عہد وفا مین وہ بت کے کیا کیون معاملہ — ہین اس خراب حال مین اپنی خطا سے ہم
دل مانتا نہین شب وعدہ کسی طرح — پھر چند روز ہے ہین بہت جور دلا سے ہم
مشتاق پھر اوسی کے ہین قابو مین کرکے دل — بیتاب ہو گئے تھے تری قسم وصل سے ہم
فرقت مین زہر کھانے سے پہلے پچھتا کرو — کر لیتے جان دینے کا شور قضا سے ہم
کیا بس چلا اونکے دل پہ نہو آہ نکلا اثر — لڑتے ہین اسے جنون محبت ہوا سے ہم
کہنا یہ اونکا غیر کے کاندھے پہ رکھکے ہاتھ — دیکھو ادھر کدھر سے ہوئے ہین کس ادا سے ہم
آجاتے رحم شاید اوسے اس امید پر — ظلم و ستم اوٹھا رہے ہین انتہا سے ہم
عشاق سے کبھی دلکی تڑپ مین کمی نہین — تنگ آ گئے ہین اس مرض لا دوا سے ہم
ہے آج پھر اوسی شب فرقت کا سامنا — دل مین خفا ہوئے تھے بہت جس بلا سے ہم
محشر مین اپنے حال مین سب اور ہین یہ فکر — سنتے اگر تو مانگ لین اونکو خدا سے ہم
جسکے رونیکا میت ہے کیا سبب — کیا اب بھی جاگ اوٹھینگے تمہاری بلا سے ہم
انجام عشق مین وہی رسوائیان ہین — ڈرتے تھے جن خرابیونکو ابتدا سے ہم
پوچھو نہ یہ گذرتی ہے مر مر کے کسطرح — اپنک تو جی رہے ہین تمہاری دعا سے ہم
غیرت کی انتہا ہے محبت مین آرزو — پوچھے نہ جا کہین اوسے مانگین خدا سے ہم

حسب فرمائش ملکہ جو ایک فتنۂ دہر نے یہ غزل گائی اور جو پہلے دلبر ملکہ کے سبب حال استتار سے نے
ملک باطنی کی دل بیٹھا ہوا ہو گیا قریب تھا کہ راز دل فاش ہو جائے اور یہ چیخیں مار مار کر رو نکلی مگر ملکہ نے
اپنے تئیں سنبھالا غم کو ٹالا ادھر اودھر کی باتیں کرنے لگی مگر دل نہیں بہلتا اب اتنا ہوا کہ ملکہ ان لوگوں سے
متخاطب ہو گئی اور اکثر گویا کرتی ہے عاشقانہ قصہ پڑھا کرتی ہے لیکن بھید نہیں کھلتا اسیطرح دو چار روز
اور گذر گئے آخر کار دو کسی سے باتیں ہونے لگیں اور طبیعت اوسکا فیصلہ کرنے لگی کہ پچھڑی کیوں نہ ہو مگر یہ آگ
یوں فرو ہوتی نہیں معلوم ہوئی اور یہ لگی آب اشک سے ہرگز نہ بجھیگی ملکہ تنہا بیٹھی تھی اور رو رہی تھی
کہ اے دغا قسمت اندیش تو نے اوس آفت میں پھنسا دیا کہ جس سے نجات دشوار ہے افسوس میں کیوں
گئی تھی شکار کھیلنے جو اس بلائے عشق میں مبتلا ہو گئی یہ تو تنہائی سمجھکر با آواز خفیف یہ باتیں خود بخود
کر رہی تھی اور ایک سہیلی دروازے کی آڑ میں کھڑی سن رہی تھی تمام باتیں ملکہ کی سنی جب دیکھا
کہ خموش ہو گئی ملکہ نے سلسلۂ گفتگو کو قطع کیا تو یہ سہیلی جلدی سے دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی ملکہ اسکے
اچانک آپڑنے پر اچھلپڑی اور ایک دو ہتڑ پیٹھ پر مارا کہ خدا کی سنوار ہو تم نے مجھے ڈرا دیا آخر تجھپر کیا
آفت پڑی کہ تو اسطرح اچانک آپڑی کہ جیسے کوئی پیچھے دوڑا آتا ہے اسنے عرض کی کہ قربان
جاؤں اسطرف آج پھر شکار کو چلئے جدھر اوس روز گئی تہیں جسکے بعد سے پھر اسطرف نہیں گئیں
ملکہ نے کہا کہ اوسطرف شکار سے کیا اور طرف نہیں اور جب تو ساتھ نہیں تھی اور اسنے خوب یاد ہے
کہ میں تنہا گئی تھی تو تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اودھر شکار بہت ہے یہ سنکر اوسنے جواب دیا کہ شکار تو نہیں ہے
اور گو میں ساتھ بھی نہ تھی مگر میں سنتی ہوں کہ اگر وہاں جاکر ایک بھید بھی لائے تو زندگی بھر شکار کرنے کی
ضرورت نہیں رہتی اب تو ملکہ کچھ سہم گئی کہ معلوم ہوتا ہے یہ باتیں میری سن رہی تھی کہا الہٰی رسوا دیدہ
دلیل تو پھر بھی چھپاتی ہے آئی ہے اور یہ تیری اوڑن گھائیاں میں سمجھی خیر اب تو مجھے معلوم ہو گیا لیکن خبردار
خبردار کسی کے سامنے منہ سے نہ نکالنا سیدھی ہو کر بیٹھ پاؤں سے سر اوٹھا نہ پاؤ لپٹے چمٹے سے میرا
جی گھبراتا ہے یہ کہکر پاؤں سمیٹ لئے اور سر اوسکا ہاتھ سے ہٹا دیا وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور کہا کہ ملکہ
میں سن چکی لیکن مفصل نہیں سنا ہے چاہتی ہوں کہ پھر سے بیان کیجئے ملکہ نے کہا اگر تیری طرح کوئی اور
سنے تو اوس بھی راز افشا ہو اسنے عرض کی کہ جب میں لڑکوں سے پردہ ہے تو آخر وہ کون ہوگا جس سے
حال دل بیان کیجئیگا ملکہ نے اول سے آخر تک شکار کو جانا آہو کو تیر مارنا اوسکا چوٹیلا ہو کر بھاگنا ملکہ کا
اوسکے تعاقب میں گھوڑا ڈال دینا راہ میں ایک جوان کا اوس آہو کو ذبح کرنا اپنا غصہ کرکے مقابلہ کرنا اوسکا
گھوڑے سے اوٹھا لینا اور بند نقاب ٹوٹنا اور ہاتھ اوس حریف کا تھمانا اپنا گر پڑنا اور جلد سے مرکب پر سوار
ہو کر بھاگنا اور باغ میں آکر یہ حالت اوسکے عشق میں ہونا سب بیان کر چکی وہ سہیلی کہنے لگی کہ سبحان اللہ
بی بی تم بھی تمہارا ہی کام تھا کہ یا تو وہ غصہ تھا کہ اوسے قتل کئے ڈالتی تھیں اور یا یہ شوق بڑھا ہے کہ
بغیر اسکے قرار نہیں تم کبھی وہ مزاج دیکھتی ہو کہ تمہاری مہربانی اور غضب دونوں شہرۂ آفاق ہیں بھلا اگر
اتفاق سے وہ تمہارے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تو کیا ہوتا ملکہ نے کہا کہ ہوتا کیا ہم بھی جو مر جاتے اوسنے کہا
خدا نکرے ایسی باتیں منہ سے نہ نکالو سنکے وہم آتا ہے تمہاری بلا اوسکو لگ جائے یہ کہکر ساتھ ہی
اپنا سر ملکہ کے سر سے اوتارا اور پھر کہا کہ پھر آخر اس رونے دھونے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہے
اگر آپ کا ایسا ہی ارادہ ہو جائے تو اوس سے ہاتھ اوٹھا لیجئے اس لگی کو آگ لگائیے اور یا اسطرح ہر روز ناکام رہئیگا
دل اپنا کبھی کے اوس جانا اپنی جوانی کا مزا اوٹھائیے اس شباب کو یوں خاک میں نہ ملائیے یہ زمانہ

گھڑی گھڑی نہین آتا ہے چند دنکی بیمار ہوئی ہے ذرا آئینہ لیکر اپنی صورت زیبا کو تو دیکھئے کہ پہچانی نہین
جاتی ہے منھ زرد لب پر آہ سرد آنکھون مین اشک بال پریشان جامہ کا ہوش نہین کھانا پینا سب چھوٹ
گیا ہے جیسے دشمن سودائی ہوگئے ہین بھلا سامنے اپنے والدین کے جائیگا تو وہ یہ حال دیکھکر کیا
کہینگے مشتہر ہوتے آفت سے کہ ہین یہ پرکالے ہو تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر
مین قید کی جاؤگی باغ کا رہنا بھی چھوٹ جائیگا اور اگر کسی نے صلاح دی تو عجب نہین ہے کہ کسی امیر
رئیس سے ساتھ شادی کر دیجائے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بس کر تو تو سمجھائی گیا ہے دلمین چھریان ہوتی
ہے اسکے نکو موت جبکہ شادی میرے دشمنونکی کسی دوسرے کے ساتھ ہو سے خدا اسکے لیے ایسی باتین نکر
اوسنے کہا کہ کیا جھوٹ کہتی ہون اسوقت سے انجام کو کیون نہین سوچتی جو دوست ہوتا ہے وہی حق جتلا
کہتا ہے ملکہ نے کہا کہ بس جی ہی جلانا آتا ہے دل ٹھنڈا کرنا نہین آتا ہے اسنے کہا کہ دل آپکا وہی ٹھنڈا
کرینگے اتنا مین بھی کر سکتی ہون کہ پتہ معلوم ہو تو جاکر بلا لاؤن ملکہ نے کہا کہ جب پتہ بتا دون تو تیرا کیا احسان
جیسے جاؤن بھیجکر بلا لون لیکن یہ تو سمجھ کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ مین شاہزادی اور پھر زادہ وہ
اگر ہوگا تو کوئی پردہ دنیا کا رئیس زادہ ہوگا اسلئے کہ آدمزاد ہے طرہ اوسپر یہ کہ مین عورت ہوکر اپنے
مرد کو بلاؤن اور وہ مرد ہوکر میرا خواہشمند نہ تھا ایسے یہ کیسی اولٹی گنگا بہی ہے اوسنے عرض کی کہ
عرض تمھاری یا اونکی بھوک بھی لگی ہے اور چاہتی ہو کہ نوالہ خود حلق مین داخل ہوجائے تو کیونکر
ہوسکتا ہے سچ کہا ہے کہ ان امیرونکی اولٹی باتین ہوتی ہین وہ سوچتی ہین جیسا کہ دنیا مین ٹھکانا کیا
اون محبت تمھین ہی یا اوسے اور علاوہ اسکے کیا اوسے مکان کا پتہ بتائی تھین جو شکایت کرتی ہو تمھین
کیا معلوم کہ اوسپر کیا گذر رہی ہے کوئی فرد بشر تم ایسی حسینونکو دیکھے اور پھر دل کو اختیار مین رکھے کہ ہین
ہے وہ بیچارہ بھی خدا جانے کس حال مین ہوگا جنگل کی خاک چھانتا رہا ہوگا روز اوس صحرا مین آتا ہوگا
اسے کہتا ہوگا کہ واسطے اسی جگہ سے وہ سونے کی چڑیا اوڑگئی مثل مجنونکے حالت اوسکی جنونکی ہو گئی
ہوگی بات یہ ہے کہ اپنی ایذا اپکو معلوم ہوتی ہے دوسرے کی خبر نہین ہوتی ملکہ نے کہا کہ مین تو
عورت ہون اگر فکر کرنا چاہون تو پتہ لگا لون وہ مرد ہوکر کیا چوڑیان پہنے گھر مین بیٹھا رہتا ہے اگر چاہتا تو
کیا باغ شہر تلاش و تگ و دو سے کہین نہ نکل لیتا پھر ہے اوسے فکر ہی نہین ہے خدا جانے کس سنگدل کا
آدمی ہے اوسنے عرض کی کہ اچھا آپ ارے آپکے کچھ شرط ہوجائے اگر وہ بھی صحرا کی خاک چھانتا
ہو اسلیے تو وہ شیدا آپکا ہے اور اگر خوش و سرور مصروف سیر و شکار رہے تو آپ سچی ہین کچھ نہ
لگا ہے اور مجکو بھی ساتھ لیکر اوسی طرف کو چلیے جہان اوس روز تشریف لیگئی تھین ملکہ نے
کہا بہتر ہے مگر شاید تیرا ہی کہنا صحیح ہو تو مجھے اوسکے روبرو ذلیل نکرنا اظہار محبت نکرنا
مین اوسکی نگاہون سے گر جاؤن ذات مرد کی بڑی ناپرست ہوتی ہے اگر اوسپر ظاہر
ہوگیا کہ یہ مجھپر مرتی ہے جان دیتی ہے تو اوسکا دل بڑا ہوجائیگا اور [illegible] اسے عشق
کی کیا مجال تو کسی جو عاشق نہ تھی [illegible] مین [illegible] آگے سر بھی [illegible]
کرے اور ہاتھ جوڑے غرضکہ ملکہ نے [illegible] اصطبل سے دو مرکب کھلوائے
اور لباس زنانہ جسم سے اوتار کر پوشاک مردانہ پہنی چہرہ پر نقاب ڈالی اور اس بھولی کو
بھی لباس مردانہ پہنایا اور چہرہ پر نقاب ڈالکر [illegible] سوار کیا اور خود بھی پشت مرکب پر
ہوکر روانہ ہوئی جاتے جاتے اوس بھولی سے کہا کہ اسے [illegible] دور ہوگئی اور

اگر وہ ظالم کہین نظر آگیا تو دور سے مجھے دکھا دو آیا باغ مین چلی آؤنگی تو اوسے لے آنا اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا غرضکہ جاتے جاتے جسوقت قریب دو کوس کے نکل گئی تو ملکہ نے کہا کہ وہ مقام یہی ہے کہ جہان اوس صید افگن نے میرے مرغ دل کو صید کیا تھا مگر افسوس کہ اوسکا آج پتہ نہین دیکھ مین نہ کہتی تھی کہ اوسے میری پروا نہین ہے ہائے یہ دل آیا بھی کس بیوفا پر آیا طناز نے کہا کہ مین دیکھتی ہون کہ دشمنون کی عقل بھی جاتی رہی ہے کیا وہ ہر وقت اسی جگہ بیٹھا رہتا نہ اوسکے گھر ہے نہ بار نہ کوئی پوچھنے والا نہ وہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے تمنے اوسکو کوئی پتھر کی تصویر سمجھ لیا ہے کیا کہ جہان پر لگادی وہین رہگئی ہوش کی باتین کرو وہ ضرور تمھاری ہی تلاش مین ادھر تو سب سے پہلے آتا ہوگا اسکے بعد اور طرف تلاش کرتا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ آج بھی آیا ہوگا دیکھو زمین پر جابجا گھوڑے کی ٹاپون کے نشان معلوم ہوتے ہین اب خدا جانے کہان ٹہلتا پھرتا ہے ملکہ خاموش ہو رہی کہ دیکھا ایک طرف گرد اوڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک بگولا پیچ و تاب کھاتا چلا آتا ہے طناز نے کہا وہ آگئے اسنے تو وہین اٹکل پچو کہدیا تھا لیکن آواز سم مرکب ملکہ کے دلپر اوٹھا اثر دکھانے لگی کہ دھڑکن مین تیزی ہونے لگی نگاہین جادۂ راہ بنگئین لیکن اسنے طناز سے کہا کہ مین تو جاتی ہون اگر شتاب یہ وہی ہوا تو سمجھے گا کہ یہ میری تلاش مین نکلی ہے طناز جھلا گئی اور کہا کہ ملکہ بالک تابعدار کا معاملہ ہوتا تو خدا جانے مین کیا کیا کہتی لیکن اتنا اب بھی کہونگی کہ ہوش و حواس دشمنون کے جاتے رہے ہین جو سوجھتی ہے اولٹی ہی سوجھتی ہے اوسے کیا معلوم کہ وہ کون تھا اور یہ کون ہے اوسدن ایک تابعدار تھا آج دو ہین علاوہ اسکے اگر وہی ہو بھی سہی تو یہ کیا ضرورت ہے کہ اوسیکی تلاش مین آئے ہین کیا کوئی گھر سے نہین نکلتا ہے یہی چور کے ڈاڑھی مین تنکا ہو گیا بس ٹھیری رہو خبردار گھوڑے کو پیچھے نہ ہٹانا تماشا تو دیکھو کہ مردوے کو کیسا اونچا نیچا دکھاتی ہون تو سہی جو خود قبول لے اور جیتے جی پتہ پوچھے لیکن تقریر تمام تھی کہ وہ بگولہ گرد کا شق ہوا اور دیکھا کہ ایک شخص مرکب پر سوار اسیطرف چلا آتا ہے جب اور قریب آیا ملکہ نے چپکے سے کہا کہ وہی ہے اور طناز نے غور سے دیکھا کہ آخر کیسی صورت ہے کہ جسپر ملکہ کا دل آگیا ہے جب نظر اسکی چہرہ پر اوس سوار کے پڑی تو دیکھا کہ واقع مین ایک جوان رعنا ہے بلکہ ابھی لڑکپن کا زمانہ باقی ہے سبزہ آغاز ہو رہا ہے گلشن حیات مین بہار شباب کی آمد شروع ہوگئی ہے انکھڑیان نشہ حسن و جوانی سے مخمور ہو رہی ہین گلگشوخی و شرارت بچپن کا ساتھ نہین چھوڑنے دیتی ہے کوچۂ شعر شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی ہنوز حسن جوانی کو بار راہ نہین حقیقت مین یہ آفتاب ہے اندھیرے گھر کا اوجالا ہے طناز نے دل سے اقبال کیا کہ جو حالت ملکہ کی ہوئی وہ ضروری تھی یہ وہ یوسف ہے کہ جو عورت ایک نظر دیکھے یقین ہے کہ زلیخا وار جنس جان دیکر مشتری ہو جائے اور ملکہ کے عشق پر طعنہ زنی ایسی تھی جیسے زنان مصر نے زلیخا پر کی تھی مگر جب امتحان ہوا تو سب قائل ہوگئے شعر

یوسف سے ہین تیر و نشتر و مژگان پہ حسن کی گواہ
خنجر زنان تیر نگون پر جو چلین ہاتھ کٹ گئے

وہی حالت یہان ہوئی کہ ہم سب کہتے تھے کہ یہ سیر اوسکی طبیعت کی نہین کہ اوسپر

عاشق ہوگئین جو غیر جنس سے ہے جسکی قوم کے حسین ہماری قوم کے حسینون کا مقابلہ نہین کرسکتے
مگر یہ انسان ایسا ہی ہے کہ جسکا حسن عالم افروز مسخر جن و انس ہے شعر

غیر الجنس ہو کر صحبت جانان ہوجائے		سایہ پڑ جائے پری کا بھی تو انسان ہوجائے

گر لگایا ایک نظر اوس سوار کی ان دونون نقابدارون پر پڑی جلد ہی سے مرکب قریب لایا
چپکا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ اوس روز تو ایک ہی نقابدار تھا آج دو نظر آتے ہین اور ایک ہی
لباس ایک ہی وضع سے ہے گھوڑون کے رنگ مین فرق ہے مگر اوس روز والا مرکب نہین
معلوم ہوتا خدا جانے یہ نقابدار وہی ہے یا نہین اور شناسا اوسکے ہین یا نہین انسے پوچھون
یا نہ پوچھون کہ ایک مرتبہ طناز دل مین سمجھی کہ پوچھنے مین پس و پیش کر رہا ہے کہا کہ اے شہسوار
صید افگن کسکی تلاش ہے کیا کوئی آہو ادھر آیا تھا سوار نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے اوسی صید افگن
کی تلاش ہے جسنے مجھے صید کیا ہے لیکن عجب بیرحم تھا کہ بسمل بنا کر چھوڑ گیا نیستہ فتراک نکیا
طناز نے کہا کہ ہم نے سنا ہے آپ خوب نشانہ لگاتے ہین اور نہایت ذوق شکار رکھتے ہین
یہانتک کہ دوسرے کے صید کو بھی نہین چھوڑتے ہین شوق کے یہی معنی ہین معلوم ہوتا ہے
کہ آج ویسا کوئی صید نہین ملا جب ہی طبیعت پریشان ہے جسکو جو عادت پڑجاتی ہے وہ نہین چھوٹتی
اور جبتک اوسکی طبیعت کے موافق بات نہو دل پریشان رہتا ہے یہ سنتے ہی جو
نقابدار سفید پوش سے تھی صفدر شیر دل نے گوہر مدعا کو صدف دلمین پایا خوشی کے مارے
قریب تھا کہ روح نکلجائے کہا اے نقابدار برائے خدا اتنا بتا دے کہ تم دونون مین سے
وہ کون ہے کہ جسکا مین گنہگار و خطاوار ہون تاکہ مین اپنی خطا اوس سے بخشواؤن نقابدار نے
کہا کہ بس اسسے زیادہ تو ہوس نہین ہے یہ سنکر صفدر شیر دل خاموش ہو رہا کہ نہ انکار
بنتا ہے نہ اقرار عجب گومگو کا عالم ہے نقابدار نے کہا کہ سوچتے کیا ہو جواب دیا کہ ہوس تو
وہ چیز ہے جس سوا بڑھنے کے کم نہین ہوتی ہے لیکن مقدر مین جو ہوتا ہے ہوتا وہی ہے
نقابدار نے کہا کہ ہم دونون مین سے وہ کوئی نہین ہے جسکی تمکو تلاش ہے لیکن
یہ بات تمہاری اسقدر مشہور ہوئی کہ ہمین بھی معلوم ہوگیا کہ صفدر شیر دل آہو تیر خوردہ کو
خوب صید کرتے ہین واقع مین یہ بھی ایک کمال کی بات ہے اسلیئے کہ یون تو جب صید
قائم ہوتا ہے اوسوقت نشانہ لگاتے ہین اور چوٹ کھایا ہوا آہو تڑپتا اوچھلتا جاتا ہے
کسی جگہ قرار نہین لیتا ہے اوسپر نشانہ لگانا سخت دشوار ہے آپ شرمندہ ہوون مین یہ
حقیقت مین تعریف کی راہ سے کہتا ہون اسکی باتین صفدر شیر دل کو بہت ستاتی ہین
بھلا یہ ان باتون کے کب عادی تھی یہ لوگ ہوا سے لڑنے والے ہین مگر حضرت عشق
کیا ظالم ہین کہ شیر کو بکری بنا دیا ہے اتنا تو کہا کہ اے نقابدار ایک اگر وہ ہوکے مین
پڑ گیا تو تو بار بار اوسکا طعنہ دیتا ہے مجھے یہ خیال ہے کہ تو اوس آفت جان کے
متوسلین مین سے ہے نہ ورنہ اس بیہودہ گوئی کی وہ سزا دیتا کہ تو زندگی بھر بات کرنے کو
ترستا بس اب خبردار ایسے کلام زبان پر نہ لانا ابتو نقابدار نے مرکب کو پیچھے ہٹایا
لیکن صفدر شیر دل نے کہا کہ لعنت ہے اوس زندگی پر جو ذلت و خواری سے بسر ہو
بس اس زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ ذرا ذرا سے نقابدار مغلوب روزگار مجھے طعنہ

صید کا دین اور ستون اور پاس سے اسنے مجبور بیچارگی سے کچھ نہ ہوتوں خیر اپنے
اوپر تو بس ہے کہ چاہیے زندہ رہین یا شرمائین یہ کہکر خنجر کھینچا اور چاہا کہ آپکو ہلاک کردین
کہ بس دو سیر القا بدار کو دیکھا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ کیا چاہا ہے ہنسی مین غصہ کرتے ہو
وہ صید بھی تمھارا تھا مین بھی تمھاری ہی ہون یہ کہکر نقاب چہرہ سے اوٹھادی ملناز تو وانت
پیسکر رہگئی کہ بس آپ باپنا ہو چکی خودکشی کرنے دی ہوتی نقاب اوٹھا دینا کیا فرض تھا
یہ تو گھوڑا اوڑا کر روانہ ہوگئی کہ تو بی بی مبارک رہے اسے میرا کیا کام ہے لیکن نظر صفدر شیر دل
کی جو اوس چہرہ پر تاب حسن و جمال پر پڑی ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے دلمین قوت
نہ رہی بے اختیار گھوڑے سے کود پڑے اودھر ملکہ ماہ سیما مرکب سے اوتری دونون
گلے ملکر اسطرح روئے کہ یہ معلوم ہوا دو ابر ملکر برسنے لگے ہچکیان بندھ گئین جسوقت
وہ جوش گریہ کم ہوا صفدر شیر دل یعنے سکندر رستم خو نے ملکہ سے کہا کہ اب بھی
خبر لی تو بڑی بات کی ورنہ ہم تو سمجھے تھے کہ جسوقت خبر مرگ سنو گے اوسوقت
شاید اسطرف آجاؤ کہ چلکر جنازہ اوس کشتہ حسرت کا دیکھ لین ملکہ نے کہا خدا اسکے
واسطے ایسی باتین نکرو اور اس دکھے ہوئے دل کو نہ دکھاؤ خدا وہ دن نہ دکھاوے
بلکہ تمھارے سامنے مجھے ساتھ حسرت کے اوٹھا لے کہ رسوائی سے بچون
مجھے البتہ اپنے جینے سے مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ
اے ملکہ جن باتون کو تمنے مجھے منع کر دیا تھا خود وہی باتین کرلی ہو بس اب ایسی فال بد
منہ سے نہ نکالنا ورنہ ہم تو زبان سے کہتی ہوان کرکے دکھا دینگا اور ابھی گلا کاٹ کر
جان دیدونگا ملکہ ڈر گئی کہ مزاج بہت غضب ایسا ہو کہ پھر خنجر کھینچا اس سے
کہا بہت ہے ابھی اگلی ہی بات ہے کہ اسنے اپنے کو ہلاک ہی کر ڈالا ہوتا سکندر نے
کہا کہ یہ دو سیر القا پار تمھارے ساتھ کون تھا سچ واللہ تمھارے خیال سے چھوڑ دیا
ورنہ زبان گدی سے کھینچ لیتا ملکہ نے کہا ابھی غصہ گیا نہین ہے وہ میری وزیرزادی ہے
نہایت شوخ چنچل ہے اوسنے واقعہ تمھارا معلوم ہو چکا تھا ہنس رہی تھی کھا رہی تھی جان
جان کر غصہ دلا رہی تھی جانے دو اب یہانسے میرے باغ میں چلو ادھر سے جب تک
جاسے چلے آنا یہان ٹھہرنا اچھا نہین سکندر نے کہا کہ بہلا اور یہ وقت گئے ملکہ کے ساتھ
ہوئے گویا راہ ہی تک سدار بلکہ خود پوچھا چاہتے تھے کہ اے تم کہان ہو اور نام تمھارا
کیا ہے کون خاندان سے ہو لیکن چپ رہے خیال تھا کہ اب وہین
چلکر دیکھا جائیگا بار سے مین پوچھ لینگے انشا وزیرزادی ہے جب تو
اسنے نقابدار ثانی کو اپنی وزیرزادی بتلایا غرض دونون مرکب پر سوار ہو ساتھ چلے راہ مین بار بار
کہتے جاتے تھے کہ کس نقاب دم لیتے ملکہ کہتی تھی کہ تمھین کچھ
اپنی رسوائی اور میری رسوائی کا خوف نہین ہے اگر کوئی شناسا دیکھ لیتا تو کیا ہوتا
جواب دیا کہ اس صحرا مین کون ملیگا ملکہ نے کہا کہ ہم کیونکر کہتے اگر اسی طرح کوئی ہمراہ
صید و شکار آیا ہو وہ دیکھے اور راز فاش ہو جاتے تو کچھ نہ بنتی غرض ملکہ اب
سکندر رستم خو ملکہ کے ہمراہ اسکے باغ کی جانب چلے راہ مین انکو راستے ہی مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان حیرت بیان لشکر اسلام کی بیان ہوتی ہین۔

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد مارے جانے روئین تن کے اور شکست کھاکر بھاگ جانے سمٰوات شاہ کے ایک مہینے کے بعد سرداران زخمی کو صحت ہوئی ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندہور و لندھور ثانی زخم ان سب کے اچھے ہوئے اور سب نے غسل صحت کیا حاضر دربار فلک وقار صاحبقران ثالث ہوئے صاحبقران نے بعد مزاج پرسی ارشیون پریزاد کیطرف دیکھکر فرمایا کہ کتھوڑا زمانہ ہوا جو نامہ آپکی والدہ کا بمراہ سے کمک آیا تھا اوسمین تحریر تھا کہ کچھ دیوان سرکش نے خروج کیا ہے اور بارادہ بربادی بہارستان قاف آئے ہین مین نے اوس کے جواب مین اپنی حالت اور آپ لوگون کے زخمی ہونے کی کیفیت سب تحریر کردی تھی نہین معلوم وہان کیا گزری یہ سنتے ہی ارشیون پریزاد نہایت پریشان ہوئے اور دست بستہ عرض کی کہ ہرچند یہ وقت علحدہ ہونیکا نہین ہے کہ حضور اس مقام خوفناک مین قیام پذیر ہین اور حالت ایسی نازک ہے کہ آنکھون سے معذور ہین لیکن میرے واسطے بھی یہ وقت نہایت صعب و دشوار ہے امیدوار ہون کہ مجھے رخصت عنایت ہو تاکہ حالت بہارستان قاف کی جاکر دیکھون کہ وہان کیا ہوا اگر خدا نخواستہ کسی قسم کی بے حرمتی ہوگئی تو والد ماجد کی روح سے کیا شرمندگی ہوگی اور زمانہ مجھے کیا کہیگا کہ جسکا فرزند بارگاہ صاحبقرانی کا بیٹھنے والا ہو اوسکی مان کی یہ بیعزتی ہو مجھے اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے اگر ایسے وقت مین بھی جاکر مان کی خبر نہ لون فرمایا ہمارا تو خدا حافظ ہے جبتک ہے صبر بیٹھے ہین اپنے کو مردون مین شمار کرلیا ہے جیسی گزریگی جھیل لینگے لیکن تمہین یہی مناسب ہے کہ جہانتک ہوسکے جلد جاؤ اور بہارستان قاف کی خبر لو مین رنجیدہ ہرگز نہین بلکہ میری خوشی یہی ہے اور نہ جاتے تو مجھے ملال ہوتا افسوس کہ آنکھون سے مجبور ہون ورنہ یہ نوبت بھی نہ آنے پاتی کہ تم سے ذکر ہوتا مین خود اوتک جاچکا ہوتا ساتھ ہی فرہاد خان یک ضربی نے بھی عرض کی کہ حضور میرا معاملہ اونسے زیادہ نازک ہے اس لیئے کہ یہ فرزند اونکے بطن سے پیدا ہوا ہی اگر جدائی بھی کریگا تو دلمین رہ نہین سکتی لیکن میرا نہ جانا بہت برا ہے زمانہ یہی کہیگا کہ سوت کا لڑکا تھا اوسے کیون خیال ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی جاؤ اسکے بعد فرسنگ بن لندہور نے عرض کی کہ جو امر حضور صاحب ارشاد فرمارہے ہین یہی بات قریب قریب میرے واسطے بھی ہے کہ اگر ہم بطن بھائی کا بیٹا ہوتا تو اسوقت بدہین ضرور شریک ہوتا اور والدہ ماجدہ کو محبت ایسی شدید ہے کہ وہ جا نہین سکتے فرمایا تم بھی جاؤ فرسنگ بن لندہور بھی سلام کرکے رخصت ہوا لیکن لندھور ثانی جیسے اچھے ہوئے ہین اوسوقت سے تحقیق ایسا کچھ ہے کہ ہوش نہین ہے یہ وجہ ہوئی انکے لشکر مین رہجانے کی ورنہ یہ بھی جاتے لیکن ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندھور ثانی یہ تینون جیا لیکے اپنے اپنے لشکرون مین آئے اور پندرہ پندرہ سردار انتخاب کرکے ساتھ اپنے لیئے اور جانب منزل روانہ ہوتے جسوقت لشکر سے دور نکل آئے تو ارشیون پریزاد نے ایک تعویذ

بازو سے پکڑ لاکر اوسمین ہوسئے سر دیو تھے اونکو نکالکر منہ کی جانب دی اوسیوقت ایک ہوا
سنانے کی چلی اور ایک دیو سر پہاڑ شہر پہاڑ جانب ہوا سے زمین پر آ پڑا اوسکے بعد اور
بہت سے دیو آنا شروع ہوئے دیو الے کہ سردار ان سبکا ہے نام اسکا دیو بہیت ہے
سامنے آکر کھڑا ہوا اور عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہے ارسطیون پریزاد نے کہا کہ بہارستان
قاف کی کیا خبر ہے تھوڑا زمانہ ہوا کہ نامہ والدہ ماجدہ کا خدمت صاحبقران میں برائے طلب
مدد آیا تھا اور اسمین نامہ مین تحریر تھا کہ دیوان گلستان ارم نے بہارستان قاف پر
چڑھائی کی ہے کچھ معلوم ہوا تو بیان کر دیو بہیت نے عرض کی کہ مین بالکل آگاہ نہین اسلئے
کہ جبسے مین آپکی خدمت سے اپنے آزاد کیا گیا اوسوقت سے میرا کام یہ ہے کہ جہان آپ
ہوتے ہین وہان پوشیدہ مین بھی رہتا ہون کہ معلوم کس وقت یاد کیا جاؤن تو جانے مین عرصہ
نہو فوراً حاضر خدمت ہو جاؤن جیسے آپ بیابان نہ کاف مین ہین مین بھی وہین ہون سب لڑائیان
تمام معرکہ میرے آنکھون سے دیکھے ارسطیون نے کہا خیر تو ہمین جلد لیکے چل کتنے دیو تیرے
ہمراہ ہین دیو بہیت نے کہا کہ وہی پچاس دیو جنکو مین اقرار کیا گیا ہون ارسطیون پریزاد
اسکی گردن پر سوار ہوئے اور دیوون نے فرمایا وقتان ملک صفری و فرسنگ بن لندہور
و دیگر سرداران ارسطیون کو جنہین انتخاب کیا تھا ساتھ لیکر آئے تھے گردنون پر سوار کیا
اور بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اب انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن
اب یہان سے داستان ملک سماوات کی پھر آغاز کی جاتی ہے
کہ جب سماوات شاہ معہ لشکر فراوان ہاتھ سے نقابدار سر خشی کے شکست
کھاکر بھاگا ہے ہزیمت خوردہ اپنے شہر مین آیا تھا اور چند نامہ برائے طلب مدد چار جانب روانہ
کیے تھے اور اونمین حالت تباہی اپنی تحریر کی تھی حسب الطلب اسکے تین سردار اپنے اپنے
ملک سے چلکر اوسکے اور سماوات شاہ سے علاوہ باہمی ہمدردی کے دوستی قدیم تھی چنانچہ
ایک اونمین سے جمہور صمید افگن کہ سردار زبردست و بہادر و جہاندیدہ ہے اور دوسرا
خرم شیر صورت اور تیسرا قمقام کرگدن سوار ہے اوّلاً اور کہا جمہور صمید افگن
چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا سماوات شاہ نے اسکا استقبال کیا لشکر جمہور کا اوترا
تھا اوسکے خرم شیر صورت آٹھ لاکھ سوار سے پہونچا اسکے بعد قمقام کرگدن سوار ایک
لاکھ سوار سے آیا بعدہ دربار ایک روز سماوات شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور تمام سرداروں
کا مجمع ہے سب اپنے اپنے کرسیون و زرنگارون پر بیٹھے ہوئے ہین کہ قمقام کرگدن سوار نے
کہا کہ کچھ حالات گذشتہ اپنے بیان کیجیے کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کا کیا عنوان ہوا اور اون اندھون
نے سرداران بہادر کو کیونکر مارا ہے سماوات شاہ نے سب کیفیت اول سے آخر تک بیان کی
اور کہا کہ وہ اندھے بھی آنکھون والون سے بہتر ہین کہ عیاری کی اور نہ مقابلہ کیا اور آفتاب
سردار خونخوار سے سردار کو پھینک دیا لاوہ اسکے کہ کیا اونکی ہے انہ آئی رہتی ہے انتہا
یہ ہے کہ وہ دیو ہیلین تن پہلوان جنکو خود مین نے دیکھا تھا کہ یہ خدا ہے اور مین انھون نے
مارا تو سب سرداران کو زخمی کیا لیکن آخر مین منشور سہراد نہ ہوئے کہ ایک نقابدار سفلوک
روزگار صاحب پھر اسے پیدا ہوا اور اسی بری طرح ذلت و دیگر دونون روئین تنون کو مارا ہی کہ

کہ جیسے کوئی مٹی کے کھلونے لڑا کر توڑ ڈالتا ہی اوسکے بعد ایسا لڑا ایسا لڑا کہ سات کوس تک میرے
لشکر کو بھگا تا چلا آیا یہ سنکر ان سب کے جی چھوٹ گئے مگر جب سمٰوات شاہ نے بیان کیا کہ اگر
اسکو پنجہ نہ لیجاتا تو اوسی روز اس ملک کا خاتمہ ہو گیا ہوتا یہ سنکر ان سبکو اطمینان ہوا
اور ان سرداروں نے کہا کہ بالفعل میدان خالی ہے چلکر لشکر کا خاتمہ کر دیجیے یہ سنکر ابلیس
مکار عیار طرار نے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو تمام سرداران اسلام کو گرفتار کرلاتے اور آپ صاحب
یہین بیٹھے اونکو قتل کرنا شروع کیجیے جو کام بسہولت حاصل ہو اوسکو دقت مین کیون ڈالتے
اگر لشکر کشی کیجیگا پھر وہی فساد اٹھ برپا ہے انکے ہر طرف خبر مشہور ہو گی پھر کوئی نہ کوئی مدد کے
واسطے آجائیگا یہ رائے سمٰوات شاہ کو پسند آئی ہر چند کہ قمقام کرگدن سوار و جمشید
شیر صورت نے کہا کہ اسکی ضرورت نہین ہے اور اگر عیار ہی سے کام لینا تھا تو ہم لوگونکا
بلانا بے سود تھا لیکن سمٰوات شاہ نے کہا کہ بالفعل خداوند اپنے بندون سے ناراض ہو رہی
ہین خود ہی مسلمانون کو اندھا کر کے بٹھالا اور خود ہی ایسا زور دیدیا کہ اونھین اندھون نے
بڑی بڑی آنکھون والون کو مارا اور یہ بھی ہوا تو لنگ جھوادی اس سے بہتر یہی ہے کہ
یہ عیار نہایت ہوشیار ہے لندھور ثانی کو بھی گرفتار کرلایا تھا اس کام کو بھی یہ بخوبی انجام دیگا
یہ سنکر قمقام وغیرہ خاموش ہو رہے اور مہتر ابلیس مکار نے کچھ سامان طلب کیا او صورت
اپنی ایک سوداگر کی بنائی اور نام اپنا ہرمز شامی رکھکر براہ دریا جہاز پر بیٹھکر بیابان
نہ طاق کی جانب روانہ ہوا جسوقت جہاز اسکا بیابان نہ طاق پر پہونچا دن تھوڑا تھا جہاز
نے لنگر کیا اور ہرمز شامی جہاز سے اوترکر داخل لشکر اسلام ہونے لگا لوگون نے روکا اور کہا
کہ بالفعل صاحبقران زمان کا حکم نہین ہے کہ کوئی شخص غیر ہمارے لشکر مین آئے کیونکہ زمانہ
پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کوئی عیار مکار فریب دیکر کام اپنا کر جائے یہ سنکر ہرمز شامی
نے کہا کہ مین ملک شام کا رہنے والا اتنی دور سے برائے قدمبوسی صاحبقران آیا ہون اور بے
نیل مرام واپس جاؤن دل میرا کیا کہیگا اور یہ نقصان میرا مجھکو کیونکر سنبھلنے دیگا ان لوگون نے
کہا کہ ہم حکم صاحبقران سے مجبور ہین اوسوقت ہرمز شامی نے کہا کہ ہمنے تو سنا تھا کہ اہل اسلام
مین محبت بہت ہوتی ہے مگر معلوم ہو گیا کہ وہ محبت صاحبقران ثانی کے زمانے تک کچھ باقی
رہی اور اب صاحبقران ثالث کے وقت مین بالکل جاتی رہی ہین تو آج سے اس مذہب
کو ترک کرتا ہون اور کوئی دوسرا دین اختیار کرلونگا اتفاقاً اوس طرف سے جبرئیل ہادی
آتے تھے اونھون نے جو یہ باتین ہرمز شامی کی سنین دل مین سوچے کہ یہ یہان سے جاکر
صاحبقران کو بدنام کریگا کہا ٹھہرو مین تمہاری اطلاع کرتا ہون اس نے کہا نام حضور کا کیا
ہے کہا مجھے جبرئیل ہادی کہتے ہین اس نے ہزاروں دعائین دین اور کہا کہ آپ مین وہ
بات نکلی جو لازمان صاحبقران ثانی مین تھی خدا آپکو جزائے خیر دے لیکن جبرئیل ہادی
موٹے آدمی عقل کے کول ہین خدمت صاحبقران مین حاضر ہوتے اور ذکر سوداگر کا کرکے
بہت کچھ تعریف اوسکی کی اور عرض کیا کہ وہ قدامت ظاہر کرتا ہے اور اشیا عمدہ لایا ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ بلالو جسوقت ہرمز شامی ہمراہ جبرئیل ہادی کے سامنے
صاحبقران کے آیا سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ نام تمہارا کیا ہے

اور کہان سے آنا ہوا اس نے عرض کی کہ غلام کو ہرمز شاہی کہتے ہین مین اسی مکان سے
آتا ہون بہت زمانے سے آپ صاحبون کی قدمبوسی نہین حاصل ہوئی تھی بالفعل یہ خبر گوش زد
ہوئی کہ حضور بیابان نہ طاق مین تشریف رکھتے ہین غلام حاضر ہوا اگرچہ اشیاء لائق حضور
دستیاب ہو گئے ہین وہ پیش کرون اور آپکے والد بزرگوار کی خدمت مین بہت رہتا تھا
جب لشکر اسلام مین آتا تھا تو انھین کی خدمت مین حاضر رہتا تھا اونکے خلق و مروت
کا کیا بیان ہو سکے پس اشیاء میرا خیمہ اپنے بارگاہ کے متصل برپا کرا دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ
بے سود اگر ہے اشیاء نادر اسکے پاس ہین ایسا نہو کہ شب کو کوئی چور اپنی کارروائی کرے
تو یہ کھٹکا نہ رہیگا اسی سلسلے سے مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا لوگ مجھے آنے نہ دیتے
تھے اگر یہ مرد شریف جنہ بل عادی نہ ترس کھاتے تو یہ غلام بے نیل مرام واپس جاتا اور
بہت نقصان ہوتا فرمایا یہان سے کہان کا قصد ہے اسنے عرض کی کہ یہان سے بصرہ کا ارادہ
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہرمز افسوس کہ تم ایسے زمانہ مین آئے ہو کہ ہم اپنی
آفت مین مبتلا ہین جان سے عاجز ہین گو ہر وجواہر کون پرکھے آنکھین ہین نہین علاوہ اس کے
ہر وقت موت پیش نظر ہے ہان کچھ کفن وغیرہ ساتھ ہون تو وہ دیتے جاؤ یہ فرما کر رونے لگے اور
ارشاد کیا کہ مجھے تم سے شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ تم لشکر مین قریب میری بارگاہ کے نہ رہو لیکن
مجبور ہون اگر کوئی آفت پڑی تو ساری بدنامی میرے ہی سر ہوگی بالفعل تو تم ہمارا لشکر کے
باہر خیمہ کرو لیکن گشت طلایہ کا تمہاری بھی حفاظت کریگا اور ہم تمہارے نقصان کے ذمہ دار ہین
کل دیکھا جائیگا ہرمز شاہی نے عرض کی کہ بہت خوب اور صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے
جہاز کے قریب آیا اور حکم نامہ اہل لشکر کو دکھا کر خیمہ قریب لشکر برپا کیا ادھر صاحبقران عالیشان
نے حکم دیدیا کہ گشت طلایہ کا خیمہ ہرمز شاہی کی بھی حفاظت کرے غرضکہ شب ہوئی اور ہرمز
شاہی داخل خیمہ ہوا اور دروازہ خیمہ کا بند کرکے نقب لگانا شروع کی اور عیار جو اسکے ساتھ تھے
اونمین سے دو عیار اور ساتھ لیے اور آگے جا کر نقب مین تین راستے پیدا کیے ایک کا سرا خیمہ
صاحبقران مین توڑا اور دوسرا سرا نقب کا خیمہ شہنشاہ گوہر کلاہ مین اور تیسرا سرا نقب کا
خیمہ اسد ثانی مین نکالا کچھ رات باقی تھی کہ یہ تینون عیار مکار باطمینان تمام مختلف خیمون مین
پہونچ گئے اول ابلیس مکار جو ہرمز شاہی بنکر آیا تھا خیمہ بدیع الملک مین پہونچا
اور دیکھا اسنے کہ باریدار اونگھ رہے ہین امیر ثالث آرام فرما رہے ہین پس اس نے بیداری
بیہوشی کے شمع پر مارے کہ دھوان اوسکا بارگاہ مین پھیلا جو باریدار اونگھ رہے تھے چھینکین
مار مار کر بیہوش ہو گئے پس ابلیس مکار قریب چھپر کھٹ کے آیا اور رکھ عیاری مین سارھے
تین مثقال بیہوشی رکھکر ناک کے پاس لیگیا جیسے ہی امیر ثالث نے سانس لی اس مکار عیار نے
بیہوشی دماغ مین پھونک دی کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہو گئے پس اسنے چادر عیاری کر کے
گٹھری لپیٹا رہ باندھا اور اوسی نقب کی راہ سے نکلکر خیمہ مین آیا اور اپنے ہمراہیون کا منتظر ہو کر
بیٹھا دیکھا ایا تھوڑے عرصہ مین وہ دونون بھی پشتارہ بدوش آ گئے ابلیس مکار نے تینون
پشتارون کو جہاز پر پہونچایا اور اوسیطرح خیمہ خالی چھوڑ کر ایک پرچہ لکھکر رکھدیا کہ باش اے اہل گروہ
مسلمانان و فرقہ خدا پرستان منم مہتر ابلیس مکار دیکھا تم نے کیسا کام کیا ہے مین اتنے بڑے

لشکر مین سے ہندوہی سردارون کو پکڑیون صاف نکلا جاتا ہون عیاران اسلام سے کچھ ہوشیار رہنا لازم
ہے کہ اسی دریا مین ڈوب مرین اور خود جہاز پر بیٹھکر ملک سمواتیہ کے جانب روانہ ہوا یہان
صبح کو جو نماز کا دم آفتابہ ہاتھ مین لیے ہوئے داخل خیمہ ہوتا ہے کہ جاکر صاحبقران کو جگاؤن وضو کراؤن
کہ وقت نماز کا تنگ رہگیا ہے آج مجھے بھی دیر ہوگئی ہے کہین خفگی نہ آئے کیونکہ یہی ایک کام
اسکے سپرد ہے کہ صبح کو جگا کر وضو کراتا ہے سجادہ بچھاتا ہے یہان آکر جو دیکھا کہ چھپر کھٹ خالی
پڑا ہے پاسدار بیہوش پڑے ہین دیوار نقب کا وا ہے اسنے شور کیا اور سر پیٹنے لگا باہر
جو لوگ تھے جلدی سے دوڑ پڑے کہ کیا ہوا اسنے کہا کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کل جو سوداگر
آیا تھا وہ عیار تھا صاحبقران کو چرا لے گیا امیر ثالث کا پتا نہین کچھ عیاران اسلام بھی
بھی یہ خبر سنکر آگئے تھے انھون نے جو دیوار نقب کا وا دیکھا چالاک ثالث بیٹھ سکھ کر نقب مین
کود اسکے عقب مین اور عیار بھی روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ مین غل ہوا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ
کو بھی کوئی لیگیا بعد اسکے اسد ثانی کی بارگاہ سے شور ہوا کہ یہان بھی نقب لگی ہوئی ہے
اور سردار غائب ہے عیاران اسلام یکے بعد دیگر نقب مین کود کود کر روانہ ہوئے اول چالاک
ثانی خیمہ مین نکلا دیکھا تو خیمہ خالی ہے جہاز بھی روانہ ہو گئے ہین بعد چالاک اور عیار مثل
برق ثانی و قران ثالث و سرہنگ مصری و برق خطائی و کلباد عراقی و کلباد
عراقی یہ سب پہونچے وہان کسی کو نہ پایا اب اسنے اتفاق کیا کہ سرہنگ شامی کوئی عیار کف
اور یہ کام اوسی کا تھا کہ یکایک ایک پرچہ ہوا سے خیمہ مین اوڑتے دیکھا دوڑ کر چالاک ثالث
نے اوٹھا لیا اور اوس پرچہ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے عیاران لشکر اسلام بس اسی منہ پر دعوا ہے
عیاری کرتے ہو کہ تم ایک لاکھ پیک تجھے جس جا موجود ہون وہان سردار چوری جاتین معلوم ہوا
کہ بس نام کے عیار ہو دیکھو عیاری اسے کہتے ہین کہ پہلے مین لندھور کو لے گیا اور اب صاحبقران
کو لیے جاتا ہون یہ دیکھتے ہی چالاک نے پرچہ قران ثالث کو دیدیا اور کہا لو سہی چالاک
میرا نام جو اس کو برہنہ کرکے نہ ذلیل کیا ہو اور منہ اسکا نہ سیاہ کیا ہو یہ بھی جانب ملک سمواتیہ
روانہ ہوا اور اسکے عقب مین اور عیار چلے کہ انکا ذکر بر وقت آئیگا لیکن ابلیس مکار تینون
ساتھ لیے ہوئے ملک سمواتیہ مین پہونچا اور جہازون سے اوتر کر خدمت مین اپنے بادشاہ کے پہونچا
اور تینون بیہوشون کو پیش کیے سموات شاہ نے کہا کیسے لایا اسنے عرض کی کہ جو لوگ رکن
دین اسلام تھے انکو لے آیا ہون اب انھین قتل کرکے لشکر بھیجیے اور سبکو ایک روز مین قتل
کرکے چلے آئیے مگر انکے قتل مین تاخیر مناسب نہین ہے بادشاہ نے جلادون کو طلب کرکے
ان تینون سردارون کو اسیر قفل و زنجیر کرایا اسکے بعد ابلیس سے کہا کہ اب ہوشیار کر ابلیس نے
فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر سبکو ہوشیار کیا صاحبقران ثالث نے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا اکرکیا
ابھی تک وقت نماز کا باقی ہے مین اپنے خیال سے شرو پاک آج بہت سویا اچھا پانی لاؤ کہ مین
وضو کرون سموات شاہ نے کہا کہ وقت نماز کا گیا لیکن وقت قضا کا آگیا ہے او خدا پرست آنکھ
ہو کہ تو پنجہ اجل مین گرفتار ہوگیا یہ بارگاہ میری ہے تیری نہین ہے مین ہون سموات شاہ
دیکھا تو نے خداوند کی قدرت نمائی کو کہ کسطرح سے تجھے اسیر کرادیا کہ تجکو خبر بھی نہ ہوئی تو نے بڑی
سرکشی پر کمر باندھی تھی لیکن اسوقت کی تجکو خبر نہ تھی دیکھ تو کسطرح تجکو قتل کرتا ہون کہ ماہیان دریا

مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرین یہ کہکر تلوار اپنے نیام سے کھینچی اور اوٹھکر کہا کہ تجھے مین خود قتل کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ مین خود زندگی سے سیر ہون اس جینے سے مرنا بہتر ہے کہ گرفتار ہو رہے ہین زخمی ہو رہے ہین لوگ مدد کو چلے آتے ہین ہر ایک کا احسان ہو رہا ہے لیکن اس حرکت پر سمواٹ شاہ کے جمہور صیاد افگن کو افسوس معلوم ہوا کہ ایسا بہادر شہرۂ آفاق اور اس بیبسی سے قتل کیا جائے لطف یہ تھا کہ میدان مقابلہ ہوتا تب خدا فتح دیتا بڑے شرم کی بات ہے کہ تیری موجودگی مین یہ رکن دین اسلام اسطرح قتل ہو ساری خدائی مین بدنامی ہوجائیگی پس اپنے اوٹھکر ہاتھ سمواٹ شاہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ کوئی امر خلاف طریق و آئین زیبا نہ کرنا چاہیے پہلے اس خدا پرست کو سمجھا لیجئے کیجیے کہ دین اکوان پرستی کو قبول کرے جب یہ نہ مانے تو شہر سے باہر دستور زمانہ کے موافق چبوترہ ریاست کا بنوا کر جلاد سے قتل کرایا جائے یہ آپکو ہرگز زیبا نہین ہے کہ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے یہ سنکر سمواٹ شاہ نے ہاتھ روکا اور کہا کہ اے جمہور یہ لوگ پانچ و اسلئے نہین ہین انکو تو وہ دعوے ہین کہ جنکا بیان کرنا بھی کفر ہے یہ تو کہتے ہین کہ ہم ہمارے خداوند کو مخلوقات مین سے جانتے ہین اور اوسکو قتل کرینگے پھر بھلا جنکے ایسے خیالات ہون وہ اپنے مذہب سے کب روگردانی کرینگے والا ہے اور جسے بندہ سمجھتا ہے اوسے خدا کیون کہنے لگا اگر انکو یقین میری بات کا نہو تو خود سمجھا کر دیکھ لو مین اجازت دیتا ہون جمہور نے کہا کہ اے صاحبقران ثالث آپکو دین اکوان پرستی کے قبول کرنے مین کیون انکار ہے فرمایا اے جمہور مجھے تو مرد فہمیدہ معلوم ہوتا ہے مگر انصاف تیری بھی طبیعت مین نہین ہے جس شخص نے اور اوسکے بزرگون نے بڑے بڑے خداوندیان برباد کردین وہ ایک ساحر کو کیونکر خدا تصور کرے اگر حیات میری باقی ہے تو انشاء اللہ اکوان کی بھی قلعی کھل جائیگی اور یہ جو لوگ اسوقت اوسکو یہی ذکر رہے ہین یہی اوسپر لعنت کرینگے اور کیا تاب و طاقت ہے کسی کی کہ بغیر وقت کسی کو کوئی قتل کرسکے اگر اکوان مین قدرت خداوندی تھی تو دونون فرستادہ اوسکے جو روئین تن تھے نقابدار سبز پوش کے ہاتھ سے کیون مارے گئے اور کسی نے اونکو بچا نہ لیا خداوند ایسے ہی ہوتے ہین کہ وعدہ مدد کرتے ہین اور مدد ایسی بھیجتے ہین کہ کافی نہین ہوتی اگر اکوان مین کچھ قدرت ہوتی تو جنگ کی ضرورت نہ تھی جسکا مارنا مقصود ہوتا وہ بغیر لڑے بھڑے مرجاتا روح جسم سے نکل جاتی مگر وہ تو ایک ساحر ہے جہانتک قوت سحر کام دیتی ہے وہانتک وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور جہان سحر کا زور نہین چلتا وہان تقدیر ہار جاتا ہے کیا تونے سنا نہوگا کہ زمرد شاہ باختری تقدیر اپنی مطلب کی کرتا تھا اور جب کام بگڑ جاتا تھا تو کہتا تھا کہ مین نے تقدیر پلٹ دی ویسا ہی خدا ہے باطل یہ بھی ہے فرعون شاہ کہ ساحر مستمش کے زور پر خداوندی کرتا تھا جسوقت ساحر مستمش کو چھولے دریا سے نکالکر مارا ہے تو ساری خداوندی تشریف لیگئی آخر گرفتار ہوا اور دار پر کھینچکر اوسے تیرباران کیا اسی طرح سے ہامان شداد نمرود ہزار مشکل رنج کرداں وغیرہ یہ سبھی تو خداوند بنے لیکن سب کو صاحبقران اول و ثانی نے ہیں سے بحکم خداے عزوجل واصل جہنم کیا ایک روز اکوان کی بھی یہی حالت ہونا ہے جو زندہ رہیگا دیکھ لیگا ہم اگر نہ بھی ہونگے تو ہمارے مقام پر اور کوئی ہوجائیگا ابھی لشکر اسلام مین بہت سے ایسے ہین جو لائق صاحبقرانی ہین بس جو شخص میرے بعد صاحبقران ہوگا وہ لڑیگا کچھ ایسے کلمات

صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ جمہور کو سکوت ہوا جواب نہ دے سکا اسکے بعد وزیر ہوشمند
دانا نے کہا کہ اے بادشاہ تو متواتر سن چکا ہے کہ جس سرزمین پر خون ان خدا پرستون کا
گریگا وہ ویران ہو جائیگی اور پھر انکو قتل کرنا چاہتا ہے بہتر یہ ہے کہ میدان خونی کی تیاری کا
حکم دے اور بیرون شہر انکو قتل کر سمواة شاہ نے اوسیوقت حکم دیا کہ میدان خونی طیار
ہو کل ان خدا پرستون کو بیرون شہر قتل کرونگا کہ انکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار ہمارے
مارے گئے ہین اوسیوقت تیاری میدان خونی کی ہونے لگی جلادان مع صورت صاحبقران
ثالث کی قید ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور دوسرے روز بادشاہ بھی مع سرداران فوج
و لشکر بسیار ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکلا جلادون نے چبوترہ ریت کا بنا کر تیار کیا او صاحبقران
ثالث و شہنشاہ گوہر کلاہ و اسد ثالث کو اوس چبوترے پر بٹھالا اور حکم کے
منتظر ہوئے سمواة شاہ نے کہا کہ پہلے صاحبقران کو قتل کرو جلاد تلوار کھینچکر آیا اور حسب
دستور گردن پر خط کھینچا اور کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے جو کچھ کہنا ہو کہہ لے کہ حسرت تیرے دل مین
نہ رہجائے یہ سنکر فرمایا کہ تجھ سے کیا خواہش بیان کرون اگر ممکن ہو تو کسی مسلمان کے
سپرد کرنا کہ لاش کو وہ دفن کر دے بس اور کوئی حسرت نہین ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے
آواز دی کہ او جلاد نابکار پہلے مجھے قتل کر کہ مین اپنے سامنے اپنے والد ماجد کو قتل ہوتے
نہ دیکھون اسد ثانی نے کہا کہ مجھی قتل کر صاحبقران نے فرمایا کہ اے فرزند پہلے قتل
ہونا میرا ہی مناسب ہے اسلئے کہ یہ سلسلہ خداوند کریم کا معین کیا ہوا ہے کہ باپ بیٹے
کے سامنے دنیا سے جاتا ہے کہ سلسلہ خلقت قائم رہے تم اگر شاید بچ جاؤ تو میرا نام روشن
رہیگا او راسد ثانی بھی ابھی بچہ ہے یہ دن اوسکے مرنے کے نہین ہین شہنشاہ گوہر کلاہ
نے عرض کی کہ اگر مین نہ بھی ہونگا تو کچھ مضائقہ نہین ہے غرا زندہ و سالم رہیگے شاہزادہ
رفیع البخت کو جو برابر اسکے فتاحی طلسم گئے ہوئے ہین وہی بعد آپکے قائم مقام صاحبقرانی کے
بھی ہین یہان تو یہ جھگڑا ہے اور اوہر قہار عاد نے تین جلاد تینون سردارون کے
قتل کو بھیجدیئے ہین کہ برابر سبکو قتل کرو مگر جمہور صید افگن دل مین کہتا ہے کہ الله رے
استقلال ان لوگون کی موت سر پر ہے مگر جو اس مین فرق نہین اب تک اپنے خدا سے
امید زندگی رکھتے ہین اگر انکے خدا نے انکی مدد کی تو مین بھی آکر ان پر لعنت کرونگا اور
یہی تہیہ کر لیا ہوشمند دانا وزیر سمواة شاہ نے اور پھر سمواة شاہ نے دوسرا
حکم دیا کہ ہاتھ مار کیا دیکھتا ہے ان لوگون کے واسطے تین حکمون کی ضرورت نہین ہے
ایک حکم تین حکمون کے برابر ہے تامل نہ کر جلاد نے جواب دیا کہ قتل ایسی معمولی بات نہین آدمی کا خون
ہے ذرا سمجھ بوجھکر حکم دیجئے ہنوز تیسرا حکم صادر نہین ہوا تھا کہ ان تینون نے ترکیب دعا کی کہ اے
پروردگار عالم ہمین اس بلا سے نجات دے ایسی موت سے بچا کہ جس کے بعد اجر امت کبھی
نہو سکے حسرت یہ تھی کہ ہم خانہ کعبہ کی سرزمین پر دفن ہوتے بس یہ دعا تمام تھی کہ تیر دعا ہدف
اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے گرد و غبار بلند ہوا سب حیران ہوتے کہ کون آتا ہے
سمواة شاہ کو خیال تھا کہ خداوند اکوان نے مدد بھیجی ہے کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے نقابدار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش

اسکے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار سبزپوش اسکے نعرہ کی آواز سے شہنشاہ سمنوات
شاہ کے تھرتھری پڑ گئی دیکھا تو وہی چالیس ہزار سرخ پوش اسکے ساتھ ہیں اور آدمیون پیہ
کچھ آہو شکار کیے ہوئے لدے ہیں اور کچھ لوگ ہاتھون پر بانسریان لیتے ہوتے ہیں جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ شکار سے نقابدار ادھر آیا تھا لیکن نقابدار نے قریب پہونچکر آواز
دی کہ او سمنوات شاہ کیا وہ وقت اپنا بھول گیا جبکہ ہم تینون کو مار کر تجھے سات کوس
تک بھگا دیا تھا اگر پیچھا نہ لیجاتا تو اوسی روز تیرا خاتمہ کر دیتا مگر مجھے معلوم ہوا کہ تھوڑا زمانہ تیری
عمر کا اور باقی تھا اور تقدیر میں صاحبقران کے تیری ذات سے ایذا پہونچنا تھی لیکن
آج قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی بغیر تیرا فیصلہ کیے واپس نہ جاؤنگا یہ کہکر مشتعل
شمشیر چلا اگر گرا قہار رہا و نے کہا کہ او نقابدار آج تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ تو نے بہت
اذیتین ویسے رکھی ہین یہ کہکر اپنا مرکب بڑھا کر سد راہ ہوا صاحبقران نے کہا افسوس
اب ہم اس قابل ہو گئے کہ پھر بلکہ مجبور و ناچار ہوتے ہین اور نقابدار سبزپوش احسان
پر احسان کیے جاتا ہے اور ہمکو بچاتا ہے اس زندگی سے تو موت بہتر ہے یہ فرما کر کنگڑی بیڑی
پکڑ کر دامن پرزور مین آکر ایک جھٹکا مارا اقید کو مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینکدیا
اودھر شہنشاہ گوہر کلاہ فرزند صاحبقران و اسد ثانی نے قیدین توڑ دین اور وہ جلاد
جو سر دین پر تلوارین کھینچ کھڑے تھے اون لوگون نے بھی منم منم کے نعرے کیے اور کہا
صاحبقران تا لیث تحقیق کہ مشہور نہ کہیے اپنے غلام آپکے آگئے تھے پہلے ہی سب
جلادون کو مار کر اپنا عمل کر لیا تھا اور وقت کے منتظر تھے یہ کہکر قران ثالث نے جھپٹ کر
ایک سوار کو نیزہ مارا کہ وہ مرکب سے گرا اسکا مرکب اور تلوار لیکر خدمت صاحبقران
لیث میں حاضر ہوئے اور کہا کہ مرکب و شمشیر حاضر ہے صاحبقران جلدی سے پشت
مرکب پر سوار ہوئے اور تلوار ہاتھ مین لیکر ہاتھ شروع کی اودھر برق ثانی نے ایک سوار
کو مار کر تیغ و مرکب شہنشاہ گوہر کلاہ کی خدمت میں پہونچایا اور عمرو عیار ثانی نے تیغ و
فرس اسد ثانی کو دیا پھر تینون سوار ہو کر تلوارین ہلانے لگے کہ دشمن قریب نہ آ جائے
اور عیارون نے چارون طرف حلقہ باندھ کر خنجر زنی کرنا شروع کی اودھر نقابدار نے
آتے ہی لشکر پر یا کر دیا مار کے تلوارون کے پانی کو اپنی پوشاک سے پھر تک بنا دیا جس وقت
سپاہ افغان و ... شعبدہ دانا نے جو دیکھا کہ یہ وقت خداوند کریم نے ان لوگون کی مدد کی
سمجھ گئے کہ دین انکا ہے حق اور دین اکوان پرستی باطل ہے یہ زنلون اوسیوقت سے مطیع
اسلام ہوئے اور دل سے سمجھا کہ بعد ختم جنگ ہم مسلمان ہونگے اور جمہور رمہید افغان
نے تلوار کھینچ لی اور اپنے لشکر کو آواز دی کہ میں مسلمانوں کا شریک ہون اور تلوار لشکر
سمنوات شاہ پر کھینچتا ہون جو لوگ میرے ہمراہ ہین وہ مسلمانون کی طرف سے لڑین
اور اکوان پرستون کو قتل کرین اسمین ایک بھید ہے جو بعد ختم جنگ کھلیگا یہ کلمہ
اسنے اس خیال سے کہا تھا کہ ایسا نہ ہو لشکر کو میرے مسلمانون کی شرکت مین تامل ہو اور اپنے
ہم مذہبون کو نہ قتل کرین تو رانہ کو نیزہ سے بر رکھا اور تلوار کھینچ کر جا پڑا لڑنا شروع کیا
لشکر نے بھی اسکے کفار کے قتل پر کمر باندھی اب آٹھ ہزار تو مسلمان ہین اور کئی لاکھ

کفار مین تلوار چل رہی ہے عرصہ کارزار مین صدائے تکبیر دیزن بلند ہی قران ثالث نے بڑھکر
صاحبقران سے عرض کیا کہ اقبال یاور ہوا دشمن کا ظفر ابھی جمہور صید افگن حضور کا شریک
ہوگیا اور چالیس ہزار سوارون سے لاکھون کا مقابلہ کر رہا ہی صاحبقران ثالث نے فرمایا کہ مین
پہلے ہی سمجھا تھا کہ یہ مرد حق پسند معلوم ہوتا ہی ادھر نقابدار سبز پوش نے جو قہار عاد کو اپنی
طرف آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کیون شامت آئی ہی قہار عاد نے کہا کہ دیکھ معلوم
ہوتا ہے یہ کہکر تلوار سر نقابدار پر ماری نقابدار نے پشت شمشیر پر وار اوسکا روک کر
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے نقابدار نے رخ کیا
تخت سموات شاہ کا اور لشکر سد راہ ہوا سبز پوشون نے اپنے مالک کے ساتھ آگے بڑھنا
شروع کیا اور جمہور بھی مع لشکر نقابدار کے ساتھ ہوا تلوار چلنے لگی صدائے تکبیر دیزن بلند ہوئی
نقابدار چالیس ہزار سبز پوشون سے کئی لاکھ کے لشکر مین ڈوبا ہوا ہے قیامت کی
تلوار چل رہی ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ بتیرہ و خیرہ خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن
گرد کا فتہ ہوا اور دل گرد سے تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے پھریرون پر
لکھے تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی ہر قوم بھی یہ لشکر ہے رستم خان بن گنجاب بن
گنجور بن مالک حمران دلپسند کا کہ یہ بھی برائے مدد بدیع الملک مالک سنجان سے
چلے آتے تھے راہ مین یہ حالت سنی کہ بدیع الملک قتل ہوا جاتے ہین مع لشکر نعرہ کرکے
جو گرتے ہین فوج کفار کو تہ و بالا کر دیا لیکن اب بھی جمعیت لشکر اسلام کی لشکر کفار سے
بہت کم ہے اس لیے کہ تین لاکھ اسی ہزار کی فوج ادھر اور آٹھ نو لاکھ کی فوج سموات شاہ
کی ہے عقب سے تیغ زنی ہو رہی ہی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو رہی ہین زمین پر ایک
دریائے خون موجزن ہے سر مانند حباب کے تیرتے پھرتے ہین جا بجا زرہون کے جال پھیلے
ہوئے ہین چار آئینون کے سکنے تہ نشین ہین گھوڑے کوتل جنکے سوار مارے گئے ہین
تاپتے پھرتے ہین یکایک دوسری گرد بیابان سے پیدا ہوئے اور رستم خان بن گاؤ لنگی پچاس
ہزار سوار سے آکر پہونچے اور شریک اہل اسلام ہوئے اتنے مین پھر گرد اوڑی اور
فراہر ز عاد مغربی شاہزادہ بہارستان مغرب پسر خواندہ حمزہ صاحبقران اول
ایک لاکھ سوار سے آکر پہونچے اور یہ بھی لشکر اسلام کے شریک ہوکر لڑنے لگے یہ سب بیابان
نطاق کو جا رہے تھے راستے سے خبر پاکر پلٹ پڑے سوان سب کے نام نامی بدیع الملک
کے پہونچے تھے اب اسطرف بھی قریب ساڑھے پانچ لاکھ کے لشکر ہے اور ادھر آٹھ لاکھ
مین سے بھی قریب لاکھ سوارون کے مارا جا چکا ہے لیکن پھر بھی جمعیت کفار اہل اسلام سے
کہین زیادہ ہے اب سردارون نے گھوڑے ڈالے ہین اور لشکر کفار مین دھنس گئے
ہین لشکر رستم خان بن گنجاب کے چالیس ہزار سوارون نے صاحبقران ثالث کو حلقے
مین برائے حفاظت لے لیا ہے باقی لشکر مصروف جنگ ہی اب سب کے آگے نقابدار
سبز پوش لہو کا مینہ برساتا ہوا مثل برق چہرہ مرکب کو ندھتا ہوا بڑھا جاتا ہی اور چالیس
ہزار سبز پوش اسکے ساتھ ہی لپٹے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب عماری لشکر

سمواٹ شاہ پہونچ گیا اور ایک ہاتھ مار کر علم کو قلم کیا علمدار لشکر نے تیر مارا نقابدار نے
تیر اسکا تلوار سے قلم کر کے جو ہاتھ کمر کا مارا علمدار کے دو ٹکڑے ہو گئے اب نقابدار نے قریب کہ
رسالون مین گھسا اور تیر تک پہونچا تخت سمواٹ شاہ کیجانب اودھر رستم خان بن گنجاب نے
کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے لڑتا ہوا یہ بھی چلا جاتا ہے کہ راہ مین جمشید شیر
صورت سے سامنا ہوا جمشید نے نیزہ مارا رستم خان بن گنجاب نے نیزہ ہاتھ سے اسکے
ہوا لیکیا اسنے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ گئی لیکن فوراً رستم خان نے کھینچ دی کہ تلوار اسکی
ٹوٹ گئی اسنے وہی ٹکڑا منہ پر کھینچ مارا رستم خان نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر و خود
و بکتر کو کاٹتا ہوا جگرگاہ پر اوتر گئی جمشید مر کے گرا لوگ اسکی لاش کو لیکر بھاگے اب رستم خان
بن گاؤ لنگی ہے اور مقہور سرکش سے سامنا ہوا مقہور نے گرز مارا رستم خان بن گاؤ لنگی
نے گرز اسکا اپنے گرز پر روک کر جو گرز مارا تو مقہور کو پیوند خاک کر دیا قمقام گرگدن سوار نے
فرامرز عاد مغربی کو آتے دیکھکر آواز دی کہ بس آگے قدم نہ بڑھانا نہین جانتا کہ مین کون ہون
مین قمقام گرگدن سوار فرامرز نے آواز دی کہ اگر کچھ دعوی مردی و مردانگی ہے تو تلوار کھینچ
زبان چلانے سے کام نہین نکلتا ہے قمقام نے کہا کیا ہاتھ اوٹھاؤن اگر خود صاحبقران میرے مقابلہ
پر ہوتے تو مزا تھا بس یہ سنکر فرامرز کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ او بے ادب اس دہن نجس سے
اس پاک نام کو نہ لے دیکھ کام تیرا یہین تمام کیئے دیتا ہون تو اوسنے کہا لے پہلے اونکے غلامون
تو لڑ سے قمقام نے میل فولادی مارا فرامرز عاد مغربی نے میل اسکا چھین لیا اور وہی میل
ایسا مارا کہ قمقام کو نقش زمین کر دیا اسکے لشکری اسکی لاش کو بھی نہ لیجا سکے اسواسطے کہ راکب و
مرکب دونون ایک ہو کر رہ گئے تھے اودھر نقابدار سبزپوش لڑتا ہوا قریب تخت سمواٹ شاہ
کے پہونچ گیا ہے بس ہر وقت اسکی حفاظت کو دو سردار رہتے ہین کہ نام اونکے مذکور ہو چکے ہین
یعنی مغرور روئین تن اور عصفور روئین تن گویا انہین پر مدار سلطنت ہے قبل کی لڑائی
مین جب نقابدار کے ہاتھ سے حدید روئین تن اور سدید روئین تن مارے گئے ہین
تو سمواٹ شاہ انکو بچا لیگیا تھا لیکن آج یہی محافظ تخت تھے نقابدار سبزپوش جیسے ہی
قریب تخت سمواٹ شاہ کے پہونچا اسنے آواز دی کہ لینا اس نقابدار کو آج یہ زندہ بچکر نہ
جانے پائے یہ سنتے ہی مغرور روئین تن و عصفور روئین تن جھپٹ پڑے اور دونون
نے تلوارین نقابدار پر برسانا شروع کین ایک کو ایک جواب دیتا ہے دو سے لڑنا ایک کا بالکل
خلاف انصاف ہے مگر ان کافرون مین انصاف کہان یہ تو چاہتے ہین کہ جسطرح ممکن ہو دشمن کو قتل
کرو اسکے علاوہ نقابدار سبزپوش یہ بھی نہین جانتا ہے کہ یہ ملعون روئین تن آہنی بدن
ہین مگر یہ نقابدار کا وار کارگر نہین ہوتا اور وار انکا نقابدار سبزپوش پر کافی ہوتا ہے
کئی زخم نقابدار نے کھائے اور جو ہاتھ مارا تلوار نے جسم کو انکے نہین کاٹا اب انہین خیال
پیدا ہوا کہ یہ دونون روئین تن معلوم ہوتے ہین بس جیسے ہی مغرور نے تلوار ماری نقابدار
نے بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا کہ مغرور روئین تن کا غرور جاتا رہا سر کے بل نیچے ہوا بس کمر زنجیر کا
بند پکڑ کر زین سے اوٹھا لیا اور اسکو ہاتھ پر بچا کے سپر بلند کر کے لڑنا شروع کیا جو وار عصفور
روئین تن کرتا ہے نقابدار مغرور پر روکتے ہین مگر لوگون کبھی نتیجہ نہ نکلا کہ یہ نہ مرتا ہے نہ وہ بس

جھلا کر ایک کو سر پر چرخ دیکر سموات شاہ پر کھینچ مارا اور دوسرے کو اوٹھا لیا ادھر تو مغرور
اور سموات شاہ دونون ٹکرا کر تخت کے نیچے گرے اودھر عصفور کو ٹانگین چیر کر پھینکا مغرور
پھر جھپٹا اور اس نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پکڑ کر پھر اسے اوٹھا لیا اور سموات شاہ
کے قریب پہونچکر آواز دی کہ دیکھ بہادر جو مغرور سے کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین اب تجھے بغیر
مارے کب چھوڑتا ہوں سموات شاہ نے تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ
مارا سموات شاہ کے دو ٹکڑے ہوئے اب مغرور رہ گیا تن کو بھی زمین پر مارا اور
دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا بس بادشاہ کا مارا جانا تھا کہ لشکر کے پاؤن اوکھڑ گئے فوج بھاگ
کھڑی ہوئی اہل اسلام نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اب ہر طرف سے شور امان بلند ہوا نقابدار نے
فرمایا بشرط ایمان ان سب نے کہا کہ قبول ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکے اور نقابدار نے اپنے
سرپوشون کو ساتھ لیکر صحرا کی راہ لی اور پکار کر کہدیا کہ صاحبقران سے کہدینا کہ جمہور صید افگن
بہت نازک وقت مین کام آیا ہے اسکا خیال رہے یہ فرما کر جانب صحرا روانہ ہوگئے ہر چند کہ
صاحبقران نے لوگون سے کہلوایا کہ برائے خدا آپ ہمارے محسن ہین تو دعوت ہی قبول
کیجئے ایک روز تو تشریف رکھئے جواب دیا کہ مین آپکا احسانمند ہون لیکن ابھی وقت یکجائی نہین
آیا ہے انشاء اللہ دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوگیا یہان اہل اسلام نقارہ فتح و فیروزی بجاتے
ہوئے داخل ملک سموات ہوئے شب تو کسیطرح بسر کرلی صبح کو فرمایا صاحبقران نے
کہ بتکدے کو ڈھاؤ اور یہین مسجد کی بنا ابھی ڈالنا انشاء اللہ یہ بھی فتح نہ طاق ہوگا اور رعایا
اگر مذہب اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ قتل عام جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی امراء و روساء شہر
تحفے ہدیہ لیکر حاضر حضور ہوئے اور سب نے دین اسلام قبول کیا مذہب الوان پرستی کو ترک
کیا بعد اسکے صاحبقران نے جمہور صید افگن کو یہان کا بادشاہ کیا اور ہوشمند دانا کو مرتبہ
وزارت پر قائم رہنے دیا اور وہان سے کوچ کرکے اپنے لشکر مین آئے قیام فرمایا رستم خان
جن گنجاب و رستم خان جن کا فولنگی و فرامرز عاد مغربی ان سب لوگون نے اپنے اپنے خیمہ
جابجا مناسب بہ پیرا پائے اور لشکرون نے انکی محافظت فوج نابینا کی کی اور طلایہ گشت کا مقرر
کیا اب انکو بھی اسی حالمین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان سے

چند کلمہ داستان حالات نشان الوان تاجدار کے بیان ہوتے ہین۔

واضح رہے ناظرین باتمکین ہوکہ الوان تاجدار نے اپنی سحر [illegible] الو کو تابع کیا ہے
کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر مین بات کرے تو ہوا وہ آواز اسکے کان مین پہونچا دیتی ہے اور
ہر شخص کے حال کی خبر رہتی ہے جو واقعہ سامنے اسکے غلط بیان ہوتا ہے ہوا اوسکی اصلیت بتا دیتا
ہے لوگون کے اعتقادات اسکی طرف پختہ ہوتے جاتے ہین وہ آپسمین کہتے ہین کہ ہمارا خداوند
کیا جانتی بوجھتا خداوند ہے کہ جو بات ہم اپنے گھر مین کہتے ہین خداوند کو اوسکی خبر ہوجاتی ہے
ہمارا خداوند مثل نمرود شاہ باختری و فرعون شاہ و [illegible] شاہ [illegible] کے سمجھتے ہین
کہ یہ لوگ عجب احمق خداوند گذرے ہین اور اسی ہوا کے ذریعہ سے آشنا و پیام بھی [illegible]
ہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زوبان جادو و وزیر الوان تاجدار اسکا نامہ لیجاتا ہے [illegible]

اور جواب نامہ بھی لاتا ہے چنانچہ نامہ سمواتت شاہ و نامہ سمندر جادو بھی اسی ذریعہ سے پہونچے
تھے لیکن نہین معلوم کیا مصلحت تھی کہ انکوان تاجدارون نے جواب ان نامون کے نہین بھیجے
یہانتک کہ ملک سمواتیہ برباد ہوگیا اور سمندر شاہ مارا گیا اور کنجور شاہ مطیع اسلام
ہوا جب یہ خبرین انکوان کو پہونچین تو اسنے ایک ایک حکمنامہ لکھکر برد سے ہوا اور ادیا انمین
سے ایک نامہ قیصر عاد کو پہونچا اور دوسرا چرخ آدمخوار کو مضمون نامہ یہ تھا کہ اسے بندگان
خاص بارگاہ ولیت تمکو ہم مسلط کرتے ہین گروہ خداپرستان پر کہ جاکر انکا استقبال کرو اور جلد خدمت
مین بارگاہ ولیت کے حاضر ہو اور آدمخوارون کے یہان اتنا فقرہ اور زیادہ تھا کہ تمہاری خوراک
ہمنے آج سے گوشت ان خداپرستون کا قرار دیا ہم نہین چاہتے کہ ان لوگون کو جو غیر ساحر
ہین ساحرون سے قتل کرائین بہتر ہے کہ غیر ساحر سے غیر ساحر مقابلہ کرے کیونکہ انصاف کے
خلاف نہو نے پاتے جسوقت یہ نامے ان دونون سردارون کو پہونچے اوسیوقت انھون
نے کوچ کیا چرخ آدمخوار چالیس ہزار آدمخوارون سے طرف بیابان نہ طاق کے روانہ
ہوا اور قیصر عاد کہ بہت بڑا سردار ہے بادشاہ ہے سات سرداران زبردست کا سات لاکھ
جادوں کی فوج سے بیابان نہ طاق کو روانہ ہوا لشکر اسکا سات حصون مین ہو چلا ہے دیکھیے
یہ کسوقت پہونچتا ہے لیکن اب حال لشکر اسلام کا بیان ہوتا ہے کہ ایک روز صاحبقران
ثالث یعنے شاہزادہ بدیع الملک نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور
فرمایا کہ آپ لوگ اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ ہم سب اس بلا مین کبتک مبتلا رہین
آخر کبھی نجات بھی ہوگی یا نہین خواجہ زادگان نے حسب الارشاد فیض بنیاد صاحبقران
عالیشان سولہ شکلین رمل کی کھینچکر زائچہ کا بچار کیا اور بعد استخراج احکام کے دست بستہ
عرض کی کہ یہ مصیبت چندروزہ معلوم ہوتی ہے ستارہ خانہ قسمت کا خانہ ہبوط مین آگیا
تھا لیکن اب تھوڑا زمانہ باقی ہے کہ خانہ اوج مین آکر ترقی اقبال وجاہ کریگا لیکن بالفعل
ستارہ خانہ راحت کا بھی خانہ دشمن کے ستارہ سے نظر تربیع رکھتا ہے جو فتنہ وفساد کی
دلیل ہے عجب نہین ہے جو کوئی بلائے تازہ پھر کسیطرف سے آئے لیکن جہانتک ممکن
ہوتا ہے گا اور شاید کوئی بادشاہ یا سردار فوج لیکر آئے تو مقابلہ نہ فرمائیگا اسلیے کہ آپکا سچا
خادم خضران بن عمرو نہایت جانفشانی کر رہا ہے اور خدا سے امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد
وہ اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر حاضر خدمت بابرکت ہوگا اور آنکھین بھی سبکی روشن
ہوجائینگی اوسوقت ایک نہین ہزار لشکر آئین گے تو آپکا کیا کرسکتے ہین جسبب بارگاہ فلک
پناہ مین پانچہزار یا پانسو پچیس تلوار ہوگیا تاب وطاقت نہ کسی کی کہ اوسکی طرف دیکھ سکے لیکن
بالفعل آٹھ روز تک جس صورت سے ہوسکے جنگ کو ٹالتے لیتے گا فرمایا خیر ایسا ہی ہوگا لیکن اگر
دشمن سبقت کر بیٹھا تو کیا کیا جائے خواجہ زادگان نے عرض کی کہ وہ تو ایک امر مجبوری
ہے لیکن عیاران لشکر پر تاکید اکید ہو کہ ہر چہار طرف کی خبر رکھین کہ کوئی دشمن عیار یا ساحر وغیر
ساحر گھات مین نہو اس لیے کہ ملک غیر کی سرحد مین ہین اور لڑائی چھڑی ہوئی ہے تو قران
ثالث وبرق ثانی وسرہنگ مصری وبیرنگ خطائی وغیرہ تمام چالاک بیابان نہ طاق
کے گرد ونواح مین نکل جایا کرتے اور گرد آوری کیا کرتے ہین جو لوگ دن کو جاتے ہین

شام کو واپس آئے [illegible] جاتے ہین صبح کو سمت [illegible] ہین یہ انتظام پڑھا ہوا ہے کہ ایک [illegible] نامیان خیبری [illegible] ہری و سر سنگ مصری [illegible] خطائی و غیرہ دوڑتے ہوئے گردہین انکو وہ [illegible] آئے آستانہ عبودیت کو بوسہ دیا دعا و ثنا کے بعد یہ بیا الکر عرض کی ۔ بیت

الٰہی تخت [illegible] بادا
گل اقبال [illegible] شگفتہ

سرا دولت [illegible] سر یار بادا
بچشم دشمنانت خار بادا

اقبال روز افزون دوست [illegible] نامہ ادا کوان تاجدار نے قوم عاد مقابلہ لشکر اسلام کیواسطے بھیجا ہے قیصر عاد اون سبکا بادشاہ [illegible] سات سردار نہایت زبردست اور ساتھ انکے عادیون کے لشکر و سپاہ سے اس جانب آتا ہی [illegible] اور چالیس ہزار آدمخوارون سے ہر اول لشکر بنا ہوا آگے آگے آتا ہی ہم لوگ صورتین بدل [illegible] داخل لشکر ہوئے اور مختلف ذریعون سے خبرین حاصل کرنے سے دریافت ہوا [illegible] ادار بھی انکوان ہین منتخب اور زبردستان روزگار سے ہین کہ ایسے بہتر سردار [illegible] ہین ایک ایک سردار کرگدن مست پر سوار ہے کوئی ایسا نہین ہے جسکو گھوڑا سواری [illegible] پایا بادشاہ اسلام نے کہ کہانتک و اشلہ انکا بیابان بطاق [illegible] ہو جائیگا عرض کی [illegible] شام تک کل لشکر آجائے یہ سنکر صاحبقران عالیشان نے ایک آہ سرد [illegible] سے کھینچی اور فرمایا کہ افسوس آنکھین بھی نہین جو آمد لشکر کا تماشہ دیکھین مگر خیر سامان [illegible] لشکر سے درست کیا جائے ہم کل صبح سے جاکر وہین بیٹھین گے اور کچھ نہین تو آواز سے ہم [illegible] آجائیگی جو سرداران بینا ہین اونکی زبانی معلوم ہوگا کہ کون سردار آیا اور وہ کیسا [illegible] نان کا ہے غرضکہ حسب الارشاد فیض بنیاد خادمون نے ایک بارگاہ بیرون لشکر [illegible] سامان راحت مہیا کر دیئے دنگل کرسیان وغیرہ سب لگا دی گئین جب دوسرا [illegible] سے بادشاہ اسلام و صاحبقران بالتفا و دیگر سرداران بینا مثل رستم خان بن کہنا [illegible] ہین گاؤ لنگی و فرامرز عاد و مغزلی شاہزادہ بہارستان مغرب وغیرہ آکر اوس بارگاہ مین رونق افروز ہوئے تھے کہ دیکھا جانب صحرا سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا سب سرداران نگران ہوگئے اور اندھون نے آواز سے بیحد بے اندازہ آمد لشکر و کثرت فوج کا کیا پتا تک کہ آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار آدمخوارون سے چرخ آدمخوار پیدا ہوا دیکھا فرامرز عاد و مغزلی نے کہ انسان کا ہیولی ہے ایک دیو ہی صاحبقران عالیشان نے فرمایا کون آیا اور کیسا سردار ہے فرامرز نے بیان کیا کہ دیو پیکر انسان معلوم ہوتا ہے بہت بڑا جوان ہے ایک کرگدن سیاہ پر سوار ہے اور کرگدن بھی اس قدو قامت کا کم دیکھنے مین آیا ہے مگر پھر بھی بوجھ سے سوار کے دبا جاتا ہے یہی ذکر تھا کہ پڑاؤ سے دوسری گرد پیدا ہوئی یہ گرد اوس سے زیادہ غلیظ تھی جتنی دیر مین چرخ آدمخوار گرد سے اوترکر اور جگہ تجویز کرکے خیمہ برپا کیا اتنے مین دوسری گرد بھی قریب ہوچکی تھی اور دل گرد سے سو علم نشان ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ بھرپور سے اون علمون کے نگار ہی [illegible] سفید اور نیز لقریف انکوان ملعون کی تحریر تھی آگے آگے طوفان عاد کرگدن ابلق پر سوار [illegible] مین [illegible]

لاکھ عادی کرگدن پر سوار کہ ایک ایک قد و قامت میں دیو سے زیادہ ہے کہ نہیں معلوم ہوتا ہے اور یہ ارشاد لشکر تو ایک بلا ہے مجسم معلوم ہوتا ہے غرضکہ پہنچی ایک مقام خوبتر پر خیمہ زن ہوا صاحبقران ثالث فرما رہے ہیں کہ افسوس ایسے ایسے زبردست جوان آ رہے ہیں اور ہم دیکھ بھی نہیں سکتے کہ اتنے میں تیسرے دن گرد اوڑی یہ گرد بھی اوس گرد سے کم نہ تھی جو آمد طوفان عاد سے پیدا ہوئی تھی سب نگران تھے کہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پیدا ایک لاکھ عادیوں سے ایک عادی فیل جثہ پیدا ہوا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اسکا افغان عاد ہے یہ بھی زور و طاقت قد و جسامت میں سرداران اول سے کسیطرح کم نہ تھا اسنے بھی برابر خیمہ طوفان عاد کے اپنا خیمہ برپا کیا اور لشکر لیکے اوسکے پڑاؤ کیا اب جو سردار آتا ہے وہ لشکر اسلام کو پہنچا نب غور سے دیکھتا ہے کہ اتنے میں چوتھی گرد پھر اوڑی یہ گرد بھی گرد اول و ثانی سے مشابہ تھی اور اوسی شان و شوکت کے ساتھ یہ سردار بھی ایک لاکھ عادیوں سے آکر پہونچا نام اوسکا چالوس عاد ہے ایک کرگدن سفید پر سوار ہے قد و قامت میں مثل طوفان عاد کے ہے یہ بھی خیمہ زن ہوا پانچویں گرد اوڑی اور جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو پھر ایک لاکھ عادیوں سے ایک سردار دیو تمثال پیدا ہوا کہ نام اسکا سالوس عاد ہے یہ بھی اوسی شان و شوکت کا جوان ہے بعد اسکے بہرام عاد ایک لاکھ عادیوں سے آکر پہونچا اور خیمہ زن ہوا اب کچھ دیر تک سکوت رہا اور بہرام عاد نے آتے ہی ایک بارگاہ صدر لشکر میں قائم کی اور دو رویہ خیمہ سرداروں کے نصب کرائے اسطور سے کہ داہنی جانب خیمہ طوفان عاد اور چالوس عاد کا برپا ہوا اور بائین جانب خیمہ افغان عاد اور سالوس عاد کا برپا ہوا اور پشت بارگاہ پر چرخ آذر خونخوار کو چالیس ہزار آدم خواروں سے رہنے کی جگہ ملی اور سامنے بارگاہ کے اپنا خیمہ برپا کیا اور میں واسطے پیادہ و خیموں کے لیئے جگہ چھوڑ کر یہ منتظر ہو کر کھڑا ہوا تھا کہ یکایک اوپر دہ بیابان گرد سے پر تھا سمت مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بہ آسمان رسیدہ تھا پایۂ گرد بہ زمین پیچیدہ ہوئے شعر

ز سم ستوران دران پہن دشت		زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

بس اس گرد کا بلند ہونا تھا کہ سرداران لشکر کفار نے گرد گرد اگر گرد اکر لو د سے باگ کی لیئے اور قریب گرد پہونچے تھے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا چاک ہوا اور دل گرد سے تین سو علم نشانہ میں لاکھ سوار کا پیدا ہوئی کہ رنگ سب پھریروں کی سیاہ زنگاری علامت کفر تھی اور سر آگے آگے نقیب چاوش شاہانہ ماہی مراتب و نخچیرہ انکے گزر جانے کے بعد دیکھا تو تخت بادشاہ کا سولہ عادی اوٹھائے ہوئے اور بالائے تخت دیکھا کہ ایک انسان دیو تمثال فیل قامت لباس فاخرہ پہنے تاج شاہی بر سر و جامہ شاہنشاہی در بر کئے ہوئے بیٹھا ہے اور داہنے جانب تخت کے ایک پہلوان زیر دست کرگدن پر سوار اور بائین جانب دوسرا سردار کرگدن مست پر بیٹھا ہوا پشت پر تین لاکھ فوج یہ سردار جو براے استقبال گئے تھے اپنی بادشاہ کو باعزاز تمام لائے اور داخل بارگاہ ہوئے فرامرز مغربی نے صاحبقران با دبستان سے بیان کیا کہ معلوم ہو گیا سات سردار اور ایک بادشاہ ہی کہ یہ سردار قوم عاد کے ہیں اور ایک آدم خوار جو پہلے آیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ کس درجہ کا

معلوم

معلوم ہوتا ہی اسفندیار یا گیلانی و فرامرز عاد مغربی و رستم خان بن گاؤ لنگی کا کوسوار وغیرہ نے
کہا کہ بادشاہ خالی بادشاہ نہین معلوم ہوتا بلکہ وہ بھی پہلوان زبردست معلوم ہوتا ہے اور شجاع نہین
کہ اسیوجہ سے اسکو حکومت ان سردارون پر حاصل ہوئی ہو صاحبقران نے فرمایا کہ افسوس
کسوقت مین یہ لشکر آیا ہو چونکہ ہم بے دست و پا ہو رہے ہین یہ فرما کر اوس بارگاہ سے اوٹھکر داخل
بارگاہ گوہربار ہوئے وہان عادیون نے اپنی بارگاہ مین قیام کیا بہرام عاد لشکر کو تو پہلے ہی اوتار
کر چکا تھا جو مقام و خیمون کے لائق ہین وہ بار چھوڑ دیے گئے تھے اونہین اصم صامم عاد اور رعد قائم
عاد نے اپنے خیمے نصب کراکر لشکر اوتارا لیکن قیصر عاد بادشاہ لشکر عادیان جسوقت داخل
بارگاہ ہوا اور سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے جام شراب ناب گردش مین آیا قیصر عاد نے
دو تین جام پئے جسوقت دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اور آنکھون مین سرور آیا یہ معلوم ہوا
کہ دو کاسے خون سے لبریز ہو گئے اس نے بہرام عاد سے کہا کہ دیر کرنا اچھا نہین ایسا نہو کہ مزاج
خداوند کے خلاف گزرے جیسا تمکو ہو سکے دشمنان خداوند کا جلد خاتمہ کرنا چاہئے تاکہ وہ خوش
ہو اور ہماری قدر و قامت زور و طاقت کی اور ترقی بخشے بہرام عاد نے عرض کی کہ جیسا
ارشاد ہو کہا کہ ابھی طبل جنگی بہرام نے یہ حکم نقارخانہ مین بھیجا جس وقت یہ حکم نقارخانہ مین
پہنچا اوسیوقت نقارہ پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گونجی لشکر عادیان مین تیاری جنگ
ہونے لگی لیکن لشکر اسلام مین حسب ہدایت خواجہ بزادگان یہ مشورہ تھا کہ کس بہانہ سے
جنگ کو ٹالنا چاہئے کہ شان و شوکت اسلام مین بھی فرق نہ آنے پائے اور جنگ بھی دو ایک روز
کیواسطے ٹلجائے صاحبقران نے دارا بن جمشید بن قباد بن حمزہ اول بادشاہ لشکر
اسلام سے عرض کی کہ اب ظل اللہ کی رائے عالی کیا ہے کس صورت سے دو ایک روز کے واسطے
جنگ ٹالی جائے فرمایا کہ جو آپکی رائے ہو وہی انسب و اولیٰ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میرے
خیال مین تو کوئی بات نہین آتی اسکو طبیعت گوارا نہین کرتی کہ مین بالتجا مہلت طلب کرون
رستم خان بن گاؤ لنگی و فرامرز عاد مغربی کہ یہ دونون پسر خواندہ جناب حمزہ صاحبقران
اول ہین امیر عالیمقام ہمیشہ انکو فرزند سمجھا کئے یہ بھی اولاد صاحبقران کو اپنا عزیز جانا کئے ہین
یہی وجہ ہے کہ اولاد بدیع الزمان و علمشاہ وغیرہ سب انکا لحاظ کرتے ہین اور انکو عمو کہتے
ہین ان دونون نے کہا کہ آپ کیون مہلت طلب کرین جبتک ہم لوگون کے دم مین دم ہے اوسوقت
تک کیا تاب ہے کسی کی کہ نگاہ تند سے بادشاہ اسلام و صاحبقران وقت کیطرف دیکھ سکے اگر ستمگر
ہو تو آنکھین نکال کر پھینکدین اگر یہ عادی دیو پیکر ہین تو کیا فکر ہے ہم لوگ بھی غلامان صاحبقران
سے ہین جنہون نے دیوون کو مارا ہے ہم بھی دیو کش ہین کچھ پروا نہین ہے اور جسوقت
ہم نہون گے اوسوقت خداوند کریم اور کسی کو بھیجدیگا ابھی تو بہت سے جان نثار آنے
والے ہین کوئی گھر سے چل چکا ہے کوئی قریب آچکا ہے راہ مین بھی کوئی پہنچ گیا یہی فکر
تھا کہ آدارنکوس عزنی کے کوشش نہ ہوئی صاحبقران نے فرمایا کہ سچ ہے وہان طبل
بج گیا اب وہ وقت بھی ہاتھ سے جاتا رہا کہ بہانہ ڈھونڈھتے ہین اور مہلت طلب کرین
اب کوئی گفتگو سوائے جنگ آئین زمانہ کے خلاف ہے ہرکارون کو تصدیق
کے واسطے روانہ کیا انھون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ لشکر دشمن مین نقارہ

زمی محاربہ فرمایا خبر کچھ پروا نہیں خدا سے نابزرگ است جو شیر مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است

کہہ وکر ہا ہے یہان کبھی بفضل ایزدی وتائید ربانی بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارخانہ سلیمانی
نوازش مین آیا اسکے بعد بسلسلہ وار سب نقارخانہ گڑگڑاے شور طبل جنگ سے تمام بیابان
وطاق گونج اوٹھا اور لشکر دشمن تیاری جنگ ہونے لگی اور ادھر آدمخوارون کو خوشی کے مارے
نیند حرام ہو رہی ہے آپس مین کہتے ہین کہ کل کا وہ روز سعید ہے کہ خداوند ہمین غذاے عمدہ
کثرت سے بہم پہونچا دیگا اور جو شکم جو گوشت جانوران مردہ سے سیر ہوا کرتا تھا آج گوشت
مرغوب و نرم سے بھر جائیگا اور ادھر والے لوگ یہ کہتے ہین کہ ہم فوج خداوند ہین ہمین کون مارسکتا
ہے جب خداوند نے ہمین اپنی فوج قرار دیا تو فتح کا سہرا پہلے ہی ہمارے ہی سر باندھ
دیا ہے کل ہم میدان سے ابتر ہم ہین اور یہ خدا پرست نجیب الطرفین ہین یقین ہے کہ ہمارے
مقابل انھین پامال کر ڈالین گے ایک ایسا سمجھتا ہے کہ انکا قتل ہی کرنا کیا جیسے مٹی کے
کھلونے توڑے ویسے انکو قتل کیا اس لیئے کہ نہ وہ دیکھ سکتے ہین نہ وار کر سکتے ہین
اگر بینا بھی ہوتے تو ہماری زور و طاقت کو کہان پہونچ سکتے تھے بعض نے کہا کہ یہ لوگ
آنکھون والے بھی معلوم ہوتے ہین لیکن وہ کیا ہین جنکی آنکھین ہین اونھین کور باطن تصور
کرنا چاہیئے اسواسطے کہ یہ خداوند کو نہین پہچانتے اور اوسکے جلوہ قدرت کے قائل نہین
ہین بد نسب لوگ بے شمار ہین مگر کسی شمار مین نہین یہان تو یہ سمجھے ہین اور ادھر اہل عباد
دلیر کہتا ہے کہ خداوند نے بڑی ناانصافی کی ہے کہ ہم لوگون کو اندھون کے مقابلہ مین بھیجا ہے
بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم اندھون کو قتل کرین مگر المامور معذور خلاف حکم خداوند بھی نہین
کر سکتے معلوم کیا مصلحت ہی مگر مین تو حتی الامکان مقابلہ نہ کرونگا اور لڑونگا تو ہوشیار کرکے
اور بتا کے وار کرونگا بلکہ جب سپر بلند ہوئیگی تو سپر پر چوب مارونگا اور بغیر سپر اوٹھے ہوئے
مجھسے یہ وار نہ کیا جائیگا غرضکہ لشکر سے آلات حرب و ضرب کو درست کر رہے ہین اور
اہل اسلام مین ایک عالم ہے بغلگیر ہو رہے ہین کہا سنا اپنا اپنا دوست دوست
سے معاف کرا رہا ہے وصیت ایک دوسرے سے کر رہا ہے کہ اگر ہم قتل ہون اور
تم بچ جاؤ اور ممکن ہو تو لاش ہماری دفن کر دینا شہید کے لیئے غسل و کفن کی تو ضرورت
نہین ہے اسواسطے کہ پوشاک ہماری کفن ہے اور غسل ہمارا خون سے ہو جائیگا رہی نماز
جنازہ اگر اسکو کسی طور سے ادا کر دینا گڑھا کھود کر مٹی کے دفن کر دینا وہ جواب دیتے تھے
کہ ہم بھی تو اوسی حال مین ہین جو حال تمہارا ہے یہ امید ہی کہان ہے کہ کوئی زندہ بچیگا سنا ہے
کہ یہ لشکر آدمخوار اوس لشکر کے ساتھ ہین لاشون کا پتا بھی تو نہ ملیگا شکم اون آدمخوارون کا
ہماری قبر ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ قضا اس صحرا مین لائی تھی خیر کچھ پروا نہین جو مرضی الٰہی اسوقت
تو امیر غریب بادشاہ و فقیر سب کی ایک حالت ہے اگر خدانخواستہ وہ وقت بد آیا تو
بادشاہ و شاہزادگان و دیگر اولاد صاحبقران بھی تو محروم تربیت رہجائینگے
ہم کس شمار مین ہین لیکن خداوند کریم مین بڑی قدرت ہے ہمت نہ ہارنا چاہیئے
مرنا تو ہر طرح ہے ہم بھی جسکو پاجائینگے زندہ نہ چھوڑینگے مار کر مرینگے دشمن کو

کہانتک قتل کرینگے کوئی کفن پہن رہا ہے کسینے لباس کا گریبان چاک کرکے بصورت کفن بنالیا ہے کوئی سوار مرکب کو گلے لگا رہا ہے کہ کل ہمارے تیرے روز مفارقت ہے اے اسپ وفا شعار اگر تجھے ممکن ہو تو لاش ہماری دشمنوں سے بچاکر نکال لیجانا کوئی ہتھیار ٹٹول ٹٹول کو صیقل کر رہا ہے کوئی دلاور نیزے کی انی کو صاف کر رہا ہے کمانوں کو گوشہ میں رکھدیا ہے کہ انکو تو بیکار سمجھنا چاہیئے اس لیئے کہ یہ حربہ دور کا ہے اس میں نگاہ کا کام ہے کوئی گرز کو تول کر قوت کا اندازہ کرتا ہے کہ اب بھی وہی زور بل ہے یا آنکھوں کی طاقت بھی ساتھ لیتی گئی ہے لیکن جو لوگ کہ صاحب بصارت ہیں وہ انکو تسکین دیتے ہیں کہ بھائیو نہ گھبراؤ جب تک ہمارے دم میں دم باقی ہے تمپر آنچ نہ آنے پائیگی اپنے جانیں دینگے مگر تمکو بچائینگے حق تعالیٰ بڑا رحیم و کارساز ہے کیا عجب ہے کہ فتح تمہاری ہی ہو بڑی بڑی آفتیں سر صاحبقران کے زمانہ میں اس دور فلک ودا کے ہاتھ سے لشکر اسلام پر پڑی بڑی آفتیں آئیں مگر حافظ حقیقی نے بچایا سیکڑوں دفعہ سامان موت کا نظر آیا مگر پھر زندگی کی طولانی نکلی اور جو بلا آئی تھی وہ رد ہو گئی ملاحظہ فرمائیے ساحر شمشش کہ خداوند ساحران کہلاتا تھا جس کے ہیبت سے تمام ساحر کانپتے تھے جس کے سحر سے تمام لشکر صاحبقران کو پتھر کا بنا دیا تھا اور خود ساحر شمشش سحر سے ... قلزم میں نہنگ بنکر پوشیدہ ہو رہا تھا اور راستہ دریا کا کوکب جادو نے نظروں سے پنہاں کر دیا تھا ہرچند تلاش ہوتی تھی پتا نہ ملتا تھا اور صرف تین روز باقی رہ گئے تھے کہ اگر اس زمانے میں ساحر شمشش نہ ملتا تھا تو کل فوج پتھر کے ہو جاتے تو پھر اپنے حالت اصلی پر نہ آسکتے جو سحر اوسکا اوس نے پھیلایا تھا وہ کسی سے رد نہ ہو سکا اور جو لال جس پر بیٹھ گیا خواہ ساحر ہو یا غیر ساحر وہ پتھر کا ہو گیا جب بمشکل تمام کوکب جادو ہاتھ سے برق جادو کے مارا گیا اور دریا نظر آیا اور عمرو کشتی میں بیٹھکر گئے تو اندر دریا کے ساحر شمشش نہنگ بنا ہوا پھر رہا تھا عمرو نے اوس کو جال الیاسی سے گرفتار کیا اور باہر لائے تو کچھ ساعتیں اور باقی رہ گئی تھیں کہ اگر وہ گذر جاتیں اور ساحر شمشش اوس زمانے کے اندر قتل نہ ہو جاتا تو کوئی صورت مفر نہ تھی کسی خدا پرست کا نام بھی صفحہ ہستی پر نہ باقی رہ جاتا لیکن خداوند کریم تو بڑا کارساز ہے ہرچند کہ اسم اعظم صاحبقران نے بھی بسبب طلسم بند ہونے ساحر شمشش کے کام نہ دیا اور تلوار نے حمزہ صاحبقران کے اوس پر اثر نہ کیا مگر فطرت خواجہ عمرو کے تمام دنیا قائل ہو گئی کہ اونہوں نے فرمایا میں ابھی اس کو مارے ڈالتا ہوں اگر اس نے بیرون جسم کی محافظت کی ہے تو اندرون جسم کو کیونکر بچا لیگا یہ کہکر سیسہ گرم کرکے پلا دیا کہ شمشش سا ساحر تڑپ تڑپ کر مر گیا جب خداوند کریم نے ایسے ایسے مقام پر بچایا تو یہ فوج عادیوں کے کیا حقیقت رکھتی ہے اگر وہ چاہے تو ہمارے ہاتھ سے ان سرکشوں کے گردنیں کٹیں گی کہ ادھر تو یہ گفتگو زبان دینداران و جانثاران وفا شعار صاحبقران سے تسلی پارہے ہوتے ہیں اور تیاری جنگ میں مصروف ہیں اندھے ایک ایک سے علامات صبح دریافت کر رہے ہیں بعضوں نے رات ہی سے اپنے کو زرہ و ہتھیار جنگ سے آراستہ کر لیا ہے کہ ہمیں سفیدہ صبح سیاہی شب دونوں یکساں ہیں جب ہم وقت کا تعین ہی اندازہ نہیں کر سکتے تو ہمیں پہلے سے آمادہ و مستعد رہنا چاہیئے جو لوگ صاحبان چشم و بصیرت ہیں وہ اپنے اپنے خوابگاہوں میں محو خواب ہیں کہ صبح کو معرکہ کارزار گرم ہوگا پھر آرام لینے کی فرصت کہاں

بلبلکی ہاں اگر دوسری شب دیکھیں گے تو سوچینگے لہذا وقت کو غنیمت جان کر تھوڑی دیر آرام
لینا مناسب ہے غرضکہ وہ ساری رات تیاری جنگ و جدل میں بسر ہوئے لیکا یک دور
قمر تمام ہوا اور وقت طلوع نیر عالمتاب نزدیک پہونچا سیاہی سب سمٹ کر گوشہ مغرب میں
پنہان ہوئی اور افق چرخ سے سپیدۂ سحری کا ظہور ہوا ہر انجم میں اتنی نظر آئی روسی کے قمر پر
اور اسی چھائی رنگ عالم دگرگون ہوا علم کہکشان سرنگون ہوا افواج نور لشکر ظلمت پر غالب ہوئی
و سپیدۂ صبح نے اہرمن سیاہ شب کو زیر کیا نسیم سحری نے نیند خوابیدہ کو جگانا شروع کیا
کلیان سے پہولون شگفتہ ہوئے گل چاندنے پر اوس سے پڑ گئی گل شب بو کی رونق کم ہو گئی
چہرہ گل آفتاب کا روشن منور ہوا طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں سے نکل کر
شاخہا سے درخت پر بیٹھے ہوئے اور اپنی زبان بے زبانی میں حمد و نعت الہی بجا لا رہے
تھے چرندے صحرا کے مصروف چرا ہوئے درندے فکر صید میں سے چلے پھرتے ہوئے
قافلون نے کوچ کا سامان کیا بیت نقل میں وہاں کے عاشق ہجران کشیدہ نے شکر کا
سجدہ کیا کہ خدا خدا کر کے رات گذر گئی لیکن وہ خوش نصیب جو رات بھر لطف
وصال اوٹھا چکے اس وقت اون کا گریبان امید مثل صبح صادق کے چاک ہو گیا
اس لئیے کہ یہ وقت رخصت محبوب جانی کا ہے اور وہ ظالم بے وفا سے دیکھی
سے نہیں دیکھتا کہ کوئی چاہنے والا اسپر مبتلا ہے شاعر نہ مرکے بھی جب درد
قاتل نے دیکھا جو تڑپتے رہے تہمان [illegible] کیسے ہیں عابد شب زندہ دار رات بھر کی
عبادت صبح کے قریب وہ نیند سے تنہا لیٹتا ہے گوشہ مسجد میں بیٹھا جھوم رہا ہے
پہرے والے پہرہ بدلوا رہے ہیں [illegible] نے خواب کی تیاری کی ہے اور سونے والے
انگڑائیان لیکر اوٹھ رہے ہیں اپنے اپنے کاروبار کے انجام دینے میں مصروف ہیں شعر علی
الصباح چو مردم بکار و بار روند + بلا کشان محبت بکوی یار روند + ادہر دونون لشکر میں
آراستگی ہو رہی ہے بادشاہ اسلام کا تخت برآمد ہوا اول سلام صاحبقران کا ہوا جسکو
بادشاہ دین پناہ نے ہاتھ سینے پر رکھ کر جواب دیا پھر اسکے اور سرداروں کے سلام کا جواب ابروؤن
کے اشارہ سے دیتے جاتے ہیں سرداران نامی و گرامی اپنے شاہ کے سواری حلقہ میں
لئیے ہوئے ہیں اسی صورت سے میدان جنگ میں آ کر ایک مقام پر صدر قرار دیکر تخت
بادشاہ کو قائم کیا اور ہر سردار اپنے اپنے رتبہ کے موافق دس دس قدم لشکر سے آگے
بڑھ کر ٹھہرا اور صاحبقران عالیشان بمرتبہ صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر
قیام پذیر ہوئے رکاب سعادت انتساب میں بجائے خضران بن عمرو چالاک
عالیشان کے علم سر پر سایہ افگن ہے جسوقت پہرہ پہرہ میں اوسکے ہوا بہری تو آواز یا صاحبقران
یا صاحبقران پیدا ہوتی ہے اور ہر طبل سے آواز یا صاحبقران پیدا ہوتی آج کسی مصلحت سے
صاحبقران عالیشان نے سپر شاہی تبرک صاحبقران اول کو زیب پشت فرمایا ہے
اور جیغہ عقرب باندھا ہے اور علم اژدہا پیکر جلوہ گر ہے اور طبل سکندری بج رہا ہے
[illegible] پیدا ہوا تھا سبب ان تبرکات کے استعمال کا شاید مدد
غیبی اور فال نیک تصور ہو غرض صفین آراستہ ہوئے لیکن رستم خان بن کہنجاب

بن کنجوب بن ملک حیران و یونس کہ یہ ماموں ہین شہزادہ نور الدہر کے اور برادر
نسبتی شاہزادہ بدیع الزمان کے دلشکرشکن کے ہین دوا ہوئے ہین صاحبقران ثالث کی
تین لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے مدد آئے اور ایک ایک لاکھ سوار رستم خان بن گاؤ
تکل و شاہزادہ بہار مغرب فرامرز عاد مغربی کے ہمراہ بھی ہین ان لوگون نے صاحبقران سے عرض
کی ہے کہ جنگ عظیم ہوگی اور پانچ لاکھ سوار ہم لوگون کے ساتھ ہین بس یہی کافی ہین زیادہ کی ضرورت
نہین ہے فوج نابینا کو تکلیف نہ دیجیئے ورنہ باعث ابتری ہوگا صاحبقران نے رائے ان لوگون
کی پسند فرمائی اور فوج نابینا کو میدان سے واپس کیا اور فوج کند ہور تاشکے و لشکر دیگر سرداران
نابینا جو کہ ان لوگون سے پہلے آ لئے تھے اونکی فوج موجود ہے سردار کبھی بعض شہید ہوئے بعض موجود ہین
گر زخمی یا علیل ہین ان لوگون کے سپرد نگہبانی فوج نابینا کے ہوئے غرضکہ چشم زدن مین صفین آراستہ
ہوئین میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈاول سب درست ہوا اور زیر تخت قیصر عاد کا سد ہین
قائم ہوا اور تمام عادی صف باندہکر کھڑے ہوئے اور آدم خوارون نے پہلے لشکر عادیان مین صف اپنے
لشکر کی درست کی اور آگے اونکے پانچ آدم خوار اور پشت نہنگ باندہے ہوئے کرگدن
سیاہ زیر ران بمرتبہ سرداری تھے اسیطرح ہر سردار مثل طوفان عاد و افغان عاد
وجالوس عاد و صمصام عاد و قمقام عاد و بہرام عاد یہ ساتون سردار سات
لاکھ فوج کے آگے بمرتبہ سرداری کھڑے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمزادون کے
مقابلہ مین دیوونکا لشکر پست قد ہے ہر پہلوان بلندی قامت مین حدود انسانی سے باہر
معلوم ہوتا ہے اور ہر کرگدن ایک پیل مست کے مانند ہے غرضکہ بعد آراستگی صفوف
قتال وجدال تبردار دونون جانب سے نکلے اور جہاڑی جھنڈے کو کاٹکر میدان کو
صاف کیا جب یہ واپس گئے تو بیلدار پھاوڑے باندہے ہوئے نکلے اور پستی و بلندی
زمین کو مثل آئینہ ہموار کر دیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھلایا میدان ایک دم مین
مثل آئینہ صاف و منور ہوگیا اب دونون جانب سے نقیبون نے صفون مین جاکر آواز دی
کہ اے بہادر و صف شکنو یہ وہ روز مسرت اور روز راحت ہے کوئی با فتح و فیروزی خوش و
مسرور اپنے گہر کو آئیگا اور کوئی عروس مرگ سے ہمکنار ہوگا دونون کے انجام اچھے ہین اگر
مرے تو شہید اور جیئے تو غازی کہلاے دنیا بھی ہی اور عقبےٰ بھی رہی کہ وہان صلہ مین بہشت
ہے اور یہان ناموری ہر شخص یہی کہے گا کہ فلان کا بیٹا اور فلان کا پوتا کیا سورما کال رکھتا
تھا کہ مرتے مرتے قبضہ شمشیر کو ہاتھ سے نچہوڑا اور جو شخص کنارہ کشی کریگا وہ دونون
جہان مین خوار و ذلیل ہوگا اپنے ساتھ اپنے بزرگون کے نام کو مٹائیگا بس جسے جنس شہادت
و عروس مرگ کی حاجت ہو وہ جان سے دست بردار ہو کر خریدار جنس آخرت
معشوق یوسف جمال مرگ ہو اس لیے کہ دنیائے فانی مین چند روزہ زندگانی کے طمع مین
جان کا عزیز رکھنا اور آبرو سے ہاتھ اوٹھانا اچھا نہین اگر ہزار برس بھی جیئے تو ایک دن
مرنا ضرور ہے کیون کہ شعر ذات معبود جاودانی ہے باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے
نام بزرگون نے اپنی شجاعت کی جانفشانی مین پیدا کیے ہین [illegible] افسوس کی بات ہے
کہ اسکو یون گنوا دین اور محنت اونکی رائگان کردین نام انکا مٹ جائے جس کو بہادران آفاق

جامین دیے دیگر حاصل کرتے ہیں اور اوسکا نتیجہ ابد الآباد تک کے واسطے اپنی بقا تصور
کرتے ہیں شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
جسوقت نقیبان خوش آواز عمدہ لہجہ میں نقابت کر کے ہٹ گئے اور جنگی باجے بجنے لگے بہادر
و دلاور کی رگوں میں خون شجاعت جوش زن ہوا اراده کر لیا کہ آج میدان جنگ کو خون سے
گلنار کر دینگے اور لباس سفید اپنا خون سے رنگ کر دولہا بنینگے اور آغوش مرگ میں جا کر عروس
اجل سے ہمکنار ہونگے کہ یکایک لشکر کفار سے طوفان عاد گرگدن اپنا گجک مار کر بڑھایا اور سامنے
تخت صفیر عاد کے آکر اجازت مانگی صفیر عاد نے کہا کہ خداوند تیرا نگہبان طوفان عاد نے باگ
مرکب کی موڑی اور رخ میدان کارزار کا کیا اس کی آمد سے زمین کو زلزلہ تھا ہر گام سہم کر گرتا
کے زمین میں دھنسے جاتے تھے یہی الیاس مرکب تھا کہ بار اتنے بڑے جوان کا اوٹھائے
ہوئے تھا کہ جسکے ہاتھ میں گیارہ سو من کا گرز جو پڑا ہوا تھا اسکا لنگر اور سوار کا لنگر
اس شان و شوکت سے طوفان عاد میدان جنگ میں آکر قائم ہوا اور نیزہ زمین پر
گاڑ کر اسنے نعرہ کیا کہ باشندگان فرقہ خداپرستان لوگ وہ مسلمانان آگاہ ہو کہ خداوند لقا کو ان
نابکار نے بھاگتی جوت کا خداوند ہے کہ اوس سے بہتر کوئی خداوند نہ ہوا اور نہ ہوگا
بڑے حیف کی بات ہے کہ تم لوگ اوس سے دشمنی پر کمر باندھے ہوئے ہو جسنے تم کو پیدا
کیا اور اس مرتبہ جلیل کو پہونچایا کہ آج تمہارے جواب دینے والے پرده دنیا پر کم ہو گئے
لیکن تم اوس کی شکر گذاری کے عوض اوسے خداوند کے قتل کا اراده رکھتے ہو کیا شان
ہے بھلا خدا کہیں بندہ کے قتل کرنے سے قتل ہو سکتا ہے یہ بھی اوس خداوند کی رحیمی
ہے کہ ابتک تمکو اوس نے زندہ رہنے دیا شاید اس میں یہ مصلحت ہو کہ اب بھی تم
راہ پر آجاؤ ورنہ ابتک اگر وہ ملک الموت کو حکم دیدیتا تو وہ تمہاری روح کو اسطرح
قبض کر لیتے کہ ایک کو ایک کی خبر بھی نہ ہوتی جب تم نے کسی طرح اوسکو نہ پہچانا اور دیدہ باطن
کو اپنے اور عقیدت سے روشن نہ کیا تو خداوند نے غضبناک ہو کر تم کو اندھا کر دیا لیکن
پھر بھی رحم کیا کہ کسی ساحر کو تمہارے قتل پر مامور نہیں کیا کہ تم سحر نہیں جانتے ہو پہلوان
ہو تو اوس نے بھی پہلوان کے مقابلہ میں پہلوان بھیجے ہیں اور ہم لوگ پہلوانان
خداوندی میں سے ہیں بھلا تم ہم سے کیا لڑ سکو گے اب بھی نصیحت میری مانو اور اپنے
ارادے سے باز آؤ اور گناہان گذشتہ سے توبہ کرو تو میں خداوند سے سعی کر کے
گناہ تمہارے عفو کرا دوں آنکھیں تمہاری پھر سے روشن ہو جائیں بس یہ
تقریر جو اس کافر کی اہل اسلام نے سنی لاحول پڑھا اور جواب دیا کہ تو کیا بکتا ہے
وہ خداوند تیرا کیا گدہی ہے جو تو ہیچ سے کام لیتا ہے اور اپنے گدے سے کچھ
نہیں ہوتا ہے بس یہ میدان جنگ ہے مجلس وعظ نہیں ہے کہ تو اتنی کہانی سنا رہا ہے
اگر کچھ دعوائے مردی و مردانگی ہو تو میدان میں طلب کر یہاں بھی بہت سے دلیر دشمن
تیری سرکوبی کو موجود ہیں بس یہ سننا تھا کہ طوفان عاد نے کہا کہ [illegible] قلب
ہو گیا ہا نو کے جیب ہی تو خداوند تم سے ناراض ہے خراب تمہاری قسمت ہوگی ذرا [illegible] ہے
جب تقدیر بگڑتی ہے تو سیدھی بات اولٹی معلوم ہوتی ہے [illegible] مرکب کو

آرزو ہی تھا جو یہ سنتے ہی رستم خان بن گاؤ لنگی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مرکب سے اوترا آستان عبودیت کو بوسہ دیا اور اجازت حرب چاہی ہے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے پھر فرمایا کہ جام الاعفریت دینا چاہیئے فرمایا رستم خان بن گاؤ لنگی نے ساغر ہونٹوں سے لگا کر جرعہ نوش کیا اور سلام رخصت کر کے مرکب پر سوار ہوئے اور کڑکڑا کر [illegible] بانگ کا دیا طوفان عاد سے سامنا کیا یہ بھی بہت بڑے جوان ہیں لگ بھگ وقت سامنے طوفان عاد کے [illegible] ہوا کہ انسان نے ہی جان کا مقابلہ ہے طوفان عاد نے جو رستم خان بن گاؤ لنگی کی طرف دیکھا تو آواز دی کہ بس انھیں سرداروں پر لشکر اسلام نے [illegible] کی ہے جن کے سن آچکے قوا ضعیف ہوگئے پوچھا طوفان نے کہ کیا نام ہے تمہارا رستم خان بن گاؤ لنگی نے کہا کہ ایک گمنام ملازم اوس صاحبقران ذیشان کا ہوں کیا کہو گے نام بتلاؤں مجھکو رستم خان کہتے ہیں یہ طوفان عاد ہنس پڑا اور پکارا کہ اسکے قد و قامت پر رستم خان نام رکھا ہے مصرع

برعکس نہند نام زنگی کافور +

اس کے بعد رستم خان سے کہا کہ وہ شخص کہاں ٹھہرا ہے جو تم سبکا [illegible] اور زور و طاقت میں سب سے زیادہ ہے یہ سنکر رستم خان نے اشارہ بدیع الملک کی طرف کیا طوفان عاد کو اور بھی حیرت ہوئی اور اسنے کہا کہ یہ مجھے بھی زیادہ ناتوان معلوم ہوتا ہے رستم خان نے کہا کہ وہ انسان ہے تیرے طرح قوم حیوان سے نہیں ہے لیکن دیو کش ہے [illegible] دیو کو [illegible] ٹانگیں چیر کر پھینک دیا ہے بس یہ سنکر طوفان عاد نے کہا کہ تو بڑا وریدہ دہن معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح سے سخت کلامی کرتا ہے جان کو اپنی نہیں ڈرتا رستم خان نے کہا کہ اگر جان کو ڈرتا تو تیرے مقابلہ کو کیوں آتا یہ سنکر طوفان عاد نے کہا لا ضرب بہادری کے تاکہ تیرے دل میں حوصلہ نہ رہ جائے اور مجھکو [illegible] شمشیر کر سکے دوسرے کو میدان گور میں بھیجوں یہ سنکر رستم خان بن گاؤ لنگی نے کہا کہ مجھکو [illegible] میں [illegible] سخت ہوں اور تو [illegible] وار کر اس لیئے کہ آئین اسلام کے خلاف ہم لوگ نہیں کر سکتے جب تیرا تیر سے ضرب سے بچا جائیگا تو دیکھا لیا جائیگا بس یہ سنتے ہی طوفان عاد نے خبردار خبردار کہکر نیزہ رستم خان کے حوالے کیا رستم خان نے نیزہ کو اپنی نیزہ سے پر لگا لیا [illegible] رد و بدل ہونے لگی طعنیں چلنے لگیں [illegible] بند [illegible] سے لگے بالا [illegible] ہوا سنانوں [illegible] سے چنگاریاں اوڑنے لگیں قریب بیس پچیس طعنوں کے حملے ہو چکے تھے کہ ایک مقام پر رستم خان نے نیزہ کو طوفان کے نیزہ پر لگا دیا اور لپیٹ کر [illegible] کاکل محبوبان [illegible] کے جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے طوفان کے ہوائی ہوا بس نیزہ اسکی ہاتھ سے [illegible] طوفان کے نظروں میں تیرہ و تار ہوگیا اور رستم خان نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا فوج اسلام [illegible] بلند ہوئی فوج کفار [illegible] طوفان عاد نے آواز دی [illegible] نے کہ نیزہ [illegible] کے [illegible] دیا کا گرد [illegible]

ہاتھ پاؤں تو چھڑا نہ سکے لیکن نہیں معلوم ہوتا تو نے کیا ترکیب کی کہ نیزہ چھوٹ گیا
شیر کچھ پیدا نہیں نیزہ بازی خلال بازی روک اس چوب کو کہ پیک پنجہ اجل ہے
ہشیار رہنا رستم خان نے کہا کہ ہم خبردار ہیں وار کر بس طوفان عاد غصہ کے
سبب سے جھلایا ہوا تھا اس نے وہی چوب دست گران سنگ گیارہ سو من کے
ضرب کو اوٹھایا اور سر چرخ دیگر سر رستم خان پر دو دستی وار کیا رستم خان
نے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب وہ شکست جو سپر پر پڑی ہے تراقے کی
صدا بلند ہوئی اور سپر سے پھول اور ٹے کمر مرکب رستم خان کی شکستہ ہوئی رستم خان چاہا
کہ کود کر توسن سے علیحدہ ہوں قضائے کار اتفاقات روزگار پاؤں رستم خان کا رکاب میں اولجھا ادہر تو گھوڑا گرا
اور اودھر مرکب رکاب کے جھٹکے سے پاؤں پر آ رہا کہ جنبش سے عاجز ہو گئی طوفان عاد تو سمجھا کہ مار لیا
حریف کو لیکن حالت رستم خان کی جو فرازعاد مغربی نے مشاہدہ فرمائے وہیں سے مرکب کو
اپنی لا جولان کیا اور قریب آ کر پوچھا کیا حال ہے رستم خان نے جواب دیا کہ فضل الٰہی
سے رد کیا میں نے وار اوس کا تو کاٹا مگر پاؤں رکاب میں اولجھا مرکب کی
کمر ٹوٹ چکی تھی بے حال ہو رہا تھا جھٹکے کے ساتھ ادھر آ رہا پاؤں رکاب سے
نہ نکل سکا چنانچہ گرفت کی باقی رہی ہے مگر اس سے لڑوں گا فراز نے کہا
کیا جہالت ہے ہم تو موجود ہیں جب اچھے ہو لینا اوس وقت مقابلہ کرنا یہ شنکر
رستم خان خاموش ہو رہے کہ درد سے رنگت چہرہ کی زرد ہو گئی تھی فرازعاد
نے سواری طلب کر کے رستم خان کو شفاخانہ شاہی کے جانب روانہ کیا
رستم خان کا تو علاج ہونے لگا گھوڑوں نے پاؤں تھما یا خندش سے لیکن یہاں
فرازعاد مغربی نے طوفان عاد سے سامنا کیا طوفان نے کہا کہ دیکھا تو نے
ہم نے کیا حالت کی اوس کی اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہے تو مقابلہ نکر اور دین
الکون پرستی اختیار کر کہ بہت اچھا دین ہے اور پرستش خدائے نادیدہ کی ترک کر
فرازعاد نے جواب دیا کہ ایک ضرب بہادری کے تو کیا گیدی ہے اور تیرا
خداوند کیا مسخرا ضرب دہ ہے بس یہ کلمہ سخت جو اوس نے اپنے خداوند کے
نسبت سنا کہا کہ تم سب لائق اسی کے ہو کہ تمکو سزائے موت دی جاوے
خداوند کا نام اس سے پہلے عزنی سے لیئے ہو لو اس کو کہ یہ پیک پنجہ اجل و دست
ملک الموت ہے یہ کہکر وہی گیارہ سو من کے ضرب سے سر چرخ و کلہ فرازعاد کے
سر پر وار کیا شاہزادہ بہارستان مغرب نے وار اس کا سپر پر روکا تراقے کی
صدا بلند ہوئے شعلہ فلک کو نکل گیا نتق گرد و غبار بلند ہوا کہ فرازعاد مع مرکب
پوشیدہ ہوئے کمر مرکب فرازعاد کی شکستہ ہوئی مرکب پہلو کے بل گرا گر فرق
ترچھا ہونے سے چوب پشت اسپ کے شانی پر گرے گیارہ سو من کے ضرب
لنگر شانہ سے کیونکر چوکے ہاتھ فرازعاد مغربی کا جھول گیا چاہا کہ جوانمرد اس کو
ہاتھ قابو میں نہ پایا یہ حالت دیکھکر عیاران لشکر اسلام دوڑ پڑے اور فرازعاد
عاد مغربی کو لیکر شفاخانہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوئی طوفان عاد نے پھر مبارز طلب کیا

اور

اور لاف و گزاف کرنے لگا شاہزادہ بدیع الملک نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے عرض کی
کہ رستم خان بن گاؤ لنگی اور فرامرز عاد مغربی دونون ہاتھ سے طوفان عاد کے
زخمی ہوئے رستم خان کا پانون بضرب دیگر ٹوٹ گیا اور فرامرز کا شانہ شکستہ
ہوا اور مرکب دونون کے دشمن کے ضرب کا لنگڑا ہوا اور بھاگ سکے کمرین ٹوٹ
گئین فرمایا کہ ستارہ مسلمانون کا گردش مین ہے خیر جو منظور خدا ہو رستم خان
بن کنجاب گھوڑا بڑھا کر قریب آچکا تھا اس نے عرض کی کہ حضور یہہ عادی بہت
بڑا پہلوان ہے خداوند کریم فتح یاب کرے اب ایک مین باقی رہون تو کیا کر سکتا ہون
جو مجھ سے بدرجہا بہتر تھے وہ تو ہاتھ سے اوس کے زخمی ہو گئے میں کیا بنا لون گا
لیکن شاید اقبال حضور کا یاوری کرے اور آپ دعا دین اوس کی برکت سے
عجب نہین ہے کہ فتح حاصل ہو مگر وہان تو جتنے ہین کوئی اس سے کم نہین
ہے غلام کس کس سے لڑے گا اب اس خادم کو رخصت جنگ عنایت ہو
اور پروردگار عالم سے مدد طلب کرین بدیع الملک نے کہا کہ بہتر ہے کہ مجھے
اس کے مقابلے کے واسطے جانے دو میدان کو فرق کر دو رستم خان
نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کہ خادمون کے ہوتے آقا لڑنے کو جائے
جس وقت ہم نہ ہونگے اوس وقت حضور کو اختیار ہے لیکن ہم اپنی موجودگی مین
آپ کو نہ جانے دین گے یہان تو یہہ بحث در پیش ہے اور اودھر طوفان عاد بار
بار مبارز طلب کر رہا ہے کہ یہ تقریر تقدیم و تاخیر بیکار ہے اس لئے کہ انجام سب کا
ایک ہی جا ہے پہلے آؤ جا ہے بعد لیکن دیر کرنا اچھا نہین ہے یہہ سنکر رستم خان
نے باگ مرکب کی لی اور صاحبقران کو قسم دیکر روکا تھا کہ جانب بیابان سے
یک گرد پیدا ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آگے آگے تھے دامن گرد چاک ہوا
اب جو دیکھتے ہین تو صحرا نہین ہے لالہ زار معلوم ہوتا ہے گل لالہ کا تختہ کھلا ہوا ہے
وہی نقاب دار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے مرکب دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے
صاحبقران نے پوچھا کون آیا ہے لوگون نے عرض کی کہ حضور وہی نقاب دار
سرخپوش ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو مانند سایہ کے ہر وقت اور ہر جگہ
موجود ہی رہتا ہے خداوند عالم اس کو سلامت با کرامت رکھے نہین معلوم
یہ مرد بزرگ کون ہے جس کو اس قدر مجھسے محبت ہے کہ ہر درد مین شریک حال ہے
سینہ سپر جیسے شمع پر پروانہ ہوتا ہے سیکڑون احسان مجھپر کئے ہین کہان تک شکریہ
نقاب دار کا ادا کرون ایسا ہے کوئی کہ میری طرف سے بعد سلام مزاج پرسی
نقاب دار کی کرے رستم خان بن کنجاب قریب کھڑے ہوئے تھے
ابھی رکب پایا نہ تھا اور گرد کے اوڑانے سے اور تامل ہوا تھا کہ دیکھین کون آتا ہے
تو پھر پلٹین رستم خان پیام صاحبقران عالیشان کا نقاب دار سرخپوش کو
دیا میر باتوقیر آپ کو سلام کہتے ہین اور مزاج پوچھتے ہین نقاب دار نے
جواب سلام ادا کیا اور کہا کہ میری جانب سے بھی مزاج پوچھو اور سلام کہو

اوس نقاب دار سے کہی کہ آج نقاب پوش اجازت جنگ مانگتا ہے ہر چند کہ آج تک
کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ نقاب دار نے خود جنگ کی صاحبقران عالیشان یا بادشاہ اسلام
سے اجازت مانگی ہو لیکن خلق صاحبقران سے نقاب دار کبھی [illegible] سکھا دیا ورنہ
سپاہ اون لوگون کا یہ ہوا ہے کہ [illegible] اونکی [illegible] سے ہمیشہ
[illegible] عرض کہ جواب مین صاحبقران نے فرمایا [illegible] اگر آپ
[illegible] میری کہان آپ کو جنگ کی
اجازت دون [illegible] نقاب دار [illegible] ہر دو بزرگ آپ کے سامنے
[illegible] آپ کو صاحبقران نشانہ کیا ہے آپ اس وقت
[illegible] کہ حریف الف نقی کر رہا ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ [illegible] بسم اللہ تب نقاب دار نے بائین رکب
[illegible] اجازت [illegible] مثل شعلہ جوالہ سامنے طوفان عاد کے
آکر [illegible] دہی [illegible] لاضرب سپاہ دہی کے اور دیکھ
[illegible] طوفان عاد نے کہا اور نقاب دار [illegible] کمان سے آیا ہے
جا [illegible] مجھ سے مقابل [illegible] اپنی جان سے عاجز ہوا ہے
[illegible] اس قابل نہین [illegible] اختیار کرے نہین دیکھا تو نے کہ جو لوگ
مجھ سے [illegible] اون کی [illegible] حالت نقاب دار نے جواب دیا کہ قوت
ہونا اور جرأت ہونا [illegible] دیکھ [illegible] کرتا ہون [illegible] موٹے ہاتھ کا
[illegible] طوفان عاد نے نیزہ [illegible]
[illegible] نقاب دار [illegible] طوفان [illegible] اور [illegible] ہوا گیا
[illegible] آئی ہوئی کہ نقاب دار نے آواز دی کہ روک نیزہ کو نیزہ جاتا ہے تیرا اس
[illegible] طوفان [illegible] اور نیزہ ہاتھ سے اس کے
نکل گیا لشکر نقاب دار سے [illegible] کے صدا بلند ہوئی اور لشکر اسلام سے حسنت و مرحبا کی
آوازین آئین صاحبقران نے بھی بلند آواز سے فرمایا کہ اے نقاب دار سبحان اللہ
کیا کہنا ہے [illegible] معذور ہون [illegible] جوان کے ہاتھ سے
[illegible] نیزہ نکال [illegible] نقاب دار نے سلام کیا اور کہا کہ
[illegible] نقاب دار کا نہایت [illegible] تھا اور
[illegible] حال نقاب دار کا [illegible] نقاب دار [illegible] اگرچہ معلوم ہو
[illegible] جس وقت نیزہ ہاتھ سے طوفان عاد کے نکل گیا اس نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہے تم لوگ اس فن مین کمال رکھتے ہو [illegible] نیزہ بازی [illegible]
[illegible] اور گیا [illegible]
[illegible] نقاب دار [illegible]
[illegible] کی پناہ کیا [illegible] کی صدا بلند ہوئی [illegible]
[illegible] ہاتھ تو نقاب دار کے [illegible] فولادی [illegible] کہ نقاب دار کی

اوس فیل کو دیکھتے ہی نقابدار نے زین خالی کیا چوب مرکب پر پڑی مرکب نقش زمین ہو کر رہ گیا لیکن نقابدار
بہادر اوسی طرح گرد مین سے باہر نکل آیا جب دیکھا کہ زیر گرز گران طوفان عاد پر پہنچ گئے اوسپر طوفان
عاد نے نعرۂ دم و پیوستہ کردم کا نعرہ کیا اور فوج کفار سے تعریف کی صدا بلند ہوئی قلب صاحبقران
عالیشان کا تھر آگیا کہ نہ معلوم نقابدار پر کیا گذری اہل اسلام کو گمان ہوا کہ نقابدار مارا گیا لیکن چونکہ
نقابدار پہلے تو سمجھا کہتا تھوڑی دور جا کر پلٹ گیا پھر سمجھ کی ذہن مین نہ آیا صاحبقران ذیشان
نے فرمایا کہ نقابدار بہادر پر کیا گذری رستم خان بن گنجاب نے عرض کی کہ ٹک گرد
برطرف ہو تو حال نقابدار کا معلوم ہو فرمایا کہ کوئی عیار پیراسے خبر نہین گیا ہے عرض کی عیار
نقابدار رہا جاتا تھا مگر راستے سے پھر آیا کہ نعرۂ اللہ اکبر کی آواز کان مین آئی دیکھا تو نقابدار
بحیثیت طوفان عاد کو معہ گرز گران اوٹھائے ہوئے لئے جاتا ہے رستم خان بن گنجاب
کے تو ہوش باختہ ہوگئے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور یہ نقابدار نہین معلوم کون شخص ہے
اتنا بڑا جوان جسکی ضرب سے کمر مرکب نقابدار کی شکستہ ہوئی اوسکو بمع مرکب اوٹھا لیا ہے
اور اس فیل آہنی کی طرف لئے جاتا ہے جو صد ہا پان نہ لایق کہا جاتا ہے اور ڈیڑھ سو قدم
کے فاصلے پر ہے ہر چند طوفان عاد چاہتا ہے کہ مرکب سے کود پڑے مگر نقابدار نے
پاؤن اسطرح پکڑ لئے ہین کہ جنبش نہین کر سکتا ہے بدیع الملک نے کہا یہ زور سوا دادا
صاحب یعنی عالیشاہ رومی و رستم بارگاہ جناب حمزہ صاحبقران اول کے اور کسی کا نہین
تھا سبحان اللہ کیا یہ بھی کوئی اونہین بزرگ کی یادگار ہین اور یہ ہماوٗن کا لشکر تعجب سے دیکھ رہا ہے
کہ یہ انسان ہے یا جن ہے کہ اتنے بڑے بہادر کو بالکہ دو ہاتھون کو تلے اوپر اوٹھائے ہوئے
ہین لیکن دیکھا چاہئے کہ انجام کیا ہوتا ہے وہان نقابدار بحیثیت طوفان عاد کو معہ گرز گران اوٹھا
ہوے فیل سرخ تک لے گئے جسکا فاصلہ میدان جنگ سے ڈیڑھ سو قدم تھا اور نیچے رکھکر کہا کہ اے
طوفان کیا تو نے زور دیکھے تیلے ہاتھون کا اب کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین
طوفان نے کہا اے نقابدار یہ میرے غرور کی سزا مجکو خداوند اکوان نے دی ہے مگر سوت ایسیہ
تو اوسنے ہمین بھی نہین کی پہچ [illegible] کس بات کا ہے جو میرا اختیار کرون فرمایا
نقابدار نے کہ شیطان تجہپر مسلط ہے اور تو راہ پر نہ آئیگا دیکھ سنبھل اور ہوشیار ہو جا کہ اب
ختم حیات تیری طوفانی ہوا چاہتی ہے یہ کہکر دونون ہاتھون پر تولکر جو اوسے [illegible]
پر مارا پیکر طوفان عاد کا معہ گرز گران چور چور ہوگیا لشکر نقابدار نے شور مبارکباد بلند ہوا لوگ
خوشیان منانے لگے اور عیار نقابدار دوسرا مرکب لیکر چلا اہل اسلام نے آفرین و تحسین کی
صدا بلند کی صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت اسنے زور رستم نوجوان کا دکھلا دیا یہ آپہی کا
واسطے تھا نقابدار نے جواب دیا کہ مین بھی غلام اونکا ہوتا ہان اونکا زور اولاد دیکھا دے اوسکی
ایسے ایسے لوگ اوسکی اولاد مین موجود ہین قیصر عاد نے جو دیکھا کہ اتنے بڑے سردار کو نقابدار نے
اس ذلت و خواری سے مارا کہ کسی اوسے کو بھی کوئی زبردست نہین مار سکتا اب اس نقابدار
سے کون لڑے گا بس اسنے زانو پر ہاتھ مارا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ ارے کیا دیکھتے ہو
نقابدار اتنے بڑے سردار کو مار کر یون صاف نکلا جاتا ہے گھیر لو اسکو جانے نہ دو یہ حکم پاتے ہی
ساٹھ لاکھ چالیس ہزار کا لشکر گھوڑے دوڑا کر نقابدار کیطرف چلا انہین دیکھتے ہی لشکر نقابدار کے جو

کل چالیس ہزار سپاہی ہیں لیکن ہر ایک بہادر او ستمگار ہے اپنے مالک پر نثار ہونے کو مستعد ہے لیکن نظر سے
معلوم ہوا کہ ستمگار یان لپیٹا لشکر یا اندر ہونی کی آہیں تنین کر شیر شہاب پہلوان فوج ظالم پر گرین آداز کم
کم بیا جو اچھا صاحبقران کے گوش زد ہوئی فرمایا کہ کفار نے یلغار کر دیا ہے چھوٹا اون کے کیا اسکی زبان
ہین یہ نام سنا سید ہو گیا ہے رستم خان نے عرض کی کہ کفار آپڑے ہیں اور لقا بیدار تنہا بلکہ پیدل
پورے پھر یا کہ پا انکسر کیا مستعد ہو کے واسطے ہے پہلوان کا فرزن جو عہد دو ن کو مدد کر لقا بیدار کی
ہیں مشتری پہلوانون سے ہی پہلوانون نے بودے پا لو ن کے لیے اور فوج کفار پر جا پڑے لگی تلوار چلنے
لگی پر بکھیرے یلغار ہوئی لیکن سوار ون میں سوار رستم خان بن کنجا ب کے اور باقی ہی کون تھا
لشکر بعد تھا صاحبقران نے چالاک ثانی سے فرمایا کہ ہمارا مرکب بلستی جسکا نام ابلق باد رفتار ہے
اور لقا بیدار کی واسطے کیا چالاک قریب اوس مرکب کے آیا ساز و یراق سے آراستہ پایا جلدی
سے پاک کر کے ہین لیکر دوڑتا ہوا اوس سے جلد کیا کہ عیار لقا بیدار سے پہلے پہونچا اور مرکب پیش کیا
اور ہر گردن کے صاحبقران عالیشان نے آواز بھی دی تھی کہ لے آ لقا بیدار دلاور یہ
نذر میری قبول ہو اس پہ سوار ہو لیکن نہ تھکیگا ورنہ مجھے ملال ہوگا لقا بیدار نے جواب دیا کہ یہ مرکب
ہر کسے واسطے خلعت سرافرازی اور سند صلہ جانبازی ہے یہ نہیں چالاک ثانی مرکب
آرا ستہ پایا تھا رکاب میں ہاتھ دیکر عرض کردن کہ بسم اللہ سوار ہو جیئے پر کچھ کہنے بھی نہ پایا
تھا ہاتھ [illegible] بیدار پشت مرکب پر پا رکاب میں پاؤن میں انگلیاں لگام ہاتھ میں پہونچ گئی
رکابون [illegible] پاؤن لقا بیدار کی آنکھوں میں رکھ لیے اور لجام نے دست بوسی کا شرف
حاصل کیا چالاک ثانی تو اپنی چالاکی بھول گیا کہ ایک برق تھی کہ جا کر پشت مرکب
پر آگئی جلدی سے باگ چھوڑ کر علیحدہ ہوا اور لقا بیدار نے تلوار کھینچی اور مثل شعلہ جوالہ فوج
غنیم پر گر الٹا اسپ کیا اور پیر رستم خان بن کنجاب نے تلوار کھینچی اور تمام
لشکر اسلام لشکر کفار سے تہ و بالا ہو گیا ہر طرف نیزہ و گرز و شمشیر چلنے لگی جو عادی
لشکر کا تھا زمین ہلتی تھی گرد اون اور انسانون کی لڑائی تھی لیکن سات لاکھ فوج
لشکر کفار نے قدم اہل اسلام کے آگے بڑھنے سے روک دیے لقا بیدار جوش تو
اور سب لشکر میں مثل موج طوفانی کے ہر طرح اپنا عمل بیٹھا ہے ہو سکے اور ڈوب
ڈوب کر اٹھا رہا ہے لیکن فوج اسلام سوا پیچھے ہٹنے کے آگے نہیں بڑھ سکتی مرکب
ہنگامہ دو ن لشکر میں او ہٹا سکے گھوڑے جو تیغ پا ہو کر پڑے ہیں سوار ہر چند
ہر پا سے قدم میں لیکن وہ گر کر ان کے لگا ور کا لید تک تحمل شہر میں رہا تا کہ آپ تخت بادشاہ
اسلام کا طالب مشکلین آگیا ہے صاحبقران نے بھی تلوار کھینچ لی ہے اور آگے آگئے
تخت بادشاہ کے چوکی پا تھ تال رہے ہیں جو عادی قریب آتا ہے وہ مارا جاتا ہے
جو الگ رہتا ہے وہ ضرب صاحبقرانی سے محفوظ رہتا ہے سرداران لشکر
کفار نے قیامت برپا کر رکھی ہے ایک جانب افغان عاد وجہ بدمست بگڑے ہو
چلا آتا ہے اسکا حربہ فیل فال سے کم نہیں ہے زور و طاقت میں بیکم ہے لشکر اسلام
پر ساعت بلائیں نازل ہیں ایک طرف افغان عاد لڑتا چلا آتا ہے جسے جو بدمست مار کر
رکاب مرکب دونون ایک ہو گئے پشت پر آدمی سوار ساتھ ہیں جو مار گیا لاش کا پتہ

ہی نہ ملا کہ کیا ہو گئی دوسری جانب بہرام جادو اسی صورت سے پست کرتا چلا آتا ہے لاشین آدمخوار کہا
جاتی ہین صرف سخت ہڈیان تو بچ جاتی ہین نرم استخوان تک چبا جاتے ہین شکم آدمخور مردون سے
مرقد ہین بلکہ گنج شہیدان ہو گئے ہین ایک طرف جاسوس جادو اژدہا پشت نہنگ سے مشغل تن کو چھوتا
ہوا چلا آتا ہے آدمخوار دانت لگا لگا کر دور تک لے گئے ہین لاشین کھا جاتے ہین ایک سمت ساوس جادو
ساطور گران پکڑے ہوے ہے جس پر ہاتھ مارا دستہ پڑا گو گرز کا کام دیا اور پہل پڑا تو راکب و مرکب کو
چار ٹکڑے کیا ایک طرف صمصام جادو دوسری جانب قمقام جادو کبھی تیر کبھی گرز سے کام لیتے
ہین ایک سمت چرخ آدمخوار گرز بر کا لیے ہڑا تیغہ باندھے ہوے مسلمانون کو قتل کرتا چلا آتا ہے اشقیا
پہلے ہزار آدمخوار ہین اور تیس ہزار اور سردارون کے ساتھ ہو گئے ہین یہ مردون کو کھاتے جاتے ہین
خدام آتے ہین بلکہ اگر کوئی انکے ساتھ والا بھی مارا جاتا ہے تو لاش اوسکی حصہ بانٹ کر لیتے ہین
کہ بیکار نہ جاے اسکو سوارت کر لینا چاہیے جنگل کے درندے کہا کہین اہل ... بہتر ہے
کہ چار بہائیون ہی کے شکم سیر ہو جائین اس صورت سے یہ تمام سرداران کفار قیامت برپا کر رہے
ہین صرف لقا بیدار اور رستم خان بن گشتاسپ تو عوض خان مسلمانان کا بدلہ لیتے جاتے
ہین اہل لشکر ہاتھ سے جادوان کے بہت تنگ ہین تھوڑے ہی عرصے مین قریب لاکھ
آدمیون کے شہید ہوے لیکن لقا بیدار سرخپوش نے بھی ان جادوان کو گاجر مولی کی طرح
کاٹ کر ڈالدیا ہے اور مارے تلوارون کے زمین لال کر دی ہے آتش شعلہ مجسم بنا ہوا ہے
جسے گرا جلا کر خاک کر دیا اور لشکر لقا بیدار کے لوگ مانند شعلہ آہ بیکسان کے خرمن ظالمان
کو پہونک رہے ہین اور اس لشکر جادوان مین سب کا ہر ایک جوان دیو صورت گروہ پیکر ہے
یہ سرخپوش مانند لالہ کوہی کے پسند آتے ہین یا آسمان سے مین ستارے چمکا رہے ہین
یا درختون مین جگنو چمکتے رہے ہین ہر چند کہ لقا بیدار سرخپوش کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح
اسی دن تک پہونچا ان کا کام تمام کر دون کہ جلد فیصلہ لڑائی کا ہو جاے لیکن سات
لاکھ کی فوج ہے اور فوج بھی جادوان کی فوج کا ایک ایک سپاہی چار چار سپاہی
کے برابر اور سواری کرلین کیسے جنبش کیا ہو کہ تمام کو شہید کر سکتا ہے بلکہ صورت دیکھکر
ہٹ کا ہی ہے ایسا عرب قیامت ہے کہ بیان بھی اشارون پر چل رہا ہے جب لقا بیدار
کسی سردار کی طرف جانے کا قصد کرتا ہے کثرت فوج سے راہ نہین ملتی عجب طرح کی
حالت ہے کہ قبضہ تلوار کا گھسا جاتا ہے کہ نیچو لقمہ خون کا ہو رہا ہے جسم جادو کا پر ہلکے
بار اس کے گر اگر دن سے خون ابلا کہ معلوم ہوا مشک کا دہانہ کھل گیا ہے گرد کشتون سے
پشتون تک خون مین غرق ہین اب کسی طرح امید فتح نہین پاتی کہ ناگاہ ایک لقا بیدار
کسی کو قتل کرے کسی کا کسی کا ہوا ہے جس فوج سے پتا نہین کرتے سردارون سے لڑ سکے
بادشاہ کہ اب قریب پڑاؤ کے آن پہنچے مین پلٹ کر جو لقا بیدار سرخپوش سے نہ لیا گیا ہین تو
آگے نکل آیا یون لشکر کا کیا رنگ ہے کہ فوج جادوان لڑا رہی ہے لیکن سات لاکھ بہا
کیے دیتا ہے جنگ سے منہ نہین موڑتے اگر چہ آدمی گر رہے ہین کہ سخت مشکل ہوتی جا رہی ہے
ہین تھکے جاتے ہین و بیدست ہین اور کفار قریب چڑھا سکے ہوتے ہین کہ پیچھے سے آئی ہے کہ فوج
محفوظ بھی فوج جنگی مین خود بخود شامل ہو جاے اور نہ ہون کی حفاظت کرنے لگا لقا بیدار

اپنی طرف سے خیال کرتے ہیں تو لشکر کے اس پار آگئے ہیں درمیان میں سات لاکھ فوج حائل ہو گئی ہے
اول تو ایسے بڑے لشکر کا طے کرنا دشوار ہے اور بالفرض طے بھی کیا تو جتنے عرصہ میں لشکر اسلام
تک پہونچیں گے اتنی دیر میں لشکر تاراج ہو جائے گا بڑا غضب ہوا دیکھئے کیا ہوتا ہے اگر خدا نخواستہ
ان دونوں پر زوال آیا تو دنیا کیا کہے گی کہ لقاب وار سپہر خیو شکن سے کچھ نہ ہو سکا اور راند ہے
قتل ہوا ہے میں نے بڑی غلطی کی کہ اپنے دوسرے میں اس پار تک چلا آیا خداوندا اس وقت
میں تو ہی میری بات کا رکھنے والا ہے اور جان ان ایماہوں کی بچانے والا ہے صاحبقران
عالی شان کو دیکھا کہ آگے تخت بادشاہ کے ہاتھ تلوار کے نکال رہے ہیں دشمنوں سے
بچا رہے ہیں رستم خان بن کنجاب ایک طرف گھر گیا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے
غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے بس آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل کر دے نعرہ ہوا کہ منم موسیٰ بن سارق سپہ سردار لعل خفتان جو نبیرہ خاور شاہزادہ
… قدیم ہے جس وقت نامہ شاہزادہ بدیع الملک کا رستم خان
بن کنجاب کا گیا ہے تو موسیٰ بن سارق سے اور نامہ دار سے راہ میں ملاقات ہوئی تھی
… حال لشکر اسلام کا پوچھتا تھا قاصد نے بیان کیا تھا کہ امیر مع لشکر اندر سے
… ہے اس بنا پر نامی رفقا کے نام تقسیم ہوئے ہیں ایک نامہ
رستم خان بن کنجاب کے نام بھی میرے پاس ہے موسیٰ بن سارق نے
پوچھا … نام کو کے پروانہ نہیں آیا قاصد نے کہا کہ تمہارے نام کا کوئی خط نہیں ہے
… گمان اور فضل بن گیا ہو رعون آشام اور رفقا ہی زنجیرہ خوار کے نام ایک
… موسیٰ بن سارق نے پوچھا مظفر بن ضیغم خون آشام کے نام بھی ہے یا نہیں
… اس نام کا بھی کوئی خط میرے پاس نہیں ہے بس موسیٰ بن سارق
… لوگوں کے مدد سے اجتناب ہے تو ہمیں جو ہم ان لوگوں سے … ہوئے
… ہے اس لیے کہ اگر شاہزادہ ایرج نوجوان اور شاہزادہ رستم ثانی نے
… اور ان دونوں نے فرمایا کہ ہمارے عزیزوں پر وقت بد آیا اور تم لوگوں نے
مدد کی تو ہم کیا جواب دیں گے افسوس کہ شاہزادہ بدیع الملک نے ہمیں یاد نہ کیا اگر ادنی
… تو برابر والوں سے ہم ملا نہیں سے کیوں ایسا برتاؤ کیا ہے جیسا ان کے خادم ہیں
ان کے غلام یہ بات قابل شکایت ہے اب وہیں چل کر اس سے شکایت ہوگی یہ کہہ کر
موسیٰ بن سارق نے مظفر بن ضیغم خون آشام کو بھی اطلاع کی تھی اور پچاس ہزار سوار سے
چل کر شریک ہوئے تھے بس یہاں پہونچ کر جو اس نے یہ حالت دیکھی کہ لشکر اسلام پسپا ہو رہا ہے
اور صاحبقران و بادشاہ اسلام نرغے میں گھرے ہوئے ہیں اپنے ساتھ والوں سے کہا
… کا ہے یہاں مار لوان کفار کو پچاس ہزار سے اگرچہ کم ہیں ابھی تازہ دم ہے … کر
… دوسری گرد اڑی اور مظفر بن ضیغم خون آشام پچاس ہزار سوار سے آکر یہ بھی آیا اور لشکر اسلام
شریک ہو تلوار چلنے لگی صاحبقران نے جوانان دونوں کے آواز سنی دل میں … کر ان کو تو
… بھی نہیں … کیوں کر آگئے لیکن بڑے وقت سخت میں کام آئے کی خدا ان کو جزا دے
… موسیٰ بن سابق نے جو لٹھ مارنا شروع کی بھلا اس کا حریف کس سے رکا ہے

اسلام

یہ کام شاہزادہ بلک قاسم ہی کا تھا کہ اس کے ضربوں کو روک لیا تھا اب جو وہ … ہیں سب اگلے
کئے زنجیر پکڑ کر گردش دی گرد کرنا شروع کیا جس کافر کے سر پر لٹو پڑا اس کے پرخچے اڑ گئے یہ حربہ
اس کا ساحری نہیں سو من کے ضرب ہے جس میں ہر ایک لٹو وزن سو من کا ہے گرز نہیں گیا حقیقت
ہے اس کے سامنے لیکن … جانبین لڑائی ہو رہی ہے ہر طرف یا خدا و بلند آواز کے نعرے بلند ہیں اہل اسلام
تکبیر کی صدا ہے … ان دونوں سرداروں نے لڑائی کو قائم کر لیا ہے لیکن ندیم عادیوں کے پیچھے نہیں ہٹتے ہیں …
گرد اوڑی اور … کر دی … قتل بن گیا ہے خون آشام ایک لاکھ سوار سے پیدا ہوا اور نعرہ کر کے گرا ساتھی …
… چالیس ہزار سوار سے آکر پہنچا … اہل اسلام … [illegible]
کے … اور رقاص بلند کمان چالیس ہزار سواروں سے … اور …
عادی … خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی یہ لوگ … [illegible]
فوج کو ہٹاتے جاتے ہیں اور خود سامنے لشکر کفار کے جاتے ہیں … سردار …
قوت لشکر اسلام سے زیادہ ہو گئی ہے اور زور کفار کا گھٹنے لگا ہے … [illegible]
کہ جب عادیوں نے ریلا کیا فوج اسلام کو سوا جگہ چھوڑنے کے چارہ نہ تھا لیکن یہ
بھی ممکن نہیں ہے کہ لشکر اسلام ان کو پیچھے ہٹا سکے دونوں فوجیں … [illegible]
برابر کا مقابلہ کر رہی ہیں کوندا برق شمشیر کا ہر طرف لپک رہا ہے ابر ڈھالوں کا دھواں دھار
ہو رہا ہے بارش خون کی ہو رہی ہے سر … کے گر رہے ہیں … [illegible]
کے دریا سے خون میں تیرتے پھرتے ہیں بازو زرہ پوشوں کے …
اس طرح تڑپ رہے ہیں جیسے ماہی … ہر طرف … [illegible]
… جانوں کی ارزانی زیست کی گرانی ہے … [illegible]
راہ چارہ مسدود ہو گئی ہے سم مرکبوں کے خون میں غرق ہیں رنگ زمین کا … [illegible]
عکس خون سے شفق پھولی ہوئی ہے … گرد اوڑتا … [illegible]
نہیں رہی ہے سیلاب خون کا آیا ہے کشتی حیات طوفانی ہے باد مخالف … [illegible]
چل رہی ہے جانیں گرداب بلا میں پھنسی ہوئی ہیں … [illegible]
پایا جاتا ہے … اجل … [illegible]
سرداروں کے … کا سر قلم ہوتا ہے خون … زمین پر گرتا ہے … [illegible]
… شہزادہ … [illegible]
جدا ہے کوئی ربط باقی نہیں رہا ہے انتظام لشکر میں فرق آگیا ہے … [illegible]
نہ ساقہ … ہر ایک جدا جدا لڑ رہا ہے میمنہ کے لوگ … [illegible]
میمنہ میں مل گئے ہیں قلب لشکر کے سپاہی جناح … [illegible]
ہراول ساقہ میں آ گئے ہیں اگلا ہراول پچھلے چنداول سے مل گیا ہے … باقی
رہا ہے نہ افسروں کے … ہو سکتے ہیں … [illegible]
… خبر ہے نہ بیٹے کو باپ کا حال معلوم ہے … بھائی … [illegible]
اپنی جان کی پڑی ہے دونوں لشکر اس طرح سے مل گئے ہیں … [illegible]
نہ ہوں تو … کا امتیاز باقی نہ رہتا لیکن سرداروں نے دونوں لشکروں کے …

کردیا ہے جدہر جا نکلا اتنی لاشین گرا دین کہ سڑک بنا دیے ایک طرف موسٰی بن [illegible]
کس ہمہی سے لڑتا چلا جاتا ہے کہ نقاب دار ضیغم جوش تعریف فرما رہے ہین ایک
جانب ورقا ہے شمشیر خونخوار نے لاشون کے انبار کشتون کے پشتے لگا دیئے ہین ایک طرف مظفر
بن ضیغم خون آشام نے فوج کا ستھراؤ کر دیا ہے ایک سمت قارن بلند کمان کس آن بان
سے بڑھاپے مین جوانی کے ولولے دکھا رہا ہے ایک طرف فضل بن کیا مد خون آشام
کہاں ہی ہے ساتھ فوج کو رو لیے ہوئے ہے یہ تینون سردار یعنی قارن بلند کمان اور ورقا
شمشیر خونخوار اور فضل بن کیا مد خون آشام رفیقان قدیم شاہزادہ انجم گردہ رستم شکوہ
کے ہین اور فضل کو خصوصیت خاص حاصل ہے کہ بلاء گوہر ملک مادر گرامی شاہزادہ نور الدہر والدہ
ماجدہ صاحبقران ثالث کے بھائی فرمائی ہین اور ساتھ ہی [illegible] ہوئی ہین اس وقت سے جب کہ باپ سے علیحدہ ہو کر
شاہزادہ بدیع الزمان کے ساتھ چار باغ مین مقیم ہوئی ہین اور فضل لشکر دہ چنا ہے حضرت علیہ السلام سے
[illegible] فضیلتین ان کو ہین اور ان بدیع الزمان مین خاطر حاصل ہین کہ دوسرے کو نہین ہین غرض کہ لڑتے لڑتے فضل
بن کیا مد خون آشام سے اور چرخ آدم خوار سے سامنا ہوا چرخ نے کہا کہ او بڈھے تو نے قیامت
برپا کر رکھی ہے خبردار ہو ہوشیار ہو کہ مین آ پہونچا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر اس نے تیغہ مارا
فضل چو پوست پر ہاتھ ڈالا اور کلائی پکڑ کر چھٹکا مارا تیغ ہاتھ سے گر پڑا کہ چرخ آدم خوار اوندھے منہ آرہا پس
داہنے ہاتھ سے قبضہ شمشیر اس کے سر پر مارا کہ چرخ چرخی ہو گیا اور پھڑک کر مر گیا نقاب دار
ضیغم جوش نے تعریف کی اور صدائے مرحبا بلند کی اور فرمایا کہ واقع مین تم جوانی مین شاہزادہ
انجم گردہ کے ساتھ کس ولولے سے لڑتے ہوگے جواب تک یہ حالت ہے کہ ایسے
شہ زور پہلوان کو کس آن بان سے مارا ہے جیسے طفل مکتب کو لڑا دیتے ہین فضل
نے سلام کیا اور عرض کی کہ کیا حقیقت میری ہے یہ سب صدقہ خاندان صاحبقران
کی غلامی کا ہے اور پھر نقاب دار ضیغم جوش نے دیکھا کہ پہلوان [illegible] قیامت برپا
کر رہی ہے لشکر اسلام کو زیر و زبر کیے دیتا ہے جس پر چوب دست مارتی پرا ٹھا ہو گیا نقاب دار
نے آواز دی کہ او عادی کہان جاتا ہے ادہر آ یہ کہ ملک الموت تیرے جان کا [illegible] ہون کیا
[illegible] کو مار کر لڑتا ہے پہلوان نے کہا کہ تم کسی کے شہ زور ہو تو مجھ پر روکو اس ضرب کو
[illegible] چوب دست گران سنگ اوٹھا کر سر پر چرخ دیکر نقاب دار پر وار کیا نقاب دار
[illegible] سپر ہاتھ سے چھوڑ دی کہ گردہ سپر کا پشت پر جا پڑا اور تلوار نیام مین آرام لینے
لگی [illegible] چوب قریب سر آئی دونون ہاتھ ہاتھ سے یہ تو معلوم ہوتا لیکن [illegible]
[illegible] نہ آیا کہ کیونکر چوب دست مین لپیٹ لے گئے ہاتھ [illegible]
[illegible] ان کے تھے کہ ستون مین لپٹے ہوئے [illegible]
[illegible] کام نقاب دار ہی کا تھا فضل تو سمجھا تھا کہ نقاب دار کا [illegible]
[illegible] استخوان تک سرمہ ہو جائینگے بلکہ پس نے انجام اپنی رائے
[illegible] کہ افسوس کا فقرہ کیا تھا کہ غضب کیا نقاب دار [illegible]
[illegible] روکا جاتا ہے لیکن اب جو خیال کیا تو چوب آنکے آتے اس طرح
[illegible] کوئی چھڑی کو پکڑتا ہے پس نقاب دار نے ہاتھون کو چوب مین

لپیٹ کر جو کھینچا بہرام عاد وہ جو نشست میں آ گئے ازبس نقاب دار نے بائیں ہاتھ سے کمر زنجیر کا
بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر جو زور کیا مسند سے اوٹھا لیا اور سر پر بلند کر کے بچا
سر پر لیا گیارہ سو من کی چوب کا لنگر ادھر بہرام عاد سے جب آپ کے ایک دلیر الطاف ان سے
ہاتھ پر پکڑنا معلوم ہوتا ہے فضل نے پکار کر کہا کہ اے لقا پرور عالیوقار سبحان اللہ کیا تاب و
طاقت ہے کسی کی جو اس دیو سے مقابلہ کر سکے اسوقت حضور نے شاہزادہ قاسم بن حمزہ
یونانی کو یاد دلا دیا اسطرح چوب دست سوا اونکے کسی نے نہیں حریف سے چھینی اور اس چوب
کو ہاتھوں کی قوت سے کسی نے نہیں روکا یا بہ زور اول لقا دکھایا تھا یا آج حضور نے یہ قوت دکھائی
یہ زور دیکھ کر فضل سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی بہت بڑے شخص ہیں لیکن صاحبقران نے جو یہ
الفاظ سنے اونکے بھی کان کھڑے ہوئے سمجھے نقاب دار تو صاحبقرانی کرتا ہے نہیں معلوم یہ کون صاحب
ہیں لیکن قران ثالث نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جیسے بادشاہ لشکر مخالف شہنشاہ اسلام
کی طرف آتا ہے قریب ہے کہ بادشاہ پر حملہ کرے صاحبقران نے فرمایا آپ میرے مرکب کی
اوس کی طرف بڑھو قیصر عاد قریب تو آ ہی چکا تھا قران نے ایک اشہب صاحبقران
پکڑ کر سامنے کر دیا اور آواز دی کہ او سنے تیغہ مارا ہے صاحبقران نے سپر کر شانہ سپ
کو چھپ کے پناہ کیا تیغہ جو پڑا تو سپر سے نیچے پیدا ہوئے اور تیغہ سے لپٹ گئی اسنے
تیغہ کھینچا کہ یہ کس بلا میں پھنس گیا لیکن تیغہ نہ چھوٹا صاحبقران نے بند دست پکڑ لیا
اور جست کر کے اسکے تخت پر گئے اور ٹھوکر لگا کر زنجیر کا بند پکڑ لیا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر جو زور
کیا مسند سے اوٹھا لیا نقاب دار نے دیکھا کہ خاتمہ لڑائی کا ہوا چاہتا ہے صاحبقران
نے بادشاہ لشکر کو گرفتار کر لیا پس مرکب کو چمکا کر مثل برق قریب علمدار پہونچے اور ایک
ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ علم قلم ہو کر سرنگوں ہوا علمدار لشکر نے تلوار ماری نقاب دار
نے لپٹ شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اسکے سر کے چار ٹکڑے ہو گئے
ادھر قیصر عاد نے صدا دی کہ امان بخشئے صاحبقران نے فرمایا کہ بشرط ایمان قیصر عاد
نے کہا دین قبول ہے مذہب آپکا بیشک برحق ہے اور اکوان حرامزادہ کافر ملعون
ہے بہ حقیقت اسلام ثابت ہو گئی صاحبقران نے اسکو آہستہ سے چھوڑ دیا
قیصر عاد کی فوج یورش کر کے قریب پہونچ گئی تھی ایک آدمی نے صاحبقران
پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا کہ اسنے ہاتھ سے منع کیا اور کہا کہ ہمارے لشکر میں طبل
امان بجوا دو ادھر تو نقارہ امان پر چوب لگی دونوں لشکر علیحدہ ہونے لگے نقاب دار
کسی قدر زخمی بھی ہو چکے تھے اونھوں نے با آواز بلند کہا کہ یا صاحبقران
سلام رخصت میرا قبول ہو اور یہ امانت اپنی سمجھئے کہ فضل بن کیا ہو ر
خون آشام کی طرف اشارہ کیا کہ روکو اسکو اور مہر بہرام عاد کو اوس سے بائیں
ہاتھ سے فضل کی طرف پھینکا فضل نے اپنے ہاتھ سے روک لیا نقاب دار
سکند کے اور فضل کی تعریف کی اوس نے ادب سے سلام کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ کب تک اپنے دیدار کو ترسائیگا اس عنایت کے ساتھ یہ بے اعتنائی
کہ دم بھر کو آپ نہیں ٹھہرتے نقاب دار نے کہا کہ انشاء اللہ وہ وقت بھی قریب ہے

کہ ہم آپ سب ایک ہی اقوام پر ہو چکے ہیں کہ نقاب دار نے باگ مرکب کی لی اور جانب
صحرا روانہ ہو گیا عقب میں اسکے تمام سرجوش گھوڑے بار ہو گئے ہمہ دم مہمین اس طرح
نظروں سے پنہان ہو گئے کہ گویا بیابان نہ طاق میں تھی ہی نہیں صاحبقران معہ لشکر
فراوان اپنی فرودگاہ پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے آج کی خستگی ایسی نہ تھی کہ دربار ہو سکتا
قیصر عاد کو بھی رخصت فرمایا شب کو آرام فرمایا ادھر قیصر عاد اپنی بارگاہ میں آیا رات
اسنے بھی بسر کیا تمام کی صبح کو خدمت صاحبقران میں مع پانچ ہزار سرداروں کے جو جنگ میں قتل
سے بچے تھے روانہ ہوا یہاں دربار آراستہ تھا بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن تھے
صاحبقران وغیرہ نامور تخت پر متمکن تھے سرداران نامی وگرامی گرد و پیش جمع تھے تعریف
نقاب دار سرجوش کی ہو رہی تھی بدیع الملک فرما رہے تھے کہ کل تو نقاب دار
نے قوت صاحبقران دکھا دی سبحان اللہ خداوند عالم نقاب دار عالیمقدار کو چشم
زخم سے محفوظ رکھے فضل ہی کہا ہے کہ حضور سیر الکتب دید واقعہ ہے کہ چوب کو نہ جانے
دیا سپر سے روکا ہاتھ سے روکا اور اتنے بڑے جوان کو مثل برگ درخت کے زمین
اٹھا لیا اور ہاتھ پر بٹھا کے پھیرتے ہوئے اٹھا لے گئے بہت بن سارق نے کہا کہ شاہزادہ
بالک قاسم نے اپنے دولہے نقاب دار کے ہیں دو رفاقت ترجیح خواہ کے کہا کہ قوت
شاہزادہ انجم گیر وہ دکھلا دیئے دست راستی و دست چپی متفق ہو کر تعریف کر رہے ہیں
کہ اتنے میں چوبدار نے عرض کی قیصر عاد مع چار سرداران عاد کے حاضر ہے فرمایا بلا لو
قیصر عاد حاضر حضور ہوا بطرق خدا پرستان تسلیم کیا بادشاہ نے دلجوئی کر کے کو مرحمت
فرمایا قیصر عاد دلجوئی پر بیٹھا ساقی نے جام دیا دو چار جام پیئے اور عرض کیا کہ جو آپکے
دین میں آئے وہ کیا کہے صاحبقران نے کلمہ تعلیم فرمایا قیصر عاد از سر صدق مسلمان ہوا بعد
اسکے چار سو ... عاد و صمصام عاد و مقام عاد جو اسکے ہمراہ آئے تھے
کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئے اب صاحبقران نے قیدی ... عاد کی طلب
کی داروغہ زندان شہزادہ ... کو مسلسل و مطوق لایا ... نے آتے ہی بطریق
اہل اسلام سلام کیا ... کی ہتکڑیاں و بیڑیاں اسیوقت کھلوا دی گئیں
اور دلجوئی اسکی بھی ... سمجھایا گیا اور کلمہ تعلیم کیا گیا ... نے بھی کلمہ پڑھ کر از سر صدق
مسلمان ہوا اور اسنے عرض کی کہ ہم سے پہلے ہی آپ لوگوں سے مقابلے میں آتے
ہو گئے غیرت معلوم ہوتی تھی کہ یہ کونسا انصاف ہے کہ آنکھوں والے اندھوں سے
لڑیں اور حضور اپنے بلا وجہ سے دریافت فرمائیں کہ میں نے سرداران نابینا
کی طرف رخ بھی نہیں کیا تھا ہر چند کہ اب ظاہر ہو گیا کہ آپ مؤید من اللہ اور صاحب
اقبال و جاہ ہیں مجھے ایسا کیا بلکہ مجھے بہتر سردار آپکی غلامی کر رہے ہیں اور شکر ہے
خدا کا کہ ہم لوگ خوش نصیب تھے جو دولت ایمان بھی ملی اور آپ کی غلامی
میں آگئے اب حضور اطمینان رکھیں کہ عملداری اکوان میں ہم سے بہتر سردار
نہیں ہیں جو آکر مقابلہ کرینگے اور ہم لوگ سر فروشی و جاں نثاری کو ہر
طرح موجود ہیں ملک تمام ساحت وہاں کے پاس ... آفت

روزگار ہین سے علی الخصوص بیابان ہولناک کے لوگ وہ مہیب صورتین رکھتے ہین کہ دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا ہے سنا ہے کہ آئینہ اندام جادو اتنا بڑا ساحر ہے کہ دعوائے خداوندی کرتا تھا لیکن جب آپ لوگون کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا اور علمداری الکوان تاجدار مین آیا تو اوسنے ساحرو کے سحر پر ہنستا تھا اونہا یہ ہے کہ جب اوسکی تعلیم کیا تو وہ یہان سے ساحرون مین بیٹھنے کے قابل ہوا ورنہ طفل مکتب تصور کیا جاتا تھا قیصر عاد نے عرض کی کہ اب اگر ارشاد ہو تو مین اپنے لشکر کو جا کر لے آؤن اور اب سے حفاظت لشکر صاحبقران کے خدمت میرے سپرد ہو فرمایا کیا مضائقہ ہے قیصر عاد رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گیا اور ایک بلندی پر کھڑے ہوکر کچھ کلمات شان وحدانیت ایزدی مین کہے اور کہا کہ بہنے لعنت کی دہی الکوان پر جسکو یا تھا میرا دینا ہو وہ مذہب اسلام اختیار کرکے مسلمانون کا شریک ہو ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے سب نے عرض کی جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم کہان جائینگے قیصر عاد سبکو مرحبا کہی اور لشکر کو مع بارگاہ وغیرہ ہمراہ لیکر دوبارہ خدمت مین آیا تو قیصر مین حاضر ہوا اور اپنے لشکر کو مثل ایک دائرہ کے گرد لشکر اسلام کے برائے حفاظت معین کیا طلایہ کے گشت کے واسطے کچھ لوگ الگ معین کرکے اونپر جالوس عاد و سالوس عاد و بہرام عاد و صمصام عاد وغیرہ کو معین کیا اور خود افسرون کے نگرانی کا ذمہ دار ہوا ابھی قیصر عاد حاضر خدمت صاحبقران تھا کہ چالاک ثانی چپ پیٹ کرتا آیا اور عرض کی کہ کچھ آدمخوار جو جنگ آدمخوار کے ساتھ مارے جانے سے بچ رہے اور قیصر عاد کے ہدایت کرنے سے مسلمان ہو گئے تھے وہ صحرا مین مُردون کا گوشت کھا رہے ہین اتنا لحاظ تو ضرور کرتے ہین کہ لاشے اہل اسلام کو نہین چھوتے ہین لیکن کفار کے مُردون کو چبائے جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا ابھی تک لاشے میدان جنگ سے اٹھائے نہین گئے عرض کی ہر ایک مسلمان کو دفن کیا جا رہا ہے اور لاشہائے کفار دریا مین پھینکے جا رہے ہین کہ میدان کی ہوا خراب نہو لیکن لاکھون آدمی مارا گیا ہے کل سے اس وقت تک کئی ہزار آدمی اسی کام پر مامور ہین مگر ابھی تک فرصت نہین ملی صاحبقران نے قیصر عاد سے فرمایا کہ تم جا کر اون لوگون کو سمجھا دو کہ مذہب اسلام کے آئین مین انسان کو انسان کا گوشت کھانا جائز نہین ہے خبردار کبھی ایسا نکرنا لوگ تو سمجھے تھے کہ آدمخوارون پر عتاب آئیگا لیکن صاحبقران عقل سلیم رکھتے ہین سمجھے کہ بسبب ناواقفیت کے یہہ لوگ ایسا کر رہے ہین قیصر عاد حسب الحکم صاحبقران عالی شان میدان جنگ مین پہونچا اور آدمخوارون کو اونکی بلانوشی سے منع کیا اور کہا کہ صاحبقران فرماتے ہین کہ انسان پر انسان کا گوشت حرام ہے آدمخورون نے کہا کہ ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی شے ضایع نکرنا چاہیئے جہانتک ہو سکے سو آپ نہین صاحبقران کھانا نہ کھلاتا پڑیگا اسکے علاوہ زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ ہمنے کفار کی طرف سے مسلمانون کا گوشت کھایا اب مسلمانون کی طرف ہین تو کفار کی ہڈیان چبائین کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جائے میزان عدل مین برابر ہو جائین لیکن اگر مرضی صاحبقران کے خلاف ہے تو نہ کھائینگے اونہی سمجھ کر آپنے بھی چکھون مین

بانچوین فوج کفار رہا ہوا صاحبقران نے کچھ پوشاک و خوارون کے تعلیم و تربیت آئین دین کیواسطے
مقرر کئے اور حرکتون پر انکی بہت ہنسے فرمایا کہ یہہ بھی جانوران وحشی ہین ورنہ کچھ کم نہین ہین غرضکہ اب
صاحبقران کو تو اسی کیفیت مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان سے چند کلمہ داستان خواجہ ثالث
یعنی خضران بن عمرو کے [illegible] لکھے جاتے ہین ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اس داستان حیرت
نشان کو کہ خواجہ ثالث یعنی خضران بن عمرو عیار صاحبقران عالیشان ننگون کے ساتھ ننگے
ننگے ہوئے بصیر جادو سے پوشاک طلب کرتے ہوئے چلے جاتے ہین بصیر جادو سب سے کہتا جاتا
کہ گھبراؤ نہین سبکو پوشاک دونگا کوئی تو کہتا ہے کہ میرا جوڑا سو روپیہ کے تیاری کا تھا کوئی کہتا ہے
کہ اب کاہے کی دہوتی ہی ملجائے جس سے ستر کرین آپ خواجہ سلامت ایک طرف ہی پکارے
کہ غلام کا عصا سونے کا تھا بصیر جادو نے پوچھا تو کون ہے کہا غلام فضلو مردہا ہے جسوقت
بصیر جادو اپنے رہنے کی جگہ پر پہونچا خادم سے کہا کہ پہلے سے پوشاک دو خواجہ اونکی خادم
ساتھ ہوئے دامن سے لپٹے جاتے ہین کہ جلدی دو کہ مین ستر کرون لیکن کنکھیون سے بصیر جادو
کی طرف بھی دیکھتے جاتے ہین بصیر جادو نے سرا برابر ایک بت رکھا تھا اوس سے پوچھا
کہ ان مین قاتل تو میرا نہین ہے بت [illegible] نے جواب دیا کہ یہہ کیا سامنے مردہا بنا کھڑا ہے بصیر
کے روبرو ہین کھڑے ہوئے تھا جسے خبر ہے کہ خضران نے گلیم اوڑہ لی اب جو بصیر دیکھتا ہے تو
کچھ نظر نہین آتا لیکن خواجہ خضران نے قریب آکر ایک چپت بصیر جادو کے رسید کی بصیر
ادہر متوجہ ہوا کہ یہہ کون ہے بے ادب ہے آپنے دوسرے ہاتھ سے بت اوٹھا کر داخل
زنبیل کر لیا اب جو بصیر پلٹ کر دیکھتا ہے تو بت بھی غائب اب تو بصیر جادو کے حواس گم
ہوئے اور اوٹھکر خود بھی بھاگا اور کہا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے جو یہان آئیگا مین تیغ سحر
سے ماردونگا یہ سب رہی دور فریاد کر رہے ہین بصیر جادو کوہ قضا و قدر سے اوترکر صحرا کی طرف
بھاگا جاتے جاتے قریب بتخانہ سامری کے پہونچا اونہتون کو آواز دی کہ جلد نکلو یہان سے
[illegible] کر بھاگے بصیر بتخانہ مین داخل ہوا اور گرد حصار سحر کھینچدیا کہ کوئی اندر نہ آسکے اور عہد کر لیا
کہ خداوند سامری ہی کی خدمت مین یہہ آٹھ روز گذار دونگا جب ساعات بد گذر جائینگے
اوس وقت یہان سے نکلونگا اب یہ تو یہان بیٹھا ہے لیکن وہ بیچارے ننگے پھر فریاد کرتے ہوئے
قلعہ کیطرف چلے جسوقت قریب قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے دیکھا کہا کیا خوب تماشہ ہے ننگون کا
دریا کہل گیا ہے ادہر تو یہ سب فریاد کر رہے ہین کہ ہماری خبر برائے خداوند الوان تاجدار
طوفان بن [illegible] جادو حاکم قلعہ کوہ قضا و قدر سے کہدو اودہر اہل قلعہ شور کر رہے ہین
کہ خبردار ادہر نہ آنا یہ تم لوگ بے غیرت ہوا رہے کیا تم سب الدم سے دیوانے ہو گئے جو ایسی
یہ حالت بنائی یہہ لوگ کہہ رہے ہین کہ ہمارے ساتھ ایک بلا جسنے ہماری یہ گت بنائی ہے
تو یہ [illegible] ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی آفت مین مبتلا ہو اہل قلعہ نے گالیان دین
کہ ہمین کو سعادت مبارک ہو جب تمہارے ساتھ ایسی بلا ہے تو خبردار اس طرف کا قصد
مت کرنا ورنہ سزا پاؤگے بادشاہ شکار کو گیا ہے دادرسی تمہاری کون کریگا اب تو یہ سب اور
پریشان ہوئے اپنی جانون سے عاجز ہین کہتے ہین دل مین کہ یا خداوند الوان ہمنے کون سی
خطا کی تھی جسکے عوض مین ہماری یہہ حالت کی ہے ہم تو یہ کہتے ہین کہ ہمکو اس بلا سے نجات دیجئے

اور اس

اور اس آسیب کو ہم سے دفع کیجیے کہ کوئی ہمارے پھٹکنے اور قریب آنے کا روادار نہیں ہے اب یہ شور و غوغا کر سنکر ہوئے اور تماشا دیکھتے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوئے عجب شان سے کہ نہیں ذرا شرم دامنگیر ہے وہ تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے بھاگے جاتے ہیں اور بے غیرت ہیں اونہیں اسکی بھی پروا نہیں عورت مرد بچے بوڑھے سب ایک رنگ میں ہیں جنگلیوں کیطرح پھر رہے ہیں غرضکہ ابھی تک اس غول کے ساتھ ہیں لیکن اب پاس ہی چلے گیا رنگ گیا ہے جو ہو سکیں لیکن یہ سنکر فریاد کنان پاس طوفان بن سرکش جادو کے پہونچے اس نے جو دیکھا کہ یہ سیکڑوں آدمی چلے آتے ہیں تو یہ بھی گھبرا گیا کہ اس صحرا میں تو ہم نے کبھی نہیں دیکھے تھے آج یہ فوج کی فوج کہاں سے آگئی پہلے تو اس نے ڈرکر سحر کرنے کا قصد کیا تھا لیکن جب وہ لوگ قریب آئے اور اس نے انہیں پہچانا کہا ارے یہ کیا حال ہوا تمہارا اونہوں نے سب سرگذشت بیان کی کہ اسطرح عیار اسلام آیا پہلے ہامان نوکر بنکر شعلہ افروز جادو کو مارا اور گنبد میں سے تیلی کو چرایا ہم سب کو ننگا کیا کپڑے اوتروا لیے گھر کے گھر لوٹ لیے ہم فریاد کنان نصیر جادو کے پاس پہونچے نصیر نے پوشاکین دینے کا حکم فرمایا لیکن اوس عیار بدکردار نے نصیر جادو کو بھی ایک چپت رسید کی اور وہ بہت سے نصیر ہر وقت کی خبر دریافت کرتا تھا چرا لیا نصیر یہ حرکت اوسکی دیکھکر ڈرا اور بھاگ کر تہ خانہ سامری میں چھپا ہم لوگ تباہ و برباد یہاں تک آکر پہونچے طوفان بن سرکش کبھی تو پریشان ہوتا ہے کبھی بیساختہ ان واقعات کے تصور میں ہنس پڑتا ہے غرضکہ طوفان جادو نے سب کو تسکین دی اور اپنے ہمراہ لیکر قلعہ طوفانیہ کے طرف چلا آگے آگے سواری طوفان کی ہے پیچھے ننگوں کی فوج ہے قلعہ طوفانیہ کو جا رہے ہیں راستے میں دیکھا طوفان نے کہ ایک لڑکی چودہ پندرہ برس کا سن و سال مگر بری حال ہے ناک میں اسکا ایک موتی کی نتھ پہنی ہوئی کچھ سہمی ہوئی درخت کے نیچے ہوئے اون سے الگ ستر کیے بیٹھی رو رہی ہے طوفان کو حالت اسکی دیکھکر ترس آیا اور طبیعت بھی راغب ہوئی اس لیے کہ سینہ پر اس کے جو کچھ ابھار ہے وہ بالکل پوشیدہ نہیں ہے کپڑا لو جسم پر نہیں ہے چون سے ستر چھپانے کو تھوڑی سی ہے سینہ کس چیز سے چھپایا طوفان بن سرکش جادو نے اپنے خادم ابلق جادو سے کہا کہ تو چپکے سے اسکو صندوق سحر میں بند کر کے ساتھ لے لے ابلق جادو نے قریب جاکر اس کو صندوق سحر میں بند کیا اور خیمہ میں پہونچا دیا طوفان بن سرکش نے شہر میں آکر سب کو اطمینان دلایا پوشاکین تقسیم کرائیں پورے پورے مکان دے کے دیے کہ اس وقت تو یہ پہن لو پھر تو گھرون پر جاکر کپڑے بنوا لینا یہ سب دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے لیکن طوفان بن سرکش اپنے خیمہ میں آیا اس کا قاعدہ یہ ہے اکثر سیر و شکار میں مصروف رہتا ہے مکان کے رہنے سے خیمہ کے رہنے کو زیادہ پسند کرتا ہے صحرا اچھا ہے اسکی رغبت سے جس وقت شام ہوئی اور یہ بستر خواب پر جا لیٹا اسی عورت کا خیال آیا نیت تو اسکی بد ہو ہی چکی تھی ابلق جادو سے کہا کہ وہ صندوق کہاں ہے

ابلق جادو نے صندوق حاضر کیا طوفان بن سرکش جادو نے صندوق کھولکر اس
نازنین کو نکالا جس وقت نظر نازنین کی طوفان بن سرکش جادو پر پڑی اس نے
عجب غمزہ سے کلمہ شکایت زبان پر جاری کیا کہ واہ صاحب یہ بھی کوئی بات ہے کہ ابتک
میں برہنہ ہوں تمام زنانے کو آپنے پوشاکیں تقسیم کیں اور مجھے کچھ نہ دیا اس مہربانی سے
تو آپکی نامہربانی ہی بہتر تھی بقول داغ شعر

خوشنوائی سے نہ کہا ہمکو سیر صیاد | ہم تو اچھے رہے صدقے میں اوڑنے والے

وہاں اوس سے خوشنوائی کہا ہے یہی خوش جمالی کہنا چاہیے حالانکہ میں تو اسے
تر دیا ہے کوئی خوبصورت تو ان میں نہیں ہوں آدمیانہ نقشہ رنگ روپ کچھ نہیں ہے اور برا ہو
اوس موئے عیار کا کہ جس نے لباس کی زینت بھی دور کرا دی ہاں یہ اور بات ہے
کہ آپ کے چشم توجہ ہوئی اب میں بھی اپنے حسینوں میں شمار کرنے لگوں تو بیجا نہیں
مثل مشہور ہے کہ جسے پی چاہے وہی سہاگن جس کا کوئی چاہنے والا پیدا ہو جائے
وہ ہزار حسینوں کی حسین ہے طوفان اسکی باتوں پر ریس گیا کہا اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان خدا شاہد ہے بیشک مجھے خیال نہیں رہا اور زیادہ تر سبب اوسکا یہ تھا
کہ تمکو میں نے مخفی کر دیا تھا اب لباس کی کیا ضرورت لباس اک ایسی شے ہے جس سے
جسم کو پوشیدہ کرتے ہیں کیوں گھبراتی ہو ہماری پیاری جوڑے تمہارے واسطے بنے
ہیں تمہیں سونے میں زرد اور موتیوں میں سفید کر دونگا میں اسوقت کوہ قضا و قدر اور تخانہ سامری
تک مقامات کا حاکم ہوں گو اور سلطنتیں میری سلطنت سے بڑی ہوں یہ زر و جواہر میں
جو ان بتوں کے بدولت میرے خزانہ میں ہے دنیا بھر میں جس سامری پرست کو کوئی عہدہ
دستیاب ہوتا ہے یہاں لاکر چڑھا دیتا ہے اور وہ شے مایہ دولت کے قبضہ میں آجاتی ہے
لیکن اے جان جہان اسوقت تو تم اسی طرح اچھی معلوم ہوتی ہو لباس کی خوبصورتی جسم کی
اصلی حسن سے بہتر نہیں ہے نازنین جھینپ جاتی ہے اور کہتی ہے کہ تا الگ ہٹ کے بیٹھو
دیکھو میرا اکورا بند اسے کہیں چھو نہ لینا ابھی میری شادی تک نہیں ہوئی ہے طوفان نے
کہا کہ ہم اپنے ساتھ تمہاری شادی کرینگے تم کوہ قضا و قدر میں شہنشاہ بیگم کہلاؤ گی نازنین
کہتی ہے کہ مجھے یہ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتی ہیں باتیں تو سب کچھ ہیں اور ابتک کوئی چادر
بھی نہ دی کہ میں لپیٹ لیتی مردوں کی جعلسازی میں بہت کچھ سن چکی ہوں کہ ہر فقرہ سے
اپنا مطلب کر لیتے ہیں اور پھر تو جیسے بھی ہیں طوفان بن سرکش نے دیکھا کہ یہ بد مزاج
ہوتی ہے اسیوقت پیلا سیر کا کھولکر اسکو دیا کہ اسکو ساری کی طرح باندھ لو عوض اسکا بڑا ہے
صبح کو جسقدر کہو گی پوشاکیں بنجا ئینگی نازنین نے کہا تم اپنا منہ اوس طرف پھیر لو طوفان نے
منہ پھیرا نازنین نے ساری باندھی اب جو طوفان نے دیکھا تو اور بھی جوبن ہیں انکی میں
ابلق جادو نے آواز دی کہ حضور میں حاضر ہوں طوفان بن سرکش نے کہا کیا کام ہے اوسنے
عرض کی کہ نامہ لچھمیر جادو کا ہے ضروری ہے اسکو ملاحظہ کیجیے طوفان نے نامہ ابلق جادو
سے لیا اور ابلق جادو کو رخصت کر دیا نازنین نے کہا کہ نامہ کس کا ہے طوفان بن
سرکش نے کہا کہ لچھمیر جادو جسکی تلاش میں عیار اہل اسلام آیا تھا جسنے تم سب کی یہ

حالت کی ہے ناز نین نے کہا کہ اسمین کیا لکھا ہے طوفان بن صرصر کش نے کہا اوسمین لکھا ہے اب مجھسے آٹھ روز تک ملاقات نہو گی
مجھسے ملنے کا قصد نہ کیجیگا اگر کوئی اشد ضرورت پیش آئے تو قریب مجھے خانہ کے آکر مجھکو آگاہ کر دیجیگا اور مقام معین ہو کر ملاقات
ہو جایا کریگی کل صبح سے چالیس روز تک کے واسطے میں طوفان اسکی ضرورت بیان کرتا ہوں مجھسے اگر ضرورت ملنے کی ہو تو ناز نین نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو
کسی اشنا کا تمہارے خط ہوگا تیرے خدا ان ہر دو کی قسم ہے بس اسکو مطلب ہے اشنا ہو دل میں ابھی یہ جانتی ہوں کہ تم گرفتار ہو گیا ہو
طوفان بن صرصر کش اسکی رکھا ہو تیرا جاتا ہے کہتا ہے کہ قسم ہے خدا وند خدا کو ان لرزی کر
میں سچ کہتا ہوں اب ناز نین خاموش ہو رہی طوفان بن صرصر کش جادو نے کشتی
پر سے کشتی پوشش ہٹا یا دیکھا جام صراحی موجود ہے بادہ گلرنگ شیشوں میں بھرا ہوا ہے یہ
سامان اسکے خیمہ میں موجود رہتا ہے کیونکہ یہہ عادی شراب کا بہت ہے بس اسنے ایک جام
بھر کر آپ پیا اور دوسرا ناز نین کو دیا ناز نین نے منہ سے لگاتے ہی ہٹا دیا اور کہا کہ کیا
شراب تم پیتے ہو کیا بدبو آتی ہے اسمین طوفان نے کہا کہ مجھسے بہتر شراب کون پی سکتا ہے
اسلئے کہ دولت کی کمی نہیں اور شوق شراب کا عمدہ سے عمدہ ہے شراب میرے یہاں
موجود ہے جو بری سے بری شراب ہے وہ بھی عمدہ ہے نہ کہ یہہ تو اول درجہ کی شراب کا جام ہے
ناز نین نے کہا اچھا لو پیکر دیکھو لو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے طوفان نے جام ہاتھ میں پکڑ لیا
اور کہا کہ کیسی خوشگوار شراب ہے اوسکو بدبو بتلاتی ہے معلوم ہوتا ہے اسنے کبھی پی نہیں [illegible]
شراب پیتے ہی درد سر معلوم ہوا کیونکہ جام ہاتھ میں ناز نین کے پہونچتے ہی نمک سرکاری
مل گیا تھا طوفان گھبرا کر اوٹھا کہ دو جام جو برابر پی لئے تو گرمی معلوم ہونے لگی اوٹھنے لگا
کہ ہوا لگے [illegible] کشتی [illegible] طمانچہ مارا چھینک آتے ہی وہم ہے گرا بس اسکا گرنا تھا کہ ناز نین
چمک کر اپنی جگہ سے اوٹھی اور مشہور خضران بن عمرو کا نعرہ کر کے مشکیں طوفان کی باندھیں
اور زبان کھینچکر سوزن کر دیا اور اوٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور آپ رنگ و روغن عیاری
باطمینان تمام لگا کر صورت اپنی طوفان جادو کی ایسی بنائی اور وقت صبح کے منتظر رہی جب
دیکھا کہ صبح قریب ہے ابلق جادو کو پکارا ابلق حاضر ہوا بس طوفان نقلی ابلق کے ہمراہ
خیمہ سے نکلکر چلے تو اس مقام سے ہر ایک گوشہ سے بخوبی آگاہ ہو نقلی میں نگون کے ساتھ
خوب پھرے ہیں مقامات وہاں کا بھی انکو معلوم تھا کہ ایک درخت پیپل کے نیچے نصب ہے
جانتے جاتے قریب [illegible] کے پہونچے اندر [illegible] سے سلام کی آواز آئی طوفان نقلی نے
جواب سلام دیا اور پوچھا کہ کس واسطے مجھکو طلب کیا ہے لعین جادو نے کہا کہ آپ کو
معلوم تو ہوا ہوگا کہ وہ عیار مشتہر جسکے خوف سے میں نے دو دربند قائم کرائے تھے اور
خود یہاں آکر بحفاظت تمام چھپا تھا اوسنے وہ سارا انتظام بگاڑ دیا یہاں تک کہ وہ [illegible]
جس سے میں حال موجودہ دریافت کر لیا کرتا تھا وہ بھی اوسنے چرا لیا اور ابھی آٹھ روز اور
باقی ہیں اور وہ عیار یہاں موجود ہے لہذا یہہ پیپل [illegible] کا میں آپکو دیتا ہوں اسے
لیجا کر فلان اسم جو [illegible] پڑھ دیں [illegible] طوفان نقلی نے کہا ہاں [illegible] سمجھا کہا
بس اوسکو [illegible] اصلی بلکہ اوسے [illegible] ایک [illegible]
[illegible] تیار ہو جاویگی لیکن یہہ عقل اوس [illegible] دورا [illegible] یہاں سے ایک
راستہ اپنے قلعہ کو اور دوسرا [illegible] ساحری [illegible] طوفان نے پوچھا

طوفان نے پوچھا پھر اس سے کیا فائدہ ہوگا نصیر جادو نے کہا کہ اگر وہ عیار مکار اس طرف
آئیگا اور خوشبو گلاب کی اوسکے دماغ تک پہونچ جائیگی بس دیوانہ ہو جائیگا اور اب
آٹھ روز تو مجھسے ملاقات نہوگی یہہ کہکر نصیر جادو نے وہان بت سے ہاتھ بڑھا کر پھول دیا
طوفان نقلی نے پھول لے لیا اور کہا کہ میں نے اپنی حفاظت تو کرلی یہہ گل حیات میرا ہو
لیتے جاؤ اور اسکو بحفاظت تمام رکھنا نصیر نے کہا کہ اچھا وہان بت مین طوفان نے
ایک دوسرا پھول موتیے کا جیب سے نکالکر وہان بت مین ڈالدیا فوراً چھینک مارنے کی
آواز پیدا ہوئی طوفان نے دو تڑ کرلات ماری کہ بت گرا دیکھا تو نصیر جادو
بیہوش پڑا ہے آواز دی کہ حرامزادے بہت پریشان کیا تھا تو نے پہلو سے ابلق جادو
نے آواز دی کہ ای بادشاہ یہہ کیا حرکت ہے پلٹ کر کہا کہ تجھکو کیا دخل ہے اور
حباب بیہوشی مارا کہ ابلق جادو بھی بیہوش ہوکر گرا ابتو انہون نے نعرہ کیا کہ منم شاہ
عیاران عیار سبک رفتار نقب گذار ریش تراش شیر کافران و سر بریدہ جادوگران یعنی
عمرو ثالث اور جلدی سے زبانین دونون کی کھینچ کھینچ کر نکالا سوزن کر کے زنبیل مین ڈال لیا
اور وہان سے سامنے درخت تھا اوس درخت کے نیچے آئے اور اپنی ہیئت اصلی بنائی
اور پہلے طوفان کو زنبیل سے نکالکر درخت سے باندھا اور ہوشیار کیا فرمایا ای طوفان
نہین پہچانا تو نے مجھکو مین خضران بن عمرو کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین دیکھا تو نے
وہ کیسا قادر مطلق ہے اک نحیف الجثہ بے دست و پا مجھ ایسے گنہگار کو اوسنے اپنی مدد سے
اس درجہ کو پہونچایا کہ اس وقت تجھسا ساحر میرے قابو مین ہے اگر تو اون کے خداوندی
برحق نہ تھی تو بچا نہ لیا تجھکو طوفان دل مین قائل ہوا اور اشارہ سے قلم دوات طلب کیا
خضران نے قلم دوات جیب سے نکالکر پیش کیا اور کہا کہ لکھ کیا لکھتا ہے طوفان بن
سرکش نے لکھا کہ واقع مین دین آپکا برحق ہے مین مطیع اسلام ہوتا ہون اور مجھسے
آپکو بہت مدد ملیگی خضران نے بسم اللہ کہکر نکلا زبان سے طوفان کی کھینچ لیا طوفان کی
ات کی تمام قید جل گیا اب خضران نے کہا کہ نصیر جادو اور ابلق جادو بھی میرے
پاس ہین طوفان بن سرکش جادو نے کہا کہ نصیر کو تو رہنے دیجئے مگر ابلق جادو
کو نکال لیجئے خضران نے ابلق جادو کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور نکلا زبان سے
کھینچ لیا طوفان نے آواز دی کہ اے ابلق مطیع اسلام ہوا تو کیا کہتا ہے ابلق جادو نے کہا
جب آپنے اطاعت اسلام اختیار کی تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے اب طوفان نے
خواجہ ثالث سے کہا کہ دو چار روز اس قلعہ مین ٹھہرو خضران نے کہا اے طوفان مین
ایک دم یہان نہیں ٹھہر سکتا اسلئے کہ کیا تجھے نہین معلوم کہ وہان تمام لشکر اندھا ہے اور
کفار کا یورش ہے اندھے آنکھون والون سے کیونکر لڑ سکینگے طوفان نے کہا بہتر ہے مین
آپکو بھی اسلحہ لئے چلتا ہون کہ اگر آپ یون جائینگے دس روز مین تو اب پہر بھر مین پہونچ
جائیگا خضران نے کہا اے طوفان اگر ایسا ہے تو دیر نکر اسواسطے کہ اب مفارقت شاہزادہ
بدیع الملک کی مجھے شاق ہے طوفان بن سرکش نے اوسی وقت تخت سحر اپنا طلب کیا اور چند ساحر
اپنے ہمراہ لیکر خضران کو تخت پر بٹھالیا اور جانب بیابان قطاق روانہ ہوا وہان صاحبقران

عالیشان نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور فرمایا کہ آج وہ روز ہے جسکو
بقول آپ لوگوں کے روز صحبت کہنا چاہئے خواجہ زادوں نے عرض کی کہ انشاء اللہ
بہتر بہتر ان خواجہ خضران آتے ہونگے اب دربار میں سب لوگ جمع ہیں انتظار خواجہ خضران
کا ہے نگاہیں سبکی جانب در ہیں اور کان اوس مژدہ جانبخش کے مشتاق ہیں کہ یکایک جانب
آسمان سے ابر نمایان ہوا کہ وہ ابر مثل قوس قزح کے دم بدم رنگ بدلتا تھا اور بارش مروارید کی
ہوتی ہوئی لشکر صاحبقران کیطرف آتا تھا یہہ رنگ دیکھکر بہرام عاد کہ اوسوقت گشت اوسکے
حوالہ تھا دوڑا ہوا خدمت صاحبقران میں آیا اور عرض کی کہ آمد ساحروں کی معلوم ہوتی ہے
ایک بڑا ابر اوٹھا ہے اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے فقر عاد نے بھی عرض کی کہ حضور اقبال آثار یاد رہے
کہ ہم لوگ ساحروں سے نہیں لڑ سکتے اب ہم حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں یہہ ساحر طلسم نہ طاق کے ہیں
انہیں جادو سے جو وہ بھی اعلے ساحروں سے بہتر ہیں تمام ساحران عالم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو
ساحران طلسم نہ طاق سے سامنا کر سکے صاحبقران نے فرمایا کہ حفاظت کرنے والا وہی
پروردگار عالم ہے جسنے آجتک ہر بلا سے بچایا ہے وہی آیندہ بھی بچائیگا دیکھو تو کون آتا ہے یہہ
سرداران بینا مثل رستم خان بن لنجاب و فضل بن کیا نوزہ بخون آشام و موت بن
سارق و مظفر بن ضیغم خون آشام و ورقا بن تجیرہ خوار و قاآن ناشدہ کمان کیمہ
سب اوٹھ کھڑے ہوئے اور بیرون بارگاہ آکر تماشا ابر کا مشاہدہ کرنے لگے دیکھا کہ آتے ہی
وہ ابر شق ہوا اور ایک تخت بالائے ہوا اوڑتا ہوا نظر آیا پشت پر چند ساحر مرکبان سحر سوار
جھولیاں پڑی ہوئی نمودار ہوئے لیکن وہ تخت لشکر اسلام کیطرف بالائے آسمان سے جانب
زمین اوترنا شروع ہوا جب تھوڑا فاصلہ باقی رہگیا تو سرداران اسلام نے خضران بن [illegible] کو پہچانا
اور دیکھا کہ پہلو میں اسکے ایک شخص جلیل القدر بلباس ساحر وضع بیٹھا ہے چہرہ سے اوسکے
رعب و جلالت ظاہر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کا حاکم ہے لیکن صورت خواجہ ثالث
کے جو سرداروں نے دیکھی ذکر تو آہی چکا تھا کہ آج عجب نہیں ہے جو خواجہ آئیں اور امیر
با توقیر کو انتظار تھا سب انہیں کے چشم براہ و گوش بر آواز تھے مسرور ہوگیا کہ خواجہ
آگئے یہہ سنتے ہی لوگ براے استقبال دوڑ پڑے قریب تھا کہ خود صاحبقران بارگاہ سے
نکل آئیں مگر اپنے مرتبہ کا لحاظ کرکے بیٹھے رہے اور کہا کہ آ کہ دل بیقرار ہے اصطلاح انتظار ما
فرقت میں اوس ہمدرد و جان نثار کے گذارا تھوڑا سا اور توقف کرکے وقت وصل یار
آپہونچا ہے لیکن سردار پیشوائی کو آگے بڑھے اور سرداران [illegible] عاد و عالون عاد
سالوس عاد و صمصام عاد و قمقام عاد کہ یہہ لوگ ابھی [illegible] خضران سے آگاہ نہ تھے
اتنا سمجھے کہ صاحبقران کا عیار ہے اور عیاروں پر اسکو فضیلت ضرور ہے [illegible]
صاحبقران بہت ہی فرماتے ہیں اور اپنے [illegible] سرداران پیشوائی کو جاتے ہیں
پہلے تو خیال تھا کہ جب وہ مہمان آئینگے تو ہم بھی دیکھ لینگے لیکن جس وقت دیکھا کہ
سرداران نامی و گرامی براے استقبال چلے ہیں تو یہہ لوگ بھی ساتھ ہو لئے وہاں تخت
خضران کا زمین پر اوترا اور خضران بن [illegible] تخت سے اوترے اور وہ شخص بھی اوترا اور
بھی ساتھ لیا طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے سرداروں نے بڑھ بڑھ کر خواجہ سے معانقہ کیا طوفان

بن سرکش دل میں کہتا ہے کہ بڑی عزت کرتے ہیں صاحبقران اپنے عیاری کی لیکن
خضران بن عمرو طوفان بن سرکش جادو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے داخل بارگاہ ہوئی
سرداران نابینا علاوہ بادشاہ اسلام و صاحبقران کے خواجہ ثالث کی تعظیم کو اوٹھے
صاحبقران نے فرمایا کہ بھائی میرا تھی کیا تماشا ہے کہ کس طرح مسافت راہ اوٹھا کے ہوئے آئے ہو
اور کس طرح گرد آلود ہو جیسے [illegible] خضران نے پہلے ادب کے ساتھ بادشاہ اسلام کو سلام کیا
بعد اسکے صاحبقران کی خدمت میں تسلیم بجا لا کر قدموں سے لپٹے صاحبقران نے سر
سینہ سے لگایا اور اشک جاری ہوئے خضران بھی رونے لگا اور عرض کی کہ اے شہریار
با اقبال ہنگام مسرت آگیا اب شکر بجا فرمایئے غلام آپکا بصیر جادو کو پکڑ لایا اور اب طلب کیجئے اون
کو جو صدمے اسکے ہاتھ سے ہو گئی ہیں تاکہ آنکھیں سب کی روشن ہوں امیر ثالث نے فرمایا کہ اے
خضران پہلے حجت تمام کر لینا چاہئے شاید دعوت اسلام وہ قبول کرے طوفان بن سرکش
نے عرض کی کہ حضور ایسا نہ کریں اسواسطے کہ اگر اسنے دعوت اسلام قبول کر لی تو آپ تمام
عمر بینا نہیں ہو سکتے صاحبقران نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں یہ تو کوئی نئی آواز سنائی دی
خضران نے سب حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا بیان کیا
امیر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے طوفان قسم ہے خدائے بزرگ کی کہ جسنے تجھ کو مخلوق
[illegible] بلکہ تمام عالم کو پیدا کیا ہے کہ اگر بصیر جادو نے مسلمان ہونا منظور کیا تو مجھکو [illegible]
[illegible] بینا رہنا بہتر و دل منظور ہے طوفان آنکی ثابت قدمی پر وجد کر گیا لیکن دل میں کہتا ہی
کہ خداوند ملعون بصیر جادو مسلمان نہ ہو ورنہ ایک کے مسلمان ہونے سے صدہا مسلمانوں کی
جان جائیگی اور یہ تیرے خاص بندے کہ کسی وقت میں تجھے نہیں ہوتی خضران بھی دل میں
کہتا ہے کہ اگر اس ملعون کو نہ مارا تو غضب ہو جائیگا لیکن حکم صاحبقران سے مجبوری تھی بصیر جادو کو زنبیل
سے نکالا اور [illegible] دیگر ہوشیار کیا آنکھ جو اسکی کھلی اپنے کو اسیر پا کر سمجھا کہ دن بھر میں
خواب بھی ہمیں ایسے دکھائی دیتے آنکھیں بند کر لیں خضران نے آواز دی کہ یہ خواب
نہیں ہے اب ذرا چونک کہ دیکھ تیرا سویا چاہتا ہے میں ہوں ملک الموت تیرے جان کا
[illegible] خضران بن عمرو ہوں ملعون تو نے بہت پریشان کیا تھا لیکن میں نے تجھکو گرفتار کیا کہتا ہے
شناخت [illegible] کار عالم کے بارے میں طوفان بن سرکش نے آواز دی کہ آپ بیکار پوچھتے
ہیں یہ خاص بندے ہیں خداوند لقا کے کہ اگر آپ مار ڈالینگا روح انکی فریاد
کرتی ہوئی جائیگی وہ دوسرے پیکر میں اوس روح کو داخل فرمینگے اور اس سے زیادہ
مرتبہ انکا یہ ہوگا [illegible] ہو گیا ہے اب بنایا جائیگا یہ ہم ایسے کچھ نہیں ہیں کہ ڈر کر مسلمان
ہو جائیں انکا خداوند کہتا ہے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں جو چاہتے ہیں سن لیتے ہیں ہر بات کا
جواب [illegible] گناہ [illegible] معاف ہو جاتے ہیں قصاص وہاں سے [illegible] نہیں
بصیر جادو نے [illegible] کہا کہ یہ [illegible] راست ہو گیا ہے مگر باتیں راستی کی کرتا ہے کہا کہ ہزار
جانیں ہوں تو نام پر خداوند لقا [illegible] صاحبقران طوفان کی بات [illegible] بھاری
[illegible] اسلام [illegible] واقف [illegible] ہے کہ [illegible]
اور [illegible] فرض یہ ہے کہ ہر طرح سمجھا [illegible] مجبور [illegible] قتل کرے [illegible]

قتل کے واسطے اور آپ کی مطلب کے واسطے بکا دے کہ وہ راہ پر آتا ہی ہو تو نہ آئے اسکے بعد مخاطب ہوئے
بصیر جادو کی طرف اور فرمایا کہ اے بصیر جادو تیری ترقی تمام ہو چکی جتنے انتظام تو نے کئے تھے
ہر چند کہ وہ ایسے تھے کہ ہمارے بگاڑے نہ بگڑ سکتے کیونکہ تو ساحر ہے اور ہم نام سحر سے نہیں بہ بہی نہیں
جانتے کہ سحر کیسے ہیں مگر یہ اوسی حافظ حقیقی و قادر مطلق کا فضل تھا کہ جسکی مدد سے خضران
نے پر طلہ آب و آتش کو تہ کیا اور ماہیان خوش تقریر و شعلہ افروز جادو کو مار کر تجکو گرفتار کیا
اب تجھے پروردگار عالم کو پہچاننا چاہئے اور الوان پر ہزار ہزار لعنت کرنا چاہئے کہ وہ کافر
سبکو گمراہ کئے ہوئے ہے قسم کھاتا ہوں میں اوسی خدا کی جسنے مجھے پیدا کر کے اس مرتبہ پر
پہونچایا اور تجکو ذلیل و خوار کر کے دکھایا کہ اب بھی تو اس دین برحق کیطرف مائل ہو اور الوان سے
دست بردار ہو تو میں تجھے ہرگز نہ قتل کروں اور آپ تا حیات اندر رہنا معہ لشکر گوارا کروں گا چاہے اسی
حالت میں قتل ہو جاؤں اس تقریر سے صاحبقران کی طوفان کا دل بھر آیا رو رو کر کہا کہ آپ ایسے
ہی با خدا ہو سکتے ہیں لیکن دل بصیر جادو کا ایسا سیاہ و سخت تھا کہ نرم نہ ہوا اور زنگ کفر نہ مٹا اور
جواب لکھا اسنے کہ اگر آپ اپنے مذہب میں قوی الاعتقاد ہیں اور ثابت قدمی ظاہر کرتے ہیں تو میں بھی
اپنے ایمان پر سے جان نثار کرنیکو موجود ہوں آپ شوق سے مجکو قتل کیجئے اگر یہ خداوند میں بکرم قدرت
تو وہ پھر مجھے زندہ کریگا بس یہ سنکر صاحبقران برہم ہو گئے اور خضران سے فرمایا کہ الہی [illegible]
ہوا پہلے شرکت نفس اسکے تو میں شامل رہتے طوفان تو خوشی ہوا کہ اگر یہ ملعون پہلے بھی مسلمان ہو جاتا
تو اسے با تو کیا اسکو چھوڑ دیتے مگر شکر ہے خدا کا کہ اس ملعون نے بہانہ بھی نہ کیا خضران بھی دل میں
شکر کرتا ہوا بصیر کو لیکر بیرون بارگاہ آیا لیکن ساتھ ہی طوفان جادو نے کہا اے خواجہ ابھی اسکو
قتل نہ کرنا پہلے آنکھیں اسکی نکال لو اوسکے بعد قتل کر دو ورنہ کبھی قیامت تک اندھا نہ ہو سکیگا خواجہ
نے کہا کہ خوب یاد دلایا تمنے مجھے خواب میں والد ماجد بھی سمجھا گئے تھے لیکن میں اس وقت عجلت میں
بھول گیا تھا خواب میرا صحیح تھا یہ کہکر بیرون بارگاہ آکر آنکھیں نکال لیں اور جلاد کے حوالے کیا
جلاد نے ایک ہاتھ گردن پر مارا کہ سر بصیر جادو کا کٹ گیا بس مرنا تھا اسکا کہ ایک آندھی چلی اور زمین
کو زلزلہ پیدا ہوا خاک اوڑنے لگی برف باری آتش باری دیر تک رہی جب وقت لاشہ بصیر کے
سر ہوا اور روح بصیر کی وادی البرہوت کے روانہ ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے
بہر حال اوڑا کر یہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے کہ مارا جوان گشتی نام من بصیر جادو بود
حیف مر دیکم و ہنا دیکم وہ مطلب خود نہ سیدیم اب لاش تو اسکی اٹھوا کر دریا میں پہنکوا دے اور
آنکھیں نذر صاحبقران کیں اور عرض کی کہ اب طلب فرمائی اون لوگوں کو جو سحر سے
نابینا ہو گئے ہیں اگر اس وقت کوئی شخص موجود نہو گا تو پھر وہ قیامت تک نابینا رہیگا
صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ اون لوگوں کو جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ بصیر کی آنکھیں
ابھی پیشکش کرتا ہوں وہ آئے اگر اس وقت نہ آسکیگا تو پھر قیامت تک نابینا رہیگا یہ مژدہ
سنتے ہی یہ حالت ہوئی کہ جو جس حال میں تھا اوٹھ کر ایسا اوٹھ کر [illegible]
بارگاہ صاحبقران کا پوچھتا ہوا روانہ ہوا جو سردار تھے اون کو تو لوگ ہاتھ پکڑ کر
لے آئے لیکن بیچارے غریبوں کو کون پوچھتا ہے انکا فریاد رس تو وہی ہے وہ بیچارے [illegible]
سہتے لیکن بیچارے [illegible] گرتے پڑتے [illegible] کوئی [illegible]

گھوڑے پر جا پڑا آپ غدر رسا ہوگیا کہ جلدی چلو لیکن وہاں بارگاہ سے دنگل کرسیاں
وغیرہ سب ہٹوا دی گئیں سوا دو کرسیوں کے کہ شہنشاہ اسلام اور صاحبقران
ثانی مقام متمکن ہوئے بسبب تنگی جا کے زمین کا فرش کر دیا گیا سرداران ہنا اس انتظام پر
معین ہوئے کہ جا کر سرداروں کو لائیں اور حلقہ باندھ کر بٹھائیں ہر چند کہ بارگاہ بہت
وسیع ہے لیکن اتنے دنگل کرسیاں کہاں سے آئیں کہ تمام لشکر کو دی جائیں اور اس
سامان کے ساتھ لشکر بارگاہ میں جمع ہو غرضکہ سردار آنے لگے کوئی تو شہنشاہ گوہر
کلاہ کو لئے چلا آتا ہے اور کوئی آصف انجم طلعت کو کوئی اسد ثانی کو کوئی داراب
کشور کشا کو کوئی تورج یزدان پرست کو کہاں تک نام لیئے جائیں سب سرداران
لشکر اسلام کو لا کر حلقہ باندھ کر بٹھا لیا جب سب آ گئے صاحبقران با اقبال سے عرض کی
کہ سب سردار لشکر جمع ہو گئے ہیں امیر نامدار نے فرمایا کہ اہل لشکر کو بھی تو لاؤ وہ بندگان خدا نہیں ہیں
جب تک سب نہ جمع ہو لیں اوس وقت تک بات کہنا بیجا ہے پھر تو اب لوگ جا جا کر اہل لشکر کو لانے
لگے جو لوگ دار استراحت میں گر گر پڑے تھے کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا کسی کا پاؤں چھل گیا تھا
کسی کے سر میں چوٹ آئی تھی یا تو وہ لوگ گھبرا رہے تھے کہ ہم کو کون پوچھتا ہے امیر کے
سبب [illegible] اب جو لوگ آ کر ہاتھ پکڑ پکڑ کر لے چلے کہ صاحبقران یاد فرماتے ہیں
سب کو دعائیں دینے لگے کہ خدا ایسے سردار کو برقرار رکھے جیسے ہمارا اقبال بھی مثل
[illegible] ہم کیوں نہ ایسے تھے جب خدا نے اس رتبہ عالی کو پہونچایا ابھی ہماشما ہو سکے تو
ذرا [illegible] عشرت میں بھول جائے سب کو بھول جاتے غرضکہ ہزاروں دعائیں دیتے ہوئے
[illegible] ہوئے چلے یہاں تک کہ سب آ کر بارگاہ میں جمع ہوئے پھر امیر با توقیر سے
[illegible] عرض کی کہ اب اہل لشکر بھی آ گئے کوئی باقی نہیں ہے فرمایا پھر تلاش کر لو
ایسا نہ ہو کوئی رہ جائے تو اوس سے آنکھ نیچی ہو نگاہ نہ چار ہو سکے حسب تاکید پھر عیاران اسلام
[illegible] ایک ایک گوشہ تلاش کیا اور آ کر عرض کی کہ حضور ایک ایک خیمہ ایک ایک
[illegible] ہر گوشہ دیکھ لیا ہے اب کوئی اندھا وہاں نہیں ہے اودھر طوفان نے عرض کی
کہ اب [illegible] سے تھوڑی شاخیں اور باقی ہیں اگر یہ بھی گذر جائینگی تو پھر کیا نہ ہو سکیگا
صاحبقران نے فرمایا کہ میری غرض یہ تھی کہ کوئی باقی نہ رہے اب اختیار ہے اپنا عمل کرو
تاکہ آنکھیں روشن ہوں اسے طوفان تجھے تو جادو کیا میں بھی تو تمہیں دیکھوں اور اتنے
[illegible] اس قدر [illegible] نہ تھی جو اس وقت ہے امید بھی کیا خیر ہوتی ہے طوفان نے
عرض کی کہ ابھی ایک بات اور باقی ہے وہ یہ کہ جو لوگ صاحب بصیرت ہیں اونکو بہوان
ان آنکھوں کا ضرر ہے اگر چشم نابینا اس وجہ میں روشن ہو گی تو چشم بینا کور ہو جائیگی اور
[illegible] تا قیامت روشن نہ ہو سکیگی حضرات بن عمرو نے کہا کہ اے طوفان یہ بھی
خوش قسمتی [illegible] ہے کہ تم مطیع اسلام ہوئے ورنہ یہ بات ہمیں بھی نہ معلوم تھی امیر
تو آج سب بینا ہو جاتے اور ہم ابد الآباد کے واسطے اندھے ہو جاتے خیر اب اونسے
کہا کہ [illegible] ساحران الوان جادو کا یہ ادنیٰ سے اس کو بنا کر بیچا
ورنہ لیکن جادو کی یہ لیاقت نہ تھی کہ سحر در سحر ترکیب دے سکے یہ دہوکے پردہ ہو گا

الوان ہی کا کام ہے جب تو وہ خداوند بنا بیٹھا ہے خضران نے کہا کہ پھر عوز کون کریگا
طوفان نے عرض کی کہ یہہ کام میرا ہے اب آپ اون لوگون کو ایک یہان سے چلے جائے
جنکی آنکھین روشن ہین خضران نے قیصر عاد و رستم خان و موت بن شاریق و
فضل بن ہما کو لیا پھر اسی طرح تمام سرداروں کو اپنے ہمراہ لیا اور صحرا کی جانب چلے گئے اور ہوا
کے رخ سے بچکر منہ لشکر صاحبقران کی طرف سے وہان طوفان بن سرکش جادو سے
صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے آنکھین تو نہ جاتی رہینگی طوفان نے عرض کی کہ جی نہین مین
رد سحر اس بخور کا جانتا ہون اسلئے مالک کو وقضا و قدر یگانہ ساحری ہون اگر میری آنکھین
فربا ہی ہوتین تو مین آنکھون سے یہہ خدمت بجا لاتا چشم پوشی نہ کرتا حق کھانے انکو چشم
زخم سے محفوظ رکھے یہہ کہکر کچھ اسم سحر دم کرکے کاجل پارا اور وہ اپنے آنکھون مین لگایا بعد اوسکے
آنکھون کو بصیر جادو و ریزہ ریزہ کرکے بہت سے بخور مین ملایا کہ جو تمام لشکر کو کافی ہو جائے
صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور خاموش ہوکر بیٹھیں مین بخور کرتا ہون صاحبقران
نے فرمایا کہ پہلے بادشاہ کی آنکھین روشن کرو کہ وہ چشم و چراغ دین اسلام ہین بادشاہ نے فرمایا
کہ نہین پہلے صاحبقران کی آنکھین روشن کرو چشم ما روشن دل ما شاد مجھے اپنی فکر نہین ہے کیونکہ
یہہ اندہون کے لاٹھی ہین طوفان نے عرض کی کہ آپ دونون صاحب برابر ہی تو تشریف
رکھتے ہین مین ساتھ ہی آنکھین روشن کرتا ہون یہہ کہکر طوفان نے وہ بخور جسمین ریزہ ہا ئے
چشم بصیر جادو شامل تھے منقل پہ ڈالے کو کل لوبان صندل وغیرہ یہہ سب چیزین جلین
اور دہوان اونکا آنکھون مین بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام کے لگا کہ آنکھو سے
چند قطرے ٹپکے اور یہہ معلوم ہوا کہ اک چادر سیاہ آنکھون پر سے ہٹ گئی اور روشنی ہو گئے
طوفان نے سلام کیا بادشاہ و صاحبقران نے دعا دی اور نظر کی اپنے لشکر و سرداران
لشکر پر سب کی حالت پہ آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور اپنی حالت کو تصور کیا لیکن
طوفان نے اب چار چار اور آٹھ آٹھ سرداروں کو برابر سے بخور دینا شروع کیا جس طرح
انکھاڑے پر پہلوان لوبان سلگاتے ہین اب سردار بینا ہونے لگے مگر کیا خوش نصیب تھا
طوفان بن سرکش جادو کہ جس کی آنکھ کھلی اوسنے پہلے اوسی کی صورت دیکھی جب
سردارون سے فرصت ہوئی تو اہل لشکر کو برابر سے سو سو کو بٹھا کر بخور منقل پر ڈالا اور
ایک طرف سے دوسری طرف برابر چلا گیا پہرے کے پہرے اور صفین کی صفین اور ہون
کی بینا ہوکر صاحبقران کو دعائین دیتے ہوئے بارگاہ سے نکلے اور اپنے اپنے خیمہ کی
طرف چلے شام تک سب بینا ہو گئے اب طوفان بن سرکش نے سرداران بینا و صاحبقران
بن عمرو کو اطلاع کی کہ تشریف لایئے سب حاضر بارگاہ ہوئے امیر و بادشاہ اسلام گلے
ملکر بہت روئے ہچکیان بندہ گئین بعد اوسکے صاحبقران عالیشان ہر سردار کو گلے لگا کر
بہت روئے بارگاہ مین ایک کہرام تھا خضران قدمون سے لپٹا رو رہا تھا کہ یہہ ہر کا ل
یہی حالت رہی بعد اسکے قیصر عاد نے سلام کیا پوچھا صاحبقران نے یہہ کون ہے
قیصر عاد نے عرض کی یہہ وہی غلام ہے جس کو حضور نے زمانہ کوری چشمی مین زیر کیا تھا
قیصر عاد میرا ہی نام ہے اب تو صاحبقران نے غور سے اسکی طرف دیکھا کہ ہان یہہ سردار ہے

اوس وقت نہین معلوم کیا او بولا تھا کہ مین نے اوتنی جلد اسیر کر لیا ورنہ لائق اسکے یہہ سردار نتھا
بعد اوسکے جالوس عاد وبہرام عاد وسالوس عاد وصمصام عاد وقمقام عاد ان سب نے
قدمبوسی حاصل کی اور صاحبقران نے انکو دیکھا اوسی وقت خلعت طلب کر کے ان
تازہ مسلمانون کو مع طوفان بن سرکش کے خلعت سے سرفراز فرمایا اور ایک خلعت
بہت بھاری حضرت ان کو عنایت کیا نذرین بالفعل موقوف رہین حکم ہوا کہ اس سے زیادہ
خوشی اور مسرت کا کونسا دن ہوگا ہم چاہتے ہین ایک جلسہ ہو تین روز تک اور سامان عیش
ونشاط مہیا ہون پہلے روز نذرین گذرین اور دوسرے روز رقص وغنا تیسرے روز جلسہ خاص
ہو جس مین فقط خواجہ حضرت ان نے بجا ئین یہہ حکم ہوتے ہی سامان جشن ہونے لگا اوس
روز تو شب راحت سے بسر کی تھی دوسرے روز پہلے بارگاہین اوکھاڑ ڈالین کہ اونپر خاک
جم گئی تھی بالکل ایسی ہو رہی تھین مثل چشم کور بے رونق ہو رہی تہین کون دیکھنے والا تھا کہ
دل خوش ہوتی جنجال عادی نے فراشون کو طلب کر کے بارگاہین صاف کرا کے پھر سے
نصب کرا دین اوسی مثل ثالث کے سپرد روشنی کا انتظام ہوا ہر طرف تیاری ہو نیلگی
بارگاہون کی آراستگی کا تو کیا بیان کیا جائے صحرا تک جگہ جگہ کرنے لگا درخت تمامی سے
منڈھے گئے قندیلین آویزان ہوئین بادلا شاخون پر لٹکایا گیا دوکانداروں نے دوکانین
آراستہ کین لوگون نے غسل کر کے لباس فاخرہ پہنے ہر طرف لطف نوروز حاصل تھا
کہ ہر شخص عید منانے کے لائق تھی بدلی جا رہی تھی لوگ آپس مین گلے مل رہے تھے یہانتک
کہ شام تک سب تیاری ہو گئی اور اب روشنی ہو نے لگی تمام صحرا کا تا آفاق روشن و منور
ہو گیا فلک چشم انجم سے نگران تھا چراغان کی بہار دیکھ رہا تھا جنگل مین منگل نظر آتا تھا
ہر خیمہ مثل حجلۂ عروس آراستہ تھا جھاڑ و فانوس کنول سب روشن تھے فرش عمدہ کیا
ہوا تھا اہل عملہ نئی وردیاں پہنے ہوئے دوڑتے پھرتے تھے مصروف انتظام تھے انتہا
یہہ ہے کہ اصطبل تک آراستہ کیے گئے تھے ہر چند کہ ضرورت ایک مرکب کی تھی مگر
جس کے پاس جتنے گھوڑے تھے سب ساز و یراق سے آراستہ کھڑے تھے سائیس زرکار چوبی
وردیاں پہنے ہوئے باگین پکڑے کھڑے تھے انہون نے بھی اپنے اپنے راؤتی کو اپنی
حیثیت وطبیعت کے لائق آراستہ کیا تھا کسی نے چراغ گھروسی رنگ کر جلائے تھے
پھول جنگل کے شاخون سمیت لا کر آبخورون مین گلدستہ بنا کر لگائے تھے خواصیں
قاصیان لیے ہوئے در بارگاہ پر استادہ تھے کہ مالک برآمد ہو اور سواری چلی تو
ساتھ ہو لین ہر طرف سے خوشبو چلی آتی تھی کہین مشک کہین عنبر کہین عود سلگ
رہا تھا کم حیثیت والون نے لوبان ہی سلگا کر دماغ کو خوش ومسرور کر لیا تھا گیسون نے
قرابے عطر کے لنڈھا دیے تھے کہ ہوا جس خیمہ سے ہو کر نکل گئی دماغ جان کو معطر کر دیا
ہر گلی کوچہ اس طرح آراستہ تھا کہ چوک کا لطف ہر مقام پر حاصل تھا دوکانداروں نے
دوکانون کو نہایت سلیقہ سے سجا تھا گلوری والون نے دوکانین قطعات وتصاویرات
سے مزین کی تھین پوشاکین عمدہ پہنے ہوئے بیٹھے تھے مٹھائی والون کے خوانچہ عجیب عجیب صنعت سے
بنائے گئے تھے کہ صورت عمارتون کی پیدا ہوتی تھی علاوہ معمولی مٹھائیون کے عجیب عجیب

چیزین

چیزین بنائی گئی تھین کہ جنکی صورت و ذائقہ سے غربا کا تو کیا ذکر امرا بھی آگاہ نہ تھے پہلوان شاطر تھے
بازاریون کا دوکانون پر ہجوم تھا ہر شے خرید کر رہے ہین مزا چکھتے ہین جا بجا پوشاکون سے کیسے
کسان تھا جو کہین لیجا کر بیچتے اہل و عیال کو دیتے ساقیون سبوؤن کے تخت برابری پیادہ کھڑے
یارون کے مجمع دائرہ بجا بجا کر نشہ باز گا رہے ہین دم پڑھ رہے ہین کوئی یہ شعر پڑھتا ہے شعر

پی پی ساقی وہ مے کی خبر رہے ۔ مشغلین محو دم و تعمیر رہے

کہین ہر برستے چاندی بازار کیا ہوا ہے روشنی کے سبب سے ستارون کا گمان ہے
ظروف نقرئی و زری جھلا جھل کر رہے ہین سو نو بہار و اہل لشکر خرید رہے ہین ایک ایک
پیسے کے چار چار دیتے ہین دوکاندار نہایت خوش و مسرور ہین ایک رنگ سے ہر
گلی کوچہ لشکر کا آراستہ ہے بہروپیئے ہر ایک بھیس بدلے ہوئے رنگین تماشے بنائے ہوئے
پھر رہے ہین دوکاندارون سے انعام لیتے ہین کہین سوانگ آ رہے ہین کہین کنچنیان گا رہی ہین
کہین مداری تماشا کر رہے ہین اک عجب ہنگامہ عشرت انگیز ہے ہر سردار کے خیمہ مین محفل
رقص و سرود کا سامان موجود ہے اور ڈیوڑھی والون نے بھی چندہ کر کے ایک ایک
نوبتی بجائی ہے ہر طرف مچھے اور جھنڈین جس مقام پر ہو کا عالم تھا وہی آج گلزار بہار
ہو رہا ہے طوائفین جو پہلے مجرے کے واسطے جا رہی ہین سماجی ہمراہ ہین ایک ایک زیور و
لباس سے آراستہ و پیراستہ اسوقت نوبجے بادشاہ اسلام برآمد ہوئے سب سردار
دردولت پر حاضر تھے اول سلام صاحبقران عالیشان کا ہوا بادشاہ نے
سینے تک لاکر جواب دیا کہ تمہارے جگہ دلین ہے بعد صاحبقران کے اور سردارون
کے سلام ہوئے بادشاہ سب کو پلکون کے اشارے سے جواب دیتے ہوئے بارگاہ کے
جانب روانہ ہوئے صاحبقران پایہ تخت تھامے ہوئے بارگاہ تک آئے بادشاہ
تخت رواں سے اتر کر مسند جواہر نگار پر متمکن ہوئے آج عجیب شان ہے بادشاہ کی کہ تاج شاہی
بر سر و چار قب شاہنشاہی در بر چتر بال ہما کا ہوتا ہوا نگاہ رو برو کے صدائین بلند اول نذر
صاحبقران کی گذری بعد صاحبقران کے شاہنشاہ کو سر کلاہ نے نذر دی انکے بعد
حسب مراتب سب سردار مثل عین الزمان نور الزمان قوس بندوان پیستم
خورشید تاجدار اسد ثانی وغیرہ نے نذر دی جب امرا نذر دے چکے تو اور سردارون کی
نوبت آئی فضل بن کیا ہور خون آشام موت بن سارق و رقاے زنجیرہ خوار
مظفر بن صفیم خون آشام قادر بلند کمان لیکن ان سب سے پہلے لندہور ثانی
کی نذر گذری تھی کہ یہ بھی خلعت پاچکے ہین آخر مین سرداران نو مسلم مثل قمیر عاد بہرام عاد و
جالوس عاد و سالوس عاد و صمصام عاد و ضرغام عاد طوفان بن سرکش جادو
سب کی نذرین قبول ہوئین اور خلعت عنایت ہوئے اب سرداران اولوالعزم رخصت
ہونے لگے پہلے صاحبقران باقبال رخصت ہوئے اور اپنے خیمہ مین آئے بعد صاحبقران
کے ترتیب وار نذر دیکر رخصت ہوئے کشتیان اور خلعت حسب حیثیت بادشاہ کی
طرف سے سبکو عنایت ہوئے صاحبقران کو تو بادشاہ اسلام نے اپنے ہاتھ سے خلعت
عنایت فرمایا اور عزیزون کو صاحبقران نے خلعت پہنایا باقی سرداران کو لندہور ثانی

سب کے ہاتھ سے خلعت ملے یہ سب عطیہ بادشاہ ہی کی جانب سے تھا لیکن سرداران اولو العزم اس غرض
رخصت ہو آئے ہیں کہ جو لوگ جس کے خاص ملازم ہیں وہ اوسکو نذرین دین اول صاحبقران
با اقبال بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بارگاہ گوہر بار میں تشریف لائے اور جو لوگ رفیقان خاص
سے انکے تھے اونہوں نے نذرین دین حضرات نے نذرین انکی لیکر داخل زنبیل کرنا شروع
کین صاحبقران نے سبکو مخلع کیا آخر میں حضرات نے نذر دی صاحبقران نے
نذر قبول فرمائی اور ایک لاکھ زر سرخ مع خلعت عنایت فرمایا کیونکہ بڑا کام کیا تھا حضرات
نے یہ روز سعید اسیکی کوشش سے دیکھنے میں آیا ہے ورنہ سب شل دیوار تھے اسی طرح
ہر سردار کے ملازمین نے اوسکو نذر دے ہر افسر کو اوسکے ماتحتوں نے نذر دی اور حسب
حیثیت انعام پایا جب سردار نذر بادشاہ اسلام سے فارغ ہوئے تو نوبت عیاروں کی
آئی سب سے پہلے حضرات کی نذر گذری بادشاہ اسلام نے نذر قبول فرما کر بہت بھاری خلعت
عنایت فرمایا اور فیروزہ ثالث نے یہ خلعت اونکو پہنایا اور دو لاکھ زر سرخ عنایت ہوئے
یہ لیکر آپنے نذر زنبیل کیے لیکن وہ اشرفیان اور جواہر جو بادشاہ کو نذر دیا گیا تھا ایک قسم
کثیر تھی اور حق تھا یہ فیروزہ کا خواجہ حضرات نے جو دیکھا منہ میں پانی بھر آیا دل میں کہا
کہ محنت ہم کرین اور مزے یہ اڑائے مرگ کرے کسی تدبیر سے یہ روپیہ لینا چاہیئے چونکہ عہدہ
حضرات کے منصب فیروزہ کا تھا یہ جلدی سے باہر بارگاہ سے نکلا اور اپنے خیمہ میں
آکر چند اشرفیان صندوقچہ سے نکالکر چلا بس جیسے ہی خیمہ سے نکلا اک ناریل زمین پر پڑا تھا
اوسکی ٹھوکر لگی اور خاک اوڑی فیروزہ نے غصہ سے ایک ٹھوکر اور دی کہ یہان کسنے
یہ ناریل پھینکا ہے ٹھوکر لگتے ہی ناریل پھٹا اور فیروزہ چھینک مار کر گرا آپ ناریل میں تھوڑی
راہ میں رکھکر پوشیدہ ہو رہے تھے اسکو اوٹھا کر خیمہ میں ڈالدیا اور وہ صندوقچہ جس میں تھی اشرفیان
فیروزہ نے نکالی تھیں جانا کہ یہیں اور رقم ہو گی نذر زنبیل کر لیا اور ہیئت اپنی فیروزہ سے
بنا کر بادشاہ کو نذر دی بادشاہ نے حسب دستور نذر اسکی بھی قبول فرمائی اور خلعت سے
سرفراز فرمایا عرض کی کہ یہ روپیہ تو میرا حق ہے میرا ہے حفاظت سے رکھ نہ آؤن کیونکہ
خواجہ سلامت ذرا بری نظر سے دیکھتے ہیں ایسا نہ ہو کہ نظر ادہر کی اوسے کیا جائے بادشاہ نے
فرمایا کہ تمہارا مال ہے چاہے ابھی لیتے جاؤ جائے جب لیجاؤ آپ نے وہ روپیہ اشرفی کہ قریب
پانچ لاکھ کے تھی اک چادر میں باندہ کر چلدیئے باہر آکر نذر زنبیل کر لیا اور جلدی
سے خیمہ صاحبقران کی طرف روانہ ہوئے جا کر اپنے منصب کی موافق کرسی پر
بیٹھ رہے صاحبقران سے عرض کی کہ میں شاہ عیاران ہوں یا نہیں فرمایا بیشک
کہا صاحبقران سے گواہ رہیئے گا صاحبقران نے فرمایا گواہی کس بات کی کہا
انکے قول کی صاحبقران نے فرمایا سنتے کب انکے قول سے یہ شگفتگی کی ہے جو تم سکہا رہے ہو
عرض کیا اک مطلب ہے تھوڑے عرصہ کے بعد کھولونگا جب نذرین گذر چکین اور عیار واپس آئے
صاحبقران سے عرض کی ذرا تکلیف حضور کو ہوگی سامنے بادشاہ اسلام کے تشریف لیچلئے صاحبقران
نے فرمایا کیا کام ہے بیان تو کرو حضرات نے کہا کہ کچھ تو سوچا ہے بڑی تکلیف دیتا ہوں
صاحبقران خاموش ہو رہے اور ہمراہ خواجہ ثالث کو لیتے ہوئے خدمت بادشاہ اسلام میں پہنچے اسلام

فرمایا کہ یہہ خلاف وقت آنا کس غرض سے ہوا عرض کی کہ یہہ ہمراہ لانے مین خضران سے بادشاہ نے
فرمایا کہ کیون خواجہ کیا مطلب ہے خضران نے عرض کی اک گستاخ بات پوچھونگا خطا عفو ہو تو عرض کرون
فرمایا کہو کیا کہتے ہو خضران نے عرض کہ حضور بادشاہ لشکر اسلام ہین یا نہین بادشاہ ہنسے اور فرمایا
کہ تم نہین جانتے ہو عرض کی کہ اسی طرح مین شاہ عیاران ہون یا نہین بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ بیشک عرض کی کہ اب تمام عیارون کو چاہیے کہ مجھے نذرین دین بادشاہ نے فرمایا کہ بیشک ضرور چاہیے
عرض کی کہ اگر کوئی پہلو تہی کرے تو مجھے سزا جزا کا اختیار ہوگا صاحقران اسکی طبیعت سے واقف تھے
کہ طمع مین زبردستی جرمانے کریگا فرمایا کہ جرمانہ حیثیت سے زیادہ نہ کرنا خضران نے کہا آپکو اسمین
کچھہ دخل نہین ہے مین اپنے ملازمین کا اختیار رکھتا ہون ابھی آپ فرما چکے ہین کہ تو شاہ عیاران ہے
اور اسکے پہلے مین قول آپسے لیچکا ہون جو بادشاہ ہوتا ہے کوئی اوسکے کامون مین دخل دیتا ہے
صاحبقران خاموش ہو رہے اور خواجہ سلامت اپنے خیمہ مین آئے بانہاے عیاری تن پر آراستہ
کئے اور کلاہ عیاری مین اک کلغی لگا کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے کہ وہ تخت بھی لوٹا ہوا خدا جانے
کسی سے مانگ لائے تھے یا کہین سے لوٹ مین پایا تھا اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران آج روز سعید ہے
نذرین دو ہمکو یہہ سنتے ہی سب سے پہلے قران ثالث نے نذر دی آپنے نذر لیکر داخل زنبیل کی اور
اک طرہ سال سوت کا عنایت کیا قران نے خلعت فاخرہ سمجھکر گانٹھ مین لٹکا لیا اور اوسکے
پیچھے ہے بعد اسکے سرسنگ ثالث برگ ثالث گلباد ثالث سماک ثالث
برق ثالث وغیرہ سب نے نذرین دین کسی کو طرہ کسی کو ازار کا رشتہ دیا کسی کو پیکار سے مقطورہ جو
نہ کسی مصرف مین آنے کے لائق تھی وہ بجاے خلعت عنایت کی اور جسنے نذر اچھی دی اوسکی پشت پر
ہاتھہ پھیرا اور جسنے کمی کی ساتھہ نذر دی اوسکو برا بھلا کہا وہ خلعت بھی نہین دیا جو قران وغیرہ
کو دیا تھا غرضکہ جب سب نذر دے چکے تو پوچھا کہ یہہ دونون جوانمرد یعنی چالاک ثالث و
فیروزہ ثالث کہان ہین ابتک نہین آئے بہت غرور انکو ہوگیا ہے خیر سمجھا جائیگا فیروزہ پر تو
ایک لاکھہ روپیہ جرمانہ کہ یہہ بڑا دولتمند ہے بادشاہ کا نوکر ہے اور چالاک ثالث پر
پچاس ہزار اور اگر ادا نکرے تو سو کوڑے کہ کہال تک جسم پر نہ رہے یہہ فرما کر دربار برخواست کر دیا
لیکن وہان فیروزہ جو بیہہ دو پہر کامل کے ہوشیار ہوا اپنے کو خیمہ مین پڑے ہوئے دیکھا سوچا
کہ یہہ کیا معرکہ ہے مین تو پہر رات رہے آیا تھا کہ اشرفیان لیلون تو بادشاہ کو نذر دون باہر
خیمہ کے شور کیا کر گرا تھا پہر یہان خیمہ مین کون ڈال گیا اور اب تو صبح تک مین بیہوش
پڑا رہا کچھہ نہین یہ انہین حضرت کا کام تھا عجب نہین جو ہاتھہ ڈالا ہو اشرفیان تہدا سرد
خیال ہوا کہ شاید کمر مین گرگئی ہونگی خیر دیکھا جائیگا اور نکال کر یون صندوقچہ دیکھا تو وہ بھی خالی کمر
ایک حبہ نہین اب تو سر پیٹنے لگا کہ کس سے ملنے جاؤن اور کہان سے لا کر
نذر دون وقت ایک تو تکرار ہی میکا خفگی ضرور آئے گی مگر خیر ہی اسمین سمجھی تاکہ
تو ہوا ایسا نہو کہ خلعت سرفرازی سے بھی مجھہ محروم رکھا جاؤن اور اگر عتاب آیا تو
نوکری بھی گئی جب یک گرا اک مہاجن پاس گیا اور چند اشرفیان اوس سے
قرض لیکر دوڑتا ہوا چلا کہ بادشاہ کو نذر دون لیکن وہان خواجہ سلامت نے
جس وقت دربار برخواست کیا تو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور عرض کی

کو دیکھے حضور چونکہ آپکے ملازم ہین تو میان فیروزہ کو اب یہ غرور ہوا ہی کہ ہمکو نذر دینا
عار سمجھے اور نہین آئے اور صاحبقران سے کہا کہ اوسکو لیتے چالاک ثالث کو دیکھے کہ
اوس جوانمرگ نے بھی نذر نہین دی قسم کہاتا ہون آپ ہی کے قدمون کی دونون پر
معقول جرمانہ کرونگا بلوا بھیجئے دونون کو بادشاہ نے فیروزہ کو طلب فرمایا کہ جب سے
تم اپنا روپیہ رکھنے گئے ابھی تک واپس نہ آئے شہنشاہ عیاران کو نذر دینے سے گئے
وہ تجھسے ناراض ہین جلد نذر لیکر حاضر ہو اور اونکو خوش کرو چوبدار یہ پیغام لیکر
چلا ہی تھا کہ سامنے سے فیروزہ دوڑتا ہوا نظر آیا چوبدار نے کہا جلد چلو
جہان پناہ یاد فرماتے ہین فیروزہ حاضر ہوا اور نذر دکہائی بادشاہ مسکرائے نذر
لیکر رکھلی اور فرمایا کہ یہ دو مہر کی نذر کیسی اب تو فیروزہ اور پریشان ہوا اور خواجہ سلامت
نے عرض کی کہ حضور روپیہ بہت سا ملا ہے تو طمع پڑی ہی کہ نذر دون پہر ملیگا سمجھے
تو کچھ ملا تھا ہین ایک مہر تھی نذر نہ دی فیروزہ نے عرض کی کہ مین جیسے گیا ایک
ایسی آفت مین مبتلا ہوا کہ اوسے کیا عرض کرون مین حاضر ہی کہان ہوا کہ نذر دیتا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ اگر تو نہین آیا تو ہمین نذر کس نے دی تھی کیا تیرا ہمزاد کہا صاحبقران نے
کہا مفر مانگنا چاہتے ایسے شخص سے پوچھتا ہون پہ تہمت رکھے اور جھوٹ بولے
مجھے ڈر ہے کہ یہ بگڑا اور نہ مرے فیروزہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا اور
عرض کی مین الٹ گیا تمام لوٹ لے نہین سکتا مگر حضور خود ہی سمجھ لین کہ سوا
اوسکے کون الٹ ہو سکتا ہے کہ نہ صندوقچہ مین کچھ باقی رہگیا نہ جیب کی اشرفیان
رہین قرض لا کر نذر دکہائی وہ پہر خیمہ مین بیہوش پڑا رہا مین حضور کی خدمت سے
جانے کے بعد ابھی تو حاضر ہوا ہون صاحبقران نے کہا کہ دیکھیے یہ مجھسے اوسکا بیان
آپ جانتے ہین نذر چھپا نہین دی ہے تو چاہتا ہے اوسکی برأت کرون اور اپنے کو بچالنا
بلا کے پہر دل فیروزہ نے کہا واللہ ہے کہ مجھے خبر نہین کہ آپ نے دربار کیا تھا
فرمایا ہان تمہین نہین معلوم تو ہم اسکو کیا کرین کیون ایسے غافل ہو گئے بادشاہ
رحم دل ہین تم ہمارے ملازم ہوتے تو آج ہی برخاست کر دیئے جاتے لیکن
ہمکو نذر نہ دینے کا تم پہر ایک لاکہ روپیہ جرمانا کیا اور پچاس ہزار اس تہمت کا جو
ہم پر رکہی فیروزہ نے صاحبقران کی طرف دیکھا صاحبقران سوچتے ہین
کہ ابھی تو شخص اتنا بڑا کام کرکے آیا کیا اسے جرمانہ کیون کرین عجب نازک
[illegible] اوسکی ہین سب حیران ہین کہ فیصلہ کیون کر ہو سکے سمجھے اور
[illegible] چاہئے اتنے مین چالاک ثالث حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہان پناہ
داد فیروزہ کی ملنا چاہیے خواجہ سلامت نے جیسے ہی دیکھا کہ فیروزہ
اندر خیمہ کے گیا ہے ایک ناریل جیب سے نکال کر دروازہ خیمہ پر ڈالدیا اور خود
پوشیدہ ہو رہے جب فیروزہ خیمہ سے نکلا ٹھوکر لگی بیہوش ہو گیا اور فیروزہ
گرا حضور نے اشرفیان جیب سے نکال لین اوسکو خیمہ مین ڈالدیا اسکے بعد
مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا کیون کہین چلا گیا تھا صاحبقران نے کہا حضور یہ دونون

مجھے ہدایت کئے ہیں حضور انکی باتوں پر خیال نہ فرمائیں ان دونوں میں سے کوئی مجھے نذر دینے نہیں آیا
آپ بادشاہ اسلام بھی کچھ سمجھے اور مسکرا کے فرمایا کہ خواجہ صاحب کا بیان لکھ لیا جائے کل ہم اسکا
فیصلہ کرینگے منشی نے بیان خضران کا قلمبند کر لیا بعد اسکے فیروزہ کا بیان لکھا اوسکے بعد چالاک کی
گواہی لکھی خضران رخصت ہو کر اپنے خیمہ میں آیا فیروزہ کو جو یہ معلوم ہوا کہ خواجہ میری صورت بنکر
نذر کا روپیہ بھی بادشاہ سے لیگئے جو خاص میرا حق تھا یہ سر پیٹنے لگا کہ مجکو مار ڈالا کہیں کا نہ رکھا بادشاہ
اسلام نے دربار کیا مدعی مدعا علیہ مع گواہ حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمنے یہ فیصلہ کیا کہ خواجہ
ان دونوں سے جرمانہ لیں اور جرمانہ کا روپیہ پیشتر سے فیروزہ چالاک کو دیدیا تھا فیروزہ و چالاک نے
روپیہ حاضر کیا خضران نے بادشاہ اسلام کو ہزاروں دعائیں دیں اور کہا شاہ و شہریار ایسے ہوتے
ہیں کیا حق و ناحق کو پہچانا ہے اور کتنا سچا فیصلہ کیا ہے اگر ایسی عقل ہوتی تو اس مرتبہ تک کیونکر پہنچتے یہ فرماکر
فیروزہ کا روپیہ تو نذر میں قبول کیا اور چالاک کا روپیہ پھینک دیا اور عرض کی بادشاہ اسلام سے گزارش جو اتنا
مرگ کو سزا دونگا وہ عیار اپنا تھا اس سے میں نے رعایت کی لیکن اوسکو ضرور سو کوڑے مارونگا بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ اب کبھی اس سے ایسی خطا نہوگی جب باصرار بادشاہ اسلام نے فرمایا تو خواجہ ثالث اس
شرط پر راضی ہوئے کہ خیر یہ روپیہ تو حضور کے فرمانے سے میں نے لے لیا اور خطا ان دونوں کی معاف
کی لیکن میں بارگاہ میں چلتا ہوں یہ دونوں نذر بھی دیں فرمایا خیر اسکا مضائقہ نہیں ہے غرض کہ
خواجہ ثالث مع لشکر بارگاہ آسمان جاہ میں اپنی آئے فیروزہ و چالاک حسب الحکم بادشاہ اسلام
نذریں لیکر حاضر ہوئے اور پندرہ پندرہ اشرفیاں اور نذر دیں آپنے فیروزہ کو ایک طرہ جیغہ کا زرنگار
عنایت فرمایا کہ اسے کان میں لگا کر سامنے بادشاہ کے جانا کہ انہیں بھی معلوم ہو کہ شاہ
عیاران کیسا دل چالاک ہے اور چالاک ثالث کو ایک پھٹا ہوا پاجامہ دیا دونوں دل میں کوستے
ہوئے پیش بادشاہ اسلام آئے بادشاہ اسلام نے جو طرہ فیروزہ کے لٹکتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ
خواجہ تم سے بہت خوش ہوئے کہ خلعت عنایت فرمایا لیکن چالاک دل میں ہزاروں
کوسنے دیتا تھا کہ خدا غارت کرے انکو کسی طرح انکی نیت سیر ہی نہیں ہوتی اتنا روپیہ
نذر میں ملا اسقدر انعام عنایت ہوا اتنا روپیہ فیروزہ کا لے بھاگے پھر جرمانہ کر کے لیا
اوسکے بعد پھر نذریں لیں غرضکہ پھر سامان جشن ہونے لگا آج کا عجیب جلسہ ہے کہ سہ ہزار در
کی بارگاہ کل سے زیادہ آراستہ کی گئی ہے اور سامان رقص و غنا ہو رہا ہے ہر طرف جوار
بیابان نشاط کے جو مقامات تھے وہاں سے طائفہ بلوائے گئے ہیں خواجہ خضران
ارباب نشاط کے داروغہ بنے ہیں ہر طائفہ دس روپیہ کا ہے آٹھ بیٹھے کرتے ہیں اور
پچاس روپیہ سرکار میں لکھواتے ہیں بلکہ فوراً وصول کر لیتے ہیں خوب جیب گرم
ہو رہی ہے عیار انکو دیکھ دیکھ کے جلے جاتے ہیں چالاک ثالث سے ضبط
نہو سکا آخر کار بادشاہ اسلام سے کہہ دیا کہ اے حضور [illegible] دونوں
کے غبن کر رہے ہیں بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ [illegible] جلسہ [illegible] دم
سے ہوا یہ انہیں کے بدولت جشن ہو رہا ہے اگر وہ جانفشانی کر کے [illegible]
جادو کو نہ مارتا تو انہیں سب کی کیونکر جشن ہوتا لیکن اور یہ خوشی کسطرح
نصیب ہوتی چالاک اپنا سا منہ لیکر رہ گیا الحاصل راوی بیان کرتا ہے کہ

اتنا بڑا جلسہ ہوا ہے کہ صاحبقرانی بدیع الملک میں آج تک ایسا جلسہ نہوا تھا گھر گھر ناچ ہے ہر شخص نے اسقدر خیرات کی ہے کہ فقیر مالا مال ہو گئے ہیں کہانے کی تو یہ حالت ہے کہ قبول کرتے نہیں اور کوئی نہیں پوچھتے ہیں ہر شخص بادۂ مسرت سے متوالا ہے جا بجا جلسہ میں جام شراب ناب کو گردش ہے ساقیان سیمین ساق جام زرنگار و صراحی مرصع کار ہاتھوں میں لئے ہوئے اشعار رندانہ پڑہ پڑہ کر جام دیتے جاتے ہیں لوگ جام پر جام پی رہے ہیں آواز نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہے آج کا جلسہ عجب طرح کا جلسہ ہے کہ چراغان کی بہار ثوابت و سیارگان فلک پر چشمک کر رہی ہے سارا صحرا چراغان کا نظارہ کر رہا ہے بارگاہیں مانند عروس شب اول کے آراستہ ہیں تو کے تکلفین کے رکھے ہوئے ہیں اگر دان روشن ہیں بارگاہ شہنشاہ گوہر کلاہ میں جلسۂ صحبت رقص ہے اور متوسلین اوسکے جمع ہیں طوائفان پری جمال مصروف رقص ہیں ایکطرف بارگاہ آصف اعظم طلاعت میں محفل رقص و غنا بھی آواز ساز آ رہی ہے ایک جانب بارگاہ اسد ثانی میں جلسہ رقص ہے اور اوسکے متوسلین جمع ہیں اسی طرح ہر سردار کی بارگاہ مثل بارگاہ نوشاہ کے سجی ہوئی ہے گہر شادی کا مکان معلوم ہوتا ہے بعض سردارون میں باہم ارتباط زیادہ ہیں تھوڑی تھوڑی دیر ایک دوسرے کی محفل میں شریک ہوتا ہے جام ارغوانی سے ایک دوسرے کی ضیافت کرتا ہے جام اسلامی ایک دوسرے کا پیتا ہے دوپہر تک یہ جلسہ متفرق رہا بعد دوپہر کے ہر سردار نے دربار کی تیاری کی اور اپنی بارگاہ رفقا کے سپرد کی اور بارگاہ شاہی کے طرف روانہ ہوئے آج کی صحبت بارگاہ شاہی میں منعقد کی گئی ہے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہیں فرش پر دنگل بچھے ہیں ہر سردار حاضر ہو کر بارگاہ پر سے مجرا کرتا ہے اور اپنے دنگل پر بیٹھ جاتا ہے صاحبقران دنگل نادعنبر شمامن میں بارہ بجے سارا دربار شاہزادون اور رئیس زادون سے مملو ہو گیا تو مسلمانون کے دنگل بھی جاسے مناسب تجویز کر بچھائے گئے ہیں قیصر عاد و جالوس عاد و سالوس عاد و صمصام عاد و مقام عاد و بہرام عاد وغیرہ سب اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہیں آنکھیں انکی کھل گئی ہیں کہ یہ میان اہل اسلام کے پاس ہیں اور صاحبقران بڑے اولو العزم ہیں کبھی ان عادیون نے ایسا جلسہ کا ہے کو دیکھا تھا وجد کر رہے ہیں ادھر طوفان بن سرکش جادو خوش ہو رہا ہے آج تو قواعد نقشہ ان کبھی ٹھاٹھ گئے ہوئے ہیں اور سبب اوسکا یہ ہے کہ آنکو مرصع خلعت اسی شرط پر ملا تھا کہ جلسہ میں پہنا ورنہ یہ ایسے بیش قیمت چیز کہیں استعمال میں لانے والے تھے اگر کوئی قریب سے نکل جاتا ہے بہت خفا ہوتے ہیں کہ خلعت سلطانی خراب ہو جائے گا دامن بچا کر راستہ چلتے ہیں جب تمام دربار سردارون سے مملو ہو گیا تو صحبت رقص شروع ہوئی اک پری جمال ہزار عشوہ و ناز کے ساتھ آگے بڑہ کے سامنے آئے اسطرح کر ناک میں اوسکے ایک موتی کی کٹھنی پڑی ہوئی

زیور مین سر سے پاؤن تک غرق جوڑا بہت بھاری پہنے ہوے اوپر سے پشواز وہ بھی جواہر نگار سر
گھونگھرو پاؤن مین بندھے ہوے سینہ پھول حسن و جمال سے ہار گویا ابر سیاہ سے بجلیان
ستارہ روشن جلوہ گر ہی چوٹی وہ ناگنی ہی جسنے ہزارون دل ڈس لیے مانگ
رات کہکشان دکھا رہی ہی چھپکا کبوتر دل کی اسیری کا پورا سامان کیے ہوے ہے
کانون کی بجلیان خرمن جان پر بجلیان گرا رہی ہین گلے کا طوق قمری کی طرح دیوانہ
بنا کر سپرد کرنے کو دعوت دیتا ہی ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی بیڑیان ہر طرح اسیر کرکے
پابند کیے لیتے ہین گلے کی ہیکل دیکھنے والون کے دل مین اختلاج پیدا کرتی ہی آدھا ارز
خلخال سوتے فتنون کو جگا رہی ہی ضعیفون کو ولولہ شباب یاد دلاتی ہی سرمہ آنکھون کا
پسے ڈالتا ہی سرمہ کا اک تیر بے امان ہی کہ دیکھا اور دل سے پار گزر گیا ایک خنجر ہی کہ
خون حسرت پیدا کرتا ہی رنگ حنا بیگناہون کے خون ناحق سے دست بردار نہین
ہوتا سلیقہ کا اوبھار دل کے پار ہوا جاتا ہی۔ وہ قمقمہ نور ہین کہ اوس مین دست ہوس
دراز ہوا جاتا ہی لیکن دوپٹہ کا دوہرا آنچل بار بار نگاہ شوق پر پردہ ڈالتا ہی مگر وہ کھنچی ہوئی
بازو اور خود نمائیون کی امنگین ہر مرتبہ سرکا دیتی ہین رنگ حجاب چھپنے نہین دیتین
شعر اکیلے کا کہین دو سر گوشون سے زور جاتا ہی دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالا کب سنبھلتا ہی
پہلے وہ پری جمال بصد عشوہ و ناز اک دلکش ادا سے کھڑی ہوئی اور پاؤن تال پر اوٹھا کر
ناچنا شروع کیا ہر ادا دیکھنے والون کے لیے تیر کا کام کر رہی تھی پاؤن کی روش
دلکو پائمال کیے ڈالتی تھی آواز گھنگرو کی دل پر قیامت کا اثر کرتی تھی ابروؤن کی جنبش
ذبح کرنے کو موجود تھی توڑے کا چکر گردش تقدیر عاشقون کے واسطے بنگیا تھا کہ اس
پھیر سے دل نہ نکل سکتا تھا غرضکہ جو ادا تھی ہوش ربا تھی ہر دیکھنے والا تصویر بنا ہوا بیٹھا تھا
نگاہ کی گردش سے محفل بھر کو قابو مین کیے ہوے تھی ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ ہماری طرف دیکھتی
جب کچھ دیر ناچ کا کمال دکھا چکی تو پھر سازندون نے ساز ملائے اور غزل شروع کی

غزل

خود نمائی سے تری شکل چھپائی نگئی
چوٹ کھائی تھی سامنے کی اوس سے بچائی نگئی
اس لیے دیدار رقیب پر اوٹھا رکھا ہی
زلف بکھری ہوئی تھی یا بنائی نگئی
وعدۂ وصل پہ بھی وہ قسم کیا کیا
آجتک یہ شکایت اپنی اوٹھائی نگئی

کیجیے تصویر ہم مین لیتی ہوئی آئینہ کیجیے
سنگ مقام اجل جان ہی پہ بیکسی
آنا تو سے قیامت ہی اوٹھائی نگئی
سامنے مقتل مین ٹھہر کیا
نالۂ زار کی ... ہی کھائی نہ گئی
سچ اوکی جو تیری مارا ہوتا +

آئینہ دیکھتے ہی لوٹ گیا وہ خود بین
ناتوان تھے تو بہت بات اوٹھائی نگئی
وصل دشمن جو کھلا کیسے پریشان ہوے
تیر دل کی کھایا لیے ... کھائی نگئی
ڈال دی جلوۂ دیدار نے ... نکلن
جان تن سے نکل گئی تو اوٹھائی نگئی

ہمکو دکھو سے گھٹا کر الفت مین اوٹھا سکے بھی
وقت ... بات اوٹھائی نگئی

ہم سب کٹ گئی باتین ہی بتا تین ...
اپنی بگڑی ہوئی افسوس بنائی نگئی

جسوقت وہ نازنین بہ تمکین قاصۂ فلک اس غزل عشق انگیز کو دلکش سرون مین گا کر سماں باندھ دیا یہ حالت ہوگئی
کہ کسی کو ایک کی خبر نہ تھی اشعار کا لطف موسیقی کے ہوش ربا اثر نے چوگنا کر دیا۔

سرحالت کی تصویر کھینچدی ہر شخص کی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند تھی اور چلبلی طبیعت والے
ٹھنڈے آہ آہ کر رہے تھے جسوقت اسکا مجرا ہو چکا جی نہ چاہتا تھا کہ سامنے سے ہٹے یا گانا
موقوف ہو لیکن دوسری آفت ہوش نے اسکو بھی بھلا دیا جما ہوا رنگ اوکھاڑ دیا اور اپنا
ایسا رنگ جمایا کہ اوسکو سب بھول گئے اور یہ غزل شروع کی غزل

کیا تیغ ادا قبضہ قاتل مین نہین ہے
مین کیا ابھی ہون حسرت جو کسی دل مین نہین ہے
اے قیس تصور کا تیرے نام ہے لیلے
وہ نشتر تحقیر قاتل مین نہین ہے
دست ہر گوشہ کی ہی صحرا سے زیادہ
اب کوئی تمنا بھی مرے دل مین نہین ہے
تیری تلوار سے تڑپا ہین کیونکر
وہ شمع ہون مین جو تری محفل مین نہین ہے
چھیلا جو کرے رشک سے صید مجھکو خوشی
کشتی مین دہ ہون جو کہ ساحل مین نہین ہے
بیتاب اثر لے قیس اگر حسرت پیدا
تابندہ چراغ ایک بھی منزل مین نہین ہے

کیون درد محبت کی جمات مین نہین ہے
آہ عہد و لطف گیا تھیں زنی کا
ور نہ کوئی اب دہ محمل مین نہین ہے
ہون وقف جہان ساتھ لئے ہیچ حسرت
کو سون کسی ناوک کا پتا دل مین نہین ہے
ہین اب رکردن ترک محبت کا ارادہ
جب اب نفس ہی باقی تن بسمل مین نہین ہے
ہر چند کہ ناز کی ہی بہت لیکن اے جان
تاب اتنی بیمار تحمل مین نہین ہے
یہ داغ جگر بدر شب محمل کا بنتا
کیا تجھے ہے کوئی کہ محمل مین نہین ہے
ہی ظلم گزشتہ کا گلہ وصل مین بیکار
اے اثر یہ الفت کا مزہ تجھے نہین رشک
کیا لطف جو دشمن کوئی محفل مین نہین ہے

ذکر اپنا کبھی یار کی محفل مین نہین ہے
جسمین کہ مزا اتحاد وہ خلش دل مین نہین ہے
تصویر قضا جسکو کہین قتل کے مشتاق
اتنی تو جگہ کوچۂ قاتل مین نہین ہے
ناکامی الفت کا نتیجہ ہوا کیا خوب
وہ بات نہ کہئے جو مرے دل مین نہین ہے
جلنے پہ مرے کون ہو خوش کسکو ترس
جی ہارنے والا کسی مشکل مین نہین ہے
حسرت نہین کستا ہمہ تن گو کہ ہون محو تماشا
تاثیر مرے جذبۂ کامل مین نہین ہے
طے رہ وفا خاک ہوا افسردہ دلی مین
اوس زخم کا کیا ذکر جو اب دل مین نہین ہے

غرضکہ یہ صحبت صبح تک رہی تنخب روزگار طائفہ ناچار گئے جسوقت سفیدۂ سحری نمودار
ہوا اور آواز اذان کان مین آئی یہ صحبت بھی مانند محفل انجم کے ابتر ہوئی صاحبقران
عالیشان جانب مسجد کر پاس متوجہ ہوئے لاحول پڑھ کر وضو فرمایا مصروف اطاعت آلہی ہوئے
اور سردار بھی اپنے اپنے خیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور نماز سحری سے فراغ حاصل کر کے
آرام کیا عجیب انقلاب تھا کہ رات کا دن تھا اور دن کی رات تھی دوپہر تک سناٹا
رہا بعد دو پہر کے جب سو کر اوٹھے غسل شروع ہوا پھر جلسہ کی تیاریان ہونے لگین آج کا
جلسہ خاص تھا اور بارگاہ گوہر بار مین تھا وہ جلسہ بادشاہ کی طرف سے تھا
اور یہ جلسہ صاحبقران کی جانب سے ہی آج پھر وہی سامان ہین اور وہی رنگ
ہی جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا لیکن اس جلسہ کا سرداروں کو مع بادشاہ اسلام
انتہا کا اشتیاق ہی سرداران لشکر کی دعوت بھی ہی اور بادشاہ اسلام بھی
صاحبقران کے ساتھ خاصہ تناول فرما دین گے غرضکہ جب شام ہوئی پھر وہی
عالم ہوا کہ تمام صحن جگمگانے لگا روشنی ثوابت و سیارگان کو ماند کر دیا درختون مین
قندیلون کی روشنی کا پرتو بادلہ کی اجھالردن کو برق تابندہ بنائے ہوئے تھا
نہین مٹھرتی تھی ہر شجر رشک نخل طور ہو رہا تھا طائر دل نہ سمجھکر آشیانون سے نکل
نکل کر چھپا رہے تھے درندے روشنی سے ڈر ڈر کر صحرا سے نکل گئے تھے زمین و آسمان

دونوں منور ہو رہے تھے ہر جادہ لطف کہکشاں دکھا رہا تھا قندیل کنول گیلاس جھاڑ جھابہ ہانڈی فانوس دور سے اک ستارہ تابندہ کے مانند نظر آتے تھے ان شعلوں کے شعلے جو ہوا سے لپکتے تھے تو ستارہ دنبالہ دار کی شکل پیدا کرتے تھے ٹٹیاں برابر سے ہر راستہ پر لگی ہوئی ہیں اور سامنے ہر خیمہ ڈیرے پردہ ارے قائم کیے گئے ہیں اونکی آراستگی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اسی طور سے ہر راستہ پر ایک دروازہ قائم ہے اور سوسن تھی اور سپر نصب ہے کہ آنکھ نہیں ٹھہرتی نگاہ خیرگی کرتی ہے لیکن جو دروازہ بارگاہ گوہر بار کی کو گئے ہیں اونکے دروازوں پر جھنڈے نصب ہیں اور فرش زربفت ہیں کیا ہوا ہے رسالے دو رستہ کھڑے ہیں سرداران پوشاکیں قیمتی پہنے ہوئے جا رہے ہیں یہاں تک کہ آٹھ بجے تک بارگاہ کا تکلف ہو گیا مقبل شالث نے آکر عرض کی کہ کھانا تیار ہے صاحبقران نے کھڑے ہو کر بادشاہ اسلام سے دست بستہ عرض کیا کہ نان و نمک نوش فرمائیے کہ باعث فخر میرا ہو - بادشاہ اسلام اوٹھ کھڑے ہوئے امیر شالث اپنے ہمراہ لے چلے جس خیمہ میں دسترخوان بچھا ہوا تھا وہاں تک پایہ تخت کے پکڑے ہوئے پیدل آئے اور بادشاہ کو اندر خیمہ کے لے گئے دیکھا تو خوان سربمہر رکھے ہیں صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے مہریں توڑیں اور خاصہ سامنے بادشاہ کے چنا اور خود ہی آفتابہ لیکر ہاتھ دھلوایا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ آپ بھی آئیے صاحبقران نے عرض کی کہ میں اول حضور کا کھاؤں گا اسلیے کہ آج میں میزبان ہوں اور سب سردار مہمان ہیں بغیر سب کو کھانا کھلائے مجھے مناسب نہیں کہ میں کھانا کھاؤں غرضکہ جب بادشاہ اسلام خاصہ نوش فرما کر چلے امیر شالث پھر پایہ تخت کا پکڑے ہوئے دربارگاہ تک آئے اور بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اب شہنشاہ گوہر گاہ اپنے ہمراہ سرداروں کو لیکر چلے اور مختلف خیموں میں بٹھا کر ایک گھنٹہ میں فرصت کر اور پھر واپس آئے صاحبقران نے اس حسن انتظام کی تعریف کی اور فرزند سے نہایت خوش ہوئے اب صاحبقران اور شہنشاہ گوہر گاہ اور دیگر سرداروں نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا یہ وہ سردار تھے جو انتظام میں تھے اور انکو کھانا کھلا رہے تھے دس بجے رات تک فرصت ہو گئی اب صحبت رقص و سرود شروع ہوئی اور ساقیاں مہ جبین ساغر جام بلوریں اور صراحی نقرئی و طلائی لیکر حاضر ہوئے جام شراب ناب گردش میں آیا اور ہر ایک ہوش زہرہ خصال مشتری جمال نے غزل رندانہ شروع کی

غزل

قطرے جو سے کھے ہوئے ہیں آنسو نکل پڑے
کچھ یاد وہ کشش کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دل ٹوٹے ہیں جو تو رکے پہلو نکل پڑے
پردہ سے بیخودی میں ابھی تو نکل پڑے

کیا تفرقے ہوں گھر سے اگر تو نکل پڑے
گلشن سے پھول پھول سے خوشبو نکل پڑے

تھا اک بال حال مرا اعجاز عشق سے
پوچھی کمینے بات تو آنسو نکل پڑے

وحشت میں سیر دشت کو آئے ہیں گھر سے ہم
احباب کیوں تلاش میں ہر سو نکل پڑے

جھوٹی تسلیوں سے بڑھا یا جو اضطراب
مطلب یہ تھا کہ دل کسی پہلو نکل پڑے

دونون طرف اثر ہو یہی ہے لگی کا لطف ہے
اللہ رے کشش تری چشم سیاہ کی
ہون سوز غم سے صورت شمع گداختہ
آئی تو ہے مدد دل بسمل کو تیغ سے
لشکر سے کم نہین یہ تری مہربانیان
سنجیدگی مٹا دی مری اضطراب نے
دی حوصلہ ہو گو کہ دل ناتوان بہت
کم التفاتیون سے ترے غم فزون ہوا
باہر حباب ہوش کے ہی جلوہ حبیب
آہون نے کسکی آج پریشان کر دیا
بہرون ہین رنج دیئے مٹا لعبد ترک عشق
پہلو سے اسطرح نہ زیادہ سمر کئے ہوا
ثابت سیاہ سلسلہ منقطع ہوا اٹھا رنج کا
سامان قتل مین یہ تری خودنمائیان
اپنی خوشی کے ساتھ مرا خصم بنا دو
دے اک طرف سے یون نہ فشار احد البلد
ہون جوش گریہ سے ہمہ تن چشم آرزو

کی ہین سے جیب فشان ترے آنسو نکل پڑے
دیکھے ادھر تو دیدۂ آہو نکل پڑے
جب دل جلا تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے
تڑپے تو چاک کر کے یہ پہلو نکل پڑے
کی ایسی چھیڑ چھاڑ کہ آنسو نکل پڑے
جوہر تجھے جگر مین ترا تیر و نکل پڑے
اتنا کہان کہ توڑ کے پہلو نکل پڑے
پوچھا جو ایک سیکڑون آنسو نکل پڑے
جسکو نہ اپنے دل پہ ہو قابو نکل پڑے
گھر سے جو تم کشادہ گیسو نکل پڑے
جب تیرا خیال آ گیا آنسو نکل پڑے
دیکھو کہیں نہ تا بہ زانو نکل پڑے
نالہ رکے تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے
سر کی نقاب جنبش ابرو نکل پڑے
اتنا ہنسو کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑے
ان پسلیون کو دبا کے یہ پہلو نکل پڑے
جب آہ دبا دبا آنسو نکل پڑے

ادھر تو دور جام چل رہا ہے ادھر ایک ماہوش محو رقص و غنا ہے عجب طرح کا لطف ہے ہر ایک متوالا ہو رہا ہے آنکھون مین سرور دل مسرور ادھر تو نشہ شباب ادھر نشہ شراب آنکھون سے لال ڈورے عجب لطف دکھاتے ہین ہر شخص جھوم رہا ہے یہ جلسہ دو بجے رات تک رہا بعد دو بجے کے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اب آپکی باری ہے تھمنا الرشید نے کہا کہ آپ نے مجھے کوئی گویا مقرر کیا ہے کہ ہر جلسہ مین مجھ سے فرمایش ہوتی ہے یہ امر میری شان کے خلاف ہے نہ کبھی ناچے ایسا کیا نہ داد لے ایک آدھ بار آپکی خوشی کیواسطے مین نے گا دیا اب آپ نے ہر دفعہ فرمایش کرنا شروع کر دی صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھائی ہمارے ہو گو تیئے تمہارے دشمن ہون اپنے ہین کوئی رذیل نصیب مین داخل نہین ہے یہان صحبت غیر مین نہ چاہیئے اور ایسا تو تمہارا باپ نے بھی اکثر کیا ہے خواجہ نے کہا چلیئے آپکے خیمہ مین گا کر سنا دونگا جس مقام پر طالقہ ناچتے ہین وہان بیٹھکر گا دون آخر میرا اونکا کیا فرق رہا امیر نے فرمایا مین ابھی فرق بتائے دیتا ہون ایک تو اون لوگون کو روپیہ دیا گیا ہے جب ناچی گائی ہین دوسری زمین کے فرش پر گاتی ہین تمہارے واسطے تخت بچھایا جائیگا اوسپر بیٹھکر گاؤ گے اور تمکو سردار بطور نذر اشرفی و جواہر دینگے یہ فرق کچھ کم ہوا خواجہ نے کہا کہ تم بہت پریشان کرتے ہو مگر خیر تمہاری خاطر منظور ہے انکار کرنے مین کہین ملال ہوگا صاحبقران نے جاری سے حکم دیا کہ ایک تخت لاکر وسط بارگاہ مین بچھا دو اوسیوقت تخت لگا دیا گیا حکم کی دیر تھی بلکہ اوسپر اک مسند بچھا دی گئی اب خواجہ عمران تخت پر آکر چہار زانو ہو کر بیٹھے اور پہلے ستار رکھا یا اپنا کمال دکھایا وہ وہ گتین بجائین کہ ستار یونکو مات کر دیا بعد اوسکے بین کا کمال دکھایا باجے بجائے ہر قسم کے باج کو اسطرح بجایا کہ یہ معلوم ہوتا تھا زندگی بھر یہی کام کیا ہے ہر طرف سے تعریف کی

عبداللہ بھی سردار محو ہو رہے تھے آخر مین ساز بلا کر اپنے شاگردونکو دیے اور خود دہوری ٹپہ بھیرت خیال راگون کو اسطرح گائے کہ کلاونت بھی سنتے تو کان پکڑ لیتے بعد اوسکے وہ غزل گانا شروع کیا تو جہان چاہا رولا دیا اور جہان چاہا ہنسا دیا سبکے گانے نظرون سے گر گئے

غزل

خوش ہیں تو مجھسے بھی وہ بین جنسے خم اور کوئی
ہین ہون موجود باقی ہو ستم اور کوئی
ہو برابر عشق سچا کا کہ وہ دل نہ رہے
عہد تو آپ کر چکے قسم اور کوئی
ایسی جھگڑے ہین رہا آج بھی پیمان وفا
جانے والا ہی ابھی سو عدم اور کوئی
پر شوق ہون افتادہ منزل میری
کیا ہو یہ نہ بگھرے لیے قسم اور کوئی
بس بین لا کر کسی داغ کو بھی فنا ہوئی
کم کسی سے نہ ہین ہین نہ کہ کم اور کوئی

اب وہ ایجاد کرین طرز ستم اور کوئی
جاسکے گا کیا کہ یہ سرمایہ وفا کا مراد ل
ورنہ ہین آپ کوئی اور نہ ہم اور کوئی
نہین چھپتی ہی چھپانے سے غم الگ ہین ہوتا
وہ ہین خاموش تو کیون کہا ستم اور کوئی
شرک ہے ظلم نہان وہ یہ جو سودائی کا
پاؤن ٹھہر اٹھائے جو قدم اور کوئی
حسب سے رنج کو تغیر ہو پوچھے ہمدم
نہین ہین اچھا یہ تکرار و ستم اور کوئی
آرزو شکوہ بیداد کا پایا یہ جواب

خوش ہون اس بین کہ ہو صاف نظر اور کوئی
تم سے جو کم ہوئی ہوگی وہ ستم اور کوئی
ان طریقون بین یقین پایا کہ کیونکر
نہ یہ کہنا ہی مناسب کہ یہ غم اور کوئی
لاغری دیکھ مری اے کمر نازک یار
بین نہ لو تو نکا تو لیگا ستم اور کوئی
اونکی سوگند سے کیا جس سے لگاؤ چھوٹے
دل معمور کا تازہ ہوا غم اور کوئی
جیسے نالے بین خدا سے اثر کہ عشق آرا
آپ دل اور کو دین ہو ندلین ہم اور کوئی

جسوقت خواجہ نے اس غزل کے شعر ونکو اثر بھرے گلا پاہر حالت کا نقشہ دکھا دیا سر سے غصہ و بے اعتنائی معشوق پیدا تھی کسی ہوک سے حالت درد شیدان ہو یدا تھی عجب حالت کر دی سننے والون کی خواجہ نے غزل موقوف کرکے اوٹھنا چاہا مگر رات باقی تھی صاحبقران نے اصرار فرمایا اور کہا خواجہ ہمارے سر کی قسم ایک چیز اور گاؤ کہ اتنی رات یہی بسر ہو جائے میان اس صحبت کو غنیمت جانو کل کیا معلوم کیا ہو کیا نہو ہر وقت دہن اجل بین تو بیٹھے رہتے ہین آگوان ایسے ساحر سے لڑنا ہے معلوم کون زندہ رہے کون نہ رہے ؎

غنیمت شمر صحبت دوستان
کہ گل پنج روز ست در بوستان

صاحبقران کے ساتھ ہی بادشاہ اسلام نے اصرار کیا سردارون نے بھی لجاجت کے ساتھ کہا تو خواجہ نے دوسری غزل شروع کی۔

غزل

یہ کسطرح کہون کہ اذیت نہین رہی
مطلب نکل گیا تو مروت نہین رہی
کیونکہ عذاب جان ہو ہجر کی خلش
کیا تم نے کہدیا کہ وہ حاجت نہین رہی
ممکن ہی نہ پھر بھی بدلقہ ورکا ہو بھلا
آنکھون نے کہدیا کہ مروت نہین رہی
ساکت بنا دیا مری آغوش تنگ نے
اتنا ہوا کہ دل کی وہ حالت نہین رہی
پیر گلی دل ہی پھر بھی سوئے کو آ ملے کسطرح

اچھا جو تم نے حال شکایت نہین رہی
سننے تو حال اشنا [illegible] کہہ [illegible] غم
اک کہانی وہ [illegible] سر [illegible] نہین رہی
شبابان بین [illegible] درد و [illegible]
اب [illegible] نہین رہی
[illegible] دکھا [illegible] آ کے گیا [illegible]
وہ انکی [illegible] نہین رہی
اک شب [illegible] تھا او فرقت [illegible]
[illegible] نہین رہی

دل لیکے اب وہ اونکی طبیعت نہین رہی
جو شیدیات کرنیکی طاقت نہین رہی
ایسا تھا اول تمکین کہ شاد ہو
پھر تھا اتنا کہ شکایت نہین رہی
دل اونکو دیکے پھر کیا عرض مدعا
جب آنکھ ہی اوٹھانے کی طاقت نہین رہی
گو اعتبار وعدہ پیمان شکن نہین
جب صبح ہو گئی تو وہ صورت نہین رہی
احسان یار [illegible]

اوتنی دراز ہے شب فرقت نہیں رہی
ساقی معاف ہو مری گستاخی طلب
تیور بدل گئی وہ طبیعت نہیں رہی
جس سے بنا فساد کی تھی کھو دیا اوسے
پہلو سے تم اوٹھے تو وہ عادت نہیں رہی
سب حسن اک غرور جوانی نے کھو دیئے
جو دل میں رکھی تو وہ حسرت نہیں رہی
راہیں تمام عشق تصور نے کھول دیں
حیلہ بہانہ ہو لی تو اذیت نہیں رہی

جیبا اس سے کہہ رہا ہوں ستمگار ہی سہی
اتنی سے بہک گیا ہوں کہ عادت نہیں رہی
بسمل بنا ہیں کی یہ تری شوخیاں کسے
جب دل نہیں ہے یا کوئی حسرت نہیں رہی
کوچہ میں یار کے دفن ہو بھی تو کیا ہوا
چین میں جہاں ہے رخ کی وہ صورت نہیں رہی
ہی بند آنکھ دیکھیگا کس کو مریض ہجر
ملنے ہیں او تیسے اب کوئی دقت نہیں رہی
اک دل سے سو طرح کے کھٹکے تھے آرزو

جیب کھڑ رہے کہ اب کوئی حجت نہیں رہی
اظہار مدعا نے دکھایا بڑا اثر
کروٹ بھی اپنے لینے کی طاقت نہیں رہی
یوں دل اس تسلیوں سے ٹھہر بھی گیا تو کیا
تو کل ہی تھی آج وہ تربت نہیں رہی
تقدیر ہی کیا وقت کو فنت ہی نہ کا مینونکی بہار
رحمت نہ سمجھے کہ ضرورت نہیں رہی
غم کی خلش سے ہو گیا ناسور زخم دل
سو کیسے بلا کی کرتا تھا تھمت نہیں رہی

خواجہ نے جو بہ لحن داؤدی یہ غزل گائی سامعین وجد کرنے لگا اور عالم محویت او نپر طاری ہوا اور اسکے مضمون نے وہ دلکش اثر دکھایا کہ سب محویت ہو گئے واقعات و معاملات گزشتہ و موجودہ نگاہوں کے نیچے پھرنے لگے جوانو نکا تو ذکر ہی کیا ہے بوڑھے بھی اسطرح ٹھنڈی سانس لیکر اسطرح بیٹھے جیسے چراغ سحری بھڑک کر خاموش ہو جاتا ہے اور جوانونکو تو کئی روز تک اک سرور رہا عاشق مزاجوں کے دل کی آگ اور بھڑک اوٹھی انتہائی محویت یہ تھی کہ وقت نماز صبح کا بھی کم باقی رہ گیا تھا جسوقت خواجہ نے گانا اپنا ختم کیا اور سرداروں نے خیال کیا کہ وقت تنگ ہے لاحول پڑھ کر اوٹھ کر ایسے بھاگے کہ لہو و لعب میں گرفتار تھے کہ خدا کو بھولے ہوئے تھے دم بھر میں بارگاہ خالی ہو گئی سردار بہادر جلدی اپنے اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نماز سحری بجا لائے اور کشتیان حسب حیثیت لگا کر خواجہ خضران کی خدمت میں بھیجیں بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام نے بھی بہت کچھ عنایت فرمایا خواجہ کو مالا مال کر دیا اسی میں روز کے کسل کی وجہ سے بہادر آرام لینے لگیں

لیکن یہاں سے داستان طلسم ہفت طاق کی آغاز ہوتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان ملالت عنوان و مصیبت نشان کو اس طرح سے یہاں بیان لاتے ہیں کہ جسوقت اوس کافر کافران اور دشمن دین و ایمان یعنی الوان تاجدار کو یہ خبر پہونچی کہ جسقدر سردار واسطے لشکر اسلام کے یہاں سے گئے تھے اونہیں سے کسی کو مار سکے نہ جسوقت تک کہ اہل اسلام کی پہونچی اور لشکر کفار نے شکست کھائی اور سب مسلمان ہو کر شریک اہل اسلام ہو گئے اور خضران نے جا کر عصیر جادو کو گرفتار کیا طلسمات توڑے طوفان بن صرصر جادو جو افکن تھا زعصیر جادو کا وہ شریک اہل اسلام ہوا اور عصیر کو مار کر انکی ساری کمین گاہیں لیں اسکو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ میں نے تو یہ چاہا تھا کہ ان پاشکستوں کو افسون ہی سے قتل کر دوں کہ جو سحر نہیں جانتے ہیں مگر معلوم ہوا کہ یہ باتیں انکی سخت ہیں یوں نہ نکلیں گی اب ساحروں کو بھیجنا چاہیے یہ خیال کر کے میں نے نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے بالائے ہوا اور ابر اوڑا دیکر ایک کو پاس بھیجا آسمان شگاف جادو کے پہونچا اور دوسرا امواج کو دیا جادو کے پاس جا کر زانوئے ادب تہ کر اترو ہاں جادو کے پاس پہونچا جسوقت اپنا نامہ جسوقت جادو نے پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ اے بہادر آسمان شگاف جادو اب یہ خدا پرست بغیر ساحرو کے قتل نہو نگے لہذا تمکو حکم دیا جاتا ہے

کہ لشکر اپنا لیکر بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوا اور لشکر خدا پرستان کا کام تمام کرو اور یہی مضمون نامہ مواج گرد باد جادو کا تھا اور زروبان جادو کے نام تحریر تھا کہ اے بااک سرحد طلسمی تمکو چاہیے کہ مہوت آسمان شگاف و مواج گرد باد کو مع لشکر ساحران سرحد طلسم کے باہر پہونچا دو اور پھر راستہ مسدود کر دو واضح رائے ناظرین ہو کہ وہ دیوار جو بیرون طلسم مطوبہ حصار ہے وہ اسی ساحر زروبان کے سحر کی ہے بس یہ حکم پہونچتے ہی مہوت آسمان شگاف و مواج گرد باد چالیس چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوئے لشکر اسلام مین جلسہ ہو چکا ہے ایک روز دربار برخاست رہا کہ ہر شخص کسل مند تھا جب وہ کسل دور ہوا تو امیر ثالث بادشاہ اسلام جلوہ افروز تخت شاہی و زینت بخش دنگل صاحبقرانی ہوئے سردار اپنی اپنی کرسیون دنگلون پر آکر متمکن ہوئے صلاح و مشورہ ہونے لگے کہ اب کہاں کہ جانا چاہئے اسلیے کہ زبانی قیصر عاد کے معلوم ہوا ہے کہ اب کوئی سردار غیر ساحر لائق مقابلہ لشکر اسلام طلسم نہ طاق مین نہیں ہے اور عجب نہیں ہے کہ اب لشکر ساحرونکا آئے لہذا جس سردار کا نام فتاحی طلسم ہو وہ پہلے ہی کیون نہ روانہ ہو جائے کہ لشکر اسلام ستم ساحران و طلسم افسون گران سے محفوظ رہے یہی ذکر تھا کہ چوبدار ہرکارون کی گردنین آلودہ پسینے مین عرق سامنے سے پیدا ہوئے آتے ہی آستان عبودیت پر سر کو جھکایا اور آداب شاہی بجا لاکے دعا و ثنائے بادشاہی مین لب و زبان سے کام لیا شعر رہے یہ شاہ یارب تا قیامت مع جاہ و حشم تخت مع حکومت ۔ اے خداوند قواب بارگاہ و سلطان عالیجاہ جانب طلسم نہ طاق سے اک ابر اوٹھا ہے کہ گرج اور چمک اسکی خلاف معمول ہے اور عنوان آمد لشکر ساحران کا معلوم ہوتا ہے فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ جو مرضی خدا کیا چارہ ہے اوسوقت حکم ہوا کہ سراپچہ بارگاہ کے اوٹھا دیے جائین حسب الحکم خدام نے جلدی سے کام کو انجام دیا اور اب بادشاہ اسلام مع سرداران عالی مقام اوسطرف متوجہ ہوئے کہ جسطرف وہ ابر اوٹھا تھا دیکھا کہ اک ابر سیاہ ہے کہ برستا ہوا چلا آتا ہے کڑک اور گرج سے زمین کو زلزلہ ہے اور ابر مین ہزار ہا برقین چمک رہی ہین بارش شعلہاے آتش کی ہو رہی ہے کہ جو شعلہ کہین درخت پر گرا اوسکو نخل آتش بازی بنا دیا ہر دم ہر جلنے لگا جس سنگ پر گرا اور وہ چٹک کر زمین پر گرا تو اوسکو سنگ سیاہ بنا دیا دریا مین گرا تو پانی کھولنے لگا اور صدہا جانوران آبی جانبر نہو سکے اس شوکت و شان سے یہ لشکر ساحران قریب پہونچا اور اب جو ابر شق ہوا تو دیکھا کہ دو ساحر مہیب کرگدنان سحر پر سوار جھولیان گہوارے کی مثل چینونکے گلون مین پڑی ہوئین رنگ دونون کے سیاہ آنکھین زرد پشت پر انکے ہزار ہا ساحر نہنگ و پلنگ و اژدر و مرکب طاؤس و باز و عقاب سحر پر سوار ڈمرو بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے گھنٹیون کی صدا بلند ترسول پشول چمکتے ہوئے خداوند الکوان کی صدائین چھوڑتیا سحر کی نگاہین ہاتھون مین ناریل ترنج نارنج سحر سنبھالے ہوئے اس شوکت و شان سے رو ہوا سے بالاے زمین اوترے اور خیمہ بر پا کیے قیصر عاد نے پہچانا اور نام دونون کے صاحبقران کو بتلائے اور عرض کی کہ یہ دونون ساحر اگرچہ ساحران طلسم نہ طاق مین کوئی وقعت نہین رکھتے ہین مگر تمام ساحران عالم سے افضل و بہتر ہین کہ انکا مقابلہ کرنا ایسا دشوار ہے کہ سمجھکر الکوان نے ان دونون کو بھیجا ہے کہ یہ کافی ہین یا صاحبقران انکے مقابلہ مین اگر خدا

کریم ہی اپنا فضل شریک حال کریگا تو کچھ ہوگا ورنہ خیر و عافیت ہی اگر یہ خیال ہو کہ
ساحران مطیع اسلام اپنے تئین کرینگے تو ممکن نہین کہ کوئی ساحر انکا مقابلہ کرکے سرسبز ہوسکے فرمایا
وہی پروردگار عالم ہے جو کبھی فتح دینے والا ہی جتنے بڑی بڑی خداوندیان اپنے پاشکستہ بندون
کے ہاتھ سے برباد کرا دین یہ فرما ہی رہے تھے کہ دیکھا جانب شمال سے اک چمک سی پیدا ہوئی
اور آواز بادل کے گرجنے کی پیدا ہوئی دیکھا تو اک ابر فیروزہ رنگ پیدا ہوا کہ اوس ابر مین بجلیان
چمکتی ہوئی بارش فیروزہ و زمرد و یاقوت کی ہوتی ہوئی نہایت زور شور سے آگے بڑھا اور
لشکر اسلام کی طرف بڑھنے لگا سب نگران تھے کہ یہ کون آیا تھا پاس قریب پہونچکر وہ ابر شق ہوا
اور اک ساحر اژدر سحر پر سوار آفتاب اوسکے سر پر سایہ افگن جھولی سحر کی لگی ہوئی پشت پر پچاس
ہزار جادوگر مرکبان سحر پر سوار بیرقین ہاتھون مین لیے ہوئے لیکن اوپر تعریف الٰہی نعت
رسالت پناہی مرقوم تھی صاحبقران نے پہچانا اور فرمایا کہ مریخ آفتاب علم مالک عصر سلیم
فیروزہ آتے ہین یہان سے طوفان شاہ بن سرکش جادو کو آپ نے استقبال روانہ کیا
طوفان بھی تخت سحر اوڑا کر قریب پہونچا بطریق خداپرستان سلام کیا مریخ آفتاب علم نے جواب سلام
دیا لیکن پہچانا نہین کیونکہ یہ ابھی تازہ مطیع اسلام ہے لیکن اتنا سمجھ لیا کہ یہ دوست ہی دشمن نہین ہی
طوفان بن سرکش جادو مریخ آفتاب علم کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خدمت صاحبقرانی مین حاضر
ہوا لشکر مریخ کا بھی تابہ لشکر ظفر اثر خیمہ زن ہوا مریخ نے صاحبقران کی دست بوسی کی اور یہ
عرض کیا کہ غلام حسب وعدہ حاضر ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خوب وقت پر پہونچے مریخ
نے عرض کیا کہ قبل اسکے کچھ دن ایسے ناقص تھے کہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ حاضر خدمت ہوتا
اسلئے کہ اوسوقت دشمنون کا ستارہ مجھ پر غالب تھا اگر پورہ بلا کے فکر کی علاوہ میرے بچاؤ کی
بھی کوشش کرنا پڑتی صاحبقران نے فرمایا بہتر ہوا ورنہ ایسے ہی مصائب سخت مین مبتلا ہم
بھی ہوئے جیسی آفت مین تم پھنس گئے تھے جو تھا روز ہی کہ اوس آفت سے نجات ملی ہی
مریخ نے عرض کی مجھے معلوم تھا کہ حضور سحر الوان مین گرفتار ہو گئے تھے اگر مین
اوسوقت موجود ہوتا تو مین بھی نہ بچ سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ان کی کوشش
اور پروردگار کی مدد تھی کہ پہلے طوفان بن سرکش جادو بادشاہ کو قضا و قدر جو ابھی
تمہارے پیشوائی کو گئے تھے شریک ہوئے اور انہون نے اوس راز سے آگاہ کیا جو
ہمالوگون کے بینا ہونے کے متعلق تھا ورنہ اگر ہم بینا ہوتے تو جو لوگ بینا تھے وہ نابینا
ہو جاتے غرض بہر طور پروردگار عالم نے اوس بلا سے نجات دی یہی باتین ہو رہی تھین
کہ اک ابر اور نمودار ہوا کہ رنگ اوسکا مانند مینا وسر کے تھا کڑک اور گرج بہت
تیزی سے ہو رہی تھی بارش گلہاے زنگار رنگ کی ہوتی ہوئی آتے آتے یہ ابر بھی لشکر
اسلام کی طرف متوجہ ہوا جسوقت قریب پہونچکر شق ہوا دیکھا کہ اک ساحر تاج بر سر تخت
پر سوار پشت پر پچاس ہزار ساحر غدار بلاے بد آفت تھے پر کالے جھولیان جھولیان
کاندھون پر ڈالے بیرقین ہاتھ مین لیے صاحبقران نے فرمایا کہ گنجور شاہ کی تنظیم لازم ہی
یہ سنکر مریخ آفتاب علم اور طوفان بن سرکش جادو براے استقبال روانہ ہوئے
اور یہ دونون حسب الارشاد صاحبقران عالیشان اپنی شوکت و حشمت دکھلانے کو

اور کیجور شاہ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ لائے یہ بھی صاحبقران سے ملا اور دست بوسی کی
صاحبقران نے اُس سے بھی سارا حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا
اور قتل ہونا مصیبر جادو کا سب بیان کیا اتنے مین جانب صحرا ایسے گرد اوڑی اور اک جوان
رعنا دس ہزار جوان سے آکر پہونچا صاحبقران نے مصدران درد گوش کو پہچانا واضح ہو ناظرین ہو
کہ یہ وہی نوشاہ ہے جسکی برات جنگل مین صف ماتم بپا کرکے بیٹھی تھی صاحبقران نے سمند جادو
کو مارکر اسے طلسم کیجور تاج سے رہا کیا تھا یہ بھی آکر شریک لشکر اسلام ہوا غرضکہ آمد لشکر ساحران مین شام
ہو گئی تھی مصدران بھی قریب شام آکر پہونچا تھا آج کی شب تو ان لوگون نے بہ راحت و آرام بسر
کی نقطہ طلا فے کا گشت جاگتا رہا ساحرون نے حصار سحر باندہ لیئے تھے کہ اگر کوئی دشمن آجائیگا
قصد کرے تو پہونچ نہ سکے مگر جب دوسرا روز ہوا مہبوت آسمان شگاف کے لشکر مین طبل جنگ
بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی
و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان خضران بن عمر حکم شاہی لیکر نقار خانہ سلیمانی مین گئے
داروغہ نقار خانہ سے نذر دی خواجہ نے نذر لیکر داخل زنبیل کی اور پہلے چوب اوٹھا کر بھی
طبل پر ماری اور آواز طبل سے پہلے کو دکر زمین پر آرہے صدا سے طبل سکندری
تمام بیابان نہ طاق گونج اوٹھا درندے بھاگے پرندون نے شاخون سے اوڑ کر شور مچایا
گوش گردون دون کر ہوگئے ساحر اپنے اپنے مقام سے اوچھل پڑے کوئی اپنے محل کا بگاڑ
سمجھا کسینے جانا کہ رجعت ہوئی عجیب طرح کا ہنگامہ برپا ہوا غرضکہ اب نقارچیون اور شہنا نوازون
نے اپنا کمال دکھانا شروع کیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحرون کے
منقلین روشن ہین جو کے بیٹے ہوئے ہین بخور کوگل لوبان صندل کافور آلادانہ کا ہو رہا ہے
اور کسی نے خوک کو چیر کیا ہے اور اپنے پیرون کو بھینٹ دی ہے کسی نے بھینسے کے خون سے غسل کیا
ہے سحر کے گا رہے ہین آوازین یا سامری و یا جمشید کی بلند ہین ڈہیرو گھنٹے سنکھ بج رہے
ہین کہ یکایک طبل بجتے بجتے زمانہ کا رنگ برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی آمد
شاہ خاور سے فوج انجم خوفناک ہوکر گریزان ہوئے اور مہتاب عالمتاب کا چہرہ فق ہوا پشت
پر رکھکر گوشہ مغرب کی طرف روانہ ہوا فوج شعاع نے لشکر تیرگی کو شکست دی طایران خوش الحان
آشیانون سے نکل مصروف نغمہ سنجی ہوئی مسلمانون مین شور اذان بلند ہوا کفار مین آواز
یا خداوند الکوان بلند ہوئی غرضکہ جب دونون لشکر اپنے اپنے طریقہ کے موافق ادائے
بندگی کر چکے تو صف آرائے میدان کارزار ہوئے اوس طرف مہبوت آسمان شگاف مواج
گردباد نے اپنی فوج کے پرے جمائے اور خود بہ مرتبہ سرداری لشکر سے آگے نکل گردون
سحر پر سوار کھڑے ہوئے اس طرف بھی اسی ہزار ساحرون نے پرے جمائے
اور ہر تیغ آفتاب علم، کیجور شاہ و طوفان بن سرکش جادو اپنے اپنے مرکب پر
سوار آگے لشکر کے کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام مع صاحبقران نیا ابو القاسم و سرداران
ذوالاحترام ایک طرف صف آرائے معرکہ کارزار ہوئے لیکن بعد وقوف ارائی مہبوت
آسمان شگاف نے سحر کیپ دستک دی کہ اک پتلا تیر سحر لیئے پیدا ہوا پوچھا کیا حکم ہوتا ہے
مہبوت نے کہا کہ جاکر میدان صاف کر پتلے نے آن واحد مین تیر سے درختون کو کاٹکر

میدان صاف کر دیا اور پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا اسطرف گنجور شاہ نے کچھ اسم سحر
پڑہا کہ زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا اور پستی و بلندی زمین برابر ہو گئی اسکے بعد امواج گرد باد کے
کچھ سحر کیا کہ جاروب سحر پیدا ہوئی اور ہوا سے تند چلی کہ تمام میدان صاف ہو گیا جہاڑی جھنڈ
سمٹ کر ایک جا ہو گئی اب طوفان بن سرکش جادو نے کچھ اسم سحر پڑہا کہ اک ٹکڑا ابر پیدا
ہوا۔ اور اسمیں سے بارش ہوئی اور گرد بیٹھ گئی طوفان بن سرکش جادو نے
مرکب سحر بڑہایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا کہ ابھی کیا ضرورت ہے تم تازہ مہمان ہو اسقدر عجلت نہ چاہیئے طوفان نے عرض کی
کہ ہر چند کہ میں لائق مقابلہ نہیں ہوں اسواسطے کہ جو ساحر اندرون طلسم شہ طاق کے رہنے والے
ہیں وہ ادنے بیرون طلسم کے اعلے ساحروں سے بہتر ہیں مگر ہم لوگ اسی واسطے ہیں
کہ جان نثاری کریں اور اسکے ماسوا میں اون دونوں کو سمجھا دونگا اگر نہ مانیں گے تو مجبور آ
لڑونگا فرمایا اچھا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے طوفان بلہ گر مرکب پر سوار ہوا اور رخ میدان
کارزار کا کیا مبہوت سامنے مبہوت آسمان شگاف کے پہونچا کہا اے مبہوت نشہ کفر کو
سر سے دور کر خواب غفلت سے چونک خداوند کریم کو پہچان اگو ان پرستی سے باز آ
مبہوت نے کہا کہ اگر تو میرے مقابلہ آیا ہے تو ہوشیار ہو جا اور وار کر اور اگر سمجھانے آیا
ہے تو واپس جا کسی ایسے کو بہیج جو سر میدان داد سحر و ساحری دے اسلیے کہ یہ میدان جنگ ہے
محفل وعظ و پند نہیں ہے طوفان نے کہا کہ پہلے تو میں تیرے فہمایش ہی آیا تھا لیکن اگر تو نہیں مانتا
اور طالب جنگ ہے تو وار کر یہ سنکر مبہوت بہت ہنسا اور کہا کہ تجھ سے کیا ہے کہ وار کر یہ سے
وا ہے سے بچ سکیگا طوفان نے کہا اگر خدا بچائے گا تو بچونگا میں مطیع اسلام ہو چکا پیش دستی نکرونگا
اور میدان میں پہلے نکلنا یہ بھی آئین اسلام کے خلاف تھا مگر میں بارادہ جنگ آیا تھا اسی باعث
پیش قدمی کی آپ تو مجھے عرصہ کارزار میں نہ سمجھ بلکہ صف لشکر اہل اسلام میں تصور کر مبہوت
نے کہا کہ اب میں تجھے زندہ تھوڑے پلٹ کے جانے دونگا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑہکر اک دو ہتڑ مارا
کہ دو برقین اور شرار کین تڑپ کر طوفان پر گرین طوفان بن سرکش مرکب سے کود کر زمین میں غرق
ہو گیا برقین مرکب پر گرین کہ مرکب کے دو ٹکڑے ہوے اور اک شعلہ نکلا کہ برقین مع مرکب جلکر
خاک ہو گئین لیکن طوفان بن سرکش جادو طبقہ زمین کا توڑ کر نکلا برابر مبہوت کے اور
اک ہاتھ تیغہ سحر کا مارا کہ گردن کٹ کر گردن مبہوت کی قلم ہوئی مبہوت کو دو ٹکڑا علیحدہ ہوا لیکن خون
جو کہ گردن کے گلے سے نکلا وہ اک شعلہ بنکر گرا کر گردن کو جلا کر خاک کر دیا اس سحر کی گنجور شاہ او شیخ
آفتاب حلم نے تعریف کی لیکن مبہوت آسمان شگاف نے جو دیکھا کہ اس نے برابر سے جواب سحر دیا
ہیں۔ ہے اسکا مرکب مارا تو اس نے میرا مرکب مارا ہے سون کا ریاض خاک کر دیا اب پہر کوئی حیلے
کیجیئون تو مرکب سحر تیار کر دون اس او سیو حقہ زمین پر طمانچہ مار کر صورت اپنی اک فیل مست کی
پیدا کی اور طوفان بن سرکش جادو کی طرف چلا طوفان نے بھی اسکو آتے دیکھکر زمین پر اک لوٹ
لگائی اور صورت فیل کی پیدا کی اور دونوں لڑنے لگے گویا چلنے لگا ٹکروں کی صدا سے تمام صحرا
گونج گیا دونوں لشکر تماشا دیکھ رہے ہیں لڑتے لڑتے یہ حالت ہوئی کہ دونوں ہانپنے لگے اگر یہ اسکو
دس قدم تک ریل لیجاتا ہے تو وہ بھی اوسکو دس قدم تک ریل لاتا ہے کہ اک مرتبہ جہپٹ کر مبہوت

آسمان شگاف نے اک ٹکر ماری کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو شق ہو جاتا طوفان نے ٹکر تو اوسکی روک لی
مگر دم کہو کر دی اور اک چیخ ماری گنجور شاہ اور صبیح آفتاب عالم کو بے اختیار ہنسی آ گئی اور بادشاہ
اسلام سے کہا کہ اب آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں وہاں مبہوت نے طوفان کو ہونٹوں پیٹتا
اور کھینچتا ہوا اپنے لشکر میں چلا گیا زنجیر سحر پاؤں میں ڈالکر اک نخل سحر سے باندھ دیا مواج گرد باد
جادو نے اپنا گھوڑا نکالا اور میدان میں آ کر نہیب دی کہ باش فرقہ خدا پرستان ہو کر وہ مسلمانان
صبا تمنا ہو مرگ کی آرزو سے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بہت تا گنجور شاہ نے اپنا تخت سحر
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آ کر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ خدا کے
حفظ و امان میں تمکو دیا گنجور شاہ نے سلام کیا اور بار دگر تخت پر بیٹھکر رخ میدان کارزار کا کیا
جسوقت سامنا مواج گرد باد جادو کا ہوا مواج نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ تو بڑا
نمک حرام ہے کہ مسلمانوں کا شریک ہوا اور وہ خداوند جس نے تجھے خاک سے پاک کیا
اور اس مرتبہ کو پہونچایا کہ تو بادشاہ کہلایا تو اوس سے پھر گیا گنجور شاہ نے جواب دیا کہ نمک حرام
تو ہی یا میں ہوں جسوقت صمد رشاہ نے مجھکو قید کرکے قتل کرنا چاہا اوسوقت جسنے مجھے بچایا وہ
میرا آقا و جان بخش ہے اکوان کیسا خداوند تھا کہ ایک کے ہاتھ سے دوسرے پر ظلم ہوتا اوس نے
روا رکھا اور پھر یہ بھی لیں معلوم ہوا کہ اوسکی خداوندی باطل ہے اور وہ اک رنگا ہوا اسکا پارہ جسنے
میری جان بخشی کی میں نے بھی اوسکا ساتھ دیا اور تو اسوجہ سے نمک حرام ہے کہ اپنے بادشاہ
کو جسے تو خداوند سمجھتا ہے سمجھا کر تو یہ نہیں کرواتا راہ ثواب نہیں بتاتا بالکہ سجدہ کرکے اوسکے دماغ
میں تو خداوندی پیدا کر دی ہے اب تو نمک حرام و بدخواہ ہے یا میں ہوں اگر اکوان تاجدار اطاعت
اسلام اختیار کرے تو میں اب بھی اسکی غلامی سے باہر نہیں ہوں ورنہ انہیں مسلمانوں
کے ہاتھ سے نہیں تو اور رونا ہے دست و پا سمجھے بیٹھے ہیں اوس خاک مذلت پر گرنا
ہوگا کہ ساری خداوندی کسی راستے سے نکل جائے گی اور اسطرح پارہ پارہ ہو جائے گا کہ پاسبان
دریا و عرفان ہو اوسکے حال پر گریہ وزاری کرینگے مواج نے کہا کہ بس اپنی زبان کو
سنبھال اور توبہ کر ایسا ہو کہ زبان تیری زبان چلتا ہے تو خداوند کی شان میں ایسے
کلمات لاطائل زبان پر لاتا ہے دیکھ تو کیسی سزا سے معقول اس زبان درازی کی تجھکو دیتا
ہوں یہ کہا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اک ترنج سحر نکالکر پڑھا اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ پھٹ
گیا اور اک درخت پیدا ہوا کہ شاخیں اوسکی بازوؤں میں گنجور شاہ کے لپٹ گئیں
پس یہ دیکھتے ہی گنجور شاہ نے پاؤں زمین پر مارا کہ تڑپ کر دو پتلے تبر ہاتھوں میں لئے
ہوے زمین سے نکلے اور شاخیں کاٹ کر بازو گنجور شاہ کے کھولدیئے اور درخت کو جڑ سے
کاٹ کر گرا دیا مواج نے یہ دیکھکر کہ سحر بیکار ہوا نارنجی جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ اوس سے
شعلہ پیدا ہوا - اور اون پتلوں پر گرا وہ پتلے جلکر خاک ہوے اور وہ کٹی ہوئی شاخیں
درخت کی پھر بصورت شجر شاخیں آور انمیں پھل پیدا ہوے اور وہ پھل اونمیں سے گرا
شق ہو اور اسمیں سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور گنجور شاہ کی طرف
چلا گنجور شاہ نے تیغ کھینچی اور جب پتلا قریب آیا اوسپر اک ہاتھ مارا کہ پتلے کے دو ٹکڑے ہو گئے
اور اک شعلہ بھڑک کر رہ گیا لیکن دیکھا گنجور شاہ نے کہ جتنی دیر میں ایک قتل ہوتا ہے

دس اور پیدا ہو جاتے ہین اور ہوا سے درختونکو حرکت ہو کر پھل برابر گر رہے ہین اور
شق ہو رہے تھوڑے عرصہ مین اک فوج جمع ہو گئی اور پتلون نے ہر طرف سے گھیر لیا
صبح آفتاب علم نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ کس فکر مین ہے یہ تمہارے قتل کرنے
قتل ہو سکین گے کیون نہین فوج طلسمی سے کام لیتے ہو اوسوقت گنجور شاہ نے جھولی سے
اک گلدستہ نکالکر کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ گرتے ہی اوسکی ہر ایک پنکھڑی علیحدہ ہو گئی
اور ہر پنکھڑی سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور اون پتلون سے لڑنے لگا خوب تلوار
چلنے لگی گنجور شاہ کے پتلے طلسمی نے جس پتلے پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے اور صواج ساحر
سحر نے پتلہ طلسمی پر تلوار ماری کچھ اثر نہوا آخر اوسنے طلسمی پتلون مین سے اک پتلا اڑا دیئے
پیدا ہوا اور دم بھر مین درختونکو کاٹ کر ڈال دیا اور پتلونکو فوج طلسمی روکے جب درخت
کٹ گئے تو اوس پتلے نے اپنی زبان مین اشتر ویکیون لیا اور اون درختون پر مارا کہ آگ لگ گئی اور
سب دھو دھو جلنے لگے آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور پتلہائے طلسمی نظرون سے
پوشیدہ ہو گئے یہ دیکھکر صبح آفتاب علم نے بہت تعریف گنجور شاہ کی لیکن
صواج گردباد کو نہایت غصہ آیا اور جھولی سے خاک نکالکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک
چکر مارتی ہوئی مانند بگولے کے چلی اور گنجور شاہ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا
لپیٹ پیچ معلوم ہوا کہ دم گھٹنے لگا اور گنجور شاہ نظرون سے پنہان ہو گیا اور صواج گردباد نے
آواز دی کہ بگولا و اسکو اور وہ بونڈلا اسیطرح کہتا ہوا گنجور شاہ کو کھینچ طرف لشکر کفار کے
لیچلا بس کر گڑاہٹ پیدا ہوئی اور دیکھا کہ وہ بونڈلا گرد کا شق ہوا اور اک آفتاب چمک کر نکل گیا
خاک زمین پر بیٹھ گئی اور نعرہ کیا گنجور شاہ نے کہ دیکھا تو نے یون نکل جاتے ہین اب
روک میرے وار کو یہ کہکر دونون انگلیان چٹکین کہ اوس سے دس آفتاب پیدا ہوئے اور
کڑک کڑک کر صواج کی طرف چلے جس صواج گردباد نے جو اون آفتابونکو اپنی طرف آتے ہوئے
دیکھا کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ آؤ اور جو مقام اصلی تمہارا ہے وہان بیٹھو اور اصلی صورت اپنی
پیدا کرو یہ کہکر دونون ہاتھ بلند کر دیئے دیکھا تو وہ آفتاب طلائی حلقے بنکر دسون انگلیون
مین اوتر آئے بس صواج نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ دیکھا تمنے بس یہی سحر تمہارا تھا
جسکو مین نے اپنی انگلیون مین روک لیا اب اسی سحر کو دیکھو کہ دوست تمہارا دشمن ہوا
اور تمہارے ہی پیر تمہاری فکر مین آتے ہین ہشیار رہنا یہ کہکر اسنے کچھ اسم پڑھکر
وہی طلائی حلقے گنجور شاہ کی طرف کھینچ مارے کہ وہ دسون حلقے دس شعلے بنکر
گنجور شاہ پر چلے گنجور شاہ نے دیکھا کہ سحر میرا اسنے پلٹ دیا بس فوراً پاؤن مار کر
غرق زمین ہو گیا شعلے بالائے زمین ہر طرف تلاش کرنے لگے کہ اک مرتبہ گنجور شاہ
نے طبقہ زمین کا توڑا اور قریب صواج کے نکلا تو اک تاند پانی سے بھرا ہوا اسکے ہاتھ
مین تھی شعلون نے جو گنجور شاہ کو دیکھا فوراً لپک کر چلے لیکن جو شعلہ قریب پہونچا
گنجور شاہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ شعلہ تاند مین گر کر گل ہو گیا اسیطرح دسون شعلے
گل کر دیئے صواج نے جھپٹ کر اک گولا فولادی تاند پر مارا کہ تاند ٹوٹی اور پانی نے اسکے
گنجور شاہ کو گھیر لیا دیکھا گنجور شاہ نے کہ یہ عمل بھی اسنے پلٹ دیا اور

پر چہار طرف دریا سے امواج نظر آنے لگا گنجور شاہ اوس دریا مین ڈوبنے لگا اور
نہنگ اوس مین پیدا ہوا کہ گنجور شاہ پر حملہ کرنے چلا پس گنجور شاہ نے جھولی سے کچھ
دانے ماش کے نکالے اور کچھ اسم سحر دم کرکے اس نہنگ پر مارے کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
اور طبقہ زمین کا شق ہو گیا نہنگ مع دریا اوس غار مین سما گیا اور زمین پھر برابر
ہو گئی ان دونون مین قیامت کے سحر ہو رہے ہین کہ دونون طرف سے ساحر
اذیت کر رہے ہین لشکر اسلام مین لوگ حیرت سے تماشا دیکھ رہے ہین کہ کیونکر
یہ سامان فوراً پیدا ہوتے ہین اور پھر غائب ہو جاتے ہین کہ اک مرتبہ
گنجور شاہ نے ہوا پر آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے عقربان سحر لینا دشمن کو
کہ یہ سحر کشی و ایذا رسانی سے باز نہین آتا تم بھی وہ نیش زنی کرو کہ حقیقت اپنی
بھول جاوے اور سحر سے توبہ کرے پس یہ آواز سنتے ہی اک ابر پیدا ہوا
اور سر پر امواج کے پہونچکر برسا کہ بارش عقربون کی ہونے لگی جو بچھو امواج پر گرا
اوس نے نیش مارا امواج چیخ اوٹھا اب یہ حالت ہوئی کہ ہزار ہا بچھو امواج کے گرد پا
تن بدن مین لپٹ گئے اور نیش مارنا شروع کئے موج کی یہ حالت ہوئی کہ سحر و ساحری
بھول گیا چیخنا شروع کیا اور تمام جسم نوچنے لگا لیکن جہان ہاتھ لگایا بچھو نے ہاتھ مین
ڈنک مارا تڑپ گیا تمام میدان مین ناچتا پھرتا ہی اوسی حالت اضطرار مین یہ تو
دوڑ رہا ہی بچھو دم لینے کی فرصت نہین لینے دیتے جس طرف بھاگ کر جاتا ہی
ابر سر پر ساتھ ساتھ ہی بچھو برابر برس رہے ہین ہرچند آفتاب علم کو یہ حالت
اسکی دیکھکر ہنسی آ گئی تمام لشکر اسلام مع بادشاہ و سرداران کمالی مقام
کو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے تعریف گنجور شاہ کی ہونے لگی اوسی حالت اضطرار
مین امواج نے اک بال اپنے سر کا توڑ کر پھینکا کہ صورت اوسنے اژدر کی پیدا
کی اور دم کشی کرکے تمام بچھو نگل گیا اور ابر کی طرف دیکھکر ایسی سانس
کھینچی کہ تمام ابر دہن اژدر مین جا کر غائب ہو گیا اور شکم اژدر شق ہوا اوس سے
سانپ پیدا ہوئے اور گنجور شاہ کی طرف چلے اژدر تو اک خل ہو کر رہ گیا
لیکن سانپون نے گنجور شاہ پر حملہ کیا گنجور شاہ نے اک دوہتڑ مارا کہ صحرا کی
طرف سے اک سپیرا بانسری ہاتھ مین لئے ہوئے پیدا ہوا۔ اور بانسری
بجانا شروع کی جتنے سانپ تھے سب جمع ہو گئے جوگی نے سب کو پکڑ کر پٹار
مین بند کیا اور صحرا کی طرف چلا امواج نے کہا او گنجور شاہ تو چاہتا
ہی کہ مین سحر کو اسیر کرون تجھے بھی تو اپنی حکومت دکھاتا ہی خبردار و ہوشیار
ہو جا دیکھ مین سحر اپنا چھوڑائے لیتا ہون اور تیرا اثر مٹائے دیتا ہون یہ کہکر
اک اسم سحر دم کرکے چند دانے ماش کے پٹار پر پھینکنے لگا دیکھا کہ جوگی
نے پٹارا [illegible] دیا گریبان پھاڑ ڈالا تو ہی حلق مین پھنس گئی پٹارا اٹھا [illegible]
کیا اور [illegible] جوگی کے لپٹ گئے بس یہ دیکھتے ہی گنجور شاہ نے اک
[illegible] جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر پھینکا کہ اوس سے پیر و اپیدا ہوئے

اور سنساہٹون پر آگرا دم بھر مین سانپ نگل گیا بس یہ دیکھتے ہی مواج گرد باد جادوگر کو طیش آیا اور آواز دی کہ اے گنجور شاہ غضب کیا تو نے کہ میرے سحر کو مٹا دیا کہان جائیگا سمجھ کہ مین بھی تیرے سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر زمین پر ایک لات ماری اور اور شکل اپنی اک باز کی پیدا کی اور طاؤس کی طرف اوڑکر چلا طاؤس بھاگا باز نے پیچھا کیا اور پکڑ کر طاؤس کو جوگی کے اوپر لایا اور منقار سے گلا کاٹ دیا کہ خون نکلا تھا شعلہ بنکر گرا طاؤس اور جوگی دونون جلکر خاک ہوگئے یہ دیکھ گنجور شاہ نے بھی ایک لات ماری اور یہ بھی باز بنکر اوڑا اور مواج گرد باد جادو کی طرف چلا دونون لڑنے لگے پیچھے چلنے لگے کبھی لڑتے ہوئے زمین پر آتے ہین کبھی پھر ہوا پر جاتے ہین پیچھے پر مستقل چل رہی ہے لوگ دونون طرف کے تماشا دیکھ رہے ہین کہ نہ کبھی یہ کم پڑتا ہے اور نہ وہ مہرخ آفتاب علم نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ یہ دونون برابر کے ساحر ہین کوئی کسی سے کم نہین پڑیگا دیکھیے اسکا فیصلہ کیا ہوتا ہے یقین تو ہے کہ دونون زخمی ہون اور اب دن بھی کم رہگیا ہے تاریکی ہوئی اور دونون علیحدہ ہوجائینگے اسلیئے کہ اسوقت دونون باز بنے ہوے ہین سمجھے ہوے ہین انہین سب خاصیتین جانورون کی سمجھئے قاعدہ سحر یہ ہے کہ ساحر جو پیدا کرتا ہے وہی خاصیتین بھی اوس مین پیدا ہوجاتی ہین کل البتہ یقین ہے کہ انہین دونون مین لڑائی ہوگی انجام یہ ہے دونون کے سحر ناقص ہوجائینگے اور برسون کے ریاض خاک ہوجائینگے اگر ارشاد ہو تو گنجور شاہ کو منع کرین سیاہ ہمنا کہون فرمایا یہ خلاف ہے آج رہنے دو کل تم ہی نکلنا گنجور شاہ کو منع کر دیتا مہرخ آفتاب علم خاموش ہو رہا لیکن وہان دونون ساحر اوسی طرح سے باز بنے ہوے سمجھے ہوے ہین برابر پیچہ چل رہا ہے اسنے اوسکے پر نوچ ڈالے ہین اوس نے اوسکے پر نوچے ہین خون بہ رہا ہے لیکن دونون برابر لڑ رہے ہین کہ یکایک جانب طلسم شہ طاق سے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی اور بالائے ہوا اک جوگی بڑے بڑے جٹائین لٹکتی ہوئی جال ہاتھ مین لیے پیدا ہوا اور قریب آکر آواز دی کہ اے مواج ہٹ جا یہ تیرا کام ہے کہ بادشاہ طلسم کو اسیر کر سکے یہ سنتے ہی مواج الگ ہٹا جوگی نے اوس باز پر جال مارا کہ جو در اصل گنجور شاہ تھا اور پکڑ کر مواج کے حوالہ کر دیا اور نعرہ کیا کہ منم فرستادہ خداوند اکوان یہ کہکر ہوا پہ اوڑتا ہوا جانب طلسم شہ طاق روانہ ہوا گیا یہان مواج گرد باد خوشی خوشی گنجور شاہ کو باندھے ہوے اپنے لشکر مین آیا اور اک قفس آہنی جو سحر کا ساختہ تھا باز کو بند کرکے درخت سحر مین لٹکا دیا اہل اسلام گنجور شاہ و طوفان بن سرکش جادو کے اسیر ہونے سے نہایت غمگین ہوے لیکن چونکہ شام ہوچکی تھی آفتاب قریب غروب تھا طائر نگاہ اپنے اپنے آشیانون کی طرف جا رہے تھے سیاہی پردہ پوش عالم ہوئی تھی ادھر جنگ جدل مسدود ہوچکی تھی طبل باز گشت پر چوٹ پڑی کفار نقارہ فتح و فیروزی بجاتے ہوے بخوشی گنجور شاہ و طوفان بن سرکش کو ہمراہ لیے ہوے اپنی فرودگاہ پر گئے اور اہل اسلام نہایت غمگین و محزون اپنے ڈیرے پر آئے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہوکے جا بخیر ان

بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب حضور بارگاہ سلیمانی ہی مین فروکش رہین اسواسطے کہ لشکر ساحرون کا
اترے ہوئے ہین ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے بادشاہ اسلام نے صاحبقران عالیمقام سے اشارہ
کیا کہ بلکہ آپ اور شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم ماہ طلعت وغیرہ جملہ سردار یہین رہین تو بہتر
ہے مرتبع آفتاب عالم نے عرض کی کہ جسوقت تک غلام آپکے لشکر مین موجود ہے اسوقت
کوئی تردد نہ فرمائیے مجال نہین ہے کہ پرندہ پر مار سکے صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے لیکن وہان
بہوت آسمان شگاف اور مواج گرد باد نے پھر طبل بجوا دیا اور تیاری جنگ کر دی
ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام نقارہ رزمی نوازش
مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہے اور خورشید
کا داستان ملک آتاشہ کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد اوٹھ جانے سکندر رقم کے
ہوئے یہ لوگ رنجیدہ بیٹھے ہین کہ دیکھئے پروردگار عالم کب اوس شہریار عالیجاہ کی زیارت
ملاتا ہے اور کس دن زیارت اوس راہبر دین اسلام کی نصیب ہوتی ہے آسمان شاہ کو ہروقت
یہی فکر و خیال ہے اسلئے کہ جبسے شاہزادہ سکندر رقم کو چھپایا ہے ملکہ کے صدمہ نے
اسقدر ترقی کی کہ راز عشق ظاہر ہو گیا نوبت دیوانگی کی ہو آئی باغ مین دیدہ اندر اپڑی پھرتی ہے
وہ چاند سے رخسار ماند ہو گئے ہین غبار چہرہ زیبا پہ پڑا ہوا بال سر کے کھلے ہوئے درختون سے لپٹ
لپٹ کر روتی ہے اگر کوئی سمجھاتا ہے اور منع کرتا ہے تو خودکشی کا قصد کرتی ہے لوگ مارے خوف
کے قریب بھی نہین آتے ہین کون ایسی کو سمجھائے اور دامن نیکنامی مین بدنامی کا داغ لگائے
کوئی یہ نہ کہیگا کہ اچھائی کیواسطے منع کیا تھا بلکہ سب یہی کہینگے کہ فلان نے شاہزادی کی
جان لی تو نیکی برباد گنہ لازم ہمین کیا چاہیے سٹرن بن کے تنکے چنے کوئی کہتا تھا کہ یہ مثل کہی کہ
دولاری بیٹی چھنال ہوتی ہے ماں باپ کا لاڈ اولاد کو خراب کرتا ہے علی الخصوص بیٹی کو آ
کو اسقدر رو باد نہ رکھے کہ ہمیشہ ندے ورنہ ایسی ہی انجام پیش ہوتے ہین ہمنے مانا کہ وہ شخص
عالی خاندان سہی اور یہ بھی فرض کر لیا کہ شادی بھی اوسی کے ساتھ ہو گی لیکن ابھی تک تو دو
محرم نہین ہے مثل شادی سے کواری لڑکی جب اپنے شوہر فرضی کے واسطے اپنی یہ
حالت بنائیگی تو زمانہ سوا اس کے کیا کہیگا کہ پہلے ہی سے کچھ لگا ہو چکا تھا جب یہ
شاہزادی اوس لڑکے سے پھنس گئے بادشاہ نے بدنامی مٹانے کو اوسی کے ساتھ
شادی بھی کر دی لیکن کون کہے شاہ و شہریار کا معاملہ اگر کوئی بات منہ سے نکالین
اور اونکے خلاف گذرے تو دن بچہ سب کو لہو مین پلوا ڈالا جائے کس کی مان نے دودھ
کھلایا ہے جو منہ سے نکالے جو جیسا کرے گا ویسا آپ ہی پائیگا ہمین کیا ناحق کا ہلکا
دل جلتا ہے تو اتنا بھی منہ سے نکالتے ہین لیکن ملکہ اپنے ہوش ہی مین نہین ہے کہ کسی کی
شرم کرے وہ عشق قاہر ہوا ہو تو دہن مین آئیگا کہ الٹی لیا کرتے ہین اوسے تو ہروقت ایک رٹ
لگی ہوئی ہے کہ اے ... اتنے دونون کے بعد آئے آپ ابھی سامنے
نہین آتے کبھی ... چھپ جاتے ہو کبھی اور درخت کی آڑ مین ہو جاتے ہو
دیکھو وہین آتی ہون یہ کہکر ادہر سے ادہر دوڑ جاتی ہے ادہر سے ادہر دوڑی آتی
ہے کہتی ہے لو مین ادہر آئی تو ادہر چلے گئے ان صاحب سے چاہنے والون سے

کبھی بھاگتی ہیں کبھی عاجز ہو کر رونے لگتی ہیں بال منہ پر پڑے ہوئے ہیں تماشا ہیں کہ
وحشیان ہو گئی ہیں آنکھوں پر وحشت برس رہی ہے باتیں اور حرکتیں دیکھکر لوگوں کے دل
ٹکڑے ہوتے ہیں کلیجا پھٹتا ہے جب اس حالت نے طول کھینچا اور ہمنشینوں کے چھپائے
نہ چھپ سکا تو خبر ملکہ کی ماں کو ہوئی پہلے تو ملکہ کو نہایت غصہ آیا کہ یہ کیا حرکت ہے اسکی
ایسی لڑکی کا جینا کس کام کا لیکن جب وزیرزادی نے سمجھایا کہ حضور کیسی باتیں فرماتی ہیں
اسوقت آپکو غصہ ہے کچھ انجام پر لحاظ نہیں ہے لیکن اگر بادشاہ کو خبر ہو گئی اور جہان
پناہ نے ملکہ کے ساتھ غیرت کا برتاؤ کیا تو ہاتھ مل کر رہ جائیگا کہ ہائے میں کیا چاہتی تھی
کہ بادشاہ دشمن ہو جائیگا اس سے بہتر یہی ہے کہ اس معاملہ کو یوں ہی رہنے دیجیے
ملکہ کی ماں نے کہا کہ بادشاہ کو کبتک خبر نہ ہو گی ایک نہ ایک دن یہ حال کھلیگا ضرور مگر
اوس وقت کیا ہوگا وزیرزادی نے عرض کی کہ حضور کہہ دیا جائیگا کہ آپ بھی دیوانے
کی باتوں پر جاتی ہیں جب وہ باغ میں خلل آیا تو وہیں لگ گئی کیا سٹری کے فعل سمجھے
ہوئے ہوتے ہیں اوسوقت جو سوچ آ گئی جو وہیں سوار ہو گئی ملکہ خاموش ہو رہی
یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہی انجام پیش آیا کہ خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ ملکہ باؤلا پارا
کہ جنون ہو گیا اور دیوانی بنی بیٹھی ہیں وہ ایسی ایسی باتیں کرتی ہیں جو عورت کے خلاف
دامن عصمت کی چاک کرنے والی ہیں آسمان شاہ نے آکر بی بی سے پوچھا کہ یہ کیا
واقعہ ہے تم نے اسوقت تک ہمیں اطلاع نہ کی اوسنے جواب دیا کہ اطلاع میں کیسا مرے کرلی
تمہاری بدولت حکیم طبیب سب ملازم ہیں ہر طرح کے سامان مہیا علاج ملکہ کا برابر ہو رہا ہے
میں نے یہ خیال کیا کہ ایک تو تم یوں ہی پریشان ہو جب سے وہ لڑکا گم ہوا ہے جو حالت ہے
تمہاری پہلے ہی اب اوس سے زیادہ پائی ہوں صدمہ میں صدمہ دینے سے کیا فائدہ ہے
یہی خیال کرکے اطلاع نہ دی کہ تم پریشان ہو گی علاج ملکہ کا ہو ہی رہا ہے دو چار
روز میں اچھی ہو جائے گی لیکن مجھے نہ معلوم تھا کہ انجام علاج کا اولٹا ہوگا اور مرض
بڑھتا جائے گا بادشاہ نے کہا کہ مرض تو اور سنئے ہے سنتا ہے کہ اوس کی
باتیں بسواے عالم کیا چاہتی ہیں وہ سکندر کا نام لیکر روتی ہے ملکہ نے کہا کیا خوب
یہی تم نے خوب کہی کیوں صاحب دیوانی ہیں اور کیا ہوتا ہے انتہا ہے کہ کسی
ملت و مذہب میں اوس پر حد شرع تو جاری نہیں ہو سکتی ہے خدا کے نزدیک تو وہ
مجرم ہے نہیں مگر تم اوسے مجرم قرار دیتے ہو سلطنت کے فیصلے بھی ایسے ہی کرتے ہو گی
بہت سے پاگلا ہوں کو سزا دیدی ہو گی گنہگاروں کو چھوڑ دیا ہوگا بلکہ انعام
عنایت کیا ہوگا اگر اوس کی عقل ٹھکانے ہوتی تو وہ ایسی بات منہ سے نکالتی سمجھے
بچی شادی کی فکر ہے تو عرق عرق ہو جاتی تھی جیسے تم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں تو تمہاری
اوسکی سکندر کے ساتھ کرونگا اوس وقت سے اوس نے مجھے کہا ہم
نہیں چاہتیں اور میرے سامنے آتے ہوئے شرماتی تھی اگر بلوا بھیجا اور سلام کو
آتی تو گردن جھکائے بیٹھی رہتی پھر چلی گئی آسمان شاہ یہ سنکر خاموش
ہو رہا یہاں تو یہ حالت ہے لیکن اب حال سنیئے دیوانہ دلگا میں خوار کا

کہ یہ ملک آسمانیہ سے قریب ایک بیشہ میں رہتا ہے چالیس ہزار دیواون کا افسر ہے
نہایت زبردست ہے ایک روز اتفاقیہ کوئی ساحر طلسم طاق کا اس طرف نکل آیا تھا
اوس نے کچھ شعبدے دکھلا کر اسکو الوان پرست بنا دیا تھا اوس روز سے اسکو بھی دھن
سوار ہے کہ جس کو سن لیتا ہے کہ وہ مذہب الوان پرستی کے خلاف ہے اوسے آزار دیتا ہے
ایک روز یہ دیوانہ تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ اوس بیشہ کی طرف سے دو مسافر گذرے کہ وہ بھی الوان
پرست تھے وہ آپس میں ذکر کرتے چلے جاتے تھے کہ آج کل خدا پرستوں کا بڑا زور ہے
ابھی حال کا واقعہ ہے کہ ایک لڑکا اولاد حمزہ سے کہ جس کا سن بارہ تیرہ برس سے زیادہ
ہرگز نہ ہوگا ملک آسمانیہ پرستان میں فقیر بنا ہوا آیا تھا اب اوس نے وہ عروج پکڑا
پہلے دیو کو مارا بعد اوس کے سنا ہے کہ کوئی ساحرہ اوس کو اوٹھا لے گئی تھی ایسا
باقبال تھا کہ باوجود سحر نہ جاننے کے ساحرہ کو بھی مارا تمام ملک آسمانیہ پرستان
مسلمان کیا بادشاہ تک اوس کا مطیع ہے یہ خبر سنکر مذہب اپنا آسمان
شاہ نے تبدیل کر ڈالا ہے ملک ارژنگ زرہ پوش نے آسمانیہ پر چڑھائی
کی سب کو زخمی کیا قریب تھا کہ قلعہ آسمانیہ کو وہ فتح کر لے وہ لڑکا پھر آپہونچا
ابھی سپاہیانہ لباس میں تھا آتے ہی ارژنگ سے مقابلہ کیا اور ارژنگ زرہ پوش
اوس کے ہاتھ سے اسیر ہوکر مسلمان ہوا بڑے غضب کی بات ہے کہ خداوند الوان
اپنے ماننے والے بندوں کو کوڑے دیتے ہیں اور سرکشوں کو اسقدر عروج دے رکھا ہے
یہ باتیں جو دیوانے سنیں ان دونوں مسافروں کو قریب بلایا اور سارا حال مفصل
پھر سے سنا اور پوچھا کہ ملک آسمانیہ کس طرف ہے اور شہر ارژنگیہ کہاں ہے
مسافروں نے بیان کیا کہ یہاں سے بہت قریب ہے ارژنگیہ تو اس بیشہ سے شمال کیجانب
واقع ہے اور ملک آسمانیہ گوشہ شمال و مشرق میں آباد ہے دیلم آہن خوار نے
مسافروں کو پکڑا اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو اور راستہ بتاؤ جس وقت ہم ارژنگیہ
میں پہونچ جائینگے تو تم کو چھوڑ دینگے انہوں نے کہا کہ ہم بڑی ضرورت سے جاتے ہیں ہمارا
نقصان ہوگا ہمیں آپ کیوں روکتے ہیں رہنما کی ضرورت نہیں دیلم دیوانہ کہا کہ اگر نہ چلوگے
تو ہم باندھ کر لے چلینگے اب یہ تو یہ دونوں مجبور ہوئے دل میں کہتے تھے کہ کیوں یہ ذکر اس کے
سامنے ہمنے کیا کس مصیبت میں پہانسی مگر خود کردہ را علاجے نیست کریں تو کیا کریں ناچار بیچارے
کہا کہ چلئے ہم چلتے ہیں اوسوقت دیوانے صحرا کی طرف دیکھکر ایک چیخ ماری بس آواز
صحرا میں گونج گئی اب جو دیکھا تو چہار طرف سے زنجیروں کے کھڑکھڑانے کی آواز پیدا ہوئی اور
ہزارہا دیوانے آکر جمع ہوگئے اب دیلم آہن خوار نے مرکب اپنا طلب کیا ایک دیوانے جسکی پشت
اور ایک کرگدن کو پیش کیا دیلم پشت مرکب پر سوار ہوا مسافروں کو ساتھ لیا اور ارژنگیہ
آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا جس وقت قریب شہر پہونچا خبر ارژنگ شاہ کو ہوئی ارژنگ شاہ
نے ایک پہلوان کو بھیجا کہ اس سے دریافت کرو کہ یہاں کیوں آیا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے جس وقت
وہ ایلچی پاس دیلم کے پہونچا اور [illegible] دریافت کیا دیوانے کہا کہ میں نے سنا ہے بادشاہ تمہارا
مسلمان ہوگیا ہے اور خداوند الوان سے پھر گیا ہے ایلچی نے کہا کہ بیشک مذہب اسلام

حق تھا بادشاہ نے ہمارے اختیار کر لیا اور مذہب باطل کو ترک کر دیا یہ سننا تھا کہ دیلم کو نہایت
غصہ آیا اور کہا کہ ہائیں تو بھی مذہب اکوان پرستی کو برا کہتا ہے یہ کہکر تقصیر بار اکہ یہ چیخ
کہا کر گرا دیو اپنے مشکیں باندھ لیں آرابہ پر ڈال لیا یہ خبر اثر رنگ زرہ پوش کو ہوئی
اثر رنگ لشکر اپنا لیکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا جس وقت شاہ دیو اسنے حکم دیا کہ بجے
طبل جنگی اور اسی وقت اکدیو اسنے نقارہ پیٹنا شروع کیا جسوقت صدا اسکی کوس حربی
اثر رنگ شاہ کے کان میں پہونچی اسکو خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقام نزد
وغیرہ تماشا کر رہے ہیں لیکن جب ہرکارہ وقت نے آکر خبر دی کہ لشکر دشمن میں نقارہ جنگ
تو اثر رنگ شاہ ہنسی سے ہاتھ لوٹا گیا کہ آجتک اس طرح نقارہ بجتے نہ سنا تھا دیوانون کا
ہر فعل وحشت کی شان رکھتا ہے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل بجے اس طرف بھی کوس حربی
بجا لشکرون میں تیاری جنگ ہونے لگی جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور جہانہ
شب سے صبح برآمد ہوئی جب نکہت نسیم بہار سے چٹکے گل شگفتہ ہوئے طایران گلشن
محو نغمہ سنجی ہوئے لشکر اثر رنگ شاہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی اور خروج کہاین
نعرے یا خدا اکوان کے بلند ہوئے جس وقت دونون لشکرون نے اپنی اپنی آئین کے
موافق عبادت سے فرصت کی تو صف آرائے میدان قتال و جدال ہوئے جسوقت صفیں
بندھ چکیں تبرداروں نے نکل کر جھاڑی جھنڈے کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے
پستی و بلندی زمین کو ہموار سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھا لا نقیبان بلند آواز نے
نقیب وہی کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو نام اپنے خاندان کا روشن کرے اور نام رستم و سہراب
مثل حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹادے یکلخت یہ سنتے ہی دیلم دیو آہن نے مرکب اپنا جولان
کیا اور میدان میں آکر نقیب دی کہ اے اثر رنگ شاہ سنتا ہے کہ تو نے دین قدیم اپنا جو دین
برحق تھا اسکو ترک کرکے خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کی ہے افسوس ہے کہ تو نے
خداوند گویا سے روگردانی کی اور خدائے ساکت کو برحق جانا تیری سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا
کس طرح کا ہے کہ وہ کہاں ہے بات کرے تیرا لونڈیوں نے زبردستی یہی اک فرضی خدا
بنا لیا ہے پس بہتر یہ ہے کہ اس دین جدید کو ترک کر اور وہی دین قدیم اختیار کر ورنہ مال
وعال تیرا برباد ہوگا یہ سنتا تھا کہ اثر رنگ شاہ نے جواب دیا کہ او دیو اسنے دین اسلام
سے بہتر کوئی مذہب نہیں ہے میں تجھکو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ مذہب اکوان پرستی پر
لعنت کر کہ وہ اک دو ساحر کافر ہے اس نے بزور سحر اپنی خداوندی قائم کی ہے وہ بھی
مثل ہمارے تمہارے ایک انسان ہے بندہ خدا کا ہے لیکن خدا کو بھول کر اوس نے
اپنے زور سحر پر اپنی خدائی قائم کی ہے انجام میں مثل فرعون شداد نمرود وغیرہ کے یہ
بھی مارا جاویگا مسلمان اسکا پیچھا نہیں چھوڑنے والے ہیں تو خیال تو کر کہ یہ باتیں ہم
میں پائی جاتی ہیں خدائیت فرق کیا ہے دیو نے کہا او بیوقوف خدا نے ایک مخلوق اپنی
صورت کا ہی پیدا کی ہے کہ انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اثر رنگ
نے کہا ... خدا میں شان یکتائی ہے دوئی کی وہاں بو بھی نہیں ہے
اگر خداوند کریم کو دوئی پسند ہوتی تو وہ اپنا کرتا ... تو بھی اس ...

باطل کو ترک کر اور دین برحق اسلام کو اختیار کر ورنہ انجام تیرا خراب ہوگا ہم تو ایک مدت سے یہ سنتے آئے ہیں کہ دیوانہ بڑا بد خو لیکن ہوشیار لیکن تو کیا سڑی ہے کہ اپنے انجام کو نہیں سوچتا یہ سنکر دیوانے نے کہا کہ معلوم ہو گیا کہ تو راہ پر نہ آئیگا بلکہ اور لوگوں پر بھی تو اسی طرح پھسلائیگا جس طرح کہ انہوں نے تجھے سمجھایا ہے بس تیرا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے نکل میدان میں یہ سنکر اشر رنگ پیادہ پا گیا مرکب کی لی اور بہ حکم دیوانہ سے سامنا کیا دیوانہ نے کہا کہ وار کر اپنا تاکہ آئندہ تجھے حوصلہ باقی نہ رہ جائے اشر رنگ نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام ہیں پیش دستی کرنا ہمارا دستور نہیں ہے تو وار کر اگر خدا تیرے ضرب سے بچا لیگا تو دیکھا جائیگا ہم بھی تجھے تماشا اپنے ضرب کا دکھاویں گے یہ سنکر دیوانے نے تین سو من کی زنجیر جو ہری کر کے اشر رنگ زرہ پوش پر وار کیا اشر رنگ نے زنجیر پشت سپر پر روکی لیکن صدمہ زنجیر کا سپر کے اوپر پار ہو کر سر پر پڑا کہ سر اشر رنگ کا شق ہو گیا خون جاری ہوا زخم ایسا کاری لگا کہ اشر رنگ بیہوش ہو گیا اور مرکب اس کو لے نکلا دیوانے نے ہر چند تعاقب کیا نہ پایا لیکن فوج سے نقل کر دیا کہ سردار زخمی ہوا ہے کوئی اس دیوانے سے مقابلہ کرنے کی تاب نہیں رکھتا ہے فوج بھاگ کر قلعہ بند ہوئے دیوانے نے کہا کہ مجھے تم لوگوں سے بحث نہیں ہے مطلب سپہسالار سے تھا وہ گم ہوا جب ملیگا تو دیکھا جائیگا اور وہاں سے کوچ کر کے طرف ملک اسلام کے روانہ ہوا دیکھئے کب پہنچتا ہے لیکن اول حال اشر رنگ زرہ پوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ گھوڑا اس کو لئے ہوئے کنارے ایک دریا کے پہنچا چاہا کہ پانی پیا اور پھر پھری لی کہ سوار پیچھے گرا اور مرکب چپکا کھڑا ہو رہا گھاس چرنے لگا اتفاق روزگار سے بڑی دیر تک یہ بادشاہ یوہیں زمین پر پڑا رہا اور کوئی درندہ و گزندہ اس طرف نہیں آیا بعد ایک پہر کے اشر رنگ کو ہوش آیا تو اپنے کو صحرا میں پایا ہر چند کہ بدن پر جا بجا سے قوت زائل ہو گئی تھی مگر ناچار و مجبور اٹھا رومال سے زخم سر باندھا اتنی قوت نہ تھی کہ مرکب پر سوار ہو سکتا ایک درخت سے تکیہ کر کے بیٹھ رہا اور دعا کرنے لگا کہ پروردگارا مالک اشر رنگ جیسے بہت سے بندے تیرے ہیں تو ہی ان کا نگہبان ہے مجھکو مرکب یہاں نکال لایا دیوانے نے شہر کی نہ معلوم کیا حالت کی ہوگی اور دیکھئے اس صحرا میں میرا کیا انجام ہوتا ہے اسلئے کہ نہ جانے ماندن نہ پائے رفتن عجب الجھن ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی اگر کوئی درندہ یا گزندہ اس طرف نکل آیا تو اتنی بھی تاب و توان نہیں ہے کہ میں اوس سے جان بچا سکوں گا اے کس بیکساں داد رس غریباں تو ہی مدد کرنے والا ہے نہ کسی کو خبر ہے کہ کوئی اس طرف آئے نہ یہ راہ گذر ہے کہ آئندہ و روندہ سے امید کی جائے کہ وہ ملک میں ہمارے اطلاع کر دیگا نہ اتنی قوت ہے کہ پیدل چل سکوں زخم ایسا سر میں ہے کہ گردن نہیں اوٹھائے اوٹھتا اس وقت بیکسی میں سوا تیرے کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے تیرا ابھی نو مسلم ہوں تیرا ناچیز تو قدیم ہوں لیکن [illegible] سا بہت ہی کم زمانہ گذرا ہے الہی مدد کر اور اعتقاد کو [illegible] اور مضبوط کر یہ کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ ہوا نے [illegible] دعا کا ہدف اجابت پر پہنچا اور جانب صحرا سے تیز گرد و غبار زمین بلند ہوا

دیکھا کہ آگے آگے اک ہرن چوکڑی بھرتا چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے اوس کے اک بگولہ گرد کا پیچ
مارتا ہوا چلا آتا ہے ہرن ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ ساحل تک چلا آیا اور دلدل میں پھنسا چوکڑی
بھولا ہوا تھا ہی تھا کہ پڑاق سے گرد شق ہوئی تیر کے سنانے کی آواز سنائی دی دیکھا کہ
اثر رنگ زرہ پوش نے کہ آہو اوچھل کر گرا ایڑیاں رگڑنے لگا خیال جو کیا تو تیر
دل پر اس کے پڑا تھا ساتھ ہی اک سوار آکر پہونچا اور کود کر گھوڑے سے ہرن کو ذبح کیا
دیکھا اثر رنگ زرہ پوش نے کہ اک لڑکا چودہ پندرہ برس کا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ
وہی شہریار ہے بلکہ اس کو یقین کامل ہوا کہ سکندر رستم خو ہے اوہر اوس لڑکے نے
دیکھا کہ اک شخص سر سے رومال باندھے درخت سے لگا بیٹھا ہے کپڑے خون میں تر بتر ہیں
مرکب ایک طرف چر رہا ہے ساز و یراق سے آراستہ ہے چاہتا تھا کہ حال اس کا دریافت
کرے کہ کون شخص ہے مرد سپاہی وضع معلوم ہوتا ہے نہ معلوم اسے کسی قزاق نے زخمی کیا
ہے کیا ایسا ہوتا تو مرکب و شمشیر وغیرہ اس کے پاس نہ ہوتی شاید کسی جنگ میں زخمی ہوا ہے
گھوڑا اس کو نکال لایا ہے مرکب بھی اصیل اور عمدہ ہے سامان بھی شاہانہ ہیں جہاں تک
یہ سوچے اوس زخمی نے آواز دی کہ اے شہریار عالی وقار پہلے آپکی جدائی کے صدمہ
نے بہت پریشان کیا بعد اوس کے محبت نے آپکی اس کو پہونچایا آپ کے شہر پہنچا گیا
کے بعد بہت انتظار کیا آخر مایوس ہو کر اپنے شہر میں آیا اور اس طرح دیوانوں کے ہاتھ سے
زخمی ہو کر اس صحرا میں پہنچا اب یہ معلوم کہ وہاں شہر کی کیا حالت ہے اور دیوانہ ابھی وہیں
ہے یا ملک اوس کا چھین کر لیا یہ سنا وہ لڑکا حیران ہوا اور کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے میں تو
پہچانتا بھی نہیں کبھی تیری صورت بھی نہیں دیکھی اور تو ایسی باتیں کرتا ہے جس سے
انتہا کا پتا کھاتا ہے ہوتا ہے اے شخص تجھے دھوکا ہوا ہے وہ کوئی اور شخص ہوگا میں نہ ہونگا
اثر رنگ یہ سنکر رونے لگا کہ بعد اک مدت کے زیارت نصیب ہوئی تو آپ غلام
کو بھول گئے یہ مروت اسلام کے خلاف ہے اور آپ سے بعید ہے اب تو خیال ہوا کہ یہ
خدا پرست بھی ہے قریب اثر رنگ کے آکر پوچھا کہ نام اوس کا کیا تھا جنہیں تم سمجھے ہو
ہو اثر رنگ نے عرض کیا کہ شاہزادہ رستم خو اور والد ماجد اون کے شہریار عالی وقار
ہیں یہ سنکر جواب دیا کہ وہ بھائی میرے تھے میرا نام سہراب بن رستم ہے اب جو غور سے
اثر رنگ نے دیکھا تو خط و خال میں بھی فرق پایا عرض کی کہ حضور بجا ارشاد فرماتے
ہیں اثر رنگ غلام کو دھوکا ہوا اتنے میں عیار سہراب ثانی کا اور لوگ ساتھ والے
بھی آگئے سہراب ثانی نے عیار سے کہا کہ سواری منگاؤ اور نام اثر رنگ کا پوچھکر
فرمایا کہ اونکو لے چلو اوسی وقت لوگ اثر رنگ کو فینس میں ڈالکر خیمہ میں سہراب
کے لائے سہراب ثانی نے جراحوں کو بلوا کر زخم سر دہلوا کر پٹی مرہم کی چڑہوائی اور کہا
کھلا دیا کہ جراحوں اثر رنگ کے درست ہوئے سہراب ثانی نے کہا کہ معلوم ہوا تم
رفیق میرے بھائی کے ہو اور مسلمان بھی ہو تمہاری اعانت ہم پر فرض ہے لہذا
[illegible] میں [illegible] ہمارا دشمن اور ملک کو تمہارے اوس کے ظلم سے بچاؤں
[illegible] لشکر [illegible] ساتھ ہم ہے اور میرا لشکر بھی تباہ ہو گیا ہوگا اس طرح پہلا تھا

احتیاط کے خلاف معلوم ہوتا ہے سہراب نے ہنسکر جواب دیا کہ ہم لوگون نے ہمیشہ تیغ و روزگار
نے اپنے زور بازو پر کام کیا ہے کبھی لشکر کی پروا نہین کی ہے یقین ہے کہ بھائی ہمارا
بھی تنہا تمہارے ملک کی طرف آیا ہو گا اثر رنگ نے عرض کی کہ جو ارشاد ہوتا ہے ایسا ہی
ہوا تھا مفصل قصہ اوس کا ملک آسمانیہ مین چل کر سن لیجیے گا یہ باتین ہو کر سہراب بن
رستم ثانی نے کوچ کیا اور اول شہر اثر رنگیہ کی جانب روانہ ہوا جسوقت شہر مین پہونچے
اسی آن وہان یہی معلوم ہوا کہ دیوانہ ملک آسمانیہ کیجانب گیا ہے ایک روز سہراب
ثانی نے قیام کیا دوسرے دن کوچ کر کر طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوے ایران کو تو راہ
مین چھوڑا جاتا ہے لیکن حال دیلم دیوانہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ملک اثر رنگیہ سے کوچ
کر کے طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوا تھا جسوقت قریب شہر پہونچا خبر آسمان شاہ
کو ہوئی کہ دیلم دیوانہ بقصد جنگ اس طرف آتا ہے اول شہر اثر رنگیہ پر گیا تھا اثر رنگ
شاہ زخمی ہو کر کسی طرف نکل گیا اب اس طرف آیا ہے یہ سنکر آسمان شاہ نے بھی حکم
دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے حسب الحکم لشکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا ہوا آسمان شاہ
بارگاہ مین آیا سردار جمع ہوے قران قزاق نے عرض کی کہ اول اس دیوانہ سے ہمین
مقابلہ کرونگا آسمان شاہ نے کہا کہ امانت ہو شاہزادہ سکندر کی مین تمکو نہ لڑنے
دونگا میرے سردار کیا کم ہین اگر خدانخواستہ تم زخمی ہوے تو مجھکو شاہزادہ سے شرمندگی
ہوگی قران قزاق نے کہا کہ اگر مجھسے شکایت ہوگی تو کیا جواب دونگا شاہزادہ یہ
فرمائیگا کہ تمہاری موجودگی مین بادشاہ نے مقابلہ کیا یہی باتین تھین کہ صحرا سے غل و گرد دیکھا
بلند ہوا اور آواز زنجیرون کے آنے لگی کہ تمام صحرا گونج گیا آسمان شاہ و قران قزاق
و دیگر سرداران کے بارگاہ سے باہر آئے اور آمد لشکر دیوانہ کا تماشا دیکھنے لگے
دیکھا کہ آگے آگے ایک دیوانہ زبردست قوی بازو قوی ہیکل کرگدن مست پیشوار
چالیس ہزار دیوانے زنجیرین کھڑکھڑاتے ہوے آئے جائے مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا اون
کا تھا جسوقت لشکر نے کمر کھولی اور خیمے برپا ہوے دیلم آہن خوار اپنے خیمہ مین داخل ہوا
دو چار جام شراب کے پیے جسوقت دماغ اس کا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
اسلئے کہ سمجھانا ان خداپرستون کو بیکار ہے اسیوقت نقارہ رزمی کھڑکایا خبر آسمان
شاہ کو ہوئی کہ فوج دشمن مین کوس حربی بجا ہے آسمان شاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون
طرف تیاری جنگ و جدال ہونے لگی جوانان لشکر تلوارونکو صیقل کرنے لگے آلات
حرب و ضرب کو درست کیا غرضکہ رات بھر طبل بجا کیا جسوقت صبح ہوئی دونون لشکر
میدان مین آئے صفین آراستہ کر کے کھڑے ہوئے میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ
اگلا ہراول پچھلا جھنڈا اول نہایت عجب درست ہو چکا تو نقیبون نے نقابت کی اور
کڑکیتون نے کڑکا کیا بہادرون کو جوش شجاعت پیدا ہوا دیلم دیوانہ نے مرکب کی باگ لی
اور میدان مین آکر نہیب دی کہ اے آسمان شاہ تو نے یہ کیا کیا کہ مذہب قدیم اپنا ترک
کیا اور مذہب جدید اختیار کیا بس زیادہ گفتگو کی ضرورت نہین ہے اگر خیریت اپنی چاہتا ہے
تو اس مذہب کو ترک کر اور اوسی مذہب قدیم پر آ یا پرستش خداوند آواون کی

اختیار ہے کہ وہ عجیب خداوند گویا ہے جو بات چاہو کرو اوسکا جواب حسب دلخواہ سنو یا مقابلہ کرو
یہ سنکر آسمان شاہ نے اپنے لشکر کی جانب دیکھا بس فوراً افراط بن نقریط نے مرکب اپنا صف
سے نکالا اور آسمان شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور دیوانے سے کہا کہ اے ضرب
بہادری کے دیکھ ہنسا کہ تو کیا مقابلہ کرے گا وار اپنا کر کے حوصلہ نکال لے تاکہ حسرت تیرے
دل میں نہ رہجائے کہ شاید وار کارگر ہوتا اسلئے کہ میرے وار سے بچنا تجھکو دشوار ہوجائے گا افراط
بن نقریط نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام سے ہیں پیش دستی ہمارا دستور نہیں ہے تو اپنا حربہ کر
اگر پروردگار تیرے ضرب سے بچائیگا تو ہم بھی وار کرینگے یہ سنکر دیوانے نے ایک چیخ ماری
اور کہا معلوم ہوا کہ شامت تیری آگئی سنا اسکو کہ یہ زنجیر موت ہے وار اسکا دیوانہ کردیتا ہے
اور روح کو اسیر کر لیتا ہے یہ کہکر تین سو من کی زنجیر جو بھری کر کے سر پر پھرا کر افراط پر وار کیا
افراط نے کہا اگر سپر بلند کی لیکن زنجیر جو پڑتی ہے تا تھہرا یا سپر چھوٹ گئی اور جھیر کر بائیں
پشت پر پڑیں اور پوری زنجیر سر پر پہنچی کہ کاسہ سر شق ہوگیا افراط بیہوش ہوکر
مرکب سے گرا دیوانے نے چاہا باندہ لیجاؤں کہ قران قزاق دوڑ پڑا اور آواز دی
کہ او دیوانے یہ کیا حرکت ہے یہ فعل مردی کے خلاف ہے کہ تو زخمی کو اسیر کرتا ہے ادہر آ
کہ حریف تیرا میں موجود ہوں یہ سنکر دیوانے نے کہا تو بھی آ اب تجھکو اور اسکو ساتھ
باندھونگا یہ کہکر وہی زنجیر سر پر پھرا کر قران قزاق پر وار کیا قران قزاق مرد ہوشیار ہے
دیکھا کہ زنجیر کا روکنا دشوار ہے ہٹ کر مرکب سے مرکب کو ہاتھ کلائی پر ڈال دیا دیوانہ ہنسا
اور کہا کہ تو بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہے کہ حربہ کو میرے خالی دیا خیر اچھا ہوا تجھکو ابھی باندھے لیتا
ہوں یہ کہکر ہاتھ گریبان میں ڈال دیا شور ہونے لگے لب دونوں کے بیٹھ گئے گرد و غبار
سے حرف تلاش ہوئے ایک گھنٹہ کی کشتی میں دونوں غرق عرق ہوگئے ہاتھ پھسلنے
لگے اب یہ حالت ہے کہ قران قزاق اگر پانچ قدم ریل لیجاتا ہے تو دیوانہ سات قدم
ریل لے جاتا ہے قضا سے کار پاؤں قران قزاق کا موش خانہ میں جا رہا اوپر سے دیوانہ
نے دور کیا پاؤں اسکا ٹوٹا اور بیہوش ہوگیا دیوانہ نے قران قزاق کو باندھا اور لیکے
اپنے لشکر میں چلا گیا اور جاکر طبل بازگشت بجوادیا آسمان شاہ نہایت پریشان ہوا کہ دیوانوں کا
ہر فعل دیوانگی کا ہوتا ہے یہ کونسا موقع طبل بازگشت بجوانے کا تھا سارا دن پڑا تھا لیکن
دیوانے کو بھی وہیں آگئی غصہ میں آیا اور دو چار جام شراب کے پئے
ہونگے کہ پھر وحشت نے زور کیا اور حکم دیا بجے طبل جنگ وہاں آسمان
شاہ اپنے سردار زخمی کو لیکر داخل ہوا اپنا پوشاک لباس رزم اوتار رکھا تھا
لباس بزم سامنے رکھا تھا اہل لشکر میں کھول چکے تھے گھوڑوں کو باندھ
دیا تھا کہ آواز طبل کی کان میں آئی ادہر ہرکارہ دوڑ نے خبر دی کہ دیوانے
نے پھر طبل بجوایا ہے یہ سنکر آسمان شاہ نہایت پریشان ہوا کہ
عجب حرکتیں اس دیوانے کی ہیں تو بھلا اور بھی سنے ہیں لیکن عجب
سڑی ہے مجبور کرتے تو کیا کرے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی کوس
حربی بجے یہاں بھی نقارہ پر چوب پڑی لشکر کے سردار جلدی جلدی

مرکب پر سوار ہو ہو کر میدان جنگ کی طرف متوجہ ہوئے آسمان شاہ نے بھی کشتی پوشاک جسم
کی اوتھادی اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے پشت مرکب پر بیٹھکر میدان میں آیا تو کہا کہ
دیوانہ نعرے مار رہا ہے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت تھی کہ ابھی تو طبل بازگشت بجوا کر سید لیلے
پھر گیا اور ابھی پھر آیا دیوانے نے کہا کہ میں کوئی تابعدار کسی کا نہیں ہوں میرا جی گھبرا گیا تھا
پھر طبل بجوا دیا آسمان شاہ نے کہا پہلے ہی کیوں طبل بازگشت بجوایا اگر لڑنا منظور تھا
تو میدان سے واپس نگیا ہوتا دیوانے نے کہا کہ میں اپنی طبیعت کا مختار ہوں بھیج کسی
کو مقابلہ کیواسطے یا آپ نکل کر سامنا کر آسمان شاہ نے خیال کیا کہ بہتر ہے اور اس
سے لڑنا سیکھئے ابھی کی بات ہے کہ اس نے افراط کا کیا حال کیا اور قہران فہزل ق کو
باندہ لیگیا سرداروں کو لڑوا کر مفت جان لیتا ہے اس سے خود مقابلہ کرنا چاہیے اب یہ
خیال کرکے پودا باگ کا لیا اور سامنے دیوانے کے آیا دیوانے نے کہا کہ تو سر تلے
رکھکر مرغ زرین نبکر بیٹھنا چاہئے یا میدان جنگ میں لڑنا چاہتا ہے بھیج کسی اور کو
کیوں اپنی جان سے عاجز ہوا ہے آسمان شاہ نے جواب دیا کہ میں سپاہی ہوں و
بادشاہ نہیں ہوں لا ضرب بہادری سے زیادہ گفتگو ہیچ ہے بس یہ سننا تھا کہ دیوانے
نے زنجیر ماری آسمان شاہ نے مرکب پیچھے ہٹایا اور چاہا کہ زنجیر خالی دوں لیکن زنجیر سر مرکب
پر پڑی کہ مرکب میں آتشبازی ہو گیا آسمان شاہ گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوا اور
تلوار کھینچ کر چلا کہ مرکب کو دیوانے کے بے سر کروں دیوانے نے جو یہ ارادہ آسمان
شاہ کا دیکھا گینڈے سے کود پڑا اور زنجیر پھینک کر آسمان شاہ سے لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی ادھر سے دیوانے بڑھ آئے ادھر سے لشکر آسمان شاہ کا قریب آ گیا
دونوں تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دوپہر کامل آسمان شاہ اور دیوانے سے کشتی ہوتی رہی
اب تھوڑا سا دن باقی ہے آسمان شاہ کی یہ حالت ہے کہ دم آ گیا ہے بچھیا بچھیا کر لڑ
رہا ہے اور دیوانہ اسی طرح زور کر رہا ہے قریب ہے کہ آسمان شاہ ہاتھ سے
دیوانے کے اسیر ہو کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اوڑی سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے یکہ سوار پیدا ہوا کہ گھوڑا اوڑائے ہوئے
مثل بگولے کے چلا آتا تھا جس وقت قریب پہنچا لوگ خوش ہوئے کہ طبل شادیانے بجنے لگے لشکر
آسمان شاہ میں خوشی ہونے لگی یہ خبر ملکہ کو بھی پہونچی کہ سکندر رستم خود آن پہنچے قریب تھا
کہ شادی مرگ ہو جائے لیکن چونکہ سنتا ہے کہ آنا ان کا جنگ کے وقت ہوا ہے اور
جانتی ہے کہ وہ شعلہ مزاج ہیں بھلا ان سے کب برداشت ہو سکیگی کہ دشمن سے مقابلہ
نکریں اور جنگ سرداروں کی ہے کیا معلوم کس کی فتح ہو کس کی شکست ہو ہاتھ اوٹھا کر
دعائیں مانگنے لگی کہ پروردگارا عجب تقدیر تو نے دی ہے کہ دو ہو کون میں
کھیلی جاتی ہوں تو ہی فتح یاب کرنے والا ہے وہاں سہراب بن رستم قریب آ کر کشتی کا
تماشا دیکھنے لگے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ لشکر بھی انکا مع افسر زنگ زرہ پوش
کے آکر صف آرا ہو گیا کوئی پانچ ہزار آدمی سہراب بن رستم کے ساتھ تھے اور
چالیس ہزار سوار سپاہ افسر زنگ کے تھے یہ بھی ایک طرف صفیں باندھ کر

کھڑے ہوئے لیکن سہراب ثانی نے جو دیکھا آسمان شاہ زیر ہوا چاہتا ہے بس ایک ہاتھ کمر زنجیر پر آسمان شاہ کی ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے دیوانے کے کمربند کو پکڑ کر دونوں کو علیحدہ کیا اور کہا کہ کیوں لڑتے ہو بس الگ ہو آسمان شاہ تو دیکھتے دیکھتے ہی علیحدہ ہو گیا لیکن دیوانے کو نہایت غصہ آیا اور پکارا کہ او غافل غضب کیا تو نے کہ دشمن کو میرے ہاتھ سے بچا لیا اب تجھے باندھ کر اسیر کروں گا یہ کہکر سہراب سے لپٹ پڑا سہراب بھی دست بگریبان ہوگئے زور ہونے لگے ہر چند دیوانے نے چاہا کہ یہ لڑکا تو ہے پکڑ کر زنجیر کر اوٹھا لو مگر کیا تاب و طاقت تھی کہ جنبش بھی دے سکتا اور سہراب ثانی نے ارادہ کیا کہ اس سے کشتی کیوں لڑتے ہو یہیں اوٹھا کر باندھ لوں مگر دیکھا تو یہ دیوانہ زمین نہیں چھوڑتا اور زور کیے جاتا ہے غرضکہ جھگڑا کا کشتی کا بند بازو رکشاکش سے ہونے لگے لباس پارہ پارہ ہو گئے پہر پہر کامل کشتی رہی مگر نتیجہ نکلا آخر کار شام ہو گئی دیوانے نے دیکھا کہ یہ لڑکا تو قیامت کا ہے کسی طرح تھمتا ہی نہیں اور اب شام بھی ہوگئی ہے بس جھنجھلا کر چپلت دی قریب تھا کہ گوشت شانے کا نوچ لیجائے بس سہراب نے گھونسا کلے پر مارا کہ کلہ اس کا پھٹ گیا دیوانے نے چیخ ماری کہ صحرا گونج اوٹھا اور چپلت مارنا چھوڑ دی اور ہر عیار سہراب نے آواز دی کہ اے شہریار اس قدر دیر فرمایا بھی دیکھتے ہو کہ حریف بھی زبردست ہے کہیں مانتا نہیں ہے بغیر دو ایک روز کے کشتی کی دیر ہوگا دیوانے نے جو یہ سنا ہوش جاتے رہے کہ یہ کئی دن لڑنے کا دم رکھتے ہیں اور عیار نے نے کہا کہ پھر سب دونوں کا زور ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں ختم کر دیتے کہ رات راحت سے بسر ہو بس یہ سنتے ہی سہراب ثانی نے دونوں بازو دیوانے کے پکڑے اور سر سینہ سے ملا کر آواز دی سنبھل جا میں تجکو اوٹھائے لیتا ہوں یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نکیا تھا دیوانے نے کہا کہ یہ پاؤں ستونوں فولادی ہیں کبھی جگہ نہیں چھوڑتے ہیں جواب دیا کہ دیکھو ان ستونوں کو ابھی گرائے دیتے ہیں یہ کہکر جو زور کیا دس قدم دوڑا لے گئے اور آگے کو جھٹکا دیا کہ دونوں گھٹنے دیوانے کے زمین سے آشنا ہوئے ساتھ ہی کمربند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سر سے اوٹھا لیا اور اوسی زنجیر سے دیوانے کی اس کو باندھ کر آسمان شاہ کے حوالے کیا آسمان شاہ نقارہ فتح و فیروزی بجاتا ہوا سہراب ثانی کو ساتھ لیکر میدان سے پہرا قلعہ میں آیا اور عرض کی کہ اسکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے فرمایا ابھی قید سی زندان خانہ میں بھیجدو صبح دیو بندیاں سب کا سمجھا جائے گا آسمان شاہ نے جلادوں کو بلاکر دیوانے کو مسلسل و مطوق کرا کے زندان خانہ میں بھیجدیا اور آپ شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی سے عرض کی کہ مجھے آپ کو کہاں لے گیا تھا اور پھر کیونکر اس طرف آنا ہوا اسپر سہراب ثانی حیران ہوئے کہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا مجھے کیسا اور کس کو لے گیا ارژنگ زرد پوش چونکہ ساتھ تھا اس نے آسمان شاہ سے کہا کہ پہلے مجھے بھی شاہزادہ سکندر کا دھوکا ہوا تھا یہ بھی ایسے ہی کلام کئے مگر مجھکو معلوم ہوا کہ آپ وہ نہیں ہے مگر اسقدر مشابہ ہیں کہ بادی النظر میں فرق نہیں معلوم ہوتا آسمان شاہ نے بھی جو غور سے دیکھا تو خط و خال میں تھوڑا سا فرق پایا عرض کی کہ پھر آپ کس

کس باغ کے پھول ہین اور کس آسمان کے چاند ہین کہ ہمارے شہریار سے اسقدر مشابہ ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ ہین بھائی سکندر رستم خو کا ہون بہت اشتیاق تھا مجکو اوس کے دیکھنے کا افسوس کہ یہان آکر تم سے کو بھی پریشان دیکھا نہین معلوم اب وہ کہان ہین خیر اگر زندگی ہے تو کبھی مل ہی جاوینگے اسکے بعد ارژنگ شاہ نے آسمان شاہ سے سارا واقعہ اپنا بیان کیا اپ سہراب ثانی نے کہا کہ اگر وہ بھی آتے تو مدد تمہاری کرتے اور مدد بیٹے بھی کی مطلب تمہارا ہر طرح حاصل ہو گیا اب مین جاتا ہون آسمان شاہ نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا کہ آپ ابھی جلد مین آپکو جانے دون کچھ دن تو اس قلعہ مین رونق افروز رہیے سہراب ثانی نے کہا کہ مین شکار پر تھا وہان ارژنگ شاہ سے ملاقات ہوئی حال دیو آدم کا سنا فوراً چلا آیا لشکر مین میرے والد اور چچا اور دادا صاحب ہین وہ پریشان ہونگے آسمان شاہ نے عرض کی کہ اونکو بھی اطلاع دیجیے مین جاؤن اور استقبال کرکے لے آؤن اسواسطے کہ یہ بھی کفش خانہ آپکا ہے بادوج آپکی یہان موجود ہے چپکے شاہزادہ کو پیچھے لے گیا ہے اوس روز سے اوسکی نوبت یہ ہوئی ہے کہ پریشانی بڑھتے بڑھتے جنون کی حد تک پہونچ گئی ہے چلکر اوسے تسلی دیجیے تاکہ پریشانی اوسکی رفع ہو سکندر سہراب کو بادوج کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور فرمایا کہ اچھا چلونگا اب مزاج کیسی ہے اوسکی بھی واجب ہوئی ہے آسمان شاہ سے کہا عقد ہو گیا ہے آسمان شاہ نے عرض کی کہ عقد تو ابھی نہین ہوا ہے لیکن یہ امانت اونکی ہو چکی ہے سہراب ثانی نے عیار کو اپنے لشکر کیجانب روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ مین ملک آسمانیہ مین ہون اور آپکا بھی اس مقام پر آنا ضرور ہے اسواسطے کہ یہان عجیب طرح کا سانحہ درپیش ہے جب آئیگا تو معلوم ہوگا یقین ہے کہ خوشی حاصل ہو عیار تو اس طرف روانہ ہوا اور سہراب ثانی آسمان شاہ کے ہمراہ باغ ملکہ کی طرف چلے لیکن حال ملکہ کا یہ ہے کہ جب سے اسنے سنا ہے کہ سکندر آ گئے اور لڑائی بھی فتح ہو گئی نہایت خوش ہے سامان نذر و نیاز کا کیا ہے غربا کو کھانا دو دو وقت تقسیم ہوتا ہے دروازہ باغ پر مساکین کا ہجوم رہتا ہے لیکن بلقیس نے جب سے یہ خبر سنی تھی تو پہلے ہی جاکر دیکھ آیا تھا کہ یہ وہ نہین ہین مگر ان کوئی عزیز دور ضرور ہین لیکن اسنے ملکہ سے ظاہر نہین کیا تھا ایسا نہ ہو کہ خوشی مین اسکی فرق نہ آئے ایسا نہو کہ پھر دل ٹوٹ جائے جس طرح یہ سامان نذر و نیاز مین مصروف تھی اسکو اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا ملکہ جب ملکہ نے اصرار کیا تھا کہ تم کیسے رفیق ہو کہ شاہزادہ کی خبر بھی نہین جانتے ہو تو بلقیس سامنے سے ٹل گیا تھا اور یہ اس انتظار مین بیٹھے تھے کہ اب شاہزادہ آتا ہوگا اب آتا ہوگا یکایک دروازہ باغ پر روشنی نمودار ہوئی اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی ملکہ خوشی مین باہر ہانپ دوڑی لیکن ساتھ ہی حجاب دامن گیر ہوئی کہ دیکھنے والے کیا کہینگے پھر پلٹ آئی اور اک آہ کھینچی کہ شرم و حیا بھی انسان کی حسرتونکا خون کرتی ہے اتنے مین آسمان شاہ سہراب ثانی کو ساتھ لیے ہوئے قریب قصر ملکہ کے آیا ملکہ تو یہی تھی کہ جاکر لپٹ جاؤن اسواسطے کہ دل قابو سے باہر تھا خوشی مین کسی کا لحاظ نہ تھا بقول شاعر

شعر
شرم ایدل وہم اظہار وفا کون کرے ٭ جان ہی جاتی ہے الفت مین حیا کون کرے

لیکن جسوقت نظر اسکی آسمان شاہ پر پڑی کہ ساتھ ہی کھڑے ہین جھکی گردن جھکا کر الگ کھڑی
ہو رہی آسمان شاہ نے کہا سلام نہین کرتے ہو کہ یہ بڑے بھائی سکندر کے ہین اسنے ملکہ
دونکے سے ہو گئی کہ یہ کیا معاملہ ہے جلدی سے تسلیم کو جھکی سہراب ثانی نے سر سینہ سے
لگایا پشت پر دست شفقت رکھا اب سب ایک جگہ بیٹھے ہین لیکن ملکہ کی آنکھون سے آنسو
جاری ہین کہ افسوس تقدیر نے کیا کیا وہ ہوگئے دیتی ہے مگر کوئی تسکین ہوتی شاہزادہ سہراب
ثانی چونکہ حالت ملکہ کی آسمان شاہ کی زبانی سن چکی تھی بہت کچھ تشفی کی اور فرمایا
کہ تم پریشان نہو یہ خاندانی بات ہے کہ بچھڑ جاتے ہین اوس ہین دوست دشمن سبھی
ہوتے ہین خداوند کریم ہر آفت سے بچاتا ہے اور مظفر و منصور کرتا ہے انشاءاللہ جلد
سکندر سے ملاقات ہوگی گھبراؤ نہین اور آنسو ملکہ کی اپنے رومال سے پونچھے سر سینہ سے
لگایا بہت دیر تک بیٹھے رہے آتے ہین عیار سکندر مہشر بلقیس بھی آیا اور جھکا کر
سلام کیا پوچھا تو کون ہے اسنے اپنی حقیقت بیان کی کہ غلام آپکے بھائی کا ہون فرمایا تونے
کوئی تجسس کیا بلقیس نے عرض کی کہ ہر چند تلاش کی مگر کہین پتا نہ ملا فرمایا کچھ پتا تھا
ہے بلقیس نے عرض کی کہ اتنا ضرور جانتا ہون کہ آپ ہمارے شاہزادہ سے بہت مشابہ
ہین اور اولاد صاحبقران سے معلوم ہوتے ہین کیا عجب ہے فرزند شاہزادہ رستم ہون
اسواسطے کہ چہرہ آپکے بالکل ویسے ہی ہین یہ سنکر آپ مسکرائے اور کہا
آسمان شاہ سے کہا کہ ملکہ شرم کے سبب سے پریشان ہے اب قلعہ مین چلے
یہ ہاتھ اوٹھ کر چلے تو ملکہ نے کنکھیون سے صورت دیکھی اور سمجھا کہ ہان وہ نہین ہین
ایک صانع کی بنائی ہوئی دونون تصویرین معلوم ہوتی ہین سہراب ثانی آسمان شاہ
کے ہمراہ قلعہ مین آئے مسہری اونکے واسطے بچھی ہوئی تھی اسباب راحت جمع تھے ابھی
آکر بیٹھے ہی تھے کہ لوگون نے عرض کی کہ دیوانے لشکر کے دروازہ قلعہ پر شور مچا رہے
ہین کہ اپنے سردار کو ہم لے لینگے ورنہ تمہارے سردار کو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر آسمان شاہ
نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ ایک رفیق آپکے بھائی کا دیوانون میں پھنسا ہوا ہے دیوانہ
یہان اوسے باندھ لے گیا تھا پھر کو آپکے ہاتھ سے اسیر ہوا اب ملازم اوسکے کہتے ہین کہ ہمارے
سردار کو چھوڑ دو ورنہ ہم تمہارے سردار کو مار ڈالینگے سہراب ثانی نے کہا واقع مین جو
دیوانے ہین اگر ایسا کرین تو کیا عجب ہے اونکو تسکین دو کہ صبح کو تمہارے سردار کو
چھوڑ دینگے جسوقت یہ کہا گیا دیوانون نے جواب دیا کہ اگر تم صبح تک اوسے مار ڈالو تو ہم
کیا کر لینگے سہراب نے مجبوراً اوسیوقت قید ظلم آہن خوار کی طلب کی لوگ اسکو
مسلسل کئے ہوئے سامنے لائے سہراب ثانی نے پوچھا کہ اے ظالم بے رحم کیونکر زیر
کیا اسنے کہا کہ جس طرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا اب شناخت پروردگار عالم
مین کیا کہتا ہے اسنے کہا جو زبردست اوسکا خدا بھی زبردست اگر اکوان سفری مین کچھ قدرت تھی
تو تمنے کیون نہ بچایا جب تمنے اپنے خدا کا نام لیکر زور کیا ہے تو تمنے بھی اکوان کو پکارا تھا اور کہدیا تھا
کہ اب لڑائی آپان کی ہے ... وقت مدد کا ہے لیکن کچھ نہوا اوسیوقت مین زیر ہو گیا تو معلوم ہوا ہی
کہ تمہارا خدا زبردست ہے کہ میرے خدا کا زور نہ چلنے دیا پھر لعنت کی اکوان پر ایسے کمزور

خدا کا بندہ بننا مجھے منظور نہیں ہے مجھے اپنا دین تعلیم فرمایئے سہراب ثانی نے جلادوں سے اشارہ
کیا کہ کاٹ دے قید اسکی جلادوں نے تھوڑی سی قید کاٹی تھی کہ دیوانے نے گھبرا کر قید توڑ
ڈالی چاہا تو سہراب ثانی کو خیال ہوا کہ یہ مکر سے مسلمان ہوا ہے لیکن دیوانے کا دل
بھی اک بالیقین لیا کا تھا قید توڑ کر قدموں سے لپٹ گیا سہراب ثانی نے کہا کہ اب اپنے لشکر
میں جاؤ کہ ملازم تمہارے دروازہ پر شور کر رہے ہیں اور قران قزاق کو رہا کر کے لے آؤ دیکھو
اور بہبود نیت روانہ ہوا اور اپنے لشکر میں آیا جسوقت دیوانوں نے اپنے سردار کو دیکھا غلغلہ
لگانے لگے لیکن دیلم آہن خوار نے کہا کہ بیٹے تو مذہب اپنا ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا
اگر تم لوگوں کو ساتھ میرا دینا ہو تو یہی مذہب تم بھی اختیار کرو اور اکوان تاجدار پر لعنت کرو ورنہ
جس کا جدھر جی چاہے چلا جائے دیوانوں نے کہا کہ اس مذہب کے کچھ اوصاف بیان کیجیے
اور ہمیں سمجھا دیجیے کہ یہ مذہب مذہب اکوان پرستی سے کیونکر بہتر ہے تو ہم بھی تبدیل مذہب
کریں ورنہ بے سمجھے دین کا بدل لینا اچھی بات نہیں آپ کس سبب سے اس مذہب کو اچھا جانتا
دیلم آہن خوار نے کہا کہ خدا مسلمانوں کا زبردست ہے اور اکوان کمزور ہے اسکا
تجربہ یوں ہوا کہ جب میں نے دیکھا کہ اب میں اس لڑکے پر غالب نہیں آ سکتا تو میں نے بار بار
خداوند کو پکارا لیکن کچھ نہ ہوا اور اسنے اپنے خدا کا نام لیتے ہی مجھے اٹھا لیا تو معلوم ہوا کہ خدا
اونکا ہمارے خداوند پر غالب آیا لہذا ہم ایسے کمزور خداوند کو نہیں پسند کرتے دیوانوں
تالیاں بجانے لگے اور تصویر اکوان کی ٹکڑوں سے اوتار اوتار کر اوسپر موتا اور کہا کہ بیشک
یہ اسی قابل ہے اور مذہب اسلام برحق ہے ہم آپکے ساتھ ہیں دیلم آہن خوار نے
کہا کہ لاؤ اوس قیدی کو جسے باندھ کر ہم لائے ہیں دیوانوں نے قران قزاق کو لا کر پیش کیا
ایسا زنجیروں سے اسے باندھا تھا کہ تمام بدن میں نشان پڑ گئے تھے دیلم نے اپنے ہاتھ سے
زنجیریں کھولیں اور قران قزاق کو رہا کیا اور عذر کیا کہ بے خطا ہوں کہ تم زخمی تھے میں
نہیں بلکہ بندہ لایا سبب اوسکا یہ تھا کہ اوسوقت تک میں اپنے اسلام کا پابند تھا اور
مذہب اکوان پرستی کا پابند تھا مگر اب بسبب اطاعت شاہزادہ سہراب ثانی کی
اختیار کی اور مسلمان ہوا لہذا پابندی آئین اسلام کی واجب و لازم ہوئی اب میرے
ہمراہ چلو کہ شاہزادے نے تمکو طلب کیا ہے قران قزاق نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں کہا
قلعہ آسمانیہ میں قران قزاق نے شکل و شمائل و ریاست کی دیوانوں نے بیان کیا کہ سن و
سال ہے ایسی صورت ہے اب قران قزاق کو خیال ہوا کہ شاید میرا شہریار عالیقدر ہو
اور اوسی نے اسکو زیر کیا ہو جلد زیارت سے مشرف ہونا چاہیے اسواسطے کہ جو باتیں یہ دیوانہ
بیان کرتا ہے یہ سب اوصاف اوسی کے ہیں غرضکہ دیوانہ اپنے لشکر کو مسلمان کر کے قران
قزاق کو اک آرابہ پر ڈالکر قلعہ میں لایا قران نے جو صورت دیکھی اسے بھی سکندر
رستم خو کا دھوکا ہوا اور سلام کر کے ایسی باتیں کرنے لگا جن کے جواب میں سہراب
ثانی نے کہا کہ میں سکندر نہیں ہوں اس جتانے پر جو قران قزاق نے غور کیا تو سمجھ
میں آیا کہ کچھ فرق معلوم ہوتا ہے بیشک یہ وہ شہریار عالیقدر نہیں ہے آسمان شاہ نے
قران قزاق سے قرابت شاہزادہ سہراب ثانی و سکندر رستم خو بیان کی اور

قران فزاق قدمبوس ہوا اور عرض کی کہ مین جیسے اونکا خادم ویسے آپکا غلام لیکن
ویلم آہن خوار نے عرض کی کہ مجھسے اک قصور ہوا تھا اوسے آپ عفو فرمائین وہ یہ کہ پاؤن
قران فزاق کا ٹوٹ گیا تھا مین اوسی حالت مین انکو باندہ لیگیا تھا فرمایا اوسوقت تم
دین اسلام مین نہ آئے تھے اب ویلم آہن خوار جسقدر تیرے گناہ زمانہ کفر کے تھے سب
خدا نے عفو کر دیئے ویلم یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور قران فزاق نے عرض کی اگر
پاؤن میرا نہ بھی ٹوٹتا تب بھی یہ مجکو ضرور زیر کر لیتا اسواسطے کہ دم میرا آچکا تھا غرضکہ
قران فزاق کا تو علاج ہونے لگا کمندگرون نے آکر پاؤن کو بٹھالا بندش کی رات چونکہ
زیادہ آچکی تھی سہراب بن رستم نے خاصہ نوش فرماکر آرام کیا جسوقت نماز صبح کا وقت آیا
خادم نے جگایا شاہزادہ نے فریضہ سحری کو ادا کیا اسکے بعد آسمان شاہ بڑے استقبال پدر کو
وجہ نامدار روانہ ہوئے تھوڑی دور پہونچے ہونگے کہ تنق گرد و غبار بلند ہوا اور جسوقت
گردش ہوئی تو دیکھا کہ اک دیوانہ بارگاہ لیے چلا آتا ہے دیوانے نے اپنے شہریار یعنی
سہراب بن رستم نامدار کو پہچانکر سلام کیا اور پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اودہر ویلم آہن
خوار نے دریافت کیا سہراب ثانی نے واقعہ بیان کرکے مصروف دیوانہ کو سب سے
ملایا اور دیوانے سے آسمان شاہ ارژنگ شاہ ویلم آہن خوار وغیرہ کو آگاہ کیا کہ یہ
میرا رفیق ہے اور سب تو جس طرح نئی ملاقات مین ایکدوسرے سے ملتے ہین اوسی طرح ملے
لیکن دونون دیوانے خوب گلے ملے بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانیدو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ﴿ ان دونون کی باتون پر سب ہنسنے لگے
اتنے عرصہ مین اور گرد اوڑی اور تین نقابدار کئی لاکھ کی فوج سے آکر پہونچے سہراب ثانی
نے استقبال کرکے سب کو سلام کیا دیکھنے والون نے قرینے سے سمجھ لیا کہ یہ سب درجہ
بزرگی کا رکھتے ہین سہراب ثانی نے استقبال کرکے نقابدارون کو قلعہ مین لائے
آسمان شاہ نے سامان ضیافت مہیا کیا فوج نے بیابان آسمانہ مین ڈیرے ڈالدیے
جنگل مین منگل ہوگیا وہان آسمان شاہ نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ مین دیدار سے
محروم رہا جاتا ہون سہراب نے اشارہ سے منع کیا اور چپکے سے کہا کہ فکر مت کرو ہو لینے دو اور
باغ مین چل لین تو نقابین اوٹھ جاینگی یہان اس کا موقع نہین ہے آسمان شاہ
خاموش ہو رہا لیکن اونمین سے اک نقابدار نے سہراب کیطرف دیکھکر فرمایا کہ جو کچھ
تمنے کہلا بھیجا تھا اوس مین صرف اتنا ہی سمجھ مین آیا کہ یہان آنا ضرور ہے اور مفصل
کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ سبب کیا ہے سہراب ثانی نے اپنا واقعہ پہلے بیان کیا کہ اس
طرح شکار پر ارژنگ شاہ سے ملاقات ہوئی اور ارژنگ شاہ نے سکندر
سیمتن کی شبیہ مین جیسے باتین کہین اور اس سلسلے سے آسمان شاہ کا حال معلوم ہوا
کہ دیوانہ چھڑا لائی یہ یہان آکر لڑائی کو پہنچ گیا اور ویلم آہن خوار مطیع ہوا اب
سکندر کا مفصل حال آسمان شاہ سے سنیے یہ فرماکر آسمان شاہ سے کہا کہ ابتدا سے
حال بیان کرو آسمان شاہ نے فقیری بھیس مین آنا سکندر کا اور اپنا زمانہ آپ پرستی
بیان کرنا شاہزادی کو شاہزادہ کا تلقین دین اسلام کرنا اور اپنی طبیعت کا اس مذہب کیطرف

مسلمان پانا اور ملکہ ماہ پارہ سے ارتباط پاک بڑھنا اوسکا بھی دین اسلام پر راغب ہونا بعد اسکے
جالوت دیو کا مارنا اور پنجہ کا لیجانا اور بعد چند روز کے معہ قران قزاق وارد ہونا اور
ارژنگ زرہ پوش کو زیر کرکے مسلمان کرنا اور باغ مین ملکہ کی ملاقات کو جانا پہر پنجہ کا
لیجانا اور ملکہ کی حالت خراب ہونا سب بیان کیا اور ارژنگ زرہ پوش و قران
قزاق کو بتلا کر عرض کیا کہ یہ دونون رفیق اوسی شاہزادہ کے ہین نقابدارون نے
افسوس کیا اور کہا کہ اتنے سے سن مین یہ فقیر بنکر گہر سے نکل آیا خیر پروردگار عالم معین
و مددگار ہے لیکن ایک نقابدار بہت روئی اور آسمان شاہ سے پوچھا کہ عقد تمنے کر دیا ہے
یا نہین آسمان شاہ نے عرض کی کہ جب عقد کیواسطے اوسسے کہا گیا فرمایا کہ مین ایسا نہین
کر سکتا تا وقتیکہ کوئی بزرگ موجود نہو اب آسمان شاہ نے عرض کی کہ حضور کی زیارت ہوئی
قدمبوسی تو حاصل ہوئی لیکن دیدار سے محروم رہے اور نہ یہی آپنے بیان فرمایا کہ آپ تینون کو
اوس شاہزادہ سے کیا قرابت ہے کہتے ہین نقابدارون نے کہا کہ گہبراؤ نہین سب معلوم
ہو جائیگا اسکے بعد فرمایا کہ ہمین ملکہ کو بھی دکہا دو کہ وہ امانت سکندر کی ہے آسمان شاہ نے
نقابدارونکو اپنے ہمراہ لیا اور باغ ملکہ کیجانب روانہ ہوا جسوقت باغ مین پہونچا سب تو
در باغ سے رخصت ہوگئے لیکن آسمان شاہ اور سہراب ثانی اور تینون نقابدار باغ
مین آئے وہان ملکہ ماہ پارہ مین داخل ہوے جسوقت نظر ملکہ کی نقابدارون پر پڑی بہتر
بلقیس حال تو معلوم ہی ہو چکا تہا کہ یہ سب بزرگ اوس شہریار عالیوقار کے ہین برائے تعظیم
اوٹہی سب کو سلام کیا نقابدارون نے دعائین دین دست شفقت سر و پشت پہ پہیرا سینہ
سے لگایا اور ایک نقابدار گلے لگا کر بہت روئی انکے رونے پر سب کا دل بہر آیا سب رونے لگے
ملکہ سے بہی ضبط نہو سکا اسقدر روئی کہ ہچکیان بندہ گئین نقابدار نے آخر کار نقاب چہرہ سے اوٹہا دی
اس نقاب کے ہٹتے ہی اون دونون نقابدارون نے بہی نقابین اوٹہا دین یہ معلوم ہوا کہ تین آفتاب
ابر سے نکل آئے اب سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے بیان کیا کہ یہ شہریار عالیوقار بدر عالیمقدار
سکندر رستم خو کے ہین یہی ملکہ کو گلے سے لگا کر بہت روئی تہی اور اوسکے بعد رستم ثانی کی
طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میری والدہ ماجدہ چچا سکندر کے ہین اور ایرج نوجوان کو بتلا کر بیان کیا
کہ یہ دادا ہم دونون بہائیونکے اور والد بزرگوار ان دونون صاحبونکے ہین آسمان شاہ
دوبارہ دست بوس ہوا اور عرض کی کہ یہ امانت آپکے فرزند کی ہین اسکو مین آپہی کے سپرد
کرتا ہون اسواسطے کہ اب مجہسے حالت اسکی دیکہی نہین جاتی شاہزادہ ایرج نوجوان
نے زیور پوت بہو کو دیا اور رستم ثانی و شہریار عالیوقار نے بہی زیور عنایت کیا اور شہریار نے
اپنے ہاتہ سے اوسکو پہنا کر تسلی دی کہ نہ گہبراؤ ہمارے خانہ زاد ہین انشاء اللہ ایسا ہوا کیا ہے کہ
سکندر ملیگا اور نہایت عزت و شان سے بیاہ کرکے آئیگا ملکہ گردن نیچے کئے بیٹہی رہی
لیکن کسیقدر اسکو تسلی ضرور ہوئی ہر دو چار روز ملکہ کی تسکین کیواسطے سب نے یہان قیام کیا اوسکے
بعد سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے کہا کہ اب ہم زیادہ ٹہر نہین سکتے اسلئے کہ سنا ہوگا
کہ آفتاب پرستون نے ہمارے ملک تباہ و برباد کئے ہین لہذا ہمکو اپنے ملک کی خبر لینا ضرور ہے مگر
انشاء اللہ جسوقت سکندر آئیگا اور شادی ملکہ کی کرینگے تو تم کو اطلاع دینگے آسمان شاہ مجبور ہوا

خاموش ہو رہا اتنا تو عرض کیا کہ حال سے اس خادم کے بھی غافل نہ رہیے گا اور اس کنیز کو اپنے ہمراہ لیتے
جائیے شہریار عالی وقار نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو اور حکم کوچ دیا لشکر تیار ہونے لگا شاہزادہ
رستم ثانی نے کیلم آہن خوار کو بھی مصروف دیوانہ کہیتا کیا کہ تم دونوں حفاظت بارگاہ کرتے رہنا
غرضکہ ان دونوں دیوانوں نے اس بارگاہ کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب ملک فرنگ شیشہ روانہ
اب آگے آگے تو یہ دونوں جا رہے ہیں اور عقب میں اور لشکر روانہ ہو جاتا ہے آخر
میں شہریار عالی وقار اور رستم ثانی اور ایرج نوجوان نے نقابیں چہروں
ڈالیں بلکہ بہمن سے سہراب ثانی نے نقاب پڑ ڈالے اور طرف ملک فرنگ شیشہ کے
روانہ ہوئے محافہ ملکہ کا انکے ہمراہ ہے ارژنگ شاہ رخصت ہو کر اپنے ملک کی طرف
روانہ ہوا اب انکا حال پھر بیان کیا جائیگا لیکن اب چند کلمہ داستان شاہزادہ
سکندر رستم خو کے بیان سے جاتے ہیں کہ یہ ہمراہ نقابدار سفید پوش یعنی
ملکہ ماہ سیما داخل باغ ملکہ ہوئی دیکھا تو باغ نہایت آراستہ ہے درخت نہایت عمدہ عمدہ
لگے ہوئے ہیں میوہ ادنیٰ گوناگون پھلا ہوا ہے طائر نئی نئی وضع کے شاخہائے درخت
پر چہچہے زن ہیں ہر چیز نئی وضع کی اور نرالی ہے پھول نہایت خوشبودار بکرو بنا کے
پھول ہیں خوشبو انکی الگ ہے وضع نئی ہے روشیں پٹڑی سب درست وسط باغ
میں ایک قصر رفیع ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے آگے اوس قصر کے ایک نہر ہے کہ پانی اوسکا
آب گوہر کو شرماتا ہے فوارے چھوٹ رہے ہیں ملکہ نے باغ میں پہنچتے ہی نقاب
چہرہ پر سے ہٹا دی اور سیر کرتی ہوئی داخل قصر ہوئی مرکب کو چھوڑ دیا ایک پری زاد آئی اور
وہ گھوڑے کو لیکر اصطبل کی طرف روانہ ہوئی ملکہ ماہ سیما نے سکندر کو مسند پر
بٹھالا آپ بھی لباس تبدیل کیا اور ایک جوڑا نہایت نفیس پہنکر بیٹھی دفعتاً شکایتوں
کے کھل گئے اپنے دونوں کہہ رہے ہیں اور داد دینے والا کوئی نہیں ملکہ نے بیان کیا
کیسی محبت آپکی تھی کہ پتا نہ لگا سکے ہم تک نہ آسکے آخر ہمیں نے ڈھونڈھ نکالا اوہر
سکندر نے جواب دیا کہ اے ملکہ انصاف تمہارے ہی ہاتھ ہے ملک غیر میں ہمارا قیام جنگل
میں ایک مرتبہ صورت دیکھنے کے گنہگار ہیں آج خدا نے یہ جمال جہان آرا دکھلایا کس
سے پوچھتے اور کیا کہکر پوچھتے نہ نام معلوم نہ نشان سکندر رستم خو تو کہہ رہے تھے کہ
اک صدا دوسرے کمرہ کی طرف سے آئی کہ آپ سچ فرماتے ہیں عورت کیا ہو نکر پوچھتے کس طرح
دریافت کرتے مرد کا پتا ہر طرح لگا سکتا ہے اور ملکہ نے چہرے کو پھولوں میں نہ آنے گا
یہ بڑی بے مروت ہیں نہ معلوم کیا ہے جو اس وقت یہ ایسی باتیں کر رہی ہیں
ورنہ ان کو خیال بھی نہ تھا جس وقت ہم لشکریوں کے ساتھ چلیں دل لگی ہوا
کرتی تھی سکندر نے پوچھا کہ یہ کون ہے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور اوٹھکر اوس
کمرے میں گئے دیکھا طناز گری تھی ہنس رہی ہے ملکہ اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی لے چلی وہ کہتی گئی
کہ میں تو نا محرم کے سامنے نہ جاؤنگی آپ اپنے فعل کی مختار ہیں جیسے یوں غیر مرد کے سامنے لیے
جاتی ہیں ملکہ نے ایک ساعت نہ کی اور کہا کہ جیسے سامنے ہم آ دن کیا تو اوس نے چہرے کی اور کھینچتی
ہوئی لے آئی عجب دیکھا طناز نے کہ سامنا ہو گیا تو دیوانہ ہوئی ادب سے سلام کیا ملکہ نے کہا کہ اے شہریار مجھکو

ہی تیری طرح کی تھی ہزار پہلو سوچا کی تھی کہ نام خاندان کا ڈبو دے گے تمہیں ہنسی اوڑاؤ گے کہیں نر زادہ ہوا ادھر ادہر دل لگی ہوئی اپنا تمہارا منہ دیکھا ایسی ایسی باتیں بنائی ہے شاہزادہ مسکرانے لگا کہا شاید یہی لقا یار سفید پوش یہی یار تمہارے ساتھ آئی تھی ملکہ نے کہا ہاں یہی تھی سکندر رستم خو نے ایک آہ سرد بھری اور کہا ملکہ کیا کہوں میرا رفیق ملک کہاں ہے کہاں میں تجہسے چھوٹ گیا ورنہ ساری شرارت اسکی بتلا دیتا جیسی بہیل ہے ویسا ہی وہ بھی شوخ ہے خدا اگر حیات سے وہ ملا تو انشاء اللہ اوسکی باتیں بھی دیکھنا ملکہ ان دونوں کو اڑا دو اگر تماشا دیکھنے ملکہ نے کہا کہ خیر اوس وقت تو ابھی دور ہے مگر میں کہا ہوں کہ اسنے میرے زخم دل پہ کیسی کیسی نمک پاشی کی ہے کہ میرا ہی کلیجا جانتا ہے سکندر رستم خو نے کہا ملکہ یہی حالت میرے رفیق کی ہے کیا تمہے کہ اوسکی باتین دلمین چٹکیان لیتی ہین اور اوقات تو نہایت ناگوار گزرتی ہین ملکہ یاد رہے رکہنا کہ ایسے لوگ خیر خواہ ضرور ہوتے ہین جس باتمین نقصان دیکھتے ہین اوسکو ٹالا کرتے ہین لہذا اسلیئے بہت سے شکوہ شکایتین رہین اب دن قریب ختم ہوا شام نزدیک ہوئی سکندر نے کہا کہ ملکہ ہر چند کہ جانیکو جی تو نہین چاہتا ہے مگر یہان رہنا بھی مناسب نہین معلوم ہوتا اسلیئے کہ مین بادشاہ کا مہمان ہون اور بادشاہ میرے حال پر مہربانی کرتا ہے مین روز براے شکار جایا کرتا تہا جو شکار ملتا تھا وہ بادشاہ کے واسطے جا کر تا ہوتا لیکن جب سے تمہارے شہباز نظر کا صید ہوا خود ماتند مرغ نیم بسمل کے پھڑکا کرتا تھا دربار مین بھی نہ جا سکتا یہ حال علالت سنکر خود تشریف لایا اور طبیب شاہی کو میرے علاج کے واسطے مقرر کیا اب اگر مین یہان رہونگا تو وہان میری تلاش ہوگی ایسا نہو کہ راز کھلجائے ملکہ نے کہا کہ تقدیر انداز ہی طرح اسوقت باز نہین آتی بقول حسن

کسی کا اسے عیش بہاتا نہین	+	یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین

آپ ابھی آئے ابھی چلے نہ حال دل کہنے پائے نہ سننے پائے کچھ دیر تو اور ٹہرئیے پھر چلے جائیگا شاہزادہ یا تو اوٹھا تھا بخاطر ملکہ پھر بیٹھ گیا اب شام ہوئی اور مرغ زرین فلک نے آشیانہ مغرب مین جا کر قیام کیا اور طائر نشیمنوں نے منعطف ہوے بلبل نے الفراق کی صدا دی اور گل سے رخصت ہوئی پروانے تلاش شمع مین نکلے عاشقان ہجران نصیب نے شغل نالہ و زاری کو ترقی دی اور چشم منتظران جانب در متوجہ ہوئی کہ شاید کوئی وعدہ خلاف ہو لکر چلا آوے لیکن جن لوگون کے نصیب جاگے ہوے ہین معشوق بغل مین ہے اونہون نے شب ماہ کی تیاریان کی ہین سامان عشرت کیا ہے

شمع ساماں مسرت میں سبھی حسب خواہ		می و معشوق و مغنی و گلستان بہار

ملکہ صحن باغ کے چبوترہ پر ساتھ سکندر رستم خو کے مشغول سے نوشی ہے اپسین جلیسین گرد و پیش گائیکن رقاص حاضر ہین ادہر تو جام چلرہا ہے اودہر طبلے پر تہاپ پڑ رہی ہے یہہ تحفہ ثریا سے فلک کو شرما رہا ہے چار طرف مثل ستارون کے چہر مست ناز بنو نکا جمگھٹ ہے بیچ مین ملکہ ماہ سیما اور سکندر رستم خو مثل ماہ چہار دہم کے جلوہ افروز مسند عیش و عشرت ہین مطربہ خوش آواز کے صداے دلکش کیفیت شراب کو زیادہ کرتی ہے عجب طرح کا عالم ہے کہ دونون کو ادہر تو نشہ شباب نے مخمور کر دیا اودہر نشہ عشق ان سے بڑہ کر نشہ شراب جس نے حجاب دور کر دیا ہے آغوش تمنا وا ہوا جاتا ہے مگر پاکبازی کا چلن پہر بھی سد راہ شوق ہے اور دست گستاخ ہوس کو اس مجبور رکہے ہین پابند ہے ہوئے ہے بقول شاعر

ملکہ پاک باطن کا پابند ہے		دل ار نشہ مے سے تو لب بند ہے

اوسی عالم مین شاہزادہ نے ملکہ سے پوچہا کہ تم کس خاندان سے ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مین دختر ہون ملک اخضر ان پریزاد کی یہہ سنکر شاہزادہ تصویر سکوت بنگیا ملکہ نے کہا یہہ تمہارے خوش ہونے کا مقام تہا یا جاے رنج سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ مقام مسرت اسوقت تھا کہ تجہ سے اور ملک

اخضران سے شناسائی نہ ہوچکی ہوتی اب خیال ہے کہ اگر یہ راز فاش ہوگیا تو زمانہ مجھے محسن کش کہیگا
ملکہ نے کہا کہ مین ایسی تدبیر کرونگی کہ بادشاہ خود میری شادی تمہارے ساتھہ کردے سکندر نے جواب دیا کہ پھر
اسوقت تک جتنے عرصہ مین بادشاہ رضامند ہو اور شادی ہو میرا تمہارا ایک جا ہونا مناسب نہین معلوم ہوتا
اس لئے کہ اگر راز افشا ہوگیا تو سارا کھیل بگڑ جائیگا اور یہہ عشق کمبخت ہے کہ چھپ نہین سکتا شعر

ہوئے آفت کے ہین پہر کا لے	تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے

اور اگر ہم تم علحدگی اختیار کرین تو یہہ احاطہ اختیار سے باہر ہے دل نا صبور کبھی اس ہجر کو اختیار نکریگا
شعر مر گئے ہم نجات کے غم مین ✤ ایسی جنت پڑے جہنم مین تا تریاق از عراق
آورده شود مار گزیده مرده شود جبتک شادی ہو ہوا و سوقت تک زندگی کا ہے کو ہوگی شعر

جمال تو نے دکہا کر بگاڑ دی عادت	یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل

ہان اگر دیکھا نہوتا کچھہ پروا نہ تھی اور پھر یہہ بھی نہین معلوم کہ تمہاری کوشش کا نتیجہ دلخواہ ہو یا خلاف تمنا
ہوا سوقت اور بھی مشکل ہو جائیگی غرضکہ ہر طرح مشکل ہے مگر اب تو جو ہوا وہ ہوا نہ یہہ ممکن ہے کہ
تمسے دستبردار نہ اپنے کو رسواے عالم کرنا منظور ہے حتی الامکان احتیاط سے کام لینگے
پھر اگر تقدیر ہی مین رسوائی ہے تو ہو

غزل

اپنے کئے کا رونا کیا ہے	اب جو رونے سے ہوتا کیا ہے	ہونے ہی الفت آئی دل پر
آگئے دیکھیں ہوتا کیا ہے	جاگ کے کٹتی ہین ہجر کی راتین	آنکھ لگی تو سونا کیا ہے
پھل نہین اچھا عشق کا اے دل	ایسے شجر کا بوٹا کیا ہے	سنگ در اوسکا خاک گلی کی
تکیہ کیا ہے بچھونا کیا ہے	عشق سے کیون باز آئین ناصح	دل تو گیا اب کھونا کیا ہے
آرزو اپنے لئے کو بس تھو	پچھتائے سے ہونا کیا ہے	

اے ملکہ واقع مین یہہ سب شعر ہمارے حسب حال ہین انہی باتون مین آدہی رات
گزر گئی اب جو آسمان پر نظر کی تو ستارون کے شمار سے معلوم ہوا کہ آدہی رات گزر گئی
ہے ملکہ سے کہا سکندر نے کہ اب مین جاتا ہون طناز نے کہا کہ اب کون موقع جانیکا
ہے صبح کو چلے جائیگا اس لئے کہ اگر یہہ خیال ہے کہ ایسا نہو کوئی پوچھے کہ رات بھر کہان
رہے تو جو بہانہ نصف شب کے واسطے کیجئیگا وہی شب بھر کے لئے بھی ہوسکتا ہے اس لئے
کچھہ ایسی باتین کین کہ پھر رک رہے اب ملکہ نے پوچھا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے اور
آپ کس خاندان سے ہین سکندر نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا شعر

سرگزشت بلاکشان نہ سنو	نہ سنو میری داستان نہ سنو

مختصر یہہ ہے کہ نام اصلی میرا سکندر رکہ تم تو یہی کہتی ہیں تمہارے باپ سے صفدر
شیر دل نام ظاہر کیا ہے اور یوتا ہون کہ ہم داستان شاہزادہ قلمشاہ نوجوان کا
پیدا تمکو دہا کہ جنہون ان کرانقدر فاتح ثانی سلیمان کا ہون جو کہ زوج ملکہ آسمان پری نواز
دانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہین انہون یاجوج ملکہ کی تابناک آنکھین اور دل مین تصور
کیا کہ اگر یہہ راز کسیوقت ظاہر یا فاش بھی ہو جائیگا تو کچھہ پروا نہین اس لئے کہ مرتبہ میرا آسمان
پر کسی نے ڈر پایا وہ تمہین فرصت اور خوب نہین سے آدم زاد سمجھکر کیا تو مین کیا ہون اور یہہ بھی پردے
آسمان پر ہوگئے ہین انہین باتون مین ایک نظر فرا شب آسمان باقی ہے تو سفید صبحی کی نمودار ہے

چہرہ ان دونون کے فق ہو گئے اور یہہ شعر پڑہکر سکندر رستم خو خدا حافظ و ناصر کہکر اوٹہہ کہڑے ہوئے

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ... روے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

یہہ کہکر سکندر رستم خو نے تو قدم آگے بڑہایا اور ملکہ نے یہہ شعر پڑہا شعر

اچہا جان مری روٹہہ کے جاتا تیرا ... ایسے آنے سے تو بہتر تہا نہ آنا تیرا

لیکن اتنا تو بتا دیجئے کہ اب کب ملاقات ہوگی سکندر نے کہا کہ کل صبح کو پہر آ ملینگے لیکن ملکہ شام کو ہمین رخصت کر دیا کرو اس لئے کہ دن کا بہانہ تو سیر و شکار ہو سکتا ہے رات کا بہانہ کیا ہو ملکہ نے کہا ایسا ہی ہوگا ادہر تو ملکہ ماہ سیما مثل طائر بسمل کے پہڑک کر رہگئی اودہر سکندر رستم خو مرکب پر اپنے سوار ہو کر روانہ ہوا مگر یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی شے بہول چلا ہون بار بار رستے سے پہر پہر کر باغ ملکہ کی طرف دیکہتے جاتے تہے جب مرکب کہینچ کر کے چلتا تہا فرماتے تہے کہ یہہ وقت تیز رفتاری کا نہین ہے اس لئے کہ دل آگے نہین بڑہتا ادہر ملکہ کہہ رہی تہی کہ شعر

اوڑا سے کے تا سنہ یہہ منسا بار لیتا جا ... تجہے رکاب مین او شہسوار لیتا جا

الحاصل جسوقت مرکب شاہزادہ کا نظرون سے پنہان ہو گیا ہے تو گرد کو دیکہا کی اسلئے کہ انتہائی بین دروازہ باغ تک چلی آئی لیکن جب گرد بہی نہ معلوم ہوئی تو طناز سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے باغ مین بجاؤن یا صحرا کو نکل جاؤن کہ اب میرے واسطے وہی مقام مناسب ہے یا در باغ پر بیٹہی رہون جسوقت وہ شہریار ہمایون وقار واپس آئیگا اوسکو ساتہہ لیکر اندر باغ کے جاؤنگی اس لئے کہ بغیر اوس گل رعنا کے بہار باغ خزان سے بدتر ہے ایک ایک پہول نگاہون مین خار گزرتا ہے اس کے ہنسی ناگوار طبع ہوتی ہے کہ ہم تو رو رہین اور غنچہ مسکرائین انکو اپنی ہنسی سے مطلب ہے چاہے کوئی مرے یا جئے بقول شاعر شعر

بیش عجہر بیانہ از ہیچ گنہیست ... مقتضائے طبیعتش ایں ہست

جب صبح ہوئی ہم رونے ہوئے اوٹہی اور گل حسب عادت ہنسین کے طبیعت کسیانی ہوگی طناز نے کہا اے بی ہوش مین آؤ حواس کی باتین کرو تمہاری محبت کبہی نئی ہے جو بات ہے دنیا سے انوکہی ہے اگر ایسے ہی طبیعت ہے تو چند دن مین تہو کے کا بہی نہین نظرون سے گر جاؤ گی پہر رو گی آدمی کو زرا بردباری چاہیئے اپنا وقار رکہا کبہی مقدم ہے دوسرے کے سہارے پڑا رہنا اچہا نہین ایسی باتین کین کہ ملکہ رونے لگی طناز قدمون سے لپٹ گئی اور عرض کی کہ جب آپ نے منہ لگایا تو میری بہی اتنی جرات ہوئی کہ جی جلا کر کہا اور غرض یہہ تہی کہ آپ معشوق کی نظر و مین حقیر ہون غرضکہ ملکہ کو سمجہا بجہا کر قصر مین لائی مسند پر بٹہا لا اور دہر کی باتون مین بہلایا لیکن وہان سکندر رستم خو جو اپنے مکان پر پہونچا ملازمون نے کہا کہ حضور کل دو بار چوبدار بلانے کو آیا تہا ہمنے کہدیا کہ دشمنون کے سر زمین ور ہے آپ کہان تشریف رکہتے تہے کہ ساری رات نہ آئے یہہ سنکر سکندر نے اونکو انعام عطا کیا اور ٹالدیا وہ لوگ خوش ہو گئے اور آپس مین ذکر کرنے لگے کہ ماشاءاللہ جوان ہین کسی رنڈی منڈی کے یہان ہون گے ابہی کوئی ہم حقیقت پوچہے تو بیان کرین ہم لوگون سے کیا کہین غرضکہ سکندر نے پوشاک اوتاری کچہہ دیر آرام کیا بعد اوسکے دربار افتخار شاہی مین گئے اپنے دنگل پر بیٹہے بادشاہ نے مزاج پوچہا کہدیا کہ اقبال سے

حضور کے اب اچھا ہوں کل دوسری وجہ سے حاضر حضور نہو سکا آج تک اس ادب
سے سکندر نے گفتگو کی تھی لیکن اتنی بزرگی اخضران شاہ کی باتنا پڑی ہر چند کہ
اخضران شاہ اس سبب سے تو آگاہ نہیں کہ کیوں خلق پیدا ہوا اور انداز گفتگو بدلا لیکن
آج کی طرز تقریر سے بہت خوش ہوا کہا کہ اے صفدر شیر دل چاہے تم آؤ یا نہ آؤ اس سے
تو مجھے بحث نہیں ہے لیکن اگر دو ایک روز میں نہیں دیکھتا ہوں تو دل لگا رہتا ہے نہیں
معلوم مجھے اسقدر انس تم سے کیوں ہو گیا حالانکہ مجھے نہ چاہئے اس لئے کہ تم ایک مسافر ہو
آج یہاں ہو کل نہ معلوم کہاں ہو گے تم سے الفت بڑہانی میری نادانی ہے مگر مجھکو اپنی طبیعت
سے سخت حیرانی ہے کسی مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیستا تو یہ جوگی ہوئے ہیں بہلا
اس کے مست ہ صفدر شیر دل نے گردن نیچی کر لی اور کہا کہ ہر چند میں بہت جلد گلستان
ارم کیطرف جانا چاہتا تھا مگر یہاں کی زمین نے ایسے پاؤں پکڑے ہیں کہ آج ارادہ کیا ہوں
کل اوس قصد کو فسخ کر دیتا ہوں واقع میں یہ شہر اسم با مسمی ہے مگر اسکو شہر نقش و نگار کے بدلے
نقش تسخیر کہنا چاہئے آپنے وہ مسافر نوازی فرمائی ہے کہ شکریہ اوسکا ادا نہیں ہو سکتا ہے
بادشاہ نے کہا کہ دنکو بھی آپ اکثر نہیں ملتے ہیں سیر و شکار کیطرف بہت توجہ ہے صفدر
شیر دل نے کہا کہ مجھکو ہمیشہ سے صحرا پسند ہے بلکہ جی یہی چاہتا ہے کہ شب و روز صحرا میں
رہا کروں مگر آپکی دوری بھی منظور نہیں ہے اس نے دنکی آزادی اور رات کی پابندی
اختیار کر لی ہے اخضران شاہ نے کہا کہ پابندی کی کوئی ضرورت نہیں ہے جسوقت آپکا
جی چاہے یہاں رہئے اور جبتک مزاج میں آئے صحرا میں سیر و شکار کا لطف اوٹہائے بلکہ
ہم بھی چلینگے یہ کہکر اوسیوقت حکم دیا کہ سامان شکار فراہم ہو اور صحرا میں جائے عمدہ دیکھکر
خیمہ نصب ہو جائے جابجا قراول باز بحری شکرا تمام شکاری جانور و انکو لیکر آج راتہی کو روانہ ہو جائیں
ہو جائیں کل صبح کو ہم بھی آ جائینگے اوسیوقت تیاری ہوئی بارگاہیں خیمہ ڈیرے چھولداریاں بار ہو کر
روانہ ہوئیں قراولوں نے جانوران شکاری ساتھ لئے اور صحرا کی جانب روانہ ہوئے جسوقت
دربار برخاست ہوا اور سکندر رستم خو اپنے مقام پر آیا نہایت متردد ہوا کہ میں تو ملکہ سے
وعدہ کر آیا تھا کہ کل صبح کو آونگا یہاں بادشاہ نے شکار کا سامان کر دیا اور وہ بھی میری
خاطر سے اب نہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ شکار پر نہ جاؤں اس لئے کہ میرے ہی شوق سے
یہ سب ہوا ہے اور میں نہ جاؤں تو کیا بادشاہ کہیگا اسکے علاوہ بہانہ کیا کروں اودہر
ملکہ اپنے دل میں کھینگی کہ پہلے ہی بسم اللہ غلط تو آگے بڑھکر کیا ہوتا ایسے سے کیا امید کیجئے
اور وزیرزادی اوس کی نہایت ہی چالاک اور زبان آور ہے میں نہیں معلوم کیا کیا طعنے دیگی
میری طرف سے اوسکو برگشتہ کریگی رات بہر اسی اودہیڑ بن میں نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی
چوبدار حاضر ہوا اور کہا کہ سواری تیار ہے بادشاہ نے یاد فرمایا ہے سکندر رستم خو
نے بھی جلدی سے لباس پہنا صرف تیروں کا ترکش اور کمان لے لی اور مرکب پر بیٹھکر
در دولت اخضران شاہ پر آئے بادشاہ کو سلام کیا غرضکہ ساتھ بادشاہ کے شکار پر
گئے بادشاہ کا صحرا میں ایسا دل لگ گیا کہ بعد آٹھ روز کے شہر میں واپس ہوا ہر چند کہ شام
ہو چکی تھی لیکن سکندر رستم خو بادشاہ سے کیا علیحدہ ہوئے کہ گویا قید سے چھوٹے اوسیوقت

جو بالائی توصحرا کیطرف روانہ ہوئے اور وہان سے راہ باغ ملکہ ماہ سیما کی اختیار کی وہان ملکہ
کا یہہ عالم تھا کہ جب سے سکندر کو رخصت کرکے قصر مین آئی گھڑیان گن گن کر اس نے دن کاٹا
اور رات تو اختر شماری اور آہ و زاری مین بسر ہوئی کسی پہلو دلکو قرار نہ آتا تھا طناز پاس بیٹھی
ہوئی ملکہ طناز سے کہہ رہی ہے کہ کل اگر صبح کو بھی شاہزادہ نہ آیا تو کیا ہوگا طناز نے جھلا کر کہا کہ
پھر خود پتا پوچھتے ہوئی چلی جانا کیا بڑی دور تھوڑی ہے نقاب چہرہ پر ڈال لینا کسی کو کیا معلوم
ہوگا کہ عورت ہے یا مرد اور ہے تو کون ہو ملکہ طناز کا منہ دیکھکر ہنسی اور کہا کہ کیا اچھی دیکھی
بھالی لڑکی ہے اسے طناز یقین ہے کہ تیری باتین الدن میری جان لے لینگی کوفت کہاتے
کہاتے مدقوق ہو جاؤنگی خیر اچھا اس روز روز کی ایذا سے تو نجات ملجائیگی طناز نے کہا خدا نکے
دشمن آپکے وقت بد دیکھین اور مجھے جو آپ مورد الزام کرتی ہین تو اتنا فرمائیے کہ پھر اسکا
اور کیا جواب ہے یا تو صبر کی سل چھاتی پر دہر لیجئے یا شرم کا پردہ ہٹا دیجئے دو باتون
مین سے ایک اختیار کیجئے اسلئے کہ سوا ان دو باتون کے تیسری تو میری سمجھہ مین نہین آتی
ہے مین تو یہہ جانتی ہون کہ مرنے پر مرتے ہین راہ چلنے پر کوئی بھی نہین مرتا ہے اگر وہ سے
تمہارا خیال ہے تو ضرور آئیگا قلعہ آہن مین بھی ہوگا تو آئیگا اور اگر اسکو تمہارا خیال
نہین ہے تو تمہین بھی اسقدر بیتابی نہ کرنا چاہئے کہ اسکا کچھہ حاصل نہین غرضکہ انہین
باتون مین صبح ہوگئی شمعین کافوری جو روشن تہین ہوا کے تھپیڑون سے جھلا جھلا کر گل ہوگئین
اور طائران باغ نے چہچہہ زنی شروع کی ملکہ بستر پر سے انگڑائی لیکر اوٹھی بال پریشان آنکھین
سرخ نگاہین بیتاب ورشتہ انتظار مثل آغوش تمنا کے وا شعر

اگر بند ہونگی وہ آنکھین جو انتظار مین ہین	سلا دے نیند سے غفلت کہ آئے خواب اجل

خواصون نے اگر منہ دہلایا طناز نے اپنے ہاتھہ سے کنگہی کی زلفین بنائین قسمین دیکر پوشاک
بدلوائی کہ تھوڑا بہت وقت انہی مشغلون مین گذر جائے اسی حالت مین چار گھڑی دن چڑہ آیا
اور کوئی نہ آیا اتبو شاہزادی گھبرانے لگی طناز سے کہا کہ وہ نہ آئینگے ورنہ ابتک آجاتے
طناز نے کہا کہ ذرا سی خیال تو کرو کہ وہ کتنی دور سے تو آتا ہے آخر کچھہ دیر راستہ
کے طے کرنے مین بھی گزرے گی یا نہین پھر انسان کے ساتھہ ہزار طرح کے جھگڑے
ہین اور پوشیدگی کی بات ہے جب سب طرح کے بندوبست کرلے گا تو آئیگا ملکہ خاموش
ہو رہی یہان تک کہ دوپہر دن آگیا اتبو ملکہ کو طناز کے سمجھانے سے بھی تسکین نہین ہوتی
ہے عجب حالت ہے اسکی اوسی حالت اضطرار مین اس نے مرکب اپنا طلب کیا منہ پہ
نقاب ڈالی اور پشت مرکب پر بیٹھہ کر روانہ ہوئی عقب مین اسکے وزیرزادی بھی چلی جاتی
جاتے کئی کوس نکل گئی اور کچھہ پتا نہ ملا وہ دوپہر کا وقت آفتاب کی تیزی جانور تک بھی تو
ایسے وقت صحرا مین نہین نکلتے ہین مزدور تک چھپنے کے واسطے چلے جاتے ہین اور جنگل
کے رہنے والے اوس چٹیل میدان مین پھر رہے تھے اور کوئی اثر گرم ہوا کا بھی محسوس
نہین ہوتا مبہوت ہو رہی ہے شام تک اسی طرح صحرا مین ماری ماری پھری آخر کار شام کو
اکر پڑ رہی اور تپ ہو آئی حالت خراب ہوئی اتبو وزیرزادی نہایت گھبرائی اور کہا کہ اگر
انکے والدین کو خبر کرتی ہون تو وہ آکر لیجائینگے وہان ملکہ اور بھی گھٹ گھٹ کر رہے گی ایسا نہو

دشمنون کی حالت سنبھل نہ سکی بیان رہتے ہین الزام کا خوف ہے عتاب شاہی کا ڈر ہے کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور وہ کہے کہ تو نے ملکہ کے حال سے کیون نہ اطلاع دی وہ تو بیہوش تھی اوسوقت کیا جواب دونگی میری تو جان غضب مین ہے کیا کرون کیا نکرون لیکن مناسب وقت یہی معلوم ہوا کہ کسیکو خبر نہ کی اور آپ تیمار داری مین مصروف ہوئی تب تو بسبب زحمت کے آگئی تھی صبح تک مین دور ہو گئی لیکن تپ فراق کا اس کے پاس کیا علاج تھا سوا اسکے کہ ملکہ کو سمجھاتے تھی رسوائی کے پہلو سمجھا سمجھا کر ڈراتی تھی مگر اس سے کیا ہوتا ہے یہہ جن سر سے نہین اوترتا ہے جو ذہن مین آگئی وہ آگئی بقول شاعر

شعر

اب سمجھتا ہی نہین دل عشق کی اچھی بری
اون فریب آمیز لٹاوون نے یہہ کیا سمجھا دیا

بلکہ سمجھانے کا اور اولٹا اثر ہوتا ہے بیقراری ترقی کرتی ہے

شعر

وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

اسیطرح آٹھہ روز گزرے ہر روز ملکہ کا اضطراب بالوسے کے ساتھہ ترقی کرتا جاتا تھا ناامیدیون کے ہجوم نے چار طرف سے گھیر لیا تھا تمنائین سر بشکست حسرتین بنکر آنکھون سے نکلی جاتی ہین آخر کار روتے روتے آنسو بھی خشک ہو گئے توانائی لاغری سے بدل گئی چہرہ زرد دلمین درد لب پر آہ سرد نہ کھانا کھایا جاتا ہے نہ پانی پیا جاتا ہے

شعر

ممنوع جدائی سے ہوئے آٹھ کھانے پینے سے
کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانہ چھوٹا

ہان اگر غذا ہے تو لخت دل اور دوا ہے تو خون جگر سمجھا ہے تو قضا جس کے سوا کوئی اس دردکو دور نہین کر سکتا صرف پوست و استخوان باقی رہگئے آج وزیرزادی نے قصد کر لیا ہے کہ کل انکے والدین سے ضرور اطلاع کر دینا چاہئے اب انجام اچھا نہین معلوم ہوتا ہے ہر چند کہ اسوقت بھی ضرور پوچھا جائیگا کہ بہین ملکہ کے حال سے فوراً کیون نہ اطلاع کی اگر یہہ کہتی ہون کہ ملکہ نے منع کیا تھا تو ملکہ سے پوچھا جائیگا وہ کیا جواب دیگی اور پھر یہ بھی کہا جائیگا کہ ہمارے ہوتے تو نے ملکہ کے کہنے پر کیون عمل کیا پہلے سے اطلاع کر دی ہوتی تاہم اوسوقت سے بہتر ہے جو خدا نخواستہ آنے والا ہے ملکہ کی اب یہہ نوبت ہے کہ بار بار نگاہین پھیر پھیر کر جانب در دیکھتی ہین گردن ضعف کے بار سے تکیہ سے نہین اوٹھتی مانند پیکر تصویر کے بستر پر جس پڑی ہے یہہ شعر ورد زبان ہے

شعر

حسرت تو انکا اپنے گھر کھا گئے ہین ہم
تم نہ آئے خیر اب جاتے ہین ہم

کبھی یہہ شعر زبان پر لاتی ہے

شعر

نہ قاصد ہی نہ صبا نے نہ مرغ نامہ بر سے
کسے زہیسی ماتمی برد خبر سے

ملکہ کی یہہ حالت اب دیکھی نہین جاتی ہے جو انیسین جلیسین پاس بیٹھی ہین جسوقت کچھہ سمجھاتی ہین تو ملکہ یہہ شعر پڑھ دیتی ہے

شعر

کوئی اوسے نہین کہتا ترس کھاؤ
جسے دیکھو مجھے سمجھا رہا ہے

اب طناز کی بھی یہہ حالت ہے کہ جب دل اوس کا بھر آتا ہے تو کنارہ جا کر کسی گوشے مین روتی ہے کبھی ملکہ کے واسطے دعا کرتی ہی آنسو پونچھہ ڈالتی ہے ملکہ نے جو دیکھا کہ یہہ بار بار چلی جاتی ہے

کہا اے طناز سچ ہے کہ مردہ سے کسیکو الفت نہین رہتی ہے اچھا ہے بیٹو سب مجھسے دور رہو
خدا نکرے کہ کسی پر مجھ نامراد کا سا حال پڑے اور کوئی ناشاد و نامراد اسطرح دنیا سے جائے شعر

	یہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے	چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے	

طناز قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی اور منت کی کہ اے شاہزادی خدا آپکو سلامت رکھے ہم پرہیز نہین کرتے ہین اور آپ اسقدر کیون ہراسان ہین ایسی حالت آپکی نہین ہے جو لائق تردد ہو اگر ہم یہان سے اٹھتے ہین تو کسی کام ہی کاج کو جاتے ہین یہہ کہکر ساتھ اٹھ بیٹھی اور تصدق ہوئی ہر چند ملکہ نے منع کیا مگر نہ مانا جب قسمین دین تو ملکہ سے لپٹکر رونے لگی یہی حالت دیر تک رہی اس کے بعد ملکہ نے طناز سے کہا کہ اب اسکا موقع نہین ہے کہ تمکو سمجھاؤن لیکن خوب سمجھ چکی ہون کہ ایسے بیمار بچ نہین سکتے ہین کوئی غمگساری و چارہ سازی کام نہ دیگی اے طناز وقت کو غنیمت جان جو مجھسے مانگنا ہو مانگ لے اور کچھہ وصیتین میری سن رکھ طناز نے جو کلمہ وصیت سنا دل اوسکا لوٹنے لگا چیخین مار مار کر رونے لگی کہ اوس دنکو ہوسنا کہ آپ مجھسے وصیت کرین اور مین اس ارادے سے سنون کہ اگر وقت آیا تو بجا لاؤنگی خدا اوس وقت کے لئے مجکو زندہ نہ رکھے ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر تو سن نہین سکتی ہے تو کاغذ و قلم دوات لا کہ مین کچھہ لکھکر دیدون اوسے اپنے پاس رہنے دینا اور جب اوس بیوفا سے ملاقات ہو تو دیدینا طناز نے خواص سے اشارہ کیا اوس نے قلم دوات کاغذ لاکر رکھدیا اور ملکہ نے قصد کیا کہ اوٹھکر بیٹھون لیکن طاقت نے جواب دیا ضعف نے دبا دیا اوٹھہ نہ سکی لیٹے لیٹے لکھنا چاہا یہہ بھی ممکن نہوا کہا افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ہماری حسرت بعد مرگ بھی نکلنا منظور فلک نہین ہے یہہ زمانہ غدار کبھی نہین چاہتا کہ کوئی پیغام زبانی ہی اوس یار جانی تک پہونچے کہ ہم تو مسافر راہ عدم ہوتے ہین اور اوسکو خبر نہین اپنی مجبوری و بیکسی پر رونے لگی اور غش آگیا دانت بیٹھہ گئے طناز نے بازو باندھا پنکھے سے ہوا دینے لگی دل دھڑکنے لگا کہ دیکھئے خدا کیا دکھاتا ہے کہ ایک مرتبہ آواز سم مرکب کانون مین آئی طناز کے کان کھڑے ہوئے کہ یہہ کیا معاملہ ہے کہین سکندر تو نہ آتا ہو یہہ تصور کرکے کسیسے کچھہ نہ کہا اور وہان سے اوٹھکر دروازہ باغ پر آئی دیکھا کہ سکندر نے گھوڑے سے اوترکر باغ مین جانیکا قصد کیا ہے کہ ملکہ نے ہاتھہ کے اشارہ سے منع کیا سکندر ٹھٹکا کہ کیون کیا ہے طناز نے کہا چلو مین علیحدہ کسی گوشہ مین چھپائے دیتی ہون وہان ملکہ کے والد ماجد عیادت کے لئے آئے ہین ملکہ کی طبیعت ناساز ہوگئی ہے یہہ سنتا تھا کہ سکندر کا دل ٹوٹ گیا حواس جاتے رہے کہ یہہ کیا غضب ہوا اوس نازک اندام سے غم فراق کی برداشت نہو سکی ساتھ ہی یہہ خیال آیا کہ اعلیحضرت شاہ کو تو ابھی مین محل شاہی مین چھوڑ آیا ہون سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا ہون بھلا وہ مجھسے جلد یہان کیونکر آسکتا تھا پس تازیانہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ تو شرارت سے اپنی باز نہین آتی ہے مجھے فقرہ دیتی ہے ابھی تو مین بادشاہ کو محل مین چھوڑکر آتا ہون اتنے جلد یہان بادشاہ کیونکر آسکتا ہے بس ہٹ جا میرے سامنے سے ملکہ کا لحاظ ہے ورنہ اتنے کوڑے مارتا کہ کھال کھینچ کر پھینک دیتا طناز ڈر گئی کہا

اے شہریار ملکہ کا آپ کے غم مین برا حال ہے اور اوسکو غش آگیا ہے اگر غش سے آنکھین
کھولکر صورت آپکی دیکھہ لے گی تو شادی مرگ ہو جائیگی اسی سے مین روکتی تھی آگے آپکو
اختیار ہے سکندر نے کہا تو صاف کیون نہ کہدیا ہم کیا ملکہ کے دشمن تھے یہہ کہکر داخل
ہوئے انہون جلیسون نے جو آتے ہوئے دیکھا تو قصد کیا کہ خوشی مین ملکہ سے کہدین
سکندر نے اشارہ سے منع کیا اور قریب پہونچکر سرہانے کھڑا ہو رہا ملکہ کی حالت دیکھکر
دل پھٹنے لگا بے اختیار جی چاہا کہ خنجر مار لون لیکن ضبط و تحمل سے کام لیا کہ اس کا اثر
ملکہ پر پڑا پر لگا اوسپر طناز نے کیوڑہ گلاب وغیرہ چھڑک کر ملکہ کو ہوشیار کیا اور کہا
کہ ابھی آدمی سکندر کا آیا تھا وہ کہہ گیا کہ شاہزادہ آج ضرور آئینگے ملکہ نے کہا کہ کیون
مجھے بہلاتی ہو بھلا اونسے آدمی بھیجنے کی کیا ضرورت تھی آنے والا ہوتا آچکتا مین خوب
جانتی ہون کہ وہ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرینگے اونکے مزاج مین احتیاط بہت ہے
اب طناز نے اک رومال جو سکندر کے ہاتھ سے لے لیا تھا ملکہ کو دیا اور کہا کہ اسے
پہچانو ملکہ کو یاد آگیا کہ یہہ وہی رومال ہے جو سکندر کے ہاتھ مین تھا اتنا دیکھ اوٹھ بیٹھی
سکندر بلندی سے پایے کی آڑ مین ہو رہا ملکہ نے کہا اے طناز تو بڑی شوخ ہے
بھلا یہہ کیا حرکت تھی کہ تو نے رومال اونکا چرا لیا اگر اونکو خیال آئیگا تو کیا کہینگے
یہی سمجھینگے کہ ملکہ کے ملازمین عورتین نہایت خبیث ہین شاید ملکہ کے یہان سے
انکو اتنا نہین ملتا ہے کہ جسپر اکتفا کرین مگر وہ رومال سینے سے لگایا آنکھون پر رکھا
سونگھنے لگی جب کچھ تسکین ہوئی تو طناز نے اک کمان سامنے رکھی کہ یہہ کمان کسکی
ہے ملکہ نے کہا کہ تو کسیکی کمان اوٹھا لائی ہوگی اس لئے کہ ملکہ سے کہون گی یہہ سکندر
کی کمان ہے جس مین وہ خوش ہوا ہے مین نہ مانونگی طناز نے کہا کہ اپنا ہاتھ تو دیکھو
اسپر جو ملکہ ماہ سیما نے دیکھا تو اک انگشتری ہاتھ مین بھی ہے جو سکندر پہرے ہوا تھا
پہنے ہوئے تھے اتنے ملکہ کو تحیر ہوا کہ یہہ انگوٹھی اسکے پاس کہان سے آئی ہوگی ملکہ سے طناز
نے کہا کہ وہ ایسی ایسی نشانیان اپنی چھوڑ گئے ہین پھر بھی بیتاب ہوئی جاتی ہو ان سے
دلکو بہلاؤ ملکہ نے کہا اے طناز یہہ وقت اس قابل نہین ہے کہ تو مجھے الجھن مین ڈال
صاف صاف بیان کر طناز نے کہا کہ صاف صاف تو یہہ ہے کہ جو شخص کسیکا کہنا
نہ مانیگا انجام مین پچھتائیگا تم تو بیہوش پڑی تھین وہ تشریف لائے تمہے کچھ دیر بیٹھے
جب تم کسیطرح ہوشیار نہ ہوئین تو اونکا دل ٹھہر آیا اوٹھکر جانے لگے پہر کہو ہملوگون نے
روکا کہ خدا خدا کرکے تو آئے ہو اور پھر جاتے ہو اونہون نے کہا کہ مین تھوڑی سی
دور جاؤنگا اور ابھی واپس آؤنگا ہملوگون نے کہا کہ ہمین کسطرح یقین ہو انہون
[illegible] دیکھا [illegible] ملکہ کو [illegible] الجھن ہے [illegible] خبر
[illegible] آجائیگی [illegible] طناز نے کہا کہ کس سوچ مین بیٹھی ہو
[illegible] سامان ضیافت کا حکم دو قصر کے
[illegible] کر سامان [illegible] لگا دیا
[illegible] طناز نے [illegible]

چبوترہ پر کرسیاں بچھوائیں ایک طرف مسہری بھی لگادی گئی اور سکندر کو ایک
درخت شمشاد کے پیچھے چھپا دیا اور ملکہ کو لاکر کرسی پر بٹھا لا اب اتفاق یہ امید
دلانے سے ملکہ کے چہرہ پر اک رونق سی آگئی طلناز نے ایک پری زاد سے
اشارہ کیا مرکب شاہزادہ سکندر کا کھلا ہوا ٹھوکر سا سامنے سے گذری ملکہ کی
نظر جو اوس گھوڑے پر پڑی کرسی سے اوٹھ کر کھڑی ہوئی اور طلناز سے کہا
کہ تو نے کہین چھپا دیا ہے مین خواہ مخواہ ڈھونڈھ لونگی یہہ کہکر چلی تھی کہ لڑکھڑا کر
گرنے لگی طلناز نے تھنبھال لیا اور مسہری پر بٹھا دیا یہہ دیکھکر سکندر کو
تاب نہ رہی دوڑکر ملکہ سے لپٹ گیا اور ملکہ سکندر سے لپٹی مگر ہاتھ پاؤن
سنسنانے لگے اور قریب تھا کہ بسبب خوشی کے روح جسم سے پرواز
کرجائے اگر طلناز اپنی حکمت عملی سے رفتہ رفتہ غم کو کم نکرتی تو ملکہ شادی مرگ
ہوجاتی بڑی دیر تک دونوں روتے رہے کہ ہچکیاں بندھ گئین آخرکار طلناز نے
باتون مین لگایا دھیان ہٹایا اب ملکہ نے سکندر سے کہا کہ تمکو تو چھوٹے
ہی گال کا یاد پہلی ہی بسم اللہ غلط کی آئندہ کیا امید کیجائے اسوقت تو اسی شہر مین
موجود ہے اور سیر آنکھ روشنکر تو خبر نہ لی جب کہین چلے جاؤگے تو یقین ہے
کہ برسون مین بھی خیال نہوگا کہ کسی سے وعدہ کر آئے ہین یا ہماری محبت مین
کوئی پریشان ہوتا ہوگا اب مین تمکو کب جانے دیتی ہون اگر ادھر کا قصد کروگے
پھر اچھا ہوں کی جان ودونکی شاہزادہ نے کہا اس معاملہ مین مجبور ہوگیا تم
مجبور سمجھ لیا سمجھئے تو اپنی ہی لیکن میری بھی کہ تمھارے باپ تمکو اسقدر
شکار پر لے گئے اور آٹھ روز تک شکار کرتے رہے واپس آئے مجھے قسم لے لو جو بادشاہ
سے رخصت ہونیکے بعد ایک ساعت بھی کسی مقام پر قیام کیا ہو نہین
اگر ٹھہرا ملکہ نے کہا خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط لیکن اب اسی باغ
مین رہو اگر جاؤگے پھر کوئی حیلہ لاؤ گے کل آئے گا آسیب پھر نہ آئے گا ہم انتظار مین
مرین گے ایسے دھڑکے مین کہان تک اوٹھاؤن کی کہ یہان جان پر کھیلا کے کی
مصرع ہماری جان گئی آپکی ادا ٹھہری لو تھوڑے دنوں افسوس کروگے
پھر کسی اور سے دل بہلاؤ گے کبھی ہمارا خیال بھی نہ آئے گا ملکہ نے ایسی باتین
جو کہین سکندر کا دل بھر آیا کہا اے ملکہ اب مین خود یہان سے نہ جاؤنگا چاہے
بادشاہ سے بگڑ کیون نہو مجھے کیا پرواہ ہے سمجھے زیادہ یہی کہ لشکر کی نگاہ
لڑاون گا تو مین خوب دیکھ بھال چکا ہون کتنا ہے یا سپاہ سے یہان کوئی
اتنا نہین نظر آتا جو مجھسے مقابلہ کرسکے ہان اگر کہیے تو سب کو الا
کچھ لڑے گا جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈرنا اگر کوئی پوچھے گا
کہ فلان شخص نے ایسا کیا تو اوس کا دھیان نہ ہوگا اگر کچھ کہتا ہوگا
تو خود ہی سمجھ لے گا کہ بغیر کوئی امر نہین ہوسکتا ملکہ کو سلام
سنکر اک عید تو ہوگئی لیکن ساتھ ہی یہہ بھی خطرہ پیدا ہوگیا کہ اب یہہ راز

ضرور ہوگا اور بہت جلد ہوگا ہر چند کہ یہہ سب کچھہ کہتے ہین کہ مثل مشہور
ہے ایک سے دو دو اور دو کی دو اتین سو رمان سینا تھا نہین چھوڑتا
ہے اوس کا ملک ہے لشکر اوس کے پاس ہے یہہ اکیلے کس کس سے
لڑینگے کس کس کا مقابلہ کرینگے انجام مین دشمن گرفتار ہو جائینگے
یا قتل ہونگے افسوس کہ میری وجہہ سے اس کی جان جانے کی بلا سے تقدیر
نے کس مصیبت مین پہنسا دیا کیا میری شامت تھی کہ مین یہان اوس روز
شکار کو گئی تھی جو اس ظالم کا سامنا ہوا بیٹھے بٹھائے الفرید دمعول
لیا اس سے تو پہر وہی بہتر تھا کہ جس طور سے اس نے آنے کو کہا تھا
میسر آید درست آید اوس صورت مین شاید کوئی پہلوان آفتون سے
بچاؤ کا نکل آتا ایک تو راز بھی دیر مین افشا ہوتا جب تک شاید کوئی
تدبیر بھی بن آتی موقع پاکر اس کے ساتھہ نکل بھی چلتی یا اگر خدا نخواستہ
کچھہ نہ بن پڑتی تو بھی کچھہ دنون دل کے حوصلے تو نکل جاتے یہہ تو ہوگا
گزرا ہت نہین گزرا رہی اور وہ نمود ہونے کا سامنا ہوا ایسی ایسی باتین
سوچکر سکندر سے کہا کہ اے شہریار عالی مقدار مین ہرگز نہین چاہتی
کہ میری وجہہ سے حضور رسنہ دشمنون کو گزند پہونچے براے مہربانی اس ارادہ
سے باز رہئے مجھے چھوڑ دیجئے کہ جہیل لونگی یہہ تھوڑی سی مفارقت بلکہ ہمیشہ
کی جدائی سے بہتر ہے ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور آپ کے دشمن
میری وجہہ سے کسی بلا مین مبتلا ہو جائین آپ نہین جانتے کہ باپ اوس
شخص کا دو لاکھہ سوار کے فوج جرار کا مالک ہے اسوقت اوس کے یہان
توحید سر بلند سا سردار موجود ہے یقین ہے کہ آپنے دیکھا ہوگا بھلا اوس کا
کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے اگر ایسا ہی ہے تو مجکو لیکر یہان سے کسی طرف نکل
چلئے یہہ سنکر فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اے ملکہ وہ توحید سر بلند کیا
چیز ہے قسم ہے اوس خداے عزوجل کی کہ جس نے مجھے جدا جد کو زور
دیا حقیقت انکی غلط کیا اگر توحید ایسے دو ملک بھی مقابلہ کرین تو مجکو ہراس نہین ہے
خدا نے چاہا تو تمہارے سامنے اوسے باندھ لاؤنگا اور دو لاکھہ فوج ہے تو
میرا کیا کر سکتی مین پہلے ہی سردارون کو چن چن کر پکڑ لونگا اور عورت کو
لیکر بھاگنا پہلوانون کا شیوہ نہین ہے اور اسے تو یا تم جانتی ہو یا مین جانتا
ہون یا خدا جانتا ہے جیسی محبت میرے تمہارے ہے لیکن ایسا ہے زمانہ مثل
اپنے وہ سرد کچھہ بھی خیال کرتے ہین مین دو باتون کا منتظر ہون ایک تو یہہ کہ
باپ تمہارا یزدان پرست تو ضرور ہے احدیت پروردگار کا اقرار کرتا ہے
لیکن رسالت محمدی کا قائل نہین ہے بس یا تو وہ پورا کلمہ پڑھے اور مسلمان
ہو اور بیرضا و رغبت عقد میرا تمہارے ساتھہ منظور کرے یا دین اسلام سے
انکار کرے تاکہ قتل ہو دوسرے یہہ کہ کوئی بزرگ میرا موجود ہو بغیر اسکے مین

شادی تمہارے ساتھہ نہین کرسکتا اور بغیر عقد و نکاح میرے تمہارے درمیان پناہ کا کوئی اور امر نہین ہوسکتا **شعر**

وصل کا شوق نہین مجھسے دل ناخوش ہے		یا الہی راز محبت کو مجہب مشکل ہے	

پس اے ملکہ اسوقت کی باتون کو خوب کان دہر کے سن رکہو کہ جو میرے منہ سے نکلجائے گا جب تک جسم پر سر ہے اوس قول سے نہ پہرون گا اور اپنے جادہ سے نہ ہٹون گا پس اب مجھے سمجہانا فضول ہے اور جبر دار کوئی امر مجھسے نہ کہنا اور نہ تمکو ملال ہوگا کہ ہمارا کہنا نہ مانا اور مین اپنے ارادہ سے باز نہ رہونگا قول مردان جان دارد اب مجھے یہہ دیکھنا ہے کہ افسکی سپاہ کیسی ہے اور پہلوان کیسے کیسے جمع کئے ہین جب ملکہ نے دیکہا کہ یہہ کسیطرح ماننے والے نہین ہین عاجز آکر خاموش ہورہی لیکن نہایت افسوس ہوا ساکت ہو گئی طناز نے سمجہایا کہ پہلے انجام نہ سوچے اب فکر کرنے سے کیا ہوتا ہے پس اب اوسی خدا پر شاکر رہو جو بگڑے کامون کو بنا دیتا ہے سوچنے اور رنج کرنے سے کوئی فائدہ نہو گا جو منظور خدا ہو گا وہ ہو گا ان دہرکون مین جو تہوڑا وقت خوشی کا ملا ہے اسے بھی لنوائی ہو آخر تو جو ہو گا وہ ہو گا اپنا عیش وعشرت و آرام کو کیون کہو دیکے حوصلے نکالو بقول شاعر **شعر**

اب تو آرام سے گذرتی ہے		عاقبت کی خبر خدا جانے	

جو دکہہ اوٹہاتا ہے او سکو راحت بھی ملتی ہے اور جو آرام پاتا ہے وہی تکلیف اور رنج والم و غم وغصہ بہی اوٹہاتا ہے بہو جب **شعر**

وصل ہو گا کہہ ہجر تیان کیون کرے		مجھسے ہمنے لگائے ہین فغان کون کرے	

یہہ تو اتنے ملاسے بہدر مان قیامت کی زبان اور سے ایسی باتین کہین کہ ملکہ اور سکندر دونون کو خیال ہوا کہ سچ کہتی ہے مختصر اوسیوقت دسترخوان بچہا سکندر و ملکہ نے کہانا ساتھہ کہایا دیر ایک جام شراب کے پئے اسکا شوقکو تیکیم بلا او نہون نے ساز ملائے اول ستار لیا دگائین جسپر بست کچھہ انعام ملکہ اور سکندر رستم خو نے دیا طلبہ ایک ایک خواص تک سنے ملکہ کے تالیف قلب کے واسطے اپنی حیثیت کے مواقف انعام دیا اسکے بعد اور عاشقانہ چیزین گانا شروع کین غزل

	غزل	

یاری تجھسے کیا کی پیدا اہراک سے یارانہ چہوٹا
اچہا تجھسے اختیار چھوٹے سر اپنا بیگانہ چہوٹا
غمنوش جدائی جب ہوئی غم کہاتے کہاتے خون پیتے جیئے
کہانا کیسا پینا کیسا پانی چہوٹا دانا چہوٹا
کس مت سے ساقی آنکھ لڑی بے پئے کیفیت پیہہ ہوئی
اس ہاتھہ سے بوتل چہوٹ پڑی اوس ہاتھہ سے پیمانہ چہوٹا
مشرب نہ ہمارا زہدی تھا نہ مذہب بادہ پرستی کا

جب سے کہ چھوٹا اک مثو الا او شہدن سے پیمانہ چھوٹا
بیٹری جو تری منت کی پڑی ہی پہونچا اثر اسکا اوسے ابھی
وہ قید جنون اوس نے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
کل کہتے تھے ہم کچھ حال دلی اور تیری بھی تھی محویت طاری
کچھ کہتے ہیں یا دہنیں کچھ بھی کسکا ہے وہ افسانہ چھوٹا
اک جلوہ قیامت تھا تیرا ایمان اسکا اوسے کا لیلی
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا [illegible] سے بتخانہ چھوٹا
تنہا سوز جدائی تو جتنا تیرے بھی اثر کو دیکھہ لیا
کیون آگ مین اپنی جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا الفت مین جو ارمان نے ہوا
اک بت سے بڑا کچھہ ربط ایسا برسون کا یارانہ چھوٹا

پہیر غزل ایس رنگ سے اک نازنین نے گائی کہ اسکندر رستم خو اور ملکہ ماہ سیما کا تو کیا ذکر ہے اسکی اثر سے اہل جلسہ جسقدر تھے سب بے اختیار ہو گئے بے اختیار منہ سے واہ اور واہ دسے آہ نکل گئی انکہون سے آنسو جاری ہو گئے اور ملکہ ماہ سیما اور سکندر رستم خو کی تو ہچکیان بندہ گئین بعد کچھہ دیر کے مصلحتاً یہہ جلسہ برخاست کر دیا طناز اسوقت مین نہایت ہوشیاری سے کام لے رہی ہے ورنہ خدا جانے ان دونون کی کیا حالت ہوتی اب یہان تو دن عید اور رات شب برات ہے ایک دوسرے کے باغ جمال کی گلچینی مین مصروف ہے نہ غم دنیا ہے نہ فکر عقبا انتہا یہہ ہے کہ ملکہ ماہ پارہ کا خیال بھی گم ہو گیا ہے لیکن جفا ہر طرح دوار سے وہی سامان کر رہے ہیں کہ جسکا خوف دونو کو تھا یعنی جس روز بادشاہ شکار سے واپس آیا تھا محل مین جا کر آرام کیا دوسرے روز چوبدار کو بھیجا کہ صفدر شیر دل کو بلا لاے چوبدار نے جا کر محل کہہ وہ [illegible] نہیں ہیں بلکہ ملازمین یہہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے ہمراہ حضور کے شکار پر گئے تھے یہان واپس ہی نہیں آئے یہہ سنکر بادشاہ کو تردد ہوا کہ معلوم نہیں کہان چلے گئے شاید قیصر کے پاس نہ گئے ہون لوگ برائے دریافت حال شاہ قیاس ہر کو وہ شہنشاہ پاس بھی گئے تو انہون نے بھی کہلا بھیجا کہ وہ جسدن سے یہان سے تشریف لیگئے پھر نہیں آئے اب بادشاہ کو یہہ خیال گذرا کہ وہ گلستان ارم جانیوالے تھے کہین نہ چلے گئے ہون لیکن یہہ کیا حرکت کی کہ نہ اطلاع لی نہ ملے سچ ہے کہ آزاد مزاد نہایت بیمروت اور کج خلق ہوتے ہین انکی دوستی بندر کی آشنائی ہے ہر طرف تلاش کر کے خاموش رہا اب کوئی تلاش بھی نہیں کرتا خیال بھی جاتا رہا ایک روز حسن اتفاق [illegible] شکار رہتا وہ پس ملک آتش افروز پر نزاد واسطے شکار کے گیا ہر طرف تلاش کی لیکن صید نہ ہاتھہ آیا تو تنگ آکر اک درخت کے نیچے زمین پوش بچھا کر بیٹھہ رہا اور مصاحبین تو چھوٹ گئے ہین لیکن تو شیر سر بلند اسکے ہمراہ ہے یکا یک تشنگی نے غلبہ کیا اور ہر چہار طرف دیکھا کوئی چشمہ و چاہ نظر نہ آیا خیال مین گذرا کہ یہان سے باغ ملکہ ماہ سیما کا قریب ہے وہین چلکر

دم بھر آرام لینا چاہیے [illegible] بلند سے کہا اور اس نے کہا کہ بہت مناسب
ہے غرضکہ دونون پشت مرکب [illegible] ملکہ کی جانب روانہ ہوئے جس وقت نگار شاہ
دروازہ باغ پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور آواز سنا آرہی ہے اسے خیال
گذرا کہ آج نئی بات ہے اس [illegible] کہا جاتے [illegible] کیون ہے جس کے خیال سے
دروازہ بند ہے اور اگر کوئی آجے [illegible] تو سب جانتے ہین کہ یہہ باغ دختر بادشاہ کا ہے
اور وہ یہان رہتی ہے اتنی مجال [illegible] ہے جو اس طرف کا رخ بھی کر سکے نہ آجتک ایسا
کبھی ہوا تھا کہ دروازہ بند رہتا اگر [illegible] اس طرف آیا ہون تو دروازہ باغ کو کھلا پایا
ہے نہ وقت شب کا [illegible] چھپا لیا ہو درون کے خوف سے دروازہ بند
کر لیا ہے اس مین کچھہ نہ کچھہ بھید ضرور ہے [illegible] دریافت کرنا چاہئے اس لئے آج سے
والدہ ماجدہ سے سنا تھا کہ لڑکی [illegible] علیہ السلام کو آئی تھی تو کچھہ عجب حالت تھی
اوسکی کہ رنگت زرد پڑ گئی ہے [illegible] نقشہ بھی بگڑ گیا ہے اور [illegible] اور یہہ کیا تو
چوتھے دن صبح سے آتی تھی اور شام کو جاتی تھی اپنی ہمجولیون سے کھیلتی رہتی تھین یا آتے
ہی جانیکا تقاضا شروع ہو گیا اور نہ وہ شان مزاج ہے نہ خوشی نہ مذاق یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ وہ لڑکی ہی نہین رہی جیسے کسی کی آسیب کی لپٹ [illegible] توحید سر بلند او نکے منہہ پر نہ کیا کہتا
لیکن یہہ سب علامات تو ایسے ہین کہ کہتے غیرت آتی ہے تیر منہہ سے نکالنا تو فضول ہے
اس لئے کہ اگر خلاف اوسکے ظہور مین آیا تو ایک بری بات کا منہہ سے نکالنا کیا ضرور
ہے اور صحیح ہوا تو جیسا کچھہ ہوگا ابھی دیکھہ لیا جائیگا توحید سر بلند نے جو کہا کہ شاہزادہ
کچھہ کہتے کہتے پھر رک گیا اس نے بھی بات کو اونچا [illegible] مین ڈالدیا اور ایک خیر مفید
جواب دیکر ٹالدیا کہ جیسا مناسب جانئے ہمین ان امور مین کیا دخل ہے سنا ہون
شہریارون کے جھگڑے وہی ان باتون کو چاہئے او سمجھائین چاہے سلجھائین بقول شخصے
رموز مملکت خویش خسروان دانند ملا کیا معلوم زبان سے ابھی نکلے پر ہی نکلے نتیجہ اوسکا
کیا پیدا ہوا اس سے ایک خموشی سی پھیلا نہ لگی [illegible] خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید
توحید تو بس اتنا ہی کہکر خاموش ہو رہا اور نگار شاہ نے کمند باری ہی اور دیوار پر
چڑھ کر جھانک کر دیکھا تو عجب تماشہ دیکھا کہ صفدر شیر دل ملکہ ماہ سیما کے گلے مین ہاتھ ڈالے
ہوئے سیر باغ کر رہا ہے پیچھے پیچھے انہین کنیزین سہیلیان ساتھ ہین [illegible] یہہ دیکھتے ہی
نگار شاہ کی خون اوتر آیا اور آواز دی کہ او حرامزاد [illegible] یہہ کیا حرکت ہے
کی آواز سنتی ہی سب عورتین تو بھاگین انہین ایک دو سہیلیان
نالک چوٹی کی خبر نہین ہے ملکہ کو سکتہ سا ہو گیا ہاتھ پاؤن کانپنے لگے دل
کی آڑ مین ہو گئی لیکن صفدر شیر دل نے کہا کہ ائے نگار شاہ بس زبان
اسلئے کہ [illegible] تمہارا اسقدر لحاظ کرتا ہون جیسا کچھ سمجھتے ہو ایسا نہین
واقعہ [illegible] ہے زبان سنبھالو ایسا نہو کہ مجھکو بھی غصہ آجائے تو پھر اور
خیال نہ [illegible] شکر کرتا ہون پروردگار عالم کی کہ اسوقت تک مجھے اور
سے ا [illegible] غفلت کو ہاتھ بھی نہین لگایا ہے اور بڑے شرم کی بات
ہوگی

بہن پر اتنی بڑی تہمت رکھتے ہو جو کسی غیر کے واسطے بھی زیبا نہیں یہہ سنا تھا کہ نگار شاہ نے
دیوار پر سے کود کر دروازہ باغ کا کہولدیا اور لقو حید سر بلند کو بھی اندر باغ کے بلا لیا
اور کہا کہ جب یہہ نوبت ہم پہونچی کہ اک غیر قابض کے ہاتھ اس نے اپنی آبرو دی تو پھر کوئی
غیر ہو مجھے کیا پردہ اور اب یہہ گیسو بریدہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر جا سکیگی کہ یار
کے ساتھ میرے کرتی ہیں بغیر ان دونو کو مارے نہ رہونگا اور صفدر شیر دل کو آواز
دی کہ مجھے باتیں بناتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے پاک محبت ہے اور تیرا لحاظ کرتا ہوں اگر میرا
لحاظ کرتا تو کیا کوئی اور یہہ بزادہ مجھے نہیں ملتی تھی کہ میری بہن کو تو نے آوارہ کیا اور پاک
محبت اسیکا نام ہے کہ گلے میں ہاتھہ ڈالے پھر رہا تھا آٹھہ دس روز سے تو غائب تھا کہاں
کہاں تیری تلاش نہیں ہوئی لیکن کہیں پتا نہ لگا اور چور تو یہاں چھپا بیٹھا تھا اور اب تک
پاک محبت کا دعوی ہے لیکن یہہ ممکن ہے کہ آگ اور بارود ایک جگہہ رہیں اور فساد نہ برپا ہو
یہہ کہتا ہوا صفدر شیر دل کیطرف چلا صفدر شیر دل نے جو اسکو بارادہ فساد اپنی طرف آتے
دیکھا ملکہ کو تو ہاتھہ سے ہٹا دیا اور خود آگے بڑھکر آواز دی کہ معلوم ہوتا ہے ذلت تیری
تقدیر میں ہے اگر ہم بد تھے تو تیری بہن کیوں بد ہو گئی او بے نبرد کا نگار شاہ نے
کہا دیکھ مجھے قتل کرتا ہوں تو ادھر سے بھی بڑھ کر اور دون یہہ کہکر قریب پہونچتے ہی تلوار ماری صفدر
شیر دل نے ہاتھہ بند دست پر ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ نگار شاہ اوندھے منہ آرہا اسی پر
ہاتھہ سے کمر تو خنجر کا بند پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہے یہہ دیکھتے
ہی لقو حید سر بلند جھپٹ پڑا اور کہا اے صفدر شیر دل یہہ شاہزادہ ہے تیرے کا
پالا ہوا یہہ لڑائی بہڑائی کو کیا جانے بس اسکو چھوڑ دے اور مجھے سامنا کر ہر چند کہ میں
چاہتا تھا میرے تیرے مقابلہ نہو اس لئے کہ تو بھی اک مرد بہادر ہے اپنے جنس سے زیادہ
جرات و ہمت رکھتا ہے اور مجھے تیرے ساتھہ اک قسم کی محبت ہو گئی تھی مگر تو نے تو غضب
کیا کہ ایسی نالائق حرکت کی کہ کوئی نہ کرتا اپنے ولی نعمت کی لڑکی کو خراب کیا پس ہوشیار
ہو جا کہ تو لائق سزا ضرور ہے ابھی تجھے باندھ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا ایک وقت
وہ تھا کہ میرے ہی بدولت تجھے بادشاہ نے کس عزت سے کہ خاص وزیر اعظم تجھے
پیشوائی کرکے لایا آج ویسی ہی ذلت سے جائیگا یہہ سنکر قریب آیا صفدر شیر دل نے کلائی
نگار شاہ کی مروڑ کر تلوار تو چھین لی اور نگار شاہ کو چھوڑ دیا سبب یہہ تھا کہ تلوار بھی صفدر
شیر دل کے پاس نہ تھی اس لئے کہ سیر چمن کے وقت اسلحہ جنگ کا کیا کام ہے سکا وہم
بھی نہ تھا کہ ایسا ایک خار کا دشمن پیدا ہو کر بیگا ایک گل خار کہانیکا نگار شاہ
تو چہوٹتے ہی علیحدہ کھڑا ہو رہا اور لقو حید سر بلند نے آواز دی کہ وار کر صفدر شیر دل نے
جواب دیا کہ میں جانتا ہوں مسلمان ہوں اور اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں اگر
حافظ حقیقی تیرے ضرب سے بچائیگا تو خیر دیکھا جائیگا لقو حید نے کہا معلوم ہوا کہ اجل
تیری دامنگیر ہے لے اسے یہہ کہکر نیزہ مارا اسکندر رستم تو نے نیزہ اسکا تلوار سے
مانند خیار کے قلم کیا لقو حید نے کہا تو بڑا آتش دست معلوم ہوتا ہے یہہ کہکر تلوار ماری صفدر
شیر دل نے وار تیغہ آبدار کا پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا اسنے سپر پر روکا اسیطرح لئی

دشمنوں کی رد و بدل ابھی انتہا کر توحید نے تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تو فن کشتی
بھی اچھی طرح جانتا ہے خیر اب تیرا اور علاج ہے تو یوں نہ مانیگا بے کشتی لڑا کر باندھ نکلا اور یہ منظور
بھی یہی تھا کہ تجھے زندہ اسیر کر کے لیجاؤں تاکہ تو اپنی ذلت اپنی آنکھوں سے تو دیکھے کشتی کا کیا ذکر
ہوتا ہے یہ کہکر تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور صفدر شیر دل سے لپٹ پڑا صفدر شیر دل نے بھی تلوار پھینک
اور ہاتھ گردن میں ڈال یا زور کشتی سے ہونے لگے کبھی یہ اوسے پیچ لاتا ہے اور کبھی وہ اسے پیچ لاتا ہے
جب دیکھا زور بھی برابر ہے ہوئے اور کام نہ نکلا توحید سربلند نے داؤں پیچ کرنا شروع کئے لیکن صفدر شیر دل نے
کوئی پیچ نہ چلنے دیا اور برابر کا لگا جواب دیا اب نگار شاہ تو الگ تماشا دیکھ رہا ہے اور ملکہ علیحدہ کھڑی ہوئی
دلمیں دعا مانگ رہی ہے کہ خداوندا اس دیو سے سکندر کو بچا میں تیرے واسطے دیتی ہوں اسکے رسول مقبول کا
کہ تو سکندر کو فتحیاب کر نگار شاہ نے جو دیکھا کہ یہ دونوں تو مصروف جنگ ہیں ملکہ کا سر کاٹ
لینا چاہیے پس تلوار لیکر ملکہ کیطرف جھپٹا کہ اوسکو تہ تیغ کرے دیدہ گیا مزا ہے کہ ملکہ کو تیرے باپ کے سامنے قتل
کرونگا پس یہ ارادہ ہو نگار شاہ کا سکندر نے دیکھا اور آواز دی کہ او نابکار کیا کرتا ہے عورت پر ہاتھ اوٹھاتا ہے اور
یہ سامنے نگار شاہ نے کہا کہ اگر ہو تو روک لے یہ سنتے ہی سکندر کو غصہ آیا اور جوش شجاعت میں
آکر توحید سربلند کا پکڑ کر جسطرف نگار شاہ جا رہا تھا اوس طرف پھینک دیا اور ملکہ نے جو دیکھا کہ یہ بلا دو
قتل آتا ہے ہانک کر سکندر و توحید سربلند کی آواز سنی اور توحید و سکندر بیچ میں تھے یہاں نگار شاہ جبتک
کہ سنبھلے سکندر نے نعرہ اللہ اکبر کا کیا اور زور کیا توحید کو ہاتھ پر لے کر لیا اور کہا کہ اب تو سربلند
ہو اس واسطے کہ اس تماشے ہو گئے تھے بایاں ہاتھ کمر میں نگار شاہ کے ڈالکر اسکو بھی اوٹھا
لیا لیکن غور اگر سند ٹوٹا اور نگار شاہ گرا اس یہ زور دیکھکر اس کے جی چھوٹ گئے اور وہ تھک
گئے جب طرح کا ہوا سا گا سکندر نے آواز دی کہ اب کیوں نہیں اسکو قتل کرنا نگار شاہ ایسا
خفیف ہوا تھا کہ جواب نہ دیا اور پشت مرکب پر روانہ ہوا چلتے وقت اپنی آواز دی
تھی کہ دیکھ پلٹ کر پھر آکیا خیال کرتا ہوں فرمایا جا جو تیرے ہمراہ سبھی وہ کرانا توحید سربلند
شاہزادہ کی یہ جرات و لیاقت دیکھکر ہزار جان سے شیدا ہو گیا عرض کی ایمان فرمایا بسر ایمان
اس نے کہا کہ قبول سکندر رستم نے اسکو ہاتھ سے چھوڑ دیا توحید نے عرض کی کہ جو آپکے دین میں ہیں
ارے وہ کیا کہے فرمایا میرے تمہارے دین میں کوئی فرق ایسا نہیں ہے آو ہے مسلمان تو ہو
یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ کے تو قائل ہی ہو ایک کلمہ اور کہو کہ محمد رسول اللہ توحید سربلند اسیوقت
کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوا لیکن عرض کی کہ اے شہریار عالم تو اب وقت
کو غنیمت جانئے اور شاہزادی کو ہمراہ لیکر یہاں سے نکل چلئے سکندر یہ سنکر
اور فرمایا کہ اے توحید تمہارے دلمیں یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ نگار شاہ جو یہاں
گیا ہے جا کر باپ سے کہیگا اور وہ فوج لیکر آئیگا عرض کی کہ یہ ضرور ہوگا فرمایا کہ پھر کیا
پروا ہے تم نہیں جانتے کہ میں بیٹا کس شخص کا اور پوتا کس بہادر کا ہوں اور پوتا کس کا ہوں
جس رونق فزائی کی کو بارگاہ میں اسکو مع تخت اوٹھا لیا تھا اے توحید سربلند تو بھی
شاہ کو بھی مع تخت نہ اوٹھا لیا ہو یہ دولے دیکھکر توحید ہزار جان سے
نثار ہو گیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ سب سچ اور درست ہے لیکن ہو رہا جیسا ارشاد
ہو رہا ہے ایک کی دو داد اور اوسکے ساتھ پہلوان نامی و گرامی ہیں دولاکھ فوج کا مالک ہے

کسی کس کو قتل کریگا اور بادشاہ تلف ہو چکیگا کس طرح سلیمان رستم تو نے کہا اگر ہم لوگ اپنی جان عزیز
سمجھتے تو یہان سے نکلتے ہی اور ہمین کچھہ لوگ لگا سبکا بوجھہ ہوتا ہے وہی غریب اوٹھاتا ہے ہم لوگ تجھے
بزدل نہ تھا سمجھتے ہو توحید نے دیکھا کہ تیور بیدار سب کا ہین اسوقت کچھہ کہونگا تو آئی اپنی مصیبت
ہی سمجھہ جائیگی خاموش ہو رہا اور عرض کی کہ مجھے اپنی جان عزیز نہین ہے جیسا آپکے
مزاج مبارک مین آئے وہ کیجئے جو خدمت مجھسے ہوسکیگی مین بھی بجا لاؤنگا یہہ کہکر خاموش ہو رہا
ملکہ نے شکر خدا کیا اور سکندر کو ساتھ لئے ہوئے قصر مین آئی طناز نے کہا کہ اسنے
یہہ کہکر لی خوشی کا محل نہین ہے دیکھنا تھوڑی دیر مین کیا قیامت برپا ہوتی ہے
بھائی تمہارا باپ سامنے جسوقت یہان کا واقعہ بیان کریگا اوسوقت اوسکی
کیا حالت ہوگی مع فوج آکر محاصرہ کر لیگا اوسوقت یہہ اسکا کیا کرینگے بس معلوم ہو گیا
کہ تقدیر مین اتنے ہی دنون کی راحت تھی اب زمانہ خلاف آگیا خدا ہی اس بلا سے
نجات دے ہمدونون سمجھا اور تمہارا ایسا جھکی ہے کہ جو ذہن مین آجاتی ہے وہی کرتا ہے
کسیکی کب سنتا ہے توحید سربلند نے اچھی صلاح دی تھی کہ ملکہ کو لیکر نکل چلئے اوسکا
جواب سنا کیا دیا انتہا کی جہالت مزاج مین ہے ملکہ نے کہا جس خدا نے
ایسی فتح یاب کیا وہی ظفر دینے والا ہے دل تو میرا ابھی دھڑک رہا ہے اب یہہ
لوگ تو یہان اس انتشار مین بیٹھے ہین اور وہان لنگار شاہ کی سنئے کہ اوسی
طور سے گرد مین آلودہ لباس پارہ پارہ بحال خراب چلے تو اپنے لشکر مین
پہونچا لوگون نے جب یہہ پوچھا کہ یہہ حالت آپکی کیونکر ہوئی بیان کیجئے کہ
… خاک نشین توپ دین لنگار شاہ نے کچھہ بیان نہین کیا اور سیدھا
ملک خسرو … شہزادے کے پاس آیا اخصران شاہ یہہ حالت دیکھتے ہی پریشان
ہوا اور پوچھا کیا حالت ہے بیان کر لنگار شاہ نے کہا کیا عرض کرون کہ ہم مشکل وگرنہ ہم
مشکل … نہایت خراب ہے … صفدر شیر دل اسکے ساتھ مین ہے اوسی نے میری یہہ
حالت بنائی ہے … سنتا تھا کہ بادشاہ کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی اسیوقت
حکم دیا کہ … توحید سربلند کہ لشکر ہمارا تیار ہو اور ایک لاکھہ سوار
ہمراہ لیکر چلے اور صفدر شیر دل کا اوس کیسو بریدہ سمیت کاٹ لائے لنگار
شاہ نے عرض کی کہ … توحید میرے ہمراہ تھا اوسے بھی گھڑی بھر مین اوس
اژدہا دے نے زیر کر لیا یہان تک تو مینے اپنی آنکھہ سے دیکھا تھا لیکن اب نہین معلوم
کہ وہ زندہ ہے یا قتل ہوا یہہ سنکر بادشاہ اپنے جامے سے اوٹھہ کھڑا ہوا
اور کہا کہ مجھے … کا کہانا حرام ہے جب تک قتل نکرون صفدر شیر دل کو
یہہ کہکر … فوج کو تیاری ہونے لگی … کہ دو لاکھہ سوار تیار ہو کر
اور توحید سربلند کی جگہہ لنگار شاہ کو سالار لشکر کرکے آپ تخت پر سوار ہو کر
برائے محاصرہ باغ ملکہ ماہ سیما روانہ ہوا اور توحید سربلند کو ملکہ بخانی کا خطاب عنایت
فرمایا اور کہا اب کچھہ تدبیر کرو اسلئے کہ لشکر آتا ہوگا توحید سربلند نے عرض کی کہ جبتک میرے دم مین
دم ہے اسوقت تک شاہزادے پر آنچ نہ آنے دونگا بشرطیکہ آپ دونون صاحب اپنی مقام پر رہین

اور علیحدہ نہ ہون اس لیے کہ مین جدا جدا کیونکر حفاظت کرسکتا ہون اتنا ضرور ہے کہ فضل خدا سے
لشکر بادشاہ مین کوئی ایسا نہین ہے جو مجھسے مقابلہ کرسکے لیکن اے شاہزادے مین کہان
تک قتل کرونگا یہ وقت مدد پروردگار کا ہے یہی باتین تھین کہ کڑکڑ کر کے گھوڑون کے
سمون کی آواز پیدا ہوئی پس ملکہ ماہ سیما کا دل دھڑکنے لگا لیکن سکندر رستم خو جلدی
سے تلوار کھینچکر اوٹھ کھڑا ہوا اور توحید سر بلند سے کہا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا مین لشکر کا مقابلہ
کرتا ہون توحید نے عرض کی کہ یہ نہین ہوسکتا ہے کہ مین آپ کو لڑنے دون اور خود نہ لڑون
فرمایا کہ گھبراتے کیون ہو تم کو بھی لڑنا پڑے گا اگر ہم تم دونون لڑتے ہونگے تو ملکہ کی حفا
ظت نہ ہوسکیگی ایسا نہو کہ نگار شاہ اسکو قتل کرڈالے کیا مین وہ وقت بھول گیا جبکہ تلوار
کھینچکر وہ ملکہ کی طرف چلا تھا اور مین تجھسے لڑ رہا تھا اب اگر وہ پورا موقع پاوے گا تو کیا زندہ
چھوڑ دے گا توحید سر بلند نے عرض کی کہ اچھا آپ ملکہ کی حفاظت فرمائین مین لشکر سے مقابلہ
کرون فرمایا یہ کام تم سے انجام کو نہ پہونچے گا اس لیے کہ تم اتنے نہین ہو کہ دو لاکھ فوج
کے ریلے کو سنبھالو اور صفین توڑتے ہوئے اعلیحضرت شاہ تک پہونچکر بادشاہ کو قابو مین
کرو فوج کو کہان تک قتل کروگے ایسی لڑائیان یونہین سر ہوتی ہین کہ افسر کو قابو مین
کرلیا فوج خود ہتیار رکھدے گی اور اگر قتل کرے گی تو ہم پہلے ہی اوسکو مار ڈالین گے
توحید سر بلند نے عرض کی کہ یہ جو صلے تو نہ ہم نے دیکھے نہ سنے حقیقت حال یہ ہے
کہ مین ایسا دعوی نہین کرسکتا ہان یہ دعوی ضرور ہے کہ لڑکر جان فدا کردونگا مرتے
مرتے قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہ چھوٹے گا قدم پیچھے نہ ہٹے گا غرضکہ ملکہ کو ایک حجرے مین
بٹھا لا لطف از اور جتنے انیسین جلیسین اوس کی تھین سب اوسی حجرے مین گرد و پیش ملکہ کے
بیٹھی تھین اور توحید سر بلند مرکب پر سوار ہو کر دروازہ پر حجرے کے ٹہلنے لگا کہ جب یہان تک کوئی
آئیگا تو دیکھا جائیگا لیکن شاہزادہ رستم خو سمند مرکب پر سوار ہو کر دروازہ باغ کا رخ کیا ملکہ شہزادے
کے دامن سے لپٹ گئی رکاب پکڑ لی اور کہا کہ جو کچھ ہو تم بھی اسی حجرے کے دروازہ پر ہو اسلیئے کہ جو کچھ
انجام ہوگا وہ پیش نگاہ ہوگا جس وقت تمھارے دشمنون کو زخمی دیکھونگی اپنی بھی جان دیدونگی جام زہر
پی لونگی تاکہ مجھے کوئی زندہ نہ لیجاسکے دم آخر حسرت دیدار بھی نکل جائے شعر آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے
سامنے تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے + ملکہ نے اس طرح سے کلام کیے دل بھر آیا
مگر فرمایا کہ اے ملکہ ہراسان نہو اوس خدا مین بڑی قدرت ہے تم ابھی سے معاملات نہین
جانتی ہو پس اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہان رہنے مین شکست ہے اور باہر نکل کر لڑنے
مین فتح کی امید ہے اور میرے حال کی خبر تم کو ملتی رہیگی ہان جس وقت مین اور
توحید سر بلند دونون قتل ہو جائین اوس وقت تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے
یہ کہکر روانہ ہوئے توحید نے عرض کی اے شہریار فوج کو پھیل جانے دیجیے ابھی نہ
نکلیے ورنہ سامنے کی لڑائی مین بادشاہ تک پہونچنا دشوار ہوگا اور جب فوج باغ کو
گھیرے گی اور پھیل جائیگی تو بادشاہ تک پہونچنا آسان ہوگا شاہزادہ سکندر
رستم خو نے رائے توحید سر بلند کی پسند کی اور تھوڑی دیر منتظر رہے اور نگار
شاہ نے لشکر کو آواز دی کہ چارطرف سے گھیر لو ایسا نہ ہو کہ نکل جائے سوار گھوڑے

لیکر اُس طرف گئے اور باغ کو محصور کر لیا جس وقت محاصرہ پورے طور سے ہو گیا اور ملک
اخضران بہزاد کو بھی اطمینان کامل ہو گیا کہ اب کسی طرح دشمن نکل جانے کی راہ نہیں پاوے
تو آپ دروازہ باغ کیطرف متوجہ ہوا کوئی دو ہزار سوار اس کے تخت کو گھیرے ہوئے تھے اور
ایک پہلوان قوی ہیکل آگے آگے تھا ابھی تخت بادشاہ کا قریب دروازہ باغ نہ پہنچا تھا
کہ ارشاد پری نژاد نے دروازہ باغ پر گرز مار کر دروازے کو توڑ ڈالا اور آواز دی کہ او صفدر
شیر دل کہاں ہے ارے کیا چوڑیاں پہنکر بیٹھا ہے کہ اب باغ سے نہیں نکلتا
اگر تاب ہے تو مجھکو مار ڈال ورنہ نام اپنا ارشاد پری نژاد رکھ دیا پس یہ سنتا تھا کہ اب سکندر
… تم کو تا ہے کہا ان کی … کہا خبردار ہو ہشیار ہو کہ میں آپہونچا او ملعون چوڑیان
تو میں ترا ایک پر تو ڈالا … کی … سے … دیکھو میدان … ہوتے ہیں تیری
کی تلوار لا کہ ڈالا … پر … بہادری … قریب ارشاد پری نژاد
کے پہونچے پس ارشاد نے جو دیکھا کہ صفدر شیر دل مثل … کے جھپٹ کر سامنے آ گیا
تو اس نے نیزہ سکندر کے حوالہ کیا سکندر نے نیزہ اس کا تلوار سے قلم کیا اس نے آواز دی
کہ ہاں نیزہ دست معلوم ہوتا ہے اے … کہ … سے اجل کا … گرز
سکندر پر مارا سکندر نے ضرب گرز کو سپر پر روکا … تیغہ آب دار کا مارا
ارشاد نے بھی اپنا گرز بلند کر دیا پس تلوار جو پڑی … سکندر کو مانند خیار ترکے دو کر
دیا … خود سے گزر کر … گردن سے مثل نیزہ آب نکل کر صندوق سینہ کو
… لیتے ہوئے او … شکم کو چاک کرتے ہوئے زمین پر … اب جو سکندر
نے جھٹکا ملا … ایک … دونوں کے چار ٹکڑے ہو گئے اخضران شاہ تو یہ
کاٹ تلوار کا دیکھکر تھرا گیا پس اسنے مارکر سکندر نے نعرہ کیا کہ ہر کہ داند داند
و ہر کہ نداند بشناسد منم سکندر … نبیرہ جناب امیر حمزہ صاحبقران اب تو
اخضران شاہ کے کان کھڑے ہو گئے اور پکارا کہ تو اپنا نام صفدر شیر دل بتلاتا تھا
یہ تعرفہ تو نے سکندر کا کیسا سکندر نے جواب دیا کہ مردان عالم میں جتنے اوصاف
ہوتے ہیں وہ سب نام ہو جاتے ہیں ابھی تو نے کیا سنا ہے اور بھی بہت سے نام ہیں
ایک نام ہمارا دشمن کش بھی ہے اور ایک نام کافر کش ہے اسی طرح بہت سے نام ہیں
تو اپنا مطلب کہہ ملک اخضران شاہ نے کہا کہ ایک نام تیرا آج سے مہمان کش
بھی ہوا سکندر نے جواب دیا کہ اگر میری زیادتی ہے تو میں دشمن کش ہوا اور اگر تیری
زیادتی ہے تو تو مہمان کش ہوا ملک اخضران نے کہا کہ تو باغ مالکہ میں بغیر میری
اجازت کے کیوں گیا سکندر نے … جواب دیا کہ کیا خوب بات ہے باغ مالکہ کا اور اجازت لیں تجھے
… اپنا مالک خود مجھے … جب میں نے … کہا کہ مالکہ کا مالک کون ہے میں ہوں یا کوئی دوسرا شخص ہے کہا وہ
میری دختر نہیں ہے جواب دیا کہ ملکہ جب تک نابالغ تھی اوس وقت تک تمہارا اختیار تھا اب
ملکہ اپنے دل کی آپ مختار ہے اور … ملک اخضران میں قسم کہاتا ہوں اوسی خدا
برحق کی کہ جسنے مجھکو زور صاحبقرانی ورثہ میں عنایت کیا اور شجاعت مردانہ بخشی ہے
کہ ابھی تک میں نے مالکہ کو نظر بد سے نہیں دیکھا ہاں اوس کی حالت دیکھ کر البتہ مجھ سے

پہرہ ہو سکا کہ اوس کو پڑھا ہو وا اسم جان و تنے فولادی اور شیشہ پر ہم لوگون جو حصہ سے دا سکے
جان دی ہین اوسکے واسطے ہمارا فخر کرو اب اخضران شاہ نے کہا او دغا باز بے فریب
بازیان کسی اور سے کریں ایسا نادان نہیں ہون کہ ایک لڑکے کی باتون مین آجاؤن
کیا کبھی مین بے سمجھا ہون ایسے حرکات نہین سیکھے تھے ہم تو کہ ہم علم سے
تو مین آگاہ ہون سکندر نے جواب دیا کہ جو ہونا ہوتا ہے دنیا ہی دوسرے کو کبھی بھاتا
ہے اگر میرا سا ہوتا تو مجھ سے شکست نہ رکھتا اور اگر حسب بتھا تو اب انشاء اللہ
ملک سے عقد کرون گا بس یہ کہنا تھا کہ ملک اخضران اپنے غصہ مین غرق ہو گیا کہا ارے
کیا دیکھتے ہو یہ مجھ سے زبان درازی کرتا ہے اور ایسی ایسی بد زبانیان کرتا ہے مار لو
اس کو جانے نہ پائے بس یہ سننا تھا کہ چار جانب سے فوج نے نرغہ کیا اور سکندر پر
تلوار بہنے لگی سکندر نے بھی مرکب کو اشارہ کیا مانند بجلی کے کوند کر تخت ملک
اخضران کی طرف چلا لوگ سد راہ ہوئے لیکن جس پر ہاتھ تیغ آبدار کا پڑ گیا مع
راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو گئے اخضران شاہ برابر فوج کو ترغیب دیتا ہے
اور فوج سکندر پر ہجوم کئے ہوئے ہے ... مگر دشمن بلند ہے سکندر بھی
ایسا بہادر ہے کہ اکیلا سب کو جواب دیتا ہے جو قریب آیا ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے
ہوئے ایک کو گرایا اور دس کو ... ہوا آگے بڑھ گیا یہان تک کہ قریب تخت اخضران
شاہ کے پہونچ کر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا ملک اخضران کے ... فوج
پیش ... کیا ... کہ سکندر ... لے جو ... ایک ہاتھ
مین دو نیم ہوا کشتی سے خون ... ہو گئی ... تا
تخت اخضران ... کی ... کی طرف
بھاگنے جاتے ہین ... کہ ... اپنے کیا ہوا ... سے
کہ اتنی بڑی فوج سے کس شان سے ساتھ لڑ رہا ہے اگر ... کو زخم اوچھا
سا پڑتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ... ہو گیا کبھی ... کو
نہیں مارتا بس جانے ... تخت کو لیا او ... کہکر
چور کیا ... اخضران ... آواز دی کہ ... کہاں ... چکو
اخضران شاہ ... سکندر کے دل مین آئی کہ یہی
تخت اس ... دیا ... اخضران شاہ
کے ... اخضران نے ... بس سکندر نے ... پر
ارادہ ... اخضران شاہ نے تلوار ... سکندر
سے ... پر نظر ڈالی اور ... تلوار ...
... بس ایک ہاتھ ... کر لیا ...
... سکندر نے
اخضران شاہ کو ... اب ... کیا ...
ہوئے ... اخضران نے دیکھا کہ ... اس کے ... پکارا کہ امان فرما

تشریف لایا اون کہا قبول [illegible] ستم ہو سکتی بادشاہ کو چپکے سے زمین پر چھوڑ
دیا اب اخضران شاہ نے فوج کو منع کیا اور اسکندر کو ساتھ لیے ہوئے داخل باغ
ہوا دیکھا اہل لشکر نے تمام باغ کو پامال کر ڈالا ہے اوس حجرے کی طرف بلوہ کر رہے
ہیں جہاں کہ اسکندر بادشاہ ملکہ کو چھوڑ کر گیا تھا اور توحید سر بلند سب کو روکے
ہوئے ہے ہر چند کہ زخمی خود بھی ہوا ہے مگر برابر لڑ رہا ہے اور نگار شاہ فوج کو
[illegible] ہوئے ہے اور روز نکلا ہوا ہے توحید سر بلند اگر حجرہ کے پاس سے
ہٹتا ہے تو دشمن کا قابو ملکہ پر ہوا جاتا ہے اور اگر حجرے کی حفاظت کرتا ہے تو لڑائی کا
فیصلہ [illegible] نہیں ہوتا ہے اکیلا کس کس کو قتل کرے کیسے سپاہ کرے جان
لڑا رہا ہے بس یہ حالت دیکھتے ہی اسکندر نے ملک اخضران پر زور سے
کہا کہ روکیے اپنی فوج کو ورنہ سمجھ لو تلوار کھینچنا پڑے گی کہ اگر [illegible]
اخضران شاہ نے پکار کر آواز دی کہ اے نگار شاہ تم بس کرو لڑائی کا فیصلہ ہو گیا
نگار شاہ یہ سمجھا کہ شاید صفدر شیر دل مارا گیا اور ملکہ کو بھی یہی گمان گزرا
بس جیسے ہی اسے گمان اپنی گرفتاری کا ہوا نیام سے خنجر میں اوٹھا لیا چاہتی تھی
کہ [illegible] اپنے ہاتھ مارا جاوے ورنہ جا کر کہا کہ بڑی نادان ہو اگر دشمن
اون کے قتل ہو سکتے تو [illegible] اپنی فوج کو لڑنے سے کیوں منع کرتا یقین ہے کہ کچھ
ضرور [illegible] اچھی بات ملکہ نے کہا دیکھا ایسا نہ ہو کہ میں گرفتار ہو جاؤں [illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر نے
بادشاہ کو گرفتار کیا [illegible] دروازہ پر برابر
لڑ رہا [illegible] توحید نے ہاتھ روک
لیا ہے مگر تلوار کھینچی ہوئی دروازے [illegible] مبادا اس میں دھوکا
ہو [illegible] اسکندر کی اوس سے
[illegible] کر دوں گا اوس وقت تک ملکہ کی حفاظت سے باز نہ آؤں گا لیکن اور
وہاں نگار شاہ [illegible] اسکندر رستم جو ساتھ
ساتھ [illegible] لڑائی کو ختم کر دیا اخضران
شاہ [illegible] نگار شاہ [illegible] تعجب ہوئی اس
[illegible] چھین لیا [illegible] اور تم محکوم ہو
اگر تم لڑتے جاتے تو میں قتل ہو جاتا اس نے جان بخشی کی اب یہ محسن ہو چکے
ان پر تلوار اٹھانا حرام ہے نگار شاہ [illegible] ہو رہا اب اسکندر نے
کہا کہ [illegible] لاشیں باہر [illegible] اور اہل لشکر کو یہاں سے باہر کر دیجیے
اخضران شاہ نے حکم دیا اوسی وقت لاشیں اوٹھائیں گئیں سو جوان توحید
سر بلند نے قتل کیے تھے اس کے اہل لشکر نے بھی باغ کو خالی کیا اسکندر
بادشاہ اور پیر بادشاہ کو ساتھ لیے ہوئے قریب اوس حجرے کے آیا جہاں کہ
ملکہ تھی اور آواز دی کہ اے ملکہ تمہارے والد ماجد تشریف لائے ہیں [illegible]

اور تسلیم بجا لاؤ اخضران شاہ نے کہا کہ یہ ناچیز موجود ہے یعنی توحید مہر بلند اور آپ بلکہ
تو بلا لیتے ہیں سکندر نے جواب دیا کہ جب ملکہ اسکو یہاں لیکے چلیں اور یہہ ہمیں کہہ چکا تو آپ پردہ
کیا اور آپکے صاحبزادے سامنا کرانیکے باغ میں آکر سامنے ملکہ کے ہو دیکھنے لڑانے
توحید کو لڑوا آیا وہ زیر ہو کر سامنے ملکہ کے مطیع ہوا یہ خطا بھی اسکی ہے جب سامنا
ہو چکا تو ملکہ نے بحال رکھا اور اپنے ہمیں کیا اب یہ وہ فضول ہے وہی ملکہ ہے جسکو کہ وہ
دیکھ چکا ہے یہ سنکر اخضران شاہ خاموش ہو رہا اور انکا رشتہ نے گردن نیچی کرلی لیکن
ملکہ بسبب حجاب کے سامنے نہ آئی تھی کہ باپ کو کیا منہ دکھاؤں جب ملک اخضران
شاہ خود بخود حجرہ میں داخل ہوا اور دختر کا ہاتھ پکڑکر اوٹھایا تو ساتھ آئی اب یہہ سب
لوگ یعنی سکندر رستم خو ملکہ ماہ سیما ملک اخضران شاہ و انکا رشتہ توحید
بلند طناز وزیر کا ادھی جسوقت یہہ سب آکر قصر میں بیٹھے تو سکندر رستم خو نے
پھر ملک اخضران شاہ پر پیرایہ سے کہا کہ ہر چند آپنے سر ابہام ناطقی کی اور یعنی یہ
سمجھے ہوئے کہ اپنی دختر نیک اختر پر تہمت رکھی اور سمجھے بدنام کیا لیکن اسے بادشاہ
قرینہ تو آپ ہی کے خیال کے موافق تھا لیکن ہر شخص کو بدکار سمجھنا اچھا ہے کہ نہ ہمارے بزرگوں میں
سے کسی نے آجتک ایسا کیا نہ ہمارے شیوہ سے ہمیں خداوند کریم نے دنیا میں سب طرح
کے لوگ پیدا کئے ہیں کہ ان میں اچھے بھی ہیں برے بھی ہیں شعر نہ ہر زن زن است
نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان نکرد + میں بھی قسم کھاتا ہوں اوسی پروردگار عالم
کی کہ جسنے مجھے اور تیری دختر کو داغ معصیت سے بچایا ہے کہ اسوقت تک ہم دونوں
ویسے ہی ہیں کہ جیسے قبل شناسائی کے تھے ملک اخضران نے کہا کہ بیشک آپ ایسے ہی
ہیں اور اب یہ کنیز ہے اور تاج و تخت بھی حاضر ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ ہم تاج بخش
ہیں تاج گیر نہیں ہیں آپکا تاج و تخت آپ ہی کو مبارک رہے اخضران شاہ نے
کہا کہ اس کنیز کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے سکندر نے جواب دیا کہ میں ضرور شادی
اپنی ملکہ کے ساتھ کرونگا لیکن اوسوقت تک مجبور رہوں جبتک کوئی بزرگ نہ ملے اس لیے
کہ ہمارے خاندان میں آجتک ایسا کسی نے کیا نہیں ہے کہ اپنی شادی آپ کرلی ہو
ملک اخضران مجبور ہوا اور وہاں سے رخصت ہوکر شہر میں آیا ملکہ کی ماں سے
سب واقعہ بیان کیا اوسنے کہا خوش نصیب تمہارے کہ تم کو ایسا داماد ملا لیکن
اسے بادشاہ یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنی شادی ہوئی نہیں اور دونوں یکجا رہتے ہیں
اس میں بڑی رسوائی ہے اخضران شاہ نے کہا پھر میں اسے کیا کروں وہ راضی نہیں
ہوتا کہتا ہے کہ جسوقت تک کوئی ہمارا بزرگ نہوگا ہم شادی نکرینگے ملکہ نے کہا اوسے میرے
پاس بلالو میں راضی کرلونگی اخضران شاہ نے ایک چوبدار سکندر رستم خو کے
پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ تمہاری ساس تمہیں دیکھنا چاہتی ہیں جسوقت چوبدار نے
آکر سکندر رستم خو سے بیان کیا سکندر نے طناز سے مشورت کی اوسنے کہا کہ جانے
کیا مضائقہ ہے اوسوقت سکندر سوار ہوکر روانہ ہوا جسوقت دروازہ دولت پر پہونچا اور خبر
ملکہ کو ہوئی اندر طلب کرلیا کہ اب تجھے کیا پردہ جب تم فرزند ہوچکے تو پردہ

[illegible] محل میں داخل ہو کے سیاس کو سلام کیا
ملکہ [illegible] پاؤں تک [illegible] پاس بٹھایا [illegible] بیٹھ گئے اب ملکہ نے
پوچھا [illegible] شادی کے [illegible] وہی جواب دیا کہ جبتک میرا
کوئی بزرگ [illegible] اپنی شادی آپ کرلوں ملکہ نے
کہا [illegible] دیا کہ اور کوئی عذر نہیں ہے
اب ملکہ نے کہا کہ میں کون ہوں [illegible] بزرگ [illegible] تو میں تمہاری شادی بھی
[illegible] ہوں اور ماہ سیما بادشاہ
کی [illegible] اور میں تمہاری شادی کا انتظام کرتی
ہوں اب سکندر [illegible] ملکہ نے اقرار
[illegible] سامان ہونے لگا اب
اسفندیار شاہ [illegible] طرف روانہ ہوا [illegible]
[illegible] شادی کی ہونے لگی
تمام شہر [illegible] اس کے ساچق مہندی تک
[illegible] باغ ملکہ تک دو رستہ
[illegible] روشنی کی رات دن
معلوم ہوتی [illegible] دیکھنے سے تعلق
رکھتی [illegible] کو دولہا بنا کر مسند پر
بٹھایا [illegible] پرستان کا [illegible] ناچ رہی ہیں اکثر
[illegible] اس لئے کہ زبردستی کی
شادی [illegible] بات [illegible]
[illegible] آسمان شاہ سے عہد ہو چکا
تھا [illegible] اس کو پریشان کر دیا تھا اگر
وہ [illegible] اس طرح کے
[illegible] دل بے چین ہو گیا کہ خدا
[illegible] ہوگی گانا ناچ اچھا نہیں
معلوم [illegible] سمجھانے لگی تھی
[illegible] دیکھا تھا [illegible]
[illegible] وہ وقت آیا کہ برات سکندر
کی [illegible] پرستانی [illegible] کثرت
[illegible] اب دولہا سوار [illegible]
ہوا تھا [illegible] اس کے بعد اونٹوں کا
[illegible] ملکہ کی ہوا سے
[illegible] پرستان کے [illegible] دولہا [illegible] سوار

سہرا لٹکنے کا چہرہ پر عجب حسن دیتا تھا دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ چہرۂ آفتاب پر خطوط
شعاعی کے چلمن پڑی ہوئی ہے گھوڑا مثل عروس شب اول کے زیور سے آراستہ
نوشاہ خلعت پہنے ہوئے مرکب پر بیٹھا ہوا کیا شائستہ مرکب ہے ہن بن کر چل رہا ہے
اہل شہر کا ہجوم ہے کہ بادشاہ کے داماد کو دیکھنا چاہیے کیسی صورت کا انسان ہے
کہ جس پر پری زاد شیفتہ ہوئی ہے جو لوگ اُن کو دیکھ چکے ہیں وہ تو بیان کرتے ہیں کہ انسان
نہیں ہے بلکہ اوس کو ملک کہنا چاہیے جنہوں نے نہیں دیکھا ہے اشتیاق میں دوڑے
چلے آتے ہیں جو دیکھ لیتا ہے سکتے میں رہتا ہے کہ خداوند کریم نے بھی دنیا میں ایسے
ایسے حسین پیدا کر دیئے ہیں کیونکہ شاہزادی اس پر فریفتہ ہو جاتے غرض کہ
سواری نوشاہ کے باغ میں پہونچی یہاں سے مرد علیحدہ ہوئے خاص خاص لوگ
ساتھ ہیں باقی عورتوں کا ہجوم ہے کوئی بلائیں لیتی ہے اور کوئی نثار ہوتی ہے کوئی
پانی وار کر پیتی ہے پتھر سے چھنٹ چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اسی صورت سے حجلہ
عروسی کے پاس پہونچے اور ملکہ کی ماں نے کہا کہ بیٹا آنکھیں بند کر لو کہ عروس کو دیکھ
کے موافق رسم زمانہ کے سکندر نے آنکھیں بند کر لیں لیکن آنکھوں کا بند کرنا اوس وقت
نہایت شاق گزرا اور پھر طنازو نیر زادی نے کہا کہ ملکہ یہ رسم ہو کہ ایک آنکھ
کھول کر صورت شوہر کے اپنے دیکھ لو ملکہ ماہ پارہ جب سے نہلا کر بٹھائی گئی آنکھیں بند
کیے بیٹھی ہے بس اس نے آنکھوں کو نیم باز کر کے جو دیکھا تو قریب تھا کہ بسبب خوشی کے
بیہوش ہو جائے اس لیے کہ آج تو سکندر رستم ثانی کے اور ہی شان سے وہ شہانہ
جوڑا پھولا نکلتا ہے جی نہ چاہتا تھا کہ آنکھ بند کرے مگر رسم دنیا سے مجبور تھی ہنوز آنکھ
ملکہ کی کھلی ہوئی تھی اور نظر چہرہ سکندر رستم ثانی پر جمی ہوئی تھی کہ گرد سے بجلی کڑکی اور کڑک کر
اب جو گری ہے سکندر کو لیکر روانہ ہو گئی چونکہ برق کی آنکھوں سب کی چھپ
گئی تھیں اب جو دیکھا تو نوشاہ کو نہ پایا ایک تلاطم پڑ گیا کہ کوئی نوشاہ کو لے گیا دیکھیں
کون تھا کہ معرکہ پر یہاں عقب میں روانہ ہوئیں لیکن کچھ پتا بھی لگا سکا سب کو
سا عالم ہو گیا وہ بزم شادی بزم غم ہو گئی اور صحبت عیش ماتم ہو گئی ملکہ ماہ پارہ نے تو
ایک چیخ ماری اور اسے کو غش آ گیا کہ یہ کیا ہوا اور ماہ رو ملکہ یا ہے ہوا اپنے سر پیٹنے لگے
ملک اخضر ان شاہ بہت پریشان ہوا جنوں کو ہر طرف دوڑایا کہ پتا لگائیں کون لے گیا
اب ان سب کی اسی حالت پر ملال میں چھوڑا جاتا ہے لیکن یہاں سے

چند کلمہ داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہاں طبل بج چکا ہے پہلے میدان داری میں طوفان بن سمر کش جادو و ادیر لکھو رہتا ہ
مالک طلسم کنجور ہ اسیر ہو چکے ہیں لشکر اسلام میں صرف شاہزادہ مریخ آفتاب علم باقی
ہیں ان کے لشکر میں تیاریاں جنگ کی ہو رہی ہیں اور مریخ آفتاب علم نے لشکر سے
بہت دور جنگل ایک مار کی پیرا کی بیٹھکی وہیں چلے گئے ہیں اور اپنا سب جنگ میں مشغول ہیں یہاں کہ
کہ طبل بجتے بجتے صحبت انجم میں انتری ہوئی اور افسوں گر فلک نے رنگ انقلاب دکھا یا کہ

سیاہی شب دور ہوئی اور سپیدۂ صبح کا نمود ہوا اول اہل اسلام نے نمازون سے فرصت کی
دریوزہ سحری کو ادا کیا سردار دربارگاہ آکر جمع ہوئے سواری بادشاہ اسلام کی کس جاہ و تجمل سے
نمودار ہوئی کہ نقارہ بولتا ہوا ... چوب پڑتی ہوئی ... تمام سرداران نامی و گرامی صاحبقران
پایۂ تخت بادشاہ کو تھامے ہوئے آکر میدان کارزار میں پہونچے تمام لشکر جوق جوق گروہ گروہ دستہ
دستہ فوجون فوجون آکر صف آرا ہوا ادہر ... آفتاب ... علم ... لشکر کی صفین درست
کین اور خود ... سرداری ایک ... ہوئے لشکر کفار سے
بھی صفوف قتال و جدال کو آراستہ کیا ساحر جادوان ... کوئی باز کوئی چکری کوئی
قمری وغیرہ پر ... پشتہا ہوا ... پہنچی ہوئی قفلہ
اور بکیر و بجتے ہوئے ... صفین آراستہ ہوئی
آوازین یا خداوند کوان ... بلند آہنگ ... آسمان شگافتہ اور مولاج گرد
باد بر کیان ... اور ... ہوئے جس وقت دونون
طرف صفین آراستہ ہوچکین ... میدان کارزار ہو کہ دیکھا جانب
طلسم ... سے ایک ابر سیاہ ... ابر سے ایک ژالہ سا پیدا
تھا ... اور ... دل ہلائے ... معلوم ہوتا تھا کہ ایک دریا ... ہے کہ بالائے ہوا
جوش مارتا چلا آتا ہے ... معلوم ہو گیا کہ کوئی ساحر ... آتا ہے کہ یکایک قریب لشکر
کفار پہونچکر وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحرہ ... سوار پیدا ہوئی پشت پر اس کی
چالیس ہزار ساحران ... پر ڈالے ہوئے
نعرہ یا خداوند کوان کے کرتے ہوئے پہونچے اور لشکر کفار سے ملحق ہو گئی اس ساحرہ کا کفار
نے استقبال کیا یہان سے ... خبر ... ہوئے تھے دریافت حال کرکے عرض
کی کہ نام اس ساحرہ کا قہر نگاہ ... ہے اس کے سحر کی پناہ نہین ہے بعد اس کے
اور ایک ابر ... ہوا ... کون آتا ہے کہ ناگاہ یک وہ ابر
بھی قریب لشکر کفار پہونچکر شق ہوا اور ایک نازنین ماہ جبین ... دریا سے
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے ایک ... تلک سیندور کا دیا ہوا
سن چودہ برس کا حسن قیامت کا دل فریب ... مین شوخی چتون مین فتنہ خیزی رفتار
مین انداز گفتار مین بانکپن طبیعت مین ... ان کی بھی سن قریب اسی کے
حسین اور نازنین ... روشن ہوگیا ... معلوم ہوتا تھا کہ ابر سے ایک چاند مع
ستارون کو ہمراہ لیے ہوئے نکل آیا جس کی نظر ... صورت ... ہاتھ پاؤن مین ...
ہونے لگی صاحبقران نے بغور اس کی جانب دیکھا ... داران لشکر اسلام کو سکتا سا
ہو گیا لیکن ... لشکر کفار سے ملحق ہوئی اور قہر نگاہ ... سے دوڑ کر
لپٹ گئی اور کہا کہ ... خوب ... معلوم ہوگیا
مین بھی آ پہونچی قہر نگاہ ... کی طرف ... اور کہا کہ ... ہوگئی
... کیون یہان آئی اس نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ آپ تو خفا ہوتی
... کہ ہم ... اور ... تو ...

یہان آئی اور آپ کی نگاہ ہم سے پیری ہوئی ہے پہلے تو قہر نگاہ نے کہا تھا کہ تو چلے جا لیکن جب
یہہ آنکھون مین آنسو بھر لائی تو قہر نگاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اور کہا کہ بیٹا یہہ میدان
جنگ ہے یہان دشمنون سے ہر وقت اندیشہ ہے مین نے سنا ہے کہ عیاران لشکر اسلام بلا کے
ہین اگر خدانخواستہ چشم زخم تیرے دشمنون کو پہونچا تو مین عظمت جادو کو کیا جواب دون اُمی اگر
نہین مانتی ہے تو خیر تیرے لئے خوشی لیکن خبردار کسی آدمی کو اپنے قریب بھی نہ آنے دینا بہت
ہشیار رہنا یہہ کہکر اس نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر کر داخل خیمہ ہوئے
ادہر سرداران لشکر اسلام اپنے خیمون کی طرف متوجہ ہوئے اور شبانہ روز تو گذر گیا جب شام
ہوئی بادشاہ اسلام نماز مغرب پڑھکر بارگاہ سلیمانی مین تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران
کل نامدار [illegible] بیٹھے اور سرداران نامی وگرامی اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تحت و فوقانی و پیش
و دنگلون کرسیون پر جلوہ فگن ہوئے عیاران لشکر اسلام اپنے اپنے خشت زرین پر آکر بیٹھ
گئے خضران بن عمرو خواجہ ثالث کرسی [illegible] پر آکر متمکن ہوئے صاحبقران نے جس
وقت حیات جادو کو دیکھا ہے عجب کیفیت ہے مرزا آفتاب علم سے فرمایا کہ آپ اس
ساحرہ کو جانتی ہین جو آخرین آئی ہے شہزادی آفتاب علم نے عرض کی کہ مین خوب اس سے
واقف ہون یہہ بھانجی ہے قہر نگاہ سر برہنہ کے اور بیٹی ہے عظمت جادو کے
سحر کے اس کی پناہ نہین ہے اس نے سات برس کے سن سے ایک سحر پر ریاضت کیا ہے
دوسرا سحر نہین جانتی لیکن وہ ایک سحر اس کا اس قیامت کا ہے کہ جو رد نہین ہو سکتا طریقہ
اس کا یہہ ہے کہ جس وقت حریف کے مقابلے مین جاتی ہے [illegible] خاموش ہے اوس وقت
تک تو کچھ نہین لیکن ادہر اس نے لب کھولے اور کوئی بات منہ سے کہی بس ایک شعلہ اس کی
دہن سے نکلتا ہے اور مانند تیر شہاب کے سینہ سے پار ہو جاتا ہے اسے شہریار مین نے اپنی
آنکھون سے دیکھا کہ حریف نے سو سو سپرین سحر کے پیدا کی ہین کہ وار کو اس کے رد کرین مگر
کچھ نہ ہوا اور وہ شعلہ تیر شہاب کے مانند سپرون کو توڑتا ہوا سینہ سے گذر جاتا ہے اسی دعوی پر
یہہ طلسم مین آئی ہے اور یہہ لوگ کہتے ہین جمشید فرمان جادو وزیر اکوان کو تا حال کو بھروسا ہے اور نازان ہے
کہ ہمارے ساحرون کا عالم مین جواب دینے والا نہین ہے اور یہہ گمان اوس کا بیجا بھی نہین ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ جو سن اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے یہہ اصلی ہے یا بزور سحر
یہہ ہی ہوئی ہے مرزا آفتاب علم نے کہا کہ اس کا یہی سن ہے اور حسن و جمال اس کا
تمام طلسم و آفاق مین مشہور ہے اور اس کی مان کے اور خالہ کے سحر کا تو جواب نہین ہے نہایت
زبردست ساحرہ ہین کہ ہر کس و ناکس ان کے مقابلہ مین منہ نہین کھول سکتا آئینہ اندام جادو
جس کو اپنے زور سحر پر دعواے خداوندی تھا جب آپ کے خوف سے بھاگ کر اس طلسم مین داخل
ہوا ہے تو یہان کے ساحر اوس پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے ساحرون کا نام خراب کیا ہے اور کچھ توفت
سے سحر یاد کیا ہے جب اوس کو بیان معلوم ہوئی ہے تو اب یہہ لوگ اوسے ساحرون مین شمار
کرنے لگے ہین ورنہ طفل مکتب سمجھتے تھے اور اے شہریار اس سحر پر حیات جادو کے ایسا اطمینان
ہے کہ اوس کی مان باوجود اس سن و سال کے اور باوصف اس حسن و جمال کے بھیجے دل عزیز کرتا ہے
جس کی اولاد ہے اوسے کسی قدر محبت چاہیئے لیکن حریف کے مقابلہ مین بھیج دیا مین جاتا ہے

چاہیے دشمن کیسا ہی زبردست ساحر کیوں نہ ہو آج تک اس کا سحر کسی سے رد نہیں ہوا ہے
یہ کلام سن کر عیاران نے باہم اشارہ کیے اور منہ پھیر پھیر کر کہا کہ ابھی جا کر اس سے قوا لیتے ہیں کیا
حقیقت ہے ان جادوگروں کی لیکن کسی نے ان کے کہنے کو با تکلف نہ سنا جس نے سنا ہی
تو اعتنا نہ کی صاحبقران نے فرمایا کہ اس کی خالہ کا کیا سحر ہے اور اس کو سحر پر گھمنڈ کیوں
کرتے ہیں شاہزادہ صبح آفتاب علم نے عرض کی کہ بالوں سے اس کے ہزار ہا جانور پیدا
ہوتے ہیں کہ جب یہ میدان میں آتی ہے اور حریف پر وار کرنا چاہتی ہے تو بال سر کے
کھول دیتی ہے اور جھٹکا دیتی ہے کہ بالوں سے اس کے ہزار ہا جانور پیدا ہوتے ہیں اور وہ جانور
ہو کر صورت انسانی پیدا کرتے ہیں تلواریں ان کے ہاتھ میں ہوتی ہیں وہی دشمن پر حملہ
کرتے ہیں جس پر تلوار چلتی ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں یہ ایک جادوگرنی ایک لشکر
ساحروں کے تنہا مقابلہ کر سکتی ہے اس کا سحر نہیں ہے بلکہ اک فوج ساحران طلسم
اور اس کے اختیار میں ہے یہ سنکر صاحبقران نے سکوت کیا شاہزادہ صبح آفتاب علم
نے عرض کی کہ حضور کیوں پریشان ہوں یہ غلام آپ کا ان میں کسی سے کم نہیں …
خداوند کریم کے اختیار میں ہے لیکن دیکھیے گا کہ کیسا مقابلہ کرتا ہوں کہ وہ بھی یاد کرے گی لیکن
اگر مناسب ہو تو ایک نامہ شہنشاہ جادوان ملکہ … کو بھی لکھیے میرا جی
چاہتا ہے کہ وہ بھی ایسے مقابلہ کا تماشا دیکھ لیتے اس واسطے کہ طلسم … کے ساحروں
سے مقابلہ کرنا ہر ایک ساحر کا کام نہیں ہے اگرچہ مجھے بھی یہ دعوی نہیں ہے کہ میں فتح یاب
ہونگا لیکن اگر خدا نے چاہا تو ان ساحروں کو بھی معلوم ہوگا کہ فقط ہمیں ہی ساحر … میں بلکہ
اس علم کے جاننے والے اور بھی ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ تمہیں اختیار ہے میری جانب سے
نامہ لکھو … نے عرض کی کہ نامہ حضور تحریر کریں مجھ سے نامہ لکھنا کیا کام ہے میں ان الفاظ کو جو آپ
تحریر فرمائیں گے نہیں لکھ سکتا اور آپ اس قدر جلد سوچ نہیں سکتے جتنی جلدی میں نامہ …
… یہ سنکر حکم ہوا کہ فلاں بادشاہ کے نام ایک نامہ لکھ کر …
… دبیر نے وہ کر کے سنا دیا صاحبقران نے کسی مقام پر کوئی لفظ قلم زد کر دیا اور
کہیں کوئی فقرہ تازہ لکھ دیا اصلاح فرما کر پھر دبیر کو دیا دبیر نے نامہ صاف کیا اور حاضر کر دیا صاحبقران
نے … آفتاب علم کو دیا صبح آفتاب علم نے اک طائر سحر کے ذریعہ روانہ کیا اتنا میں چوبی …
کی … گروہ … نے حاضر ہو کر بعد دعا کے … بادشاہی بجا لا کے عرض کی کہ
لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل
جنگ یہاں بھی کوس حربی لرزش میں آیا تیاری جنگ ہونے لگی ساحروں نے اپنے سحر جگائے … صبح
آفتاب علم صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے بارگاہ میں آئے اور سحر جگانے لگے لیکن
عیاران لشکر اسلام باہم مشورہ کی کہ چلتے ہو سنا ہے کہ … گون … بیٹھے کا کام …
… جادوگروں کو مارا … ہم تم بھی … آشنائی کریں … اشارہ آپس میں کر کے
اور اپنے آپ … کو … روانہ ہوئے بارگاہ سے نکل کر … متفرق ہو …
… میں … لیکن احوال لشکر کفار کا سنیے کہ … لشکرگاہ …
اور ساحات جادو آئے لشکر میں خوشی سے صورت آسمان … اور موج کر دیا …

جادو نے سامان دعوت مہیا کیا ہے نقارہ خوشی کا بج رہا ہے یہاں حیات جادو سے رخصت ہو کر اپنی
تالاب کے پاس بیٹھی ہے مجھولیاں بیٹھی ہیں بھوت آسمان شگاف مزاج کو دیا وہ جادو دو رتے
رہتے ہیں اسباب راحت فراہم کر رہے ہیں لیکن جس وقت کہا سے سیر باغ کا حاصل ہو چکا
اور غسل طرب کی تیاری ہونے لگی قہر نگاہ سر برہنہ نے بھوت آسمان شگاف سے کہا کہ یہ
لڑکی ابھی اہرق و نشیب و فراز دنیا سے آگاہ نہیں ہے عیار لشکر اسلام ہم لوگوں کے تاک
میں رہیں مجھے اتنی دیر کی اجازت دو کہیں ایک حلقہ بنا کر اس میں آؤں بھوت آسمان شگاف
نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے اوسی وقت قہر نگاہ سر برہنہ جانب دریا روانہ ہو کے اور
چار سر کنڈے جھولی سے نکال کر زمین پر نصب کئے اور اون پر پلا سوت کچا ان دیکھی
لپیٹ دیا اور ایک اسم سحر پڑھ کر دم کیا اب جو دیکھا تو ایک قلعہ فولادی قائم ہو گیا کہ چاروں طرف
سے وہ بند تھا صرف دریا کی راہ کھلی ہوئی تھی کہ حیات جادو یہاں بیٹھ کر سیر کرے گی
شب بسر کرے گی جب صبح ہو گی تو میدان جنگ میں اگر مقابلہ کرے گی شب کو یہیں رہا
کرے گی جب قلعہ تیار ہو گیا تو حیات جادو کے پاس آئی اور کہا کہ بی بی ہم نے
تمہارے لیے لشکر سے الگ دریا کے کنارے ایک قلعہ بنا دیا ہے اور سامان
راحت فراہم کر دیا ہے اتنی خوشی جاری کرو کہ رات وہیں بسر کرو صبح کو میدان جنگ میں اگر
چاہے مقابلہ کرنا چاہو تماشا دیکھنا ہے تم کو اختیار ہے حیات جادو نے کہا کہ جو اتنا کہنا تو میں
آپ کا کرتی ہوں لیکن صبح کو مقابلہ میں ہی کروں گی قہر نگاہ نے کہا کہ ہاں ہاں یہ تو میں خود ہی
کہتی ہوں غرض کہ حیات جادو کو ساتھ لیا اور کچھ کنیزان لیکے اور سبز کشتی پوش کاریزی ننھا
نفیس پڑے ہوئے شراب نہایت عمدہ عمدہ بسنتی رنگ زعفرانی رنگ ارغوانی رنگ ریشم کے
نہایت نفیس جھاڑوں پر پھیلے ہوئے کپڑے پڑے ہوئے معلوم ہوتا تھا کہ ... سا ہے
گویا دختر رز کی شادی ہوئی ہے ملکہ حیات جادو عجب ناز و انداز سے قہر نگاہ سر برہنہ
کے ہمراہ چلی جاتی ہے کہ جھٹ کر یہ پھول توڑ لیا اوس درخت کے شاخ جھکا لی اور کہا
اچھے اچھے درخت اس جنگل میں ہیں کسی سے ان کا بیج ملے تو میں اپنے باغ میں لگاؤں
مہندی ہاتھوں میں رچی ہوئی پور پور چھلے آنکھوں میں سرمہ دیا ہوا اس طرح سے اٹھلاتے
ہوئے قلعہ میں پہونچی قہر نگاہ سر برہنہ جس وقت اس کو قلعہ میں پہونچا کر باہری سے
آواز ... سحر کرکے قلعہ کو نظروں سے پوشیدہ کر دیا اب کوئی یہاں تک نہ آ سکے گا
خود بہ اطمینان تمام اپنے لشکر میں آئی اور مصروف مے نوشی ہوئی وہاں حیات جادو
... دریا کے سیر دیکھنے عجب لطف ملا چاندنی کے عکس ...
نظر کی معلوم ہوتی تھیں شعر پڑھتا ہے ہر موج ہے زنجیر + چاند ...
آب رواں ... ملکہ حیات جادو نے اپنے ساتھ آؤں ... کہا کہ کیا یہ
... جائے گی اونھوں نے کہا کہ نہیں ابھی شب کچھ ہوا جاتا ہے غرض ...
... سارنگی لی کوئی گانے ... صحبت رقص و سرود گرم ہوئی جام ...

یہ ... کہا کہ دل کو ... کچھ پوچھو کوئی کچھ کہتے ہیں	غزل	ایک بت سے ہوئی کیا یاد اللہ کچھ ہوئے ...	
ہر ... عجب ...		ان لوگوں کے ہیں پتھر کے جگر ... جفائیں ...	

کیا جانے کوئی کیون روتے ہین ہم آنا ہی پسینا کیون ہم | تا سو رہتے سی ہین دل مین کچھ ہین اور کچھ کہتے ہین
خیر آنبو جو کچھ ہونا ہو وہ ہو پہلے یہ خبر کیا تھی ہمکو | کرتے ہین تمنا وصل کی وہ ہجر کو وہم ہی سمجھتی ہین
تم کہتے ہو فریاد نہ کر صبر آتے ہین آخر کیون کر | ہان ملتی ہے جیب کی دوا اگر تو ہم بھی نہین کچھ کہتی ہین
جب ضبط کرون تو پلکین آنسو رون تو نہ نکلی اشک کوئی | کیا دیدہ تر کا حال کہون ہیدریا اور ابلتے رہتے ہین
کب تک ای بت یہ سکوت ہم ہم محو وفا تو محو ستم | جیب رہ کو بہت تنگ آتے ہین ہم کچھ شیوہ منہ سکھتی ہین
اے ارزوی تفتیدہ جگر پیری ہین یہ جل بجھنے کا ڈر ہا | دیکھین کو تیری یا دیکھ دہ چراغ بھی رہ دشمن ہین

اس طرح کی دو ایک غزلین ملکہ نے سنی سنا تا ہو گیا تو بچین لیون سے کہا کہ نہ معلوم یہ کیا بات ہے کہ لوگ گانے بجانے کا شغل دل بہلنے کے واسطے کرتے ہین مگر میری طبیعت کو تو پریشانی حاصل ہوتی ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ یہ لفظین کس قسم کا اثر رکھتی ہین میرے نزدیک یہ شغل صحبت ماتم کے واسطے رکھا ہوتا اس سے کہ جی چاہتا ہے چیخین مار مار کر روؤن اون مین سے ایک آدھ جو کھیلی کھائی کٹنی تھی اوس نے کہا ملکہ ابھی کیا جانو تم نے کسی سے دل لگایا ہوتا تو تحقیقین مزا ادھر بقول شاعر شعر رطبنا کے کیا بتاؤن اسے زاہد ہاے کمبخت تو نے پی ہی نہین خیر اب تو میان آئی ہو سنا ہے کہ لشکر اسلام مین بڑے بڑے حسین جوان ہین کسی کے طرف تو طبیعت مائل ہو ہی جائے گی حیات جادو نے ہنس کے پانیو یا ان چڑیلین اور کہا کہ ہم ان لوگون کو قتل کرنے آئے ہین یا اون سے محبت کرنے آئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ تیرا دل کسی پر آیا ہے میرے دشمن اون لوگون پر فریفتہ ہون دور یار چڑیلین ہیوہ ہین ہلت سمندر اوس پار الیبار ہو تک تیری جان کو لگی مجھے مرد کے نام سے نفرت ہے اوسنے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا جب ایسا ہوگا تو جہاں کہین یہ تسلین کرونگی ہی باتین تھین کہ دریا مین کچھ روشنی سی ہوئی حیات جادو اوس طرف دیکھنے لگی غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ دو چراغ سے روشن ہین اور روشنی اسی طرف بڑھتی چلی آتی ہے قیاس کرنے سے معلوم ہوا کہ کوئی کشتی چلی آتی ہے جب کچھ دیر گذری اور وہ روشنی قریب پہونچی تو دیکھا کہ ایک مور پنکھی دہارے پر چلی آتی ہے کیسی آراستہ ہے کہ سبحان اللہ سجا لوٹ اوس کی مانند چشم معشوق کے ہے اور ایک نازنین ماہ جبین در در گوش مرصع پوشش در یا ہے جوا ہر مین غوطہ مارے ہوے ہے سن بارہ یا تیرہ کا سن انتہا سے سن طفولیت اور آغاز شباب دونون ملکر عجب قیامت عالم دکھا رہے ہین شعر شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی ہنوز حسن جو آئی یار با... قے ہے چہرہ زیبا کے عکس سے اک آفتاب دریا مین روشن معلوم ہوتا ہے کانون کے گوشوارے زمرد کے معلوم ہوتا ہے کہ لو دے رہے ہین نار جنون کے ضیا ماہ کو شرمندہ کرتی ہے ابرؤون کے کمانین قتل پر تلی ہین پلکون کے تیر اپنی جگہ پر ہین کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہین ہنسی مین دانتون کے چمک خرمن جان پر بجلی گراتی ہے سینہ کا ابھار اور نہ ابھرنے شباب کے دلیل ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو قمقمے نور مین کر روشن ہین قمقمے بھی نور کے شیشے ہوتے ہین یا بلور کے رخ جلوہ کا سرمہ لگا کر اور سینا دستگیر ہے سراپا عشوہ و ناز اک ستار بھی کاندھے پر رکھے ہوئے کرتو

جو اوپر نگار رہی تھی ہوئی کس ہرے کی گت بجاتی ہوئی چلی آتی ہے وہ گلیاس سبز و سرخ
جو روشن ہین اون کی روشنی آپس مین ملکر عجب لطف دیتی ہے کہ رنگ قوس قزح کا پیدا
کرتی ہے صورت اوس نازنین کی دیکھکر حیات زرین پوش کے ہوش اوڑ گئے ساتھ
والیون سے کہا کہ نگوڑیون تم مجھے حسین بتاتی تھین اب دیکھو یہ کیسی حسین ہے اونھون نے
عرض کی کہ ملکہ کہہ نہ سکتی تھی مگر آپ کی منصف مزاجی کے قائل ہو گئے جسکی صورت ذرا
بھی اچھی ہوئی چاہیے ناک نقشہ درست ہو خالی چپٹے چہرے پر غور نہین وہ اتنا کرتی ہین
کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتی ہین اور آپ تو درحقیقت ایسی حسین ہین کہ ہزارون
مین ایک ہین قسم ہے خداوند اکوان کی کہ اس سے پہلے آپ سے زیادہ تو کیسی کہ اتنی خوبصورت
کے حسین بھی نہ دیکھے تھے بیشک اوس خداوند کی بڑی خدائی ہے کون سمجھ سکتا ہے
ہم تو جانتے تھے کہ آپ سے بڑھکر حسین عورت خداوند نے پیدا ابھی نہ کی ہو گی حسن کا آپ
پر خاتمہ ہے مگر نہین معلوم ہوا کہ اور اور حسین بھی طبقہ دنیا پر ہین ملکہ نے کہا کہ ہم سنتے آئے
ہین کہ پانی مین بھی اک مخلوق بصورت انسان ہے اوسمین لوگ نہایت حسین ہوتے ہین
کہین یہ جل پری تو نہین ہے اونھون نے عرض کی کیا کہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا اسرار ہے
یہ عورت ہے یا پری ہے یا حور ہے خدا معلوم کون چیز ہے اور کیا بھید ہے اگر
جل پری ہوتی تو اوسکو کشتی کی ضرورت نہ تھی اس لیے کہ وہ پانی کی رہنے والی ہے
جسطرح ہم آپ زمین پر چلتے ہین اسیطرح وہ پانی پر چل سکتی ہین اسکے علاوہ وہ قوم
برہنہ ہوتی ہے لباس و زیور کو جانتی ہی نہین کہ کیا چیز ہے نہین معلوم یہ کون انسان ہے
اور کہان سے آئی ہے یہی باتین ہو رہی تھین کہ وہ مور پنکھی پہونچا برابر سے نکلکر چلے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ روشنی
اوس کی چہرہ تابان سے جوت پڑتی جاتی تھی بس حیات زرین پوش نے جو قریب سے دیکھا دل بیچین
ہو گیا آواز دی کہ بہن خدا کے واسطے اک ذرا دم بھر کو ٹھہر جاؤ سنتی ہی اوس نازنین نے
جواب دیا کہ واہ واہ بی بی ذرا زبان سنبھالو اپنے پرائے کو دیکھکر بات کیا کرو مین کیا جانون
کہ بہن تمہاری کون ہے اور کہان رہتی ہے مین پوچھ تمہاری بہن ہون یہ وہی مثل ہوئی
کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام حیات زرین پوش نے کہا کہ مین نے تمکو بہن
کہا تو کیا برا کیا تم بھی انسان ہو مین بھی انسان ہون اس کے علاوہ میرا تمہارا سن بھی
قریب ہی قریب ہے ہمجولیون کو سبھی آپس مین بہن کہتے ہین اوس آشوب
روزگار نے جواب دیا کہ مین کیا کرون کہ تم انسان ہو یا پری ہو مین نے
سنا ہے کہ دریا کنارے پریون کا بھی گزر ہوتا ہے اون سے حذر کرنا چاہیے
قوم پری جان نہایت ظالم قوم ہوتا ہے ان لوگون کے دل مین درد نہین ہوتا ہے
چھلیون سے ملتی ہو اسطور پر مین نہ معلوم تم کس طرح پیش آؤ حیات جادو
نے کہا کہ تم ہم سے قسم لے لو اگر ہم تمہارے ساتھ دغا کرین بس اتنی دیر کو ٹھہر جاؤ
کہ ایک جام بلّور تمہارے ہاتھ کا پیئین اور ایک جام تم ہمارے ہاتھ کا پیو بس چلی جانا
اوس نے جواب دیا کہ بہی مجکو ڈر لگتا ہے ارے تو کیون کہین تم بن بیبیان تو
حسین ہو مین نے یہہ بھی اپنے وہ سے سنا تھا دریا مین پن ڈوبی ہوتی ہین

وہ آدمی کو ڈبو دیتے ہیں اور اوسے کبھی اپنی ساتھ لے لیتے ہیں شاید اپنا ہی کچھ سبب ہیں پیر گز نہ آؤن گی اگر تم نے مجھکو ڈبو دیا تو مین اپنی لال سے جان کھان سے پاؤن گی ماں باپ میرے رو رو کے روتے جان دیدین گے بس بی بی ملاقات دور کی اچھی ہوتی ہے ہمارے تمہارے اتنی شناسائی ہو گئی ایک آدھ روز مین سمجھ بوجھکر تم سے ملین گے اس لئے کہ اس طرف سے روز آتے جاتے ہین ثریا وہ دل اس سے کہتا ہے کہ ابھی کل تک کنارہ دریا کا صاف تھا آج یہان اتنی بڑی عمارت معلوم ہوتی ہے یہہ کیا سبب ہے خدا کے واسطے مجھے بتلاؤ حیات زرین پوش نے کہا کہ چھاپ ہو گئی جاتی ہے ہزارون قسمین کھاتی ہے کہ ہم انسان ہین تم خوف نہ کرو اک دم بھر کے واسطے میرے پاس ہو جاؤ تمہاری صورت اور آواز نے دونون دل بیچین کر دیا کلیجا بھر آیا نازنین نے جواب دیا کہ کیا خوب میری یہہ صورت اور آواز نہ ہو گی کوئی بلا ہو گئی مجھ سے ایسی باتین نہ کرو مین نے تمہین بیچین کر دیا تو مین ہی بیٹھی رہو مجھ سے دوری ہی اچھے پاس آؤن گی تو اور خدا جانے کیا کیا تہمتین رکھو گی تم نے حلال کر ڈالا خدا بچائے تم سے آدمی چاہتے ہو آرام کو تو ملتا ہے تم ایسے الٹی ہو کہ بیچین کرنے والی کو بلاتے ہو معلوم ہوتا ہے کچھ عوض کرو گی تم بیچین کرو گی نا صاحب مجھ کو نہین اپنی پسند نہین حیات زرین پوش دل مین کہتی ہے کہ ابھی مجھ سے بھی زیادہ اکھڑ ہے کچھ جانتی ہی نہین سنو بی بی سواے میرے اور نہین تمہین تم سے عشق ہو گیا ہے نازنین نے جواب دیا کہ عورت کو مرد سے عشق ہوتا ہے یا عورت عورت مین بھی عشق معلوم ہوتا ہے کہ تم دوست باز ہو مجھے یہہ شوق کبھی نہین ہے مین بزرگون سے سنتی آتی ہون کہ عورت عورت کی دوستی اچھی نہین ہوتی ہے وہ عورتین کبھی خراب ہین کہ جو آپس مین دوستی کرین حیات زرین پوش نے کہا کہ مجھے ویسی محبت نہین یا محبت ہے مین تم سے اس قدر چاہتی ہون کہ مجھے بہنا پا کرو دوپٹہ بدلو اگر یہہ خیال ہو کہ امین کبھی کچھ فریب ہے تو دیکھو تم سادہ دوپٹہ اوڑھے ہو میرا دوپٹہ تمہاری اوڑھنی سے بیش قیمت ہے نازنین نے جواب دیا کہ تمہارا دوپٹہ بیش قیمت ہے تو تمکو مبارک ہے مجھے یہی سادی اوڑھنی اچھی ہے حیات زرین پوش نے کہا کہ اچھا جو کہو گی وہی ہوگا مین دوپٹہ بھی نہ بدلون گی لیکن تمہین قسم ہے اپنے دین مذہب کی اور قسم ہے اوسی کی کہ جسکو چاہتی ہو اب انکار نہ کرنا بس چلی آؤ نازنین نے یہہ سن لیا اور کہا تم تو بلا ہو کر میرے پیچھے لپٹ گئی ہو یا یہہ کے جادو مین اوسے کیون آئی تھی کہ اس بلا مین پھنسی یہہ تیری دشمن دیتی ہے اب مین انکار نہین کر سکتی مگر اپنی موذیون سے تو بھی مجھے بچانا یہہ کہکر سونے کی پھنکی قریب لائی حیات زرین پوش اس کی باتون پر لوٹی جاتی ہے اس کی بھی یہہ صورت ہے کہ ہنسنے مین بجلی چمک جاتی ہے دانتون کا عکس دریا مین پڑتا ہوا سے لہرین معلوم ہوتا ہے جیسے ہی موج مچھلی قریب لائی حیات زرین پوش نے جلدی سے ہاتھ بڑھا لیا اور گود مین اٹھا کر قصر مین لے آئی

ایک عورت نے موسیقی کو کہوں سے باندھ دیا اب یہہ نازنین اگر بیٹھی حیات زرین پوش نے
کہا کہ تم تو اس طرح بیٹھی ہو جس طرح دولہا دولہن کو اوٹھا لاتا ہے اگر مرد ہوتین تو میں نے
اپنے تمہارے ہاتھ سے کا ہیکو پٹتی یہ کہو خدا نے دیکھا چاہو یہہ نشت دیا ہے حیات زرین
پوش نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اس کے سر پر ڈالا اور اس کی اوڑھنی کھسیٹ کر آپ
اوڑھ لی کہا اچھو بہن ہوگئین نازنین ہنسی ہنسی اور کہا کہ کیا زبردستی ہے مگر بہن جاتے وقت
میری اوڑھنی مجکو دیدینا اپنا دوپٹہ لینا منظور نہیں تو امی جان خفا ہونگی کی لوگ تہمت
کرینگے کہ یہہ کسی بازنے اوڑھایا ہوگا حیات زرین پوش نے کہا کہ تم ماں کی
اپنی بہت ڈرتی ہو کیا کوئی ماں باپ سے نہیں ڈرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم
ماں باپ سے نہیں ڈرتی ہو خدا تمہیں سے بچایا ہے غرض کہ بہت لطف کی باتین
ان میں ہوتی رہین حیات زرین پوش نے کہا کہ ذرا وہی گت پھر بجا دو جو تم ابھی
ابھی وہین بجاتی چلی جاتی تہین نازنین نے کہا کہ مجھے تو یاد بھی نہیں ہے کہ میں
کون سی گت بجا رہی تھی حیات زرین پوش نے کہا وہی کافی والی گت جس نے
میرے ہوش گم کر دی تھی بس وہی کافی سنا دے نازنین نے گت بجا کے واقع میں
سب کو بیچین کر دیا اور ستار سے ہاتھ کہینچ لیا حیات زرین پوش نے
کہا کہ ایک گت اور بجا اس نے پھر ایک گت بجا دی اور ستار سے ہاتھ
کہینچ لیا حیات زرین پوش نے پھر اصرار کیا کہا اب تو نازنین بگڑ گئی کہ تم
مجھے کوئی ڈومنی سمجھا ہے اب تم گاؤ حیات زرین پوش نے کہا کہ میں تمہارا
سا نہ گا سکتی ہوں مگر خیر تمہاری خوشی کیلیے دیتی ہوں کہ تم یہہ نہ سمجھو کہ یہہ دماغ کی لیتی ہے
یہہ کہکر اس نے اپنی سہیلیوں سے اشارہ کیا او مغنیوں نے جلدی سے طبلہ طنبورہ اوٹھا لیا
اور حیات زرین پوش گانے لگی غزل

دم رندہ نرمی ظالم ہنسی کچھ اور کہتی ہے — نہ کیون کر رو دون مین لگا کچھ اور کہتی ہے
تمناؤن کا مطلب اور ہی کچھ ہے سبب وصلت — ہمارا ہی رہا ہے یار کی کچھ اور کہتی ہے
برا ہی خوش ہو مرگ عنبرین میرے دکھا دینکو — ولیکن [illegible] کی ہر ہمہی کچھ اور کہتی ہے
اودھر اکر ہوش میرے دل کو بھی سینے سے لیتا جا — ارے [illegible] کچھ اور کہتی ہے
نگہ پہچاننے والون سے ظاہر دا ہمان کیسی — کہ غیرون سے تمہاری دشمنی کچھ اور کہتی ہے
فراق یار مین صبر او کچھ کہتا ہے آنکھون سے — مگر آفت ہے دل کی [illegible] کچھ اور کہتی ہے
[illegible] چار دن کے مطمئن کیا ہو — مرے مضمون کو [illegible] کچھ اور کہتی ہے
دعائین مانگتے ہین دوست میرے اچھے ہونیکی — مگر تکلیف دل کی درد کی کچھ اور کہتی ہے
خداوندا مجھے انجام کرنا شام و شنده کا — دل بیدل شوق [illegible] کچھ اور کہتی ہے
بظاہر پارسائی کا بڑا دعوی ہے محشر کو — مگر رندون سے ان کی دوستی کچھ اور کہتی ہے

یہ غزل حیات جادو نے بھی اس رنگ سے گائی کہ نازنین [illegible] ہوگئی اور [illegible] بولی
دل پسند نہین ہوا ہے تم کیا مزے سے گاتی ہو کہ گویا یون سے بھی تم نے [illegible] کانون [illegible]
حیات زرین پوش نے کہا کہ کیا اچھی تعریف کی ہے ابھی ہم [illegible] کی تعریف کرے

تو یقین ہے کہ ہم بلاشک تمہین کامل مرد اور ایک چیز بین حیات جادو اور یگانی ہے اب کہا کہ ہماری جان کی قسم سنا ہو تمہارا استاد اچھا ہے اب ایک چیز ہم بھی اپنی منہ کی سنا دو انکار نکریا نازنین نے کہا تم تو پیالی کی طرح چھیڑ چھاڑ جاتی ہو یہ کہکر طنبورہ اپنی ہاتھ مین لیا سر اوسکی اپنے مزاج کے موافق درست کرکے جو چھیڑا اس دن کی تو بند ہی تھی اب اوس نے طبلے کو حیات زرین پوش کو دیا کہ تم بجاؤ ہم گائین حیات زرین پوش کے طبلے پر تھاپ دی اور نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

خود کبھی وہ تیر سا بن جائیگا — صبر کیا عاشق کا خالی جائیگا
اون کو لینے جو یہان سے جائیگا — پھر پلٹ کر وہ بھلا کیا آئیگا
ہین مجھکو کبھی نہ وہ مر کے سر آئیگا — دست و کد او دل شکن بچھائیگا
دل مین جب اوسکے غبار آ جائیگا — خاک امیدین مری برلائیگا
بات پر عاشق اگر آ جائیگا — پھر کبھی نالہ نہ لب تک آئیگا
نا صحے کرتے ہو تم اوس کو سمجھ — چپکا بیٹھون گا تو جی گھبرائیگا
پاس ہو دل کو کیا اوس سے ملال — صبر اس کمبخت کو کیا آئیگا
کیا ستاؤ گے دل بسمل کو تم — ہاتھ کا نہین سکے جگر تھرائیگا
کٹ کٹ اٹھتے ہین یہ کیون — اب کبھی شکوہ نہ لب پر آئیگا
سخت جان ہین نازک اوس قاتل کا ہاتھ — حوصلہ دونون ہی کو رہ جائیگا
ہمدردی اوٹھیگا ہجر مین — دل کو مین اور دل مجھے سمجھائیگا
اشک خون کو چھپاؤ چشم تر سے — دامن عفت مین داغ آ جائیگا
کب تک ہین تمہیں یہ ساتھ — جب اکیلا ہون گا جی گھبرائیگا
تو جفا سیکھی وفا کی اور ترک — اب جو دل دیگا بہت پچھتائیگا
مبتلا عشق نہ کہین سکے — حال زار اپنا ہمین یاد آئیگا
کیا ملیگا جو ستم گر سے — اشک رکتے ہی پسینا آئیگا
خودکشی مین وجہ بتایا نہ پوچھ — پھر ترا نیا مجھکو یاد آ جائیگا
کھل گیا اون پر چھپا سکے جو راز — اب نظر جھپکی کی دل شرمائیگا
آ گئی مین سکے آنکھ ہو یا نہ ہو — کچھ نتیجہ تو شکل ہی آئیگا
بدگمان ہو نہین زر وا دشمن سے وہ — پھر جو کہدونگا یقین آ جائیگا
طول کھینچا آرزو لپٹ کا — مطلب دل دیکھو پھر رہ جائیگا
آرزو اوس سے ہوتا کو وصل کی — ہم کہے دیتے ہین تو پچھتائیگا

یہ غزل نازنین اس طرح گائی کہ سب کے دل بھر آئے تو اور وہ نازنین اونکو واقعات گذشتہ یاد آگئی جو نہایت طبیعت بگڑی اونکا دل بھی بھر آیا حیات زرین پوش تو بیخود ہو گئی اور وطن مین پھر نازنین کے لپٹ جاتی تھی عجیب رنگ کی صحبت رہی اب نازنین نے کہا کہ رات زیادہ آ گئی اب مین جاتی ہون حیات زرین پوش نے کہا کہ اب ایک جام مجھے پلا دو اور ایک جام ہمارے ہاتھ سے پی لو یہ کہکر صراحی پری وشانی اوٹھائی عجیب رنگ کی شراب تھی کہ آنکھون مین کھبی جاتی تھی جام بلوری بلوری لبریز کرکے نازنین کو دیا اور نازنین نے جام لبریز کرکے حیات زرین پوش کو دیا دونون نے وہ ساغر پی لیکن نازنین نے جام پی کر منہ بنایا اور کہا کہ یہ شراب ہم کس طرح سے منگاتی ہو نہ معلوم ہوا یقین الیسی شراب کی جا دی نہین ہین حیات زرین پوش نے کہا کہ پھر تم بتا جاؤ گی کیا کرنا

نازک مزاجی سے ڈرتی ہوں نہیں تو پوچھتی کہ تم کیسی شراب پیتی ہو نازنین نے کہا کہ تم خود پیکے
پینے کی شراب ہوگی حیات زرین پوش نے کہا کہ پینے میں کیونکر فرق معلوم
ہوگا نازنین نے کہا کسی کو بھیجکر میری کشتی جو کشتی ہے منگواؤ میں ابھی پلا کر دکھا دوں
یہ سنکر حیات زرین پوش نے ایک خواص سے کہا کہ جا کشتی پر سے کشتی شراب
کی اوٹھا لاؤ وہ اوسیوقت گئی اور کشتی اوٹھا لائی جسوقت نازنین نے کشتی پوش
ہٹایا و دیکھا تو حقیقت میں تین کنٹریاں رکھی ہوئی ہیں کہ ایک زعفرانی شراب سے
مملو ہے اور دوسری ارغوانی ہے تیسری کیتکی رنگ کی ہے لیکن نازنین نے ایک
کنٹری اوٹھا کر جام اپنے ہاتھ سے لبریز کیا اس لئے اس نزاکت سے شراب اونڈیلی
کہ معلوم ہوا کہ کلائی میں موچ آگئی مگر جسوقت حیات زرین پوش نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر
پیا تو بہت تعریف کی کہا اور بیوگی حیات زرین پوش نے کہا بس اب نہیں اس ایک جام
نے تمہارے ایسا چھکا دیا کہ ضرورت دوسرے جام کی نہیں رہی اور بیشک دعوی
تمہارا صحیح نکلا میری شراب ایسی خوشبودار اور مزیدار نہیں ہے اب نازنین نے اون ہونٹوں
سے کہا کہ تو منت خور یوں تم کبھی پیو کیا یاد کروگی کہ کسی نے شراب پلائی تھی یہ سنکر سب
لوٹ گئیں اور پھر ایک نے جام پھر بھر کے بے اندیشہ انجام پینا شروع کر دیا تینوں کنٹریاں
خالی ہوگئیں حیات زرین پوش بہت خفا ہوئی کہ تھوڑی سی پی لی ہوتی اب نہیں کہا بیٹی
وہ اسقدر عادی ہیں کہ کشتی کی کشتی شراب سامنے رکھی نازنین نے کہا نہیں نہیں میں کچھ ایسی
عادی نہیں ہوں نہیں تو کیا کوئی شربت کی طرح تمہارے یہاں سے شراب لیتی کہا ہاں بہنوں
اگرچہ تمہارے لائق تو نہیں ہے مگر پھر روز اچھی پیتی ہو آج بری ہی سہی پشیمان تو نہوگی
نازنین نے کہا کہ یوں خاطر داری کی پیتی ورنہ ضرورت نہیں ہے اور اب میں جاتی ہوں بہت
دیر ہوگئی دیکھئے امی جان کیا کہتی ہیں یقین ہے کہ بہت ناراض ہونگی اور عجب نہیں جو کل
آنا بھی نہ ملے حیات زرین پوش نے کہا یہ تو تم نے بری سنائی اگر ایسا ہے تو نہ جاؤ یہیں
رہو نازنین نے کہا کہ کیا خوب کیا تمہارے واسطے ماں باپ کو چھوڑ دوں یہ کہاں ہوسکتا ہے
حیات زرین پوش نے کہا تو مجھ سے قسم کھاؤ کہ کل ہیں ضرور آؤ گی نہیں تو میں تمکو
جانے نہ دونگی نازنین نے کہا واہ واہ یہ اچھی کہی میں تو ضرور آؤنگی اور اب اگر اجازت
ملیگی تو آؤنگی اور اگر اجازت نہ ملی تو تمہیں کو دعائیں دونگی کہ تمہاری وجہ سے میری یہ
چھوٹ حیات جادو نے کہا اچھا مجھے ٹھہرا لیتی چلو میں تمہاری ماں سے کہدونگی کہ یہ
میرے یہاں تھیں اور میں نے روک رکھا تھا انکی خطا نہیں میری خطا ہے مجھے جو
چاہئے سزا دیجئے نازنین نے جواب دیا کہ اب تم نے پورا قید کا سامان کر دیا مجھکو
اجازت نہیں ہے کہ کسی اجنبی عورت سے بات بھی کروں نہ کہ تمہارے یہاں
میں آنا اور پھر نہیں ساتھ لیوانا اگر ایسا ہو تو اماں ہے کہ زندگی میں نکلنے پاؤں گی
بس آپ بیٹھیں نہ زیادہ مہربانی نہ کیجئے حیات زرین پوش نے کہا
تو ایسی فکر تھی تو کس واسطے آئی اور لالچی نہ ہوئے نازنین نے جو اب دیا کہ اب
جو فقرہ وقت پہ میں پڑھے گا اور جیسی سمجھے گی ویسا کر دونگی بس اب نہ یادہ

نہ بالون مین لگاؤ یہ کہکر اوٹھی ساتھ ہی حیات زرین پوش بھی اوٹھی کہ مین تمہین پہونچادون
پس اوٹھنا تھا کہ ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا شراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوکر
گری پھر لیان دوڑین کہ یہ ہماری ملکہ کیا ہوا جو اوٹھی دھم سے گری جو اوٹھی دھم سے گری
یہانتک کہ سب چھینکین مار مار کر بیہوش ہوئین اتنے مین نازنین نے نعرہ کیا کہ ہم مہتر برق شامی
کے گذاریم کہ از دست من زندہ بسلامت روی یہ کہکر پہلے تو تمام لباس و زیور حیات زرین
پوش کا اوتارا اور خنجر کھینچکر آواز دی کہ او فحبہ تیری آمد نے لشکر اسلام مین تہلکہ ڈال دیا
تھا یہ کہکر اسے ذبح کرڈالا بعد اس کے اور جتنی تھین سب کو مار کر زیور و لباس
اوتار لیا اور پشتارہ باندھا لیکن مرنا تھا اس ساحرہ کا کہ ایک تلاطم برپا ہوا آندھی چلی خاک
اوڑی تمام دریا متلاطم ہوگیا پریون نے لینا پکڑنا جانے نہ پاوے کا غل مچایا جب
کچھ قابو نہ چلا اور لاش پھٹ گئے پھٹ گئے ساکت ہوئی آواز دی کہ کشتی مرا نام من
حیات زرین پوش جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
پھر اسکے سر پھٹنے سے روانہ ہوگئے جسوقت علامات سحر برطرف ہوئین اور روشنی
ہوئی برق شامی نے سوچا کہ اگر اسکی خالہ کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا کریگی اب یہان ٹھہرنا
مناسب نہین معلوم ہوتا یہ مشورہ دل سے کرکے پشتارہ پوشاک و زیور کا موڑھے پر رکھکر
روانہ ہوا اسے یہ لیکر اسطرف جاتا ہے لیکن حال بیان کیا جاتا ہے قہر نگار سحر برہنہ کا کہ یہ
اپنے خیمہ مین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی تھی اور سحر جگا چکی تھی اب عیارون کے خوف سے یہ جاگ
رہی ہے کہ مبادا کوئی چور غافل پاکر اپنا کام کر جائے صبح کو جنگ ہے آدھی رات اور گذار دینا چاہیے
یہ خیال کرکے سوتی نہین ہے کہ یکایک اسکا دل گھبرایا اور خیال آیا کہ چلکر اوس چھوکری کو دیکھ
آؤن لڑکیان لڑکیان سب ایک جگہ ہین ایسا نہو کہ قلعہ سے سیر کو ادھر اودھر نکل جائین تو
عیارون کے ہاتھ سے بچنا انکا دشوار ہوگا ابھی سب اکٹھا ہین دھوکا ضرور کھا جائینگی یہہ
خیال کرکے اوٹھی اور زیر پرواز پیدا کرکے قلعہ کی جانب روانہ ہوئی لیکن جسوقت
قلعہ مین پہونچی تو سناٹا دیکھا سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے سب سو رہے ہین لیکن اندر قلعہ
کے گیا دیکھتی ہے کہ حیات زرین پوش برہنہ ذبح کی ہوئی پڑی ہے بلکہ ساتھ والیان
بھی پڑی ہوئی ہین ایک زندہ نہین بس یہ دیکھتے ہی اس نے سر پیٹ لیا اور رونے لگی
بال اپنے نوچ ڈالے کہ مین عظمت سحر ساز جادو کو کیا منہ دکھاؤنگی ہائے یہ کیا غضب
ہوا کاش مین مرجاتی اور یہ زندہ رہتی یہ کہکر بہت روئی اور لاش کو حیات زرین
پوش کی آغوش مین لیا اور قلعہ کو مٹا دیا وہان سے اپنے خیمہ مین آئی کہ کل صاحبقران
کو سر میدان ذلیل کرکے عوض اسکے خون کا کرونگی لیکن اب حال خضران بن عمرو خواجہ
[illegible] کا سنیے کہ یہ بھی تلاش مین حیات زرین پوش کے روانہ ہوئے تھے اول لشکر
کفار مین گئے اور پتا لگایا کہ دریا کنارے قلعہ آہن مین پوشیدہ ہے وہانسے دریا کیطرف چلے
[illegible] ڈھونڈھا مگر پتا نہ پایا سبب یہ تھا کہ قہر نگار سحر برہنہ نے اوٹھا لیا قلعہ کو نگاہون سے
پوشیدہ کردیا تھا عجب پتا قلعہ کا نہ ملا اور رات کم رہی تو دریا کنارے سیر کرتے
ہوئے اپنے لشکر کیطرف [illegible] چلے جاتے ہین دیکھا کہ ایک نازنین ہوا بچکی پر سوار نہایت

تیزی سے دھار اکاٹتے چلی جاتی ہے صورت اوسکی دیکھکر دل بھر آیا آواز دی کہ ارے تو کون
ہے اور کہاں جاتی ہے جواب دیا کہ مین دختر ہون گرداب شاہ کی سیر دریا کو آئی تھی اب
اپنے گھر جاتی ہون خضران نے کہا کہ ایک بات ہماری سنتی جاؤ اوسنے رکھائی کے ساتھ جواب دیا
کہ نہین کیا غرض ہے ہم ایسے ویسون کی نہین سنتے خضران نے کہا کہ تمہارے فائدہ کی بات
ہے جواب دیا کہ مجھے فائدہ درکار نہین ہے یہ سنکر خضران نے کہا کہ ملکہ ٹھیرین و مین آتا ہون کہا
آچکا تو کیا کریگا بس یہ سنتے ہی آپ نے ایک ڈونگی زنبیل سے نکالکر دریا مین ڈالی اور
بیٹھکر اوس ڈونگی پر مورپنکھی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز چلائی ڈونگی کہ قریب پہونچ گئی
وہ نازنین مجبور ہوئی اور کہا کہ دیکھو میرا پیچھا نہ کرو یہ اچھی بات نہین ہے کہا جہان جہان کہان
جاتی ہو عجب اسنے دیکھا کہ اب اس سے بھاگ کر نکلنا دشوار ہے تو نازنین نے کہا کہ مرشدزاد
کیون میرے پیچھے آتے ہو مین ایک بلا سے ڈر کر بھاگا ہون اتنے مین خضران نے غور سے
دیکھا اور کہا کون برق ثانی جواب دیا کہ جی مین ہی ہون خضران نے کہا کہ تو کہان گیا تھا
کہا کیا عرض کرون موت کے منہ مین گیا تھا مگر خدا نے بچایا لیکن ڈر لگا ہوا ہے کہ آفت آیا چاہتی ہے
کہا ارے مفصل بیان کر برق ثالث نے تمام واقعہ حیات زرین پوش کے مار ڈالنے
کا بیان کیا کہ مین اس صورت سے پہونچا اور یون بیہوش کرکے مار ڈالا خضران نے کہا کیا
مار ڈالا اسنے جواب دیا کہ جی ہان عجب نہین ہے جو اوسکی خالہ تعاقب مین آئی ہو بھاگیے خضران
نے کہا کہ غضب کیا اور ڈونگی اپنی بھی بھگائی اور برق ثانی نے اپنی مورپنکھی اوڑائی
دونون دریا کنارے پہنچکے خضران نے اپنی ڈونگی اور برق کی مورپنکھی دونون کو داخل
زنبیل کیا اور کہا آتو بھی عجب پارہ ہے برق ثانی نے تو انکی فقرون سے خوب آگاہ ہے کہا مجھے
رہنے دیجیے خضران نے دیکھا کہ ایک پشتارہ لیے ہے پوچھا کیا ہے کہا گہنے کہ زیور وغیرہ اسکے پاس
ضرور ہے مین نے دیکھا تھا کہ حیات زرین پوش گہنے مین لدی ہوئی تھی کہا ارے
برق تو نے بڑا غضب کیا کہ حیات زرین پوش کو مار ڈالا ارے کوئی ایسا غضب
بھی کرتا ہے کہ ایسی نازنین کو یون ذبح کرتا ہے بخت تیرا ہاتھ بھی نہ تھرایا برق نے کہا
مین کافرہ سے محبت نہین رکھتا خضران نے کہا کہ اگر آئندہ وہ مسلمان ہوجاتی تجھے خیال
نہین کہ صاحبقران کس رغبت سے ساتھ حال اوسکا شاہزادہ فرخ آفتاب عالم سے
پوچھ رہے تھے یہ نہ سمجھا کہ اونکی منظور نظر ہے اب جسوقت صاحبقران سنینگے تو نہین معلوم
کیا قیامت ہوگی اتنا بتائے دیتا ہون کہ اب تو اپنے کو پوشیدہ کر اور بھاگ ورنہ یہ سنکے
کہ جسوقت یہ حال کھلا اور فرخ نگاہ نے امیر سے شکوہ کیا تو وہ سراسر تجکو گرفتار کرا کے فرخ نگاہ کی
حوالے کردینگے تمہین یاد نہین اکثر یہ ذکر آیا ہے کہ جد بزرگوار نے آسن بن الوہل کی ناک
کاٹ ڈالی تھی اس بنا پر کہ آسن نے سکندر غبار افگن کو تیر کا نشانہ کیا تو خود صاحبقران
نے خواجہ خواجگان کو پکڑ کر آسن بن الوہل کے سپرد کر دیا تھا اور جسقدر رنج اٹھایا وہ
امیر کو تھی وہ مشہور ہے اور عمرو سا شخص جس نے ہزارہا مرتبہ صاحبقران پر اپنی جان
سپرد کی سیکڑون جادوگرون کو مارا کس کس مصیبت مین امیر کے کام آئے مگر جب خود صاحبقران
نے کچھ مروت نہ کی یہ بھی اوس مین کا پوتا ہے اور بیٹا ہین وہ کچھ مروت کبھی نہین

کو صاحبقران اول سے بخشی اور طرہ او سپر یہ کہ تم نے جان سے مار ڈالا ہے ارے کاش زندہ پکڑ لایا
ہوتا تو یقین ہے کہ صاحبقران بہت کچھ انعام عطا فرماتے اور خوش ہوتے برق ثانی
نے کہا کہ میرے پاس مثل آگئے کوئی زنبیل تو تھی نہیں جسمین ڈال لیتا مجھے کھٹکا اوسکی شانہ کا بھی
تھا کہیں آنہ جاتے تو قیامت ہو جاتی جو کچھ ہوا وہ ہوا پچھتانے سے تو کچھ حاصل نہیں ہے
جو مقدر میں ہوگا وہ ہوگا خضران نے کہا کہ یہ مال تو میرے حوالہ کردو اسے تم کہاں رکھتے
پھرو گے برق ثانی نے کہا سبحان اللہ یہ وہی مثل ہوئی کہ دکھ سہین بی فاختہ کوے
میوے کھائیں خضران نے کہا میں تجھے کوا بنانا ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ نصف
مجھے دے نصف آپ لے لے ورنہ ابھی صاحبقران سے اطلاع کیے دیتا ہوں ساری
قدر عافیت معلوم ہو جاتی ہے اور اگر دیدو گے تو جان تمہاری بچانے میں کوشش ضرور
کرونگا آگے تمہاری قسمت ہے برق نے دیکھا کہ اب مال کے پیچھے جان جایا چاہتی ہے
بیشک یہ چلے ہیں صاحبقران سے کہہ دینگے پھر کچھ نہ بنیگی اور انکا اشتعال دلانا قتل ہی کرادیگا
مجبوراً نصف خواجہ کو دیا اور نصف مال اپنے قبضہ میں کرکے روانہ ہوا ادھر خضران چلے
برق ثانی سے کہہ دیا تھا کہ تو پوشیدہ رہنا ظاہر نہ کرنا رات کم رہی تھی لشکر میں پہونچ
ہوتے پہونچتے صبح ہوئی صاحبقران نماز سحری سے فراغ حاصل کرکے در دولت شاہی پر حاضر
ہوئے سرداران عالی مرتبت یکے بعد دیگرے آ آ کر جمع ہوئے سواری بادشاہ
اسلام کی بصد احتشام برآمد ہوئی اول صاحبقران کا سلام ہوا بادشاہ نے سینہ پر ہاتھ
رکھکر جواب دیا کہ تمہاری جگہ دلمیں ہے بعد اوسکے سرداروں کے سلام ہوئے بادشاہ
ہاتھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہوئے میدان کارزار کیطرف متوجہ ہوئے
ہمرکاب ... ان پایہ تخت تھامے ہوئے چلے جسوقت سواری عرصہ کارزار میں پہونچی تخت
بادشاہ اسلام قلب لشکر میں قائم ہوا صاحبقران باقبال چالیس قدم مرکب اپنا
بڑھا کر دائرہ صاحبقرانی قائم ہوئی اور سردار دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے
ہوئے ... حضرت ہیبت آسمان شگاف ہوا حکم دیا کہ اپنے لشکر کے صفوں کو
درست ... اور آپ لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے جسوقت صفیں آراستہ ہو چکیں
... مصروف نقابت ہیں کہ یکایک لشکر کفار سے قہرنگاہ سر برہنہ پامال پریشان
گریبان چاک ... پر خاک ملے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری چہرہ پر رنج طاری ایک
لاش گود میں لیے ہوئے سینہ سے لپٹائے صف لشکر سے نکلکر میدان میں آئے اور لاش
کو زمین پر رکھکر صاحبقران زمان کیطرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ بس اسی منہ پر دعوا
صاحبقرانی ہے کہ اس بیچارے کو عیاری سے ذبح کر ڈالا معلوم ہوا کہ تمہارے لشکر میں
... نہ تھا جو خوف زدہ ہوکر یہ حرکت کی بس معلوم ہو گیا کہ تمنے صاحبقرانی ...
... نام بد کیا ہے لطف تو یہ تھا کہ معرکہ جنگ میں مقابلہ کرکے اسے قتل کیا ہوتا
... ذبح کر ڈالا صاحبقران باقبال نے جو یہ کلمات سنے آپ خیالات میں غرق
ہوگئے ... قہرنگاہ مجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی مجھے اس واقعہ سے آگاہی
ہوئی ... نہ تھا قہرنگاہ نے کہا کہ اگر تمہاری ... سے یہ قتل نہیں ہوئی ہے تو قاتل اسکا لا کر بتلاؤ

یا نہین فرمایا بیشک کہا اب عدالت کیا چاہتی ہے اور انصاف کا کیا مقتضا ہی فرمایا تم نام بتا تو
مین ابھی قاتل کو گرفتار کرکے تمہارے سپرد کرتا ہون جسطرح چاہو اوس سے قصاص لو نہنگاہ
سپہر بہتہ نے کہا کہ آپ کیسے حاکم ہین کہ پتا نہین لگا سکتے فرمایا مین تلاش کرتا ہون اوسیوقت
خضران بن عمرو سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کسکا فعل تھا خضران نے کہا مجھے کیا معلوم امیر ثالث
نے فرمایا کہا بھی قاتل کا پتا لگا تو سوا عیار کے دوسرے کا یہ کام نہین ہے خضران نے عرض کیا کہ
یہ بجا ہے لیکن جسکا فعل ہے وہ آپ قبولیگا ہنوز خضران کو برق ثانی کی سفارش کا
موقع بھی نہ ملا تھا کہ یہان یہ رنگ ہوگیا اب کون کہہ سکتا ہے سوا اٹھا لینے کے کیا چارہ تھا پھر
نہنگاہ سپہر بہتہ نے یہ گفتگو سنی عرض کی کہ دیکھئے مین خود ابھی نام و نشان سبکے سامنے ظاہر کئے
دیتی ہون یہ کہکر اپنے سر کو حیات زرین پوش کی گردن سے ملایا گلے مین ایک رومال باندھا اور
کچھ دانے ماش کے پڑھکر مارے کہ حیات زرین پوش اوٹھ بیٹھی نہنگاہ سپہر بہتہ نے
کہا کہ نام اپنے قاتل کا بیان کر اور سارا واقعہ صاحبقران سے اپنے قتل کا کہکر داد مانگ کہ
وہ عادل مشہور ہین بس یہ سننا تھا کہ لاش حیات زرین پوش کی گویا ہوئی اور بدیع الملک
کیطرف رخ کرکے کھڑی ہوئی اور پکاری یا صاحبقران مین اپنے قلعہ سحر مین بیٹھی ہوئی اپنے
ہمجولیون کے ساتھ سیر دریا دیکھ رہی تھی کہ ایک عورت نکلی بہتی ہوئی آئی اوسپر ایک نازنین
سوار تھی مین نے ہزارون منتین کرکے اوسکو بلایا کہ میری ہمجولی معلوم ہوتی تھی وہ بمشکل
میرے پاس آئی مین نے دوپٹہ بدلکر بہنا پا کیا اوسکے بعد مین نے اوسے شراب پلائی
اوس نے مجھے شراب پلائی مگر نہ معلوم اوس شراب مین کیا شے ملی ہوئی تھی کہ مین
بیہوش ہوگئی میری ساتھوالیون نے بھی پی تھی وہ بھی بیہوش ہوئین اسکے بعد
اوس نے نعرہ کیا تو معلوم ہوا کہ برق ثانی عیار تھا نازنین نہ تھی اب آپ عادل ہین
آپ سے اپنے خون ناحق کی داد چاہتی ہون صاحبقران نے فرمایا کہ بیہوش کرنے کے بعد کچھ
ہوشیار کرکے کچھ کہا بھی تھا یا نہین حیات زرین پوش نے کہا جسقدر واقعہ تھا سب
مین نے بیان کیا مین بیہوش ہونے کے بعد اوسوقت ہوشیار ہوئی جبکہ گردن کٹ چکی تھی اور
روح جسم سے نکلنے کو ٹھہر رہی تھی پھر بیہوش رہی تھی دست و پا کام و زبان اختیار سے باہر
رہی تھی ورنہ کیا وہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکل بھی جا سکتا تھا بس یہ کہکر حیات زرین
پوش پھر زمین پر گری اور معلوم ہوگیا کہ مرگئی اوسی ہیئت اصلی پر آگئی اس لاش نے جو اوٹھکر
کہا اپنا خون بہا صاحبقران سے طلب کیا تمام لشکر اسلام و فوج کفار کا دل کانپ اٹھا جو اہل دل تھے
وہ تو چیخین مار مار کر رونے لگے مگر کوئی متنفس ایسا نہ تھا کہ جسکے دل پر اس واقعے کا اثر
نہ کیا ہو آپس مین ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ارے ایسی حسین نازنین و سال ایسا جمال
کہ اندھیرے گھر مین بیٹھے تو روشنی ہو جائے کیا اسوقت تک اوسکی ذات سے کسی کو ایذا
بھی نہ پہونچی جسکا عوض سمجھا جائے ہائے کیا ظالم شخص تھا جس نے اسکو مار ڈالا اور دن
کے جسم مین تو رعشہ پڑگیا کہ اب جان برق ثانی کی نہین بچتی معلوم ہوتی تھی واقعہ
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا یاد آگیا امیر ثالث کو شہزادہ حسن اسکے
پہلے ہی سے بہوچکے تھے جسوقت لاش نے اسکی صاحبقران سے فریاد کی ہو تو

جو حالت ہوئی وہ احاطہ تقریر سے باہر ہے دوسرے کا یہ ظرف نہ تھا کہ اسطرح خاموش کھڑا رہتا صاحبقران نے ضرغام آفتاب علم کو طلب کیا جسوقت یہ قریب آئی فرمایا کہ بیان اس لاش کا اصلی ہے یا سحر کا پھیر تک ہے اس لیئے کہ بیہوشی کے حالت مین اسے کیا معلوم کہ کس نے ذبح کیا ضرغام آفتاب علم نے عرض کی کہ حضور اس سے آگاہ نہین ہین یہ قاعدہ سحر کا ہے کہ جب ہمزاد کو مردے کے اوس کے جسم مین قوت سحر سے داخل کرتے ہین تو جو حالت اصلی ہوئی ہے وہ سب بیان کر دیتا ہے اس لیئے کہ انسان کی بیہوشی کے وقت ہمزاد نہین بیہوش ہوتا ہے بس یہ سنکر صاحبقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا اور صاحبقران نے فرمایا کہ جہان ہو ابھی گرفتار کر کے لاؤ اب خضرال کیا کہہ سکتا ہے فوراً روانہ ہوا عیارون کو حکم پہونچا ایک لاکھ نواسی ہزار بیباک بچہ تلاش کرنے لگا آخرکار اوسی وقت برق ثانی نے گرفتار ہو کر پیش صاحبقران حاضر ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے کیونکر حیات زرین پوش کو قتل کیا سچ سچ بیان کر برق ثانی نے سب واقعہ بیان کیا جسطرح لاش نے حیات زرین پوش کی بیان کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے آئین اسلام کے موافق زبان پر کلمہ سوزن کر کے مسلمان ہونے کو کہا تھا برق ثانی نے عرض کیا کہ جی نہین مین نے بسبب خوف قہرنگاہ کے قتل مین عجلہ ہی کی فرمایا کہ پس سبب کیجہ تو نے اپنے قصد سے کیا یا مین نے تجھے حکم دیا تھا برق ثانی نے عرض کی کہ آپ یقین ہے کہ اسوقت آگاہ ہوئے ہونگے آپکا فرمانا کیسا کہ مین نے ظاہر بھی نہین کیا تھا کہ مین اس ارادہ سے جاتا ہون فرمایا کہ اگر ایسی ہی خودمختاریان عیار کرین گے اور آئین اسلام کے خلاف حرکتین اونسے سرزد ہونگی تو مین کیا بلکہ دین کی بدنامی ہوگی لہذا اوسکو سزا دینا چاہیئے تاکہ اور لوگون کو عبرت ہو اور کوئی آئندہ ایسا حوصلہ نکرے فرمایا قہرنگاہ سر برہنہ سے کہ لو اسے یہ موجود ہے جسطرح چاہو اس سے قصاص اپنی بھانجی کے خون کا لو مجھسے کوئی عذر نہین ہے یہ سنکر قہرنگاہ قریب آئے اور ہاتھ برق ثانی کا پکڑ کر اپنے لشکر کیطرف لے چلے پس یہ دیکھنا تھا کہ عیاران لشکر اسلام کے تن بدن مین رعشہ پڑ گیا اور خوف سے تھرانے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ان لوگون سے ہم لوگون کو کسیوقت امید رعایت نکرنا چاہیئے اپنے پردادے عمرو کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہی آج انھون نے برق ثانی کے ساتھ کیا یہ لوگ بڑے ہی طوطا چشم اور بیمروت ہین زندگی بھر جانبازیان کین کن کن آفتون سے بچایا اگر ایک کافر کو اپنی طبیعت سے مار ڈالا تھا تو کیا قباحت تھی عیار کا کام ہی مکر و فریب ہے افسوس صد افسوس آج سے عیاری کی عزت کا خاتمہ ہو گیا لیکن قہرنگاہ سر برہنہ جو برق ثانی کو ہمراہ لیئے ہوئے قریب لاش حیات زرین پوش کے آئی وہ مین سوچی کہ صاحبقران نے بڑی عدالت کی اور نہایت منصف مزاج ہو اب اس کے قتل کرنے سے حیات زرین پوش زندہ تو ہو نہ جائیگی قتل کرنا اسکا بیکار ہے بیکار کہ صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر آپکو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا در حقیقت آپ منصف و عادل ہین ورنہ کوئی دشمن کے ساتھ عدالت کو دخل نہین دیتا ہے اور مجھے بھی آپکا امتحان منظور تھا کہ دیکھون آپ گرفتار کر کے میرے سپرد کرتے ہین یا نہین ورنہ جسوقت

مین قلعہ مین حیات زرین پوش کی خبر کو گئی ہون اور وہان یہ واقعہ جانگزا دیکھا ہے تو
اوسوقت ایک ہور شبی کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا مین سمجھ گئی تھی کہ قاتل اسکا بھاگا جاتا ہے
مگر یہی سمجھ کر خاموش ہو رہی تھی کہ پہلے صاحبقران کے عدل وانصاف کو دیکھ لون بعد
اوسکے ہر وقت اسکا گرفتار کرکے قتل کرڈالنا میرے اختیار مین ہے لہذا اگر آپنے میری
دادرسی اور انصاف گستری کی تو مین بھی اسے رہا کرتی ہون اس لیے کہ اسکے قتل کرنے
سے حیات زرین پوش زندہ نہو جائیگی یہ کہکر برق ثالث کو چھوڑ دیا لیکن دوسری
روایت یہ ہے کہ فہمیدہ نگاہ نے برق ثانی کو بھی قتل کیا اور رونے لگی لاش حیات
زرین پوش کی دفن کی بعد اوسکے برق ثانی کو ایک گڑھا حیات زرین پوش
کے قبر کی پائنتی کھود کر توپ دیا متصل قبر حیات زرین پوش بیٹھکر بین جگر خراش کرنے لگی کہ
اے حیات تو نے حیات کا مزا کھو دیا زندگی مجھکو بھی تلخ و دشوار ہے مجھے جلدی بلا اس لیے
کہ اگر مین یہان سے زندہ پھر گئی تو تیری مان عظمت سحر ساز کو کیا منہ دکھاؤنگی اور افسوس
کس بہار کے زمانہ مین تجھپر خزان آگئی ایسے ایسے بین اسنے کیے کہ دیکھنے والے آنکھون مین آنسو
بھر لائے اسی حالت مین شام آگئی اور طبل بازگشت بجا صاحبقران عالیشان نہایت
رنجیدہ غمگین داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے سرداران اپنے اپنے خیمہ مین آئے پوشاک
رزم اوتاری لباس بزم پہنا کچھ دیر آرام کیا اوسکے بعد بخدمت بادشاہ اسلام حاضر ہوگئے
ہرج آفتاب علم بھی داخل بارگاہ ہوئی اپنی کرسی پر بیٹھی چونکہ صاحبقران کو نہایت ملول دیکھا
تھا خاموش بیٹھی رہی تھی بعد کچھ دیر کے خبر آئی کہ لشکر کفار مین پھر طبل جنگ بجا ہے یہان بھی
حسب الارشاد فیض بنیاد صاحبقران کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ
ہونے لگی ہرج آفتاب علم نے عرض کی کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اسلیے کہ طبل جنگ بج چکا ہے
صبح کو مقابلہ ہے یقین ہے کہ فہمیدہ نگاہ غصہ مین بھری ہوئی ہے قیامت کے سحر کریگی مین بھی اپنا
انتظام کرون اور کیا عرض کرون کہ حیات زرین پوش سے مقابلہ کی حسرت رہ گئی ورنہ یا تو
وہ شعلہ جو زبان سے اوس کے نکلتا تھا میرے ہی سینہ کے پار ہو جاتا اور یا جس زبان سے
وہ شعلہ نکلتا تھا مین اوسی کو پھونک دیتا مگر خیر اب انشاء اللہ تعالی کل اس خادم کی جانبازی
کا تماشا دیکھیئیگا یہ کہکر رخصت ہوئے جسوقت دروازہ بارگاہ کے باہر آئی خضر الیاس مجکو بھی
کسی بہانہ سے باہر بلا لایا اور ہرج آفتاب سے کہا کہ آپنے بھی کوئی فکر برق ثانی کے بچانے
کی [illegible] شاہزادہ ہرج آفتاب علم نے کہا اے خواجہ تم نے دیکھا کہ اسکا [illegible] ہی نہ ملا ورنہ
مجھے خود خیال تھا ضرور کہ صاحبقران سے سفارش کرتا اگر اسکا [illegible] فہمیدہ نگاہ نے [illegible] ایسا برہم
کر دیا کہ جا بجا گفتگو نہ رہی خواجہ رونے لگے اور کہا کہ دیکھیے مروتی اس عمر بھائی افسوس کہ ہمارے
بڑے کا ایک شخص ایسا گم ہو گیا کہ لوٹ گئی مین کبھی حیات زرین پوش کے فکر مین مبتلا تھا
کہ گرفتار کرکے صاحبقران کے [illegible] لیکن مجکو یہ راستہ نہ ملا اور نہ [illegible] معلوم کیونکر
پہونچ گیا اور اوسکو قتل کر آیا یہ کہیے کہ اوسکے پاس [illegible] کا راستہ نہین ہین [illegible] بات مین
ہم [illegible] یا یہ بھی کا کھوج سے رکھتا تھا برق اول کا نام اسی سے روشن تھا افسوس
کہ گلستان سے نام عیاری اور کارہا کاری جاتا رہا جسوقت ہرج آفتاب علم نے خواجہ

اُنکو بلوایا اور کہا کہ میرے ساتھ چلے آؤ عمر ثالث مہرخ آفتاب علم کے ساتھ چلے جس وقت تمام لشکر کو طے کر کے اپنے لشکر میں آئے اور ہاتھ خواجہ کا پکڑ کے ہوا سے اُن خیمہ میں داخل ہو دیکھا کہ ایک زن بیٹھی مسہری پر بیٹھی ہوئی ہے خواجہ ناموس شاہزادہ مہرخ آفتاب علم سے جھجکے مہرخ آفتاب علم نے کہا کہ آپ پردہ کی ضرورت نہیں ہے اور اس نازنین سے کہا کہ دیکھو یہ خواجہ سلامت کو تمہاری تلاش ہے اوس نے کہا ہاں میں کیا تم مجھکو ڈھونڈ رہے تھے تم نے اپنے بہنوئی سے کیوں نہ پوچھ لیا میں تو کئی روز سے اسی خیمہ میں ہوں عمران نے کہا کہ بھائی تیرا کون اور بہنوئی میرا کون ہے دیکھئے اسے شہزادہ مہرخ آفتاب علم اسکو منع سمجھیے میں آپکے خیال سے کچھ نہیں کہتا ہوں ورنہ سخت جواب دیتا نازنین نے کہا واہ واہ بھیا واہ کیا دنیا کا لہو سپید ہے کہ بھائی بہن کو نہیں پہچانتا تم نے خود میری شادی مہرخ آفتاب علم کے ساتھ کی دو لاکھ روپیہ اوسنے لیا ماں تمہاری راضی نہ تھیں تم نے دنیا کی طمع میں ایک بیاہ دو کے ساتھ میری شادی کر دی اسی بنا پر ماں تم سے ناراض ہو گئیں اسطرح یہ خبر بیان کر رہی ہے اور خواجہ بگڑ رہے ہیں کہ بڑی جعل ساز ہے مہرخ آفتاب علم نے کہا کہ کاہے ایسی عورت کو رکھنا اچھا نہیں ہے ورنہ کسی روز آپ پر بھی کوئی تہمت لگا بیٹھے مہر نے کہی کہ میرا اتنا فہم نہیں بلکہ اس سے زائد تھا خدا اپنی پناہ میں رکھے ان عورتوں سے میں تو اب جاتا ہوں یہ کہکر آپ چلے تھے کہ عورت نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا کہ بھاؤ گے کہاں ذرا سنئے تو جاؤ وہ جو زیور میرا درست کرانے کو لیے گئے تھے اب تک نہ لائے میں تو اماں جان سے تمہاری فریاد کرونگی بلکہ یہ کہونگی کہ اس نے میرے ساتھ بجز ایک فعل کیا ہے میں راضی نہ تھی اوسیدن جوتیاں لگوا کر دربار سے نکلوا دونگی گلی گلی کی ٹھوکریں کھاتے پھروگے نہیں تو ابھی میرا زیور دو آپ نے چاہا کہ بقوت تمام چھڑا لو ممکن نہوا ابتو آپ مہرخ آفتاب علم کی طرف پھرے اور کہا کہ یہ طاقت عورت کی نہیں ہو سکتی کہ اسطرح ہاتھ گرفت کرے کہ ہاتھ میرا چھڑا نہ سکے کیا یہ بھی ساحرہ ہے مہرخ آفتاب علم ہنسنے لگے اور کہا کہ یہ وہی ہیں جنکے واسطے آپ رو رہے تھے اور افسوس کر رہے تھے فرمایا کہ برق ہے اتنے میں برق فتانی ہنسنے لگی اور کہا کہ مرشد آپ کیوں رنج فرماتے تھے خدا بھلا کرے اس شہریار کا جس نے اپنے خیمہ میں پوشیدہ کر لیا تھا خواجہ نے کہا بیٹی تمہارا رنج ہمیں زیادہ تر ہے بیٹا ہمارا جو کچھ مال و دولت تم نے جمع کیا ہے وہ سب رائیگان ہوگا نہیں معلوم کہاں دفن ہوگا کس کے ہاتھ آئے اگر ہم سے تم کچھ کہہ جاتے تو ہم تمہارا تیجا چالیسواں بہت اچھی طرح کرتے ورنہ یہ بوجھ ہمیں پڑ رہا تھا اور مال مفت میں ضائع ہوتا خیر شکر ہے خدا کا کہ تم زندہ ہو برق فتانی نے کہا کہ آپکو مال ہی کی فکر رہتی ہے پہلے تو آپ ایسے نہ تھے لیکن جس روز سے آپ نے دریائے [illegible] کا پانی پیا اور وارث بادشاہ کے عیاری ہو گئے اوسی دن سے [illegible] خواجہ کی پیدا آئیں بلکہ اوس سے بھی بڑھ گئی ہیں مہرخ آفتاب علم نے کہا کہ ابھی خواجہ ابھی ضبط سے کام اپنا بردباری کو دخل دیتا تو بہتی ہیں اگر کسی [illegible] یاد رکھو کہ اگر افسوس لگاتے کو خبر ہو گئی اور آپنے صاحبقران کو [illegible] دیا تو یقین ہے کہ [illegible] اُن اسکے ساتھ مجھکو بھی [illegible]

دیکھ

دیر سے یہ کہو کہ وہ اپنے بھائی کے غم میں بحواس ہو رہی تھی کہ اوس نے پہچانا نہیں اور
بن نے اس کام میں نہایت عجلت کی کہ جسوقت برق کی تلاش ہونے لگی اور صاحبقران
کو غیظ آیا میں نے دیکھا کہ یہ غیظ ٹالے نہ ٹلیگا تو اتنے جلد اس کارروائی کو کیا کہ برق کو اپنے
خیمہ میں چھپا دیا اور برق ثانی کی صورت کا ایک دوسرا شخص بزور سحر بنا کر مجبور دیا جسے
گرفتار کر کے صاحبقران نے قہر نگاہ سر برہنہ کے حوالے کیا اور اوس نے قتل کر ڈالا
پر اوس بکا تہ کے فوج کا ایک خدمتگار تھا جو سحر سے آگاہ نہ تھا اب انشاءاللہ قہر نگاہ کے
قتل کے بعد خطا انکی صاحبقران سے معاف کرا دونگا ابھی انھیں پوشیدہ رکھا ہے میرے
خیمہ میں لوگ یہ نہیں خیال کر سکتے کہ عیار ہی اگر کوئی دیکھیگا تو میرا ناموس سمجھکر خاموش ہو رہیگا
خواجہ خضر ان نے کہا بہت مناسب ہے جبتک اسکی خطا معاف ہوگی وقت آئے
اوسوقت تک حضرت تو اپنی معمول کر بیٹھے خوب اسکی نگہبان رہیے حقیقت میں عورت کی عیاری
میں کیا غضب کا روپیہ اسپر آتا ہے کہ بار ہا میں نے دھوکا کھایا اور یہ عیاری اسکی خاندانی
ہے باپ اسکے دادا اسکے سب اسی عیاری کے بادشاہ گزرے ہیں یہ کہکر خواجہ نے
برق کو گلے سے لگایا اور رخصت ہوئے کہ اب یادہ میں نہیں ٹھہر سکتا ہوں جو پریشانی تھی
وہ شاہزادہ فیروز کی بدولت رفع ہو گئی یہ کہکر رخصت ہوئے اور خدمت صاحبقران
میں حاضر ہو کے امیر نے پوچھا کہاں گئے تھے کیا کہوں تمہارے قانون دنیا سے الگ
ہیں یہاں جسطرح پایا دشمن کو مار ڈالا اوسوقت قہر نگاہ کو دیکھکر آنکھوں میں خون اوتر آیا
جی چاہا ابھی جاکر مار ڈالوں لیکن تمہارے ڈر کے مارے چپکا چلا آیا برق ثانی کے
کی تصویر میرے آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے اگر طبل جنگ نہ بجا ہوتا اور دستور نہ گذر گیا ہوتا
تو آج ضرور میں اپنے نام پر طبل بجوا کر اس بیسوا سے خود مقابلہ کرتا پھر کل دیکھا جائیگا صاحبقران
زمان نے فرمایا کہ بیشک اگر تم جاکر قہر نگاہ کو بھی اسیطرح قتل کر آتے جسطرح عیارات زرین
پوش کو برق نے مارا ہے تو تمکو میں اپنے ہاتھ سے قتل کرتا اگرچہ برق کا بھی مجکو نہایت صدمہ
ہے اور تمہارا رنج اوس سے زیادہ ہوتا مگر میں خلاف عدل کبھی نہ کرتا خضر ان نے کہا کہ آپ
عجب چودھری کا کچھ پتا ہی ہے تو نے ساری جانبازیاں برق کی بھلا دیں اور ایک کافرہ کے قتل
کرنے کے لئے اوسکو گرفتار کر کے کافرہ کے حوالہ کر دیا یہ خون ناحق تیرے ہی گردن پر رہا جسوقت
پیش خدا پرسش ہوگی کہ کافرہ کے عوض میں مسلمان کو قتل کیوں کرایا تو کیا جواب دو گے
صاحبقران نے فرمایا کہ اپنی گور اپنی اپنی منزل ہے تم بچا کے نہ آتا خضر ان نے کہا
بچانا کیسا میں تو خود برق کیطرف سے گواہی دونگا کہ اسکی غرض نیک تھی بے خطا تھی
اوس بیچارہ کو قتل کروایا اوسوقت وہ بیکس تھا آج اونکا انتقام لیا جاتا ہے اور کیوں
الیسے یہ بتاؤ کہ جن جادوگروں اور عیاروں نے اہل اسلام کو قتل کیا تھا اونکے
بادشاہوں اور حاکموں نے کبھی مجرم کو ہمارے حوالہ کر دیا فرمایا اگر وہ بادشاہ عادل
ہوتے تو کافر نہ ہوتے اور میں عادل نہ ہوتا تو مسلمان کیوں ہوتا خضر ان نے خاموشی اختیار
کی کہ زیادہ منہ لگنا اچھا نہیں ہوتا غرضکہ دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیموں کو گئے تب
پہلے صاحبقران اپنے خیمہ میں آئے بادشاہ لشکر اسلام آرامگاہ میں تشریف لے گئے کہ

صبح کو معرکۂ قتال و جدال ہے تھوڑی دیر آرام لے لینا چاہیئے لیکن ساحروں نے تمام رات سحر جگانے تیاری جنگ میں بسر کی ہر طرف آوازیں یا سامری یا جمشید یا شداد کی اون کی بلند تھیں ڈیرو بج رہے تھے سنکھ پھونک رہے تھے انگیاریاں روشن تھیں بخور گوگل لوبان کا فور گندھک وغیرہ کا ہو رہا تھا کسی جگہ رال کا دھواں پھیلا ہوا تھا کسی جانب سرسوں کی چرا ہند ہی ہوئی تھی کسیطرف بال کنگھی کے بقصد نکل رہے تھے کہیں پر کالے آتش کے چمک رہی تھی کسی جا شعلہ لپک رہے تھے کوئی گھی کے چھینٹے آگ پر دے دے کر ہیروں کو اپنے ہوشیار کر رہا تھا کوئی تیل چھڑک چھڑک کر ہمزاد کو جو پکار رہا تھا ہر طرف مہیب صدائیں بلند تھیں کوئی بیٹھی بلبیدت کا ساغر جلوا کر بھینٹ دے رہا تھا کوئی خبیث مزاج خوک بچک سے مٹھا کر ڈھیر کر رہا تھا کسی نے بکرا بھینٹ دیا تھا کسی نے بھینسے کو جھٹکا کیا تھا کوئی ماش کے آٹے کا پتلہ بنا کر اوسمیں جادو پھونک رہا تھا خون انسان سے اوسکو نہلا کر دل کر دیتے اوسکو کھلا دیتے تھے زرہ بکتر خود چار آئینہ وغیرہ پہنا کر تلوار ہاتھ میں دیکر پردہ سحر میں پوشیدہ کر دیا تھا کہ وقت پر اس سے کام لینگے کسی نے اپنی سواری کے واسطے اژدر آتش فشاں تیار کیا تھا کوئی دائرہ پکار رہا تھا کوئی منتر سی پکار رہا تھا ہر طریقہ سے ہیروں کو قابو میں کر رہے تھے کوئی خوشامد سے کوئی دھمکی سے کہ وقت پر کام دیں اور جنگ سے منھ نہ موڑیں کسی نے انگشت چاک کرکے خون انسان کا مزا چکھا دیا تھا کہ دشمن پر حملے کے ساتھ جائیں اور کوتاہی نہ کریں کسی نے زبان میں سوئیاں چبھو کر لہو زبان کا پتلہ سحر کے ہونٹوں میں لگایا کہ خدا پرستوں کا خون دل سے اسی طرح پی لینا کوئی دو ہتڑ زمین پر مارتا تھا اور کوئی سر کے بال کھولکر چیختا تھا کوئی کچھ بڑ بڑا رہا تھا کوئی سر ملا رہا تھا کوئی دستک دے دیکر اپنے سحر کو عادی کر رہا تھا کہ جسوقت تالی بجاؤں سحر کام کرے اور دشمن سے بچائے اور اونپر حملہ کرکے اوسکو دکریسے مبہوت آسمان شگاف اپنے ہیروں کو جگا کر اونکو بھینٹ دے رہا تھا مواج گردباد اپنے سحر کو عجب عجب طریقوں سے جگا رہا تھا نئے نئے منتر پڑھ رہا تھا جنتر زمین پر کھینچ کھینچ کر ہیروں کو سامنے طلب کرکے اونکی خوراک بھینٹ دے دے کر بردبار رہا تھا کئی بیگناہ انسان اسنے ہٹا اسے لاکر ذبح کیے جو بچارے مسافر تھے اور نہ معلوم کہاں جارہے تھے قہر نگاہ سحر بہشت پر بنے اور سب سحر تو جگاتے ہی تھے کہ جنکا اظہار بر وقت مقابلہ ہوگا لیکن اس نے سحر حیات زریں پوش کو بھی اپنے تابع کیا ہے اور دلمیں کہتی ہے کہ غیر ساحروں پر اسی سحر سے کام لونگی اور اسی کے سحر کے عوض اسکے خون کا لونگی دفن کرنیکے وقت زبان کی نوک اس نے قطع کر لی تھی اور اوسے امانت رہنے دیا تھا جسوقت اپنے سحر جگانے سے فرصت ہوئی اور اپنے سحر تیار کر چکے تو اوس نے ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنائی اور ایک بیگناہ جسکو لشکر خدا پرستان سے پکڑ لے گئی تھی کہ وہ بیچارہ حد لشکر سے نکلکر دریا کی طرف جارہا تھا ورنہ شیخ آفتاب علم کی ہیبت سے لشکر کے اندر قہر نگاہ کچھ نہ کرسکتی تھی اور اگر ایسا قصد بھی کرتی تو حال کھل جاتا اور مقابلہ قبل از وقت

ہوجاتا یہ خیال کرکے گھات مین رہے جسوقت اس نے دیکھا کہ یہ اجل رسیدہ مسلمان حلقۂ لشکر سے نکل آیا ہے بس بقوت سحر ہاتھ اپنا دراز کرکے اوٹھا لائی اور خون سے اس بیگناہ کے اوس پتلی کو نہلایا اور کچھ اسم سحر دم کرکے وہ نوک زبان جو حیات زرین پوش کے دفن کے وقت قلم کرلی تھی اس پتلی کے منھ مین دی اور خون اپنے بایئن چھنگلیا کا اسکے منھ مین ٹپکایا کہ یہ پتلی گویا ہوئی اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا اے سحر حیات زرین پوش اپنے مالک کے خون کا بدلہ ان خدا پرستون سے لے اور سحر ساحران کا جواب دے یہ کہکر اوسی پتلی کو ایک شیشہ مین بند کرکے جھولی مین ڈال لیا اور منتظر وقت کے ہوئے یہان لشکر اہل اسلام سے کچھ دور پر مریخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو اوتارا ہے یہان سحر جگا رہے جا رہے عطر و گلاب و کافور و صندل سلگ رہا ہے کوئی کچھ لکیرین زمین پر کھینچ رہا ہے کوئی انگشت کے اشارے سے ہوا کو مسخر کر رہا ہے کسی نے زمین کو لیپ کر صندل کے چھاپے دیئے ہین کچھ پھول کیوڑے جوہی چنبیلی وغیرہ کے رکھے ہین مشعلین روشن ہین مریخ آفتاب علم نے مشک و عنبر اگر کے بخور سلگا کر تمام صحرا کو معطر کر دیا بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین کبھی بجلی اچک کر نظرون سے پوشیدہ ہوجاتی ہے کبھی ایک شعلہ سا لپک کر رہجاتا ہے کبھی پریان ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے آتی ہے کبھی دیو مہیب اپنی متابعت ظاہر کرکے نظرون سے پوشیدہ ہوجاتا ہے غرضکہ رات بھر مین جتنے سحر انکے تھے سبکو جگا کر نماز صبح تک فراغ حاصل کر لیا جسوقت سپاہ انجم میدان فلک سے شکست خوردہ گریزان ہوئے اور علم کہکشان سلامی ہوا بادشاہ شبستان یعنے ماہ درخشان کا چہرہ وہم فلک کے قبضہ سے نکلا اسنے بیرق و نشان سرنگون کر دیا وہیر فلک نے چہرہ مریخ و کیوان و مشتری و زہرہ کو قلم زد کیا تمام کشور افلاک عمل شاہ خاور مین آئے سپاہ نور نے ہر ہر مقام پر اپنا قبضہ کیا اور سپاہ سیاہی کو شکست دیکر گوشہ مغرب مین قلعہ بند کر دیا طبقۂ ارض کے رہنے والے خواب غفلت سے بیدار ہوئے اپنے اپنی حال سے خبردار ہوئے ٹھٹھرے ہوئے قافلون نے کوچ کا سامان کیا صدا سے کوس سفر نے بس ماندون کو پریشان کیا ساعز بتلاش معاش مین چلے امرا عیش شب سے فراغ حاصل کرکے عشرت روز مین مصروف ہوئے پہرے والون نے پہرا بدلا یا جاگنے والون نے سونے والون کو جگایا اور نیند نے جاگے ہوؤنکو سلایا پرند اپنے اپنے آشیانے سے نکلکر کوئی شاخ درخت پر زمزمہ سنجی کرنے لگا اور کوئی زمین کیطرف فکر شکم پروری مین چلا چرند گیاہ سبز کیطرف متوجہ ہوئے درندے تلاش شکار مین چلے باغون مین تا شگفتہ غنچے نسیم سحری کے دست اندازی سے کھل کھلا کر ہنسے اور کھلے ہوئے پھول ہر جگہ اکر شاخون سے زمین پر گرکر ثبات عالم کی خبر دینے لگے بلبلین بیقرار ہوکر نشیمن سے نکلین اور رشتے سے عاشق کیطرح گلون سے لپٹی لگین قمریان شمشاد و صنوبر پر اوڑکر بیٹھین طوق محبت گلے مین ڈالے ہوئے عشق کے دم بھرنے لگین فاختہ سرو سہی کے عشق مین لباس غم پہنے نعرۂ حق سرہ بلند کرنے لگی نسیم سحری نے سبزۂ خوابیدہ کو ہلکا جگایا اوسیکا درد خواب اوسکا زیادہ ہوا لالۂ کوہی نے خون سر فرہاد یاد دلا کر عاشق مزاجون کی جان شیرین کو تلخی مرگ یاد دلادی دامن صحرا کو کوڑیا لے نے پھولون سے بھر دیا

مشام جان کو ہر ذی روح کے نکہت گل نے معطر کردیا خداپرستون مین شور اذان بلند ہوا
شوق عبادت دوچند ہوا کفار مین سنکھ کی صدا سے شان بت پرستی نمایان ہوئی صاحبقران
عالیشان نے وضو کرکے نماز سحری کو ادا کیا اور صندوق اسلحہ وکشتی پوشاک رزم کو طلب
فرمایا اول لباس رزم تن پر آراستہ کیا زرہ بکتر خود پہنا چار آئینہ لگایا دستانے ہاتھون
مین پہنے موزے پاؤن مین چڑھائے اور اسلحہ مین سے صرف ایک سپر اور ایک تلوار
لے لی اور سب کچھ پاس سے برآمد ہوتے ادھر اور سردارون نے بھی آلات حرب وضرب کو
تن پر سنوارا لیکن بیکار سمجھکر اس لیے کہ اگر کوئی پہلوان ہوتا اوس سے مقابلہ کرتے شان
جانبازی دکھاتے داد مردی ومردانگی دیتے ساحرون کے مقابلہ مین جانا فقط باندھکر
کھڑے ہونا دوسرون کی لڑائی کا تماشا دیکھنا طبیعت پسند نہین کرتے لیکن کیا چارہ
ہے شکست و فتح تو منجانب اللہ ہے لیکن بظاہر دوسرون کے اختیار مین اپنا
کوئی قابو نہین شہنشاہ گوہر کلاہ آصف ثانی عین الزمان لوکا الزمان اسد ثانی وغیرہ
یہ سب عزیزان صاحبقران باقبال حاضر دردولت شاہی ہوئے تو صاحبقران
کو خود بادشاہ باستقلال وقار اہم بجا لاتے اور دم رفیقون مین لندھور ثانی ہشام بن بالک
مشغول ہوا کیا ہوا خون آشام رستم خان بن گنجاب رستم خان بن کاؤس نگی مقلو
بن رحیم خون آشام قارن بلند مکان وقاسے زنجیر خوار موت بن سارق
قیصر ہرام عاد بالوس عاد سالوس عاد صمصام عاد مقام عاد یہ سب نامور
سلمان آفتاب ... پایا تھا کہ دردولت پر جمع ہوئی وہان بادشاہ اسلام دارا
بن داراب سمین زرہ تاج شاہی سر چہار رقبہ شاہنشاہی در بر کئے ہوئے
ہوتا ہوا بصد جاہ واحتشام محل سے برآمد ہوئے سردارون نے ترتیب وار مجرا کیا
... نگرو بدی کی آواز دی کہارون نے ہاتھون ہاتھ تخت باہر لاکر کہارون کے کاندھون
پر رکھا اور سواری بادشاہ اسلام کی بصد جاہ وتجمل میدان کارزار کیطرف روانہ ہوئی
آگے آگے نقیب بولتا ہوا اٹھاتا ہوا صاحبقران باقبال گوشہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے
میدان کارزار تک آئے بعد سردار اپنے اپنے لشکر کیطرف ... ہوئے اور تیار
آراستہ ہونے لگین میمنہ ومیسرہ ساقہ کمینگاہ قلب جناح اگلا ہراول پچھلا چنداول ایک
دم مین درست ہوگیا اب صاحبقران باقبال ہوائیس قدم لشکر سے آگے بڑھ ...
صاحبقرانی کھڑے ہوتے ... نشان سے کہ علم اژدہا پیکر کا ... اوڑتا ہو آواز یا صاحبقران
یا صاحبقران آتی ہوئی ... قران بن عمر و رکاب سعادت ... اور سرداران نامی وگرامی
اپنے اپنے ... کے موافق دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوگئے ایک طرف
شہزادہ آفتاب ... اپنے ساحرون کے آگے ہوکے اور صاحبقران عالیشان سے عرض
کی کہ اگر اجازت ہو تو لشکر آگے بڑھکر صف آرا ہو کہ آپکی میدان داری مین حضور ان
جان نثارون کی لڑائی کا تماشا دیکھین فرمایا صاحبقران نے کہ آپکو اختیار ہے جس مقام پر
مناسب جانیے وہان کھڑے ہوکر تماشا جنگ کا دیکھا ہے لیکن اسکے بعد آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ خداوند
کریم آپکا حافظ ونگہبان ہے اس لیے کہ ان ساحران زبردست کا سامنا آپ تن تنہا سے ہوگا۔

بہ بینم کہ تا کردگار جہان — درین آشکارا چہ دارد نہان

دیکھا چاہیئے کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے شہزادہ ہزبر آفتاب علم نے عرض کی کہ فضل پروردگار اور آپکا اقبال چاہیئے تو کیا حقیقت ہے ان ساحرون کی ایک ایک انچھر کے یہ سب ہین صاحبقران زمان نے فرمایا کہ وہی خالق ذوالمنن معین و مددگار ہے جسکے واسطے ہم جاتے ہین اپنی ہتیلی پر لیے ہین یہ کہکر رخصت ہوتے اور اپنا لشکر سپاہ اسلام سے آگے بڑھاکر صفین قائم کین اور آپ بھر تیہ سوار ہی آگے بڑھکر دکھلاتے ہوئے کہ دیکھا فوج کفار کے ساحر بھی میدان حرب مین آکر پہونچے ایک لاکھ بیس ہزار ساحر بلا تے بد آفت کے پر کالے جھولیان سنجھولیان کاندھون پر ڈالے کوئی گرگ سحر پر سوار کوئی پلنگ پر بیٹھا ہوا کوئی فیل کو زیر ران کیئے کوئی اژدر سحر پر سوار منہہ سے اژدر آگ نکلتے ہوتے اسیطرح مختلف جانوران سحر پر سوار ڈھولے ڈبرو بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ترسول پھول ہاتھون مین جھولیان اسباب سحر کی کاندھون پر لٹکاتے ہوئے اونمین ترسول ناریل ترنج کچھ سوئیون کا گولہ فولادی خاک قبر شدی وغیرہ جھولیون مین پڑے ہوتے تھے ہاتھون پر دیئے ہوئے قشقے کھینچے ہوئے آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوند اگون تا جا ہی کی بلند آگے آگے بہوت آسمان شگاف نار فسون اسکے ہاتھون مین بیٹھے ہوئے آنکھین سرخ رنگ سیاہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو ساغر خون سے پیئے ہوئے ہین بہار سے پہلے ہین ایک طرف ہوا رج گرد باد جاد و نماکیسی لباس پہنے ہوئے اژدر سحر پر سوار بات بات مین منہہ سے دہوان نکلتا ہو اسباب سحر سے آراستہ گلے مین بجاتے زنار آگ کا رسیاہ لپٹا ہوا ایک سانپ قہر نگاہ سر پر غضب ۔۔ بھری ہوئی اسباب سحر سے آراستہ ہو آگے بڑھکر اک تخت سحر پر سوار میدان جنگ مین پہونچے صفین آراستہ ہوئین اب نقیبون نے نکل نکلکر صدا دی کہ اے بہادران صف شکن و دلاوران تہمتن پیروزنام و ننگ ہے دیکھا چاہیئے آج کون کون میدان حرب و ضرب مین داد مردی و مردانگی دیکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرتا ہے اور کون کون باقیح و فیروزی واپس ہوتا ہے اور کون کون خاک اور بار ذلت پر لیتا ہے ہان اسے جوانو آج نام رستم و سہراب کو پردۂ دنیا سے مثل حرف غلط کے صفحہ دنیا سے مٹادو اور اپنے شمشیر آبدار کی ضرب سے سکہ اپنی دلاوری و بہادری کا جاری کردو اس لیئے کہ مرنا ہر طرح سے ہے آج مرے تو کل مرے تو ایک روز سبکو فنا ہے او سی کی ذات کو بقا ہے کیسے کیسے بادشاہان اولوالعزم اس دنیا سے اسطرح چلے گئے اور وہ حشم و جاہ اونکا ایسا خاک مین ملگیا کہ اب کسی کا پتہ بھی نہین ہے ۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا — مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

جن بادشاہون کے رعب و داب سے فلک لرزتا تھا زمین جنبش مین آتی تھی آج اونکی ہڈیان و گوشت او نکے کیڑون نے کھا لیئے ہین قبر کا نشان تک باقی نہین ہے ۔

پاؤن پھیلائے تھے جنکا سامنے جاتے ہوئے — آج اونکے سر او تھے و ٹھوکرین کہا تے ہین

جنکے آغوش تمنا کے معشوق تمنا کرتے تھے آج وہی آغوش قبر مین ۔۔۔ حسن و نزاکت بھی نہین وہ خوش لباس جو پوشاک نفیس ۔۔۔

مین لیٹے ہوے پڑے ہین مسند نشینان حکومت کے واسطے بھی وہی بستر خاک ہی اور تخت نشینون کے لئے تختہ تابوت ہے ۔ ع

اشعار عبرت آثار

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تو کوئی نہین
آئینہ و ساغر بر باہم حیرت مین ہے دل آنکھین ہین نم
جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دوروز کا تھا سارا جھگڑا
جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اُنکھیاریون سے چلتی تھی صبا
بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ کچھ انجام ہے یہ
کل جنکو اندیشہ تھا حذر رہتا تھا تیر افگان بانکی نظر
قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے ہر قدا وسکے
ای آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا مضمون ہی نازک تر

سب دوست ہین اپنی مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین
یاد آتی ہین سکندر و جم اب تھوتا شا کوئی نہین
تخت اسکا نہ اسکا تاج اوسکا اسکندر و دارا کوئی نہین
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہی پوچھا کوئی نہین
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین
ایک شمع جلادی تربت پر جز داغ اب اپنا کوئی نہین
یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین
اوس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہین

اے بہادر و یہ تماشائی عالم پوشیدہ نہین ہے اس لیئے کہ کبھی صبح ہے کبھی شام کبھی دن ہے کبھی کبھی سردی ہے کبھی گرمی کبھی آفتاب عالمتاب کے دور دورے ہین اور کبھی مہتاب جہانتاب کا عمل ہے اس زندگی مستعار کا کیا اعتبار ہے ایک نفس کی آمد و شد پر دار و مدار زندگی ہے جسوقت یہ انتظام بگڑا ہستی عدم ہوگئی اور بقا فنا سے بدلگئی جب اعتبار زندگی نہین تو کس روز کے واسطے جان کو بچانا چاہیے بہادر کے واسطے تلوار کی موت سے بہتر موت نہین کیا معلوم اگر آج جان بچائی تو کل ایسی موت نصیب ہو یا نہو جسوقت نقیب نہیب و تکرسب ہٹ گئے دونون لشکرون مین ایک غل ہوا باجے جنگی بجنے لگے علم جلوہ گری پر آگئے رگون مین دلاورون کے خون شجاعت جوشزن ہوا اور پھر نگاہ سہر پرنہر کی آنکھون مین خون اوتر آیا دنیا نگاہون مین تاریک ہوگئی حیات زرین پوش کی تصویر آنکھون کے نیچے پھرنے لگی بس دل مین سوچی کہ اب زندگی بیکار ہے اس لیئے کہ بہتر ہوا گر عظمت سحر ساز سے میرا سامنا ہو یہ تصور کرکے اپنے تخت سحر کو اشارہ کیا کہ وہ مانند لکہ ابر کے میدان جنگ مین آکر قائم ہوا اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان مین حیات زرین پوش کے خون کے بدلے اگر تم سبکو بھی مٹا دونگی تو بھی یہ داغ میرے دل سے نہ مٹیگا لیکن مین جہانتک قابو پاؤنگی کوتاہی نہ کرونگی جس نے میرا سحر روکتا ہو اور جواب دیتا ہو وہ ہوشیار ہوجائے یا مقابلہ پر آئے اس لیئے کہ مین اپنا وار کرتی ہون مہرخ آفتاب علم نے جواب دیا کہ مین موجود ہون اور پہلے سے ہوشیار ہون جو بات تیرے ذہن مین اب بعد کو آئی ہوگی مین نے اوسکا پہلے سے انتظام کر رکھا ہے تو کبھی ہرگز نہ کرنا یہ کہکر اپنا تخت فیروزہ اور آگے بڑھایا اور کہا کہ بس مقابلہ مین تیرے آنا بیکار ہے انشاء اللہ تیرے سحر کا جواب یہین سے دونگا یہ سنکر پھر نگاہ سہر پرنہر نے کہا کہ آپ سے مقابلہ کرنے مین میرے واسطے ہر طرح بہترائی ہے اس لیئے کہ آپ وہ شخص ہین جنہون نے طلسم فیروزہ کو فتح کرایا فیصر صاف باطن کو مطیع اسلام کرایا اور بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی کو زیر کرکے مطیع اسلام کرایا آئینہ اندام جادو آپ ہی ذات سے شکست

کھاکر بھاگا اور یہان آکر پوشیدہ ہوا لہذا آپ ایسے عالی خاندان و بلند مرتبہ شخص سے مقابلہ کر کے اگر جان دی تو بھی باعث افتخار ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ماری گئی اور اگر مارا اور فتح یاب ہوئی تو سحر سازی کے جھنڈے گاڑ گئے تمام دنیا مین نام ہوگیا یہ کہکر اس نے وہی پتلی جھولی سے نکالی جسمین سحر حیات زرین پوش کو بند کیا تھا اور کہا کہ جا لشکر اسلام پر اور اپنے خون کا بدلا لے بس یہ کہنا تھا کہ وہ پتلی تڑپی اور تڑپکر قد مثل انسان کے دراز کیا اور لشکر اسلام کی جانب چلی ایک آدھ ساحر لشکر مریخ آفتاب علم نے جھپٹ کر روکنا چاہا لیکن پتلی نے آواز دی کہ کیا تو بھی میرے خون مین شریک تھا اس پر منھ کھلنا تھا کہ ایک شعلہ دہن سے نکلا اور جسپر گرا جلا کر خاک کر دیا اگر کسی نے سپر پر روکے جب بھی رد نہو سکا اور سپر کو توڑ کر سینے کے پار گزر گیا الغرض یہ حالت ہوئی کہ پتلی ادھر جا پڑی جس سے کہا تو میرے خون مین شریک تھا شعلہ نکلکر سینے سے پار گزر گیا اب تو ساحر رکے اور بلکہ جان بچانے لگے جس وقت ساحرون نے کنارہ کشی کی تو یہ پتلی لشکر صاحبقران عالیشان کیطرف چلی اور پکارتی کہ ہین تو آج تمہین اپنا خون بہا لیے نہ چھوڑونگی کیا حیات زرین پوش کا خون یونہی اوتر جائیگا جبتک زمین شفق گون نکرونگی اوسوقت تک مجھے صبر نہ آئیگا جانبازون نے بڑھ بڑھ کر اپنے سپاہیون کو سپر کیا لیکن پتلی نے جس سے کلام کیا شعلہ نکلکر اوسکے سینے سے پار ہوگیا بہت سے لوگ مارے گئے اور اب ایک تلاطم ہوگیا مریخ آفتاب علم کچھ دیر تو خاموش کھڑے رہے اس لیے کہ رد سحر کی ترکیب ذہن مین نہ آئی تھی دل مین کہتے تھے کہ اس لکاتہ نے بڑی چالاکی کی کہ سحر کو قید کر رکھا تھا کوئی نتیجہ حیات زرین پوش کے مرنے سے اہل اسلام کے فائدہ کا نہ نکلا اس لیے کہ ہنوز سحر اوسکا اوسیطرح موجود ہے اگر وہ خود زندہ ہوتی تو اور کیا مقابلہ کرتی اور فکر یہ تھی کہ ایسا رد سحر ہو جو قہر نگاہ تیغ کی کہ ہم نے کسی پر حملہ کیا تھا تو اوسکا جواب پایا تھا اس سے عرصہ گزرا اور ادھر قہر نگاہ سحر بہت سمجھی کہ میرا وار چل گیا بس اب یہی سحر سازی لشکر اسلام کے غارت کرنے کو کافی ہے اودھر لوگ کہہ رہے ہین کہ بادشاہ طلسم فیروز گوہر بڑے دعوے کرتے تھے اور اتنا بڑا نام تھا مگر اب کچھ بنائے نہین بنتی ایک سحر بھی اپنے رد نہین ہوتا مفت مین صد ہا جانین تلف ہو رہی ہین۔ شعر

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا	جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

مریخ آفتاب علم تو اسی شعر کے مصداق ہو گئے اوسطرف پتلی جدھر بلا کیطرح منھ کھولے ہوئے جاتی ہے صفون پر صفین اور پرون پہ پرے گرتے جاتے ہین کہ یکایک مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ او سحر حیات زرین پوش ادھر آ مین تجھے نام قاتل کا بتادون کیون بیگناہون کا خون کرتی ہے اور قاتلون کو چھوڑے دیتی ہے یہ سنکر پتلی اسطرف پلٹی کہ آپکا احسان ہوگا آپ ہی بتا دیجیے یہ کہتی ہوئی تو مریخ آفتاب علم کیطرف چلی شعلہ دہن سے نکلکر مانند تیر شہاب مریخ آفتاب علم کیطرف چلا بس جیسے ہی یہ شعلہ قریب

پہونچا ادھر صبح آفتاب علم نے پڑھا اسم سحر دم کیا رقعے کو مٹھی میں بند کر لیا اور قہر نگاہ
سحر بیں نے آواز دی اے لعین اسی سحر پر نازاں تھا قہر نگاہ کے ہوش باختہ ہو گئے لیکن
صبح آفتاب علم نے پھر کچھ اسم سحر پڑھا اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کا خون اس پتلی کے
منہ میں ٹپکا دیا وہ پتلی اٹھی اور اشارہ سے قہر نگاہ سحر بہ سحر کو بتایا کہ قاتل تیرے
مالک کی یہی ہے اور سارا لشکر اسکا شریک ہے یہ اوسکو لائی نہ وہ یہاں آکر قتل ہوتی
اب اسی سے خون کا بدلا لے اور وہ شعلہ جو مٹھی میں بند تھا اوسکو چھوڑ دیا لعین نے پتلا تھا
کہ اوس پتلی نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں پہلے میں نہ سمجھی تھی حقیقت میں اگر یہ نہ آتی
تو خواہ نخواہ سر زمین پوشش بھی طلسم کے باہر قدم نہ رکھتی اسی نے اوسکو قتل کرایا ہے
یہ کہکر وہ پتلی پاس آکر قہر نگاہ سحر بہ سحر کی طرف چلی قہر نگاہ نے جو دیکھا کہ میرا اسم سحر بے اثر ہوا
طرف آتا ہے ہاتھ پاؤں ہلانے لگی پیچھے ہٹنے لگی اور پتلی نے کہا کہ کہاں جاتا ہے تجھکو میں نہیں
زندہ چھوڑونگی … سچ کہتے ہیں شہزادہ صبح آفتاب علم کو میں نے … یہاں لاکر
اوسکو قتل کرایا اب یہ حالت ہے کہ پتلی آگے بڑھتی ہے اور قہر نگاہ پیچھے ہٹتی
جاتی ہے یہاں تک کہ دشت لشکر کے قریب ہو گئی اور لشکریوں نے بڑھکر روکنا
چاہا پتلی نے کہا معلوم ہوتا ہے تم لوگ بھی اس قتل میں شریک تھے جب تو
سامنے آتے ہو تم بھی لو یہ کہنا تھا کہ دہن سے شعلہ نکلا اور بعض ساحران بد خصال
پر مانند تیر شہاب … گرا اور سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا جس نے روکنا چاہا سحر چہرہ کی
پناہ کی شعلہ سحر … پہنچنے کے پاس گیا اپنے لشکر کفار کی بھی وہی حالت ہوئی چونکہ
لشکر اسلام کی … صاحبقران نے صبح آفتاب علم کی تعریف فرمائی کہ کیا خوب
اوسکے سحر کو اوسی کے طرف پلٹا دیا ہے خسرو ان بن عمرو نے کہا کہ میاں کی جوتی اور
میاں کا سر یہ مثل سنتے تو بہت تھے لیکن آنکھوں سے آج دیکھا ادھر اہل اسلام
ہنس رہے تھے اور فوج کفار میں تہلکہ مچا ہوا ہے پتلی چپک کر یہ آتی اور وہ آتی
جیسے … ہاتھ بیشمار سحر کرتے ہیں وہ تہ زمین پر پڑتے ہیں لیکن
پتلی سنتی … جلاتی پھونکتی قہر نگاہ کیطرف بڑھتی چلی جاتی ہے کہ یکایک قہر نگاہ کو غصہ آیا
اور اس نے ایک اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اچھا میں تجھکو تیرے مالک سے ملا دوں
پتلی نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے قہر نگاہ نے ایک اسم سحر پڑھتی ہوئی قبر … تھا
زمین پھٹی … پتلی کی طرف پتلی حملہ کرنے سے باز آئی اور قہر نگاہ کے ہمراہ ہوئی قہر نگاہ
قبر جیسا تھا زمین … اور انگشت شہادت کا خون … ٹپکا کر آواز دی
کہ … اور … مالک کو اس زمین میں ڈھونڈ لے
یہ سننا تھا کہ پتلی نے قبر پر گر کر … تو وہ خون چاٹا ساتھ ہی ایک شعلہ ہوا
بنکر قبر پر گری اور نظروں سے غائب ہوگئی ساحران لشکر کفار نے
قہر نگاہ سحر بہ سحر کی … تعریف کی لیکن ادھر صبح آفتاب علم نے
پکار کر کہا کہ … تیرے اس … کہ اپنی بلا اوروں کے سر ڈھونکی
… سکتا تھا تو جان و بچی … یا … سے کہنا ہوتا

یہ پہنچا کیا

ہو گیا ایک گرز سے پر ظلم کیا اس نے اس کو حیات نہ رہی پوشش کے چھونک دیا معلوم ہو گیا کہ مجھے اپنی
ہما بخش سے بڑی محبت تھی اگر وہ زندہ ہوتی اور اوس پر آنچ آتی تو بیٹھا تو سپہ سپر ہوتی مرصع آفتاب علم
نے جواب یہ بات نہین کہین قہر نگاہ نے یہ شہ ساحران عالم کے آگے ذلیل ہوئی اور خیال پیدا ہوا کہ بعد
جنگ جب ساحران طلسم ہزطاق داخل ہزطاق ہونگے اور گفتگو مرصع آفتاب عالم کی بیان کرینگے
تو بڑی بدنامی ہوگی اور عظمت سحر ساز شکایت کرینگی کہ ایک لڑکے کو نیچا کر مروا ڈالا طرفہ یہ
ساتھ کہ وہ سحر کر سکے اور لا سخن اوسکی بربادی تھی اس صورت پر خیر اب جو ہونا تھا وہ ہوا تقدیر
کی بدنامی سے نہین سکتی اسیر لڑ مرنا چاہیے اور زندہ پلٹ کر ہزطاق نہ جانا چاہیے بلکہ اگر فتح بھی حاصل
ہو تو بھی کسی اور طرف نکل جانا ہے [illegible] نہین یہ خیال کر کے اس نے کچھ سحر
دم کیا اور زمین پر پاؤن مارا [illegible] کہ سارا طبقہ ہل گیا زلزلہ پیدا ہوا جا بجا سے
زمین شق ہو گئی لوگ زندہ در گور ہونے لگے ایک قیامت برپا ہوگئی [illegible] اسکے ساحر و غیر
ساحر سب کی ایک حالت کر دی [illegible] سوار دن کے سنبھالے نہین سنبھلے
بارگاہیں اسطرح حرکت [illegible] جیسے طوفان مین ناؤ ہو [illegible] اکثر خیمے گر پڑے جو لوگ اچانک
[illegible] زمین پر گر پڑے [illegible] گیا جو گھوڑون پر تھے
اونکی یہ حالت ہوئی کہ گھوڑا [illegible] بعضون نے سنبھال لیا اور بعضون سے نہ سنبھل سکا آخر گر کر
مرنا شروع ہوئے جب یہ حالت دیکھی مرصع آفتاب علم نے آواز دی کہ اے قہر نگاہ یہ
تو تیرا اتنا نام سنا تھا لیکن اسوقت تو ایسا سحر کر رہی ہے کہ ہر معمولی درجہ کا ساحر کر سکتا ہے
یہ اور بات ہے کہ تیرا سحر بہ نسبت اونکے زوردار زیادہ ہے اب دیکھ تماشہ یہ کہکر کوئی
اسم سحر پڑھا اور دست دیگر آواز دی کہ اسے جال زمین سحر و ساحری روک دے
اور اسکو ایسی یہ کہتا تھا کہ ایک مقام سے طبقہ شق ہوا اور ایک لڑکی [illegible] پیدا ہوا ایک
میخ آہنی اور ہتھوڑا اوسکے ہاتھ مین تھا بیچ لشکر مین ہو نکلا اس نے وہ میخ آہنی زمین مین
ٹھونک دی کہ زلزلہ موقوف ہو گیا اور پھر پاؤن مار کر غرق زمین ہو گیا قہر نگاہ نے جو
یہ معرکہ دیکھا اور مرصع آفتاب علم کا طعنہ سنا بس اسنے غیظ مین آکر سر برہنہ کر دیا
بال بکھرا دیئے اور سر کو حرکت دی یہ معلوم ہوا کہ روز روشن ظلمت شب مین گرفتار
ہو گیا تمام صحرائے ہزطاق پردہ ظلمت معلوم ہونے لگا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا
دم گھٹنے لگے اور گھبراہٹ پیدا ہوئی نفس تنگی کرنے لگا ساحران شعلہ مزاج نے مشعل
سحر روشن کی کچھ نہ ہوا یہ معلوم ہوا کہ شب تاریک مین جگنو چمک رہے ہین اور
اس تاریکی سے ایسا دم گھٹا کہ لوگ ہلاک ہونے لگے یقین ہے کہ اگر وہ تاریکی
پہر پھر اوسی طرح چھائی رہتی تو ایک نفس نہ بچتا گھٹ گھٹ کر ہلاک ہو جاتے
یہ دیکھکر مرصع آفتاب علم نے ایک ناریل نکالا اور کچھ اسم سحر دم کر کے زمین
پر مارا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ہزارہا پتلی مشعلین ہاتھون مین لیے ہوئے
پیدا ہو گئے اور ہر چہار طرف پھیل گئے کہ روشنی مشعلون کی اوس تاریکی پر غالب
آگئی یہ دیکھکر قہر نگاہ نے سر پر ایک دوہتڑ مارا اور بال جھٹکے بالون کا جھٹکنا تھا کہ ہزار
ہا جگنو اسکے بالون سے پیدا ہو گئے پہلے تو مچھر کے برابر تھے پہر اونکی جثے ہو گئے

اب اونھون نے مثل کبوتروں تاؤ سے لگانا شروع کئے اور بلند ہو گئے انکے
تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ قد اونکے بالشت بالشت بھر کے ہو گئے اب تمام لشکر دیکھ
رہا ہے کہ یہہ کیا کرتے ہیں صاحبقران نے بھی ایسا سحر نہ دیکھا تھا غور سے ملاحظہ
فرما رہے ہیں اور دلمین کہتے ہیں کہ عجیب سحر ہے تھوڑا عرصہ اور گذرا تھا کہ دیکھا
وہ جگنو نہیں ہیں بلکہ ہاتھ بھر کے پتلے ہیں اور خنجر اونکے ہاتھوں میں چمک رہے ہیں
جسوقت سحر نے پوری ہیئت پیدا کی تو قہر نگاہ نے اشارہ کیا کہ لینا لشکر حریف
کو کہ ان لوگوں نے خود اونھوں سے سرکشی کرنا شروع کی ہے بس یہہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ پتلے
لشکر صاحبقران اور لشکر مریخ آفتاب عالم کی طرف چلے اور خنجر تان لیے سرداران
لشکر اسلام نے تلواریں کھینچ لیں لیکن پتلے آتے ہی لپٹ پڑے اسطرح آ لیے کہ یہہ
معلوم ہوا کہ تیر آیا جسنے پتلوں پر تلوار ماری تلوار تو ٹوٹ گئی لیکن پتلے کے جسم
پر چرکا بھی نہ آیا ساحروں نے سحر کئے سحر بھی بیکار ہو گئے اور کچھ نہ ہوسکا اور ساحران
لشکر کفار خوش ہو رہے ہیں اور قہر نگاہ کی تعریف کر رہے ہیں اور سرداران دیگران
لشکر مریخ آفتاب عالم میں اک غدر ہے پتلے سبکو لپٹ کر خنجر مارتے ہیں وہ ہلاک
ہو جاتا ہے پتلوں پر کوئی سحر اثر نہیں کرتا بلکہ سحر بھی پلٹ پڑتا ہے اک قیامت
برپا ہے جسنے پتلے کو آتے دیکھا ترنج سحر مارا ترنج پتلے پر پڑتے ہی پلٹ پڑا
اور اوسی کو ہلاک کیا اگر کسی نے گولا فولادی مارا اور پتلے کے سینہ پر پڑا اچٹا
گیند سا گولا ایک طرف نکل چلا گیا اب جو پتلہ لپٹ کر خنجر مارتا ہے ساحر دم بھر میں
پھڑک کر ہلاک ہو گیا ساحران لشکر کی تو یہہ حالت ہے جو غیر ساحر ہیں انکا کیا ذکر ہے
پتلے ہر ایک سے لپٹے ہوئے ہیں جان بچانا دشوار ہے اگر ایک کو روکا کلائی پکڑلی
تو دوسرا لپٹ پڑا تیسرے نے آکر خنجر مار دیا کوئی صورت مفر کی نظر نہیں آتی
ہے یہہ دیکھکر بہوت آسمان شگاف نے اک سحر کیا کہ آندھی چلی بڑے
بڑے پتھر اولے کر لشکر اسلام پر گرنے لگے لوگوں کو ہلاک کرنے لگے اور جسقدر
مشعلیں سحر مریخ آفتاب عالم سے روشن تھیں سب گل ہو گئیں پھر وہی تاریکی
چھا گئی ادھر تو آندھی اس زور و شور سے چل رہی ہے کہ سوار گھوڑوں پر سے
گرے پڑتے ہیں مرکب قابو میں نہیں ہیں منہ کے بل سے جاتے ہیں اودھر تاریکی
میں دم گھٹا جاتا ہے اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا
پتلے اسطرح آتے ہیں کہ اب دکھائی نہیں دیتے جسکے لپٹ کر خنجر مارا وہ ہلاک
ہو گیا تین آفتیں ایک وقت میں آئی ہوئی ہیں ادھر تو آندھی سے دم گھٹ
رہا ہے پتھر برس رہے ہیں خاک آنکھوں میں بھر گئی ہے جو ساحر ہیں
وہ سحر بھول گئے ہو رہے ہیں جسکے منہ میں تھوڑی سی خاک چلی گئی سحر فراموش
ہو گیا نہ بان اوٹھا سکتے جانی رہے اور پتلوں نے لاشوں کے انبار لگا رکھے ہیں
اس تلاطم میں لوگ دست بدعا ہوئے کہ اے رب پاک ذات اس
بلا سے کب نجات دے تین آفتیں ایک وقت میں آئی ہوئی ہیں

کس کس سے بچین اور کہا کہ یون مرنا تو ہر طرح ہے مگر اسطرح بیدست وپا ہو کر
مرنا عجب بیکسی کی صورت ہے پروردگارا صدقہ اپنے رسول برحق کا جنکو
تو نے غار مین بچایا اور سرچاہ مین حضرت یوسف کی مدد کی طوفان سے نوح کو امان
دی آتش نمرود سے خلیل کو نجات بخشی بلکہ اوس آگ کو گلزار کر دیا ہمکو بھی ان
بلاؤن سے نجات دے اور اپنے دامن پناہ مین چھپا لے ادھر تو یہہ لوگ مضطرب
الحال مصروف دعا ہین ادہر صبح آفتاب علم نے ایک ترنج سحر جوڑے سے نکالکر
اپنے نشان پر مارا کہ اک شعلہ بھڑکا اور تمام صحرا روشن ہوگیا اک بدر کامل اوس نشان
سے نمودار ہوا اور وہ تاریکی برطرف ہوئی صحرا روشن ہوگیا بھوت آسمان شگاف
جادو نے جو گھبرا کر اوس بدر کی طرف دیکھا تو عجیب قیامت دیکھی کہ چاند کے اندر اک
آفتاب محشر جلوہ گر ہے یعنے اک نازنین مہ جبین بصد عشوہ وناز بیٹھی ہوئی ہے گوشوارے
کانون کے چمک مین وہ برق ہے جو خرمن جان کو پھونکتی ہے سر سے پاؤن تک
زیور مین لدی ہوئی بال وہ لانبے لانبے کہ جان عاشق وبال مین پڑجائے بلکہ طائر دل
کے واسطے دام فریب ہین اور سیاہی اونکی شب فرقت وتاریکی مدفن کا نمونہ ہے
ہر حلقۂ زلف اک کڑی زنجیر کی ہے جسکی سلجھی اوٹھانا دشوار ہے یا اک ابر کالا ہے
جو آفتاب پر سایہ افگن ہے مانگ غیرت کہکشان جادۂ راہ ظلمات یا یون سمجھے کہ
اک لڑ سے موتیون کی کشتی حد پر مین رکھی ہے ماتھا ساتوین تاریخ کا چاند جسکی
صفائی سے چاند بھی ماند ہوتا ہے یعنی محفل حسن وخوبی کے شمع گوشش ایسے
خوبصورت کہ تمام اعضا کی ناک مین لومین کان کے مانند شعلہ شمع کے
فروزیر ہی ہین عارضون کے صفائی سے آئینہ بے نور غبار وکدورت سے
پاک یا یہہ سمجھے کہ دو چاند یا دو آفتاب ایک وقت مین پہلو بپہلو نمودار ہوئی
ہین لب برگ گل سے زیادہ نازک دندان رشک اختر وگوہر جنکے چاہ سے بجلیان
گراتی ہے چاہ ذقن کی چاہ یوسف دل کو خود گر پڑنے پر آمادہ کرتی ہے
سیب زنخدان کی تازگی روح افزائے دل پژمردہ ہے وہ صراحی دار گردن
کہ جسپر ہزار دن کے گلستین دیکہکر مست شراب محبت ہوجائین بس یہہ دیکہکر
بھوت آسمان شگاف مبہوت ہوگیا عشق کا دم بھرنے لگا اوس نازنین
نے اشارہ سے کہا کہ دور سے کیا دیکہہ رہے ہو پاس کیون نہین چلے آتے
یا کسی نے منع کیا ہے اسکے مین تو اس میدان کارزار مین تمہاری تلاش کو آئی
اور تم مجھسے دور بھاگتے ہو پس یہہ اشارہ کرنا تھا کہ بھوت دیوانہ وار اوسطرف
چلا لیکن ساتھ ہی نظر مواج گرد باد جادو کی بھی اس نازنین پر پڑی یہہ بھی اوسی طرح
دیوانہ ہوگیا اور پکارا کہ اس سے تو صورت مین ہزار درجے اچھا ہون مگر کیا قدرشناس ہو
کہ تم اس کالے بھجنگ دوزخ کے کندے تمباکو کے بندے پر فریفتہ ہوتی ہو بارے مین نے
کہا کہ تم مین وہ بات کہان جو اسمین ہے دیکھو تو یہہ زرد زرد آنکھین سیاہ رنگ مین کیا
لطف دیتی ہین جیسے شب تاریک مین دو جگنو چمک رہے ہین مواج نے کہا کہ مین [illegible]

سے کہا پھر یہ کیوں کر ہوسکتا ہے ہوا کہ تم اسکو مار ڈالو گے تو ہمارے ساتھ شادی
کرو گی مواج گرد و باد و جادو نے بہوست آسمان شگافت کو للکارا ایسے اوصاف آخر دار
آگئے نہ بڑھا تیرا اسقدر بھی اس قابل ہے کہ تو ایسی نازنین سے وصل کی خواہش کرے
بہوست نے پلٹ کر دیکھا تو مواج گرد باد وحشی کی دم بھرتا ہوا چلا آتا ہے بہوست
نے کہا کیوں شامت آئی ہے جا پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مواج
نے کہا کہ تیری بھی موت آئی ہے جو ایسی گفتگو مجھ سخت کلامی کرتا ہے غرض کہ اسقدر گفتگو
کو طول ہوا کہ نازنین نے آواز دی کہ بس معلوم ہو گیا دونوں زبان سے ہی ہو رہا
ہو اکسی سے کچھ نہیں ہو سکتا دونوں گوتا آگیا اور مواج گرد باد نے گولا فولادی
جھولے سے نکالا اور اسم پڑھ کر کے بہوست آسمان شگافت پر مارا جیسے ہی گولہ قریب
بہوست کے پہونچا اسی بہوست نے دیکھا کہ یہ خالی جانے والا نہیں ہے پاؤں
مار کر غرق زمین ہوا اور وار اسکا خالی دیا لیکن گولا جو زمین پر گر کر شق ہوا تو ایک بگولا اوس
سے پیدا ہوا اور ہر طرف چرخ مارنے لگا جیسے کوئی کسیکی تلاش میں ہوتا ہے
بہوست آسمان شگافت جیسے ہی سر زمین سے نکالا بگولے نے اکر محاصرہ کر لیا
اور بہوست کو گھیر لیا بہوست نے جلدی سے ایک شیشی آب سحر کی نکالی اور
پانی اوسکا چھڑکا گرد بیٹھ گئی اور بگولا غائب ہو گیا اب بہوست نے ترنج
سحر مارا کہ ترنج سے شعلہ نکلا اور مواج پر چلا جیسے ہی قریب پہونچا اسنے کچھ اسم پڑھ
کر پھونک دیا کہ شعلہ کچھ کر رہ گیا اب ان دونوں نے رد و بدل ہونے لگی سحر چلنے لگے
ترنج تا ترنج پھینکا سو ہزار ترسول پر سول بہر قسم کے حربے سحری کام میں آئے سحر علاج
کے سحر ختم ہو لئے زخمی دونوں ہو گئے مگر کوئی کسی پر غالب نہ آیا سلیقہ کہ دونوں
ساحر زبردست ہیں جو زیر اقالیم آتا ہے نازنین اوسکی تعریف کرنے لگتی ہے
کہ تمھیں ہی ساتھ نکاح کرونگی یہ دونوں جان لڑا کے بہر کے لڑ رہے ہیں اوسی
سرزمین آفتاب عالم نے کچھ اسم پڑھ کر دستک دی جا بجو گی ایک حوض طلائی کا
پیدا ہو گیا کہ چمن او سکے شمع کا نوری روشن تھی زبان شمع سے آواز پیدا ہوئی
کہ مشتاق یوں چلے اور عاشق مارے مارے پھریں ارے بہر تو اسوقت ہوتا ہے
جبکہ کسیکا خوف ہو یا معشوق راضی نہو اب دونوں طرف دل کی لگی کا اثر برابر ہے
اور کوئی مانع نہیں تو تمھیں کیوں دیر کیا کیجیے سوار سے ادھر آؤ پس اس آواز کے
سنتے ہی وہ تنکے جو لشکر سے لپٹے ہوئے تھے اسطرف چلے اور جو قریب حوض کے
پہونچا زمین پر تلوار ماری اور پروانہ شمع پر گرا اور جل کر خاک ہو گیا ایک
اور دو اور ہیں لگے وہ تنکے جلنے لگے کہ یا تو یا اطمینان تمام بہوست
آسمان شگافت اور مواج گرد باد کی لڑائی دیکھ رہی تھی اور چاہ رہی
تھی کہ اس کے دل اوا سی فریب میں نہ آئیں آپس میں لڑ کر جان دو
[illegible]
[illegible]

اور پھر بھی اس وجہ ہوں تلوار سے ساحری پر نازاں ہے قہر نگاہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آج کی جنگ کا انجام اچھا نہیں ہے اب جو تو کہتی ہے تو وہ چلے یا تو لڑ رہے تھے لشکر اسلام کے سردار اور سپاہیوں سے مصروف جنگ تھے یا پروا نہیں کر کے چلے جاتے ہیں اتنے مہرخ آفتاب علم کو آواز دی کہ بڑا سحر تھے پیر اور کیا کہ جسکو اتنی عمر سے ریاض میں بیٹھے تیار رکھا تھا اور ستمگر نہ دیا تھا کہ تاب بھی کسی کی جو روک سکتا مہرخ آفتاب نے قہر نگاہ کو بے دست و پا کرکے آواز دی کہ اور جو جو حیلہ ہوا سب بھی پورا کرلے اسنے جواب دیا کہ اب میں آپکے سحر کی مشتاق ہوں اور رنج میں جیسا تذریں پہنچ کے سبب سے ہوں اب آپ وار کیجیے کہ کام میرا تمام ہو سحر بھی مٹا اور وقت بھی ہوچکا کہا نہ لیکن طلسم سے طاقت میں باذن مہرخ آفتاب علم نے کہا کہ اگر تا امید ہوا اور یقین مرگ سے تو آکر مطیع اسلام ہو قہر نگاہ نے پہر نگاہ فکر و کہا اور کہا کہ تا بھی معافت میں ایسی شاہ طبیعت کی نہیں ہوں کہ دین بدل ڈالوں یہ آپ ہی سے کہ ایمان و کیش کو چھوڑ کر دین جدید اختیار کیا جسوقت وہ لڑتا ہے ایک کی فتح دوسرے کی شکست ضرور ہوگی اس میں جان سے خوف سے ایمان پر لانا تو کچھ اچھا فعل نہیں ہے بس اب آپ وار کیجیے یا تو مجھے آپکا سحر بھی وہ کیا اور یا جان دی لیکن جسوقت شکست سحر سا تر سے مقابلہ پڑیگا اسوقت آپکو معلوم ہوگا اور تو یہہ گفتگو تھی اور یہ صورت آسمان شگافتہ اور مواج کردیا وہیں جنگ ہورہی تھی سواج فیل مست بنا ہوا تھا اور بصورت آسمان شگافت پلنگ کی شکل ہوگیا تھا اسکا طاقچہ اور سکا پہسوں چلا چل رہا تھا اہل لشکر اسلام ہنس رہے تھے عیار پکار رہے تھے کہ کبھی کا پاس اور کبھی کا جیت اس فقرہ نے دونوں لشکروں کو بگڑکا دیا صاحبقران و بادشاہ اسلام نے منہ پر رومال رکھا اور مہرخ آفتاب علم بے ساختہ کھل کہلا کر ہنس پڑی اور ہزار دو ہزار سحر جو کہ شیر بنا ہوا تھا جب طمانچہ مارا تو گوشت کا لوتھ لیکیا اور فیل چیخ اور بھاگا اور کھڑی ہوکے کہا کہ شیر اور سکے پیچھے چھپا مہتہ دیکھا کہ اب بھی جان نہیں بچی پلٹ کر سر کھوکھلا بنا کر مارا کہ شیر بھی چیخ اور بھاگا اور یہ بھی تھوڑی دور پر بھاگا تا کہ شیر کہا ارے کہاں بھاگا جاتا ہے ٹھیر میں اور سکے ساتھ شادی کرلونگی تو نہیں رہا لگا شیر ٹھیر گیا اور دلاسا دیا کہ ہاتھی اور سے زیادہ چیخا اور شیر بھاگا جاتا تھا کہ شیر نے کہا ٹھیر میں اور سکے ساتھ شادی کرلونگی تو وہ بھاگیگا پھر ہاتھی بھاگا دونوں کے بزدلی تمام لشکر کھل گئی اور نازنین ترغیب دے کر لڑا رہی تھی کہاں تک بیان کروں کہ لڑتے لڑتے دونوں زخمیوں سے چور ہوکر بیٹھ گئے نازنین نے آواز دی کہ جو پہلے سے آکے آجائیگا اوسکے ساتھ شادی کروں گی یہہ سنکر دونوں اپنی جگہ سے اوٹھ کر دوڑے کبھی ہاتھی آگے اور شیر پیچھے کبھی شیر آگے اور ہاتھی پیچھے دونوں کو یہہ کہ کہ ہم پہلے پہنچیں یہاں تک کہ [illegible] پہنچ گیا کیس چلے ہی شیر سامنے سے ہو کر نازنین کے پیچھے آنے کی آواز دی [illegible] [illegible] ان سے چاہے کر نکلا اور پہر شیر نے گرا کہ شیر آتش [illegible] لگا اور سو [illegible] وہیں لیٹے لگا اب فیل جھکا تھا کہ نازنین نے کہا او [illegible] سے [illegible]

ہیئے اوسکو جلا دیا تو پیدا کیا سے اوپر آپ سنگ موج وطلسم خوش ہوا اگر اشتعال
میرے ہی واسطے اوسکو پھونک دیا ہیں جتنے ہی قریب تھا سے اوس
کی شعلہ چمک کر چلا اور فیل بھاگا کہا کہ وہی آفت تو اوسپر بھی آیا چاہتی ہے لیکن
یہہ ایسی آفت نہیں ہے جو ٹلے اسے شعلہ جو گرتا ہے فیل بھی جلنے لگا اور
تو شیر جلکر خاک ہوا اور وہ فیل جلکر گرا ان دونوں کا مرنا تھا کہ ایک طوفان
عظیم برپا ہوا زمین سے خاک اڑی آسمان سے سنگ برسنے لگے شعلے
لپکنے لگے آتشبازی برف باری ہوئی یہہ شور و غل مچا سے لگے پڑنے تا دیر تک ایک
حشر برپا رہا بعد کچھ دیر کے آوازیں مہیب پیدا ہوئیں کہ کشتہ ہوا نام میرا صورت
جادو و سواج جادو بود مست مرد و جاندار وطلسم شاہ عوض ہم اسے
جب طلسمات سحر برطرف ہو گئے اور میدان صاف ہوا دیکھا لاشیں
پڑی ہوئی ہیں کہ جا بجا سے گوشت بکھرا ہوا ہے اور جھلسا ہوا ہے لشکر والے
ان دونوں کے سر اپنا پیٹنے لگے خاک اوڑانے لگے سرداران لشکر اسلام
نے مہرخ آفتاب عالم کی بہت تعریف کی صاعقہ ان نے بھی تعریف
کی لیکن قہر نگاہ سر پیٹتی جلتی اسپر مہرخ آفتاب عالم نے بشکر دی کہ ناگاہ
آسمان سے ایک پری شیشہ ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوئی اور آفتاب عالم
کے سامنے آ کر عرض کی کیا حکم ہے فرمایا کہ دیکھ سامنے جو قہر نگاہ سر پیٹتی
کھڑی ہے انکو اسنے بھاگنے کی رست سے جا کر تم انکا غلط کرو یہہ حکم پاکے
کر انکو جنات زرین پوش سے طلسم کی سپر ہے اسیا جہاں وہ ہے وہاں
پہنچا پاجاتی ہیں یہہ سنکر وہ پری پرواز کر کے قریب قہر نگاہ سر پیٹتی کے
پہونچی کہا اے ملکہ تم رنجیدہ کیوں ہو قہر نگاہ نے کہا کہ تو کون ہے بولی
فقیر تیرا ہی عطر کا قصد ہے کرتا جاتی ہوں
بلا آتش سحر بہری نے کہا ادہر ملکہ کی طرف قہر نگاہ
نے افسوں کی کہ منہ سے شعلہ نکلا اور پری پر گرا کہ پری جلی ایسی ہوا
ہی کہ شعلہ گل ہو گیا اور پری آگے بڑھی قہر نگاہ نے کہا تو کیا ہے
کی اور پہنچی ہی اسیہ آفت شعلہ برسانے لگی اور پری پر
ہوا سے دیکر شعلہ بجھا کی ہوئی جلی جاتی کہ مہرخ آفتاب عالم
نے آواز دی کہ تو برابر اوسکی طرف بڑھی جا اور
اپنا کر سے دوانہ ہوا پری اوسکی طرف بڑھی نے آواز دی کہ قہر نگاہ
کیا آگ کر کیا تو بچ جائیگی سے کہکر قہر نگاہ
نے کھینچ مارے لیکن وہ شیشی جو سر پر تھی ٹوٹ گئی اور لوٹتی ہے
تو بجاے عطر کے ایک شعلہ گرا اور قہر نگاہ کو چار
طرف سے گھیر لیا پردوں میں اسکے آگ لگ گئی اور قہر نگاہ
مثل پتلا آتشبازی کے جلنے لگی ہر چند سحر پڑھا دو بانیاں کھینچیں مگر کچھ ہوا آخرکار اوسی جا تھی ایک

شعلہ جوالہ نکلا شعلہ سے لپٹ پڑی دونوں شعلوں مین داؤن پیچ ہونے لگے اور دونوں
شعلے نکلے ایک ہو گئے مہرخ نے آفتاب علم سے کہا کہ واقعی ہین یہہ بڑی لگا تہ ہے
کہ خود بھی شعلہ بن گئی کہ اسنے آگ کو آگ کیسا تکر جلا دیگی خبر سمجھا جائیگا پہر جاتی کہان
ہے اور اگر یہ سنتے ہی اوس شعلہ نے لشکر کفار کی طرف رخ کیا اور اسیطرح اشارے سے کام کرتا تھا
کہ دو دو لاکھ کافر کو ایک ایک کر کے شکار کرتا رہا پہر گرا اور پہر ایک ساحر کو پھونکنے جلانے لگا پہلے تو
ان ہزاروں نے سمجھا کہ وہ تو شعلہ ہے کوئی اپنا شعبدہ دکھاتا ہے نہیں رکھا کہ پانی برسایا جاہم آپ مین اوس
شعلہ کو گرا لیکن یہہ شعلہ دو پہر کا ہوا ہے وہ اپنے ہی سحر کا بنا ہوا ہے اتنے اتنے بڑے دو ساحرون
کے سحر مین الٹا یہہ شعلہ بدن پہنچ گیا ہے یہہ شعلہ پانی مین آگ لگا دینے والا ہے
کون اس سے بچ سکتا ہے آخر یہہ ہوا کہ صدہا ساحر جلے ہزارہا بھاگ کر
طلسم ہوشربا مین چلے گئے جو بچ رہے وہ دریا کی طرف بھاگا وہ بھی جانبر نہ ہوا اگر
پانی مین جا کر چھپا تو شعلہ نے پانی مین گرکر جلا دیا اور وہ اسیطرح صحیح و سالم نکلتا
ہوا پھر نکلا یہا تک کہ ایک واحد مین میدان صاف ہوگیا دو چار ہزار ساحرون کی لاشین
تو پڑی ہوئی تھین اور سحر و جادو کے بیشمار بے تحاشہ مال و اسباب کو کون پوچھتا تھا
جان بچانا دشوار ہو گئی تھین شعلہ نے ہزاروں کو جلا دیا تھا باقی لوگ فرار کر گئے تھے
شعلہ ہر گوشہ صحرا مین ڈھونڈتا پھرتا تھا جب اسنے کسی کو نہ پایا تو بیچ میدان کو آکر ہوا
پر ٹھہرا یا اور مثل تیر شہاب کے لشکر اسلام پر چلا صاحبقران نے مہرخ آفتاب
علم سے کہا کہ لو وہ آفت آپ ہی او پر آتی ہے یہہ کیا ہوا مہرخ آفتاب علم نے عرض
کی کہ اسے شعبدہ یاد ہے یہہ بڑی لگاتہ تھی اسنے اپنے کو سحر جسم بنا لیا ہے اور یہہ انسان
کی دشمن ہو گئی ہے خود وہ اپنا ہوا ہوگا غرض مقام پر الشان دیکھنے کی نہ نہ دہ
نہ چھوڑیگی دیکھئے مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہہ کہکر ایک خالی شیشی نکالی اور کچھ اسم سحر
دم کر کے آواز دی کہ ارے او دیر کہان جاتی ہے ادہر آ یہہ سنتا تھا کہ وہ شعلہ مہرخ
آفتاب علم کی طرف پلٹا اور مثل تیر شہاب تڑپتا آگے بڑھا اور پاؤن مین سنسنی پیدا
ہوتی تھی بس جیسے ہی یہہ شعلہ قریب پہونچا مہرخ آفتاب علم نے شیشہ اوسکا
شعلہ کی طرف کر دیا کہ شعلہ شیشی مین اوتر آیا بس فورًا انھون نے کچھ اسم
سحر دم کر کے کاک لگا دیا کہ وہ شعلہ بند ہو گیا یہہ نظارہ سنا دہانی پر جو
پڑی لوگ آپس مین گلے ملنے لگے صاحبقران مہرخ آفتاب علم کی طرف
بڑھے مہرخ آفتاب علم قریب صاحبقران کے آئے امیر ثالث نے تعریف
کی انھون نے سلام کیا اور عرض کیا کہ اقبال حضور سے خداوند کریم نے فتح
یاب کیا ورنہ کوئی کمی نہین کی تھی اور مہوت نے تو غضب ہی کیا تھا
کہ سحر مین اپنا سحر کر دیا تھا ایک دہو سایا تھا کہ دوسرا
سحر قیامت ڈھانے لگا یہہ کہکر اون دونون کو دیوانہ بنا کر آپس مین
لڑوا دیا ورنہ تین تین سحرون کے روکنے مین دیر ہوتی اور لشکر کے بہت سے
آدمی تلف ہوتے بادشاہ اسلام کو سرداران نے مبارکباد دی مہرخ آفتاب علم پر سے زر و جواہر نثار کر لئے ہو سکے

راہ مین خیال آیا کہ گنجور شاہ اور طوفان بن سرکش کا پتا نہ معلوم ہوا صاحبقران
نے فرمایا کہ بیشک اونکی خبر لینا بھی ضرور ہے یہی باتین کر رہے تھے کہ دیکھا جانب صحرا سے
دونون تخت سحر پر سوار چلے آتے ہین جب پہنچے آفتاب علم نے پوچھا کہ آپ لوگ کہان تھے اونھون
نے بیان کیا کہ جب جنگ ہوتے آسمان شگاف و صولت گرد یا دمانی کے گئے تو ہم قید سے چھوٹے
پاتے ہی کہ لشکر اسلام مین اگر شریک ہون کہ قہر نگاہ شعلہ پیکر نثار پر کری بار اسحر [illegible] سبب
[illegible] ہو رہا تھا اس سبب سے صحرا مین نکل گئے تھے جب
معلوم ہوا کہ لشکر اسلام نے فتح پائی فوراً حاضر خدمت ہوئے صاحبقران نے انکو بھی ساتھ
لیا اور داخل بارگاہ سلیمان جاہ ہوئے سب سرداران نے اپنے لنگرون کرسیون پر جلوس
فرمایا صاحبقران نے مرزی آفتاب علم سے پوچھا کہ یہہ بلا جو آپنے شیشی مین بند کر رکھی
ہے [illegible] جسوقت اسکی بہن عظمت سحر ساز سے سامنا ہوگا
اوسوقت [illegible] کام دیگا کہ وہ بھی ساحرہ زبردست ہے اب صاحبقران نے فرمایا
[illegible] طلسم طاق کی طرف چلینگے لہذا اوس روز کوئی صاحب
[illegible] بارگاہ مین جمع ہون یہہ کہکر دربار برخاست کیا
سردار [illegible] طرف [illegible] یہہ داستان تو اسی مقام پر چھوڑی جاتی ہے

اور اول احوال شہر فرنگو شہر کا آغاز کیا جاتا ہے

بربادی شہر فرنگو شہر جو [illegible] آفتاب پرست کے ہاتھ سے اور ارژنگ بن زمرد کے قتل و
ہوہو داستان بسبب اختصار کے دفتر آفتاب شجاعت جلد سوم مین کم کر کے تحریر کی گئی تھی لہذا اس مقام
پر بیان اوسکا ضرور ہے [illegible] سنو اسے ہمدم داستان [illegible] داستان و راویان
جادو بیان و ناقلان [illegible] دل افسردگان اس داستان مصیبت نشان کو یون تحریر کرتے
ہین کہ جسوقت [illegible] بیدار ملک آسمانی سے ملکہ ماہ پارہ کو لیکر جوا سے شہر
فرنگو شہر مین پہونچی [illegible] مصیبت دیکھی کہ جا بجا لاشین جلی ہوئی پڑی ہین کوئی غسل
و کفن دینے والا نہین ہے خاک صحرا نے تھوڑی بہت پردہ پوشی کی ہے صحرا
اسقدر سنسان ہو رہا ہے کہ دیکھنے والے کو خوف معلوم ہوتا ہے درخت جلے ہوئے ہین
زمین پر گیاہ کا نام نہین دریاؤن مین پانی کم رہا ہے جانوران درندہ و پرندہ
کوئی نظر نہین آتا ہوا سائیں سائیں کر کے چلتی ہے آگے بڑھ کر قبرستان ملاحظہ کیا
ٹوٹی پھوٹی قبرین اور پرانی قبرین جلی ہوئی ہین ہر [illegible] کی شکل قبرستان کی ہو رہی ہے شہر
چہار طرف [illegible] ریزہ ریزہ ہو گئے ہین یہہ نہین معلوم ہوتا کہ کون قبر کسکی ہے نام پتھر سے
مٹ گئے ہین لیکن [illegible] قبرون کے پتھر پڑھنا شروع کیے تو اپنے [illegible] رفقا کے نام
دیکھے [illegible] بہت [illegible] کہ وہ قبرین جو [illegible] خشخاش کی [illegible] قریب
اوسکے پہونچی دیکھا تو دو مجاور بیٹھے ہین قبرون کے پتھر سے معلوم ہوا کہ ایک
تربت خواجہ بازرگان کی ہے اور دوسرے قبر مالک بن ملکوت شاہ کی
[illegible] نے بیان [illegible] خواجہ بازرگان وہ شخص تھا جسنے [illegible] کو زمانہ
طفلی مین [illegible] کے پرورش کیا تھا اور مالک بن ملکوت شاہ [illegible] اسکی صحبت مین [illegible]

آخر میں سارے ایرج کے ملک فرغونیہ میں مسلمان ہوا تھا ایرج ان لوگوں کے واسطے بہت رویا اور وہ سب
ان لوگوں کی نگاہوں کے نیچے پھر رہی تھی وہ ملک جو کیسا آباد تھا آج ویران پڑا ہے عمارتیں خراب
ہو گئی ہیں ہر گلی کوچہ جنگل سے مشابہ ہو رہا ہے کوڑا پڑا ہے مکان خالی ہیں مکین مر کھپ گئے آرام کر رہے ہیں بالا خانے
اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے ☼ آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے ☼ جن تاج میں چمکتے تھے گوہر ☼
ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ کاسہ سر ☼ عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے ☼ نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے ☼
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے ☼ استخوان تک بھی اونکے خاک ہوئے ☼ اب نہ رستم نہ سام باقی ہے ☼
اک فقط نامی نام باقی ہے ☼ نہ ہو شیریں دکوہکن کا پتا ☼ نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا ☼
ایرج نوجوان اپنے ملک کی یہ حالت دیکھکر بہت روئے اور داخل قلعہ ہوا قلعہ کو بھی جا بجا سے
منہدم دیکھا چند روز یہاں قیام کیا پڑا جو لوگ خوف سے بر جنگیں آفتاب پرست کے بھاگ بھاگ
گئے تھے وہ خبر آمد ایرج نوجوان کی سنکر بہت خوش ہوئے اور حاضر ہوئے ایرج نے سب کو
تسلی دی اور کہا کہ اب میں ادمی کے تعاقب میں جاتا ہوں تم لوگ اطمینان رکھو اور پہلے کی طرح
شہر میں رہو سہو غرضکہ پھر سے شہر فرغونیہ آباد ہوا اب ایرج نوجوان یہاں سے کوچ کرکے
طرف ملک خاور کے چلے کہ وہاں وادی انکی خورشید خاوری رہتی ہیں انھیں [illegible] جاتا ہے

اور اول حال ملک خاور کی بربادی کا عرض کیا جاتا ہے

کہ بعد انتقال شاہزادہ لعل شہسوار کے شہر خاور کی یہ ملک قاسم کی ملکہ خورشید خاوری
دن رات رویا کرتی ہیں تصویر قاسم کی آنکھوں سے لگی پھرا کرتی ہیں [illegible]
اور حالت خراب ہو گئی [illegible] انھوں نے ایک نامہ بنام ملکہ رابعہ اطلس پوش کے تحریر کیا کہ یہاں شاہزاد
علمشاہ کی اور [illegible] ملکہ خورشید خاوری کی ہوتی ہیں مضمون نامہ یہ تھا کہ اے والدہ مہربان
جب سے قاسم نے انتقال کیا ہے دن رات پروردگار عالم سے موت کی خواستگار رہتی تھی اب یہ زمانہ آ گیا ہے
دعا کا قریب معلوم ہوتا ہے لہذا امیدوار ہوں کہ آپ تشریف لائیں [illegible] حالت میری خراب ہے اور [illegible]
اچھی طرح [illegible] یہ خط رابعہ اطلس پوش کو پہنچا تو گیتی افروز [illegible] کے پاس تھیں
انھوں نے بھی پڑھا اور بہت روئیں اور عرض کی کہ میں بھی چلونگی غرضکہ یہ دونوں شاہزادیاں
خاور میں آئیں خورشید خاوری نے رابعہ اطلس پوش کو سلام کیا اور گیتی افروز کو
پوشاک سفید پہنے دیکھکر اسقدر روئیں کہ روح جسم سے مفارقت کر گئی رابعہ اطلس پوش
اور گیتی افروز بہت روئیں اور خورشید خاوری کو دفن کیا سب نے لباس سیاہ پہنا [illegible] انکی
[illegible] خبر سنی ارژنگ بن زمرد [illegible] شہر خاور آیا [illegible]
[illegible] آسمان پیما [illegible] سے واپس چلے تھے انھوں نے [illegible]
قاسم کے [illegible] نکالا اور وقت [illegible] الماس خان خاوری [illegible]
قاسم کے ابھی تک [illegible] تھے لیکن انتہا کے ضعیف ہو گئے تھے پر بھی
باہر آئے لیکن رابعہ اطلس پوش صدمہ میں بہو کے [illegible]
ہر وقت رویا کرتی ہیں کبھی اپنے فرزند علمشاہ رومی کو یاد کرکے روتی ہیں کہ اولاد
ماں باپ کا سہارا ہوتے ہیں میں ایسی بدنصیب ہوں کہ بیٹا میری آنکھوں کے سامنے مرا

ہو مر گئی پوتے نے انتقال کیا خدا رکھے ایرج کو اوسکے ساتھ حمزۂ ثانی نے ابھی بد خلقی کی کہ مع اپنی اولاد کے وہ نہیں معلوم کہان چلا گیا کچھ اوسکی خبر نہیں افسوس کہ ہماری خبر لینے والا اسوقت سوا پروردگار عالم کے کوئی نہیں ہے شوہر جیسے خانۂ کعبہ تشریف لے گئے اونکی خبر بھی نہیں کہ زندہ ہین یا نہیں اب نرغہ کفار کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے ہر ولایت مٹی خراب ہے جو سردار اور ملازم ہین وہ لائق مقابلہ نہیں ہین ہرچند کہ الماس خان بہادری اور مظفر بن ضیغم خون آشام نے بہت کچھ تسکین دی ہے کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے آپ پر آنچ نہ آنے پائیگی لیکن رابعہ اطلس پوش اک زن بہادر ہے وہ کہن سال ہین بڑے بڑے لڑائیون کے واقعات سنے ہوئی ہین خاموش رہین مگر گیتی افروز سے کہا کہ بیٹا دیکھا تمھارا تمہارے ملک کے خراب کرنے کو آتا ہے تمہین اوسکی ذات سے کیا امید ہے ملکہ گیتی افروز نے عرض کی کہ جب وہ کافر ہے اور ابھی تک راہ راست پر نہیں آیا ہے تو سوا دشمنی کے اور کیا امید کرنا چاہیے خدا جانے کیونکر پیش آئے اور کس بے حرمتی کا سامنا ہو رابعہ اطلس پوش نے کہا ہان میرا بھی ایسا ہی کچھ خیال ہے اپنے اپنے سامان حفظ آبرو سے ہشیار رہنا چاہیے لیکن حال مظفر بن ضیغم خون آشام کا سنیے کہ انہون نے قلعہ سے دور آگے بڑھ کر خیمہ برپا کیا ہے اور الماس خان بہادری سے عرض کی ہے کہ آپ قلعہ کی حفاظت کا خیال رکھین صبح کا وقت ہے صحرا رشک گلشن ہو رہا ہے سبزہ کی دید سے روح تازہ ہوتی ہے کوہ و لالے کی بہار قابل دید ہے اوسنے ہر برگ درخت پر عجیب لطف پیدا کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدف مین گوہر آبدار چمک رہے ہین لیکن ایک سناٹا سا ہے یہ معلوم ہوتا کہ کوئی لوٹ لے گیا ہے جسوقت سے شاہزادہ ملک قاسم کا انتقال ہوا ہے دشت و کوہ کوچہ و بازار سنسان معلوم ہوتے ہین کوئی گھڑی بھر دن چڑھا ہوگا کہ دیکھا مظفر بن ضیغم خون آشام نے کہ جانب مغرب سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آمد لشکر معلوم ہوئی مظفر بن خون آشام نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا یکایک آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور قبل گرد سے کئی سو علم نشان کئے لاکھون سوار کا نمودار ہوئے کہ پہر بھر دن پر علمون کی تحریر پڑھا ارژنگ بن زہرہ ثانی کی تحریر تھی آگے آگے قرماسپ بن شمر ماسپ بن طہماسپ بن طہماس بن [illegible] پرور ساڑھے چھ سومن کا ساطور باندھے ہوئے بارگاہ کا اثاللہ لیے ہوئے آکر پہونچا اور جائے مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوا اسکے بعد [illegible] بن فتح اور اسلم بن تورج دو دو لاکھ سوارون سے آکر پہونچے انکے بعد اور بہت سے سردار آئے سب سے آخر مین ارژنگ بن زہرہ تخت خداوندی پر بیٹھا ہوا تاج سر پر رکھے چتر پھرتا ہوا پشت پر بھی سپاہ بیکران آکر داخل بارگاہ ہوا اور سب سردار [illegible] فتنہ و فساد برپا ہوا لیکن دوسرے روز ارژنگ نے ایک سردار کو بلا کر کہا کہ جا کر مظفر بن ضیغم خون آشام سے کہو کہ آپ اوس شخص کے دادا ہوئے ہین جنکے بیٹے خداوند زہرو شاہ باختری کے خالہ قدرت اسکے فرزند ہین تو خداوند کے بھائی ہوئے اور خداوند زہرہ ثانی کے چچا ہوئے اور مجھے بھی دعوا ہے خداوندی تو موجودہ خداوند کے دادا ہوئے بڑے حیف کی بات ہے کہ جسکا رشتہ ہین

خداوندان سے ہو وہ ایک جادو زادہ ملکہ کے پوتے کا رفیق ہے مجھ کو
عبرت آتی ہے جسوقت لوگ آپ کا ذکر کرتے ہیں لہذا آپ کو لازم ہے کہ خدا
پرستوں سے کنارہ کیجئے اور میرے پاس چلے آئیے تو میں آپ کو لشکر قدرت
معین کروں کیونکہ آپ حالات سے ان خدا پرستوں کے خوب آگاہ ہیں
آپ کی رائے سے جو تقدیر کی جائے گی وہ کبھی چوٹ نہ پڑے گی اور اگر
اس کے خلاف کیجئے گا تو میں قسم کھاتا ہوں اپنے خداوندی کی کہ ایسی تقدیر
بد کرونگا کہ پھر وہ تقدیر کبھی نہ بدلے گی قیلوس بد آدار نے یہ پیغام مظفر بن
ضیغم خون آشام کو پہونچایا مظفر نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ جا کہدینا کہ تو
بھی کافر ہے اور تیرا باپ بھی کافر تھا اور تیرا دادا بھی کافر تھا سب گمراہ تھے میں تجھے
نصیحت کرتا ہوں کہ دنیا کا جاہ وحشم عزت عقبیٰ کے آگے ہیچ ہے اسلئے کہ
یہ فانی ہے اور وہ جاودانی ہے علاوہ اس کے بادشاہی بھی خدا ہی سے
کم نہیں ہے صرف بادشاہت کر خداوندی کے دعوے سے باز آ کیا تو نے
سنا نہ ہوگا کہ تیرے دادا کے کیسے سامان تھے کہ دیو اور ساحر اور
پہلوانان زبردست اوس کے محکوم تھے اٹھارہ ہزار مالک کا مالک تھا
کا بادشاہ تھا بلکہ خداوند کہلاتا تھا اوسے صاحبقران عالی شان نے جس
کو تو جادو زادہ ملکہ کہتا ہے ساری خداوندی برباد کر دی اور کس ذلت
و خواری سے مارا گیا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اوس کے حال پر گریہ
کرتے تھے پس دیدہ غفلت سے پردہ ظلمت کو اوٹھا اور نور ایمان کو دیکھ
اپنے افعال قبیحہ سے توبہ کر یقین ہے کہ پھر تو اوسی رتبہ اعلیٰ کو پہونچے جو
تیرے دادا کو حاصل تھا اور تیرے باپ کو نصیب بھی نہوا اور میں مرنے سے
نہیں ڈرتا ہوں اگر تو نہ مانے گا اور لڑے گا تو ضرور لڑونگا ہر چند کہ لشکر
میرے ساتھ کم ہے اور فوج تیری بے شمار ہے اور میں ضعیف ہو چکا ہوں اور
پہلوانان زبردست سے مقابلہ کرنا پڑے گا مگر پروردگار عالم توانا ہے
اگر اوس کو منظور ہوگا تو میں اون جوانوں پر ضعیفی میں غالب آؤنگا اور
اگر قضا اسی بہانہ ہے اور مقدر میں خلعت شہادت ہے تو سبحان اللہ خوشا
نصیب اوس شخص کے جو راہ خدا میں مارا جائے جسوقت قیلوس بد نہاد
آدار یہ جواب پیغام لے کر ارژنگ بن زہرد کے پاس پہونچا اور سب تفصیل
بیان کیں ارژنگ بن زہرد کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جسنے مذہب
اسلام اختیار کیا عقل اوس کی زائل ہو گئی مہلت وقت نہیں دیتے بس خدا
پر بھروسا کئے بیٹھے رہتے ہیں کافر مسلمان بہت جلد ہو جاتا ہے لیکن مسلمان
کافر نہیں ہوتا ہے یوں نہ مانیگے اب میں تقدیر قتل کرتا ہوں جیسے قابل جنگ
اوسی وقت نقارہ رزمی پر چوٹ لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لیکر مظفر بن ضیغم خون آشام کے پاس آئے اور بیان کیا

کہ اتنے میں کفار میں طبل جنگی بجا ہے مظفر نے کہا کہ ہمارے یہاں بھی طبل مقاتل ایزدی و تیار سید ربانی بجے
طبل جنگی بجے بھی اب اپنی زندگی ناگوار ہے چاہتا ہوں کہ جلد شہید ہوں شاہزادہ ملک
قاسم کے پہونچنے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ ہونے لگی ان چھیوں
نے بھی الفربت کو چست باندھا اور رجز پڑھا آمادہ ہوئے ایک ایک سے کہتا تھا کہ بھائیو اب
اگر بہشت چاہیے تو دو چار برس اور جیتے انجام میں مرنا ضرور تھا شکر خدا کرو کہ اگر اس جنگ میں
مارے گئے تو خلعت شہادت سے سرافراز ہوے ایک ایک کے گلے ملتا ہے کسی نے
گردن میں لیا ہے کسی نے خضاب کیا ہے کہ کل روز مرگ ہے عروس موت سے جوان
بنکر ملنا چاہیے اور شاہزادہ ملک قاسم اس صورت سے شاید دیر میں بچایے تو وہ بیٹا
بنانا چاہیے جس سے شاہزادہ وہاں لے گیو نکہ اوسکے ساتھ اپنی شفقت نہ ہوئی تھی
مظفر بن ضیغم خون آشام بخدمت ملکہ رابعہ اطلس پوش اور گیتی افروز حاضر آئے
اور عرض کی کہ کل کا دن روز جنگ ہے خادم شربت شہادت پیئے گا لہذا امیدوار ہوں
کہ میرے حق میں دعاے مغفرت فرمایئگا اسلیے کہ دعا آپ لوگوں کی مستجاب ہوگی اور
جو کچھ حضور آپکا بے ادبی ہوا ہو اوسے عفو فرما دیجیے رابعہ اطلس پوش نے کہا کہ اے مظفر
میں سن چکی ہوں کہ تمنے بڑی بڑی جانبازیاں کی ہیں اور تم نے ہم کو بہت سا ہتھ دیا ہے
یہ تو بتلاؤ کہ تمہارے بعد ہم لوگوں پر کیا گذرے گی مظفر نے عرض کی کہ آپ ہراساں
نہوں پروردگار عالم مدد کرنے والا ہے ہم ایسے بہت سے جانباز ابھی آکر جانیں نثار
کرینگے اور آپکو بچا ئینگے آپکی عزت کا نگہبان پروردگار خود ہے کہ آپ اوسکے بندگان
خاص کے ناموس میں ہیں اوس کے گیتی افروز سے کہا کہ آپ میرے مالک و ولی نعمت
بھی ہیں اور چچا سے فرزند بھی ہیں اسلیے کہ والد آپکے میرے بھائی تھے لہذا امیدوار ہوں
کہ آپ بھی اگر کوئی قصور مجھسے ہوا ہو تو اوسے عفو فرما دیں گیتی افروز رونے لگی اور کہا
کہ ایسے الفاظ زبان پر نہ لائیں کہ میں گنہگار ہوں میں اپنا باپ آپکو ہمیشہ سے اپنا بزرگ
سمجھا کی ہوں باپ کافر تھا اور دشمن خدا تھا پیرانی عدو ہو گیا آپ ہی شفقت پدری
فرماتے رہے اور میں آپکو پدر سمجھا کی ہاں اگر مجھسے کوئی قصور ہوا ہو تو اوسے عفو فرما دیجیے
اور اگر خدا نخواستہ نصیب اعدا آپکو چشم زخم پہونچا تو بہت جلد میں بھی راہی ملک عدم
ہونگی اور ساتھ آپکے شاہزادہ ملک قاسم و پدر بزرگوار یعنی علمشاہ رومی سے ملونگی
یہ کہکر اسقدر روئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں ایک کہرام قلعہ میں برپا تھا اتنے میں الماس
خان خاوری آئے اور مظفر بن ضیغم رخصت ہوکر لشکر میں آئے الماس خان نے
سبکو تسلی دی اور کہا کہ نہ گھبراؤ جس خدا نے بڑی بڑی بلاؤں سے نجات دی وہی
اسوقت بھی بچانے والا ہے اسقدر ہراسان نہو اسی عالم میں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا
برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح پیدا ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان
شاخ درخت پر محو زمزمہ سنجی ہوئے اپنی اپنی زبان میں حمد الہی بجا لارہے
تھے نسیم بہار نے غنچوں کو شگفتہ کیا فوج اسلام میں آواز اذان بلند ہوئی مسلمان
بستروں سے اوٹھے اور فریضہ سحری کو ادا کرکے عازم میدان کارزار ہوے مظفر

بن ضیغم خون آشام نے آلات جنگ تن پر آراستہ کیے اور اہل لشکر سے کہا کہ بھائیو عمر بھر
تک شاہ ہرمز اور ملک قاسم کا کھایا ہے اب سن بھی آپکا جوانی سے بوڑھے ہوئے
ہر وقت موت کا کھٹکا لگا ہوا ہے پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے چھلکنے کی دیر ہے آج ان کفار سے
ایسا جہاد کرو یہ بھی یاد کریں کہ کسی معرکہ میں پورے پہلوانوں سے سامنا پڑا تھا تو دشمنوں نے چھاڑ کی
کیا حالت کر دی تھی سب نے عرض کی کہ انشاء اللہ دیکھیئے گا کہ یہ دست رعشہ دار کس
کس پر غرور کو خاک بذلت پر گرا دیتے ہیں مظفر نے کہا کہ آج وہ تمہیں لوگوں کے ہاتھ ہے
یہ معاملہ نہایت نازک ہے کہ ناموس قلعہ میں ہیں یہ کہتے ہوئے مرکب پر سوار ہو کر
میدان کارزار میں آئے دیکھا تو تمام لشکر کفار قریب بیس پچیس لاکھ کے صف بستہ
بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی مرکبوں پر سوار آگے آگے لشکر کے پرا باندھے کھڑے
ہیں بیچ میں تمام فوج صف آرا ہے قلب فوج میں تخت پر ارژنگ بن زمرد کا بیٹا ارژنگ
نکالا گھسا میدان کو ہموار کیا سقاؤں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھا دیا نقیب نقابت کر چکے نکل
گئے کوہ کیبوں نے کڑکا کیا دونوں کو جوش شجاعت ہوا تلواریں ہاتھوں میں تھامے اور کہنے لگے لیکن
کرا کیا قرناسپ بن ... قرناسپ ... بن ... مقتول دیو ...
گینڈا اپنا بڑھا لایا سامنے تخت ارژنگ بن زمرد کے آیا اور مرکب سے اتر کر سجدہ کیا
اجازت میدان مانگی ارژنگ نے کہا کہ جاؤ اپنے دست قدرت کے جوہر دکھاؤ اور
جام شراب اپنے ہاتھ سے قرناسپ کو دیا قرناسپ نے جام ہونٹوں سے لگا سجدہ کیا اور
بار دگر گینڈے پر چڑھ کر گینڈے کو مار دی کہ گینڈا ہمیلا کر چلا اور مانند کوہ کے میدان میں اترا
پہلا اس نے سرا پا میدان کا دیکھا یا نیزہ کے ہاتھ نکالے ... پسینہ میں غرق ہو گیا آواز دی
کہ باش اے گروہ خدا پرستان جس کو آرزوئے مرگ و تمنائے قضا ہو وہ میرے
مقابلہ کو بس یہ سننا تھا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام نے باگ گھوڑے کی لی اور ہاتھ
مارا کہ گھوڑا تڑپ کر چلا اور آگے ہی پہنچ میدان میں چاروں پہلوان جانب میں آئے
قرناسپ بھی جم گیا ورشی چلا تھا کہ اس بڈھے کو یہیں پامال کر دوں مظفر نے پھر
سے باگ کے اشارہ پر مرکب کو پھیرا اور تکاور خالی دیا اور آواز دی کہ او نامرد یہ کونسا
طریقہ ہے ارے کہیں گھوڑے اور گینڈے میں بھی تکاور چلی ہے قرناسپ نے زور دیا
دوڑا کرتے چلا تھا کہ گردن اس کا اپنے زور میں دور تک نکلا چلا گیا بمشکل قرناسپ نے
اس کو روکا اور پھر کر سامنے لایا مظفر بن ضیغم خون آشام نے کہا کہ او قرناسپ
جائے حیف ہے کہ تیرا پردادا اور سکڑدادا دونوں مسلمان ہوئے اور انجام
ان کا بخیر ہوا اور تیرے باپ دادا نے خدائے باطل کی پرستش کر کے اپنی عقبی
بگاڑی اور واصل جہنم ہو گیا ارے تو نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا کہ قتل خدا پرستان
پر کمر باندھی اور اس کافر کی اطاعت میں انجام کو خراب کیا یہ ارژنگ
اوسی کا بیٹا ہے جس کی خدائی کو حمزہ صاحبقران نے برباد کر کے
اوس کو قتل کر ڈالا اور اسکے باپ کو حمزہ ثانی نے واصل جہنم کیا
یہ بھی ایک نہ ایک دن اوسی طرح اولاد صاحبقران کے ہاتھ سے مارا جائیگا

اور جاکر اپنے باپ دادا سے جہنم میں مل جائیگا اگر باپ دادا سے کے
جدا ہوئے تو بندگان خدا کے ہاتھ سے قتل ہوئے قرماسب نے کہا کہ تو
لا اسے سمجھا و فریب دیتے میں تیری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں میں سمجھ
گیا ہوں کہ خدا پرستوں کی باتیں سحر کا اثر رکھتی ہیں انہیں لوگوں نے
بہکا کر میرے پردادا اور دادا عمقو بیل دیو پیکر کی عاقبت بگاڑی
ہے ایسی سحر میں نہ آؤنگا ہاں اگر تم اس طرف آنا چاہو اور مسلمان ہونا چاہو تو
مضائقہ نہیں ہم اسلیئے کہ تم کو خداوند ہو ورنہ میدان جنگ سے
[illegible] نہیں ہے کچھ جرات دیکھا تو مظفر بن ضیغم خون
آشام نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں
اور [illegible] وار کر اپنا اگر خداوند کریم نے چاہا تو [illegible]
گا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر قرماسب نے خبردار خبردار کہکر برچھا
مارا مظفر نے برچھا اس کا اپنے نیزہ پر روکا طعن چلنے لگیں
[illegible] بیس بائیس طعنوں کے نوبت آئی ہوگی کہ اس مرتبہ مظفر نے
نیزہ سے نیزہ کو گانٹھ کر جھٹکا دیا صاف نیزہ ہاتھ سے قرماسب کے نکل کر
[illegible] نگاہوں میں نیزہ دتارہ ہو گیا آواز دی کہ اے مظفر
غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکال دیا مگر [illegible] نہیں نیزہ
بازی خیال بازی ہے اسے کہ یہ دل کوہ کو چاک کرتا ہے [illegible] آ [illegible] پر سے
ساطور گران ساڑھے چھ من کے ضرب کو اٹھایا اور خبردار خبردار
کہکر مارا مظفر نے پر اپنے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن ساطور نہایت سنگ
وار [illegible] قرماسب کا زبردست تھا جو پہل اس کا سپر پر پڑتا ہے
سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا خود کو کاٹا کاسہ سر و صراحی گردن
قلم کرکے تا جگرگاہ اتر آیا مظفر تڑپ کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور روح
جانب جنت پرواز کرگئی الماس خان خاوری دوڑ پڑے کہ او عاد [illegible] غضب
کیا تو نے کہ اتنے بڑے سردار کو مارا کہ جو شہرہ آفاق و رفیق قدیم ملک
قاسم کا تھا جیسے ہی الماس خان قریب پہنچے ویسے ہی ساطور قرماسب
نے اٹھا کر ہوا دیا الماس خان کا سر پہنچا پایان گردن گھوڑے سر کی
قلم ہوئی الماس خان دو ٹکڑے ہو کر علیحدہ ہوئے [illegible] کو گینڈے کو
قرماسب نے [illegible] سر کر دیا قرماسب بھی کود کر علیحدہ [illegible] الماس خان
تلوار ماری قرماسب نے تلوار [illegible] ساطور سے رد کرکے جو ہاتھ مارا سپاہی
شہید ہوگئے لشکر اسلام سے آواز گریہ وزاری بلند ہوئی لوگ بھاگ کر
قلعہ بند ہوئے ارژنگ بن زمرد بافتح و فیروزی میدان سے پھرا اور
دوسرے روز صبح کو طبل جنگ بجا کر قلعہ پر دھاوا کیا اہل قلعہ نے نہایت
ہوشیاری سے کام لیا قلعہ کو خوب مستحکم کر لیا توپیں چڑھا دیں [illegible]

منو الالکڈک کا پلا بارود کی ہنڈیا قتل کا لڑا اور سب چیزین درست کر کے ہین خندقون
مین آگ روشن کر دی پل تختہ بچھا دیا قراسب نے ارژنگ بن زہرو سے
کہا کہ اور لوگون کو کیون بھیجتے ہین ہمین ہی کافی ہون آپ دور سے تماشا دیکھئے ارژنگ
نے کہا اسپر قلعہ پر دہاوا کرنے کی ابھی کوئی ضرورت نہ تھی اسلئے کہ قراسب کو
اور اوسکے بھائی عمرو بن رستم کو تنکار پر قتل کیا یہان پہونچکر رفیقون کو
اوس کے قتل کیا لیکن مین نے سنا ہے نور قدرت خداوند اول یعنی ملکہ
گیتی افروز اس قلعہ مین ہین اونکا چھین لینا ضرور ہے اسلئے کہ ایسا بیشک
خدا پرستون مین شرح یہ سنا ہے کہ خداوند فرماتے تھے کہ ملکہ گیتی افروز
نور خداوندی ہے اسکی ہدایات و حفاظت خداوند کو ہر طرح منظور ہے اگر یہ خدا
پرستون کے قبضہ مین نہ چلی جاتی تو خداپرستون کو اسقدر زور نہوتا لہذا
اے قراسب اس کو خداپرستون سے جدا کر کے اپنے مین شریک کرنا ضرور
ہے اسلئے کہ زور خداپرستون کا گھٹے نگاہ برحسم خداوندی ان لوگون کی
جانب سے پھرے اور ہماری طرف مبذول ہو قراسب نے کہا جو حکم ہوا ہے بجالاؤ
خداوندی کو [illegible] مین سمجھے کیا سمجھ سکتے ہین ارژنگ نے کہا تو ہوا اونکا [illegible]
مین [illegible] رفتہ رفتہ [illegible] ان قدرت نہ آوے لگا پر [illegible] قراسب [illegible]
کہا کہ [illegible] حرمت میری [illegible] پر [illegible] اور [illegible] ارژنگ
اسکی پشت پر ہاتھ کہا اور کہا [illegible] اپنے دست [illegible] کیا [illegible]
چاہتا تھا کہ [illegible] کہ ہولان کرے کہ ولیم بن نورج نے کہا [illegible]
اسکا نہین ہے بلکہ ہمارا ہے اسلئے کہ اس قلعہ مین ہمارے شہزادی ناموس ہین اگرچہ ہم
اونکے [illegible] ہین اور وہ ہمارے ہوکے ہیں لیکن عزت اونکی ہماری عزت ہے قراسب
کا جانا [illegible] نہین ہے ارژنگ شاہ نے کہا کہ یہ تقدیر پلٹ دی اور اس قلعہ کی فتح تمہارے نام
کی ہے [illegible] ولیم بن نورج نے پودا باگ کا لیا اور مرکب کو پاشنہ مارکر [illegible]
[illegible] چلا کوئی دس ہزار سوار ولیم نے اپنے ساتھ لے لئے جس وقت قلعہ کے مقابل پہونچے [illegible]
ولیم نے لڑا اے اہل قلعہ خبردار ہوشیار ہو کہ مین ولیم بن نورج [illegible] تو جوان ملکہ
گیتی افروز سے جاکے میرا پیام دے دو کہ پہونچا آپ کا [illegible] آیا [illegible]
کہ آپ ساتھ خداپرستون کا چھوڑ کر اپنے بھتیجے ارژنگ بن زہرو کے سر پر [illegible] اور ہم
دونون کے سر پر ہاتھ رکھئے کیونکہ آپ ہمارے واسطے باعث برکت ہین [illegible]
کا مطلب نہین ہے اہل قلعہ نے جواب دیا کہ تو کافر ہے اپنے [illegible]
[illegible] اور [illegible] یہین ہے اور وہ کبھی تیرے عرض کو قبول نہ فرمائینگی ولیم نے کہا کہ [illegible]
ان جھگڑون سے کیا وہ قبول کرین یا نہ کرین کہ پیام میرا [illegible] جو وہ [illegible]
وہ مجھے کہہ سناوین چاہتا ہون کہ گفت و شنود سے کام باسانی نکل [illegible]
ہو یا نہ ہو [illegible] قلعہ کو اور کو اولٹ پلٹ کر دونگا اس سے زیادہ [illegible]
لوگون نے جاکر ملکہ گیتی افروز سے عرض کیا کہ ولیم بن نورج اس طور سے

اظہار قرابت کرکے عرض کرتا ہے کہ ہمارے اور ارژنگ کے سرپرستی کیجئے کہ یا ہم مرتے
ہیں اور ارژنگ پہنچا آپکا ہے اور ساتھ ان خدا پرستوں کا چھوڑ دے ملک گیتی افروز
نے کہا [illegible] کہدو کہ اگر مذہب اسلام اختیار کرے تو وہ اور ارژنگ بن [illegible]
[illegible] نہیں اور اگر کافر ہے تو ہیں اونکی کوئی نہیں نہ وہ میرے کوئی ہیں اسلیے
[illegible] نوح یا بدران [illegible] خاندان [illegible] ابلیس کے فرزند گمراہ
اونکی نسل سے علیحدہ کر دیے گئے اور [illegible] کشتی پر بٹھا کر بچا لیے گئے اور
[illegible] ان آشنا ہے سے [illegible] اسقدر قریب کا تھا جیسا تم دونوں سے
[illegible] نیک راہ اختیار کریگی ہمارا ساتھ دیا ہے اور سکا ساتھ دیا تو نے اور
[illegible] نے یہ چلتی سکیں ہم سے علیحدگی رہی اور اگر تجھے یہ خیال ہو کہ میں ہزدہ شمشیر
افروز کو لیجاؤنگا تو یہ خیال دل سے دور رکھ تو قلعہ میں نہ داخل ہونے پائے گا
ملک قاسم کی خدمت میں پہنچ جاؤنگی یہاں آکر سوالاش [illegible] پہنچنے پائے گا
[illegible] سب باتیں [illegible] سے بیان کیں اور ہر گیتی افروز نے جام زہر تیار کر کے
[illegible] دیا لیکن [illegible] اطلس پوش نے منع کر دیا اور کہنے لگا کہ اسے فرزند جاری
[illegible] اب تم [illegible] اوسکے بعد اختیار ہے یہ داغ [illegible] اٹھانا چاہیے تو تمہا
[illegible] خاور [illegible] بھی پہلے پیر کو تیج دینا ہوتا اور تم دونوں ساتھ ہوتیں
[illegible] انار روشن کر [illegible] ماتم بچایا [illegible] خدا [illegible] کہ ام [illegible] شمشیر
خاوری کو [illegible] لیکن افروز اب تمہارا داغ [illegible] دیکھا جائے گا گیتی
افروز نے عرض کی کہ یہ شرارت ارژنگ کی ہے [illegible] اور ہمارا ہے ورنہ اسے
یہ خیال ہی [illegible] کہ میں دادی کو لیجاؤں بہرطور یہ کفار اگر مجھ کو لیجا سکینگے تو میرے
ساتھ کیا سلوک کرینگے نہیں [illegible] کہا [illegible] مردہ ہی خراب ہوگا
یہاں تو یہ [illegible] ہو رہی ہے اور وہاں [illegible] ہاتھ میں لیا [illegible] سنبھالی اور
[illegible] کو [illegible] کیا [illegible] پاس [illegible] اہل قلعہ نے دیکھا کہ
[illegible] آگیا ہے تو [illegible] گولے مارنا شروع کیے [illegible] سوار
[illegible] اور قلعہ پر سے گولے برسنا شروع ہوئے [illegible] گولہ لگا وہ گرگیا
[illegible] اور [illegible] قلعہ پر سے بارہ [illegible] ہی ہے توپوں کی
آواز [illegible] لشکر میں [illegible] حکم [illegible]
[illegible] آواز رعد کو [illegible] گرا دیا [illegible] شمشیر
[illegible] برابر [illegible] کو دوڑاتے ہوئے چلا جاتا ہے اگر سامنے سے گولا آتا ہے [illegible]
[illegible] آتا ہے تو بائیں [illegible] خالی دیتا ہے اور اگر
[illegible] آتا ہے تو بائیں [illegible] آ پہنچا [illegible] پہلو کبھی
[illegible] چلا جاتا ہے [illegible] والوں
[illegible] یہاں گر گئے [illegible] گولہ لگا
[illegible] ملک الموت [illegible] لینے کی فرصت

لینے کی فرصت نہین ملتی ہے یہان تک کہ دس ہزار سوارون مین سے جو بھاگ کر نکلے وہ تو بچے ورنہ
سب مارے گئے گولہ اندازون نے اپنی قادر اندازی دکھادی لیکن دیلم کے کوئی گولہ قضا کا
نہ لگا اور لب خندق جا پہونچا اہل قلعہ نے ماستے کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیا قرابے کے حربے
کئے لیکن سب دیلم سے لڑ رہ گئے اس لیئے کہ قضا اسکی ابھی نہین ہے آواز دی دیلم نے کہ اے
اہل قلعہ دیکھا تم نے کہ مین نے کیونکر حربے تمھارے رد کیئے بس اب خیریت اسی مین ہے کہ فقط گیتی افروز
کو میرے سپرد کرو مین تم لوگون سے تعرض نہ کرونگا ورنہ یہ سمجھ لو کہ مین داخل قلعہ ہو چکا ہون ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا لوگون نے جواب دیا کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے اُس وقت تک گیتی افروز
کو نہ دینگے ہمین مرنا قبول ہے اور یہ ہم سے نہ ہوگا یہ سُن کر دیلم نے کہا کہ معلوم ہوا قضا تم لوگون کی پیچھے
ہاتھ دھوئے ہے لے ہوشیار ہو جاؤ مین آتا ہون یہ کہکر جو مرکب کو ایڑ کی گھوڑا اسمٹ کر جو اُڑتا ہے
چارون پٹیان خندق کے کنارے پر جھاڑین اہل قلعہ نے دیلم کو تاک کر تیل کا کڑھاؤ اوپر
سے پھینکا دیلم نے خالی دیا تیل کھولتا ہوا جو زمین پر گرا زمین سے لپٹنے لگی اب اہل قلعہ مایوس ہو
اور دعا کرنے لگے کہ اے کس بیکسان واے داد رس غریبان ہماری داد کو پہونچ اور اس
ظالم کے پھندے سے بچا ہنوز سخن دردہان تھا کہ پردۂ بیابان سے شق گرد و غبار بلند ہوا سب
دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آتے آتے قریب پہونچکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے علم
نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ اُنپر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی آگے
آگے سب کے ایک مرد ضعیف مرکب پر سوار لیکن پیر کہن سال ہے جیسے ہی وہ مرد ضعیف قریب
پہونچے اور اہل قلعہ نے پہچانا نقارہ خوشی بجایا یہ خبر ملکہ گیتی افروز اور رابعہ اطلس پوش
کو ہوئی کہ شاہ سلیمان فارسی مع اپنے فرزندون کے ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے کمک
کو آئے ہین ملکہ گیتی افروز یا تو ارادہ خودکشی کر رہی تھی اور رابعہ اطلس پوش اسے
روکے ہوئے تھی دل مین دعا مانگ رہی ہین یا خبر آمد سلیمان فارسی کی سُن کر خوش ہوئین
ملکہ گیتی افروز نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا اور رابعہ اطلس پوش نے سجدہ شکر ادا کیا
لیکن سلیمان شاہ فارسی نے مرکب جولان کرکے آواز دی کہ اے دیلم خبردار کہان جاتے ہو
ہر چند کہ محرم ہو نامحرم نہین ہو مگر ایسے محرم کس کام کے جو قصد بے ادبی رکھتے ہون اور بزرگ
داشتہ نہ کرین بس مناسب یہی ہے کہ اپنے ارادے سے باز رہو اور پلٹ جاؤ بڑے تعجب کی بات
ہے کہ وارث ان عورتون کے موجود نہین ہین اور تم نے دست جفا دراز کیا ہے لطف یہ تھا
کہ جب شاہزادہ ایرج نوجوان یا رستم ثانی موجود ہوتے تو سب کچھ مناسب تھا جس طرح چاہتے
تم اُن سے وہ تم سے پیش آتے اس وقت مین ہم غلامون کو اُن شاہزادگان سے محجوب کرنیکا
عبث ارادہ کیا یہ کہو پھر بھی خبر مجھے پہونچ گئی اور مین وقت پر آگیا ورنہ اس سن مین سفیدی پر سیاہی
چڑھتی اور یہ مشہور ہوتا کہ ملازمان شاہزادہ تھا ور سپاہ موجود رہتے پر اسے کمک نہ آسکے
اور ناموس اُن کا برباد و تباہ ہو گیا بس بہتر و انسب یہی ہے کہ تم واپس جاؤ جسوقت شاہزادہ
ایرج نوجوان تشریف لائینگے اُس وقت سمجھ لینا دیلم نے آواز دی کہ او بڈھے جا پلٹ جا
ورنہ مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مجھے یہی اتنا خیال ہے کہ تو دادا صاحب کے ملازمان
قدیم سے ہے کیون میرے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے اور ملکہ گیتی افروز شاہزادہ باختر کی

پھوپھی اور میری دادی ہیں ہم جس طرح چاہیں ان سے پیش آئیں تجھے کیا حق حاصل ہے جو ہمیں
روکتا ہے سلیمان شاہ فارسی نے کہا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جسکا جد ترویج دین اسلام
کرے اُسکا نبیرہ تاراجی اسلام پر آمادہ ہوا ہے دیلم ساتھ ان کفار کا چھوڑ دو اور تمھیں لازم ہے
کہ خود ان لوگوں کی حفاظت کرو ورنہ تمھارے لیے بھی بدنامی ضرور ہے دیلم نے کہا کہ تو مجھے
نصیحت نہ کر جو میرا جی چاہتا ہے وہ کرتا ہوں تجھے اگر روکنا ہے تو روک لے یہ کہہ کر بھالا سنبھالا
سلیمان شاہ فارسی نے بھی نیزہ لیا دیلم نے آواز دی کہ وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے
ایسا نہ ہو کہ دل کی دل ہی میں رہجائے اور انجام میں تو پچھتائے یہ سُن کر سلیمان فارسی نے
جواب دیا کہ کیا تم اپنے بزرگوں کے آئین سے نہیں واقف ہو جنکا تتبع مجھ پر فرض ہے تم وار کرو
پھر میں بھی وار کرونگا پیشدستی کبھی نہ ہوگی دیلم نے خبردار خبردار کہہ کر آگے نیزہ مارا سلیمان
شاہ فارسی نے نیزے کو دیلم کے اپنے نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگیں بند بند چھٹنے اور کھلنے
لگے یہاں تک کہ سنانیں اور سنانیں نیزوں کی بیکار ہوگئیں چھڑ چھڑ پڑنے لگی آخر کو ڈانڈوں
کے بھی پھونتیرے اُڑ گئے مانند مسواک کے ہوگئیں ہاتھوں سے پھینک پھینک دیں لیکن
دیلم نے بہت تعریف کی کہ اس ضعیفی میں تمنے خوب نیزہ بازی کی لیکن یہ تلوار تمھارے
واسطے پیغام اجل ہے یہ کہہ کر میان سے تلوار کمر سے کھینچی سپر پشت سے لے کر خبردار خبردار
کہہ کر تلوار ماری سلیمان شاہ نے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیاں
کوند رہی ہیں قضا نے کار کھولا سے سلیمان شاہ کے ٹھوکر لی بوڑھے آدمی سنبھلنا دشوار
ہوگیا جب تک سنبھلیں سنبھلیں تلوار دیلم کی سر پر پڑی نہ اُٹھ سکے جسکے تاب میں خود بھی گر گیا تھا
روکنے والی کوئی چیز نہ تھی تا کمر اُتری بجلی اگلی دیلم نے جھٹکا مارا کہ مرکب سمیت چار ٹکڑے ہوگئے
لاشہ زمین پر تڑپ کر ٹھنڈی ہوئی ہمدم مسلمان رفیق قدیم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم درجہ شہادت پر
فائز ہوا اہل قلعہ نے شور گریہ بلند کیا بعد سلیمان شاہ فارسی کے ان کے فرزند بھی ہاتھ سے
دیلم کے فرداً فرداً قتل ہوئے جنگ مغلوبہ ہوگئی کیونکہ کفار چاہتے تھے کہ سر ان مسلمانوں کے کاٹ لیں
اہل لشکر سے دیکھا نہ گیا دوڑ پڑے اور لاشیں اپنے سرداروں کی لے کر روانہ ہوئے لیکن
جس وقت یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو ہوئی بہت روئیں اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا ہماری نزدیک
آگئی ہے آنکھوں کے سامنے کل سے آج تک کون کون لوگ قتل ہوگئے لیکن دیلم پھر طبل جنگ
بجوا کر قلعہ پر چلا اُسی طرح پھر گولوں کی مار ہونے لگی گولہ اندازوں نے جانیں لڑا دیں
لیکن کوئی گولہ قضا کا دیلم کے نہ لگا اور یہ خندق کو پھاند کر در قلعہ پر جا پہونچا یہ خبر ملکہ گیتی افروز
اور بدر الجہم اطلس پوش کو ہوئی کہ قلعہ دشمنوں کے قابو میں آگیا بس ملکہ گیتی افروز نے خیال
کیا کہ آبرو میں فرق آیا چاہتا ہے بس یہ بہتر ہے اپنے کو صحن قلعہ میں گرا دیا کہ سر تختہ چٹان پر پڑا
دو پارہ ہوگیا لاش پھڑکنے لگی ادھر دیلم اتنے عرصے میں قلعہ کا پھاٹک گرز سے توڑ کر داخل قلعہ
ہوا اور محل تک پہونچ گیا ہر چند کہ راستے میں لوگوں نے بہت روکا اور جانیں دیں لیکن
دیلم نے در قلعہ سے در دولت تک کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا دیئے اور دروازہ
میں محل کے داخل ہوا تو اپنی آنکھ سے گیتی افروز کو زمین پر تڑپتے دیکھا اور گرد خوردوں کا ہجوم پایا
سمجھ گیا کہ ملکہ گیتی افروز نے جان دے دی بس فوراً وہیں سے یہ پلٹا کہ اب کیا منہ لیکر سامنے

جاؤن اور جسکے واسطے یہان تک آیا تھا جب وہ ہی نہین تو کیم ہو کا رہنے یہ تو اس طرف پلٹا اور
یہان بعد ملکہ گیتی افروز کے رابعہ اطلس پوش نے بھی قصد خود کشی کیا تھا کہ عورتون نے
روک لیا کہ اگر آپ کے دشمن بھی ہلاک ہوگئے تو ہمارا کون ہے اور ملکہ گیتی افروز کی صف
ماتم کون بچھائیگا رابعہ اطلس پوش نے ایک پچھاڑ کھائی اور غش آگیا یہ سبب ان کے بچنے کا
ہوا ورنہ آج ہی خاتمہ ہو گیا ہوتا مگر ابھی اِن کی حیات باقی ہے دیلم تو قلعہ سے نکل کر لشکر
ارزنگ مین آیا اور سارا ماجرا ملکہ گیتی افروز کا اپنے کو کٹے سے گرا کر یہان دینے کا
بیان کیا یہ سنکر ارزنگ بن زہرو نے کہا کہ افسوس آج نور نشا نفس خداوند با خبر سے دنیا
خالی ہو گئی لیکن یہ تمام فسادات قاسم کی ذات سے برپا ہوئے دریافت کرو کہ قبر قاسم کی
کہان ہے لوگون نے بعد دریافت ارزنگ سے بیان کیا کہ ابھی قبر قاسم کی کھدوا ڈالو اور
لاش کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھوا اور کوچہ بکوچہ شہر بشہر تشہیر کرا یہ سنکر دیلم و اسلم غصہ سے
کانپنے لگے اور تلوارین کھینچ کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہا اے ارزنگ احسان فراموش ہمنے
تو اسقدر تیرا پاس و لحاظ کیا کہ تیری طرف سے اپنے عزیزون کو قتل کیا ملک اُن کے تاراج
کئے ملکہ گیتی افروز اسی باعث سے ہلاک ہوئین اور تو ہمارے دادا کی قبر کھدوانے کو کہتا
ہے اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم اُن سے لڑتے یا قتل کرتے یا مارے جاتے مردے کی توہین
ہم سے نہ دیکھی جائیگی بس حکم اپنا منسوخ کر ورنہ مارے تلوارون کے بارگاہ کو خون سے
لال کر دینگے ارزنگ بن زہرو اپنے دل مین قائل ہوا اور خاموش ہو رہا ایک روز
یہان جشن کیا کہ عین جشن مین ایک سوداگر نے آکر تصویر ملکہ ثریا کے سمیت کی دکھائی
اور ارزنگ اُس پر عاشق ہو کر یہ جبین آفتاب پرست سے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا
یہ داستان مفصل لکھی جا چکی تھی اس وجہ سے اس مقام پر اختصار کیا گیا لیکن جس وقت
ملکہ رابعہ اطلس پوش کو ہوش آیا اور خیالات مجتمع ہوئے تو لاش ملکہ گیتی افروز دیکھی اور کہا کہ یہ
ابھی مجھ سے باتین کر رہی تھی ابھی نبض و حرکت پڑی ہے زخم سے خون نکلا ہو کر منجمد ہو لیا ہے لاش
سے لپٹ گئین اور اسقدر روئین کہ سر و زانو نیلے کر لئے بعد اس کے بہت بین جگر خراش کئے
اور لاش کو پہلوئے مزار قاسم مین دفن کرا دیا اور خود لباس سیاہ پہنا دن رات رو کے
گذرتی تھی واقعی امر یہ ہے کہ جسکی آنکھون کے سامنے علمشاہ سا فرزند قاسم سا پوتا دنیا
سے کوچ کر جائے اور دلہن بہوئین یہان سے گذر جائین اُس کی کیا حالت ہوگی در و دیوار
پہاڑے کھاتے تھے ہر ایک کی نشانیان سینہ سے لگا لگا کر روتی تھین یہان تک کہ اسی
صدمے مین انھون نے بھی انتقال کیا لوگ جنازہ ملکہ رابعہ اطلس پوش کا با جاہ و
تجمل قبرستان کی طرف لئے جاتے تھے قبرستان شہر سے کسی قدر فاصلہ پر تھا کہ ناگاہ جانب
صحرا سے گرد اُڑی یہ لوگ ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی دشمن آتا ہو جنازے کو لے کر بھاگنے کا
قصد کیا تھا کہ گرد برطرف ہوئی اور جرار نقابدار بالشکر بسیار آکر پہونچے تھا بداروں
نے جو دیکھا کہ ایک جنازہ باشوکت تمام قبرستان جا رہا ہے خیال گذرا کہ کسی امیر
یا رئیس نے انتقال کیا ہوگا شرکت کرنا چاہیئے کہ ہمدردی دین اسلام کا مقتضا یہی ہے
ادھر اُن لوگون کو جو ہمراہ جنازہ تھے یہ خبر ملی کہ یہ لوگ مسلمان ہین اور شایستگی سے

آئے ہین دشمن نہین ہین اِن کے جان مین جان آئی اور دل مین کہا کہ ملکہ رابعہ اطلس
پوش بڑی خوش نصیب تھین کہ غیب سے سامان ہو گیا اور اتنا بڑا لشکر اِن کی نماز
جنازہ پڑھیگا غرضکہ چارون نقابدار قریب آئے اور پوچھا کہ یہ میت کسکی ہے اُنھون نے
عرض کیا کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش والدۂ رستم تہمتن شاہزادہ علمشاہ رومی کی یہ لاش
ہے بس یہ سنتے ہی نقابدارون نے نقابین اُٹھا دین گریبان چاک کئے سر برہنہ ہو کر خاک
اُڑانے لگے اور کاندھون پر تابوت کو اُٹھا کر نزدیک قبر لائے نماز جنازہ پڑھی اور دفن
کیا اس کے بعد قلعہ مین آئے وہان سناٹا دیکھا ایرج نوجوان نے اپنی دادی کو پوچھا
پیشکر لوگون نے کہا کہ وہ بھی انتقال کر گئین بلکہ اُنھین کی تیمارداری کو ملکہ رابعہ اطلس پوش
بھی آئی تھین اس کے بعد آنا ارزنگ بن زمرد کا اور اول شکار شہید ہونا عمرو بن حمزہ
کا اور محبت مین بھائی کی دوڑ پڑنا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا اور ان کا بھی
شہید ہونا اس کے بعد چڑھ آنا قلعہ پر ارزنگ بن زمرد کا فوج کثیر سے مقابلہ کرنا
مظفر بن ضیغم خون آشام کا اور شہید ہونا ساطور قرباسب سے اور الماس خان خاوری
کا شہید ہونا چڑھائی کرنا دیلم کا قلعہ پر پہونچنا سلیمان شاہ فارسی کا اور اپنے
فرزندون سمیت شہید ہونا اس کے بعد پھر آنا قلعہ کی جانب دیلم بن تورج کا اور
پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہونا اس ارادے سے کہ ملکہ گیتی افروز کو لے جا کر اُسکے
بھتیجے کے سپرد کرون ملکہ گیتی افروز کا اپنے کو فصیل قلعہ پر سے نیچے گرا کر جان دے دینا
اور اسی غم مین مرجانا رابعہ اطلس پوش کا سب بیان کیا اب تو نقابدارون کی یہ
حالت ہوئی کہ دیوارون سے سر ٹکرانے لگے کہ ہائے افسوس ہمارے یہان نہ ہونے
سے سارا گھر تاراج ہو گیا کوئی باقی نہ رہا ایسا ہو تو اُس کا نام لیکر روئین اتنے
صدمے جو ایک مرتبہ ہوئے تو آنسو خشک ہو گئے سکتہ سا ہو کر رہ گیا از سر نو
ایرج نوجوان نے اُن سب کا ماتم برپا کیا چالیس روز تک خوب سینہ زنی رہی ان
سب کی قبرون پر گنبد تعمیر کرائے شہر کو آباد کیا اور سہراب ثانی نے قسم کھائی کہ اب
بغیر دیلم و اسلم کو قتل کئے ہوئے مجھے چین و آرام نہ آئیگا اور ارزنگ بن زمرد کو
بھی سزا اسکے معقول دونگا کہ اس بے حیا نامعقول نے میدان خالی پا کر بڑی بڑی بدعتین
کین اس کو نہایت اشتیاق شاہزادہ خاور سیاہ سے ملنے کا تھا اکثر واقعات اپنے
پردادا ملک قاسم کے سن سن کر وجد کیا کرتا اسی باعث سے اس کو سب سے زیادہ
صدمہ پہونچا اور ماہ پارہ بھی ان لوگون کو روتے دیکھ کر بہت روئی کہ افسوس ہم
کس وقت مین یہان آئے کہ عورتون مین کوئی بزرگ سر پر نہ رہا پہلے قصد یہ تھا کہ
ماہ پارہ کو خورشید خاوری کے حوالے کر دینگے اب یہ خیال ہوا کہ اس کا چھوڑنا
مناسب نہین ہے اس لیئے کہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اور یہ امانت ہے سکندر
رستم خو کی اسے بہت حفاظت سے رکھنا چاہیئے ہنوز شادی بھی اِس کی نہین ہوئی ہے
بن بیاہی ہے مگر اپنے خاندان کی محبت مین پہنچکر سے ماں باپ کا فراق گوارا کرکے
سسرالی بزرگون کے ساتھ چلی ہے غرضکہ ایرج نوجوان نے ہرکارون کو براہے

روانہ کر دیا تھا بعد چند روز کے معلوم ہوا کہ ارژنگ ... ہمراہ سمندریہ پر ساتھ تیس
آفتاب پرست کے پہنچے اور وہان سے شطاق کو جا کر انہین پرستش کر کے ان سب نے
نقابین چہرون پر ڈالین اور بیس لاکھ سوار و پیدل کی فوج سے سمندریہ کی جانب روانہ ہوے
کہ اسکے بعد بیابان شطاق مین یہ ونیک ربیع الافلاک کو لڑ لینگے اب تو ہم اس طرف تما
چلتے ہین۔ لیکن چند کلمہ داستان عظمت سحر ساز مادر ملکہ حیات زرین پوش
جادو بیان کیے جاتے ہین کہ یہ اپنے بستر خواب پر ایک رات سو رہی تھی کہ اس نے خواب
مین دیکھا کہ حیات زرین پوش میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بال اس کے پریشان منہہ
اداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چلی آتی ہے آتے آتے جس وقت سامنے
عظمت سحر ساز کے پہونچی ماں کو جھک کر سلام کیا عظمت سحر ساز نے کہا کیون حیات
خداوند اکوان تیری حیات کو طولانی کرے نخل زندگی سے تو بار پائے مزاج کیسا ہے
اور یہ کیا اپنی حالت بنائی ہے یہ کہکر گلے لگانا چاہا تھا کہ حیات زرین پوش پیچھے ہٹ گئی
اور کہا کہ مجھ سے علیحدہ رہیے اب مین اور عالم مین ہون آپ اور مقام پر ہین آپ سے
گلے نہین مل سکتی فقط اپنا حال بیان کرنے آئی ہون کہ یہان سے مین ہمراہ خالہ امان
کے بیابان شطاق مین واسطے مقابلہ لشکر اسلام گئی تھی ہر چند کہ خالہ امان نے میری
حفاظت کا بہت بڑا انتظام کیا تھا کہ ایک قلعہ آہنی بزور سحر بنا کر تین راستے اس کے
مسدود کر دیے تھے صرف دریا کی راہ کھلی تھی گویا موت نے وہ راہ اپنی آمد و رفت کے
واسطے کھلی رکھی تھی لیکن بموجب مصرعہ چون قضا آید طبیب ابلہ شود اسی راہ دریا
سے ایک عیار لشکر اسلام کا کہ نام اس کا برق ثانی ہے ایک نازنین کی صورت بنا ہوا
مورپنکھی پر سوار نمودار ہوا مین اسی لڑکی سمجھ کر بہت خوش ہوئی آپ تو جانتی ہین جیسا کہ
مجھے اپنی ہمجولیون سے کھیلنے کا شوق تھا غرضکہ اس کو بلا لیا اس نے شراب بیہوشی آمیز
پلا مجھکو ذبح کر ڈالا مین اب مردہ ہون زندہ نہین ہون اور خالہ امان بھی میرے ہمراہ آئی
ہوئی ہین لیکن الگ پوشیدہ کھڑی ہین مارے شرمندگی کے آپ کے سامنے نہین آتین
کہین میری مجھے کیا کہینگی عظمت سحر ساز نے کہا کیا وہ زندہ ہے حیات زرین پوش
نے کہا کہ دوسرے روز لشکر اسلام سے مقابلہ کیا اور مریخ آفتاب علم بادشاہ طلسم
فیروزہ کے ہاتھ سے وہ بھی قتل ہوئین بس یہ سننا تھا کہ اس نے ایک چیخ اسی خواب مین
ماری اور اچھل پڑی آنکھ کھلی تو اپنے کو بستر پر پایا اور دل اس کا دھڑکنے لگا اپنے
ملازمین سے بیان کیا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ چراغ خانہ میرا گل ہوا اور سرو باغ تمنا سیل قلم
ہو گیا ابھی مین نے حیات زرین پوش کو خواب مین دیکھا کہ وہ اس اس طرح
بیان کر گئی ہے لوگون نے کہا کہ حضور یہ خواب و خیال کی باتین ہین بھلا کسکی مجال
ہے کہ ان سے مقابلہ کر سکے یا ان کو کسی فریب سے قتل کر سکے اس لیے کہ ان کی خالہ
انکی ہمیشہ ملکہ قہر نگاہ سر برہنہ ان کے ہمراہ ہین وہ کیسی ہوشیار جہان دیدہ ہین بھلا
ایسے مقام پر کب چھوڑ سکتی کہ جہان اندیشہ ہو اس لیے کہ ایک تو وہ حیات زرین پوش
کو اپنا مایہ حیات سمجھتی ہین علاوہ اس کے یہ بھی ضرور ہے کہ آپ کا خیال ان کو ہوگا کہ اگر

اس کے دشمنون کو چشم زخم پہونچا تو بہن کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ بھلا ملکہ سے غفلت کرسکتی
ہین آپ اس قدر پریشان نہ ہون دل کو قابو مین رکھین اس کے علاوہ خواب کی تعبیر
اُلٹی ہوا کرتی ہے اگر ایسا ہی آپ نے خواب مین دیکھا ہے تو ملکہ کی حیات طولانی ہوگی
وہ پروان چڑھینگی عظمت سحر ساز نے کہا کہ یہ سب کچھ سچ ہے مگر مین کیا کرون کسیطرح
دل نہین مانتا مین طلسم سے باہر ضرور نکلونگی نہین معلوم کہ میری بچی پر کیا گذری کہ اس
حال خراب سے وہ میرے سامنے آئی جب سے مین نے اُس کی ایسی حالت دیکھی
ہے عجیب عجیب طرح کے وسوسے دل مین آتے ہین دنیا آنکھون مین اندھیری ہے کچھ
نہین معلوم ہوتا اُن لوگون نے عرض کی کہ اچھا مشکل ہی کیا ہے طلسم سے باہر جاکر
اپنا اطمینان کر لیجئے بلکہ اُن کو ساتھ اپنے لیتی آئیے گا کیا دشمن اُن کے ایسے قابو
ہین کہ لشکر اسلام سے لڑین اگر بادشاہ طلسم کو غارت کرنا مسلمانون کا منظور ہوگا کسی
اور ساحر کو بھیجینگے اُن کے یہان ایک سے ایک بڑھ کر ساحر ہے بھلا لشکر اسلام
مین کوئی جادو کرنا تو جانتا نہین کوئی اُن سے کیا مقابلہ کرسکتا ہے یقین ہے کہ ملکہ قہر نگاہ
نے اب تک تمام لشکر اسلام کو برباد بھی کردیا ہوگا اور باقی فتح و فیروزی آتی ہوگی آپ یہان
سے چلنے بھی نہ پائینگی کہ وہ پہونچ جائینگی خیر اچھا ہے سیر ہو جائیگی دل آپ کا بہل جائیگا
عظمت سحر ساز نے اُسی وقت تیاری کا حکم دیا گھڑی بھر مین چالیس ہزار ساحران
غدار بدکردار نے اپنی سواری کا بند و بست کیا اور جانوران سحر تیار کرکے
اُن کے اوپر بیٹھے جھولیان اسباب سحر سے مملو کرکے کاندھون پر ڈالین خدمت مین
ملکہ عظمت سحر ساز کی حاضر ہوئے اس کے بعد ملکہ عظمت سحر ساز نے اپنا تخت سحر
باہر نکالا اور اسباب سحر ساتھ لیا جس مین ایک صندوقچہ بھی تھا اور ابر سحر بناکر اپنے
لشکر کو اُسمین پوشیدہ و محفوظ کرکے بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوئی جس وقت
سرحد طلسم سے باہر نکلی ہزارہا ساحرون کو تباہ حال فریاد کرتے ہوئے دیکھا کہ زیر دیوار
طلسم نہ طاق شور کر رہے ہین کہ یا خداوند لقا ان تاجدار ہماری خبر لیجئے سردار
ہمارے مارے گئے اور ہم شکست کھا کر بھاگے صدقہ اپنی قدرت کا ہمین بچا لے یہ حال
دیکھ کر عظمت سحر ساز ابر سے نکل کر زمین پر آئی اور اُن لوگون سے پوچھا کہ تم کون لوگ
ہو کسکی فوج کے ہو اور کہان سے آتے ہو کسکے ہاتھ سے تم سب نے شکست کھائی
کچھ لوگون نے کہا کہ ہم ملازم ہین مہوت آسمان شگاف کے اور بعض نے بیان
کیا کہ ہم مواج گرد باد جادو کے نوکر ہین کہا ہان مین جانتی ہون اچھا بیان کرو
کہ یہ کسکے ہاتھ سے قتل ہوئے اُنھون نے رو رو کر تمام ماجرا بیان کیا اتنے مین کچھ اور
لوگ ہائے ملکہ قہر نگاہ کہہ کہہ کر روتے ہوئے نظر آئے اب تو عظمت سحر ساز
اُن لوگون کی طرف متوجہ ہوئے کہ ارے کیا ہوا کیون روتے ہو اور اپنی بہن کے ملازمون
کو پہچانا اُن لوگون نے عرض کی کہ ملکہ قہر نگاہ نے انتقال کیا ہاتھ سے برق آفتاب علم
کے ماری گئین اُنھون نے اپنے زور سحر سے لشکر اسلام مین تہلکہ ڈال دیا تھا قیامت
برپا کردی تھی صدہا مسلمانون کو پتلون نے ہلاک کیا مگر انجام کار قتل ہوئین عظمت سحر ساز

سر پیٹنے لگی کہ یہ تو کچھ آثار بڑے معلوم ہوتے ہیں اُن لوگوں سے کہا کہ حیات
زرین پوش کہاں گئی اُنھوں نے جواب دیا کہ اے ملکہ حیات زرین پوش تو
معرکہ جنگ میں شریک بھی نہ ہو سکیں پہلے ہی قتل ہو گئیں بس یہ سنتے ہی عظمت سحر ساز
جادو نے ایک پچھاڑ کھائی اور ہائے میری بچی کہہ کر پیٹنے لگی آواز گریہ جو عظمت سحر ساز
کی بلند ہوئی اور ساحروں نے اس کے ابر سحر سے حالت اسکی مشاہدہ کی جلدی سے
زمین پر اُترے آ کر عظمت سحر ساز کو گھیر لیا اور کہا کہ ملکہ خیر تو ہے کیا خبر وحشت اثر ان
لوگوں سے سُنی عظمت سحر ساز نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو ہائے وہی ہو کہ جو خواب
میں حیات زرین پوش نے آ کر مجھ سے بیان کیا تھا یہ کہہ کر اس قدر پیٹی اس قدر
پیٹی کہ تمام جسم نیلا ہو گیا ساتھ والوں نے سمجھایا کہ اب اس رونے پیٹنے سے آپکے
حیات زرین پوش زندہ تو ہو نہ جائینگی اپنے کو ہلاک کرنے سے کیا فائدہ بہتر
اس سے تو دشمنوں کو قتل کیجیے کہ دل کی بھڑاس نکلے کلیجے کی آگ بجھے عظمت سحر ساز
نے کہا تو سہی جو اس ایک خون کی عوض میں ہزار ہا کو نہ قتل کیا ہو اور سب سے پہلے
اُس کے قاتل کو مارونگی ذرا قبر اپنی بچی کی دیکھ لوں اور اس سے مل لوں کہ جیسے وہ
مجھ سے رخصت ہو کر اپنی خالہ کے پاس گئی اسی طرف سے یہاں چلی آئی ورنہ میں
کاہے کو آنے دیتی کیا بری ساعت تھی کہ پھر ملنا نصیب نہ ہوا خیر زندہ نہیں تو مردہ ہی
سہی یہ کہہ کر اُن لوگوں سے کہا کہ اب جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب میں آ گئی ہوں میرے
سامنے کوئی تم کو قتل نہیں کر سکتا ہے کسی کی مجال نہیں ہے اطمینان رکھو اور ساتھ
میرے چل کر مجھے پہلے تو قبر میری راحت جان کی دکھاؤ کہ میں جی بھر کے اسکو رو لوں پھر
اُس کے بعد لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے قصاص اپنی نور نظر کے خون ناحق کا لوں
پھر تم چاہے یہاں ٹھہر کر تماشائے جنگ دیکھنا اور چاہے طلسم کو واپس جانا یہ سن کر
وہ لوگ اس کے ہمراہ ہوئے اور سیدھے جانب قبر حیات زرین پوش جادو روانہ
ہوئے راہ میں بہت سی جلی ہوئی لاشیں ملیں کہ یہ سب سحر قہر شگاف سے ہلاک ہوئے
تھے جس کو آفتاب ہر یخ علم نے منقلب کر دیا تھا یہ ساحرہ ان سب کو بچشم غور
دیکھتی ہوئی اور اپنے دل میں کہتی ہوئی کہ بڑا رن پڑا یہ خیال بھی نہ تھا کہ خدا پرستوں
کی طرف بھی بہت بڑے بڑے ساحر شریک ہیں غرضکہ با حال پریشان افتان و
خیزان خاک بسر دریدہ گریبان عظمت سحر ساز قریب قبر حیات زرین پوش جادو
کے پہونچی اور لوگوں نے اشارے سے بتایا کہ یہی تربت ہے اس ماہ جبین مہرو
ملکہ حیات زرین پوش کی بس یہ سنتے ہی عظمت سحر ساز نے اپنے کو گھوڑے سے
سے قبر پر گرا دیا اور بہت روئی پیٹی بعد اس کے تھوڑی سی قبر کھود کر تختہ ہٹایا تو لاش
کو جلا ہوا پایا یہ دیکھ کر اسے نہایت حیرت ہوئی کہ یہ کشتہ سحر تو تھی نہیں اور عیاروں نے
خنجر سے ذبح کیا تھا پھر یہ جلی کس طرح لوگوں سے کہا کہ یہ بات ہمیں بھی نہیں معلوم اتنا
جانتے ہیں کہ ایک شعلہ بھی دشمن کا اس قبر پر بھی آ کر گرا تھا اسی نے جلایا ہوگا یہ سنکر
عظمت سحر ساز نے کہا کہ معلوم ہوا یہ خدا پرست بڑے ظالم ہیں خیر دیکھا جائیگا ابھی

یہین خیمہ سیاہ برپا کرو فوج نے عظمت سحر ساز کی خیمہ سیاہ برپا کیا اور عظمت سحر ساز نے
پوشاک ماتمی پہنی اسپر یہ ساحرہ داخل خیمہ ہوئی اور صندوقچہ اپنا کھول کر کاغذ و قلم
و دوات نکالی اور کچھ اسم سحر دم کرکے دستک دی دیکھا تو کوئی اِدھر سے اور کوئی
اُدھر سے قریب چالیس پچاس جوگیون کے آکر جمع ہو گئے کہ یہ سب پیرو عظمت
سحر سازکے ہین اور ہر ایک سے پیرا باندھ کر کھڑے ہوئے اور پکارے کہ ہمین آپنے
کیون یاد کیا ہے یہ سُن کر عظمت سحر ساز نے کہا کہ تم سے کام لیا جائیگا لہذا بہت
ہوشیار رہو اور ایک پیر سے کہا کہ بتا حیات زرین پوش ملکہ کا کون قاتل ہے اور
نام اُسکا کیا ہے صورت کیسی ہے یہ سن کر اُس نے بیان کیا کہ قاتل ملکہ حیات
زرین پوش کا برق ثانی عیار ہے رہنے والا وہ فرنگستان کا ہے اور صورت
اُس کی ایسی ہے یہ کہہ کر اُس نے ایک لوٹ لگائی اور لوٹ لگا کر جو سید ہوتا ہے
تو صورت اس کی برق ثانی کی تھی حیات زرین پوش کے قاتل کی صورت
دیکھکر آنکھون مین عظمت سحر ساز کی خون اُتر آیا قریب تھا کہ اُسی غصے مین یہ سحر کو
اپنے مٹا دے اور پیر کو پھونک دے لیکن ضبط کیا کہ یہ کیا حرکت ہے بعد اُسکے
کاغذ پر قلم سحر سے نقشہ برق ثانی کا اُتارا اور اُس پر کوئی منتر لکھا اور پیرون کو
رخصت کر دیا بعد اس کے ایک ساحر کو طلب کر کے وہ تصویر اُس کو دی اور کہا کہ
جا صحرا مین اور اس تصویر کو ایک پتھر کے نیچے دبا دینا تھوڑے عرصے مین ایک
شخص تیرے پاس خود بخود چلا آئیگا اُسکی یہی صورت ہوگی جو اس تصویر کی ہے تو بس
اُسے گرفتار کر لانا یہ سُن کر وہ ساحر تصویر لے کر بتلاش برق ثانی روانہ ہوا لیکن
اول حال برق ثانی کا گزارش کیا جاتا ہے کہ بعد فتح جنگ ساحران و مرگ
قہر نگاہ سربرہنہ صاحبقران مریخ آفتاب علم سے نہایت خوش ہوئے اور بہت
تعریف فرمانے لگے جب انھون نے صاحبقران کو اپنی جانب زیادہ مخاطب دیکھا تو
عرض کی کہ ایک قصور بڑا مجھ سے ہوا ہے امیدوار ہون کہ اب حضور اُسے عفو
فرمائین صاحبقران متحیر ہوئے کہ کیا خطا ان سے ہوئی مریخ آفتاب علم نے عرض کی
کہ اگر عفو فرمائیے تو اُسے عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ ایسی باتین کر
کے مجھے خجل نہ کیجیے وہ کیا بات ہے انھون نے عرض کی کہ حقیقت مین ایسا ہی ہے جب
کہ مین عرض کرتا ہون یہ خطا نہین تو اور کیا ہے کہ آپ کے لشکر مین ہو کر بغیر اجازت
حاصل کیے کوئی دخل اندازی کی تو کیا یہ قصور نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپنے
کوئی تو مصلحت دیکھی ہوگی اور جو کچھ کیا ہوگا وہ ہمارے واسطے بہتر ہی ہوگا اور ایسے سردار
اور بادشاہون سے ایسے جزو امور مین دریافت کی ضرورت نہین ہے مریخ آفتاب علم
نے عرض کی کہ مین نے برق ثانی کو بچا لیا ہے اور وہ میرے خیمے مین ہے یہ سُن کر
صاحبقران حیرت مین آگئے اور دیکھا مریخ آفتاب علم نے کہ چہرے پر آثار مسرت
ظاہر ہوئے مریخ آفتاب علم سے کہا کہ اُسے تو مین نے خود گرفتار کر کے دے دیا تھا
اور سامنے دونون لشکرون کے قہر نگاہ کے ہاتھ سے قتل ہو گیا مریخ آفتاب علم نے

عرض کی کہ اے شہریار یہ فعل میرا آپ سے مخالفت کی نظر سے نہ تھا بلکہ مین یہ دیکھنا تھا کہ آیا قہر نگاہ کچھ پہچانتی بھی ہے اس کو اصلی و نقلی کا فرق بھی دکھائی دیتا ہے یا یونہین انکل سے سحر کرتی ہے وہ شخص جسے سب نے جانا کہ برق ثانی ہے وہ اُسی قہر نگاہ کا ایک ملازم تھا جس وقت برق ثانی کے واسطے حضور نے حکم گرفتاری جاری کیا ہے تو مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اب تو صاحبقران زبان دے چکے ہین برق کو پکڑ کر ضرور دیدینگے ذرا اسکی آزمایش تو کرو کہ یہ کچھ پہچانتی بھی ہے یا نہین لیکن اُس نے کچھ نہ پہچانا اب اس کی ضرورت نہ تھی کہ مین خواہ مخواہ ایک مرد مسلمان کو قتل کرواتا صاحبقران یہ سُن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ برق ثانی کہان ہے بلائیے اُس کو مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ میرے خیمے مین موجود ہے لیکن اتنا اور امیدوار ہون کہ اب اس کی خطا بھی عفو ہو جائے فرمایا کہ مجھے ہر طرح خوشی آپ کی منظور ہے یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے ایک شخص کو بھیج کر برق ثانی کو بلایا جس وقت برق حاضر ہوا تو مریخ آفتاب علم نے اپنے مقام پر سے اُٹھ کر برق ثانی کا ہاتھ پکڑ کر صاحبقران کے قدمون پر گرایا صاحبقران نے قصور اس کا عفو کیا تمام سرداران اور عیار جن کو برق ثانی کے مرنے کا غم تھا نہایت خوش ہوئے اور عیار تو بغلگیر ہوئے صاحبقران نے خلعت بخشا مریخ آفتاب علم کو عیارون نے ہزارہا دعائین دین برق ثانی اپنے عہدہ پر بھی بحال ہوا اور اپنی خشت ہائے زرین پر جاکر کھڑا ہوا غرضکہ وقت سے دربار برخاست ہوا اور دوسرے روز موافق معمول پھر سردار مجتمع ہوئے اب انتظار اُس روز موعود کا ہے جو صاحبقران نے طلسم نہ طاق پر جانے کا معین فرمایا تھا کوئی سیر و شکار کو بھی نہین جاتا ہے کہ نہ معلوم کیا افتاد پڑے بروقت نہ پہونچ سکین تو مورد عتاب ہون روز دربار سردارون سے معمور رہتا ہے حسب اتفاق فتح کے تیسرے روز بھی حسب دستور دربار مملو ہے سرداران عالیمقام اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر جلوہ افروز ہین عیار خشت ہائے زرین پر کھڑے ہین تعریف مریخ آفتاب علم کے مقابلے کی ہو رہی ہے یہ گردن بسبب حجاب کے نیچی کیے ہوئے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ برق ثانی کا کچھ دل گھبرایا اور اس نے اپنی اُلجھن مین اپنے قریب کے عیارون سے کہا کہ اس وقت میرے دل کی اُلجھن بڑھتی جاتی ہے یہ جی چاہتا ہے کہ چیخین مار مار کر رووُن اُنھون نے سمجھایا کہ تم پھرنے چلنے کے عادی ہو کئی روز ایک ہی مقام پر بہ ہیئت بدلے ہوئے بیٹھے رہے ہو تو اختلاج قلب کا مرض ہو گیا ہے دوا ایک روز دوا پیو گے تو اچھے ہو جاؤ گے لیکن چہرہ برق ثانی کا دمبدم متغیر ہونے لگا اور اشعار حسرت آمیز زبان پر جاری کیے ناپائداری دنیا بیان کر کے رونے لگا آخرکار ایسی اُلجھن بڑھی کہ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوا چونکہ خضران بن عمرو حالت اس کی دیکھ رہے تھے انھین کچھ شبہ سا گذرا کہ کہین یہ مسحور بہ سحر تو نہین ہے کچھ نہ کچھ راز ضرور ہے ساتھ ہی یہ بھی بارگاہ سے نکل کر راہی ہوئے لیکن خضران بن عمرو جب تک آئین برق ثانی لشکر سے نکل کر اس ساحر کے قریب پہونچ گیا جو کچھ دیر اس نے پتھر کے نیچے دبا لئے بیٹھا تھا ساحر نے جو صورت اس کی دیکھی اور تصویر کو خیال کیا تو مطابق پایا کہا تو کون ہے اس نے کہا کہ نام میرا

برق ثانی ہے اس نے کہا کیون آیا ہے اور کیا چاہتا ہے اس نے بیان کیا کہ کیا کہون جب سے مین نے ملکہ حیات زرین پوش کو قتل کیا دنیا سے نفرت ہو گئی جی چاہتا ہے کہ اپنی جان دے دون اور کسی طرح ملکہ تک پہونچ کر اپنی خطا معاف کراؤن یہ سُن کر اُس نے کہا کہ آؤ ہم تم کو ملکہ کی والدہ کے پاس لے چلین وہ تم کو ملکہ حیات زرین پوش کے پاس لے چلینگی اینک کر برق ثانی نے کہا کہ اگر ایسا کرو گے تو مین تمھارا بہت ہی احسانمند ہونگا یہ سُن کر اُس ساحر نے تصویر تختہ کے نیچے سے نکالکر مٹھی مین دبا لی اور ہاتھ برق ثانی کا پکڑ کر لے چلا تھوڑی دور بڑھا ہوگا کہ دیکھا سامنے سے ایک جوگی اکتارا بجاتا ہوا اور بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے اس جادوگر نے کہا کہ میان جوگی اس صحرا مین کون سُننے والا ہے جو تم گا رہے ہو جوگی نے کہا کہ تمھین لوگ سُننے والے ہو جو آدھ سیر آٹا دے کر سیپٹا فقیر کا بھر دیتے ہو اس نے کہا کہ یہ تو سچ ہے مگر جو ہمارے ساتھ ہماری ملکہ کے پاس چلو تو وہ تم کو مالا مال کر دینگی جوگی نے کہا وہ کہان رہتی ہین ساحر نے جواب دیا کہ بالفعل تو اسی صحرا مین اُتری پڑی ہین اور رنج مین ہین کہ مسلمانون نے اُن کی نور نظر ملکہ حیات زرین پوش جادو کو قتل کر ڈالا ہے وہ طلب خون کے ارادے سے آئی ہین لیکن بعد مقابلہ لشکر اسلام یقین ہے کہ وہ بہت بڑا جشن کرینگی جس وقت یہ خبر سُننا تو ضرور ضرور آنا جوگی نے کہا کہ اب مین اسی صحرا مین رہونگا اور کہین نہ جاؤنگا یہ کہکر جوگی نے ایک خوشہ انگور کا جھولی سے نکالا اور کھانے لگا ساحر نے پوچھا کہ یہ انگور کیسے ہین جوگی نے کہا کہ میرے مرشد نے مجکو دیئے تھے آج بہت دنون بعد اس صحرا مین مل گیا تھا اور اُس نے کہا تھا کہ بابا اگر اسے دشمن کھائیگا تو مر جائیگا دوست کھائیگا تو عمر بڑھیگی ساحر نے کہا کہ مین آپ کا دوست ہون یا دشمن جوگی نے کہا کہ آپ سے بڑھ کر دوست کون ہوگا کہ جان نہ پہچان اور پھر میرے فائدے کی بات مجھ کو بتائی ساحر نے کہا کہ پھر اس مین سے ایک انگور مجھے بھی عنایت کیجیے کہ مین بھی کھاؤن اور عمر کو اپنی بڑھاؤن اس لیئے کہ ایسے مقام پر ہون جہان ہر وقت جان کا خطرہ لگا ہوا ہے اگر خداوند انگور ان عمر بڑھا دینگے تو مین قتل ہونے سے بچ جاؤنگا مسلمانون کا قابو نہ چل سکیگا جوگی نے کہا لو بابا جو کچھ پاس موجود ہے اُس مین مجھے دینے مین عذر نہین ہے یہ کہکر خوشے مین سے دو ایک انگور اس کو دیئے ساحر نے انگور جوگی سے لیکر کھائے اب ساحر اُدھر چلا اور جوگی اُدھر اپنی راہ آیا ابھی دو چار قدم بڑھا ہوگا کہ ہوا نے تماچہ مارا چھینک آئی بیہوش ہو کر گرا بس اُس کا گرنا تھا کہ جوگی نے پلٹ کر آواز دی کہ باش اے حبا منم خضران بن عمرو کے گزاریم کہ از دستم مین زندہ و سلامت روی اور قریب پہونچ کر چاہتا تھا کہ اس کو قتل کرون کہ برق ثانی نے کہا بس مرشد الگ رہنا خبردار اسے قتل نہ کرنا کہ یہ میرا دوست ہے مجھے عظمت سحر ساز کے پاس لیئے جاتا ہے خواجہ خضران نے کہا او برق ثانی اپنے ہوش مین آ تو مسحور بہر ہے جس وقت یہ قتل ہوگا تو تجھے ہوش آجائیگا برق ثانی نے جواب دیا کہ دیکھیئے اب ایسا ارادہ نہ کیجیئے گا ورنہ بہت پچتائیگا مین آپ کا بہت لحاظ

کرتا ہون آپ کو ابھی مار ڈالونگا یہ کہکر خنجر عیاری کھینچ لیا اور خواجہ خضران بن عمرو پر
برس پڑا کہ ان کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گیا آخر کار جست کر کے علیحدہ ہوئے اور جلدی
سے کمند آصفائے با صفا مار کر اس کو باندھا اور ناک مروڑ کر بیہوش کیا بیہوش کر کے
داخل زنبیل کر لیا اور اس ساحر کو بصورت برق ثانی بنا کر گیند عیاری اس کے حلق
مین اتار دیا کہ سحر نہ کر سکے زبان سے نہ بول سکے اور خود رنگ و روغن عیاری کا مل کر
صورت اپنی اس ساحر کی بنائی اور برق نقلی کو پکڑ کر لے چلے اور جا کر سامنے عظمت
سحر ساز کے رکھدیا اور کہا کہ یہ گنہگار آپ کا حاضر ہے عظمت سحر ساز نے جو صورت
برق ثانی کی دیکھی آتش عناد سینے مین مشتعل ہوئی اور کہا کہ او بیدرد تجھے حسن و شباب
پر حیات زرین پوش کے کچھ رحم نہ آیا اور اس بیدردی سے اس کو ذبح کیا
اس وقت کی تجھ کو خبر نہ تھی دیکھ تو تجھے بھی ملکہ کی پائینتی بھیجے دیتی ہون یہ کہکر ایک گولہ
فولادی جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر اس پر دم کر کے جو سینے پر مارتی ہے ایک تڑاقے کی
صدا بلند ہوئی اور ایک شعلہ چمک کر گرا کہ یہ جل کر خاک ہو گیا بس اس کا مرنا تھا کہ علامات
سحر ظاہر ہوئے آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری دیر تک ہوا کی عظمت
سحر ساز اپنے دل مین کہتی ہے کہ کیا عیاران لشکر اسلام ساحر بھی ہین لیکن
جس وقت آواز آئی کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من ظلمات جادو بود حیف مردیم
جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بس اس آواز کے پیدا ہوتے ہی عظمت سحر ساز
بہت گھبرائی کہ یہ تو وہی ساحر ہے کہ جسے مین نے گرفتاری برق ثانی کے واسطے
بھیجا تھا یہ دوسرا کون شخص ہے شاید کوئی عیار ہوگا پلٹ کر آواز دی کہ تو کون ہے
اس نے جواب دیا کہ او بے حیا تو نے مجھے نہین پہچانا منم خضران بن عمرو کیا تاب
طاقت ہے کسی کی جو میرے سامنے برق ثانی کو قتل کر سکے چاہتی تھی عظمت سحر ساز
کہ گھیر کر پکڑ لے خضران کو خضران بن عمرو نے لبون کو متحرک ہوتے جو دیکھا فوراً
گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گئے عظمت سحر ساز ہر چند تلاش کرتی ہے کہین پتا
نہین ملتا اس نے دستک دی کہ ایک جوگی پیدا ہوا اس سے پوچھا کہ بتا خضران
بن عمرو کہان ہے اس نے کہا کہ اے ملکہ عظمت سحر ساز اس کی تلاش بیکار ہے
اس لیئے کہ وہ یہین موجود ہے مگر نظر نہین آتا یہ سن کر عظمت سحر ساز نے پوچھا کیا
وہ سحر جانتا ہے جوگی نے جواب دیا کہ ساحر تو نہین ہے لیکن ایسی چیز مین اپنے کو
چھپائے ہوئے ہے جو نظر نہین آتی عظمت سحر ساز نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا کہدو
ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہر کارے لشکر
اسلام سے یہ خبر لے کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اول خضران بن عمرو آ کر
بارگاہ مین پہونچا اور تمام ماجرا برق ثانی کا اور ساحر کو قتل کرنے کا بیان کیا یہ
سن کر مریخ آفتاب علم نے کہا کہ مجھے خیال ضرور تھا کہ یہ آئیگی مگر یہ نہ معلوم تھا کہ
اس طرح پوشیدہ طور سے آئیگی کہ کسی کو معلوم بھی نہ ہوگا اس عرصے مین ہر کارے
گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آئے بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ

عظمت سحر ساز نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون ساحرہ ہے
مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ یہ ماں ہے حیات زرین پوش کی اب اس آتش
کا تماشا دیکھیے گا جو میں نے شیشے میں بند کر رکھی ہے لہذا طبل جنگی میرے نام پر بجوا دیجیے
صاحبقران نے فوراً طبل جنگ بجوا دیا تیاری جنگ ہونے لگی مریخ آفتاب علم
صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے خیمے میں آئے اور سحر جگانے میں مصروف ہوئے
بخور عود و کشک عنبر و اگر کا دے کر ہیرون کو ہوشیار کیا ادھر عظمت سحر ساز نے
انگیاری کی چوکی دیا گوگل لوبان گندھک کافور سلگا کر ہیرون کو بھینٹ دی غرضکہ تمام
رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکروں نے اپنے اپنے طور پر عبادت
پروردگار عالم سے فراغت کی اور میدان حرب و ضرب میں آ کر صف آرا ہوئے ادھر
مریخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو لشکر صاحبقران سے چند قدم آگے بڑھا کر
صفیں جابجا پر سے آراستہ کیے آج کی جنگ میں طوفان بن سرکش و گنجور شاہ
بھی شریک ہیں مریخ آفتاب علم اپنے تخت سحر پر سوار پیچھے ان کے چالیس ہزار
جادوگر بازو بحری قرقرا طاؤس دراز دم پلنگ فیل سحر وغیرہ پر حسب مراتب سوار
پھریرے طلسموں کے ہوا سے اڑتے ہوئے ایک جانب گنجور شاہ بادشاہ طلسم
گنجور مع سپاہ بیکران اور لشکر فراوان دوسری سمت طوفان بن سرکش چند ساحر نامی
سحر جنگجو ہمراہ اپنے لیے آئے تھے ادھر عظمت سحر ساز ایک نہنگ سحر پر بیٹھی ہوئی
آگے اس کے دو شمشیر سحر کار رکھا ہوا پشت پر پچاس ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت
کے پرکالے جھولیاں کاندھوں پر ڈالے جانوران سحر پر سوار ڈیرو بجاتے
ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے آوازیں یا سامری یا جمشید یا خداوند اکوان تاجدار کی
بلند ہیں قبیں سیاہ کھلی ہوئی ہیں اور ہر بیرق پر تعریف اکوان تاجدار کی مرقوم عظمت
سحر ساز غم میں حیات زرین پوش کے لباس سیاہ پہنے ہوئے اور سب ساحران
اس کا سیاہ پوش ہیں جب صفیں بندھ چکیں اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے عظمت
سحر ساز اپنا نہنگ سحر بڑھا کر میدان کارزار میں آئی اور آواز دی کہ کیوں اے
مریخ آفتاب علم تم بادشاہ طلسم فیروزہ ہو کر تمہیں شرم نہ آئی کہ تم نے قبر حیات
زرین پوش کو آتش سحر سے جلا دیا کیا قتل کرانے کے بعد بھی عناد تمہارے دل
سے نہیں گیا تھا کہ مردے پر یہ ظلم کیا مریخ آفتاب علم نے کہا کہ اے عظمت سحر ساز
کیا تو نے واقعہ حیات زرین پوش کا اور عدالت صاحبقران عالیشان
کی نہیں سنی ہوگی کہ جس وقت میں نے تیری لڑکی کے خون حیات زرین پوش کا دعویٰ کیا ہے
تو صاحبقران عالیشان نے اپنے کیسے قدیمی ملازم کو پکڑ کر قہر نگاہ کے حوالے کر دیا
اور پھر اس کا خیال نہ کیا کہ تین پشتیں اس کی نوکری میں گذری ہیں اور تو یہ جو کہتی
ہے کہ قبر کو کھدوا دیا یہ تیری ہی بیٹی کا فعل ہے تا پہلے اس نے یہ ظلم کیا کہ تیری دختر
کی زبان قلم کر کے رکھ لی اور لاش کو بغیر زبان کے دفن کیا اس نے سحر حیات کو زندہ
کیا اور دوسرے روز میدان جنگ میں اس سحر سے کام لیا میں نے رد سحر کر کے اس

شعلے کو پلٹا دیا قہر نگاہ نے ہرچند کہ رد سحر مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی مگر سحر رد نہ ہو سکا
انجام کار قہر نگاہ نے اپنی بھتیجی کو بھینٹ دے کر سحر کو رد کیا یہ سُن کر عظمت سحر ساز کو بہت
ناگوار گذرا اور کہا کہ کیا کہون اب تو وہ زندہ بھی نہین ہے ورنہ چرخہ کو اُس بات
کی سزا دیتی اور مزاج پوچھتی کہ کیا اچھی محبت بھانجی کے ساتھ ختم کی ہے مگر خیر اب مجھے
بھی زندگی اپنی تلخ و دشوار معلوم ہوتی ہے جب حیات زرین پوش دنیا مین نہ رہی
تو لعنت ہے میری زندگی پر مگر ذرا مزا تو چکھا دون تم لوگون کو کہ اگر کسی کو ناحق قتل کرتے
ہین تو اُس کا کیا انجام ہوتا ہے یہ کہکر صندوقچہ کھولا اور ایک پتلہ کاغذ کا کتر کر اسم سحر اسپر
دم کرکے اور کچھ لکیرین بنا کر زمین پر پھینک دیا کہ وہ گرتے ہی تڑپا اور تڑپ کر اُسنے
ہیئت انسانی پیدا کی اور سیدھا صحرا کی طرف بھاگا چلا گیا بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ جانب
بیابان سے ایک بگولہ گرد کا پیدا ہوا سب نگران تھے کہ دیکھا اُس گرد مین سے ایک
نقابدار سیہ پوش ابلق سوار پیدا ہوا اور سامنے عظمت سحر ساز کے آیا اور کہا
کہ کیا حکم ہوتا ہے عظمت سحر ساز نے کہا جا اور خون حیات زرین پوش کا انتقام
لے یہ سُن کر نقابدار میدان مین آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان
تم سے کوئی ایسا ہے کہ جو میرے مقابلے کو نکلے یہ سُنتے ہی قارن بلند کمان
اپنا دوڑا کر سامنے تخت شاہی کے آیا اجازت میدان مین جانیکی مانگی بادشاہ [illegible]
نے فرمایا اے قارن بلند کمان یہ معاملہ سحر کا معلوم ہوتا ہے تم نے کیو [illegible]
جلدی کی اُدھر مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ یا صاحبقران عالیشان [illegible]
مین نکلنے نہ دیجئے گا آپ ان معاملات کو نہین جانتے ہین کسی سردار کا کا [illegible]
اس سے مقابلہ کرے اور سر بر ہو تماشا دیکھئے قارن بلند کمان نے با [illegible]
کہ اب تو مین نکل چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو مردان عالم مجھکو کیا کہین گے [illegible]
کہ قارن بلند کمان ڈر گیا اور میدان مین نکل کر پھر سوچ سمجھ کر [illegible]
میرے ذمے داغ بدنامی رہجائیگا بدنام ہوکر جینے سے مرنا بہتر [illegible]
اس بے حیا کے مارا جاؤنگا اور کیا ہوگا مرنا تو ہر طرح ہے بلکہ [illegible] مرنا ہی
بہتر ہے یہ زندگی کس کام کی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان [illegible] زندہ رہین
یہ کہکر ڈاڑھین مار کر رونے لگا بادشاہ اسلام نے مجبور [illegible] مریخ آفتاب علم
سے پکار کر کہا کہ اب ان کو تو جانے دیجئے اس سے کہ [illegible] پلٹ جانا
شان مردی و مردانگی کے خلاف ہے مریخ آفتاب [illegible] ہے لیکن دل مین
سوچے کہ یہ خون ناحق مفت مین ہوگا چپکے سے کوئی [illegible] نکال کر زمین پر
پھینک دی جن لوگون نے دیکھا اُن معلوم ہوا کہ [illegible] رانت کا مرکب
ہے بعد اس کے دیکھا کہ وہ سوار دوڑتا ہوا صحرا [illegible] گیا یہان قارن بلند کمان
نے قریب اُس سوار کے پہونچ کر آواز دی کہ [illegible] سیاہ پوش آگاہ ہو کہ
مین وہ شخص ہون کہ قبل مسلمان ہونے کے خدا [illegible] بہری عزت کرتا تھا اور بڑی
بڑی لڑائیان مین نے سرکین میرے نام سے [illegible] بڑے شجاعان زمانہ کانپتے تھے

ہر چند کہ اب زمانہ شباب نہین ہے اور پیرانہ سالی ہے لیکن تیرے واسطے بہت ہون
یہ سُن کر نقابدار بہت ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون
منم نقابدار ابلق سوار لاضرب بہادری کی قارن بلند کمان نے کہا کیا تو نہین
جانتا کہ یہ دستور ہم اہل اسلام کا نہین ہم پیشدستی نہین کرتے ہین جب خداوند کریم
دشمن کی ضرب سے بچاتا ہے تو اپنا وار کرتے ہین نقابدار نے کہا کہ اب مجھے معلوم ہوگیا
کہ قضا تیری آگئی ہے اور جھپٹ کر تیغہ آبدار کا وار سر قارن پر کیا قارن بلند کمان
نے سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کی دیکھا تو تلوار سپر سے کوئی دو انگل اونچی رہی آگے نہ
بڑھ سکی قارن بلند کمان نے اس کے وار کو خالی جاتے دیکھ کر اپنا وار کیا کہ
سر پر نقابدار ابلق سوار کے پڑا چھن سے تلوار ٹوٹ گئی بس نقابدار نے دوسرا
وار کیا قارن بلند کمان نے دیکھا کہ تلوار میری بیکار ہو چکی ہے اب وار اس کا
رد کرونگا تو جواب کا ہے سے دونگا یہ تصور کرکے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
نقابدار ابلق سوار نے اپنا ہاتھ کھینچا کہ قارن پامال مرکب پر آرہا پس دوسرا
ہاتھ کمربند مین قارن بلند کمان کی ڈال کر زین سے اُٹھا لیا اور لے کر عظمت سحر ساز
کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے پکار کر کہا کہ کیون اے مریخ آفتاب علم دیکھا
تم نے اس سحر کو یہ اسی طرح سے تمام لشکر اسلام کو باندھ لائیگا اور تم نے اسے سحر مخفی
کرکے ضرب تیغ سے تو بچا لیا لیکن زور نقابدار کا نہ روک سکے یہ کہکر قہقہہ مار کر ہنسی
کر دیکھا سامنے بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور مثل بگولے کے چرخ مارتا ہوا آکر میدان
مین پہونچا اب جو دیکھا تو ایک نقابدار سفید پوش ہے اس نقابدار نے جو دیکھا
کہ یہ قارن بلند کمان کو لیے جاتا ہے للکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ اتنے
بڑے جوان زبردست کو اس طرح اُٹھا لایا اور لیے جاتا ہے بس پلٹ جلدی کہ
حریف تیرا مین موجود ہون پہلے مجھ سے مقابلہ کرلے پھر اس کو لے جانا ابھی اس کو
وہین چھوڑ دے اگر مین تجھے مارونگا تو مین اس کو لے جاؤنگا اور اگر تو مجھے قتل کرے
تو تو اسے لے جانا یہ سُن کر نقابدار سیاہ پوش نے قارن بلند کمان کو وہین
چھوڑا اور خود جھپٹ کر سامنے نقابدار سفید پوش کے آیا ادھر عظمت سحر ساز
نے قصد کیا تھا کہ کسی ساحر کو بھیج کر اسے اُٹھوا لون کہ مریخ آفتاب علم نے پکار کر
کہا کہ اے عظمت سحر ساز اگر تم کسی ساحر کو بھیجو گی تو مین بھی کسی نہ کسی ساحر کو
بھیج سکتا ہون ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ورنہ بُری ہوگی اب انھین دونون کا فیصلہ ہو جانے دو
بہتر و انسب یہی ہے جو زبردست ہوگا وہ قارن بلند کمان کو لے جائیگا یہ سُن کر
عظمت سحر ساز اپنے ارادے سے باز رہی لیکن یہان نقابدار سیاہ پوش نے
نقابدار سفید پوش پر وار کیا نقابدار سفید پوش نے سپر سے وار اس کا
رد کرکے جو تلوار ماری نقابدار سیاہ پوش کے مع مرکب چار ٹکڑے ہو گئے
بس اس کا قتل ہونا تھا کہ بجائے خون کے جسم سے ایک شعلہ نکل کر نقابدار
سفید پوش پر گرا اور جلا کر خاکستر کر دیا اب عظمت سحر ساز نے مریخ آفتاب علم

کو پکار کر آواز دی کہ بس اسی سحر پر دعوے تھا اور شعلہ کو للکارا کہ لے ان خدا پرستوں
کو پیستا تھا کہ شعلہ بلبلا کر چلا لشکر اسلام کی طرف ساحرون نے اس کو رد کرنے کا
ارادہ کیا مگر یہ بھلا کسی کے روکے سے رکتا ہے جس پر گرا مثل بجلی کے گرا خرمن جان کو
پھونک دیا کبھی ادھر چمک کر آیا کبھی ادھر چمک کر گیا ایک قیامت برپا کر دی ساحر
جل جل کر مرنے لگے علامات پیدا ہونے لگی ہر طرف پھر شور و غل کر رہے تھے کہ کشتی مرا
نام مین فلان جادوگر بود اس آتش باری اور برف باری اور آندھی مین شعلہ چمک
چمک کر گر رہا تھا اور کام اہل اسلام کا تمام کر رہا تھا مریخ آفتاب علم حیران ہین
دل مین کہتے ہین کہ مین یہ نہ جانتا تھا کہ یہ ایسی ساحرہ ہے واقعی یہ اپنی بہن سے
بہت زیادہ ہے اب لشکر مین دہائی مچ گئی اور لوگ بھاگنے لگے ایک مرتبہ یہ شعلہ
لپک کر قریب طوفان بن سرکش جادو کے پہونچا چاہتا تھا کہ جلا کر طوفان بن سرکش
کو خاک سیاہ کر دون طوفان نے فورا نوک زبان مین نشتر دے کر خون ہاتھ مین لیا
اور شعلے پر چھینٹا مارا اور کہا کہ لے چھینٹ اپنی اور پلٹ جا اتنا تو ہوا کہ یہ شعلہ پھر دیر تھرایا
اور ان پر نہین گرا یہ اس سے محفوظ رہے مگر پلٹا نہین پھر چمک کر لشکر اہل اسلام
پر جا کر گرا اب کی مرتبہ جو یہ چمکتا ہے تو صاحبقران کی طرف چلا کیخسرو شاہ بڑھ کر
سد راہ ہوا اور اپنے جسم کا خون چھینٹ دے کر اخگرون سے بھی کچھ دیر کے واسطے
شعلے کو روک دیا مگر یہ فتنہ فرو کسی سے نہ ہو سکا جب چمکا لشکر اسلام پر گرا اب تو
سب کے سب نہایت پریشان ہوئے صاحبقران عالیشان بھی دل مین اپنے
کہتے ہین کہ یہ لگا تہ بہت بڑی ساحرہ ہے خداوند عالم اس کے شر سے بچائے اب
آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین کہ اتنے اتنے بڑے ساحرون سے یہ سحر رفع ہو سکا
اہل اسلام تو اس بلا ہی مین ہین ادھر عظمت سحر ساز ہنس رہی ہے اور پکار پکار کر
کہہ رہی ہے کہ بس اسی منہ پر دعوی سحر و ساحری تھا اب یہ سحر کسی سے نہین رکتا یہ سن کر
مریخ آفتاب علم نے جواب دیا کہ یہ ایسا سحر نہین جو نہ رک سکے کیا بیہودہ بکتی ہے
او اجل رسیدہ وہ اور ہی شعلہ ہے جو تیری خرمن حیات کو پھونکیگا اور شمع حیات کو گل
کر دیگا یہ کہہ کر ایک دستک دی دیکھا تو آسمان کی جانب سے ایک پری شیشہ ہاتھ
مین لیے ہوئے پیدا ہوئی جیسے ہی قریب مریخ آفتاب علم کے پہونچی جلدی سے
مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ اس پری کے ہاتھ سے لے لیا وہ پری تو اڑ کے
چلی گئی لیکن مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ لے کر عظمت سحر ساز کو دکھایا اور کہا
کہ دیکھ اے عظمت سحر ساز اس مین تمھارا شعلہ قضا بند ہے یہ کہہ کر فورا ڈاٹ
اس کی کھول دی ڈاٹ کا کھلنا تھا کہ مثل برق کے ایک شعلہ چمک کر نکلا اور تھرایا
بس مریخ آفتاب علم نے اپنے بائین تلوے مین نشتر دے کر خون چلو مین لیا اور
طرف شعلے کے پھینکا اور پکار کر کہا کہ لے چھینٹ اپنی اور اس شعلے سے لپٹ کر عظمت
سحر ساز پر گرا اور اس کو جلا کر خاک کر دے بس خون کا چھینٹا مارتے ہی وہ شعلہ بھڑکا
اور بھڑک کر اس شعلے کی طرف چلا جو لشکر اسلام کو جلا کر خاک کر رہا تھا بس پہونچتے ہی

یہ شعلہ اُس شعلے سے لپٹ گیا اور پیچ و تاب کرکے چلا صاحبقران عالیشان نے فرمایا آج تک ایسی جنگ دیکھی شعلے سے شعلے کو بند ہوتے آج تک نہ دیکھا تھا لیکن شعلہ سحر مریخ آفتاب علم آتشی سحر عظمت سحر ساز کو لپیٹ کرکے چلا بس جیسے ہی قریب مریخ آفتاب علم کے پہونچا مریخ آفتاب علم نے اشارہ کیا کہ لے عظمت سحر ساز کو اور اُسکے لشکر کو بس یہ سنتا تھا کہ شعلہ بھڑک کر عظمت سحر ساز پر چلا اور ساحروں نے اُسے روکنے کا ارادہ کیا بھلا اب وہ کونسی قوت ہے جو سحر کے رُکتا ہے جس پر گرا اُسکو جلا کر خاک کر دیا اب جو حالت لشکر اسلام کی تھی وہی حالت لشکر کفار کی ہوئی شعلہ چمک چمک کر گرنے لگا ساحروں میں غدر پڑ گیا پھر اسی میں ایک پر ایک گرا پڑتا ہے عجب حالت ہے جدھر شعلہ چمک کر گرا اُس صف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ایک قیامت کبریٰ بپا ہے مریخ آفتاب علم نے پکار کر آواز دی کہ اے عظمت سحر ساز لشکر کو جلوا رہی ہو اب روکتی نہیں اس شعلے کو یہ سُن کر عظمت سحر ساز کو غصہ آیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر آواز دی کہ ادھر آ بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ چمک کر عظمت سحر ساز کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے جیسے ہی دیکھا کہ شعلہ قریب آیا ہے بس کچھ اسم سحر دم کرکے اور زبان میں نشتر دے کر خون چلو میں لیا اور شعلے پر مارا یہ معلوم ہوا کہ روغن چھڑک دیا شعلہ اور بھڑکا اب تو عظمت سحر ساز بہت گھبرائی کہ یہ کیا آفت ہے کچھ عقل کام نہیں کرتی کیا میں نے گھبراہٹ میں کچھ غلطی تو نہیں کی یہ دل میں سوچ کر سینے کی بوٹی کاٹ کر پھینکی اور پکار کر آواز دی کہ لے اپنی بھینٹ لے اور جا لشکر اسلام کی طرف اس سے بھی شعلہ نہ پلٹا اب بھاگتی جاتی ہے اور شعلہ ساتھ ساتھ لپکتا چلا آتا ہے جب اس نے دیکھا کہ کسی طرح مفر نہیں ہے بس ایک مشکیزے میں کچھ خون اپنا دے کر آواز دی کہ آ اتر آ اس ترکیب نے اتنا اثر دکھایا کہ شعلہ خون کے لگاؤ سے مشک میں اُتر گیا بس جلدی سے عظمت سحر ساز نے منہ اُس مشکیزے کا باندھ دیا اور لے کر چلی کہ اسے سرحد طلسم میں پھینک دوں اُدھر صاحبقران عالیشان نے مریخ آفتاب علم سے پوچھا کہ اب کیا ہوگا یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ تماشا دیکھے جائیے عظمت سحر ساز تھوڑی دور پہونچی ہوگی کہ ایک مرتبہ وہ مشکیزہ چھوٹتے چھوٹتے تڑاق سے شق ہوا اور اب جو وہ شعلہ گرتا ہے تو عظمت سحر ساز کو جلا کر خاک کر دیا اور اب اس کی فوج پر جا کر گرا فوج بھاگی اور شعلے نے تعاقب کیا لیکن مرتے ہی عظمت سحر ساز کے ایک آندھی سیاہ چلی تو سنگباری و آتشباری دیر تک رہی آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام میں عظمت سحر ساز جادو ہو اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا میدان صاف ہے کچھ لاشیں میدان میں پڑی ہیں اور باقی ساحر بھاگ گئے ہیں اب وہ شعلہ پلٹ کر پھر لشکر اسلام کی طرف چلا تھا کہ مریخ نے ایک نانندے میں پانی بھر کر رکھا تھا اشارہ کیا کہ تیرا یہ مقام ہے ادھر آ بس وہ شعلہ چمک کر اُس نانندے میں گرا گل ہو کر رہ گیا لشکر اسلام میں نقارۂ فتح بجا باجۂ فتح و ظفر مریخ آفتاب علم پر سے زر نثار کرتے تھے انکو تو اپنا عمل فتح و فیروزی میں یہاں چھوڑا جاتا ہے اور اب چند کلمہ داستان نقابداران سرخ پوش بیان کئے جاتے ہیں

یہانتک یہ داستان تحریر ہو چکی ہے کہ تو ابدانوں نے یہ خبر سنکر کہ بدجبیں آفتاب پرست مع ارژنگ بن زمرد کے سمندر پہ پہنچے تو انھوں نے بھی سمندر پہ کا قصد کیا تھا چنانچہ انکو راہ میں معلوم ہوا کہ بدجبیں نے سمندر پہ بڑا ہنگامہ برپا کیا ہے تمام فوج و لشکر اوسکا وہیں مقیم ہے اور خدا پرست ظلم و بدعت سے نہایت پریشان ہیں اور بدجبیں آفتاب پرست نے تمام ملکوں کو خدا پرستوں کے خواہ دستی پرستی سہرا دوں کے ہیں تو دست چپی والوں کے ہیں سب کو برباد کیا ہے اور وہاں کے ساکن کچھ تو بحالت تقیم کیے ہیں اور کچھ قتل ہو گئے ہیں یہ تو ابدار نہایت غیض و غضب میں ہیں کہ بدجبیں کو جا کر قتل کروں یہ بہت جلد بجانب سمندر پہ چلے جاتے ہیں کہ وہی راہ طلاق کا ہی کہ ادھر سے ہوتے ہوئے بقصد مقابلہ بدیع الملک شاہ نہ طلاق ہوں تو [illegible]

اب کچھ حال شہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے جو آٹھ روز کا وعدہ کیا تھا کہ میں مع بارگاہ کے طلسم نہ طلاق کو جاؤنگا سب اہل مشورہ جمع ہوں پس وہ سب لوگ جمع ہوئے ہیں اور صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان نے قصد روانگی نہ طلاق کیا ہے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

نگارندہ نقاش بالی فریب	عروس سخن با چنین زیب	واقفان که دست سخن فرد آمد	شرح این داستان چنین کرده اند

اب یہاں سے راویان شیریں کلام اس داستان جلالت عنوان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب صبح وقت کل سہرا ادا پیر شمشیران میر تندہ بحضور بادشاہ جہاد ما فرو بار گئے اور وقت آنے کو ماں شاہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم بھی اس حقیقت سے واقف ہو عرض کیا کہ ہاں حضور بیان اور حالات نہ طلاق سے واقف ہوں اور بزرگوں سے بھی سنتا آیا ہوں بلکہ جو حقیقت حال غلام عرض کریگا کیا عجب ہے کہ وہ حالات اور لوگ شاید نہ ہوں چنانچہ کیخسرو شاہ اور طوفان بن سرکش بار بار ایسا ہی عرض کرتے گئے پہلے کیشان شاہ نے بیان کیا کہ حضور غلام کو یہاں تک معلوم ہے کہ نہ طلاق [illegible] شاہزادہ نے بھی طلسم نہ طلاق یہ ہو گیا کچھ قلعہ میں متعلق اسکے اور نوان تمام کیسا حال [illegible] قلعہ کی کیفیت بتلائیں اپنے بزرگوں سے سنی ہے اسکے میں عرض کرتا ہوں اور [illegible] کہا کہ آپ بھی تو خوب واقف ہیں کہ جو حالات ہیں سب بیان کیجئے [illegible] ہو جائے تو آپ بتا دیں کیونکہ مقصود یہ ہے کہ شاہزادہ عالی مقدار [illegible] وہاں کی نہ طلاق کے واقف ہو جائے۔ فرمایا کہ کہو اسنے بیان کیا کہ ایک دریا ہے [illegible] تمام اسکا دریا نسیان رکھا گیا ہے شہزادہ نے پوچھا کہ دریا نسیان اس سے کیا مراد ہے عرض کیا کہ حضور [illegible] پر جو پل واقع ہوا ہے اس پل کو اور نیز اس پار کی ہر شے کا اثر [illegible] کیفیت نسیان کی اوس پر طاری ہوتی ہے اور وہ خود فراموش سا ہو جاتا ہے [illegible] چلا جاتا ہے کو روکنا گر یہ پروہ سر اٹھاتے لیتا ہے [illegible] پھر لی [illegible] وعدہ کیا فراموش ہو گیا چنانچہ یہ کیفیت نسیان [illegible] پار رہا [illegible] یہ کیفیت طاری ہوتی ہے اور جو لوگ کہ بطریق سیر جاتے ہیں یا عام راہ گیر [illegible]

جو شخص بہ نیت مقابلہ پل کو عبور کرتا ہی اوسکو ایک خبط سا ہو جاتا ہی اور ہوش و حواس اوسکے مختل ہو جاتی ہین اور نسیان غالب ہوتا ہی تا تیر اُس دریا کی ہی صاحبقران نے فتح آفتاب علم کیجانب دیکھا اسنے عرض کیا کہ یہ کچھ سمر کشان شاہ نے کہا بجا و درست ہی جہانتک کہ انھون نے حالات بیان کئے ہین سب صحیح ہین کیونکہ شاہ نے یہ عرض کیا کہ اب یہان سے فدوی عرض کرتا ہی کہ ہر چند سمر کشان شاہ نے جو بیان کیا بہت درست ہی مگر مین اُسکی اصلی کیفیت عرض کرتا ہون کہ یہ کردار کس شخص کا ہی اور کون اوسکا موجد و بانی ہی واضح خدمت ہو کہ حکیم فیلقوس ثانی نے اپنی مدت العمر مین ایک دریا اس قسم کا بنایا اور ایک دیوانہ ہی کہ نام اسکا اژدر شیر خشم ہی اوسکو اونھون نے بحکمت اپنی عملیات کی زور سے اور کچھ ادویات کھلا کر اوسکو روئین تن کیا ہی اور ایک گرز اوسکو ایسا بنا دیا ہی قریب تیرہ سو من کے اور باقی جو سلاح کہ دیوانہ کے لیئے مناسبت رکھتے ہین وہ اُسکو بنا دیئے اور وہ دیوانہ خود بالذات بھی بہت بڑا بہادر اور صاحب زور و طاقت ہی اور اُس گرز مین یہ صفت رکھی ہی کہ وہ دیوانہ جب کسی سردار پر گرز کا وار کر کے ضرب لگاتا ہی اور نگاہ اُسکی چار ہوتی ہی وہ سردار یا تو ضرب گرز سے ہلاک ہو جاتا ہی یا ایسا بیہوش ہو جاتا ہی کہ کچھ خبر اوسکو اپنے تن بدن کی نہین رہتی بس وہ دیوانہ اُسکو اسیر کر لیتا ہی اور باندھ کر لیجاتا ہی اور چونکہ وہ دیوانہ روئین تن ہی اُسپر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہی اب یہ معلوم نہین کہ نگاہ مین اوسکے کونسی تاثیر رکھی ہی یا گرز مین اور اسی دریا کے قریب مین ایک قلعہ ہی کہ وہان کی بادشاہ کا نام سمر سمر چوش ہے وہ بھی نہایت جری اور بہادر ہی اور قلعہ بسبب یا قوت اُنکا معلوم ہوتا ہی اور قریب تین لاکھ فوج جرار کی اس قلعہ مین مقیم رہتی ہی لیکن وہ حکیم بہ تدبیر کہ جسکی یہ پہلا امور قائم کئے ہین اُسنے اپنے جانب سے ایک شعبدہ باز کہ نام اسکا عارم شعبدہ باز ہی اسکو اپنی جگہ پر بادشاہ کی پاس قائم کیا ہی کہ بجائے میرے یہ حضور کی دربار مین حاضر رہیگا اور حکیم نے بادشاہ سے یہ عرض کیا ہی کہ جسوقت تک مین حریف کی ہاتھ نہ آؤنگا اوسوقت تک کسی شے کی ہیئت مین کسی طرح کا فرق نہ آنے پائیگا اُس بادشاہ نے حکیم سے پوچھا کہ اب ہی کوئی شخص ایسا کہ جو ان اشیاء آپکی بنی ہوئی کو مٹائیگا اور جسکا آپکو خوف و خیال ہے حکیم نے کہا کہ ہان بیشک مجھکو خیال ہی ایک شخص کا کہ جو صاحبقران ثالث کا عیار ہی خواجہ خضران نام کہ وہ بہت بڑا عیار زبردست ہے کہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہی اور اوسکی وجہ سے پوشیدہ ہو جاؤنگا اور مین ایسے مقام پہ پوشیدہ ہونگا کہ کسی کو میرا سراغ نہ مل سکے اور آپکو بھی اُس مقام سے آگاہ نہ کرونگا بادشاہ نے اوسوقت یہ کہا کہ ہم بھی جب اس مقام سے نا واقف ہونگے اور ہم سے بھی پردہ رہیگا تو ہم آپکی زیارت سے کیونکر مشرف ہونگے ورنہ ہم دم رہین گے اوسوقت حکیم صاحب نے دیکھکر کہا کہ سال بھر کے بعد عارم شعبدہ باز مجکو بھی دکھا دیگا اور عجائبات نہایت عمدہ و نادر آپکے پاس پیش کرینگے جسکو دیکھکر آپ نہایت محظوظ ہونگے بلکہ کنارہ دریائے نسیان اگر مثل میلہ کے اوسنے قرار دیئے تو نہایت دلچسپی اُس ہوگی بادشاہ نے منظور کیا غرض شاہ نے اسقدر بیان کرکے عرض کیا کہ غلام ایک دفعہ کسی تقریب سے کچھ ہی قریب دریائے نسیان کی پہونچا تو بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی کہ یہ بھی بندہ خداوند کیوان یعنی کیوان پرست کی بادشاہ کی غلام ہو بلوا لیا چنانچہ مین باریاب خدمت شاہ ہوا زمانہ میلہ کا قریب تھا جب غلام دریا کے اوس پار گیا تو کل اپنا سب کچھ بھول گیا اور یہ کچھ بھولا یاد تھا کہ اگر کسی پر سحر کرون تو بیکار ہو گویا بالکل خود فراموش ہو گیا تھا اور ایک کیفیت نسیانی طاری ہو گئی تھی بادشاہ سے ضرور مین نے عرض کیا کہ ایک سبب مین حضور سے دریافت کرنا چاہتا ہون ۔ ع یک عرض دارم اگر گوش کن ؛ اگر گوش نباید فراموش کن ؛ بادشاہ نے فرمایا کہ تمہاری

عرض سب قبول ہی تم شوق سے عرض کرو تم سے یہین کسی طرح کا پردہ کسی امر مین نرکھونگا چنانچہ بادشاہ ہنر پرور نے شوق سے
یہ ساری کیفیت حکیم فیلقوس ثانی اور انکی عجائبات کی بیان کی جو کہ مین نے حضور مین عرض کی اب یہ تا بعد اشتیاق
میلہ کا ہوا بعد تھوڑے سے دنون کے زمانہ میلہ کا آیا تمام رعایائی شہر مین ایک غلغلہ ہوا کہ کل میلہ ہی اور غلام سے
ملاقات عازم شعبدہ باز سے بھی ہوئی اتفاق زمانہ ہی کہ کل میلہ ہوگا بادشاہ نے قصد کیا کہ مین خیمہ و بارگاہ وغیرہ
مقام میلہ مین روانہ کرون تاکہ وہان آراستگی شکی ہوجائے عازم نے عرض کیا کہ کوئی ضرورت یہان سے کسی شئے کی روانہ کرنیکی
یا کسی سامان کے بھیجنے کی نہین ہی نہ حضور اپنے ساتھ کوئی سامان جلوس شاہی وغیرہ لیجائین جسقدر ملازم کہ حضور کے
ہمراہ رکاب ہونگے وہ سب براحت جگہ پائینگے اور میلہ دیکھینگے اور حضور کے لیے بھی جملہ سامان شاہی آراستہ و
پیراستہ ہوگا بس بادشاہ نے منظور کیا الغرض حضور میلہ صبح سے ہونا شروع ہوا تمام رعایائی شہر صغیر و کبیر
جوان و پیر میلہ مین جانا شروع ہوئے چہار طرف سے جوق جوق تماشائی میلہ مین آنے لگے اب جو دیکھا تو سامنے
سے ایک بارہ دری یاقوت نگار جسمین تین درجہ واقع ہوئے ہین اور تمام کار ہوا سے کیا ہوا ہی نمایان ہوئی
بارہ دری ہی کہ شعلہ آفتاب سے تمام مکانات گرد و پیش جو کہ وزیر و کوتوال و دیگر ارکین سلطنت کے لیے بنے ہوئے
سبز بھی اور عجب بہار دے رہے ہین اور چمن جو سامنے بارہ دری کے واقع ہوا تھا وہ لائق دید تھا کچھ درخت سرو کی جابجا
چمن مین لگی ہوئی تھی قمریون کا ہجوم سنبل اپنی زلف عنبر افشان کھولی ہوئی تاریکی شب کا مزا دکھاتی تھی کہ جیسے کاکل محبوب
ارد گرد پڑی ہوئی ہی نرگس شہلا آنکھین پھاڑ پھاڑ سنبل کیجانب نگران تھی کہین بیلا اپنا البیلا پن دکھاتا تھا اپنی مہک
تمام چمن کو بسا تا تھا کہین جوہی کی کلیان نسیم و صبا کی چاہی جوہی ہین عجب لطف دکھاتی تھین کسی مقام پر تختہ گیندہ کا
کھلا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فوج سبز پوشان کو دستار بسنتی ملی ہی کوئی گل پکارتا تھا کہ ؎ جنون پسند ہین چھاؤن سے
جو کبھی عجب بہار رہی ان زرد زرد پھولونکی غرضکہ حال اس چمنستان کا کیا بیان ہوسکے کہ ہو نہ گلزار خلد و رونق باغ
شداد تھا الحاصل بادشاہ بھی میلہ مین نہایت تزک و احتشام سے تشریف لائے اور بارہ دری کے قصر اعلی مین داخل ہوئے
ایک تخت یاقوت نگار پر جلوہ گر ہوئے اور گرد و پیش تمام کرسیان جواہر نگار ارکین دولت و روسا امرا وزیران ہوش تدبیر
کے لیے آراستہ تھین وہ بھی علی قدر مراتب اپنی اپنی مقامات پر متمکن ہوئے سوا انکے اور جو مصاحبین رفقا تھے انکو بھی انکی رتبہ
کے موافق خیمے وغیرہ ملے جنمین جملہ اسباب راحت مہیا تھا اب جو دیکھا تو کشتیان چنی ہوئی ہین زعفرانی کی تورہ پوش زرد زری
انپر پڑے ہوئی شیشون کے منہ پھولون سے بند کیے ہوئے اور سرخ شالباف لپٹا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سرخی شفق شیشون مین بند ہے
یا عروس حجلہ عجائب مین بیٹھی ہوئی ہی اور ایک ساقی بچہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے مؤدب کھڑا ہی اور میلہ کی اب خوب گہما گہمی ہو رہی ہی
دوکاندار سب اپنی اپنی دوکانین آراستہ کیے ہوئے ہین عجب رونق پاکیزہ دوکانون سے ظاہر ہوتی ہی کسی مقام پر کینچی گٹھی چہار اونس
دانتون کی پاکر کچھ افیونی بیٹھے ہین پیالیان سفید سفید رکھی ہوئی ہین افیون لال رنگ گھولی ہوئی ہی کوئی ڈبیا
نکالکر گولی کھاتا ہی کوئی لونڈا چھیل رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ یہ خاص فیض اللہ گنج ہی اسکی شہرت ہی کہ آگے بھی لونڈا ابھی بات
ہی آپ کھائینگے تو مزا اوڑائینگے کہین چار کا سامان ہو رہا ہی بسکٹ اور نان پاؤ لیے حاضر ہین کوئی ٹھہر کر پیالی کھا رہا ہی
غرضکہ یہ مجمع بھی عجب لطف خیز اور فرحت انگیز تھا کسی مقام پر کلوار کی دوکان کیسی آراستہ ہی مجمع اوسمقام پر میکشون
کا ہی بیٹھے ہین اور بیخود ہوئی ہین کوئی اسمین پکار اٹھتا ہی ؎ کرین زہر رندونکی گھٹا اوٹھی ہی اترسے یقین ہی آج
ساقی تیرے میخانے مین ہین برسے اور کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا ہی ؎ کیا ہی قبح مینا جس گھڑی سفاک پرجوش ہے
ہزارون حسرتین لیٹی رہین قاتل کے خنجر سے کوئی کسی دیکھ کہا کو دیکھو یار و کیسے یہ کار ہی کار سے دشمن دھوان دیتے ہین
کاریگر کچھ ارسے طوطی فاختا ہی جو کسی وقت دکھاتی ہین نیلے اور پیلے بگلے اور نارنجی سفید ہنستا بن آئی ہی
پر کھارت جو رنگا م پھر سے جھولون اور ایری جو گیون تھوو کا م جام کی جگائی ہے پکار اور ٹھا کوئی متوالا کہ ؎

جھومتی ہوئی آتی ہوئی متوالی گھٹا اٹھی ہے سیہ صیت انکی کالی کالی گھٹا سے کس طرح ہے دل مشتاق بجلی کی کل آگئی بوندیاں پڑنے لگیں جھوم کے بادل
آ گئے غرضکہ یہ مقام عجب کا ہیں سب نعم کی آراستہ ہیں اور حیلہ خوب عجیب ہے اب جو دیکھا تو سامنے سے ایک تخت پیدا ہوا جسپر چند
نازنینان مرصع پوش زرد زرکوش زیور پہنے ہوا ہے سے آراستہ پوشاکیں نفیس پہنے ہوئے ہیں اپنی ساز و سامان کی تخت پر بیٹھی ہیں کہ
وہ تخت آکر آپکے سامنے بارہ دری کی قائم ہوا اور وہ نازنینیں جو کہ لائق حضور ہی بادشاہ تھیں وہ اس در میں بیٹھیں اور
جو لائق صحبت وزرا و امرا تھیں وہ انکی در میں بیٹھیں گھبر بادشاہ کہتا ہے کہ حضور اوسوقت ایک کیفیت کا سا عالم سب
طاری ہوا کہ یہ نازنینان مجسم صورت پری تھیں نعمت کہاں سے پیدا ہوئیں غرضکہ عازم شعبدہ باز ساقی کیطرف
متوجہ ہوا اور اشارہ کیا کہ مشغول بزم ہو ساقی نے اب اس لوزہ پوش کشتی پر سے اٹھایا اور جام خاص ہوا ہر ایک بادہ
ارغوانی سے مملو کیا بادشاہ کا ارادہ تھا کہ [illegible] گمان ہوا ہے کیا ترا معاملہ ہے [illegible] جواہر کی الماس کی چانی
ساقی نہیں بحال فی الحال سے آیا اور جام سے ارغوانی پیش کیا بادشاہ نے جام لیکے اندیشہ انجام نوش کیا [illegible]
ایک شعوالہ ہیں ثابت ہوا ایسی عالم بیخودی میں ساقی جام لیکر اٹھا تھا اور ایک قطرہ شراب کا اسکے جانب زمین چھلکی
تھی کہ بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ہمیں تو دریا ساقی ہے اے بھائی پہلے جام کی بحالی گر کوئی ہو ہمیں یہ پوچھا تو مجھ سے
کہا کہ سبوالی ہو یا حبیب تشنگی دریا ہو بہائی + بیاد آر حریفان بادہ پیارا + غرضکہ بادہ کش کہ شہو کی اسے اچھا دکھاتا
یاد آگئے اور بادشاہ و رفیق بہ تہارے ہو کہ سے ساقی بادہ شراب تو ڈھلکا + کاگر اوڑتا ہو جسکی بوتل کا + غرضکہ وہ
نازنینان مہ جبین کہ شکلیں [illegible] کہ سے شکلیں ہیں رنگ رنگ کی کپڑے پہنے ہوئے + انسان پھول ہیں چمن
روزگار کو + اونمیں سے ایک نازنین [illegible] حضور بادشاہ کتی او نے غزلیں اور ٹھمریاں گانا شروع کیں تمام محفل
کو بجالیں کر دیا حضور [illegible] ہوکر اپنی گریبان چاک کئے اسیار تک مجلس کا یہ کہ ہر ایک محو ہو گیا الحاصل
اب وقت آیا ہے کہ آفتاب [illegible] کیجانب متوجہ ہوا ہے اور بدر آیا شب کا ظہور ہوا بدر کامل ابھی
فوج سیارگان ساتھ لیکر [illegible] کوئی [illegible] کرتا ہی [illegible] تھا کہ آفتاب کا اسی وقت پایان
شکست ابھی پایا کہ غروب ہونا [illegible] ستارگان کا ہجوم کرنا بدر کامل کا اپنی تخت نور پر جلوہ گر ہوا اب جو یہ آیا تو دریا کا
وہ نا حسن پایا [illegible] سنا روکاد [illegible] کا اور دیکھا یہ اب دریا کا حسن [illegible] ہوگیا
اور [illegible] غلغلہ پیدا ہوا کہ کسی کی آمد آمد کا شور ہوتا ہے بنایا ایسی
معشوق [illegible] ہوئی آتی تھی اور جو افلان تمام [illegible] ہوا تھا اور یہ آواز
آتی تھی کہ سے [illegible] سواری آتی + [illegible] باشئی چکار
[illegible]
[illegible] وہ بھی داغ بدل [illegible]
[illegible] تخت [illegible] زمردی [illegible]
اور سر جلوہ گر ہیں اور [illegible]
حاضر [illegible] بادشاہ کی نگاہ [illegible] تخت [illegible] سلام کیا
اور تمام [illegible] بادشاہ نے دیکھ کے کہا کہ [illegible] زیارت [illegible] ہو گئے ہیں اور یہ
سامان [illegible] سامان [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible] کرتا ہے [illegible]
[illegible] بیان [illegible]
[illegible] ایک [illegible] دیکھا تو [illegible]

حکیم صاحب نے یہ فرمایا کہ کیا عجب ہی کہ اب ملاقات نہو اور آپ مشغول صحبت ہوں میں دریا کی سیر کرتا ہوا اوسیطرف سے چلا جاؤنگا اوسوقت تمام رعایا و برایا جو میلہ میں جمع تھے حکیم صاحب کو جو دیکھا تھا تو اپنی اپنی لیاقت کے موافق روپیہ اشرفی دریا میں پھینکنا شروع کیا یہانتک کہ بادشاہ نے بھی بہت کچھ جواہر و روپیہ دریا میں پھینکا گویا کہ مینہ برستا تھا صاحبقران نے حضرات سے تماشائی کیجانب دیکھکر ہنسے اور کہا کہ یقین ہی کہ آپکے حال ایسا ہی ہے وہ روپیہ کیونکر ہوا ہی بادشاہ نے دیکھکر کہا کہ بس مجھ ایسا فقیر نہ دیکھیو میں حال سب اونکا سنتا جاتا ہوں اور میرے اندام میں رعشہ ہی رونگٹے کھڑے ہوتے جاتے ہیں ابھی کل حال نہیں سنا ہی آیندہ دیکھیے کیا بیان ہوتا ہی یہاں بھی کچھ بادشاہ بیان کرو کچھ بادشاہ نے عرض کیا کہ بس حکیم صاحب تو سیر کرتے ہوئے دریا کیطرف سے گذر گئے حکیم صاحب کے جانے سے سب صحبت کی صحبت آبدیدہ تھی حکیم صاحب کے اس لفظ پر جو انھوں نے فرمایا تھا کہ اب ملاقات ہونا معلوم غرضکہ بعد جانے حکیم صاحب کے اوسیطرح جلسہ عیش و عشرت برپا رہا اور رات بھر میلہ کا لطف نہایت عمدگی اور رونق پر رہا مگر بادشاہ بار بار آہ سرد بھرتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا کہ سے ہی درد یہ درد دلی سے کھونا معلوم [illegible] جگر سے داغ کھونا معلوم [illegible] اب جہان [illegible] اپنی دل کا شگفتہ ہونا معلوم [illegible] تھا وہ صاحبقران بادشاہ کی جی کو بہلایا اور [illegible] صحبت کیطرف مائل کیا لیکن نہیں خیال حکیم صاحب کے اسی لفظ کا رہا کہ کیا عجب ہی کہ اب ملاقات نہو غرضکہ وہ شب تو اسی ناچ و رنگ و عیش و عشرت میں گذری اب جو دیکھا تو وہ شب تمام ہوگئی اور وقت صبح کا نمودار ہوا [illegible] دیکھا کہ وقت صبح بدر کامل کی طرح [illegible] آفتاب تاباں کا ہوا اوسوقت دیکھا کہ ناگاہ وہ آسمان سپہر [illegible] فلک [illegible] پر پہونچا اور سپیدہ سحری [illegible] صبح [illegible] کہا کہ آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنی چہرہ سے بعد [illegible] آفتاب نے [illegible] کیا سب جو [illegible] زمین پر [illegible] شاہی در [illegible] اس کے فیض سے رشک گلستان ہو ظہور کیا تمام عالم جہان کو نور سے پر نور کیا [illegible] تو خورشید سے مطلع انوار کیا از زمین تا سپہر [illegible] تابان آیا [illegible] حیران [illegible] سامان [illegible] نہایت پریشان [illegible] کہکشان میں پنہان ہوا ماہتاب [illegible] فلک [illegible] پھول کی طرح [illegible] ایک رنگ نظر آنے لگا عالم ستمدیدہ بادشاہ نے صبح [illegible] دیکھا اس کر [illegible] ایک ندی سیاہ سی پیدا ہوئی اور بڑھتی ہوئی چلی بادشاہ نہایت گھبرائے اور فرمایا کہ اے عالم ستمدیدہ بادشاہ یہ کیا [illegible] عرض کیا کہ یہ سامان [illegible] دیکھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ طوفان کیصورت آتا ہی آتی ہی [illegible] کا شعر [illegible] نازان شگفتگی پہ نہ ہو گلبدا ابھی [illegible] آئی خزان [illegible] بہار [illegible] ایسا نہو کہ [illegible] کہ جو [illegible] ہو جاوے وقت یہ ہی کہ وہ [illegible] چلتا [illegible] اور رنگ [illegible] بقدر [illegible] آئی [illegible] اور [illegible] بند ہو گئیں اب جو آندھی سیطرف ہوئی تو دیکھا بادشاہ نے کہ کنارے دریا کے میں بیٹھا ہوں اور ایک کھٹولی پڑی ہے بانون کی بنی ہوئی بچھی ہی اوسپر بیٹھا ہوں نہ وہ عالیشان ہی نہ وہ نازنینوں کا جلسہ ہی نہ وہ [illegible] معلوم ہوتا ہی کہ یہ [illegible] کو لیے ہر پا [illegible] کہ [illegible] وہ کنارہ دریا کا خاک پر بیٹھا ہوا نظر آتے [illegible] اٹھا کر [illegible] ہوتے [illegible] بیلچی بالکل جاتی رہی [illegible] وہ باقی رہا کہ بادشاہ نے [illegible] کو جا رحم سے کہا کہ کہئی میں کہاں ہوں یہ کیا [illegible] عالم [illegible] عرض کیا کہ اسی جواب تصور فرمائیے بادشاہ نے کہا کہ یہ سامان کیا تھا اور کیا ہو گیا [illegible] بادشاہ نے کہا کہ عالم ستمدیدہ بادشاہ بس [illegible] عرض کیا کہ [illegible] اور وہ [illegible] اس رنگ [illegible] کیا بادشاہ نے کہا کہ [illegible] کہ جو [illegible] سامان [illegible] دیکھا یا تھا [illegible] بڑی شاہی اور [illegible] نہایت ذلت ہوئی [illegible] عرض کیا کہ حکیم صاحب یہ شعر پڑھ گئے تھے [illegible]

وہ ننگے کھاؤ یا کر خاک مذلت پر آپہنچے اپنی تینین بیٹھا پایا بس بادشاہ نے حکم دیا عقاب تیز رفتار عیار کو جو کہ حاضر تھا سے
کہا کہ اسکو گرفتار کرلو اوسیوقت عازم شعبدہ باز کو عیار نے گرفتار کرلیا اور سلاسل پہنا کر پہلے بادشاہ کی سواری
طلب کی جس سواری پر آئی تھے غرضکہ بادشاہ سوار ہوکر داخل قلعہ ہوئے اور عازم شعبدہ باز کو اوسیوقت
تیر کے سامنے زندانخانہ میں بھیجدیا آفتاب زرین علم نے کہا کہ پھر اسکے بعد کیا ہوا کہا کہ میں بادشاہ سے رخصت
ہوا اور اپنی طلسم میں پہنچا اسقدر مجھے یاد تھا کہ جو میں نے حضور میں عرض کیا آگے مجھے اور حال نہیں معلوم ہے یہ تیر کے سامنے گذرا
جب گنجور شاہ یہ کیفیت بیان کر چکا تو صاحبقران عالیشان نے یہ سنکر فرمایا کہ کل ہمارا پیش خیمہ سب طیار ہو اور
ہم یہاں سے کل کوچ کرینگے خضران بن عمر ثانی نے کہا کہ میں نے سب حال سنا آپ تو اودھر کو کوچ کریں اور غلام خانہ
کعبہ جاتا ہے کہ حال مجھے اپنے باپ دادا کا ثابت نہیں ہوتا نہ کوئی خط آیا ہے نہ کسیسے کچھ حال بیان کیا ہے بس جی چاہتا ہے تو اپنے بزرگوں
کو جو کچھ لکھنا ہو وہ خط آپ لکھیے میں لیتا جاؤں اور زبانی جو کچھ آپکا حال ہے وہ بھی بیان کرونگا کہ آپتو صاحبقران سے
بھی بڑھ گئے کہ کوئی ملک چھوڑتے بھی نہیں آپتو یہ چاہتے ہیں کہ عازم شعبدہ باز کو بھی ماروں اور ساحروں کو
بھی قتل کروں اور ملکوں کو اوسکے فتح کروں آپکی طمع تو مجھ سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے بس آپکی مہر و محبت سے ہاتھ اوٹھاؤنگا
بخدا کہ واہ کسی سے نہ دل لگاؤنگا + کیا ہی عہد ہے یہی ابتو جب میں جاؤنگا + ضرور تربت مجنون پہ کل ٹھہراؤنگا + جو
ابکی پھر سے میری بہار میں گذری + خواجہ نے سرداران عالیشان کیطرف دیکھا اور کہا کہ میرا حق آپ سب صاحبوں پر
بہت بڑا ہے جو کچھ جسے دینا ہو وہ مجھے دیدیں پھر کاہیکو میں لینے آؤنگا بادشاہ جہاں سے بھی عرض کیا کہ مجھے اب رخصت فرمائیے
شاہزادہ بدیع الملک نے بہت اصرار فرمایا اور کہا کہ اس دریائے لنسبان تک تو ہمیں پہنچا دو آپنے کہا کہ مجھکو تو حضور
خلل دماغ نہیں ہے جو میں وہانتک جاؤں اور ایسی بیرخی سے کہا کہ واقعی شاہزادہ کو ایک رنج سا ہوا مگر چونکہ خواجہ
کا کام بہت مشکل مشکل انجام دیے ہیں اس سبب سے کچھ جواب سخت نہیں دیا فرمایا کہ تمہارا دل پر صاحبقرانی نہیں کرتا ہوں
خدا کی عنایت اور اپنی کی افضال سے میرے سب کام بنتے ہیں اور بادشاہ سے عرض کیا کہ پروانہ رخصتی انکو عنایت
فرمائیے اور سرداروں میں جو کچھ جسکو دینا ہو میں مانع نہیں ہوں کہ یہ سبکا فیض اٹھایا ہے اور اسکے احسانات سب پر
بہت ہیں بادشاہ نے پانچ ہزار روپیہ عنایت فرمائے اور سرداروں نے علیقدر حیثیت کسی نے دو ہزار کسی نے چار ہزار خواجہ کو
دیے سب آپنے لیکر کہا کہ کوئی خط خطوط کوئی صاحب دینگے میں خانہ کعبہ جاتا ہوں فرمایا شہزادہ نے کہ کوئی ضرورت
نہیں ہے خدا ملائیگا تو مل ہی جائینگے آپکا جی چاہے تو زبانی کہدیجیگا ہم سبھی جانتے ہیں کہ سفر دور و دراز ہے لیکن آپ تشریف لیجائیے
جو گذر رہی ہے ہم پر گذر جائیگی + طبیعت پہ ہوگا قلق چند روز + سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی + یہ کہکر آنسو آنکھوں میں بھر لائے
صاحبقران نے کہا کہ میں کیا عرض کروں ہم نے چاہا تھا نہ ہوویں عمر بھر تم سے جدا + ہاں مگر مجبور ہیں جو کچھ ہے خالق
کی رضا ہے کہا سنا معاف کیجیے اعفو سہو خطا + لو خدا حافظ و ناصر قبول سنت جانا ذرا + ہمتو رخصت ہو چلے خوش رکھے اب تمکو خدا
جان تمہارے پاس ہے اب تن سے فرما دو کہ جا + یہ کہکر پھر ثالث اوٹھ کھڑے ہوتے اور تمام عیاروں سے بغلگیر ہوکر یہ کہا کہ
ہمارا خیمہ سے آتشبازی ہمارے بیمار رکھنا اور قران ثالث سے کہا کہ میرا خیمہ ضرور قائم رہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ پھر ثالث کہیں ساتھ
ہی لیس یہ کہکر آپ سب مال و زر لیکر داخل زنبیل کرکے چلے بادشاہ نے فرمایا کہ کل ہم لوگوں کو تو رخصت کرکے تب جائیے آپنے
دیکھکر کہا کہ مجھے اور قلق زیادہ ہوگا بس یہ کہکر چل کھڑے ہوئے یہاں یہ سب افسوس کنان بیٹھے رہے بعد جانے
خضران بن عمر ثانی کے شاہزادہ نے حکم دیا کہ ایلاقوجیہ بل بن عادی کو کہ پیش خیمہ ہمارا طیار رہے اور کل ہم بیشتر خیمہ
لیکر طرف دریائے لنسبان کی روانہ ہوا اور ہم بھی آتے ہیں بعد اسکے آصف رقم طلعت سے ارشاد ہوا کہ میں چاہتا ہوں
آپ شاہ ہل طلسمی سے یعنی جو شیاہ طلسمی تھے کہ آپنے طلسم بیت الجمال سے حاصل کیے ہیں اُن اسباب طلسمی کو
آپ لیکر دریائے لنسبان پر آئینگا آپکو میں رخصت کرتا ہوں کہ آپ اپنا انتظام کرکے اس طرف کو تشریف لائیگا خدا حافظ

اونا صرہی آصف نجم طلعت اوٹھی بادشاہ کو مجرا کیا اور صاحبقران کو سلام کر کے اور اپنے دوستوں سے رخصت ہو کر اب
یہ جاتی ہیں کہ انکا حال آخر بیان کیا جائیگا بعد اسکے صاحبقران بجانب سکندر فرخ لقا مخاطب ہوے اور فرمایا کہ آپکو بھی تکلیف
یہیں وہیں کی دیتا ہوں کہ آپ بھی اشیا طلسمی کو جو کہ آپ نے طلسم رنگین فلک سے پائی ہیں انکو ہمراہ لیکر دریای نسیان
پر ملاقات فرمایئے انھوں نے عرض کیا کہ بہت خوب اور سلام و مجرا کر کے اوسیوقت رخصت ہو کر چلے اب صاحبقران طرف
شاہزادہ امیر الزمان کے مخاطب ہوے اور ارشاد فرمایا کہ آپ بھی مع اشیاء طلسمی کے جو آپ طلسم بیت الحزن سے اپنے ہمراہ
لائے ہیں ان اشیاء نادر کو لیکر آپ دریای نسیان کیجانب روانہ ہوجیئے اور ہم بھی انشاء اللہ وہان پہونچتے ہیں ہماری آپکی
وہین ملاقات ہوگی یہ بھی رخصت ہوے اور حسب ارشاد روانگی میں مصروف ہوے بعد انکے شہنشاہ گوہر کلاہ کیجانب متوجہ
ہوے اور انسے ارشاد کیا کہ اے فرزند تم بھی اُن اشیاء نادرہ طلسمی کو کہ طلسم ذوفنون کی فتاحی میں تمکو دستیاب ہوئے
ہیں تم انکو ہمراہ لیکر بجانب دریای نسیان روانہ ہوا اور اسی مقام پر ہم سے ملو ہم خدا نے چاہا تو بہت جلد وہان پہونچتے ہیں شہنشاہ
گوہر کلاہ نے اوٹھکے مجرا کیا اور عرض کیا کہ آرزو تو کمترین یہ تھی کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب میں بھی غاشیہ بردار ہی تا
ہوا چلتا مگر الامر فوق الادب جیسا حکم ہوا ہے مطابق اسکے تعمیل کرونگا اور بسر و چشم اسیوقت رخصت ہو کر عازم منزل مقصود
ہونگا یہ عرض کر کے یہ بھی رخصت ہوے کہ انکا حال بھی آیندہ حوالہ قلم سوانح رقم ہوگا بادشاہ سلام مخاطب ہوکر کہا کہ یا صاحبقران
اگر آپ کہیں تو میں ایک بات کہوں عرض کیا صاحبقران نے کہ اے ظل اللہ آپکا فرمانا میں بسر و چشم بجا لاؤنگا آپ ارشاد
فرمائیں بادشاہ نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے ان امور صاحبقرانی میں دخل دینا پسند نہ کیا مگر ہان میری رای یہ ہی کہ اگر کہیے تو
خواجہ زادوں کو بلا کر دریافت کیا جائے کہ یہ دریای نسیان کیا چیز ہے اور راہ و در کا سفر ہمارے لیے کیسا ہے کیونکہ وہ مقام بہت
سخت ہے اور خواجہ کا چلا جانا بھی مصلحت سے خالی نہیں ہے وہ بڑا شخص جانتا ہوگا انہن محلوں کا بھی ہے اسکے جانے سے لشکر میں ایک
او واسی اور سناٹا معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہے آپ خواجہ زادوں کو بلوا بیئے اور انسے استفسار
حالات ضروری کیجئے اور سمجھ لیجئے اس بارہ میں میرا کیا اختیار تھا بہتر الغرض کہتا رہا اور روکا کیا مگر انھوں نے کچھ سماعت کی بلکہ اگر
خیال کیا جائے تو انھوں نے ایک لونڈی کی بھی روتی کی بلکہ تمام عمر اسی کی حرکت انسے سرزد ہوئی خیر آپ خواجہ زادوں کو طلب فرمائیں
حکم ہوا کہ اسیوقت چوبدار جاوے اور خواجہ زادوں کو بعد دعا کی ہماری طرف سے کہا جائے کہ آپکو طلب کیا ہے چنانچہ چوبدار روانہ ہو کر خواجہ
زادوں کے پاس پہونچا اور دعا کی عرض کیا کہ آپکو بادشاہ جمجاہ نے یاد فرمایا ہے آپ تشریف لے چلیں خواجہ زادوں نے کہا کہ پہر
رات باقی ہے گو حال سفر ہمیں معلوم تھا اور یہی سبب ہے نیند کبھی ہمکو نہیں آئی تھی کہ صبح کو لشکر کا کوچ ہوگا مگر حاضر ہوتے ہیں یہ کہکر
کہاروں کو طلب کیا کہ میانا ہمارے نکالو چنانچہ کہاروں نے میانہ باہر کی نکالی انھوں نے جامے نیچے پہنے صندلی عمامہ سر پر رکھے اور
کتب رمل و نجوم ہمراہ لیکر شکلیں اپنی بزرگوں کی ایسی بنا کر اور لباس درباری پہنکر اوسیوقت سوار ہوئے اور راہ کو طی کر کے
داخل بارگاہ ہوئے تا لب فرش شاہزادہ بدیع الملک استقبال کر کے انکو لائے اور بادشاہ کیجانب سے انکی تعظیم کی
چوکیاں صندلی بچھوادی گئیں سبہر آکر خواجہ دوالآہر ثانی و خواجہ بزرگ مہر ثانی و خواجہ سیاوش ثانی و خواجہ
دریادل ثانی آکر بیٹھے اور بادشاہ کی جانب متوجہ ہو کر عرض کیا کہ حضور نے اسوقت کہ رات پہر بہر باقی ہے غلاموں کو یاد فرمایا
ارشاد ہو کیا کام ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دریای نسیان کیجانب صبح کو کوچ ہے اسکے بارہ میں کچھ دریافت کرنا ہے خواجہ زادوں نے
عرض کیا کہ حضور لفظ نسیان کو ذہن مبارک میں رکھیں اور اسکا مفہوم ملحوظ خاطر رہے یہ سبق کہکر انھوں نے قرعہ تفکر تختہ تعقل پر
پھینک کر عرض کیا کہ عقد و فرح و انکیس کی مطابقت اور عطارد و مریخ و زحل زہرہ و مشتری کی نظرات کواکب ثابت ہوتا
ہے اور زائچہ حیات پر نظر کر کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نسیان کے سبب قدر نقصان لشکر اسلام کا بھی ہونا چاہئے مگر ساتھ
سلامتی جان کے لہذا آپکا سفر میں جانا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے اب پوچھا بادشاہ نے کہ بانا خضران کا لشکر سے
جانب خانہ کعبہ کیسا ہے خواجہ زادوں نے عرض کیا کہ [illegible] خوش [illegible] کا کعبہ کیجانب جانا بہت [illegible] یقین ہے

کہ کسی مقام پر شاہزادہ سے بہت اچھی طرح ملاقات ہو اور کارنمایان اُنسے ظہور مین آئین کیونکہ خواجہ نہایت باوفا اور
دوست صادق شاہزادہ بلند اقبال کے ہین اب وہ وقت آیا ہی کہ طائران خوش الحان شاخہائی درخت پر چہچہان ہونے
لگے اور بزبان بیزبانی حمد و ثنای صانع حقیقی مین زمزمہ سنجی کر رہی ہین اور نہالان سبز پوش اُسکی وحدانیت مین
ہواخواہی نسیم سحری سے متحرک ہو کر زبان برگ سے کہہ رہی ہین کہ + برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورق دفتر
معرفت کردگار + ہر گیاہی کہ از زمین روید + وحدہ لا شریک لہ گوید + کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھو وہ بولتا ہی مرغ سحر یا
صبح صادق کی یہ نشانی ہی + کہ آواز موذن کانون مین آئی اور دیکھا فلک کیطرف وہ وقت تھا کہ ستارے لگے ہونے نظرون سے
تارے پنہان + چھپا جادۂ نور مین کہکشان + رخ شمع مائل بزردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + موذن اذان
کو ہوے مستعد + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اوٹھے لوگ لیتے انگڑائیان + شاہزادہ
عالیمرتبت نے عرض کیا کہ اب نماز صبح آپ بھی یہین پڑھ لیجئے اور مین بھی آپکے سامنے رخصت ہو لون بس تمام لوگ
لشکر اسلام کی صفین باندھکر کہڑے ہوے وہ جھونکے نسیم صبا کی فرحت خیز چلنا اور غازیان دیندار و مجاہدان نامور
کا رو بقبلہ کہڑے ہونا عجب لطف دیتا تھا اور ایک سمان بندھا ہوا تھا حاصل کلام یہ کہ نماز صبح ادا کرکے بادشاہ کی خدمت
مین عرض کیا کہ حضور اب یہی مقام پر تشریف رکھین اور مین آپ سے رخصت ہوتا ہون آنکھون مین آنسو بھر لایا بادشاہ
کہ مین بھی ہمراہ چلونگا عرض کیا کہ ابھی تو … حکم لگا چکے ہین کہ حضور کا جانا ادھر مناسب نہین ہی
بسبب قربان مصلحت یہ امر ہی کہ حضور یہین قیام فرمائین یہ باتین ہو رہی تہین کہ سامنے سے مرزا آفتاب علی
دینی سپاہ کامل کی سامان سفر … ہو کر حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ … چند ہمراہیان کے
ساتھ بارگاہ کو … ہین مجھے کیا حکم ہوتا ہی مین بھی عقب بارگاہ … یا حضور کے ہمراہ چلون
شاہزادہ نے فرمایا کہ اے مرزا آفتاب علی تمہارا یہین رہنا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ یہان تنہا ہین
معلوم نہین … کوئی سفر الگ ہے اور خدا نخواستہ کوئی امر خلاف ظہور مین آوے تو کوئی جواب …
والا بھی یہان نہین ہی … عرض کیا کہ جو ارشاد ہوا مگر غلام کبھی قدم مبارک سے جدا نہین ہوا … ہو سکتا
ہی کہ حضور تشریف لیجاوین اور غلام ہمراہ رکاب فیض انتساب نہو یہ نہایت غلام کی کم نصیبی ہی اور حضور وہ مقام
تنہا … ہو … معلوم نہین … کسی کا خیال بھی ہونا …
حضور کی جو مرضی ہو فرمایا کہ بھائی تمہارا یہین رہنا بہتر معلوم ہوتا ہی اور تمہارے رہنے سے مجھکو اطمینان ہی گویا مین ہی بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہون … بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہو کہ اسوقت تنہائی مین تمہین انکی محافظ ہو …
زیادہ … کرنا … سمجھا … کہ الامر فوق الادب ارشاد حضور کا ہی او سکو خادم اپنا فخر سمجھکر تعمیل ارشاد بجا
لائیگا یہ کہکر … لوگون کو سامان سفر سے باز رکھا اور اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا صاحبقران بادشاہ کیطرف متوجہ ہوے اور عرض کیا
کہ حضور اب مجھکو رخصت کرین … تمام شب بیدار رہے ہین طبیعت … حضور آرام فرمائین اور مجھے اجازت دین کہ
مین عازم سفر ہون بادشاہ … ہوے اور فرمایا کہ آپ اصرار کرتے ہین اور مجھے ہمراہ نہین لیجاتے مجھکو آپکی مفارقت و تنہائی کا
خیال ہی … حافظ و ناصر ہی …
حاضر کیا صاحبقران … سوار ہوے … وہان کے حالات … ہون اور …
پیشکش … ہمراہ … شاہزادہ نے فرمایا …
ہی چلئے اور … ساتھ ہوے لیکن شاہزادہ کا … معلوم ہوتا تھا کہ انکو …
چھوڑ دیا … ہوا سوار ہو وہ … کبھی … کبھی …
… کا ہوا … صبا کا … اوڑتا تھا وہ

ناک سپر + مہمیز کا ذکر ہے تھا اک پیر + جلد ہی کی تھی صاف شمع فانوس + پالکی کے گلون سے تھا وہ طاؤس + پادشاہ
جہجاہ بھی بارگاہ سے شاہزادہ کا جانا دیکھ رہے تھے پردے بارگاہ کی اوٹھے تھے آخر اہل لشکر سے رخصت ہو کر سواری
نشل بادبہاری کی منزل مقصود کیجانب روانہ ہوئی اور یہان آوازگریہ بکا مع بادشاہ کے بلند ہوئی ایک حشر کا سا سامان نظر
آتا تھا کوئی شخص ایسا نتھا جو گریان نہو شاہزادے کے غم مفارقت میں غرضکہ سب روتے ہوئے رخصت ہوئے بادشاہ نے بیٹھکر دربار
برخاست کر دیا اب حال شہزادے کا آگے بیان کیا جائیگا کہ یہ منزلون کو طے کرتے چلے جاتے ہین -

اردو کلمہ داستان شوکت بیان اوس غمگین وحزین کے جو خانہ کعبہ چلا تھا یعنی خضران بن عمر ثانی کے بیان کیئے جاتے ہین

کہ یہ رہروی کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ وقت قریب شام کے پہونچا جانوران صحرائی اپنے اپنے مقامو نکو جانے لگے طیور نے اپنے
آشیانون کیطرف رخ کیا آفتاب قریب غروب ہوا وہ آفتاب کا نقاب حجاب مین منھ چھپانا دھوپ کا زرد زرد ہوگیا وہ سبز
پر پڑنا عجیب کیفیت دے رہا تھا لیکن کاروانسرا کا کہین پتہ نہ معلوم ہوتا تھا ایکطرف کو شیر ڈکرتے ہوئے اپنے
کچھار کیطرف جاتے تھے ایک سمت آہوؤن کا غول چلا جاتا تھا ایک دو سے ایسے بیخبر نہوتا تھا خضران کہتے تھے کہ
زلف کاتی ہے مسافر کہ ٹھہر جا کہ کچھ کام ہے + دل یہی کہتا ہے جا نادور ہے اور شام ہے + بس خدا خدا کرکے کہین بیٹھ جاتے تھے اور
یہ شعر پڑھتے تھے کہ رب غربت یہ اُس مسافر بیکس کی روئیے + جو تھک کے بیٹھ گیا ہو منزل کے سامنے + ایکجو
دیکھا تو سامنے سے ایک کاروانسرا نظر آیا شکر خدا کرکے یہ وہان پہنچے اور جا کر ایک مقام پر اپنا بستر لگایا بھٹیاری اپنے مقام سے
اوٹھکر حقہ لیے ہوئے انکے پاس آئی اور کہا کہ میان مسافر بہت تھک گئے آپ نے کچھ انگشتریان نکالین کہ دانہ یاقوت کا اور زمرد
وغیرہ عمدہ نگینے پکھراج و نیلم وغیرہ انپر جڑے ہوئے تھے دیکھکر کہا کہ مین انکی سوداگری کرتا ہون اسوقت کوئی بھی انکو مول لیلے تو
مین کوڑیونکے مول بیچ ڈالون کھانا وغیرہ پکوانیکا بندوبست کرون بھٹیاری کہ نہایت نوجوان اور طرار طرار تھی اُن
انگوٹھیون کو دیکھکر اور مسکرا کر کہا کہ گو یہ رقم زیادہ کی ہے مگر میرے پاس اسوقت سو روپیہ حاضر ہین جی چاہے تو مجھی کو
عنایت کیجیے آپکی نشانی میرے پاس یادگار رہیگی اور کھانا تو آپکی دعوت مین کرونگی اور شب کو جسطرح آپکی
جی چاہے مجھے تکلیف دیجیے مین حاضر ہون آپ نے ہنس کے کہا کہ یہ تو مین نے قبول کیا لیکن اگر شب کو کوئی تمہین تکلیف
دیتا تو کیا دیتا اسنے کہا کہ پچاس روپیہ کیا کم دیتا تو اسنے کہا کہ وہ پچاس روپیہ مجھی کو دیدو اور تم کسی اور کو تکلیف دو اور
مین تو بس کام سے محروم ہون بس بھٹیاری نے اپنی کسی قدر ادا سے پچاس روپیہ لیکر تو انکے پیشکش کیئے وہ
توڑلی آپنے باندھکر داخل زنبیل کی اور کہا کہ خداوند! تیرا شکر ہے کہ کوڑی دو کوڑی کا روزگار تو ہو گیا دن بھر بھوکا پیا
مین نے یہ سفر تمام کیا تو خالق ہے رزاق ہے سدا آئی مجھے یاد ہے کہ ۔۔۔ آسیا کہتی ہے ہر صبح باآواز بلند + رزق سے
بھرتا ہے رزاق دہان چھوٹے بڑے + یہ ذکر تھا کہ دیکھا چار گھڑی رات گئے بھٹیاری کھانا انکے لیے لائی بہت تکلف سے انھون نے
شکر خدا کرکے نوش جان کیا اور آب وطعام سے فراغت کرکے پلنگ اسنے بچھا دیا تھا اوسپر آپ نے آرام کیا اور مسافر
بھی وہان تھے سب انکی حقہ پانی سے تواضع کرتے رہے اب انکا نغیر خواب بلند ہوا اور بھی سب سو رہے اب انھون نے
عالم رویا مین دیکھا کہ عمر ثانی عجب پریشانی سے گرد و غبار چہرہ پر پڑا ہوا کچھ کپڑے ملگجے سے پہنے ہوئے خواب مین نظر آئے
اور دیکھا کہا کہ شاباش و مرحبا یہی وقت رخصت ہونیکا تھا کہ تو وہان سے رخصت ہوا اے جان شیرین کو عزیز رکھا
اور شاہزادے کو تنہا چھوڑ دیا تیری وضع سے تیرے تمام بزرگون پر حرف آئیگا اور لوگ سمجھینگے کہ نمک حرام تھے اور تیری
وجہ سے ہماری بھی بدنامی ہوگی کہ ہم نے اولاد حمزہ کے ساتھ کبھی نمک حرامی نہین کی ہماری کبھی عادت نہین یہ کہکر آنسو بہانے لگا اور رو دیا
کہا تو واللہ باللہ خدا جانتا ہے کہ دل سے مین شہزادے کو تنہا نہین چھوڑ کر آیا ہون فقط اس خیال سے کہ چل کر زیارت کرون
آپکی واولاد صاحب کی اور جناب حمزہ صاحب کے ان کی اور پھر مصروف کوشش ہون اور مین نہین جانتا

ہون کہ آپ لوگون پر کیا گذری ہو جسسے دل میرا بہت بیتاب رہتا ہی آنکہون مین آنسو بھر کر عمر شامی نے فرمایا سے
قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو + طفل ہی جائیگا فراقصل بہار آنے دو + اگر تو یہ پوچھتا ہی کہ ہم پر کیا گذری اور ہم
کسطرح ہین یہ ماجرا ایسا ہی کہ ہم نہین بیان کر سکتے ہین تو اپنی کام مین مشغول ہوا اور داہنی جانب کو تو قصد کر
کہ شہر حیرت ماتیہ ہی وہان پہونچکر جو کام کہ لائق تیرے ہین انکو بجا لا یہ چاہتا تھا کہ کچھ اور کہی کہ اسکی آنکھ کھل گئی رات تھوڑی سی
معلوم ہوئی نماز صبح کا وقت قریب تھا انہون نے نماز پڑھنی یہ خیال کیا کہ بھٹیاری صبح کو بلا ہوکر پیچھے پڑیگی کہ سب
انگوٹھیان مصری کی بنی ہوئی تھین بھاگو یہان یہ سمجھکر یہ تو داہنی جانب کو سرا کی دیوار پھاند کر لمبے ہوئے اور یہان
بھٹیاری نے سمجھکر انگوٹھیان بہت ہی خوشی خوشی ہوا صبح اٹھی اب جو اسنے ہاتھ دھو کر دیکھا کہ پانی کچھ سرخ کچھ سبز کچھ کاسنی کچھ
فیروزی ہر نگینہ کا رنگ بہنے لگا بھٹیاری پکاری کہ واہ کیا نگینے رنگین ہین کہ جنکا پانی بھی رنگین ہی دوڑ جا جسا غرا اور بھی
تماشا دیکھنے لگی ایک بولی بھٹیاری یہ صفت تو نگینون کی نہ دیکھی تھی بھلا ایک کو پانی مین تو ڈال کے دیکھئے اچھی انگوٹھی
یاقوت نگار پانی مین ڈالی تو سب پانی سرخ ہو گیا بھٹیاری نے کہا دیکھو یہ عمدگی ہی یہ کہکی انگوٹھی کو جو ڈھونڈھا تو پانی
مین پتہ ہی نہین ہی۔ اسنے کہا ہے ہے انگوٹھی گھل گئی ایک آہ دہ دل لگی باز بھی وہان تھی کہ انھون نے کہا کہ یہ خون
ہوا ہی پیارو تمہارا دلکو کہا جاتا ہیگا جاننا عاشقون کا خون پیا ہتو جو انگوٹھی ڈالی وہ گھل گئی اسنے آواز دی کہ دروازہ
سرا کا نہ کھلنے پائے کوئی مسافر جانے نہ پائے اور یہ کہکر مسافر جہان سوتا تھا وہان جھپٹ کر آئی دیکھا کہ وہ دری جو بین سے
بچھانے کو دی تھی اور وہ دولائی جو اوڑھنے کے واسطے دی تھی مع تکیون کے لیکر چلا گیا چہار طرف ڈھونڈھا کہین نہ
پایا بھٹیاری اور … بکتی لیکن اب حال عمرو کا سنیئے کہ بھٹیاری کا روپیہ اور بستر لیکر جو بھاگے تھے بس رہروی
کرتے ہوئے چلے جاتی ہین منزل کو طے کرتے ہوئے قریب شہر حیرت ماتیہ کو پہونچے دیکھا کہ شہر ویران و پریشان رعایا مغموم و
مضطر سرا سے اجڑی ہوئی غرضکہ یہ شہر مین آئے اور ایک شخص کو نہایت معقول پاکر اسنے کہا کہ بھائی مین مسافر ہون مجھے نہین
معلوم تھا کہ اس شہر مین کوئی سامان استراحت کرنیکا اور بیٹھنے کا نہین ہی اگر جاؤ بیجا کہین پڑا رہتا ہون تو لوگ چور
تصور کرکے پکڑ لینگے اس شخص نے یہ سنکر کہا کہ اگر ایسا ہی تو خیر آپ چلئے آج ہمارے مہمان ہو جیئے یہ کہکر لایا اور ایک برج تھے
مین چارپائی انکے لیے بچھادی اور شام تو ہو ہی گئی تھی تھوڑی دیر کے بعد انکے لیے کھانا لایا اور کھانا کھلا کر یہ خیال کیا
کہ تنہا اس مسافر کو چھوڑنا اچھا نہین ہی شاید کچھ تکلیف ہو رات کو کسی کی مکان مین کوئی لو اچھا نہو گا اس سے
بہتر ہی کہ کوئی اس مقام پر سو رہو … لیٹا اسوقت خضر ان سے پوچھا کہ بھائی یہ شہر بے نمیر و سامان کیون ہی اسنے دیکھکر
کہا کہ تمہین اس سے کیا کام انہون نے کہا اگر بتلا دوگے تو ہمین بھی اس شہر کی بے نمیر و سامانی معلوم ہو جائیگی اسنے دیکھکر کہا کہ
اے شخص ہم لوگ قوم اجنہ … ہین اور مالک ہمارا حیرتان جنی ہی کہ وہ ہر کمال مین بہت بڑی لیاقت رکھتے ہیے
الحوان و کیوان دو بھائی … دعوی خداوندی کیا اور ہماری قوم کو بھی وہان نکال دیا اور یہ شہر
حیرت ماتیہ ہمارے بادشاہ کا آبادکیا تھا لیکن کیوان کو … جانب ایسا غصہ تھا کہ اوسنے الحوان جادو کو بھیجکر بادشاہ
کو ہمارے قید کر … ایک صحرا ہی کہ اسمین ایک گنبد یاقوت نگار بنا ہوا ہی اسمین قید کیا ہی اور نہ معلوم زمین مین دفن کر دیا
اور اوسکے گرد ایک طلسم بنایا ہی اور اب وہان رہتا ہی اور الحوان نے یہ انتظام کیا ہی کہ تین طرف تو دریا ہی کہ اگر
کشتی پر کوئی بیٹھ کر … تو ایک برق گرتی ہی اور وہ کشتی کو ٹکڑے کر ڈالتی ہی دریا مین اور جو تھا
… آہو … تاہی جو شخص اودھر سے جانیکا قصد کرتا ہے
وہ آہو … اسے مار ڈالتا ہی اور … نہین کرتا ہی تو اب کیونکر انھین چھڑا یئن اور کیونکر …
عجب … مقام ہے … عقل حیران … یہ حال …
سنکر … اگر اسکا … لیا تو … احوال طلسم کا بھی معلوم ہوگا اسمین کوشش …

مع شایار کہ یہین بیضیہ برآورد یا ہوا ۔ بس خواجہ تصور کرکے اور اس شخص سے رخصت ہو کر اس بیابان کا پتہ و نشان مفصل دریافت کرکے چلے تصور کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ اپنی جان شیرین کو مین تصدق کرتا ہون مین حال کو دریافت کرنے اور زوبانکی سب کیفیت معلوم ہونے کے لئے بمحبت شاہزادہ بدیع الملک کے پاس و تک صاحبقران غضنفر آکے آتے قریب اس بیابان حیرت افزا کو پہنچے جہان ایک تحریر یہ کیا ہ سبز کی ہی کہ جسکی اسجانب جب آدمی جاتا ہی تو وہ ہرن آ کر مار ڈالتا ہی وہ اسکا برابر فیل کی ہی بس وہان جا کر ہاتھ دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا اور یاد کرکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی بس گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے بہت دیر کے بعد نخل مراد اس عیار بیر اور رنگ کے ہاتھ آیا سر کو اوٹھایا بشاش ہو کر زنبیل پر ہاتھ ڈالا ایک کھال آہو کی قطعہ دار و خوبصورت کی نکالکر آپنے زیب بدن کی اور شکل ہرنی کی بنائی گانجیان بنی ہوئی سنگوٹیان طلائی و نقرئی چڑھی ہوئین نہایت خوبصورت آنکھین و قد کم غزالان ختن جنکو دیکھکر چوکڑی بھولین اس قطعہ پر طیار ہو کر چوکڑیان بھرتے ہوئے چست و خیز کرتے اسی سبزہ کی لکیر کے پار آکر اسی آہوون کی غول مین یہ بھی شریک ہو گئی اب یہان کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ جب آہوان جادو کو یہان کی نگہبانی کا حکم ملا تھا تو اسنے اپنی سحر سے وہ دریا بنائے تھے جنپر برقین گرتی تھین جو کوئی شخص جاتا وہ ہلاک ہو جاتا اور اس دشت مین آہوان صحرائی کو لاکر جمع کیا تھا اور اپنی سحر سے مطیع کیا تھا کہ وہ سب حاضر رہتے تھے اور بھاگ نہ جاتے تھے یہین کہوان و الوان نے خبر دی تھی کہ وہ عیار بیر اور رنگ و زندہ بیدرنگ ضرور ایک وقت مین آویگا اور بشکل آہوان متشکل ہو کر اور اسمین داخل ہو کر اپنا کام کریگا اسنے عرض کیا کہ غلام ان آہوون کو روز بروز شمار کرکے ہا نیرہ انکا لیتا رہیگا اگر بڑھتی پاؤنگا تو کل آہوونکو پھونک دونگا اسمین وہ بھی جل جائیگا اسنے اسواسطے کل آہوان جمع کیا ہی چنانچہ خواجہ بھی بشکل ہرنی تھوڑے سے دن رہی اسی دشت مین آہوون کی جھرمٹ مین چرتے چگتے چلی جاتے تھے کہ یہہ دن باقی رہی آہوان جادو سامنے سے پیدا ہوا وہ بھی بشکل آہوئی کلان بنا ہوا ہرنون کی غول کیطرف متوجہ ہوا اور اپنی ترکیب بلا بلاکر شمار کرنے لگا ایک ایک آہو کی بو سونگھی ہٹا دیا دوسرے آہو کو بلایا اسکی بو سونگھی ہٹا دیا غرضکہ اسی طرح ہرنیان خوش ہو ہو کر آتی تھین اور یہ بو سونگھ سونگھکر ایکطرف کو جمع کرتا جاتا تھا لیکن ہرنی تازہ بھی بڑھی اب جو اس مادہ بچہ والے اسکی خوشبو سونگھی تو معلوم ہوا کہ بیابان ختن مین ہون اور مشک تتار کی خوشبو سے دماغ اسکا بس گیا ایک چھینک اسنے ماری کچھ بو نتھون کو داخل تیز پہنچکر زمین پر گر گیا اس ہرنی نے نتھون سے اوٹھاکر یون چوکیا تو یہ داخل زنبیل ہوا اور ہرنیان آگے سے ڈر کے بھاگین کہ ایسا کہو ہمکو بھی کھا لے کیونکہ آپنے اس کھال پر وہ قاتل روغن بیہوشی مل لیا تھا اور اپنی نتھون مین بتی واقع بیہوشی رکھ لی تھی بس آپنے فرصت جو پائی چوکڑیان بھرتے ہوئے قریب گنبد پہونچ گئے وہان جاکے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک گنبد وسیع ہی اور اسکے اندر کوئی نقارہ بجا رہا ہی یہ حیران تھی اندر گنبد کے جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ایک دیو جبار منہ پہاڑ پڑا سو رہا ہی نفیر خواب بلند ہی اسکے نتھنون کی یہ صدا ہے آپنے جلدی وہ لباس اوتارا اور رباب دو کف عیاری کی نکالی اور یہ سارا قصہ تین مثقال بیہوشی رکھکر اسکے نتھنون کی قریب لیگئے جب سانس کھینچی بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی یہ سولہ کا سولہ رہگیا آپنے جال الیاسی مارکر اسکو بھی داخل زنبیل کیا اور تمام گنبد مین حیران حیرتی کو ڈھونڈا کہین نہ پایا چہار طرف دیکھا ایک دروازہ نظر آیا اور اسمین ایک زینہ نمایان ہوا نشیب کیجانب جیسے کوئی تہخانہ ہوتا ہی اکثر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر زینہ پر قدم رکھا یہ کہکر کہ شعر مرنی بیچ ز شمس حبیب ۔ ہر چہ آید بسر من بالنصیب ۔ یعنی اترے نیچے پر قدم رکھا یہ کیا بھی ہوسی کہ خداوند اتو گواہ رہیو کہ میری اس راہ مین فقط صاحبقران کی محبت مین قدم رکھا ہی سوا ہماری کون جان سکتا ہی اور یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے کہ شعر جنت صاحبقران دولی پر پکارا عشق [illegible] آسکا پاؤن کا زینہ ہی آسمان جسکا جی چاہی یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے لیکن ایک حسن سحر ہی کہ نام اسکا پرخور رو افراسیاب [illegible] کھانا یہ نہایت [illegible] تا ہی اسکو اسکے [illegible] کی نگہبانی مین [illegible] جسمین حیران حیرتی قید ہی نام اس محافظ کا اشہر جادو ہی کھانا اسکو نہایت ذوق ہی سوچ کھانا پکانے [illegible] یہان تقرر کیا ہی کہ یہ کوئی نہین جانسکتا ہی نہ آسکتا ہی نہ باہر نکل سکتا ہی اور بادشاہ کو کھانا پکاکر بھیجی

تشتہیر نے برخوردار ہی کو تجویز کرلیا ہی غرضکہ بادشاہ کے لیئے بھی یہی کھانا طیار کرتا ہی اور بھیجا کرتا ہی خاصہ کھلاتا ہی ایکدن
جب کھانا صبح لیگیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ ای برخوردار حبشی تو ہماری قوم میں سے ہی ای بھائی تو کبھی انہیں وہ شخص جل
چکا ہی کہ جو مجکو رہا کریگا تو اکثر زینہ کی وہاں جاکر خیال رکھنا کہ تجھ سے ملاقات ہوئی ہی بلکہ وہ تیرا احسان ہوگا یہ عرض کرتا ہی
کہ بھلا حضور یہاں کیونکر کوئی آسکتا ہی اتنی مشکلات کو طی کرکے تو یہانتک پہنچے دہشت آتی ہی ان کو لگکر آتا اور دیوار یہ اس سے بچا
جب کہیں زینہ تک رسائی ہو آپکو کیونکر معلوم ہوا ہیں تو حضور یہ خیال کرتا ہوں کہ اس شک سے تابعیر یا غیر ممکن ہی دیکھیے کیونکر
یہاں سے نجات ملتی ہی اسوقت بادشاہ نے کہا کہ بھائی رو رو کر آنکھ میری بند ہو گئی تھی ابھی اس تنہائی اور بیکسی پر مجکو نہایت
تاسف تھا اسی حالت رنج میں مجکو غنودگی سی ہوگئی تو دیکھا ہیں کہ ایک بزرگ تشریف لائی اور فرمایا کہ ای حق پرست
باوصفیکہ تو نہایت بیکس ہی اکثر خاصان خدا پر اس شہر کی تکلیفیں گذرتی ہیں بقول نزدیکانرا بیش بود حیرانی ... لیکن اپنے
معبود کو یاد کر جو تاریخ آج ہی اسی تاریخ کو فرمایا ہی کہ تیرا رہا کرنیوالا آئیگا اور برخوردار حبشی سے ملاقات ہوگی اسوجہ سے میں
تم سے بیان کیا بھائی وہ دن آچکا ہی تو اسطرف کو تشہیر لگا تا برخوردار حبشی اس خبر فرحت اثر کو سنکے نہایت خوش ہوا
چونکہ یہ کھانا تشتہیر جادو اور چالیس ساحروں کو جو محافظ ... پہنچے سکو کھلایا کرتا تھا بس یہ زینہ کیجانب کو روانہ ہوا اگرچہ
وہ وہم ایک سنتا تھا سنتا تھا لیکن یہ وہاں گیا اور دیکھا تھا کہ ایک شخص زینہ پر سے اتر کے اور اسکو دیکھکر کچھ سمجھا اور اشارہ
سے کہا کہ بھائی یہاں آؤ تو میں ایک نامہ لیکر آیا ہوں اسنے اپنے دل میں تعجب کیا کہ یہاں نامہ بر کا آنا یا کسی غیر شخص کا کیونکر
ممکن ہی وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا ہی لہذا معلوم ہوتا ہی کہ کیا عجب ہی یہ وہی شخص ہو جسکو بادشاہ نے کہا ہی جب
یہ قریب آیا تو دس اشرفیاں اور ایک نامہ اسنے دیا اور یہ کہا کہ نامہ اپنے مالک کو دیدینا اور اس سبب کی نسبت حکم ہوا تھا
کہ جو نامہ لیکے جاتے ہو اسکو دیدینا کہ وہ کہانی یہ ہنسا اور اسنے دیکھکر کہا کہ میں نے پہچانا آپکو یہ کہتا تھا کہ تجھ سے آپ گلیم اوڑھ کے
غائب ہوگئے اسکو دیکھکر اور تعجب ہوا اسنے کہا کہ جناب آپ میرے ساتھ چلیئے اور کمالات یہ دکھلائیے مجھے سب حال
آپکا معلوم ہی کہ آپ ہی بادشاہ کو چھڑائینگے جب برخوردار حبشی نے اسطرح کہا تو آپ گلیم اوڑھے فقط سر اپنا کھول
کے باہر کیا اب جو اسنے دیکھا باوصفیکہ خون تھا اور جانتا تھا کہ ایک شخص آئیگا مگر اس پر بھی بوجہ خوف کے ایسا بولا یا کہ بیٹھا
اسکا خطا ہوگیا اس حرکت پر خواجہ کو بھی ہنسی آگئی اور اسکے قیافہ کو دیکھکر آپنے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ دہشت کے
مارے یہ شخص مرجائے یہ دوست معلوم ہوتا ہی پس آپنے گلیم اوتاری اور اپنی تئین ظاہر کیا اسنے کہا کہ آپ آدمی کا ہیکو ہیں
بلا ہیں آپنے تو جنوں کے بھی کان کاٹے ہیں آیئے میرے مکان پر چلیئے آپ اسکے ساتھ ساتھ چلے وہ جہان پر اترا
ہوا تھا انکو ہمراہ لیکر وہاں آیا اور سارا حال تشتہیر جادو کا اور اپنا کھانا پکانے کے لیئے معین ہونیکا اور گرفتار کرکے
لانیکا اور بادشاہ کو قفس میں اسیر کرنیکا اور اپنا بادشاہ کے لیئے بھی کھانا لیجانیکا اور کھلانیکا بیان کیا انھوں نے سب
حال سنا اور کہا کہ تو کچھ اندیشہ نہیں انشاء اللہ آج ہی اس ملعون کا فیصلہ کیئے دیتا ہوں اور بادشاہ کو رہا کرتا ہوں جس
وقت اس محافظ تشتہیر جادو کے پاس کھانا لیجانیکا ہو اسوقت مجھے بھی اپنے ساتھ لیچلنا میں خود کھانا طیار کرتا ہوں محافظ
زندانخانہ کے لیئے لیچلونگا جب وہ وقت آیا تو انھوں نے برخوردار حبشی کو تو گھر میں چھوڑا اور خود اسکی شکل بنکے کھانے
چند اقسام کے طیار کیئے کچھ پلاؤ کچھ سفیدہ کچھ قلیہ مطنجن و زعفر کچھ تشیر برنج و کباب وغیرہ نہایت تحفہ طرح سے طیار کیئے
اور بیہوشی میں دم کیئے بعد اسکے آکر برخوردار حبشی سے کہا کہ جا اپنی مہر لگا سب کھانے طیار ہیں برخوردار حبشی نے
کہا کہ آپ تو جامع الکمالات ہیں میں آپکا شاگرد ہوا آپ ہنسے اور دیکھکر کہا کہ اچھا میں کچھ بتاؤنگا اور کچھ دو چار ہاتھ کمند وغیرہ
کے اور پیچ کے بتلا بھی دیئے پس برخوردار حبشی نے کھانا خوانوں میں لگایا اور حسب قاعدہ کپڑے کسے تورہ پوش
ڈالکے مہر لگائی اب یہ کھانا محافظان زندانخانہ کے لیئے لیکر چلا انھوں نے برخوردار سے منع کر رکھا تھا کہ تو اس کھانے میں خبردار
کچھ نہ کہنا نہ بادشاہ کو کھلانا یہ کھانا خاص محافظان زندانخانہ کے لیئے ہیں ... خوانوں کو اسنے آدمیوں ... پر

رکھوا کی لیکر چلا آپ بھی آئے بھی تھیں آدمیوں میں شامل ہو کر اور ایک خوان سر پر رکھکر آپ بھی چلے اور آکر داخل ہوئے تشہیر جادو کھانے کا منتظر بیٹھا ہوا تھا اُس نے سر خوردار حبشی خوانوں کی مہر توڑ کر خاصہ لا کر دستر خوان پر چن دیا تشہیر نے اُن چالیس ساحروں کو بھی طلب کیا یہ بھی ہاتھ دھو دھو کر بلکہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر دستر خوان پر جا بیٹھے چار خدمتگار کھانا کھلانے آب خاصہ وغیرہ پلانے کے لیے حاضر تھے وہ مصروف کار و خدمت تھے غرضکہ تشہیر نے مع رفقا خاصہ نوش کرنا شروع کیا یہ کھانا کھاتا جاتا ہے اور تعریف کرتا جاتا ہے کہ واہ آج تو تم نے نہایت خوش ذائقہ کھانا طیار کیا ہے اور سب کے سب ساحر بھی تعریف کرتے جاتے ہیں اب جو دیکھا خضران نے کہ رنگ انکا بے رنگ ہونے لگا کہ دستر خوان ہی پر سب ڈھیر ہوا چاہتے ہیں آپ بھی بشکل سر خوردار انکے سامنے دستر خوان کے کھڑے ہو گئے سر خوردار کا تو دم نکل گیا کہ یہ کیا ہوا یہ دوسرا سر خوردار کہاں سے پیدا ہو گیا اوسوقت تشہیر نے نگاہ جو کی کہ دو ایک صورت کے باورچی کھڑے ہوئے ہیں گھبرا کر اس نے پوچھا کہ یہ دوسرا سر خوردار کون ہے دیکھکر اسنے کہا کہ او گیدی تو نے مجھے نہیں پہچانا کہ میں ملک الموت جان کا فراق و سر برنا ساحران ہوں اُس نے کہا کہ یہ الفاظ تو آپ نے نئی بیان کیئے آپ نے کہا کہ تو کھانا کھاتا جاتا ہے اور تو نے کچھ شکر یہ خداوند کا ادا کیا ہے نہ احسان و نمک شناس تیرے لیے بھیجا ہے اٹھ اور تعظیم بجا لا اور یہ کہکر ایک مورت ہاتھ بھر کی نکالی بس یہ سب کے سب دو طرح سے تڑاق تڑاق زمین پر افتاد یہ سب زمین پر گر پڑے گویا مورت پر ایسا سجدہ کیا کہ آپ ہی بے ہوش ہو گئے دنیا سے اوٹھ گئے بس انھوں نے جھپٹ کر خدمتگارونکی گردنیں جھینیں اور انکی پگڑیوں سے سب کی مشکیں باندھیں اور داخل زنبیل کر کے چلے چاہا تھا کہ مار ڈالوں مگر ایک جانب سے آواز آئی کہ شاباش مرحبا مگر خبردار ایسی حرکت نہ کرنا اور میرے پاس آؤ انہوں نے قریب قفس جا کے سلام کیا آواز آئی کہ مجھے آپ کے آنے کی خبر تھی مگر اسم مبارک سے اپنے آگاہ فرمائیے انہوں نے کہا کہ مجھکو خواجہ خضران بن عمر تالی کہتے ہیں بادشاہ نے انکی بہت تعریف کی اور کہا کہ جسطرح آپ نے ان دو بلاؤں کو زیر کر کے رکھا ہے اور کسی کو آپکے آنیکی خبر تک نہیں ہوئی جسطرح انکو اپنی رکھا ہے اوسیطرح انکو بھی رکھئے اور یہ تو بتائیے کہ آپ نے دلورا یہ ایرکو اور اہوان جادو کو کہاں رکھا ہے آپ نے کہا کہ زنبیل میں داخل کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ بس ان چالیس ساحرون اور اس ملعون تشہیر کو بھی داخل زنبیل کیجیئے کہ میں خوش ہوں اور مجکو اس قفس سے نکالیے بس انھوں نے ایسا ہی کیا کہ چالیس ساحرونکو مع تشہیر جادو اور چار خدمتگاروں کے داخل زنبیل کیا اور بادشاہ کو قفس سے رہا کیا اور پوچھا کہ آپکی کمالات کی صفت میں نے شہر حیرانیہ میں سنی کو میں بہت مشتاق ہوا آپ کچھ کمالات اپنی دکھلائیے بادشاہ نے کہا کہ مجھ میں جو کسب و کمال تھے بہت اور رنگ جہاں دو شیشہ میں اپنی بند کر کے لیگیا اور آپ مثل نیابت کیوان کیطرف سے اوس مقام کا حاکم بنا اور وہ مقام وہ ہے کہ جدھر سے راستہ ہی نہ طاق کے جانیکا ایک راستہ تو وہ ہے کہ جدھر عازم شعبدہ باز نے دریائے نسیان کیجانب سے رکھا ہے کہ جو اودھر جاتا ہے وہ مسلوب الحواس ہو جاتا ہے اور ہوش و خرد اپنی طاق نسیان پر رکھدیتا ہے یہ دوسری سمت کی راہ ہے کہ یہیں دریائے نسیان نہیں ملتا ہے اور سیدھی راہ طلسم نہ طاق کی یہی ہے بس اوسنے اوس مقام کو اپنے قبضہ میں کیا ہے اور میرے کسب و کمال کو شیشۂ آہنی میں بند کر کے رکھا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا اوسوقت تک میری وہ سب محنت و ریاضت بیکار ہے لہذا آپ اسکو بھی قتل کیجیے اور وہ انٹ شیشہ کی کھل جائیگا تو جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے اسکو ظاہر کرونگا اور آپکی مددگاری ہر طرح سے کرونگا بس اُس مکان میں کچھ اسباب وغیرہ تھا وہ آپنے شکر عذر کر کے داخل زنبیل کیا ایک پتیلی تک کھانا پکانیکو نہ چھوڑی بس بادشاہ کو اپنی زینہ کی راہ سے گنبد سے باہر نکالا کہ وہ اپنی شہر حیرانیہ کو چلی گئے شکریہ انکا ادا کرتی ہوئی خواجہ نے بادشاہ سے کہدیا تھا کہ ابھی اپنی تئیں ظاہر نہ کیجیگا اور ان واقعات کی لو ابھی کسیکو سننے نہ پائے واضح ہو کہ ابھی حیثیت ان مکانوں اور گنبد وغیرہ کی برقرار ہے کیونکہ تشہیر جادو ابھی زندہ ہے جبتک یہ مارا نہ جائیگا تب تک حیثیت ان مکانونکی بدستور قائم رہیگی فقط سر خوردار حبشی کو اپنی ساتھ لیا اور راہی مکان تشہیر جادو سے راستہ لگا ہوا تھا بہت اور رنگ جادو کی مقام کا اسکو پتا لیکر اور کچھ عیاری کے فن اسکو سکھائی ہوئی کہ یوں روغن عیاری لگاتی ہیں یوں حباب بیہوشی مارتی ہیں یوں بیل ہئیت کرتے ہیں سب باتیں اسکو تعلیم کرتے ہوئے اسی سمت سے چلے بعد عرصہ تین چار دن اوس لق و دق ویرانہ و صحرا اور ریگستان کو طی کر کے شہر میں داخل ہوئے وہ شہر نہایت آباد بارونق پاکیزہ تھا کچھ ساحران پڑھتا اور کچھ رنجا یا دیر لیا کہ مکانات بجا بنی ہوئی یہ سیر کرتے ہوئے داخل ہوئے و تالی آدمیونکو دیکھا دفعۃً ایسی شکلیں انھوں نے بھی نہ دیکھیں تھیں اور وہی وضع و لباس انکا بھی تھا جیسی کہ اور ساکنین شہر کا تھا جب دن کم رہا تو سر خوردار حبشی نے کہا کہ

مقام کرنیکی تدبیر سہراب وغیرہ کی کرتا تھا تو اسنے عرض کیا کہ جو مسافر یہاں آتے ہیں انکو بادشاہ کی پاس بھٹیاری لیجاتی ہے اور انکا امتحان لیا جاتا ہے
اگر کوئی مخبر یا جاسوس یا عیار آتا ہے تو وہ گرفتار ہو جاتا ہے اور جو مسافر ہوا تو وہ بھی بغیر ضمانت کی نہیں چھوٹتا ہے حوالات میں بھیجا جاتا ہے یہ خبر سنکر
سہراب نے بہت سمجھا تو انہی کہا کہ اگر یہ حال ہے تو بیٹا چلو کہیں اور سیستان کیجانب شب میں بسر کریں صبح کو چل کی دربار کی سیر کرینگے یہ کہکی ایک صحرا میں
گئے اور رات کو وہیں کسی دامن کوہ میں شب بسر کی صبح کو پیر خوردار نے سہراب کو تو وہیں چھوڑا اور آپ بشکل خدمتگار روانہ ہو کر دربار میں داخل ہو کر دیکھا
ایک صحبت شیطان [illegible] زبردست مسند حکومت پر بیٹھا ہوا ہے اور تین سو ساحران ناکار جھولیاں لٹکائے ہوئے زرد جھولی کمخواب کی کہ ایسی
کمخواب میں دیکھی ہوگی ترنج ترنج ہاتھوں میں لیے ہوئے بیٹھے ہیں خسران نے دیکھا لیکن وقت وہ ہے کہ جواہر خانہ کا داروغہ بشیار جواہر کی صندوقچی
لاکر بادشاہ کو دکھا رہا ہے اور وہ سب کو نظر ثانی کر کے اپنی سامنے رکھوا رہا ہے آپکی جواہر دیکھکر رال ٹپک پڑی ہے عرض کیا آپ دستگار شب [illegible] کو اس
مقام پر نگاہ پڑی تھی اور یہ مال میرے پاس آیا ہے میں نذر کرتا ہوں [illegible] کی شیرینی تیرے نام پر نذر کرونگا کہ کہیں وہاں سے نکلے اور جواہر خانہ کے گرد بھی
کہا اور سب اسکی مکانات دیکھکر اور کچھ کہا نہیں لیکر پیر خوردار کے پاس پہنچے تھی وامن وہیں جہاں انکو بٹھا گئے تھے غرضکہ وہاں پہونچکر کھانا کھایا لیکن کھانا
میں جو کچھ خیال آیا تو ایک آہ کا نعرہ مارا پھر اگر پیر خوردار نے پوچھا کہ استاد خیر تو ہے آپنے جو بیقرار ہو کر آہ کا نعرہ مارا کیا کسی معشوق کا ولولہ آپکو آیا
کہ دل آپکا بے چین ہو گیا آپنے کہا کہ بیٹا یہ بات نہیں ہے ایسی نہ پوچھو کہ دل کو صدمہ ہوتا ہے اسنے کہا کہ کچھ ارشاد تو فرمایئے کہا کہ میں نے جواہر خانہ شاہی دیکھا ہے
کہ دل بے چین ہو گیا کیونکہ یہ ہاتھ آئی آپنے کہا کہ یہ مال یا حسین اچھی حضرت بیگانہ مال پر کیونکر قبضہ ہو سکتا ہے آپنے کہا کہ پرایا مال کیسا اس
حرامزاد ہے کا مال ہے جو کچھ مال ہے سب جائز ہے تو یہ کہکر ایک سمت کو روانہ ہوئے اسنے ڈر کی مارے کچھ نہ ٹوکا کہ ایسا نہ ہو استاد کچھ کہہ بیٹھیں یہ استاد ظریف
مارے ہوئے چلے شام کا وقت تھا اور اسی جواہر خانہ کی پشت پر ایک غار ایسا تھا کہ انہیں نے بچھو کی چال چلکر غار میں بیٹھے رہے اور وہیں سے نقب
دینی شروع کی اور رات بھر نقب لگاتے رہے صبح جواہر خانہ میں طبقہ کو توڑ کر پہنچ گئے اور جسقدر کہ مال و صندوقچہ جواہرات کے تھے سب روشنی سے
دیکھکر وہاں سے نکالکر اور جو چیزیں کہ بڑی تھیں انکی [illegible] پاس کی اور جہاں جہاں کہ رکھی ہوئی تھیں سب چیز بدل کر تبدیل کر دیں
کل جواہر خانہ کی صفائی کر دی اور صبح وسلام الیکم [illegible] ایسا کہ پتہ نہ لگے نکلکر اپنے مقام قیام پر آئے پیر خوردار نے کہا کہ استاد رات بھر کہاں
رہے کیا کسی معشوق کو گلے لگائی رات بسر کیا ہنسکر آپنے کہا کہ کچھ مال لائے تھا بیٹا اسنے پوچھا کہ وہ کیا ہے صبح کو داروغہ جواہر خانہ جو آکر دیکھتا
ہے تو ایک جگہ زمین میں ایک سوراخ بڑا سا بنا ہے اسی کی راہ سے کوئی مال نکال لیگیا ہے اور حضور کو تو کنارے کی چیزیں اور زیادہ نقش وغیرہ جو زمین
پر پڑی تھیں وہ تک جھاڑ کر لے گیا ہے اور نقش بوریا کچھ نہ چھوڑا آخر کو یہ حرامزادہ جو اوٹھا اور جھنجھلا کر اسنے کوٹھی کو جو ٹھوکا اور رکھو اندر سے
خالی جو دیکھا تو وہیں پکارا کہ بلاؤ کوتوال کو غرضکہ کوتوال حاضر ہوا بادشاہ نے کہا کہ میرے گھر میں یہ چوری کونسا ڈاکو آکر یہاں سے سب مال لیگیا اور
یہ کیسا انتظام ہے اور کیا تمہاری کارگذاری ہے ہوشیاری ہے کہ سبکی آنکھوں میں خاک ڈالکر یہاں سے سب مال و جواہرات لیگیا اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی
کوتوال نے اسیوقت مشتبہ اور بد وضع لوگوں کو پکڑ بلوا کر زد و کوب کرنا شروع کی اور کہا کہ بتاؤ حرامزادو یہ مال و اسباب کون لیگیا وہ دہائی دیتے
ہیں اور روتے ہیں کہ ہمارا یہ عمل نہیں ہے اور ہم نے کبھی یہ کام نہیں کیا ہے آپ حاکم ہیں چاہے ہمکو پھانسی دیجیئے مگر یہ کام ہمارا نہیں ہے کہ
دیکھا سامنے سے ایک شخص چلا آتا ہے ہنستی میں چالاک ہے لیکن جتنی استخوان بدن میں ہیں سب معلوم ہوتی ہیں اور رنگ جسم کی شکل تار سے
کچھ بال میں ہیں یان تحفہ کی [illegible] چٹ پٹ بولتی ہیں کہا میں [illegible] پڑھی ہوئی ہے انگشت حمید [illegible] سفید ریش و راز تا بہ ناف آکی
سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ افسوس ہے کرتا ہوں کہ میرا مال بھی کل اسقدر چوری گیا وہ دہائی دیکر کوتوال صاحب کی اور بہت اور رنگ چہارہ بھی کر
پر بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا اس شخص کا حال دیکھا اسنے کہا کہ بھائی ہم بھی تو اسی درد میں مبتلا ہیں ہمارا یہاں بھی چوری ہو گئی کل جواہرات
کے صندوقچہ اٹھا لیگئی ایک چیز نگ ثانی نہ ہی یا وجود سقدر پہرہ چوکی اور سامان حفاظت و نگہبانی کی اسنے پاسے کھڑا ہی اپنی پوچھ والی
اسنے پوچھا یہی وسقائی ہو کیا سید نے کہا کہ جنہیات آدمی کی شان تھا لیکن اب مجھکو کہنا پڑی ہے عجیب ہو اسکو میں نے دیکھا کہ ایک چراغ کی روشنی
میرے مکان کی کچھ فاصلہ پر معلوم ہو رہی ہے میں بھی حیران ہوا کہ یہ چراغ اس مقام پر روشن ہوا تھا غرضکہ میں تلاش میں دیکھتا ہوا
چلا جب قریب اس چراغ کی پہونچا تو آواز میرے کان میں آئی کہ [illegible] آتا ہے دوسری آواز آئی کہ آمنا وصدقنا ہے میں اندر گیا تو دیکھا
کہ خداوند سامری و جمشید و ہرمز شاہ باختری اور [illegible] مع خداوند لقا کے جھوٹا خداوند حضرات منگو و خداوند

مہزر شکل ہیچ گو ان غرضکہ یہ سب بہشتو ہیں اور ایسے ہی ... خداوند کی ہمیشہ یہاں ہو رہی ہیں کبھی خداوند ساحری ہوتا تھا کا منہ ہو ہیں اور کبھی
... اور نار تھا جمشید کا منہ ہو جیتی ہیں اسیطرح یہ سب خداوند ایسے ہیں تو بس فعلیاں کر رہی ہیں کہیں سامنے جا کر سلام کیا اس شخص نے
ہیں پھر یہاں بھی چوری ہو گئی تھی تو ہنس کے خداوند ونے کہا کہ اے پیر ہوتا تھا پھر یہاں چوری ہو گئی ہو تو آنکی تلاش میں آیا ہے
وہ بہار رقم شکوہ ہے دل لگی کی تھی جا فلان مقام پر ہی لیٹے ہیں جو صبح کو شمشام پر گیا تو اپنا مال بجنسہ پایا خداوند نے یہ بھی کہا
تھا کہ ہم اس مکان صندلی میں مہینہ بھر کے بعد ایک صحبت یہاں ہوتی ہے اور سب یہاں آتے ہیں پھر اکیت اور نگت اپنی
رفقا اور کوتوال سے پوچھا کہ تم نے بھی کبھی اس مکان کا حال سنا ہے انھوں نے عرض کیا نہ کبھی دیکھا نہ حال سنا سوا اسی کے کہ جب ... اور ...
کوئی اپنی قدرت سے مکان طیار کیا ہوگا خداوند کو کارخانہ قدرت بہت وسیع ہیں کیا عجب ہے کہ وہاں تشریف لاتے ہوں یہ سب کہکر ...
ہو ... ٹھہر رہا کر دیا کہ یہ بے قصور ہیں انکو چھوڑ دو چلے اور ہی کا فعل ہے وہ لوگ چھوڑ دیے گئے پھر اور نگت کہا ...
اس مکان میں لے چلو اور خداوند کے حضور میں جاکر ہم بھی زیارت سے مشرف ہوں چوری کا حال بھی دریافت کریں پھر بھی یہ کہا اسنے کہا
کہ حضور آٹھ دن باقی ہیں پھر چوری بھی ہو رہی اور آپکی بھی چوری کا حال کھل جائیگا ہیں اگر حضور کو بھی لیجا سکونگا اور یہ کہکر اسنے اپنے مقام
کی راہ لی لیکن پھر بہرودار اسقدر حیران تھا کہ یہ بڑھا کہاں سے آیا یہ بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا اب جو دیکھا تو اسی سمت کو جاتا ہے اسنے دیکھ کر
کہا کہ پیر جی تھا تو آپ کہاں تشریف لئے جاتے ہیں ہنس کے کہا کہ تم ہمارے ساتھ ہی تو ہو ... تفریق نہیں کرنا شروع کہیں کہ سنتا ہوں کہ اے آپ
بڑے جامع الکمالات ہیں آپ پر عیاری ختم ہے لیکن یہ تو فرمائیے کہ وہ مکان ہے کہاں اسکو کیونکر انکو دیکھا جائیگا کہا کہ ... تو سہی دیکھا جائیگا یہ
کہکر اپنے مقام پر آئے اور اپنی زنبیل سے بڑے بڑے موٹے بیلداروں کو نکالا اور ایک ایک ٹیلے گڑھی کے آگے ان بیلداروں کو دی اور کہا کہ ایک
سرنگ کھودو وہ سب لگے کھودنے پھر بہرودار حیران حیران لگا دیکھنے کہ یہ بیلدار کہاں سے پیدا ہوگئے غرضکہ ان بیلداروں نے گڑھی کو طیار کیا
انھوں نے اس گڑھی میں ایک نقب صحرا کی طرف لگا دی اور زنبیل سے بارود نکالکر تمام غار میں بچھا دی یہ جیتا تھا کہ اسقدر لکڑی بارود
کی کہاں سے آگئی اور ایک توڑا ایسی فلیتہ باہر غار کی اور انکو لیسے لگا دیا اور چاروں طرف ... بارود کی ... اور ... سکو بند کر دو اگر
زمین کو درست کراکے ان سب بیلداروں کو داخل زنبیل کر کے اور آپ کچھ چوبی پٹیری ... تو انکو لگا کر ایک مکان بنایا ... اور ایک
تصویر ساحری کی او جتنی کہ خداوند بیان کئے ہیں ان سبکی تصویریں لگا دیں نہایت ہی مرتب کر کے اس مکان کو اور فرش فروش سے آراستہ
کر کے دروازہ بھی معقول قائم کر کے لگا دیا گیا اور وہ چوری کا مال ایا تھا خالی صندوقچوں میں چھوٹا مال سمیں بھر کے درخت کے نیچے گاڑ دیا اور
بہرودار کو دکھا دیا کہ یہیں کسی کا پتہ دینا اور اسکے واسطے زیر مکان ایک گڑھا کھود کر ایک ٹیرا رکھدیا اور کہا کہ جسوقت ہم انکھیں لا یہیں اور وہ
بیٹھیں اور ... پوچھیں کہ خداوند ہم آپکو دیکھنا چاہتے ہیں تو آواز دینا کہ ہم ابھی اپنی صورت دکھانا نہیں چاہتے ہیں تم جسو ... ہو وہ بیان کرو
کہیں ... چوری کی نسبت تم کہنا کہ فلاں درخت کے نیچے گڑا ہوا ہے جا کھود لو جب مال آجائیگا تو وہ دیکھکر معتقد ہوگا اور کہیں کہ ہمکو زیارت
بھی مشرف کرا دیجئے تو تم یہ کہنا کہ ایک کام کرو تمہیں ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ تم پاخانہ پھرو اور پیشاب کرو اسی مقام پر اور ... اور پیش کرو اور
بول و براز کو اپنی جسم میں اور ... منہ میں لگاؤ ہماری کرامات دیکھو کہ تمہیں کیسی خوشبو مشک و عنبر کی پیدا ہوتی ہے اسوقت ہم بھی ظاہر ہو جائیں
جب ایسی ... کرنے لگیں تو اسوقت میں اسکا فلیتہ ... لگا یہ سب ... اڑ جائیں گے ملک خالی ہو جائیگا اسنے عرض کی اور تعریف کی کہ واقعی نہ
... لگی نہ پھٹکری نہ کسیکی نکسیر پھوٹی اور ملک اپنی خالی کرا لیا واہ رے قدرت مآب سبحان اللہ الغرض کہ وہ آٹھواں دن آگیا پھر تھا تو ہی
... بار شاہی میں جا پہنچا یہ سب ... کہ جا کر انھوں نے سلام کیا اور سبکو اپنے ساتھ لیکر اس صحرا میں آئے پھر شام ہو گئی ... کیا تھا اور
... میں بخور ... سلگائی تھیں وہ ... خوشبو ہے ... غرضکہ یہ سب ... اندر مکان صندلی کی ... تصویر
تصویر دیکھ ... آئی کہ مال ... فلان ... نیچے سے منگالی کوتوال کو ... خواہش سے آیا ... ہوگیا اور مال ...
اور ... سامنے ... اور نگت ... اعتقاد ... سجدہ کر ... عرض کیا کہ خداوند ...
کرا ... اور ... ظاہر ... زیارت سے کبھی آپکی ...
ارشاد ...

کپڑوں میں لگا تو دیکھو تو کیسی خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہے اور اسی طرح عمر بن تمہاری زیادہ کر دی جائیگی اور یہ جو کچھ کہ اسباب ہے سبکو ہم
دہقانی کو دیدو کہ اپنی سپاہ کو دیا ہے بعد اسکے جلسہ کے پھر تمکو لا دیگا یہ کہہ کر شیخ پیر دہقانی اپنا جھولا اسباب بھی لیکر چلے آگے بڑھکر شہر کی جانب داخل ہوا کیا
اور ان حرامزادوں نے واقعی اس مقام پر خانہ پھر اپنا بنا لیا آواز آئی کہ تم جو بندہ خاص ہو تمکو جنکے اعتقاد درست ہونگے انکو خوشبو مشک و
عنبر ہی کی معلوم ہوگی اور جنکے دل میں کچھ شک ہے انکو بدبو غلیظ کی معلوم ہوگی غرضکہ ان لوگوں نے کس مشکل ورد و قسم کے ساتھ لوگوں پر راز
کیا اور اپنے جسم و لباس میں ملا اور خوف کے مارے کسی نے دم نہ مارا کہ بدبو آتی ہے کہا کہ بداعتقادی ثابت نہو کہنے لگے کہ واقعی کیا خوشبو آتی ہے کہ
مشک و عنبر کی خوشبو بھی شرماتی ہے برخوردار حبشی بے اختیار ہنس رہا ہے کہ واقعی کیا عیاری کی ہے کہ گو کے کیڑے ونکو گو سے مارا واہ استاد کیا
کہنا عیاری ہی سب کا نام ہے آپکا مثل و نظیر نہیں ہے اللہ آئی کہ جسقدر خوش فعل کیا کرو گے اسیقدر ہم خوش ہونگے ہم تمہارا تماشا دیکھ رہے ہیں
چنانچہ ایک دفعہ سب کے منہ میں چھپائی غلیظ کی لگائی تھے اور نقارہ بان مار رہا اور خوش ہوتے تھے خضران اپنی عیاری پر آپ بھی بہت ہنسا اور
برخوردار حبشی کو وہاں سے لیکر شہر کے تالاب پر آیا اور اسی گھڑی جب آگے پر اسپ پار تو دیکھو پہونچی ایک سناٹا سا ہوا اور بہ سیلاب کی ہوا
آسمان تک چیختی اور گئی یہ دونوں کے دونوں طرف جمعیان حبشی کے پڑا ہو یہاں جو صبح ہوئی تو لاشیں جلی ہوئی تیلن کے ساتھ سافریکی
مع بادشاہ کی شہر میں کر میں جا بجا پڑی ہوئی ہیں اور لوگ ساکنان شہر آوازہ ہی سے گھبرائے تھے کہ یہ کیا آفت نازل ہوئی ایک لاشیں جلی
ہوئی دیکھیں تو اور زیادہ گھبرائے اور پریشان ہو اور کہنے لگے کہ قہر خداوندی نازل ہوا نہ معلوم کونسی خطا ان لوگوں سے بے ادبی کی ہوئی تھی
کہ بادشاہ خود بھی جلا اور کیسے کیسے تفاکا مل بھی جلی انکو تو یہی تشویش میں چھوڑیے اور حال خضران اور برخوردار حبشی کا سماعت
فرمائیے کہ خضران مع برخوردار حبشی کے پاس جمعیان حبشی کے پہونچے بادشاہ نے گلے سے لگایا اور کہا کہ ای عیار جہان کیا بات ہے سبحان اللہ
عیاری آپ پر ختم ہے برخوردار حبشی نے کل عیاری کا حال مفصل جو کچھ گذرا تھا بیان کیا بادشاہ نہایت ہنسے اور فرمایا کہ جو جیسا کا نتیجہ اور ویسی
تھی ویسی ہی اپنی عیاری کر کے انکو غارت کیا واہ واہ واہ زبان سے آپکی صفت و ثنا نہیں ہوسکتی اسکے بعد خواجہ خضران بن عمر
ثانی نے آٹھواں جادو دیو را ہرا کو زنبیل سے نکالا اور بند سے اسکے بیڑیاں الگ کیں استفسار کیا کہ حال اور قتنا فتنی و زنگار عالم ہے
میں کون ہے یعنی انسے سوال اسلام کیا اور پند و نصائح بہت کی ہو وا سکو ہدایت کی آٹھواں نے مانا کسیطرح زنگ کفر اسکے دل سے دور نہوا اسیطرح
کلیم بخت کسی راہ کو یافتہ سیاہ + بآب تر زمزم سفید نتوان کرد + ہر چند فہمائش کی اور ہر چند اسکے سامنے بیان کی مگر اسکے قلب نے
پند و نصائح خواجہ کچھ تاثیر کی آخرالامر لاچار ہو کر اس فرخاس کو قتل کیا وہ گنبد اور دریا سب اڑ گئی شہر زندوں میں معلوم بھی
ہوئی کہ کہاں گئی اس تو مکار نے دیکھا کہ دونوں جان جائیگی لاؤ مکر سے یہ کہیں اور سکو قبول کریں تو اب عمر و ثالث نے اس سے پوچھا کہ تو
کو کیا کہتا ہے بند سے بار سے تیری یہی حال تیرا بھی ہوگا بیٹا کیا کہتا ہے کہا کہ کہتے آپ کیا کہتے ہیں کہئے تو آپکو سجدہ کروں فرمایا کہ معاذ اللہ کیا
سجدہ کریگا سجدہ معبود کو کرنا چاہیے تو کلمہ پڑھ اور از سر صدق مسلمان ہو اسنے قبول کیا مثل طوطے کے کلمہ زبان پر جاری کیا مگر ان
اسکی پیشانی پر شکن تھا پھر بادشاہ سے جھکے سے عرض کیا کہ یہ مسلمان ایسے نہیں ہوا اسکی قیافہ سے مکر پایا جاتا ہے بادشاہ نے کہا کہ آپکو کیا
ہے چاہو اسے قتل کیجیے چاہے رہا کیجیے کہا کہ آپ نے صاحبقرانی کی غلاف ہے کہ بشرع ظاہر پر اعتقاد کرنا چاہیے ع حال قلبی کس ندانند
بجز پروردگار + خضران نے کہا کہ اچھا یہ بات ہی ٹھیک ہو کر سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ او شیطان سفید دندان تو نے مجھکو بھی سحر کیا
اب تجھے کب چھوڑتا ہوں یہ کہکر بے اختیار جھپٹا کہ آپ جلدی سے سفید مہرہ نکالکر اور لگا آپ انکو بچائی اور غزل لبو کی زبان میں
آپ لگی گالی پہ بادشاہ نے ہنسا لگا اچھے جب اسے مست پایا جمعیان حبشی نے نہایت تعریف کی کہ جیسا آپنے فرمایا ویسا ہی اسکا ہوا
کیا غرضکہ شمشی عالم مستی میں تو مست تھا ہی آپنے سفید مہرے سے بیہوشی اور اسکا نا شروع کیا آخر کو بیہوشی کی تاثیر کی یا حینی
دم سے گرا الیسل نے اسکی مشکیں باندھکر اور بہوش میں لاکر کے اسکی دفعہ اسے قتل کیا بادشاہ نے اور بھی تعریف کی اور کہا کہ یہ تخت و
تاج آپکا ہے اور بادشاہت کرو آپنے عذر کیا کہ بادشاہت آپکو مبارک ہے ایسی فکر کیجیے کہ عارف شعبدہ باز تک چلیں اور کچھ خبر اسکے
شعبدہ بازی کی اس مقام پر ہو لطف دیکھو اور انکو جسقدر راستہ معلوم ہوں اور جو عنوان کہ اس طلسم نطاق کے فتح ہونے کی اور زندوں
وغیرہ کا حال جو معلوم ہو بیان فرمائیے انھوں نے کہا کہ آج تو نہیں کل بیان کیا جائیگا لہذا یہ شب بھی بنظر تمام ہوا کل کا حال آئندہ بیان کیا جائیگا

خواجہ کو حیران جنی کے یہان چھوڑتا ہون اور حال خونخوار بن دجال کے خروج کا بیان کرتا ہون

اب بفرمان سرکار ابد قرار پیر جعفر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین داستان گو خروج خونخوار بن دجال کو تحریر کرتا ہے

بیرم سخن را وطی خوش نوا	بدین زمزمہ شد ترنم سرا

راویان اخبار واقعات درد و اندوہ و ناقلان آثار حقیقت فرسودہ اس داستان مصیبت کو یون آغاز کرتے ہین کہ درمیان پردۂ دنیا و پردۂ ظلمات کے ایک بیابان ہے کہ نام اسکا بیابان پر آشوب ہے اس صحرا مین ایک قزاق رہا کرتا تھا کہ نام اسکا خونخوار بن دجال تھا یہی حاکم یہان کا سمجھا جاتا تھا رفتہ رفتہ اپنے زور بازو کی بہروسے پر اسکی جرات اسقدر بڑھی کہ اسنے خروج کیا چالیس ہزار سوارون سے جس ملک پر چڑھگیا اوسی فتح کرلیا اب ملک گیری کرتے کرتے اسکے پاس جمعیت سپاہ بھی بہت ہوگئی اور ساڑھے تین سو سرداران زبردست زبردست ہوکر مطیع ہوگئے اب یہ بیابان پر آشوب شہر کے نام سے مشہور ہوا اور سلطنت خونخوار بن دجال کی قائم ہوئی بارگاہ اسکی نفیس و وسیع ہے کہ جسمین تخت شاہی کے علاوہ ساڑھے تین سو زرنگار بچھتے ہین اور سرداران نامی و گرامی حسب مراتب بیٹھتے ہین اب اسکے دور دور سے ہین اور یہ تمام لوگ ابلیس پرست ہین ایک روز کا ذکر ہے کہ خونخوار بن دجال تخت شاہی پر متمکن اور داہنے جانب طوفان زور آزما چمپیدر زور آزما تہمور فیل پیکر ارزنگ ہیبت ناک فیل سیل کرزن زن ثعبان اژدر سوار شمشیر سوار قتال شمشیر زور قرقیل نیزہ باز تحمیل شمشیر لب اسی طرح سے دو سو سردار قوی ہیکل اپنے اپنے زرنگارون پر بیٹھے ہین اور بائین جانب افواج آہن کلاہ آجول عقرب چشم اجبل کوہ باطن ہاشام سپہ گردان انعام سپہ گردان غضنفران فیل سوار رہال کوہ پیکر اجاکل فیل زور اتقال گراز دندان کرشسپ آہن کلاہ عقاب نیزہ باز قرینہ غضنفر انہی صورت کے کوئی دو سو سرداران دست چپ بیٹھے ہین اور فحل زشت خو اسکا وزیر درجہ وزارت پر بیٹھا ہے باتین ہو رہی ہین کہ اب کس ملک پر چلنا چاہیے ایک نے بیان کیا کہ بالفعل خدا پرستون کا بڑا زور ہے اور ہر چہار طرف سے پہیلے ہین بقوت شمشیر گویا تمام دنیا پر اونہین کا قبضہ ہے جس قدر یہ لوگ قتل کئے جاینگے اوسی قدر خوشنودی خداوند کا باعث ہوگا یہی باتین تہین کہ ایک مرتبہ دروازہ بارگاہ کیطرف سے ایک شخص عجیب الخلقت نمودار ہوا آواز دی او سنگدلو ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین فرستادہ خداوند ہیبت زرین سنگ کا ہون اسلیے آیا ہون کہ خداوند کو اسوقت تشریف لاتے ہین اونکی تشریف آوری سے آگاہ کرون خونخوار بن دجال نے کہا ہم سوا خداوند ابلیس کے کسی کو نہین جانتے اوس نے کہا کہ یہ نایب خداوند ابلیس کے ہین اگر نہ تم لوگ قائل ہوگے تو یقین ہے کہ مورد عتاب ہوگے اس لئے کہ اونکو خداوند ابلیس نے اسی لئے بہیجا ہے کہ تم لوگون کا امتحان لین جس طرح قزاق سے بادشاہ بنا ہو اسی صورت شہنشاہ بنادینا منظور ہے اور اگر مخالف اسکی کرو گے تو پہر اوسی حالت اصلی کو پہونچ جاوگے یہ سنکر خونخوار بن دجال ڈرا اور کہا کہ مجھے کیا معلوم تھا کہ نایب خداوند تشریف لاتے ہین [illegible] سلطنت کی جانب کو وہ روانہ ہو [illegible] احوال اس سمت

زرین سخنگو کا بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ میں حمزہ صاحبقران اول نے دیوان قاف کو
مارا اور شکست دیکر بھگایا تھا تو اون شکست یافتہ دیوون نے مختلف مقامات پر قیام اختیار کیا
بہت سے دیو قتل ہو گئے اکثر ڈر کے مسلمان ہو گئے بعض پوشیدہ ہو کر دور دور جنگل کو چلے گئے
اونہیں دیوان قاف میں سے ایک دیو اس طرف بھی بھاگ کر نکل آیا تھا اور صحرا بصحرا
پھرا کرتا تھا نام اس دیو کا دیو بادپان ہے ایک مدت مدید تک یہ تباہ رہا کوہ و صحراؤں
قبر کی اکثر ابلیس ملعون کو یاد کر کے اپنا مدعائے دلی بیان کیا کرتا تھا ایک
شیطان اسکے سامنے آیا اور کہا کہ کیا چاہتا ہے دیو بادپان نے کہا کہ آپ کون ہیں
شیطان نے جواب دیا میں خداوند ابلیس دیو بادپان نے سجدہ کیا شیطان نے
ہاتھ اوسکی پشت پر رکھا اور کہا کہ مطلب تیرا یہی ہوگا کہ خدا پرستوں کو زک ملے اور حمزہ
کسی طرح قتل ہو دیو بادپان کا اعتقاد یہ سنکر اور بھی قوی ہو گیا کہ بیشک یہ خداوند برحق ہیں
جب تو دل کی بات بتا دی کہا کہ آپ تو خود ہی جانتے ہیں میرے بیان کرنے کی اب کیا
ضرورت رہی شیطان نے کہا اچھا ہم ایک فرشتہ تیرے ساتھ کرتے ہیں
اور تجکو نائب اپنا قرار دیتے ہیں اور تدبیر بتاتے ہیں کہ تو خدا پرستوں پر غالب ہو
دیو بادپان اوسکے پاؤں پر سر رگڑنے لگا اور کہا جلد ارشاد ہو کہ وہ کیا تدبیر ہے
شیطان نے بیان کیا کہ تو ایک بت سونے کا تیار کر اور خود اوس بت میں
پوشیدہ ہو کر بیٹھ اور نام بت کا زرین سخنگو رکھ اور ہر شخص سے بت کے
اندر سے کلام کیا کر اعتقاد لوگوں کے تیری طرف جمیں اور مطیع تیرے ہوں
اور اپنے کو نائب خداوند ابلیس ظاہر کر کے زبان ہمارا یہ ہو کہ خداوند کا حکم ہے
کہ خدا پرستوں کو قتل کرو اور دین ہمارا پھیلاؤ لیکن خروج تیرا کوہ اسود سے
مناسب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ وہاں سے عملداری خوخوار بن دجال کی
قریب ہی ہے فرشتہ جو ہم تیرے ساتھ کرتے ہیں یہ تجکو ہر قسم کی مدد دے گا
اور اوسے مبتلا کرے گا اور لوگوں کو گمراہ کرے گا اور پھر تیرا مطیع بنائے گا
یہ کہکر آواز دی کہ اے فرشتہ مدبر ادھر آ یہ کہنا تھا کہ دیکھا ایک شخص عجیب الخلقت سامنے
سے نمودار ہوا کہ قد اوسکا مانند انسان کے ہے اور چہرہ مانند دیو کے مگر سر پر
ایک ہی شاخ ہے یہ ہمزاد دیو بادپان کا تھا کہ جس کو شیطان نے دیو بادپان
کو تابع کر دیا تھا کہ جو کچھ اس سے پوچھو گے یہ حالات تمام دنیا کے تجھ سے بیان کیا کرے گا اور مشکلیں
آسان کیا کریگا یہ کہکر شیطان تو نظروں سے غائب ہو گیا اور دیو بادپان اپنے ہمزاد کو
ساتھ لئے ہوئے کوہ اسود پر آیا اور بت سونے کا تیار کر کے خود اوسی بت کے اندر اوتر گیا
یہ اسی کا فرستادہ تھا جو اول خوخوار بن دجال پاس پہونچا اور اوس کو بہکا کر اس طرف لایا
الحاصل جس وقت خوخوار بن دجال دروازہ کوہ اسود میں داخل ہوا
تو دیکھا کہ ایک بت طویل القامت سونے کا رکھا ہے آنکھیں دونوں یاقوت
سرخ کی ہیں اور اسی عضو بھی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے دو چراغ روشن ہیں دانت
مروارید آبدار کے ہیں بس جیسے ہی خوخوار بن دجال نے بت کو

دیکھا سجدہ کیا بعد اسکے تمام سرداروں نے مع جہل زشت خو وزیر خونخوار کے سجدہ کیا
اور نہایت خوش ہوئے کہ ہم اس وقت اپنے خداوند کے سامنے ہین جس وقت ان
لوگون نے سر اوٹھایا بت مین سے آواز پیدا ہوئی کہ کیون خونخوار بن دجال ہم پہلے روز سے
یہان آئے ہوئے ہین اور تو آج تک یہان نہ آیا جب ہم نے طلب کیا تو حاضر ہوا خونخوار بن
دجال نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مین واقف نہ تھا کہ حضور تشریف لائے ہین جیسی ہی خبر پائی
اوسی وقت حاضر حضور ہوا کہا ہان پہلے تم نے کہا تھا کہ ہم بت زرین سنجکو نہین جانتے ہین
خونخوار بن دجال نے عرض کی کہ یہ قصور تو ضرور ہوا لیکن مین ناواقف تھا اس امر سے
آگاہ نہ تھا کہ آپ نائب ہین خداوند ابلیس کے چونکہ ہم لوگ ابلیس پرست ہین اسوجہ سے
کسی دوسرے خداوند کو سجدہ نہین کرتے جس وقت ہمین آپکے حال سے آگاہی ہوئی کہ آپ نائب
خداوند ہین اوسیوقت حاضر ہوئے اب ارشاد ہو بت کے اندر سے جواب آیا کہ اے خونخوار بن دجال
مجکو خداوند ابلیس نے اس لئے بھیجا ہے کہ مین اوسکے خاص بندون کو اونکی جانب سے
ہدایت کرون اور جو عمل کرنے کا اقرار کرین اون سے فرمان خداوند ہی بیان کرون خونخوار بن
دجال نے عرض کی کہ ہم بسر و چشم موجود ہین جو کچھ ہوگا اوسے بجا لائینگے یہ سنکر
بت زرین سنج نے کہا کہ بہت دنون سے خدا پرستون نے اپنا عمل اٹھا رکھا ہے اور ہزارہا
بندگان ابلیس کو قتل کیا ہے پہلے یہ گنہگار بندے ہین اس قدر پسند آئے کہ ہم نے اونکو
زور دیا اپنے ماننے والون کو انسے زک دلوائی مگر اب ظلم اون کے بہت بڑھ گئے اور غرور
اس قدر دماغون مین سما گیا ہے کہ وہ ہم کو بھول گئے اور ایک جھوٹ موٹ کا اپنا
خدا الگ بنا لیا ہے اور اوسکی پرستش کرتے ہین اور یہ امر ہمارے ناگوار گذرا ہے
لہذا تمکو اس قدر قوت عنایت کی گئی کہ تم ان لوگون کا استیصال کرو اور نشان
طبقہ ارض سے مٹا دو یہی وجہ ہے کہ پہلے تم قزاق تھے اب درجہ بادشاہت کو پہونچے
اور اس قدر فوج و لشکر فراہم ہوا کہ ساڑھے تین سو سردار تجھنے زیر کر کے تمہارے
مطیع ہوئے اور اب اطاعت خداوند و حکم خداوند کے موافق جس سے لڑو گے
اوس پر غالب آؤ گے سب سامان تمہین اس لئے عنایت ہوئے ہین کہ تم خروج کرو
ہم تمہارے ساتھ رہینگے اور اول خانہ کعبہ کو برباد کرو بعد اسکے حمزہ اور اولاد حمزہ کو
قتل کر کے نام انکا صفحہ دنیا سے مٹا دو اور اگر خلاف اسکے کرو گے تو اپنی اصلی حالت کو
پہونچ جاؤ گے بلکہ اس سے بھی کمزور کر دیئے جاؤ گے کہ پیشہ قزاقی کے بھی لائق نہ رہو
ایسا غمزدہ پیشہ جس مین سوا حلال کر کے لینے کے حرام کا ذکر تک بھی نہین ہو تمسے
ترک ہو جائے گا اور جس لقمہ سے بسر ہوگی جو کوئی بخوشی و رضا تمکو کچھ دیدے گا یہ سنکر
خونخوار بن دجال کانپ اوٹھا اور عرض کی کہ اے خداوند مجھسے ناراض نہون
جو حکم میرے نام آیا ہے اوسی پر عمل کرونگا یہ سنکر بت زرین سنج نے کہا کہ اول
سامان خروج کا تیار کرو اوسکے بعد یہان سے خانہ کعبہ کی طرف چلو خونخوار بن
دجال نے کہا کہ وہ سامان بیان فرمائیے بت مین سے
آواز آئی ایک تخت بہت بڑا نہایت مضبوط و مستحکم جواہر نگار بنواؤ اور ایک چترا بھی

سامان کا تیار کرو اور ایک توشہ خانہ جو ہمارے تخت کے آگے آگے
بجتا ہوا چلے اور چار فیل زبردست سدھاؤ کہ تخت اونپر کسا جائے اور
وہ فیل تخت کو لیکر چلین تیمیم قیام کے واسطے سیاہ رنگ کے تیار ہوں
اسلئے کہ یہ رنگ خداوند کو نہایت پسند ہے اور پھریرے بھی علموں کے
سیاہ ہوں اونپر تعریف خداوند ابلیس اور نائب خداوند ابلیس کی
تحریر ہو جس وقت یہ سب سامان درست ہو جائے تم ہم سے اطلاع کرنا اور
بس آپ جا کے یہ سنکر خونخوار بن دجال کوہ اسود سے شہر آشوب میں آیا
اور تیاری کا حکم دیا بعد چند روز کے جس وقت یہ سب سامان درست ہو گیا
تو تخت و تاج چتر وغیرہ سب اپنے ہمراہ لیکر کوہ اسود کے جانب روانہ ہوا
اور بت زرین سنگھاسن کو اطلاع دی حکم ہوا کہ تم سب آنکھیں اپنی بند کرو سب نے
آنکھیں بند کرلین دیوتا بت میں سے نکلکر قریب اوسی تخت جواہر نگار کے
آیا کہ جلی تیاری کا حکم دیا تھا اور بت کو اوٹھا کر تخت پر رکھا اور خود اوسی بت میں
پوشیدہ ہو رہا اور وہ شیطان پشت کی طرف آکر کھڑا ہوا چنور ہاتھ میں
لیکر مگس رانی کرنے لگا اب جو سب نے آنکھیں کھولیں بت کو تخت پر دیکھا
سب نے سجدہ کیا توشہ خانہ بجنے لگا آواز سے اوسکی دیو خوش ہو کر رقص میں
کرنے لگا یہ لوگ سمجھے کہ خداوند خیر بہت خوش ہوئے غرضکہ خونخوار بن
دجال بھی اپنے تخت پر سوار ہو کر اکیس لاکھ سواروں کی جمعیت سے طرف خانہ کعبہ کے
بارادہ قتل صاحبقران و بربادی خانہ کعبہ روانہ ہوا جاتے جاتے
اول قریب شہر مرصع حصار کے پہونچا خبر شہنشاہ مرصع حصاری و
شہریار مرصع حصاری کو ہوئی کہ کوئی کافر ہے کہ نام اسنے بت زرین سنگھاسن
رکھا ہے اور خونخوار بن دجال کو اپنا سپہ سالار کیا ہے اپنے ساتھ ہے تین سو
سلوانان زبردست اوسکے ہمراہ ہین براے استیصال ممالک خدا پرستان و بقصد
انہدام خانہ کعبہ آتا ہے اور راستہ اسی طرف سے ہے یقین ہے کہ یہاں بھی آکر
یہ کفار فتنہ و فساد برپا کرینگے یہ سنکر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری
نے وزرا و امرا سے مشورت کی کہ کیا کرنا چاہئے خیرخواہان دولت نے عرض کی
کہ دشمن کی فوج زبردست ہے سرداران قوی ہیکل اوسکے ہمراہ ہین یہ
حالت ہے کہ صاحبقران اول و صاحبقران ثانی تو
جب سے خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہین کوئی خبر نہین معلوم ہوئی شاہزادہ کرد
لشکر شکن کا انتقال ہو گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا پتہ نہین
کہ کیا ہوئے صاحبقران ثالث اپنے شاہزادہ بدیع الملک
تہ طاق کی طرف گئے ہوئے ہین آپ کا لشکر اس لائق کہان ہے کہ ان کفار سے تاب
مقابلہ و مقاومت لاسکے لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقیہ سے کام لیجئے اول ملک و
مال و جان آبرو کو بچائیے شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری نے کہا کہ

اب سن شباب گزر چکا زمانہ پیری آگیا بہت ساتھ والے جانب ملک عدم
راہی ہو گئے اس وقت ضعیفی میں سفیدی پر سیاہی چڑھانا اور تقیہ کر کے جان بچانا
کر وزنی عمر کے واسطے بہتر یہی ہے کہ ان کفار سے لڑ کر مریں کہ غازی و شہید کے خطاب سے
ممتاز ہوں عاقبت بخیر ہو یہ کافر بھی جانیں کہ غلامان صاحبقران ایسے تھے
کہ جان دی مگر عزت و ایمان کو ہاتھ سے جانے نہ دیا یہ عزم بالجزم کرکے جو بادشاہ کہ
یہاں سے قریب تھے اونکو برائے مدد نامے تحریر کیے کہ اس طور سے
کفار نے خروج کیا ہے اور ارادہ بربادی دین اسلام کا رکھتے ہیں لہذا ہمیں تمہیں سبکو
مناسب ہے کہ ایک ہی مقام پر اچھی طرح جم کر لڑیں ورنہ فوج کفار بہت ہے جس
ملک پر آ پڑیں گے بغیر لڑے بھڑے برباد کر دینگے جسوقت نامہ شہنشاہ و شہریار کے
لوگوں کو پہونچے سات بادشاہ مع شاہزادہ آذر کوہ مرصع حصار کی جانب روانہ ہو
یہاں شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار حصاری نے اپنا لشکر قلعہ کے باہر نکالا
بارگاہ برپا کی ہرکارے خبر کے واسطے روانہ کیے کہ اب لشکر کفار کہاں تک آیا اور
اب کس طرف کا رخ ہے پہلوان کیسے کیسے اوسکے ہمراہ ہیں ہرکارے متواتر
خبریں پہونچا رہے ہیں کہ آج فلاں مقام تک لشکر پہونچا اور آج فلاں صحرا میں مقام کیا
کل فلاں مقام تک پہونچینگے اور سامان اس اس طرح کے ہیں اور فوج بیشمار اون کے
ہمراہ ہے یہاں تک آٹھ روز کے بعد داخل ہو جائینگے اب انتظار ہے کہ جن
بادشاہوں کو برائے مدد طلب کیا ہے دیکھیے وہ کس وقت پہونچتے ہیں الحاصل
جب وہ روز آیا کہ جسکی خبر ہرکاروں نے دی تھی شہنشاہ مرصع حصاری اور
شہریار مرصع حصاری منتظر چشم براہ ہو کر بیٹھے صبح کا وقت ہے دھوپ
ہلکی ہلکی درختوں پر نمودار ہوئی ہے اور آہستہ آہستہ تیز ہو رہی ہے تارے
غائب ہو چلے ہیں طائران صحرا کے غول کے غول اس درخت پر سے اوڑ کر اوس
درخت کے طرف جاتے ہیں اوس طرف سے اوڑ کر ادہر آتے ہیں عجب طرح کا
عالم ہے سبزہ لہلہا رہا ہے دریا لہریں مار رہا ہے شفق کا رنگ دھوپ میں
اوڑا جاتا ہے برگ ہائے درخت شعاع مہر کے پرتو سے سنہرے
معلوم ہوتے ہیں اور جس وقت ہوا سے متحرک ہوتے ہیں عجب جھلا جھلی
پیدا کرتے ہیں چشم تماشا میں بجلیاں سی کوند جاتی ہیں کوہ بالا عجب
بہار دے رہا ہے کہ یہ معلوم ہو رہا ہے کہ صحرا میں دور تک ایک فرش سفید بچھا
ہوا ہے چرند مصروف چرنے میں پرند غول باندہ کر ادہر سے اودہر اوڑے جاتے ہیں
عجب لطف ہے کہ یکایک جانب صحرائے مشرق گرد و غبار بلند ہوا یہ معلوم ہوا کہ آندہی
آتی ہے سب نگران تھے کہ کون آتا ہے شہنشاہ مرصع حصاری نے شہریار سے
کہا کہ یہ علامت تو آمد لشکر کی نہیں ہے شہریار بھی حیرت زدہ سے تھے گرد اٹھے
اس طرح کبھی لشکر کو آتے نہیں دیکھا لیکن جب آتے آتے وہ گرد قریب
پہونچکر منشق ہوئی تو گھوڑوں کے ٹاپوں سے زمین کو زلزلہ ہو رہا تھا یہ معلوم ہوا

گرد قریب ایک لاکھ سوار کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں آگے آگے اونکے
شاہزادہ آذرکوہ مرکب پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار ہیں شہنشاہ و شہریار نے
بڑھکر استقبال کیا اور سبب اس طرف آنے کا دریافت کیا شاہزادہ آذرکوہ
بیان کیا کہ نامہ آپکا مجھے شکار میں ملا یہ خیال ہوا کہ مبادا فوج دشمن آ جاکر پیشتر
پہونچنا چاہئے اس خیال سے میں اپنے لشکر سمیت گھوڑے سرپٹ دوڑاتا ہوا آتا ہوں
یہی سبب تھا کہ گرد اس قدر تیز آرہی تھی کہ آندھی ہی معلوم ہوتی تھی الحاصل بارگاہ شاہزادہ
آذرکوہ کی جانب راست تجویز کر برپا کی اور لشکر اوسکا لشکر شہنشاہ و شہریار میں
شامل ہوا اب یہ تینوں بادشاہ ایک جا بیٹھے ہیں باتیں عبرت آمیز و دردانگیز ہونے لگیں اونکے
بعد اور گرد اوڑی اور چار لاکھ سوار سے چار بادشاہ رفقای شاہزادہ نورالدہر سے
آکر شہنشاہ و شہریار سے ملے انکی لشکر بھی لشکر شہنشاہ و شہریار میں شامل ہوئی اور بارگاہیں
انکی بھی برپا ہوئیں پانچ روز ان سرداروں اور بادشاہوں کی آمد میں تمام ہوا شام ہوتے
طلایہ گشت کا پہرہ لگا آوازیں ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہوئیں ان بادشاہوں
نے اپنے اپنے خیمہ میں راحت و آرام کے ساتھ سحر کی کسل راہ دفع ہو گیا شب
دوسرے روز ہوا اب یہ سب ایک جگہ ہوکے باتیں ادہر اودہر کی ہونے لگیں
شہنشاہ صاحبقران خسروی نے شاہزادہ آذرکوہ سے کہا کہ جس دن سے قدم مبارک
صاحبقران ان بیابان سے گئے ہیں اوس روز سے برکت جاتی رہی ہر
چہار طرف سے شور ہے کفار کا خروج ہو رہا ہے ملک اہل اسلام کی غارت
و برباد ہو رہے ہیں نوبت بہ اینجا رسید کہ اب یہ ملک بھی ہاتھ سے جاتا ہے مسلمانوں کے
بچتا نہیں معلوم ہوتا اور اسکے بعد دیکھئے کس کی نوبت آتی ہے جس وقت تک صاحبقران نے
گوشہ نشینی نہیں اختیار کی تھی اوس وقت تک اول تو کسی نے سر نہیں اوٹھایا اور اگر کوئی
اوبھرا بھی تو وہ ہیں پست کر دیا گیا بڑے بڑے کفار مارے گئے صدہا خدائیاں مٹا دئے
افسوس آج کل زمانہ کی گردش اہل ایمان سے ایسے ناموافق ہو رہی ہے
کہ سامان بربادی و تباہی کے ہر طرف نظر آتے ہیں شاہزادہ بدیع الملک
صاحبقران زمانہ فتح طلسم طاق کے لئے گئے ہیں سب سردار اونکے
ہمراہ ہیں چند سردار امیر کے ساتھ گئے تھے اون کا پتا نہیں کہ زندہ ہیں
یا راہی ملک عدم ہوئے ایک طرف ارژنگ بن زہرو نے خروج کیا ہے
دوسری طرف چنگیز تک اوس کا بھائی دعویدار خداوندی ہوا ہے سنا ہے
کہ آپس میں جنگ ہوئی تھی پھر نہیں معلوم کیا ٹھہری ایک جانب سے عجیب
آفتاب پرست ملکوں کو پھونکتا تاراج کرتا ہوا شہر طاق کی طرف جا رہا ہے اور
ابن ابلیس پیدا ہوں نے سر اوٹھایا ہے نہیں معلوم کہ منظور الٰہی کیا ہے اور انجام کیا ہو

شعر

بچشم که تا گرد کار جهان		در پس آشکارا چه دارد نهان	

ہوئی باتیں ... کہ ناگاہ یک از پردہ بیابان گردی بر خاست ہر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ
سر گرد و بہ آسمان رسیدہ و پای گرد در زمین پیچیدہ

ز سم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے کہ ہوا نے بار اگرد کو گرد نے بار اہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے سو علم نشان ایک لاکھ سوار کا آکر پہونچے پھریرون پر نٹ نون سے تعریف ابلیس پر تلبیس کے اور بت زرین سخنگو کی تحریر تھی اور رنگ پھریرے کا سیاہ تھا آگے آگے دو پہلوان قوی تن و قوی من کوہ پیکر دیو صورت گرگدن مست پر سوار اٹھالہ بارگاہ لئے ہوئے پشت پر ایک لاکھ سوار سیاہ وردی پہنے ہوئے بیابان سے کار سے روانہ ہوئے لیکن ان کافرون نے آتے ہی لشکر شہنشاہ و شہریار کے مقابل بارگاہ برپا کی خیمہ استادہ ہونے لگے فوج نے پڑاؤ کیا بعد کچھ دیر کے ہرکارون نے آکر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری کو اطلاع دی کہ پیش خیمہ بت زرین سخن گو کا آیا ہے اور یہ جو دونون سردار ہراول لشکر آئے ہین ایک کا نام طوفان زور آزما اور دوسرے کا نام مہید زور آزما ہے یہ سنکر شہنشاہ و شہریار مرصع حصاری نے کہا کہ دیکھا چاہیئے کہ کل فوج کس قدر ہے اور سردار کیسے ہین ہنوز سخن درمیان تھا کہ دوسری گرد اوڑی اور تحمور فیل سوار چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور مقابل مین لشکر اسلام کے خیمہ زن ہوا ابھی یہ لوگ خیمہ نہین برپا کر چکے تھے کہ پھر گرد اوڑی اور ارژنگ سیمتن تاک پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا پھر گرد اوڑی اور فرسیل مشت زن دس ہزار سوار سے آکر پہونچا اوسکے بعد فرسیل گرز زن آیا اب تو تانتا بندھ گیا اور لقمان اژدر سوار قطام شیر زور فرحال نیزہ باز سہیل شیرلب یکے بعد دیگرے آنا شروع ہو گئے کوئی چالیس ہزار کی سپاہ سے کوئی تیس ہزار کوئی بیس ہزار غرضکہ دس ہزار سپاہ سے کم اور ایک لاکھ سوار و پیادہ سے زیادہ کسی کے ہمراہ نہ تھے شام تک یہ سلسلہ یونہین جاری رہا آج جو شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری پلٹ کر بارگاہ مین آئے تو نہایت متردد ہین کہ فوج دشمن ابھی نصف سے کم آئی ہے اور ہماری سپاہ اس موجودہ لشکر سے بھی کم اور کمزور ہے اسلئے کہ جو سردار ہین وہ ضعیف ہو گئے پوست و استخوان باقی ہین گوشت سب گل گیا ایک جوانی کیا گئی گویا اپنے ہمراہ بہت سے سامان لیتے گئی شعر

کیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہان ہے	ابھی جو آگ تھی ہے بجھی ہوئی آگ کا دھوان ہے

اب یہ لوگ ان کفار سے کیا لڑسکین سے تعداد اونکی زیادہ قوت اونکی زیادہ یہان سن آچکا دل ہے جاتے رہے امنگین باقی نہین رہین وہان خاص زمانہ سرکشی و دل آزاری ہے مگر وہ پروردگار توانا ہے اگر چاہے تو مور کو فیل پر فتحیاب کر دے مگر یہ سب آثار قواعد زمانہ کے خلاف معلوم ہوتے ہین اور اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ قضا ہماری آگئی غرضکہ شب بسر ہوئی اور صبح نمودار ہوئی اہل اسلام نمازین پڑھ پڑھ کر مصروف دعا ہو گئے شہنشاہ و شہریار وظیفہ پڑھتے ہوئے بارگاہ مین بیٹھے کہ دیکھئے اب کیا نظر آتا ہے شعر

نئے ظلم تازہ ستم دیکھتے ہین	فلک جو دکھاتا ہے ہم دیکھتے ہین

یہ تمام فوجین ہماری بربادی کے واسطے جمع ہو رہی ہین خیر کچہ فکر نہین ہے ہم بہی جنہین کے
سپر ہین خوش قسمت اوسکی جو شہادت کی موت مرے اور اوسکو مردہ نہ سمجہنا چاہئے بلکہ
وہ زندہ جاوید ہے اس طرح کے خیالات ان بادشاہون کو دماغ مین چکر مار رہے تہے
کہ جانب صحرا سے پہر کچہ گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تہے کہ اب کون آتا ہے اور کسقدر
سپاہ اوسکے ہمراہ ہے کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد کی افواج آہن کلاہ
چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد پہر گرد اوڑی اور احول عقرب چشم
تیس ہزار سوارون سے آکر لشکر کفار مین شامل ہوا تیسری گرد اوڑی اجبل کوہ بان
بیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد انتقام سپہ گردان اور ہشام سپہ گردان
پچیس پچیس ہزار سوار سے آکر پہونچے پہر شام ہوگئی اہل اسلام پریشان ہوکر رہ گئے
تیسرا دن ہوا پہر صبح سے آمد لشکر شروع ہوئی اول احجال کوہ پیکر تیس ہزار سوار سے آیا بعد اوسکے
احجال فیل زور اسی قدر فوج سے آکر شامل لشکر کفار ہوا اسکے بعد اشتعال گرز دندان
نکند شیب آہن کلاہ عقاب پنجہ یار قریشہ نہیفر لن یہ سب سردار با فوج
سپاہ بسیار آکر پہونچے اور فوج کفار مین شامل ہوکر بمقابلہ اہل اسلام
خیمہ زن ہوئے پریشانی اہل اسلام کی ان فوجون کو دیکہ دیکہکر بڑہتی جاتی ہے
اور زندگی سے مایوس ہوتے جاتے ہین عوض سامان حرب درست کرنے کے سامان
موت و زاد آخرت کی فکرین ہو رہی ہین چوتھا دن ہوا آج بہی وہی حالت رہی کہ صبح سے
شام تک برابر سردار آیا کئے اور سرداران کفار برائے استقبال جایا کئے یہی حالت
گیارہ بارہ یوم تک برابر رہی ادہر اہل اسلام نے مرنے پر کمر کس لی دل اپنا دنیا کیطرف سے
ہٹا لیا اب تیرہوان روز ہے کہ ہر دن چڑہا ہوگا تمام صحرا فوجون سے بہرا ہے ہر طرف
سنانون کی چمک ہتیارون کی جہنکار گہوڑون کے ہنہنانے کی آوازون کے سوا ہرگز
کچہ نظر نہین آتا ہے زمین پوشیدہ ہوگئی ہے آسمان کو بہی تتق گرد نے چہپا لیا ہے
یہ کثرت لشکر ہے اور ابہی تک انتہا نہین ملی ہے بادشاہ کی سواری نہین آئی ہے کہ
یکایک از جانب بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد
بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین چسپیدہ آتے آتے ہوا نے بار اگرد کو گرد
مارا ہوا کو دل گرد چاک ہوا اور تین سو علم ... تین لاکہ سوار کا پیدا ہوئے کہ ہر ایک پر
علمون کے تعریف ابلیس پر تلبیس کے مرقوم تہے اور صفت بت زرین سنگلو
تحریر تہی نشان بردار فیلان اسپ پر سوار تہے اور تن و توش مین خود بہی مانند
دیو کے تہے پہر سب نشانون سے سیاہ ہوا سے اور لے ہوئے فیل جو متہ ہوئے
سوار لباس سیاہ پہنے ہوئے گہوڑے اسکے رنگ مشکی زیران تمام صحرا سیاہ ہوگیا
یہ دیکہتے ہی جو سردار لشکر کفار تہے گہوڑے اوڑا اوڑا کر برائے استقبال
روانہ ہوئے اور لشکر مین سلامی کی توپین سر ہونے لگین باجے بجنے لگے
کفار خوشیان کرنے لگے کوئی گہنٹا بجا رہا تہا کوئی سنکہ پہونک رہا تہا عجب طرح کا ہنگامہ
برپا تہا نعرے یا خداوند ابلیس کے بلند تہے اوس طرف لشکر نے دو رستہ

صف باندھی اور بیچ میں راہ خالی رکھی اب دیکھا تو آگے آگے باجے والے مراتب اور ڈنکا
بجتا ہوا بہت سا جلوس گذر گئے سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے
نظر آئے اوسکے بعد دیکھا تو آگے آگے ایک گبر نا ہنجار دراز قد کوتاہ گردن تنگ پیشانی
زرد آنکھیں کھڑے کھڑے بال ایک خچری پر سوار آلات حرب سے [illegible] آراستہ [illegible]
پیچھے ایک تخت چار ہاتھیوں پر کسا ہوا گرد تخت کے [illegible] سو سوار [illegible]
ہمراہ [illegible] اور اوس تخت پر ایک بت بہت بڑا سونے کا بصورت انسان [illegible] ہوا
پشت پر ایک شخص عجیب الخلقت مگس رانی کرتا ہوا اس عظم و شان سے آکر پہونچا
ہرکاروں نے بیان کیا کہ خونخوار بن دجال سالار لشکر کفار یہی ہے جو خچری پر سوار ہے
اسکے بار کا تحمل مرکب نہیں کر سکتا ہے اور [illegible] مضبوط [illegible]
اوٹھاتا ہے غرضکہ اب گروہ ان کفار کا پورا ہوا خونخوار بن دجال [illegible] داخل بارگاہ ہوا
تمام سردار اپنے اپنے خیمہ میں داخل ہوئے [illegible]
جب دوسرا روز ہوا اور خونخوار بن دجال آکر بارگاہ میں بیٹھا سب سردار جمع ہوئے
خونخوار بن دجال نے کہا کہ اول ان لوگوں کو [illegible] کر لینا چاہیے اگر [illegible]
اطاعت قبول کر لیں تو کیا ضرورت ہے [illegible]
تحریر کیا جائے مضمون نامے کا یہ ہوا کہ اے فرقہ خدا پرستان آگاہ ہو کہ تمہاری گمراہی نے
طول کھینچا اور مجبوراً نائب خداوند ابلیس کو [illegible] کرنا پڑا تاکہ اب بھی [illegible]
اور خداوندی ابلیس کے قابل ہو اور نائب خداوند کے دیدار [illegible]
اور اگر اسپر بھی قلب تمہارا برگشتہ ہوں تو جنگ منظور کرو جس وقت [illegible]
نامہ لکھکر تیار کیا تو خونخوار بن دجال نے [illegible] اجل کو [illegible] کہا کہ تم
جاؤ اور جلد اس نامے کا جواب لیکر حاضر ہو اجل کو [illegible]
نامہ ہاتھ سے خونخوار بن دجال کے لیکر [illegible]
ہمراہ لیکر طرف لشکر سلطان کے متوجہ ہوا جس وقت [illegible]
شہریار صاحبقران [illegible]
بادشاہ لشکر اسلام کے پہونچا [illegible] ابلیس [illegible]
جواب سلام نہیں دیا اور [illegible]
ساقی نے جام دیا جس وقت دو چار جام پی چکا اور دماغ اسکا [illegible]
پکارا [illegible] نامہ [illegible] صاحبقران [illegible] نے نامہ طلب کیا اجل [illegible]
نامہ شہنشاہ صاحبقران کو دیا شہنشاہ نے [illegible]
کہ اے فرقہ خدا پرستان آگاہ ہو کر خداوند [illegible]
اور دین ابلیس کو رواج دینا چاہتے ہیں اگر [illegible]
کرنا ہو تو آکر نائب خداوند کو سجدہ کرو اور اپنے گناہان [illegible] سے توبہ کرو
کہ تمام عمر اپنی [illegible] عبادت خدا کے [illegible]
وہ ہو کہ [illegible] دم ہے غنیمت ہے ہر وقت سامان سفر تیار ہے لہذا وقت کو غنیمت جانو

اور یہ خوش نصیبی تم لوگوں کی تھی کہ تمہاری حیات میں خداوند بیت نے رستم کو خروج فرمایا اور تمکو گھر بیٹھے ہدایت کی اب بھی نہ مانو تو یہ تمہاری بد نصیبی ہے
جس وقت مضمون نامے سے سب آگاہ ہوئے غیرت ایمانی سے جوش مارا
نامہ وبیر کے ہاتھ سے لیکر پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا اور جلیل کو باطن
جواب نامے کا لیکر خونخوار بن دجال کے پاس آیا اسکو یہ خیال تھا کہ خدا پرستوں
نے دین ابلیس پرستی منظور کر لیا ہوگا خواہ بچو سمجھتا تھا لیکن جس وقت پشت نامہ پر
جواب جنگ تحریر پایا تو نہایت برہم ہوا اور کہا معلوم ہوتا ہے قضا ان خدا پرستوں کی
آ گھری ہے اور یہ ایسے کور باطن ہیں کہ کسی طرح ان کو حق نظر نہ آئے گا پس
اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ حکم پہونچتے ہی لشکر کفار میں نقارہ رزمی پر چوب لگی
اور آواز نقارے کی گرجی ہر کارے خبر لیکر لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوئے
یہاں شہنشاہ صبح حصاری و شہریار صبح حصاری شاہزادہ اعظم کو دیکھ باہم
باتیں کر رہے تھے کہ ہم سب آمادہ مرگ دنیا سے فنا ہو جانا چاہیے اس لئے کہ انجام
[illegible] ہوتا ہے سو اور [illegible] ہے کہ ساتھ [illegible] چھوڑ کے [illegible] دن [illegible] اور وہ [illegible]
[illegible] بجے طبل جنگ
[illegible] اور شہریار [illegible] خدا [illegible] ہمارے یہاں
[illegible] طبل جنگ [illegible] یہاں بھی کوس حربی کی آواز آ [illegible]
[illegible] اور [illegible] طرف البیس [illegible] فوج سے ادھر کل سات چار لاکھ آدمی ہیں
وہ بھی ضعیف و ناتوان [illegible] رخصت ہو رہا ہے [illegible]
[illegible] کرار رہا ہے کوئی تلوار کو صیقل کر رہا ہے [illegible] کر رہا
جوان [illegible] ہیں اور نہوں نے [illegible] شکون [illegible]
[illegible] آواز بھی [illegible] ہوشیار باش [illegible] بیدار رہا
[illegible] اہل اسلام پروردگار عالم کی طرف متوجہ ہیں جناب باری میں [illegible]
[illegible] ہیں کہ [illegible] کی میں کرتا ہے [illegible]
[illegible] آخر زمانہ میں [illegible] ہمارے [illegible]
[illegible] جام شہادت [illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]		[illegible]

[illegible] اور [illegible] جس [illegible]
[illegible] ہے اور فوج کفار میں [illegible] خدا و ندا ابلیس
[illegible] کفار [illegible] ہیں کہ کل [illegible] مقتولوں [illegible]
[illegible] رزمیں [illegible]
[illegible] زمانے [illegible]
[illegible] شکون [illegible]

انجم برہم ہوئی عابد شب زندہ دار فلک نے گوشہ مغرب میں جاکر قرار لیا تمام عالم پرتو نیر اعظم سے پرنور ہوا شعر

علی الصباح چو مردم بہ کار و بار روند	بلاکشان محبت بہ کوے یار روند

ہر چشم خواب آلودہ نیند سے ہوشیار ہوئی کوئی غریب تلاش معاش کو چلا کوئی امیر خواب گاہ سے اوٹھکر بارگاہ میں رونق افروز مسند ہوا عبادت گزار مسجدوں کی طرف روانہ ہوئے بت پرست ستون سے مندروں کو آباد کیا ہر طرف یاد معبود یگانہ طریقے سے ہونے لگی سبزہ لہلہانے لگا لالہ کوہی رنگ لانے لگا شفق نے کشت و خون کی خبر دی گویا جلاد فلک نے لباس قاتلانہ اختیار کیا شبنم نے گریہ کی کہ شام کو ہزار رہا گریبان چراغ ہو جا نکلے گلوں نے لباس اپنا پارہ پارہ کیا تا لبیان مرگ نے نماز صبح سے فراغت کرکے کفن پہنے اسلحہ جنگ کو تن پر آراستہ کیا آلات حرب و ضرب کو سنوار لیا سب مرکب پر بیٹھکر میدان جنگ کی راہ دیکھنے لگے اوس طرف بھی آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی دستے کے دستے پرے کے پرے فوجوں کے فوجیں گروہ کے گروہ گھڑی بھر دن چڑھے تک تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا اس طرف شہنشاہ صبح حصاری و شہریار صبح حصاری و شاہزادہ اذرکوہ وغیرہ وغیرہ مرکبوں پر سوار ہو کر میدان میں پہونچے اور صفوں سے آگے بڑھکر سرداری دس ہزار آگے بڑھکر کھڑی ہوئی اوس طرف وسط لشکر میں تخت بت زرین شنکلو کا آکر قائم ہوا آگے نوبتخانہ بجتا ہوا نکلے پر چوب پڑی ہوئی اک شخص عجیب الخلقت [illegible] باقی کرتا ہوا تخت چار فیلان مست پر کسا ہوا کہ وہ فیل سونڈ ہلاتے چلے آتے تھے آگے فوج کے سالار تین سو سردار زبردست تنومند [illegible] پر سوار سب آگے [illegible] اپنی [illegible] پر سوار سالار لشکر آکر مقابل ہوا [illegible] میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ ہراول چنداول ساتوں صفیں آراستہ ہوئیں سردار دونوں لشکر کے نکلے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر [illegible] بیلداروں سے پستی و بلندی زمین کو ہموار کر میدان کو مثل آئینہ کے بنایا سقوں سے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب صفوں سے نکلے اور اشعار رغبت آمیز پڑھکر ترغیب جنگ دینے لگے اودھر کے نقیب تو فقط [illegible] ناپائداری دنیا بیان کرکے ثواب شہادت اور آخرت یاد دلاتے تھے اور اوس طرف کے نقیب حصول دنیا کو امر واجبی لکھکر جوش جنگ دلاتے تھے غرض جب دونوں طرف نقابت ہو چکی اور ترتیب [illegible] صفوں میں سے لشکر [illegible] گری پر آستین [illegible] اوپر کر [illegible] سے گردن [illegible] نظر کی [illegible] اسکا دیکھنا تھا کہ چچل [illegible] اپنا نکالا اور سامنے تخت بت زرین [illegible] آکر [illegible] سے اوتر کر سجدہ کیا اجازت جنگ مانگی بت میں سے آواز پیدا ہوئی کہ جا [illegible] ابلیس [illegible] چچل [illegible] بار دیگر مرکب پر سوار ہوا اور مانند فیل مست [illegible] میدان میں [illegible] لگا آواز دی کہ ہوشیار باش اے فرقہ خدا پرستان و گروہ مسلمانان [illegible] چچل [illegible] بندۂ خاص خداوند ابلیس [illegible] تم میں سے جسکو [illegible] خدا اور [illegible] کی منظور ہو وہ آکر [illegible] اور جان [illegible] ہو تو وہ

مقابلہ کو نکلے بس یہ سنا تھا کہ لشکر اسلام سے احرام یزدان پرست پہلوان مرکب
اپنا صف سے نکالا اور شہنشاہ شہریار سے اجازت جنگ لیکر تحجیل کا
سامنا کیا یہ ترک جوشن پوش الغرض وقت آخر احرام یزدان پرست ایک مرد ضعیف تھا
سن انکا قریب نوے سال کے ہوگا تحجیل نے جو احرام کو دیکھا کہا او بڈھے
تو کیا اپنے کو سمجھا میدان میں تھا سامنے آیا وقار ہو احرام نے کہا
او ملعون مصرع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔ اگر تجکو یہ گمان ہے کہ میں جوان ہوں ہاتھ
پاؤن میرے توانا ہیں اور میں ضعیف ہوں تو وار کر دیکھ تماشا اسکی دست رعشہ دار کا
تحجیل کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے جوانی میں خوب خوب لڑا ہے کیسی زبردستی سے
سامنا نہیں ہٹا ہے وہی غرور تیرے سر میں سمایا ہوا ہے میں پھر سمجھاتا ہوں کہ پہلا اپنا
وار کر کے ہوس دل نکال لے ورنہ میرے وار سے جانبری تیری محال ہے دل کی دل ہی میں
رہجائیگی احرام نے جواب دیا کہ ابھی تو آئین خدا پرستان اور اہل اسلام سے
آگاہ نہیں ہے کہ ہم کبھی پیشدستی نہیں کرتے ہیں ہاں اگر خداوند کریم
… تو دیکھنا … یہ سنکر تحجیل نے نیزہ ہاتھ میں سنبھالا اور
خنجر دار … احرام پر وار کیا احرام نے نیزہ کو اوسکی نیزہ پر لگا تھا طعنہ چلنے
لگے … آخر کار ایک مقام پر احرام نے پھرتی سے بند
باندھ کر جو ہاتھ … دیا نیزہ تحجیل سے نکل گیا بس غضب کا لگنا تھا کہ
نعرہ لگا ہوں … اہل اسلام میں احسنت و مرحبا کی آواز
بلند ہوئی اور کفار … تحجیل نے غصہ و غضب میں آکر
تلوار … اوسکے سر احرام پر
وار کیا احرام نے وار اسکا رد کیا اور اپنا وار کیا تحجیل نے سپر کو اونچا کر چہرہ کی
… احرام کی … تحجیل نے خود پہنچی تھی کہ تحجیل نے
… تحجیل کو علیحدہ ہوا
اور … بازی … تحجیل … بے سر دون
احرام … تحجیل نے سپر تلوار کی
… اور احرام نے بھی تیغ و سپر پھینک دی اور تحجیل
… کامل … کہ قضائی کار
اتفاقات روزگار کا پاؤن احرام کا … حریف سے
چھوڑ دیا … گیا احرام بیہوش ہو گیا بس تحجیل نے غنیمت جانکر
اوسکو باندھ لیا اور خوشی خوشی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اہل اسلام
دردناک ہوئے کفار … بعد اقوای آہن کلاہ
بت زمین … سے اجازت لیکر میدان کارزار میں آیا
اور مبارز طلب کیا … احرام یزدان پرست
لشکر اسلام سے نکلا اور اقوای آہن کلاہ سے سامنا کیا بعد گفتگو

بیشمار کے نیزے بازی شروع ہوئی حسن کم نے نیزہ ہاتھ سے الوائی آہن کلاہ کے
نکالدیا اوسنے غصہ مین آکر تلوار ماری حسن کم نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا کہ سر الوائی کا
زخمی ہوا لوگ اوسکو لے گئے حسن کم نے کئی سردار زخمی کر کے کئی جان سے مارے آخر کار
خلعت شہادت سے سرفراز ہوا شام ہو چلی تھی طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر
میدان سے پھرے آج کے میدان داری مین کئی سردار لشکر اسلام کے زخمی اور
شہید ہوے اور کفار کی حالت بھی ایسی ہی کچھ ہوئی اسیطرح دوسرا روز ہوا پھر دونون لشکر
باہمدگر مقابل ہوے صفین باندھ کر کھڑے ہوے تھے آج فوج کفار سے عفریت فرس پیشانی
میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے توحید پاک باطن اوسکے مقابلہ کو نکلا
نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تو شمشیر زنی آئی توحید بھی خلعت شہادت سے
سرفراز ہوا اوسکے بعد توحید کے اکرام خدا پرست نکلا یہ مرد مومن بھی شہید ہوا
شام تک گیارہ بارہ سردار ہاتھ سے عفریت کے مارے گئے شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان حرب سے اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوے
سرداروں نے پوشاکین رزم اوتارین اور لباس بزم پہنا کفار نقارہ شادمانی
بجاتے ہوے عفریت پر سے زر نثار کرتے ہوے پھرے اور پہونچتے ہی پھر
طبل جنگ بجوا دیا کہان تک بیان کیا جاوے کہ آٹھ نو روز خدا پرستون نے سر
میدان روکا اور جانین راہ خدا مین نثار کین آخر کار نوبت یہانتک پہونچی کہ
اب کوئی ایسا قابل نہ رہا جو سرداران کفار سے مقابلہ کرتا مجبور ہو تاجدار رہے
بادشاہون نے کمر جنگ پر کسی اور یہ سالون تاجدار سپاہی وضع ہو کر میدان مین
آئے لشکر کفار سے مجلول ہلاہل کہ بہت بڑا سردار ہے میدان مین آیا
مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بڑے چھوٹے افریدون نے نکلنا
شروع کیا لیکن جو گیا ہاتھ سے مجلول ہلاہل کے مارا گیا اب شہنشاہ
مرصع حصاری نے شہریار سے کہا کہ جب مرنا ہر طرح ہے تو ان غریبون کی
جانین لینے سے کیا فائدہ خود مقابلہ کرنا چاہئے جو ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا شہریار نے
کہا پہلے مجھکو اجازت ہو کہ اس کافر سے لڑکر یا تو اسے جہنم مین بھیجدون یا آپ اپنا
جان بحق تسلیم کرون شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا کہ جیتے ہو تم کو کیونکر
ہو سکتا ہے کہ تم جنگ مین جاؤ عجب وقت مین نہون گا اوس وقت اختیار رہے
یہ باتین ان دونون کی دیکھکر شاہزادہ آذر لوہ و دیگر بادشاہان اسلام نے بھی
ایک دوسرے سے اجازت طلب کی ہر ایک یہی کہتا ہے کہ پہلے ہم جائین گے انجام کار
شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا کہ آپ سب لوگ مہمان ہین اور مین میزبان ہون
کیونکر ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ کو جانے دون اور یہ حجت و تکرار عبث ہے
اسلئے کہ شام تک سب ایک ہی منزل پر پہونچ جائینگے کوئی پہلے کوئی بعد
ہاتھ سے ان کفار کے بچنا دشوار ہے یہ کہکر بوقت شام رخصت جنگ حاصل کی
اور رخ میدان کارزار کا کیا عجب طرح کا ہنگامہ لشکر اسلام مین تھا

سپاہیوں کو اپنے ناز پروردہ بادشاہ کا میدان جنگ میں حریف کے مقابلہ کو
جانا نہایت شاق تھا اور دیکھا نہ جاتا تھا یہ حالت تھی کہ منہ پھیر پھیر کر رو رہے تھے
جس سر پر تاج شہنشاہی رہتا تھا آج اوسپر کلاہ آہنی ہے غرض بوقت شہنشاہ
صبح حصاری سامنے ہجلول ہلاہل کے پہونچے نعرہ کیا کہ او کافر ابلیس پرست
تو شیطان کے بہکانے میں آگیا اور اپنے خدائے برحق کو بھول کر ابلیس پر جو کچھ نہ
اختیار رکھتا ہو ہوش میں آ اور غفلت کو دور کر ہجلول ہلاہل نے کہا کہ تم مجھکو سمجھاتے ہو
اگر سمجھیں جان اپنی عزیز ہے تو خداوند شاہ زمین سنگلو کو سجدہ کرو وہ عجیب
خداوند ہے جو چاہے کرے تم چاہے سنو تمہارا خدا اک زبردستی کا خدا ہے
کہ کوئی اوسکو دیکھ نہیں سکتا ہے نہ اوس سے کلام کر کے جواب پا سکتا ہے
کیسا خدا ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا شہنشاہ نے کہا کہ او ملعون معلوم ہوا کہ قلب
تیرا سیاہ ہے اور تو راہ راست پر نہ آئیگا شیطان کا تجھ پر تسلط ہو گیا ہے پس لا ضرب
بہادری سے کہ ہجلول نے نیزہ دار نیزہ دار کہکر نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ کو
[illegible] سنانوں سے چنگاریاں اوڑیں لیکن تھوڑا
[illegible] ہجلول کے [illegible] ہجلول نے
گرز مارا شہنشاہ نے [illegible] سے قلم کیا اور اپنا ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ ہجلول کے
دو ٹکڑے ہوگئے [illegible] لشکر اسلام سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی اور فوج
کفار میں [illegible] ہجلول کو [illegible] سب کو چھکا کے سامنے
شہنشاہ کے آیا اور پکارا [illegible] کیا تو نے کہ باپ کو اوس شخص کے مارا
چمکتی تلوار [illegible] شہنشاہ [illegible] وار [illegible] اپنا وار کیا [illegible] وہ ٹکڑے
ہو کے [illegible] زرین دجال نے خود اپنا آگے بڑھایا اور سامنے [illegible]
زرین [illegible] کی آواز آئی کہ جا فتح تیری ہی نام ہے [illegible] خونخوار
زرین دجال نے [illegible] اور [illegible] میدان کارزار کا کیا دیکھا شہنشاہ صبح حصاری
نے ایک دلیر [illegible] دل میں کہا کہ خدا ہی اسپر فتح دے لیکن خونخوار
زرین دجال نے سامنے آکر آواز دی کہ اے شہنشاہ صبح حصاری [illegible]
اپنی جان و مال کو [illegible] اسے بچا [illegible] سجدہ [illegible] کر اور خداوند ابلیس
خداوندی سے انکار کرتے ہو اور [illegible] کی [illegible] مصطفی
[illegible] ہو [illegible] اگر [illegible] تم توبہ کرو اور خداوند ابلیس
قائل ہو کر [illegible] زرین سنگلو کو سجدہ کرو تو میں تمہارے ملک و مال سے
تعرض نکروں اور [illegible] ورنہ [illegible] جان و مال برباد ہونگے
[illegible] صبح حصاری نے کہا تو [illegible]
[illegible] کہا [illegible] ابلیس [illegible] جب اوس نے سجدہ
آدم [illegible] کراہت کی تو [illegible] ملعون ہوا اور یہ قوم [illegible] جان سے بھی [illegible]
انسان کا [illegible] کی جاہے کہ تم انسان ہو کر اوس کو خدا مانتے ہو اور [illegible]

اس میں سمایا ہے اسرار شیطانی ہے جو کام کرتا ہے اسکے بہکانے سے پہنچا ؤ اور انکا ر کو اسکے
خراب کرو اگر خدا کو دیکھ لیا اور مثل دیگر ابنائے جنس کے اوس سے باتیں کر لیں تو
ہم میں اور خدا میں فرق کیا رہا خونخوار بن دجال نے کہا معلوم ہو گیا کہ تم لوگ
راہ پر نہ آؤ گے خیر میں نے ہر طرح سمجھا دیا اب وار کرو اور حوصلہ اپنے دل کا نکال لو اسلئے
کہ بچنا میرے ہاتھ سے تم لوگوں کا دشوار ہے اس دلیل سے کہ مجھے خداوند
خود یہ خدمت سپرد کی ہے کہ اہل اسلام کو قتل کرو اور مذہب ابلیس پرستی کو
رواج دو شہنشاہ صبح حصاری نے کہا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ اہل اسلام [illegible]
نہیں کرتے ہیں تو اپنا وار کر اگر خداوند کریم تیری [illegible] تو دیکھا [illegible]
خونخوار بن دجال نے نیزہ سنبھالا اور سینہ کو تاک کر وار کیا شہنشاہ نے نیزہ کو اسکے
تلوار سے قلم کیا پس خونخوار غصہ میں آیا اور ارادہ پشت شہنشاہ [illegible]
سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کی لیکن بہ سبب زور کی [illegible]
سپر بیٹھا اور نا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا شہنشاہ پھڑک کر زمین پر گر کر روح مقدس [illegible]
جان بحق تسلیم کر گئی اہل اسلام میں شور فریاد و زاری بلند ہوا [illegible] جوش [illegible] کا
اظہار کیا خونخوار بن دجال نے پھر مبارز طلب کیا اب شہریار صبح حصاری
میدان میں آئے اور خونخوار کا سامنا کیا خونخوار نے کہا دیکھا تم نے کہ [illegible]
تمہارے بھائی کو مارا اگر تمہیں اپنی جان عزیز ہے تو طاقت [illegible]
اختیار کرو ورنہ یہی حال تمہارا بھی ہوگا شہریار نے لاش تو [illegible] اور خونخوار کو
کہا کہ بس دماغ میرا تیری باتوں کا متحمل نہیں لا جو [illegible]
[illegible] شہریار نے اسکو بچایا مگر گردن مرکب کی قلم ہوئی شہریار کو [illegible]
چاہتے تھے کہ مرکب کو خونخوار نے بھی گردن کر دیا خونخوار [illegible] ہوا
شہریار پلٹ کر خنجر مارا کہ پاؤں خونخوار کا فگار ہوا خونخوار نے [illegible] مارا
شہریار زخمی ہوئے اب دونوں میں خنجر اور کٹار چلنے لگا یہ حالت دیکھ کر دونوں لشکر
قریب آ پہنچے اور جنگ و پیکار [illegible] سے [illegible]
بیہوش ہو گئے خونخوار نے تلوار سے سر قلم کرنا چاہا تھا کہ [illegible]
آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے کہ بیہوش پر حملہ کرتا ہے [illegible]
[illegible] سامنے ہوئے لیکن کفار نے جو دیکھا کہ خونخوار زخمی ہوا اور [illegible]
دجال نے آواز دی کہ کیا دیکھتے ہو مارو اسکو کہ یہ [illegible]
چاہتا ہے سات سو تین سو سردار تلواریں پکڑ کر شاہزادہ [illegible]
ادھر شاہان اسلام نے بھی پورے باگوں کے تیغ تلوار [illegible]
لشکروں نے کہ سرداروں سے جنگ ہو رہی [illegible]
پڑی تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا

[illegible]	چقاچاق خنجر و گرز و ان [illegible]

الکیں لا کہ کی فوج ایک طرف سات [illegible] چار لاکھ سوار [illegible]

قیامت برپا ہوا شور بگیر بزن بلند ہوا لاشوں کا ڈھیر پاٹ دیا پتا بھی نہ ملا کہ کیا ہوئی کفار
خونخوار بن دجال کو اٹھا کر لے گئے عین گرمی جنگ میں شاہزادہ آذر کوہ کو
سرداروں نے گھیر کر قتل کیا فوج کفار نے لشکر اسلام کو پامال کر دیا ساٹھ ہزار سے
چار لاکھ آدمی وہ بھی ضعیف و ناتوان اودھر اکیس لاکھ کا یورش ریلا فوج کا نزدیک ساٹھ
سیکڑوں ہیں [illegible] اہل اسلام نے وہ تلوار کی کہ زمین خون سے لال کر دی
اتنا [illegible] ہوا کہ کئی لاکھ آدمی مارے گئے سرداروں کی لاشیں بھی نہ ملیں
انجام کار تمام اہل اسلام کام آ گئے اور شہر [illegible] حصار پاک سے صاف
تاراج ہو گیا بعض مسلمانوں نے بخوف جان تغیر کر لیا اکثر جلا وطن ہو گئے
باقی مارے گئے اب ان اشرار نے اپنی طرف سے یہاں حاکم معین کر کے چند روز
قیام کیا جب زخمیوں کو صحت ہوئی تو [illegible] فتح کر کے قصد کوچ کا تھا کہ خبر ملی کہ
[illegible] خدا پرستوں کا بیابان [illegible] میں ہے اور [illegible] میں [illegible]
آفتاب پرست ملک خدا پرستوں کو برباد کر رہا ہے اس خبر کو سن کر خونخوار نے
کہا کہ [illegible] میں [illegible] اہل [illegible] ہیں [illegible] سا لشکر ہے نہ
فوج نہ سامان [illegible] اتنا بڑا لشکر لیکر [illegible] پر چڑھائی کرنا فضول معلوم ہوتا ہے
لہذا میں سرداروں [illegible] لاکھ سوار لیکر اوس طرف روانہ ہوں اور میں کل فوج لیکر [illegible]
کی طرف جاتا ہوں اور [illegible] آفتاب پرست کو اپنا شریک کر کے [illegible] خود اوسکے
[illegible] اپنے [illegible] کو [illegible] کلاہ اور
[illegible] باز اور [illegible] کو ایک ایک لاکھ سوار کا افسر کر کے [illegible]
[illegible] روانہ کیا اور آپ کل فوج اپنے ہمراہ لیکر [illegible] کے روانہ ہوا اب
ان کو [illegible] چھوڑا جاتا ہے اور یہاں سے [illegible]

داستان [illegible] خونخوار اول کی خبر پہنچانی ہے

بیان [illegible] داستان		کہ [illegible] داستان

[illegible] بیان [illegible] عالم [illegible] داستان [illegible] اس داستان [illegible]
[illegible] عالیشان [illegible] خونخوار [illegible]
[illegible] پہنچ کے [illegible] میں [illegible]
[illegible] خونخوار ان سے [illegible] طلب ہوا [illegible]
[illegible] سے [illegible] اور [illegible] فوج [illegible] طرف سے
[illegible] خروج کیا اور [illegible] اہل اسلام کو تاراج کر [illegible] دل میں یہ
خیال ہوا کہ [illegible] بھی ایسا کرنا اور [illegible] ہو گئے [illegible]
[illegible] سوا [illegible] کا [illegible] ہیں ہے ایسا
سامان [illegible] اور [illegible] آفت [illegible] سے
[illegible] اور [illegible] ہاتھ سے [illegible] کوچ [illegible]
ہر شخص اپنے ملک [illegible] اول [illegible] روانہ ہو کر اس غرض سے

کہ پہلے چلکر بادشاہ اسلام کی قدمبوسی کا شرف حاصل کریں اوس کے بعد خانہ کعبہ میں حمزہ صاحبقران کی زیارت سے مشرف ہوں یہ سوچ کر اسد اسدان اسد شیر گیر اسد دیوانہ اسد نخچیر گیر اسد مار گیر اسد اژدر گیر گرشت سپہر گردان سیف ذوالیدین خسرو شبستانی فیصل گرجستانی ولوق حیران گرد ابو المعین گرد اسی طرح تین سو ساٹھ رفیقان قدیم جناب حمزہ صاحبقران کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلے بعد چندے شہر ایران میں داخل ہوئے اور قدمبوسی شاہ قدم سعد بن قباد شہر یار کی حاصل کی اور سلطان سعد بن عمرو بن حمزہ بادشاہ قدم و چچاکان بن حمزہ و جمشید بن قباد سے شرف ملازمت حصول کیا اوسوقت خبر انتقال ملکہ رابعہ اطلس پوش و ملکہ خورشید خاوری و ملکہ گیتی افروز کی معلوم ہوئی تین روز تک تمام ملک ایران میں ماتم داری رہی اس کے بعد اسد اسدان وغیرہ نے بادشاہ اسلام سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اب ہمارا قصد خانہ کعبہ جانیکا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میرا بھی جی چاہتا ہے زیارت خانہ کعبہ سے اور دیدار صاحبقران سے مشرف ہوں لیکن خیال یہ ہے کہ آجکل زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اور اگر ہم اپنا ارادہ ظاہر کرکے معہ فوج و سپاہ جاتے ہیں تو اسکی شہرت ہو گی اور کفار چڑھائی کرینگے خانہ کعبہ پر اور نسبت کفار کے بہت اندیشہ ہے اچھا نہیں انجام جنگ کیا ہو اور حرمت خانہ کعبہ زائل ہو اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے پوشیدہ طور سے نکل چلیں اور کسی صحرا میں جاکر لباس و وضع تبدیل کرکے سوداگروں کے بھیس میں روانہ ہوں تاکہ کوئی شخص پہچان نہ سکے اسد نے اس کو پسند کیا اول یہ انتظام کیا کہ ناموس کو قلعہ دار الامان کیجانب روانہ کیا اور قافلہ سالار ملکہ کرد بہلول کو کیا باقی تمام ناموس کو مثل ملکہ فیروزہ گوہر تاجدار و ملکہ کبری بہادر و ملکہ شیدہ شیر گیر و ناموس ہوا اجمع ہمراہ ان سب کو روانہ کرکے بعد بادشاہ اسلام نے تاج و تخت کو چھوڑا اور پچاس عیاران قدیم انتخاب کرکے ہمراہ لیا کہ انکو بھی اشتیاق زیارت خانہ کعبہ و قدمبوسی صاحبقران و دیدار عمرو کا حد سے زیادہ تھا وہ عیار چالاک بن عمرو و قیروش بن عمرو عمیر بن عمرو عیار روحی عمرو سنگ انداز سعید بلخی جنگ بلخی البتہاب حرفہ پوش ابو سعید لنگری اسلم پیادہ رودہ گلبا و کلبا وغیرہ تھے بلکی جمعیت چالیس سو آدمیوں کی بھی اس تفصیل کیا تھے کہ تین سو ساٹھ سرداران رفیقان امیر کے اور پچاس عیار کے اول بادشاہ اسلام شہر سے نکلکر صحرا کیجانب روانہ ہوئے اور بوقت شب کوچ کیا صحرا میں عیاروں کے ذریعہ سے لباس تبدیل کرکے سوداگروں اور فقیروں کے بھیس میں خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے اس قافلہ میں دو چار گھوڑے بھی ہیں اور جس طرح برائے نام حفاظت جان کے لئے سوداگروں پاس ہتھیار ہوتے ہیں اسی طرح چند سپر زنگ آلودہ تلواریں ان لوگوں نے بھی اپنے ساتھ لے لی ہیں جس وقت خشکی کا سفر طے ہوا اور سمندر کے کنارے پہونچے جہاز طلب کئے اور ان جہازوں پر بیٹھ بیٹھکر خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے بعد چند روز کے دریا کا سفر طے ہوا اور پھر خشکی کا راستہ ملا لنگر جہازوں کا صبح کے وقت ہوا آفتاب نکل آیا تھا اور موسم گرما تھا دن بھر قیام کیا اور شب کو چلے وہ ریگستان کا سفر اور سخت منزلوں کی صعوبتیں کبھی ان نازپروردوں نے کاہیکو ایسی سختیاں اور بلائیں سہی تھیں اور سن بھی ضعیفی کا

پھر قدم پر طاقت جواب دیئے دیتی تھی ہر چند کہ ملازمان دولت ہاتھوں ہاتھ بادشاہ کو لیے جاتے تھے
تاہم تکلیف و زحمت سے خالی نہ تھا اسلیئے کہ وہ سامان شاہی کہاں جسکی کہ طبیعت عادی ہو چکی
تھی ایسی حال پر ملال سے منزل بہ منزل چلے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس راہ کو سر سے طے
کرنا چاہیئے تیسرے روز قریب شام اک دامنہ کوہ میں پہونچے اور قیام کیا تھوڑی دیر
گذری تھی کہ جانب صحرائے شق گرد و غبار بلند ہوا خیال میں گذرا کہ کوئی قافلہ حجاج کا وارد
ہوگا لیکن آثار سے پایا جاتا ہے کہ کوئی بڑا قافلہ ہے لیکن جسوقت آتے آتے دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا تو علامات لشکر کے معلوم ہوئے یہاں سے ایک آدہ عیار صورت
اپنی بنجاروں کی بنا کر واسطے تشخص کے روانہ ہوا اور بعد دریافت حال کے بادشاہ
اسلام سے آکر عرض کی کہ تین سردار تین لاکھ سواروں سے بربادیٔ خانہ
کعبہ کے ارادہ سے جاتے ہیں اور ادہی کوہ پر قیام کیا ہے جو سامنے معلوم ہوتا ہے یہ
سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے آپ تقدیر میں دیدار صاحبقران
اور زیارت خانہ کعبہ نہیں خیر کچھ پروا نہیں جو مرضی معبود شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب
ہر چہ آید بر سر من با نصیب لوگوں نے عرض کی کہ حضور ایسا خیال نہ فرمائیں اگر یہ کفار
یہاں اوترے بھی ہیں تو کیا فکر ہے اسلیئے کہ ہم لوگ اوس ہیئت میں نہیں ہیں کہ کوئی
پہچان سکے کہ یہ کون ہیں وہ جس ارادہ سے آئے ہیں اودہر چلے جائینگے بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ انجام ایک ہی ہے یہاں جنگ ہوگی تو اور خانہ کعبہ میں جنگ ہوگی تو
ہم لوگ بے دست و پا کیا کر سکتے ہیں خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ یہ
کیا فکر کر سکتے بھلا انکی بھی یہ لیاقت ہے کہ خانۂ کعبہ پر چڑہائی کر
سکیں وہاں دو شیر بیشۂ شجاعت موجود ہیں جناب حمزہ صاحبقران
اول و اسد ثانی کہ جن کے رعب سے اک عالم تھراتا ہے بادشاہ
اسلام تو یہ سنکر خاموش ہو رہے لیکن جس طرح یہاں کے
عیار وہاں کی خبر لائے تھے اوسی طرح عیاران کفار ہمیشہ بدلے ہوئے
یہاں بھی موجود تھے یہ تمام باتیں اونہوں نے سنیں اور اچھی طرح دریافت
کیا کہ کون کون اس قافلہ میں ہے اور جا کر اپنے سرداروں کو فوراً
اطلاع دی کہ آپ بڑے خوش نصیب ہیں اور خداوند ابلیس کا
افضال آپ کے شریک حال ہے جن لوگوں کے ہاتھوں صدہا خداوندیان
برباد ہوئی ہیں اور جو خاص مالک تخت و تاج تھے وہ بے سر و سامان دامنہ
کوہ میں اوترے ہوئے ہیں اور خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہیں [illegible]
آہن کلاہ وغیرہ نے پوچھا کہ نام اوس بادشاہ کا کیا ہے عیاروں
نے بیان کیا کہ [illegible] شہریار [illegible] صاحبقران بادشاہ
اول اور [illegible] امیر اول کے اور بادشاہ
دوم لشکر اسلام [illegible] چکے ہیں لیکن بڑے
بڑے شجاع و بہادر [illegible] ہزار ہا صدمے جہیلے ہیں اور اب تک زندہ و سالم

موجود ہیں لیکن سب بے سرو سامانی کی حالت مین ہین نہ تو مرکب بھی اتنے ہین
کہ اون سب کی سواریون کے واسطے کافی ہین اور جو کچہ ہین وہ بھی ایسے ہین
کہ جن پر سوار ہو کر جنگ کرنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے ہتیارون کی بہی یہی
کیفیت ہے کہ سوا چند زنگ آلودہ تلوارون کے اور کچہ بہی نہین ہے اور جمعیت
بہی تین سو کے اندازاً معلوم ہوتی ہے یہ سنکر شبیب آہن کلاہ و اعقاب
نیزہ باز و قرمشہ تیغ زن نہایت خوش ہوے اور کہا اس سے بہتر موقع ہاتہ نہ
آویگا ان لوگون کو مار لینا چاہیے اگر یہان یہ لوگ قتل نہو جاینگے اور خانہ کعبہ
تک پہونچ جاینگے تو جمعیت انکی زیادہ ہو جاے گی اور قوت بڑہ جاویگی بس
اوسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ پہر سنتے ہی نقارہ رزمی پر چوب پڑ گئی اور آواز
نقارہ کی گرجی جس وقت آواز کوس حربی کی سمع اقدس بادشاہ اسلام
مین پہونچی ملازمین سے فرمایا کہ دیکہا تم نے معلوم ہوتا ہے ان کفار کو بہی ہماری
خبر لگ گئی جو منظور رب ہے یہ فرما کر آبدیدہ ہوے خیال مین گذرا کہ کہان ہے
اسوقت بارگاہ سلیمانی کہان ہے اساسہ صاحبقرانی کہان ہے طبل
اسکندری کہان ہے علم اژدہا پیکر کہان ہین وہ جوانان صف شکن و تیغ زن
جو رونق افزاے بارگاہ سلیمانی رہا کرتے تہے افسوس کہ تفرقہ پردازی فلک
کجرفتار نے سب کو متفرق کردیا اور اس جمع کو پریشان کردیا اور موت گریبان پکڑ کر
بے سرو سامانی کیساتہ اس صحرا مین لائی جتنا ہم پوشیدہ ہو کر چلے تہے اور تکلیفین گوارا
کی تہین اور جس خیال سے احتیاط کو دخل دیا تہا اوسی کا سامنا ہوا کہ دشمن موجود
ہو گئے شعر بچ کے کانٹون سے چلین کی ہمنے گو تدبیر پا پر گو دکہر تلو و نہین سکے واہ ری تقدیر
لیکن ان عاقبت بینون نے مطلق خوف نہ کیا اور یہ صلاح ہوئی کہ شب آخر معلوم
ہوتی ہے اس تہوڑے زمانہ کو غنیمت سمجہنا چاہیے اور زندگی یاد معبود مین گذرنا
چاہیے یہ تصور کرکے سب نے وضو کیے اور طاعت الٰہی مین مصروف ہوے اوس شب
آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند تہین اس طرف وہ محویت خدا کی
جانب تہی کہ اپنے تن بدن کا بہی ہوش نہ تہا وہان فوج کفار تلوارون پر صیقل کرتے
تہے زرہ چار آئینہ غرق تہین زرہ ٹوپ خود و جلتہ داستانے سوزنے وغیرہ
صاف درست کیے جارہے تہے یہان کسی نے کفن پہنا تہا کوئی کافور مالشی کر رہا
تہا کوئی غسل کر رہا تہا کوئی کسی سے وصیت کر رہا تہا عجب حالت تہی کہ ایک
دوسرے کے حال پر رو رہا تہا وہان تو طبل جنگی بج رہا تہا یہان سناٹا تہا
کوئی ایسا بہی نظر نہ آتا تہا جس سے یہ امید ہو کہ یہ لاش پر [illegible]
غرضکہ اسی حالت مین وہ شب مہیب تمام ہوئی اور سفیدہ سحری گردون
پہ نمودار ہوا شب زندہ دار فلک گوشہ مغرب مین جا نہفت پذیر ہوا اور
مہر عالم افروز افق مشرق سے نیزہ بکف تاج بسر نمودار ہوا عبادت
گزارون نے مصلے اوٹہا کے اور آمادہ مرگ و مہیا رفتنا ہوگئے کفار نے صلا

بہجت بلند کیا اور میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے اودہر بادشاہان لشکر
اسلام یعنے سعد بن قباد شہریار اور سلطان سعد اوشین [illegible] گھوڑون
پر سوار ہو کے سپہ سالار لے کر میدان جنگ میں پہونچے اودہر کفار نے صف جنگ
کی میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول آدمچہ چنداول [illegible] صفون کو درست کیا یہان
حضرت دونون بادشاہ تومر کیون پر سوار آگے آگے ہیں اور پیچھے تین سو ساٹھ
سردار مثل اسد اسلان اسد دل اسد دوا اسد [illegible] اسد ناگیر اسد اژدر گیر [illegible] سرگروان
سیف ذوالیزن خسرو ہمیتال [illegible] کوہستانی طوق حران کرد ابوالمعدن کرد [illegible] تیغ زن رند گان
ہیں جنہون نے صفین باندہی پچاس [illegible] پر صف بستہ ہیں آج یہ شان لشکر اسلام کی ہے
بادشاہ اسلام اپنے شوکت قدیم کو یاد کر کے جانب فلک دیکھتے ہیں اور آنکھون
میں آنسو بہر آتے ہیں تو ضبط سے کام لیتے ہیں کہ دشمن [illegible] نہ کرین طوق حران کرد ابوالمعدن
کرد [illegible] یاد کر کے دلون سے عسکر آہ بلند کرتے ہیں تمام سرداران قدیم
جو اس وقت سپاہی ہوں کس طرح ہیں صفین باندہے کھڑے ہیں اپنے اپنے [illegible] سرداری
کو خیال کر کے اس حالت پر نظر کرتے ہیں تو پسینا آتا ہے لیکن سب کے سب
استقلال کے ساتھ صف سے پہلے اوستادے ہیں اگرچہ سن و سال اس قابل نہیں ہیں
کہ میدان جنگ کی تکلیف برداشت ہو سکے مگر ہمتین ایسی بڑہی ہین کہ تین لاکھ
سوار کیا چیز ہیں [illegible] الا کیا اسپر بھاری ہوتا ہے انشاء اللہ فتح پروردگار
[illegible] آلودہ تلوارون کو خون کفار سے صیقل کرینگے خوشا نصیب ہمارے
[illegible] میں پہونچ چکے ہیں اور سامان سفر مہیا ہو گیا ہے یقین ہے کہ صاحبقران
[illegible] اس حالت کی خبر پہونچے گی اور وہ یہان تشریف لائینگے مٹی ہی خراب
ہو گی یہان تو یہ رنگ ہے اور اوس طرف لشکر کفار میں باجے جنگی بج رہے ہیں
علم لہرا رہے ہیں [illegible] اوڑ رہی ہیں کلغیان خودون کی [illegible]
[illegible] پھرون کے پھل تلوارون کے پھول ڈہالون کے دہوپ میں چمک رہی ہیں
[illegible] ایک دوسرے کو نقیب جنگ دے رہا ہے کہ ہان اے جوانو دلاورو آج
[illegible] نام و ننگ ہے دیکھو شان خداوند ابلیس کی کہ آج اوس نے تم کو کیسے
سامان عطا کئے ہیں اور ان لوگون کو کس حال خراب سے اس صحرا میں لا کر
[illegible] کر دیا ہے کہ جس طرح چاہو مارلو اب یہ کہیں جا نہیں سکتے ہیں اسے لیے
یہ وہی لوگ ہیں جنہون نے سینکڑون خداوندیان برباد کر دیئے شہر کے شہر
[illegible] اب [illegible] آج گرد [illegible] سلطنتیں بگاڑ دیں اپنا سکہ تمام عالم میں
بٹھایا جو ان لوگون کی جڑون سے ہلا پھینکیگا ساتھ خداوند [illegible]
زمین [illegible] کو [illegible] خرد جائیگا اور [illegible] کرے گا بہت پچھتائیگا
پھر ایسا وقت نہ ہاتھ آئیگا یہان نہ نقیب ہیں نہ کڑکیت آپس میں
ایک دوسرے کو نقیب جنگ دلا رہا ہے کہ اے بہادرو آج سے زیادہ
کوئی بہتر وقت آزمائش کا نہ ہو گا جو اس وقت ہیں استقلال کے ساتھ

راہ خدا میں ہوتا ہے وہ شہید ہے یہ جنگ بھی قیامت تک یاد رہیگی لوگ اس
افسانہ کو سنینگے اور رقت کرینگے کہ رفیقان صاحبقران کیا تھا اور تھے کہ کس وقت میں
اور کس طرح بے سر و سامانی میں کفار سے لڑے اور تصفیہ کیا اور اپنے حیات میں اپنے
بادشاہ پر آنچ نہ آنے دی تھی اس لشکر میں تیر دار پیادہ وغیرہ تھے کہ میدان
جنگ کو درست کرتے لشکر کفار سے تیر دار نکلے جھاڑیان جھنڈیان کاٹ کر ہٹاوین
اور پیادون نے پستی و بلندی زمین کو برابر کردیا سقون نے آب پاشی کرکے
گرد کو بٹھالا ایک طرف میدان مثل آئینہ کے تھا اور ایک جانب وہی ناہموار تھا جا بجا
کہیں گڑھا کہیں موشخانہ کہیں ڈھیلا کہیں جھاڑی غرضکہ ہر حال ایک تصویر عبرت تھا
اب لشکر کفار سے اعقاب نیزہ باز نے باگ مرکب کی لی اور پاشنہ مارا کر گھوڑا
تیار وہ جلد کر میدان میں آیا اسپ کو جولانہ دیکر خوب نیزہ کے ہاتھ نکالے سراپا میدان
کا دکھایا جسوقت عرق میں غرق ہوگیا ایک مقام پر نیزہ گاڑ کر ٹھہرا اور دم کو آرام
کرکے آواز دی کہ باشش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان میں ہوں
اعقاب نیزہ باز بندہ خاص خداوند ابلیس و فرستادہ خداوند
ہفت دین سخن گو ہوں اسواسطے آیا ہوں کہ اول تم لوگوں کو ہدایت اوس دین
برحق کی کروں کہ جسکا میں پابند ہوں اگر تم راضی ہو تو تمکو اپنے گروہ میں شامل
کروں اور خانہ کعبہ کو برباد کرکے خدمت خداوند میں روانہ ہوں اور گناہ تمہارے
عفو کرادوں اور اگر نہ رضامند ہو تو تمکو قتل کردوں بس تم کو آگاہ ہونا چاہیے کہ
خداوند ابلیس کیا خداوند ہے کہ جس نے سوا … کسی … قتل کو
گناہ قرار نہیں دیا ہے چاہے چوری کرے یا ڈاکا مارے یا کسی کو قتل کرڈالے
یا زنا کرے سب جائز اور مباح ہے اسلیے کہ ہر چیز خداوند نے راحت انسان کے
واسطے پیدا کی ہے مال و دولت جس حیلے سے ممکن ہو اپنے صرف میں لاوے جسے
کمزور پاوے اور اپنا فائدہ دیکھے اوس کو قتل کرڈالے کیونکہ کمزور وہی لوگ ہیں
جنھوں نے دنیا پر آنے میں جلدی کی اور سمجھ اونکا خام رہگیا گویا نافرمانی کی اپنے
خداوند کی وہ لائق اسی کے ہیں کہ قتل کیے جاوین اور عورت ہر مرد کے
صرف کے لئے پیدا کی ہے اوس میں اسیس تفریق کی کوئی ضرورت نہیں ہے
کہ ایک عورت حلال ہے اور دوسری عورت حرام ہے کوئی عورت
کسی مرد پر حرام نہیں ہے خواہ وہ ماں ہو یا بہن [illegible]
ایسی عورتیں ممکن ہوں بغیر … عورت … [illegible]
ہیں تم لوگوں کو چاہیے کہ آئین … اختیار کرو اور دین اپنا
ترک کردو کہ طریقہ اسلام میں … دقتیں ہیں [illegible]
لاحق رہتی ہیں … پاک ہے وہ نجس اور [illegible]
ہیں اسی طرح نجس پاک ہوتی ہے زبان … [illegible]
حرام ہے ہر چیز پاک … ہے اور … حلال ہوتا [illegible]

تم پر کیسی سختیاں ڈالی ہیں اور ہمارے خداوند نے ہم کو کیسی کیسی نعمتیں
بخشی ہیں سو آپ بھی اس دین عمدہ کو نہ اختیار کرو تو سوا اسکے نا انصافی
اور بدنصیبی کے کیا کہنا چاہیے یہ کلام اس ملعون کے سنکر اہل
اسلام لاحول پڑھا کیے اور کوئی بات اس قابل نہ سمجھے جسکا جواب دیتے
لیکن ایک امر ضروری و واجبی جانکر چند کلمات نصیحت آمیز بادشاہ اسلام
نے بھی بیان فرمائے اور تعریف پروردگار عالم میں بھی جو نکو جنبیان کیا اور مذمت
ابلیس پرتلبیس کی بیان کی جب سنکر اعقاب نہایت برہم ہوا
اور پکارا کہ تم لوگ بڑے بے ادب ہو کہ شان خداوند میں ایسے ایسے
کلمات کہتے ہو جسکا سننا اور اعادہ کرنا دونوں گناہ سے خالی نہیں
ہیں معلوم ہوا کہ قلب تمہارے سیاہ ہیں اور تم کبھی راہ راست پر نہ
آوگے لہذا جس کو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ
کو بس یہ سننا تھا کہ فوج اسلام سے کرتبت سیر گردان مرکب کو اپنے بڑھا کر
سامنے بادشاہ اسلام کے آگئے اور اوسی قاعدہ قدیم کے موافق گھوڑے
سے اوترکر اجازت میدان مانگی بادشاہ رونے لگے اور وہ سامان
یاد آیا کہ جو سردار اجازت طلب کرتا تھا اوسے جام دیا جاتا تھا یہاں انجام اچھا نہیں
معلوم ہوتا فرمایا کہ پروردگار کی حفظ و امان میں تو یا ہے اور اے کرتبت سیر
گردان کیوں تم نے اس قدر جلدی کی اسواسطے کہ تم مجھ سے زیادہ مسن
ہو پہلے مجھی کو جانا چاہیے تھا تمہارا زمانہ راحت اوٹھانے اور آرام سے بیٹھنے کا ہے
عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار خدا اقبال کو روز بروز زیادہ
کرے اور ان دشمنوں پر بھی ظفر دے کیونکر یہ ہوسکتا ہے کہ ہم بیٹھے دیکھا
کریں اور بادشاہ دشمنوں سے لڑنے کو جائے واے ہو ہماری زندگی پر
کہ ہم یہ دیکھنے کو زندہ رہیں کاش اور لوگوں کی طرح کسی اور جنگ میں
مارے گئے ہوتے اور یہ حالت بے سرو سامانی حضور کی نہ دیکھتے یہ کہکر
کرتبت سیر گردان بار دگر مرکب پر سوار ہوئے اور رخ میدان کارزار
کا کیا جیسے ہی مرکب کو بڑھا کر سامنے اعقاب شہزادہ کے آئے اعقاب نے
کہا کہ تو کون ہے کہ دہان اجل میں دیدہ و دانستہ چلا آتا ہے میں تیرا کرنیدہ
بال سفید میں پر جوان پڑی بولی تو مجھے کیا لڑنے کا چاپٹا جا اور کسی
کو بھیج تو سنا تھا کہ رفیقان حمزہ کا ہر مجمع سے اور مجھے بڑے
سرداران نامی و گرامی ہیں کرتبت سیر گردان نے کہا کہ میں ایک
اوسکے خادم اونکا ہوں اور بیشک میرا سن بہت ہے مگر مجھ جیسے ہزاروں
کافر چھٹ بھکر آئے اور رفیقان امیر لشکر کے ہاتھ سے مارے گئے تیری
کیا حقیقت ہے کہ تو اون سے لڑسکتا پہلے اس سست عقیدہ وار کا وار تو روک
لے اعقاب نے سمر کا گرز دے کیا ہے اور تامل کیوں کرتا ہے کرتبت سیر گردان نے

جواب دیا کہ پہلے تیری طاقت تو دیکھ لوں کہ تو کیسا پہلوان زبردست ہے
یہ سنکر اعقاب نیزہ باز نے کہا کہ معلوم ہوا اجل تیری دامن گیر ہے
دل کی دل میں رہجائیگی لے اسے یہ کہکر نیزہ مارا کربیت سپر گردان
نے وار نیزہ کا خالی دیکر تلوار ماری اسکے پاس نیزہ کہاں تھا نیزہ بازی کرنے
اعقاب نے وار کربیت سپر گردان سپر سے رد کرکے دوسرا وار کیا اسی طرح
کئی وار کی رد و بدل میں یہ نوبت ہوئی کہ اب نہ تو گھوڑے میں کربیت
سپر گردان پہنچنے اور بلنے کا دم رہا اور نہ سوار میں قوت رہی پسینہ بہنے لگا
ہاتھ پاؤں کانپنے لگے آخر کار یہ مرد مومن شہید ہوا بس یہ دیکھکر سلطان
سعد نے گھوڑا دوڑایا اور سامنے اعقاب نیزہ باز کے پہونچکر نعرہ کیا
کہ لا ضرب بہادری کے اعقاب نے جواب دیا کہ دیکھا تم نے کہ کیونکر میں نے
اس بڈھے کو مارا بیکار اپنی جانیں دیتے ہو کیوں اطاعت خداوند بخت
زرین بخش کی اختیار کر لیتے ہو یہ سنکر سلطان سعد نے جواب
دیا کہ تو نصیحت اپنی رہنے دے اگر تیرا قابو چلے تو ہم سب کو قتل کر ڈال
یہ سنکر اعقاب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ کا سلطان سعد پر وار کیا سلطان
سعد نے ترچھے ہوکر نیزہ کو خالی دیکر ہاتھ نیزہ پر ڈالدیا اور ایک جھٹکا مارا کہ اعقاب
اوندھے منہ آرہا اس اقلیمن پرست نے ایک گھونسا مرکب سلطان سعد پر مارا
کہ گھوڑا گھوم گیا اور پیٹ پھٹ گیا سلطان سعد نے نیزہ تو ہاتھ سے اعقاب کے چھین
لیا مگر مرکب آتشبازی ہوکر رہ گیا بس کود کر گھوڑے سے مرکب اعقاب
پر ایسا گھونسا مارا کہ وہی حالت مرکب اعقاب کی ہوئی بلکہ کئی چکر کھا کر زمین
پر گرا اور تڑپ کر مر گیا اعقاب نے کہا تو بڑی شہزوری دکھاتا ہے یہ کہکر
سلطان سعد سے لپٹ گیا سلطان سعد نے بھی نیزہ ہاتھ سے پھینک کر
گریبان میں ہاتھ ڈالا اور کشمکش ہونے لگی دونوں طرف دار قریب
قریب آکر تماشا دیکھنے لگے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ سلطان سعد نے کمر
اعقاب کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا
پوچھا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار میں بارے میں اعقاب نے جواب دیا کہ
بیشک تو گاؤزوری سے میں دبنے والا نہیں ہوں اسلئے کہ خداوند بخت
زرین نے میری موت ہی معین نہیں کی ہے میں خود تجھے قتل کرونگا بس یہ
سنا تھا کہ سلطان سعد تڑپ کر اسکے پیروں کی طرف آئے
اور ایک پاؤں ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا پاؤں پاؤں کے نیچے دبایا اور اللہ اکبر
کا نعرہ کرکے جو جھٹکا مارا ساغری سے نرخرے تک چیر کر پھینک دیا یہ قوت
دیکھکر سعد بن قباد شہریار نے آواز مرحبا بلند کی اور فرمایا کہ اسوقت تمنے زور
اپنے والد ماجد عمر بن حمزہ کو بھی نانی کا دکھا دیا سلطان سعد نے عرض کی
کہ یہ سب آپکا اقبال اور بزرگوں کی دعا کا اثر تھا ورنہ من آنم کہ من دانم لیکن

اقوام کے آہن کلاہ دو فرسنگ تعین تھے دیکھا کہ اتنا بڑا سردار اسطرح
دیا کس ذلت و خواری سے مارا گیا صلاح کی کہ ان لوگوں سے لڑنا
نہیں چاہیے سب مل کے پرستش کرکے قتل کرڈالو ورنہ ایک ایک کرکے
لشکر کا خاتمہ کر دینگے یہ مشورہ کرکے ان دونوں نے باگین اوٹھادین اور
لشکر کو آواز دی کہ مار لو اسکو یا سنتے ہی پلٹے غضب کیا اس نے کہ اتنے بڑے
جوان کو یوں مارا یہ سنتے ہی تین لاکھ سوار کے لشکر نے باگین اوٹھادین لبوں
دیکھکر سعد بن قبلہ شہریار نے بھی اپنے رفیقوں سے کہا کہ لینا ان کافروں کو
اور خود بھی تلوار لیکر گھسے آپس میں تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا خوب
گھمسان کی تلوار چلنے لگی سلطان سعد نے ایک سوار کو مار کر مرکب اوس کا
چھین لیا اور بیٹھ کر گھوڑے پر کفار کو قتل کرنا شروع کیا رفقا نے بھی شاہ کے پاس
بھی تلواریں اور گھوڑے تھے اسد ان پر ایک سوار نے نیزہ مارا اس مرد
جہاندیدہ نے نیزہ خالی دیکر کلائی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ وہ اوندھے منہ زمین پر گر کر
ہاتھ سے نیزہ چھین لیا اور سر اس کافر کو گھوڑے سے گرا کر آپ اوسکے مرکب پر سوار
ہوکر اور اوسکو قتل کرکے آگے بڑھے اسی طرح جس جس سردار کے پاس گھوڑے
اور تلواریں نہ تھیں اپنی کافروں سے چھینیں اور لڑنا شروع کیا طوق حران
گرد و ابوالمعین کے گروہ نے لشکر کفار کو مار کر سر ان کے نیزوں پر بلند کیا اور
تلوار کھینچ کر لڑنا شروع کیا اسد جنگجو کے پاس مرکب تھا نہ تلوار ایک پتھر ہی
اک سوار لشکر کفار کا قریب اونکے آیا اوسنے تلوار ماری اسد جنگجو نے وار اوسکا
خالی دیکر گھونسا مارا کہ وہ سوار بلبلا گیا ساتھ ہی دوسرا گھونسا کھوپڑی پر
اوسکے مارا کہ مر گیا لاش زمین پر گری سوار کو گرا دیا لیں اپنا گھوڑا دوسرے سوار پر
دوڑا دیا کہ اسکو ان کے پاس چھوڑ ہو گئے تلوار اوسکی قبضہ میں کی اور لڑنا شروع کیا
غرض جو سوار ان کے پاس پہنچے اور کفار پر کرکے مارنا اور قتل کرنا شروع کیا جس سوار کو
ضرب کرکے مارا سر تن سے اوڑا دیا مرکب کو چابک مار دیا کہ وہ اوس لاش
کو لیکر بے تحاشا بھاگا جس سوار پر گرا گھوڑا اوسکا بھی پڑ گیا بعض نے پتھر
مارنا شروع کئے غرض اسکے پاس سامان عیاری ہے کہ کوئی کام کر سکیں آپس میں
مشورت کی کہ کیا کرنا چاہیے چالاک نے رائے دی کہ کچھ عیار ان لوگوں
کے ساتھ بھی ضرور ہونگے اگر ان سے پوچھا جائے تو کچھ کام نکل سکتا ہے سب نے اس
رائے کو پسند کیا فوج کفار تو اس طرف مصروف جنگ تھی کسی کو خیال
بھی نہ تھا کہ کوئی خیموں کی طرف آئیگا اسلئے کہ ان لشکر اسلام
کی اتنی جمعیت ہی کہاں تھی کہ وہ فوج جنگ آور علیحدہ کرتے اور خیمہ
محفوظ چھوڑ جاتے لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ عیار بلائے بے درمان ہیں کفار کو اپنے
چھاؤنی سے غافل دیکھکر اونہوں نے متوجہ ہو گئے اور جاکر تمام خیموں میں کئی جگہ ادہر اودہر میں
آگ لگادی نقارہ پھاڑ ڈالے اور حقیقت سامان عیاری عیاران کفار کے خیموں میں

سو جو دیا تھا سب کو لوٹ لیا اور جو اپنے بہت بکار سمجھا اوسے برباد کر دیا اوس کے بعد
یہ بھی فوج کفار کی طرف متوجہ ہوئے لیکن جیسے خیمے کافرون کے جلے اور شعلے بھڑکے تھوڑی
سی فوج ادھر بھی دوڑ پڑی کہ یہ کس ظالم نے ستم کیا کہ خیمے کا ٹھکانا نہ رکھا لیکن وہان
جاکر دیکھا تو کسی کو نہ پایا ہر چند چاہا کہ خیمون کی آگ بجھائین لیکن اوس ریگستان مین
اتنا پانی کہان تھا کہ سینکڑون خیمون کو آگ کے شعلون سے بچا سکتے لیکن غول عیارون
کا اب جو وہان سے پلٹا اور فوج کفار کی طرف متوجہ ہوا کسی نے گوپھن مین پتھر رکھکر
مارنا شروع کیا جس سوار کے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا گھوڑے سے چکرا کر گرا اور پامال
ہو گیا کسی کے گھوڑے کے سر پر پڑا وہ تڑپ کر دوسرے پر جا رہا بعض نے حقہا
آتشبازی مارنا شروع کیے کوئی سوار جلا کسی کا مرکب جلا اور بھڑکا ایک دوسرے پر گرا
غرضکہ جدھر یہ عیاران لشکر اسلام متوجہ ہوئے آگ لگا دی اور تہلکہ ڈالدیا جب
اپنی طرف سے کسی سردار کو دیکھا کہ گھر گیا ہے جھٹ گرد ایک حقہ آتشبازی کے وہین
بیس پتھر مار دیے کہ پیچھے منتشر ہو گیا ایسی گرمی جنگ مین قریب تھا تیغزن سامنے
سعد بن قباد شہریار کے آیا اور نعرہ کر کے تیغ مارا سعد بن قباد نے مرکب کو
وبا اور زیر بغل آکر کلائی پکڑ لی اور کمربند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچکر زور کیا کہ زین
اوٹھا لیا پوچھا کیا کہتا ہے شناخت ہے دیوگار کے بارے مین اوسنے انکار کیا بس سعد
بن قباد نے اوس کو چورنگ ہوائی کیا لیکن اقوا سے آہن کلاہ اور چوگان
بن حمزہ سے سامنا ہوا اوس وقت کہ چوگان زخمون مین چور بچور ہو رہے تھے کہنی سے
خون ٹپک رہا تھا قبضہ تلوار کا ہاتھ مین کس کے بیٹھا تھا آنکھین بند ہوئی جاتی تھین اقوا سے
آہن کلاہ نے نعرہ کیا کہ باش او خداپرست تو کون ہے کہ حالت زخمداری مین اس
طرح شیرانہ حملے کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو حمزہ عرب کا کوئی عزیز ہے کہ ایسی جرات
سوا اوس کے خاندان کے دوسرے مین نہین دیکھی فرمایا نام میرا چوگان بن حمزہ
ہے افسوس کہ کس وقت تو سامنے آیا ہے جبکہ مجھے خود سنبھلنا دشوار ہے مگر خیر تو
وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے کہ اس سے بڑھکر تجھکو موقع نہ ہاتھ آئے گا اقوا سے
آہن کلاہ نے ہنسکر کہا کہ غرض ہماری اب بھی پوری ہے اسلئے کہ مطلب تم لوگون کے
قتل کرنے سے ہے یہ کہکر تلوار ماری چوگان بن حمزہ نے وار اسکا پشت شمشیر پر
روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اسنے بھی برابر سپر کو اوٹھا کر چہرے کے پناہ کی
لیکن تلوار جو سپر پر پڑتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر خود کو دو ٹکڑے کیا
اور سر پر بیٹھی چھنا مارا کہ تا جگرگاہ اوتر گئی اقوا سے آہن کلاہ گھوڑے سے
گرا ادھر چوگان بن حمزہ کو غش آ گیا کفار یورش کر کے آپڑے لاش اپنے سردار
کی اوٹھالی اور چوگان بن حمزہ پہ تلوار برسنے لگی یہ حالت دیکھکر جمشید
بن قباد دوڑ پڑے لیکن جس وقت تک پہنچین پہونچین چوگان بن
حمزہ کو کفار نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا کہان تک بیان کیا جاوے
کہ تلوار چلتے چلتے تمام دن گذرا اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ قریب

ایک لاکھ سواروں کے قریب کفار کام آئے اور تین سو ساٹھ سرداران لشکر اسلام قتل ہوئے
اور پچاس عیار مارے گئے آخر میں سلطان سعد و سعد بن قباد شہریار و فتح نصیب
بن قباد بھی شہید ہوئے ایک ایک بہادر نے سو سو اور دو دو سو کو مارا لیکن کہانتک
لڑتے اور کس کس کو قتل کرتے لیکن چونکہ سرداران لشکر کفار کے بھی مارے جا چکے تھے اس وجہ
سے سرداران خدا پرستوں کے بچ گئے فوج کفار لاشوں کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور
اپنی چھاؤنی و سامان کی وجہ سے کہ خیمہ بھی جل چکے تھے بیٹھنے کا سہارا بھی خدا پرستوں کا
باقی نہ رہا تھا اپنی طرف کی لاشیں بھی اٹھا دی تھیں اور چل کھڑے ہوئے دیکھا
چاہئے کہ اب یہ لوگ کس طرف جاتے ہیں لیکن اب حال کچھ تھوڑا سا گلستان
ارم کا ذکر کیا جاتا ہے کہ ملکہ آسمان پری نے دیو چند کو روانہ کرنے کے بعد
ایک روز نسیم اختر جنی سے کہا کہ بہت روز سے خبر حمزہ صاحبقران کی نہیں معلوم
کہ ان پر کیا گذری ذرا اپنے علم کے زور سے دریافت تو کیجئے کہ صاحبقران اور
اولاد صاحبقران کی کیا حالت ہے اور خانہ کعبہ میں کون کون ان کے ہمراہ ہے
عبدالرحمن جنی نے اپنے علم خانہ درست کرکے جو بہت شکلوں کو ملاحظہ کیا تو گھبرا کر
بے چین ہو گیا اور … سے دیکھا تو سر پیٹ لیا اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ غضب ہو
گیا بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار اور سلطان سعد اور چوگان بن حمزہ
اور … تین سو ساٹھ رفیقوں کے ساتھ خون میں ڈوبے نظر آتے ہیں اور
فوج کفار انکو قتل کرکے روانہ ہوا چاہتی ہے یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے راشد
جنی اور ارشد جنی سے کہا کہ جلد جاؤ اور لاشیں خدا پرستوں کی اٹھا لاؤ یہ سنکر
دونوں سردار دس ہزار دیوان ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور اس وقت پہنچے جبکہ کفار مسلمانوں کو
قتل کرکے علیحدہ ہو چکے تھے راشد جنی نے یہ حال دیکھکر ارشد جنی سے کہا کہ یہاں
تو کوئی زندہ نظر نہیں آتا سب اہل اسلام قتل ہو چکے ہیں اور کفار انہیں قتل کرکے جانے
کو جاتے ہیں پہلے ان سے انتقام کیجئے بعد کو لاشیں اٹھا لے چلینگے ارشد جنی
نے کہا کہ ایسا نہ ہو یہ امر صاحبقران اعظم کے خلاف گذرے اور انکی ممانعت نہیں ہے
کہ دیو آدم زاد سے لڑیں راشد مجبور ہو کر خاموش ہو رہا لیکن آنکھوں سے جوش
خون جاری ہوگئے جس وقت لاشیں اٹھانا شروع کیں اور قریب لاش
سعد بن قباد شہریار کے پہنچے تو دیکھا کہ زخموں میں چور ہیں مگر سانس چل رہا
ہی ہے اور یہی حالت سلطان سعد کی بھی تھی غرضکہ دیووں نے تمام لاشوں کو
اٹھا لیا اور گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے جس وقت خدمت میں ملکہ
آسمان پری کی پہنچے اور تین سو ساٹھ لاشیں سامنے رکھدیں ملکہ آسمان پری
و قریشہ ثانی اسقدر پیٹیں کہ … ہوئے اسی
عرصہ میں … سعد بن قباد شہریار کو ہوش آیا اشارہ
سے پانی طلب کیا ملکہ آسمان پری قریب آئیں اور پانی منگوایا لیکن
سلطان سعد راستہ میں مر گئے صرف سعد بن قباد

شہریار مین رمق جان باقی تھی اور سانس چل رہی تھی جس وقت لپٹے
گرد پریون کا مجمع دیکھا نہایت متعجب ہوا کہا کہ مین اس وقت کہان ہون
ملکہ آسمان پری نے فرمایا کہ اے فرزند تم پرستان مین ہو بیٹے تمہین
اوشہو اٹھا لایا ہین تمہاری دادی ملکہ آسمان پری ہون سعد بن قباد
شہریار نے سلام کیا اور کہا کہ میرے ساتھ بہت سے رفیقان صاحبقران تھے
اور سلطان سعد اور عمرو صاحب بیٹے چوگان حمزہ و برادرم جمشید
بن قباد تھے آسمان پری نے کہا مین نے سب کو اوشہو اٹھا لایا ہے سعد بن
قباد نے کہا کہ رن بہت بڑا پڑا تھا اور قریب ڈیڑھ لاکھ کے کافر بھی مارے گئے تھے
دیوون نے کیونکر لاشین مسلمانون کی پہچانی ہونگی آسمان پری نے
کہا اے فرزند مجھے بھی یہ خیال گذرا تھا کہ دیوون نے کس طرح پہچانا ہوگا لیکن دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ نشان سجدے سے پہچان کر لاشین مسلمانون کی اوٹھا لائے
اتنے مین سعد بن قباد نے پھر پانی طلب کیا اور ملکہ آسمان پری نے کچھ دوا
حلق مین ٹپکایا [illegible] ہوئے کہ ایک ہچکی آئی اور روح جانب جنت پرواز کر گئی پھر ان
سب [illegible] ایک طلسم برپا ہوا تمام گلستان ارم مین ایک کہرام برپا تھا
جس وقت [illegible] سے فراغت ہوئی سامان [illegible] کا
جلوس پرستانی منگوایا گیا صندل کا تابوت [illegible] چوبی شامیانہ آگیا دونون
بادشاہون کے تابوت تھے کہ تاج اون پر [illegible] تھے آگے [illegible] ہوا منقلین
عود و عنبر کی روشن [illegible] پریزادان تابوتون کو [illegible] کاندہون پہ اوٹھائے ہوئے ساتھ ساتھ
پہلوان [illegible] کلمہ طیبہ [illegible] اور سرداران کے جنازہ
[illegible] بعد عیارون کے [illegible] عجب عبرت کا سامان تھا کہ [illegible] تابوت
آگے [illegible] چلے جاتے تھے دیکھنے والون کو [illegible] رونا آتا تھا یہانتک کہ اسی حال
سے گلستان ارم مین پہونچے اور [illegible] صورتون کو زیر خاک چھپا دیا
خیال کرنے کی بات ہے کہ مقدر سے انسان کا کچھ [illegible] نہین چلتا جہان کی خاک ہوتی
ہے وہین لیجاتی ہے [illegible] کہان کے [illegible] کس مقام پر [illegible] اور فرزند
پرستان مین آکر [illegible] کیا کیا رفیق جانثار بادشاہ اسلام کو [illegible]
[illegible] ایک ہی [illegible] پرستان مین [illegible]
روز تک [illegible]
[illegible] اسی زمانہ مین صاحبقران
اعظم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

چند کلمہ داستان ضلالت نشان دیو ابلق کے بیان کیے جاتے ہیں

شعر وفا کا لاکھ طرح سے کرے قرار کوئی * کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی * رباعی
الفت پہ کسی کی نہیں جانا اچھا * ہر عہد وفا کا آزمانا اچھا * اس رشتۂ خام کو ذرا کسکے
بھی دیکھ * بودا ہے اگر تو ٹوٹ جانا اچھا * راوی بیان کرتا ہے کہ دیو
ابلق جو کہ مثل طوطے کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا تھا لیکن دل سے اس کے
نجاست کفر برطرف نہوا تھا خوف بری چیز ہوتا ہے جبتک سہراب ابن رستم
کے ساتھ رہا کچھ سرکشی نہ کی مگر جب شاہزادہ نے اسکو رخصت کیا اور یہ پردۂ
قاف کیطرف روانہ ہوا اثنائے راہ ہی سے یہ سوچتا چلا کہ کیا فکر کرون کہ ملک اخضر
پریزاد کو قتل کرکے تاج و تخت پر قبضہ کرون یہ سوچتے سوچتے یہ بات خیال میں
آئی کہ جزیرہ نہنگان میں چلکر دیو نہمتن گرزن کو اپنا شریک کرون
کہ وہ دیو تمام دیوان قاف سے زبردست و بزرگ تر ہے اور کوئی نسبت
نہیں رکھتا ہے اگر وہ شریک ہو گیا تو بمشکل دم بھر میں آسان ہو جائیگی
اور وہ آدمزاد بھی اگر کمک کو آئیگا تو دیکھا ہے مارا جائیگا اسلیے کہ دیو نہمتن
بائیس سو من کا گرز باندھتا ہے یہ تجویز کرکے یہ جزیرہ نہنگان کی جانب
روانہ ہوا یہ جزیرہ سمندر قاف میں بصورت نہنگ واقع ہے اسی سے اسکو
جزیرہ نہنگان کہتے ہیں جس وقت دیو ابلق اپنے ہمراہیون سمیت جزیرہ
نہنگان میں پہونچا اور خبر دیو نہمتن کو ہوئی اک دیو کو بھیجا کہ تو کون ہے اور کس
غرض سے یہان آیا ہے دیو نہمتن کا لشکر نہایت قلیل ہے محض اپنے زور بازو پر
اس جزیرہ کی بادشاہت کرتا ہے جس وقت فرستادہ دیو نہمتن گرزن
نے جاکر دیو ابلق سے پوچھا دیو ابلق نے لشکر کو وہیں چھوڑا اور تنہا اوس
دیو کیساتھ پاس نہمتن گرزن کے آیا اور بطور ابلیس شیطان
سلام کیا دیو نہمتن ہنسنے لگا اور سبب اپنے خلق کے دیو ابلق سے کچھ نہ کہا
پوچھا کہ کس غرض سے تم میرے پاس آئے ہو دیو ابلق نے اپنی ساری روئداد
آپ ثانی کے ہاتھ سے زیر ہونے کی بیان کی اور کہا کہ میں بحکم مسلمان
ہوا تھا جس وقت اوس آدمزادے نے مجھے رخصت کیا اور میں قاف
میں آیا تو پھر اپنے دین قدیم پر قائم ہوگیا اب میں یہ چاہتا ہون کہ آپ میری
حمایت کریں کہ مجھے بادشاہی ملک اخضر پریزاد کی حاصل ہو جاسکے
دیو نہمتن نے کہا کہ میں نا انصاف نہیں ہون کہ اک بے گناہ سے سلطنت اسکی
چھین کر تیرے حوالے کرون تجھکو دیکھ کہ اس جزیرہ میں
رہتا ہون اور جو کچھ سامان یہان میسر ہے اوسی کو کافی سمجھتا
ہون زیادہ ہوس نہیں کرتا جو شخص ہوس کو ترقی دیتا ہے
خسارا بہت ہوتا ہے اسے دیو ابلق اس ارادہ سے باز آوے نہ

خراب ہوگا اگر تجھے کہیں رہنے کا ٹھکانا نہیں ہے تو یہیں رہ اجازت
دیتا ہون اگر یہان کوئی تجھپر چڑھ کر آئیگا تو مین تیری طرف سے بلاشک
لڑون گا دیو ابلق نے دیکھا کہ یہ دیو حق پسند ہے یون تیرا شریک ہونگا
کہا کہ معلوم ہوا کہ تم دیکھنے ہی بھر کے ہو یہ گرز مقوی کا بنا ہوا ہے اتنے بڑے ہاتھ
پاؤن ہو کر جب اسقدر احتیاط سے کام لیتے ہو تو ظاہر ہو گیا کہ نام جنگ سے
ڈرتے ہو اب وہان وہ آدمزاد بھی نہین ہے جس نے مجھکو زیر کیا تھا
دیو تہمتن کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ او مکار مین تیرے فریب مین آنیوالا
نہین ہون جب وہ آدمزاد ہوگا اوسی وقت چلونگا اور اوس سے لڑون گا بشرطیکہ وہ
مجھ سے لڑ سکے ورنہ مین دیو ہو کر ایک آدمزاد سے بلاوجہ ہرگز نہ لڑون گا
تو جا اور جس وقت وہ آدمزاد وہان آئے تو مجھے لے چلنا یہ سنکر دیو ابلق
زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگا اور کہا افسوس کیا حمیت دیوون کی قوم
جاتی رہی کہ پہلے یون کو آدمزادون سے منسوب کرتے ہین جو خوبصورت پری
ہوتی ہے وہ تو آدمزادون کی نذر ہو جاتی ہے جو ایسی ویسی پریان ہوتی ہین
وہ ہم لوگون کو نصیب ہوتی ہین اول حمزہ صاحبقران داخل پرستان ہوئے
اور آسمان پری سے اونکی شادی ہوئی پھر پری اونکی رفیق
اندر جہور کی نہ ہوئی اب حال مین مضراب پری جو کہ سنگ بیری تہی اوسکو
بہی ایک آدمزاد آکر لے گیا اور ملک اخضر پسر اوسکا جو کہ باپ مضراب
پری کا تہا ہمارا خیال نہ کیا اور اوس آدمزاد بے بنیاد کے ساتھ شادی کر دی
مین اوس سے لڑا تو زیر ہوگیا جب نہ سب اوسکا اختیار کیا تو جان بچی ورنہ مار ڈالا
جاتا آپ پاس یہ سمجھکر اپنی داد مانگنے آیا تہا کہ آپ رستم دیوان
قاف مین میرا انصاف کیجیئے گا مگر آپ نے بھی جواب صاف دیا یہ کہکر رونے لگا
اس مکر مین آکے دیو تہمتن گرز زن آگیا اور ساتھ چلنے پر راضی ہوا کہ اگر
ایسا ہے تو مین چلتا ہون اور اخضر بہزاد سے مضراب پری کو چہین کر
تجھے دیدون گا بشرطیکہ جو کچھ تو کہتا ہے اوس کا اوس نے بھی اقرار کیا دیو ابلق
نے کہا کہ اب بھلا وہ سچ سچ کیا کہینگے وہ تو ضرور مکر جائینگے اچھا چل مین تیرے ساتھ ہون لیکن مین یہ خیال کر لیا تہا کہ یہ
دیو مکار معلوم ہوتا ہے چل کر اول تحقیق کر لینا چاہیئے کہ یہ معتبر کب ہے یہ سمجھ کر
تیس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکے اور دیو ابلق کے ساتھ قلعہ اخضر
کے جانب روانہ ہوا کوئی چالیس ہزار دیو ابلق کے بھی ساتھ ہین اور
تیس ہزار دیو دیو تہمتن گرز زن کے ساتھ ہین جس وقت یہ
دیو جمعیت لشکر کے قریب قلعہ اخضر کے پہونچے اور شہر اخضر مین پڑاؤ کیا
نہایت پریشان ہوئی اور خیال کیا کہ اب رستم ثانی یا
سہراب ابن رستم یا شہریار علی وقار یا ایسا ہی نوجوان
آمد ہوئے وہ نہین ہین جو اسکے سر کو بیکرین میرے لشکر مین ہوئی

دیو ایسا نہیں جو دیو ابلق سے لڑسکے اور وہ اوس پر جو کہ سنا ہے وہ ہمراہ
اپنے دیو ہفت سر کو بھی لایا ہے بھلا اوس سے کون لڑ سکتا ہے ایسی ایسی
باتیں سوچکر داخل قلعہ ہوا اور خندق میں آگ روشن کرادی پل شکستہ کروا دیا
توپیں برج پر چڑھوادیں مانند مکلس [illegible] کا پولا بارود کی ہانڈی فتیل کا
کرادی سب چیزیں درست کر رکھیں کہ اگر دشمن یہاں تک پہونچ بھی جائے تو
قلعہ پر قابو نہ پاسکے ملکہ مہ منظر اب پھر بھی بیکل حال دیو ابلق کے آنے کا سنکر نہایت
پریشان ہوئیں دعا و زاری و التجا میں کر رہی ہیں کہ خداوندا عزت میری بچا نا تمام اہل
قلعہ مضطرب [illegible] جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا جس
وقت قریب [illegible] ہوئی تو دیکھا آگے آگے دیو ہفت سر اسکو وہ جانور
[illegible] ہاتھ میں لیے ہوئے کہ کلہ گرز [illegible] ایک گنبد [illegible]
سے ہے اگرچہ [illegible] بڑا دیو ہے لیکن اس دیو کے سامنے بچہ
معلوم ہوتا ہے [illegible] دیو ابلق بھی اسکے ساتھ ساتھ ہے پشت پر چالیس
چالیس [illegible] چوب چماق چادریں فولادی پیوست دار [illegible]
[illegible] شور کرتے ہوئے آکر پہونچے اور سامنے قلعہ کے
توپوں کی زد سے [illegible] قیام کیا ملکہ اختر پریزاد کے جسم میں بسبب
خوف کے تھرتھری پڑگئی اور کیونکر نہو دشمن قوی کا سامنا تھا اور کوئی [illegible]
[illegible] نہیں [illegible] شہزادہ ابلق نے جو اختر پریزاد کو قلعہ بند دیکھا دیو
ہفت سر سے کہا کہ دیکھئے اگر یہ خدا اور نہوتا تو قلعہ میں کیوں چھپکر بیٹھتا دیو ہفت
سر نے کہا کہ دیکھو میں نامہ لکھتا ہوں پھر لکھکر ایک خط اس مضمون کا
[illegible] اے اختر پریزاد آگاہ ہو جاؤ کہ نام میرا ہفت سر زبان سے
اور [illegible] کوہ [illegible] میرا مسکن ہے اب [illegible] نہیں آیا ہوں کہ
ملک تمہارا چھینوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں فہمائش کروں اگر بات میری
قابل ماننے کے ہو تو مانو اور میں تمہیں معقول کیے دوں وہ یہ ہے کہ دیو ابلق
کے بیان کے موافق مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری دختر نیک اختر ملکہ مہ منظر اب
جو کہ منگیتر دیو ابلق کی تھی تم نے کسی آدم زاد کے سپرد کردی
[illegible] یہ حرکت بالکل خلاف شرافت و ریاست ہے اپنے کیے سے پشیمان ہو
اور اوس کی منگیتر اسی کے حوالے کردو یا جواب شافی لکھو اور سبب
اس کے ساتھ شادی نکرنے کا بیان کرو ورنہ یہ سمجھ لو کہ اگر تم کسی
آدم زاد کے بھروسے پر بھولی ہو اور مجھ سے خلاف قاعدہ گفتگو کروگی
اور معقول نہ ہوگی تو [illegible] قلعہ کو برباد کردوں گا اور مہ منظر اب
بھی [illegible] چھین کر اوس کو دیو [illegible] دونگا جس وقت یہ نامہ
تیار ہو ایک دیو [illegible] کو دیا کہ جاکر جواب لے آ اور سخت کلامی نکرنا یہ
دیو نامہ ہفت سر کا لیکر قریب قلعہ آیا اور اس نے آواز دی کہ اے

اب کہاں ہے قلعہ مجھ سے خوف نکرو کیونکہ مین اوسکی لڑائی [illegible] جواب نامہ لینے
آیا ہون احتضر پریزاد و پنج دیو کو اندر قلعہ کے طلب کر لیا جس وقت دیو اندر قلعہ
کے داخل ہوا نامہ بہمن گرزن کا احتضر پریزاد کو دیا احتضر پریزاد نے نامہ
پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی دوسرا کاغذ اور قلم دوات طلب کر کے جواب اس
مضمون کا تحریر کیا کہ اے بہمن جسقدر باتین کہ آپ نے زبانی دیو ابلق کے [illegible]
اور مجھکو تحریر کی ہین سب غلط ہین مضراب پری سے اور اس سے کیا نسبت
تھی کہ وہ اس کی متکفل ہوتے اسکی بھی لیاقت [illegible] کہ شاہزادون سے
اس کی شادی قرار پاتی محض تہمت لیتا [illegible] اس سے [illegible] ایسا بھی ہوا تو سبب
ہوا ہے اس کے اختلاف مذہب کا جھگڑا آپڑا [illegible] اور ہم خدا
پرست اس صورت مین اگر شادی قرار [illegible] ترک کرنا پڑتی
اور تم یہ جو لکھتے ہو کہ آدم زاد [illegible] اسکا جواب [illegible] آدم زاد موجود ہوتا
تو تم کو جواب دیتا مین تو حقیقت مین [illegible] مقابلہ نہین کرسکتا جب وقت جواب
نامہ لکھا دیو نے لا کر بہمن گرزن کو دیا [illegible] کیا اور دیو ابلق
سے کہا کہ مین تیری الحاح و زاری سے [illegible]
مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا اب مجھے اپنے قول [illegible] کہ جو اپنے
بچانے کو قلعہ مین چھپے ہین اوس [illegible] آدم زاد یہان موجود
ہوتا تو بیشک مین اوس سے لڑتا اور [illegible]
اور مضراب پری سے دست بردار [illegible]
مین آچکی اور لڑکا اوس کا جوان موجود ہے [illegible] دیو ابلق
نے کہا کہ یا مین اپنی جان دونگا اور [illegible] لونگا اگر
آپ نہین بہشت یاب ہوتے [illegible] آدم زاد آجاتے
تو اوسے روکے گا [illegible] لونگا گر
ناموس کو اوس سے چھینے جاتا [illegible]
لڑون گا [illegible] دیو ابلق [illegible]
سہراب ثانی [illegible]
ابلق کو خوف ہو [illegible]
کو معلوم ہوا کہ دیو [illegible]
اپنے نام [illegible]
تو دیو ابلق نے قلعہ [illegible]
گولون کی بارش ہونے لگی دیو [illegible] قلعہ
کی طرف [illegible] آیا [illegible] آیا [illegible]
روک لیا پاؤن کی طرف [illegible] خالی دیا
آگے دیکھا تو بیٹھ گیا [illegible] چلا گیا [illegible]

دیوابلق کے بہت سے کر گئے مگر اسکی قضا نہ تھی کہ کوئی روک سکتا ہوا ابرج قلعہ کے
پہونچ گیا اور قلعہ پر سے نزدیک کے حربون کی مار ہونے لگی مانند کا مشوا کر کے سنگ
بولا بارود کی ہانڈی تیل کا کپڑا وسب حربون کو رد کر کے اسنے جست کی کہ خندق کو
پہاند کر برابر فصیل شہر دروازے کے پہونچ گیا کہ جہان اخضر پر پڑا دبیٹھا ہوا اسکا
چاہتا تہا کہ پہاٹک کو توڑ کر داخل قلعہ ہون کہ اہل قلعہ نے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کئے اور عرض کرنے لگے کہ اے رب پاک ذات ہم تیرے بندے ہین
اور تجھے خدائے برحق جانتے ہین بحق محمد و آل محمد ہمین شر سے ابلیس پرست
کے بچا ہنوز سخن وردہان تہا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا کہ قضا سے کار اتفاقات
روزگار گذر دیو جندک بن تہمک کا اس طرف سے ہوا اگر وہ شاہزادہ
سکندر رستم کو شہر نقش ونگار سے بجبر پکڑ لایا تہا اور گلستان ملک
ارم کی طرف لئے جاتا تہا پہونچا تو دیکہا اور سکندر سے خوب لڑ کر جنگ
دیو جندک اسکو بھی عاجز کر دیا تہا آخر کار مجبور ہو کر اس نے ایک اسم اعظم
ان کو اوتار دیا اور ہاتہہ باندھ کر عرض کی تھی کہ اے شہریار آپ کی دادی نے
آپکو بلا بہیجا ہے چلئے جہان آپ چاہے نہ پہونچے میری مجال نہین ہے جو مین زبردستی آپکو
لیجا سکون یہ سنکر سکندر رستم خوش ہو کر کہا کہ زبردستی ہمین کوئی بھی نہین لیجا سکتا
تو کیا ہے تیرے باپ کو بھی پہاڑ کے لنگرون سے دیوانہ کر دیا تہا آخر کار اوس نے
بھی اسی طرح تجھکو کہ ہزار اوتار دیا مگر افسوس کہ مجھکو معلوم نہ ہوا کہ وہ دشمن تہا اور سکا تہا کہ اور
قتل کرنے چلا گیا ہے بڑا صدمہ ہوا دیو جندک بن تہمک نے کہا کہ غلام اسی
واسطے ہوتے ہین وہ حق نمک سے ادا ہو گیا خدا مجھکو بھی حضور کے حق نمک سے
ادا کرے سکندر نے کہا کہ ہم نے سنا ہے دیو ہر چیز کی صورت بن سکتے ہین جندک
نے عرض کی کہ جیسا ارشاد ہو سکندر نے کہا تم گھوڑا بنو تاکہ ہم سیر کیا [illegible]
کی دیکھتے ہوئے چلین جندک نے قلابازی مار کر ہیئت اپنی گھوڑے کی بنائی اور
سکندر رستم خوش ہو کر سوار ہو کر روانہ ہوا اوس وقت ہم اسکے آخر ہین
پہونچا جبکہ دیوابلق دروازہ قلعہ پہ پہونچ چکا تہا اور اہل قلعہ مصروف
دعا تہے کہ صحرا سے یہ شتر گرد شل بگولے کے بلند ہوئی سب دیکہنے لگے
دیوابلق بہی ٹہٹک گیا تہا کہ اب جلدی نکلنا چاہئے شاید کوئی آوے ادہر سے
ہو کہ اک مرتبہ گرد شق ہوئی دیکہا کہ اک لڑکا تیرہ چودہ برس کا چہرہ مثل ماہتاب
کے روشن مرکب پر سوار چلا آتا ہے یہ دیکہکر سکندر نے دیو جندک سے پوچھا
کہ یہ قلعہ کس کا اور کون مالک قلعہ ہے دیو جندک بن تہمک نے
عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا کہ دیوابلق نے دنیا کی اسکو آپ کے بہائی
سہراب بن رستم ثانی نے زیر کر کے مسلمان کیا تہا معلوم ہوتا ہے
کہ [illegible] بن سلطان [illegible] مسلمان ہوا تہا یہ قلعہ سہراب ثانی [illegible] اور
رستم ثانی کو خبر [illegible] والدہ ماجدہ سہراب ثانی کے ہین یہ سنکر سکندر نے پوچھا کہ بہائی صاحب

کہا موجود نہیں ہین نہ چچا صاحب ہین جنہوں نے عرض کی اونکا قصہ طولانی ہے بیان مین دیر
ہوگی اور دیو دروازہ قلعہ پر ہو چکا ہے ایسا نہو اہل قلعہ کو نقصان پہونچے سکندر رستم خو نے
جواب دیا کہ کیا مجال ہے اوسکی اس سے اطمینان رکھو جب ہم آگئے تو اب دیو کی اتنی مجال
نہین ہے یہہ کہکر اشارہ کیا کہ گھوڑا قلعہ کیطرف چلا ادہر دیو ابلق نے جو دیکھا کہ ایک آدمزاد
مرکب پر سوار چلا آتا ہے قلعہ سے پہرا اور دم اسکا فنا ہونے لگا کہ کہین سہراب ثانی نہون اپنے
فوج کو حکم دیا کہ مار لو اس آدمزاد بے بنیاد کو دیو سکندر رستم خو کیطرف متوجہ ہوئے اس حرکت پر
دیو بہمن نے دیو ابلق کیطرف سے منہ پھیر لیا کہ ایک طفل آدمزاد جو کہ پورا لقمہ دہن بھی نہین ہے
اوس سے اسقدر خوف کہ فوج کو حکم دیا ہے اودہر اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ ہمارے مددگار پہونچ
ہے اور وہ تنہا ہے دروازہ قلعہ کا کہولکر نکل پڑے اور لشکر دیو ابلق کو روکا مقابلہ ہونے
لگا پہلے تو اخضر پریزاد اور دیو ابلق اور ان دونون کے اہل لشکر کو بھی خیال ہوا تھا کہ معلوم
ہوتا ہے سہراب ثانی آگئے کیونکہ صورت دونون کی بہت مشابہ ہے یہی وہم کا ملک سیہ
آ... تھا کہ سہراب ثانی کو لوگون نے سکندر تصور کیا تھا اوسی طرح یہان سکندر
پر سہراب کا گمان گذرا تھا اور دیو ابلق نے بہاگنے کا قصد کیا تھا لیکن جس وقت
سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ منم سکندر رستم خو باش اے گروہ کفار خبردار ہوشیار کہ مین آ پہونچا
یہہ نہ خیال کرنا کہ بہادر عالیمقدار شاہزادہ سہراب ثانی موجود نہین ہین اونکا خادم تو موجود
ہے اب دیو ابلق نے جانا کہ یہہ کوئی اور لڑکا ہے اس سے کیا خوف بس نعرہ کر کے چلا کہ او
طفل تیری بھی یہہ حقیقت ہے کہ تو مجھسے مقابلہ کرے سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ پہر کیون
سامنے نہین آتا دیکھہ ہم کیسے طفل دیو کش ہین اگر سر تیرا دہڑ سے کاٹکر نہ پھینک دیا تو نام اپنا
سکندر رہنا دیا دیو بہمن دیکھہ رہا ہے کہ اوس فوج کے بادل مین ایک چاند ہے کہ کبھی چھپ جاتا ہے
اور کبھی پھر نظر آنے لگتا ہے جب سکندر فوج مین پوشیدہ ہو جاتے ہین تو دیو بہمن افسوس
کرتا ہے کہ شاید کسی دیو نے کہا لیا اور جب نظر آنے لگتے ہین تو خوش ہو جاتا ہے جی تو سکا
چاہتا ہے کہ اگر اس لڑکے کو علحدہ کر لیجاؤن کیسا منچلا ہے کہ دیو نیر مثل شیرون کے حملے
کر رہا ہے اور بہت سے دیو مار بھی ڈالے ہین مگر اس خیال سے خاموش ہو رہتا تھا کہ آیا
تو ہون دیو ابلق کے ساتھہ اور شریک ہو جاؤن اوسکے دشمن کا یہہ کون سی بات
ہے مگر وہان سکندر رستم خو مثل شیرون کے برابر حملہ کر رہا ہے جس دیو کی شاخ پکڑ کر جہٹکا
مارا اودہر سے منہ آرہا کسی کی شاخ توڑ دی کسی کے سر پر گرز مارا یہہ معلوم ہوا کہ ایک گنبد شق
ہو گیا جس دیو کے گردن پر تلوار ماری تو اس طرح سر علحدہ ہو گیا کہ معلوم بھی نہوا کسی کے
پاؤن پر تلوار ماری اور لنگڑا کر کے بٹہا دیا ادہر دیو ابلق دیوان قلعہ اخضر کو قتل
کر رہا ہے ادہر سکندر رستم خو نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دئے ہین
خوب گہمسان کی تلوار چل رہی ہے ترسعل پنجسول ارہ پشت نہنگ چوبدست چوب
چماق میل فولادی چقماق چادر پہان تو معرکہ جدال و قتال گرم ہے قضائے کار از اتفاقات
روزگار اس طرف سے ارسیلون پریزاد کا گذر ہوا سابق مین ذکر اوسکا ہو چکا ہے کہ
یہہ صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہو کر اپنی والدہ کی مدد کو روانہ

ہوئے تھے پچاس سردار اسکے ہمراہ ہین یہان جو یہ معرکہ دیکھا اپنے دیو سے دریافت کیا کہ یہ
کون مقام ہے اور لڑائی کیسی ہو رہی ہے دیوون نے نام و نشان قلعہ اخضر کا بتایا اور
قرابت رستم ثانی کی بیان کی کہ اخضر پریزاد رستم ثانی کے شستر سے ہین دیو ابلق سے
جنگ ہو رہی ہے یہہ دیو کافر ہے بس ارشیون نے فرہاد خان یک ضربی سے کہا کہ
اتنوا اس جنگ مین شریک ہونا جملہ واجبات سے ہے فرہاد خان نے کہا کہ بیشک یہہ نہین ہو سکتا
کہ آنکھون سے دیکھکر ٹال جائین فرسنگ بن لند ہور سے کہا کہ بس انتظار نکیجئے فوراً اپنے
دیوون سے کہا کہ گھوڑے بنو دیو زین پر اوترے اور غلطاین لگا لگا کر مرکب بنکر تیار ہو
ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لند ہور و فرہاد خان یک ضربی سب کے سب اپنے
پچاس جوانون سمیت لڑنے کر کے لشکر دیو ابلق پر گرے اور دیوونکو قتل کرنا شروع کیا
آواز نعرہ ونکی سنکر اخضر پریزاد اور بھی خوش ہوئے کہ سرداران لشکر امیر بزرگ مدد کو آئے
اگرچہ دیکھا نہ تھا لیکن شاہزادہ رستم ثانی کی زبانی نام تو اکثر سنے تھے اسیطرح سکندر رستم خو
نے بھی نام ان لوگون کے سنے تھے پلٹکر دیکھا اتنے خوب لڑائی ہونے لگی دیو پہلوان بھی
ایک طرف کھڑا اسیر دیکھ رہا تھا کہ آدمزاد دیوون سے کس بہادری کے ساتھ لڑ رہے ہین کہ
اسطرح دیو بھی دیو کا مقابلہ نہین کر سکتا اسی اثنا مین دیو ابلق اور سکندر رستم خو
کا سامنا ہوا دیو ابلق نے کہا کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ سیکڑون دیو میرے لشکر کے
قتل کئے تو کون ہے اور کیا طرفداری ہے تجھکو اخضر پریزاد سے سکندر رستم خو نے جواب
دیا کہ تجھے اس سے کیا مین کوئی ہون اک خدا پرست پر تو ظلم کرتا ہے مین بھی خدا پرست
ہون اسوجہہ سے تجھے کافر سمجھکر برائے مقابلہ آیا ہون تو دیکھ ہے مین آدمزاد تجھون
لا ضرب بہادری کی دیو ابلق نے کہا کہ شہراسب ثانی تیرا کون ہے سکندر رستم خو
نے کہا کہ وہ میرے برادر عالیقدر ہین او ملعون تو اونکا نام اس بے ادبی سے میرے
سامنے لیتا ہے اب تیرے کلہ پھاڑے بغیر مجھکو قرار نہ آئیگا یہہ سنکر دیو ابلق نے
چوب چقماق سر پر سکندر کے لگائی سکندر رستم خو نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا
جھٹکا مارا کہ دیو ابلق اوندھے منہ آرہا یہہ معلوم ہوا کہ ہاتھ شانہ سے جھول گیا دیو نے اک
چیخ ماری دیو پہلوان نے تعریف کی اور بے اختیار ہو گیا سکندر رستم خو نے جو ہاتھ کو
مروڑکر ذرا سا کھینچ دیا دیو ابلق چت ہو گیا لپکر مرکب سے چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا
خنجر کمر سے کھینچکر منہ مین دیو ابلق کے دیا دیو نے چاہا کہ خنجر کو چبا لون سکندر نے اسکی
باچھ پر رکھکر جو کھینچا تا بنا گوش چاک کر ڈالا اسیطرح دونون کلے پھاڑ دیئے اور کہا کہ یہہ سزا
اوس زبان درازی کی ہے یہہ کہکر دیو ابلق کو چھوڑ دیا دیو ابلق اوٹھکر بھاگا تھا کہ پہلوان
گرزن نے آواز دی کہ لعنت ہے تجھپر اک طفل آدمزاد کے سامنے سے بھاگا جاتا ہے
اور تیرے بنائے کچھہ نہین بنتی دیو ابلق کو یہہ سنکر غیرت آئی اور پھر پلٹا پہلوان
نے سکندر رستم خو کو آواز دی کہ دیو پھر آتا ہے غفلت سے کام نہ لیجیگا سکندر رستم
خو نے جو دیو ابلق کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ او اجل رسیدہ بیٹے تو
تجھے چھوڑ دیا تھا مگر تو خود موت کے منہ مین چلا آیا اب مین مجبور ہون دیو ابلق سے لنے

ابلی مرتبہ اژدہ پشت نہنگ کا وار کیا سکندر رستم خو کو معلوم ہوتا کہ یہہ سپر سے نہین
رکتا ہے کبن جست کرکے تلوار ماری کہ ارہ قبضہ کے پاس سے ٹوٹ گرا اور خبردار خبردار
کہکر آپنے دیو کے پشت پر جست کرکے تلوار ماری تو سر پر دیو ابلق کے پڑی ہر چند
کہ اس نے سپر کو اوٹھایا چہرہ کے پناہ کیا تھا مگر تلوار جو پڑتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر
دو ٹکڑے کئے پیمانہ خود کا سر کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن سے مثل قطرہ آب کے
گذری اور صندوق سینہ کو کہولکر شکم و کمر کے دو دو حصہ کرتی ہوئی زمین تک پہونچی کہ
دیو ابلق تو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور سترا کر رہگیا فوج اسکی بہاگی دیو نہتن نے
آواز دی کہ اے صاحبزادے کیا ہاتھ مارا ہے کہ اتنے بڑے دیو کے برابر دو ٹکڑے
ہوئے اور یہہ دیو نہتن اسیوقت سے عاشق ہوگیا دلمین کہا کہ کسیطرح یہہ لڑکا ہاتھ
آئے تو قابل ساتھہ رکھنے کے ہے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ
بن لندہور تو اوچہل پڑے اور کہا کہ اے شہریار عالی وقار سبحان اللہ آپ ہی وار
نزدیہ صاحبقرانی معلوم ہوتے ہین اگرچہ مجھے یہہ نہین معلوم کہ آپ فرزند کس بزرگ
کے ہین لیکن اتنا سمجھہ لیا کہ نسل صاحبقرانی سے ضرور ہین یہہ کہکر قریب آئے اور
ہاتہون کے بوسے لئے اور حال اپنا بیان کیا کہ باپ اوس شخص کا صاحبقران گذر
جانشین جناب حمزہ صاحبقران کہلاتا تھا سکندر رستم خو کہا ہان ہان ہین سمجھا
جسکو رستم نہتن شاہزادہ عالمشاہ وہی ہے مع فیل اوٹھا لیا تہا ارشیون پریزاد نے
سر جہکا لیا سکندر رستم خو نے ان لوگون کو گلے لگایا اور دست شفقت پشت پر
رکہا فرہاد خان یک ضربی نے عرض کی کہ غلام شاہزادون سے کہین مقابلہ کرسکتے ہین
بیشک شاہزادہ عالمشاہ نے مع فیل اونکو اوٹھا لیا تھا اب میدان خالی ہوگیا دیو
دیو ابلق بہاگ کر لشکر دیو نہتن کے عقب مین چھپے اور شاہزادہ سکندر رستم خو
نے دیکہا پکار کر آواز دی کہ اے دیو نہتن گردن یہی گو ہے اور یہی میدان ہے
اگر تجھے بھی کچھہ دعوے ہے تو نکل آ میدان مین مین بھی تو آزماؤن اور دیکھون کہ تیرا
بائیس سو من کا گرز کیسا ہے دیو نہتن نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تو بڑے حوصلے کا
صاحبزادہ ہے مین تجھسے مقابلہ کرنا پسند نہین کرتا اس لئے کہ اگر میرے ہاتھ سے تو
مارا گیا تو حسب بھی مجھے صدمہ ہوگا بہتر یہہ ہے کہ میرے تیرے قوت کی آزمائش
دوسرے طریقہ سے ہوجائے یہہ فیل آہنی میرا ہے کہ جسکو سوا میرے آجتک کسی
دیو نے نہین اوٹھایا ہے جس آراستے پر یہہ رکہا ہوا ہے اسے کئی دیو ملکر کھینچتے ہین
بس اگر اس فیل کو تو اوٹھالے تو مین اطاعت تیری اختیار کرتا ہون ورنہ تو میری
اطاعت اختیار کرنا سکندر رستم خو نے منظور کیا اور مع ارشیون پریزاد و فرسنگ بن
لندہور و فرہاد خان یک ضربی قریب اوس فیل کے آئے اول ارشیون پریزاد
نے زیر فیل جاکر دونون پاؤن پکڑ کر پشت شکم فیل مین لگاکر زور کیا تو صرف ایک
پاؤن فیل کا اپنی جگہہ سے اوٹھا باقی دوسرے پاؤن نے جگہہ بہی نچہوڑی اور منہہ
ارشیون پریزاد کا سرخ ہوگیا پیشانی پر پسینہ آگیا ارشیون فیل کو چہوڑ کر علیحدہ

ہوئے دیو تہمتن نے ارشیون کی بھی تعریف کی اور کہا کہ اک آدمزاد کے واسطے اتنا زور
بھی بہت ہے کہ جس لنگر دیلون سے نہ اوٹھے اوسے تھوڑا سا اوٹھا لیا لیکن بعد
ارشیون پریزاد کے فرسنگ بن لندہور نے زور کیا دو پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ
گئے اس کے بعد فرسنگ مین بھی کل زور کرنے کا باقی نہ رہا دیو تہمتن نے فرسنگ کی
بھی تعریف کی اسکے بعد فرہاد خان یک ضربی نے زور کیا تین پاؤن فیل کے زمین
سے اوٹھ گئے لیکن چوتھا پاؤن زمین سے نہ اوٹھ سکا آخرکار مجبور ہو کر یہ بھی الگ
ہٹ گئے لیکن دیو تہمتن اور سکندر رستم خو نے فرہاد کی تعریف کی اب شاہزادہ
سکندر رستم خو نے دامن کردانے اور آستینین اوٹھائین اور نزدیک فیل جا کر دونون
پاؤن فیل کے ہاتھون مین پکڑ کر سر شکم فیل سے ملا کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اسپر جو زور
کیا تو پہلے ہی زور مین چارون پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ گئے اسپر جو گھٹنے ٹیککر
دوسرا زور کیا تو سر سے بلند کر لیا چار پانچ قدم لئے ہوئے چلے آئے اور پھر اسیطرح
گھٹنا ٹیک کر فیل کو زمین پر رکھدیا تب دیو تہمتن دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور عرض کی
کہ تا زندہ ایم بندہ ایم واقع مین کہ یہ قدرت مجھ مین بھی نہین کہ جسطرح اوٹھاؤن اسیطرح
پھر اسے رکھ بھی دون مین سر سے بلند کر کے پھینک دیا کرتا تھا ہر چند قصد کیا کہ کھڑے
ہونے کے بعد اس لنگر کو سنبھالے ہوئے پھر بیٹھ جاؤن ممکن نہوا شاہزادہ سکندر رستم خو
نے دست شفقت دیو تہمتن کی پشت پر رکھا اور فرمایا کہ تم بڑے نیک طبیعت ہو اور
منصف مزاج ہو لیکن مذہب تمہارا کیا ہے دیو تہمتن نے عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار
مینے جب غور کیا مذہب کا معاملہ میری سمجھ مین نہ آیا میرے باپ دادا سب ابلیس پرست
تھے لیکن مین ابلیس پر لعنت کرتا ہون اور تلاش مین ہون کہ اگر کوئی مذہب حق مجھے
تحقیق ہو تو اوسے اختیار کرون شاہزادہ نے چند دلائل وجود ذات باری تعالے
مین ایسے پیش کیے کہ دیو تہمتن احدیت ایزدی کا مقر ہوا اور عرض کی کہ جو آپکے
مذہب مین آئے وہ کیا کہے شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا دیو تہمتن بزبان اقرار و
صدق مسلمان ہوا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ مین گلستان ارم کیطرف
جانے والا ہون دیو تہمتن نے عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب ہون مگر اخضر پریزاد نے
کہا کہ اسنے میری مدد کی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اولاد صاحبقران سے ہین لہذا
ایک روز قلعہ مین قیام کیجئے کسل راہ دفع ہو لے تو جدہر مزاج مین آئے اوسطرف
چلے جائیگا اور اسم گرامی اپنے والد و جد کا بیان کیجئے شاہزادہ سکندر رستم خو نے
بیان کیا کہ نام والد و جد کا شہریار عالیوقار ہے اور اسم گرامی دادا صاحب کا ایرج
نوجوان ہے یہ سنا ہے کہ آپ عمو صاحب یعنی شاہزادہ رستم ثانی کے خسر
اور بھائی صاحب شہراسپ ثانی کے جد مادری ہین مجھے ایسی لفظون مین بات
کیجئے جسطرح خردون سے کلام کرتے ہین یہ سنکر اخضر پریزاد نے سکندر رستم خو
گلے سے لگالیا اور ساتھ اپنے لئے ہوئے داخل قلعہ ہو ساتھ سکندر کے فرہاد خان
یک ضربی فرسنگ بن لندہور و ارشیون پریزاد اور تازہ رفیق سکندر کا دیو تہمتن بھی

قلعہ میں داخل ہوئے اب اخضر پریزاد نے اپنے دیوون سے سامان دعوت کا حکم دیا
اور خود سکندر رستم خو کو ہمراہ اپنے لئے ہوئے محل میں داخل ہوا مضراب پری نے
جو صورت سکندر کی دیکھی شہر آشنائی کے دہ ہوئے دوڑ کر گلے سے لگایا اور کہا کہ
فرزند اپنے باپ اور چچا اور دادا کو کہاں چھوڑا اخضر پریزاد نے کہا کہ یہہ وہ فرزند نہیں
ہے جیسے تم سمجھی ہو یہہ تمہارے دیور رستم شہریار کا فرزند ہے تمہارے فرزند کا چچا زاد
بھائی ہے یہہ سنکر مضراب پری نے سر سے پاؤن تک بلائیں لیں اور کہا کہ یہہ از خوشی
کی بات ہے کہ پہلے ایک ہی آنکھ میں روشنی تھی اب دونوں میں ہوئی تھے دو ہی سہارا اچھا مگر یہہ
فرزند شہراب سے کسقدر مشابہ ہے اخضر پریزاد نے کہا کہ پھر تعجب اسکا کیا ہے
آخر بھائی اوسکا ہے یا کوئی غیر ہے لیکن سکندر رستم خو کو جو مضراب پری نے چھوڑا تھا
پہنے دیکھا اور خوشبوئے نوشاہی دماغ میں پہونچی کہا ارے فرزند یہہ کیا ہے کہ تمہیں تو
اس ہیئت سے ہو جیسے کوئی دولہن کو بیاہنے جاتا ہے سکندر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
اور تصویر ملکہ ماہ سیما کی نگاہوں کے نیچے پھر گئی لیکن ضبط کیا اور شرم سے گردن نیچی
کرلی اخضر پریزاد نے اشارہ سے منع کیا کہ لحاظ نہ توڑو وہ شرماتا ہے میں حال اسکا
دریافت کرونگا اور وہاں سے دیو جندک بن ہندک کے پاس آکر پوچھا کہ تم اس
شہریار کو کہاں سے اوٹھا لائے جندک نے تمام واقعہ شہر نقش و نگار کا بیان
کیا کہ اسطرح یہہ شاہزادہ دولہن کو بیاہنے گیا تھا یا اوہین پہونچ چکا تھا کہ میں اوٹھا لایا
راہ میں یہہ واردات دیکھکر یہاں اوتر پڑا اخضر پریزاد نے کہا کہ کوئی ایسا ظلم بھی
کرتا ہے جندک بن ہندک نے عرض کی کہ میں حکم ملکہ آسمان پری سے مجبور تھا کہ انہوں
نے فرمایا تھا کہ بغیر بزرگوں کے شرکت کے شادی کیسی جلد تو جاکر اوٹھا لا اخضر پریزاد
نے اکر مضراب پری سے سب کیفیت بیان کی اور سکندر رستم خو سے کہا کہ
ہم ساتھ چلینگے اور تمہاری شادی کرینگے سکندر نے کہا کہ مجھے دادی صاحبہ
ملکہ آسمان پری نے طلب کیا ہے سنا ہے کہ دیوون نے اونکے ملک پر چڑھائی کی
ہے مجھے اونکی مدد کے لئے جانا ضرور ہے بعد اوس مرحلے کے دیکھا جائیگا اور میں
آپکو بھی اطلاع دیکر تکلیف دونگا جتنے عرصہ میں اخضر پریزاد نے جندک سے حال
سکندر کا دریافت کیا تھا اتنے عرصہ میں سکندر رستم خو نے مضراب پری سے
اپنے بھائی اور باپ اور چچا اور دادا کا حال دریافت کیا کہا کہ وہ لقاے بد نہاد کے پیچھے
پردہ دنیا کیطرف گئے ہیں اور مقابلہ کرکے بدیع الملک سے صاحبقرانی چھینینگے
یہہ سنکر سکندر کو بھی جوش شجاعت پیدا ہوا اور دل میں تہیہ کرلیا کہ بعد فراغ مرحلہ
گلستان ارم کے جاکر اپنے بھائی کے شریک ہونگا اور بدیع الملک سے مقابلہ
کرونگا الحاصل تین روز تک سکندر رستم خو قلعہ خضرہ میں مقیم رہے اسکے بعد
اخضر پریزاد سے کہا کہ اب مجھے اجازت ہو اسلئے کہ پہلے بہارستان قاف
پر جاکے مجھے بہار پری کی خبر لینا ہے اور اس کے بعد گلستان ارم کیطرف جاؤنگا
ذلیل ہوکر دیوان کفار ان ممالک اسلام کو تباہ و برباد کردیں اخضر پریزاد نے

مجبوری سکندر رستم خو کو رخصت کیا اور سکندر رستم خو دیو نہتن قلعہ اخضر سے
نکلکر بہارستان قاف کیطرف متوجہ ہوئے جندک بن نیاک نے کہا کہ اسے شہریار کشور
آسمان ملکہ بہار پری پریشان ہونگی کہ کیا سبب ہوا جو اتنا عرصہ گذرا ایک واقعہ ہو چکا ہے علاوہ اسکے
ایسا نہو کہ دیو نہتن تفرقت آ گیا ہو سنا ہے کہ اسکی مرتبہ بڑی جمعیت اوسکے ساتھ ہے سکندر
رستم خو نے کہا کہ ارشیون پریزاد نے جنگ میں میرا ساتھ دیا ہے میں اسکے ساتھ
ضرور جاؤنگا اور اسکی مان کا ملک دیوان زندانی کے ہاتھ سے بچاؤنگا بعد اسکے
گلستان ارم کیطرف جاؤنگا ہرچند دیو جندک نے اصرار کیا نہ مانا ارشیون پریزاد نے بھی
عرض کی کہ غلام آپکے ان دیون سے سمجھ لینگے فرمایا وہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے
ساتھ نہ چلوں الحاصل یہہ سب بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اب کچھ کم گیارہ
ہزار یہہ دیو زاد و آدمزاد وہاں دس ہزار دیو نہتن گرزن کے ساتھ ہیں اور پچاس سردار
ارشیون پریزاد کے ہمراہ ہیں اور سکندر رستم خو اپنے دیو جندک کو گھوڑا بنائے ہوئے
سب سے آگے آگے دوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں ایک تو یہہ دیو تیز رفتار ہے کہ کوئی
دیو اسکے برابر آ نہیں سکتا علاوہ اوسکے یہہ کہ آپ راہون سے مسلتے جاتے ہیں چند
مارے ڈر کے بھاگا چلا جاتا ہے اور دیو جو ساتھ ہیں دوڑتے دوڑتے ہانپنے لگے
ہیں اسیطرح سے مراحل وقطع منازل کرتے ہوئے قریب بہارستان قاف کے پہونچے
تو دیکھا کہ کچھہ دیو بھاگے ہوئے چلے آتے ہیں اون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے
آتے ہو دیوون نے بیان کیا کہ ہم ملکہ بہار پری کیطرف سے خزانہ بہارستان قاف
کے محافظ تھے جب سے بہارستان قاف تاراج ہوا اور دیوان گلستان عدم کے
قبضہ میں آیا تھا ہمنے خزانہ کو مخفی کیا اور کچھہ نشانات ایسے بنا دیئے کہ جنکو ہمین پہچان سکتے
ہیں دوسرا نہیں جان سکتا اوسکو روز دیکھہ آتے ہیں کہ اوسی طرح خزانہ برقرار ہے
یا نہیں سکندر رستم خو نے کہا کہ اب یہاں کون حاکم ہے اور بہار پری کہاں ہیں
دیوون نے بیان کیا کہ ملکہ ہماری ملک قمر پری میں ہیں اور یہاں دیو ارژال برق
بریق کی طرف سے حاکم ہے اور دو لاکھ دیو اوسکے تابع ہیں اور دو سردار دیو ہیں
نہتن بڑے بڑے زبردست ہیں کیا اونکا مقابلہ ہر ایک دیو نہیں کر سکتا بس شاہزادہ
نے اسی مقام پر قیام کیا اور دیو نہتن سے کہا کہ تم جاؤ اور اوسکو سمجھاؤ کہ ملک خالی کردو
اور یہاں سے چلا جائے ورنہ بہت خراب ہوگا دیو نہتن گرزن پیغام سکندر رستم خو کا
لیکر دیو ارژال کے طرف روانہ ہوا لیکن دیو ارژال کو جو خبر ہوئی کہ فرزند بہار پری
اولاد حمزہ سے کسی لڑکے کو ساتھ لیکر آیا ہے اور تھوڑی سی فوج بھی اوسکے ہمراہ ہے
بس اس نے اپنے دونون سپہ سالارون سے حکم دیا کہ لشکر قلعہ سے باہر نکالو اور
بارگاہ برپا کرو حکم پاتے ہی دیو فیل سر اور دیو شیر سر نے لشکر قلعہ بہارستان سے
باہر نکالا اور بارگاہ برپا کی سکندر رستم خو نے لشکر کو باہر نکلتے دیکھکر اپنے دیون کو
بھی سامنے لشکر دیوان گلستان عدم کے اوتارا اور خیمہ برپا کیا لیکن دیو نہتن جو لشکر
حریف میں پہونچا یہہ خبر دیو ارژال کو ہوئی کہ حریف کی طرف سے ایک دیو زبردست

ایلچی بنکر آیا ہے دیو ارزال نے بلایا تہمتن نے آواز دی ہمیں نامہ دار دیو ارزال
نے کہا کہ لاؤ نامہ تہمتن نے کہا کہ نامہ میری زبان ہے صرف اتنا حکم اپنے شہریار کا
لایا ہون کہ تو اس ملک کو خالی کر دے اور مع لشکر جہان جی چاہے یہان سے چلا جا
ورنہ سزا پائیگا دیو ارزال یہ مضمون سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ قدرت خدا کی
کہ آدمزاد دیونکو دہمکی دین اور اے دیو تو اتنا بڑا قوی ہیکل ہو کر ایک آدمزاد کا
ایلچی بنکر آیا ہے اور اوسکا مطیع ہوا ہے تجھے شرم نہین آتی دیو تہمتن نے کہا
کہ جسوقت آدمزاد سے سر میدان سامنا پڑیگا اسوقت حقیقت کھلے گی دیو ارزال
نے کہا دیکھا جائیگا تم جاؤ ہم طبل جنگ بجواتے ہین دیو تہمتن وہان سے پلٹ کر خدمت
شاہزادہ مین آیا اور عرض کی کہ وہ نہین مانتا لڑنے کو کہتا ہے فرمایا خیر دیکھا جائیگا
وہان دیو ارزال نے طبل جنگ بجوا دیا خبر شاہزادہ سکندر رستم حشم کو ہوئی یہان
صرف دس ہزار دیو دیو تہمتن کے ساتھ ہین انہین کے ساتھ دو چار نقارہ
وہ یہان بھی بجنے لگے تیاری جنگ ہونے لگی دیو تہمتن نے شاہزادہ سکندر رستم حشم
سے عرض کی کہ اب کل اس تازہ غلام کی جانبازی کا تماشا دیکھے گا شاہزادہ
سکندر رستم حشم نے نماز سحری سے فراغت کر کے رخ میدان کارزار کا کیا ارشیون
پریزاد و فرہاد خان بک حضری مع فرسنگ بن لندہور ہمراہ رکاب ہوئے
دیو تہمتن گرزن نے اپنے دس ہزار دیونکا پرا جمایا کیسے کیسے دیو انتخاب روزگار
دیو تہمتن کے لشکر مین بھی ہین کہ ہر ایک لائق سرداری معلوم ہوتا ہے اودہر دیو
ارزال تخت پر سوار ہوکر میدان مین آیا دو لاکھ دیو پرے جماکر کہڑے ہوگئے
آگے اون کے دو لڑن سردار یعنے دیو فیل سر اور دیو شیر سر ہم سرداری
کہڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیبون نے نقابت کی [illegible]
کرانکا کہا دیو فیل سر سامنے دیو ارزال کے آیا اور رخصت جنگ طلب کی دیو
ارزال نے کہا کہ جا تجھکو خداوند لیس کے نگہبانی مین دیا دیو فیل سر میدان مین
آیا اور مبارز طلب کیا دیو تہمتن گرزن نے شاہزادہ سکندر رستم حشم سے کہا
کہ آپ مجھکو بھی اجازت دیجئے شاہزادہ نے فرمایا کہ جاؤ حفاظت پروردگار مین دیا
اور آستین ہمت پشت پر جہاڑی دیو تہمتن نے گرز اپنا ہاتھ مین سنبھالا اور
مثل فیل مست کے میدان مین آکر چنگھاڑا دیو فیل سر نے شمشاد کا وار کیا دیو تہمتن
نے وار اس کے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ دیو فیل سر اوندھے مونہہ
آرہا بس وہی دستہ جو سر پر اسکے مارا سر پاش پاش ہوگیا اور دیو فیل سر
پھڑک کر مر گیا یہہ دیکھتے ہی دیو شیر سر دوڑ پڑا کہ غضب کیا تو نے کہ بھائی کو اوس
شخص کے مار کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اور آتے ہی دیو تہمتن گرزن پر
گرز مارا دیو تہمتن نے گرز اسکا اپنے گرز پر روکا اور خود گرز مارا کہ دیو شیر
سر کو سنبھلنے بھی نہ دیا یہہ معلوم ہوا کہ پہاڑ ٹوٹ پڑا بائیس سو من کی ضرب جو سر پر
پڑی سر سینہ مین اور سینہ کمر مین سر و گردن و سینہ شکم مین زمین پر آگیا

گوشت کا تھا تحمل ہو کر رہ گیا شاہزادہ نے اپنے رفیق کی بہت تعریف کی لیکن دیوارزال نے
لشکر کو حکم دیا کہ کیا دیکھتے ہو مار لو اس دیو کو یہہ سنتے ہی دو لاکھ دیو دوڑ پڑے اور
ہمہتن گرزن کو گھیر لیا لشکر چلنے لگا اودھر دیو ہمہتن کے دیو بھی آ پڑے شاہزادہ سکندر
رستم خو بھی دیو جنبدک کو گھوڑا بنا کر دوڑ پڑا اور ارشیون پریزاد و فرہاد خان
یک ضربی افراسیاب بن لندہور سب آ پڑے تلوار چلنے لگی دیو ہمہتن نے آواز دی
تھی سکندر کو کہ اے شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین آج اس غلام کی لڑائی کا تماشا دیکھتے
جائیے کہ دو لاکھ کو مین اکیلا کیونکر شکست دیتا ہون بس یہہ دس ہزار دیو میرے کافی ہین
سکندر رستم خو نے کہا کہ یہہ ہمارا شیوہ نہین کہ رفیقون کو قتل کروائین اور اپنی جان
بچائین یہہ فرما کر تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا اودھر ارشیون پریزاد دیونکو قتل کر رہا
ہے جس دیو نے حربہ کیا اوسے روک کے جو تلوار ماری سر الگ جا کر گرا ایکطرف افراسیاب
بن لندہور گرز سنبھالے ہوئے جس دیو کے سر پر وار کیا ایک سر کے سو ٹکڑے ہوئے ایک
جانب فرہاد خان یک ضربی اپنی چوب دست اوٹھائے ہوئے لڑ رہا ہے جس دیو پر چوب دست
ماری اوسکو پست کر دیا ایک طرف دیو ہمہتن تو لڑ کیا رہا ہے کہ کھیل رہا ہے جو دیو قریب
آیا یونہین چو گرز مارا پر اتھا ہو کر رہ گیا اسیطرح دیوونکو ٹکتا ہوا چلا جاتا ہے سکندر
رستم خو قریب دیوارزال کے پہونچ گئے دیوارزال نے چوب چماق کا وار کیا
سکندر نے چوب اس کے ہاتھ سے چھین کر پھینکدی دیوارزال نے چاہا کہ
لپٹ پڑے شاہزادہ نے پہلو کی طرف آ کر بند کمر پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا دیو
ہمہتن اس زور پر نثار ہو گیا اور کہا اے شہریار یہہ بات آپ ہی کے واسطے ہے
دوسرے کی کیا طاقت ہے جو اتنے بڑے دیو کو اسطرح اوٹھائے شاہزادے
نے فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارہ مین اس نے بکہ منظور کیا جیسے ہی
شاہزادے نے اسکو چھوڑا دیوارزال اوٹھ کر بھاگا اور پکارا او آدمزاد اب تو مجکو
کیا پکڑیگا جاتا ہون اور دیکھ کتنے دیو تیرے سرکوبی کے واسطے لاتا ہون دیو ہمہتن
نے دیکھا کہ یہہ بھاگا جاتا ہے جھپٹ کر قریب آیا ارزال نے پلٹ کر گرز مارا دیو ہمہتن
نے گرز اسکا چھین لیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے یہہ احتیاط اسوجہ سے
تھی کہ یہہ شکار انکا ہے ایسا نہو مار ڈالون تو خلاف مزاج ہو لیکن جسوقت شاہزادے نے
فرمایا کہ یہہ مرتد ہے چیر کر پھینکدو اسکو بس اجازت پاتے ہی دیو ہمہتن نے دونون
پاؤن اسکے دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ لئے یونہین جو جھٹکا مارا ساغری سے نرخرہ ہی
تک چیر کر پھینک دیا بس اسکا مرنا تھا کہ فوج اسکی بھاگی دیو ہمہتن نے تعاقب کیا اور کئی
کوس تک انکو بھگا دیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ بس بھاگتے کا پیچھا نہین
کرتے ہین یہہ سنکر دیو ہمہتن پلٹا اب شاہزادہ نے ارشیون پریزاد سے کہا کہ قلعہ کا
بند و بست کروا ارشیون نے عرض کی کہ لشکر کے فراہم کرنے مین کچھ عرصہ ہوگا اور حضور
کو ابھی گلستان ارم جانے کی جلدی ہے اسکا ابھی یونہین رہنے دیجئے جسوقت گلستان ارم
سے پھر آئیگا تو دیکھا جائیگا غرضکہ وہان سے یہہ قافلہ شہزادہ و شہزادی کی طرف روانہ ہوا جسوقت

خبر بہار پری کو پہونچی کہ شہزادہ سکندر آتا ہے اور ساتھ اوسکے ایرج نوجوان کا پوتا بھی
ہے آتش سے خوش شاہزادہ سکندر کا استقبال کیا اور چلاچل پری سلاسل پری وغیرہ
سب ساتھ آئین اور شاہزادہ سکندر کو استقبال کر کے قلعہ قہقہہ مین لائین ملکہ قمر پری
وگلبدن پری بلاگردان ہوئین اور حال قتل قمرزاد و گلریزاد کا بیان کیا سکندر رستم خو وہان
سے قبر پہ آیا اور فاتحہ پڑھکر رویا پہلے تو شور گریہ بلند رہا بعد اس کے بہار پری
نے اپنے فرزند کو گلے لگایا پوتے کو پیار کیا ارشیون پریزاد نے بہار پری سے
کہا کہ ملک آپکا فضل خدا سے دشمن کے ہاتھ سے چھوٹا سب دیو مارے گئے اب مین تو
شاہزادہ کے ہمراہ گلستان ارم کو جاتا ہون آپ قلعہ کی طرف تشریف لیجائے اس لئے کہ
شاہزادہ کی بدولت قلعہ فتح ہوا اور انہون نے میرا اسقدر خیال کیا کہ اپنی دادی ملکہ
آسمان پری کی مدد کو جاتے تھے لیکن پہلے بہارستان قاف پر گئے اب یہ کیونکر
ہو سکتا کہ مین اس شہریار عالیمقدار کا ساتھ نہ دون بہار پری نے کہا کہ نہایت
مناسب ہے بلکہ مین بھی ساتھ چلونگی اور کسی دیو کو سردار کرکے فوج براے حفاظت
ملک بھیجے دیتی ہون یہ کہکر دیو تخت بلند بالا کو سالار لشکر کرکے قلعہ کی جانب روانہ
کیا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری وگلبدن پری سے کہا کہ آپ بھی
ہمراہ گلستان ارم کیطرف چلئے اس لئے کہ آجکل قاف مین بڑی ابتری ہے اور زمانہ
پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کوئی دیو اس طرف بھی چڑھ آئے اور خدا نخواستہ
آبرو کے عوض جان دینا پڑے قمر پری اور بہار پری نے آپس مین کہا کہ یہ تو بچہ
لیکن بات فہم کی کہتا ہے کہا اے فرزند جیسی تمہاری رائے ہو ہمین عذر نہین ہے
غرضکہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری وگلبدن پری و بہار پری و سلاسل پری
و چلاچل پری ان سب پریون کو ہمراہ لیا اور ارشیون پریزاد سے اصرار کیا
کہ تم بہارستان قاف مین جاکر انتظام کرو مگر ارشیون نے نہ مانا اور عرض کی کہ مین
ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون اور یہی فرہاد خان بک فرخی اور فرسناک
بن لندہور نے بھی جواب دیا آخر شاہزادہ سکندر رستم خو ان سب کو اپنے ہمراہ
لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا کہ اب حال اسکا وقت تحریر ہوگا لیکن

اب یہان سے کچھ حال گلستان ارم کا تحریر ہوتا ہے

بفضل خداے زمین و زمان | ابتدا سے آغاز این داستان

سخنوران معرکہ جدال و قتال و نقشہ نویسان صورت خیال اس داستان حیرت
نشان کو صفحہ قرطاس پر یون قلم بند کرتے ہین کہ نبیرہ نامداری سعد بن قباد شہریار
بادشاہ دوم لشکر اسلام و سلطان سعد بادشاہ سوم فوج مسلمانان و جہانگیر بن حمزہ
انتظار مین سکندر رستم خو کے بیٹھے ہین کہ [illegible] چند دیوون نے آکر عرض کی کہ دیو
نفرت بن عضب بڑی جاہ و حشم سے بارادہ جنگ چڑھا آتا ہے اسکی ہمراہ اوسکے
ساتھ قریب اکتیس لاکھ دیوون کے ہین اور پچاس ساٹھ دیو نہایت زبردست ہمراہ ہین
کہ جنمین ایک ایک دیو لاکھ لاکھ دیو کا افسر ہے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ پرواہ نہین

ہے کہو راشد جنی و ارشد جنی سے کہ لشکر ہمارا طلسم سے باہر نکالیں اور بارگاہ برپا کریں
سب احکام راشد جنی و ارشد جنی نے لشکر تا بعہ گلستان ارم سے باہر نکالا اور بارگاہ
برپا کی صاحبقران اعظم مع عبد الرحمن جنی آکر بارگاہ میں مقیم ہوئے اوسوقت اک عجب
سمان تھا کہ صحرا بہار پر تھا سراپچہ بارگاہ سے اوٹھے ہوئے تھے صاحبقران اعظم سیر
صحرا کر رہے تھے صبح کا سہانا وقت تھا طائران بوستان مصروف زمزمہ سرائی تھے
کوڑیالا پھولا ہوا تھا سبزہ ایسے خواب غفلت میں تھا کہ گویا اس نے بیداری کبھی خواب
مین بھی نہ دیکھی تھی لالہ کوہی کا رنگ حنا کو شرمندہ کرتا تھا شفق کا رنگ اوڑا رہا تھا دیتا
تھا خون سر فراو سے رنگ کو مٹاتا تھا اور داغ بیرنگی دیتا تھا دہوپ ہلکی ہلکی درختوں
کی چوٹیوں پر آگئی تھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر شجر تاج زر سر پر رکہے ہوئے ہے صاحبقران
اعظم محو صنعت صانع عالم تھے کہ ایکبار گرد بیابان گرد سے بہ شدت بلند ہوئی گرد تیرہ تیرہ
وتیرہ تیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ شعر

از سم ستوران دران پہن دشت		زمین شش شد و آسمان گشت ہشت	

یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب طبقہ آسمان کیطرف جا رہا ہے کہانتک بیان کیا جائے کہ آسمان آئینے
ہوا سے ناگاہ گرد کو اور گرد نے بادہ ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول تین سو علم نشانہ
تین لاکھ جوانون کا نمودار ہوئے کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف ابلیس پرتلبیس کی مرقوم
تھی اور اک دیو دراز قد بلند بالا ارزق چشم کور باطن سیاہ فام جسم پر بچھو لپٹے ہوئے
شانہ مین چڑھی اور شمشاد باندہے ہوئے کو دیو اوسکے دونون پہلوؤن مین پشت
پر مین لاکھ دیو مہیب صورت بد طینت کریہہ منظر اتالہ بارگاہ کا ارشکیں ہوئے آکر پہونچے
اور جا سکے مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوگئے بارگاہ وسط صحرا مین برپا کی صاحبقران
اعظم نے اپنے دیوان سے دریافت کیا کہ یہہ کون دیو ہے لوگون نے بعد دریافت
حال آکر عرض کی کہ نام اسکا دیو اشقال ہے یہہ سات دیوونکا افسر ہے جنمین کا ہر دیو
ایک ایک لاکھ دیوونکا افسر ہے اور یہہ دونون دیو جو اسکے ہمراہ ہیں یہہ بھی اسکے
تابع ہیں اور ایک ایک لاکھ دیو کے افسر ہیں نام ایک کا دیو کلغزال اور دوسرے کا
دیو شیر ال ہے یہہ سب دیو پیش خیمہ دیو نصرت ہیں ہمعصیت کا لشکر کیے ہیں یہہ سنکر
صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ اسنے جلد یہہ ملعون ایسے شوکت پیدا کرکے ہمراہ ہے خیر
دیکھا جائیگا کرتے ہیں سیر جانب بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور دو دیو و لاکھ دیون
سے آکر پہونچے اور فوج اشقال میں شامل ہوکر خیمہ زن ہوئے صاحبقران اعظم نے نام
ان دونون کے بھی دریافت فرمائے دیوان نے بیان کیا کہ انمین ایک دیو کا نام دیو
سرکنجہ ا اور دوسرے کا نام دیو تن تنا ہے یہہ دونون بھی اسی دیو کے ماتحت
ہیں اتنے میں پھر گرد اڑی اور جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو پھر دو سو علم سیاہ رنگ
نظر آئے کہ جنپر تعریف ابلیس ملعون کی مرقوم تھی دو دیو اور نہایت بدرو سنگ
بد رنگ اسکے تیغ تھے اور بدن پر سلے ہتھیار کیے ہوئے تھے شانون ان کی بیچ
کنعانی ہی صاحبقران اعظم نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انمین ایک دیو کا نام

ہاموں اور دوسرے کا نام ہومان ہے یہہ دونون بھی لشکر کفار مین شامل ہوئے
ان دیوون کی آمد مین شام ہوگئی جب دوسرا روز ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ
مین آکر فروکش ہوئے تو دیکھا کہ پھر گرد اوڑی آتے آتے ہوا نے نار اگرد کو کرد انے
مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا تو پھر دل گرد سے دو سو علم زنگاری نمودار
ہوئے اسکے پھریرے پر بھی تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی آگے آگے دو دیو نہایت
زبردست و قوی ہیکل چہار منہ پہاڑ رنگ دونون کے سیاہ گردنین کوتاہ پیشانیان
تنگ بال سر کے کھچڑی جیسے دانت کبود آنکھین مثل ساغر خون کے سرخ پشت
پر دو لاکھ دیو اردپشت فہنگ چماق چار چوب چماق وار شمشاد میل فولادی
ساطور گران گرز گاو سر فیل سر شیر سر سول سنبول باندھے ہوئے آکر لشکر
کفار سے ملحق ہوئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام ایک دیو ہربد بن ہرود اور دوسرے
کا ہرود بن ہربد ہے یہہ دونون آپس مین عجب طرح سے قرابت رکھتے ہین جو فہم سے
باہر ہے ہنوز یہہ خیمہ پر پا کر رہے تھے کہ پھر گرد اوڑی جسوقت دامن گرد کا چاک ہوا
اور نظر نے کام کیا تو دیکھا کہ پھر دو دیو سفید رنگ جسم پر اونکے سیاہ چھینٹے پڑے
ہوئے شاخین کبود دانت سرخ آنکھین زرد چلی نیلی بال تمام جسم پر مثل خرس کے
بڑے بڑے پشت پر دو لاکھ دیو نہایت بہیانک اونکی صورتین صاحبقران اعظم
نے نام دریافت کرنے دیوون نے یہہ شخص عرض کیا کہ نام ایک کا ہامان بن ہندوان
ہزار دست اور دوسرے کا سلق بن سمندون ہزار دست ہے یہہ بھی آکر دیوان
کفار کے شریک ہوئے پھر تیسرا دن ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ مین الغرض
ہر روز یہہ خیال ہوتا ہے کہ آج عفریت بن عفریت آجائیگا لیکن ہر دن پر لشکر آیا
کرتا ہے اور شام تک عفریت کا پتا بھی نہین معلوم ہوتا جس سے دریافت کرتے
ہین وہ یہی جواب دیتا ہے کہ حضور ابھی فوج تو اوسکی آئے اوس کے ساتھ
ستائیس لاکھ دیوونکا لشکر ہے کہا تک گذارش کیا جائے کہ کئی روز تک برابر لشکر
دیو عفریت بن عفریت کا آیا کیا سانواں روز تھا کہ صبح کو پھر صاحبقران اعظم منتظر
ہو کر بیٹھے کہ دیکھا چاہیے آج کون کون آتا ہے کہ دیکھا یک جانب صحرا سے غول گرد
و غبار بلند ہوا اور آگے آگے وہ گرد شق ہوئی اور دل گرد سے تین دیو تین لاکھ
دیوون سے آکر پہونچے عجب صورتین اون دیوون کی ہین جیسا سنتے ہین اونکو دیکھنا
مبالغہ نہوگا اور درازی مین قد اونکا اک منارہ بلند سمجھنا چاہیے سر مانند گنبد کے
بال اس طرح بڑھے ہوئے جیسے ٹیلے پر گیاہ خود رو نکل آئی ہے پشت پر ان دیوون
کے تین لاکھ دیو شور و غل مچاتے ہوئے قلقاریان لگاتے ہوئے دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ ان مین ایک دیو شمشنت بن شمشیت اور دوسرا دیو شیلپا سنگے
آہن کلاہ اور تیسرا دیو گراز تن گراز ہے یہہ بھی ایک ایک لاکھ دیو سے آئے
ہین جسوقت یہہ بھی لشکر دیوان کفار مین آکر شریک ہوئے تو تمام صحرا دیوون سے
بھر گیا اور اب گنجائش آدمی لشکر کی باقی نہ رہی ہر طرف سوا دیوون کے کچھہ نظر نہ آتا تھا

صاحبقران اعظم متحیر تھے کہ اسقدر فوج اس کو کہان سے دستیاب ہوئی سیف
راوی بیان کرتے ہین کہ تعداد اس فوج کی اکتالیس لاکھ کی تھی ایسا کچھ دیر سکوت
رہا اور دیوان افسر مجتمع ہو کر صحرا اسکے جانب روانہ ہوئے کہ یکایک ابر وہ بیابان
گرد ہی بر خاست بلکہ گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ ہو پائے گرد دور
زمین پیچیدہ اسباب جو دیکھا تو ہوا سے بار گرد کو گرد سے بارا ہوا کو دامن گرد کا شگفتہ
ہوا اور دل گرد سے کئی سو علم سیاہ و زنگاری رنگ پیدا ہو گئے آگے
کچھ جلوس شاہانہ ڈنکا بجتا ہوا و سکے بعد اک تخت زنگار پر دیو نفریت بن
عفریت بیٹھا ہوا اسطرح کہ تاج سر پر لگائے ہوئے چتر سر پر تا ہوا اک شاخ تھا اسکی
ٹوٹ گئی تھی اسپر سے وہ شاخ ہوئے کی تیار لگائی تھی پشت پر اک دیو مگس رانی
کرتا ہوا گوشہ تخت پر اک دیو بمرتبہ وزارت بیٹھا ہوا آگے تخت کے تمام دیو انتظام
کرتے ہوئے ڈنکا ہوتا ہوا قریب لشکر پہونچکر فوج تو دور رویہ کھڑی ہو گئی اور
سرداران لشکر دیوان جو ہرا سکے استقبال روانہ ہوئے تھے تخت کو ہاتھون ہاتھ
لئے ہوئے بارگاہ شاہی تک لائے دیو نفریت بن عفریت تخت پر سے اتر کر
دیو برق سیلاق داخل بارگاہ ہوا باجے خوشی کے لشکر مین بجنے لگے لیکن آمد اسکی
دیکھکر عبدالرحمن جنی کو نہایت انتشار ہوا اور ملکہ آسمان پری بہت گھبرا کر نہایت
پریشان ہوئین صاحبقران اعظم نے بھی فرمایا افسوس ہے وقت واللہ جاتا ہے کہ دیو
اس یورش کو ایسا غصہ کبھی اسکے زمانہ مین بھی گلستان ارم پر نہوا تھا دیکھا چاہئے
کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے لیکن دیو نفریت بن عفریت کی آمد مین شام ہو گئی
تھی وہ رات تو خیریت سے گذری لیکن جب دوسرا روز ہوا تو نفریت بن عفریت
تخت پر آکر بیٹھا اور تمام سرداران لشکر دیوان آ آکر اپنے دنگل آہنی پر بیٹھے
ایک طرف دیو کلمبرال دیو مینرال دیو کرکرا دیو تن تنا دیو ہدہد بن مرد ودو
مرد ود بن ہدہد شاکیلا نے آہن کلاہ دوسرے جانب دیو البق بن سمندون
ہزار دست دیو تیلق بن سمندون ہزار دست دیو ناموں دیو ہومان دیو تحنیف
بن حنیف دیو کراز بن کرار وغیرہ کہان تک بیان کیا جائے کہ قریب اسی لاکھ کے
دیوان افسر کے بارگاہ مین جمع تھے اور رستم دیوان دیو اشتال سب سے
بالا دست اک دنگل بلند پر بصد نخوت بیٹھا ہوا تھا دور جام شراب کا چل رہا تھا
پریان محو رقص و غنا ہین بیسوقت دیو نفریت نے تین چار جام پئے کہ ہر جام مثل
اک کاسہ سر دیو کے تھا ایک ایک خم ایک ایک جام مین سما جاتا تھا دماغ
دیو نفریت بن عفریت کا باد ناب سے گرم ہوا آنکھیان سرخ ہو گئین لیکن غفلت
کے پردے پڑے سمجھ دی کاری ہوئی شیطان مسلط ہو گیا کم ظرف تھا جھٹ کہا حکم دیا
کہ طبل جنگ بجے حکم پاتے ہی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آوازہ اکتالیس نقارون
کی بلند ہوئی تمام صحرا گونج اٹھا طائر ڈر کر آشیانون سے اڑ گئے چرندے اور
درندے مارے خوف کے کھوہون سے نکل نکل بھاگے دیوان نقارہ نواز نے

نقارون کو زور زور پیٹنا شروع کیا بغیر اطلاع لشکر صاحبقران اعظم مین خبر ہوئی کہ لشکر مین طبل جنگی بجا ہے فرمایا کہ خداے بزرگ است کچھ پروا نہین کہدو ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے اوسیوقت حسب الارشاد صاحبقران اعظم یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا

شعر

از نقارہ آواز آمد برون
کہ دون ست دون ست گردون دون

دونون طرف طبل جنگ بجنے لگا اور تیاری جناب ہونے لگی طلایہ گاشت پھرنے لگا آوازین بیدار باش وہشیار باش کی بلند ہوئین جوانان لشکر تیاری مین مصروف ہوئے آلات حرب و ضرب کو درست کیا کسی نے خود پر جلا کی کسی نے ارہ کو صاف کیا کسی نے ساطور کے پھل کو زہر مین بجھایا کسی نے اپنے گرز کو وزنی کرنے کی غرض سے او سپر اور ایک خول چڑہایا کسی نے ترسول کو صیقل کیا کسی نے پنج سول کے سرے کو ٹھیک کیا کوئی چقماق چار رکی سلون کو ہاتھ سے تول رہا تھا کوئی حلقے کمند کے کھول رہا تھا کسی نے تیغہ کو جلا دی تھی اسیطرح ہر شخص اپنے اپنے حربہ کو درست اور کمربستہ کو چست کر رہا تھا دیوان کفار مین سب سے شب عید تھی یہ خیال کیا بلکہ یقین تھا کہ کل گلستان ارم پر قبضہ ہو جائیگا اس لئے کہ صاحبقران اعظم اول تو آدمزاد ہے بنیاد ہے اور بالفرض اگر وہ زبردست بھی ہے تو کس کس سے لڑیگا کس کس کو قتل کریگا ہمارے ساتھ اکتالیس لاکھ دیو ہین اور انہی لوگے دیو ایسے ہین جنمین ایک ایک دیو زبردستان قاف مین سے ہے مثل مشہور ہے کہ سو زمان چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ہے انجام مین صاحبقران اعظم ضرور مارا جائیگا اور فتح ہماری ہی ہو گی یہہ سوچ کر یہہ دیو نہایت خوش ہین قلقاریان لگاتے ہین اسمین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ میان فوج مین کون کون لڑیگا وہان دو چار لاکھ دیو ہین او وہر تو جنگ ہو گی ادہر قلعہ مین گھسکر ہم خوب مال لوٹینگے سنا ہے کہ آسمان پری بہت مالدار ہے تو اسی ہے جناب سلیمان کی کہانا تنک نہو گا مثل مشہور ہے کہ لاکھ لٹا تھا لٹیگا پھر بھی سوا لاکھ ٹکے کا ہے ان دیوون مین تو یہہ خیالی پلاؤ پکا رہے ہین لیکن لشکر اسلام مین سخت انتشار ہے کہ ہوتا کیا ہے اتنے دیوون سے یہہ چھوٹا سا لشکر کیونکر مقابلہ کریگا ایکا ایکی ہر ایک اپنے اپنے عزیزون سے خطا بخشواتا ہے گلے مل ملکر رخصت ہوتا ہے کہ کیا معلوم کل پھر شب دیکھنا نصیب ہو یا نہو کوئی کسی سے وصیت کر رہا ہے کوئی اپنے اہل و عیال کو ملکہ آسمان پری کے سپرد کر رہا ہے کہ کل ہمتو اپنی جان نثار کرینگے انکے پرورش آپکے ہاتھ ہے آسمان پری روروکر دعا درگاہ خدا مین کر رہی ہے کہ اے رب بے نیاز میرا بچہ تنہا ہے مزاج اسکا جہالا ہے دشمن اسقدر قوی اور کثرت سے ہین تو ہی اسکے جان کا حافظ ہے اودہر عبدالرحمن نجمی بار بار قرعہ پھینکتے ہین اور زائچہ جنگ پر نظر ڈالتے ہین لیکن دلکی پریشانی عقل کو کھینچتے ہین وہی نتیجہ ذہن مین نہین آتا پھر خاموش ہو رہتے ہین ملکہ قریشہ سلطان و ملکہ قریشیہ ثانی بالسرکے کھولے ہو درگاہ الہی مین فتح و نصرت کی دعائین مانگ رہی ہین عجب طرحکا انتشار ہے لیکن

صاحبقران اعظم نے بے پروائی کے ساتھ بارگاہ میں آرام فرمایا ہے ہیں جمشید وقت سلیم کا کشتی ہتھیاروں کی اسرہانے رکھی ہے کہ صبح کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرنے میں دیر نہ ہو کہاں تک گذارش کیا جائے کہ طبل جنگ بیدرنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور عارض شب سے صبح برآمد ہوئی — شعر

گریزان گشت ہر سو فوج اختر	عیان گشتہ ز مشرق شاہ خاور

وہ عجب صبح تھی کہ شام دیکھنے کی دعائیں مانگی جاتی ہیں جس نے اوس دن کو اپنے حیات میں بخیر و عافیت تمام کیا گویا دوبارہ پیدا ہوا اہل اسلام مصروف عبادت خدا تھے دعائیں مانگ رہے تھے پیشانیاں خاک عجز پر رکھے ہوئے رو رہے تھے راشد حبشی اور ارشد حبشی صاحبقران اعظم پر سے بلاگردان ہو رہے تھے کہ ہم جانیں اپنی نثار کریں مگر یہہ علم یار جانی کا دشمن صاحبقران نامدار باقی رہے غرض کہ جب نمازوں اور وظیفوں سے فراغت ہوئے تو ہر ایک نے آلات حرب و ضرب سے اپنے کو آراستہ کیا اور میدان کارزار کی طرف متوجہ ہوا جوق جوق گروہ گروہ دستہ دستہ قشون قشون تمام لشکر دیوان سلیمان میدان کارزار میں آ کر پہنچا ارشد حبشی اور راشد حبشی ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحبقران اعظم میدان میں آ کر پہونچے اور صفیں اپنے لشکر ظفر اثر کی درست کرنے لگے آن واحد میں میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ آگلا ہراول پچھلا چنداول ساتوں صفیں درست ہوگئیں اوس طرف دیکھا تو کئی لاکھ دیو صفیں باندھے ہوئے کھڑے ہیں ہر ہر سے علمہاے سیاہ و زنگاری کے لہرا رہے ہیں ترسول پنج سول چوب چماق ارہ پشت نہنگ دو ارشمشاد میل فولادی ساطوران چقماق چار سار ریگ زنجیر آہنی گرز گران پھر باندھے ہوئے سنانیں نیزوں کی چمک رہی ہیں قلب لشکر میں تخت دیو کفریت ابن عفریت کا ہے سولہ دیو اس تخت کو اوٹھائے ہوئے ہیں گوشہ تخت پر دیو قد ملک بیٹھا ہوا ہے آگے لشکر کے افسران فوج بمرتبہ سردار دس دس پانچ پانچ سات سات قدم آگے بڑھے ہوئے حسب مراتب بمرتبہ سرداری کھڑے ہوئے ہیں اور دیو اشتقال سب سے بیس قدم آگے بڑھا ہوا مثل سرداری کھڑا ہے غرض کہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبر دار دونوں گروہوں کے نکلے اور جھاڑ کے جھنڈے کاٹ کر پھینک دیئے اس کے بعد بیلدار نکلے اونہوں نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقوں نے نکلکر آب پاشی کر کے گرد کو بٹھالا اب میدان مثل آئینہ کے شفاف ہوگیا نقیبوں نے صفوں سے نکل نکلکر نقابت کرنا شروع کی اور مذمت دہر ناپائدار میں یہہ چند اشعار پڑھے — نظم

ہاں ذرا کر نظر بہ دیدۂ غور	دیکھ دنیا سے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دہر آرائش	نہیں دنیا مقام آسائش
کہیں بزم طرب کا بانی ہے	کہیں ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہیں چوتھی ہے اور چالا ہے	کہیں افضال حق تعالیٰ ہے
ہے کہیں شادی حنا بندان	اور کہیں شور مرگ فرزندان

ہے یہ دنیائے دون کا سررشتہ — لوٹتی اسکا ہے پیش آغشتہ

گردش چرخ کج مدار اور انقلاب دہر ناپائدار سے کیسے کیسے نامی و نامور زیر خاک پنہاں ہوئے
جنکی شجاعت و جوانمردی آجتک مشہور دہر مین ضرب المثل ہے زمانہ کلاہی زود بدل ہے
رستم و اسفندیار باوصف زور و قوت دہر و ملک عدم ہوئے کیسے کیسے دم مارا کو جو فنا کا لقمہ
لیا جمشید و کیکاؤس و افراسیاب و فریدون نامدار و کیقباد ذوی الاختیار دارا و سکندر
کیسے شاہان اولوالعزم تھے کہ پنجہ موت سے کسیکو رستگاری نہ ہوئی بادشاہون کو جانے دو انبیا و رسل
کو دیکھو جو خاص بندے مقبول بارگاہ کبریائی تھے انھون نے بھی ذائقہ موت کا چکھا اور پردہ
دنیا سے خدا تعالی نے چھپا دیا مگر وہ صفت شکنو آج روز نام و ننگ ہے جسنے میدان جنگ
سے منہ نہ موڑا جوہر اوسکا بہادران عالم کے دفتر مین تحریر ہو گیا اور جسنے رو گردانی
کی نام اوسکا شجاعون کے دفتر سے قلمزد ہو گیا اور وہ ننگا ہون سے دلاوران عالم کے
گر گیا لہذا اسے بہادر و جنگ مین کوتاہی نکر اس لیے کہ بنی ہوئی بات کا بگڑ جانا آسان
ہے اور بگڑی ہوئی بات کا بنا لینا دشوار ہے خیال کر و کہ کس مشکل سے دنیا مین نام
پیدا ہوتا ہے اور کیا جلد ہی ساقط جاتا ہے اہل اسلام کے نقیب اشعار عبرت آثار پڑھ
پڑھ کر کہہ رہے ہین کہ دنیا مقام رہنے کا نہین ہے اس سے کنارہ بہتر ہے اور بہادر کے
واسطے تلوار کی موت سے بہتر موت نہین ہے اسکے فلاح جہاد براہ خدا کا ہے اور
رواج دین اسلام کے لیے ہے اگر قتل کرو گے غازی کہلاؤ گے قتل ہو گے جنتی اور
شہید کے نام سے موسوم ہوگے دنیا اور عقبا دونون تمہارے واسطے ہین جب ایک روز
دنیا سے جانا ضرور ہے تو جیسے آج گئے ویسے کل گئے اگر آج نام کے ساتھ مر گیا ہوا
اور کل بدنامی کے ساتھ تو آج ہی کی موت کو فوق دینگے دیکھو مالک اسکی رفاقت درست ہزار
ہونا چاہئے کہ کیسے کیسے اولوالعزم صاحب زور و قوت گوہر دریائے سطوت و صولت مشہور
دہر مین نامی و نامور گذر گئے ہین گر کارنامے انکی شجاعت و مردانگی کے تواریخ عالم مین
اتبک یادگار ہین ہر چند پنجہ مرگ سے انکو بھی رستگاری نہین ہوئی مگر نام انکا بسبب شجاعت
و مردانگی کے دنیا مین اتبک قائم ہے

شعر

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا — مرد و نکا آسمان کے تلے نام رہ گیا

خیال کرو کہ انکو مرے ہوئے ہزارون برس گذر گئے لیکن ذکر انکا ہر وقت مین زبان زد
خاص و عام ہے اے بہادرون شاہان ماضی کا حال تمنے سنا ہوگا جیسا اس نظم سے ظاہر ہے

باحوال جمجاہ سے عشرت تکوست — نشانے نہ از کاسۂ عشرت اوست
سکندر کہ ایک عمر آئینہ ساخت — ز آئینۂ مرگ چون رنگ باخت
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ — کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ
کجا رفت خسرو کجا شد کیقباد — ندارد ز کاؤس و دارا چہ یاد
فریدون خداوند اکلیل و تخت — ز دنیا بناچار بربست رخت
چگونہ شد از دہر افراسیاب — کہ گشتی از و زہر شمشیر آب
بجنگ سپہ فرق رستم نگر — کہ و زد بدیدے از گرز او کوہ سر

بگر آنکہ نام شجاعان عصر — بپایند نکو تا بفر واپسے حشر
شجاعت خدا و رسل را پسند — شجاعان ز دنیا بجنت رسند
کدام ست آن کو بود ارجمند — کہ آید بمیدان تیغ و کمند
دہد جلوہ نام جد و پدر — بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبوں کی صدا سے پھر ایک بہادر کو مرنے کی آرزو جتائی لڑائی کی ہوس بڑہائی غرضکہ جب نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے اور آڑ کیسہ کرتا کا کہکر روانہ ہوئے تو دونوں لشکروں میں ایک سناٹا سا ہو گیا بہادروں کے جسم میں خون شجاعت جوش مارنے لگا چہرے سرخ ہو گئے آنکھوں میں خون اتر آیا تلواریں نیاموں سے اڑ گلنے لگیں ہاتھ قبضوں پر پڑ گئے ہر بہادر یہی چاہتا تھا اور شوق جنگ میں یہی ارادہ رکھتا تھا کہ پہلے میں ہی جاکر حریف سے مقابلہ کروں اور زد بڑھ کے عرصہ کارزار میں اپنا نام کر جاؤں کہ ناگاہ ایک لشکر کفار نابکار سے دیو تخیف بن خفیف اپنی صف سے نکلا اور سامنے تخت لقیط بن عفریت کے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ جنگ ہوا کہ میں جاکر حریف کو زار و زبون کروں اعدا کا نام صفحۂ دہر سے مثل حرف غلط کے مٹا دوں راہ کوچہ فنا دکہا دوں لقیط عفریت نے کہا کہ جا تجکو خداوند ابلیس کے حوالہ کیا جان خداپرستوں کا کام تمام کر یہہ سنکے تخیف بن خفیف میدان رزم میں آیا اور پہلے سراپا میدان کا دکہا کر وار شمشاد پکر کے آواز دی کہ اے گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد منم دیو تخیف بن خفیف جسکو آرزوئے مرگ و تمنائے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اور آگاہ ہو کہ میرے حربہ کی پناہ نہیں کوئی شجاع و بہادر پہہ دہ قاف میں جنگ میں میرے منہہ چڑہا نہیں اور کوئی شیر دشت مجہہ سے لڑ بہڑ کر سیدہا ہوا نہیں تمہارے نقش ہستی کو دم بہر میں مٹا دونگا گور میں سبکو سلا دونگا نظم

تو اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور — کہ میرے سامنے سے دیو کبھی مور
نہیں ہے کام اژدر جائے آرام — کہ شیشہ کا ہے بخار اسکے بد انجام
بہادر نامور تہے جو کہ سرہنگ — کیا دم بہر میں سینے انکو چورنگ
ہما تیسے و غا میں جو قدم کو — گئے کہ وہ ضرب سے میرے عدم کو
بہادر جو مقابل میرے آیا گر — فنا کا راستہ اسکو دکہایا نر
میرے منہ پر چڑہا جو مرد دلگیر — میں اسکا مدعی ہوں مثل شمشیر
غرض اب تنگ سے نہ کہا جوش — تمہارا اسکا پشیمانی ہے بیہوش
اگر کچہہ حوصلہ دل میں ہو آؤ — یہی گو اور یہی میدان ہے اب تو

غرضکہ بڑی لاف و گزاف کے بعد اس دیو مغرور و متکبر نے یہہ صدا دی کہ ہیں بہادر کو اپنی جان فالتو ہو وہ آکر مجہہ سے مقابلہ کرے یہہ کلام سنکر لشکر اسلام سے دلاور پہلوان اپنے صف سے نکلا اور سامنے صاحبقران اعظم کے حاضر ہو کر میدان جنگ کی اجازت طلب کی صاحبقران اعظم نے فرمایا اے پہلوان یہ تمنے کیا غضب کیا کہ اسقدر جلدی کر بیٹہے تمہاری ابہی عرصہ رزم میں جانے کی کیا ضرورت تہی کوئی اور بہادر چلا جاتا تم اس کے ہم نبرد نہیں ہو یہہ دیو

دیو نہایت زبردست ہے دیو پیکلان نے عرض کی کہ اب مین نکل چکا ہون پلٹ جانا اچھا نہین
اگر حیات مستعار باقی ہے تو بچونگا اسکے ہاتھ سے ورنہ جو مقدر کا لکھا ہوگا شعر
شمشیر حیات ... آید ... من بالنصیب + حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا صاحبقران
اعظم نے فرمایا کہ اچھا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ فرمایا جام شراب عنایت فرمایا
دیو پیکلان نے ساغر ہونٹون سے لگا کر جرعہ درکشیدہ کیا اور سلام کر کے میدان جنگ مین
سامنے دیو تحقیف بن خشفشفت کے آیا اور نعرہ کیا کہ اے زبر بہادری کے تحقیف
بن خشفشفت نے کہا کہ تیری کیا لیاقت ہوئی کہ تو میرے مقابلہ کو نکلا سمجھ جا چلا جا کیون
موت کے منہ مین آیا ہے میرا ہاتھ تجھے نہین اٹھتا ہے کہ تو کمزور ہے دیو پیکلان نے کہا
بہکے بات نا ہے اگر دست و پا کر رہین تو دل کمزور نہین ہے اضرب بہادری کے ابھی حال
کھلا جاتا ہے شنکر دیو تحقیف بن خشفشفت نے خبردار خبردار کہکر وار شمشاد کا وار کیا
دیو پیکلان نے وار کو خالی دیا اور پہلو کی طرف کھینچ کے آکر گرز مارا کہ شانہ دیو تحقیف
بن خشفشفت کا ٹوٹ ہوا اور ہاتھ شانہ سے معطل ہو گیا ... دیو خشفشفت
کو حاصل ہوئی اور اہل اسلام نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کرکے دیو پیکلان کو تحسین
و مرحبا کی صدا آئین دین بلند کی ... دیو تحقیف نے بائین ہاتھ سے خنجر کمر سے نکال کر
دیو پیکلان پر مارا کہ بازو اسکا بھی زخمی ہوا پیکلان نے غصہ مین آکر دوسرا
گرز مارا کہ تحقیف بن خشفشفت کا دوسرا شانہ بھی ٹوٹا دونون ہاتھ بیکار ہو گئے
جاتا تھا دیو پیکلان اراده وار اور کرکے کام اسکا تمام کرون کہ صاحبقران
اعظم نے منع کیا کہ زخمی ہے وار نہ کرو جب یہ اچھا ہو کر آئیگا تو دیکھا جائیگا اور لشکر
کفار کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ اسے زخمی کو لیجاؤ یہ سنکر دیو غراب دوڑا
اور تحقیف بن خشفشفت کو میدان سے لیکر چلا اور صاحبقران اعظم
نے دیو پیکلان کو طلب کرلیا کہ یہ زخمی ہو چکا تھا اور دیو غراب نے
میدان طلب کیا یہ دیو نہایت جسیم ہے کہ طول عرض اسکا یکسان معلوم ہوتا ہے
لشکر اسلام سے اسکے مقابلہ کو ایک دیو نکلا کہ نام اوسکا دیو دراز شاخ
کہ بار شاخ کہتے تھے دیو غراب نے جو ... کا وار کیا دیو دراز شاخ
نے جو سپر ... کا ... کی صدا ... کو زخمی کیا
شقی کو دار دیا کہ دیو دراز شاخ ... ہو گیا دیو غراب
نے نعرہ کیا ... صاحبقران اعظم ... دیو ...
روانہ کیا دیکھا تو دیو دراز شاخ کی ایک شاخ ٹوٹ گئی ہے خون بہ رہا ہے لیکن
... آواز دی کہ ... لاش ... کر ...
... اسکا لشکر سے ضرب شہاب ...
... کہ یہ زخمی ہے اسے مار لیا اسکا آشیان
... وار کیا ... دوسرا
شاخ کا ... بات ... تھا کہ ... صاحبقران

اعظم کے تیرہ و تار ہو گیا اور آواز دی کہ او نامرد کیا کیا تو نے بیٹے تو تیرے زخمی کو خود بچا کر
میدان سے پھیر دیا اور تو نے زخمی کو مار ڈالا دیکھ تو کیسی سزا اسکی دیتا ہوں یہ فرما کر
مرکب کو دوڑا دیا اور برابر دلیر کمر اسپ کے پہونچ کر نعرہ کیا کہ لا ضرب اسنے پھر تماشا
دیکھئے کیا ہوتا ہے دلیر کمر اسپ نے وہی چوب چماق سر پر صاحبقران اعظم
کے لگائی صاحبقران اعظم نے وار اسکا رد کر گئے جو ہاتھ تیغ آبدار اسکا گردن پر
لگایا سر اوسکا دس قدم کے فاصلے پہ جا گرا اور لاش پھڑکنے لگی خون جو منہ خرخرے سے
نکلا صاحبقران اعظم کے بدن پر ڈوب گیا لیکن دلو خراب [illegible] نے
جو دیکھا کہ باپ اوس شخص کا مارا گیا بغیر اجازت لیئے دوڑ پڑا اور فرط غضب کیا تو نے
کہ باپ کو اوس شخص کے مارا دیکھ تو کیا حال کرتا ہوں تیرا یہ کہکر میلی فولادی مارا صاحبقران
اعظم نے میلی اوسکا خالی دیکر پہلو پر آکر جو کمر کا اوسکا پکڑا دیو [illegible] دو ٹکڑے ہو کے
صاحبقران اعظم نے نعرہ ایسا کیا کہ [illegible] سے کھینچا تھا کفار سے کہ دو دو ٹکڑے ہیں لیکن
دیو اشتقال نے سنکے کہا کہ تم [illegible] آتے ہو [illegible] ایک آدمزاد کا یہ خون [illegible] کل میں اس
سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام نقارہ
شادیانی بجاتے ہوئے لیکر صاحبقران اعظم یہ [illegible] ہوتے
میدان جنگ سے پھرے ملکہ آسمان پری [illegible] بلاکر دالان ہو [illegible]
لیکن جس وقت شام ہوئی تو دیو اشتقال ہنسے اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا پھر صاحبقران
اعظم کو پہونچے یہاں بھی نقارہ زر کی آواز شکوہ میں آیا حسب دستور رات تیاری
جنگ میں بسر ہوئی اور صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائی جدال و قتال ہو کے لشکر
کفار سے دیو اشتقال نکلا اور سامنے تخت نصرت میں عقیدت سے آکر اجازت جنگ
مانگی [illegible] دست پشت پر جھاڑی اور کہا جاؤ [illegible] کو
خدا او خداوند کے سپرد کر دیو اشتقال دراز قامت میدان میں آیا
یہ دیو تمام دیوان زمانی سے بلند قامت تھا قریب ڈہائی سو گز کے اسکا
قد تھا [illegible] اسکا چوب چماق تھی کہ وزن اوس چماق کا ساڑھے تیرہ سو
من کا تھا میدان میں آکر [illegible] سفید دندان آہیرے
تھا [illegible] لیکن [illegible] انگشت [illegible] اگر میرے
ہاتھ میں [illegible] مسل کر پھینکدوں صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ [illegible] دیکھوں تو تیرے ہاتھ میں کیسا زور ہے یہ فرما کر مرکب کی [illegible]
[illegible] دیو دراز قامت [illegible] صورت [illegible] غرضکہ
صاحبقران اعظم سامنے دیو اشتقال [illegible] آئے اور فرمایا کہ
[illegible] ضرب بہادری کے دیو اشتقال ہنسا اور کہا کہ تو نے جو وہ ایک
[illegible] دیو کو قتل کیا تو اسے تجھے غرور ہو گیا [illegible] ضرب [illegible] لشکر
[illegible] دل کی دل ہی میں رہجائے گی [illegible] اکال سے
صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ [illegible] بلند [illegible] لیکن

زور تیرا مین سمجھے ہوئے ہون تو لغو ہے بین شمشیر بیہودہ سے زیادہ ہے زور
ہے اوس سے لو پھر کرکے مرتبہ ہے اور دست کشتی مین کہا کہ بیجا کا ہے دلو اشتقال
کو یہ سنکر غصہ آیا اور چوب گران سنگ آسمان رنگ پر کہ جو کوہ ساطے تیرہ سو
من کے ضرب سر پر صاحبقران اعظم کے نشتر واخت وار کہا
لگائی صاحبقران اعظم نے خیال کیا کہ اگر وار اسکا خالی دونگا تو یہہ
سمجھیگا کہ یہ لشکر سے ضرب کے دلمین دیا وار اسکا روکنا چاہئے یہ خیال
کرکے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب چماق جو آکر سپر پہ
پڑی معاذ اللہ تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ چمک کر نکل گیا منتق گرد بلند ہوا
تا کمر زمین ہول سے شق ہو گیا اور مرکب صاحبقران اعظم کا سینہ
تک غرق زمین ہوا دلو اشتقال نے کہا کہ مین نے کام اس آدمزاد کا تمام کیا
پکارا کہ زور و نیست کرو ہم بونہر اس آدمزاد کی لقمین ہے کہ لاشش تک کا پتا
نہ ملے گا یہ سنکر عیار صاحبقران اعظم کا فرق گرد کے آیا اور
گرد کرد کے چہرہ زخ مار کر اندر گرد کے داخل ہوا دیکھا کہ صاحبقران اعظم
صحیح و سالم موجود ہین لیکن ہر سہ مو بن مو سینہ چار ہی سے ہے لیکن
ہاتھ سر دونون مانند ستون فولادی کے قائم ہین عیار نے آواز دی کہ
شہریار یہ ہوشیار ہو کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے یہ سنکر ہوش بجا
آئے اور چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب ترکی ہو گیا ہے لبس کود کر
مرکب سے علیحدہ ہوئے اور دوسرا مرکب طلب کیا اور دلو اشتقال
کو آواز دی کہ الست کروی حریف تیرا مین موجود ہون فوج کفار بالجوش
پر کچھ ہرا آیا ہے دلو کو یقین تھا کہ دلو اشتقال نے کام حریف کا تمام کیا
یا اب جو دیکھا کہ صاحبقران اعظم صحیح و سالم نکلے اور دوسرے
مرکب پر سوار ہو کر نعرے کر رہے ہین کہین چھینٹ بھی نہین آئی اسے نہایت متعجب
ہوئے کہ یہ انسان ہے یا کوئی بلا ہے کہا اتنی پر حریف ضرب اوٹھائی اور پھر
زندہ رہا اور پھر دلو اشتقال نے آواز دی کہ اے آدمزاد حقیقت مین تو بڑا سخت
جان اور بڑا بہادر ہے اگر یہ ضرب میری کوہ پہ پڑتی تو پارہ پارہ ہو جاتا اب
لا ضرب اپنی کہ مین بھی تیری ضرب کا مشتاق ہون صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ ملے اسکے کہ پھر کبھی نہ ملا بخشہ سے ملک الموت کا شاخ

تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن	بہ شادی از دل فراموش کن

پھر فرمایا کہ گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت ہزار پہ جو کہ کوہ پر سے بالا ہے کیا
اور پندرہ سو من کی ضرب کو چرخ دیکر دلو اشتقال پر وار کیا
دلو اشتقال نے برابر چوب چماق کو اوٹھا لیا چہرہ کی پناہ کیا
لیکن گرز جو آکر چوب پر پڑا تا ہے معاذ اللہ ہے معلوم ہوا کہ آسمان
پھٹ پڑا تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک نکل گیا چہرہ زمین ہول

شق ہو گیا ہاتھ دیو اشتعال کے کٹ گئے اور آگ اٹھی [illegible] گرز سنبھالا سر پر پہنچا اور سر گردن میں
آیا گردن سینے میں اور سینہ شکم میں شکم رانوں میں رانیں پاؤں میں پاؤں زمین میں پیوند ہو گیا
چوتھا ٹکڑا ہو گیا شق گرد بلند ہوا شعلہ اٹھا صاحبقران اعظم نے نعرہ کیا کہ [illegible]
محروم لو خبر اسکی کہ کیا حال ہے [illegible] دیکھا تو [illegible] اور [illegible] پانی کے
[illegible] کر پہنچا اب جو دیکھا تو ایک دھبا سا بنا ہوا ہے اور دیو اشتعال
کا پتا بھی نہیں ہے یہ دیکھکر وہ دیو چیخ مار کر رونے لگے [illegible] دیو لشکر عفریت
میں عفریت نے خود کہا کہ سالار لشکر میرا اس طرح مارا گیا ہے پکار اٹھا
کہ ارے کیا دیکھتے ہو ارے لو اس آدمزاد کو بس یہ سنتا تھا کہ تمام دیو ہے
سنبھال سنبھال کر دوڑ پڑے اور [illegible] اور ارشد جبشی نے جو دیکھا کہ تمام
لشکر کا ایک تن تنہا پر یورش ہے [illegible] کیا کر لینا ان آدمزادوں کو بس فوج
دیوان اسلام بھی دوڑ پڑے دونوں لشکر آکر غٹ پٹ ہو گئے وار پر چلنے لگیں میل
ڈالا دی کی ضرب سے زمین میں زلزلہ سا پیدا ہوا [illegible] کی آوازیں آ رہی تھیں
سر دیوؤں کے پٹ پٹ رہے تھے لاشیں زمین پر گر رہی تھیں ہنگامہ [illegible]
برپا تھا ہر طرف [illegible] گردوں سے [illegible] جا بجا لاشیں [illegible]
رہی تھیں رنگت زمین کی سرخ ہو رہی تھی صاحبقران اعظم گرز
سنبھالے ہوئے جنگ کر رہے تھے جس دیو پر گرز مارا وہ پیوند خاک ہو گیا
ادہر اکیلے صاحبقران اعظم لاشوں پر لاشیں گرا رہے تھے
ادہر اوس طرف شہزادہ [illegible] اور ان لشکر نار سے مثل دیو [illegible]
دیو تن تنہا و دیو [illegible] و دیو کچکال و دیو [illegible] و دیو [illegible]
[illegible] دیو [illegible] آہن کلاہ دیو
پاموں و دیو [illegible] و دیو ابلق [illegible] ہزار دست و دیو ابلق
[illegible] ہزار دست [illegible] لشکر اسلام
کے دیوؤں کو بے دردی سے قتل کر رہے تھے کہ اتنا میں [illegible] دیو [illegible]
سے اور صاحبقران اعظم سے سامنا ہوا اور دیو [illegible]
نہایت زبردست دیو تھا ایک لاکھ دیو ونکا افسر تھا اور کسی طرح دیو
اشتعال سے کم نہیں تھا آواز دی اسنے کہ او آدمزاد تو کون سی بلا ہے
[illegible] دولت و خواری سے مارا [illegible] اور [illegible]
[illegible] صاحبقران اعظم نے وار اوس کا
خالی دیکر [illegible] معلوم ہوا کہ وہ [illegible]
[illegible] یا دونوں ہاتھوں سے [illegible] نکلا ایک [illegible] بلند [illegible]
ہوکر زمین پر گرا [illegible] دونوں [illegible] صاحبقران اعظم
نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا [illegible] شام تک یہ جنگ قائم رہی
اور قریب بیس ہزار کے دیوان لشکر اسلام کام آئے تھے اور بارہ ہزار

دیوان لشکر کفار مارے گئے اور کئی سردار دیوان لشکر کفار کے کام آئے شام کو
نفریت بن عفریت نے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہو گئے
اور اپنے اپنے فرودگاہ میں آئے ملکہ آسمان نے فرزندوں کو
گلے سے لگایا اور بلا گردان ہوئیں کہ اب بھی زندگی کا سہارا ہے ملکہ قمر لیشہ
نے سجدہ شکر ادا کیا کہ پروردگار عالم نے زندہ و سالم دکھلایا ہر روز یہ بھی
امید نہیں ہوتی ہے کہ صاحبقران اعظم یہاں جیتے ہیں زندہ
پھرینگے آج بسبب خستگی کے میدان داری موقوف رہی دوسرے روز نفریت
بن عفریت نے پھر طبل جنگ بجوایا صاحبقران اعظم کو خبر ہوئی
فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بھی طبل بجی اس وقت نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ فلک گیر ہوئی دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی
دیوان پر دو لشکر چوب چماق دار شاد و میل فولادی اور لیشت پلنگ اور
ساطور گران سار تیر سل پنجول اپنے اپنے حربوں کو درست کرنے لگے یہاں تک
کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جہونکے
نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی ہوئے نمازیوں
نے فریضہ سحری کو ادا کیا کفار نے آواز دی یا خدا وند ابلیس کی بابت لیکن
جنگجو دونوں گروہ اپنے اپنے طریق مذہب کے موافق رسوم عبادت کو ادا کر کے لشکر
گروہ گروہ دستہ دستہ فشون فشون کر کے صف آرائی میدان جنگ ہو
ساتوں صفیں آراستہ کر کے مقابل ہمدگر کھڑے ہو گئے بعد آراستگی صفوف
قتال جدال نقیب نقابت کر کے نکل گئے کہ فوج کفار سے دیو مہیب
قوی تن نکلا اور سامنے تخت نفریت بن عفریت کے آ کر اجازت خواہ
ہوا نفریت بن عفریت نے کہا کہ جا تجھ کو خداوند ابلیس کے سپرد کیا دیو مہیب
قوی تن میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا آج راشد حبشی اور ارشد حبشی
نے صاحبقران اعظم سے عرض کی حضور کئی روز سے برابر لڑ
رہے ہیں ایک روز بھی نہ لڑتے آخر جان نثار کس دن کے لیے ہیں یہی نا کہ بارے
ہاتھ تنگی جنگ حق نمک سے ادا ہو جائیگی اور بہر ملکہ آسمان پری کو بھی سمجھا دیا
تھا کہ اپنے فرزندوں سے میری قسم آج تم نہ نکلنا فوج کو لڑنے دینا کئی روز سے
برابر میدان داری کر رہے ہو تھکے ماندے ہو اگر خدا نخواستہ دشمن غالب ہو گئے
تو کون ان ظالموں کا روکنے والا ہے اس سبب سے صاحبقران اعظم
خاموش ہو رہے ان کے نکلنے کا قصد نہیں کیا ہے اتنا تو چلتے وقت اونہوں نے
ماں سے کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی ہمکو بلائیگا تو ضرور لڑونگا ورنہ خود سے نہ نکلونگا
بس اس وقت دیو مہیب نے مبارز طلب کیا ہے اور ارشد حبشی نے سمجھایا ہی
تو صاحبقران اعظم خاموش ہو رہے اور فوج اسلام
سے ایک آدھ دیو نکلکر دیو مہیب سے سامنا کیا لیکن جو گیا بازخمی ہوا یا مارا گیا

دو پہر مین سات دیو زخمی ہوے اور چار مارے گئے بعد اسکے پھر دیو میدان سے پلٹ
گیا اور شکیلا نے آہن کلاہ دیو نفریت بن عفریت سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا ارشد حبشی نے صاحبقران اعظم
سے رخصت جنگ طلب کی فرمایا کہ جاؤ تمہین حفظ خدا مین دیا اور جامہ عنایت
کیا ارشد حبشی جامہ پہنکر میدان جنگ مین آیا اور شکیلا نے لیکر آہن کلاہ سے
سامنا کیا شکیلا نے آہن کلاہ نے ارہ لپیٹ نہنگ مارا کہ اگر ارشد حبشی خالی
نہ دیتا تو بچنا محال تھا اس وار اوسکا خالی دیکر ارشد حبشی نے اپنا وار کیا کئی ضربون
کے رد و بدل ہوے آخر کار ارشد حبشی ہاتھ سے شکیلا نے آہن کلاہ
کے زخمی ہوا ارشد حبشی نے نکلکر مقابلہ کیا یہی زخمی ہوا ایسا تا شام کئی مقابل تک
نو سردار زخمی ہوگئے اور پانچ دیو جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا اور دونون
اپنے اپنے فرودگاہ پہنچے دیو نفریت بن عفریت شکیلا نے آہن کلاہ پر سے
نثار کرتا ہوا اور طبل شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھرا اور ادہر اہل اسلام نہایت
پریشان وا ور اس اپنے فرودگاہ پر آئے لاشین دلیرون کے اوٹھالین اور گاڑ دفن
کیا زخمیون کو شفا خانہ مین بھیجا صاحبقران اعظم نے نہایت افسوس کیا کہ اگر مین
خود نکلکر لڑتا تو دیو کیون مارے جاتے اور آسمان پری سے کہا کہ آج آپکے حکم کی تعمیل
کا یہ نتیجہ ہوا کہ کئی دیو مارے گئے اب کل کے بارے مین کچھ نہ ارشاد فرمائیگا اسی اثنا مین
پھر آواز طبل جنگ کانون مین آئی اور یہان بھی کوس جنگی نوازش مین آیا اوسی طرح
رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان قتال مین آئے پرے قبضہ باندھ کر
ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوگئے آج پھر دیو مہیب قوی تن لشکر کفار سے
نکلا اور میدان مین آکر کہا کہ اے آدمزاد یا تو مجھسے ڈر گیا جو میدان مین نہین نکلتا کب تک
اپنی جان بچایا کریگا یہ سنکر صاحبقران اعظم نے مرکب کو جولان کیا اور
سامنے دیو مہیب قوی تن کے آکر آواز دی کہ او ملعون تیرے سردار کو تو مین نے
کس ذلت و خواری سے مارا تیرے بھی یہ حقیقت ہوئی کہ مین تجھسے ڈر جاؤنگا لا ضرب
بہادری کی دیو مہیب نے وار شمشاد ماری صاحبقران اعظم نے
وار اوسکے ہاتھ سے چھین کر جو دہنی ضرب ماری دیو مہیب پیوند خاک ہوگیا دہاکے سے
ضرب کی زمین ہلگئی بس اسکا سر تا کٹا فوج اسلام سے نقارہ فتح کی خوشی بلند ہوئے اور
لشکر کفار مین غریو فریاد کا ہوا یہ دیکھکر شکیلا نے آہن کلاہ نے دیو نفریت
بن عفریت سے اجازت جنگ لی اور سامنے صاحبقران اعظم کے آکر
آواز دی کہ جیسے تو نے دیو اشتغال کو مارا سیکڑون میری آنکھون مین اوترا ہوا
ہے کل بھی مین اسی غرض سے نکلا تھا کہ اگر تو میرے مقابلہ کو نکلے تو تجھسے عوض خون
دیو اشتغال کا لون مگر کل تو مارے خوف کے سامنے نہ آیا آج تجھکو میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا اسکا یہ ضرب گرز کو گران سے بھی نہین رکھتی ہے یہ کہکر ارادہ کشتی نہنگ
کا وار کیا صاحبقران اعظم نے ہنستہ تیغ ماری کہ دستہ ہتہ سے کٹکر ارادہ علیحدہ ہوا

شکیل اٹھے آہن کلاہ نے تنبیہ مشہور کھینچ مارا صاحبقران اعظم نے خالی دیکر تیغ آبدار کا
وار سپر پر لیا اور شکیل اٹھا لیے سر آہن کلاہ کے دو ٹکڑے ہوگئے پس اسکا مرنا تھا کہ لشکر فوج کفار سے
ایک دیو نکلا وہ بھی مارا گیا شام تک صاحبقران اعظم نے سترہ دیو جان سے مارے شام
کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے آج اہل اسلام تو نہایت شاد و خرم
ہیں اور کفار نہایت ملول اپنے فرودگاہ پر آئے اور طبل نہیں بجوایا بارگاہ میں دیو لفریت
کے آدمی سردار لشکر آئے ہیں اور آدمی کے دیو مارے گئے ہیں صاحبقران اعظم
نے ستھرا کر دیا ہے دیو لفریت بن عفریت نے دیو کو اٹھ بن کر اسکو سپہ سالار کیا ہے
کہ یہ دیو دیو اشقال سے بھی زبردست ہے اور اسنے آخر یہ کہا تھا کہ میں دیو اشقال
کا ماتحت کبھی نہیں ہوں گا لفریت بن عفریت نے اس سے وعدہ کیا تھا
کہ میں تجھی کو سپہ سالار کرونگا مگر وقت اسکا آئے گا جب دیو اشقال مارا گیا تو دیو
لفریت بن عفریت نے اسکو سالار لشکر کیا کہ دیو کلکل دیو اشقال کہ اڑہن گرانہ
کو دیا لیکن بالفعل جنگ کو ملتوی کیا اور اس سوچ میں بیٹھا کہ یہ آدمزاد کسی دیو سے
قتل نہ ہوگا اب کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ بغیر لڑے بھڑے قابو میں آجائے یہ خیال کرکے
ایک گہرا اپنے دل سے سوچا اور دربار برخاست کیا اپنے خیمہ میں آیا اور دیو قرسی کو
طلب کیا کہ یہ دیو چالاک اور فن عیاری میں طاق و مشاق تھا جس وقت دیو قرسی
حاضر ہوا عرض کیا کہ مجھے کیوں یاد فرمایا ہے لفریت بن عفریت نے کہا کہ اے
قرسی اگر تو صاحبقران اعظم کو کسی طرح گرفتار کر لائے تو جو تو کہیگا وہی میں تجھکو
دونگا یہ سنکر دیو قرسی نے کہا کہ اے بادشاہ میں ایک مدت سے تیری بہن پر
شیفتہ ہوں اگر تو اسکے ساتھ میری شادی کر دینے کا عہد کرے اور قسم خدا ابلیس کو درمیان
دے تو میں اس کام کو انجام دوں اس لیے کہ اگر اس کام کا تجھکو گران بہا معلوم ہوتا ہے
تو مجھے یہ کام کبھی آسان نظر نہیں آتا لشکر اسلام میں جاکر اسکے سردار کو جیتا اٹھا لانا ذرا سہل
کام نہیں ہے اسمیں جان جوکھوں ہے دیو لفریت نے اگرچہ یہ امر شاق تھا مگر غرض بری تھی
ناچار دیو قرسی سے اقرار کر لیا اور تاکید کر دی یہ سنکر دیو قرسی جان پر کھیل کر طرف
لشکر دلیران اسلام کے روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر پہونچا دیکھا کہ گشت طلایہ کا ہو
رہا ہے اور از بس بیدار باش و ہشیار باش کی بلند ہے ہر چند اسنے کوشش کی کہ کسی طرح
چھپ چھپا کر داخل لشکر ہوں لیکن ایسا انتظام تھا کہ ممکن نہ ہوا آخرکار یہ صحرا کی طرف
گیا اور وہاں جاکر نقب لگانا شروع کی تمام رات نقب کھودی مگر اس قدر فاصلہ تھا کہ کام
ناتمام رہا قریب صبح واپس چلا آیا اور وہانہ نقب کا ایک سنگ سے چھپا دیا دوسرا
دن گذار کر جب شام ہوئی تو پھر یہ دیو مکان پر پتھر ہٹا کر داخل نقب ہوا
اور تمام رات پھر نقب کھودا کیا خلاصہ یہ کہ تین روز میں نقب صحرا سے خیمہ
صاحبقران اعظم تک پہونچ گیا اور طبقہ نقب کا پشت خیمہ
میں ٹوٹا یہ وہ وقت تھا کہ صبح قریب تھی بہت سے واسطے بھی رات بھر جاگتے
جاگتے سرد ہوا پاکر سو گئے تھے بارہ کبھی غافل نہ تھے شمعیں بھی جھلملا رہی تھیں کہ بس

دلو فرسی نے بیہوشی صاحبقران اعظم کے دماغ میں پھونک دی اور پشتارہ
باندھ کر اوسی نقب کے راستے لیکر روانہ ہوا اوسوقت پہونچا کہ صبح ہو گئی تھی
وہان دلو لقیت اسکے انتظار ہی میں بیٹھا تھا کہ فرسی پہونچا اور پشتارہ صاحبقران
اعظم کا سامنے رکھدیا لقیت بن عفریت نے کہا کہ جاکر اسکو چاہ پشتہ
تاریک میں پھینک آؤ کہ وہ چاہ نہایت عمیق ہے اور جانوران گزندہ اوسمیں بہت
رہتے ہیں یہ اوس چاہ میں گرتے ہی ہلاک ہو جائیگا اور اگر یہان میں اسکو قتل کرونگا تو قیامت
کبری برپا ہوگی پردہ دنیا سے رسیدہ ہو جائیگی اور ہزارہا لشکر اسکا عوض خون لینے کو
موجود ہو جائیگا اور دلو ہمراہ ... ہمراہ لیکر ... گیا کرو ولا کہ
دلو ساتھ کرکے ارادہ صاحبقران اعظم کو ڈالنے کا چاہ کے کیا یہ دونون
دلو خوشی خوشی صاحبقران اعظم کو لیکر طرف چاہ پشتہ تاریک کے روانہ ہوئے کہ ایسے
ارکان حال ہمیں عرض کیا جاتا ہے دلو فرسی سے کہا کہ تمنے اپنا کام کر دیا اوسنے وعدہ کو
اپنا پورا کر دیا لقیت بن عفریت نے ایک رقعہ اپنی مان کے نام لکھا کہ مین نے صاحب
دلو کو یہ رقعہ دیکر بھیجا ہون اس کے ساتھ شادی ہماری کر دیجئے تامل نکرنا
اس لیے کہ مین نے اس سے اقرار کیا تھا اور اسنے بہت بڑا کام کیا ہے دلو فرسی
رقعہ لیکر روانہ ہوا لیکن آپ خوش و خرم بیٹھا ہوا ہے جب جائینگے دیکھا جائیگا داستان کے
داستان ادہم سنیئے کہ اب حال پر ملال لشکر اسلام کا سنیئے کہ جب صبح ہوئی اور
خادم داخل خیمہ صاحبقران اعظم ہوا کہ جل کر شہزادہ کو جگائیں کہ وقت نماز کا
تنگ ہو گیا ہے وہان جاکر عجیب حالت دیکھی کہ مسہری خالی ہے پشت خیمہ کے جانب
سے باہر جاکر دیکھا تو ایک نقب کا کھلا ہوا ہے یہ خادم ... لگا کہ کوئی عیار
صاحبقران اعظم کو چورا لے گیا ہے یہ سنتے ہی لشکر میں تہلکہ پڑ گیا دلو سر پیٹتے
دوڑے بعض دلو نقب میں بہانہ پکڑے کہ شاید راستے میں پہنچیں لیکن اب کون
پہنچتا ہے جو گرفتار کریں ادہر ادہر ڈھونڈ کر چلے آئے رفتہ رفتہ یہ خبر
ملکہ آسمان پری اور ... سلطان اور ... کو پہونچی سنتے ہی
... اور ملکہ آسمان پری اسقدر روئیں اور پیٹیں کہ بیہوش ہو گئیں
سلطان نے سر دہر ... اپنے حال میں ... اور ملکہ آسمان
پری بیہوش پڑی تھیں انکی ... ایک تو سن ضعیفی دوسرے
جوان فرزند کا صدمہ یقین ہو گیا تھا کہ ... فرزند کو زندہ کیا ہوگا دشمن
اوسکو قتل کر چکے ہونگے اسی ... سانس الٹ گئی اور مرغ روح
آشیانہ تن سے پرواز کر گیا ... جب ہوش
... سلطان کی مان ... دیکھا کہ ...
... کی حالت کیا ... دیکھا تو
رابطہ نفس ... منقطع ہو چکا ہے کوئی علامت زندگی نہیں پائی ...
عبد الرحمن جنی نے جو دیکھا ... انتقال فرمایا ... کہرام برپا ہوا

سب بیٹھنے لگے دوپہر تک قیامت کبریٰ برپا رہی آخر کار [illegible] اوڑھانے کا سامان کیا اور
قریب گلستان صاحبقران ثانی سعد بن قباد شہریار کے دفن کیا تین روز تک ماتم
عظیم برپا رہا تمام شہر معہ فوج کے سیاہ پوش تھا ایسی حالت تھی کہ دیو عفریت بن عفریت
کو بھی رحم آگیا اور کہا کہ ذرا ہوش میں ان لوگوں کے ٹھکانے ہو لیں تو قلعہ پر دھاوا کروں

لیکن اب یہاں سے حال سلیمان ثانی شوہر ملکہ قریش سلطان کا بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ بھی خبر لشکرکشی دیو عفریت کی سنکر اضطراب [illegible] رو بجائے تھے طے مراحل و قطع منازل کرتے
چلے آتے تھے راستے میں دیکھا کہ بہت سے دیو آرام [illegible] کے بند [illegible] کا سے لیے جاتے ہیں
اپنے دیوں سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیسی قید جاتی ہے [illegible] ان نے دریافت
کرکے عرض کی کہ غضب ہوا صاحبقران اعظم [illegible] کو یہ دیو نہیں معلوم کس طرح
اسیر کر لائے ہیں اور چاہ پشتہ تاریک میں [illegible] ڈالنے جاتے ہیں بس یہ سننا تھا کہ
سلیمان ثانی نے کہا کہ مار لو ان حرامزادوں کو اور چھین لو قیدی اسے یہ کہکر [illegible] کو جولان
کیا اور مانند برق کے لشکر دیوان پر گرے [illegible] قتل کرتا [illegible] حالت [illegible] دیو [illegible]
نے کہا کہ میں تو اس آدم زاد کو روکتا ہوں اسے دیو مردود تو قیدی کو لیکر بھاگ اور کسی طرح
پشتہ تاریک میں پھینک دے یہ کہکر دیو مقابل ہوا تو سلیمان ثانی کے سدراہ ہوا اور دیو
مردود قیدی لیکر چاہ تاریک کی طرف بھاگا مگر [illegible] سلیمان ثانی کا ہوا اور آواز
سلیمان ثانی کی کان میں صاحبقران اعظم [illegible] کے پہنچی بس ہتکڑی بیڑی
[illegible] دامن آرزو میں [illegible] اب جو [illegible] مارا [illegible] پارہ پارہ [illegible] ڈالا
یہ کہکر دیو مردود [illegible] کہا کہ اے آدمزاد [illegible] کیا تو [illegible] ڈالا
دیو بھی نہیں تو [illegible] چھوڑتا ہوں [illegible] دیو عفریت بن عفریت
کو پریشان کرے یہ کہکر ساطور بار [illegible] صاحبقران اعظم [illegible] ساطور
خالی دیا اور میل ساطور [illegible] مارا [illegible] دیو [illegible] نکل آیا اور دیو مردود
سامنے او [illegible] آرہا بس اسکا سامنے آنا تھا کہ وہی ساطور جو مارا [illegible] دیو مردود
کے دو ٹکڑے ہوگئے اور پھر سلیمان ثانی سے اور [illegible] سامنا ہوا [illegible] دیو
پکارا کہ اے آدمزاد تو اسکا کون ہے [illegible] آیا ہے [illegible] چلا جا ورنہ [illegible] مارا جائیگا سلیمان ثانی [illegible] اور [illegible]
جاتا ہوں طول تقریر سے کچھ حاصل نہیں ہے آکر [illegible] اگلی
تولا ضرب بہادری کے دیو [illegible] سار [illegible] کا وار کیا سلیمان ثانی نے
سار [illegible] کو تیغ سے قلم کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا [illegible] ٹکڑا [illegible]
نظر آیا دیو [illegible] کے دو ٹکڑے [illegible] سلیمان ثانی اور
صاحبقران اعظم [illegible] دیوں [illegible]
اور لاشوں پر لاشیں گرانا [illegible] کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے
انبار لگا دیئے لیکن دو لاکھ دیو تھے کہاں تک قتل ہوتے دیو بھی برابر لڑتے

کئے چلے آتے ہیں شور کر رہے ہیں کہ مار لو ان آدم زادوں کو جانے نپائیں غضب کیا
انھوں نے سرداروں کو ہمارے مار ڈالا بہت دیر تک یہ دلیو لڑا کیے ہزار کا ہینہ
ہوا آخر سکار فوج لے سردار کہاں تک لڑتی سب بھاگ کھڑے ہوئے یہاں
سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم سے ملاقات ہوئی سلیمان
ثانی نے پوچھا کہ کیا حال ہے گلستان ارم کا اور تمکو کیونکر ان دیوون نے
اسیر کیا صاحبقران اعظم نے سارا حال جنگ کا اور اپنی اسیر ہونے کی کیفیت
بیان کی اور کہا کہ ابھی نہ معلوم وہان کیا کیفیت گذری ہوگی جلد چلنا چاہیے اسلیے کہ ایکی مرتبہ
دلیو افریت کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے اگرچہ تیس چالیس سرداروں کو مار لیا مگر ابھی
بڑے بڑے دیو باقی ہیں سلیمان ثانی نے کہا اگر ایسا ہے جلد چلنا چاہیے اب یہ دونون سامنے
بہشتی گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے دیکھیے کب پہونچتے ہیں لیکن اب ہوتا ہے

اول حال دیو لفریت بن عفریت کا بیان کیا جاتا ہے

کہ اوسنے بعد انتقال ملکہ آسمان پری کے یہ پہونچا تو سکوت اختیار کیا انہین روز کے
طبل جنگ ہوا دیا کہ ایسا نہ ہوا ان مُدعیوں کی کمک آجائے پس لشکر آسمان پری
مین ہوئی عبدالرحمن جنی نے فوج کو قلعہ مین کر لیا خندق مین آگ روشن کرادی پل
تختہ اٹھوا دیا لیکن جب یہ خبر ملکہ قمر لشکر سلطان کو پہونچی عبدالرحمن جنی سے
کہا کہ مین ان حرامزادون سے لڑونگی یہ فرما کر سلاح جنگ سے آراستہ ہوئی تیغ کر سے
لگا کر سپر پشت پر ڈالی خود سر پر رکھا موزے پاؤن مین پہنے دستانے ہاتھون مین پہنے اور آمادہ
جنگ ہو کر بیٹھین لیکن عبدالرحمن جنی نے کہا کہ آپ متردد نہون اور خلاف حکم
شہنشاہ کے کیجئے تو قاعدہ سے پایا جاتا ہے کہ ہر وقت کام پہونچینگے اور انجام مین فتح آپ ہی
کے نام ہوگی کیا خیر دیکھا چاہیے غرض کہ طبل جنگ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ
شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان مصروف نغمہ سرائی
ہوئے اہل اسلام نے نماز سحری سے فراغت حاصل کیا افریت بن عفریت نے پانچ سو
لاکھ دیوون کی فوج لیکر میدان جنگ مین آیا تو میدان کو خالی پایا پکار کر آواز دی کہ تمھین جس شخص
پر بھروسا تھا وہ ایسا گیا کہ قیامت تک ملاقات نہوگی اب بھی اطاعت کا ن مین ڈالو
تو جان تمھاری بچ جائیگی ورنہ ایک ایک کو چن چن کر مار ڈالونگا اہل قلعہ نے گالیان دین کہ او
ملعون کیا بکتا ہے ہم بھی تیری اطاعت نکرینگے یہ سنکر اسنے دیو کو ہرا اور دو دیون
ثانی طرف دیکھا اور کہا کے لو قلعہ ان خدا پرستون سے لیلو یہ سنتے ہی یہ دونون دیو دوڑ کر
اپنے ہمراہ لشکر قلعہ کی طرف چلے اہل قلعہ نے جو ان دونون دیوونکو اسطرف آتے دیکھا تو یون
سنگ ریزہ لاکر توپین سر کین اور گولے مارنا شروع کیے ان دونون دیوون نے گرز سر کو چھپالا
دامن کر واسطے اور قلعہ کی طرف چلے قلعہ کیطرف سے لوگون کی مار ہونے لگی توپ خانہ رعد
آواز کر جا تمام صحرا دہوان دہار ہو گیا ہزار ہا دیو لشکر دیون تہ بالا ہو
دیو کو کہ مارنے کے جس دیو کے گولہ لگا سینہ توڑ کر نکل گیا

بیابانی و باشلا تین زمین پر بچھی ہوئی ہین گولہ اندازون نے جسے تاکا اوسے مارا دیولوٹن تنہا اور
دیولو کمر کرا یہ بھی گولون سے بچا رہا اوکی لیکن ان دونون کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ برابر
ہر گولے کو گرز سپر سے رد کرتے رہوے قریب خندق ہو پہنچ گئے جسوقت وہان اسطرف ہوا
دیکھا اہل قلعہ نے قسم دونون دیولو زندہ و سالم موجود ہین بس ماننے کا منہ والا کہ کڑک کا گولا بارود کی
ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین پھینکین مگر ان دونون نے ان حربون کو بھی روکا اور جسوقت
کہ یہ دروازہ قلعہ پر جا پہونچے بس یہ دیکھکہ قلعہ مین تہلکہ مچ گیا لوگ دست بدعا ہوئے
کہ اے کس بیکسان واے دادرس غریبان اپنے بندہ ہائے ناتوان کا فرون کے ہاتھ سے نجات
دے ادہر ملکہ قریشیہ سلطان نے سپر تلوار سنبھالی اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ تمہارے
باعث سے یہ نوبت بہم پہونچی ورنہ مین ان کو قلعہ کے قریب ہی نہ آنے دیتی خیر اب تو جو ہوا وہ
ہوا بس دروازہ قلعہ کا کھولدو مین ان حرامزادون کو مزا سرکشی دئیے دیتی ہون عبدالرحمن
جنی نے یہ کہا کہ یون آپکو اختیار ہے مگر میری رائے نہین ہوتی اگر شوہر آپکے پوچھینگے
کہ ہمنے تو منع کیا تھا تم میدان جنگ مین کیون نکلین تو آپ کیا جواب دیجئے گا قریشیہ
سلطان نے کہا کہ یہ اسوقت کے لئے ہے جب کوئی مددگار موجود ہوے اسوقت مین اپنی
حفاظت اور کسطرح ہو سکتی ہے یہ فرماکر مرکب طلب کیا اور چہرہ پر نقاب ڈالے اور دروازہ
قلعہ کی طرف چلین اور آواز دی کہ ای اہلیان ہشیار خبردار دروازہ قلعہ کا نہ توڑنا مین آتی
ہون یہ فرماکر ادہر تو یہ چلین ادہر دیولو کمرکرا اور دیولوٹن تنہا نے جو نعرہ کی آواز سنی
کہا کہ پہلے سے کیا مناسب تھی جو شکل کر رہتا بلکہ نہ کیا قریشیہ سلطان نے کہا کہ دیکھ تجھے سب
کچھ بتلائے دیتی ہین یہ فرماکر قلعہ کا پہاٹک کہلوا دیا اور چاہتی تھین کہ قلعہ سے نکلین کہ ناگاہ
از پردہ بیابان گردے برخاست نگر بتیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ پائے
گرد فرد زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے دیولو فہیت تو دل مین ڈرا کہ معلوم
ہوتا ہے کمک اہل اسلام کی آگئی اور دیولو کمرکرا و دیولوٹن تنہا بھی منتظر ہوے
ملکہ قریشیہ سلطان بھی رکی کہ ایسا نہ ہو کہین وہی مردود آجاے کہ تو مجھے طعنہ دے گا کہ اسی
اثنا مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم
پیدا ہوے پشت پر چالیس ہزار دیولو قریشیہ سلطان تو صورت اپنے شوہر کی دیکھکر
ہی اولٹے پاؤن پھرین اور اہل قلعہ نے پاٹون پاٹ دروازہ کھولدیا اور قلعہ سے نکلنے لگے
دیولو کمرکرا اور دیولوٹن تنہا قلعہ سے پھرے دیولو فہیت نے جو صورت صاحبقران
اعظم کے دیکھی دم فنا ہو گیا کہ یہ کیونکر چھوٹا اتنے مین دیکھا تو فوج دیولو مردود اور
دیولو مرداد کی لاشین لئے ہوے اور خاک اوڑاتے چلے آتی ہین دیولو فہیت
نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا یہ کیونکر چھوٹا اونھون نے تمام ماجرا سلیمان ثانی کے
آنے کا اور قید توڑنا صاحبقران اعظم کا اور مارے جانا اپنے
سردارون کا بیان کیا ادہر صاحبقران اعظم نے آتے ہی دیولو
کمرکرا کو ٹوکا کہ او ملعون تجھے غیرت نہ آئی کہ مجھکو دغا سے قید کرکے اور پھر بھیجا اور اب
ادہر میدان خالی پاکر قلعہ پر یورش کی کہ اب مین آگیا ہون اب تو قلعہ کی طرف قدم بڑھا پاؤن توڑ

ڈالیگا دیو گرگرا نے کہا کہ اے آدم زاد قسم ہے خداوند اہلمیں کی کہ مین اس واقعہ سے آگاہ نہین ہین
اسکے کیسے اسیر کیا اور کیونکر اسیر کر کے اسطرف بھیجا ہان قلعہ پرستک بیشک مینے دہاوا کیا تھا
تو یہ فعل بھی بادشاہ کے حکم سے تھا یہ فعل نہ تھا اور مین تجھسے ڈرتا نہین ہون اب بھی تیرے
مقابلے کو موجود ہون یہ سنکے صاحبقران اعظم نے فرمایا دیر کا ہے کی ہے لا ضرب
بہادری دکھا تو دیکھون اور پہر دیو حق پرست نے سلیمان ثانی کا سامنا کیا دیو گرگرا نے
صاحبقران اعظم پر چماق چادر کا وار کیا یہ حربہ عجیب ظالم حربہ ہے کہ اس
سے بچنا دیوون کا دشوار ہے مگر آدمزاد کا خیال زنجیرون کے جال مین ٹرجی ٹرجی شکل
ہندسی ہو لی ہوئی تھا صاحبقران اعظم بھی ایسا بہادر تھا جنسے اس حربہ کو
لاکھون سپاہ کو بری رہتی کا اوسکا ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ تلوار دہنشاہ نے پر دیو گرگرا کے
چلی اور بائین کرسے نکلی چلی گئی ادہر کا نہ رہا ایک طرف گرا اور نیچے کا دھڑ دوسری جانب
سے معلوم ہوا کہ ایک مینارہ بلند دو ہو کر گر پڑا زمین ہل گئی دونون ٹکڑے اسقدر بھے
کہ زمین کو زلزلہ آگیا اور پہر دیو حق پرست نے شاہزادہ سلیمان ثانی پر وار شمشاد
کا وار کیا سلیمان ثانی نے یہ فعل کر ایسا ہاتھ تیغ آب دار پر کا مارا کہ بند دارہ
کھل گیا مین بائیں شکل آہن دیو حق پرست اور نیچے منہ گر پڑا ان دونون کا
مارے جانا تھا کہ ان شیر سپاہ نے چالیس لاکھ کے لشکر کو آواز دی
کہ اے سپاہ دیکھتے ہو یا نہین آدمزادون کو غضب کیا انہون نے کہ اتنے اتنے بڑے
سردارون کو مار ڈالا ہمانے ہی سنا یکن آج اسے بغیر فیصلہ کئے نہ بیٹھنا بس
یہ سننا تھا کہ چالیس لاکھ دیو پرفشن لے کے چلے صاحبقران اعظم
سلیمان ثانی کی طرف دیکھکر کہا کہ بہائی صاحب آج سامنا موت
کا ہے بچنے کی کوئی صورت نظر نہین آتی ہے مگر اتنا خیال ہے کہ جہان تک ممکن ہو
چن چن کر سردارون کو قتل کیجئے یہ کہکر تلوار کہینچی اور لشکر دیوان پر گرے اور سلیمان ثانی
افراسیاب بادل مین ڈوبے اور قتل کرنا شروع کیا جس دیو کو تلوار ماری اوسکے
دو ٹکڑے ہو گئے اور دیو پہلوان گلستان ارم اپنے مالک کے شیر بیکس ہو کر
مصروف جنگ ہوئے مگر صاحبقران اعظم نے جو لشکر کو اپنے
سپاہ کو پوش دیکھا نہایت پریشان ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے خدا خیر کرے کہ ایسی حالت مین
کوئی طرح فرصت تو ملتی نہین ہو اگر ایک دیو قتل ہوتا ہے تو چار مقابلہ
پر نظر آتے ہین ہر طرف سے ہین صدائے تکبیر دیو زبان بلند ہے لاشین
گر رہی ہین بازار موت گرم ہے جانون کی خریداری ہے گوشت امن نایاب
ہے ہاتھ پیٹ کر گر رہے ہین جو دیو گرتا ہے زمین ہل جاتی ہے ہنگامہ
قیامت بپا ہے ڈہالون کا دہوان دہار ابر چھایا ہوا ہے کوندا برق شمشیر کا
چمک رہا ہے بارش سرون کی ہو رہی ہے دریائے خون مین سیلاب
پر سیلاب آرہے ہین جو دیو قتل ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دہانہ مشک سے نہ
پر خون کا کہل گیا زمین گلنا رہی ہے ہی ہے لاشون پہ لاشین گر رہی ہین ادہر تو

صاحبقران اعظم نے یہ جوہر کار نخ کیا ستھرا کر دیا اور سلیمان ثانی
نے دشمنون کے لاشون کے انبار لگا دیئے ہین یہ دونون شیر سرداران
لشکر دیوان کی تلاش مین رہتے ہین جسے پا لیتے ہین وہان شمشیر آبدار کر کے سردار اور
مارے گئے اور لشکر اسلام اور لشکر کفار کے دلو دلون مین چماق چادر چوب
چماق ساطور گرز ان و لشت نہنگ وار شمشاد چوب گران میل فولادی تیر سنان
پنجہول سار تیر گرز تبر ابر چل رہے ہین قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے اور وہ صف
دیوان کفار کو یہ خیال ہے کہ تعداد انکی ہمیشہ بہت کم ہے اگر ایک ایک مٹھی خاک
ڈالین گے تو یہ تپ کے رہجاینگے اور ادھر دیوان لشکر اسلام یہ سمجھ رہے ہین کہ
مرنا تو ہر طرح ہے پھر دشمنون کو اچھی طرح سے مار کر کیون نہ مرین دو دولت فوجین
لڑی ہوئی ہین نقشا یہ ہو رہا ہے کہان تک گذارش کیا جائے کہ دوپہر کامل
تلوار چلی اب سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم
کی یہ حالت ہے کہ خود بھی زخمی ہو گئے ہین طاقت نے جواب دے دیا ہے
کہان تک لڑین کس کس پر قتل کرین چالیس لاکھ دیو ہین اگرچہ اب تعداد
کم ہو گئی ہے تاہم تیس چھبیس لاکھ ہین تو شاید ہین ہے قریب ہے کہ لشکر اسلام
شکست کھا جائے اور صاحبقران اعظم و سلیمان ثانی
شہید ہو جائین ملکہ قرۃ العین سلطان باہم قلعہ پر سے ملاحظہ فرما رہے ہین اور
بہائی اور شوہر کے واسطے بیتاب ہین اہل لشکر مولد سے ہین مصروف دعا ہین
کہ الٰہی بیکسان وا سے واد رس غریبان مشکل کو ہماری آسان کر اور مدد کر اپنے
بندون کی کہ تیری راہ مین کفار سے جہاد کر رہے ہین عبد الرحمن جنی
نے پریشان ہو کر زائچہ کیا ہے اور احکام استخراج کر رہے ہین لیکن کچھ سمجھ
مین نہین آتا ہے ہر ستارہ انتشار طبیعت کی وجہ سے دماغ پریشان ہے اور ادھر
صاحبقران اعظم اور سلیمان ثانی گھوڑون پر جھوم
رہے ہین اگر کوئی دیو خود قریب آجاتا ہے تو اوس سے لڑ لیتے ہین ورنہ آگے
بڑھنے کی قوت نہین ہے بازو شل ہو گئے ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گھر بیٹھا ہے
زخمون سے خون ٹپک رہا ہے قرۃ العین سلطان اور قمر سیمائی دونون
مان بیٹیون نے قصد کیا ہے کہ چلکر شریک جنگ ہون سلاح جنگ سے آراستہ ہو نکلی ہین
کہ یکایک ادھر دھوا بیابان گرد ہی پر غبار سخت مکدر نظر آیا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
اہل اسلام دعا کرنے لگے کہ خداوندا ہماری کمک پہنچے کہ ہم بہت پریشان ہین اور دھر کفار یہ
خیال کر رہے ہین کہ اگر اہل اسلام کی کمک بھی آئیگی تو ہمارا کیا کریگی کیا الٹ دینگی جمعیت
پر خاطر جمع ہے مگر نگاہین [illegible] کی اوسی طرف ہین کہ کون آتا ہے یکایک اوسی گرد کا شگاف ہوا
اور دل گرد سے ایک شہزادہ جوان کی صورت صاحبقران چہرہ خال و خط ابروان سے جو
علامات اولاد صاحبقران کے ہوید ا ہیلو ہین یا پسر طرف فرخ خان کا میرزی فرماتے
ہین لشکر ہویدا ہے دو مرے جانب ارتس ہو رہا ہے پیر اور نیت پراک دیو اس سے ازرو قامت

قوی الجثہ بہت سے آگر زیادہ ہاتھ مین لیے ہوئے عقب مین اونکے دس ہزار دیو وہ بھی ایسے ہی
زبردست ہر ایک اونمین کا قابل سردار ہے لشکر ہے مگر اپنے افسر کے سامنے وہ مرتبہ
اک سپاہی کا رکھتے ہین مالک قلیچ سلطان وغیرہ نے سکندر رستم خو کو کبھی دیکھا
تو تھا نہین صرف سنا تھا کہ سب کو تعجب ہوا کہ یہ لڑکا کس وقت آیا ہے ایسا نہو کہ مبتلائے
بلا ہو لیکن سکندر رستم خو نے یہ قیامت برپا دیکھی کہ لشکر اسلام شکست کھایا چاہتا ہے
اور وہ سردار نہایت زخمی ہین دیوونکا اونپر یورش ہے وہی ایسے بہادر ہین کہ اس
حالت مین بھی برابر حملہ شیرانہ کر رہے ہین بس یہ دیکھتے ہی سکندر نے آگے بڑھ کر دہی
گہر ہان مار لینا ان شاہزادون کو کہ بڑی سرکشی انہون نے کر رکھی ہے یہ کہکر گھوڑا
ڈالدیا ساتھ ہی ارشوون پیرا و فرہاد خان یک صفی فرسنگ بن لندہور
گھر کے فوج کفار پر گرے اور دہر تو دیو تہمتن گرزن نے گرز سیدھا کیا
اور اگر فوج کفار پر دس ہزار دیوون سے گرا اور اپنے گرز گران سے ان دیوونکو
تھپکنا شروع کیا جسپر گرز مارا ایک چبوترہ بنادیا اب قتل کرتا ہوا علمدار لشکر
دیوان کی طرف چلا اور سکندر رستم خو پہلے صاحبقران اعظم کے پاس آئے
سلام کیا اور کہا کہ اب آپ نہ تکلیف فرمائین مین ان مردودون سے سمجھ لیتا ہون
یہ کہکر اپنے ساتھ کے دیوون سے کہا کہ جاتے ہین [illegible] سلیمان ثانی کو حفاظت
مین لیا اور اب دیوان کفار پر تلوار برسانا شروع کی یہ معلوم ہوا کہ بجلی چمک کر
رہی ہے [illegible] جان پر [illegible] ہوا ہے اب یہ قوم دیوان گلستان ارم کی جیتی اور ادہون
[illegible] ایک طرف فرہاد خان یک صفی چوب دست گران سنگ
سے دیوونکو پست کر رہا ہے دوسری جانب ارشوون پیرا تلوار سے سر قلم
کر رہا ہے ایک سمت فرسنگ بن لندہور لاشون پر لاشین گرا رہا ہے ایک
طرف شاہزادہ سکندر رستم خو مثل شیر کے حملہ کر رہا ہے اور اس نے دیو
افریت مین عفریت کو تاک لیا ہے کہ بجنسہ اسکا دلٹ دو کہ بکہیڑا ایک ہے ورنہ
یہ ایسا ہوگا کہ [illegible] قتل کرونگا اسطرف دیو تہمتن گرزن اپنے گرز سے دیوون
کو پست کرتا ہوا [illegible] خاک بناتا ہوا چلا جاتا ہے جو گرز پڑتا ہے زمین ہل جاتی ہے
جو دیو [illegible] سامنے آ پڑتا ہے وار کرتا تو لوٹ کر آتا ہے لیکن وار [illegible] کے بعد تنہا ہی معلوم ہوتا
کسی کو کیا ہوا زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا [illegible] سو دیوان کفار پر آ رہے ہوئے
لڑ رہے ہین اور ابتک [illegible] حوصلہ ہے کہ ہم فتح یاب ہونگے اگر ایک لڑکا چند
دیو ہمراہ لیکر آگیا ہے تو کیا کر لیگا ہم اس فوج کو ترغیب دیتے ہین کہ ہان مار لو اس طفل
کو جانے نہ پائے ایک طرف دیو کلپال ارہ لیشت نہنگ بگڑے ہوے دیوان لشکر
اسلام کو قتل کر رہا ہے ایک جانب دیو نیرال لاشون پر لاشین گرا رہا ہے
ایک سمت دیو ابلق بن سمندون ہزار دست ایک جانب دیو [illegible] سلق بن
سمندون ہزار دست ایک طرف گہرا اتین کرا [illegible] گرز [illegible] رہا ہے سیفطرح
اٹھارہ اونیس دیوان زبردست لشکر اسلام کا سامنا کیے دیتے ہین سکندر رستم خو نے

یہ دیکھا اپنے ساتھیون کو آواز دی کہ افسران فوج سے مقابلہ کرو اور مین بادشاہ لشکر
کی طرف جاتا ہون یہ کہکر مرکب کو پاشنہ مارا اور تخت لفریت بن عفریت کی طرف
چلا ادہر دیو تہمتن گرز زن نے علمدار لشکر کی طرف رخ کیا اس دیو کی صورت
دیکہکر زہرے دیوان کفار کے آب آب ہوئے جاتے ہین ادہر ارشیون پیرزاد
نے دیو گلگیزال کی طرف رخ کیا اور خرسنگ بن لندہور نے دیو شیرال کا سامنا
کیا فرہاد خان پسر حمزہ ثانی نے دیو ابلق بن سمندون ہزار دست کو روکا اور یہ
راہ ہوا دیو تہمتن گرز زن نے دیو تنبلق کو روکا اور سکندر رستم خو نے
دیو گراز بن گراز سے سامنا کیا اول حال ارشیون پیرزاد کا بیان کیا جاتا ہے
کہ جیسے ہی یہ سامنے دیو گلگیزال کے ہوئے دیو نے کہا کہ اے آدمزاد اب آپہنچے
ہو کہ دیوون سے مقابلہ کرتے ہو ارشیون نے کہا کہ دیکہو ابہی معلوم ہوا جاتا ہے
لاضرب بہادری کے دیو گلگیزال نے اور لشت نہنگ مارا ارشیون نے وار اسکا
خالی دیکر جو کمر کا ہاتھ مارا دیو گلگیزال کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ادہر خرسنگ بن لندہور
پر دیو شیرال نے وار شمشاد وار مثل عمود سنگ کے زیر بغل آکر ہاتھ تیغ کا ایسا مارا کہ
بغل کے نیچے تلوار چمکی اور دوسری بغل سے نکل گئی ادہر کا شانہ الگ اور ادہر کا جسم الگ
جا کر گرا فرہاد خان پسر حمزہ ثانی سے اور دیو ابلق سے سامنا ہوا دیو ابلق نے
گرز مارا فرہاد خان نے ضرب اسکی جو بہ سپر روک کر جو وار کیا تو سر سے سینہ
مین جا رہا اور دیو ابلق تڑپ کر مر گیا ادہر دیو تہمتن گرز زن نے بیسیون
افسران فوج کو مارا انجام کار دیو تنبلق بن [illegible] سے [illegible] ہزار دست
سے سامنا ہوا دیو تنبلق نے عجب چالاکی کا وار کیا دیو تہمتن نے [illegible]
گرز پر روک کر خنجر زہر دار جہکر کمر پر مارا دیو تنبلق [illegible] کیا کہ
تہاکہ لیست ہو گیا شفق [illegible] ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نے [illegible] کی
اب اسنے [illegible] کا ڈہنگ بدل دیا اور دیوون کی [illegible]
فوج کفار مین کہل بلی پڑ گئی کہ یہ بلا کہان سے آگئی لیکن شاہزادہ سکندر رستم خو قریب
تخت لفریت بن عفریت کے پہنچ گئے تھے کہ دیو گراز بن گراز [illegible]
سر راہ ہوا اور کہا کہ او طفل بڑی ہمت کی تو نے کہ تخت بادشاہ تک لڑتا ہوا
آگیا بس اب اپنے ارادہ سے باز رہ اور اطاعت اختیار کر ورنہ دانت لگا کر [illegible]
پلیلا پلیلا کر کہا جاؤنگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ مین لقمہ [illegible]
ہوا لیکن تیجاونگا لاضرب بہادری کے بس یہ سننا تہا کہ دیو گراز بن گراز نے وار
شمشاد کا وار کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے دستہ پر ہاتھ ڈالدیا اور جہٹکا
مار کر [illegible] سے منہ آدہا [illegible] کر وار [illegible] جو سر پر [illegible] مارا دیو
آتشبازی ہوگیا اور چیخ مار کر زمین پر گرا پہڑک کر مر گیا دیو تہمتن
نے تعریف کی اے شہریار عالی وقار یہ بات آپ ہی کا
حوصلہ تہا [illegible] سکندر رستم خو نے اسکو مار گرایا

دیو لفریت کا رخ کیا کہ دیوان زبردست نے راہ روکی سکندر رستم جو
نے جسپر تلوار ماری دو ٹکڑے ہو گئے اسیطرح لڑتے ہوئے قریب تخت دیو
لفریت بن عفریت کے پہونچ گئے دیو لفریت نے جو دیکھا کہ یہ لڑکا اس
بہادری کے ساتھ یہانتک آپہونچا ہے تب اسنے آواز دی کہ اے طفل واقعی تو
دلاور اور بہادر ہے اگر اطاعت میری قبول کرو تو تجھے سالار لشکر بنادوں فرمایا کیا
بکواس کرتا ہے پہلے اپنی جان تو میرے ہاتھ سے بچا لے دیو لفریت نے کہا
معلوم ہوا کہ قضا تیری دامنگیر ہے یہ کہکر دار ششاد کا وار کیا سکندر نے
وار اوسکا خالی دیکر گرز داؤدی لفریت بن عفریت کے سر پر مارا کہ میں نے
مار آواز دی کہ زہے رستم ... دیو لفریت نے گرز دیکھا نعش گری میں شاہزادہ
پوشیدہ تھا سمجھا کہ وہ شہریار تالی وقار بار اگیا تب اسنے چاہا تھا کہ گریبان
پارہ کردن اور خود اسس دیو سے عوض خون کا اون کریگا کہ سکندر نے
نکل کر آواز دی کہ کہ ارے وہ کیا الیست کردی حرلیف تیرا میں موجود ہون
یہ کہکر جو تلوار ماری لفریت نے تخت سے کود کر وار کو خالی دیا تلوار
چرمی تخت کے دو ٹکڑے ہو گئے لفریت نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اوٹھا لون
اور ... پاؤن ... اوسکا قریب پہونچا تھا کہ سکندر نے کلائی ہاتھ سے
پکڑ کر جھٹکا مارا ... کلائی اسکی ایک ہاتھ میں آئی کٹی جیسے ہی دیو لفریت
چپکا ... شاخ اسکی ... اسکی کوئی دیو جان بچا کر بھاگا اور دہر
دیو ... ... لیا ... دار کو مارا ...
... بادشاہ لشکر بھاگا بس تمام دیون کے پاؤن اوکھڑ گئے اور بھاگے دیوان
زندانی دل میں کہتے تھے کہ اس سے تو وہی اچھے تھے کہ کیسی ... یہاں تو مخل
... قلم ... جان ... تلوارون کی ... اس ملک گیری
سے باز آئے یہ خیال ... آن ... معلوم ہوا کہ اس میدان میں
کوئی تھا بھی یا نہیں ... اب اہل اسلام یا فتح
و فیروزی نقارہ شادمانی بجاتے ہوئے داخل ... ہوئے سکندر رستم جو
نے اپنا ... ... کیا ... سے لگایا ملکہ قرالنسا
سلطان و ... ثانی ... ہوئیں لیکن سکندر رستم جو نے سیہ پوشی کا سبب
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ آسمان پری نے انتقال کیا ابھی یہ سنا تھا کہ سکندر نے
ایک چیخ ماری اور ... بیہوش ہو گیا صاحبقران اعظم نے اپنی حالت تباہ کی اور
سلیمان ثانی بہت روئے فتح کی جسقدر خوشی تھی وہ سب ماتم آسمان پری نے خاک کردی
... ماتم ... برپا ہوا اور سکندر نے کبھی ... اوٹھا دیا اور لباس ماتمی پہنا
قبر آسمان پری پر جا کر بہت روئے اور کہا افسوس ای ... تو طلب کیا اور آپ ...
... بہادر ... مری قبر ... سلطان ... اور ... مرکب ...
... زاد کا بیان کیا ... فاتحہ خوانی ... سکندر رستم جو کو ... لگایا اور

حال سلیمان کوہ جاک کا بیان کرنا شروع کیا کہ فرزند میرا طلسم شیرنگ قاف میں قید ہو گیا ہے
اور تمہارے نام پر فتاحی اوس طلسم کی ہے سوا ہے [illegible] کا طالب کیا ہے کہ تم جاؤ اور اوسے رہا
کر کے لاؤ شاہزادہ نے عرض کی کہ بہت بہتر ہے آپکی تعمیل ارشاد میں مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے میں فی الفور روانہ
ہونگا اور انشاء اللہ تعالی سلیمان کوہ جاک کو طلسم سے رہا کر کے آپکی خدمت میں حاضر ہونگا [illegible]
کے دیو طلسم کو ہمتن گرزن کا خطاب مرحمت کر کے اوسکو کل لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا بعد ازاں [illegible]
شاہزادہ سکندر رستم خوب صاحبقران اعظم و سلیمان ثانی و ارشہ چینی [illegible] ارشیون پریزاد و فرہاد
خان پایہ ضربی و فرسنگ بن لندہور ثانی اور کل لشکر کو ہمراہ لیکر بجانب قلعہ بلوریہ روانہ ہوئے منزلوں پر منزلیں طے کر
کے چلے جاتے ہیں بعد قطع منازل و طے مراحل قریب قلعہ بلوریہ کے مع عبد الرحمن جنی کے پہونچے یہ خبر
ساکنان قلعہ کو معلوم ہوئی یہ بھی اپنی لشکر کو مرتب کر کے سامان حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہو کر میدان قتال میں
آئے اور آ کر طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو باہر جاسوسی یہاں مقرر تھے وہ خبر لیکر اپنے لشکر میں آئے
شاہزادہ سے عرض کیا یہاں بھی بفضل خداوند کریم طبل جنگ نوازش میں آیا رات بھر دونوں لشکروں میں سامان جنگ
کی درستی ہوا کی جبکہ آفتاب عالمتاب ورطہ مشرق سے باہر آیا اور ماہتاب نے اپنا خیمہ جانب مغرب روانہ کیا
دونوں لشکر نکلا میدان جنگ میں آئی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں لشکر دیوان کہار سے دیو [illegible] نکلا اور مبارز طلب
کیا ادھر سے دیو طلسم [illegible] ہمتن گرزن نکلا اور اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے باہر آیا دیو [illegible] نے گرز کا وار کیا ہمتن
نے گرز کو گرز پر روکا اب جو اوسنے اپنا گرز مارا تو دیکھا کہ بعد [illegible] گرد کے ایک چبوترہ ہڈیوں کا معلوم ہوتا ہے یہ معرکہ دیکھکر ہمتن
گرزن پر سب دیو لشکر مخالف کے جھپٹ پڑے [illegible] ادھر سے بھی لشکر دیو نکلا صاحبقران اعظم
و سلیمان ثانی کے اور شاہزادہ سکندر رستم خوب کے جانب سے ایک جانب سے ارشیون پریزاد و فرہاد
خان پایہ ضربی و فرسنگ بن لندہور ثانی کر کے لشکر دیوان سے ملے ہو گئے وہ جنگ عظیم واقع ہوئی کہ
فلک بھی یہ معرکہ دیکھ کر تھرا گیا تا زوال آفتاب ہنگامہ جنگ و جدال گرم رہا غرضکہ دو پہر کی جنگ میں [illegible]
لاکھ دیو مارے گئے اور کوئی دس ہزار دیو و دیوان لشکر اسلام سے دامن تیغ تسلیم ہوئے دیوان [illegible] تاب مقابلہ نہ لا کے
بھاگے طرف دیو شیرنگ روانہ ہوئے فرار کو قرار پر اختیار کیا سیدھا دیو شیرنگ کی جانب رخ کیا یہاں قلعہ بلوریہ فتح
ہو گیا جھنڈا دیوان اسلام کا اوس پر ہو گیا تمام پریزادوں نے [illegible] فتح کی صاحبقران اعظم کو دینا ہر طرف خوشی سے
شادیانے بجنے لگے تمام لشکر نے اپنے مقام پر قیام کیا اب شاہزادہ سکندر رستم خوب نے پتہ طلسم شیرنگ قاف کا دریافت
کر کے ایک دیو کو ہمراہ لیکر قصد روانگی طلسم شیرنگ قاف کیا صدا کی خدا حافظ و ناصر [illegible] بلند ہوئی
اب یہ چھوڑ کر جاتے ہیں اور باقی سب فوج کو اور سرداروں کو اوسی مقام پر چھوڑے جاتے ہیں کہ انکا حال آئندہ بیان ہوگا
اب کچھ حال قلعہ بلوریہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں زبانی ہرکاروں وغیرہ کے یہ خبر معلوم ہوئی کہ سب دیو جو یہاں سے فرار ہوئے
وہ شیرنگ کے پاس جمع ہوئے ہیں اور وہاں پہونچکر ایک جمعیت کثیر فراہم کی ہے صاحبقران اعظم نے یہ خبر پاکر اپنی فوج
طیار کر کے مع بارگاہ کوچ کیا یہ بھی جانب دیو شیرنگ روانہ ہوتے ہیں انکو بھی راہ میں چھوڑ کر سنئے اور

عود قلم داستان نگار یکے سیاحت فرماتے

ازین قصہ یکدم فراموش کن + ترجای دیگر داستان گوش کن + راویان خوش تقریر [illegible] داستان [illegible] فرماتے ہیں یوں
رقم کرتے ہیں کہ لشکر دیوان [illegible] جو قلعہ بلوریہ سے بھاگ کر شیرنگ شاہ کے پاس آیا اور [illegible] گرزن کی [illegible]
ہو کر یہاں پہونچا تو شیرنگ شاہ کو بھی نہایت تردد ہوا بادشاہ سے [illegible] جنی نے جا کر عرض کیا کہ آپ کیوں [illegible]
تردد فرماتے ہیں میں نے ایک تالاب سحر طیار کیا ہے کہ اوسمیں [illegible] ہیں شعلہ اوس سے مشتعل ہو رہے ہیں [illegible]

تو ضرور تمہیں بھی پریشانی اٹھانی ہو گی اگر ایسا نہ ہو پایا گا کہ اس میں سے جو بارش ہو گی اور شہر ایک بوند بھی پڑ جائیگی خواہ دیو ہو
خواہ انسان وہ شکل پتھر کی ہو جاوے گا مگر اپنی صورت پر خود ہی جلا دینگے اور اب تالاب میں گر کر ہلاک ہو جاینگے آپ بالکل کچھ اندیشہ
نہ فرمائیں اور اطمینان رکھیں میں نے سب چیز درست اپنا نجومی کر لیا ہے بادشاہ کو نابکار حبشی نے اس کلام سے فی الجملہ اطمینان
ہوا اب سنیے یہاں آکر ایک جام فراموش علم تیار کیا ہے کہ کچھ پانی اسی جام میں بھرا ہے اور کچھ نقوش نیرنجات لکھے اور منقوش
کیے ہیں اور کل لوازمات اسکے درست و فراہم کر کے اب اس مکار نے شکل اپنی تبدیل کی ہے اور ہیئت بدل کے برابر قلعہ
بلور کے آیا ہے تمہارا مددگار و اتفاقات سے وہ نکالا ہے شہر سلامت عمرو باغ سے آتی تھی کہ اس مکار نے اسکو فریب دیا
شکل تو تمہاری سی ہے [illegible] کہا اگر میرا ایک کام تم کر دو تو میں تمہارا نہایت ممنون و مشکور ہونگا
[illegible] میری حاجت روائی کرو گی تو میں تمہارا شکریہ مدت العمر ادا کرونگا نادانم بندہ ام [illegible]
[illegible] اور اسکے ہاتھ میں دیا [illegible] ایک بے خودی سی طاری ہوئی [illegible]
[illegible] پر نقش تحریر تھا اور کچھ تاثیر تھی [illegible] وہ شخص بالکل بے خود ہو جاتا [illegible]
[illegible] اور ایک کیفیت لایا کہ یہاں [illegible] اور بے خود ہو گئی تھی پس اس ملعون نے اس مقام
[illegible] کو شہید کیا افسوس [illegible] کی قافت میں باقی تھی اسکو میں [illegible]
[illegible] اس مکار نے اسی [illegible] صورت اپنی [illegible] تبدیل کی اور اسکی صورت مگر اب عبد الرحمن حبشی
کے پاس آیا حسب اتفاق انکو پانی کی خواہش ہوئی [illegible] جام پیش کیا اور پینے کے انجام یہ ہوا کہ وہ جو
ورود و الفت اپنی حفاظت وہاں [illegible] فراموش ہو گئے عبد الرحمن نے پوچھا اسے
ہر سلمہ یہ پانی تو کہاں سے لائی [illegible] فراموش ہو گیا اور اسوقت [illegible] کہا کہ ماموں جان میری تسلیم
میں ہوں نابکار حبشی [illegible] آپکا کام تمام کیا [illegible] دستک دی کہ دو نکلی
[illegible] ایک [illegible] اسکا کام تمام ہوا قفس [illegible] طائر روح نے پرواز کیا
یہ وہاں سے چل کھڑا ہوا [illegible] لشکر میں پہنچا یہاں [illegible] لاش ہر سلمہ کی پائی اور عبد الرحمن حبشی
کی لاش گلستان ارم میں لائی [illegible] سلطان [illegible] زیادہ [illegible] کیا اور نہایت صدمۂ عظیم ملکہ کو ہوا انہیں
ان دونوں کی تجہیز و تکفین [illegible] عبد الرحمن حبشی آیا اور کہا کہ ملکہ خدا حافظ
میں نابکار حبشی [illegible] آیا [illegible] فراموشی علم [illegible] شہید کیا اب [illegible] بیٹے کو خبر کر دیجئے کہ میں
نابکار حبشی [illegible] شہید ہوا [illegible] اسکو بھی شہید کیا چنانچہ اسی
[illegible] سلطان [illegible] مضمون حالت خیر [illegible] حبشی کو لکھا یہ اسی وقت
[illegible] عبد الرحمن کا بیان کر کے
نہایت رنج و افسوس کیا اور [illegible] حبشی یہ حال [illegible] والد بزرگوار
کا سنکے خوب روئے اور بہت گریہ و بکا کیے انہوں نے [illegible] والد بزرگوار کے [illegible] فاتحہ [illegible]
[illegible] اگر اس نابکار حبشی کی باتیں [illegible]
[illegible] بارگاہ [illegible] شاہ [illegible] دربار [illegible] نابکار
حبشی کو [illegible] اور آپ غائب ہو گیا اور
[illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] حبشی کے پاس آکر کل
حال [illegible] بیان کیا [illegible] کو عوض میں [illegible] والد کا

سے لیا اب حکیم شمس جنی نے ملکہ سے کل کیفیت اس ماجرے کی مفصل جو عنقریب ہو چکی بیان کی ملکہ بہت خوش ہوئی اور کہا کہ آپ فتح کر کے طلسم کے پاس طلسم شیر نہنگ قاف مین تشریف لیجائیے اور تدبیرین انکو متعلق فتح طلسم کے بتلائیے کیونکہ آپکا علم باشارات اللہ الصمد کی مدد سے پڑھا ہوا ہے کیون نہو انکو اللہ تعالیٰ اچھی عقل دیگا حکیم شمس جنی ایما ملکہ بعازم طلسم شیر نہنگ قاف ہوئے اور ملکہ سے رخصت ہو کر سکندر رستم ثانی کے پاس وارد ہوئے انکا حال اب آئندہ بیان ہوگا

اب دو کلمہ داستان گل گلزار صاحبقرانی فرزند رعنائی قوت نجم سپہر صولت اسد بن کرب کا ورد کر عرض کیے جاتے ہین

نگارندہ قصہ پارسان اخبار کی نگارندہ کلک بیان + راویان اخبار و ناقلان آثار سے داستان مبالغت عنوان کو یون رقم فرماتے ہین یا اساس پیرایہ کلک گوہر سلک سے یون جولانگری کرتے ہین کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی بیابان مہر جان شہر کی جانب امیر ثانی کی نصیحت پر بغرض شکار کو جاتے ہین کیونکہ فرمایا تھا امیر ثانی نے کہ تمہارا جانا میرے ساتھ اچھا نہین ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک کو بھی صاحبقران کیطرح تم انکی اعانت و امداد کرتے تھے غرض اسد مجبور ہو کر شکار کو گئے تھے اتفاق اسی بیابان مین اسد و عمرو صید کیلئے آئے کیا اب انکو سب رفقا پیچھے رہ گئے ایک پنجہ فلک پر سے گرا اور شاہزادہ کو اٹھا لیگیا بعد اس کے لشکر مین [illegible] ایک روز کا ذکر ہے کہ جب آٹھ دن گذر گئے اور پتہ شاہزادہ اسد بن کرب کا نہ معلوم ہوا تو [illegible] ضرغام شیر دل نے کہا کہ بڑا تعجب کی بات ہے کہ آج زمانہ آٹھ دن کا ہوا کہ شاہزادہ کا پتہ کہین معلوم نہین ہوتا افسوس ایک زبان ہو کے اون سب نے کہا یعنی امیر ابراہیم بن مالک و علقمہ بن جمہور و لندہور و صاد بن لندہور و عدیل بن عادی و مقبول بن مقبل و زریل بن فرامرز و مغربی و مرزنگ بن مرزبان خراسانی و معروف غازی بن اسد غازی و غضنفر غازی بن اسد غازی و شاہزادہ رستم بن کرب غازی وغیرہ ان سب سردارون نے کہا کیا تعجب ہے اے ضرغام شیر دل کہ تم بھی بیٹھے رہے اور کچھ تلاش شاہزادہ کی نہین کی نہ کہین کچھ سراغ لگایا عرض کیا ضرغام نے کہ جابجا غلام نے کچھ تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا اب اگر سب صاحب اسی مقام پر قیام فرمائین تا وقتیکہ مین نہ آؤن اور کوئی صاحب کہین اس مقام سے قصد جانیکا نکرین تو مین جاتا ہون اور حتی المقدور پتہ لگاتا ہون اگر کہیں کوئی دقیقہ سراغ رسانی کا فرو گذاشت نکرونگا اور خدا نے چاہا تو باقبال امیر جلد آؤنگا یہ کہکے اپنا سامان عیاری بہم کر کے خدا حافظ و ناصر کی بلندی اور توکلت علی اللہ کہا اور مہر جان کی جانب چلا کل مسافت راہ کی طے کر کے جب قریب شہر مہر جان کے پہونچا تو دیکھا کہ یہاں کا بادشاہ مہر جان [illegible] بادشاہ اولوالعزم ہے بڑی شوکت و شان سے اوسکا دربار آراستہ ہوتا ہے بڑے بڑے سردار اور پہلوان اسکی سرکار مین ہین اور [illegible] سامان شاہی موجود ہین الغرض ضرغام شیر دل شہر مہر جان کی سیر کرتا ہوا صورت ایک [illegible] کی ایسی بنائے ہوئے آتا تھا کہ دیکھا اسنے کہ ایک محافہ بہت زرق برق سادہ سے [illegible] ہوا ساتھ ہی اور خاص بردار چوبدار برچھی بردار وغیرہ جلوس شاہی سواری کے ہمراہ ہین کہاریان زربفت لہنگے پہنے زیور و پوشاک سے آراستہ ہو ہاتھون مین محافہ کا پایہ پکڑے ہوئے چلی جاتی ہین ضرغام [illegible] کی آواز سنتے ایک مقام ٹھہر گیا اور بیساختہ ہو کر پکارا کہ دیکھ لیجئے [illegible] تھا تو نہ تھا پردہ محمل [illegible] کارضا سے ہوا نے دست درازی کو دراز کر کے پردہ کو الٹ دیا [illegible] سے [illegible] پردہ [illegible] لیکن [illegible] جو پردہ اوڑ جاتا ہے بس ہوا کے جھونکے سے پردہ محافہ کا جو اوڑا ضرغام کی نگاہ ادہر جو پڑی تو دیکھا اسنے کہ ایک آفتاب روشن ہے جلوہ سے اس شمع رو کے دل اسکا جا کر خاک ہوا ہزار جانسے عاشق [illegible] سے [illegible] کی آفت تھی [illegible] وہ نظر بھی [illegible] طاقت تھی [illegible] آہ کیسا [illegible] ساتھ [illegible] کر کے [illegible] ملکہ کا جمال جہان آرا دیکھ کر ضرغام کا یہ حال ہوا کہ آئینہ وار ششدر و حیران رہگیا ادھر ان صاحب محافہ کی کہ نام اسکا ملکہ [illegible] نگاہ [illegible] سادہ [illegible] پر جو پڑی تو دیکھا کہ ایک تارہ ہاتھ مین لیے ہو [illegible] دیکھتا ہے کہ جیسے شاہ و

گدا ہو کے پھتا ہے اور صدا یہ کہہ رہا ہے کہ سے قیس جو دشت میں پھرتا تھا وہ دیوانہ کہاں + آستانہ لیلیٰ ہی کے دروازہ پہ مر جانا تھا
آواز دی کہ سے مرنا مقدم ہے ارمان نکل جائے + مرنا فو پہ تیر سے ہو اور جان نکل جائے + اے شاہ حسن ابا میں اپنے
گدا کو کسی دربار کے جانے کا محتاج نہ کر دیں دلوا دیجئے کر محبوب چنگ نواز یہ شعر سنکے مسکرائی اور کہا آدہ فقیر ہے سنو
پکاری کہ میں ہونڈی کا ئے شاہ جی کی شامت آئی ہے کہ ملکہ کی خدمت میں اپنے سخن لاطائل بکتا ہے ملکہ نے کہا کہ فقیروں کی دہی
یہ لوگ بادشاہ زیر دیکھے ساتے ایسے کلمے کہتے ہیں میری کیا حقیقت ہے کون شاہزادی ہے ولیکن یہ اللہ والے لوگ ہیں
انکو سب خاطر ہے شاہزادی نے دیکھا کہا کہ جی چاہتا ہے کہ شاہ صاحب سے اکتارہ بھی سنئے کہ فن موسیقی میں بھی کامل معلوم
ہوتے ہیں ایک صاحب بولا اچھی کہ لیجئے یک شدہ و شد معلوم ہوتا ہے کہ توجہ حضور کی اسکے گانا سننے پہ ہوئی آواز دی کہ
کہ ملا ہے ور حضور پیر تو اس کو لگائے ہوئے ہے + شاہ جی یہ تمہارا کشکول گدائی زر و جواہر سے بھر دیا جائیگا کہ تمہا گدائی
نہ ہنگی غرض کہ یہ فقیر بھی ساتھ ساتھ سواری کے روانہ ہوا ملکہ قریب اپنی باغ کے پہونچکر داخل باغ ہوئی شاہ صاحب سے کہا کہ
چلے آؤ فقیر دون سے کیا پردہ ہے فقیر نے بد بیر یہ شعر پڑھتا ہوا کہ سے نشان پا ہے بس پیا کہ کا ہے + تصدق جان ہے اور دل فدا
ہے پیر اٹھا کہیا ہے نگاہ سے رہا ہے + ابھی اس راہ سی کو گیا ہی کیا ہے دیتے ہی نقش پا کی + داخل باغ ہوا آ
دیکھا تو ملکہ اپنے مسند ناز پر جلوہ گر ہے سب صاحبین گرد و پیش حلقہ باندھے ہوئے بیٹھی ہیں جیسے چاند کے گرد ستارہ
ہجوم کرتا ہے مثلاً پیلان پیش خدمتین کہاریاں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں کچھ سرگرم کار ہیں کہ پھر تو کچھ ڈرتا ہوا اندیشہ
کرتا ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی شخص سدراہ ہو اور منع کرے لیکن کسی نے کچھ نہ کہا جیب بارہ دری کے اندر پہونچا تو ملکہ
نے دیکھکر کہا کہ شاہ صاحب قدم رنجہ فرمائیے السلام علیکم کہہ کے بیٹھ گیا عرض کہ اکتارہ بجانا شروع کیا لیکن حضور کی جناب
والا کی شہرت سنکر اس شہر میں سیر سے آنے کا باعث ہوا ملکہ نے کہا کہ ہم بھی بر اسرار آپ میں سنا کی ہیں
اور یہ کہکر کشتی چنگ کی طلب کی اور فقیر نے اکتارہ ہاتھ میں لیکر بجانا شروع کیا اور واقعی پہر دیوار کو ست کر دیا ہے
ایک ہوا عالم محویت طاری تھا سب کے سب نقش بدیوار ہو رہے تھے کہ عالم معلوم ہوتا تھا کوئی کھڑا
بلا ملیں قلب کھینچی کوئی انشا اللہ چشم بد دور کبھی کبھی کوئی آنسو کی پانون کی خاک اٹھا کے ملکہ پر سے آنکھ پر لگا
کبھی چوتی میں ... دیکھا ... بیٹھ کے جس پر سنا رون پر آیا ہے وہ ... پھر کا اٹھا ... سے نیا ہے ... علم
ہوتا ہے کہ ... قدر ... غریب ... لاجواب ہے ... گویا پری ہے اور نکل آفتاب ... دیکھا ... عاشق
ہو جاتی اور بھی فریفتہ ہو گیا ملکہ نے سنکر کہا کہ شاہ صاحب آپ خوب جانتے ہو کہ آپ بھی کیا فائق اور ہیئت
اثر ہے لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ ... کچھ آپکو سننے میں لطیف جانتی ہوں کہ آپ بھی کچھ فرمائیں عرض کیا کہ حضور
میں تعمیل ارشاد سے ... کرتا ہوں ... لیکن کا ... گویا ... اس ... مشکل ہوں
کیا قال ہے ... ہوا ... کو ... الامر فوق الادب ... پر ... کا ... لایا ہوں
اور فقیر کو جو کچھ ... آتا ہے حضور کو سناتا ہوں یہ ... اپنا ... کو ... فی البدیہہ یہ غزل شروع کی
سے ... دیوانہ کو + لوگ ... کہتا ہے تجھ پاس کو گھر جانے کو
ناصحا آگ لگے ... لیلی نے ... منادی کر دی ... تو ... سے دیوانہ کو +
سا قیا ... الطاف ... بادہ ... خون ... کو ... خدا ... کے
... دیوانہ کو + ... ملکہ ... اور یہ کہا کہ شاہ صاحب ... اور آپ ... کے
قابل ... ہیں ... اول ... ہے ... ہوا ہے کچھ ... معلوم ہوا کہ آپ بھی کسی پر عاشق ہیں
... آج ... لے ... آپ ... کہا ... تو دوسری
غزل شروع کی کہ سے کیا فائدہ جو غیر سے وہ ہم کنار ہو + ... ملک ... دل ... آنکھ ... میں ...

یہ سبزہ نو دمیدہ میں اولک ظاہر ہوا ایکدن کہا جو کچھ بیان کیا ہے جوانان بزرگونکا اکثر [illegible] دیکھا تو ایک [illegible]
سے سرنگون ہو پوچھا ہم ہیں اس سے لوگوں [illegible] سے کہنے لگے عزیز تو [illegible] نہیں تجھے جان [illegible] اسکی [illegible] کا
مزاج [illegible] سودا [illegible] ہوا عاشق کو امید [illegible] کبھی انتظار ہو [illegible] اس غزل [illegible] آمیز کو سنکر [illegible] نے
بہت تعریف کی اور اس صحبت کو موقوف کیا اور اشارہ کیا کہ بات [illegible] کہا ہے کہ شاہ صاحب
کو بھی اسکا ذوق ہے اور [illegible] ہوا کہ اسکا چرچا نہیں ہوا [illegible] بزم [illegible] ہوا بادہ ارغوانی کا دور شروع ہوا
جام مئے لالہ فام سے اندیشہ انجام چلنے لگا ساقیان [illegible] اپنے دست نازک سے شراب ناب [illegible] اندیل
اندیل کر جام کو لبریز کرکے دیتے جاتے تھے جام مئے ارغوانی گردش میں تھا عجب الفت کی صحبت [illegible] کہ بزم
جمشید کا نمونہ دکھا رہی تھی کوئی مصاحب [illegible] ساقیان الگ رہا ہی چل چلاؤ [illegible] ساتھ
چلے کوئی رفیق [illegible] اور [illegible] صحبت [illegible] آپس کی [illegible]
دیگر گون حال [illegible] صحبت میں دیکھا تو ایک ستارہ فلک سے ٹوٹا اور باغ میں گرا
گرتے کے ساتھ ہی ہیئت انسانی پیدا کی دیکھا تو ایک عورت حسین مہر جبین نورانی مثل ستارہ سحری کے تھی
[illegible] نہایت صاحب جمال سامنے سے نمایاں ہوئی مگر زلفین الجھی [illegible] آرائش [illegible]
[illegible] صورت نظر آتی تھی کبھی گل کو نگاہ حسرت سے دیکھا [illegible]
[illegible] آہ [illegible] کوئی [illegible] دل شکستہ [illegible] کوئی [illegible] ٹوٹا [illegible]
کبھی یہ کہتا کہ [illegible] ہوں حال [illegible] تو تجھسے ساتھ ہوا [illegible] کیا بیان کروں
سے [illegible] ہوا ہے [illegible] صحبت [illegible]
دیکھا [illegible] جام [illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] شاہ جی [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]
[illegible] عورت نے ایک آہ سرد لی [illegible]
اور [illegible]
[illegible] اس وقت کی [illegible] اور اسکا
[illegible] شاہ صاحب کا [illegible] اور [illegible]
[illegible] دل [illegible] ہوگئے [illegible]
[illegible] امیدوار ہوں کہ آپ [illegible]
[illegible] وقت [illegible] بے ادبی [illegible] آپ
[illegible] شاہ صاحب نے [illegible] عرض کیا کہ [illegible]
[illegible] کو نہیں چاہتا [illegible]
[illegible] کیا [illegible] علاج [illegible]
[illegible] دیکھا کہ شاہ جی صاحب کمال [illegible]
[illegible] بیان کرنا شروع کیا [illegible] ایک مقام [illegible]
[illegible] ایک [illegible] اور [illegible]
اور [illegible] اور اظہار وصل [illegible] کہا کہوں سے سوال [illegible] کیا تھا

جواب صاف ملا غضب ہوا اب ہی جا ہی گفتگو باقی + بس اس ظالم بدخو نے وصل کسی طرح منظور نکیا اور اسکو بیٹھے چین کیا ہی اور اسکے فراق مین
مارے جاتی پھرتی ہون اور اسکو تیر افاقہ ہوا اور بیٹھے بھی قسم ساحری جمشیدی کچھ نہین کھایا ہی دلمین کہا ملکہ غیرت اور فاہم سے کچھ شک
کہ یہ شاہزادہ کا علوم ہوا اب یہ لگا کہ میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہی اسوقت قمر غاہم سے شعلہ افروز سے دیکھکر کہا
کہ اگر اس شہریار با وقار کے پاس مین پہونچ جاؤن کہ تیسرا آپ عاشق ہین کیا تعجب ہی کہ جنید انجیز آپکی جانب سے
ایسے بیان کرون کہ وہ شربت وصل سے آپکا جام تمنا بے اندیشۂ انجام بھر دے اس فقرہ پر یہ ساحرہ ہنسی اور یہ دیکھکر کہا
کہ آج کیا دنکے بعد تمہا مسکرائی ہون اور درد ولیش تیرے اس ظرافت آمیز فقرہ نے تو غنچۂ دل کو شگفتہ کردیا سے غنچۂ دل
کو بس تبسم ہے تو ہر مرض عشق کا حکیم ہی تو ہر دلمین شاہ جی نے کہا کہ نہیں اور ہنسی اب جاتی کہان ہی مار سکتا ہون جو
خیال کرکے خاموش ہو رہی اور ایک آہ جام بھر کے اسکی سامنے پیشکش کیا اور کہا سے نوش بادہ کیا باغم نخواہد ماند چنان
نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند آپ شوق فرمائین اور دل مضطر کو ذرا تسکین دین اور کہا کہ مجھکو بھیجیے مین آپکا علاج درد کرون
اور اسکو سمجھاؤن ساحرہ نے فورًا اس امر کو منظور کیا اسوجہ سے کہ اسکی بھی تمنا تھی بس کلمہ سنتے ہی فی الفور ایک جوگی سحر سے
تیار کی اسپر آپ بیٹھی اور شاہ جی کو ہمراہ لیا ملکہ محبوب کی نگاہ سے تو اوسنے جو یہ کیفیت دیکھی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور بہت
اداس ہوگئی اور دیکھکر کہا شاہ صاحب کچھ بھی کچھ عرض کرنا ہی شاہ جی نے کہا کہ حاضر ملکہ یہ کہکر شاہ صاحب کو علیحدہ لیگئی
اور کہا کہ افسوس کرتی ہون آپکی محبت و فراق سے سیر ہونے پائی تھی کہ سے صحبت ورشتم زدن صحبت یار آخر شد + روئی گل سیر ندیدم
و بہار آخر شد مگر افسوس ہی کہ اب آپ بھی جاتے ہین کیا عجیب ہی کہ ہم مرتے ہین اگر اسکے مرجائین کیونکہ آپکو محبوب خوش وضع ملکیا اب ہمین
کاہیکو آپ یاد کرینگے ہائی افسوس کہ ان آنکھون سے کیونکر شکل آپکی دکھائی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری تقدیر مین آپکی
اشتیاق مین رونا اور تقید سخت کا اٹھانا ہی پڑا تھا کاشکے اور دھر سے سواری نجاتی کیون آپکو دیکھا اور کیون مجھکو بخت نے آپکو
بلایا اپنی ہوا مین رنگ لگایا یہ شعلہ افروز کیا آئی کہ میرے سینہ مین آتش فراق کو بھڑکا گئی اب جو دیکھا تو دونوں آنکھی چشم
پر آب مین آنسو بھر ہوے ہین معلوم ہوتا ہی کہ مردم آبی گل رخسار کو تر کیا چاہتے ہین اور آبشاری کرکے چاہ
زنخدان مین آپ پہنچایا چاہتے ہین بس یہ دیکھکر شاہ جی کا دل بیچین ہوگیا اور یہ کہا کہ ملکہ اگر حوران بہشتی بھی میرے
سامنے آئین تو میری آنکھون سے خاک ہین لیکن ملکہ اسوقت یہ بات راز کی ہے جو تجھے کہتا ہون ایسا نہو
کہ کسیکے سامنے اس راز کو بیان کرو مبادا کوئی درانداز سن لے اور یہ فلک ناہنجار نیا گل کھلا ئے بس یہ بہتر ہی کہ زبانسے
نکالا جاوے صندوق سینہ مین مثل امانت کے محفوظ رہے اس راز سربستہ کا اظہار کسیکے سامنے نہو کہ دیوار ہم گوش دارد
سے نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا + یعنی میرا ستر اظہار ایک ایسا تیر ہے کہ ایک عرصہ سے یہ معلوم ہوتا
تھا اس ساحرہ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہی کہ کیا عجیب ہی کہ یہی اٹھا لیگئی ہو اسوجہ سے مین اسکے ساتھ جاتا ہون اور اے
ملکہ صورت زیبا اسکی اصلی تھوڑی ہی سحر سے اپنے بہ اس طلعت زیبا کو آراستہ کیا ہی اور تجھا محبوب دلنواز تیری
طرح اون کہ ایسی کا ہی یہ ساحرہ نہین کر سکتی ہی مین تیری اس محبت پر خود جان و دل سے نثار اور قربان ہون ملکہ
تم اپنے دل مین رنج و صدمہ نکرنا استقلال کو کام فرمانا قالب خاکی میرا وہان جاتا ہے روح میری یہین
رہیگی اور اے ملکہ خدا نے چاہا تو مین بہت جلد پلٹ کر آؤنگا اور اپنے دیدۂ دیدار طلب کو تمہارے
جمال جہان آرا کی دید سے روشن و منور کرونگا اور تم کسی طرح کا گمان نہ کرنا مین بہت جلد آؤنگا
سے خدا حافظ اب کوئی بات ایسی نہ نکالو جو میرے دل کو ملال ہو ملکہ چشم پرنم ہوئی کہ سے
دیدہ باقی آنکہ آنسو تھم رہے + کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے + ملکہ نے اسی حالت
اشکباری مین کہا کہ سے اوڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب مین اے شہسوار
لیتا جا + بس یہ دیکھکر کہا شاہ جی نے کہ اب ہمین زیادہ نہ رلاؤ خدا حافظ و ناصر کہتا ہوا اور پھر آ برہم

سا بلکہ روتا ہوا چوکی پر ہمراہ شعلہ افروز کے سوار ہوا ملکہ تھوڑے عرصہ تک تو چوکی کی جانب نگاہ حسرت دیکھتی رہی جب کہ چوکی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو ملکہ غمگین و دل حزین باغ میں چلی گئیں اور بارہ دری میں جا کر منہ لپیٹ کے پڑ رہی یہاں شاہ صاحب و شعلہ افروز کی چوکی نے مسافت راہ کو طے کر کے ایک مقام پر پہونچی چوکی کو شعلہ افروز نے اتارا اب جو دیکھا تو ایک باغ ہے نمونہ بہشت عنبر سرشت نہریں و آبشار جاری ہیں کثرت گلہائے خوشبو سے سارا باغ مہک رہا ہے اشجار میوہ دار کثرت اثمار سے سربسجود و طائران خوش الحان زمزمہ سنج حمد و ثنائے رب ودود ہیں ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + ہر گیاہ ہے کہ بر زمیں روئیدہ + وحدہ لا شریک لہ گوید + سبزہ نو دمیدہ جو لہلہا رہا ہے عجب شان دکھاتا ہے گویا فرش زمردی صحن چمن میں گسترہ ہے عنادل شاخ گل پر نغمہ سرا ہیں قمریاں فرد حق سرو پر خوش ادا ہیں غرض کہ تمام باغ نہایت آراستہ و پیراستہ درمیان میں ایک بارہ دری بہت خوش تماشہ آلات و فرش فروش سے مزین و فرحت مکان عالیشان کی خوبصورتی اور زیبائش کا کیا بیان کیا جائے زبان قاصر ہے کیا پاکیزہ قصر دلکش ہے کہ سفیدی سے صفا ہے عمارت کے در تماشائیش + بدیدہ باز نگردد نگاہ از در و دیوار + قد آدم آئینے لگے ہوئے جھاڑ سقفی و فرشی قرینے سے لگے میز و کرسی و تمام سامان آرائش ساری کی تھی مثل عروس شب اول کے آراستہ غرض کہ یہ دونوں بارہ دری کے ایک قصر میں فروکش ہوئے شاہ جی نے دیکھا کہ باغ تو ایسا نادر نمونہ بہشت بریں بارہ دری ویسی ہی آراستہ و پیراستہ مگر اسباب عیش و طرب سب درہم و برہم شیشہ کہیں جام کہیں ساقی گلفام کہیں ایک ویرانگی سی صورت پیدا دیکھ کر شاہ صاحب نے کہا کیوں ملکہ شعلہ افروز کہ مکان ایسا نزہت سرشت اور سامان پراگندگی یہ اسنے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ شاہ صاحب میں اپنی ویرانگی اور مکان کی پراگندگی کا کیا حال بیان کروں کہ وہ محبوب بیوفا مجھ سے ملتفت نہیں ہوتا نہیں معلوم کسقدر فاقے گذر گئے کھانا پینا کیسا خون دل پیتے ہیں اور لخت جگر کھاتے ہیں + یہ غذا ملتی ہے پیارے ترے دیوانہ کو + سب سامان عیش و طرب بیکار ہے جب خانہ دل ہی ویران پڑا ہے تو پھر شگفتگی کہاں سے ہو نہیں ہے بزم میں ساقی تو میکشی سے خراب + نمک شراب میں ڈالو کباب کے بدلے + شاہ صاحب نے یہ کلمات حسرت و یاس جو سنے فرمایا کہ آپ اس شاک بدلئے زیور و جواہر سے اپنے تئیں آراستہ کیجئے سامان عیش و راحت درست فرمائیے اور تیار کیجئے میں آپ کے محبوب کو آپ سے شگفتہ کرائے دیتا ہوں آپ اپنی خاطر کو مشتاق نہ سمجھئے ایسا جکڑ کر قید دوں کہ وہ خود آپکو وصل کی خواہش کرے آپ مجھکو اس کی گرفتاری کا مقام بتلا دیجئے مجھے وہاں پہنچوا دیجئے تاکہ میں اس مرغ زال رمیدہ دشت محبت کو رام کروں آپکو اسکے وصل سے شادکام کروں یہ دیکھئے ابھی حکم دیا ہوں ملازموں کو کہ سامان سامان آرائش بارہ دری از سر نو آراستہ و پیراستہ کرو کشتیاں مئے لالہ فام کی اور جام و صراحی جملہ سامان عیش مہیا کرو ساقیان پری رو و مغنیان کمان ابرو کو بزم نشاط میں حاضر کرو کہ آج فرد وصل سے شاہ صاحب کی بدولت کامیابی کی امید ہے کیا عجب ہے کہ میرا دل پژمردہ شگفتہ ہو ملازموں نے چپکے سے اپنے دلمیں کہا اور متعجب ہوئے کہ کون ایسا شخص آیا کہ جو اسقدر خوش ہے معلوم نہیں کیا سبب لگا کے لائی ہے چنانچہ حسب الحکم ملکہ جملہ سامان عیش و راحت مہیا ہو گیا اور ملکہ نے شاہ صاحب کو دیکھی اور بتلایا کہ اسی جگہ میں وہ شخص ہے

اور شاہ صاحب کیجانب مخاطب ہوکر اسنے کہا کہ اے غنچہ دلکو بس نسیم سحر تو مرض عشق کا حکیم ہے تو اے
شاہ صاحب میرے دلکی شگفتگی آپکے اختیار میں ہے میرے بلبل دلکو جو اس تن میں پھڑک رہا ہے اس گل
کا ہے مژدہ وصل سے شروع کیجئے بس شاہ صاحب مسکراتے ہوئے حجرے میں آئے اور وہ تالا نامرتی
تھا اوسکو کھولا اور کنجی کو قبضے سے گرا یا دروازہ کو کھٹ پٹ کھولکے اندر گئے تو دیکھا کہ شاہزادہ کے چہرہ پر ایک
عجیب بحالی اور زردی و پژمردگی کی وجہ سے ہرگز پہچان نہیں پڑتا ہے دیکھا آنکھوں میں آنسو بھر لایا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا
شعر بارہا گور دلی بس گاہ شب کمال رہتا ہے یہ آدمی ہے کہ برسوں حال رہتا ہے بس یہ شعر پڑھکے اسنے کہا ای
دلربا کیسی محبت کی آگ ہے صولت اے شیر مردان عالم آپکا کیا حال ہے اوس وقت دیکھکے آپنے کہا ای شناسا
عالم محبت تیری آواز سے افسوس کرتا ہوں کہ تیری آواز سنے ایک دوست صادق یار وفادار غمگسار یاد آگیا
اور دیکھکر کہا کہ افسوس کرتا ہوں اے بھائی سے آپکی یاد لگا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال ہے جو کوئی بولا ملک کا نہ یہاں
آپکی + اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی درویش نے پوچھا کہ مجھسے تو پردہ نفرماسئے میں تو دو دل باہم کر کے
آیا ہوں آپنے کسکو یاد کیا اور آہ سرد کیکے واسطے کھینچی کیا حضور کی طبیعت کسی پر آئی ہے جواب معشوق
سے آپ کیا کہے ہیں ہاتھوں سے لگایا ہے یا آنکھیں ہیں ایسی کڑی چھپانا آپ ہی کا کام ہے اوس وقت
اسد بانکا نہ چپکے دیکھکر کہا کہ آپ میرے ناصح نہیں ہیں بس زیادہ مجھے نہ سمجھائیے اپنا مطلب بیان کیجئے
بس یہ کہنا تھا کہ اسکو بھی تاب نہ رہی اسنے کہا کہ اے شہریار میں آپکا غلام ہوں جسے آپنے یاد کیا تھا وہ یہی
فقیر تھا آپکا فقیر خادم سر دل ہوں بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ نے گلے لگا لیا اور چاہا کہ زلفوں سے منع کیا اور کہا
کیا کہ یہ نقل عیاری ہے نہ موقع آہ و زاری ہے ہم عیار وہم سردار ہوکے دھوکا کھا گئے اس حرامزادی کے
یکھنے میں ہم اب میں جاتا ہوں اور آپکو بلاتا ہوں آج ہی تو اس قصہ کا فیصلہ کئے دیتا ہوں
ابھی مجھے زیادہ کیفیت دریافت کرنی اور بات چیت کرنیکی ضرورت نہیں تو بس وہ آدیگی اور آپکو لیجاویگی اور وہاں
فرمیں گے ابھی ما ہے لیتا ہوں یہ کہکر باہر آیا اور کہا اے ملکہ شعلہ افروز مبارک ہو محبوب کا رضامند ہونا جانو جانکی
سے آؤ کر وہ تمہارے مشتاق ہیں او نکے نانا کا وہ انکو بعزت تمام و شتیاق مالا کلام لاؤ یہ کہکر آپکو بٹھا مسند کے
اٹھکے تیار ہوکے کبھی عجب انداز سے ایک ناز و مشقت کرتی ہوئی اور بشاش ہوکر ٹھلاتی چال مستانہ چلتی ہوئی قریب
حجرے کے آئی اور اسے دیکھکر کہا کہ او بیوفا آجتک کو کبھی ہلاک میں ڈالا اور آپ بھی ہلاک رہے ہر طرح کی سختیاں اٹھائیں
رنج اٹھائیں مگر قرار وصل نکیا اتنا شاہزادہ نے سنکر اپنے سر کو جھکا یا اور دیکھکر کہا کہ عشق بازی سہل تھوڑی ہے
یہ آسان نہیں ہے عشق میں آنا دل لگانا جان لیتا ہے میری جان لگانا او لگانا یہ عشق وہ ہے کہ پتھر کو دم میں آب کرے
اگانا دل ہے جسکو خدا خراب کرے عشق و عاشقی کچھ آسان کام نہیں ہے کہ جلدی سے ہمیں اٹھا لائیں
اور بیا ہے وصل ہوں یہ تمنا جلدی تم چاہتی تھیں کہ ہمیں وصل سے شاد کام کریں ارے میں اسیطرح ترسانا
ہوں بلا سے کہ دیکھا جانتے ہیں بلا کہ ہوتا ہے جو مزا انتظار میں وہ یہاں کبھی وصل یار میں دیکھا بس
اتنی بات سنکر کہا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے اور یہ کہکر اسنے سر تسلیم جھکایا اور آپ شاہزادہ کا ہاتھ پکڑکے
اٹھا لائی ہوئی لیکر کہا کہ ہو گئی شاہزادہ نے ہاتھ میں ہاتھ لاکر مسند پر بٹھایا دیوتوں بیٹھے اور کہا کیوں ملکہ آج کیا
خوشی کا دن ہے اور یہ کہکر کچھ بیحد خوش ہوکے مٹھائی منگوا کر کھلا اور آرسی کرایا اور کچھ شاہزادہ کو کھلایا اور ساحرہ کو بھی کھلایا
کہ سب ہمکو تمہارا وصل ہوا اب دیکھکر شادی کی ٹھہری کہ آج ملا ہم تمکو نہیں دلہن بناوینگے کیونکہ تمہارے ماں باپ
یہاں نہیں ہیں تمکو زیور و لباس سے درست کریں یہ سنکے ملکہ نے سر کو جھکایا شرمائی اور لیا ہے عرق
شرم سے پیشانی پر جو کہی شاہ جی نے کہا خدا نکرے کوئی کسی کے ماں باپ ایسی کم سنی میں مرجائیں

ملکہ سچ کہیئے کیا عمر آپکی ہوگی سر جھکا کے کہا کہ کوئی پونے تیرہ سو برس کی درویش نے اسد کیجانب دیکھکر کہا کہ
یا اسد غازہ ہی ایسی نازنین کہین میسر آتی ہے آپ بھی اپنی زلفون مین شانہ کیجئے دل کو شگفتہ کیجئے مین
نہین دولھن بناتا ہون کیا سادہ مزاج ملکہ تھی کہ اسد کو پھر پھر دیکھتی ہوئی درویش کے سامنے
مین آئی شاہ جی نے وہ سپید پھیکی ہوئی بجائے افشان کے اسکی پیشانی پر لگائی جھولی سے نکالکر
کچھ توے کی سی سیاہی مثل مسی کے اسکے دانتون پر لگائی ایک پوٹلی کا نیل کی نکال اسکی آنکھون مین
لگائی اور آئینہ نکال کر دیا کہ دیکھیئے کیا عجیب ہو کہ آپ ہی اپنے مردم دیدہ کی نیلی تحریر کو جو سدراہ ہوئی ہو اپنی
تیرہ بختی کی دلیل سمجھکر پسند فرمائیں دیکھیئے کیا کیفیت دیتی ہی ملکہ آئینہ دیکھکر بہت مسکرائی شاہ جی نے کہا کہ
استخوان صدمون سے پس کے سرمہ ہو جائین اگر + تیری نظرون مین کسی صورت سمایا چاہئے + جی چاہتا ہی
کہ اس ظالم کے پاس تمہین دولھن بناکے بھیجون پہلے اسے ہی دلکو شاد کرون اسنے دیکھکر کہا کہ کسنے مجھے
کیا ہی جب وہان جاؤنگی جب جاؤنگی گو وہ میرا معشوق ہے مگر کیا مضائقہ ہو لیکن پہلے جسکی نیت آپ تھم
کی ہے اسکے پاس ہو آنے دیجیئے پھر آپکو اختیار ہے ولیکن اسنے کہا کہ لعنت ہے اس مردار پر کہ کسی پر مرتی ہی
نہین اور یہ کہکر عطر سہاگ نکالا اور دیکھکر کہا کہ ملکہ اس عطر کو اپنے تمام جسم پر ملوا سنتے ہی خوش تھی وہ
عطر لیکر اب جو ملا تو دل اسکا کچھ نڈھال سا ہو گیا اور شاہ صاحب کی طرف دیکھکر اسنے کہا کہ شاہ جی کچھ نیند سی
آئی جاتی ہے بوئے عطر یہ خبر دیتی کہ اب ایسا سوؤ گی کہ پھر نہ جاگو گی اور یہ کہکر کچھ آنکھیں جھپکا نیلگی درویش صاحب نے
سے کہا کہ ع نسیم غفلت کی چل رہی ہی منڈ رہی ہین فتنہ انگیزین + کچھ ایسے سو گئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے
دیکھو ملکہ اب اد ہی احسن ہی ذرا اپنے قد و قامت کو ٹھہر کے پھر دیکھو مین اسے جو اٹھی اور چند قدم چلی کہ نوا دہم سے گری اسکو
مین چھوڑ کے کہا کہ آ اپنے عروس بلائی ہی اسد درویش کے ساتھ ہنستے ہوئے چلے اور کہا کہ تو نے کیا کیا اسنے عرض کیا کہ
اپنے اس خفتہ بخت کو سلا دیا اب حشر کو اٹھیگی ع تصویر ہین تمہارے جو کہ زیر فلک سوتے ہین + نہ جاگینگے سو تیرہ جاگے
جیسا جی چاہی + اسد آگے اور برجستہ یہ شعر زبان پر جاری کیا کہ ع یہ کیسی نیند آگئی الہی مسافران رہ عدم کو + کچھ ایسا سوے
کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر + اسد نے کہا کہ اب تو اسے مار ڈال مجھے ترس آتا ہی عرض کیا کہ وقعی انکی بیچارگی پر مجھے
بھی ترس آتا ہی مگر بغیر اسکے مارے رہائی غیر ممکن ہی یہ کہکر کسوت عیاری سے سینے کی گولی نکالی اور جلدی سے کر
کر کے اسکے دہن مین ڈال دی کہ دل و جگر اسکا چر چرا گیا اور تڑپ کر روح اسکی واصل جہنم ہوئی آواز آئی کہ مارا جوانی نام
مین علم افروز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم ابھی کوئی گل سے شاداب نے باغ جوانی کا نہ چنا تھا کہ اجل
گریبان گیر ہوئی کہ ع نخل سر سبز ہو گئے پھول پھل آئے اجل کے جوش جنون وہ ہیں پہ جنگل آئے + اسکے لاشے
پر یہ صدا آتی تھی ع اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن + جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہی خزان تھا + اسد نے جو دیکھا تو ایک
شور و قیامت برپا ہی پھر غل مچا رہی ہین آندھی سیاہ چل رہی چارون طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے کہ سارا باغ و مکان
سب تیرہ و تار ہو رہا ہے بعد تھوڑی دیر کے یہ ہنگامہ برطرف ہوا اب جو دیکھتے ہین تو نہ وہ باغ ہے نہ وہ عندلیبان
چمن کے چہچہے ہین نہ بارہ دری ایک کچی سی سہ دری معلوم ہوتی ہی اور ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بچھا ہوا ہے کہ جسپر لاش اسکی
پڑی ہے نہ وہ نازنینان گل پیرہن ہین نہ آئینہ نہ جا نمازین نہ خادم نہ خدمتگار نہ کوئی تیلی سحر کے سے
جلکے خاک سیاہ ہو گئے لاش کے قریب آئے اور اسکی ہیئت کو دیکھا عجب رنگ تھا کہ ع بہوت سی ہوئی
اور پھیلا سی ڈروتی چوٹے کی سی لاد تی مانو نیل مین رنگائی ہی + کوئی ایسی سیاہ نہین شام چڑوے رنگت کہان پائی ہے
اسکی لاش کو دیکھکر اسد نے نہایت نفرت کی اور حضرت خالق کی بہت تعریف فرمائی گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی
ع اے پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + آپکو حال ہمارے لشکر کا معلوم ہو کہ کیونکر

اور کس مقام پر سبب کو چھوڑا اسے عرض کیا کہ سب بیابان مرجانیہ میں مقیم ہیں اور میں آپکی تلاش میں نکلا الحمد للہ کہ آپکو پایا اب تشریف لے چلئے چنانچہ شہزادہ اسد غازی مع ضرغام شیر دل بیابان کے روانہ ہوئے مسافت راہ کو طے کرتے ہوئے جب قریب شہر مرجانیہ کے پہونچے تو ضرغام نے بانگاہ حسرت شہر مرجانیہ کو دیکھا اور ایک آہ سرد کھینچکر کہا کہ چلئے جلد ادھر شہزادہ نے پوچھا کہ یہ آہ جگر سوز تو نے کیوں کھینچی اس شہر کیطرف دیکھکر سچ بتاؤ مجھسے نہ چھپاؤ عرض کیا اسنے کہ حضور میرا حال کچھ نہ پوچھیے یہ ایک داستان عظیم ہے ملکہ محبوب جنگ تو انہیں کے بادشاہ کی دختر اسی باغ میں تھی اُسی کی وجہ سے میں آپ تک یونہیں اور فقیر بنا ہوا میں تھا تو مجھسے ملکہ نے بوقت چلنے کے کہا تھا کہ تجھسے پھر ملنا لیکن اب خوشی یہ ہی کہ آپ اپنے سرداروں سے ملیں لشکر کے لوگ سب حضور کے منتظر ہیں چشم در راہ ہونگے کہ کب آپ منزل طے کریں اور کیوں پھیر لائیں اور اسطرف کو آپ جائیں شہزادہ نے فرمایا کہ خوب ہے پہلے تجھسے کہدیا اب میں بغیر تمہارا عقد کیے یہاں سے کب جاتا ہوں بس باغ کی سمت چلو غرضکہ یہ تو جانب باغ روانہ ہوئے حال یہاں کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس حال کی خبر مرجان پنجہ کش بادشاہ کو ہوئی کہ یہ شوخ دیدہ ایک شاہ جی کو لگا لائی اپنے باغ میں بلایا اور صحبت آرا ہوئی تھی اُسوقت اسنے حکم دیا ابرہا کو جو شتر سوار ہے کہ ملکہ کو گرفتار کر لا ابرہا یہ حکم پاتے ہی اپنے مقام سے چلا اور ملکہ کو گرفتار کیا لیکن بوقت گرفتار ہونے کے ملکہ نے ایک خواص نیک اطوار سے کہ نہایت اسکی رفیق تھی اس سے کہا کہ شاید بعد میرے درویش صاحب آئیں تو میرے حال کی انکو خبر دینا اتنا احسان تم میرے اوپر کرو یہ کہکر ملکہ تو اسکے ساتھ سوار ہوئیں اور گرفتار ہو کر چلیں باپ کے پاس پہونچیں مرجان پنجہ کش نے ملکہ پر بہت تقید و تشدد کر کے ایک قفس میں بند کیا اور رکھا اور کہا … نہ پھرنے کی اجازت ہی نہ فریاد کی ہی اس کے گھر جاؤں یہ مرغی مرے صیاد کی ہی … ملکہ نہایت بے بسی و لاچاری سے اسیر کیا اودھر تو ملکہ اسیر ہوکے جاتی ہیں اور ادھر اسد غازی مع ضرغام شیر دل کے ملکہ کے باغ میں پہونچے دیکھا تو باغ پر عجب ویرانی کا عالم ہے در و دیوار سے سراسیمگی و پریشانی پائی جاتی ہے … رہے ہیں بارہ دری کے سامان پر عجب عالم یاس ہے ہر شے سے ویرانگی ظاہر ہے صبا قریب گل پیام خزاں لیکر جاتی ہے عندلیبان چمن گلوں سے رخصت ہوتی ہیں پژمردگی گلوں سے ظاہر ہے نہ گلوں میں … سنبل ہے پڑا ہے باغ ویرانہ + نہ غنچہ ہے نہ سبزہ ہے نہ ساغر ہے نہ پیمانہ + نرگس آنکھوں سے اشک … ڈال رہی ہے سنبل بال کھولے ہوئے پریشانی کے عالم میں مبتلا ہے لالہ داغ بدل دست خزاں سے پژمردہ تھا سوسن سو زبان سے اپنی پریشانی کا اظہار کر رہی تھی چنبیلی کا پھول کیا تھا جوہی کی شکل پژمردہ تھی گیندے کے چہرے پر عجب زردی چھائی تھی گل اشرفی پر یرقان کا عالم تھا مولسری جیسا گویا تمثیل ماتم تھا ضرغام باغ کو دیکھ بے اختیار رو دیا اور کہا کہ یہ چمن کے تخت پر جسم شہ گل کا محل تھا ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور برپا تھا غل تھا خزاں آئی وہ دن جو دیکھا نہ تھا جز خار گلشن میں + بتانا باغباں رو رہے یہاں غنچہ یہاں گل تھا + بالکل یہ حالت دیکھکر ضرغام کی آنکھوں میں اوسوقت کا سماں پھر گیا یہ باغکو حسرت زدہ دیکھ ہی رہا تھا کہ وہ خواص آئی اور ضرغام سے کہنے لگی کہ آپ اس باغ کو کیا دیکھتے ہیں جس تن سے روح نکل جائے تو وہ تن کیونکر قائم رہ سکتا ہے یہ والی اس باغ کی نہیں یہ گل … اس باغ کا تحمل وہی کچھ تھا ضرغام نے اسد غازی کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ خواص سچ کہتی ہے دیکھئے چشم خود اس باغ کی شان و شوکت دیکھی ہے کہ گل چمن یہاں ہر طرف تھا آشیان عندلیب + آج جو ڈھونڈا نہ پایا کچھ نشان عندلیب + باغبان بیرحم نے … دور رکھے … کہا مجھ سے گل کا پتا اور … نشان عندلیب + سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈ لایا دم کے بعد + ڈالیاں سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب +

دیکھکر خواص نے کہا کہ بفراق شاہ صاحب میری ملکہ پر شمت کامل کرکے بادشاہ نے اسیر قفس کیا ہی
اور یقین ہی کہ وہ ایک دن مین ملکہ کا سرتن سے جدا ہو جائیگا اور ناشاد و نامراد بحرمان کشیدہ روی راحت
نزدیدہ دنیا سے گذرجائے پائی یہ اسکی جوانی کہ اپنے باغ حسن کی کچھ سیر نہ کرنے پائی تھی کہ صرصر اجل نے پامال
کردیا ملکہ نے اپنے باپ سے بھی اظہار عشق کردیا اور کہا کہ درویش کا عشق ثنتھا ثواب ہی اور درویش صاحب
کی یاد مین ملکہ نے قفس مین کچھ شعر حسرت آمیز پڑھتے تھے کہ اے ہوا اے باد صبا مرتا ہی عاشق تیرا اس کوچہ یار مین
بگر ہو کبھی جانا تیرا + اور یہ کون بیان جو یار کی لاوے خبر مجھے + ای سیل اشک تو ہی بہا دے اودھر مجھے + اور
کوئی اس تغافل شعار سے یہ کہدے کہ بروقت قتل کے اور دفن کے وقت ضرور آجانا اور اپنے عاشق کے کشتی
کشتہ کا تماشہ دیکھنا ہے + مجرم عشق تو ام میکشند غوغا ئیست + تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشا ئیست + اور
کبھی یہ کہتا کہ ہے تمہین لحد مین اوتارو تمہین پڑھو یقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائیگی + اور گاہ آہ سرد
دل پر درد سے کھینچکر بچشم اشک آلودہ یہ پڑھتی تھی کہ اے ہوا وہ مہ تیرا دیکھکر کے حسن ای یار کرتن
بدن کا نہ مطلق رہا کچھ ہوش ایکبارہ قسم خدا کی نہین ولکو ایک آن قرار + یہ مجھے کرتی ہوں لاچار ہوکے یہ اظہار
درون سینہ مین زخم بے نشان زدہ + بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ + اسے ہوا تری چاہت مین مر جاتی
پڑی تڑپتی ہون پیران صورت بسمل + جگر مین دل تیرے تیغ ادا کا ہو گھائل + غضب ہی اور کیا اوس
تونے ای قاتل + درون سینہ من زخم بے نشان زدہ + بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ + یہ شعر درد آمیز
پڑھتی ہین اور روتی ہین وہ درویش بالکل ابتک نہین آیا کہ جو اسکو پیام دوں جو میری ملکہ کو مبتلا ئے غم
کر گیا اب دشمنوں کی جان کے لالے پڑے ہین ہائے اسکی جوانی آوا سپہر ستمگر ستم + ستم ہی ستم
مجھے حق صحبت ملکہ ابتک ادا نہین ہوا عمر قاسم شیر دل یہ کلام مفارقت انجام سنکے آنکھ کھلی گیا اور
دیکھکر خواص کیطرف کہا کہ وہ درویش مین ہی تھا اپنے آقا کو چھڑا لایا یہان ملکہ سے چھوٹا یہ سنکے اسد
کہا کہ بھائی اب تو اپنی شکل سے درویشی قائم کرتا کہ مجھے سب پہچانین اور مین بایان خود بھی جاتا ہوں اگر وہ
لاکھون تو کیا غم ہے تیری محبت مین اپنے سر کو تصدق کرتا ہوں اور انشاء اللہ الرحمن ملکہ کو مع قفس
ابھی لاتا ہوں یہ کہکر یہ شیر بیشہ شجاعت مردانہ وار ایک تیغہ آبدار بکرکے طرف بارگاہ مرجان کے کش کے
روانہ ہوا جبکہ قریب دربارگاہ پہنچے دربان نے روکا عقب مین عمر قاسم شیر دل صورت درویش کی بنا ہوا
دربان کو اسد نے طمانچہ مارا کہ پیچ و تاب کر زمین پر گر پڑا اسد اندر بارگاہ کے پہنچکر آواز دی کہ اسد
شہسوار ہم کہ در روز جنگ + بدرم دل شیر و چرم پلنگ + بس جیسے ہی اس نعرہ کی صدا بادشاہ کے کانون پہنچی
ساتھ ہی بادشاہ مرجان کش سے ابتر ہا سے شہسوار کو حکم دیا کہ دیکھو تو یہ نعرہ خدا پرست کی صدا کہاں
صحن بارگاہ مین آئی جلم پر لے بیٹھا تھا کہ سامنے سے اسد کو آتے دیکھا یہ سمجھا کہ میرا ہی شکار ہی مین جھپٹ کے
تلوار سنبھالی شہزادہ نے بارہ کو بچاکر مندو دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارکر تلوار کو اسکے قبضہ سے باہر کردیا
اور کمر بند سے شیر کا بند باندھکے اٹھا لیا جسطرح بہت دلوں کا شیر بھوکا اپنے شکار پر جاتا ہی اسیطرح اس شہریار عالیمقدار
نے اسکو ہاتھ پر بلند کرلیا اور بائین ہاتھ مین کرکے آگے بڑھے لوگ اسپر ٹوٹ پڑے انہون نے اسکو ہا
سپر کرلیا جو شخص تلوار مارتا تھا یہ اسکو سامنے کردیتے تھے وہ منع کرتا تھا کہ یارو مجھکو نہ مارو بادشاہ
زادہ فرماتا تھا کہ ہماری سپر خود بولتی ہے حریف کو منع کرتی ہے بس یہ معرکہ دیکھکر مرجان کش
خود اٹھا اور ایک ہاتھ شاہزادہ پر مارا انہون نے اسی سپر کو سامنے کردیا اپنے بادشاہ سے پکار کر کہا کہ
مجھے مار ڈالیگا ادھر تو بادشاہ کا ہاتھ رکا ادھر اس شہریار کا ہاتھ کمر زنجیر پر تھا اسد نے کمر کھولا اسکو بھی

اٹھا لیا اور دونوں کو سر سے بلند کیا اور فرمایا کہ یا لا و رشنا خلق پروردگار عالم پہ بیگوئی عرض کیا مرجان پنجہ کش
نے کہ تازندہ ہم بندہ ہم جیتے ہیں آپکا قبول کیا آپ جسکو سر سے بلند کرلیتے ہیں اوسکو خاک مذلت پر نہیں ڈالتے
ہیں اسد نے آہستہ سے مرجان کو زمین پر اوتار دیا مرجان قدمونپر گر پڑا اور کہا جو آپکے مذہب میں آئے
وہ کیا کیجے شہزادہ نے اپنی زبان معجز بیان سے کلمہ تلقین فرمایا یہ کلمہ پڑھکے از بسکہ صدق مسلمان ہوا چالیس
ہزار فوج سے مع ابریہا نے شتر سوار کے اوسوقت شہزادہ نے فرمایا کہ مجھے آپ سے ایک کام اور بھی
ضروری ہے کہ میں بلبل ہزار داستان کو آپنے قفس آہنی میں بند کیا ہے کہ جسکی یہ صدائے دردناک آرہی
ہے کہ سے اس قفس لیتے یہ میرے تو نہ خفا ہو صیاد + قفس تنگ ہے اور تازہ گرفتاری ہے + اوس آزار رسیدہ
کے پاس ان درویش کو لیکر چلو کہ جسکے فراق میں اسنے اسقدر ایذا اٹھائی ہے اور یہ درویش میرا بھائی ہے
کہ نام اسکا ضرغام شیر دل ہے مرجان پنجہ کش نے عرض کیا کہ زہے فخر و سعادت میری کہ یہ حضور سے
دم قدم کنیزان میں داخل ہوئی پھول جو سیسر چڑھے یہ کہکے ساتھ ساتھ شاہزادہ کو لایا اور دیکھا کہ بال ملکہ
کے کھلے ہوئے پشت پر پڑے ہیں زلفیں ویران و پریشان اوس عارض جانانہ پر لوٹتی تھیں چہرہ اوداس حالم یا
وہ پھول سے رخسار ملکہ کے قفس تنگ کے صدمہ سے کملا گئے ہیں گل عارض مرجھا گئے ہیں آنکھیں نرگس
بیمار کیطرح زار و نزار ہیں فراق شاہ صاحب میں اشکبار ہیں ضرغام نے عرض کیا کہ حضور خیال فرمائیں
سے قد سے بڑے جو بال ہیں اودھیں یہ راز ہے + دن وصل کا ہی کم شب ہجران دراز ہے + اور حضور سے
زلف کو عارض جانان پہ جو بلتے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا + اسد نے بڑھکر ملکہ کے
حال زار کو دیکھا اور کہا سے کسکے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری + روتا آتا ہے مجھے دیکھکے صورت
تیری + ملکہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی کہ سے ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے + کاسہ نرگس پہ جوں شبنم
رہے + اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر عرض کیا کہ وہ سامنے میرا رولانے والا کھڑا ہے اسیکی بدولت
سینے پہ سب زیور پہنا ہے اور یہ سختی دکڑی سب اسی کیوجہ سے جھیلی ہے سے عالم کا ترے جہان بیان ہے
بینائی دل جہان جہان ہے + زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو + دیوانہ کا پاؤں درمیان ہے + ذرے کا بھی چمکا
گا ستارہ + قائم جو زمین و آسمان ہے + حضور روئے اس شب ہجر کو جیتے جسطرح کاٹا ہے میرا ہی دل
اسکی خوب صدمے اٹھاتا ہے قفس تنگ و تاریک کی گرفتاری رات بھر کی گریہ و زاری و اختر شماری دل کی
بیقراری چشم اشکباری تڑپ تڑپ کے شب ہجر کو کاٹا رو رو کے صبح کرنا کیا حال اپنا عرض کروں یہ کہکے ایک
چھینٹ اشک چشم خونبار سے جاری کی اور رو کے کہنے لگی کہ سے کہوں کیا جو گذرتے ہیں مجھپہ الم غم
دل کی کسیکو خبر ہی نہیں + میرا ہجر میں جسکے یہ حال ہوا مجھے اسکو نظر ہی نہیں + نہ تو آتی ہے نیند
کہ سو ہی رہوں نہ انیس ہے کوئی کہ باتیں کروں + شب ہجر کی کیسی وہ رات بنا کہوں یہ وہ شب ہے
کہ جسکی سحر ہی نہیں + کہاں بخت جو جا ملیں جھی کو اثر نہیں آپ کے نصیبوں میں بہا گئی ہوا + جو اسیر قفس سے چھٹے بھی
تو کہاں ائے سے طاقت جنبش پر ہی نہیں + میں جان ہی کی چمن کی جو سیر کیا نہیں ایک قطرہ یہاں کی ہوا + جہان
گل و سرو تھے پیا وہاں دیکھا تو آج شجر ہی نہیں + ہے الم سے ہوش ترا حال زبون ہے
عبث تجھے دعوی عشق و جنون + شب ہجر میں کیسا تو رو دیا تھا خون ترا دامن و جیب تو تر ہی نہیں
اور حضور سے اپنی تو یہ حالت ہے کہ جوں بلبل تصویر پرواز کی طاقت نہیں اور پاس
چمن ہے + شاہزادہ نے یہ حال پر ملال ملکہ کی زبانی سنکے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ گھبراؤ نہیں
اب زمانہ مفارقت کا برطرف ہوا انشاء اللہ اب ہنگام عیش و نشاط آیا دل کو اپنے بشاش کرو

بہت صدمہ سحر اُٹھا چکین اب براحت و آرام بسر ہوگی عشرت سے شب وصل کی سحر ہوگئی یہ کہکر ملکہ کو قفس سے باہر نکالا داخل محل کیا اور ضرغام سے کہا کہ ہمارے لشکر مین جاکر خبر کرو ہمارے آنیکی بس ضرغام شیر دل گیا اور اسنے جاکر لشکر مین اطلاع کی کہ شاہزادہ عالیوقار بخیر و سعادت تشریف لائے اہل لشکر اس مژدہ جانفزا اور خوشخبری فرحت افزا کو سنکے نہایت درجہ شاد و خرم ہوئے اُنکے تن بیجان مین جان آگئی ہر طرف لشکر مین خوشی کے شادیانے بجنے لگے اب لشکر مین اور ہی گہما گہمی ہوگئی ہر شخص کے چہرہ پر آثار خوشی و خرمی کے ظاہر ہوئے مثل برگ خزان رسیدہ کے جو شہزادہ کی عدم موجودگی مین پامال رنج و الم ہو رہے تھے وہ مژدہ تشریف آوری سنکے مثل گل کے شگفتہ ہوگئے آنکہون کو اُنکی نور قلب کو سرور حاصل ہوا پس کل اہل لشکر و سرداران معزز جو اشتیاق قدمبوسی شہزادہ مین ہمہ تن چشم انتظار تھے وہ بہت جلد شہر مرجانیہ مین داخل ہوئے جشن و بارگاہین سرداروں کی برپا ہوگئین اہل لشکر نے شہر مرجانیہ مین قیام کیا اب اور ہی رونق لشکر مین ہوگئی اسد نے ضرغام شیر دل کا عقد ملکہ کے ساتھ کیا اب یہ دونون طالب و مطلوب ایک دوسرے کے وصل سے شادکام ہوئے تمنائے دلی بر آئی جام تمنا انکا بادہ مراد سے لبریز ہوا بخت رسا کی مددگاری سے شہزادہ عالیجاہ کی بدولت دولت وصل معشوق حاصل ہوئی غنچہ دل طرفین کا نسیم وصل سے شگفتہ ہوا سبب رنج و الم برطرف ہوگئے زمانہ کلفت عیش و راحت سے مبدل ہوگیا گلے شکوے سب جاتے رہے ؎ بشب وصل شکوہ ہا مکنید ؛ شب کوتاہ و قصہ بسیار ست ؛ بس یہ دونون عاشق دل دادہ وصل سے ایک دوسرے کے شادکام ہوئے شب ہائے وصل بعیش و آرام بسر ہونیلگی لیکن ملکہ محبوب چہرہ کو حمل رہتا ہی اور اسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اوسکا سنجیل شیر دل ثانی ہوگا اور یہ بھی نہ مثال بپ پہنچکر نمایان کام کریگا ہی یا باپ کی مدد کریگا غرضکہ شاہزادہ نے کچھ حال لشکر اسلام کا بیان کرنا شروع کیا اور مرجان پیچ کش نے کیفیت اپنی ارشاد کی کہ مین ایک لشکر اکبر کے مشہور تھا کہ نام میرا اسد ہی اور یہ سب میرے مہربان اور میرے رفیق جان نثار ہین مرجان پیچ کش نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ اسی زمرہ مین مین بھی داخل کیا جاؤن اور آپکی رفاقت کا فخر حاصل کرون یہ بانا مجکو بھی عنایت ہو اسد غازی نے پہلے تو اسکی وقتین بیان کین کہ بھائی اسمین بڑی بڑی سختیان جھیلنا پڑتی ہین کہ سب آپ ویرانہ رہنا اور جنگلون مین پھرنا لباس سخت پہننا غرضکہ بہت تکلیفین برداشت کرنا پڑتی ہین اسنے عرض کیا کہ مجھے سب گوارا ہین اُن تکلیفون کو مین راحت سے بڑھکر سمجھونگا اور حضور کی رفاقت ترک نہ کرونگا پھر شہزادہ نے فرمایا کہ مین تو قید ساحرہ مین تھا معلوم نہین کہ آجکل زمانہ کا کیا رنگ ہی عرض کیا کہ آجکل زمانہ نہایت پر آشوب ہے کہ خونخوار بن وصال ایک بندہ ابلیس پرست ہی کہ اُسنے ایک عالم کو ہلا دیا ہے ہزارہا خدا پرستون کو اُسنے قتل کیا ہی بالفعل اُسنے خانہ کعبہ کا قصد کیا ہے کہ نامون صاحبقران و عزیزان صاحبقران کو قتل کرے کہ اوسکے یہان انکا قتل کرنا موجب ثواب ہے اوس سفاک نے اس ظلم پر کمر باندہی ہے کمر باندہی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے + جابجا بلبلون کے خون کا صیاد کو شوق ہی + اور حضور دوسرا شخص ہے کہ نام اسکا برجیس آفتاب پرست ہی اور اُسکے ساتھ اور نانک بن زہر مع فوج فراوان اور جنگ بن زہر و اسکا بھائی مع لشکر گران اسکا شریک ہوا ہے اور کئی لاکھ فوج لیکر چلا ہے نہ قافلہ کہ جہان فی الحال شاہزادہ بدیع الملک ہین وہان چلا ہے اور راہ مین جو ملک خدا پرستون کے اسکو ملے ہین سب

پھر یاد کرتا ہوا اور پھونکتا ہوا چلا آتا ہے یہ سنکے اسد نے کہا کہ پھر تکنا کیسا کیا رفیقان و جان نثاران مجھکو
مرگئے ہیں جو کہ یہ کفار اسقدر ظلم و ستم کر رہے ہیں مرجان نے عرض کیا کہ حضور اسکا سحر ایسا ہیکہ جو ابلیس کی شکل
دیکھتا ہے وہ سجدہ کرتا ہے دوسرے اسکا سحر یہ ہے کہ جہان جیسے آسمان کی جانب دیکھا ایک آفتاب فلک پر
سے گرا اور صاحب مقابلہ کو جلا کر خاک کر دیا اور اگر حکم کیا تو لشکر بھر بلکہ ملک بھر کو پھونک دیا اسد نے
کہا کہ ایسے مکار سے شب کو مقابلہ کرے کہ وہ آفتاب ہی نہ باقی رہے اور یہ کہکر اسد نے اپنی طیاری کی
مع اپنے رفیقوں کے مرجان نے عرض کیا کہ میری تمنا یہی ہے کہ حضور کے قدموں سے جدا نہوں
شہزادہ نے کہا کہ تم اپنے ملک کا بندوبست کرو اور ملکہ محبوب شباب نواز کی تیاری و اگر ضرورت ہو پھر کسی وقت
پھر تمکو طلب کرونگا مرجان نے عرض کیا کہ حضور ابھی اور چندے قیام فرمائیں کہ یہ لوگ حضور کے دولت
دیدار سے سیر بھی نہیں ہوئے ہیں سہ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد * روئے گل سیر ندیدیم و
بہار آخر شد * یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ امان ظلماتی تاجر شہر جانسیہ میں آیا بادشاہ نے اسکو طلب
کیا تاجر نے حاضر ہوکر مال تجارت و اشیائے نادر ملکوں سے پیش کیے اسد غازی نے خواجہ امان
ظلماتی سے پوچھا کہ تمہارا آنا کہاں سے ہوا عرض کیا کہ شہر صبح حصار کیطرف میں گیا تھا اس ملک کو میں نے
نہایت تباہ و تاراج پایا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ خونخوار بن دجال نے شہر صبح حصار کو خراب کیا ہے
اور فرقوس خرس پیشانی کو یہان کا حاکم کرکے آپ قلعہ زرین حصار کیجانب روانہ ہوا ہے چنانچہ فرقوس
خرس پیشانی یہان کا حاکم ہوا ہے وہ ابلیس پرستی ہے یہ کافر جہان تک کسی خدا پرست کو پاتا ہے اسے قتل کرتا
ہے یا بجبر تصویر ابلیس کو سجدہ کراتا ہے میں نے دیکھا کہ خدا پرست اسکے دست ظلم سے تنگ آکر جنگلوں میں
چھپے ہوئے پڑے تھے اور پہاڑوں میں پوشیدہ لرزان بخوف جان وہاں حضور یہ حال پرملال دیکھکر مجھے نہایت
صدمہ ہوا اور زمانہ شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن صاحبقران کا یاد آیا میں اس زمانہ کو یاد کرکے بہت رویا
اور افسوس کیا غرضکہ تاجر کے اس بیان تاسف خیز پر اسد غازی اور تمام پلنگینہ پوش بھی نہایت روئے اور
سب سردار خاموش بیٹھے رہے خواجہ امان تاجر نے عرض کیا کہ حضور سننے میں آیا ہے کہ ابلیس کا تا قیامت اسکا فرما
ہوا اسد نے یہ سنکے اسیوقت آواز دی کہ یا ایہا الناس خیال کرنا چاہیے کہ سہ رحم بر بازمین نہ بہرام رکھا مردونکا
آسمان تمکو نام رکھا ہے تمکو انکو خیال کرنا چاہیے کہ سوا ذات خدا کے اور کوئی قریبا ہی نہ رہیگا سہ کسی کی غنچہ میں رنگت نہ کلی میں
بو باقی * یہ سب سنکے بھی یہ رہیگا تو باقی * شہزادہ نے یہ شعر پڑھکر اور ہاتھ اٹھا کر بوق کو دم کیا کہ رفقائے جان نثار سب
کے سب تیسری آواز بوق میں آکر حاضر ہوئے سمجھا یہ سب غازیان دیندار و بہادران متہور شعار اور
شہزادہ اسد غازی اسیوقت سوار ہوکر طرف شہر صبح حصار کے روانہ ہوئے مرجان
بخوبی نے اپنے وزیر کو انتظام ملکی سپرد کرکے اور ملکہ کی حفاظت و پاسداری کا حکم دیکر یہ بھی ہمرکاب
شاہزادہ والا جاہ روانہ ہوا منزلوں کو طے کرکے یہ لشکر یا رکھا اسے شہر صبح حصار میں پہنچا وہاں مقام کیا
جہانپناہ مع بادشاہ باختری کو شاہزادہ نورالدہر ایک باغ پر بلند کہ ہوئی ۱۲ کوس تک لیگئے تھے اسی مقام پر پہنچا
اس شہزادہ والا جاہ نے بھی قیام فرمایا اور سب کے سب انکی ہمراہی و رفیق بھی وہاں فروکش ہوگئے۔ مرجان تحیہ
نے ایک خیمہ برپا کرایا اور سامان عیش وہان فراہم کر دیا اسد غازی مع اپنے رفقا کے کرسیون پر جا
بیٹھے وہ لوگ جو کہ فرقوس خرس پیشانی کے خوف سے مانند طائر بے بال و پر کے مارے مارے
پھرتے تھے انہوں نے جو خیمہ برپا دیکھا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دردریائے فتوحات
انجم سپہ صولت اسد بن کرب قلاور تشریف لائے ہیں اسوقت یہ لوگ جمع ہوئے

اور خبر دی یاقوت مرصع حصاری کو کہ عمر اسکی کوئی بارہ برس کی ہوگی یہ بھی شہزادہ اسد غازی
کے پاس حاضر ہوا اور حال اپنے باپ اور چچا کے مرنیکا عرض کیا اور کہا میں اپنا چھپا ہے اپنی ناموس کے
اور سب حال اپنی تباہی اور بربادی کا بیان کیا کہ میں اور میری ماں اسیطرح حال زار پر روتے تھے کہ ایک بزرگوار
خواب میں تشریف لائے اور عالم رویا میں انھوں نے ارشاد فرمایا کہ اب سنجر کر شیر بیشہ صاحبقرانی
یعنی اسد غازی تشریف لائیگا اور تیری امداد کریگا اور اس ابر کفر و ضلالت کو جو چھایا ہوا ہے اپنی تیغ
صاعقہ بار سے اسکو برطرف کریگا اسدن سے حضور کی تقویت ہوئی اور انتظار حضور کا ہم کر رہے تھے ہیں
پوچھا اسد غازی نے کہ شہنشاہ مرصع حصاری کی قبرین کہاں بنائی ہین عرض کیا کہ قبرین کہاں نصیب
ہوئین منزل گنج شہیدان کے ایک مقام پر دفن کردیا اور بھی قدر ہوسکا وہان دفن کیا اسد اسکے ساتھ چلے
دیکھا تو یہ آواز آتی تھی نہ کیا کہین عالم لئیم ہم انسان یا حیوان تھے + تھے غرض جو کچھ کہ تھے ایک آن کے
مہمان تھے + اکھین ایک استخوان اور بڑا امیر ہو پاؤن + کیا کہون اسد تجھے غفلت مین کیا کیا وہان تھے + پاؤن
پڑتے ہی میرے اُس استخوان نے آہ کی + اور کہا غافل کبھی ہم بھی تو صاحب جان تھے + رات کے
سونے کے خاطر نرم و نازک تھے پلنگ + بیٹھنے کو وے کبھی طاق اور ایوان تھے + بیچ رہے تھے تھے
اور پڑے رہتے تھے قہقہے + ساقی و ساغر صراحی شیشہ و پھول وہان تھے + لگ رہا تھا دل کبھی کچھ پریزادون کے سا
کچھ کسی سے عہد تھے اور کہین پیمان تھے + گلبدن اور گلعذارون کے کنار و بوس تھے + کچھ نکالی تھی ہوس اور
کچھ ابھی ارمان تھے + ایک ہی جھونکا اجل نے آنکر ایسا دیا + پھر نہ وہ ہم تھے نہ کچھ عیش کے سامان تھے
اپنی بیدردی سے پھر پاؤن مت رکھو میان + او میان تیری طرح ہم بھی تو صاحب جان تھے + اسے
شخص دیکھ پاؤن ٹھہراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر بھی انکے ٹھوکرین کھاتے ہو کے
شہزادہ اسد اس حال پر ملال کو دیکھکر بہت رویا اور فاتحہ اُن سب کی قبرون پر پڑھی جبکہ وہان سے واپس
آکر خیمہ مین داخل ہوا آواز دی کہ مین چاہتا ہون کہ نامہ لیکر اس ملعون قرپوس خرس پیشانی کے پاس
جاؤن عرض کیا فتاح پلنگینہ پوش نے کہ حضور کا جانا مناسب نہیں ہے کسواسطے کہ یہ جان نثار تو شوق
شہادت پہنچنے کے مشتاق ہین فرمایا کہ اچھا ایک جام منگوا کر آگے رکھدیا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون تم مین سے
کوئی صاحب اس قاعدہ نامہ داری کو ادا کرین فتاح پلنگینہ پوش اپنی مقام سے اُٹھے اور رو کر کہا کہ ای شہریار
تمہارے باپ کی رفاقت کی اور اب مین تمہارے پاس ہون چاہتا یہ ہون کہ مین بھی راہی عدم ہون کہ وہ تمہا
قدیم سامنے سے میرے اُٹھ گئے ایک مین تنہا باقی رہگیا۔ اسد غازی کی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور فرمایا کہ مین
آپکو مثل والد ماجد کے جانتا ہون عرض کیا کہ اب تو مین اپنی جگہ سے اُٹھ چکا یہ کہکر جام کو لب سے لگایا اور قطرہ قطرہ
کرکے لگا منہ سے پیالا ہی یہ بات تھا تق + کہ اللہ باقی و من کل فانی + اور یہ کہکر اس نامہ کو اپنی پیٹ سے باندھا
اور تمام اسباب جنگ اپنے تن پر آراستہ کیا اور اپنے چالیس ہزار رفقا سے قدم اپنے ساتھ لیکر شہزادہ
کو مجرا کرکے چلے جب قریب بارگاہ قرپوس خرس پیشانی پہنچے تو چوبدارون نے عرض کیا کہ ایک
نامہ دار آتا ہے حکم دیا کہ ہمارے یہان نامہ دار کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے پھیرا پر جو تحمل
سے کہا طلب ہے اُسکو حکم دو کہ وہ آنے نہ پاوے جب یہ قریب دربارگاہ پہنچے تو اس نے روکا
انہون نے نعرہ کیا اور زنجیر کرکے مرکب کو قریب مرکب ملا کر ایک طمانچہ ایسے مارا کہ منہ اسکا
پھر گیا اور چرخ کھا کے گھوڑے سے ہار کے گرپڑا اسیطرح مع مرکب دوانہ صحن بارگاہ مین آئے
یہان قرپوس نے ایک وزیر اپنا مقرر کیا ہے کہ وہ بھی مرصع حصاری ہے اور نقصان

ہر صبح حصاری اوسکا نام ہے۔ قربوس چاہتا ہے کہ حکم دون کہ اسکو مارا اوسوقت اسنے
ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے شہریار یہ نامہ وار کی توقیر نہین ہوتی ہے کہ اسکو آپ قتل کرین ایلچی
رانہ والے نسبت کسی مذہب اور ملت مین ایلچی کو نہین مارتے ہین مجھے خوب معلوم ہے کہ خداوند
زہرہ شاہ باختری بھی توقیر نامہ وار کی فرماتے تھے + وزیر کے اس طرح سمجھانے سے کچھ غصہ
اسکا فرو ہوا اور کہا کہ بلالو اور ایک دنگل بچھوا دیا۔ انہون نے آکر کہا السلام علیکم جو خدا کو برحق جانتا
ہو اسپر اسلام و سہے اور یہ کہکر اس دنگل پر بیٹھ گئے اسنے اپنے وزیر سے پوچھا کہ اوسکا اسکی کیا توقیر ہونا
چاہیے اسنے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ گیا وزیر نے عرض کیا کہ جام سے سیراب کرائیے جیسا کہ سنتا ہون اور شہر
یارون کے دربار کا دستور ہوتا ہے تا کہ آپ کے خلق و اخلاق کی مدح و ثنا کرے اور خلعت سے
بھی مخلع کرائیے گا اس نے کہا کہ بہتر ہے پس قربوس نے حکم دیا کہ ساقیان شوخ چشم حاضر ہون حکم
دیتے ہی ساقیان مہ طلعت جام و صراحی لیکر حاضر ہوے اور جام بھر کے نامہ وار کے سامنے پیش
کیا انہون نے کہا کہ او بد انجام مین کافر کے یہان کا جام نہ پیونگا بس تو نامہ کو دیکھ اور جو لکھنا ہو وہ
لکھ دے اور اگر کسی طرح نامہ کے ساتھ بے ادبی کی تو جان لینا کہ مثل لفافہ کے مین بھی ٹکڑے
اڑا دونگا پرزے پرزے کر ڈالونگا۔ یہ ہنسا اور کہا کہ سے ساتھ لے دے کے ہی اپنے یارون کو
بلند کی بھی تعلیم مدارون کو + یہ خوش نامہ وار جو یہ سخت زبانی کرتا ہے اور مین برداشت کرتا ہون تو
فقط وزیر کے سمجھانے سے ہے اسکے کلام درشت کا تحمل کیا تو اسنے شاید یہ خیال کیا کہ مین دب گیا
ہے اسکا خیال خام اور تصور ناتمام ہے خیر لاؤ نامہ۔ انہون نے نامہ دیا اور کہا کہ اٹھکر نامہ ادب سے
لے اسنے وزیر کیطرف دیکھا وزیر نے عرض کیا کہ مضائقہ ہی نامہ کو تعظیم سے لینا چاہیے پس قربوس
نے نیم قد استادہ ہو کر نامہ لیا۔ نامہ کو کھولکر پڑھا۔ بعد تعریف پروردگار عالم کے لکھا تھا کہ او ظالم ظالم
جیسے تو نے بیداد گری پہ کمر باندھی ہے اور ہزارہا بندگان خدا کا بیگناہ کشت و خون کیا ہے اسکی سزا
انشاء اللہ تجکو دینے آیا ہون اگر تو سجدہ ابلیس پرستی سے باز آئے تو مین تیری اس بیداد گری کو معاف
کرتا ہون او پہچان پروردگار عالم کو تو بہتر ہے اور نہین تو اس چال خراب سے تجھکو قتل کر دونگا کہ
گرفتار ہوا اور نہ پہچان درپا تیرے حال زار پہ گریہ و زاری کریگی اور نہ صدا تیری لاش سے یہ آئیگی
کہ سے ہماری لاش چورا ہی پہ کر نا دفن بیجا کہ + چراغ صدقہ رکھدیگا کوئی گور غریبان پر + یہ سنکے
اسے کچھ غصہ سا آگیا ساتھ ہی وزیر نے سمجھایا کہ حضور یہ محل غصے کا نہین ہے ع ہر سخن موقع
و ہر نکتہ مقامے دارد + آپ جواب جنگ نامہ پہ تحریر فرمایئے چنانچہ قربوس خرس پیشانی
نے جواب جنگ نامہ مین تحریر کر دیا خلعت جو فتاح پلنگینہ پوش کے واسطے رکھا تھا اسکو
یہ ٹھوکر مار کر اٹھے اور کہا کہ اگر کسی کو حوصلہ جنگ ہو تو مین حاضر ہون کسیے جواب نہ پایا بس
یہ اسی دم و خم سے چل نکلے ہوسنے ساتھ ہی ساتھ چھپا ہوا ضرغام شیر دل
بھی آیا تھا اسنے اپنی بارگاہ مین پہنچکر سارا حال اسد غازی سے فتاح پلنگینہ پوش
کی جرأت و مردانگی کا بیان کیا۔ اسد نے کہا کہ اے ضرغام فی الواقع وہ لوگ بڑے
شیر ہین اونکی جرات و دلاوری کا کیا مذکور ہے یہ کہکر اسد نے اپنے بیٹون
سے انکا استقبال کرایا اور وہ استقبال کرکے بکمال اعزاز و اکرام بارگاہ
مین لائے لیکن اب حال وہان کا سنیئے کہ قربوس خرس پیشانی

نے حکم دیا کہ فوج ہماری طیار ہو کر اسد کے مقابلہ میں روانہ ہو ہم بھی آتے ہیں اسکی فوج یہاں قریب ساٹھ ہزار کے ہے ہر ایک ابلیس پرست جنگ کو ہولے ہیں اتنے تھے کہ یہ قزاق ہمارا کیا کر سکتا ہے چنانچہ چار گھڑی دن باقی تھا کہ قرطوس بھی آیا اور داخل بارگاہ ہوا صحبت مے نوشی کی آراستہ ہوئی دو چار جام جب متواتر چلے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت اسنے آواز دی کہ ہاں طبل جنگ بجے چنانچہ طبل جنگ بے درنگ بجنے لگا جب خبر نواخت طبل جنگ شہزادہ عالیوقار کو معلوم ہوئی تو آپنے بھی حکم دیا کہ پروردگار عالم کے عنایت پر نظر کر کے ہمارے یہاں بھی جس جنگ بجے حکم دینا تھا کہ انکے لشکر میں بھی طبل رزمی پر چوب پڑی سے بجا اسطرف فوج میں طبل جنگ + اڑا اپیر گردون کے چہرہ سے رنگ + رات بھر دونوں لشکروں میں طیاری سامان جنگ ہوا کی آلات حرب و ضرب صیقل مصیقل ہونے لگے طلایہ دار دونوں لشکروں کے طلایہ پھرنے لگے آواز حاضر باش و ناظر باش ہر طرف بلند تھی غرضکہ رسی امید و بیم میں زمانہ شب کا بسر طرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی سے لگی چرنے نظروں سے تارے نہاں + چھپا نور میں جادۂ کہکشان + مؤذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + رخ شمع مائل بزردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + ہوا نفس کی نسیم روان + لگی کو لگے سب لیکے انگڑائیاں + یہ بہادر سب کے سب نماز صبح پڑھ پڑھ کے اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر میدان کارزار کیطرف عازم ہوئے اور صفیں باندھیں ادھر لشکر کفار بھی داخل میدان رزم ہوا اپنی بھی اپنی صفیں آراستہ کیں نقیب نقابت کیو سطے آئے مردمتانہ چلے پھرنے سب بھی بڑھنے لگے راوی کہتا ہے کہ نقیب نامداروں کے قریب پروں کے قریب قریب آکر اقامت کرنے لگے جرات داروں کے سینے میں شجاعت نے جوش مارا حباب آسا سینے تان تان کے ابھرنے لگے نقیب للکار کر یہ کہنے لگے کہ دلیروں

سے لڑائی بھڑائی کا یہ دن ہے آج	یہاں سلطنت کا ہے رواج	سلیمان کی حشمت سے کیا کام ہے
جو مرجاؤ لڑ بھڑ کے تو نام ہے	سکندر نہ دارا نہ جمشید ہے	کسے زندگانی کی امید ہے
فریدون نہ وہ گنج قارون رہا	نہ تخت شہی پر ہمایون رہا	تمہیں بھی مناسب ہے اے خاص و عام
وہی بات کرنا کہ ہو جس سے نام	نہ مرکر چھٹے قبضہ ذوالفقار	زمانہ میں کچھ اور ہے یادگار

یہ صدا سنکر سردار جو ہتھے تلواروں کے قبضے چوستے تھے غرضکہ ایک سردار کہ نام اسکا سجیل تیغ زن تھا اسنے نکلکر سلحشوری دکھائی اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان وای زبردستان جسکو کہ آرزوی مرگ ہو آکے میرے سامنے ہیں یہ سنتا تھا کہ فتاح پلنگینہ پوش یا تو خاموش کھڑے تھے یا مرکب کو صف سے نکالا اور عرض کیا شہزادے سے کہ خدا حافظ ہی کا فر سے میں مقابلہ کرونگا اسینے سے سر جھکا لیا اور یہ کہا کہ سپردم بہ پروردگار عالم یہ اٹکر مرکب کو سامنے اس شیطان پرستا کے ہو پہنچے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی اسنے کہا کہ پہلے اپنا وار کر ہو گرز وا تھی نکال لو انہوں نے کہا کہ جانتا ہے کہ ہم خدا پرستوں کا دستور پیش قدمی کا نہیں ہے پھر تقریر کرتا ہے برچھا تر چھا ہو کر اسا انہوں نے اسکے برچھے کو خالی دیکر دوبارہ سنان کو سنان پر گانٹھ کر ستائیس طعنوں کے بعد نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا اسنے جھنجھلا کر تیغ آبدار کا وار کیا انہوں نے اسکی تیغ کو سپر پر گانٹھ کر چاکر جو مارا تا جگر گاہ تیغ انکی اتر گئی گھوڑے پر سے گر پڑا اسیطرح سے پانچ سردار اس بہادر نے واصل جہنم کیے اب جھنجھلا کر قرطوس خرس پیشانی اپنے گینڈے کو جھپٹ کر نکالا اور کہا اللہ کے خدا پرست تو نے بہت سے بندگان ابلیس کو سر بہشت میں متوجہ کیا لیکن میں سمجھا ہے

چھوڑتا ہوں یہ کہکر گرز اپنے پکڑ کے ہاں ہاں کہکر جھپٹ کر مارا انہوں نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی بچاؤ کیا لیکن سپر کہاں ضرب گرز تھا وہ گرز سپر کو توڑ کر سر پر پڑا اور سہر بہلوان آیا گھوڑے سے پٹ پٹ کر گرے جھپٹ کر لوگوں نے انکو اٹھایا اسکے پہلے نعرہ آہ کا مارا اور کہا کہ چچا آج ہمارا ساتھ اپنے چھوڑا افسوس کوئی ہمارا چاہنے والا اب نہ رہا والد ماجد یعنی کہ بیٹا تھا نہ اللہ سہر کو اور بھائی صاحب نور الدہر کا حال نہیں معلوم اور یہ کہکر آبدیدہ ہوکر بمقابلہ قولوس خرس پیشانی ہو بچہ اس ملعون نے وہی گرز خون چکان انکے بھی سر پر مارا انہوں نے خالی دیا اسکی چوٹ سے نہیں جھکا ہوا تھا کہ انہوں نے تلوار جو ماری تو اسکے گردن سے سر پر پڑی یہ کود کر الگ ہو گیا اور چاہا کہ او سکندر کے پیچھے کو پیکر سے گھوڑے سے بیچ کود کے اسکے گریبان گیر ہوئے لگی کشتی ہونے دو پہر کی کشتی میں شہزادہ اسد نے اسکا لنگر اکھیڑ کر زمین پر مارا اور فرمایا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے باب میں اسنے کہا کہ ہزار جانیں خداوند ابلیس پر صدقہ کیجیے مذہب ابلیس پرستی کو ہاتھ سے دیجیے اسد نے بڑھا کر پاؤں اسکی ران پر رکھا اور ٹانگ پکڑ کر جو جھٹکا مارا تو مثل کپڑے پاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا فوج اسکی ٹوٹ پڑی ادھر سے یہ لوگ بھی مردوں کو بڑھا کر جا پہنچے لگی تلوار گھمسان کی چلنے یہ تو اس عالم میں تھے کہ وہ لوگ جو خیمہ سے ہوئے ڈیڑھ لاکھ کی فوج آتی تھی انکو معلوم ہوا کہ قلعہ مرصع حصار پر خونخوار بن دجال حاکم کر گیا تھا وہ مارا گیا اب یہ لوگ بھی آکر اسد پر گرے اب شہزادہ اسد پر وقت تنگ ہوا لیکن راوی بیان کرتا ہے کہ اتفاقات وقت سے اسد ثانی جو اجازت لیکے ... تھے وہ حسب اتفاق رستہ بھول کر مرصع حصار کیطرف آنکلے انہوں نے جو یہ صدا کے گیر دار اور نعرہ کی آواز جو انکے کان میں پہنچی کہ اسد شہسوار ہم کہ در روز جنگ بہ بدرم دل شیر چیرم پلنگ یہ آواز اپنے باپ کی سنکر بیتاب ہو گئے اور بعجلت تمام لشکر کفار پر آکر گرے انکے آنے سے اسد میں جان آگئی وہ اضطراب برطرف ہوا اسد ثانی جو تازہ دم آکر لشکر کفار پر گرے تو سب کو درہم وبرہم کر دیا غرضکہ فوج کفار بد شعار رواں دواں ہو کر چاروں طرف منتشر ہو کر بھاگے فتح شہزادہ اسد نے بیٹے کو گلے سے لگایا اور خیمہ کیطرف سب حال دریافت کرکے ... اور لاش فتاح پلنگینہ پوش کی میدان جنگ سے اٹھوا کر لائے اور قریب شہنشاہ مرصع حصاری وشہریار مرصع حصاری کے فتاح پلنگینہ پوش کو دفن کیا اور نہایت افسوس کے ساتھ لاش کو سپرد ... شجاعت کو زیر زمین رکھا - بعد اس غم والم کے انکے ہمراہیوں کی لاشیں اٹھوا کے انکو بھی دفن کیا اور بکمال رنج وافسوس فاتحہ خیر پڑھ کر اپنے خیمہ میں آکر بیٹھے سے حال دریافت کیا کہ تم اور ہمراہ صاحبقران ثانی کے گئے تھے آپ سے کسطرح جدا ہوئے اسد ثانی نے ... آنا کل واقعہ میدان کاج پاج کا باپ کے سامنے بیان کیا اسد غازی نے پوچھا کہ پھر وہ کہاں گئے کہا کہ مجھے کیا معلوم وہ اسی آگ میں تھے اسد نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ دیکھئے انکا حال کسی کا مفصل معلوم نہیں ہوا - اب شہزادہ اسد غازی انتظام مرصع حصاری جانب متوجہ ہوئے اور یاقوت مرصع حصاری فرزند شہنشاہ مرصع حصار کو بادشاہ کر کے دین اسلام کو اس ملک کو آباد کیا اور اس انتظام سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ انکا حال آئندہ بیان ہوگا

اب دو کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان ہوتے ہیں

جب خونخوار بن دجال قلعہ زرین حصار پر پہنچا تو گلبن زرین حصاری وگلباش زرین حصار

کو اطلاع ہوئی۔ نہایت پریشان ہو کر اپنے رفقا کو جمع کیا اور کہا کیا صلاح ہے۔ عرض کیا رفیقوں نے کہ
جو حضور کی صلاح ہو وہی مناسب ہے صلاح باہم پسند کو صلاح شناسیت۔ بادشاہ نے ارشاد
فرمایا کہ وہ زمانہ جوانی کا اور زور و قوت و امنگ کا گذر گیا بقول شاعر ۔ زبان حالی کو بروئے کیا
ہم قریب آیا ہے وقت پیری ۔ جوانی رخصت سنا رہی ہے ۔ گذر چکا ہے شباب آدھا ۔ یہ شعر پڑھ کر
رفیقوں سے کہا کہ میری رائے تو یہی ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھو لڑنے کا میرا جی ہوتا ہے۔ شہزادیاں بیگمیں زنان
حصاری کو جنگل کی طرف روانہ کردیا اور پھر قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرکے گولہ اندازان
ناوک اندازان خشت اندازوں کو مہیا کرکے مثل اژدر آتش فشاں طیار کیا اور مہیا قضا و قدر سے ہو کر
بیٹھے اور خندق چاہی قلعہ کو پر آب کرکے پل تختوں کے اٹھوا دیئے۔ ادھر تو یہ حال تھا یہاں خونخوار ابن دجال کو بھی
خبرداروں سے خبر پہونچی کہ وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے ہیں تاب مقابلہ نہیں لا سکتے ہیں۔ یہ سنتے ہی خونخوار ابن
دجال نے اپنی فوج میں سے حرمان آدم خوار کو حکم دیا کہ اس قلعہ کو تو ابھی فتح کر جو تیرے ہاتھ
آئے اسکو کھا لے اور جا تجھی کو اس قلعہ کا حاکم کیا۔ یہ ملعون یہ حکم سنکے بہت خوش ہوا اور دجال
کی مدحت و ثنا کرتا ہوا سامنے قلعہ کے آیا اور طبل جنگ بجوا کر صبح کو دھاوا کیا۔ جب توپوں کی زد پر آیا
تو توپیں اسپر چھٹنے لگیں تو تمام آسمان دھواں دھار کردیا۔ اہل قلعہ سے وہ آتش باری کی کہ بنا باغ کو
تیرہ و تار کردیا اگر کوئی گولہ قضا کا اسکے سینہ پر پڑا ادھر جا نکلا۔ قریب خندق آگیا اسوقت ناوک اندازوں خشت
اندازوں نے اپنا حربہ کیا اور یا ناتوان لاکھوں گولا بارود کی ہانڈیاں اسپر ماریں لیکن یہ کسی حربہ سے
نہ رکا اور ایک جست میں خندق کے پار آگیا۔ اسوقت ساکنان قلعہ مجبور ہو کر تلواریں کھینچ کے غول بستہ
ہو گئے چار گھڑی کی تیغ زنی میں بادشاہ بھی مارے گئے اور اکثر رفقا بھی قتل ہو گئے اور بعد قتل یہ
اور مزید ظلم ہوا کہ لاشیں بھی کھا گیا مگر ظلم نہنگ اجل ہو گیا۔ یہ آدم خوار سب کو کھا گیا قلعہ میں اسکی
عملداری ہو گئی تمام لوگ بھاگ کر صحرا میں چلے گئے بھگدر پڑ گئی اسقدر خوف اس ظالم کا چھایا اور
اہل فوج پر غالب ہوا کہ جسکا جدھر سینگ سمایا وہ ادھر کو روانہ ہوا کسی کی کسی کو خبر نہ تھی ایک غدر
مچا ہوا تھا اور تہلکہ عظیم برپا تھا غرضکہ خونخوار ابن دجال نے حرمان آدم خوار کو حسب وعدہ یہ
ملک دیدیا اور اسی کو بادشاہ وہاں کا کرکے کل انتظام ملکی و مالی کا اسکے اختیار میں دیدیا اور
خود مع فوج و لشکر کے دیار خونریز کی طرف روانہ ہوا الغرض قطع منازل و طے مراحل کے قریب درہ
خونریز پہونچا۔ حارب خونریز و ضارب خونریز کو معلوم ہوا کہ قاتل ہمارا آپہونچا اپنے
اپنے رفقا اور اہلکاروں سے مشورہ کیا کہ اب کیا تدبیر کیا کیجئے سب نے عرض کیا کہ حضور موت کی
کوئی تدبیر ممکن نہیں قضا و قدر سے کسی کا دخل نہیں چلتی کوشش سے کچھ کام نہیں کرتی سب سمجھ
آگئے تدبیر کے پر جلتے ہیں تقدیر کے آگے۔ حارب خونریز نے ضارب خونریز سے کہا
کہ دروازہ قلعہ کا بند کرنا ہمارے نزدیک بڑے عیب کی بات ہے اور کمال نامردی اور بزدلی ہے ایک
مثل مشہور ہے کہ قلعہ بغیر لوٹے نہیں رہتا اور تمہاری بغیر جنگ کے اب یہ تدبیر مناسب معلوم ہوتی
ہے کہ ناموس کو تو مع تمام اہل و عیال کے جانب صحرا روانہ کر دینا چاہئے اور یہاں سے ہم تم
چالاکی سے اسکا استقبال کر کے قلعہ میں لائیں اور وہاں عداوت کرکے زہر کھلا کر مار ڈالیں۔ بس
دونوں باہم یہ مشورہ کرکے سات آدمیوں سے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن مہتر جاسوس
عیار خونخوار ابن دجال کا ہمقدم پر حسب اتفاق بہ تبدیل ہیئت ایک خدمتگار کی شکل

بنا ہوا موجود تھا اور سب حال کھڑا ہوا سن رہا تھا اسنے جلد اپنے تئین خونخوار کے پاس پہونچایا اور کل
حال مشورہ کا اور دعوت کرنے کا عرض کیا خونخوار بن دجال سب کیفیت سنکے خاموش ہو رہا
کہ اس اثنا مین سیرک عبگی نے آکر عرض کیا کہ حضور حارب خونریز و ضارب خونریز دونون آپکی
خدمت مین حاضر ہونے چاہتے ہین کیا اجازت ہے اسنے کہا کہ بلالو چنانچہ حارب و ضارب دونون اسکے
حضور مین حاضر ہوئے دیکھا کہ تمام سرداروں کا مجمع بکثرت ہے اوسوقت ان دونون نے آکر سلام کیا
اور یہ عرض کیا کہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ہم لوگون پر بڑا ظلم کیا کیونکہ حضور ہم لوگ پہلے زہرہ
پرست تھے پھر انہون نے یہ جبر کیا کہ اپنے مذہب مین ہمکو لائے چونکہ وہ زبردست تھے ہم انکا
کچھ نہ کر سکے سواے مجبوری کیا کرتے ہم نے انکا مذہب اختیار کر لیا مگر حضور جیسے لقا و سے خداوند
آ پہونچے ہین ہم پھر اپنا مذہب قدیم قبول کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ حضور قدم رنجہ فرمائین قلعہ مین تشریف
لیچلیں سب تصویر خداوند ... تاکہ تمام ساکنان قلعہ بھی تصویر خداوند کی مشرف ہون اور مذہب
ابلیسی پر ... کرین اور حضور کی دعوت ہے جو نان و نمک ہم لوگون کو میسر ہے حضور اسکو قبول
فرمائین ہم سب حضور کی تابعداری و جان نثاری مین حاضر ہین۔ یہ سنکر خونخوار بن دجال ہنسا
اور دیکھکر کہا کہ او حرامزادون تم مجھے فقرہ دیتے ہو مجھے پہلے ہی خبر تمہاری اس عنوان دغابازی کی
پہونچ گئی ہے مین اب تمہارے فریب مین کب آتا ہون یہ کہکر اسنے حکم دیا کہ انہین مار لو بس لوگ ان پر
تلوارین کھینچکر دوڑ پڑے انہون نے بھی تلوارین میان سے نکالین ساٹھ آدمی و دو سو آدمیون کو مار کر
بدرجہ شہادت فائز ہوئے بھلا اسقدر کفار کا مجمع کہان یہ قلیل ساٹھ آدمی کیا کر سکتے تھے آخر بہتیرون کو
مار کر حارب و ضارب بھی شمشیرزنی کرتے رہے جوہر شجاعت کو دکھا دیئے اور زمرہ شہدا مین داخل ہوئے
بس انکے اور ان دونون کے شہید ہونے کے خونخوار نے جاکر قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اور تمام قلعہ
کو مسمار کرکے اسنے تھوڑے عرصہ مین کیا ویرانا وہاں کی جو باقی تھی وہ صحرا کیطرف روانہ ہوگئے اور
تمام مخلوق بھاگ ... ہوئی اسنے قلعہ کو فتح کر لیا اور یہان کی حکومت اگوازبلند آوازے کے
سپرد کرکے اور اسکو یہان کا حاکم معین کرکے آپ شہر عنطلی آباد کیطرف روانہ ہوا منزلون کو طے کرتا
ہوا چلا جاتا ہے کوچ بکوچ بمقام درمقام کرتے صحرا سے عنطلی آباد مین جا پہونچا یہ خبر ناموس
عمرو کو پہونچی جہتر برق فرنگی کیا سنوکر بن قران ... ایلطاقی جواہر بن عمرو قیروزہ
بن عمرو لقمان خنجر گزار بن عمرو عمران خطائی ترک خطائی یہ سب کے سب ... اپنی
شان یعنی ملکہ جادو کے دیدار کو آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ افسوس کیون ملکہ وہ زمانہ شہر
عنطلی آباد مین ہمارے آستانہ سے اور ہمارے ... اب پیری نے ایسا ہمکو نحیف و ناتوان
کردیا کہ کسی عیاری و مکاری کے قابل نہ رہے بس یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ خبرداروں نے آکر خبردی
کہ شہر عنطلی آباد مین اس کافر خونخوار بن دجال کا لشکر آ پہونچا ہے ملکون کو اجاڑتا ہوا یہ
ظالم جفاشعار چلا آتا ہے ... یہ خبر پائی ہے کہ یہان ناموس عمرو و ملکہ جادو رہتی ہین تو
وہ اس ملک کو برباد کرنے آیا ہے جہتر برق فرنگی نے کہا کہ حضور کو سحر سے توبہ کر چکے ہین اگر
اس توبہ کو توڑ کر اور ... سحر کرکے اسکو مٹا دیجئے تو کیا بات ہے کچھ بعید نہین ہے کہ ملک بربادی سے
بچ جاوے اور ہزارہا بندگان خدا کی جانین بچ جائین ملکہ آنکھون مین آنسو بھر لائی اور دیکھکر
کہا کہ اے برق فرنگی کہین ثابت قدمون کی توبہ ٹوٹ سکتی ہے مین انہین ... ہون کہ

سے کی تو سو بار پر اکدم نہ تنہا ہی توبہ نہین بھی وہ توبہ شکن ہون کہ الٰہی توبہ پس اگر میرا وارث مہر سپہر عیاری ہوتا تو یقین تہا کہ اس ملعون کو اسی بیابان مین قتل کرتا اور آگے نہ بڑھنے دیتا اسکی حسرت دلی دل ہی مین رہ گئی پیارا مان رہا انہ ملک عدم ہوتا ہین یہ سنکر برق فرنگی نے کہا کہ استاد ابہی اسنے فلام آپکے حاضر ہین ہم توک جاتے ہین اور عیاری بن پڑی تو اس ملعون کو وہین فتح کرینگی اور اسکے لشکر کا کام تمام کرینگے یہ کہکر یہ سب عیار ملکہ کے پاس سے خدا حافظ کہکر اسٹہے اور گوشہ مین آکر مشورہ کیا کہ سے برق فرنگی تم سے بہتر کوئی عورت کی عیاری نہین کر سکتا پس اپنی اگلی عیاری کرو اور اس ملعون کو جا کر مارو برق فرنگی نے ہنسکر کہا کہ لوٹا ہوا چونچلا جنازہ کے ساتھ اب وہ عیاری کیا کام دیگی یہ کہکر ... صورت عیاری اپنی شکل اٹھارہ انیس برس کی نازنین کی بنائی اور یہ کہا کہ یہ عیاری بھی آخر ... یہ کہکر ایک رتھ نہایت خوشنما منگوائی اور ایک دو آئینہ سے سار رنگے ... اور ایک طبلچی لیا اور ایک ... لیا اور ایک انہین سی کا ڈہی بان بنا اس رتھ کے اوپر برق فرنگی بیٹھکر اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر اس صحرا کیطرف چلا بیل ایسے خوشنما تھے کہ پاؤن پر انکے گھنگرو بندہے ہوئے اور سینگون پر انکے نقش و نگار کیا ہوا رتھ کیسی خوشنما مثل ہوا کے اڑتی ہوئی چلی جاتی ہے باقی یہ تین عیار عمران خطائی تعبان خنجر گذار جانسوز بن قران ایک صورت بیراگی کی بنکر جسکو کتھک کہتے ہین اور ان دونون کو کتھک کی صورت بنا کر اپنے ساتھ لیکر یہ بھی چل کھڑا ہوا ادھر کا حال سنیے کہ خونخوار بن دجال نے اس صحرا مین اپنی بارگاہ کو برپا کیا مع اپنے رفیقون اور مصاحبون کے بیٹھا ہے کہ اسکی دربار گاہ پر ایک رتھ آ ٹھیرا ایک عورت نہایت حسین و جمیل بیٹھی ہوئی سازندے نے آکر دربان سے عرض کیا کہ بی بی برق قمر نگار ایک طوائف ہیں آپکا نام سنکر آئی ہے دربان نے جاکر عرض کیا حکم ہوا کہ بلالو عین ... تھی عیش کی ہوا چاہتی تھی کہ اسکا آنا بھی ضرور تھا طلب ہوئی مع اپنے سازندون کے دیکھا تو ایک نسیم بہار کے مانند ہوا سے اپنی زلفون کو کان سے جھٹکتی ہوئی چال مستانہ وار چلتی ہوئی یہ شعر پڑھتی ہوئی سے چال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ ہر قدم پہ ہے یقین یان رہ گیا وان رہ گیا خدا جانے کہ سے اس ہوا ... تیز کا کہ مجھ کو گرائے دیتی ہے یہ سازندے ہمراہ بجاتے ہوئے سامنے خونخوار کے آئے خونخوار اس ادا و وضع کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گیا کہ ساتھ ہی آدمی نے آکر عرض کیا کہ تین کتھک دو لڑکے اور ایک بوڑہا سا کتھک بھی چاہتے ہین کہ وہ آکر اپنے کمال سے اپنے بادشاہ کو آگاہ کرین انعام مین مال و زر پائین از بسکہ اسکو دونون شوق ہین یعنی دونون جانب ملتفت ہے عورت سے بھی اور کم سن لڑکون سے بھی کہا کہ بلالو اب جو دیکھا کہ یہ دونون کیسے خوش قطع سارہان باندہے ہوئے کچھ زیور تن پر آراستہ کیے ہوئے جوڑے سنہلے بندہے ہو گئے آنکھ وہ آنکھ کہ اگر نرگس شہلا دیکھ لے انکے دیدار مین عمر اپنی ساتھ غم کے بسر کرے بقول شاعر کے

چشم از جادو ست یا آہو ست یا صیاد خلق + یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلا ست این +

معلوم ہوتا ہے کہ لالہ داغ بدل انہین صورتون کا ہے سنبل آج تک باحال پریشان انہین کے خیال مین ہے سوسن نے ہزار زبان وار زبان کہین مگر انکے ہمسی نا امید لب کا مقابلہ نکر سکی خاموش ہو رہی غنچے ان غنچہ لبون کو دیکھکر چٹکنا بھول گئے ایسے دل تنگ ہوئے کہ رشک کے مارے پھول گئے غرضکہ ان دونون ... آکر مجرا کیا تو خونخوار بن دجال ہنسا ہنسا اور کہا کیا خوب بات ہے ... باغبان ... ہمارا آشیان ... بیٹھ پڑھکر ... انکو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ بی قمر نگار طوائف نے ان ... دیکھکر اور خونخوار کیجانب

آنسو بھر کر کہا کہ خدا غارت کرے ہماری کوئی کاہیکو قدر کریگا ان کمسن لڑکو کو لے کے اسنے کہا کہ کچھ قباحت کی بات نہین ایک صراحی کا پانی سب مرد و زن پیتے ہین تم کاہیکو برا مانتی ہو یہ کہکر اوسکی جانب دیکھکر کہا کہ کچھ گاؤ آنکھو مین آنسو بھری تھی سازندون نے ساز بلا لیئے اور اسنے یہ غزل میر کی شروع کی۔

غزل

جو یون شور سے میر روتا رہیگا
جیسے ابر برسال روتا رہیگا
اس غزل کے چوند شعر گا کر
ہو سیہ مست آج کی کالی گھٹا
تند و پر شور و سیہ مست رکہبار آمد

تو کاہیکو ہمسایہ سوتا رہیگا
تو بڑے شوق سے غیر کو گالیان
خونخوار نہایت محظوظ ہوا اور کہا کہ دیکھو
کسطرح بن کے معشوق میجھ کل آئے
اہلکشان مژدہ کہ ابر آمد و بہار آمد

ہین وہ رونے والا دکھا ہون جہان کی
جو ہمکو کہیگا وہ ہوتا رہیگا
ے جھومتی آتی ہے متوالی گھٹا
بوندیان برسنے لگین جھوم کو ابر آئی
ارے او ساقی کہان ہے جو ہم رندونکی دور مین

کیون ہاتھ اپنے رکہا ساقیان شوخ چشم مع صراحی گلرنگ و جام زرنگار ہمچو کشتیان لالہ قائم کئے ہوئے حاضر ہوئی اور نور کی نہیں کشتیون کو الٹ کر دکھائے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر کشتی مین ایک آیک دو بیابان ستارے پہنچے ہوئے ہیں کہ ہو گئی ہے تھی شیر گلو کی صراحی بندھی ہوئے چہرہ زنگار کا کٹی ہوئی بس دیکھکر بیساختہ اس نازنین نے ایک جماہی لی خونخوار نے ہنسکر کہا کہ کیا کہیں تم بھی ہیو گی سازندون نے بڑھکر کہا کہ حضور آنکھو یہ دہانے اپنے ہاتھ سے پیئے اور پلائیگی ہر اور معشوق کو ہو ساقی کی کیا ضرورت ہے خونخوار نے دیکھکر کہا کہ مین منتظر کرتا ہون ہر طرف کو یہ دونون گھونٹ پلائین اور ایک طرف سے ہم پلا رکھا وہ کہ میری بیدار کو دم زمین گھٹا آئی ہوئی تھی عجب سمان بندھا تھا عجب وقت تھا سے ابر چھایا ہوا ہلکی سی بہارین گزرتین شیشہ چھلکا ہوا ساقی بھی پری رو پیدا ہیں دونون نے آدھی آدھی کشتیان اپنے قبضہ مین کرکے اور گھنگرو اپنے پاؤن مین باندھکر اور جام لبریز کرکے دونون نے لگا لگا پلا جام بیہوشی آمیز اس نازنین نے خونخوار ہین دجال کو پلایا چھپٹ کر کہنک نے بھی ایک ساغر بیہوشی آمیز اسکو پلایا پہلے سے دیکھی ایک جام بیہوشی آمیز خونخوار کو پلایا اب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہونے لگا اور باقی دورہ کیا کہ جتنے رفیق اسکے بیٹھے تھے سب کو بیہوش کر دیا یعنی خدمتگار نے سبکو پلایا اور کہتا تھا کہ میرے مجنون نے آج اہل بہل میخواری کی ہے تو جو تشنہ ہو کر پیاسے ہین وہ پی لین۔ یہ کہکر سبکو خوب پلائی کل حاضرین جلسہ کو سیر و سیراب کر دیا اب انکی آنکھو مین سرسون پھولی ایک ایکو کہنے لگا کہ بھئی تمہاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہے وہ بولا کچھ دیوانہ ہو گیا ہے سکو وہ اسا کو معلوم ہو نگا آخر کہا کچھ تجھے سودا ہی اسنے کہا دکھا دیتا ہون سودا اور یہ کہکر اسنے اسکی مونچھ پر ہاتھ مارا اور مونچھ کو نوچ لیا اور کہا کہ کوا تو اڑ گیا پر ہاتھ مین رہگیا یہ حرکت دیکھکر اسنے کہا کہ او بے ایمان تونے میری مونچھ نوچلی اسنے بھی اسکی مونچھ نوچلی آپس مین لگی دہینگا مشتی ہونے یہ لوگ بچانے لگے دسیکو اٹھکر خونخوار یہ حال دیکھکر آپ بھی چھپا۔ دو ایک قدم چلا تھا کہ سب سر تلے پانئین اور پر کر کے گرنے لگے ایک دم مین سبکو گھر خدا نظر آنے لگا سب بیہوش ہو گئے بقول شاعر ے ایسا ایک جام دیا ای ساقی بیہوش مجھے۔ دونون عالم نظر آنے لگا مین بیہوش مجھے۔ بس طبلے اور ستار بیکبان پھینک مع گاڑیان ان سب نے تلوارین ان سیستونکی کمرون سے نکال کر خونخوار کو قتل کرنیکا کیا۔ لیکن اسمقام پر عرض کیا جاتا ہے کہ وہ نقوش کلک قدرت ہی اندیشہ کو حیرانی پڑتا جاتا نہین سہو کبھی یہی خط پیشانی عقل ہر فرد بشر کی بسکہ حیرانی مین ہے جو پیش آتا ہے وہی ہوتا ہے جو کچھ کہ پیشانی مین ہے بس یہ چاہتی ہین کہ تلوارین ماریں کہ زمین شق ہوئی اور نامراد جادوگر کہ انکا ادرباب ہو عصہ کی عاشق تھی حسب اتفاق زمین سے پیدا ہوئی اور اسنے یہ معرکہ دیکھا کہ آٹھ آدمی قتل کیا چاہتی ہین ان لوگون کو مع خونخوار کے اسنے آواز کیری دی یہ آٹھون کمر کمر زمین مین گڑ گئی اور تلوارین ہاتھو سے چھوٹ گئین گویا زندہ درگور ہو گئی حسرت و یاس فلک کی جانب دیکھنے لگے۔ معاملات قضا و قدر بھی عجب نرالے ہین کہ جا

۲۲

دم نہ ولینا چاہیے ہائے ہے قسمت لو دیکھو کہ کہاں کوئی جا بکند دو چار ہاتھ جھپکہ سب یاس ہم لگیا آہ ہمیں کہنے لگا امیر بھائیو
اب بچنا دشوار ہوا کلمہ آخری پڑھ لو اور بتصور خدا آلی جانب کرلو۔ یہ کہکر ہر ایک عیار نے دعا توبہ پڑھی اور درگاہ
خالق بے نیاز میں استغفار کرنے لگے اس اثنا میں ناہراد جادو نے ان سیہ مستان بادہ غفلت کو ہشیار کیا
اور بیرنگ بارگاہ کا دکھایا۔ ہر ایک عیار سامنے سے اب آیا خونخوار اسپر بہت خفا ہوا اور کہا کاش یہ سرسبز سب
کے بس میں آٹھوں عیار ہاتھ آئے اس نابکار کے قتل ہونے کا حق جان نثاری اپنی مالک کا ادا کرگئے ہم مرتے مرتے
تدبیری نافل نرہی مگر قضا وقدر سے مجبور تھی کہ بنی بنائی بات بگڑ گئی اجل آکر گریبان گیر ہوئی فا بقین اسکے اجل
نے مہلت دم زدن ندی بفحوائے اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون سب کے سب تیر اجل کے نشانہ ہوگئے
تنک قلالی میں ضرب المثل جان نثاری میں مشہور زمانہ ہوئے مجھ جیسے ہنگیں ل میں قطعیں سب خاک میں مل گئیں قضا
کے سامنے کوئی تدبیر پیش رفت نہ ہوئی کوئی منصوبہ کارگر نہوا اگر تھوڑی دیر اور کمبخت ناہراد جادو نہ آتی تو ان
عیاروں نے قیامت برپا کردی ہوتی ایک کافر کو بھی زندہ نہ چھوڑتے سب کے سر کاٹ کر جہنم رسید کردیتے یہ وہ
عیار تھے کہ جنکا فن عیاری میں مثل و نظیر نہ تھا آٹھوں بڑے چالاک تھے اپنے کام میں ہوشیار تمام عیاروں میں منتخب
اور معزز تھے۔ خواجہ عمرو جو کہ شہنشاہ عیاران مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں عدیل و نظیر اپنا نہ رکھتے تھے وہ بھی ان
عیاروں کے معترف و مداح تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ سب شاگرد ہمارے نہایت لائق و فائق ہیں اور انکی
وجہ سے مجکو بہت مدد ملتی ہے اور اکثر مقامات پر انکی امداد و اعانت سے کامیابی ہوئی وہ کیا عیاری کی تھی کہ سمندر
نرکھا تھا سب کا صفایا کردیتے مگر ان لوگوں کے ہاتھ سے ان نابکاروں کی قضا نہ تھی بچگئے اور عین وقت پر ناہراد جادو
پہونچ گئی اسنے سب کھیل بگاڑ دیا کل معاملہ درہم و برہم ہو گیا پیمانہ عمر ان بادہ نوشان خمخانہ عیاری کا لبریز ہو چکا تھا انکو
جان بر ہونے سے محنت و مشقت رائگان ہوئی اور بے نیل مرام اس جہان فانی سے عالم جاودانی کیطرف جانا پڑا یہ وہ
عیار تھے جنہوں نے اپنے عہد شباب میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کیے تھے اور جیتے جی شہرت اور شہرہ گزار دیا تھا ایسی
عیاریاں کیں کہ جہاں آدمی کا گذر بہت مشکل تھا اکثر ساحران پر دغا کافران پر انکی عیاری سے جہنم واصل ہوئے
بڑے بڑے بادشاہوں کی بارگاہوں میں اور سرداروں کے خیموں میں جا کر عیاریاں کیں اور انکو بیہوش کرکے اپنا کام کیا
اور صاف نکل چلے گئے کسی نے بھی انکی گرد کبھی نہ پایا صاحبقران انکی کارگذاریوں سے بہت خوش تھے اور اکثر تعریف
کیا کرتے تھے اور عزت و آبرو کی نظر سے انکو دیکھتے تھے انعام و اکرام سے ہر ایک کو مالا مال کر دیا تھا جب کہ انکے مارے جانے کی خبر
حال انکی عیاری کا اور بچنا خونخوار بن دجال جفا کار کا اس عیاری کے ذریعہ سے اور یہ عالم کہ ابھی تو کسی میں قتل ہونا
سب کا صاحبقران زمان کو معلوم ہوگا تو نہایت افسوس کرینگے اور ان کامل کارآزمودہ عیاروں کے قتل ہو جانیکا اور کفار
میں گھر جانیکا بہت رنج و ملال ہوگا اور کل سرداران باقیماندہ اور شاہزادی انکے حالات سنکر افسوس کرینگے ہر ایک عیار ان میں سے
مخصوص تھا ایک ایک عیاری میں کامل تھا مثلاً مہتر برق فرنگی عورت کی عیاری نہایت عمدہ کرتا تھا اور ایسی
شکل تبدیل کرتا تھا اور اس طرز پر اپنے کو نازنین مہ جبین مہر تمکین بناتا تھا اور پوشاک و زیور وغیرہ سے آراستہ ہو جاتا
ہوتا تھا کہ عابد و زاہد بھی دیکھنے سے تو ہزار جان سے عاشق فریفتہ ہو جاتے علی ہذا القیاس کوئی درویش کی شکل
ہمشکل بنتا تھا اور فقیرانہ لباس میں اپنے تئیں آراستہ کرتا تھا کہ کیا مجال ہر کہ کوئی پہچان سکے بڑے بڑے
ساحر دیکھ کے کہا گئے اور یہ عیاری کرکے صاف نکلے چلے گئے اسیطرح کوئی نقب زنی میں ہمتا و بے نظیر تھا کوئی فن
موسیقی کا ماہر کوئی فنون سپہ گری میں کامل خلاصہ یہ کہ ہر ایک ایک صفت خاص میں متصف تھا اور
عیاری اسی قسم تھی کہ یوں تو سبھی فن عیاری میں مشہور و معروف تھے کہ اپنا عدیل و نظیر نہ رکھتے تھے ہر ایک نے
واقفیت ہر ایک ملک کی وضع و طرح کا چربہ اتارنے میں کامل طرز رفتار و گفتار سب اسیطرح کی کہ اگر کہیں بھی جاتا

ہوشیار دیکھنے سے تو وہ بھی ایک مرتبہ دھوکا کھا جاتے اور پہچان نہ سکے۔ فن عیاری بھی نہایت مشکل فن ہے کہ کل علوم و فنون کی تھوڑا تھوڑا جاننے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا جہان موقع و محل ہو ویسا وہان رنگ جمایا جائے مثلاً کہین مولوی بنے کہین شاعر کہین حکیم کہین درویش کہین عابد زاہد کہین رند اوباش کہین عورت کہین مرد کہین رنڈی کہین ٹھٹھیرے کہین جوگی بیراگی کے بھیس مین اپنے کو ظاہر کیا کہین پنڈت بنگئے کہین نجومی و رمال کہین گویئے کہین کلاونت قوال غرضکہ ہر ایک رنگ و ہر ایک وضع پر اپنے تئین بنانا پڑتا ہے تو جب تک کہ کسقدر بھی اس طرز روش و محاورات سے واقف نہ ہوگا تو وہ کیا عیاری کرسکتا ہے اور کیونکر اسکا رنگ جم سکتا ہے اور کسطرح وہ دھوکا دیسکتا ہے غرضکہ فن عیاری بہت مشکل فن ہے ان لوگون نے بڑی محنت و مشقت سے اسکو حاصل کیا تھا اور عمرہا ایسے کامل فن کی شاگردی کی اور برسون انکی صحبت مین رہے اور انکی خدمت کی جب اس درجہ پر پہونچے مگر افسوس کہ اس چرخ جفا کار اور گردون غدار کی جفا کاری و بےمہری سے اپنی مراد کو نہ پہونچے اور اپنا سب کسب کمال اپنے ہمراہ لیے ہوئے بحسرت و یاس عازم ملک بقا ہوئے۔ افسوس کا مقام ہے کہ بقول شاعر

شعر
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

کون وہ حیات ہے کہ جسنے اس دہر ناپائدار مین چاشنی مرگ نہ چکھی ہو کل نفس ذائقۃ الموت کا مصداق نہوا ہو

شعر
ہمہ را بناچار باید نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

الحاصل خونخوار بن دجال نے بعد قتل و قمع ان عیارون کے اپنی بارگاہ مین داخلہ کیا اور آج کی شب نامراد جادو سے ہم بستری کی رات بھر عیش و نشاط مین مصروف رہا اس زانیہ بدکار کے ساتھ اپنا منہ کالا کیا۔ صبح کو ہنگام رخصت نامراد سے اسنے کہا کہ اب تو جا مین شہر عنطلی آباد کی طرف جاؤنگا پھر ملاقات ہوگی اسکو رخصت کرکے خونخوار نے اپنے سردارون کو بلا کے حکم دیا کہ لشکر ہمارا طیار ہو اب بدولت شہر عنطلی آباد کیطرف جائینگے اور کہا کہ اب ہم شہر عنطلی آباد کو تباہ و برباد کرکے اسکو خاک مین ملا دینگے اینٹ سے اینٹ بجا دینگے نام و نشان تک مثل حرف غلط کے مٹا دینگے اور یہ کہکے فوج و لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جانب عنطلی آباد روانہ ہوا اسکا ارادہ یہ ہے کہ جاتے ہی ایکبارگی دھاوا کرکے سبکو نیست و نابود کردے چنانچہ اس ظالم ظلیم نے یہی قصد اپنا کرکے عنطلی آباد کا رخ اور کوچ و مقام کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ اسکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا

اب شمہ حال پر ملال مقیمان شہر عنطلی آباد معرض بیان مین آتا ہے

شعر
ازین قصہ بگذر فراموش کن
ز جائے دگر داستان گوش کن

راویان صداقت شعار و حاکیان صدق گفتار اس داستان مصیبت عنوان کو بطرز شائستہ و تقریر شائستہ یون زیب رقم فرماتے ہین اور اشہب کلک گہر سلک کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین اور سوانحات رنج و الم متعلق تباہی و بربادی مقیمان شہر عنطلی آباد اس طرح سے تحریر و تسطیر کرتے ہین

شعر
واقفان کہ در سخن فرد اند
شرح این داستان چنین کردند

چونکہ یہ دونون عیار نامراد جادو کے دفعتاً آجانے سے گرفتار اور خونخوار کے خونخواری سے قتل ہوئے اور نامراد جادو اپنے مقام پر واپس گئی تو تمام لشکر خونخوار اور اسکا کل سردار اس امر سے مطمئن ہوگئے کہ اب ان عیارون کی طرف سے کوئی خلش باقی نہین رہی تو اوسنے جانب قلعہ عنطلی آباد رخ کیا۔ یہان قلعہ کو سکا سے اس افسوسناک واقعہ کو دیکھکر واپس گئے اور جبکہ

ملکہ جادو کو ان عیاروں کے مرنے کی خبر پہونچی تو وہ بہت بیقرار ہوئی اور ان بیچاروں کے حال زار پر بہت روئی - اوسکی اس بیکسی اور بیبسی سے قتل ہونے پر کف افسوس ملتی تھی مگر مجبور و ناچار تھی کیا کر سکتی تھی اس حادثہ جانکاہ کا اثر دل غمگین سے کم نہوا تھا کہ ایک اور بلا آسمان سے اوترتی ہوئی معلوم ہوئی کیا دیکھتی ہے کہ دامن کوہ سے ایک گرد اوٹھی ہے اور وہ آندھی کیطرح بڑھتی چلی آتی ہے یہ دیکھکر ملکہ کو اور زیادہ فکر ہوئی اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد خبر لاؤ یہ کس کا لشکر دھاوا کیئے ہوئے چلا آرہا ہے آیا کسی دوست کی فوج ہے یا دشمن نے چڑھائی کی ہی ایک جاسوس گیا اور بہت جلد گھبرایا ہوا واپس ہوا اوسنے عرض کی کہ خونخوار بن جبال نے آپکے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور اوسکا قصد ہے کہ آپکے دشمنوں کو قتل و غارت کرے اور کسی کو زندہ نہ چھوڑے ملکہ یہ سنکر بہت ہراسان ہوئی اور مایوسی سے آسمان کیطرف دیکھنے لگی اور دست دعا بلند کرکے اپنے خدا سے دعا مانگنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں بالکل بے یار و مددگار اور ناچیز و خاکسار ہوں اور میرا دشمن زبردست اور خونخوار ہے بس تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تیرا ہی بھروسا ہے اب سواے تیرے تیرے بندوں کی جان بچانے والا کوئی نہیں ہے تو ہی ہم لوگوں کی غیب سے اعانت کر اور ہماری جان بچا لے لیکن اگر تیری یہی مرضی ہے اور تیری مصلحت اسی میں ہے کہ ہم سب مسلمان اوس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوں اور تیری آغوش رحمت میں جگہ پائیں تو ہم جان و دل سے حاضر ہیں اور استقلال و ثابت قدمی سے اپنا سر تیری راہ میں قلم کرانیکو موجود ہیں - یہ دعا کرکے ملکہ زار زار روئی - تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اور دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا کیا دیکھتی ہے کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر نمودار ہوا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی - صحرا سرسبز و شاداب نظر آنے لگا منہ بند کلیاں سب یکبارگی کھل گئیں اور شاخیں مستانہ وار جھومنے لگیں آسمان سے ترشح ہونے لگا اور آمد خونخوار کی گرد بیٹھکر گویا خاک میں ملا دی - دفعتہ قریب قلعہ آکر وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک تخت مرصع پر ایک ساحرہ نورانی بیٹھی ہوئی اوڑتی چلی آتی ہے اوسکا چہرہ چاند کیطرح روشن ہے اور تمام جسم ایک نور کا بنا معلوم ہوتا ہے ملکہ جادو [illegible] ہو گئی وہ ساحرہ مسکراتی ہوئی تخت سے اوتری ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا کہ [illegible] تجھے پتا ہے میرا نام نور بہار ہے تیرا باپ [illegible] میرا [illegible] میرا خیال یہ تھا کہ ہم ساحر [illegible] بالکل ذلیل اور [illegible] ہے وہ لوگ بھی ذلیل و حقیر ہوکر [illegible] مسلمانوں کے ہاتھ سے کتے کی موت مارے جاتے ہیں مسلمانوں کا اللہ [illegible] غالب اور زبردست ہے وہ جسکی مدد کرتا ہے اوسکو غلبہ ہوتا ہے اور پھر کوئی اوس سے مقابلہ نہیں کر سکتا - جب میں نے یہ سنا کہ تو مسلمان ہو گئی ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور یہ ارادہ تھا کہ میں تجھے دیکھنے کو آؤں مگر دنیاداری [illegible] فرصت نہ دی کہ میں یہاں تک پہنچتی آج میں اسی خیال میں لیٹی ہوئی تھی کہ دفعتہ آنکھ لگ گئی کیا دیکھتی ہوں کہ قلعہ [illegible] خونخوار [illegible] وہاں سے چڑھائی کی ہے اور وہ قتل و غارت پر آمادہ ہے [illegible] پریشان ہیں کوئی [illegible] قلعہ سے [illegible]

یہ جادو دیکھکر ملکہ خواب مین گھبرا گئی اور فوراً مین نے آنکھ کھولدی اوسیوقت تخت سحر تیار کرکے اور
چند آدمیون کو ہمراہ لیکر تمہارے پاس آئی یہان آکر دیکھا تو درحقیقت خونخوار بدکردار تمہارے
قلعہ کیطرف آرہا ہے۔ ملکہ جادو نے کہا کہ ہمارے خدا نے آپکو خواب مین مطلع کیا اور مین نے
دعا کی تھی کہ پروردگار مجھے میری مدد کر تو بس اوسنے آپکو اسطرح بھیجدیا اب تامل نہ کیجئے
جلد اسکے لشکر کو غارت کردیجئے نور جادو نے کہا کہ اچھا دیکھو مین ایک ایسا سحر کرتی ہون
کہ کسی سے رد نہ ہوسکے یہ کہکے اوسنے ایک اسم سحر پڑھا اور پڑھکر دستک دی۔ دستک
کی آواز سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ شعلہ ایک نور کا پتلا بنکر سامنے آموجود ہوا نور جادو
نے اوسکو آواز دی کہ اے متوکل نور الی تو اسیوقت غرق زمین ہوکر لشکر خونخوار
مین جا اور اوس طبقہ زمین کو جسپر اوسکا لشکر ہے متزلزل کردے تاکہ خونخوار بدکردار
کی تمام فوج زمین مین دفن ہوجائے وہ نور کا پتلا پھر شعلہ بنا اور پلک مارتے ہی زمین
کے اندر اوتر گیا جاتے ہی اوسنے اوس طبقہ زمین کو نرم کردیا جسپر خونخوار کا لشکر
قدم اوٹھاتے قلعہ کیطرف آرہا تھا زمین کے نرم ہوتے ہی ساری فوج کمر کمر تک زمین
مین دھنس گئی گھوڑے بالکل غرق زمین ہوگئے اور سوار گھوڑون پرسے کود کود کر
الگ ہوگئے مگر جس نے زمین پر پاؤن رکھا وہ کمر تک اوتر گیا ہر ایک پہلوان جو
رستم ثانی اپنے کو سمجھتا تھا زمین مین دھنسنے لگا اور ہر ایک بہادر جوان اپنے کو بہرام فلک
سے بڑھکر سمجھتا تھا زندہ درگور ہوا ایسی کو کہتے ہی عذاب فشار کا مزہ چکھنا پڑا اکثر اور
کولھے کی ہڈیان ٹوٹ جاتی تھین اور زمین اوسکو دبا رہی تھی دبالی گئی اور کوئی اپنے
ظلم و بدعت کی سزا بھگتنے کے لیئے کمر کے قد سے گویا پیر بارہی کے لیئے چن دیا گیا تھا تمام
ترسا دھیون کے ہتھیار بیکار بہادران فوج کی دم پہ صرف کسی کا کچھ زور نہ چلا کوئی داؤ پیچ
کام نہ آیا زمین نے ایسی گرفت کی ایسا ہاتھ ڈالا تھا کہ ہر ایک کا ایک ساتھی اپنے دونو
ہمراہی کی اوکھڑ لگتا تھا مگر ایسا قائم تھا کہ جنبش نہ تھی پہلوانون کی دستی اور زبردستی
زیردست ہوگئی پھرنے کی شکل تھی زمین تھی کیلی کو جیسے کسی نے کیل دیا تھا قلعہ جنگ اور
دھولی باڑ قلعہ بانیان کہانے لگا تانگ بیکار ہوئی بغلی بغلین جھانکنے لگی ہاتھ کوڑا بید ست
دیا ہوگیا ہتھیون پر سے سوار ہوا انما بند سلام کرکے فرار ہوا جوشا بھنا یا خاقون نے
آپ اپنا گلا دبا یا پال سنگڑا جان کا وبال ہوا انکو مکڑی کیطرح ڈبل ہوا دم ڈوبا
غرق زمین ہوا غرضکہ سب پہلوان اپنے پیچ بھولے سب کے ہاتھ پاؤن پھولے تلوارین
لیئے تلوار نہ بنا میان سے نکال کی گرفت میان مین اوترے جاتے تھے تیرانداز ترکش مین کھسے
جاتے تھے نیزہ بازون کی جانکنی تھی اونکی جان پر آن بنی تھی کوئی تیر کام نہ آیا لاکھ ہاتھ
پاؤن مارے مگر یہ وہ دریا تھا جسمین کوئی پیرا نکلہ نہ آیا ہر ایک دریا کیطرح تہ نشین ہوا
جاتا تھا [illegible] زمین مین گڑا جاتا تھا۔ خونخوار اسکا یہ حال تھا کہ [illegible] ساری
خونخواری بھول گیا [illegible] کیطرح بھول گیا ادھر ادھر
دیکھتا تھا مگر سوا [illegible] کوئی [illegible] دیکھتا تھا اپنے
جا [illegible] تھا کہ [illegible] مین تاکر [illegible]

تھے لشکر میں ایک شور بلند ہوا اور ایک سپاہی اور پہلوان دروغہ ہوا چاروں طرف سے
ہائے واویلا کی آوازیں آنے لگیں جسم تو شکنجے میں تھے تڑپ نہ سکتے تھے مگر جانیں نکلی جاتی
تھیں اور زمین اژدہا بنکر سب کو نگلی جاتی تھی خونخوار کا نام لیکر سب پکار رہے ہیں کوئی اوسکو
رو رو کے بلاتا تھا کوئی غصہ میں گالیاں سناتا تھا ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی تھی قیامت کا سما
تھا نفسی نفسی تھی خونخوار دیوانہ ہوا جاتا تھا کہتا تھا ارے یارو مجکو ہاتھ پکڑ کے گھسیٹ لو
تو میں تمکو نکال لوں زمین میں گرنے سے سنبھال لوں غضب و سیہ مستی تھی دیوانگی آوازسے
کستی تھی غرضکہ یہ حال دیکھکر نور جادو نے بارہ سو آدمیوں کو حکم دیا کہ جاؤ ان حرامزادوں کے سر
کاٹ لاؤ میری بیٹی کو اکیلا سمجھکر دھاوا کرنے چلے تھے دیکھو اب کیا دھاوا ہو گیا . خبردار سب سے
پہلے خونخوار ناہنجار کا سر کاٹنا اور اوسکو زندہ نہ چھوڑنا - بارہ سو سپاہی تلواریں پکڑ پکڑ کی
دوڑے کسی نے پہلے سے نیزہ تانا کسی نے خونخوار پر پہلے سے تیر کا نشانہ تانا بارہ سو آدمی
ایکدم سے ریلا کرکے جو بڑھے تو یہ معلوم ہوا کہ ایک سیلاب چلا ہے اور ایکدم سے سبکو لوٹ لیگا
کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا یہاں تو یہ سامان ہوا اور اودھر یہ آفت پڑی کہ ایک ساحرہ ناہر
جادو خونخوار پر عاشق تھی مگر اسکو اوس سے ذرا بھی محبت نہ تھی وہ ہمیشہ اسکی خبر گیری
کرتی رہتی تھی بڑی بڑی لڑائیوں میں اسکی مدد کو عین وقت پر آتی خفیہ سحر کرکے اسکے
دشمن کو زیر کیا اور چلی گئی اسی وجہ سے کوئی پہلوان اور کوئی بہادر آجتک اسپر غالب نہ آیا
جو مقابل پر آیا اوسکو ناہر جادو آکر سحر سے کمزور اور بالکل بیکار کر دیتی تھی سو اوس
بھی اوسکے ہرکاروں نے اوسے اطلاع دی کہ نور جادو نے خونخوار پر سحر کیا ہی اور وہ کوئی دم میں
مع تمام فوج کے قتل ہونیکو ہے ناہر جادو اسیطرح ہوا پر اوڑ پہاڑ الٹ کے وہاں سے
اوڑی تو عین وقت پر یہاں آپہونچی خونخوار کا حال دیکھا تو آنکھوں میں خون اوتر آیا پوچھا یہ
کیا ہوا کہا زندہ درگور ہیں جان بچاؤ اوسنے کہا کہ پہلے ہی ہار سے آغوش میں کیوں نہ آئے
چونکہ میں نے ہمارا بدلہ لیا آخر ہمارا صبر اثر ہی اور بیزار کیا مگر اب کیا ہوتا ہے وقت گذر گیا ہی باتیں
رہیں خونخوار نے کہا کہ باتیں نہ بناؤ سحر اوتر نکلا جاتا ہی اور وہ دیکھو جلاد سر پر آپہونچے آج اپنی
محبت کا کمال دکھاؤ ناہر جادو نے کہا کہ اس سحر کو میں باسانی رد نہیں کر سکتی یہ نور کا جادو
ہے اسمیں میری جان جاتی جب تمہاری جان بچیگی - خونخوار نے تیوری پر بل ڈالکے کہا کہ ہمیشہ
تم میری محبت کا دم بھرتی تھیں جان دینے پر مرتی تھیں اب معلوم ہوا کہ یہ سب دم دیتی تھیں
اور یہ سب جھوٹی تھی فقط بہانہ تھا خیر اب جاؤ مجکو اپنی صورت نہ دکھاؤ جان دینے میں ہچکچاتی ہو
اور پھر مرنے پر مری جاتی ہو ناہر جادو نے ہنسکر کہا کہ خیر میرا تو نام ہی کا ہوں نے بھی سوچ کے
رکھا تھا کہ ناکام و نامراد رہونگی اور یونہی اپنی جان فدا کرونگی خیر تم بھی کیا کہو گے تو آج
میں اپنی محبت کے ساتھ اپنا بھی خاتمہ کرتی ہوں یہ کہکر ناہر جادو نے اوسی زمین مجور و
متزلزل میں سے ایک مٹھی خاک اوٹھا کر اپنے گریبان میں ڈالی اور پھر پڑھکے بیٹھی
نور جادو بھی سامنے آکر موجود ہوئی تھی اس نے اوس سے آنکھ ملاکے کہا کہ اے
آتش محبت بھڑک اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمن نور جادو کو بھی جلاکے خاک کر ہمیشہ
کے لیے دشمن سے پاک کر یہ کہنا تھا کہ اودھر تو ناہر جادو ہمہ تن شعلہ بن گئی اور اودھر

نورجادو شمع کیطرح روشن ہوگئی دونون ایکدم سا تھ جلکر خاک ہوگئین زمین نے خونخوار کے پاؤن چھوڑ دیئے سنبھلنے اپنے کو نکال لیا اور یکبارگی قلعہ کیطرف دوڑے بارہ سو آدمیون نے مقابلہ کیا مگر خونخوار کی فوج بیشمار تھی معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ بارہ سو سپاہی کدھر گئے کچھ قتل ہوئے کچھ کچلکر مرگئے ہزن اور بکش کے نعرے آسمان تک جاتے تھے سپاہ خونخوار کے صدمون سے پہاڑ تھراتے تھے خون کا دریا بہنے لگا مقتولون کے سر بیا ہیمٹ کیطرح تیر نے لگے تلوارون کی موجین بلند ہوکر اونچی تھین اور بسمل مچھلیون کیطرح تڑپتے تھے۔ نورجادو کے ملازم دوڑے کی لاش اوٹھا کر قلعہ مین لیگئے اون بارہ سو آدمیون تو ایک بھی نہ بچا سب کے سب قتل اور پامال ہوے مگر ملکہ جادو نے قلعہ کے دروازے کو بند کر لیا اور حتی الامکان حفاظت کا بندوبست کر لیا۔ لیکن جب خونخوار در قلعہ پر پہونچا تو اوس بدکردار کو تاب نہ رہی غصہ سے چہرہ لال ہوگیا حکم دیا کہ دروازہ توڑ ڈالو کئی سو ہاتھی دروازہ مین جھپٹ گئے اور اپنے زور بازو سے دروازہ توڑ ڈالا یکبار کی نرغہ کر کے جو قلعہ کے اندر گھسے تو قیامت برپا ہوگئی محافظ اور تمام اہل قلعہ کیا رعایا کیا سپاہی بلکہ دوکاندار تک سینہ سپر ہوئے مگر خونخوار کا لشکر ایک طوفان تھا کہ سمندر کیطرح موج مارتا ہوا جو قلعہ مین گھسا تو پناہ پانی مشکل ہوگئی ہر طرف سے فریاد و فغان کی آوازین آنے لگین در و دیوار سے حسرت ٹپکتی تھی زمین و آسمان ان بیکسون پر روتا تھا کوئی مددگار اور غمگسار نہ تھا ایک کی ایک کو خبر نہ تھی باپ کو بیٹے سے بیٹے کو باپ سے مدد نہ ملسکی جو جہان تھا وہین قتل ہوگیا مکانات منہدم ہوگئے ہزارون گھر جلا دیئے گئے دوکانین لٹ گئین سارا قلعہ قلعہ آشیانہ نہیں بنگیا کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا ملکہ جادو کو کچھ بن نہ پڑا فصیل قلعہ کے نیچے ایک دریا بہتا تھا وہین کود پڑی اور اوسکے ہمراہ سو سوا سو مصاحب تھے اونھون نے بھی اپنی جان دریا کو سپرد کردی تمام قلعہ اور اوسکی کل آبادی تحس نحس ہوگئین مال و اسباب لوٹ لیا گیا مکانات خاک مین مل گئے اور سب آدمی کام آئے اسوقت خونخوار نے دم لیا جو لوگ دل سے مسلمان نہ ہوئے تھے اونھون نے امان مانگی اور پھر مرتد ہوگئے اونھین مین مل گئے خونخوار نے پھر سے قلعہ کی درستی کرائی اور اوس ویرانہ کو آباد کیا۔ خوب خوب جشن ہوئے دو ایک روز ناچ رنگ مین مصروف رہا لشکر مین خوشی کے شادیانے بجتے کوئی دن رات شراب پیتا رہتا کوئی ہر وقت نیند کے نشہ مین بیہوش رہتا غرضکہ جب خونخوار اور اوسکی فوج سستا چکی تو اوسنے اشکرکوہ فندان کو وہان کا حاکم بنایا جو کہ اوسکے تمام سردارون مین ظالم الظلم مشہور تھا اور بڑا بد دماغ اور مغرور تھا تمام لوگ اوس سے گھبراتے تھے اور غضب زیادہ تر یہ تھا کہ اسکی ہیبت سب پر طاری تھی اور اسکی طبیعت مین مکاری اور خصلت مین خونخواری تھی انتہا کا بدکردار اور بدمست تھا اسکا مذہب شیطانی اور یہ ابلیس پرست تھا جب خونخوار اس کام سے فراغت کر چکا تو خود جانب ہفت منظر روانہ ہوا اور یہان اشکر کوہ فندان کو مع فوج کافی و لشکر وافی چھوڑ گیا اب غضنفل آباد مین کوئی مسلمان اور اسلام کا نام لینے والا نہ رہا۔

لیکن اب یہاں سے چند کلمہ داستان اسد بن کرب غازی کی بیان کیے جاتے ہیں

کہ وہ قلعہ صبح حصار کو تسخیر کرکے مطمئن ہوئے تھے کہ وہاں کوئی کافر باقی نہ رہا تھا تمام کفار کو قتل و غارت کر کے اسلام سے آباد بنایا تھا اور اسلام کا سکہ خوب جمایا تھا ایک روز دربار آراستہ تھا خود تخت زرین پر جلوہ افروز تھے اور چپ و راست سرداران نامی و گرامی متمکن تھے درمیان میں رقص و سرود ہو رہا تھا اور چاروں جانب بہادران فوج تماشائی بنے ہوئے تھے جشن کا لطف اٹھا رہے تھے ضرغام عیار نے اسد بن کرب غازی کے قریب آکر یہ عرض کی کہ حضور آج لشکر میں کچھ لوگ فقیروں کا بھیس بدلے ہوئے پھر رہے ہیں اور لوگوں کا بھید لیتے پھرتے ہیں چہروں سے تو باغی اور کافر نہیں معلوم ہوتے مگر اونکی حالت ظاہری ضرور مشتبہ ہے اگر حکم ہو تو گرفتار کرکے حاضر دربار کروں اونسے دریافت کیا جائے کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اسد بن کرب غازی نے اجازت دی مگر تاکید کردی کہ زیادہ سختی اونپر نہ کرنا شاید مسلمان ہوں یا فقیر ہوں غریب الوطن اور سائل ہوں ظلم و بدعت نہ کرنا چاہئے ضرغام بہت خوب کہکر واپس گیا ادھر جلسہ رقص و سرود موقوف کیا گیا اور سوا سے سرداران خاص کے باقی سب لوگ اپنے قیامگاہ پر چلے گئے اتنے میں ضرغام شیر دل چند فقیروں کو ہمراہ لیے ہوئے حاضر دربار ہوا اونھوں نے دربار میں آکر ڈرتے ڈرتے سلام بقاعدہ اسلام کیا اور مؤدب اسد بن کرب غازی کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے اسد بن کرب غازی نے بیٹھنے کو کہا اور پھر حال پوچھا کہ تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو اور کیا مذہب رکھتے ہو یہاں کیوں آئے ہو اور کس سبب ہمارے لشکر میں پھرتے ہو اونمیں سے ایک نے دست بستہ گذارش کی کہ ہم لوگ قلعہ زرین حصار کے رہنے والے ہیں وہیں رہتے تھے اور ہمارا مذہب اسلام اور دین محمدی ہے تو تخوار بن دجال نے آکر ہمارے شہر کو تباہ و برباد کردیا تمام مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اب وہاں سوا کفر کے اسلام کا نام و نشان نہیں ہے اسقدر ظلم اوس نے ہم لوگوں پر کیا کہ ہم بیان کرنے کی طاقت نہیں ہم چار پانچ آدمی اتفاق سے زندہ بچکر نکل آئے اور سنا تھا کہ حضور نے قلعہ صبح حصار سے کفار کو خاک میں ملا دیا ہے اور قرپوس خرس پیشانی کو قتل کرکے مسلمانوں سے بسا دیا ہے اس لیے یہاں آئے تھے کہ حضور سے فریاد کریں اور داد کو پہونچیں اب قلعہ زرین حصار کو تخوار بدکردار نے اکوان بلند آواز کے قبضہ میں دیا ہے اور ظلم و بدعت کے ساتھ وہاں حکومت کرتا ہے چالیس ہزار فوج اوسکی حفاظت کے لیے چھوڑ گیا ہے اور خود نہیں معلوم کسطرف کوچ کر گیا ہے یہ کہکر اودھر تو فقیر خاموش ہوئے اور اودھر اسد بن کرب غازی کو ایک جوش ہوا غصہ میں قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہونٹ چبانے لگے طیش میں آکر قسم کھائی کہ خدائے حقیقی کی قسم جبتک تخوار کو قتل نہ کرونگا دم نہ لونگا اتنا کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں سفر کی تیاری کا حکم ہو صبح کو قلعہ زرین حصار کی طرف روانہ ہونگے

فوراً تمام لشکر مین یہ حکم شایع ہوگیا اور تیاریان ہونے لگین سپاہیون نے اپنی تلوارین اور تیر و خنجر صاف کیے اور سوارون نے ساز و یراق درست کیے پہلوانون نے کثرت و ورزش سے اپنے ہاتھ پاؤن سبک کیے ساری رات تمام لشکر مین تیاری سفر اور سامان جنگ کا غلغلہ رہا علی الصباح اسد بن کرب غازی نماز سے فارغ ہوکر بارگاہ کے باہر آئے ضرغام شیردل کو بلایا اور پوچھا کہ فوج کوچ کے لیے تیار ہے ضرغام نے کہا کہ حضور سب کے سب مستعد و آمادہ ہین کہ ہمراہ رکاب ہون مگر کچھ لوگ اس قلعہ کی حفاظت کے لیے بھی رہنا چاہیئے۔ یہ سنکر اسد بن کرب غازی نے اپنے چند معتبر سردارون کو مع فوج ظفر موج اسی قلعہ مین رہنے کا حکم دیا اور باقی تمام لشکر کے دو حصے کیے ایک کو اپنے ہمراہ رکھا اور دوسرے حصہ کو جسمین ابراہیم بن مالک اژدر جمہور بن مقہور اور عدلان تنہا و بن فضلان شاہ ایسے نامی و گرامی سردار تھے قلعہ زرین حصار پر دھاوا کرنے کا حکم دیا اس لشکر کا افسر خسرو بن اسد بن کرب غازی کو بنایا ادھر تو وہ روانہ ہوئے ادھر دوسری راہ سے خود اسد بن کرب غازی اپنی آزمودہ اور جرار فوج کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے مرغزارون اور سبز و شاداب صحراؤن کی طرف سے ہوتے ہوئے سیر و شکار کرتے ہوئے چلے۔ ان کے ہمراہ بھی بڑے بڑے سرداران نامی و پہلوانان گرامی موجود ہین چنانچہ اسد ثانی بھی ہمراہ رکاب ہے۔ یہ ادھر سیر و شکار کرتے ہوئے اور یہ بہار صحراؤن کی ہوا کھاتے ہوئے پہاڑون کے دامنون مین جا رہے ہین کہ یکبیک دامن کوہ مین ایک جمعیت نظر آئی اسد بن کرب غازی نے پلٹ کر کہا کہ دیکھنا یہ کسکا لشکر ہے ایک جاسوس فوراً گھوڑے کو ضرب کرکے آگے بڑھا اور ہوا ہوگیا دم کے دم مین پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ اکوان بلند آواز حاکم قلعہ زرین حصار بیابان مین مصروف شکار ہے اور دس ہزار سوار اوسکے ساتھ ہین اسد بن کرب کو یہ سنتے ہی تاب نہ رہی گھوڑے کو اپڑا دی وہ بجلی بنکر چمکا اور رستے اوڑا اسد ثانی نے اپنے سردارون سے یہ کہا کہ مین بھی ہمراہ جاتا ہون جسوقت بوق بجاؤن تم ان دس ہزار سوارون کو چارون طرف سے آکر گھیر لینا اور میرے پیچھے چلے آؤ یہ کہکر اسد ثانی نے بھی گھوڑا دوڑایا اب یہ دونون بہادر اکوان بلند آواز کے لشکر مین در آئے اور جاتے ہی نعرہ کیا۔

(نعرہ اسد)

اسد شاہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ

ادھر اسد نے للکارا کہ باش او قرمساق مین آپہونچا اکوان یہ رعد کی سی کرج سنکر گھبرایا اپنی بلند آوازی بھولا لشکر مین ہر طرف سے ایک غلغلہ بلند ہوا ہل چل مچ گئی یہ معلوم ہوا کہ دو شیر ببرون کے گلے مین گھس آئے ہین اور سب کو کھائے جاتے ہین اکوان بلند آواز چلایا کہ یارو ان دو آدمیون سے اسقدر گھبرا گئے ہو کہ ہوش و حواس درست نہین تیر و خنجر سنبھالو ان دو آدمیون کو گھیر لو اب جا

سوارون

سواروں نے اپنے گھوڑے سنبھالے تیغ و خنجر نیام سے نکالے ادھر اسد ثانی نے بوق بجایا تمام لشکر نے چاروں طرف سے ان دس ہزار سواروں کو آکر گھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چند آدمی پہاڑوں کے سلسلہ میں آکر قید ہوگئے ہیں اور پامال ہوتے جاتے ہیں ایک ایک کا فشار ہوا جاتا ہے اب تلواروں کا ابر چاروں طرف سے گھر آیا اور سر و تن کا مینہ برسنے لگا تیغوں کی جھنکار اور بہادروں کے نعرے سے پہاڑوں میں گونجنے لگی تکبیر و یکش کی آوازیں بلند ہونے لگیں خون کا دریا بہنے لگا اور لاشیں موجوں کیطرح اوس دریائے خون میں نظر آنے لگیں لشکر کفار میں وہ پالی جنگی حرب و ضرب کے اصول و قواعد بھولے خوف جان سے سب کے ہاتھ پاؤں پھولے ملک الموت جلد جلد روحیں قبض کرنے لگا موت کا بازار گرم ہوا سر فروشی ہونے لگی ہر ایک پر خود فراموشی طاری ہوئی۔ اودھر معروف بن اسد نے جاتے ہی ایک دم سے قلعہ زرین حصار پر دھاوا کر دیا قتل و غارت کرتے ہوئے قلعہ میں گھسے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک سمندر جوش مارتا ہوا آندھی کی طرح بڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔ قلعہ کی فوج کا کوئی سردار نہ تھا اکوان بلند آواز تو یہاں مصروف شکار ہوکر خود شکار بنا ہوا تھا وہ بیچارے کیا لڑتے کچھ مارے گئے کچھ قید ہوئے مگر ہر کس و ناکس بد حواس تھا ہر طرف موت ہی موت نظر آتی تھی جو تھا وہ بے حواس تھا دوکاندار اور مکاندار اپنے دوکانوں اور مکانوں کو چھوڑ کر بھاگے جو مسلمان چھپے ہوئے اونکے بخت جاگے آکر جہاد میں شریک ہوئے کافروں سے اپنا بدلہ لینے لگے اور داد شجاعت دینے لگے چالیس ہزار فوج میں سے جو بیس ہزار یہاں اکوان چھوڑ گیا تھا اکدم میں غارت ہوگئی پتہ بھی نہ لگا کہ کہاں گئی کیا ہوئی تین ہزار گرفتار اور باقی قتل ہوکر فی النار ہوئے رعایا نے امان مانگی معروف بن اسد نے اپنا ہاتھ روکا تلوار نیام میں کی سب کو امان دی انکی فوج نے بھی قتل و غارت سے ہاتھ اوٹھایا اور قلعہ میں پھر سے اسلام کا سکہ بیٹھایا ادھر اسد غازی اور اسد ثانی ایک ایک وار میں صفین کی صفین اولٹ رہے ہیں کفار بدکردار بھی حتی الامکان ان شیروں پر جھپٹ رہے ہیں مگر کوئی آگے بڑھنے نہیں پاتا تلوار کا منہ چڑھنے نہیں پاتا جو جہاں تھا وہیں کام کسی کا ہاتھ مع تلوار کے اوڑ گیا کسی کا سر دھڑ سے جدا ہوگیا کسی کے کمر کے دو ٹکڑے ہوئے کوئی تیر کھا کے گرا ادھر اکوان بلند آواز اسد ثانی کیطرف بڑھتا ہوا چلا آرہا ہے چاہتا ہے کہ کسیطرح اس سردار کو ماروں میں غفلت میں وار کروں اودھر اسد ثانی بھی اسی تاک میں ہے اسد بن کرب غازی بھی اسی فکر میں ہی تھا کہ انھنے دیکھا اکوان لڑتا بھڑتا اسد ثانی کیطرف جارہا ہے اور وہ کفار کو قتل کرنے میں مصروف ہے یہ دیکھتے ہی اسد بن کرب غازی نے للکار کر آواز دی کہ اسے فرزند اکوان بے ایمان تمہارے قریب آگیا ہے لینا اسکو یہ نکلنے نہ پائے ہاتھ سے نہ جانے پائے یہ سنتے ہی اسد ثانی اسکی طرف متوجہ ہوا اکوان نے سنبھل کر تیغ کو لہرایا اور اسد ثانی کے سر پر وار کیا جونہی کہ تیغ تھا [illegible] اسد ثانی [illegible] بلند ہوا

اسد نے بوق بجادیا بوق کی وحشت خیز آواز سنتے ہی اوسکا گھوڑا چمکا اور الف ہوگیا
الف ہوکر ادھر ادھر دہ تڑپا ادھر اسد نے صفائی سے ایک ہاتھ جو تلوار کا لگایا تو چاروں سم
[illegible] ہوگئے اور گھوڑا اسکندری کھاکر زمین پر گرا اور اوسکے ساتھ الکواذ بھی منھ
کے بل گرے [illegible] اور [illegible] اوسنے بھی چاہا کہ اسد کے گھوڑے سے کو مارے اور حریف
کو پیادہ [illegible] کرے [illegible] وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ اسد کا کھنچا ہوا ہاتھ اسطرح اوسکی
کمر سے نکل گیا جس طرح صابون سے تار یا چینک سے نگاہ الکواذ کے دو ٹکڑے ہوکے
اسد بن کرب غازی کے منھ سے واہ نکلی اور الکواذ کے لشکر سے صدا آئی آہ
[illegible] تھا ساری فوج ایک تو یونہی بیکار ہو رہی تھی اب بے سردار ہوگئی تلاطم برپا
ہوگیا [illegible] اپنے لگے ایک دم سے سبکا صفایا ہونے لگا نہ بھاگنے
کی راہ ملتی تھی نہ جان کی مفر تھی نہ ایک کو دوسرے کی خبر تھی کفار گرفتار ہونے لگے
[illegible] امان امان کی پکار ہونے لگی اسد تالی اور اسد بن کرب غازی نے
ہاتھ [illegible] لگایا تو [illegible] سو آدمی گرفتار اور مطیع ہوئے باقی سب
قتل ہو [illegible] خون بہہ کر جا رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے
[illegible] خون جاری ہوا ہے اور کوہ و بیابان رنگین ہوکر زعفران زار اور
[illegible] ہوا سبزہ مہندی کیطرح رنگ لایا خود روا [illegible]
[illegible] ہیں اور تیغ و سنان کی شاخیں ٹوٹی پڑی ہیں رزمگاہ
[illegible] رزمگاہ کو قتل گاہ بنا دیا تھا زمین نے آسمان کا رنگ
دکھایا تھا [illegible] کیا ہوگا دس ہزار کا نام و نشان تک نہ رہا ایک
فنا ہوگیا [illegible] روانہ کئے اور خود وہاں سے ہٹ کر ایک پہاڑ
کے دامن میں قیام کیا [illegible] لئے اپنی تلواروں سے خون صاف کیا [illegible]
[illegible] کو درست کیا اور چاق چوبند ہوکر اب قلعہ کے اندر
[illegible] مگر مخبر واپس آئے اور اونھوں نے عرض کی کہ قلعہ
فتح ہوگیا [illegible] اسد نے تمام کفار کو جہنم واصل کیا اور بیس ہزار سپاہی قتل
[illegible] اسد بن کرب غازی کو بہت خوشی ہوئی اور ارادہ کیا کہ
[illegible] ہوگا اب جہان ٹھہرنے کی کچھ ضرورت نہیں تمام لشکر
[illegible] روانہ ہوا راستے میں کوئی اتفاق درپیش نہیں ہوا جب
اسد [illegible] تو نقارہ فتح و ظفر پر چوب پڑی اور تمام فوج ظفر موج
[illegible] ہر طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے صدا آئے
[illegible] پہونچے دربار منعقد ہوا تمام سرداران اسلام اپنی اپنی جگہ بیٹھ
[illegible] ہوئے جلسہ عیش و سرود شروع ہوا تمام رات
[illegible] صبح ہوتے ہی اسد بن کرب غازی نے قلعہ کی
[illegible] کو کھولا اور [illegible]
[illegible] اسلام [illegible] جلسے [illegible]

برباد ہوئی جب اس کام سے فراغت ہوئی تو تحقیق کی گئی کہ اس قلعہ کے حاکم سابق کی نسل مین سے کوئی باقی ہے یا نہین معلوم ہوا کہ عنقا بن گلبن شاہزادہ زرین حصار موجود ہے اسد نے اوس شہزادہ کو بلایا اور خلعت سے سرفراز کرکے اس قلعہ کا حاکم بنایا اصول حکمرانی سکہائے اور کچھ نصایح وہدایات کرکے تمام اہل قلعہ کو مطلع کیا کہ عنقا بن گلبن اس قلعہ کا حاکم بنایا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین پر اوسکی اطاعت لازم و واجب ہے ہر ایک نے بدل وجان عنقا کی حکومت تسلیم کی اور امن وامان کا دور دورا ہوا جبکہ اسد نے اس کام کو بھی انجام دے لیا تو قیدیون کو بلاکر سمجھایا کہ دیکھو ابلیس پرستی اور بت پرستی جہنمیون کا کام ہے اور اسکا برا انجام ہے مذہب حق درحقیقت اسلام ہے کفر والحاد سے منہ موڑو کا فران بد انجام کا ساتھ چھوڑو ورنہ دنیا مین کتے کی موت مارے جاؤگے اور عاقبت مین عذاب الہی اوٹھاؤگے انمین سے بعض تو دین حق اسلام کو سمجھے مسلمان ہوئے اور بعض اپنے انجام کو نہ سمجھے روگردان رہے اسد نے اونکو بہت بری طرح قتل کرایا اور فوراً جہنم مین پہونچایا یہ قصہ بھی پاک ہوا تمام قلعہ پھر سے شاد کام وفرحناک ہوا اب اسد بن کرب غازی نے چند مخبرون کو خوشخوار کی خبرگیری کے لیئے روانہ کیا تاکہ اوسکا حال معلوم ہو کہ وہ ملعون کدھر گیا ہے زندہ ہے یا مرگیا ہے مخبرون کو روانہ کرکے اسد بن کرب غازی اونکا منتظر رہکر قلعہ مین مقیم رہا۔ اب کچھ حال خوشخوار بن دجال کا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بدکردار قلعہ عنصل آباد کو تاخت وتاراج کرکے جانب قلعہ ہفت منظر جارہا ہے راستہ مین سیر وشکار کرتا ہوا باطمینان تمام قطع مسافت وطے منازل کررہا ہے اوسکا مصمم قصد ہے کہ خدا پرستون کے ممالک کو تباہ وبرباد کرتا پھرے اور ابلیس پرستی کو رواج دے چنانچہ اب ارادہ کرچکا ہے کہ ہفت منظر کے مسلمانون کو خاک مین ملادے اور اپنی خونخواری وجہالی اون عزیزون کو دکھائے یہان یہ حال ہے کہ ملکہ قمر چہرہ شہزادہ نور الدہر کے فراق مین غمگین وبیقرار ہوتی ہے اور شب وروز گریہ وزاری مین بسر ہوتی ہے کبھی روتی روتے بیہوش ہوتی ہے اور کبھی ہوش مین آکے پھر روتی ہے جو کوئی مسافر اوس شہر مین وارد ہوتا ہے اوس سے شہزادہ کا حال دریافت کرتی اگر کچھ پتہ لگتا ہے تو وہان قاصد روانہ کرتی ہے اور اوسکے واپسی کے انتظار مین ہر وقت دیدہ ودل سے منتظر رہتی ہے اور اگر کچھ خبر نہ ملی تو پھر دلگیر وبیقرار ہوتی ہے کبھی یاد نور الدہر مین آہ سرد کھینچتی کبھی اپنے فرزند بدیع الملک کے غم مین نالہ وفغان کرتی بھوک وپیاس جاتی رہی تھی اور خواب راحت آنکھ سے نہ دیکھ سکتی تھی آخرکار اسی غم مین گرفتار ہوکر بیمار ہوئی اور صاحب فراش ہوگئی ملکہ کا باپ کیوان فلک رفعت اگرچہ ضعیف وناتوان تھا مگر شاہزادی کے حال پرملال کو دیکھکر بہت پریشان تھا جہانتک ہوسکا تیمارداری مین مصروف رہا اور تسکین وتسلی کے کلمات سے ڈھارس دیتا رہا مگر شہزادی کا غم روز بروز زیادہ ہونے لگا اور ضعف ونقاہت کی ترقی ہوتی رہی کوئی دوا کوئی علاج کارگر نہ ہوا کسی حکمت وتدبیر کا کچھ اثر نہ ہوا آخرکار بقول میر تقی میر ؎

اولٹی ہو گئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا   دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا
یعنے شاہزادی قمر چہرہ کا انتقال ہوا ہر کس و ناکس کو سخت ملال ہوا اور باپ کا تو عجب ہی
حال ہوا تمام قلعہ مین ماتم برپا ہو گیا رعایا اور ملازم سبھی تو روتے تھے اور اس شہزادی کے
غم مین اپنی جان کھوتے تھے در و دیوار اور کوہ بیابان سے گریہ و زاری کی آوازین آتی
تھین لوگون کے کلیجے شق ہوتے تھے کسی کو غش آ گیا تھا اور کوئی پچھاڑین کھاتا تھا شجر و حجر
روتے تھے اور دوست و دشمن سبکا حال یکسان تھا کوئی ایسا نہ تھا جسکو اس غمی کا
غم نہو کیوان فلک رفعت کے صدمہ کی انتہا نہ تھی اس پیری مین یہ داغ کہ جوان بیٹی
نور چشم لخت جگر آنکھ سے اوجھل ہو گئی موت سے بدتر تھا لوگون کو شاہزادی کا تو غم کم تھا
مگر اس ضعیف و ناتوان بادشاہ کی حالت زار دیکھکر ہر شخص کی حالت عجیب طرح کی
پریشان تھی بادشاہ کے ہوش و حواس بجا نہ رہے قلب اولٹ گیا چلا چلا کی نور الدہر
اور بدیع الملک کو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شاہزادہ نور الدہر اور اے
شاہزادہ بدیع الملک آؤ اس غم مین تو ہمارے شریک ہو تم کہان ہو کیون ہماری بات
کا جواب نہین دیتے مصاحبین خالی بادشاہ کو سمجھاتے تھے مگر سمجھاتے کیا تھے خود ان کے
کلیجے پھٹے جاتے تھے کبھی کیوان فلک رفعت کو غش سے چونکاتے کبھی تسکین کے
کلمات سے تسلی دیتے اور صبر و جبر کیطرف اشارہ کرتے مگر ہر شخص پر ایک دلگداز کیفیت
طاری تھی اور ہر ایک کی جان ناتوان جسم مین تنگ اور عاری تھی - جب بادشاہ کو
ہوش آتا تھا تو وہ اپنے مصاحبون سے کہتے تھے کہ ایہا الناس تمکو وہ زمانہ یاد ہے
کہ ملکہ قمر چہرہ اس مقام پر شاہزادہ نور الدہر کے غم مین آ کر گوشہ نشین ہوئی تھی اور فقیرانہ
زندگی اختیار کر لی تھی پھر ایرج نوجوان کا جمشید زنگی کے ہمراہ آنا اور ملکہ کے عاشق کو کوڑے
مارنا اور شہزادہ بدیع الزمان کا آنا اور طہماسپ بن عنقویل دیو پرور کا آنا اور حمزۂ
صاحبقران کی تشریف آوری اور اس قلعہ ہفت منظر پر چارون طرف سے کفار اور
سرداران اسلام کا نرغہ کرنا اور لاکھون آدمیون کا جمع ہونا اور شاہزادہ نور الدہر
کو آقا قلیاس کا دریا مین پھینکدینا اور آقا قلیاس کا ملکہ کو اوٹھا لیجانا
اور پھر شاہزادہ نور الدہر کی شادی ملکہ قمر چہر کے ساتھ ہونا اور عمرو کا املبس بننا اور
وہ مجمع داراب کشور کشا اور خورشید ستارہ پرست اور تورج ماہ پرست
تم لوگون کو یاد ہے افسوس ہزار افسوس کہ جس کے لئے یہان اس سرزمین پر ایسی ایسی
مجمع ہوئے تھے آج ہم اسکو اسی زمین مین دفن کیئے جاتے ہین یہ کہکر بادشاہ اسقدر
روئے کہ غش آ گیا اور مصاحبین و ارکین نے سنبھالا مگر سبکے سب اسی حال مین
تھے ہزار خرابی بادشاہ مع سرداران و مصاحبین داخل قلعہ ہوئے اور صف ماتم درست
کی گئی تمام اہل قلعہ رعایا و ملازمین شاہی سیاہ پوش ہوئے اور چہلم تک رسم
ماتم ادا کرنے کا ارادہ کر لیا مگر اسی غم سے ابھی جی نہ بھرا تھا اور آنسو بھی خشک نہ ہوئے
تھے کہ یکایک جاسوسون نے خونخوارین و جال کی خبر سنائی کہ وہ بد کردار
ہفت منظر پر حملہ کرنے کی غرض سے آ رہا ہے اور قریب قلعہ پہونچ گیا ہے یہ خبر سنکر

بادشاہ نے آیہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور اوسی وقت سے یقین کامل ہو گیا کہ اب وقت پورا ہو گیا اسی بہانہ سے درجہ شہادت نصیب ہو گا خیر بدشاہزادی کے جینے کا الفت بھی نہ رہا تھا بحمد اللہ کہ اوس نے اپنے پاس بلانیکا سامان کر دیا ہے یہ کہکر بادشاہ نے نعمان ہفت منظری کیجانب دیکھا اوس نے دست بستہ عرض کی کہ جبتک یہ غلام حاضر ہے حضور کو کچھ فکر و اندیشہ نہ کرنا چاہیئے ہم بسر وچشم پہلے اپنی جانین نثار کرینگے اوس کے بعد خدا کو اختیار ہے جو چاہے وہ کرے یہ کہہ کے نعمان ہفت منظری اپنی فوج مین آیا اور آراستگی کا حکم لشکر کو دیا تمام فوج لڑنے مرنے پر تیار اور سرپیکار ہوئی برجہائی قلعہ درست کیئے گئے فصیل اور خندق پھر سے درست ہوتے اور نعمان ہفت منظری نے قلعہ کو خوب اچھی طرح حتی الامکان مستحکم ومضبوط کر لیا اور منتظر موت ہو کر مستعد کارزار ومشتاق حرب وضرب ہوا خونخوار نا ہنجار نے قلعہ کے دو کوس کے فاصلہ پر ایک دامن کوہ مین لشکر کو روک لیا بادشاہ اور نعمان ہفت منظری نے برج قلعہ پر سے دیکھا کہ سات سو علم کے پھریرے ہوا مین لہرا رہے ہین اور اونپر ابلیس کی تعریف لکھی ہوئی ہے نعمان ہفت منظری نے کہا کہ حضور سات لاکھ کا لشکر ہے مگر خدا کے ہاتھ مین فتح وظفر ہے اگر اوس نے اعانت کی تو آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ مین چند آدمیون سے کیونکر ان سات لاکھ ابلیس پرستون کا حملہ روکتا اور مقابلہ کرتا ہون اور اگر انھین کفار کے ہاتھ سے خدا تعالی نے میری موت موقوف رکھی ہے تو بھی مین شکر ادا کرتا ہون کہ وہ مجھے درجۂ شہادت پر پہونچائیگا۔ نعمان ہفت منظری نے دیکھا کہ وہ سات لاکھ کا لشکر سایہ کوہ مین فروکش ہوا اور خونخوار نے وہین خیمہ وبارگاہین نصب کرائین اور باطمینان تمام ایک نامہ لکھکر طوفان زور آزما کو دیا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت کے پاس لائے وہ بڑی شان وشوکت سے نامہ لیئے ہوئے در قلعہ پر آکر رکا ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ خونخوار کا نامہ دار حاضر ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ بلا لو طوفان زور آزما حاضر دربار ہوا اور بقاعدہ ابلیس پرستان سلام کر کے باواز بلند مطلع کیا کہ منم طوفان زور آزما نامہ دار خونخوار بن دجال یہ کہکر اوسنے نامۂ خونخوار پیش کیا تعریف ابلیس علیہ اللعنت کے بعد لکھا تھا کہ اے بادشاہ قلعہ ہفت منظر آگاہ ہو کہ ہم ابلیس پرست ہین اور تم سب مسلمانون سے زبردست ہین تم بھی ہمارے مذہب مین داخل ہو جاؤ یہ مذہب سب سے زیادہ آسان ہے چاہو شراب پیو چاہو سور کھاؤ جو عورتین تمہارے یہان حرام ہین اونکو ہمارے خداوند نے حلال کر دیا ہے اور انھون نے ہمکو دنیا مین مالا مال اور خوشحال کر دیا ہے بہتر ہے کہ ہمارا مذہب اختیار کرو ورنہ ہمارے مقابلہ پر تیار رہو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ ہمارا لشکر سات لاکھ جوانان ہیلتن اور بہادران صف شکن سے آراستہ ہے یہ تمہارے قلعہ کو ایک دم مین تباہ وبرباد کر دینگے اور مسلمانون کو قتل کر کے ابلیس پرستون سے بھر دینگے تم نے سنا ہو گا کہ مین نے کیسے کیسے قلعون کو تسخیر کیا ہے اور

کس بہادری سے اپنے دین کو مشتہر کیا ہے ہر ایک بادشاہ میرے مقابلہ مین کچھ مال
نہین اور کسی پہلوان مین میرے مقابلہ کی مجال نہین زر بن عصار اور شمطی آباد کے
واقعات تمکو معلوم ہوتے ہونگے کہ میرے سامنے ساحر وغیر ساحر سب یکسان ہین اور
میری تلوار سے جن اور دیو حیران و پریشان ہین لہذا میری اطاعت اور ابلیس کا دین
قبول کرو ورنہ ملک الموت کے مقابلہ کے لیئے تیار ہو رہو۔ یہ خط جو کہ واہیات
خرافات اور لاف وگزاف سے بھرا ہوا تھا دیکھکر بادشاہ کو غصہ آیا اور فوراً چاک کرکے
زمین پر پھینکوا دیا۔ طوفان کو یہ دیکھکر جوش آیا اور تلوار نیام سے کھینچکر بادشاہ کیجانب
بڑھا نعمان ہفت منظری نے للکارا کہ او گستاخ کدھر جاتا ہے مردان عالم کو
پیٹھ دکھاتا ہے طوفان غصہ مین آکر پلٹا اور تیغ خارا شگاف کا وار نعمان ہفت
منظری کے سر پر کیا نعمان ہفت منظری نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار
چھین کے پھینکدی طوفان زور آزما پہلوان زبردست تھا اپنے زور کے غرے پر
لپٹ گیا نعمان ہفت منظری جوان شجاع نے کلائی چھوڑکر ایک طمانچہ ایسا مارا کہ منہ
اوسکا پھر گیا طوفان زور آزما نے جھلا کے خنجر کھینچا اور چاہا کہ سینہ بے کینہ کے پار کردے
نعمان ہفت منظری بکیت اور پھکیت تھا خالی دیکے ایک اوکھڑ ایسی ماری
کہ دو گز زمین سے بلند کر لیا آواز دی کہ او مسخرے دربار شاہی مین یہ بے ادبی اگر
قاصد کو مارنا خلاف قاعدہ و اصول شہنشاہی نہ ہوتا تو اب تک کبکا جہنم واصل
ہو چکا تھا یہ کہکر نعمان ہفت منظری نے ایک چرخ دیا اور گھما کے جو پھینکا ہے
تو دور پار سے باہر زمین مین گر و بیہوش ہوگیا ساری طوفانی خاک مین ملگئی شرم سے
عرق عرق ہوگیا اسی چلو بھر پانی مین ڈوب مرا گرد جھاڑتا ہوا اوٹھا اور للکار کر اپنے
ہمراہیون کو آواز دی کہ یارو جلدی میری خبر لو مجھے ان خدا پرستون نے گھیر لیا ہے
اوسکے ہمراہ دس ہزار جوان در قلعہ پر موجود تھے سب کے سب اکدم سے گھس پڑے
یہان بھی ساری فوج تلوارین گھسیٹ لین دست بدست تلوار چلنے لگی بادشاہ بھی
اوٹھ کھڑے ہوتے ولایتی کمر سے نکال کے صفایا کرنا شروع کیا وہ تیکھے ہوتے اور
تلے ہوئے ہاتھ اس مشاقی سے چلتے تھے کہ تلوار کا آنا جانا معلوم نہ ہوتا تھا اور صرف
دشمن کی لاشیں پھڑکتی ہوئی نظر آتی تھی نعمان ہفت منظری کی جب تیغ بیدریغ
بلند ہوتی ہے دس پانچ کو نیچا دکھا کے دم لیتی ہے صفین کی صفین کاٹ چھانٹ کے
رکھدیتی اسی اثنا مین طوفان زور آزما کا مقابلہ ہوگیا نعمان ہفت منظری
نے پھر للکارا اور چاہا کہ لوٹک کے مارے طوفان زور آزما سنبھلا مگر سنبھلنے نہ پایا
تھا کہ قضا کا وار سر پر آپہونچا طوفان زور آزما نے سپر کو پناہ کے لیئے
بلند کیا تلوار سپر پر پڑی اور اوسکو خیار تر کیطرح کاٹتی ہوئی سر مین در آئی
طوفان زور آزما نے داستانہ مارا تلوار اوچٹ کر بیٹھ ہوئی نعمان ہفت
منظری جھپٹ کر لپٹ گیا نہ تجر کمر مین دست زبردست ڈالکر سر سے بلند کیا
اور اوچھال کے چور تک ہوائی کھینچا یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی

کہ طوفان زور آزما مع اپنے سات ہزار ہمراہیون کے گستاخی اور بے ادبی کی
پاداش مارا گیا یہ سنکر اوسکی آنکھون مین خون اوتر آیا سات لاکھ کا لشکر لیکر چڑھ دوڑا
آتے ہی قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور قلعہ کے اندر گھس آیا خونخوار بن دجال کے
لشکر مین سب سے بڑا سردار تہمید زور آزما تھا اور فوج جب قلعہ کے اندر آئے
ہی بہادرون کو للکارنے لگے اور نام لے لیکر پکارنے لگا نعمان ہفت منظری
نے فوج کفار مین غوطہ مارا جب ابھرتا سو سو پچاس پچاس سپاہیون کو فی النار
کرتا اسیطرح دریاے خون مین شناوری کرتا ہوا تہمید زور آزما کے مقابل آیا
تہمید زور آزما تو اسی اشتیاق مین تھا کہ نعمان ہفت منظری ایسے جوان سے مقابلہ
ہو نیتیرا بدل کے سامنے آیا اور آتے ہی خبردار خبردار کہہ کے تلوار کا ہاتھ مارا نعمان ہفت
منظری نے تلوار کو تلوار پہ گانٹھا اور بچا وار دیکر جو ایک ہاتھ پہلو کا مارا ادھر اونگل تلوار
اوتار دی تہمید زور آزما اس پھرتی پر حیران ہوا حریف کو سست سمجھا تھا چستی
و چالاکی دیکھکر سخت پریشان ہوا تیور پر بل ڈال کے دوسرا وار کیا اکی مرتبہ نعمان نے
چاہا کہ سپر پہ روکے اور پھر فوراً ہی اسکا جواب دے یہ خیال کرکے بائین ہاتھ سے
سر پہ سپر کی آڑ کی اور سیدھے ہاتھ سے دوسرا ہاتھ طمانچہ کا مارا یہان تلوار سپر کو کاٹکے
صرف زخمی کر گئی وہان تیغ بے دریغ گردن مین اوتر گئی تسمہ لگ کے جھول گیا اور ساری
زور آزمائی دوسرے ہی وار مین بھول گیا گرکے فوراً تڑپا اور ایکدم مین تڑپ کے
ٹھنڈا ہو گیا خونخوار بن دجال کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اتنا بڑا سردار مارا
گیا جسکا مثل و نظیر اوسکے لشکر مین نہ تھا کلیجہ پکڑ کے رہگیا اس سوختی مین نعمان
ہفت منظری کیطرف راستہ کو صاف کرتا ہوا چلا کہ اسنے دو بڑے نامی و گرامی
سردارون کو مار لیا اور سر میدان للکارا تھا نعمان ہفت منظری خود بھی جرأت
و ہمت رکھتا تھا کہ خونخوار بن دجال کو مارے تو لڑائی کا مزا ہے ورنہ ہر کس و ناکس
کا قتل کرنا کیا ہے اسی دھن مین نشہ شجاعت سے جھومتا ہوا کفار کا سہراؤ کرتا چلا
ہے کہ خونخوار نے آواز دی کہ او نعمان ان دو پہلوانون کو مار کر تو بہت شیر ہوا ہے
ایسے ایسے سپاہی میرے لشکر مین لاکھون ہین آ میرے سامنے دیکھون تو کیسا بہادر ہے
کیا ہنر رکھتا ہے نعمان نے جواب ترکی بہ ترکی دیا اور کہا کہ او شیطان ملعون اگر
خدا نے چاہا تو تجھے اونھین دونون کے پاس جہنم مین بھیجتا ہون یہ کہتے ہی کہتے نعمان
ہفت منظری قریب آگیا خونخوار نے نیزہ مارا نعمان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا اور
خود بھی ایک انی کی چوٹ تاکی اوسنے خالی دی چند طعن رد و بدل ہوتے ایک مقام
پر خونخوار نے جو نیزہ مارا تو نعمان نے چوٹ بچاکر اوسے بغل مین لے لیا اور دبا کے
پلٹیرا جو بدلتا ہے تو نیزہ خونخوار کے ہاتھ سے نکل گیا خونخوار غصہ مین تلوار کھینچکر دوڑا
خبردار خبردار کہہ کے کمر کا ہاتھ مارا نعمان ان ضربون کو کب مانتا تھا تیغ زنی مین اپنا
مثیل و نظیر نہ رکھتا تھا کمر کا ہاتھ خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لے
خونخوار بن دجال نے خود تلوار چھوڑ دی اور لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی

خوب خوب زور آزمائیان ہوئین داؤ پیچ کی مشق دونون نے دکھائی خونخوار
بن دجال مین کس زیادہ تو نعمان مین دم بہت وہ پہلوان تھا تو یہ نوجوان تھا
اوسکی قوت بے پناہ اوسکی پھرتی بے انتہا ایک مقام پر جرأت کرکے کمر مین ہاتھ
ڈالدیا جھٹکے ایک ہکہ مارا تو پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ کمر
تیسرے زور مین سر سے بلند کیا دونون لشکر مین ایک غل بلند ہوگیا نعمان کی
فوج کی صدا سے واہ اور خونخوار کے لشکر مین صدا سے آہ بلند ہوئی نعمان کی اس
جرأت وطاقت پر بادشاہ کا بیہ ہاتھ بھر کا ہوگیا اس قوت وہمت کو تائید
غیبی سمجھا مگر امر شدنی ہوکے رہتا ہے آئی ہوئی کبھی ٹلتی نہین جنگ ایک حال پر
قائم نہین رہتی یہ تو سمندر کا مد وجزر ہے طوفانی ہوا کا کیا اعتبار کبھی ادہر کی کبھی
اودہر کی ہے کبھی مشرق مین جوش کبھی مغرب مین خروش مگر نعمان ہفت شنظری
نے جو کیا تھا وہ کرکے دکھا دیا کہ پہلوان یون اور بہادر یون لڑتے ہین اور خدا نے
بھی خونخوار بدکردار کے غرور کا سر نیچا کردیا مگر قسمت مین جو لکھا تھا وہ ہوکر
رہا ایک سردار خونخوار نے دھوکے مین آکر جبکہ نعمان ہفت شنظری
اوسے سر سے بلند کیے تھا اوسکی کمر مین آکر خنجر بھونکدیا اس زخم کو نعمان
برداشت نہ کرسکا خونخوار ہاتھ سے چھوٹا اور اوسکے ساتھ ہی خود بھی زمین پر
گرکے واصل بحق ہوا اب خونخوار کی بن آئی تلوار پکڑکے قتل عام کرنے لگا
کفار ساٹھ لاکھ اور اہل اسلام پچاس ہزار یہ نعمان ہی کا دم تھا کہ اوسنے تیور پر
بل نہ آنے دیا اور اوسیطرح لڑتا رہا اور ایسے ایسے نامی سردارون کو مارا اور زیر کیا
اب اوسکی جگہ پر کون تھا جو فوج کے ٹوٹتے ہوئے دل کو جوڑتا اور اونھین سنبھالتا
بادشاہ کا وقت قریب ہی اوسے معلوم تھا خونخوار بدکردار نے اس ضعیف وناتوان
بزرگ کو بھی قتل کیا تمام فوج اسلام مین اس حادثہ سے قیامت برپا ہوگئی
مگر ہفت شنظر کا ایک ایک سپاہی گویا ہزار ہزار جانین رکھتا ہے بادشاہ اور
سردار دونون قتل ہوچکے مگر جو سپاہی جہان کھڑا تھا گویا پہاڑ تھا کہ نہ کاٹے کٹتا تھا
اور نہ مارے مرتا تھا جیسے سہنے کی قسم جس کے جسم مین جبتک جان رہی ثابت قدم
رہا نہ کوئی اپنی جگہ سے ہٹا اور نہ اپنے پیر پیچھے سے منحرف ہوا خونخوار بداطوار نے
چن چن کے مسلمانون کو مارا جو پیش پیش تھے موت کا بازار گرم رہا سب مسلمان
شہید ہوگئے ہفت شنظر مین اسلام کا نام نہ رہا کچھ رعایا اور چند دوکاندارون
نے ہجرت اختیار کی باقی وہ بھی جہاد مین شریک ہوکر راہی جنت ہوگئے سارا
اسباب رعایا اور دوکاندارون کا اور کل مال ومتاع بازارونکا فوج ابلیس نے
آپسمین تقسیم کرلیا اور شاہی خزانہ خونخوار بن دجال نے اپنے قبضہ مین
کیا جواہرات اور موتیون کا انبار اشرفیون اور سونے چاندی کا ڈھیر
لگ گیا ہفت شنظر کا قلعہ مال ودولت مین تمام قرب وجوار کے قلعون سے
اور آبادی مین زیادہ تھا خونخوار بن دجال اس فتح پر جامہ مین پھولا نہ سماتا

تھا آپ ہی آپ قہقہے لگاتا تھا شراب پی کے کبھی ناچتا کبھی گاتا تھا کبھی غصہ میں آکر اپنے
ہی سپاہیوں سے لڑتا تھا خود بخود رجز خوانی کرتا تھا بے موقع بے محل شجاعت کا
دم بھرتا تھا دن بھر مسجدوں کو گروا کے ابلیس خانے بنواتا اور رات بھر ناچ
گانے اور شراب و کباب میں مصروف رہتا یہاں تو یہ رات دن عیش و عشرت
کر رہا ہے اب ایک نیا حملہ سنئیے کہ کچھ روز سے قلعہ ہفت منظر کے چند سردار
نامی گرامی بادشاہ سے اجازت لیکر سیر و شکار کو گئے ہوئے تھے منجملہ اونکے
کیوان انجم سپاہ اور درراج درد گوش زرپاپ خان و بیچن خان و
سہیل ستارہ پیشانی اور ایرج تاج بخش وغیرہ تھے اور اونکے ہمراہ فتاح بن عمرو
بھی تھا جب یہ لوگ مع اپنی فوجوں کے شکارگاہ سے واپس ہوئے تو انھوں
نے اس حادثہ جانکاہ کو سنا کہ ادھر تو ملکہ مہر چہر کا انتقال ہوا اور ادھر خونخوار
بن دجال نے قلعہ پر سیاست لاکھ جوانوں سے ایسا حملہ کیا کہ ایک مسلمان بھی نہ بچا
یہ سنکر سب کے ہوش اوڑ گئے تمام سرداروں نے اپنے گریبان چاک کر ڈالے اور
بادشاہ اور نعمان ہفت منظری کے غم میں دیوانے ہو گئے لیکن سب کے سب سنبھلے اور
بہادر تھے یوں کب اپنی جان دینے والے تھے سب نے یہی صلاح کی کہ لڑ بھڑ کر جان
دیدینا چاہیئے جہان شاہ کیوان فلک رفعت گئے ہیں ہم بھی اونھیں کے عقب
میں چلے جائیں دس ہزار سپاہیوں سے یہ شکار کو روانہ ہوئے تھے انھیں کو ہمراہ لیکر قلعہ
کے دروازے پر آ ڈٹے خونخوار نے اسد کے خوف سے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
اور فصیل قلعہ کے اوپر چڑھ کر ایک لاکھ تیر اندازوں نے تیر باری شروع کی اب
لشکر اسلام زخمی ہونے لگا ادھر سے بھی تیر اندازی کی جاتی تھی مگر اکثر تیر ہوائی ہو جاتے
تھے اور یا نہیں زیادہ توڑ نہ رہتا تھا ایرج تاج بخش نے دروازہ قلعہ پر دلیرانہ
پنجے ہاتھ ڈالا اور یا شاہ خیبر کہہ کے جو ایک مارا تو پہلے ہی زور میں دروازہ کے بازو
بازوؤں سے الگ ہو گئے اب جو پیچھے ہٹ کے ایک لات مارتے ہیں تو دونوں پٹ
اڑاڑا کر دھم سے گرے جا رہے ہیں سیکڑوں ابلیس پرست جو اوس طرف پھاٹک کے کھڑے
تھے کچل کر مر گئے اور دیوار کا بھی کچھ حصہ گر پڑا بہت سے زخمی ہو کر بھاگے اب کیا
تھا بیچن خان زرپاپ خان اور کیوان انجم سپاہ اور درراج سہیل ستارہ پیشانی
بھی گھسے دسوں ہزار جوان تلواریں گھسیٹ گھسیٹ کے دوڑے پھر تو بیرن اور پکڑ بش
کے کھڑکی گئی ہر طرف سے دارو گیر کی آوازیں آنے لگیں قلعہ میں قیامت کبری بپا ہو گئی خونخوار
بن دجال برج قلعہ پر جا کر چھپ رہا ان شیروں کے نعروں اور تیغ زنی کو دیکھکر آنکھیں بند کر لیتا
تھا مگر اوس ملعون نے زہر میں بجھے ہوئے تیر لیکر جھروکے سے ان نامی سرداروں کو
مارنا شروع کئے پہلا تیر اوسنے ایرج تاج بخش کے سینہ پر مارا تیر آ کے سینہ میں گڑ گیا مگر
ایرج وہ دلاور تھا کہ اوسنے اسطرح تیر نکال کے پھینکدیا کہ جیسے ایک پھانس چبھ گئی تھی وہ
نکال ڈالی سینہ سے خون کا فوارہ جاری ہوا ایرج کو غش آنے لگا مگر وہ غش کو روکتا تھا
اور سنبھل سنبھل کر کافروں کی صفوں پر جھپٹ پڑتا تھا نیمچہ اوسکی تلوار بلند ہو کر چمکتی تھی شعلہ جو

پچاس پچاس کے خون میں ڈوبکر نکلتی تھی اب خونخوار اسی تاک میں وہاں بیٹھا ہوا ہے کہ جو
سردار کفار کے نرغے میں سے اونکو قتل کرکے اوبھرتا ہے اوسکو یہ تیر مار دیتا ہے اودھر دس
ہزار ساٹھ لاکھ سے مقابلہ کر رہے ہیں اور وہ تمام زخمی ہوکر بیہوش ہونے لگے ستارہ
سہیل پیشانی کے حلق میں ایک تیر ایسا لگا کہ وہ پہلوان کھڑا نہ رہسکا اور فرش زمین پر
آیا دیر اونچ ڈیرہ در گوش ایک ایک وار میں صفیں اولٹتا تھا مگر جب اوسکے بھی تیر
لگا وہ بھی جانبر نہوسکا یہی حال زرباب خان اور بحیین خان کا بھی ہوا انہیں سے ہر ایک
سردار نے کئی کئی ہزار ابلیس بہت مارے انکی تلواریں بجلی کیطرح گرکے ایک ایک حملہ میں
سو سو دو دو سو کو جہنم واصل کرتی تھی آخرکار وہ سب دس ہزار جوان کام آئے اور ڈھائی لاکھ
ابلیس بہت مارے اور کل سردار جان بحق تسلیم کر گئے قریب ایک لاکھ کافروں کے قلعہ سے
بھاگ گئے تھے فتاح بن عمرو نے یہ کیفیت جو دیکھی کہ ہر ایک سردار تیر کھا کے گرا ہے تو اوسنے
خیال کیا کہ کدھر سے تیر آتے ہیں معلوم ہوا کہ برج قلعہ پر سے کبھی کبھی کوئی تیر آجاتا ہے یہ فوراً
برج قلعہ پر پہونچا اوسکا دروازہ خونخوار بند کرکے بیٹھا تھا مگر فتاح بن عمرو نے ایک دوسرا
راستہ پیدا کیا اور ٹوٹی ہوئی فصیل کیطرف سے چڑھ گیا دیکھا تو خونخوار بیٹھا ہوا تیروں کا
نشانہ تاک رہا ہے اور جھروکے میں سے جھانک رہا ہے فتاح نے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ کیا
مردانگی نہ دکھا اور کہ عورتوں کیطرح چھپا ہوا تیر لگا رہا ہے لے تیری قضا سر پر آپہونچی خونخوار نے
وہیں سے ایک تیر مارا فتاح نے تیر کو تلوار سے کاٹ دیا اور جھپٹ کے سر پر پہونچا خونخوار
کھڑے تلوار کا ہاتھ مارا خونخوار ہٹنا اپنی جگہ سے پیر ایدل سکے تب تک تلوار سر تک
پہونچگئی اور دو اونگل اوتر گئی خونخوار نے اب داستانہ مارا فتاح کی تلوار اوچٹ کے اونچی ہوئی
اوسنے چاہا کہ اب سنبھلنے نہ دے دوسرا وار پھر کرے کہ عقب سے خونخوار کا ایک سردار آپہونچا
اور اوسنے آتے ہی فتاح کے کمر میں خنجر بھونکدیا فتاح چکر کھا کے گرا اور وہ بھی اپنے
ہمراہیوں کے ساتھ ملک عدم کو چلا گیا خونخوار کو پھر فتح حاصل ہوئی اور برج سے نیچے اوترا
تو دیکھا کہ قلعہ کے اندر خون کا تالاب بنگیا ہے اور مردوں اور لاشوں کا اسقدر انبار ہے
کہ جہانتک نظر کام کرتی ہے لاشوں پر لاشیں دکھائی دیتی ہیں کہیں پاؤں دھرنے کی جگہ
نہیں ہے اب خونخوار نے جو حساب لگایا تو ساٹھ لاکھ میں صرف تین لاکھ آدمی رہگئے
تھے تھوڑے سے بھاگ گئے تھے اور باقی سب کے سب قتل ہوگئے تھے ان باقیماندہ
سپاہیوں کے بھی حواس درست نہ تھے اور اسقدر گھبرائے ہوئے تھے کہ آپس ہی
میں لڑ رہے تھے اور آنکھیں بند کیے ہوئے تلواریں چلا رہے تھے خونخوار
نے علم بلند کیا اور نقارہ بازگشت بجوایا اب سب کے ہاتھ رک گئے اور کئی
ہزار آدمی بیہوش ہوکر گر گئے لاکھوں آدمی ایسے زخمی بھی تھے خونخوار
بن دجال کی اس لڑائی میں دانت کھٹے ہوگئے تھے اوسنے دروازہ
قلعہ کا پھر سے بنوایا اور انکی مرمت بہت مضبوط و مستحکم تعمیر ہوا
کیونکہ ایرج تاج بخش نے اوسے اوکھاڑ کے پھینکدیا تھا اور برجوں اور کنگروں کی بھی
از سر نو مرمت کرائی اور اونپر جھنڈے گاڑ دیئے اور پھر یہ دن بھر ابلیس علیہ اللعنت کا نام

اور اوسکی تعریف لکھی فصیل کو پھر سے درست کیا خندق زیادہ گہری کھدوادی اور اوسکا راستہ
سرنگ لگا کے بنوایا غرضکہ از سر نو تمام قلعہ کی درستی ہوئی تحیل زوسرآتہ ما پر اور
تمہید زویر آتہ ما کو وہان کی حکومت دی اور پچاس ہزار جوانون کو اوسکی حفاظت
کے لیئے مقرر کیا جب ان تمام کامون سے فراغت ہو گئی تو اب اپنے اپنے مصاحبین
سے مشورہ کرنا شروع کیا کہ اب کسطرف کا رخ کرنا چاہیئے کون کون سے ممالک مسلمانون
کے یہان سے قریب ہین ہر ایک نے اپنی اپنی واقفیت اور معلومات کے موافق رائین دین
کسی نے قلعہ ذو الامان کیطرف توجہ دلائی کہ وہان مال و اسباب بہت ہے اور وہین ناموس
صاحبقران بھی قیام پذیر ہین کسی نے ملک اندلس کا حال بیان کیا اور اوسکی رونق و
عظمت منوا لینے کی درخواست کی مگر خونخوار بن دجال کی یہ راے تہی کہ قلعہ اندلس
کو پہلے فتح کرنا چاہیئے اوسکے بعد قلعہ ذو الامان کی جانب روانہ ہونا مناسب ہوگا اس
مشورہ کے بعد اوسنے حکم دیدیا کہ ہماری فوج کل کی روانگی کیلیئے تیار ہو جائے تمام
رات آلات حرب و ضرب اور ساز و یراق کی درستی کیلیئے تمام فوج مین انتظام ہوتا
ہوتا رہا علی الصباح خونخوار بن دجال مع اپنے سرداران نامی و گرامی کے پہلے اپنے
بت زرین سنگنگو کے پاس آیا اسنے اوس بت کے آگے دست بستہ مؤدب ہو کر عرض
کی کہ اے نائب خداوند مین نے جو کچھ کارہاے نمایان کیئے ہین اور مسلمانون کے تمام قلعون کو
تاخت و تاراج کرکے اپنا سکہ بٹھایا اور بجاے دین اسلام کے ابلیس کا نام چلایا ہے
اور تمام اہل اسلام کو قتل و غارت کیا ہے تو آیا کچھ خوشنودی آپکی ہوئی یا نہین بت زرین
سنگنگو نے جواب دیا کہ ہان اے بندۂ نیک تو نے بہت بڑا کام کیا اور مایہ دولت اور
خود خداوند ابلیس تجھسے بہت خوش ہوئے بہشت مین تیرے لیئے جگہ تجویز ہو چکی ہے
خونخوار نے پھر اسے کہا کہ کیا اے نائب خداوند مین اب بہت جلد ابلیس کی خدمت
مین بھیجا جاؤنگا ابھی تو مجھے بہت سے مضمون پر جانا ہے اور کئی قلعے فتح کرنا ہے یہ کہکر
وہ گڑگڑانے لگا بت نے آواز دی کہ نہین ابھی تو نہین بلایا جائیگا ابھی بہت دیر ہے
خداوند ابلیس سے کہہ گئے ہم تیری عمر بڑھوا دینگے اب ہمارے واسطے حلوا و شراب
و کباب جلد لا خونخوار نے فوراً اپنے آدمیون کو حکم دیا وہ کئی من حلوا اور کباب اور دو سو
پیپے شراب کے مہیا کرکے لائے وہ سارا سامان اس بت کے جہنمی پیٹ مین جھونکا گیا وہ سب کھا پی
گیا اور ڈکار کی آواز تک نہ آئی تمام شیاطین جو انسانون کے قالب مین وہان بیٹھے تھے
کہنے لگے کہ یہ نائب خداوند کی کرامت ہے کہ اسقدر حلوا اور اتنے پیپے شراب کے چڑھا گئے
اور معلوم بھی نہوا کہ کیا ہوئی کہان گئی کسی اور بت مین یہ طاقت نہین کہ ایسا معجزہ دکھا سکے
خونخوار بھی بہت خوش تھا کہ اوسکا تحفہ قبول ہوا اور نائب صاحب سب کا سب ہضم کر گئے
غرضکہ خونخوار بن دجال نے اس خوشنودی اور قبولیت کے شکریہ مین بہت کچھ زیورات
طلائی و نقرئی اور جواہر بیش بہا جو قلعون مین لوٹ مار کرکے خصوصاً قلعہ ہفت منظر سے پائی
تھے نائب خداوند کے نذر کیئے اسنے اپنی پھر زیادہ خوشنودی ظاہر کی اور مصاحبین
اوسکے خونخوار کی تعریف سفارش کرنے لگے کوئی شیطان تو کہتا تھا کہ اے نائب خداوند اوسکو

کوئی عمدہ پیغمبری شیطانی کا دلا دیجیئے کوئی کہتا تھا کہ نہین آپ خود اسکو تنبیہ کیجیئے غرضکہ خوب
آؤ بھگت ہوئی پھر یہان سے رخصت ہوکر اپنے قیامگاہ پر آیا اور لشکر کو حکم دیا کہ کل ہم
قلعہ اندلس کیطرف کوچ کرینگے تمام لشکر مین تیاریان ہونے لگین زنگ آلودہ اسلحہ صاف
اور مصیقل ہونے لگے نیزون کی درستی اور نیامون کی چستی گھوڑون کے ساز و یراق درست
کئے گئے تیر زہر مین بجھائے گئے کمانون مین لوچ دیا گیا اور چھرون پر باڑ رکھی گئی تمام
شب سارا لشکر تیاری مین مصروف رہا جب شاہ خاور میدان مشرقی مین بر آمد ہوا اور
سیاہ انجم نے روشنی کا گھونگٹ منہ پر لیا تو توخوار بن دجال کی فوج تھالہ نے جانب ملک
اندلس قدم اوٹھا دیئے اور تک و دو سے ذرہ ہائے گرد فلک تک پہونچا دیئے دو منزلہ
سہ منزلہ کرتا ہوا چلا جا رہا ہے اور دماغ مین خیال تباہی اندلس پکا رہا ہے اوسکے سر مین
جنگ و جدال کا ایک سودا ہے کہ سما گیا ہے اور بار بار اپنے سردارون سے کہتا ہے
کہ دیکھو اب ملک اندلس قریب آگیا ہے جاتے ہی قلعہ پر چڑھ دوڑونگا اور ذرا بھی
توقف نہ کرونگا اکدم مین تو قلعہ فتح ہو جائیگا کونسا ایسا بہادر وہان ہے جو میرا مقابلہ کریگا کسی
کی کیا مجال ہے کہ مجھے روک لے اور میدان لڑ لے یعقوب شاہ بادشاہ اندلس
مجھ سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہین رکھتا ہے وہ میرے نام سے لرزتا ہے اور اوسکا کیا
موقوف ہے ہر ایک پہلوان اور بہادر مجھ سے اسیطرح ڈرتا ہے غرضکہ یہ لاف و گزاف
کرتا ہوا چلا جا رہا ہے وہان اندلس مین یعقوب شاہ کو خبر پہونچی کہ توخوار بن دجال
نے قلعہ پر حملہ کرنیکا عزم کیا ہے اور بہت قریب پہونچ گیا ہے یعقوب شاہ نے وزیرونکو
بلایا اور مشورہ کیا کہ اس موقع پر کیا انتظام کرنا چاہیئے وزیر خوش تدبیر نے مہتر ادریس
پیر اندلس کو بھی اس مشورہ مین شریک کیا کیونکہ وہ بڑا ہی عاقل و فرزانہ تھا اور اوسکی
ہوشیاری و عیاری کے آگے بھی ہر ایک اہم سے اہم معاملہ اور مشکل سے مشکل کام ہیچ تھا
اونسے عرض کی کہ حضور پر نور سپاہی کے چھتیس فن ہین اور بقول الحرب خدعۃ ہمکو اسوقت
تہور اور زیادہ دلیری سے کام نہ لینا چاہیئے کیونکہ فوج توخوار سات لاکھ کے قریب ہے اور
ہماری فوج چند ہزار گویا اوسکے لشکر کے مقابلہ مین کچھ نہین لہذا میدان جنگ مین مقابلہ کرنا
بہتر نہین ہے

| نہ ہر جا ئیکہ مرکب توان تاختن | | کہ جا ہا سپر باید انداختن |

بہتر یہ ہے کہ قلعہ کو خالی کر دینا چاہیئے اور بیس ہزار فوج ہمراہ لیکر اوس وادی کوہ مین جا کر چھپ
رہنا چاہیئے جدہر سے اوسکا راستہ ہے اگر موقع ملے تو ایک لڑائی وہان لڑنا چاہیئے اور ضرور
موقع ملیگا کیونکہ وہ راستہ ایسا تنگ ہے کہ دو سوارون سے زیادہ اوسطرف گزر نہین سکتے
لیں دو دو سوارون کو دو دو تیر کافی وافی ہونگے درہ کوہ مین وہ اکدم سے کسیطرح نہین آسکتے
ہین غالب آئین اسکے بعد اگر ہم دیکھین گے کہ اب یہان موقع ٹھہرنیکا نہین ہے تو وہان سے
دوسرے کوہ پر شکوہ کے درے مین چلے آئین گے وہ سر ٹیک کے مر جائیگا اور کبھی ہمارا
پتہ نہ پائیگا پھر جب وہ قلعہ مین آئیگا تو اوسے یہ خیال ہوگا کہ اہل قلعہ بھاگ گئے اور پھر وہ
اطمینان سے آرام کریگا جسوقت ہم دیکھین گے کہ اب وہ غافل ہے تو پھر شبخون مارین گے

اس حالت سے امید ہے کہ اوس پیر غالب آ سکیں گے ورنہ بر سر میدان مقابلہ کرنا مضر ہوگا یعقوب شاہ مرد شجاع تھا اوسنے کہا کہ شبخون مارنا تو ہماری مردانگی سے بعید ہے ادریس نے گذارش کی کہ سرکار بڑے بڑے بہادروں نے شبخون مارے ہیں کرب غازی ایسے بہادر وجری نامور نے میرے باپ اندلس کو ہمراہ لیکر حاکم سومنات مغرب سکندر دلیر ہیکلان کی فوج ظفر موج پر صدہا شبخون مارے ہیں غرضکہ سپاہیوں کا یہ کام ہے کہ جیسا موقع ہو ویسا کریں کچھ ضرور نہیں ہے کہ مقابلہ کرکے اپنی فوج کو کٹوادیں اسمیں بدنامی اور ذلت کی بات نہیں ان کفار کے مقابلہ میں جسطرح ہوسکے غلبہ حاصل کرنا چاہیئے اگر وہ چار شبخون ہمنے مارلیئے تو بس پھر کیا ہے خونخوار کی ساری خونخواری کرکری ہو جائیگی شاہ و وزیر نے آخرکار بصد رد و قدح کے اس مشورہ کو منظور کیا اور بیس ہزار فوج کو فوراً ہمراہ لیکر ایک وادی کوہ میں آکر جاگزین ہوئے وہاں تک ابھی خونخوار بن دجال نہ پہونچا تھا لیکن جب اوس مقام پر آیا تو دیکھا کہ کوہ کے اندر بالکل تاریکی ہے اور راستہ اسقدر تنگ ہے کہ زیادہ آدمی ایک ساتھ نہیں چل سکتے دو سواروں اور تین پیدلوں زائد ایک ساتھ نہیں چل سکتے مجبوری دو دو سوار آگے بڑھنے لگے تیر اندازوں نے تیر کمان سے درست ہوکر یہ قصد کر لیا کہ جو دہانہ کوہ پر آئے فوراً اوسکے سینہ پر نشانہ پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا سب سے پہلے جو مقدمۃ الجیش کے دو سوار آگے بڑھے دونوں کے سینوں سے دو تیر زہر میں بجھے ہوئے پار ہو گئے گھوڑے سے تو آگے بڑھ آئے اور اونکی جگہ پر دو سوار اور آگے آگئے وہ بھی نشانہ تیر قضا ہوئے اور آگے بڑھکر گرپڑے ابتو جو سامنے آیا اوسنے فوراً تیر کھایا یہانتک کہ وادی تنگ تھی آگے بڑھنے کی جگہ نہ رہی پس ماندہ فوج میں تشویش پیدا ہوئی کہ یہ کیا بات لاشوں سے وادی کوہ پٹ گئی ساری فوج وہیں آکر ڈٹ گئی خونخوار کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ دہانہ کے قریب آیا مگر خود تو خوف جان سے اندر نہ گھسا ایک عیار چاروس کو حکم دیا کہ اس حادثہ کو تحقیقات کرے وہ لیٹے لیٹے پیٹ کے بل چلتا ہوا اندر گھسا اور لاشوں کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ تیر خوردہ ہیں اوسیطرح واپس آیا اور خونخوار سے بیان کیا کہ جو سوار یا پیدل اندر جائیگا وہ ضرور تیر کھائیگا کیونکہ وادی کے اندر قزاق معلوم ہوتے ہیں خونخوار کو بہت ہی غصہ آیا کہ قزاقوں کے چند نفر اتنی بڑی فوج کو روک لیں یہ خیال کرکے اوسکا قہر و غضب اور بھی بڑھگیا اوسنے چاروس سے کہا کہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ ہماری ایسی فوج کے سد راہ چند اشخاص قزاق ہوجائیں ضرور تمکو اسوقت کوئی تدبیر کرنا چاہیئے چاروس حکم خونخوار سے مجبور و ناچار ہوا مگر سوچتا تھا کہ اس اندھیری کوٹھڑی میں کیونکر گھسوں اور کدھر جاؤں جس قزاق کے سامنے جاؤنگا وہ میری گردن توڑ ڈالیگا تاہم حکم حاکم مرگ مفاجات یہ خیال کرکے وہ فوراً اوندھا ہوکے پیٹ کے بل غار میں گھسا اور بہت سارا رستہ اسیطرح طے کرتا ہوا چلا گیا یہانتک کہ وادی کے اوس پار ہوگیا تو دیکھا کہ سامنے قلعہ کوہ پیکر قلعہ اندلس نظر آرہا ہے چاروں طرف نظر دوڑائی تو کسی کا نام ونشان نہیں قلعہ کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ دروازہ پاٹوں پاٹ کھلا ہے اب بے خوف و خطر

اندر داخل ہوا اور جاتے اندلس سے صاحب سلامت بھی بقاعدہ اسلام کیا اور کچھ حالات
دریافت کیے معلوم ہوا کہ یعقوب شاہ حاکم قلعہ اور اوسکی فوج قلعہ کو خالی کر گئی ہے
اس نے چند واقفکار مزدوروں کو بلایا اور اونسے کہا کہ ہم سوداگر ہیں ہمارا کچھ اسباب
دہانہ کوہ کے باہر رکھا ہوا ہے مگر وہ اسباب گھاٹی کے اندر آ نہیں سکتا اگر کوئی اور
راستہ ہو تو ادھر سے ہمارے ساتھ چلکر لے آؤ ہم تمہیں بہت خوش کرینگے مزدوروں
نے کہا کہ سب راستہ تو ہے مگر کئی کوس کا پھیر پڑیگا سارے پہاڑ کا چکر کاٹنا پڑیگا
جاروس نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہم تمکو اجرت پوری جو کہوگے وہ دیدینگے مزدور
راضی ہوئے اور جاروس کو ہمراہ لیکر چلے درحقیقت دو تین کوس کا چکر پڑگیا مگر
جاروس کو راستہ معلوم ہوگیا جب اوسنے دیکھا کہ اب لشکر قریب ہے تو اوس نے
مزدوروں سے کہا کہ اب یہ بتاؤ تمہاری اجرت کیا ہوئی اونھوں نے کچھ رقم مانگی وہ
جاروس نے فوراً جو اسے لیکر غنیمت کیا اور اپنی لشکر میں آکر خونخوار سے ملا خونخوار کو یہہ
یقین ہوگیا تھا کہ جاروس کام آیا اسلیئے وہ برابر گھاٹی کے اندر آدمیوں کو بھیج بھیج کے
نشانہ تیر اجل بنوا رہا تھا صدہا بیگناہ مارے گئے یہانتک کہ اب گھاٹی کے اندر گنجایش
نہ رہی تھی کہ کوئی قدم رکھے جاروس نے جاتے ہی خونخوار سے وہ چال کو دوسرا
راستہ بتایا اور قلعہ کا سب حال سنایا کہ یعقوب شاہ آپکے خوف سے قلعہ کو
چھوڑکر بھاگ گیا ہے اور اوسکی فوج بھی تتر بتر ہوگئی ہے دوسرے راستہ سے
چلکر فوراً قلعہ پر قبضہ کر لیجیے خونخوار جاروس کے اس کارگذاری سے بہت خوش
ہوا اور فوج کو واپسی کا حکم دیا ایک میل پیچھے ہٹ کر پہاڑ کی پشت کیجانب جو
راستہ پڑا تھا ادھر روانہ ہوئے اور بہت ہی سرعت کے ساتھ چلکر قلعہ میں
پہونچ گئے کسی نے مقابلہ نکیا اور نہ کوئی مقابلہ کرنے والا وہاں تھا قلعہ کا تمام
انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا اور سرگروہوں کو بلوا کر اپنی اطاعت کا عہد لیا
رعایا اور بقیہ فوج کو احکام حکومت جدید سنا دیئے سب نے طوعاً و کرہاً موقع و مصلحت
سے اقرار و عہد کیا گویا خونخوار نے قلعہ کو فتح کر لیا خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر طرف
سے مبارکبادی کی آوازیں آنے لگیں ناچ رنگ شروع ہوا شراب کباب کا دور چلنے
لگا غرضکہ رات تک یہی شور و غل برپا رہا اوسکے بعد سب تھکے ماندے منزلیں طے کیے
ہوئے چلے آتے ہی تھے سب اپنے بستروں پر آکے سو رہے خونخوار بھی
شراب پی کے بدمست ہوا اور بالکل بیہوش ہو گیا یہاں کا حال سنئے کہ جب
مہتر اقرنیس نے دیکھا کہ شام قریب آئی اور اب وادی میں کوئی قدم بھی
نہیں رکھتا تو وہ قلعہ کیطرف تبدیل ہیئت کرکے روانہ ہوا یہاں قلعہ میں خونخوار
کی کامگاری کی خوشی نصف شب تک یہ جلسہ رہا جب دیکھا کہ اب سب کے سب
خود فراموش اور مست و مدہوش ہوگئے ہیں تو واپس آیا اور یعقوب شاہ
سے عرض کی کہ حضور اب یہی موقع ہے فوراً لشکر کو ہمراہ لیکر قلعہ میں گھس چلیئے اور
قتل عام ایسا شروع کر دیجیے پھر جب موقع دیکھیگا کہ اب یہاں ٹھہرنا کچھ

فر

ضرور نہین اور دست بدست مقابلہ ہونے لگا تو فوراً واپس آ پہنچے دوسرے دن اسکی کسر نکلوائیگا
یہ سوچکر یعقوب شاہ نے بیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ لیے اور بہت ہی خاموشی سے
قلعہ مین داخل ہوئے جس مقام پر لشکر خونخوار اُترا ہوا تھا اوسکے کنارہ آکر بیس ہزار
سوار صف باندھکے نیزے ہاتھون مین لیتے ہوئے اور تلوارین میان سے نکالے ہوئے
کھڑے ہوگئے یعقوب شاہ کا اشارہ پاتے ہی پہلے ہی ہاتھ مین بیس ہزار کفار
جہنم واصل ہوئے پھر دوسرا اور تیسرا اسیطرح پے در پے چند حملے ایسے ہوئے کہ
پچاس ساٹھ ہزار سونے والون کو خواب عدم مین پہونچا دیا اب تو سارا لشکر جاگ اوٹھا
یک بیک سوتے سوتے جو آنکھ کھول کے اجل کو سر پر سوار دیکھا تو مخبوط الحواس ہوگئے
کوئی کسی کی ٹانگ لاٹھی سمجھ کر پکڑ کر گھسیٹنے لگا کسی نے اپنے دشمن کو پتھر کھینچ مارنے کے لیے اپنے
ہمراہی کی کھوپڑی دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ لی کوئی اپنے دوستون سے دشمن سمجھ کے
لپٹ گیا بعضے غافل بدمست اس غل غپاڑے اور مار دھاڑ کو خواب سمجھ کے پھر آنکھین
بند کرکے لیٹ رہے غرضکہ سارے لشکر مین قیامت برپا ہوگئی ہر شخص کا حال دگرگون
تھا خونخوار بمقدار جو ہوش مین آیا تو وہ بھی بدحواس ہو اچھلا چلا کے لوگون کو پکارنے
لگا اور اپنے بستر ہی پر سے پکارکے للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے نہ پائین یہ قزاق
ہین بدمعاشی مین شہرۂ آفاق ہین انکو فوراً گرفتار کرلینا رفتہ رفتہ قتل ہونے والے
لوگ ہوشیار ہوکر جنگ و جدال کے لیے خوب تیار ہوئے سوار گھوڑون پر سوار ہو
پیدلون نے تیر و خنجر سنبھالے سوارون نے نیزے نکالے مہتر ادریس موجود تھا
اوسنے یعقوب شاہ سے کہا کہ اب یہان ٹھہرنیکا موقع نہین ہے نکل چلیے جنگ دو
سردار و ممکن ہے کہ گرفتار ہوجائین یا کوئی پہچان لے پھر موقع غفلت کا نہ ملیگا یعقوب
شاہ نے اپنے سوارون کو روکا اور مہتر نے جو علامت واپسی مقرر کی تھی اوسکے
ذریعہ سے سب کو اطلاع دی اور خود قلعہ سے باہر نکل آئے جسکو جسوقت موقع ملا
فوراً نکل بھاگا تھوڑی دیر مین بیسون ہزار سوار وادی کوہ مین آکے جمع ہوگئے مہتر
ادریس نے انکی کارگذاری کا اندازہ کیا تو قریب ایک لاکھ آدمی کے انکے ہاتھ سے
مارے گئے تھے مگر یہ لوگ یہان چلے آئے وہان آنکھین بند کیے ہوئے وار پر وار
کیے جارہے ہین خوب گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو مار رہا
تھا بلکہ جو جہان کھڑا تھا وہ اپنے آس پاس والون کو اپنا دشمن سمجھ کے قتل کرنے کے لیے برچھیون
اور تلوارون کو جنبش دے رہا تھا صبح تک خوب مرنے کی لڑائی رہی خونخوار بھی دور ہی
ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا اور بہت اچھی طرح اپنی فوج کو لڑوا رہا تھا جب سپہر آفتاب
سے سپاہ انجم نے اپنے چہرے کی پناہ کی اور نور صبح نے سیاہ رویون کو آئینہ دکھایا تو
کیا دیکھتے ہین کہ ہر ایک اپنے ساتھی پر حملہ آور ہے کوئی غیر سارے میدان مین نظر
نہین آتا اسوقت ہر ایک نے نادم و خجل ہوکر سر جھکا لیا تلوارین شرم کے مارے
ہاتھون سے گر گئین ڈھالون مین منھ چھپایا خونخوار بہت جھنجلایا ایک ایک سے
کہتا تھا کہ یارو یہ کیا ماجرا ہے آپس مین ساری رات لڑتے رہے مفت مین اپنی

ہی فوج کو بکڑ دیتے رہے کوئی دشمن نہ تھا عجیب معاملہ ہے غرضکہ لاشین اٹھوائی گئین۔
زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی قیدی چھوڑے گئے تو خونخوار کو بہت قلق تھا چاروس
عیار کو بلوایا اوس سے کہا کہ تو بڑا غافل رہتا ہے تجھے خبر رکھنا تھی یہ تیرا منصب تھا کہ
تو ہوشیاری رکھے اور فوج کو غافل نہ ہونے دے اب تحقیقات کر کہ یہ کیا معاملہ
تھا آیا قزاق تھے یا اس قلعہ کی فوج نے شبخون مارا تھا۔ چاروس یہ سنکر بہت
محجوب ہوا اور رخصت ہو کر وہان سے روانہ ہوا یہان مہتر ادریس اسوقت بہ تبدیل ہیئت
ولباس موجود تھا خونخوار [illegible] اور چاروس کی گفتگو سنکے اوسکے پیچھے ہو لیا
چاروس [illegible] قلعہ [illegible] دیکھتا ہوا قریب کوہ پر شکوہ پہونچ
ایک فقیر کی شکل بنکر اندر داخل ہوا [illegible] فوج کو اوسی مین پوشیدہ دیکھکر واپس ہو
لیکن مہتر ادریس نے [illegible] یہ معلوم کر لیا کہ چاروس تمام حالات سے واقف ہو کر کامیاب
جائیگا اور ہمارا سب کام خراب ہو جائیگا تو اوس نے ایک عورت کا بھیس بدلا اور بہت
خوبصورت اور خوش وضع بنکر اپنے جسم پر مصنوعی زخم لگا اور کپڑون کو خون سے رنگا یہ تمام
ہیئت اختیار کر کے چاروس کے راستہ مین ایک کوہ کے غار مین لیٹ رہے
اور آہ و فریاد کرنا شروع کی چاروس جب ادھر سے واپس ہوا تو رونے پیٹنے کی
آواز سنکر متوحش ہوا ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کدھر سے یہ دردناک آواز آرہی ہے
معلوم کیا کہ غار مین سے یہ صدا اور فریاد و فغان آرہی ہے فوراً اوسطرف دوڑا
تو دیکھا کہ ایک حسین نوجوان عورت زخم خوردہ پڑی ہوئی چلا رہی ہے کہ اوسکی افسوسناک
آواز سے مجھکو شوق ہوتا ہے اوس کیطرف متوجہ ہو کے پوچھنے لگا کہ اے نیکبخت یہ تیرا کیا
حال ہے کیون زخمی ہوئی ہے کس نے تجھپر یہ ظلم کیا ہے اوسنے رو کر کہا کہ ہائے مین کیا
کہون مجھپر ادریس عیار نے یہ ظلم کیا کہ مجھکو دیکھا اپنے ساتھ لگا لایا اور ہم صحبت ہو کر مجھے
تلوارون سے بلا وجہ [illegible] کر گیا بھلا مین نے اوسکا کیا قصور کیا تھا ہان یہ خطا البتہ کی تھی کہ اوسکے
ہمراہ یہان تک چلی آئی اور جو اوسنے کہا وہ کیا چاروس بہت رنجیدہ ہوا اور اوسکو
ادریس پر کمال غصہ آیا کہنے لگا کہ اچھا تو اوس عیار مکار بدذات [illegible] اور میرے ساتھ
چل اوسنے کہا کہ کہین تم بھی میرے ساتھ وہی کام نہ کرنا جو اوس موذی نے کیا اور پھر
زخمی بھی کر گیا مین تمہارے ساتھ نہ جاؤنگی مجھے تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے چاروس
نے کہا کہ نہین ہم تجھپر ظلم نہ کرینگے تیرا علاج کرینگے تجھے بہت آرام سے رکھینگے
چل جلدی اوٹھ مجھے اور بہت سے ضروری کام ہین اوسنے جواب دیا کہ مجھ [illegible] مین اگر
چلنے کے قابل ہوتی تو یہان کیون پڑی رہتی مجھ سے اوٹھا نہین جاتا اسقدر پاس تو
نے مارا ہے چاروس نے کہا کہ اچھا میری پشت پر سوار ہو جا مین تجھے لیچلونگا
غرضکہ بہزار [illegible] و دقت مہتر ادریس نے اوسپر سواری گانٹھی اور وہ لیکر
چلا جیون ہی کہ وہ کھلے میدان مین آیا ادریس نے پیرون سے تو تسمہ پا کیطرح اوسکی
پسلیون کی بڑی زبردست گرفت کر لی اور ہاتھون سے حلقہ کمند اوسکے
گلے مین ڈالدیئے اب چاروس نے یہ چاہا کہ تڑپ کے نکل جائے مگر قضا

۱۰۴

سر پر سوار ہو چکی تھی نکل کے کہاں جا سکتا تھا فوراً حلقہائے کمند کچی ہو گئے اور سوار ہی مضبوط
گٹھڑی کسی چاروس نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن اوس نے جنبش نہ کرنے دی اور
کمر سے حباب بیہوشی نکال کے منھ پر مارا آواز دی ہم مہتر ادریس بن اندلس او چاروس
کیسا عیار ہے تو کہ مجکو نہ پہچان سکا دیکھ تو اب تیرا حال کیا ہوتا ہے تو نے سب حالات ہم
لوگون کے دریافت کئے تھے غضب ہی ہوا تھا یہ کہ پشت پر سے سامنے آیا اور وہ بیہوش
ہو گئے گو ادریس نے اوسکا پشتارہ باندھا اور اوپر ڈیرہ گرہ عیاری کی لگا کے پہلا وادی کوہ
مین پہونچکے یعقوب شاہ کے سامنے رکھدیا یعقوب شاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے کسکو
باندھ لائے ہو عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہوا تھا یہ چاروس عیار خونخوار بدکردار
ہے قلعہ مین خونخوار نے اسکو لعنت ملامت کی کہ تیری غفلت سے شب کو یہ حادثہ ہوا
اور اب تک تو نے خبر نہ لی کہ کیا معاملہ تھا قزاق آ گئے یا دشمن نے شبخون مارا اسکا
پلٹیش مین وہان سے آکر روانہ ہوا مین بھی موجود تھا پیچھے ہولیا یہ صاحب یہان تشریف
لاتے تھے اور آپ لوگون کا قیامگاہ اور کل حال دریافت کرکے واپس ہوتے تھے
راستہ مین مین نے ایک عورت کی شکل بنکر عیاری کی اور اسطرح اوسکو گرفتار کر لیا
یعقوب شاہ نے اوسے ہوشیار کیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اوس نے کہا مین
چاروس عیار خونخوار ہون بیشک مین نے اپنے مالک کی خیرخواہی کی تھی مگر یہ بھی یہ
عیار زبردست ہے مین نے نہین پہچانا اب جو چاہئے سزا دیجئے یعقوب شاہ نے
چاہا کہ اوسے گرفتار کر رکھے مگر دیگر سرداران ہوشیار و عاقبت اندیش کی یہ راے
ہوئی کہ اسکا قتل کرنا بہتر ہے قید رکھنے کا یہان کوئی موقع نہین ہے قلعہ ہوتا تو مضائقہ
نہ تھا ادریس کی بھی یہی راے ہوئی یعقوب شاہ نے اوسے قتل کر ڈالا اور مہتر
ادریس کو خلعت عطا ہوا اور بادشاہ بہت خوش ہوئے ادریس نے آہ کی اور آنکھون مین
اشک بھر لایا اور عرض کی کہ حضور! ہم لوگ اک دریاے مصیبت مین غوطے کھا رہے
ہین دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے ساحل تک پہونچتے ہین یا نہین اس خلعت کی مجھے کیا
خوشی ہوگی جبکہ مین یہ جانتا ہون کہ یہ آخری خلعت ہے ہان اگر خونخوار ملعون مارا جائے اور وہ
پھر سے قلعہ ہمارے قبضہ مین آئے تو بیشک مین خلعت اور انعام خوشی سے لون بادشاہ
نے اوسکو تسکین و تشفی دی اور کہا کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے کہ ہم ان کفار کے ہاتھ سے
خانمان برباد اور شہید ہون تو ہم راضی ہین اور ہماری بھی یہی خوشی ہے جو چاہے
وہ کرے مالک و مختار ہے کسی کا کیا اختیار ہے اور اگر خونخوار کی قضا اوسے اس قلعہ
مین لائی ہے تو دیکھنا کہ کیسی بری طرح سے مارا جاتا ہے تاہم تم لوگون کو مایوس
نہ ہونا چاہئیے اور جہانتک ممکن ہو کوشش کرتے رہو یہ سنکر ادریس دوڑا اور
اوس نے چاروس کی پوشاک پہنی اور رنگ و روغن لگا کے اوسکی شکل بنکر قلعہ
کیجانب روانہ ہوا یہان چاروس کا سخت انتظار ہو رہا تھا جب چاروس نقلی
پہونچا تو خونخوار بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ چاروس کامیاب واپس آیا
پوچھا کہ کیون اے مہتر چاروس کچھ پتہ بھی لگا اسنے کہا کہ خداوند بہت اچھی طرح مین

جاکے بچشم خود دیکھ آیا یعقوب شاہ چند ہزار سواروں کو لیے ہوئے ایک کوہ کے اندر
پوشیدہ ہے رات کو اوسی نے شبخون مارا تھا اور کلہ تیر بارے بھی اوسی کی فوج نے کی تھی
جسکی وجہ سے ہمکو کہنا کے قلعہ میں داخل ہونا پڑا تھا خونخوار اس پتہ کے معلوم ہونے سے
بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب اوسکا قلع قمع کرنا چاہیئے جاروس لقلی نے کہا کہ ہان
یہ تو ضروری امر ہے اور اسی واسطے میں نے عرض کیا ہے مگر تدبیر یہ کرنا چاہیئے
کہ پانچہزار پیادوں کو ارزنگ بہیبت ناک اور مہل نشست خو کے ہمراہ
بھیجدیجیے میں بھی ساتھ جاؤنگا اور وہ مقام بتا دونگا جہاں یہ لوگ پوشیدہ ہیں بس
یہ فوج ظفر موج جاکر وہیں غفلت میں اونکا کام تمام کر دیگی خونخوار نے کہا کہ پانچہزار
پیادہ کافی ہونگے جاروس لقلی نے کہا کہ حضور رسالہ ری فوج تو یعقوب شاہ کی بھاگ
گئی کچھ لوگ اوسکے ہمراہ اور اوسکے ساتھ بچ گئے ہیں اونہیں وزیر اعظم اور اوسکا عیار مہتر
اور نیس بن انیس بھی ہے خونخوار بہت خوشی سے اس تدبیر پر راضی ہوا
اور اوسنے ارزنگ بہیبت ناک اور مہل نشست خو کو حکم دیدیا کہ پانچہزار
جرار سپاہی اپنے ہمراہی کے لیے انتخاب کر کے لیجاؤ اور دشمنوں کو قتل و غارت
کر کے جلد واپس ہو جب تک یہان تیاری ہوتی رہی اوسوقت تک جاروس وادی
کوہ میں اپنے بادشاہ یعقوب شاہ کے پاس گیا اور اوسنے سب حال کہہ کے فوج کو ایسے
مقام پر پوشیدہ کرا دیا کہ جب ارزنگ اپنے سپاہیوں کو لیکر آئے تو زد میں سب ہو
انتظام کر کے فوراً واپس گیا اور خونخوار سے جاکر عرض کی کہ حضور اب میں سبکو لیکر جاتا
ہوں صبح سے دوڑ رہا ہوں میرا عجب حال ہو گیا ہے خدا جانے کتنی مرتبہ میں
یعقوب شاہ کے لشکر میں گیا اور قلعہ میں آیا خونخوار نے پوچھا کہ آپ کیوں گئے
تھے جاروس لقلی نے کہا کہ مجھے اطمینان نہ تھا اور میں نے یہ خیال کیا اگر یعقوب شاہ
بھاگ گیا تو مفت میں ہمارے پانچہزار جوان ہلکان ہونگے اور کوئی نتیجہ نہ نکلیگا
مگر آپکے اقبال سے ابھی تک سب موجود ہیں بس یہی موقع ہے اس سے بہتر
موقع پھر نہ ملیگا خونخوار ان دنوں یہ سنکے بہت خوش ہوا اور خلعت نیکنامی اور
ایک مالا سچے مروارید انعامی عطا کیا یہ خوشی خوشی اوسے لیکر ارزنگ کے پاس آیا
اور کہا کہ جناب آپ تیار ہو گئے اور آپکی فوج بھی تیار ہے ارزنگ نے کہا کہ ہان
سب تیار ہیں جاروس لقلی ان سب کو پیدل ہمراہ لیکر چلا پہاڑوں اور خندقوں
کی ٹھوکرین کھاتا ہوا اسقدر فاصلے تک لے جارہا ہے کوئی منہ کے بل گرکے چلا اور اٹھتا ہے
کوئی ٹھوکرین کھا کے گرپڑتا ہے یہ سب سوار تھے اور بہادر و آزمودہ کار تھے
انکو پیدل چلنے کی مشق نہ تھی اور پھر ایسے مقام پر کہ جہاں دو گز زمین بھی برابر اور ہموار
نہ تھی ہر جگہ پتھروں کے انبار اور پہاڑوں کے نشیب و فراز خندقوں اور نالوں اور
گڑھوں کا عبور کرنا اونکے واسطے ایک مصیبت تھی اور زیادہ بر آن یہ کہ جاروس لقلی
خاصکر ان لوگوں کو ایسے راستے سے لیگیا تھا کہ جو بہت ہی تنگ اور ناہموار تھا
اس وجہ سے اور بھی وہ سب کے سب ہلکان ہوئے خصوصاً افسروں کی تو بہت ہی

برہمی کیت ہو گئی اور ارزنگ اور مہیل زرشت خوخو نواز پر دانت پیستے تھے
وہ سمجھتے تھے کیا ہمین کو بھیجا تھا لاکھون آدمیون مین کوئی اس مصیبت کا اوٹھانے والا
نہ تھا ان کے پیرون مین بڑے بڑے آبلے پڑ گئے اور بہت سے گر گر کے زخمی
ہو گئے کسی کا منھ ٹوٹ گیا کسی کا کولا اوتر گیا کوئی لنگڑا ہو گیا اور وہ اپنا بار بار ہے
کوئی کولے پر ہاتھ رکھ کے منھ بنانے لگتا ہے غرضکہ عجیب و غریب بلاؤن اور زحمات
حالتون سے یہ پانچ ہزار اوس کوہ تک پہونچے تھے جس کے اندر اونکے ملک الموت
منتظر تھے جیون ہی کہ پانچون ہزار آدمی اوس تنگ [illegible] تنگ وادی مین پہونچ
گئے کوہ [illegible] غائب ہو گیا اور فوراً پہاڑ کے دونون دہانون سے دونون
فوجون نے گر کے قتل کرنا شروع کیا اب انکو بھاگنا تو درکنار ایک طرف
جنبش کرنیکا بھی موقع نہ تھا اور اتنی گنجائش بھی نہ تھی کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائین
نتیجہ یہ ہوا ایسے گھبرا گئے کہ دیوار کوہ سے سر ٹکرا کے مر گئے اور جو باقیماندہ تھے ان لوگون نے
قتل کیا ارزنگ اور مہیل دونون معمولی حشرات الارض کی طرح مارے گئے کوئی لطافت
اونکی لڑائی کا دیکھنے مین نہ آیا چند ساعت مین کام تمام ہو گیا ایک بھی بچکر نکل نہ سکا
اونکی لاشین نعشین کھینچ کے گھاٹی مین ڈالدی گئین اور راستہ صاف کر دیا گیا اب
اوریس بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے اس کارگزاری کی بہت
تعریف کی اور گلے سے لگا لیا اوریس نے عرض کی کہ حضور یہ دم بہت غنیمت ہے
دیکھئے اب خدا تعالی آگے کیا دکھاتا ہے ان پانچ ہزار سپاہیون کے قتل ہونے
سے ہمکو اطمینان نہین ہو سکتا اب اوریس نے پھر قلعہ کا رخ کیا اور خوخو نواز
بن دجال کے لشکر مین پہونچا تو یہان خوخو نواز ارزنگ اور مہیل کے لئے
بہت پریشان تھا کیونکہ دیر بہت ہو گئی اور [illegible] اور ندامت سے پردہ افق
غربی مین روپوش ہو چکا تھا شب نے اپنی سیاہ چادر زمانہ پر ڈالدی تھی اور
خوخو نواز بن دجال نے کئی آدمی اونکی خبرگیری کے لئے روانہ کئے تھے جب وہ
واپس آئے تو اونھون نے سوا اسکے اور کچھ نہ کہا کہ ہمین کوئی نہین ملا تمام
پہاڑون اور گھاٹیون کو دیکھ آئے خوخو نواز بن دجال اب اور زیادہ پریشان
ہوا آخرکار یہ امر طے پایا کہ بت زرین سے دریافت کرنا چاہئے اس معاملہ کو پوچھنا چاہئے یہ
بت ہمیشہ خوخو نواز بن دجال کے ہمراہ رہتا تھا اور بہت بڑی حفاظت اور [illegible]
کے ساتھ ہمسفر رہتا تھا چنانچہ جب خوخو نواز بن دجال اس قلعہ مین داخل
ہوا تو یہان بھی اوسنے اس کے لئے ایک خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا تھا اور وہ
اوسی مین مع اپنے پجاریون کے موجود تھا اب خوخو نواز بن دجال اور [illegible] ہمراہ
اس خیمہ مین آئے خوخو نواز بن دجال نے پہلے تو سجدہ کیا پھر ہاتھ جوڑ کر [illegible]
اور زر و گوہر اوس پر سے نثار کئے اوسکے بعد نہایت لجاجت سے عرض کی کہ اے بت
خداوند مین اس معاملہ مین بہت پریشان ہون کہ [illegible] ارزنگ
اور مہیل زرشت خوخو کو معہ پانچ ہزار جوانون کے لیکر گیا تھا تاکہ مسلمانون کو قتل

گرانتے مگر اب تک اونمین سے ایک شخص بھی واپس نہین آیا خدا جانے یہ کیا سبب
کیا ہوئے اور کدھر چلے گئے مین نے بہت سے جاسوس اور مخبر روانہ کیے تھے
لیکن کسی کو اونمین سے ایک نفر بھی نہین ملا لہذا مین امیدوار ہون کہ اس امر
مین کچھہ ارشاد ہوتا کہ مین اونکے حالات سے واقف ہوجاؤن بت زرین سخنگو ایک
مرتبہ جنبش مین آیا اور آواز دی کہ اے خونخوار بن دجال تو نہین جانتا ہی
کہ مسلمان بہت بڑے ہوشیار اور سخت جان ہوتے ہین سن پہلے تیرا عیار
چالوس اورلیس کی عیاری سے گرفتار ہوا اور اوسے یعقوب شاہ نے
قتل کیا پھر اورلیس اوسکی شکل بنکر تیرے دربار مین آیا اور تجھے یہ مشورہ
دیا کہ ارژنگ اور مہل زشت کو پانچ ہزار پیدلون کے ہمراہ میرے ساتھ کردے
تاکہ مسلمانون کو قتل کرواؤن اس بہانہ سے وہ ان سبکو لے گیا اور ایک وادی مین لیجاکر
یعقوب شاہ کی فوج سے پامال کرادیا او خونخوار تو بڑا ہی غافل اور بیخبر ہے
خونخوار بن دجال یہ سنکر بڑا ہی نادم ہوا اور گڑگڑا کے پوچھنے لگا کہ اے
نائب خداوند اب جلد کوئی تدبیر بتایئے کیونکر ان خدا پرستون پر فتح حاصل کیجائے
ہرچند کہ بت زرین سخنگو اوسکا نائب خداوند اوس سے بہت ہی ناراض تھا
مگر جب خونخوار بن دجال نے بہت منت سماجت کی تو اوسنے کہا کہ ان مسلمانون
کے تباہ کرنے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ قریب بیابان پوشیدہ جو کوہ ہے اوسکی وادی
مین یعقوب شاہ مع بیس ہزار سپاہ کے چھپا بیٹھا ہے تم اپنی فوج کو روانہ کردو کہ دونون
جانب سے آگ لگادے سب کے سب جلکر خاک ہوجائینگے یہ سنکر خونخوار بہت
خوش اور مطمئن ہوا اور چند ہزار آدمیون کو مع ایک سردار کے منتخب کرکے
اس کام پر مستعد کیا یہ تمام لوگ روانہ ہوئے اورلیس عیار کو یہان خبرگیری
مین اسقدر دیر ہوئی کہ جب یہ لوگ طیار ہوچکے تو وہ آکے پہونچا اوسکی سمجھہ مین نہ آیا
کہ یہ لوگ کیون اور کس لیئے قلعہ سے باہر جارہے ہین مگر تبدیل ہیئت کیئے ہوئے
یہ بھی ساتھ روانہ ہوا راستہ مین بھی اسکو کوئی پتہ نہ لگا اور نہ آخر تک اونکے
ہمراہ رہسکا کیونکہ وہ سوار تھے اور یہ پیدل تھا ان سوارون نے جاتے ہی پہاڑ
کے دونون جانب آگ لگادی جب اورلیس وہان پہونچا تو دیکھکر کف افسوس
ملنے لگا اس نے بہت کوشش کی کہ اندر چلا جائے مگر راستہ نہ ملا اور نہ
یعقوب شاہ کا کوئی سپاہی باہر نکل سکا وہان یہ حالت ہوئی کہ چارون طرف
سے آگ کے شعلے بلند ہوتے اور لوگ جلنے لگے پہاڑون مین جو آگ لگی تو چٹخنے لگا
اور پتھر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کے لوگون کو زخمی کرنے لگے چشمہ کا پانی کھولنے لگا اور
ایکدم سے اوچھلنے لگا بیابان پوشیدہ کے تمام اشجار انار آتشبازی بن گئے اور
ہر طرف سے قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم کی آوازین آنے لگین آگ کے
شعلے اک لحظہ مین اسقدر بلند ہوئے کہ قلعہ کوہ سے گذر گئے اور اس آتش کے
مقابلہ مین آتشخانہ نمرود شرمندہ تھا یعقوب شاہ کی تمام فوج خدا سے فریاد کرنے لگی

اور یہ مناجات پڑھنے لگی ؎

مناجات

اے خداوند کارساز و کریم
خسرو بر پا کن سپہر بلند
نقش پرداز کارگاہ جہان
تو نے بر پا کیے ہیں یہ افلاک
تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر
تجھ سے گوہر نے یہ چمک پائی
سب کو تجھ سے ملی وجود کی راہ
تو انیس دل غریبان ہے
رحم یہ ہی تیری سب کو ناز
عرض مطلب میں ہوں بہت حیران
روسیہ شرمسار و پرتقصیر
مبتلا ہے بلائے حرص و ہوا
ہے عیان تجھ پہ حال دل مولا
ہم سزاوار نار ہیں ہے تو
اپنے ہر حال سے ہے تجھکو خبر
تو رحیم اور گناہگار ہیں ہم

مالک و صانع و قدیم و حکیم
آسمان ساز اور زمین بنا
کاتب نسخہ زمین و زمان
خاک کو تو نے دی یہ صورت پاک
نخل میں شاخ شاخ میں ہے ثمر
تو نے انسان میں دی یہ رعنائی
تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
مرہم زخم سینہ ریشان ہے
اے مرے کارساز بندہ نواز
شرم سے بند ہو رہی ہے زبان
روز و شب بند معصیت میں ہیں ہم
پائے بند جفا و جرم و خطا
تیرے آگے بھلا کہیں ہم کیا
ہم گنہگار تو خدائے غفور ہے
تجھ پہ روشن ہے اپنا تیرہ ضمیر
مغفرت کے امیدوار ہیں ہم

مگر خدا کی مصلحت اسی میں ہے کہ اس دعا و مناجات کا نتیجہ عاقبت میں ملے لہذا اسکو یہی منظور تھا کہ یہ لوگ اسیطرح درجہ شہادت کو پہونچیں چند ساعت میں بیسوں ہزار جوان جلکر خاک سیاہ ہوگئے اور لوگ کفن کے بھی قابل نہ رہے اور رستم کا یہ حال ہوا اگرچہ وہ اس آگ میں نہ جلا تھا مگر بغیر آگ کے اوسکے تمام جسم میں آگ لگی تھی وہ روتے روتے بیہوش ہوگیا اور جب ہوش میں آیا تو اوسنے دیکھا کہ صدہا کوس تک چنگاریاں اور پہاڑوں کے پتھر چٹخ رہے ہیں اب یہ وہاں سے اوٹھا اور یعقوب شاہ اور دیگر اشخاص کے نام پر فاتحہ پڑھا سوچا کہ اب یہاں پہاڑوں میں سر ٹکرا کے مر جانے سے بہتر تو یہ ہے کہ اسد کی خدمت میں چلا جاؤں اور اوسسے کہوں کہ یعقوب شاہ کی یہ کیفیت ہوئی اسیطرح بے گور و کفن رہ گئے عجب نہیں کہ وہ اچھی طرح عوض لیں کیونکہ صاحب اقبال و شجاع اور صاحب غیرت ہیں بغیر بدلہ لیئے ہوئے چین نہ لینگے یہ سوچکر نکلا اور رستم ادھر روانہ ہوئے ادھر تو بختیار بن وجال کا حال سنئے کہ جب یعقوب شاہ وغیرہ کو جلا کر واپس گئی تو وہ بہت خوش ہوا اور بہت زر ... کی خدمت میں آکر شکریہ ادا کیا اور بہت کچھ جواہرات اور نقرہ و طلا نثار کیئے اور سیکڑوں من حلوا ... نعم شراب ... کے منگا کے اوسنے پیٹ میں جھونکے اوسکا پیٹ قعر جہنم تھا کہ جو چیز اوسمیں پہنچتی

تھی وہ غائب ہو جاتی تھی جب وہ سب مہم سر کر چکا تو خوتخوار نے اوسکے خیمہ سے باہر
آکر اپنے تمام مشیران سلطنت کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اب یہان سے کسطرف روانہ ہونا
چاہیے اور یہان کی حکومت کسکو دینا مناسب ہوگا۔ تمام سردارون کی یہ راے ہوئی کہ
فریسیل بن شتشارن کو قلعہ کا حاکم مقرر کرنا چاہیے خوتخوار بن وجال نے اوسکو بلا کر
خلعت حکومت سے سرفراز کیا اور تمام قلعہ مین احکام جاری کیے کہ فریسیل بن شتشا
رن کو حاکم قرار دیا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین کو لازم ہے کہ انکی حکومت اور احکام
کو تسلیم کرین اور دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین۔ تمام آبادی قلعہ کے سرگروہون اور
معتبرین شہر کو بلا لیا اور ان سے عہدنامہ لیکے اقرار اطاعت کرایا اور پچاس ہزار فوج جرار
اور آزمودہ کار اوسکی ماتحتی مین چھوڑ دی جب اس کام سے فراغت ہوگئی تو فوج کو
فراہم کرنا شروع کیا ان لڑائیون مین جسقدر نقصان اوسکے لشکر کا ہوا تھا وہ چند روز
مین پورا ہوگیا اور بہت لاکھ فوج جمع کی۔ اور دو سو جہازون کو تیاری کا حکم دیا۔ دریا
اندلس مین بیڑہ جہازات تیار ہوا اور فوج مین تیاری ہونے لگی۔ واقفان
کاران منازل نے بیان کیا کہ ملک زنگبار کو دریائی راستے سے روانہ ہونا چاہیے
طوقیل شاہ زنگی اوس دیار سے زنگی حکومت کرتا ہے۔ خوتخوار بن وجال نے پہلے
بہت سا اسباب جہازون پر ایک جہاز پر سوار کیا اور اوسکے ساتھ اوسکے خادمون کو بھی پھر
اپنی تمام فوج کو جہازون پر سوار کرکے اور خود سب جہازونکے درمیان مین ایک اعلی
درجہ کے جہاز پر بیٹھ کے روانگی کا حکم دیا۔ بیڑہ جہازات چند روز تک مناسب رفتار
سے روانہ رہا مگر ایک شب ہوا سے مخالف ایسی چلی کہ اپنے سیدھے راستہ پر قائم نہ رہ سکے
اور جہاز ہچکولے کھانے لگے اور سمت سے ہٹکے روانہ ہوتے خوتخوار اور اوسکی تمام فوج بہت پریشان
ہوئی ہر شخص خدا اور ابلیس کو یاد کرنے لگا اور تائب خداوند کو پکارنے لگا جہاز
اوسی تباہی مین تھا اور کسیکو اپنی اختیار سے وہانتک نہ پہونچ سکتا تھا خوتخوار
نے بہت کچھ کوشش کی کہ اپنے جہاز کو اوسکے جہاز سے ملادے اور اپنی تباہی رفع ہو سکے
امداد طلب کرے مگر یہ ممکن نہوا ہر ایک شخص کے پاس جو کچھ تھا اوسنے سمندر کو بھینٹ دیا
اور ابلیس کے نام پر لاکھون روپیہ کی اشیاء دریا مین ڈالدی گئین۔ کئی روز تک
ہوا سے مخالف یکسان حالت سے چلتی رہی اور جہاز بیڑا نہ لگا مگر آخر کار ان تمام
جہازون کا سلسلہ اپنی اختیاری رفتار سے روان دوان ہوتا ہوا ایک ساحل کے قریب
آکر رک گیا خوتخوار اسکو غنیمت سمجھا کہ تمام جہازات دریا مین غرق ہونے سے بچے
اور خشکی کا منظر آیا اوسنے فوراً جہازون کو لنگر انداز کیا اور کشتیون کے ذریعے سے
معتمدین سردارون کے ساحل پر اوترا کیا دیکھتا ہے کہ ایک صحراے لق ودق ہے
اور نہایت وسعت سے اوسکی جہانتک نظر کام کرتی ہے ریت اور بالو کے ذرون کے سوای کوئی
شئے نظر نہین آتی نہ پہاڑون کی بلندی ہے نہ دریا کی روانی ہے نہ درختون کی سبزی
اور نہ مرغزارون کی بہار۔ سوائے بالو کے اور کوئی چیز نظر نہین آتی سردارون کی یہ
راے ہوئی کہ اگرچہ یہ مقام سخت تکلیف دہ ہے مگر نہایت ریت سے معلوم ہوا ان ممالک

سے پوری واقفیت نہو جاوے اور جبتک کہ ہوا موافق چلنے نہ لگے اسی میدان مین قیام
کرنا چاہیئے - خوش نخوار کی بھی یہی تجویز ہوئی اور خیمہ نصب ہونے لگے - تمام میدان
خیمون اور بارگاہون سے بھر دیا گیا اور سات لاکھ فوج جہازون سے اوترکر اوسمین
قیام پذیر ہوئی بڑی تلاش اور جستجو کے بعد دریافت حال کے لیئے ایک
شخص میسر ہوا اوسکو خوش نخوار نے اپنے پاس بلاکر بٹھایا اور پوچھا کہ آیا یہ کوئی
ملک ہے یا جزیرہ یہان آبادی ہے یا نہین اگر ہے تو کون حکومت کرتا ہے اور
یہان کا زمین دار کیا مذہب رکھتا ہے اوسنے ہنسکر جواب دیا کہ اتنا بڑا یہ
عظیم الشان ملک ہے جیسا کہ تم نے کبھی اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا کئی کرور
باشندے اس سرزمین پر آباد ہین اور یہان کی حکومت ہوت آئینہ پرست
کے قبضہ مین ہے - وہ خود اور اوسکی تمام رعایا ملا کر مذہب آئینہ پرستی
رکھتے ہین یہ سب لوگ پہلوان اور ساحر ہین مگر ہوت آئینہ پرست
کی بیوی منہوت جادو ساحرہ زبردست ہے اور ہلہال بن فولاد پہلوان دلیر
ہین شمامہ جادو اور اوسکا بیٹا ہیکل بن ہلہال بھی موجود ہین ایک نامی
مسیم جادو اور حزیم جادو ان دونون نے اوٹھالائی تھین اسکا ذکر دفتر لعل نامہ
مین ہے - وہ دونون جادوگرنیان بھی یہان موجود ہین اور ارجال دیو سنگ
اور قارن کوہ پیکر اوسکے سپہ سالار ہین ان دونون کی ماتحتی مین سات لاکھ
فوج جرار آزمودہ کار ہر وقت تیار رہتی ہے - اس ملک کے بادشاہ
کی ایک دختر بھی جسکا نام طوفان سبز پوش ہے - ہم لوگون کی پرستش
کا یہ قاعدہ ہے کہ صبح اوٹھتے ہی آئینہ سامنے رکھکر اوسکو سجدہ کرتے ہین اور
ہم لوگون کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارا خداوند ہماری شکل مین جلوہ دکھاتا ہے
خوش نخوار بن دجال اور اوسکے سردار یہ سنتے ہنسے اور کہا کہ اسے خود پرستو
آئینہ مین تو اپنی آپ ہی صورت نظر آتی ہے یہ تو خود پرستی ہوئی خدا پرستی
کیسی غرضکہ اسی قسم کی گفتگو کرکے خوش نخوار بن دجال نے شیخ ہرزہ گو کو
بلایا اور اپنے دبیر سے نامہ لکھواکر شیخ کو دیا نامہ کا مضمون یہ تھا کہ اسے
گروہ خود پرستان و سادہ لوحان ہم بہت بڑے خوش نصیب ہوا اتفاقات
روزگار و گردش لیل و نہار سے ہم اس مقام پر آکر فروکش ہوئے ہین
خوش نخوار بن دجال ہمارا نام ہے اور تسخیر ممالک ہمارا کام ہے تمہارا
مذہب خود پرستی ایک دین مہمل ہے ہر شخص اپنا آپ خداوند ہے آئینہ
پرستی کا تمہارا مقصود یہ ہے اپنی صورت آپ دکھاتا ہے آگاہ ہو کہ ہم ابلیس
پرست اپنے معبود اور دین حق مین مست ہین بہتر یہ ہے کہ اس
مذہب کو اختیار کرو اور ہماری اطاعت کا اقرار کرو - تا کہ خداوند میرے
ہمراہ ہے جو کہ ہر ایک حال موجودہ اور گذشتہ سے آگاہ ہے اور تمام
حالات ظاہری و باطنی سے باخبر ہے اوسکی قوت و طاقت بیان سے باہر

ہے ورنہ تمہارا ملک و فوج برباد ہوگی اور پیرعالم مفت مین تباہ ہوگی یہہ نامہ لکھکر
تیغ خونخوار نے شیخ کو دیا اور کہا کہ اس شخص کے ساتھ چلا جا تجھکو دربار شاہی
کا پتہ بتا دیگا وہان جا کر یہ خط ہمارا جوت آئینہ پرست کے سامنے پیش
کرنا اور فوراً جواب لیکر واپس ہونا تیغ خونخوار بن دجال نے کچھ انعام اوس
مرد آئینہ پرست کو دیکر شیخ کے ساتھ کر دیا وہان جوت آئینہ پرست
کو یہہ خبر معلوم ہوئی کہ کچھ لوگ طوفان سے تباہ ہوکر ساحل پر اوترے ہین اور
اونکے ہمراہ کچھ آدمی ہین مفصل حال دریافت کرنے کے لیے چند عیار جاسوسون کو روانہ
کیا تھے مین شیخ ہرزہ گو کی اطلاع ہوئی کہ ایک نامہ [illegible] اون مسافران تباہی زدہ
نے خدمت شاہنشاہی مین بھیجا ہے۔ جوت جادو نے اوسکے اندر بلانے کا
حکم دیا جب وہ بارگاہ مین پہونچا تو دربان نے کہا کہ یہان کا یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی دربار
مین جاتا ہے پہلے آئینہ کو سجدہ کرتا ہے اور ایک بہت بڑا آئینہ پھاٹک پر لگا ہوا تھا۔
شیخ سوچا کہ یہان کا قاعدہ یہی ہے حجت و تکرار کرنا فضول ہے اور بغیر اس رسم
کی پابندی کے اندر جانا محال ہے جب ایسا ہی ہے پھر اسکو اختیار کرنا چاہیے
اور اپنی صورت کو آپ سجدہ کیا تو کوئی بہتری کی بات نہین ہے یہ سوچکر پر راضی
ہوا دربان نے آئینہ کا پردہ اوٹھایا شیخ سجدہ کرکے اندر آیا دیکھا کہ ایک
تخت عظیم الشان پر جوت آئینہ پرست شہنشاہ شجاعت مین مست بیٹھا ہوا ہے
اور اوسکے قریب ملکہ مہوت جادو ساحرہ بدخو بصد غرور و ناز بیٹھی ہوئی ہے
چپ و راست ارجال اور قارن کوہ پیکر سپہ سالار دنگل زرین پر بیٹھے ہوئے
ہین۔ ایک جانب صلصال بن دال اور ہیکل بن صلصال آہنی دنگلون پر
موجود ہین۔ اور بڑے بڑے سرداران نامی فخر اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون
پر متمکن ہین۔ جوہر شجاعت سے جھوم رہا ہے قبضہ شمشیر کو چوم رہا ہے۔
قہر و غضب سے ہر ایک کے چہرہ پر چشم و ابرو کا اوتار چڑھاو دیکھے۔ بار بار قبضہ
پر ہاتھ اور مونچھون پر تاؤ ہے شیخ پشیمان دربار دیکھکر تھرا گیا جس کے چہرہ
پر نظر ڈالی خوف سے چکرا گیا۔ جوت آئینہ پرست نے چوبدار کو اشارہ کیا
کہ اوس نے اسکو ایک کرسی پر بٹھایا بیچارہ ذرا دل ٹھکانے ہوا تو خط نکالکر
با ادب پیش کیا۔ چوبدار نے شیخ کے ہاتھ سے خط لیکر وزیر کو دیا۔ ادھر
صلصال وغیرہ نے شیخ کو قریب بیٹھا پایا تھا کہا کہ تجھے کچھ حال خدا پرستون
کا بھی معلوم ہے اوس نے دست بستہ عرض کی کہ صاحبقران اول و دوم
جب قافلہ کیطرف روانہ ہوئے تھے پایان کار چاہ بابل مین آگ لگی تو پھر
یہ نہین معلوم ہوا کہ وہ جل گئے یا زندہ بچکے نکل گئے۔ ادھر بدیع الملک
کوئی جوان اولاد صاحبقران ان مین سے ہے اوس نے خروج کیا ہے
اور طلسم نہ طاق [illegible] فتح کرکے [illegible] اوٹھایا ہے اجکل اوسکا زور بندھا
اور ہر طرف اوسکی شجاعت و بہادری کا شہرہ ہے لیکن ہمارے حاکم

خونخوار بن دجال نے صدہا قلعہ مسلمانون سے خالی کرا لئے چنانچہ اب اسوقت قلعہ
اندلس کو فتح کرکے آرہے ہین اور جانب زنگبار جارہے تھے کہ راہ مین ہواے
مخالف نے ادہر پہونچایا اور آپکا ملک دکھایا۔ ہمارے ہمراہ خداوند بہت زرین
سخنگو بھی ہین جنکو ابلیس نے اپنی نیابت دی ہے اونہون نے ہمارے ساتھ
اقرار کیا ہے کہ ہم ضرور مسلمانون پر فتح دینگے تین لاکھ فوج خانہ کعبہ
کیطرف بھی روانہ کی گئی ہے لیکن اوسکا حال نہین معلوم ابتک اوس نے کیا
کارہاے نمایان کئے۔ صلصال نے امیر حمزہ اور بدیع الملک
کے ذکر پر ایک سرد آہ کھینچی سمجھکو یہ معلوم ہوا کہ گویا کسی نے سانس
کھسیٹی ہے اگر یہ جگر نہ بیٹھ جاتا تو اوسکے منہہ مین چلا جاتا صلصال نے غمگین ہوکر کہا
کہ اے ابلیس پرست اسوقت تو نے میرے دلپر برچھا مارا
مین وہ بادشاہ تھا جس کے دامن مین نوشیروان نے آکر پناہ لی تھی روی
زمین پر میری صولت و عظمت کا مدمقابل نہ تھا میرے چار سردار ذوالفقار
ایسے زبردست تھے کہ روے زمین پر اونکا مثل و نظیر نہ تھا ایک طہماس خان
ترک خجندی دوسرا ترک خطائی تیسرا تمغاج خان ترک اور چوتھا
قیماس خان خاوری تھا میرے سات سو بیٹے اور دو سو داماد
تھے انہین سے ہر ایک رستم اور روئین تن تھا۔ ترک فلک میرے ایک
ایک بہادر سے تھراتا تھا لیکن بخت عمرو عیار نے ایک دم سے ان
سبکو پھونک دیا اور حمزہ صاحبقران نے میرے تمام ملک تباہ و برباد
کردیئے کوئی میرا نام لینے والا باقی نہ رہا ساری دنیا کے کانون مین نعرہ
امیر حمزہ کو نج کر رہ گیا تھا اور اوسکی ضرب شمشیر کا آوازہ زمین سے آسمان
تک پہونچ گیا تھا اودہر تو حمزہ کی صولت و شجاعت اور ادہر
خواجہ عمرو کی عیاری اور جرأت بس ان دونون نے مجھے خاک مین ملایا
اب صرف مین اور میرا ایک بیٹا ہیکل [illegible] ہے اور وہ بھی اس وجہ سے
کہ دونون جادوگرنیان جو اسوقت میرے قریب بیٹھی ہوئی ہین بزور سحر مجکو بچا
لائی ہین ورنہ خان میرا وزیر حمزہ سے ملگیا اور میرا ایک عیار
یزک خطائی عمرو کا ایک شاگرد ہوگیا لیکن میرا ارادہ ہے کہ اپنے فرزندون
اور بیٹون کا بدلہ صاحبقران اور خواجہ عمرو سے پاؤن [illegible]
لون خوب آئینہ پرست بادشاہ جلیل القدر ہے اور اب تیرے یہان
بھی ایسے ایسے سرداران نامی و گرامی ہین کہ اگر حمزہ اور شاگردان
خواجہ عمرو دیکھکر بدحواس ہوجائینگے بادشاہ میرے ساتھ ہوجائیگا
اور مجکو قوی امید ہے کہ میرا اسا قد دیگا [illegible] خاموش سنتا رہا
اودہر تو خونخوار بن دجال کا نامہ پڑہا گیا تو ہوت آئینہ
پرست قہقہہ مار کر ہنسا اور ایک نعرہ مستانہ لاف و گزاف کرتا رہا

پھر منشی کو بلا کر جواب لکھوایا کہ اے خونخوار ابن دجال تجکو اپنی شیطنت
پر غرور ہے تجھے سزا دینا ضرور ہے میرے کاہنوں اور نجومیوں نے
مجھے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ خونخوار ابن دجال ہوا سے مخالف
ہے بدخیال ہو کر اسطرف سے گذریگا وہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی اور
اب تجھے تیرے اعمال سے مطلع کر دینا ضروری ہے آگاہ ہو کر بت
زرین سخنگو جو تیرا اتالیق خداوند ہے اپنے ایسے سیکڑوں غلام
ہیں کیونکہ [illegible] اتالیق خداوند [illegible] اصل کوہ قاف کا ایک دیو ہے جو کہ
[illegible] ہو کر [illegible] آیا ہے اسکا نام دیو بادبان ہے
[illegible] ایسے پہلوان [illegible] بیابان و جنا و دیوزاد موجود ہیں جو کہ تیرے
دیو بادبان کو کان پکڑ کے لے آوینگے [illegible] ہے کہ تو اوسکی بندگی سے
باز آ اور [illegible] سب کو قبول [illegible] جو کچھ وہ کرے دکھا دیگا اور
پھر [illegible] ساتھ ہی خونخوار [illegible] یہ خط لکھکر قاصد کے ہاتھ میں دیا اور اسکو
خلعت و انعام [illegible] رخصت کیا - یہاں دیو بادبان کا ہمزاد موجود تھا وہ تمام
[illegible] دیکھکر اور خط کا مضمون معلوم کر کے اوس دیو کے پاس واپس گیا اور
کل حال بیان کیا اور بہت ہی پریشان ہوا کیونکہ بت آئینہ پرست سے جو کچھ
کہا تھا وہ بالکل ٹھیک [illegible] آئینہ پرست [illegible] اوسکی قوت خونخوار سے
[illegible] زیادہ تھی اس دیو [illegible] یقین کیا تھا کہ بت آئینہ پرست
کا سپہ سالار اوس دیو سے قوی [illegible] بت زرین کے نام سے مشہور
کیا تھا اور تابع خداوند شیطان [illegible] سجدہ کرتا تھا اس دیو نے خط کا مضمون
[illegible] کیا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے
[illegible] خونخوار ابن دجال پر ظاہر نہیں کیا [illegible] نامہ
[illegible] واپس نہیں آگیا [illegible] خونخوار ابن دجال کے پاس آیا
تو یہ بہت ہی برہم ہوا اور [illegible] اوس سے بت آئینہ پرست
کو [illegible] باتیں [illegible] ایک [illegible] بہت [illegible] ہوئے
[illegible] ساتھ چلا آیا تھا وہ خونخوار ابن دجال کی یہ [illegible] دیکھکر اپنے دربار میں
[illegible] اور کل حال اپنے بادشاہ سے بیان کیا اوسکو
[illegible] آیا تو اوس نے اردجال دیو [illegible] کو سامنے بلایا جب وہ دست
بستہ حاضر ہوا تو اوسکو حکم دیا کہ تو اسی وقت خونخوار ابن
دجال کے لشکر میں گھس جا اور اوسکے بت زرین سخنگو کو
جو کہ دیو بادبان ہے [illegible] سے ہلاک کر [illegible] حسب
الحکم [illegible] اردجال دیو [illegible] ایک لاکھ فوج ہمراہ لیکر فی الفور لشکر
خونخوار ابن دجال بدخصال کیطرف روانہ ہوا [illegible] خونخوار ابن دجال
کو جو اس [illegible] کی خبر ہوئی تو وہ بہت گھبرایا اور بت زرین کے پاس آیا

یہاں بت زرین خود پریشان تھا ساری شیطنت بھولے ڈر کے مارے ہاتھ پاؤن پھولے خونخوار سے عرض کی کہ ارجال سپہ سالار حضرت مقابلے کے لیے آیا ہے بت زرین بہت بیقرار ہا بڑی دیر تک چپکا بیٹھا رہا جب خونخوار بہت رویا اور چلایا تو آواز آئی او بندہ خود سر تیرا غرور حد سے گذر گیا تو یہ سمجھا کہ خداوند ابلیس اور خود اپنی جانب سے تجھ کو صرف خدا پرستوں سے مقابلہ کرنے کے لیے مقرر کیا ہے اور تیری مدد کا اقرار کیا ہے نہ کہ تمام دنیا سے تو مقابلہ کرتا پھرے اور ہر ایک کے سامنے حکومت اور شجاعت کے ڈنکے تو نے یہ نہ خیال کیا کہ آئینہ پرستی بھی ابلیس پرستی کی ایک شاخ ہے اور گو وہ ہماری نیابت کو نہیں قبول کرتا ہے مگر ہماری ہی بنائے اور بڑھائے ہوئے بندے ہیں اب ہم ان کو تباہ و برباد کرنا نہیں چاہتے اب خداوند ابلیس تجھ سے ناراض ہو جائینگے اور ہم اُن کے پاس چلے جائیں گے کیونکہ اگر ہم تیرے پاس رہیں گے تو تیری اعانت کرنا ضرور لازم و واجب ہوگی ابلیس کو اس معاملے میں تیرا ساتھ دینا منظور نہیں ہے لہذا اب یہاں ہمارا ٹھہرنا کچھ ضرور نہیں یہ کہہ کے بت زرین خاموش ہوا اور دھوان بن کر نکلنے لگا تھوڑے ہی دیر میں تمام دھوان خیمے سے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہو کر غائب ہو گیا خونخوار اور زیادہ پریشان ہوا اُسے کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی اپنے سرداروں کو بلایا دل مضبوط کر کے حکم دیا کہ جاؤ اس ارجال کو راستے ہی میں روک لو خبردار آگے بڑھنے نہ پائے سرداروں نے کہا کہ حضور کس کی طاقت ہے کہ اُسے روک سکے آپ دیکھتے تو ہیں کہ اُس کا قد کتنا بڑا ہے ساٹھ گز کا لانبا اور بیس گز کا چوڑا ہے تیرہ سو من کا گرز اُس کے ہاتھ میں ہے ہم میں اتنی طاقت و قوت نہیں ہے کہ ارجال کو روکیں اور پھر میدان میں ٹوکیں اُدھر ارجال آندھی کی طرح بڑھتا ہوا چلا آ رہا تھا یکایک سامنے سے آکر اُس نے قدم جمایا اور للکار کر آواز دی کہ او خونخوار ابلیس پرست بھیج اپنے بت زرین سخنگو کو میرے مقابلے میں تاکہ میں اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کروں اور اپنے اس گرز گران سے اُس کا بھیجا نکالوں خونخوار ابلیس پرست جرأت کر کے سامنے آیا اور کہا کہ اے ارجال تم کو مجھ سے مقابلہ کرنا منظور ہے یا میرے نائب خداوند بت زرین سخنگو سے اُس نے کہا کہ اس وقت تو مجھکو یہی حکم ہے کہ میں اس دیو بادبان کا سر کچلوں اور تو بھی اُس کے پھندے سے نجات پائے کہ درحقیقت وہ ایک بھاگا ہوا دیو ہے جو کہ قاف سے بھاگ کر یہاں روپوش ہوا اور تجھ کو گمراہ کرتا ہے خونخوار ابلیس پرست نے کہا کہ اب وہ یہاں نہیں ہے کسی طرف چلا گیا اور یہ کہہ کے گیا ہے کہ میں خداوند ابلیس کے پاس جاتا ہوں اگر اعتبار نہ ہو تو تم خود آکے دیکھ لو اُس کا تخت خالی پڑا ہوا ہے اور قالب میں کچھ نہیں ہے ادھر خونخوار سے یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر ارجال کے پہلو سے ایک نعرہ ہوا کہ منہ سوار قدرت سب نے دیکھا کہ ایک نقاب دار کھاروا پوش ارجال کے روبرو آکر کھڑا ہو گیا ہے اور للکار رہا ہے کہ او دیو زاد تو بندگان ابلیس کو بہکاتا ہے اور اپنی بیدینی کی طرف بلاتا ہے آگاہ ہو کہ مجھ کو ابلیس نے تیری سرکوبی کے لیے بھیجا ہے اور میرا یہ گرز گران ہے اور تیرا بھیجا ہے [illegible]

بعد اس کے یہ گفتگو کی کہ دونوں فوجیں تھرا اٹھیں اب اس نقابدار نے خبردار کہہ کر
اپنے گرز گران کا ارجال کے سر پر وار کیا ارجال فن سپہ گری میں ایک کامل تھا ضرب
حریف زبردست دیکھ کر اپنی جگہ سے ہٹ گیا گرز کا وار خالی گیا اور زمین پر اس زور سے
دھاکا ہوا کہ گویا طبقۂ ارض پھٹ گیا غبار اس قدر بلند ہوا کہ ارجال اس میں چھپ گیا
نقابدار سمجھا کہ میں نے حریف کو مار لیا ہے اور تہ بند زمین کر دیا ہے مگر دامن گرد شدگاہ
ہوا ارجال نے نعرہ کیا کہ باش اے دیو بادبان تو ضربے زدی ضربے بنوش کن *
ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہہ کر ارجال نے تیرہ سو من کا گرز گھما کر جو اس کے
کلے پر مارا تو اس کا سر اس طرح پاش پاش ہو کر دھڑ سے اڑ گیا کہ گویا تھا ہی نہیں تو
نقابدار کی لاش زمین پر گر کر تڑپنے لگی ارجال نے طیش میں آکر اسکو چیر کر پھینک دیا
اور بڑے زور سے لشکر خوبخوار کی طرف چلایا کہ اے خوبخوار او سردار تمہارا نائب خداوند
مارا گیا اب ابلیس کو بلاؤ تاکہ اس کو بھی میں اسی طرح چیر کر پھینکدوں اب اپنے مذہب
باطل سے باز آؤ ورنہ تمہاری بھی سرکوبی اسی طرح کیجائیگی اگر مجھے اسی وقت حکم آتا تو
میں تم سب کو اسی وقت کچل کر مارتا الغرض خوبخوار ابلیس پرست میں اب دم کہاں تھا
جو وہ بد گفتگو کرتا سمجھ گیا کہ درحقیقت سبحت زرین سخن گو دیو بادبان تھا جو کہ نقابدار
بن کر آیا اور ارجال کے ہاتھ سے مارا گیا یہ خیال کر کے اس نے ارجال سے کہا
کہ اے سپہ سالار میں اپنے اس خیال خام سے باز آیا ہوں تم حوت آئینہ پرست
سے میری سفارش کرو میں تم سے مقابلہ کسی طرح سے نہیں کر سکتا تمہارے بادشاہ
نے جو کچھ کہا تھا وہ ٹھیک تھا اگر تمہارے بادشاہ مجھے بلائیں گے تو میں خود حاضر
ہو کر اظہار اطاعت کرونگا اور اپنی خطا ان سے معاف کراؤنگا ۔ ارجال دیو بادبان
کی لاش کو ہاتھیوں پر لدوا کر مع اپنی فوج کے واپس گیا ۔ اور تمام معاملہ اور
نقابدار کا مقابلہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا آخر میں خوبخوار کی سفارش کی اور کہا
کہ وہ اپنی خطا پر نادم ہے اگر اس کی خطا معاف کیجئے اور بلا بھیجئے تو وہ دست بستہ
حاضر ہوگا ہر وزیر و مشیر کی بھی یہی رائے ہوئی کہ خوبخوار کی خطا معاف کر دینا چاہئے
کیونکہ خدا پرستوں کی دشمنی میں ہمارا ہم خیال ہے اس نے بیسیوں قلعہ مسلمانوں کے
قبضہ سے نکال لئے ہیں اگرچہ ہم کو اس کی شرکت ضرورت نہیں لیکن اس کو ہماری مدد
کی ضرورت احتیاج ہے اور جو شخص اپنا دست نگر ہے اس پر ظلم کرنا شاہوں کی شان
کے خلاف ہے غرضکہ یہاں یہ مشورہ طے پا گیا کہ خوبخوار دربار میں بلا لیا جائے اور
ایک چوبدار کو روانہ کیا وہ چوبدار خوبخوار کے خیمہ میں حاضر ہوا اور اس نے بادشاہ
کا پیغام کہا کہ حوت آئینہ پرست نے آپ کو یاد فرمایا ہے خوبخوار یہ سن کر بہت ہی
خوش ہوا اور پانچہزار سرداروں کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لیا پوشاک جواہر کار
سے مرصع اور اسلحہ جوہر دار سے مسلح ہو کر دربار شاہی میں داخل ہوا وزرا و امرا
نے اس کا استقبال کیا اور بادشاہ نے تعظیم دی بڑی عزت و حرمت کے ساتھ
حوت آئینہ پرست نے اپنے گوشہ تخت پر خوبخوار کو جگہ دی باہم کلام دوستانہ

ہوئی

دعوت مجتمعانہ ہو رہا ہے خونخوار کل احوال اپنی تمام لڑائیوں کا بیان کر رہا ہے اور حوت آئینہ پرست بہت ذوق و شوق سے اُس کو سُنتا رہا جس قدر حالات خونخوار بیان کرتا جاتا تھا حوت آئینہ پرست کے دل میں قوت پیدا ہوتی جاتی تھی کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنا کچھ مشکل نہیں آخر اُس نے صلصال سے کہا کہ جب خونخوار نے خدا پرستوں کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ اُن میں مقابلہ کرنے کا دم نہ رہا اور جس قلعے پر چڑھائی کی اُس میں کا ایک بھی متنفس نہ بچا تو تم کو بھی اپنی آل و اولاد کے خون کا بدلہ لینا کیا مشکل ہے صلصال نے کہا کہ خونخوار کی لڑائی خدا پرستوں سے ابھی نہیں ہوئی البتہ میں خدا پرستوں سے لڑا ہوں صاحبقران کی فوج کا ایک شخص خونخوار کی ایک لاکھ فوج پر بھاری ہے امیر حمزہ صاحبقران وہ شخص ہے کہ جس نے بڑے بڑے جمشیدوں کی ناکیں چیر کے پھینک دیں اور اُس کی نسل میں جس قدر ہیں سب کے سب ایسے ہی ہیں اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار طرار اُس کے ساتھ ہیں اُن میں سے ایک عیار اگر خونخوار کی سات لاکھ فوج میں آجاوے تو سب کو جلا کر خاک کر دے حوت آئینہ پرست نے کہا کہ تم خدا پرستوں کے رعب میں آگئے ہو اگر ایسا ہوتا تو خونخوار کی کیوں نہ خبر لیجاتی غرض شاہ آپس میں یہی گفتگو ایک عرصے تک ہوتی رہی بادشاہ نے خونخوار کی بڑی دھوم سے دعوت کی اور کئی روز تک جلسہ رقص و سرود و شغل شراب و کباب ہوتا رہا پھر خونخوار نے رخصت کی اجازت طلب کی صلصال اور حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اچھا تم زنگبار کی طرف روانہ ہو ہم لوگ بھی عقب میں آتے ہیں

اب یہاں سے چند کلمے داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہیں

کہ اسد غازی نے قلعہ زرین حصار سے جو ہرکارے خونخوار بدکردار کی خبر لانے کو روانہ کئے تھے وہ واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ مہتر برق فرنگی اور جانسوز بن قران اول و سمک پیلطانی و چالاک بن عمرو و ضرغام زرہ بن عمرو اور نعمان خنجر گذار بن عمرو و عمران خطائی و [illegible] یہ آٹھوں عیار خونخوار بن دجال کے مقابلے میں بڑی بڑی عیاریاں کر کے شہید ہو گئے اور ملکہ جادو کو ان کا بہت بڑا غم ہوا آخرکار خونخوار نے اُس کے قلعے پر حملہ کیا ملکہ جادو سوا سو مصاحبین کے ساتھ دریا میں غرق ہو گئی اور تمام قلعہ تباہ و برباد ہو گیا ہزاروں لاکھوں مسلمان رعایا شہید ہو گئی ایک متنفس بھی اسلام کا نام لینے والا نہ بچا اب خونخوار نے قلعہ عنطلی آباد کی حکومت انتر ازدہ [illegible] ان کی سپرد کی اور خود جانب [illegible] روانہ ہوا یہ سُنکر اسد غازی کو اِن آٹھوں عیاروں اور ملکہ جادو کے قتل و غرق ہونے کا کمال درجہ صدمہ ہوا اور بڑی دیر تک روتا رہا اپنے سرداروں سے کہا کہ اسی جانب عنطلی آباد روانہ ہو کل صبح کو ہم یہاں سے چل کھڑے ہوں تمام لشکر میں تیاری کوچ کی ہونے لگی آلات حرب و ضرب زنگ و خون سے صاف ہونے لگے سپاہی [illegible]

نے خود و زرہ درست و چست کی سواروں نے ساز و یراق آراستہ کئے ساری رات انتظام
و اہتمام میں بسر ہوئی جب شاہ خاوری نے قلعہ مشرقی سے بر آمد ہو کر لشکر سیارگان کو
پسپا کیا تو اسد غازی اپنے خیمے سے نکل کر جانب عنظلی آباد روانہ ہوا پہلو میں
ضرغام شیر دل مشورہ کنان ہم رکاب تھا اُس نے عرض کیا کہ قلعہ عنظلی آباد ایسے
موقع پر واقع ہے کہ اگر قلعہ میں ہزار آدمی ہوں تو غنیم ایک لاکھ فوج سے اُس میں داخل نہیں
ہوسکتا لہذا کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیئے کہ اختر گزدندان قلعے سے نیچے اُتر آئے
اسد غازی نے اسد ثانی سے اس معاملے میں مشورہ کیا سب کی یہ رائے
ہوئی کہ عدلان شاہ اور فضلان شاہ اول مقابلے کے لیے روانہ کئے جاویں جب
مقابلہ ہو تو یہ پسپا ہو جاویں تا وہ ان کا تعاقب کرے جب وہ تعاقب کرتا ہوا قلعے سے بہت
دور نکل آئے اور پہاڑوں کے تنگ و تاریک راستے ختم کر کے میدان میں آجاوے
تو اس وقت پلٹ پڑیں اور ابراہیم بن مالک قلعے پر حملہ کر دیں اس ترکیب سے
بہت جلد فتح حاصل ہوگی یہ مشورہ آپس میں طے ہو کر اسد غازی کو اطمینان ہوا
اور منزل بمنزل طے کرتے ہوئے جاتے ہیں جب قریب عنظلی آباد پہونچے تو فوج
کے تین حصے کیے دس ہزار سواروں کی افسری عدلان شاہ اور فضلان شاہ
کو مرحمت کی اور حکم دیا کہ تم دونوں قلعے کے مقابلے میں جا کر میرے نام کا نعرہ کرنا تا کہ
وہ سب تم سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں اور بارہ ہزار جوان قلعے پر حملہ کرنے کے
لیے منتخب کئے گئے ان کے سردار ابراہیم بن مالک مقرر تھے ان کو حکم ہوا کہ
قلعے کی بائیں جانب وادی کوہ میں پوشیدہ رہیں جب وقت اختر عدلان شاہ
کا تعاقب کرے اور قلعے سے کسی قدر فاصلے پر آجائے تو تم اس وقت قلعے پر دھاوا
کرنا اور فوراً قلعے کے اندر داخل ہو جانا تیسرا حصہ فوج کا اسد غازی نے اپنے پاس
رکھا اور ایک جنگل میں پوشیدہ ہو کر منتظر اس امر کے رہے کہ ان دونوں فوجوں
میں سے کس کو مدد کی ضرورت ہوتی ہے اسد غازی نے مالک بن ابراہیم اور
عدلان شاہ و فضلان شاہ کو اپنے اپنے موقع پر روانہ کر دیا اور کہا کہ تم میں
سے جس کو اعانت کی ضرورت ہوگی میں فوراً پہونچ جاؤں گا کیونکہ ہم ایسے موقع پر
قیام [illegible] جہاں سے دونوں مقام صاف نظر آتے ہیں ادھر ضرغام شیر دل
[illegible] قلعے کے اندر داخل ہوا اور وہاں کے کل حالات ضروری دریافت
کر کے واپس آیا اسد غازی سے تمام حالات بیان کیے کہ قلعہ بہت مضبوط اور
مستحکم [illegible] تو بڑی دقت ہوگی ادھر عدلان شاہ اور
فضلان شاہ [illegible] سواروں کے روبرو قلعے آکر مقیم ہوئے اور
للکار کر آواز دی کہ باش [illegible] نعرہ اسد [illegible] اسد شہسوار [illegible] کہ در روز
جنگ [illegible] چرم پلنگ اختر گزدندان کو پہلے ہی خبر ہو چکی تھی
کہ اسد غازی دس ہزار سواروں سے قلعے پر حملہ کرنے کو آگیا ہے وہ مقابلے
کے لیے تیار تھا اسد کے نام کا نعرہ سنتے ہی قلعے سے باہر نکل آیا اور اپنے [illegible]

سواروں کو للکار دیا کہ خبردار یہ جانے نہ پائیں انھیں گھیر کر مار لو تمام فوج ایک دم سے
حملہ آور ہوئی دست بدست تلوار چلنے لگی عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے
تھوڑے ہی عرصے میں کئی سو کفار جہنم واصل کر دیئے مگر ایک دم سے رُخ بدل دیا
اور پیچھے ہٹ کر گھوڑوں کو اڑا دی دس ہزار سوار جو ایک دم سے مفرور ہوئے
اور انتر گراز دندان نے للکارا تو سب نے بڑے زور و شور سے تعاقب کیا
اسی زد میں قلعے سے بہت دور تک نکل آئے اُدھر مالک بن ابراہیم نے
موقع پا کر قلعے پر حملہ کر دیا اور ادھر عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے جگہ دیکھ کر
رُخ بدل دیا اب پھر نہایت زور و شور سے تلوار چلنے لگی اور لاش پہ لاش دھڑا دھڑ
گرنے لگی نیزے سینے کے پار ہوئے ملک الموت نے جلد جلد روح قبض کرنا
شروع کی اُدھر اسد غازی نے دیکھا کہ ابراہیم بن مالک تو قلعے میں داخل
ہو گئے ہیں اب کیا ہے غالباً اب بہت جلد فتح کر لیں گے اس لیئے دوسری جانب
سے انتر گراز دندان کی فوج پر حملہ کر دیا اب جو اسد غازی نے اپنے نام کا
نعرہ کیا تو انتر گراز دندان بہت گھبرایا کہ یہ کیا معاملہ ہوا میں نے تو اسد کا
مقابلہ کیا اور اُس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک آیا اب جنگ مقابلہ پہ ہو رہی ہے
لیکن پھر عقب سے اسد کے نعرے کی آواز کیونکر سے آئی پلٹ کر جو دیکھتا ہے
تو اپنی فوج کو چاروں طرف سے گھرا ہوا پایا سمجھ گیا کہ قضا نے گھیر لیا اب جان بچا کر
نکلنا دشوار ہے دل میں سوچا کہ اب اسد کو لوٹنا چاہیئے اگر اس کو مار لیا تو لڑائی
فتح کی ورنہ قضا تو آ ہی چکی ہے کیا چارہ ہے دل میں یہ خیال کر کے وہ اسد غازی
کی آواز پر دیباسے فوج میں تیشنادری کرتا ہوا آ رہا ہے ادھر اسد غازی بھی اسی
فکر میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح انتر گراز دندان سے مقابلہ ہو جاوے تو بہتر ہے
تاکہ جلد وارا نیارا ہو جاوے آخر کار دونوں ایک دوسرے کے سامنے آ گئے
اسد غازی نے للکارا کہ باش او قرم ساق کدھر جاتا ہے میرے سامنے آ پہنچ کر
انتر گراز دندان نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے خالی دے کر
ایک تھپڑ ایسا مارا کہ اس کا منہ چرخا ہو گیا وہ فوراً گھوڑے پر سے کودا اور چاہا کہ
اسد غازی سے لپٹ جاوے اسد غازی نے زنجیر کمر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا
ایک جھونک دے کر بلند کیا اور اُچھال کر آتے آتے چور رنگ ہوا کیا اب انتر
گراز دندان کی فوج نے کچھ ٹھکانہ پایا ایک تو یوں ہی چاروں طرف سے
پامال ہو رہی تھی اب بے سردار ہو گئی کیونکر لڑتی پھرتی بھاگ کھڑی ہوئی مگر
بھاگنے کا راستہ کہاں تھا سب نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور علم امان
بلند کیا اب اسد غازی نے ہاتھ روکا اور عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے
اپنی اپنی تلوار نیام میں کی لڑائی کا خاتمہ ہوا قلعے کی خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ ایک
معمولی لڑائی کے بعد ابراہیم بن مالک نے قلعے پر قبضہ کر لیا اسد غازی جانب
قلعہ روانہ ہوئے داخل قلعہ ہو کر ابراہیم بن مالک سے ملے ہر جانب سے صدائے

مبارکباد بلند ہوئی لیکن اسد غازی کو ملکہ جادو اور عیاروں کا اس قدر غم تھا کہ
اس فتح کی کچھ خوشی حاصل نہ ہوئی قلعے میں پھر سے مسلمانوں کی آبادی ہوئی
اور کفر کا نام مٹایا گیا تمام خونخوار کی تابع فوج مطیع اسلام ہوئی اور سب نے کلمۂ طیبہ
پڑھ کر اسلام قبول کیا اب چند ملازمان اسیر گرا زندان سے جو خونخوار کا حال
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قلعۂ ہفت منظر کی جانب روانہ ہوا ہے اب اسد غازی
نے صدلان شاہ کو اس قلعے کی حفاظت کے لیے یہیں چھوڑا اور فرمایا بہت ہی
ہوشیاری سے رہنا اور ہر امر کی ہم کو اطلاع کرتے رہنا اور خود تیاری کوچ کر کے
جانب ہفت منظر روانہ ہو گئے ان کو تو اسی حال پر چھوڑا جاتا ہے ان کا حال
وقت پر بیان ہوگا لیکن اب کچھ حال خونخوار بن دجال کا بیان ہوتا ہے کہ خونخوار
بن دجال جانب زنگبار منزل بمنزل راستہ تری و خشکی کا طے کرتا ہوا جارہا ہے
جب قریب زنگبار پہونچا تو طویل شاہ زنگی کو یہ خبر پہونچی کہ خونخوار بن دجال مع
فوج بے شمار مقابلے کے لیے آیا ہے طویل شاہ زنگی نے شیر پا سے زنگی کو
بلا کر مشورہ کیا کہ اے فرزند اس وقت کیا صلاح ہے سننے میں آیا ہے کہ سات
لاکھ فوج جرار خونخوار بن دجال اپنے ہمراہ لایا ہے یہ سن کر شیر پا سے زنگی
نے دست بستہ عرض کیا کہ سوائے جنگ کے اور کوئی چارہ نہیں معلوم ہوتا اور یہ تو سراسر
ظاہر ہے کہ ہم کو اس کے مقابلے کا یارہ نہیں طویل شاہ نے کہا اپنے تمام اعزا
و احباب و خراج گزاروں کو اس مضمون کے نامے لکھ کر روانہ کرو کہ خونخوار
بن دجال نے ہمارے ملک پر چڑھائی کی ہے ہم سے کچھ بن نہیں پڑتا یہی وقت
اعانت و مددگاری ہے لہٰذا تم سب کو بہتر و مناسب ہے کہ جس قدر فوج فراہم
ہو سکے اپنے ساتھ لے کر جلد آؤ یہ نامے لکھوا کر طویل شاہ نے چاروں طرف روانہ
کیے تین چار روز میں قریب تین لاکھ کے فوج جمع ہو گئی اب طویل شاہ نے
حسینہ ہمرخ بی بی کو جس کی عمر قریب بارہ سال کے تھی تمام عورتوں کے ہمراہ بیابان
سودمنات مغرب میں روانہ کر دیا تاکہ وقت شکست ناموس کی بے حرمتی نہ
ہو اور سلطان زرین اور فاخر سلطان بن زرین کو قلعے سے دو کوس کے
فاصلے پر صف آرا ہونے کا حکم دیا اس کے یہاں ایک عیار ہشام تیز پر ان
دنوں جب لشکر فوج خونخوار بن دجال کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا تھا اس نے
ایک فقیر کا بھیس بدل کر لشکر خونخوار بن دجال کا رخ کیا اور وہاں کے کل حالات
دریافت کرنا شروع کیے رفتہ رفتہ بارگاہ خونخوار میں داخل ہوا حاجب نے جا کر
خونخوار سے آکر عرض کی کہ ایک فقیر در بارگاہ پر کھڑا ہے خونخوار تو اس
فکر میں تھا ہی کہ کوئی شخص زنگی دستیاب ہو تو اس سے کچھ حالات دریافت کرے
چنانچہ اسی وقت حکم دیا کہ اس فقیر کو اندر بھیج دو فقیر اندر آیا خونخوار بن دجال
نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور اسی ملک کا باشندہ ہے یا اور کہیں کا
اس نے عرض کی کہ میں اسی ملک کا رہنے والا ہوں اور بھیک مانگ کر اپنی بسر

اوقات کرتا ہوں آپ کا جو لشکر یہاں آیا تو میں نے خیال کیا کہ سپاہی وہ بہادر
بہت سخی ہوتے ہیں مجھے میری حالت دیکھ کر خوشحال کر دیں گے لیکن یہاں آکر
جو دیکھا تو سپاہی ہونے میں ان سب کے شک نہیں ہر ایک پہلوان نامی گرامی
ثانی ہے اور ہر ایک سردار گرامی اسفندیار وقت ہے لیکن دیا کسی نے کبھی کچھ
نہیں ان سات لاکھ آدمیوں سے تو وہ تین لاکھ فوج بدرجہا اچھی ہے اگرچہ کم ہے
مگر ہمیں بہت کچھ دیا مالا مال کر دیا خونخوار ابن دجال کو فقیر کی یہ آزادانہ گفتگو
پسند آئی اس نے کہا شاہ صاحب اگر آپ میری ملازمت کریں تو بہت مناسب ہے
میں بہت خوشی سے آپ کو نوکر رکھ لونگا یہ سن کر فقیر نے کہا کہ بابا اگر تیری یہی
خوشی ہے تو یہی سہی کچھ دنوں یونہیں گذار دونگا لیکن مذہب کے بارے میں کبھی
کسی طرح کی گفتگو نہ کیجیو مجھے اپنے فعل کا اختیار ہے جو مذہب چاہوں اختیار
کروں یہ سن کر خونخوار ابن دجال نے جواب دیا اس سے آپ مطمئن رہیں اس کا
کبھی درمیان میں ہمارے آپ کے ذکر بھی نہ آویگا مذہب سے ہمیں کیا مطلب ہے
عیسے بدین خود موسے بدین خود غرض باتیں طے کر کے فقیر یہاں رہنے لگا اور دو چار
خونخوار ابن دجال کے یہاں اس درجہ اس نے اپنا اعتبار بڑھایا کہ اس کو
اور کسی کا اس کے مقابلے میں اعتبار نہ رہا جب شام ہوئی اور خونخوار ابن دجال
کے سونے کا وقت آیا تو ہشام تیز پران نے بارگاہ کے دربانوں کو شربت
کے ذریعے سے بیہوشی پلادی سب پی کر بیہوش ہوئے اس کے بعد اندر
بارگاہ کے داخل ہو کر خونخوار ابن دجال کے پاؤں دابنے لگا جب دیکھا کہ وہ
غافل سو گیا ہے تو کچھ عیاری میں بیہوشی رکھ کر اس کی ناک کے نتھنوں کے پاس
لے گیا سانس لیتے ہی خونخوار ابن دجال بیہوش ہوا ہشام تیز پران نے فوراً اس کا
پشتارہ باندھ کے اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی لگا کے چلا دربان تو بیہوش ہی تھے
لیکن اور لوگوں نے پوچھا کہ شاہ جی صاحب یہ کیا آپ لئے جا رہے ہیں تو
اس نے جواب دیا کہ بھائی ہمارے سردار کے خیمے میں کتا گھس آیا تھا ہمیں حکم
ہوا ہے کہ اسے لے جا کر دریا میں چھوڑ دو یہ کہتا ہوا لشکر سے نکل کر سومنات مغرب
کی طرف روانہ ہوا جب قریب فوج زنگبار پہونچا اور اپنی فوج میں داخل ہوا تو
ثریا سے زنگی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ اے ہشام تو اس وقت
ایسا فقیر بنا ہوا ہے کہ میں نے بمشکل تجھے پہچانا مجھے بخوبی یاد ہے کہ جب آپ جرار
پر امیر حمزہ صاحبقران کا لشکر قیام پذیر تھا اور ہرمزد فرامرز کی فوج بھی
فروکش تھی تو تو نے شتر طیار کر لندھور بن سعدان اور کرب غازی کو عیار
کی تھی اب یہ کس کا پشتارہ لایا ہے ہشام نے دست بستہ عرض کی حضور یہ سات
لاکھ فوج کا سردار ہے دجال کا بیٹا خونخوار ہے تو یہ بہت خوش ہوا
اور فوراً حکم دیا کہ آہنگر کو بلاؤ اسی وقت آہنگر حاضر ہوا خونخوار کو پابزنجیر کرنے کا
حکم دیا آہنگر نے پابندی حکم کی جب خونخوار ابن دجال کو ہوش آیا تو اپنے کو مقید پایا

نادر دیکھا کہ غیر آدمیوں میں قید آہن سے سلسلے میں جکڑا ہوں لوگوں سے گرا ہوا ہے پوچھنے لگا
کہ میں کہاں پڑا ہوں بیدار ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں ہشام نے کہا کہ
میں کیا کہوں مجھکو آپ کو یہاں اُٹھا لایا تھا یہاں پر آکر ہم اور آپ دونوں قید
ہوئے بیشک سلطان زنگی کا یہ افسوس ہے کہ آپ اتنے دور دراز ملک سے
تو سفر کر کے یہاں آئے اور پھر اُلٹا آہنگروں نے آپ کو زنجیر و طوق سے
مسلسل و مطوق کر دیا ثریا نے زنگی نے حکم دیا کہ اس بے حیا کو دربار میں
لاؤ اور شہنشاہ طویل زنگی کے حضور میں پیش کرو خوشنگو ابن دجال پابزنجیر دربار
میں پہونچایا گیا ثریا نے زنگی اپنے دنگل پر آکر بیٹھے اور ہشام پہلو میں آکے
کھڑا ہو گیا طویل زنگی نے پوچھا کہ یہ کونسا قیدی ہے اسے اس وقت یہاں
کیوں لائے ہو ثریا نے زنگی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار یہ خوشنگو ابن
دجال ہے ہشام فتنہ پرداز اسے عیاری کر کے باندھ لایا ہے یہ سنکر
طویل زنگی بہت خوش ہوا اور ثریا نے زنگی سے اشارہ کیا کہ اس کو
ہمارے پاس لاؤ ثریا نے اسے برابر راست پر آجاؤ ثریا نے زنگی نے بفصاحت و بلاغت
تقریر کی کہ اے خوشنگو ابن دجال میں نے سنا ہے کہ تو ابلیس پرست ہے
کیا یہ سچ ہے اگر درحقیقت تو شیطان کی پرستش کرتا ہے تو میں تجھ سے
پوچھتا ہوں کہ کیا تجھکو شیطان کے حالات سے آگاہی نہیں ہے کیا تو نے
کبھی نہیں سنا ہے کہ شیطان سب کو گمراہ کرتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے
کہ تو نے لوگوں کو بہکانے کا بیڑا اُٹھا لیا ہے تو نے اس ملعون کو اپنا خدا بنا لیا
ہے میرا خیال ہے کہ تیرے مذہب سے زیادہ کوئی مذہب بدتر نہیں اور تیرا یہ
طور تیرے دین و دنیا میں تیرے واسطے بہتر نہیں میں نے یہ بھی سنا ہے کہ کوئی شیطان
ہمیشہ اے ریس خوشنگو نام تیرے ہمراہ رہتا ہے اور وہ تجھ سے سب حال آئندہ
و موجودہ کہہ دیتا ہے خوشنگو ابن دجال نے جواب دیا کہ درحقیقت پہلے میں ابلیس
پرست تھا مگر اب آئینہ پرست ہوں اور وہ جنت زریں خوشنگو در اصل تو یا دیان
دوہ ابن دجال کے ہاتھ سے مارا گیا جوت آئینہ پرستی میں نے اطاعت قبول
کی ثریا نے زنگی نے کہا کہ آئینہ پرستی اس سے زیادہ بدتر ہے گویا اپنا خدا آپ ہی
بنا یہ مذہب اس سے بھی زیادہ واہیات ہے اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا ہنسی
کی بات ہے بہتر ہے کہ خدائے حقیقی کو مان اور اسی کو پہچان کہ اس کے سوا کوئی
قابل سجدہ نہیں اور سوا اس کے کوئی کسی کا بندہ نہیں یہ سنکر خوشنگو ابن دجال
نے چیں بجبیں ہو کر جواب دیا کہ مجکو قید کر کے جو چاہتے ہو کہتے ہو اور تم سمجھتے ہو کہ میں مجبور و
بیکس و بے بس ہوں اس واسطے میرے مذہب پر حملہ کرتے ہو اور ایک عیار کی
عیاری کے بھروسے پر اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہو ثریا نے زنگی نے جواب دیا
اگر زبردست ہوگا پھر تو ہمارا مذہب قبول کریگا ہم بھی یہ نہیں چاہتے کہ تجھکو مجبور اور بے بس
کر کے تجھ سے زبردستی کوئی اقرار لیں بہتر ہے کہ ہم سے مقابلہ کر اگر زبردست ہو تو

ہمارے خدا پر ایمان لانا اور اگر غالب آنا تو اپنے لشکر مین چلے جانا طویل نے یہ تقریر سُن کر آہنگرون کو حکم دیا کہ اس کی زنجیر و بیڑی کاٹ دو خونخوار بن دجال درحقیقت بڑا زبردست و طاقت ور پہلوان تھا اپنے ممالک مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتا تھا یہی وجہ تھی کہ لاکھون آدمی مطیع ہو کر اس کی فوج مین داخل ہوئے اور ہزارون سردارون کو مار کر یہ خونخوار کہلایا جب اس نے بادشاہ کا حکم قید سے رہا کرنیکا سُنا تو مثل تار عنکبوت کے ایک ہی جھٹکے مین زنجیرون کو توڑ کر پھینک دیا اور طوق و بیڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے طویل زنگی نے اس کو ایک وکل کے اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ اُس پر آ کر بیٹھا اِدھر تو یہ یہان بیٹھا ہوا ہے اور وہان اس کے لشکر مین جو دربان بارگاہ ہوشیار ہوئے تو کچھ شبہ ہوا اندر بارگاہ کے جا کر دیکھا تو دیکھا کہ خونخوار بن دجال مع فقیر کے غائب ہے اب سارے لشکر مین ہلڑ ہو گیا کہ خونخوار مع فقیر کے غائب ہو گیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ وہ فقیر کوئی عیار تھا خونخوار کو بیہوش کر کے لے گیا بہتر ہے کہ سلطان زنگبار کے لشکر مین جا کر جستجو کرین یہان ثریائے زنگی نے دو گھوڑے سازویراق سے آراستہ و پیراستہ کر کے اسلحہ منگوائے اور خونخوار بن دجال کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ یہ سب چیزین دو دو ہین ان مین سے ایک ایک اپنے واسطے منتخب کر لو خونخوار بن دجال نے نیزہ و خود و زرہ و تلوار اور تمام سامان جنگ مین سے ایک ایک چیز اپنے لیے پسند کی اور دریائے آہن مین غرق ہو کے گھوڑے پر سوار ہوا ثریائے زنگی بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلے کے لیے تیار ہوا سلطان زنگی نے ثریائے زنگی سے کہا کہ اے برادر اول مین اس سے مقابلہ کرونگا کیونکہ میرے ہوتے ہوئے آپ کا مقابلہ کرنا مناسب نہین ہے پیش کر ثریائے زنگی نے کہا کہ گفتگو مجھ سے ہوئی ہے مجھی کو مقابلہ کرنا مناسب ہے کہ مین اس کا مقابلہ کرون مگر سلطان زنگی کو انتہا کا جوش تھا ثریائے زنگی نے بہت کچھ منع کیا مگر سلطان زنگی نے ایک نہ سنی آخر ثریائے زنگی مجبور ہو کر خاموش ہو رہا اور سلطان زنگی خونخوار بن دجال کے مقابلے مین آیا دونون باہم نبرد آزما ہوئے کوئی تین قدم مرکب خونخوار کا پیچھے ہٹا اور اس نے کچھ سلطان کا دونون نے نیزے سنبھالے خونخوار بن دجال نے نیزہ بلند کر کے مارا سلطان نے سنان کو نوک سنان پر روکا نیزون سے چنگاریان نکلنے لگین اور دونون شہسوار اس خوبصورتی سے نیزہ بازی کرنے لگے کہ ہر دو دشمن کے منہ سے صدائے احسنت و آفرین نکلی قریب سو طعنون کے آپس مین رد و بدل ہوئی ایک مقام پر خونخوار بن دجال نے نیزے کا وار کیا تو سلطان نے اُس کے نیزے کو اپنے نیزے مین اُلجھا کے ایک ایسی جھٹکی دی کہ نیزہ خونخوار کا ہوائی ہو گیا چہار جانب سے تحسین و آفرین بلند ہوئی خونخوار اسے بادم ہو کر میان سے تلوار نکالی اور پکار کر کہا کہ نیزہ بازی کمال بازی کوئی چیز

اور دیکھا کہ عیار آدمیون مین قید آہن سے مسلسل پڑا ہون لوگون سے گڑگڑا کے پوچھنے لگا
کہ مین کہان پڑا ہون بیدار ہون یا خواب دیکھ رہا ہون ہشام نے کہا کہ
مین کہتا تھا تجھسے آپ کو یہان اٹھا لایا تھا یہان پر آکر ہم اور آپ دونون قید
ہوگئے بیشک سلطان زنگی کل سے ایسے خوش ہے کہ آپ اتنے دور و دراز ملک
طے کرکے یہان آئے اور پھر ہاتھ آگئے آہنگرون نے آپ کو زنجیر و طوق سے
مسلسل و مطوق کردیا ہے ثریا نے زنگی نے حکم دیا کہ اس بیحیا کو دربار مین
لاؤ اور شہنشاہ طویل زنگی کے حضور مین پیش کرو خونخوار ابن دجال پابزنجیر دربار
مین پہنچایا گیا ثریا نے زنگی اپنے دنگل پر آکر بیٹھے اور ہشام پہلو مین آکے
کھڑا ہوگیا طویل زنگی نے پوچھا کہ یہ کونسا قیدی ہے اسے اس وقت یہان
کیون لائے ہو ثریا نے زنگی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار یہ خونخوار
ابن دجال ہے ہشام فتنہ پرداز اسے عیاری کرکے باندھ لایا ہے یہ سنکر
طویل زنگی بہت خوش ہوا اور ثریا نے زنگی سے اشارہ کیا کہ اسکو
ہدایت کرو شاید راہ راست پر آجاوے ثریا نے زنگی نے بفصاحت و بلاغت
تقریر کی کہ اے خونخوار ابن دجال مین نے سنا ہے کہ تو ابلیس پرست ہے
کیا یہ سچ ہے اگر درحقیقت تو شیطان کی پرستش کرتا ہے تو مین تجھسے
پوچھتا ہون کہ کیا تجھکو شیطان کے حالات سے آگاہی نہین ہے کیا تو نے
کبھی یہ نہین سنا ہے کہ شیطان سب کو گمراہ کرتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے
کہ جس نے لوگون کو بہکانے کا بیڑا اٹھا لیا ہے تو نے اس ملعون کو اپنا خدا بنا لیا
ہے میرا خیال ہے کہ تیرے مذہب سے زیادہ کوئی مذہب بدتر نہین اور تیرا یہ
طریقہ دین و دنیا مین تیرے واسطے بہتر نہین مین نے یہ بھی سنا ہے کہ کوئی شیطان
ہمیشہ ابن سخنگو نام تیرے ہمراہ رہتا ہے اور وہ تجھسے سب حال آئندہ
کہہ دیا کرتا ہے خونخوار ابن دجال نے جواب دیا کہ درحقیقت پہلے مین ابلیس
پرست تھا مگر اب آئینہ پرست ہون اور وہ بت زرین سخنگو در اصل لویادان
تھا وہ ابن دجال کے ہاتھ سے مارا گیا تب سے آئینہ پرستی مین نے اطاعت قبول
کی ثریا نے زنگی نے کہا کہ آئینہ پرستی اس سے زیادہ بدتر ہے گویا اپنا خدا آپ ہی
بنا یہ مذہب اس سے بھی زیادہ واہیات ہے اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا ہنسی
کی بات ہے بہتر ہے کہ خداوند حقیقی کو مان اور اسی کو پہچان کہ اس کے سوا کوئی
قابل سجدہ نہین اور سوا اس کے کوئی کسی کا بندہ نہین یہ سنکر خونخوار ابن دجال
نے بیچین ہوکر جواب دیا کہ مجکو قید کرکے جو چاہتے ہو کہہ سکتے ہو اور تم یہ سمجھتے ہو کہ مین مجبور و
بیکس و بے بس ہون اس واسطے میرے مذہب پر حملہ کرتے ہو اور ایک عیار کی
عیاری کے بھروسے پر اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہو ثریا نے زنگی نے جواب دیا
اگر زیر ہوگا پھر تو ہمارا مذہب قبول کریگا ہم بھی یہ نہین چاہتے کہ تجھ کو مجبور اور بے بس
کرکے تجھ سے زبردستی کوئی اقرار لین بہتر ہے کہ ہم سے مقابلہ کر اگر زیر ہوا تو

ہمارے خدا پر ایمان لاتا اور اگر غالب آتا تو اپنے لشکر مین چلے جاتا طویل نے یہ تقریر سن کر آہنگرون کو حکم دیا کہ اس کی زنجیر و بیڑی کاٹ دو خونخوار ابن دجال درحقیقت بڑا زبردست وطاقت ور پہلوان تھا اپنے ممالک مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتا تھا یہی وجہ تھی کہ لاکھون آدمی مطیع ہو کر اس کی فوج مین داخل ہوئے اور ہزارون سرداروں کو مار کر یہ خونخوار کہلایا جب اس نے بادشاہ کا حکم قید سے رہا کرنیکا سنا تو مثل تار عنکبوت کے ایک ہی جھٹکے مین زنجیرون کو توڑ کر پھینک دیا اور طوق و بیڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے طویل زنگی نے اس کو ایک دنگل کے اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ اس پر آکر بیٹھا ادھر تو یہ یہان بیٹھا ہوا ہے اور وہان اس کے لشکر مین جو دربان بارگاہ ہوشیار ہوئے تو کچھ شبہہ ہوا اندر بارگاہ کے جا کر دیکھا تو دیکھا کہ خونخوار ابن دجال مع فقیر کے غائب ہے اب سارے لشکر مین بلڑ ہو گیا کہ خونخوار مع فقیر کے غائب ہو گیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ وہ فقیر کوئی عیار تھا خونخوار کو بیہوش کر کے لے گیا بہتر ہے کہ سلطان زنگبار کے لشکر مین جا کر تجسس کرین یہان ثریا ئے زنگی نے دو گھوڑے سازویراق سے آراستہ و پیراستہ کر کے اسلحہ منگوائے اور خونخوار ابن دجال کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ یہ سب چیزین دو دو ہین ان مین سے ایک ایک اپنے واسطے منتخب کر لو خونخوار ابن دجال نے نیزہ و خود و زرہ و تلوار اور تمام سامان جنگ مین سے ایک ایک چیز اپنے لیئے پسند کی اور دریائے آہن مین غرق ہو کے گھوڑے پر سوار ہوا ثریائے زنگی بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلے کے لیئے تیار ہوا سلطان زنگی نے ثریائے زنگی سے کہا کہ اے برادر اول مین اس سے مقابلہ کرونگا کیونکہ میرے ہوتے ہوئے آپ کا مقابلہ کرنا مناسب نہین ہے یہ سن کر ثریائے زنگی نے کہا کہ گفتگو مجھ سے ہوئی ہے مجھی کو مقابلہ کرنا مناسب ہے کہ مین اس کا مقابلہ کرون مگر سلطان زنگی کو انتہا کا جوش تھا ثریائے زنگی نے بہت کچھ منع کیا مگر سلطان زنگی نے ایک نہ سنی آخر ثریائے زنگی مجبور ہو کر خاموش ہو رہا اور سلطان زنگی خونخوار ابن دجال کے مقابلے مین آیا دونون باہم دگر ور زن ہوئے کوئی تین قدم مرکب خونخوار کا پیچھے ہٹا اور [illegible] سلطان کا دونون نے نیزے سنبھالے خونخوار ابن دجال نے نیزہ [illegible] مارا سلطان نے سنان کو نوک سنان پر روکا نیزون سے چنگاریان نکلنے لگیں اور دونون شہسوار اس خوبصورتی سے نیزہ بازی کرنے لگے کہ دوست دشمن کے منہ سے صدائے احسنت و آفرین نکلی قریب سو طعن کے آپس رد و بدل ہوئی ایک مقام پر خونخوار ابن دجال نے نیزے کا وار کیا تو سلطان نے اس کے نیزے کو اپنے نیزے مین الجھا کے ایک ایسی ٹھیکی دی کہ نیزہ خونخوار کا ہوائی ہو گیا چہار جانب سے تحسین و آفرین بلند ہوئی خونخوار [illegible] نادم ہو کر میان سے تلوار نکالی اور پکار کر کہا کہ نیزہ بازی [illegible] کوئی چیز [illegible]

مردان عالم پھر ایک لڑائی کا تصفیہ تلوار سے کرتے ہین یہ کہکر لپکا اور جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا سلطان زنگی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ جوہر دار اوس دستبرد شہسوار سے سپر خیار تر کی طرح کٹ گئی اور تلوار سر مین آ ترکی سلطان نے چاہا کہ دستانہ مارے مگر تلوار بجلی کی طرح گلو تک پہونچ کے کھینچی ہوئی نکل آئی قضا جس بیچارے سلطان بے اختیار ہو گیا اور شاہ طویل زنگی بھی بیتاب ہو گیا اسی بیچ بے اختیاری رہی ہوئی ان دونون کے منھ سے نکل گیا کہ مارو اس قرمساق کو ہر چند ثریا نے زنگی ہان ہان کرتا رہا اور اوس نے چاہا کہ مین تنہا مقابلہ کرون مگر بادشاہ اور سپہ سالار کا حکم پاتے ہی سب سردارون نے اوس پر ایکدم سے حملہ کر دیا خونخوار بن دجال ایک نہنگانہ لڑنے لگا اور ثریا نے زنگی خاموش ہو کر الگ کھڑا ہو گیا دل مین کہتا تھا کہ یہ سردار کیا کہیگا کہ اکیلے آدمی پر اتنے لوگ پڑے اور تنہا کوئی اوس سے مقابلہ نہ کر سکا ادھر سرداران خونخوار بن دجال قریب لشکر زنگیان پہونچ چکے تھے اپنے مالک کے نعرے کی جو ان سے آواز سنی تو انھون نے بھی وہین سے للکارا اور تلوارین اپنی اپنی کھینچکر دریا کے فوج مین کود پڑے اور شناوری کرنے لگے انکے پیچھے باقی کل فوج بھی خونخوار کی آ گئی اور ادھر یہ تین لاکھ فوج بھی تیار ہو گئی بات کرتے مین دونون لشکر گٹ پٹ ہو گئے اور گھمسان کی تلوار چلنے لگی تلوارون کی بجلیان گرتی تھین نامرد خوف سے سہمے جاتے تھے اور بہادر سینہ سپر کئے ہوئے [illegible] دلیرانہ بڑہتے تھے ہر جانب سے نعرون کی گرج کلیجے ہلاتی تھی اور ہر سو سرون کا مینہ برس رہا تھا خون کا دریا نہایت زور و شور سے بہنے لگا اور لاشین تیرنے لگین موت کا بازار گرم ہوا سر فروشیان ہونے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بحر زخار بڑے ہی جوشش و خروش مین آ کر مل گئے ہین دونون فوجون کے [illegible] نے بڑھ کے خوش آیند آوازون سے دار فانی کی مذمت مین کچھ اشعار [illegible] شروع کئے اور اپنی اپنی فوجون کو جوش جرأت دلانے لگے اشعار

اے جوانان صف شکن دیکھو — نہین رہنا ہمیشہ یان تمکو
آخر اک روز سب کو مرنا ہے — سب کو دن زندگی کے بھرنا ہے
پھر ستم کیون رہے کوئی باقی — زندگی کسکی رہ گئی باقی
نہ رستم جہان مین نے سہراب — نہ ہے دارا جہان مین نے داراب
نہ سکندر رہا نہ ہے جمشید — نہ فریدون رہا نہ ہے خورشید
گو نہین انمین ہے کوئی باقی — نام ہین انکے پر ابھی باقی
ہان یہی وقت ہے شجاعت کا — ہان یہی وقت تو ہے جرأت کا
پیچھے ہٹنے نہ پائین پاؤن کہین — آگے بڑھنے کی بھی جگہ تو نہین
رستم اس وقت مین اگر ہوتا — وہ بھی جان اس لڑائی مین کھوتا
[illegible] اسکی تمہارے ساتھ ہی ہاتھ — آبرو بس تمہارے ہاتھ ہی ہان

دیکھو دشمن کی فوج گھٹتی ہے ایک حملے کی ہے کسر باقی		جتنا بڑھتے ہو تم وہ ہٹتی ہے گھوڑے سے رہ گئے ہیں سر باقی	

یہ اشعار پڑھ کر جانبین کے نقیبوں نے اس قدر جوش دلایا کہ ہر ایک نامرد مرد ہو گیا اس لڑائی میں رستم و اسفندیار کا نام گرد ہو گیا ہر ایک سپاہی یہ چاہتا ہے کہ اپنے غنیم کی کل فوج کو ایک دم سے قتل کر ڈالے ایک کو زندہ نہ چھوڑے اور اپنے نام پر نقارۂ فتح و ظفر بجوا دے ادھر تو یہ جنگ مغلوبہ بڑے زور و شور سے ہو رہی ہے اُدھر طرفین کے سرداران نامی و گرامی اپنے اپنے مقابل کے سرداروں کو ٹوک ٹوک کے لڑ رہے ہیں خونخوار بن دجال کے ایک سردار قسطل شتارن نامی نے ثریائے زنگی کو ٹوکا آگے بڑھنے سے روکا خبردار خبردار کہہ کے تلوار کا وار کیا ثریائے زنگی نے خالی دے کر جو ایک ہاتھ جنبیوں کا مارا گردن سے قلیستا تک تلوار اتر گئی اور ایک دم میں اس کی لاش تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو گئی فاخر بن سلطان بھی لڑتا ہوا چلا آ رہا تھا اور یہ ہاتھ جو ثریائے زنگی نے بڑی صفائی سے نکالا تھا اس نے بھی دیکھ لیا تھا بے اختیار واہ واہ کرنے لگا یہ تو ادھر محو چشم تھا ادھر پشت پر سے خونخوار بن دجال کے ایک سردار فرزیل گرز زن نامی نے ایک گرز جو آکر مارا تو فاخر بن سلطان کے بیٹھتے بیٹھتے وار کارگر ہو چکا تھا ایک ہاتھ تلوار کا اس صفائی سے نکال کر گھوڑے سے گرا کہ ادھر اس کی لاش تڑپ رہی تھی ادھر دشمن کا دم نکل رہا تھا اب ثریائے زنگی کو آ کر زرہا دقیل زور نے للکارا ثریائے زنگی اس کی آواز سن کر پہلو سے خونخوار بن دجال کے نعرے کی آواز آئی اب ادھر مخاطب ہوا اور یہ تھا ہی اسی فکر میں کہ خونخوار سے تنہا مقابلہ ہو خونخوار نے دوڑ کے تیغے کا ہاتھ مارا ثریا گھوڑے سے کود کے خالی دے گیا کیونکہ اس کا وار بلا سے بے درماں تھا روکنا عین حماقت تھا خونخوار بن دجال بھی گھوڑے پر سے کودا پھر دوسرا ہاتھ مارا پھر ثریائے زنگی نے خالی دیا اور جھپٹ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین کے خونخوار کے ہاتھ سے پھینک دے خونخوار پہلوان زبردست تھا تلوار اس نے نہ چھوڑی ثریائے زنگی نے دوسرا ہاتھ بھی اس کی کلائی پر ڈال دیا خونخوار نے مجبور ہو کر ہاتھ سے تلوار کو گرا دیا اور لپٹ گیا ثریائے زنگی نے چاہا کہ خونخوار بن دجال کو اپنا زور دکھائے ایک ہی حملے میں چاہا کہ بلند کرے قضا سے کارزرہا دقیل زور لڑتا ہوا یہاں پہنچ گیا اس نے جو یہ معرکہ دیکھا ایک برچھا لپک کے ثریائے زنگی کی پشت پر زور سے مارا سینے کے پار ہو کے اس پار نکل آیا اب ثریا بیتاب ہو گیا تڑپ کے زمین پر گرا یہ حادثہ دیکھ کر طویل زنگی کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا جھپٹ کر زرہا دقیل زور کے سر پر تلوار ماری اس نے سپر بلند کی تلوار جوہر دار سپر کو کاٹتی ہوئی سر میں زرہا کے در آئی زرہا دقیل زور نے دستانہ مارا طویل زنگی کی تلوار اچٹ کے بیٹھ گئی

ادھر پہلو سے خونخوار ابن دجال نے خنجر مارا طویل زنگی کے جگر کے پار ہو گیا
اور تڑپ تڑپ کر یہ بھی ٹھنڈا ہوا سلیم تیرانداز نے ہشام تیغ زن کو تاکا
کہ وہ بھی نقیبون عیاری لڑ رہا تھا سلیم تیرانداز نے ایک تیر ایسا تاک کر ہشام
کے سینے پر مارا کہ پشت سے نکل گیا وہ بھی جان بحق تسلیم ہوا شہیر سوار نے للکار کر
آواز دی کہ اے بہادران خونخوار اب بقیہ فوج کو بھی اکھیڑ کے مار لو سردار تو اسکے
مارے گئے اب یہ سب بے سردار کے ہین ان کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے کیونکہ شاہ
زنگبار اور سپہ سالار تک کام تمام آچکا ہے یہ سُن کر فوج زنگیان کے دل ٹوٹ گئے
اور سب کے جی چھوٹ گئے ایک تو یون ہی شمار مین کم تھے اب بے سردار ہو کر
بالکل مجبور و ناچار ہو گئے اور فوج حریف شیر ہو گئی پہلے سے زیادہ دلیر ہو گئی چند
ساعت مقابلہ کر کے فوج زنگبار نے شکست کھائی ڈیڑھ لاکھ آدمی قتل اور
زخمی ہوئے باقی ماندہ قید ہوئے اور کچھ آزاد ہو کر جدھر سینگ سمایا اُدھر چلے گئے
خونخوار ابن دجال نے طبل امان بجوایا فتح پائی اور قلعہ کا کل سامان ہاتھ آیا
سبھون نے کمرین کھولین ہاتھ سے ہتھیار رکھے کوئی اپنی جگہ پر آ کے بیہوش ہو گیا
کسی کا لوہا الٰہی ہین دم الجھا ہوا تھا خاتمے پر خود بھی ختم ہو گیا لاشین اُن کی اُٹھوا کر
دریا کے زنگبار مین ڈالی گئین زخمیون کی مرہم پٹی کی گئی قلعے پر آ کے خونخوار نے
قبضہ کیا مذہب آئینہ پرستی کا اعلان کیا اہل اسلام کو بلوا کے جلاوطن یا قید
کیا خونخوار سردار خونخوار تھا اس طرح بھی اپنا صید کیا جہان تک ہو سکا اسلام
کا نام مٹایا آئینہ پرستی کا سکہ چلایا مسجدین اور خانقاہین کھدوا کے آئینہ خانے
بنا کے گئے کل عمارات اسلامی گرا دئے گئے ہر طرح سے مسلمانون کی خبر لی
جہان تک ہو سکا اچھی طرح کسری تخت شاہی پر بیٹھ کے لاف و گزاف کرنے لگا
آئینہ بین و دیگر سے نسبت کا دم بھرنے لگا تمام سرداران و مشیران خونخوار ابن دجال
آ آ کے اپنی اپنی جگہ پر کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہو گئے ایک سردار نے پوچھا
کہ حضور آپ کے لشکر مین کیونکر آ گئے تھے ہم لوگون کو سخت پریشانی تھی کہ یہ
کیا حادثہ ہوا جو دفعتاً آپ گم ہو گئے تھے خونخوار ابن دجال نے جواب دیا کہ وہ
فقیر نمک حرام جس کو نوکر رکھ لیا تھا در اصل عیار تھا بڑا ہی مکار تھا مجھے سوتے
مین بیہوش کر کے اٹھا لے گیا یہان لا کر زنجیر و طوق مین خوب اچھی طرح
سے مسلسل و مطوق کر کے دربار مین لایا شہریار زنگی نے مجھ کو نصیحت کرنا
شروع کی مین نے کہا کہ یہ تو بڑی ہی نامردی ہے کہ قید کر کے ایسی باتین سناتے
ہو یہ امر مردانگی اور شجاعت کے خلاف ہے یہ میدان مصاف ہے اگر ایک
ایک آدمی کا مقابلہ کرے تو معلوم ہو کہ کون کیسا ہے اور یون تو جو کہو وہ بجا
درست ہے تو زنگی نے کہا کہ اچھا ہم تمہاری قید دور کئے دیتے ہین
مجھ سے مقابلہ کرو اگر زیر ہونا تو ہمارا مذہب اختیار کرنا ورنہ اپنے لشکر مین
چلے جانا مین نے اس شرط کو منظور کیا اُن کو دیا کہ آہن کو ملا کر

قید کو توڑ ڈالا میں کسی کا محتاج نہ تھا میں نے خود ہی ایک جھٹکے میں زنجیروں
اور بیڑیوں کو توڑ ڈالا اُس وقت میں مسلح و مکمل ہو کے گھوڑے پر سوار ہوا
سلطان زنگی نے مجھ سے مقابلہ کیا فوراً میرے ہاتھ سے مارا گیا ایسی تلوار
میں نے ماری تھی کہ سپر سمیت سر تک دو ٹکڑے ہو گئے بادشاہ نے گھبرا کے
سب سرداروں سے کہا کہ اس کو گھیر کے مار لو میں اب چاروں طرف لڑنے لگا
مجھ کو یہ لوگ سمجھتے تھے کہ مجھ اکیلے سے جس طرف کو رخ کیا صفوں کو پامال
[illegible] کر دیا تھا [illegible] اتنے میں تم سب لوگ آ گئے حالانکہ تم لوگوں
کی مجھ کو ضرورت نہ تھی ان سب کے لیے میں اکیلا ہی کافی تھا جب میں چاہتا
سب کو مار کر نکل جاتا غرض کہ اس طرح کے کلمات غرور و تکبر کے خونخوار زن
دجال ایک عرصے تک بکتا رہا اور سب سردار سر جھکا کے ہوئے سنتے رہے
اور ہاں میں ہاں ملاتے رہے اس کے بعد مشورہ ہوا کہ یہ خوشخبری حضرت
آتش پرست کو بھی پہنچانا چاہیے شاید وہ اس خبر کو سن کر بہت خوش ہوگا
خونخوار زن دجال نے اسی وقت ایک منشی کو بلایا اور اس سے حکم کیا کہ
شاہ حضرت آتش پرست کی خدمت میں ایک نامہ اس مضمون کا لکھو چنانچہ مضمون
یہ تھا اے شہنشاہ گیتی پناہ میں بعد قطع مسافت و طے مراحل ملک زنگبار
میں پہنچا [illegible] قلعہ [illegible] پر صف آرا ہوا کہ اتفاق سے ایک
عیار کی ہوشیاری [illegible] چل گئی اور وہ مجھ کو بیہوش کر کے اُٹھا لے گیا وہاں
لے جا کر آہنی قید کا بند و بست کیا اور اپنے نزدیک ہر طرح سے مجبور و
ناچار کر دیا [illegible] سپہ سالار اور بادشاہ زنگبار نے یہ ہدایت و نصیحت کی
کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور مذہب آتش پرستی چھوڑ دو کیونکہ یہ مذہب بالکل
خراب و واہیات ہے یہ سن کر مجھ کو اس قدر غصہ آیا کہ میں نے زنجیروں
اور تمام قید کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اس وقت سب سے پہلے میرا مقابلہ
سلطان زنگی سے ہوا یہ پہلوان اور سب سے بڑا زبردست و توانا اور
نامی سردار تھا گویا سارے لشکر کی جان تھا میں نے جو اس پر تلوار کا وار
کیا تو پہلے ہی وار میں مع سپر و خود و زرہ اور راکب و مرکب دو ٹکڑے
کر ڈالا پھر اس کے مرتے ہی اس کی فوج نے مجھ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا
میں نے [illegible] شاہی دریائے فوج میں غوطہ مارا اور تن تنہا تین لاکھ فوج
سے لڑنے لگا [illegible] گھنٹے اکیلا لڑتا رہا ہزاروں سرداروں کو جان سے
مار ڈالا [illegible] طویل زنگی شاہ زنگبار و شہریار کے زنگی سپہ سالار
سلطان زنگی و فاخر بن سلطان و زربا دفیل زور اور تمام سرداران
زنگبار مارے گئے اس کے بعد میرے سردار بھی سات لاکھ فوج کو ہمراہ
لے کر پہنچے دو گھڑی تو جنگ مغلوبہ ہو گئی ایک گھڑی میں [illegible] اور قلعہ
فتح کر ڈالا ہر طرف سے آواز الامان الامان بلند ہوئی ڈیڑھ لاکھ آدمی

جان سے مارے باقی لوگ قید و مطیع ہوئے بعد اُسکے چند نکل بھاگے ہونگے ورنہ
کسی کو بھاگنے کا موقع حتے الامکان نہیں دیا گیا قلعے پر آپ کے اقبال سے قبضہ
کر لیا ہے اور اب آپ کے حکم کا منتظر ہوں اور راہ دیکھ رہا ہوں کیونکہ آپ نے
تشریف لانے کا وعدہ کیا تھا اگر آپ کو ابھی تشریف آوری میں دیر ہو تو مجھے
اطلاع دیجیے تاکہ میں دیگر ممالک اسلام کا قصد کروں۔ خونخوار بن دجال
نے اِس مضمون کا نامہ لکھوا کر نستیج ہرزہ گو کو دیا کہ یہ بہت عقیل و سنجیدہ ہے اور
آداب شاہی اور قواعد نامہ بری سے واقف ہے یہ نامہ لے کر مع چند
جوانان جرار کے قطع منازل و طے مراحل کرتا ہوا شہر جوتیہ میں داخل ہوا
در بارگاہ پہ پہونچکر اطلاع کرائی کہ نامہ بر خونخوار بن دجال کا حاضر ہے امیدوار
باریابی ہے نستیج ہرزہ گو کے آنے کی خبر جوت آئینہ پرست کو ہوئی اُسی وقت
حکم باریابی ہوا نستیج حکم باریابی پاکر داخل بارگاہ ہوا جوت آئینہ پرست تخت پر
بیٹھا ہوا تھا گرد سرداران نامی اپنے اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے تھے نستیج
پہلے تو آداب شاہی بجالایا بعد اُسکے نامہ خونخوار کا دونوں ہاتھوں پر
رکھکر پیش کیا جوت آئینہ پرست نے میر منشی کو پڑھنے کا اشارہ کیا بموجب حکم
اُسکے پڑھنا شروع کیا جوت آئینہ پرست مضمون نامہ سن کر بہت خوش ہوا
اور جواب نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے دوست وفادار و اے خونخوار
نامدار و دلیر تمہاری اِس لڑائی کے فتح ہونے سے ہمارا دل بہت خوش
ہو گیا گویا تمہارا روے زمین پر کوئی مثل و نظیر نہیں اگر رستم و اسفندیار وہ
موجود ہوتے تو داد تمہاری بہادری کی دیتے اور حلقۂ اطاعت اپنے کان
میں ڈالتے اور صلصال بن دیو بن شمامہ بھی تمہاری شجاعت اور مردانگی
کی تعریف میں رطب اللسان ہیں لیکن اب اپنی جانب کا قصد جانب ملک
نیمچہ بار روانہ ہونے کا نہیں ہے کیونکہ اب تم اُس کو فتح ہی کر چکے ہو اُس طرف
جانا تحصیل حاصل ہے لہذا میرا قصد ہے کہ مع صلصال بن دیو بن شمامہ
و دیگر سرداران نامی و گرامی قلعۂ ذوالامان کی طرف روانہ ہوں راہ
میں نیمچہ بار ... طے کرنا پڑینگے اُن کے بھی حالات سے تمکو اطلاع
دینا خالی از فائدہ نہیں اول طولابہ سمرقندی کو قتل کرنا پڑیگا
پھر وزیر ... خان اور ... کو بیٹے ہوئے ہیں بعد ازاں قلعۂ ذوالامان کے
اوپر چڑھائی کرینگے وہاں پیر فخاری اور ملک قمرش بن سیوقیب
طوفانی اور القماش خون آشام اور مقبل خان اور دیگر سرداران
و ملازمان حمزہ صاحبقران سے مقابلہ سخت ہوگا بڑے بڑے معرکے پڑینگے
بہتر و مناسب ہے کہ تم بھی قلعۂ ذوالامان کی طرف جلدی روانہ ہو دیکھو ہو
... وقت پر اپنے کو وہاں پہونچاؤ اور جو راستہ کہ میں نے تم کو بتا دیا
... مالک ... کرتے ہوئے آؤ میں بھی عنقریب روانہ ہوتا ہوں

یہ نامہ لکھ کر رخصت آئینہ پرست نے شقیر ہمزہ کو دیا اور دو روز اُس کو آرام
دے کر روانہ کر دیا وہ تمام مسافت راہ کی طے کرتا ہوا مع اپنے ہمراہیوں کے
صحیح و سالم ملک زنگبار میں پہونچ گیا اور اپنے سردار کی خدمت میں حاضر ہوا
خونخوار بن دجال نے جواب نامہ جو پڑھا تو خوشی اور کبر و نخوت سے گدھے
کی طرح سے اور بھی پھول گیا جو کچھ الفاظ تکبرانہ باقی رہے تھے وہ بھی بک ڈالے
دو ایک روز خوب جشن ہوئے شبانہ روز ناچ گانا ہوتا رہا اور رات و دن
شراب و کباب کا شغل جاری رہا آخر کار روانگی کا انتظام ہونے لگا قرنبل گرزن
کو اُس قلعہ کی حکومت دی اور ساٹھ ہزار جوانان تہمتن اور دلیران صف شکن
کو اُس کی اور قلعے کی حفاظت کے لئے مقرر کیا اور سب سے اقرار و عہد اطاعت
قرنبل گرزن نے لے کر قلعے کو خوب مضبوط و مستحکم کرا دیا اُس کے بعد جہازات
کی تیاری کا حکم دیا کئی سو جہاز تیار ہوئے اور دریا کے کنارے میں لنگر زن
ہوئے خونخوار بن دجال اپنی نقصان فوج کو پورا کر کے اُن جہازوں کے
اوپر سوار ہوا مال و اسباب قلعہ از قسم جواہر قیمتی ہمراہ لے لیا اور جانب
ہندوستان روانہ ہوا اب یہاں سے کچھ حال اسد غازی بن کرب
غازی کا لکھا جاتا ہے کہ وہ قلعہ عنظلی آباد سے جانب قلعہ ہفت منظر
روانہ ہوئے تھے تاکہ خونخوار بن دجال کی خون آشامی کا بدلہ لیا جاوے
اور کفار کا خون اچھی طرح سے بہایا جاوے یہاں یہ حادثہ ہوا کہ ذر در گوش بن عظیم
بن دراج ذر در گوش نے قلعہ ہفت منظر سے الگ مع اپنے والد کے ایک
صحرا میں پوشیدہ طور پر بود و باش اختیار کی تھی لیکن مخبروں نے تمہید زور آزما
برادر تمہید زور آزما کو آکر یہ خبر دی کہ ایک عزیز دار بادشاہ کیوان فلک
رفعت کا ایک صحرا میں چھپا ہوا ہے تمہید زور آزما نے چند سواروں کو
حکم دیا کہ اُس شہزادے کو جا کر گرفتار کر لاؤ وہ بمجرد حکم پانے کے فوراً
اُس صحرا میں آکر موجود ہوئے بتلاش بسیار آکر ذر در گوش کو گرفتار کیا
اور گرفتار کر کے تمہید کے پاس لائے تمہید زور آزما نے اُس غریب
سے کہا کہ تمہاری جان کی خیر اُس امر میں ہے کہ تم مذہب ابلیس پرستی
اختیار کرو یہ سُن کر ذر در گوش نے تمہید کو جواب دیا کہ اے تمہید کیا
بیہودہ بکتا ہے جو مذہب ہمارے بزرگوں کا تھا وہی مذہب ہمارا ابھی ہے
ہم جان و مال کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے ہیں کہ اُس کے خوف سے اپنے
قدیم مذہب کو بدل دیں اور ہمارے نزدیک مذہب اسلام کے سوا کوئی دوسرا
مذہب حق نہیں ہے اُس مذہب کے آگے سب مذہب باطل ہیں اگرچہ
ایک زمانہ ہمارا وہ تھا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت نے مجھکو اپنا بیٹا
بنایا تھا اور اس قدر مجھ سے محبت کرتے تھے کہ میری تکلیف سے اُنکو تکلیف
ہوتی تھی مگر اب فلک نے یہ زمانہ دکھایا کہ نہ وہ خود رہے اور نہ میرا باپ ہی زندہ

ہے اور نہ سوائے خدا کے کوئی اور ہے کہ ایسی مصیبت اور خوف آبرو کے
وقت مین ہماری مدد کرے اب جو تیرے اختیار مین ہو تو اُس سے دریغ نہ کر اگر ہمارا
خدا چاہیگا تو ہماری اعانت کریگا اور اگر اُس کو یہی منظور ہے کہ ہم بھی اپنے
بزرگون کے پاس جائین تو بہت ہی مناسب و انسب ہے شہید پلید نے کہا کہ اگر
تمھارا خدا ایسا قادر ہوتا تو تمھارے بزرگون ہی کو کیون قتل ہونے دیتا ضرور
اُن کی مدد کرتا یہ بات دردر گوش کو اس قدر ناگوار ہوئی کہ وہ رونے لگا اور
اپنے دل سے دعا کی کہ اے پروردگار اگر تیری یہی مصلحت ہے کہ تو مجھے میرے
بزرگون کی خدمت پہونچا دے تو خیر مجھے اسکی بہت ہی خوشی ہے مگر مین یہ دعا کرتا ہون
کہ تو بہت جلد اس مردود کو اس گستاخی کی سزا دے تاکہ اسے بھی معلوم ہو جائے کہ
ہمارا خدا کیسا قادر و زبردست اور منتقم حقیقی ہے ادھر شہید نے جلاد کو حکم دیا کہ سر
میدان اس لڑکے کو قتل کرو اور فوراً لیجاؤ ادھر اسکی مان سینے ہوا سکے ساتھ گرفتار
ہوکر آئی تھی بیتاب ہو کر یہ دعا کی کہ اے پروردگار یہ معصوم بیگناہ ہے اسکو کفار لیجا
وہ قتل کرتے ہین اور اسکے بعد مجھے اپنی آبرو کا خوف ہے میرے پروردگار تو مجھے اس
ذلت سے بچانا اور اسکی گستاخی کا مزا چکھانا ادھر اسکی مان یہ دعا کر رہی اُدھر وہ حکم
قتل کے جلاد کو پہونچ چکے تھے شمشیر کھینچ ہی ڈالا تھا کہ جانب مشرق سے ایک غبار نمودار
ہوا لوگون کی نظر اُس طرف لگی کیا دیکھتے ہین کہ ایک شیر دلیر سامنے سے للکارتا ہوا اژدہا
بہرام کی طرح بڑھا چلا آرہا ہے اُس شیر نے پوچھا کہ میدان مین یہ کسکو قتل کرنے
لائے ہین لوگون نے عرض کی کہ حضور یہ دردر گوش بن دراج دردر گوش کو شہید
نے قتل کا حکم دیا ہے وہین سے جلاد کو روکا اور ایک ڈانٹ ایسی بتائی کہ اُس کے
ہاتھ سے تیغ چھوٹ پڑا جلاد سہم کر پیچھے ہٹ گیا اُس جوان نے اپنے ایک آدمی کو کہ جسکا
نام طلحہ بن [illegible] تھا شہید کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ یہ لڑکا کمسن ہے قتل کے قابل
نہین ہے بہتر ہے کہ اسکو چھوڑ دے شہید یہ سنکر بہت ہی چراغ پا ہوا اور کہنے لگا کہ
کیا فرعون ہوا اور مملکت و سیاست مین کیا دخل ہے مین جہان تک پاؤنگا نام خدا پرستان
مٹا دونگا تم اپنے جوان پہلوان سے کہدینا کہ تم اس معاملے مین دخل نہ دو [illegible] اور
ہمارا کام [illegible] طلحہ یہ سنکے اُٹھا کر ہمارا [illegible] ایسا ویسا نہین ہے جو [illegible] بات
کو ٹال جائے [illegible] بات تو ذرا سی ہے مگر اسکی مین خون [illegible] ہو جائینگے اور
کیا [illegible] کی جو اس نو عمر لڑکے کو قتل کرے گا طلحہ [illegible] اپنے لشکر [illegible]
واپس آکر [illegible] بیان کی جو اُن کو [illegible] آیا تو جلاد اور سپاہیون کو کہ [illegible]
[illegible] دردر گوش بن دراج دردر گوش تھا چھڑا لیا [illegible]
دردر گوش کو اپنی حفاظت مین لے لیا [illegible] زور آزما اس وا [illegible]
ہو کر [illegible] ہوا اور اپنے چند سردارون کو ہمراہ لیکر [illegible]
[illegible] کے فوج آیا اور للکارا کہ ای نو واردان و مسافران [illegible]
کون ہو اور [illegible] مذہب رکھتے ہو اور تمھین کیا حق تھا کہ ہمارے معاملے [illegible]

اوس جوان نے جواب دیا کہ اے خود سر و مغرور آگاہ ہو کہ ہم لوگ آتش پرست ہیں اور عورت آتش پرست کی خدمت میں جارہے ہیں یہاں ہم نے ماجرا عجیب دیکھا کہ کمسن بچے کو بیدا د ناشاد قتل کر رہا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ تمہارے حکم سے یہ بیگناہ قتل کیا جارہا ہے بڑا افسوس معلوم ہوا کہ ایسے کم سن معصوموں کو اپنی تیغ ظلم سے ذبح کرتا ہے یہ تقریر سنکر تہمید کو سخت غصہ آیا مغلوب الغضب ہو کر تلوار کھینچ لی اور اپنے سپاہیوں کو بھی للکار دیا اور جوان نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا جوان بڑی آن بان سے لڑنے لگا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ آگاہ ہو میں طلحہ بن عنظلہ تہمید لڑتا بھڑتا ہوا قریب طلحہ آرہا ہے اور طلحہ بھی اپنے زور بازو سے دشمنوں کو درہم برہم کرتا ہوا چاہتا ہے کہ تہمید کے نزدیک اپنے کو پہونچائے اور اس ظالم کو ظلم کا مزا چکھاوے آخر کار مقابلہ ہو ہی گیا تہمید نے جھپٹ کر تلوار کا وار کیا طلحہ نے دیکھا کہ ہاتھ اوٹھا وار سے بہت پھرتی سے نکالا ہے سر کام نہ دیگی یہ ضرب رو کنے سے تو رو کیگی فورا گھوڑے پر سے کود پڑا اوسکے وار کو برق کیطرح آنکھ سے اوجھل ہو کے خالی دے گیا اور خود ایک ہاتھ مارا تو سرکب تہمید کی گردن قلم ہوئی وہ بھی گھوڑے سے کودا دونوں پہلے سوار تھے اب پیادہ ہوتے حرب و ضرب پر آمادہ ہوئے تہمید نے ایک وار وار انیار اکر بیچ والا کیا طلحہ نے تیغ کو تیغ پر لگا تھا اور اوچھا وار اوسکے ایک ہاتھ پر مارا تیغ بید ریغ سر سے چیرتی ہوئی کے گردن تک کاٹتی ہوئی کھینچکر نکل آئی اور تہمید گر کر تڑپنے لگا تھوڑی ہی دیر میں تڑپ کر ٹھنڈا ہوگیا تہمید کی بیہ سردار فوج بیچارہ ہوئی کچھ لوگ نکل جانیکا موقع دیکھنے لگے کچھ خون کا بدلہ لینے کے لیے بے ہیکر دفعتہً دامن صحرا سے غبار بلند ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ایک آندھی بڑی زور شور سے آرہی ہے ایک لاکھ اسی ہزار کا لشکر جرار نمودار ہوا ایک دم سے سنیچے نقارون کی دھم دھم صحرا میں آواز گونجتی ہوئی پھیل گئی لڑنے والون کے ہوش پران ہوئے گھوڑے الف ہو کر پریشان ہوتے متواتر طرار سے کھرنے لگے بدحواسی کرنے لگے دفعتہً اس فوج ظفر موج نے دونوں فوجوں کو گھیر لیا اور اسد نے نعرہ کیا۔

اسد شاہ ہیرو ارم گردر روز جنگ		بار بطم فل شیر و حیرت ہم پلنگ	

اس آواز سے سب کی رہی سہی جان بھی نکل گئی آسمان تک آوازہ پہونچا زمین دہل گئی اسد نے گرشاسپ و نیلی کو للکارا اور جوش و خروش سے پکارا۔

ایا تاجہ دار یمن زمردی نشان		ایسان کیانی و لیرزگران	

طلحہ بن عنظلہ یہ معاملہ دیکھکر بہت گھبرایا دوڑکر اسد کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ یہ تو وہ مثل ہوئی نیکی بر باد گناہ لازم ہمنے تو ایک بیکس کی جان بچائی جسکی وجہ سے ہم پر یہ آفت آئی تہمید کو مارا اوسکی تمام سپاہ کو للکارا وہ مسلمان تھا جسکو میں نے اپنی حفاظت میں لے لیا آپ بھی اوسی مذہب کے معلوم ہوتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تنگ ہیں اور آمادہ جنگ ہیں اگر یہی ارادہ ہے تو بندہ بھی آمادہ ہے لیکن اوسکی بقیہ فوج کا قلع و قمع کرلون تو پھر آپ سے بھی فیصلہ کرلون اسد نے جواب دیا کہ ہم تم اوسی سے لڑنے کو آئے تھے تم سے کچھ مطلب نہیں بلکہ اگر تم نے کسی مسلمان پر احسان کیا ہو تو

گویا ہم پر بڑا احسان کیا یہ کہکر اسعد نے ابراہیم بن مالک کیطرف رخ کیا انھون نے بوق بجایا
اور اپنے زبانیون سبکو سمجھایا کہ گرشاسپ رودابیلی کی فوج کو چھوڑ دو اور تمہید کے لشکر
کیطرف منہ موڑو دوسرا بوق عدیل بن عادی کو سنایا گیا اور انکو یہ سمجھایا گیا
کہ دس ہزار سوار ہمراہ لیکر آگے بڑھ جائین اور قلعہ پر چڑھ جائین اودھر ابراہیم
نے چین چین کے فوج تمہید کو قتل و گرفتار کرنا شروع کیا اودھر عدیل بن عادی نے قلعہ
ہفت منظر کیطرف رجوع کیا یہان انتظام ہوا کہ لشکر ابراہیم بن مالک نے
تین صفین اسطرح جما دین کہ گویا حصار کی تین دیوارین اوٹھا دین طلیہ کے سوارون کو
نکل جانیکا موقع دیا اور تمہید کے سپاہیون کو پہچان پہچان کر مار لیا ایک دم مین سبکا فیصلہ
ہوگیا کوئی قید کوئی قتل ہوگیا گرشاسپ اور طلیہ آپسمین انگشت بدندان اور حیران و
پریشان تھے کہ ایسی قواعد دان فوج دیکھنے مین نہین آئی یہ چالاکی اور یہ پھرتی اور
یہ ہاتھون کی صفائی یہ نہین معلوم کہ یہ کون شخص کون صاحب جرأت و فہمت ہو کوئی شاہزادہ عالی
تبار معلوم ہوتا ہے چہرے سے وقار اور شان و شوکت آشکارا ہے نہین معلوم کس
آسمان خسروی کا ستارہ ہے حساب لگایا گیا تو ایک ہزار آدمی قید ہوا اور باقیہ
لشکر گرگ اجل کا صید ہوا ہے اب اسکو طلیہ نے لاکر بارگاہ مین باعزاز و اکرام [illegible]
مقام پر بٹھایا بہت کچھ تعریف شجاعت و لیاقت کرکے اپنا حال سنایا کہ ہم لوگ آئینہ
پرستی مین مصروف تھے پاس جاتے تھے اثنائے راہ مین یہ اتفاق ہوا کہ ایک بیگانہ اور
[illegible] لڑکے کو زیر تیغ جلاد دیکھا آنکھون مین خون اوتر آیا اوسکو اپنی حفاظت مین لیکر تمہید سے
مقابلہ کیا شکر ہے کہ فتح پائی اور پھر آپکی دولت دیدار ہاتھ آئی اسکے [illegible]
سے ملاقات کی تمام حالات پوچھے اور بہت افسوس کیا پھر ان فلک رفعت کو یاد کرکے آنکھون
مین آنسو بھر لائے اور بہت رنج ہوا اوسکے بعد قلعہ کی [illegible] معلوم ہوا کہ عدیل بن عادی
نے بہت آسانی سے قبضہ کر لیا ہے اور تمام فوج کفار کا قلع قمع کر دیا ہے اسعد نے گرشاسپ
اور طلیہ سے کہا کہ قلعہ خالی کرا لیا گیا ہے اب وہین چلکر قیام کرنا مناسب ہوگا گرشاسپ
کو اور بھی حیرت ہوئی کہ اسقدر جلد قلعہ کو کیونکر مسخر کر لیا بڑے ہی بہادر اور کارگذار لوگ
ہین غرضکہ تمام لوگ داخل قلعہ ہوئے صدائے مبارکباد بلند ہوئی سرداران اسعد وغیرہ دنگلون
اور قیدیون پر [illegible] فیروز ہوا اسعد سے گرشاسپ نے [illegible] کی بہت تعریفین کی اور کہا
[illegible] ہے مگر اپنے مذہب کا اس قدر پابند ہے کہ جلاد کی تلوار کے نیچے بھی اپنے
اپنی زبان اور دلکو قابو مین رکھا یہ نہ کہا کہ مین اپنے مذہب سے دست بردار ہوتا ہون اسعد نے
کہا کہ ہان ہم لوگون مین یہ بات کچھ ایسی اہم نہین ہے بالکل معمولی اور ایک
ایسا فرض منصبی ہے جو کسی وقت اور کسی حالت مین نہین بدل سکتا ہم
مین سے کسی نے سخت مصائب اور تکلیف کے حالت مین یہ خیال بھی
نہین کیا کہ دشمن سے ملجائین اور اوسکی ہان مین ہان ملائین یہ سنکر گرشاسپ
اہل اسلام کی تعریفین کرنے لگا اور کہا کہ اس سے بہتر اور کوئی بات قابل
ستائش نہین ہوسکتی اب گرشاسپ رودابیلی نے اسعد کا نام و نشان

دغا، ان پوچھا اسد نے کہا کہ میرا نام اسد بن کرب غازی ہے اور مین صاحبقران اول کا نواسا ہون میرے بزرگ تو خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہین اور یہان کفار ناہنجار نے قلعون مین شور و غل مچا رکھا ہے جہانتک پاتے ہین مسلمانون کو قتل کرتے ہین مین ایک اکیلا قلعہ بہ قلعہ شہر بہ شہر انکی سرکوبی کو جاتا ہون اور اپنی جان کھپاتا ہون اب آجکل خونخوار بن دجال بدخصال ہمارے قلعہ تباہ کرتا پھرتا ہے مین اوسکا پیچھا کر رہا ہون دیکھئے کب مقابلہ ہوتا ہے اور میرے دل کا حوصلہ نکلتا ہے گرشاسپ نے کہا کہ مین نے آپکا اور آپ کے بزرگون کا نام واقعہ نگارونکی تحریرون مین دیکھا ہے اور آپکی شجاعت و بہادری اور جنگ آزمائی بمقابلہ شہزادہ ایرج نوجوان تاریخون مین دیکھی ہے درحقیقت آپ نے جو کارنمایان کیئے ہین وہ کسی سے آج تک نہین ہوتے اور تمام سرداران صاحبقران آپکا نام بڑی عزت سے لیتے ہین اور ایرج تو آپ سے بہت دبے حالانکہ دعوے صاحبقرانی رکھتے تھے اسد بن کرب غازی اوسکی خوش بیانی اور کلمات تحسین و تعریف سنکر بہت خوش ہوا اوسکے بعد باری تعالی کی حقیقت و معرفت کے باب مین ایک عالمانہ مدلل تقریر کی جسکا اختصار یہ تھا کہ اے گرشاسپ ہمارا پروردگار اور مالک حقیقی خدا عزوجل ہے جسکو تم لوگ خدا کہتے ہو وہ خدا نہین اور ہمارا خدا وہ خدا ہے جو سب پر حاکم اور قادر ہے اور اوسکو کسیطرح کا زوال نہین ہوا اور نہ ہوگا وہ ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہیگا تمام مخلوق اوسی نے پیدا کی ہے اور سوائے اوسکے کوئی پرستش کے قابل نہین ہے تم لوگون کے جسقدر خدا تھے وہ سب مثل ہمارے تمہارے ایک مخلوق تھے کہ پیدا ہوکر فنا ہوگئے نہ وہ ہمیشہ سے تھے اور نہ ہمیشہ رہسکے ان مخلوقات مین سے بعض کسیقدر صاحب کمال یا بہادر و شجاع تھے اس لیے انھون نے گمراہ ہوکر دعوی خدائی کیا بیوقوف اور جاہل لوگون نے اونسے ڈرکر یا کسی طمع اور غرض سے تسلیم کرلیا مگر تم نے دیکھا ہوگا کہ اکثر انکا رفتہ رفتہ فنا ہوگئے تو جسطرح سب لوگ خدا کی مخلوقات مین شامل تھے اوسیطرح وہ بھی خدا ایسا ہونا چاہیئے کہ جسکو زوال نہو اور اوس نے سب کو پیدا کیا ہو کوئی اوس سے وحدت مین زیادہ نہو۔ بقول شاعر ؎

جس نے ہے پیدا کیا افلاک کو
خاک کو پر نور سر تا پا کیا
لائق حمد خالق اکبر وہ ہے
ہی یہ ادنی وصف اس خلاق کا
ہے عجب وہ صانع رنگین نگار
یہ نگارستان عالم کا چمن
اسنے دکھلا ئین بہارین بیشمار
ہے وہی بس قابل حمد و ثنا

نور ایمان جس نے بخشا خاک کو
قطرۂ ناچیز کو دریا کیا
خالق اشیائے بحر و بر وہ ہے
باغبان ہے گلشن آفاق کا
جس نے پیدا کین بہارین بیشمار
ہے نسیم لطف حق سے خندہ زن
گل کھلائے سیکڑون لاکھون ہزار
جسکی ہے فی ابتدا فی انتہا

وہم اس رہ مین قدم فرسودہ ہے — اور یا سے تہ فہم خواب آلودہ ہے
دیکھ و عقل و فہم ہی یان نارسا — ادعا عرفان کا ہے محض افترا
صد گیا کیون طبیعت و تنگ ہے — فاہمہ میدان ثنا مین لنگ ہے
کس سے اسکی قدرتون کا ہو حساب — جس کے دریا کا فلک ہی اک حباب
کس زبان سے ہو ادا اوسکی ثنا — پھر سمجھے کیا بندہ کی عقل نارسا
وہ نہین محتاج توصیف جہان — ہم سے کیا ہو سکی قدرت کا بیان
ذات اوسکی بے عدیل و بے مثال — پاک بے ہمتا قدیر و ذوالجلال
اوس سے روشن ہی زمین و آسمان — اوسکی قدرت کی ہین سب نیرنگیان
کن کے کہنے سے کیا عالم بپا — اور جب چاہے اوسے کردے فنا
خاک کے پتلے کو وہ گویا کرے — قطرہ ناچیز کو دریا کرے
نار کو دم مین گلستان وہ کرے — مور کو دم مین سلیمان وہ کرے
بس سبک رفتار روک تو اپنا قلم — مرسلون نے بھی نہین مارا ہے دم

لہذا ہمارے مذہب کے سوا باقی جسقدر مذہب ہین وہ سب باطل ہین اور ہمارے سوا تے کوئی حق پر نہین ہے تمہارا اعتراض فرقہ آئینہ پرستی ہے آئینہ کو سجدہ کرنا کسقدر سادگی اور یہ سادہ لوحی کی بات ہے یا تو وہ شیشہ ہے یا اوسمین اپنی صورت نظر آتی ہے شیشہ تمام کاریگرون نے بنایا ہے اور ہم جب چاہتے ہین اوسمین صورت نظر آتی ہے تو اگر اوس شیشہ کو خدا سمجھتے ہو تو وہ ایک بہت معمولی و صاف شے ہے جو کہ ڈھال کے تختون اور سانچون کی شکل بنا کر چوکھٹون مین جڑ دی جاتی ہے تا کہ انسان اوسکے ذریعہ سے اپنی صورت کے عارضی عیوب دیکھکر دفع کر دے اگر بال پریشان ہون تو انکو درست کر دے اگر کہین خاک یا تنکا لگا ہوا ہو تو اوس سے اپنے چہرے کو صاف کر دے بس آئینہ اسی لیے بنایا گیا ہے اور وہ بہت جلد ٹوٹ سکتا ہے جب ہم چاہین اوسکے ٹوٹ پھوٹ کے برابر کردین تو وہ شیشہ کسیطرح ہمارا تمہارا خدا نہین ہو سکتا ہے جسپر ہمکو اختیار حاصل ہے اوسکو ہمپر کوئی غلبہ اور اختیار نہین اب رہا عکس تو یہ ایسی عارضی اور فانی شے ہے کہ ہمارے روبرو ہونے سے وہ موجود ہو جاتی ہے اور ہمارے علیحدہ ہونے سے وہ معدوم ہو جاتی ہے تو جو چیز ہمارے قبضہ قدرت اور اختیار مین ہو بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ جو شے ہمارے تابع ہو ہم اوسکے بندے اور پرستار کبھی نہین ہو سکتے کیونکہ ہم سے وہ ذلیل اور ہمارا محکوم و تابع ہے تیسری شے اوسمین ہماری صورت ظاہری ہے تو گویا خود پرستی یہ بھی عقل کے خلاف ہے کہ ہم اپنے خدا بنین کیونکہ خدا اور بندہ دونون چیزین علیحدہ علیحدہ ہین نہ کہ ایک اور ان دونونکو ایک کر دینا بالکل عقل و قیاس کے خلاف ہے کوئی شے اپنی خالق نہین ہو سکتی اور نہ اپنی مخلوق ہو سکتی ہے چنانچہ تم اگر غور کرو گے تو معلوم ہوگا ہر ایک چیز کو کسی نہ کسی نے بنایا ضرور ہے خود بخود کوئی شے نہین بنی ہے جب کبھی کسی شے کی تحقیقات کرو گے تو معلوم ہو جائیگا کہ اسکا موجد اور صانع فلان شخص ہے اسیطرح ہم سب آدمی اگرچہ بظاہر اپنے والدین کے بنائے ہوئے ہین مگر درحقیقت ہم سبکا خالق

حقیقی وہی خدا ہے جو برحق ہے اور اوس نے سبسے پہلے ایک آدمی بنایا تھا اپنے دست قدرت سے اوسکے جسم کو تیار کرایا اور اوسکے اندر روح پھونکی اور پھر ایک عورت بھی اوسکے پہلو سے پیدا کی اور اسکے بعد اون دونون کے ذریعہ سے اور انسان ہوتے پھر یہ خلقت بڑھتی گئی یہانتک کہ ساری دنیا آباد ہو گئی خدا نے یہ دنیا اور آسمان وغیرہ ہماری خلقت سے پہلے پیدا کر دیئے تھے غرضکہ وہ ایک اکیلا خدا ہے اور اوسکے سوا کوئی قابل پرستش نہین اگرچہ وہ ہمکو ان آنکھون سے نظر نہین آتا مگر اتنی عقل خدا نے ضروری دی ہے کہ ہم یہ سمجھین اور غور کرین کہ ہم سب مخلوقات خود بخود نہین پیدا ہو گئے بلکہ ہم سب کو اور ان تمام آسمانون اور زمینون اور تارون اور ستارون کو کسی نے ضرور بنایا ہے پس جس نے بنایا ہے وہی ہمارا خدا ہے اور وہ ہمکو کیونکر نظر آ سکتا ہے جبکہ ہم مین اتنی قابلیت ہی نہین کہ ہم معمولی درجہ کی لطیف چیزون کو بھی دیکھ سکین مثل عقل اور روح کے کہ اوسکا دیکھنا ہماری قوت سے باہر ہے بلکہ ہوا کو بھی ہم نہین دیکھ سکتے چہ جائیکہ خدا تعالی کہ محض لطیف اور غیر جسم ہو اوسکو ہم دیکھ سکین ہان اوسکو ہم مین صرف وہ لوگ دیکھ سکتے ہین جو دل کی آنکھون کو کام مین لاتے ہین اور جو اوسکے عاشق صادق ہین اونمین یہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اوسے دیکھ سکتے ہین اور وہ وہی خدا ہے جسے آپ لوگ خدائے آسمانی اور خدائے نادیدہ کہتے ہین الغرض خوشبیانی کے ساتھ توحید خالق ارض و سما بیان کی کہ جو زنگ کفر گرشاسب رودیلی اور طلحہ بن عبداللہ کے آئینہ دل پر چھایا ہوا تھا وہ اس بیان فیض آثار سے بالکل دور ہو گیا اور دل اونکا مانند آئینہ کے صاف وشفاف ہو کر مقر اسلام ہو گیا اسد بن کرب غازی سے کہا کہ جو شخص آپکے مذہب مین داخل ہونا چاہے وہ کیا کرے اسد غازی نے اوسکو کلمہ طیبہ تلقین فرمایا یہ مرد حق پسند از سر صدق مسلمان ہوا اور بعد اوسکے اپنے لشکر سے کہا کہ مین نے تو دین اسلام اختیار کیا تم مین سے جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب برحق کو اختیار کرے اور جسے نہ منظور ہو وہ چلا جائے سب نے کہا کہ ہم آپ کے تابع ہین جو مذہب بادشاہ کا وہ ہمارا مذہب اب اسد غازی کو جسقدر رفاقت منظر کے بربادی کا رنج تھا اوسیقدر بلکہ اوس سے زیادہ ان لوگون کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوئی کیونکہ یہ دونون سردار نہایت قوی دل اور بہادر تھے انکی جرات کا حال آئندہ داستانون مین اپنے موقع اور محل پر ظاہر ہوگا۔ اسد غازی نے گرشاسپ گرد سے کہا کہ آپ یہان کی حکومت اپنے اختیار مین لین اس لیئے کہ اعظم ذوذونز کوشش ابھی بچہ ہے اور آپ اسکے محسن و جان بخش ہین گرشاسپ رودیلی نے عرض کیا کہ مین قدم مبارک آپکے چھوڑنا اچھا نہین سمجھتا اگر بادشاہی ہفت کشور بھی ہاتھ آئے تو آپکے قدمون سے دور نہون اسد غازی نے فرمایا کہ اے برادر من مین خانہ بدوشون کی طرح ہون مجھے ایک مقام پر رہنا پسند نہین تم میرے ساتھ کہان تک تباہ پھروگے۔

آوارہ و سرگشتہ نہ دلوارہ ور سے کے	سایہ کیطرح ہم نہ ادھر کے نہ اودھر کے

اب ان تکلیفون کو کیونکر برداشت کر سکین گے کیونکہ یہ بات عادت پر موقوف ہے

مین بچپن سے عادی اسکا ہون میرے واسطے دامن صحرا آغوش مادر ہے آپ اپنے
عیش کو نہ ترک کرین مین بطیب خاطر کہتا ہون کہ آپ حکومت یہان کی اختیار کرین
گرشاسپ نے کہا کہ غلام تو عرض کرچکا کہ آپ ہی کے دامن دولت کے سایہ مین رہونگا
اور انشاء اللہ مرتے دم تک یہ قدم نہ چھوڑونگا اب اسد بن کرب غازی نے اپنے
فرزند دلبند یعنے معروف بن اسد کو بلایا اور گرشاسپ رودنیلی کیطرف اشارہ کرکے
فرمایا کہ انکی فوج کا لباس مثل ہماری فوج کے کرو اور طلحہ بن عنظلہ کو تم اپنے گروہ
کے ساتھ رکھو حسب الحکم اسد دلاور معروف نے سب انتظام کردیا اب اسد غازی نے
خطیر در گوش کو تخت پر بٹھالا اور فنون سپہ گری سکھانے والے استاد اس بچہ پر معین کیے
ہنوز کوچ نہین کیا تھا کہ دیکھا ایک نوجوان آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چلا آتا ہے اسنے
آکر اسد کو مجرا کیا اسد نے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے عرض کیا کہ حال میرا قابل بیان
نہین ہے اگر آپ سنین گے تو بہت رنج فرماینگے مین نے آپکی آمد کا حال جو سنا
تو اپنا ماجرا بیان کرنے چلا آیا اسد نے فرمایا کہ پھر کیون نہین بیان کرتا اسنے کہا کہ خیر
میرا حال تو یہ ہے وہ ہے آپ کے والد ماجد کے پرنانا یعقوب شاہ اندلسی کو مع لشکر
غضنفر اور ابن دجال نے بیابان پوشیدہ مین پھونک دیا یہ سنکر اسد دلاور بہت
روئے اور کہا کہ اب وہ حرامزادہ کہان گیا ہے اوس نے عرض کیا کہ ملک نمرلکیار
کی طرف گیا ہے وہان جاکر دیکھیے کیا آفتین برپا کرتا ہے پوچھا کہ حاکم اندلس کسے
مقرر کیا ہے کہا اپنے ایک سردار کو کہ نام اوسکا فرنبیل مشت زن ہے مین خبر
آپکی سنکر اسطرف آیا تھا الحمد للہ کہ آپکے قدمبوسی حاصل ہوگئی اسد نے نام اوسکا
پوچھا کہا غلام کو نہین پہچانا مین خانہ زاد ہون ادریس بن اندلس
میرا نام ہے اسد غازی نے اوسکو گلے سے لگایا اور عیار ہوشیار جانکر
اسد ثانی سے کہا کہ اے فرزند یہ اوسکا بیٹا ہے جو ہمارے والد ماجد کرب غازی
کا عیار تھا تم اسے بھائی اپنا سمجھکر اپنا عیار مقرر کرو اور اپنے ساتھ رکھو پھر یہ
باسہائے عیاری اوسکو منگوا دیے لباس بدلوا دیا ادریس بن اندلس
اسد ثانی کے ساتھ ہولیا اب شاہزادہ اسد غازی نے معروف بن اسد طلحہ بن عنظلہ
اور گرشاسپ کردکو پہلے مقدمۃ الجیش بناکر روانہ کیا اور معروف کو سمجھا دیا کہ جبتک
تم قریب اندلس کے پہونچنا طلحہ بن عنظلہ اور گرشاسپ کے مسلمان ہونے کا حال
ظاہر نہ کرنا بعد اسکے خود بھی مع کل لشکر کوچ کرکے طرف شہر اندلس کے روانہ
ہوئے اب اول منزلون کو طے کرتے ہوئے گرشاسپ رودنیلی اور طلحہ بن
عنظلہ اور معروف بن اسد قریب شہر اندلس کے پہونچے اوس طرف اہل
قلعہ نے جو گرد آمد لشکر کی دیکھی چار سوار پے دریافت حال روانہ کیے
یہ سوار گھوڑے دوڑا کر قریب لشکر معروف بن اسد کے آئے دیکھا کہ ایک
بادشاہ ساتھ ہزار سوار سے چلا آتا ہے انھون نے مؤدب ہوکر سلام کیا گرشاسپ
نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کسواسطے آئے ہو ان سوارون نے عرض کیا کہ ہمارے

بادشاہ نے ہمکو دریافت حال کے واسطے بھیجا ہے کہ آپ کہان سے آتے ہین اور کیا
ارادہ رکھتے ہین اور مذہب آپکا کیا ہے گرشاسپ رودیلی نے اپنا نام بتایا اور کہا
کہ مین اس ارادہ پر چلا ہون کہ جہان خداپرستون کو پاؤن اونھین قتل
کرون مین نے سنا کہ بادشاہ تمہارا ہمارا ہم مذہب اور گشتہ خداپرستان
ہے مجھے شوق ملاقات پیدا ہوا اسی غرض سے اسطرف آنکلا ہون سوارون نے
کہا کہ یقین تو ہے کہ بادشاہ ہمارا آپ سے بہت خوشی کے ساتھ ملے ہم جاکر اطلاع
کرتے ہین گرشاسپ تو اسے مقام پر ٹھہرے اور سوار گھوڑے اوٹھائے ہوئے
فرسیل شکست رزن کے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا یہ سنکر فرسیل
بہت خوش ہوا اور برائے استقبال آیا اور کہا کہ آپ قلعہ کے اندر تشریف لے چلیے
گرشاسپ رودیلی نے کہا کہ جب ہم اور آپ ایک ہین تو تکلف کس بات کا ہے
چلیے فرسیل گرشاسپ کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا اور نہایت اعزاز سے مہمان کیا
گرشاسپ رودیلی نے کہا کہ آپ کچھ متفکر سے معلوم ہوتے ہین فرسیل نے
کہا کہ جی ہان اوسکا ایک سبب ہے وہ یہ ہے کہ مین نے سنا ہے کہ اسد نامی
کوئی شخص پیدا ہوا ہے کہ وہ مذہب اسلام رکھتا ہے اوسنے تمام ملک توہید قلعہ خونخوار
بن دجال کے اپنے قبضہ مین کر لیے اور سردارون کو خونخوار بن دجال
کے قتل کر ڈالا وہ ایسا زبردست ہے کہ کوئی اوس سے عہدہ برآ نہین ہو سکتا
مجھے یہ خوف ہے کہ کہین وہ اسطرف بھی نہ آئے اسی خیال سے مین متفکر ہون یہ
تو مین چہرہ ہوائی ہین گرشاسپ ہنسا اور کہا کہ مین تو دعا مانگتا ہون کہ وہ جلد
آجائے تو میرے اوس سے مقابلہ ہو دیکھنا تمہارے سامنے کیا حالت کرتا
ہون کیون بھئی ظالم تمہارا کیا خیال ہے ظالم نے کہا حضور بھلا آپ سے وہ
کیا مقابلہ کریگا عالم مین کوئی بھی آپ سے عہدہ برآ نہین ہونے کا
اب فرسیل کے دل کو تقویت ہوئی کہ یکایک ازپردہ بیابان گرد سے برپا ہوا
مگر گرد تیرہ وتیرہ خیرہ وخیرہ سرگرد برآسمان رسیدہ دیا سے گرد درنظر بلند
بعدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیابان پوشیدہ کیا جاتا ہے ایک آندھی اٹھی ہی
فرسیل نے گھبرا کر ہرکارے بھیجے دریافت حال روانہ کیے ہرکارے
گئے اور کچھ دیر کے بعد آکر عرض کی کہ حضور وہی بلا آئی ہے جسکا آپکو خوف
تھا یعنی اسد کا لشکر چلا آتا ہے یہ سنکر فرسیل کا رنگ فق ہو گیا
گرشاسپ نے کہا کہ آپ پہلوان ہو کر ڈرے جاتے ہین جب ابھی سے
آپ کی یہ حالت ہے تو بر وقت مقابلہ کیا ہوگا بڑے تعجب کی بات ہے
کہ سنی سنائی بات کو آپ مان لیتے ہین ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جس وقت مقابلہ ہو نرم گرم کا حال کھلے اب یون تو لوگ ہر ایک شخص
کی ہوا باندھ دیتے ہین اسکا کچھ اعتبار نہین آپ لشکر اپنا قلعہ سے
نکالیے ہم آپکے ساتھ ہین پہلے ہم لوگ مقابلہ کرین گے اگر آپکا بہادر دیکھیگا

قلعہ میں آکر پھاٹک بند کر لیجئے گا ایسا اسکو ورغلاتا کہ فرسیل مشت زن راضی ہوا اور لشکر کو لیکر قلعہ سے نکلا معروف بن اسد تو دس ہزار سوار سے قلعہ میں رہا کہ اگر یہ پلٹ کر قلعہ کا رخ کرے تو پھاٹک بند کر دیں اور گرشاسپ دیلمی نے آگے طلحہ بن حنظلہ اور فرسیل مشت زن کو کیا اور تھوڑی سے فوج بھی طلحہ کے ساتھ کر دی اور بعد اسکے فرسیل کی فوج ہوئی اور پیچھے اس فوج کے اپنی فوج کی بھی صف بندی کی اور قلعہ سے نکل کر باہر آئے اب یہ لوگ اپنے اپنے کام سے ہوشیار ہوکر کھڑے ہوئے کہ یکایک دامنہ کوہ کا شگافتہ ہوا اور دل گردنے سے نعرہ تکبیر اللہ کی صدا آئی اور اسد دلاور مع فوج ظاہر ہوا فرسیل مشت زن نے طلحہ بن حنظلہ سے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ کیسا دلیر و بہادر ہے کہ فوج قلیل سے کس طرح چلا آتا ہے کہ اسے کوئی بھی خوف نہیں ہے یہ سنکر طلحہ بن حنظلہ نے کہا کہ اونکا تو کیا ذکر ہے تیرے لئے تو اونکے ملازم و خادم بھی بہت ہیں فرسیل نے کہا یہ کیسا طلحہ بن حنظلہ نے ہاتھ کمر میں ڈال دیا اور کہا کہ زور کر کے آزمائش کرلے فرسیل نے کہا آزمائش کی ضرورت نہیں جلد خبردار ہو جا کہ دشمن قریب آگیا ہے اوسکی خبر لو طلحہ بن حنظلہ نے کہا دشمن تو بغل میں ہے اور تجھے خبر نہیں یہ کہکر بزور کھینچا تو فرسیل مشت زن کو قاش زین سے اوٹھا لیا اور ہاتھ پر بلند کر لیا فرسیل پکارا کہ یہ کیا حرکت ہے تم تو کہتے تھے کہ ہم تمہاری طرف سے لڑینگے طلحہ بن حنظلہ نے کہا بیوقوف کافر کیطرف سے مسلمان مسلمان سے لڑے گا تو بکتا کیا ہے میں طلحہ بن حنظلہ غلام اسد غازی فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ سردار گرفتار ہو گیا بھاگنے کا قصد کیا لیکن آگے فوج طلحہ بن حنظلہ کے تھے ان لوگوں نے روکا اب چاہا کہ پلٹ کر داخل قلعہ ہوجائیں اسطرف فوج گرشاسپ سدراہ ہوئے اودھر اسد دلاور نے قریب پہونچکر جو بوق پھونکے فوج نے گھوڑے اوٹھا دیئے اور چاروں طرف سے آکر گھیر لیا اور راہ گریز ہر طرف سے مسدود کر دی اب تو سب کے سب گھبرائے گرشاسپ نے کہا کہ ہتھیار رکھدو تو جان بچیگی ورنہ سب قتل ہو جاؤ گے اور یہی آواز اسد بن کرب غازی نے بھی دی اس کشمکش میں سوار ہتھیار ڈال دینے لگے اور شمشیر زین پر رکھ دی ایک ایک قزاق نے ایک ایک سوار کو باطمینان تمام باندھ لیا طلحہ بن حنظلہ فرسیل مشت زن کو ہاتھ پر بلند کئے ہوئے تھے فرسیل مشت زن نے کہا کہ کونسی دوستی تھی کہ تم نے میری فوج کو گرفتار کرا دیا اور مجھے اپنے قابو میں کر لیا طلحہ بن حنظلہ نے جواب دیا کہ او ملعون تو اسی قابل تھا جو تیرے ساتھ کیا گیا بلکہ اس سے زیادہ ہونا چاہیئے اسد بن کرب غازی نے جب گرفتاری لشکر سے فراغت پائی تو اسد بن کرب غازی نے حکم دیا کہ جنگل کاٹ کاٹ کر لکڑیاں ڈھیر کرو اور جسقدر روغن ممکن ہو وہ لاکر چھڑک دو تاکہ ان ملعونوں کو میں بھی اوسی طرح پھونک دوں جسطرح ان ظالموں کے ہاتھ سے

اہل اسلام پھونکے گئے ہین یہ حکم پاتے ہی قزاق روانہ ہوئے اور جسقدر لکڑی قلعہ سے ممکن ہوئی وہ لاکر ڈھیر کی اور باقی جنگل کٹوا کر انبار کرا دیئے اور ان لکڑیون کا ایک قلعہ سا بنا کر تیار کیا اور فرسپیل مشت زن کو مع لشکر اوس قلعہ ہیزم مین بند کرکے لکڑیون پر تیل ڈال کر آگ لگا دی اور شعلے بھڑک کر چلے یہ دیکھکر کفار فریاد کرنے لگے کہ ہمین پناہ دو مگر اسد بن کرب غازی دلاور نے ایک نہ سنی اور یہ جواب دیا کہ تم وہی ظالم ہو جنہون نے اہل اسلام کو پھونکا ہے اب مجھے بغیر خونخوار بن دجال کو مارے قرار نہ آئیگا کیونکہ تمہاری طرف سے دل جلا ہوا ہے کلیجے تک آبلے پڑے ہوئے ہین غرضکہ یہ سب کافر جلکر خاک ہوگئے اب اسد بن کرب غازی اوس مقام پر آئے جہان خونخوار بن دجال نے خدا پرستون کو پھونکا تھا اسد بن کرب غازی نے سوا خاک اور کچھ نہ پایا پہلے تو اسد بن کرب غازی ان سب کے حال پر ملال پر بہت روئے اوسکے بعد ایک گڑھا کھدوا کر تمام خاک جمع کرا کر اوس گڑھے مین دفن کرکے نشان قبر کا بنا دیا اور اوس پر ایک پتھر نصب کر دیا جسپر کچھ اشعار عبرت آمیز حال مین ان سوختہ بختون کے تھے بعد اسکے گنج شہیدان پر فاتحہ خیر پڑھا اور وہان سے پلٹ کر داخل قلعہ ہوئے اور طلحہ بن عنظلہ کی نہایت تعریف کی کہ تم نے کیا اشارون پر کام کیا ہے فضلان شاہ کو یہان انتظام کے واسطے چھوڑا اور فرمایا کہ ہم قلعہ زنگبار کیطرف چلتے ہین تم جلد یہان کا انتظام کرکے ہمارے پاس آؤ اور صرف ایک ہزار آدمی فضلان شاہ کے حوالے کیا اور کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ زنگبار کیجانب روانہ ہوئے فضلان شاہ نے مقبرہ تعمیر کرنا شروع کیا شہر کا انتظام کیا ادھر اسد بن کرب غازی نے رہبری کرنا شروع کی کہ کسیطرح جلد قلعہ زنگبار تک پہونچون ایسا نہو کہ زنگبار بھی مثل اندلس کے برباد ہو جاوے انکو تو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیئے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ خونخوار بن دجال نے جسوقت بربادی شہر زنگبار سے فراغت پائی تو دست تعدی اسکا ہندوستان کیطرف دراز ہوا اور مع لشکر جہازون پر سوار ہو کر جانب ہندوستان روانہ ہوا جسوقت راہ دریا طے ہوئی اور جہازون نے لنگر کیا اہل ہند سمجھے کہ جہاز زنگبار کے آتے ہین اکثر لوگ دیکھنے کو آئے تو یہان ایسا کرنا ہنگامہ [illegible] خونخوار بن دجال کو دیکھا ان لوگون مین ہرکارے کا باد [illegible] ستان شہپال ہندی کے بھی تھے یہ خبر دریافت کرکے [illegible] اگر بیان کیا کہ کوئی کافر ہے کہ نام اوسکا

خونخوار بن دجال ہے وہ فوج بیشمار سے آیا ہے سنہپال ہندی نے
عادل شیردل اور فاضل شیردل اور طلحہ بن للندھور سے کہا
کہ تم جاؤ اور حال اس کافر بدکیش کا دریافت کرو کہ کس قصد سے آیا ہے پس یہ
تینون دلیر تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب سرحد روانہ ہوئے جسوقت
قریب لشکر خونخوار بن دجال پہونچے دیکھا کہ فوج بے شمار اس کے ہمراہ ہے
اور سرحد ہند میں لشکر اوترا ہوا ہے یہ دیکھکر انکو بہت غصہ آیا اور اوسطرف
خونخوار بن دجال کو خبر ہوئی کہ بادشاہ ہندوستان کی جانب سے تین
سردار آتے ہوئے ہیں خونخوار بن دجال نے کہا کہ بلالو اور تین کرسیان
منگوا کر بچھوادین اور آپ دنگل پر بیٹھا جسوقت عادل شیردل اور طلحہ
بن للندھور اور فاضل شیردل داخل بارگاہ خونخوار بن دجال ہوئے
بطلوق اہل اسلام سلام کیا اور آواز دی کہ جو شخص خدا کو برحق جانتا ہو اور تمام
ادیان کو سوائے مذہب اسلام باطل سمجھتا ہو اوس پر میرا سلام پہونچے
پس لشکر تمام سرداران لشکر خونخوار بن دجال جو رستم وقت تھے اور دربار
میں موجود تھے نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ ہرچند ایسے دریدہ دہنون کا قتل
کرنا جملہ واجبات سے ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ یہ اپنے گھر پر آئے
ہوئے ہیں قتل انکا باعث بدنامی ہے سکوت اختیار کیا کہ بروقت مقابلہ
دیکھا جائیگا لیکن جسوقت سرداران اسلام کرسیون پر بیٹھے خونخوار بن دجال
نے کہا کہ للندھور نے انتقال کیا عادل شیردل نے جواب دیا کہ اے
خونخوار بن دجال بحمد للہ ہمارے خاندان میں سب تلوار کی موت مرے
اور بستر خواب پر کوئی ہلاک نہیں ہوا ہم پریشان تھے کہ ہمارا کیا انجام
ہوگا مگر تیرے آجانے سے وہ پریشانی دفع ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ ہم بھی
تلوار کی موت مرینگے اور مثل اپاہجون کے بستر پر ہلاک نہونگے اب تو
اپنا ارادہ ظاہر کر کہ تیرا کیا قصد ہے اوسنے کہا کہ میں خداوندان گذشتہ
کا بندہ ہون اور دشمن خداپرستان ہون کیونکہ پہلے دو سو خداوند مانند
خداوند ابلیس و ہیتاک پادم خبیثہ لوتاب لوتاب لوتا جماری وخداوند
جمشید و سامری نفر اب ستخنگو ثمود و شاہ سکاکی شداد و شاہ ہامان شاہ
فرعون شاہ زرچہر شاہ زمرد شاہ باختری وغیرہ ان خداپرستون کے
ہاتھ سے پریشان ہوکر جانب آسمان چلے گئے اور اپنی برکت اس زمین سے اوٹھالی
میں نے اس لیے حصہ صحیح کیا ہے کہ میں تمام خداپرستون کو اس صفحہ ہستی سے مٹادون
اور اوسی مذہب قدیم کو رواج دون یہانتک آنے میں جسقدر ملک خداپرستون کے
راستے میں ملے اون سب کو میں نے جلادیا اور ایسا تباہ کیا کہ کوئی خداپرست
باقی نہ رہا اور اب جسقدر ملک باقی ہیں اونکو ویران کرتا ہوا قلعہ ذوالامان
پر جاؤنگا اور خاتم قلعہ کو قتل کرکے اوس قلعہ کو بھی برباد کرونگا کیونکہ جبقدر فساد

کے وہی مقام ہے وہیں حمزہ کے ناموس ہیں تمہارے ساتھ اتنی رعایت کرتا ہوں کہ جس قدر اب تک جو بے ادبیاں تم سے ہوئیں وہ ہوئیں اونھیں میں نے معاف کیا لیکن آئندہ سے تم دین بت پرستی کو ترک کرو اور پرستش خداوند آئینہ کی اختیار کرو کہ وہ عجب خداوند ہے ہر بندے کے سامنے اوسی کی صورت بنکر آتا ہے تاکہ وہ خوش ہو اور اپنی ریاست پر رحم کرکے کہنا میرا مانو اس لیے کہ اب بھی دور ہے مجھ سے زیادہ جاہ و حشم کے سلاطین ہوت آئینہ پرست خروج کیا چاہتے ہیں اونکے ساتھ خاقان اعظم یعنی صلصال بن قوال بن دیو بن شمامہ جادو بھی ہیں اور چند ساحر بلائے بد آفت روزگار ہیں بلکہ مبہوت جادو کر ساحری وقت ہیں اونکا جواب دینے والا نہیں ہے یہ سنکر عادل شیر دل نے فاضل شیر دل کیطرف دیکھکر کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا بوجھ ماموں صاحب یعنی لندھور بن سعدان کر دخواب میں ارشاد فرما گئے تھے وہ سبب درست ہے اور اوسکا ظہور ہوا ہی چاہتا ہے خیر جو مرضی پروردگار یہ کہکر خونخوار بن دجال کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اسے خونخوار بن دجال ہم تو کہہ چکے کہ ہمیں مرنے کا خوف نہیں بلکہ حسرت یہی ہے کہ تلوار کی موت مریں تم اپنی فوج میدان ہندوستان میں اوتارو ہم بھی لشکر اپنا قلعہ سے نکالتے ہیں ہمارے تمہارے مقابلہ ہوگا جسوقت تک ہم زندہ ہیں پرستش اوس معبود حقیقی اور رب تحقیقی کی ترک نہ کرینگے یہ کہکر تینوں سردار اوٹھ کھڑے ہوئے اور خدمت میں شہپال ہندی کے روانہ ہوے جسوقت قلعہ میں پہونچے شہپال ہندی سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ آپ تو قلعہ کو آراستہ کریں اور ہم لشکر لیکر خونخوار بن دجال کے مقابلہ کو جاتے ہیں اور حاکمان ہندوستان کو نامے لکھتے ہیں اگر خدا اپنے فتح دی فہو المراد ورنہ آپ توپوں سے ان کافروں کو اوڑا دیجئے گا یہ کہکر نامے تحریر کیے مضمون سبکا یہ تھا کہ اسے فلانے یوں اگر ملک اپنا اور ایمان اور عزت بچانا ہے تو جسقدر جلدی ممکن ہو سکے جلد اپنے کو مع لشکر پہونچاؤ شاید یکدل ہو کر مقابلہ کریں تو فتح ہو اسواسطے کہ فوج حریف کے ساتھ بیشمار ہے اور بڑے بڑے پہلوانان زبردست اوس کے ہمراہ ہیں جس وقت یہ نامے تیار ہوے ایک نامہ بنام عبدالعزیز ہندی روانہ کیا اور ایک فرمان مختار شاہ کو بھیجا ایک دولت شاہ کو اور ایک فرخ شاہ کو اور ایک منصور شاہ کو اور ایک راے ولیپ کو روانہ کیا اور زبانی بھی کہلا بھیجا کہ اب صرف تمہارے آنیکا انتظار ہے کہ تم بھی آ لو تو ہم فوج قلعہ سے نکالیں اور لشکر حریف کے مقابل بارگاہ برپا کریں جسطرح ہو جلد پہونچو اور اس ملک کو بچاؤ کہ یہ ملک جناب شیث پیغمبر کا بسایا ہوا ہے

ہم سب اونھین کی اولاد مین سے ہین اور جن لوگون سے کہ قوت تھی یعنی صاحبقران اور اولاد صاحبقران اونسے تو زمانہ خالی معلوم ہوتا ہے اب اس ملک پر بھی تباہی آئی سب بیدل ہو جاوینگے

دو دل یک شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

جسوقت یہ نامے روانہ ہو چکے تو گوجر ملک اور بلندخان قندہاری اور خضر شاہ کشمیری کو حکم دیا کہ تم جاکے مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرو اور لشکر کو اوتارو ہم بھی آتے ہین یہ حکم پاکر یہ تینون سردار قلعہ سے نکل کر اپنے کام مین مشغول ہوئے اور اہل قلعہ انتظار مین اپنے مددگارون کے بیٹھے ہین لیکن جسوقت یہ نامے ہر چہار جانب ہندوستان مین پہونچے اور یہ خبر آمد نقو تنخوار بن دجال کی مشتہر ہوئی تو تمام ہندوستان مین ایک تہلکہ مچ گیا ہزارہا آدمی اہل و عیال کو لے کر غیر ممالک کی طرف بناہ لینے روانہ ہو گئے اور جو لوگ کہ مستقل مزاج تھے اونھون نے کمر مرگ پر کس لی اور کہا کہ ہم اپنا گھر نہ چھوڑینگے جو مرضی خدا ہوگی وہ ہر طرح ہوگا

جو کہ پیشانی کی ہے بات	وہ پیش آنی ہے

الحاصل تیسرا دن تھا کہ صحرا سے گرد اوڑھی اہل قلعہ دیکھنے لگے جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو عبدالعزیز شاہ ہندی چالیس ہزار سوار سے نمودار ہوا اہل قلعہ استقبال کرکے اوسکو لائے کہ دوسری گرد اوڑی اور رنجیت شاہ ہندی پچاس ہزار سوار سے پہونچا اسی طرح دولت شاہ اور فرخ شاہ اور محمود شاہ اور راجہ دلیپ وغیرہ دس دس بیس بیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے دو چار روز میں یکے بعد دیگرے آگئے اب قریب تین لاکھ کے فوج ہندوستان تیار ہو گئی مگر یہ سب سردار ضعیف ہو چکے ہین نہ وہ زور انمین ہین نہ کثرت ہے نہ قضا پر اختیار اب طلحہ بن لندھور اور عادل شیر دل اور فاضل شیر دل ان سب سردارون کو لیکر میدان مین آئے اور بارگاہین برپا ہو گئین سب لشکر ایک ہو گئے قلب لشکر مین خیمہ طلحہ بن لندھور کا برپا ہوا کہ یکایک او بیابان گردے برخاست نگرد تیرہ و خیرہ خیرہ مگرد برآسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے بار آکر گرد کو گرد سے مار اٹھا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے ساٹھ سات سو علم نشانہ سات لاکھ پچاس ہزار سوار کا نمودار ہوا کہ جنکے پھریرون پر اوسکے صفت و ثنا خداوند آئین کی مرقوم تھی اور آگے آگے ایک سردار زبردست ایک گجر پر سوار گرد بہت سے سرداران زبردست آگے پیچھے عقب مین اسکے غول کے غول پرے کے پرے کے تیلے اور دستے کے دستے سوارون اور پیدلون کے آنے لگے یہانتک کہ تمام میدان فوجون سے مالا مال ہو گیا اور نقو تنخوار بن دجال نے مقابل

لشکر اسلام نے خیمہ برپا کیا اور لشکر ادھر اسی طرف ادھر کیون سے اوتر اوتر کر داخل بارگاہ ہوئے
آمد لشکر مین شام ہوگئی تھی اہل اسلام آپس مین کہتے سمجھتے کہ یہ کافر کہان سے سفید آن
جمع ہوگئے اودھر خونخوار بن دجال داخل خیمہ ہوا اور سردار آ آکر سبکے
دنگلون پر بیٹھے جام شراب ناب کو گردش ہوئی دور چلنے لگا تو انہین ہوش ہوش
و نوشا نوش کی بلند ہوئین طائفے حاضر ہوئے مجرا ہونے لگا یہان تو یہ صحبت
عیش ونشاط برپا ہے اور اوسطرف لشکر اسلام مین بہادران ونبردارنے نمازون سے
فراغ حاصل کیا ہے سب ایک جگہ آکر بیٹھے ہین باتین ہورہی ہین ایک دوسرے
سے کہہ رہا ہے کہ بچپا بیٹو بچپن سے جوانی آئی جوانی سے بڑھاپا اسکے بعد سوا موت
کے اور کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قضا ہم لوگون کی آگئی ہے جو یہ کافر بدکیش اتنے
بڑی فوج سے چڑھ آیا ہے خیر کچھ پروا نہین اگر بستر پر مرجاتے تو کیا حاصل
ہوتا تلوار کی موت امر ہے یہ دین و دنیا دونون بنتے ہین اگر زندہ بچے تو
غازی کہلائے اور مر گئے تو شہیدون مین داخل ہوئے مرنا تو ہر طرح ہے کل وہ
تلوار کرو کہ یہ کافر بھی یاد کرین کہ کسی سے سامنا پڑا تھا اور لشکر اسلام کے
بڑے بھی جوانون پر فوق رکھتے ہین یہان یہی چرچے تھے خونخوار بن دجال
نے طبل جنگ بیدرنگ بجوا دیا نقارہ رزمی کی صدا سے اہل اسلام کو بھی آمادہ
جنگ کیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی دلاوران
اسلام باوجود ضعیف ہونے کے جھکی ہوئی کمرون کو پٹکون سے سیدھا کر رہے
تھے اور مصروف اہتمام جنگ تھے ایک ایک کے گلے ملکر کہتا تھا کہ کل اس دار
فانی سے جانب ملک جاودانی کوچ ہے اسی عالم مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ سحر نمودار
ہوئی جس کے شفق خونریز نے اہل اسلام کی گواہی دے رہی تھی نمازیان ونبردار
شعار نے نمازین پڑھین اور آلات حرب تن پر آراستہ کرکے رخ میدان
کارزار کا کیا گھڑی بھر دن چڑھے تھے تمام میدان دورویہ فوجون سے مملو ہوگیا
اسطرف اہل اسلام نے صفین باندھین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا اول
پچھلا جھنڈا اول آٹھون صفین درست کین اور سردار اپنے اپنے مرتبون کے
موافق صفون سے آگے بڑھ بڑھ کر کھڑے ہوئے اوسطرف خونخوار
بن دجال نے سامنے لشکر اسلام کے اپنی فوج کو صف آرا کیا اوسوقت
دونون لشکرون سے بیلدار برق رفتار نکلے اور پستی و بلندی زمین کی درستی
ہموار کرکے نکل گئے سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبون نے
باواز بلند کہا کہ

رومی مصری کہاور سے کڑی ہالی کسب ان — ارج ڈیکر ان بیج خوب کرو گھمسان
جو تلوار کے منہ چڑھے وہ شہید کہلائے — جو جاگ مین بچتا بچے وہ گاجی کہلائے

شعر

پیاہ لیجا تو عروس موت کو — دو طلاق اس زندگی سے موت کو

جسوقت نقیب یہ آواز دیکر پھرون سے ہٹے بہادرون کی رگون مین خون شجاعت نے
جوش مارا مرکبون پر جھومنے لگے ہاتھ قبضہ شمشیر کیطرف بڑھ گئے کہ
یکایک لشکر خونخوار بن دجال سے تاریک خرس رو میدان مین
آیا اور نعرہ مارا کہ باشین اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو
تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ سامنے میرے آئے یہ سنتے ہی لشکر اسلام
سے گوجیہ مالک اسکے مقابلہ کو گیا تاریک خرس رو نے نیزہ مارا
گوجیہ مالک نے نیزہ اسکا سپر پر کاٹا طعنین چلنے لگین سترھوین طعن کے بعد گوجیہ
مالک سے نیزہ ہاتھ سے تاریک کے ہوائی گیا پس اس نے غصہ مین تلوار
کھینچ لی اور گوجیہ مالک پر وار کیا انھون نے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے
لگی ایک مقام پر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی کہ گوجیہ مالک جھکے نگہبین ایال مرکب پر جھک کر
ٹوپ و سر سے گر گیا تلوار جو سر پر پڑی کاسہ سر مین در آئی تاریک نے جھٹکا مارا کہ تلوار
جگر تک اوتر آئی اور یہ مرد مسلمان شہید ہوا یہ دیکھکر عبد العزیز ہندی دوڑ پڑے
اور تاریک سے سامنا کیا بعد رد و بدل کے عبد العزیز ہندی نے بھی تیغ
قضا کھیر پر کھائی اور یہ بھی شہید ہوئے اب عادل شیر دل نے باگ مرکب کی
لی اور سامنے تاریک کے ہو کر مقابلہ کیا اور ایسا ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہو گئے لشکر اسلام سے صدائے مرحبا بلند ہوئی لیکن خونخوار بن دجال نے
ثعبان اژدر سوار کیطرف دیکھا ثعبان اپنا مرکب بڑھا کر میدان مین آیا اور
عادل شیر دل سے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی
کی پہونچی عادل شیر دل نے اسکو بھی مارا شام تک تین چار سرداران کے
مارے اور دو ایک کو زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر
مسلمانون نے اپنے کشتون کو دفن کیا کفار نے اپنی لاشین اوٹھوا کر دریا مین بہادین
خونخوار بن دجال نے پھر طبل جنگ بجوادیا تمام رات پھر تیاری ہوا کی صبحکو
دونون لشکر میدان مین آئے اور مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے کہ
لشکر کفار سے الماس شتر نیب میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو
بہتر یہ ہے کہ اطاعت خداوند آہنتہ کی قبول کرو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے یہ سنکر
طلیحہ بن لشکر ضویہ اسکے مقابلہ کو آئے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی الماس
شتر نیب نے کہا کہ پہلے تو وار کر کے اپنا حوصلہ پورا کر لے اس لیئے کہ پھر
میری ضرب سے بچنا دشوار ہوگا طلیحہ نے کہا کہ او ملعون ہم مسلمان ہین شیوہ ہمارا
سبقت نہین ہے جس وقت خدا تیرے ہر یہ سے بچا ئیگا تو دیکھا جائیگا
یہ سنکر الماس نے نیزہ مارا طلیحہ نے بغل کشادہ کردی جسوقت نصف
نیزہ بغل سے ہو کر گذرا طلیحہ نے برچھی بغل مین دبا کر جھٹکا مارا کہ ڈانٹ اسکی
ٹوٹ گئی الماس نے وہ انڈا کھینچ ماری طلیحہ نے خالی دی الماس
نے غصہ مین آکر تلوار کھینچ لی اور سر طلیحہ پر وار کیا طلیحہ نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا

اور تلوار اسکے ہاتھ سے چھین کر اوسی تلوار سے الماس کو قتل کیا بس یہ دیکھتے
ہی بھائی اسکا بلیناس فوہی تن ووڑ پڑا اور گرز مارا طلحہ نے وار اسکا
رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو اوسکے بھی دو ٹکڑے ہو گئے یہ حال دیکھکر
اغلب بن مغلوب بایک حبشی میدان مین آیا اور طلحہ کا سامنا کیا طلحہ نے
اسکو بھی واصل جہنم کیا بعد اسکے مردود زنگی نکلا اور پکارا کہ او ہندی غضب کیا تونے
کہ تین سردارون کو مارا اب کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے آتی
ہوئی تلوار خیال مین رکھکر وہ سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا کر جھولی
اور پنجہ بلی مین دراز کرکے تھپکی دی کہ تلوار ریت پر پڑی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور بایان ہاتھ
کمر زنجیر مین ڈالکر قاش زین سے اوٹھالیا اور سر پر پھیر اکر بہرو سے زمین
پر مارا کہ پیکر اسکی چورا ہو گئی مگر یہ سخت جان زندہ رہا اسنے طلحہ بن لند صور کو
دشنام دیئے اور چاہا کہ اوٹھکر بھاگے طلحہ بن لند صور نے گھوڑے
سے کود کر سر اسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا اہل اسلام نے تحسین و مرحبا کی
صدا بلند کی اور عادل شیر دل نے کہا کہ بھائی صاحب سبحان اللہ
اسوقت آپ نے ماموں صاحب کی شوکت یاد دلائی طلحہ نے کہا کہ سب فیض
تعلیم و تلقین بزرگون کا ہے لیکن خونخوار بن دجال ملعون نے خیال کیا
کہ یہ جوان نہایت منچلا ہے اسکا یون قتل ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے پس
اس نے خنجر کی باگ لی لوگ سمجھے کہ یہ اسکے مقابلہ آتا ہے اور مردانہ وار
مقابلہ کریگا لیکن اس ملعون نے اور ہی کچھ سوچ لیا تھا جلدی سے قریب
طلحہ بن لند صور پہونچکر آواز دی کہ کیا خوب آپ نے اس زنگی کو مارا ہاے
لایئے ہاتھ کہ مین چوم لون یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا طلحہ بن لند صور اسکی
باتون سے حیرت مین رہے کہ یہ کہتا کیا ہے کہ یہ کافر بد کیش قریب پہونچگیا
اور سر طلحہ پر گرز مارا اس جوان کو بچنے کی فرصت نہ ملی گرز سر پر پڑا کاسہ
سر چورا چورا ہو گیا یہ دیکھکر عادل شیر دل نے باگ مرکب کی لی اور
آواز دی کہ او دغا باز بے ایمان یہ کیا حرکت تھی لیکن یہ گھوڑا دوڑا کر چلے تو
دغا باز مکار نے تنگ مرکب کا لوٹا اور عادل شیر دل گھوڑے سے گر پڑے
خونخوار بن دجال نے جھپٹ کر انپر بھی گرز مارا اور مہلت سنبھلنے کی نہ دی
یہ بھی شہید ہوئے یہ دیکھکر فاضل شیر دل نے ہاے بھائی کا نعرہ مارا
گریبان چاک کیا اور دوڑ پڑے خونخوار بن دجال نے دیکھا کہ اب کوئی سردار
لشکر اسلام مین مثل طلحہ بن لند صور اور عادل شیر دل کے نہین ہے پس
اس نے آواز دی اپنے لشکر کو کہ ہان مارلو ان خدا پرستون کو یہ سنکر تمام
لشکر کفار نے باگین لین اور گھوڑے اوٹھا دیئے اہل اسلام بھی چلے وسط
میدان مین دونون لشکر مل گئے اور تلوار چلنے لگی اودھر فاضل شیر دل
قریب خونخوار بن دجال کے پہونچے خونخوار بن دجال نے گرز انپر

بھی مارا انھون نے گرز کو خالی دیا کہ گرز کا سر مرکب پر پڑا مرکب
آتشباز ہی ہوگیا اور پھر مارا افاضل شیردل گھوڑے کو سنبھالنے لگے خونخوار
بن دجال نے دوسرا گرز مارکر انکا بھی کام تمام کیا ادھر دونون لشکرون مین
تلوار چلنے لگی سردار دونون فوجون کے فوج کو لڑانے لگے اور خود بھی تلوارین
کھینچ کھینچ کر گئے ایکطرف بلند خان قندھاری نے تلوار برسانا شروع کی
اور کفار کو قتل کرنے لگے ایک جانب دولت شاہ اور محمود شاہ اور فرخ شاہ
لڑ رہے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے پیری مین نوجوانی دکھا رہے
تھے ایک سمت خضر ان شاہ کشمیری اور بختیار شاہ اور راسے ولیپ
وغیرہ قتل کفار پر تلے ہوئے تھے ایک کافر کو دو دو کر کے جانب دوزخ روانہ کرتے تھے

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ	گئے سارے کبر اور رعونت لپٹ
پیادون کے ایک سمت بڑھے ہوئے	سوار اور لشکر کلہ بکلہ ہوئے
لگے پیٹنے سر دامے وڈھول	دیئے سر کے بال اپنے علمون نے کھول

الغرض بازار موت گرم ہوا جانون کی ارزانی ہوئی جنس امن نایاب تھے خریدارون کو
نقد جان دیکر بھی نجات نہین ملتی تھی ہر طرف لاش پر لاش گر رہی تھی دریا سے
خون رواں تھا سم مرکبون کے خون سے حنائی ہو رہے تھے کوندا برق
شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سر دن کی ہو رہی تھی جو سوار مارے گئے
گھوڑے انکے دوڑتے پھرتے تھے لاشون کو کچل رہے تھے
ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی کہانتک بیان کیا جائے کہ ہندیون نے ایسی
تیغ زنی کی کہ کفار کے جی چھوٹ گئے مگر اوسطرف کثرت تھی فوجون پر فوجین چلی
آتی تھین اور اسطرف فوج قلیل زور گھٹتا ہی چلا گیا سردارون کے مرنے
سے دل پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا کہ اب خونخوار سے کون مقابلہ کریگا جو اسکے جواب
دینے والے تھے وہ پہلے ہی نشانہ تیر قضا ہو گئے اسی حالت مین بختیار شاہ
لڑتے ہوئے قریب خونخوار کے پہونچے تلوار ماری خونخوار نے وار انکا گرز پر روکا
تلوار انکی ٹوٹ گئی اسنے گرز مارا انکا کام انکا بھی تمام ہوا ادھر راسے ولیپ
زخمون مین چور چور جھوم رہے تھے کہ ایک کافر نے پشت پر نیزہ مارا کہ سینہ کو
توڑ کر پار گذر گیا یہ بھی شہید ہوئے فرخ شاہ یہ حال دیکھکر دوڑ پڑے ایک
پیادہ نے تلوار پائی مرکب پر لگائی کہ مرکب زخمی ہو کر گرا فرخ شاہ بھی
گرے ہر طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ بھی شہید ہو گئے اسیطرح محمود شاہ
و خضر ان شاہ کشمیری بھی شہید ہوئے اب کوئی سردار لشکر اسلام
کا باقی نہ رہا فوج بے سردار کہانتک لڑتی اور کس امید پر لڑتے
قریب ایک لاکھ آدمیون کے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے
ہوئے کچھ تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے کچھ قلعہ کی جانب بھاگے
جو گھر سے ہوئے تھے وہ قتل ہو گئے مگر ان لوگون نے اطاعت اور فرمانبرداری ان

کا

کافرون کے یہ اختیار کی خونخوار ملعون بے عون نے خیمہ و بارگاہ طبل و علم اپنے
قبضے مین کیے لاشین اپنے لشکریون کی اٹھوا کر دفن کین اور ان خداپرستون کو
اسی طرح میدان مین چھوڑا اور کوچ کر کے طرف قلعے کے روانہ ہوا یہان ان
کشتگان تیغ قضا پر عجب حسرت و یاس برس رہی تھی کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نہ
تھا لاشین ہزارہا آدمی کی پڑی ہوئی تہین خاک بجائے کفن و تربت سے ادھر خونخوار
بن دجال جس وقت سامنے قلعہ ہندوستان کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور
شہپال ہندی سے کہلا بھیجا کہ تم مرد سن رسیدہ و جہان دیدہ ہو تمہین چاہیے
کہ اپنی جان نہ دو اور ملک کو تاراج نہ کراؤ مذہب قدیم اختیار کرو یا خداوند آئینہ
کی پرستش مین باقی عمر کو صرف کرو وہ خداوند ایسا رحم دل ہے کہ گناہان گذشتہ
تمہارے معاف کر دیگا اور تمہاری بخشش ہو جائیگی جس وقت یہ پیام خونخوار بن
دجال کا شہپال ہندی کو پہونچا انھون نے جواب مین کہلا بھیجا کہ جان تو اسکی
خونخوار دے ہر حال اُس کے اوپر جو تمام عمر اپنی عبادت خدا مین گذارے
اور زمانہ ضعیفی مین مرنے کے وقت کفر کو اختیار کرے اور ہمیشہ کے واسطے جہنم مول لے
مرنے وقت اگر انسان کافر بھی ہوتا ہے تو افعال بد سے توبہ کرتا ہے کہ سامنے خدا
کے جاتا ہے اب وہ خدا چاہیے جسے سمجھا ہو کہ مین مسلمان ہو کر پھر کافر بنون
مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ دین آئینہ پرستی گویا خود پرستی ہے تو اس مذہب
خودساز کو ترک کر اور اپنے پیدا کرنے کو پہچان ورنہ ہمیشہ کے واسطے دوزخ مین جلیگا
اور مین تو آمادہ مرگ بیٹھا ہوا ہون اگر تلوار کی موت نہ مرونگا تو یونہی دو چار روز
مین مر جاؤنگا تو کثرت فوج سے مجھ کو نہ ڈرا یہ جواب سن کر خونخوار بن دجال نہایت
برہم ہوا اور اس نے حکم طبل جنگ دیا آواز نقارے کی قلعے مین پہونچی یہان بھی
نقارہ رزمی بجا اور تیاری حرب و پیکار ہونے لگی لوگون نے تمام مرنے پر کمر
اور آپس مین گلے ملے کفن پہنے غسل میت پیشتر سے کر لیا جس وقت صبح ہوئی تو
شہپال ہندی فیل دروازے پر آکر بیٹھا گولہ اندازتوپون پر آکے جھٹا مین روشن کر کے
بیٹھے خندق مین آگ روشن کرا دی تھی پل تختہ ہٹوا دیا تھا اُس طرف خونخوار
بن دجال نے ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے اور سردارون سے کہا کہ یہ قلعہ
نہایت مستحکم و مضبوط معلوم ہوتا ہے اسے مین خود فتح کرونگا اور اس نے ایک ہاتھ
مین گرز لیا اور ایک ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب تیزرفتار پر سوار ہو کر جانب
قلعۂ ہند روانہ ہوا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچا گولہ اندازون نے تاک
تاک کر اور شست باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کر دیے توپخانہ رعد آواز
نوازش مین آیا بارش آتش ہونے لگی تمام میدان دھوئین سے بھر گیا
ہر طرف سوا دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا دن شب تار ہو رہا تھا اور گولے توپون
کے مانند تیر شہاب کے اُس گروہ شیاطین پر گرتے تھے ہزارہا آدمی واصل
جہنم ہوا آخر کار سب کا رُخ میدان سے پھر گیا اور بھاگ بھاگ گئے لیکن کوئی گولہ

بھی مارا انھون نے گرز کو خالی دیا کلہ گرز کا سر مرکب پر پڑا مرکب آتشبازی ہو گیا اور پیکر بار افاضل شیر دل گھوڑے سے کود کر سنبھلنے لگے خونخوار بن دجال نے دوسرا گرز مار کر انکا بھی کام تمام کیا اور دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی سردار دونون فوجون کے فوج کو لڑانے لگے اور خود بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر گئے ایکطرف بلند خان قندھاری نے تلوار برسانا شروع کی اور کفار کو قتل کرنے لگے ایک جانب دولت شاہ اور محمود شاہ اور فرخ شاہ لڑ رہے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے پیری مین نوجوانی دکھا رہے تھے ایک سمت خضران شاہ کشمیری اور بختیار شاہ اور راے ولیب وغیرہ قتل کفار پر تلے ہوئے تھے ایک ایک کافر کو دو دو کرکے جانب دوزخ روانہ کر رہے تھے

پیلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ — گئے سارے گبر اور دشمن لپٹ
پیادون کے ایک سمت ہلے ہوئے — سوار اور نیزے کلہ بکلہ ہوئے
لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول — دیئے سر کے بال اپنی جلدون نے کھول

الغرض بازار موت گرم ہوا جانون کی ارزانی ہوئی جنس امن نایاب تھی خریدارون کو نقد جان دیکر بھی نجات نہین ملتی تھی ہر طرف لاش پر لاش گر رہی تھی دریا سے خون روان تھا سُم مرکبون کے خون سے حنائی ہو رہے تھے کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی جو سوار مارے گئے گھوڑے انکے دوڑتے پھرتے تھے لاشون کو کچل رہے تھے ہر طرف صداے بگیر و بزن بلند تھی کہانتک بیان کیا جائے کہ ہندیون نے ایسی تیغ زنی کی کہ کفار کے جی چھوٹ گئے مگر اسطرف کثرت تھی فوجون پر فوجین چلی آتی تھین اور اسطرف فوج قلیل روز گھٹتا ہی چلا گیا سردارون کے مرنے سے دل پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا کہ اب خونخوار سے کون مقابلہ کریگا جو اسکے جواب دینے والے تھے وہ پہلے ہی نشانہ تیر قضا ہو گئے اسی حالت مین بختیار شاہ لڑتے ہوئے قریب خونخوار کے پہونچے تلوار ماری خونخوار نے وار انکا گرز پر روکا تلوار اسکی ٹوٹ گئی اسنے گرز مارا انکا کام بھی تمام ہوا دوسرا اسکے ولیب زخمون مین چور چور مجبور رہے تھے کہ ایک کافر نے پشت پر نیزہ مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گیا یہ بھی شہید ہوئے فرخ شاہ پر ہنستے ہوئے دیکھکر دوڑے ایک پیادہ نے تلوار پائی مرکب پر لگا کہ مرکب زخمی ہو کر گرا فرخ شاہ بھی گرے ہر طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ بھی شہید ہو گئے اسیطرح محمود شاہ و خضران شاہ کشمیری بھی شہید ہوئے اب کوئی سردار لشکر اسلام کا باقی نہ رہا فوج بے سردار کہانتک لڑتی اور کس امید پر لڑتی قریب ایک لاکھ آدمیون کے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے ہوئے کچھ تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے کچھ قلعہ کی جانب بھاگے جو گھر سے ہوئے تھے وہ قتل ہو گئے مگر ان لوگون نے اطاعت اور فرمانبرداری ان

کا

کافرون سے بہ اختیار کی خونخوار ملعون بے عون نے خیمہ و بارگاہ طبل و علم اپنے
قبضے مین کیے لاشین اپنے لشکریون کے اٹھوا کر دفن کین اور ان خدا پرستون کو
اُسی طرح میدان مین چھوڑا اور کوچ کر کے طرف قلعے کے روانہ ہوا یہان ان
کشتگان تیغ قضا پر عجب مصیبت و یاس بے بس رہی تھی کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نہ
تھا لاشین ہزارہا آدمی کی پڑی ہوئی ہین خاک بجائے کفن و تربت ہے اُدھر خونخوار
بن دجال جس وقت سامنے قلعہ ہندوستان کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور
شہپال ہندی سے کہلا بھیجا کہ تم مرد سن رسیدہ و جہان دیدہ ہو مفت مین جان جاتی ہے
کہ اپنی جان نہ دو اور ملک کو تاراج نہ کراؤ مذہب قدیم اختیار کرو یا خدا آفرینندہ
کی پرستش مین باقی عمر کو صرف کرو وہ خداوند ایسا رحم دل ہے کہ گناہان گذشتہ
تمہارے معاف کر دیگا اور تمہاری بخشش ہو جائیگی جس وقت یہ پیام خونخوار بن
دجال کا شہپال ہندی کو پہونچا انھون نے جواب مین کہلا بھیجا کہ جان تو اسکے
خونخوار دے یہ جان اُس کے اوپر جو تمام عمر اپنی عبادت خدا مین گذار کے
اور زمانہ ضعیفی مین مرتے وقت کفر کو اختیار کرے اور ہمیشہ کے واسطے جہنم مول لے
مرتے وقت اگر انسان کافر بھی ہوتا ہے تو افعال بد سے توبہ کرتا ہے کہ سامنے خدا
کے جاتا ہے اب وہ خدا جانے جسے سمجھا ہو نہ کہ مین مسلمان ہو کر پھر کافر بنون
مین تجھ سے نصیحت کرتا ہون کہ دین آتش پرستی کو یا خود پرستی ہے تو اُس مذہب
خودساز کو ترک کر اور اپنے پیدا کرنے کو پہچان ورنہ ہمیشہ کے واسطے دوزخ مین جلیگا
اور مین تو آمادہ مرگ بیٹھا ہوا ہون اگر تلوار کی موت نہ مرونگا تو یونہی دو چار روز
مین مرجاؤنگا تو کثرت فوج سے مجھ کو نہ ڈرا یہ جواب سن کر خونخوار بن دجال نہایت
برہم ہوا اور اس نے حکم طبل جنگ دیا آواز نقارے کی قلعے مین پہونچی یہان بھی
نقارۂ رزمی بجا اور تیاری حرب و پیکار ہونے لگی لوگون نے کمر مرنے پر کسی
اور آپس مین گلے ملے کفن پہنے غسل میت پیشتر سے کر لیا جس وقت صبح ہوئی تو
شہپال ہندی فیل دروازے پر آکر بیٹھا گولہ انداز توپون پر آکے فتیلے روشن کر کے
بیٹھے خندق مین آگ روشن کرا دی تھی پل تختہ ہٹوا دیا تھا اُس طرف خونخوار
بن دجال نے ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے اور سردارون سے کہا کہ یہ قلعہ
نہایت مستحکم و مضبوط معلوم ہوتا ہے اسے مین خود فتح کرونگا اور اس نے ایک ہاتھ
مین گرز لیا اور ایک ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر جانب
قلعہ ہند روانہ ہوا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچا گولہ اندازون نے تاک
تاک کر اور شست باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کر دیے توپخانہ رعد آواز
نوازش مین آیا بارش آتش ہونے لگی تمام میدان دھوئین سے بھر گیا
ہر طرف سوا دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا دن شب تار ہو رہا تھا اور گولے توپون
کے مانند تیر شہاب کے اُس گروہ شیاطین پر گرتے تھے ہزارہا آدمی واصل
جہنم ہوا آخر کار رستہ کا رُخ میدان سے پھر گیا اور بھاگ بھاگ کے لیکن کوئی گولہ

قضا کا خونخوار بن دجال کے نہ لگا اور یہ ملعون گولون کو رد کرتا ہوا بر لب خندق جا
پہونچا قلعہ پر سے ناسئے کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیان تیل کا کڑھاؤ پھینکا گیا مگر
اس کی قضا نہ تھی کہ بچ گیا اور لب خندق جا پہونچا مرکب کو اشارہ کیا کہ یہ خندق کو پھاند کر
قلعے کے پھاٹک پر پہونچا اور تیسرے گرز مین پھاٹک قلعے کا توڑا اور داخل قلعہ ہوا
جس وقت دھوان ہر طرف ہوا اور لشکر نے خونخوار بن دجال کے دیکھا کہ سردار
ہمارا داخل قلعہ ہو گیا پھر فوج نے یورش کیا اور قریب پہونچ گئی وہان قلعے کے
دروازے پر خونخوار بن دجال سے تلوار چلنے لگی اب اس کی فوج بھی کمک
کے واسطے آگئی اہل قلعہ بھی آمادہ مرگ ہو گئے خوب گھمسان سے لڑنے لگے
اہل اسلام تو مرنے پر تلے ہوئے تھے ایک ایک نے دو دو تین تین کو مارا
پرنالون سے بجائے آب خون بہہ رہا تھا زمین کا رنگ سرخ ہو گیا تھا بازار
موت گرم تھا جانون کی ارزانی تھی ملک الموت کو قبض ارواح سے مہلت نہ
تھی روحین وادی السلام اور وادی البرکات کو برابر قافلے کے قافلے چلے جاتے
تھے یہان تک کہ تمام اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ایک روایت یہ
ہے کہ جس وقت شہبال ہندی نے رنگ لڑائی کا دگرگون دیکھا تو اندر جا کر
تمام زنان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور اس کے بعد آپ بھی لڑ کر جان دے دی کہ
بعد ہماری بے حرمتی نہ ہو اور دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ ان عورتون نے جام
زہر بھر کر سامنے رکھ لیے تھے جس وقت کفار قلعہ مین داخل ہوئے تو ان خاتونان با
عصمت نے خود زہر پی لیا اور جانین دے دین کہ حرمت ہمارے خاندان کی برباد
نہ ہو الحاصل ان کفار نے شہبال ہندی کو بھی شہید کیا بچون کو ذبح کیا تمام
قلعہ کا مال و اسباب زر و زیور و جواہر لوٹ کر اپنے قبضے مین کیا اب اس بے رحم نے
قتل عام کا حکم دیا اس کو یہ غصہ تھا کہ ہندیون نے سخت مقابلہ کیا اور بہت سا
لشکر کام آ گیا ہر طرف ہندی قتل ہو رہے تھے ایک قیامت کبریٰ برپا تھی ہر
طرف سے آواز الامان بلند تھی مگر یہ بے رحم امان نہ دیتے تھے کہ تمام ہندی
قتل ہو گئے سوا فوج خونخوار بن دجال کے کوئی ہندی نظر نہ آتا تھا لاشین
گلیون اور مکانون مین پڑی ہوئی تھین کوئی ان کو دفن کرنے والا بھی نہ تھا جس وقت
خونخوار بن دجال کو یہ معلوم ہوا کہ اب ہندوستان بالکل تباہ و برباد
ہو گیا نام کو بھی کوئی ہندی زندہ نہین آخر کو اس ملعون نے بارگاہ اپنی اندر
قلعے کے برپا کی اور لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر جلوا دین اور اپنے کشتہائے
نجس کو دفن کیا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین لاکھ آدمی مارے گئے اسے
اپنی فوج کا نہایت افسوس ہوا اب خونخوار بن دجال نے قلعے مین قیام کیا
کہ فصل برطرف ہو تو آگے کو روانہ ہون تیسرا روز تھا اور خونخوار بن دجال فصیل
قلعہ پر سے شہر کی بربادی دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان
گردے برخاست مگر گردے تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائی گرد

درزمین پیچیدہ خونخوار بن دجال نہایت پریشان ہوا کہ اب کون آتا ہے اس لیے
کہ نہ میرا کوئی سردار پیچھے رہ گیا تھا جسے سمجھوں نہ ملک ہند کا کوئی وارث باقی ہے
یہ اسی سوچ میں تھا کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چار سو علم نشانہ
چار لاکھ سوار کا نمودار ہوئے پھریرون پر علمون کے تعریف لقائے بے لقا
زہردشاہ باختری کی مرقوم تھی سردار آگے آگے اور پشت پر چار لاکھ جوان اسلحہ جنگ
سے آراستہ خیمہ و بارگاہ وغیرہ سب ہمراہ اور دو سردار نہایت زبردست اپنے
تحت میں اس فوج کو لئے ہوئے آکر سامنے قلعے کے پہونچے اور بارگاہ برپا کی
لشکر کو اُتارا ہرکارے لشکر خونخوار بن دجال کے روانہ ہو گئے تھے اُنھون
نے خبر حاصل کی اور آکر خونخوار سے بیان کیا کہ زیرباد ہند سے دو سو کوس
پر ایک مقام ہے کہ نام اُس کا شہر مجھور ہے یا لاسے وہان کا مجھور منارہ گردن
ہے وہ ایک مدت سے لندھور کے ملک کی تاک مین تھا اور فوجین فراہم
کر رہا تھا جس وقت لشکر اُس کا اُس کے ارادے کے موافق پورا ہو گیا
تو وہ فوج لے کر چڑھ آیا اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس ملک کو آپ نے فتح کر لیا
اُدھر مجھور منارہ گردن کے ہرکارون نے اُسے اطلاع دی کہ اب حکومت
اس قلعہ کی ہندیون کے ہاتھ مین نہین ہے خونخوار بن دجال کوئی شخص
ہے اُس نے آکر تمام ہندیون کو قتل کیا اور کسی وارث سلطنت کو زندہ نہین
چھوڑا اب وہی اس قلعے مین مقیم ہے مجھور منارہ گردن نے یہ سن کر پرچین
تیغزن کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا رائے ہے پرچین تیغزن نے کہا کہ
ہمین تو اس ملک کے لینے سے مطلب ہے جو یہان کا حاکم ہو گا وہی بجائے
لندھور اور اولاد لندھور ہے آپ حملہ کی تیاری کرین یہان تیاری جنگ
ہونے لگی یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی کہ لشکر حریف مین حملے کی تیاری
ہو رہی ہے یہ ایک ہی فطرتی اور مکار ہے دیکھا اس نے کہ اب مقابلہ برابر
کا ہے سات لاکھ مین تین لاکھ آدمی میرے مارے جا چکے ہین اب چار لاکھ آدمی
میرے ساتھ بھی ہین اور چار لاکھ اُس کے پاس بھی ہین جنگ دو سردار دیکھ
معلوم کیا ہو کیا نہ ہو اس اس طرح کی باتین دل مین سوچ کر کہا کہ دیکھو مین ابھی
ابھی انتظام کرتا ہون اور چند سردار اپنے ساتھ لے کر قلعے سے نکل کر جانب
لشکر مجھور منارہ گردن روانہ ہوا اور خبر مجھور شاہ کو ہوئی کہ افسر فوج اور بادشاہ
ہندوستان یعنے خونخوار بن دجال آتا ہے مجھور شاہ نے پرچین تیغزن
کو برائے استقبال روانہ کیا پرچین تیغزن روانہ ہوا راہ مین ملاقات ہوئی
پرچین تیغزن خونخوار بن دجال کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے داخل بارگاہ
ہوا ابن مجھور منارہ گردن خود بھی تا در بارگاہ استقبال کے واسطے آیا اور
خونخوار بن دجال کو لا کر دنگل پر بٹھایا یہان تیاری حملے کی ہو رہی تھی لیکن
خونخوار بن دجال کے آجانے سے وہ ارادہ تھوڑی دیر کے واسطے ملتوی

ہو گیا کہ مبادا باہم کوئی صورت صلح کی پیدا ہو جائے وہ ہی ہوا کہ خونخوار بن دجال نے محمور منارہ گردن کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر تمہارا کیا مذہب ہے محمور منارہ گردن نے یہ سن کر جواب دیا کہ میں لقا پرست ہوں خونخوار بن دجال نے محمور منارہ گردن کی طرف پھر مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر اس ملک پر آنے کا اتفاق کیونکر ہوا محمور منارہ گردن نے بیان کیا کہ میں ایک مدت سے اس فکر میں تھا کہ کسی طرح ہندوستان پر قبضہ حاصل ہو لیکن چونکہ بادشاہ یہاں کا یعنی لندھور بن سعدان کرد پہلوان زبردست تھا اور فوج بھی اسکے پاس بے شمار تھی اس وجہ سے میرا حوصلہ نہ پڑتا تھا اس زمانے میں میں نے سنا ہے کہ لندھور سے ہندوستان اس طرح خالی ہوا ہے کہ اب شاید لندھور پلٹ کر بھی اس طرف کبھی نہ آسکے میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور لشکر فراہم کر کے چڑھ آیا یہاں پہونچ کر آپ کو قابض پایا اب آپ بھی ارشاد کریں کہ آپ کیا دین رکھتے ہیں خونخوار بن دجال نے کہا کہ میں پہلے ابلیس پرست تھا بلکہ پورے دو سو خداوندوں کو مانتا تھا جن میں سے ایک بادشاہ باختری بھی ہیں جنکے تم بندے ہو لیکن بالفعل ہدایت ہوئی آئینہ پرست سے میں نے خداوند آئینہ کو پہچانا اور اس کی پرستش بھی شروع کر دی میری رائے یہ ہے کہ خداوندان قدیم تو ان خدا پرستوں کے ہاتھ سے نہایت حیران و پریشان ہو کر بہشت کو چلے گئے کیونکہ ان لوگوں نے بڑا زور پکڑا تھا اور خداوندوں کی توقیر نہ کی لہذا مناسب یہ ہے کہ اب تم بھی پرستش خداوند آئینہ کی اختیار کرو ہر چند کہ اس میں صورت اپنی ہی نظر آتی ہے مگر اس میں بھی جلوہ خداوندی نظر آتا ہے اس لئے کہ تمام عالم میں ایک صورت کے دو شخص نہیں ہیں یہ خداوند آئینہ ہی کی قدرت نمائی ہے کہ وہ ہر شخص کو اس کی صورت کا دوسرا دکھا دیتا ہے کہ اب بھی قدرت نمائی خداوند آئینہ کے قائل ہو اور اسی کو سجدہ کرو بعد اس کے ہم تم ایک ہو کر خدا پرستوں کا استیصال کریں اور دنیا کو ان لوگوں سے پاک کریں بعد اس کے ایک ہندوستان پر کیا موقوف ہے اور بھی بہت سے ممالک قبضے میں آجائیں گے جس قدر ملک تمہارا جی چاہے اپنے قبضہ اقتدار میں رکھنا اور بے خوف و خطر حکومت کیا کرنا یہ سن کر محمور منارہ گردن بہت خوش ہوا اور کہا کہ اس رائے کو میں دل سے پسند کرتا ہوں مگر ایک بات میری آپ کو ضرور ماننا پڑیگی وہ یہ ہے کہ کوئی کسی کے مذہب سے سروکار نہ رکھے میں اپنے مذہب پر قائم رہوں آپ اپنے مذہب پر تو بدل میں آپ کا شریک ہوں اس بات کو خونخوار بن دجال نے منظور کیا اسپر دونوں کافر گلے ملے اور دونوں لشکروں میں اس کی اطلاع ہوئی طبل شادیانہ بجا دونوں لشکر [illegible] اور افسران فوج باہم گلے ملے خونخوار بن دجال نے [illegible] سوار کو بیس ہزار سوار دے کر یہاں کا حاکم کیا

اور انتظام ملک کے واسطے چھوڑا اور دریافت کیا کہ یہان سے آگے کونسا ملک خدا پرستون سے معلوم ہوا کہ گیلان مین بھی تسلط خدا پرستون کا قبضہ ہے اور وہ ہندوستان سے قریب ہے عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی وہان کے حکمران ہین غرض ارژن دجال نے گیلان کی طرف کوچ کیا اب اُسے تو رہبر دی راہ گیلان ہین چھوڑا جاتا ہے وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان ضلالت نشان خروج ہوت آئینہ پرست کے گزارش کیے جاتے ہین

شعر بلا ساقیا وہ مے خوشگوار بادہ کہ بیتاب دل کو ہو بیرے قرار بادہ مخمس

جسے کہ یاد ہوا اپنا آشیان صیاد / بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
نصیب عیش شہ ہو تو تجھ سے بدگمان صیاد / ہین باخبر الٰہی چمن کیا کردن بیان صیاد
دکھائی ہے کہ قفس ہین مری زبان صیاد

بیان کرون مین سکتا جو میری حالت ہے / جو اس باختہ ہون تجھ پہ مصیبت ہے
ابھی ہون تازہ گرفتار زور وحشت ہے / عجیب قصہ دلچسپ یہ حکایت ہے
سنا فسانہ گل و بلبل کی داستان صیاد

کلام کرتا ہے وہ دلکو جو خوش آتا ہے / حکایت گل و بلبل مجھے سناتا ہے
ہر ایک بات مین سو سو طرح لبھاتا ہی / اُداس دیکھ کے سیر چمن دکھاتا ہے
بہت دلون مین ہوا ہے مزاجدان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس / کہ جی نہ لگتا تھا رہتا تھا رات دن مین اُداس
جو پوچھے مجھے تو کیا انتہا کا ہے مرا پاس / قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس
سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

عزیز رکھتے ہین ہمو ارسطو عندلیب کو / بغیر گل نہین آرام و چین بلبل کو
صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو / کہ جھانکتا نہین جاک قفس سے بھی گل کو
نہ ہووے کیا مری جانب سے بدگمان صیاد

راویان شیرین کلام و خوش بیان نیک انجام اس داستان حیرت بیان کو یون آغاز کرتے ہین کہ اسی زمانہ پر آشوب مین جبکہ تباہی اہل اسلام پر آئی ہوئی تھی خواجہ کمیل ایرانی وارد ملک ہوشیم ہوئے اور بادشاہ سے عرض کرا بھیجی کہ ایک سوداگر ایران کچھ اسباب تجارت اور اشیا نادرہ لیکر حاضر ہوا ہے اور امیدوار باریابی ہے ہوت آئینہ پرست نے خواجہ کمیل کو طلب کر لیا خواجہ کمیل حاضر ہوئے اور تحفہ جات پیش کیے بادشاہ نے سب قبول کیے اور اُسکا معاوضہ بہت کچھ دیا اُس کے بعد پوچھا کہ تم سوداگر ہو اکثر ممالک مین تمہارا جانا ہوا کرتا ہے ہر مقام کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہین بالفعل خدا پرستون کے ملکون کی کیا کیفیت ہے خواجہ کمیل نے عرض کیا حضور وہ دفتر گاؤ خورد ہو گیا صاحبقران خانہ کعبہ تشریف لے گئے بہت سے سرداران نامی وگرامی اُن کے ہمراہ چلے گئے چونکہ

نوعمر اور جوان باقی رہے وہ بدیع الملک کے ساتھ شہ طاق پر گئے ہوئے ہین
میدان خالی پڑا ہے لیکن چار تصویرین اب بھی صفحۂ ہستی پر ایسی ہین جو ممالک
اسلام کی نگرانی اور حفاظت کرتے رہتی ہین وہ چارون تصویرین میرے پاس
موجود ہین اگر حکم ہو تو پیش کرون عوجت آئینہ پرست نے کہا کہ مین ضرور
دیکھونگا یہ سن کر خواجہ تکمیل نے چارون تصویرین پیش کین ان مین ایک
تصویر حمزۂ دریاے فتوت و نجم سپہر صولت یعنی اسد بن کرب دلاور کی تھی
اور تین تصویرین ان کے تینون فرزندون کی تھین اور ہر تصویر پر نام تحریر تھا
جس وقت عوجت آئینہ پرست نے نام پڑھے تو صلصال کانپ اٹھا اور رنگ
رو اُس کا متغیر ہو گیا عوجت آئینہ پرست کی نظر جو چہرۂ صلصال پر پڑی کہا
اے خان اعظم تم تو اس قدر ڈرے کہ جیسے کوئی شیر کے نام سے ڈرتا ہے صلصال
نے کہا کہ حضور یہ شیر سے کم نہین ہین بلکہ شیر کش ہین ان کا زندہ رہنا حمزہ کے
زندہ رہنے سے کم نہین ہے اگر یہ مرجاتے تو پھر کوئی سرپرست خدا پرستون کا نہ
تھا اور جو ملک تباہ و برباد ہوئے وہ پھر آباد ہو گئے یہ سن کر عوجت آئینہ پرست
خاموش ہو رہا اور کہا کہ خیر دیکھا جائیگا تصویرین سوداگر سے لے کر رکھ لین اور
خواجہ تکمیل کو پچاس ہزار روپیہ دے کر رخصت کیا حسب الاتفاق اس وقت
تیز رفتار کوکا طوفان سبز پوش کا دربار مین حاضر تھا اُس نے
بھی ان تصویرون کو دیکھا تھا جس وقت یہ خدمت مین ملکہ طوفان سبز پوش
کی گیا اور ملکہ طوفان سبز پوش نے اس سے حالات پوچھے کہ سوداگر کیا کیا
چیزین لایا تھا کوئی شے ہمارے واسطے بھی والد بزرگوار نے خریدی ہے یہ
سن کر کوکاے تیز رفتار نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم یون تو بہت سی چیزین
عمدہ عمدہ از قسم زیور و جواہر بادشاہ نے خریدی ہین کہ اُن کا ذکر ہی کیا
خود ہی ملاحظہ فرمائیے گا لیکن چار تصویرین وہ سوداگر لایا تھا وہ درحقیقت ایسی
ہین کہ دیکھنے کے لائق ہین بلکہ آپ کے قصر مین لگانے کے لائق ہین کہ ایسے
حسین و جمیل مرد بھی کم دیکھنے مین آتے ہین یہ سن کر ملکہ طوفان سبز پوش کو
اشتیاق حد سے زیادہ پیدا ہوا کہا کہ مین ایک عرضی والد ماجد کو تحریر کرتی ہون
تم اُسے لیجاؤ اور وہ تصویرین اُن سے مانگ کر لاؤ اس نے ایک تحریر اپنی
دی اور کہا کہ جلد اس کا جواب یا تصویرین لاؤ کوکاے تیز رفتار وہ نوشتہ
لے کر روانہ ہوا اور وہ تحریر ملکہ طوفان سبز پوش کی عوجت آئینہ پرست کو دی
عوجت آئینہ پرست نے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ مین نے سنا ہے کچھ تصویرین آپنے
دشمنان خداوندی کی خریدی ہین مین چاہتی ہون کہ وہ تصویرین آپ مجھے
دکھا دیجئے کہ مین بھی دشمنان خداوند کو پہچانون عوجت آئینہ پرست پڑھ کر
مسکرایا اور اُس شخص کی جانب مخاطب ہو کر بیان کیا کہ اُس شخص کی دختر کو بھی
خدا پرستون سے ایسا عناد ہے کہ تصویرون کا حال سن کر طلب کی ہین

اور لکھا ہے کہ مین چاہتی ہون دشمنان خداوند کو پہچانون حکیم زرہا دشتر لب
کہ وزیر جوت آئینہ پرست کا ہے بول اٹھا کہ اے بادشاہ میری راے
نہین ہے کہ آپ ملکہ کو تصویرین دکھائیے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے ٹال دیجیے
کہ ان تصویرون کا دیکھنا بھی گناہ ہے یہ سن کر جوت آئینہ پرست نے جواب دیا
کہ وہ اس کا یہ جواب دیگی کہ پھر آپ نے وہ تصویرین کیون دیکھین اگر ایک
گناہ آپ نے کیا تو ہم بھی کرینگے اور تصویرون کے دکھانے مین مضائقہ
کیا ہے زرہا دشتر لب نے کہا کہ اے بادشاہ تو ناعاقبت اندیش ہے
اور مین دور تک سوچ لیتا ہون اس لیئے کہ مین نے تواریخ سے معلوم کیا
ہے کہ زمرد شاہ باختری نے جس وقت خروج حمزہ صاحبقران کا حال سُنا
تو بہتر گرد مرد کو اور بوتیرار آزاد نقش بین کو روانہ کیا اور کہدیا کہ تصویرین سب خدا
پرستون کی لے کر جلد حاضر ہونا کہ مین اُن بندگان خدائی کو دیکھون جنہین مین
پیدا کر کے بھول گیا ہون دونون عیار زمرد شاہ باختری کے جس وقت
داخل لشکر اسلام ہوئے تو عمرو نے ایک روز مین پانچ ہزار پانچسو پچپن
لوریون کی تصویرین کھینچ کر دیدین گرد مرد اُن تصویرون کو لیکر پلٹا
اول ملک سنجان مین پہونچا کہ یہ ملک راہ باختر مین واقع تھا اور مالک
وہان کا کنجاب بن شیخوب بن ملک حرمان دیو کش تھا اور یہ کنجاب پیغمبر
زمرد شاہ باختری کہلاتا تھا جس وقت کنجاب کو خبر ہوئی کہ گرد مرد تصویرین
خدا پرستون کی لایا ہے اور خدمت خداوند مین لیئے جاتا ہے تو کنجاب کو
بھی ان تصویرون کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور بہتر گرد مرد کو طلب کیا اور
تصویرین مانگین گرد مرد نے وہ تصویرین دیدین کنجاب ایک عجیب و غریب
چیز سمجھ کر اور اُن تصویرون کو لیئے ہوئے محل مین چلا گیا اور اپنے اہل و
عیال کو دکھائین کہ یہ بندگان خدائی ہین جن کو خداوند نے خواب مین پیدا
کیا ہے یہ تو اُن لوگون سے بھی اچھے ہین جن کو بیداری مین پیدا کیا ہے کاش
خداوند خواب ہی مین رہا کرین کہ اُن کا خواب بیداری سے بہتر ہے اسوقت
عورتون نے ان تصویرون کو دیکھنا شروع کیا جس وقت نظر گوہر ملک بیٹی کنجاب کی
تصویر بدیع الزمان پر پڑی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی اور یہ سب
گوہر ملک کی ذات سے جو جو فساد ابتک ظہور مین آئے اُس کا خلاصہ یہ ہے
کہ ملک سنجان تباہ و برباد ہو گیا اور گوہر ملک بدیع الزمان کے ساتھ
نکل گئی اور ویچہ خاتون زوجہ کنجاب لندھور بن سعدان پر عاشق ہوئی اور
کنجاب کے مرنے کے بعد لندھور سے نکاح کیا اور مسلمان ہو گئی بعد اسکے
عیار تصویرین لے کر لقا کے پاس آئے لقا نے اُن تصویرون کو دیکھ کر
بختیارک سے کہا کہ مین نے ان بندون کو جیسا زور دیا ویسی ہی صورت
بھی دی مگر افسوس کہ ان کو اس قدر خودسر بنا دیا کہ یہ کسی سے زیر نہین ہوتے

غرض جس وقت یہاں آئیں گے اور اپنے خداوند کو دیکھیں گے تو پہچان لیں گے بعد اس کے ان تصویروں کو لے کر محل کی جانب چلا بختیارک مردود آتا تھا اس نے منع کیا کہ یا خداوند یہ اچھا نہیں ہے مگر لقا نے اس کا کہنا نہ مانا اور تمام اہل و عیال کو تصویریں دکھائیں کہ ہم نے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہیں لیکن یہ ہم سے منحرف ہو گئے ہیں اور اپنے دل سے ایک خدا فرض کر لیا ہے اس کو سجدہ کرتے ہیں ملکہ کیتی افروز آنہا کی حسینہ و جمیلہ بیٹی کہ لقا اس کو نور چکیدہ قدرت اور نور خالص کہتا تھا جس وقت ملکہ کیتی افروز نے تصویر شاہزادہ خاور سپاہ لعل خفتان خونریز خاوری ملاحظہ کی دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گئی اور تصویر کی نقل کر کے گلے میں پہنی اور جہان افروز بہن کیتی افروز سے بڑی تھی وہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی اور ان کی تصویر نقل کر کے اپنے گلے میں پہنی آخر کار وہی ہوا کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے ساری سلطنت تباہ و برباد ہو گئی لہذا میرے نزدیک ان تصویروں کا گھر میں لے جانا مناسب نہیں آئندہ آپ کو اختیار ہے یہ کلمہ جوت آئینہ پرست کو بہت ناگوار گذرا اور کہا کہ اے زرہا دشتر لب کیا کہوں کہ تم وزیر ہو اگر کوئی دوسرا شخص ایسی بدگمانی کرتا تو اس کی زبان گدی سے کھنچوا لیتا کیا لقا کی بیٹیاں چھنال نکلیں تو سب بادشاہوں کی اولاد آوارہ ہوتی ہے یہ کہہ کر تصویریں لیتے ہوئے داخل محل ہوا اور طوفان سبز پوش کو بلایا اور اول تصویر اسد بن کرب غازی کی پیش کی ان کا سن و سال تو درحقیقت اس قابل تھا کہ کوئی دیکھے تو تعریف کرے بلکہ طوفان سبز پوش نے بہت مذمت کی اور پھبتیاں کہیں بعد اس کے تصویر غضنفر بن اسد کی دکھائی اسے بھی دیکھ کر ملکہ نے ناک بھوں چڑھائی بعد اس کے تصویر معروف بن اسد کی دکھائی گئی ملکہ طوفان سبز پوش نے نظارہ اس تصویر کو بھی برا بھلا کہا لیکن جس وقت سے تصویر معروف بن اسد کی دیکھی رنگ رو بدل گیا لب پر مہر سکوت لگ گئی آنکھوں میں تری آئی اس میں ابتری پیدا ہوئی دل دھڑکنے لگا تصویر ہمہ تن دل پر نقش ہو گئی جوت آئینہ پرست اس تصویر کو دے کر چلا گیا تھا ملکہ نے خوب اطمینان کے ساتھ تصویر اسد ثانی کا چربہ اتارا اور اپنے گلے میں پہن لیا کہ مبادا بادشاہ تصویر کو طلب کرے تو پھر میں کیا کروں گی نشانی بھی پاس نہ رہیگی باقی تصویریں خود دیکھ آئیں اور کہلا بھیجا کہ ابا جان ان تصویروں کو پھنکوا دیجیے کہ یہ منحوس صورتیں کوئی [illegible] خداوند ہیں ان کی صورتوں پر شقاوت برستی ہے یہ سن کر جوت آئینہ پرست دختر سے بہت خوش ہوا اور زرہا دشتر لب سے کہا کہ سنا آپ نے کہ میری دختر نے کیا کہلا بھیجا ہے وہ مانند اور شاہزادیوں کے نہیں ہے زرہا دشتر لب یہ سن کر خاموش ہو رہا اور کہا خیر خداوند ایسا ہی کریں جیسا کہ اس نے کہا ہے لیکن اب ان تصویروں کو چاک کر ڈالیے کہ ان کو دیکھ کر مجھ کو خوف آتا ہے خداوند

ہوتا ہے کہ یہ دربار شاہی کو لوٹ رہے ہیں حوت آئینہ پرست نے اُن سب تصویروں کو چاک کر ڈالا باوجودیکہ ہزارہا روپیہ تصویروں کے معاوضہ میں سوداگر کو دیا گیا تھا لیکن اس کا کوئی خیال نہیں کیا گیا ادھر ملکہ طوفان سبزپوش دختر حوت آئینہ پرست تیر عشق کھا چکی تھی اور تصویر شاہزادہ اسد ثانی زیب گلو فرما چکی تھی اُس کی حالت آناً فاناً میں ترقی کرنے لگی اور رنگ رو متغیر ہونے لگا ہر وقت کی خوش مزاجی سکوت سے بدل گئی اس کو خیال ہوا کہ ابھی تازہ بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی شبہہ کرے اب ماں باپ کے ساتھ رہنا درست نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کسی بہانے سے کنارہ کشی کرو یہ سوچ کر ہمائے تیز رفتار کو حکم دیا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم باغ فیروزہ نگار کو جائیں اور وہاں جلسہ رقص کریں لہٰذا تم اس کی تیاری کر دو یہ سن کر ہمائے تیز رفتار اسی وقت روانہ باغ ہوا اور سب سامان درست کر دیا کاشین حاضر کر دیں اور وہاں سے سواری حاضر کی ملکہ بجلوس شاہانہ کے ساتھ جانب باغ فیروزہ نگار روانہ ہوئے اور وہاں صحبت عیش برپا کی یہاں حوت آئینہ پرست نے ایک نامہ حاکم ملک فرمانیہ کو لکھا کہ نام اس کا حرمان آدمخوار ہے مضمون نامہ یہ تھا کہ بالفعل ہمارا قصد ہے کہ ہم خروج کریں اور خداپرستوں کا استیصال کریں لہٰذا تم دیکھتے ہی اس نامہ کے سرداران و عیاران ذیل کو ہمراہ لے کر حاضر ہو وہ سردار یہ ہیں بہمن دیو سنگ طوماس شیر بسر فلوس خرس پیشانی و بہتر ذوفنون و بہتر قیاس جہاں تک ممکن ہو اپنے کو ہم تک جلد پہنچاؤ جس وقت یہ نامہ حرمان آدمخوار کو پہنچا حرمان آدمخوار اسی ہزار آدمخواروں سے سرداران مذکور و عیاران مشہور کو ہمراہ لے کر کل چار لاکھ کی فوج جانب شہر حوتیہ روانہ ہوا یہاں حوت آئینہ پرست انتظار میں تھا کہ خبر آمد حرمان آدمخوار کی پہنچی حوت آئینہ پرست نے حکم زرار دشت لب دار چال دیو ساگ و قارن کوہ پیکر کو اسی ہزار سوار سے برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ گئے اور حرمان سے ملے اور نہایت اعزاز سے اُس کو اپنے ہمراہ لے کر داخل ملک حوتیہ ہوئے ملک حوتیہ فوجوں سے مملو ہو گیا اور دونوں لشکر گلے مل کر ایک ہو گئے حوت آئینہ پرست نے ذنگل سرداروں کے واسطے چھوار رکھے تھے جس وقت حرمان آدمخوار داخل دربار حوتیہ ہوا حوت آئینہ پرست کو سلام کیا حوت آئینہ پرست نے اشارہ بیٹھنے کو کیا حرمان آدمخوار ایک ذنگل زرین پر بیٹھا اور صحبت میخواری شروع ہوئی دور جام چلنے لگا عین گرمی صحبت میں حرمان آدمخوار نے حوت آئینہ پرست سے پوچھا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے مفصل بیان کیجئے اب حوت آئینہ پرست نے صلصال کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ مالک ترکستان کے بیٹھے ہیں خان اعظم یعنی صلصال اژدھن کا نام ہے خداپرستوں نے ملک ان کا اپنے قبضہ میں لیا ہے

یہ میرے پاس فریادی آئے ہین تو میرا قصد ہے کہ خروج کرکے ملک اِن کا اِن کو واپس دلاؤن وزیران کان سے منحرف ہوکر خدا پرستون سے مل گیا تھا اور فرزند بھی اُن کے سرداران حمزہ سے زیر ہو کر مطیع ہو گئے تھے مین اُن کو سزا اسکے معقول دونگا کہ اب وہی وہان کے حاکم ہین اور راہ مین جس قدر ممالک اہل اسلام کے ملین گے اُن پر اپنا قبضہ کرونگا اول شہر سمرقند ہے حاکم وہان کا طولابہ سمرقندی ہے پہلے اُس ملک پر قبضہ کرونگا بعد اس کے بلخ ملیگا ہوشیار بلخی اور گوسپارہ بلخی وہان کے حاکم ہین اُن کو سزا دونگا اُس کے بعد ختن ہے ختن کے بعد ترکستان ہے جو ملک خان اعظم کا ہے وہان کئی سردار ہین ایک توزرہ خان وزیران کا ہے دوسرے مالک ترک سفید جامہ ہے اور تین بیٹے اِن کے اژدر خان اور صعب خان اور ریلب خان ہین سب کو مطیع یا قتل کرکے اِن کا ملک اِن کو دلاؤنگا اور وہان سے جانب قلعہ ذوالامان جاکر اُس قلعہ کو تاراج و برباد کرونگا کہ وہان کل ناموس حمزہ مقیم ہے بعد اُس کے سُنا ہے کہ بدیع الملک نبیرہ حمزہ دعویٰ صاحبقرانی رکھتا ہے اور طلسم نہ طاق کی طرف گیا ہوا ہے وہان جاکر اُسے قتل کرونگا اُس کے بعد پھر جس آفتاب پرست کو سزا دونگا سُنا ہے کہ وہ آفتاب کو سجدہ کراتا ہے بعد اُس کے تفابدار آن قاف کو قتل کرتا ہوا اُس لٹیرے کو مارونگا جس کا نام اسد بن کرب غازی ہے کہ وہ خدا پرستون کا زور بازو ہے اُس کا قتل سب سے اول ہے یہان تک کہ تمام عالم پر قبضہ کرکے پھر اپنے ملک کو واپس آکر آپ دعویٰ خداوندی کرونگا اور تم کو نائب خداوند کرونگا اور تمکو اور تمھارے لشکر کو ہمیشہ گوشت آدمزادون کا کھلاؤنگا یہ سُن کر حمران آدمخوار نہایت خوش ہوا کہا چلیئے مین آپ کے ساتھ ہون اور جانبازی کو موجود ہون اب حوت آئینہ پرست نے سامان دعوت کا حکم دیا اور تیاری جشن ہونے لگی غرضکہ نہایت دھوم دھام سے دعوت حمران آدمخوار کی ہوئی کہ تمام آدمخوارون کو کباب انسانون کے کھلائے گئے جہان تک واجب القتل اور مجرم دستیاب ہوئے اُن کو ذبح کیا جب وہ کافی نہ ہوئے کہ اسی ہزار کھانے والے موجود تھے تو بے گناہ اور لاوارث گرفتار کیے جانے لگے شہر مین ایک غوغا تھا لوگ گرفتار ہو رہے تھے رعایا کہتی تھی کہ ایسا ظالم بادشاہ ہمارے اوپر حاکم ہے خدا جلد اُس کو غارت کرے اگر اس کی حکومت مین ترقی ہوئی تو نہ معلوم کیا کیا ظلم کریگا لیکن فوج حوت آئینہ پرست کی ظالم کسی کی فریاد نہ سنتی تھی لوگ برابر گرفتار ہو کر ذبح کیے جا رہے تھے جس وقت شام ہوئی حوت آئینہ پرست نے حمران آدمخوار کی دعوت کی بعد دعوت کے جلسہ رقص و سرود شروع ہوا اب یہ تو ادھر محو عیش و عشرت ہین اور اُس طرف ملکہ طوفان سبز پوش کی سواری باغ مین اُتری ملکہ طوفان سبز پوش سیر باغ کرتی ہوئی داخل قصر ہوئی عجب طرح کا یہ قصر تھا کہ تمام قصر مین فیروزے جڑے ہوئے تھے

ست شیشہ آلات جس قدر تھا وہ بھی فیروزہ نگار تھا مسند بھی فیروزہ نگار رکھی گئی غرضکہ ملکہ طوفان سبزپوش آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی گانیوالیان حاضر تھین انھون نے ساز چھیڑا اور گانا شروع کیا

غزل

تم سنو جسکی وہ جب رہے پریشان کیون ہو ۔ یا خموشی سے بنے بات تو نالان کیون ہو

سر کے ٹکرانے کو سنگ در جانان کیون ہو ۔ جب ہوا خاک اڑانا تو بیابان کیون ہو

مرکے ہو جاتی ہے درد و غم و ایذا سے نجات ۔ ہے وہ دشمن تو مری جان کا خواہان کیون ہو

کرکے دعواے وفا سہتے گلۂ ظلم عبث ۔ جو خرابی کی ہے بنیاد وہ عنوان کیون ہو

کیا کرین وصل پہ اصرار جب انکو ہے یہ ضد ۔ کہ نہین منہ سے نکلجائے تو پھر ہان کیون ہو

ناتوان ہون مدد اے کاوش جوش وحشت ۔ ہاتھ قابو مین نہین ہین تو گریبان کیون ہو

تیری باتون کو ہم اے عہد شکن جلتے ہین ۔ جسکا انجام ہو بے سود وہ سامان کیون ہو

نہ اٹھے ہوک تو کیون راز محبت ہو عیان ۔ نہ اڑے رنگ تو ظاہر غم پنہان کیون ہو

حاجب چشم تصور نہ کبھی ہو گی نقاب ۔ جسکو چھپنا نہین آتا ہے وہ پنہان کیون ہو

دل سے عاشق کے جو نکلی تو بہت ہو گی تباہ ۔ صدر مین جسکی ہے جا وہ کہین دربان کیون ہو

جان ستان ناز ہین جنکے کوئی انسے کہہ آئے ۔ مہربان آپ جو ہون موت کا احسان کیون ہو

بدگمان کرتی ہے رہ رہ کے اسے غیرت عشق ۔ دلمین رہکر نگہ شوق سے پنہان کیون ہو

ہم تو پہلے ہی سے سمجھے ہین محبت کا مآل ۔ جان پر آپ جو کھیلا وہ پشیمان کیون ہو

طالب داد ستم حشر مین آتے ہین تو آئین ۔ کہ کسی کے نہین قائل تو پریشان کیون ہو

خواہش عیش ہی دنیا مین ہے ایذا کا سبب ۔ گر کہو وصل تو اندیشہ ہجران کیون ہو

اے اجل شام سے بیٹھا ہون مین آمادہ مرگ ۔ کہ یہ ہوتا ہے تو صبح شب ہجران کیون ہو

طول ایذا سے جدائی مین اگر طول حیات ۔ جز اجل خواہش صبح شب ہجران کیون ہو

کوئی مجرم نہین اے سوز جگر عاشق زلف ۔ رہنے والا ہے اندھیرے کا چراغان کیون ہو

رہ سکین گے نہ کبھی آپ وفا کے پابند ۔ جسکا بجھنا نہین آسان وہ پیمان کیون ہو

امتحان گاہ محبت مین نہ جانا تھا ہمین ۔ آپ ڈالی ہے جو مشکل وہ آسان کیون ہو

دل سے نکلے بسہولت بخوشی تو کھینچون ۔ میری حسرت ہی نہ وہ ہو تیرا پیکان کیون ہو

حالت شمع پہ ہنستے تھے بہت تم کل تک ۔ آج اک سوختہ جان کے لیے گریان کیون ہو

گھات مین اپنے ادھر وہ ہین یہ سوچ ادھر ۔ ٹوٹنا جسکا ہے آسان وہ پیمان کیون ہو +

پردہ در راز محبت کا نہین دست ہوس ۔ نہ کشیدہ ہو تو پھر زیست ترا دامان کیون ہو

آرزو جسکے لیے ہو گئے برباد اس نے ۔ کبھی یہ بھی تو نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو

اس غزل کے اکثر اشعار کے مضامین جو ملکہ طوفان سبزپوش کے دل پر درد کی داد دے رہے تھے طوفان سبزپوش کی آنکھون سے طوفان اشک جاری ہوا چشمہاے چشم ابل پڑے سیلاب اشک نے اس تصویر تصور کو غرق کر دیا جو ہر وقت ملکہ کے روبرو رہتی تھی بیساختہ یہ دردناک نالہ جاری ہوا اور ہاے ہاے رونے لگی روتے روتے بیہوش ہو گئی ناگاہ آ گئے پاس جو بیٹھی تھین گھبرا گئین دوڑین لخلخے لا کے اس پر جسقدر

ملکہ ضبط کر رہی تھی اُسی قدر جوشش رقت زیادہ ہوتا تھا بموجب شعر شعر جب ضبط
کروں ہچکیں آنسو روؤں تو نہ نکلے اشک کوئی + کیا کہوں ان آنکھوں کا یہ دریا اُلٹے
بہتے ہیں + آخرکار راز دل چھپانے کے واسطے ملکہ طوفان سبز پوش اُٹھ کر
حجرے میں چلی آئی صحبت رقص وغنا برخاست کر دی اکیلی مسہری پر لیٹ رہی
اور بیچارہ دل کا رو رو کر نکالنے لگی بہ حکیم پہلے سے دے دیا تھا کہ سوا ہمارے
تیز رفتار کے اور کوئی میرے پاس نہ آئے اس لیئے کہ شدت سے دھڑکن
ہو رہی ہے وہ آئے تو میں اُس کو حکیم صاحب کے یہاں بھیجوں اور حال
اپنا کہلا بھیجوں سب انیسیں جلیسیں پریشان ہیں کہ یہ دفعتاً ملکہ کو کیا ہوا اِس
باغ میں آنا تو آج اُلٹا اثر دکھا رہا ہے تفریح کے بدلے اختلاج نہیں معلوم
کس بری گھڑی سے آج اِس باغ میں قدم رکھا کوئی کہتی تھی کہ ان پر
سایہ کسی پری کا ہو گیا ہے یا جن عاشق ہو گیا ہے اِن لوگوں کی یہی خاصیت
ہوتی ہے کہ جس شخص پر عاشق ہوتے ہیں اُس کو پریشان کرتے ہیں لو یہ بھی
نیا عشق ہے کہ جس سے محبت کریں اُسی کو پریشان کریں باز آئے مثل ہے
کہ بھٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹیں کان یہاں تو یہ حالت ہے اور اُدھر
ملکہ کی عجب کیفیت ہے کبھی تصویر کو اُٹھا کر دیکھتی ہے کبھی گلے سے لگا لیتی ہے
کبھی کہتی ہے اے پیکر بیجس تو جس کی شبیہ ہے تجھے اُسی کی قسم کہ مجھے اتنا تو
جواب دے کہ وہ رہنے والا کس دیس کا ہے کہ میں خاک چھانتی ہوئی خود
وہاں جاؤں یا اپنا آدمی بھیج کر اُس کو بلاؤں ہائے مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم
کہ وہ کہاں ہے طرہ اُس پر یہ کہ اُسے مجھ بدنصیب کے حال کی خبر بھی نہیں کہ
ایک زخمی تیغ ادا ہمارا مانند مرغ بسمل کے پھڑک رہا ہے اور ایک بلبل زار
ہمارے گل سے چہرہ کے شیفتہ ہو کر بیمار ہو گئی ہے نرگس وار ہر طرف نگران ہے
سنبل کے مانند پریشان ہے لیکن ہوا سے باغ اُس کے واسطے ناساز
ہے اِن خاروں میں گھری ہوئی ہے کہ نکلنا دشوار ہے ہر وقت گلچین کا خوف
صیاد کا کھٹکا آشیانے سے نکلنے کو مانع ہے فریاد کو روکتا ہے کہ ایسا نہ ہو
حال ظاہر ہو جائے شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے + دو علے میں ہمارا آشیان
ہے + اس اس طرح کی باتیں دل سے کر رہی تھی کہ ہمارے تیز رفتار باغ
میں آیا صحبت کو برہم دیکھ کر نہایت حیران و پریشان ہوا عورتوں سے پوچھا
کہ ملکہ طوفان سبز پوش کہاں ہیں اُنھوں نے بیان کیا کہ فلاں حجرے
میں آرام فرما رہی ہیں ہم لوگوں کے جانے کی ممانعت ہے لیکن تمھارے لئے
اجازت دیدی ہے ہمارے تیز رفتار جلدی سے حجرے میں آیا تو ملکہ کی
عجب حالت دیکھی پوچھا کہ مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبز پوش نے بہانہ
دردسر اور اختلاج قلب کا کیا ہمارے تیز رفتار سمجھ گیا کہ جب چھپی تصویر کو
انھوں نے دیکھا تھا تو رنگ چہرے کا بدل گیا تھا کچھ طبیعت اس صاحب تصویر

کی طرف مائل ہوئی ہے کہا اے ملکۂ عالم مین نے تمھین اپنی گود یون مین کھلایا ہے اور پالا ہے مین نادان نہین ہون کہ تمھاری باتین نہ سمجھ سکون صاف صاف بیان کرو مجھ سے نہ چھپاؤ لیکن ملکہ طوفان سبز پوش کی غیرت کب گوارہ کرتی تھی کہ وہ صاف صاف بیان کر سکتی ہمائے تیز رفتار نے وہ ہی تصویر اسد ثانی کی سامنے کی اور کہا اے ملکہ یہ چیز بڑی کوشش سے تمھارے لیے لایا ہون یہ دیکھتے ہی ملکہ طوفان سبز پوش یا تو بیٹھی ہوئی تھی یا اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ تم کیونکر اسے لائے ہمائے تیز رفتار نے کہا کہ جس وقت سواری مین نے آپ کی باغ مین پہونچا دے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو وہ تصویرین تلف ہو جائین اور حکیم زرہ باد ان تصویرون سے بغض اپنا نکالے مین نے یہ انتظام کیا کہ خود دربار بادشاہ مین چلا اور حاضر رہا پہنچ کہ حکیم زرہ باد نے ان تصویرون کے چاک کر ڈالنے کی رائے دی بادشاہ نے تصویرین مجھے دین مین نے اُس مین سے تین تصویرین چاک کر ڈالین اور یہ تصویر آپ کے خیال سے چھپا لی اور لیتا آیا مین سمجھ گیا تھا کہ یہ تصویر آپ کو پسند آئی ملکہ نے کہا کہ مین نے بھی ایک نقل اِس تصویر کی بنائی تھی یہ کہکر گلے سے تصویر اتار کر دکھائی ہمائے تیز رفتار نے ملکہ طوفان سبز پوش کے صناعی کی نہایت تعریف کی کچھ دیر تو ملکہ طوفان سبز پوش اس تصویر کو غور سے دیکھا کی بعد اسکے پھر رونے لگی ہمائے تیز رفتار نے بہت سی تسلی اور تشفی کی اور کہا کہ والد ماجد آپ کے سفر کرنے والے ہین آپ بھی ساتھ ہی چلیئے گا مین اُس صاحب تصویر کو آپ سے ملا دونگا آپ اطمینان رکھیئے اور اگر یہان رہیئے گا تو مین وعدہ نہین کرتا ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ اے ہمائے تیز رفتار تم جہان کہو گے مین وہان چلونگی اب ملکہ کو گونہ تسلی ہوئی ہمائے تیز رفتار نے سمجھا بجھا کر اور صاحب تصویر کی قسمین دے کر ملکہ طوفان سبز پوش کا منھ دھلوایا کھانا کھلایا لیکن ملکہ کو حرارت ہو آئی تھی یہ نازپروردہ نازک اندام اس تعب کو برداشت نہ کر سکی اور باغ مین جی بھی نہ لگا آخر صبح کو سوار ہو کر محل شاہی مین چلی آئی ملکہ طوفان سبز پوش کی مان نے جو یہ حالت دیکھی کہ بیٹی کا منھ اُترا ہوا ہے آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہوئے ہین رنگ چہرے کا زرد ہے کہا واری مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبز پوش نے دست بستہ عرض کیا کہ امان جان کیا عرض کرون کل ایسا دورہ اختلاج کا ہوا کہ جسنے دفعتاً میری یہ حالت کر دی اس لیئے باغ گئی تھی کہ شاید سیر گل و ریاحین سے دل بہل جائے لیکن کچھ نہ ہوا آخر کو چلی آئی اس وقت بھی دھڑکن ہو رہی ہے ابھی دیکھیئے یہ دل ہاتھون اُچھل رہا ہے اور حرارت بھی ہو آئی ہے طوفان سبز پوش کی حالت اس کی مان نے جو دیکھی بیتاب ہو گئی حکیم زرہ باد دشمن لب کو طلب کیا نبض دکھائی یہ حکیم تو پہلے ہی سے سمجھے ہو تھا کہ تپ عشق ہے ایک

نسخہ لکھ دیا کہ جس میں کچھ مفرحات تھے اور کچھ دوا اشتہا کی ہو و صندل وغیرہ کے
زبانی بھی بتلا دی کہ اگر درد سر ہو تو یہ پیس کر ماتھے پر لگا دینا اور آپ وہاں سے
خدمت حوست آئینہ پرست میں آیا بادشاہ نے پوچھا کہ آج دیر ہونے کا
کیا سبب ہے زرہاد شیریں لب نے بیان کیا کہ طبیعت شاہزادی کی کچھ ناساز
ہو گئی تھی میری طلبی ہوئی تھی تو وہیں گیا ہوا تھا نسخہ لکھ آیا ہوں یہ سن کر
حوست آئینہ پرست نہایت حیران و پریشان ہوا اور حکیم زرہاد شیریں لب
سے کہا کہ میں آمادہ سفر ہوں اور دختر کی یہ حالت ہے نہ اُسے ساتھ رکھ سکتا ہوں
اور نہ یہاں چھوڑ سکتا ہوں حکیم زرہاد شیریں لب نے کہا کہ آپ کچھ تردد و فکر نہ
فرمائیں ملکہ طوفان سبز پوش بہت جلد اچھی ہو جائینگی مگر اُن کو اپنے ہمراہ
لیتے چلئے یہاں اُن کو چھوڑنا بہتر و مناسب نہیں اس لئے کہ وہ آپ سے مانوس
زیادہ ہیں ایسا نہ ہو کہ دل نازک پر اُن کے کچھ صدمہ پہونچے راہ میں تبدیل
آب و ہوا سے مرض جلد زائل ہو جائیگا اور صحت حاصل ہو گی ظاہر تو یہ تھا اور
باطنا مقصود اُس حکیم کا یہ تھا کہ ایسا نہ ہو اس حالت کی خبر اُس جوان کو
پہونچ جائے کہ جس کی تصویر پر ملکہ طوفان سبز پوش عاشق و شیفتہ ہے اور وہ
میدان خالی پاکر یہاں آئے اور ملکہ کے اوپر قبضہ کرے اور لے جاوے
اگر ملکہ طوفان سبز پوش ساتھ رہیگی تو پھر اُس کی حفاظت آسان ہو گی الحاصل
حوست آئینہ پرست حکیم زرہاد شیریں لب سے حال دختر کا سن کر محل میں آیا اور
ماتھے پر ملکہ طوفان کے ہاتھ رکھا گرم پایا کہا اے فرزند اب میرا ارادہ
سفر کرنے کا ہے اور تمھاری طبیعت کی یہ حالت ہے میرا قصد تھا کہ تمھیں اپنے
ساتھ لے چلوں مگر اب میری رائے نہیں ایسا نہ ہو کہ زحمت سفر سے مرض میں
طول ہو لہذا تم اپنی ماں کے پاس رہو ملکہ طوفان سبز پوش یہ سن کر زار
زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگیں اور کہا کہ میں نے کسی وقت آپ کی فرقت
گوارا نہیں کی ہے اور ہمیشہ آپ ہی کے ساتھ رہی ہوں میں ضرور آپ کی ہمراہی
میں چلونگی اور اگر یہاں مجھے چھوڑ دیجئے گا تو بیشک مرض میرا طول کھینچیگا اور انجام
خراب ہوگا پھر شاید آپ آنے بھی نہ پائیں گے کہ ہم اس جہان سے رخصت
ہو جائیں گے یہ کلام سن کر حوست آئینہ پرست کا دل ہل گیا کہا اے فرزند ایسی
باتیں نہ کرو میں تمھیں اپنے ساتھ لیتا چلونگا یہ کہہ کر دو جادوگروں کو بلایا اور اُن سے
کہا کہ ہم آگے چلتے ہیں تم تخت ملکہ کے واسطے تیار کرو اور اُس کو اُس کی
خواصوں سمیت اور خدمتیوں سمیت ساتھ لے کر ہمارے لشکر کے پیچھے آؤ یہ
کہہ کر باہر آیا اور حکم کوچ دیا قارن کو وہ سپہ پیش خیمہ لے کر آگے روانہ ہوا بعد
اس کے خود حوست آئینہ پرست مع صلصال و حرمان آدم خوار و مبہوت
جادو وغیرہ لشکر گران ہمراہ لے کر جانب سمرقند روانہ ہوا اس کے بعد ملکہ
نے ہمائے تیز رفتار عیار اور دیگر کنیزوں کو ہمراہ لیا اور جانب سمرقند روانہ ہوئی

اب ان سب کو راہ میں چھوڑا جاتا ہے وقت پر تحریر ہوگا

چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان ہوتے ہیں

بزم سخن طوطی خوش نوا ہے بہ بیت زمزمہ سنج ترنم سرا ہے راویان اخبار و حاکیان خوش گفتار اس داستان ظفر نشان کو اس طرح معرض بیان میں لاتے ہیں کہ جس وقت اسد غازی مع فوج جرار داخل سرحد زنگبار ہوئے تھے راہ میں ایک آدھ آدمی کو بھاگتے ہوئے دیکھا سواروں کو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ ان کو ان سے حالات زنگبار کے دریافت کریں سواروں نے گھوڑے دوڑائے وہ بیچارے اور بھاگے لیکن کہاں بھاگ سکتے تھے سوار آنا واحد میں گھوڑے دوڑا کر سروں پر پہونچ گئے جب انھوں نے دیکھا کہ بھاگ نہیں سکتے ان لوگوں سے بکیفیت کہا کہ اچھا اتنی مہلت دو کہ ہم اپنے اہل و عیال کو جا کر ایک نظر دیکھ آئیں پھر قتل کر ڈالنا سواروں نے کہا کہ ہم تمھیں قتل کرنے نہیں آئے ہیں چلو ہمارے مالک نے تمھیں طلب کیا ہے کہ وہ تم سے کچھ حالات شہر زنگبار کے دریافت کریں گے اور تمھیں انعام دیں گے اب ان لوگوں نے جو دیکھا کہ سوار مسلمان وضع ہیں کہا تمھارے مالک کا کیا نام ہے انھوں نے بتلایا کہ اسد غازی ہیں یہ سن کر وہ نہایت خوش ہوئے اور سواروں کے ساتھ خدمت میں اسد دلاور کی حاضر ہوئے فرمایا کہ افسوس ہے اب تم لوگ ایسے منحرف ہو گئے کہ ہم بلاتے ہیں اور تم دور بھاگتے ہو ان ستم رسیدوں نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے جو ہم آپ سے منحرف ہوں لیکن سبب ہمارے بھاگنے کا یہ ہے کہ ہم کو ارزن دجال کی طرف سے جو حاکم ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جس زنگی کو پاؤ اسے قتل کر ڈالو ہم لوگ سب کے سب بھاگ کر صحرا میں پناہ گزین ہوئے اگر سوار اس کے یہاں آئے اور جس کو پایا اسے قتل کر ڈالا وہ کافر یہ چاہتے ہیں کہ کوئی مسلمان باقی نہ رہے ہم ان سواروں کو آپ کا فرستادہ نہ سمجھے تھے اسد غازی کو یہ سنکر نہایت تصدیعہ ہوا اور فرمایا کہ افسوس کیا کیا تباہیاں اہل اسلام پر پڑ گئی ہیں خیر دیکھا جائیگا کچھ حال حاکم قلعے کا بیان کرو ان لوگوں نے عرض کی کہ فرہیل گرزن ایک گبر ہے وہ ہی اس قلعے کا حکمران ہے اور قلعہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے توپیں ہر وقت چڑھی رہتی ہیں نگہبان پھرا کرتے ہیں عجب نہیں جو حضور کے تشریف لانے کی خبر اہل قلعہ کو ہو گئی ہو اور وہ آگاہ ہو گئے ہوں یہ سنکر اسد غازی نے ان پریشان حالوں کو کچھ روپئے اور کچھ اشرفیاں عنایت کیں اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور اپنے اہل و عیال کی پرورش میں صرف کرو ہم قلعے پر جاتے ہیں جس وقت قلعہ فتح ہو جائے تو پھر ہمارے پاس آنا ہم ہر ایک کی دادرسی کریں گے اور

جسکا مال و اسباب و جائداد جسقدر تلف ہوا ہو گا اُسے اُسی قدر اور دین گے
وہ لوگ تو خوشی خوشی دعائین دیتے ہوے روانہ ہوے ادھر اسد دلاور
نے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیئے سب نے عرض کی کہ ہماری رائے آپ کی رائے
سے بہتر نہین ہے اسد غازی نے ضرغام شیردل اور ادریس بن اندلس
سے فرمایا کہ تم جاؤ اور خبر لاؤ کہ قلعے کی کیا حالت ہے اب اسد غازی تو تیاری
لشکر مین مصروف ہوے اور یہ دونون عیار طرار جانب قلعۂ زنگبار روانہ ہوے
راستے مین انھون نے ہیئت اپنی تبدیل کی اور فقیر بن کر چلے جس وقت قریب
قلعے کے پہونچے نگہبانون نے آواز دی کہ اے فقیرو کسی اور مقام پر جاؤ
خبردار اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ عوض نفع کے نقصان جان کا
ہوگا اور نشانۂ تیر قضا ہو گے یہ کہتے ہی اُنھون نے تیر چلۂ کمان مین پیوست
کر لیئے یہ رنگ دیکھ کر دونون عیار خوف جان سے آگے نہ بڑھے مجبور و ناچار
ہو کر وہان سے واپس آئے اور سارا ماجرا روبروے اسد غازی حرف
بحرف بیان کیا کہ اہل قلعہ آپ کی آمد سے باخبر ہو گئے ہین قلعہ آلات حرب
و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہے پرندہ پر بھی نہین مار سکتا اور کسی کی کیا مجال ہے
کہ وہان تک جائے بڑے انتظام ہین ایسے کہ فقیر بھی نہین جانے پاتے ہر وقت
دروازہ قلعے کا بند رہتا ہے ہم دونون عیارون نے ہر چند بڑی کوشش
اور جانفشانی کی لیکن کسی طرح اندر قلعے کے نہ جا سکے وہ لوگ بہت ہوشیاری
سے قلعہ بند ہین یہانتک کہ ہوا سے بھی بدگمان ہین کہ مبادا اس مین بھی
جوشی شامل نہ ہو یہ سُن کر اسد غازی نے سردارون کی طرف دیکھ کر فرمایا
کہ کیا کرنا چاہیئے اس لیئے کہ قلعے کی تین طرف پانی ہے صرف ایک جانب
راستہ خشکی کا ہے اُس کی یہ حالت ہے کہ راستہ بہت تنگ ہے اور زد
قلعے کی مار کی ایسی ہے کہ کوئی شخص گولے سے بچ کر جا نہین سکتا سب نے
متفق اللفظ عرض کیا کہ آپ ہم سے بہتر سمجھتے ہین اسد غازی اسی فکر و تردد
مین تھے کہ ادریس بن اندلس نے عرض کی کہ اے شہریار میرے ذہن
مین ایک ترکیب ہے بشرطیکہ آپ بھی اُس ترکیب کو پسند فرمائین یہ سُن کر
اسد غازی نے فرمایا کہ اے ادریس بیان کر ادریس نے عرض کی کہ مین
تاجر بن کر بسفر دریا قلعے کی طرف جاؤن اور صندوقون مین بجائے مال
سردارون کو بند کر رکھا جائے اور ایک نامہ فرضی خوجہ تجار کی طرف سے
قلعہ دار زنگبار کو لکھا جائے جس وقت نامہ خوجہ تجار اسکے نام سے پہونچیگا
تو جو تحریر ہوگی اُس پر عمل درآمد ہوگا اور ہم داخل قلعہ ہو جائین گے داخل
قلعہ ہو کر جس وقت یہ صندوقون کو کھولین گے ادھر آپ لشکر لیئے تیار
رہیئے گا جس وقت سردار اندرون قلعہ جنگ شروع کر دین تو اُس وقت
آپ دھاوا کر کے آجایئے گا اور قلعے پر قبضہ کر کے کفار کو گھیر کر قتل

ڈالیگا اسد دلاور نے راے ادریس کی پسند کی اور سردار صندوقون میں بند کرنے
کے واسطے منتخب ہوئے گرشاسپ اور ویشلی ایک طلحہ بن عنطلہ دو معروف
بن اسد تین غضنفر بن اسد چار یہ چار سردار تو صندوقون میں بند ہوئے اور
بارہ پندرہ قزاق سوداگر کے ملازمین بنے اور ادریس بن اندلس
سوداگر بنا اب صندوق جہاز پر لادے گئے اور ادریس بن اندلس
قزاقون کو لے کر سوار ہوا چلتے وقت اسنے کہدیا تھا کہ جس وقت
قلعہ میں شور و غوغا بلند ہو فوراً آپ وہاں آ کر پہنچیگا ہم تو یون کو بند کر دینگے
یہ کہکر روانہ ہوا پہلے جہازون کو دور لے گیا اور راہ ہندوستان کی سیدھی
دیکھکر اب قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ نے جو دوربینین لگا کر دیکھا معلوم ہوا
کہ جہاز اسطرف چلا آتا ہے بس فوراً جسقدر ناوک انداز تھے سب
لیس ہو گئے کہ مبادا کوئی حریف راہ دریا سے نہ آتا ہو جسوقت
یہ جہاز تیر کے زد پر آ گیا ادریس بن اندلس نے چادر ہلائی تیر انداز
رکے کہ شاید کوئی تاجر ہے حریف نہیں ہے اور اجازت آنے کی دی
جسوقت یہ جہاز قریب قلعہ پہونچکر لنگر انداز ہوا اہل قلعہ نے پوچھا کہ
تم کہاں سے آتے ہو جواب دیا کہ ہم ہندوستان کے تاجر ہیں اور ایک
نامہ خونخوار بن دجال کا حاکم قلعہ کے نام لائے ہیں اہل قلعہ نے
جواب دیا کہ بالفعل یہاں زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے حریف مقابلہ پر آگیا ہے
قلعہ کے اندر کسی کے آنے کی اجازت نہیں ہے انھون نے جواب دیا
کہ یہ نامہ خونخوار بن دجال کا لیجا کر اپنے مالک کو دیدیا وہ جو کہے
اوسپر عمل کرو اور بغیر جواب نامہ لیئے ہم نہ جائینگے اسواسطے
کہ خونخوار بن دجال کو یہ شبہ گذریگا کہ شاید ہم نہ پہونچا ہے اس نامہ پہلے
بہانہ کیا اور قلعہ تک نہیں گیا اور ان لوگون نے آپس میں مشورت کی اور
کہا کہ یہ سچ کہتا ہے نہیں معلوم کیا ہو گیا ایسا نہو کوئی ضروری بات ہو تو
اوسکا الزام ہمارے سر آئیگا پھر ہم اس الزام کیون لین فریبل
گرزن جیسا مناسب جانیگا ویسا کریگا یہ سوچکر نامہ سوداگر کے
ہاتھ سے لیا اور خدمت میں فریبل گرزن کے آئے اور سارا ماجرا
سوداگر کے آنے کا بیان کیا فریبل نے لفافہ کو چاک کر کے نامہ
نکالا اور پڑھا۔ لکھا تھا کہ اے فریبل گرزن خدا وند امینہ کی مدد سے
ہم نے ہندوستان کو بھی فتح کیا اور اب ہم ایران کیطرف جاتے ہیں یہاں
جو بیش بہا اور نادر چیزیں دستیاب ہوئیں وہ ان چارون صندوقون
میں بند کر کے بدست غضنفر سے قلماقی تمہارے پاس بھیجے
جاتے ہیں تمہیں لازم ہے کہ ان صندوقون کو اپنے قبضہ میں
رکھو اور سوداگر کی مہمانی کرنا کہ یہ لائق مہمانی ہے اور جو کچھ

پیغام زبانی یا خط وغیرہ کچھ بھیجنا وہ اسکے ہاتھ بھیجنا کہ یہ فرمشتبہ ہے اب ہم قلعہ گیلان میں ملیں گے
وہیں نامہ بھجوایا تیر کا یہ مضمون دیکھکر فرزیل دریا کے پاس آیا اور سوداگر سے
کہا کہ آپ بھی تشریف لائیے ادریس بن اندلس پہلے آپ قلعہ میں
داخل ہوا بعد اوسکے چاروں صندوق رسیوں میں باندھکر اوپر کھینچے اسکے
بعد اور بھی اشیاں سوداگر داخل قلعہ ہوئے اب سوداگر صندوقوں کو اوٹھواکر صحن
میں لایا اور جلدی جلدی قفل صندوقوں کے کھولدیے کہ آپ دیکھ لیں اور
فردوں سے مقابلہ کرلیں فرزیل نے کہا کہ فردیں لاؤ ادریس
بن اندلس نے فردیں ہاتھ میں دیں فرزیل گرزن نے داروغہ
کو طلب کیا اور فردیں اوسکی سپرد کردیں کہ جانچ انکی کرلو داروغہ نے دیکھا
کہ صندوق بہت بڑے بڑے ہیں مال بھی زیادہ ہوگا جاکر تیس پینتیس آدمی اپنے ساتھ
لایا جتنے عرصہ میں وہ پلٹکر آئے یہاں ادریس نے سب کو
ہوشیار کردیا اور کہا کہ جسوقت میں نفیر عیاری پھونکوں اسوقت تم سب
پٹرے اولٹ اولٹ کے باہر نکل آنا اور جنگ شروع کردینا جسوقت
داروغہ قریب آیا فرد کو اوٹھا کر پڑھا اوسمیں تحریر تھا
کہ یاقوت رمانی ایک نفر یہ حیران ہوا کہ یاقوت کے ساتھ نفر کا لفظ
آج تک کسی فہرست میں نہیں دیکھا یہ کیا ماجرا ہے ادریس
بن اندلس نے کہا کہ اہل ہندوستان یونہیں تحریر کرتے ہیں اوسکے
بعد لکھا تھا کہ الماس ایک نفر یہ اسی حیرت میں تھا کہ ادریس نے
نفیر عیاری پھونکی اور سرداروں نے پٹرے اولٹ اولٹ کے اور نعرے کرکے
نکلے تلواریں کھینچ کھینچ کر آپڑے داروغہ نے پوچھا کہ یہ کیسا مال ہے ادریس
نے کہا کہ فرد سے ملاکر دیکھ لیجیے اب سرداروں نے تلواریں مارنا شروع کیں
ان تیس آدمیوں کا تو دم بھر میں خاتمہ کردیا اور اب نعرہ کرکے توپوں کیطرف
چلے فرزیل گرزن نے جو یہ ماجرا دیکھا نہایت پریشان ہوا کہا کہ مارلو
ان لوگوں کو یہ جاسوس ہیں کیا کرتے ہیں یہ لوگ ہجوم کرکے چلے لیکن انھوں نے جاری
ایک ایک ہاتھ میں گوسفندانوں کا کام تمام کردیا اور توپوں پر قبضہ کرلیا
اب جو شور وغوغا بلند ہوتا ہے کہ مسلمان آگئے مارلو انکو جانے نہ پائیں تب
اسد غازی نے بھی کل فوج سے دھاوا کردیا توپوں پر تو پہلے ہی قبضہ
ہوگیا تھا کفار کچھ نہ کرسکے اور اسد غازی معہ فوج داخل قلعہ ہوا اور
فوج کو پہلے سے بتادیا تھا کہ محاصرہ کرلینا تاکہ کوئی کافر نکلکر نہ جانے
پائے اب کچھ فوج تو باہر قلعہ کے گھیرے رہی باقی فوج اندر قلعہ
کے داخل کیا اور تمام پھاٹکوں پر [illegible] سے قائم کیے اور تلوار
چلانا شروع کردی [illegible]
[illegible] طرف

طلحہ بن غضنطلیہ نے قتل شروع کیا ایک طرف اسد ثانی شجاعت اسد دلاور کا نمونہ
دکھارہا تھا ایک جانب خود اسد دلاور مانند شیر غضبناک کے حملہ آور تھا ایک سمت
غضنفر بن اسد لڑتا ہوا چلا جاتا تھا عین گرمی جنگ مین غضنفر کا اور فرزیل گرز
زن کا سامنا ہوا فرزیل گرز زن نے تلوار ماری غضنفر نے وار اسکا
خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کمر پر پڑا فرزیل کے دو ٹکڑے ہو گئے
لشکر بے سردار بد دل ہو کر بھاگنے کو تھا کہ راہ مسدود پائی ہر طرف خدا
پرستون کو راہ روکے ہوئے دیکھا غرضکہ دوپہر کی جنگ مین اسد غازی کے
لشکر نے تمام کفار کو تہ تیغ کیا جسوقت جنگ سے فراغت پائی تو شمار لاشون
کا ہوا معلوم ہوا کہ پانچسو آدمی اسد غازی کے شہید ہوئے اور بیس ہزار
آدمی کفار کے مارے گئے اپنا لاشین علیحدہ کرکے مسلمانون کو دفن کیا
اور کفار کو دریا برد کردیا کہ نہنگ وغیرہ کے پیٹ بھرے بعد اس کے
رعایا کو طلب کر کے آبادی شہر کا حکم دیا اور جسقدر مال غنیمت ہاتھ آیا تھا
وہ رعایا پر حسب حیثیت تقسیم کردیا پھر اسکے خیمہ برپا ہو گئے دوسرے روز
اسد غازی نے ان لوگون مین سے ایک شخص کو انتخاب کیا
کہ خاندان شاہی سے سلسلہ قرابت رکھتا تھا نام اوسکا طوفان زنگباری تھا
اسے حاکم قلعہ کیا اور فرمایا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کیے جائین
کیونکہ اب ہندوستان جائینگے دیکھین وہان کی کیا حالت ہے حسب الحکم
کشتیان تیار کی جانے لگین اور جسقدر جہاز ممکن ہوئے وہ فراہم کر لیے گئے جبتک
یہ سامان باہم کیا جاتے ان لوگون کو مجبوراً اس مقام پر قیام کرنا پڑا ایک روز
معروف بن اسد نے غضنفر دلاور سے پوچھا کہ کیون بھائی تمھارے پاس
مرکب بادخور اور انگشتری مسعود ماہ اور تیغہ سحرکش تھا جسے تیغہ زوبین
شگاف بھی کہتے ہین وہ چیزین کیا ہوئین غضنفر نے کہا کہ بھائی یہ چیزین
ساحر مستغش نے بنائی تھین جو خود ساحران عالم کہلاتا تھا
جب وہ ساحر جہنم واصل ہوا تو بہت زمانے تک ان چیزون نے
کام دیا بعد اوس کے رفتہ رفتہ اوسکی تاثیر باطل ہونے لگی گھوڑے
کی رفتار مین کمی ہونے لگی اور تیغہ کی تاثیر مین کمی پائی انگشتری
کی تڑپ کم ہوتے ہوتے بالکل تاثیرین باطل ہوگئین آخرکار مین دارالجہاد
کی خدمت مین چلا آیا معروف بن اسد نے یہ سنکر بہت رنج
کیا اور کہا کہ ایسے چیزون کے اثر نہ ہونے سے بڑے بڑے کامون
مین خلل واقع ہوگیا اگر وہ اسی طرح تاثیر رکھتے ہوتین تو آجکل کسقدر
کام دیتین القصہ [illegible] جہاز [illegible] مین [illegible] اور [illegible]
شبکا وقت [illegible] اپنے اپنے خیمہ مین آرام سے سو رہا [illegible] کہ نظر اب
اسد ثانی کی [illegible] دیکھا کہ ایک باغ [illegible]

نظر جاتی ہے کہ گلہائے بوقلمون شگفتہ ہین میوے گوناگون لگے ہوئے ہین نہر جاری ہے جانوران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی ہین گویا بزبان بے زبانی صفت و ثنا باغبان قضا و قدر کی کر رہے ہین سامنے ایک قصر فلک رفعت ہے سراپا فیروزہ نگار ہے اندر قصر کے نازنینون کا ہجوم ہے صحبت رقص و سرود آراستہ ہے جام بادہ ناب کو گردش ہے اور ایک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے تن نازک پر زیور سنوارے بیٹھے ہوئے ہین مسند بھی فیروزہ نگار ہے اور تمام زیور مین فیروزے جڑے ہوئے ہین لباس اوس آفت ہوش کا سبز ہے لیکن نگاہین اوسکی بتا رہی ہین کہ یہ کسی کے انتظار مین بیٹھی ہے نگاہ اسد ثانی کی جو اوس ماہ جبین پر پڑی دل نے داغ محبت کھایا عشق نے رنگ اپنا جمایا ہزار جان سے والہ و شیدا ہو گیا اور بیخودی کے جوش مین اوس نازنین کیطرف چلا نظر اوس نازک اندام کی جو چہرۂ اسد ثانی پر پڑی بیساختہ کھڑی ہو گئی چہرہ پر بحالی آگئی پکاری کہ اے شہریار باوفا ہمہ تن مشتاق دیدار تڑپ رہی تھی لیکن یہ امید نہ تھی کہ آپکا دیدار فیض آثار میسر ہوگا مگر الحمد للہ کہ آپ کے فیض جمال نے اس سیہ خانہ دل کو روشن و منور کیا ہے

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

پہنچی ہوئی وہ نازنین اوسطرف سے چلی اور اسد ثانی اس طرف سے بڑھے ہر قدم پر کی لچک خسرو من جان پر بجلی گراتی تھی کہ ایک صراحی مین پانچا لوٹھا او ٹھوکر کھائی اسد ثانی سنبھالنے دوڑے اسی عالم مین آنکھ کھل گئی اب دیکھتے ہین تو نہ وہ باغ ہے نہ قصر نہ ملکہ نہ اوسکی مصاحبین اپنے بستر خواب پر لیٹا ہوا ہون اسد ثانی نے پھر آنکھین بند کین مگر اب وہ سمان کہان ایک جلوہ برق تھا کہ چمک کر نگاہون سے پنہان ہو گیا گھبرا کر پھر آنکھین کھولدین ابتو اسد ثانی کی بری حالت ہوئی تڑپنے لگے آہین کھینچنے لگے یہ شعر زبان پر جاری ہوا

یہ نفس اسکے گذشتے تھے سبک خضر قتل	ادھر آیا بھی وہ کب تھا کہ جو مہمان تھا

الحاصل تمام رات اسیطرح تڑپ تڑپ کر گذاری صبح کو جو اوٹھے ہین تو بخار کی شدت سر مین درد اسد غازی نے جو یہ حالت اپنے فرزند دلبند کی دیکھی نہایت پریشان ہوئے فرمایا کہ اے فرزند مین اپنا سفر نہین ملتوی کرسکتا اس لئے کہ جسقدر میرے جانے مین عرصہ ہوگا اوسیقدر بندگان خدا زیادہ قتل ہونگے نہین معلوم وہ ملعون خونخوار بن دجال کیا کیا بدعتین کر رہا ہوگا تمہین بحافظ حقیقی کے حوالہ کیا اور اب مین ہندوستان جاتا ہون جسوقت تمہین صحت ہو جائے تو میرے پاس چلے آنا مین عقب خونخوار

بن دجال مین جاتا ہون یہ فرماکر بازو پر دعا تے صحت پڑھی اور خود معہ لشکر جرار دون اور کشتیون پر سوار ہو کر جانب ہندوستان روانہ ہوئے یہان اسد ثانی کے جنون عشق نے ترقی کرنا شروع کی اور حالت انکی دن بدن زیادہ خراب ہونے لگی ہر وقت تصویر خیالی اوس پارجانی اور محبوب باوفا کی پیش نگاہ تھی اور نعرے آہ کے مارا کرتے تھے یہ غزل

یاری یا تجھ سے کیا کی پید اہراک یارانہ چھوٹا
غمنو یش جدائی جیسے ہوئی غم کھا کی پینے خون ہی جینے
مشرب نہ ہمارا رندی تھا - نہ ہم بادہ پرستی تھا
کیس مست سے ساقی آنکھ لڑی - پی مئے کیفیت یہ ہوئی
کل کہتی تھی ہم کچھ حال دلی - اونیندی تھی نخوت طاری
نیزی جو تری ہمت کی بڑھی - پہونچا اثر اسکا تجھ پہ بھی
اک جلوہ قیامت تھا تیرا - یہان تسکا دین اسکا لیا
تہا سوز جدائی تو بہتنا - تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا
اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا - الفت مین عول اسیر ہوا
احباب چھٹے اغیار چھٹے پر اپنا بیگانہ چھوٹا
کھانا کیسا پینا کیسا - باقی چھوٹا دانہ چھوٹا
پیتے کہ چھٹا اک متوالا - اوسدن سے پیمانہ چھوٹا
اس ہاتھ سے بوتل چھوٹ پڑی - اس ہاتھ سے پیمانہ چھوٹا
اوس لطف میں یاد نہیں یہ بھی کیسا ہی وہ فسانہ چھوٹا
وہ قید جنون اوسنے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا - ہندو سے بتخانہ چھوٹا
کیون آگ میں اپنی جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اک تہمت سے پردہ پارہ ہوا ایسا پرسونکا یارانہ چھوٹا

اب اسد ثانی کو تو اس حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے حال اسد غازی کے بیان ہوتا ہے کہ یہ اپنے فرزند دلبند کو مبتلا سے تب ہجران چھوڑ کر روانہ ہندوستان ہوئے ہین اسطرف تو یہ راہ دریا کو جلدی جلدی طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اور وہان شہیر ستمر سوار جو خونخوار بن دجال کیطرف سے مالک قلعہ ہندوستان ہوا ہے اوسنے یہ انتظام کیا کہ کنارہ دریا پر نگہبان مقرر کیے کیونکہ اسے یہ خیال تھا کہ اسد دلاور اسطرف ضرور آئیگا جسوقت کشتیان اور جہاز قریب ہندوستان پہونچے یہ خبر شہیر ستمر سوار کو ہوئی اس نے بلبل غوطہ خور کو طلب کیا کہ اس ملعون کو بہت بڑی مشق پیرنے کی ہے جسوقت یہ حاضر ہوا اوسے حکم دیا کہ اپنے سات سو شاگردون کو ہمراہ لیکر جاؤ اور سرداران لشکر کو گرفتار کر لاؤ کہ وہ سب کشتیون مین سوار چلے آتے ہین یہ سنکر بلبل غوطہ خور نے سات سو غوطہ خورون کو ہمراہ لیا اور جانب دریا روانہ ہوا بعد اس کے شہیر ستمر سوار بھی پندرہ ہزار سوار ساتھ لے کر چلا اور کنارہ دریا پر صفین باندھین اور غوطہ خور لنگوٹ باندھ باندھ کر دریا مین کود پڑے قضا سے کار اتفاقات روزگار آگے آگے کشتی کرشا سپ رد و بلی کی چلی آتی تھی اور یہ لوگ غوطہ خورون کیطرف سے بالکل غافل تھے کیونکہ خیال انکا اسطرف تھا کہ کنارہ دریا پر فوج جمع ہے اور ناوک افگن تیر چھوڑ سکتے ہین مبادا زد پر پہونچ جائین اور باڑھ تیرون کی چلی ان لوگون نے سپرین سنبھالی ہین اور کھینچ لین کہ جسوقت تیر چلین گے تو اونکو سنبھالین گے اور روکین گے مگر غوطہ خورون نے آکر کشتی کا پیندا توڑا اور کشتی مین پانی بھرنے لگا یہ دیکھتے ہی کرشا سپ

رودینلی گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جبتک یہ کوئی فکر کرے اوسوقت تک کشتی چکر مار کر غرق
ہوگئی اور گرسنا سب اپنے ہمراہیوں مصاحبوں سمیت غرق ہوا غوطہ خور تو گھات مین
لگے ہوئے تھے انھون نے کمندین مار مار کر انکو باندھا اور لے کر خدمت مین
لشہیر شتر سوار کے روانہ ہوئے سو آدمی تو انکو لیکر لشہیر شتر سوار کے
پاس آئے لشہیر شتر سوار نے اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانہ بھجوا دیا اور
یہ لوگ پھر پلٹے اور دریا مین کود پڑے اودھر بلبل غوطہ خور طلحہ بن حنظلہ کی کشتی کے
پاس پہونچا جسوقت سے کشتی گرسنا سب رودینلی کی غرق ہوئی تھی طلحہ بن حنظلہ
نہایت پریشان تھا کہ یہ کیا غضب ہوا افسوس کہ کس بیکسی سے گرسنا سب نے
جان دی اگر تلوار کی لڑائی ہوتی دشمن سے سامنا ہوتا مقابلہ کرکے جان لڑاتے دوچار
کو مارتے خود بھی مرتے تو افسوس نہ تھا مگر جو منظور الٰہی چارہ کیا ہے ۔ ع

دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا	درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا

یہ اسی رنج و درد مین تھا اور تکیہ پروردگار عالم پر کیے بیٹھا تھا کہ بلبل غوطہ
خور نے اسکی کشتی کا پیندا بھی کاٹا اور یہ کشتی بھی چکر مارنے لگی اور غرق ہوگئی اور
غرق ہوتے ہوئے طلحہ بن حنظلہ نے اسد دلاور کو آواز دی کہ اے شہریار خدا حافظ
ہمارے تو طالب ہوگئی اب آپکو حوالہ پروردگار عالم کیا یہ کہتے ہوئے یہ بھی غرق
دریا ہوئے اور غوطہ خورون نے انکو بھی باندھا اور لے کر خدمت
لشہیر شتر سوار مین روانہ ہوئے لشہیر شتر سوار نے مرحبا کہی اور کہا کہ
جسوقت سب کو گرفتار کر لاؤگے تو بہت کچھ انعام دونگا کہ ایسا کسی نے غوطہ
خورون کو نہ دیا ہوگا اور طلحہ بن حنظلہ کو بھی انکے ہمراہیون سمیت گرفتار
کرکے زندانخانہ مین بھجوا دیا لیکن اسد غازی نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہا کہ ہم سمجھ گئے آج وہی مصیبت ہمارے لشکر پر آئی ہے جو نانا صاحب پر
جزیرہ ہارونہار مین پڑی تھی اوس مین دادا صاحب یعنی خواجہ
عمرو تھے اور امیر حمزہ صاحبقران سے ملال تھا تو خواجہ عمرو
بھاگ کر جزیرہ ہارونہار مین آئے تھے اس وقت وہان کا لکمنت بن لکنات
زنگی تھا خواجہ عمرو لکمنت بن لکنات زنگی کی صورت بنکر دریا مین کود کے
اور تمام لشکر کو بچا لیا میرے خیال مین یہان بھی غوطہ خور آئے ہین
اور پیندا کشتی کا کاٹ کر سوار اون کو گرفتار کرکے لیجاتے ہین مین ہمیشہ سفر دریا مین
ہوشیار رہتا ہون اور اوسی دن سے اسکا انتظام کر لیا ہے یہ فرما کر مقبول
بن مقبل سے کہا کہ اپنی کشتی قریب لاؤ جسوقت کشتی مقبول بن مقبل
کی قریب آئی فرمایا تمہارے ساتھ کشتی پر کسقدر آدمی ہین عرض کیا
ستائیس فرمایا کہ تم ان سب کو ساتھ لو اور لنگوٹ باندھکر دریا مین کودو اور ان غوطہ
خورون کا پتہ لو بہت کم فرصت ہو [illegible] مقبل نے یہ سنتے ہی جلدی سے کپڑے
اوتارے لنگوٹ باندھا سب ساتھی تیار ہوگئے اور جھم جھم کرکے دریا مین

کود سے اودھر چالیس غوطہ خور چالیس غوطہ خوروں سے زیر کشتی اسد غازی آپہونچا تھا اور پیندا کشتی کا کاٹ رہا تھا کہ مقبول بن مقبل سات سو آدمیوں سے پہونچ گیا وہ لوگ سمجھے یہ سب بھی ہمارے ہمراہیوں میں سے ہیں انھوں نے بالکلیاں تمام قریب جا کر ملقا سے کمند مار مار کر سب کو پکڑ لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بڑی بڑی مچھلیاں جال میں پھنسی ہوئی ہیں اور اونکو باندھکر اوپر لائے کشتی میں ڈالا اسد غازی نے ہنسکر فرمایا کہ ہم سے کوئی کیا فریب کر سکتا ہے تمام زمانہ کا نشیب و فراز تو ہم خود ہی دیکھے ہوئے ہیں اودھر کشتی جو اسد غازی کی آگے بڑھی ایک غول چالیس پچاس کا اور چلا اور زیر کشتی پہونچتے ہی یہ بھی اسیر ہو لیے الغرض اسیطرح سب اسیر ہو گئے جو دو چار تھے بھاگے اونکو تعاقب کر کے گرفتار کر لیا اب کشتیاں کنارے پہونچ گئیں اور اسد دلاور نے نعرہ کیا ۔

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چیرم پلنگ

ساتھ ہی نعرہ مظفر و منصور ہیں اسد نے بھی کیا لشکر کفار نے تیر و تفنگ مارنا شروع کیے اور چاہا کہ انھیں روک لیں کشتیوں سے نہ اترنے دیں مگر یہ شیران بیشہ شجاعت کب رکتے ہیں تیروں کو سپر پر روکتے ہوئے اور تلوار سے قلم کرتے ہوئے کنارے اوتر گئے اور اسد نے لشکر پر خود بھی حملہ کیا آگے کشتیاں سرداروں کی تھیں اونکی اور [illegible] پہلے تھے سپہ بھی نعرہ کر کے جو گرے لشکر کو درہم برہم کر دیا اب اسکے لشکر بھی اوترا اور شریک جنگ ہوا مقبول بن مقبل کو فرمایا کہ بالکل برہنہ تھے اپنی کشتی سے پیچھے سب کشتیوں کے لائے اور کنارہ پر اوتر کے قیدیوں کی کشتی کا پیندا کاٹ کر غرق کر دیا کہ تمہارے ایسے ہی ہزار ہے سات سو غوطہ خور معہ بابل غرق دریا ہو گئے اور اب یہ لوگ بھی اسلحہ لگا کر اور مرکبوں پر سوار ہو کر شریک جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی شور دار و گیر بلند ہوا اسد غازی نے ہر چند کوشش کی کہ انکو گھیر کر ماروں مگر ممکن نہ ہوا اس لیے کہ یہ کفار بھاگتے جاتے ہیں اور لڑتے جاتے تھے تاہم اسد غازی نے کنارہ دریا سے لیکر قلعہ تک زمین لاشوں سے پاٹ دی پندرہ ہزار میں دس ہزار بچ کر داخل قلعہ ہوئے اور پانچ ہزار آدمی مارے گئے شہسوار نے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا خندق میں آگ روشن کرا دی اور خود فصیل قلعہ پر آکر بیٹھا اسد غازی نے جو دیکھا کہ کفار داخل قلعہ ہوئے اور شام ہو گئی خیمہ اوسی جگہ برپا کیا اور لشکر کو اوتارا اگر ہم کو سمجھا جائیگا وہاں اہل قلعہ نے خوب قلعہ کو آراستہ کیا دو پہر کی [illegible] یہاں اسد غازی نے طبل جنگ بجوا دیا ادھر اہل قلعہ کو بھی [illegible]

نقارہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو سامان جنگ مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن اول حال خونخوار دین دجال کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ اس نے کئی منزلین طے کین قریب شہر گیلان کے پہونچا خیمہ بر پا کیا ساتھہ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی مدعی سلطنت آ جائے کیونکہ ہندوستان مشہور اور زرخیز ملک ہے ہر ایک اس ملک کی ہوس رکھتا ہے اور فوج تشہیر کے پاس کافی نہین ہے لیکن اس نے ایک سردار کو چالیس ہزار سوار ہمراہ کر کے ہمراہ تشہیر شتر سوار روانہ کیا کہ تم جاکر عہدہ سپہ سالاری اختیار کرو اور ملک کی حفاظت کرو اور اس ہدایت کو تم خوب یاد رکھو اور تشہیر شتر سوار سے بھی کہدیا کہ اگر کسی خدا پرست پر کبھی قابو پا جانا تو اسیر نہ رکھنا بلکہ فوراً قتل کر ڈالنا یہ لشکر منحوس قوی بازو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب ہندوستان روانہ ہوا یہان دلی پہنچتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور زمانہ شب سے صبح نمودار ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوئے بہادران اسلام نے مانند شیران کے انگڑائیان لین اور بسترون سے اوٹھ اوٹھ کر وضو کرکے نماز صبح کو ادا کیا اور اسلحہ جنگ تن پر سنوارنے لگے لیکن اسد غازی کی نگاہون مین بہار صبح خزان سے بدتر معلوم ہوتے تھے کیونکہ ہندوستان کی تباہی دیکھ دیکھ کر آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے تھے قطرات شبنم دیکھکر اشک برسا رہے تھے گلون کے گریبان چاک پر لباس ماتمی کا شبہ ہوتا تھا سنبل بال پریشان سے تھا کہ اب اس ملک مین وہ سواد نرگس چشم حسینان اون تصویرون کو دیکھتے تھے جو ہر وقت پیش نظر رہتی تھین مگر اب نظرون سے پنہان ہو گئین ۔ سہ

سب کہان کچھ لالہ و گل مین نمایان ہو گئین	خاک مین کیا صورتین ہونگی کہ پنہان ہو گئین

اسی حالت رنج و افسوس مین آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کرکے خیمہ سے انتظام تہیہ ہو کر سامنے قلعہ کے آئے اور گھوڑا باگ کا لیا ساتھہ ہی سب قزاقون نے گھوڑے ڈالے اہل قلعہ نے دوربینون سے دیکھا اور شست باندھ کر گولی مارنا شروع کئے تمام میدان دھوان دھار ہو گیا اور اسد غازی گولون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولہ سامنے سے آیا اوسے گرز سے رد کیا جو داہنے جانب آیا بائین رکاب پر آکر اوسے خالی دیا بائین طرف آیا تو داہنے جانب آکر خالی دیا اسی صورت سے رد کرتے چلے جاتے ہین قزاقون کی بھی یہہ حالت ہے کہ ساتھہ ہی ساتھہ لپٹے چلے آتے ہین اور قلعہ سے گولون کی بوچھار ہو رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ابر سیاہ چھایا ہوا ہے اور اولے

برس رہے ہیں اسمیں سوار گرتے ہیں لیکن کوئی پلٹ کر بھی نہیں دیکھتا جانیں
ہتھیلی پر لیئے ہوئے چلے جاتے ہیں یہانتک کہ یہ سب خندق پر جا پہونچے اسپاہل
قلعہ نے دیکھا کہ ڈیڑھ سو قزاق مارے گئے باقی سب زیر قلعہ پہونچ گئے اور
اسد دلاور نے چاہا کہ قلعہ کا توڑنا چاہا لب خندق کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہے
کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گردوں میں پیچیدہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیر آسمان ایک گنبد خاکی
نمودار ہے سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے تھوڑی دیر کے واسطے اسد
دلاور نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا
ہوا کو دامن گرد تنگا فتہ ہوا اور دل گرد سے ایک گیسہ تا ہنجار چالیس
ہزار سوار سے پیدا ہوا ہر کارے بر اسپ تیز رو روانہ ہو گئے تھے کہ اہل قلعہ
نے نشان اپنا پہچان کر طبل شادمانی بجایا ادھر ہر کاروں نے اسد
غازی کو اطلاع دی کہ مسحوق قوی بازو خونخوار بن دجال کی جانب
سے بر اسے انتظام قلعہ و مدد اہل قلعہ آیا ہے ادھر مسحوق قوی بازو
کو معلوم ہوا کہ اسد دلاور قلعہ پر قبضہ کیا چاہتا ہے پس مسحوق قوی بازو
گھوڑا دوڑا کر سامنے آیا اور کہا کہ او خدا پرست کہاں جاتا ہے خبردار
ہو جا کہ میں آپہونچا منم مسحوق قوی بازو اسد نے فرمایا کہ تو ہی
آ شیروں کو شکار سے بحث ہے چاہے آہو ہو چاہے فیل الاضرب بہادری کی
یہ فرمایا کر باگ گھوڑے کی پھیر کر سامنے مسحوق قوی بازو کے آئے
مسحوق قوی بازو نے کہا کہ تو مشہور شہسوار کو اپنے دل میں تنہا
سمجھا تھا یہ خبر نہ تھی کہ مددگار اوسکا آتا ہے اسد غازی نے فرمایا
کہ تو اکیلا آیا ہے تو کیا کرے گا وہ حرامزادہ قرمساق یعنی خونخوار بن
دجال ملعون کہاں ہے مجکو تو اوسکی تلاش ہے کہ وہ ملے تو جھگڑا
پاک ہو کیونکہ اوسنے بہت سے ملک اہل اسلام کے تاخت و تاراج کر ڈالے ہیں
جبتک اوس ملعون کو نہ مارونگا قرار نہ آئیگا یہ سنکر مسحوق قوی بازو
کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ او خدا پرست زبان دراز تو میرے سامنے
میرے مالک کو برا کہتا ہے کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر اسنے نیزہ اسد
غازی کے حوالے کیا اسد غازی نے ترچھے ہوکر نیزہ اسکا خالی دیا
اور پہلو پر آکر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ ہاتھ مسحوق قوی بازو کا قلم ہوا نیزہ
چھر سمیت زمین پر گرا مسحوق قوی بازو نے بائیں ہاتھ سے تلوار ماری اسد
نے یہ بھی وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ مارا یہ بازو بھی اسکا قلم ہوا فرمایا کہ اب
کیا کہتا ہے اب تو مسحوق بے دست ہوکر پریشان ہوا کہ کیونکر بھاگ جاؤں
گھوڑے کو اسنے پاشنہ مارا اور مرکب اسکو لیکر خندق کی طرف
بھاگا اسد دلاور نے گھوڑا دوڑا کر ایک تازیانہ اور رسید کیا

گھوڑا اچھلا کر مع سوار خندق مین جا پڑا اور اسپ و مرکب دونون چل کر مر گئے لیکن فوج
نے اسکی جو یہ معاملہ دیکھا تلوارین کھینچ کھینچ کر اسد غازی پر چلے اسد
نے بھی تلوار کھینچی قزاق اسد دلاور کیسے دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ
قتال و جدال برپا ہوا ہر طرف سوار تلوارون کی چپاچپ اور ڈھالون کی تیری
کے کچھ نظر نہ آتا تھا لاشون پر لاشین گر رہی تھین آوازین بگیر و بزن کی بلند تھین
اسی دار و گیر کے عالم مین قزاقون نے چار جانب سے ان چالیس ہزار سوارون
کو گھیر لیا اور آواز دی کہ اگر خیریت چاہتے ہو تو تلوارین رکھدو فوج نے دیکھا
کہ اب مفر مشکل ہے چارون جانب سے گھر گئے بھاگ بھی نہین سکتے اب بغیر اسکے
چارہ نہین ہے کہ ہتھیار رکھدین سب نے ہتھیار رکھدیئے اسد غازی
نے حکم دیا کہ باندھ لو مشکین انکی دلاورون نے انکی مشکین کس لین اسد غازی
نے ان لوگون پر پہرہ دو ہزار قزاقون کا قائم کیا اور آپ قلعہ کی طرف
متوجہ ہوا قلعہ پر سے پھر گولہ باری ہونے لگی میدان جنگ کرہ نار ہو گیا
ہر طرف سوا دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا اہل قلعہ نے ایسی گولہ باری
کی تھی کہ انکو یقین تھا کہ حریف مارا گیا اور اب ہم تک نہ پہونچ سکیگا۔
لیکن جس وقت بعد چند ساعت کے ہوا نے دھوئین کو منتشر کیا اور میدان
جنگ مثل آئینہ کے نظر آیا اسد غازی کو دیکھا کہ برلب خندق
کھڑا انتظار کر رہا ہے انبو اہل قلعہ نہایت پریشان ہوئے لیکن
لشہیر شتر سوار ایک ہی مکار ہے اس نے کہا لاؤ قیدیون کو اسی وقت
داروغہ زندانخانہ قید گرشاسپ رودیلی اور طلحہ بن غنظلہ کو لایا
لشہیر شتر سوار نے ان لوگون کو سامنے اسد غازی کے زیر تیغ
بٹھایا اور اسد غازی کو آواز دی کہ بس بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ
جاؤ ورنہ اگر تم آگے بڑھے تو ہم ان ہمراہیون کو تمہارے ابھی قتل کر ڈالینگے
یہ معاملہ دیکھکر اسد غازی نہایت پریشان ہوئے اور غضنفر سے
کہا کہ اب کیا فکر کیجائے غضنفر نے کہا کہ سوا پلٹ چلنے کے کوئی چارہ نہین
اس لئے کہ دیدہ و دانستہ تو اپنے سردارون کو قتل نہین کرایا جائیگا
لیکن طلحہ بن غنظلہ نے جو دیکھا کہ اسد غازی رک گئے اس نے
آواز دی کہ اے اسد دلاور آپ کچھ خیال نہ فرمائیے اگر ہم قتل ہو جائینگے
تو مرتبہ شہادت پائینگے آپ اپنے ارادہ کو ملتوی نہ کیجئے ورنہ یہ کفار
روز ہمکو زیر تیغ بٹھا کر آپکو مجبور کیا کرینگے ہم ایسے غلام آپ کو
بہت ملجائینگے اپنی محنت رائگان نہ فرمائیے بہتر یہی ہے کہ جو ہونا ہو
وہ آج ہی ہو جائے اسد دلاور نے فرمایا کہ اے بہادر
شاباش و مرحبا تیری وبہادری ایسے ہی ہوتے ہین مگر مین روز اسی طرح
پلٹ جاؤنگا اور نہ آگے نہ بڑھونگا جبتک ہم لوگون کو نجات ان کافرون سے نہ ہوگی

طلحہ بن غنطلہ نے کہا آپ کو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ پلٹنے کا قصد نہ فرمائیےگا اسد غازی نے فرمایا کہ اے طلحہ بن غنطلہ مجھے قسمیں دیکر مجبور نہ کرو میں کفارہ بھی دیدونگا مگر اب آگے نہ بڑھونگا یہ کونسا انصاف ہے کہ میں تمہیں قتل کرادوں طلحہ بن غنطلہ نے کہا کہ اگر آپ نے قدم پیچھے ہٹایا تو میں اپنے کو قلعہ سے نیچے گرادونگا اب اسد غازی نہایت پریشان ہوا ادھر نگہبان نے جو دیکھا کہ یہ اپنے کو قلعہ سے گرا دینے پر آمادہ ہے جھنجھلا کر تلوار ماری کہ ایسا جان سے عاجز ہے تو لے ہم تجھے قتل ہی نہ کر ڈالیں تو اپنی جان آپ کیوں دے خدا کی قدرت کہ کیا ت طلحہ بن غنطلہ کی طولانی تھی تلوار کی جھلک دیکھتے ہی طلحہ بن غنطلہ نے ہاتھ بلند کردیئے تلوار ہتکڑی پر پڑی اور کاٹ کر ہتکڑی کو دو ٹکڑے ہاتھوں کے درمیان سے نکل گئی طلحہ بن غنطلہ کے ہاتھ کھل گئے بس اپنے اور رقیب کو بھی مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر ڈالا اور تلوار نگہبان کی چھین کر ایک ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر وہ جلاد جو گرشاسپ رودیلی کیطرف کھڑا تھا جھپٹا اور طلحہ بن غنطلہ پر تلوار ماری طلحہ بن غنطلہ نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہو گئے ادھر گرشاسپ رودیلی نے مہلت پائی اسنے بھی اپنی ہتکڑی بیڑی کو پکڑ کر آہن آرزو میں آکر جو جھٹکا مارا قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا یہ دیکھکر اہل قلعہ ٹوٹ پڑے اور ان دونوں نے لڑنا شروع کیا ادھر اسد غازی نے مرکب کو اشارہ کیا مرکب سرپٹ ہو کر اڑتا ہے خندق کو پھاند گیا جہاں دن پہلوان اس نے قلعہ کے پھاٹک پاس پہونچکر چہاڑ بن اسد سے گرز مارا کہ پھاٹک قلعہ کا اڑ کر گرا اسد غازی نے اسی پھاٹک کے تختوں کو خندق پر بچھا کر پل بنادیا اور آپ داخل قلعہ ہوا فوج اوس پل پر آنے لگی یہانتک کہ ساری فوج اسد غازی کی داخل ہوئی اور ہر دروازے پر پہرے قائم کئے کہ کوئی کافر بچکر نہ جانے پائے اور چاروں طرف سے لشکر لشہم شتر سوار کو گھیر کر تلوار برسانا شروع کردی دریائے خون بہادیا عین گرمی جنگ میں گرشاسپ رودیلی کا اور لشہم شتر سوار کا سامنا ہوا لشہم شتر سوار نے تلوار ماری گرشاسپ رودیلی نے ہاتھ کلائی پر ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر قاش زین سے اوٹھالیا یہ جنگ فصیل قلعہ پر واقع ہوئی تھی لشہم شتر سوار کو گرشاسپ رودیلی نے فصیل قلعہ سے خندق میں پھینک دیا کہ اول تو پہیلے اس ملعون کے پورے ہو گئے اور بعد اسکے جلکر خاک ہو گیا یہانتک کہ [illegible]

اسد غازی نے تمام کافرون کو واصل جہنم کیا اور لاشین ان سبکی خندق مین پھنکوا دین کہ یہہ سب کے سب جلکر خاک ہو گئے اب اسد غازی نے دو تین دن رہکر ڈھنڈھورا پٹوا دیا جو لوگ بھاگ گئے ہین وہ اپنے اپنے مکانون مین آنکر آباد ہون وہ کہ تمام رعایا جو تباہ ہو گئی تھی اور شہر کو چھوڑ کر جنگلون کو نکل گئے تھے کہ اگر جان بچیگی تو صحرا مین بھی بسر ہو جائیگی اونہون نے جسوقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسد غازی نے قلعہ کو فتح کیا اور کفار کو مارا لوگ خوشی خوشی داخل شہر ہوتے اور اپنے اپنے اوجڑے مکانون کو پھر سے آباد کیا اب اسد غازی نے بہت تلاش کر کہ خاندان لندھور مین کوئی بھی زندہ ہے یا نہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ صرف ایک شخص ہے کہ نام اوسکا کلیم ہندی ہے اسد غازی نے کلیم ہندی کو تخت پر بٹھالا اور یہان کا بادشاہ کیا بت خانون کو منہدم کرا یا کہ ان کافرون نے یہان آتے ہی مسجدون کو خراب کیا تھا اور بہت سے بتخانے بنائے تھے کہ پھر چہار جانب انہین آتشین تھے بعد اسکے مسخوق کی فوج کو طلب کیا یہ سب مسلسل و مطوق حاضر ہوتے اسد غازی نے ایک دیوار قلعہ کے سامنے اٹھوا کر کرائی اور اوسمین ان سب کو چنوا دیا بعد اوسکے گولہ اندازون کو حکم دیا کہ بارود مین توپون کی مار کر ان دیوارونکو منہدم کردو ابھی تک بعض کافر زندہ تھے جسوقت گولے پڑنا شروع ہوئے تو یہ سب چیتھڑے ہو کر اوڑ گئے اور دیوار مسمار ہو گئی جب یہان کے کامون سے فرصت ہوئی تو اسد غازی نے پوچھا کہ اب وہ ملعون یعنی خونخوار بن دجال کہان گیا ہے تو لوگون نے عرض کی کہ جانب گیلان گیا ہے اسد غازی نے معروف و غضنفر سے کہا کہ جلد کوچ کی تیاری کرو ایسا نہو کہ وہ گیلان کو بھی خراب کرے اور اہل اسلام کو تباہ و برباد کرے غضنفر و معروف نے تیاری لشکر کا حکم جاری کیا اور دوسرے روز وہان سے کوچ کر کے جانب گیلان روانہ ہوئے اب انکو تو رہروی گیلان مین چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمہ داستان مصیبت نشان شہر گیلان کی تباہی کے عرض کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب خونخوار بن دجال مسخوق قوی بازو کو جانب ہندوستان روانہ کر چکا تو اپنے بارگاہ برپا کی لشکر اسکا اسقدر تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا ہر طرف خیمہ ہائے سیاہ و [illegible]

غائب ہو گئے بازار لشکر کے کھل گئے بارگاہیں برپا ہوئیں خونخوار بن دجال
داخل بارگاہ ہوا اور تخت شاہی پر متمکن ہوا سردار گرد و پیش آکر جمع ہوئے
خونخوار بن دجال نے دبیر کو طلب کیا وہ حاضر ہوا کہا کہ ایک نامہ ہمارے
جانب سے شاہان گیلان کو لکھو مضمون اوسکا یہ ہو کہ اے شاہ گیلان
آگاہ ہو کہ میں وہ شخص ہوں جس نے صدہا ملک خدا پرستوں کے تاراج
کر دیئے عورت مرد بچہ بوڑھا کسی کو زندہ نہیں چھوڑا اب میں تمہارے
ملک پر آیا ہوں تمکو لازم ہے کہ دین خدا پرستی ترک کرو اور مذہب
آئینہ پرستی اختیار کرو اور ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو تو ملک تمہارا
واپس دیا جائیگا ورنہ قسم ہے خداوند آئینہ کی کہ ایک دن میں یہ بھی
نہ معلوم ہوگا کہ کوئی مسلمان کبھی اس مقام پر تھا بھی یا نہیں دبیر نے
نامہ تیار کیا خونخوار بن دجال نے نامہ عفریت زحل پیشانی
کو دیا اور کہا کہ جاؤ اور جواب اسکا عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی
سے لاؤ یہ سنکر عفریت زحل پیشانی نے نامہ خونخوار بن
دجال کا لیکر سر سے باندھا اور بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ
گیلان روانہ ہوا وہاں حاکمان قلعہ کو خبر وحشت اثر آمد خونخوار بن دجال
کی پہونچی ان دونوں بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے
یہی رائے قرار پائی کہ ہم اوسکا کیا کر سکتے ہیں اس لیئے کہ اوسکے ہمراہ
فوج فراوان ہے اور سرداران زبردست ہیں لہذا قلعہ بند ہونا چاہئے
ان لوگوں نے اوسیوقت سے تیاری قلعہ کا حکم جاری کیا خندق کو پانی
سے بھروا دیا پل تختہ اٹھوا دیا توپیں برجوں پر چڑھا دیں گولنداز
توپوں پر متعین ہو گئے اتنے میں خبر پہونچی کہ نامدار خونخوار بن
دجال آتا ہے عالیجاہ و والاجاہ گیلانی نے باہم مشورت
کی کہ کم سے کم اس کافر کو تو زندہ پلٹ کر نہ جانے دو اس لیئے کہ خود بھی بچ
نہیں سکتے پھر مرنے میں تو حتی الامکان کفار کو مارکر مرینگے یوں تو جان
اپنی نہ دیں گے یہی مشورے تھے کہ سامنے سے عفریت زحل پیشانی
پہنچا بارہ ہزار سواروں سے آکر پہونچا اور کہا کہ اہل قلعہ میں نامہ اوس
شخص کا لایا ہوں جس کے نام سے تمام عالم کانپتا ہے لہذا تمکو لائق و لازم
یہ ہے کہ اس نامہ کی تعظیم کرو اور بعزت تمام مجکو پیشوائی کر کے پہنچاؤ اور
جو کچھ لکھا ہو اوسپر عمل کرو ورنہ جسطرح اور ممالک اسلام برباد ہوئے ہیں
اوسیطرح یہ ملک بھی خراب ہوگا اہل قلعہ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا
اور خاموش بیٹھے رہے اسپر یہ ملعون اور آگے بڑھا اور لب خندق
آپہنچا اور چیخ چیخ پکارکر اسنے کہا کہ ابھی تک خیریت ہے ورنہ اسیوقت
[illegible] تمام قلعہ کو تاراج کردونگا پھر اہل قلعہ نے کوئی جواب

نہ دیا اب اس نے مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا اسکا خندق کو پھاند کر زیر دیوار قلعہ پہونچا اور چاہتا تھا عفریت زحل پیشانی گرز مار کر پھاٹک کو توڑوں کہ اہل قلعہ نے اوپر سے تیل کا کڑاہ باطمینان تمام عفریت زحل پیشانی پر اونڈیل دیا کہ یہ کافر الکفر واصل جہنم ہو اگرچہ تیل ہر سپاہ پر نہیں پڑا تھا وہ جو ترپتا ہے تو سوار کو لیکر خندق میں گرا دونوں جل کر خاک ہو گئے پھر ایسا عفریت زحل پیشانی روتے اور سینے پیٹتے تھے کہ عالیجاہ گیلانی نے کہا مارلو ان ملعونوں کو جانے نہ پائیں یہ سنکر توپ اندازوں نے توپوں میں پھر بتی دی تو بجائے بعد آواز گرجا اور بارود کو توپوں کی بتی سے ہی بارود میں صف کی صف لیٹ گئی دوسرے صف کا بھی خاتمہ ہوا یہاں تک کہ بارہ ہزار میں سے شاید سو دو سو آدمی بچکر نکل گیا ہو باقی سب مارے گئے سوائے قلعہ کے سوا لاشوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ لوگ جو بھاگ کر بچے تھے روتے پیٹتے سامنے خوشخوار دین دیال کے پہونچے اور ساری سرگذشت بیان کی کہ اہل قلعہ نے پہلے تو خاموشی اختیار کی بعد اسکے جب ہمارا لشکر ہمارا زیر قلعہ پہونچا تو کڑاہ تیل کا اونڈیل دیا خوشخوار دین دیال کو یہ سنکر نہایت طیش آیا اور اسنے کہا کہ تو سہی جب گیلان کو ہندوستان سے زیادہ نہ برباد کیا ہو کہیو کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی جب پہنچی اہل قلعہ کو ہوئی انھوں نے بھی طبل جنگ بجانیکا حکم دیا دونوں جانب نقارہ بجنے لگے تیاریاں جنگ وجدال ہونے لگی لیکن عالیجاہ گیلانی نے شہر میں منادی کرادی کہ جسکو اپنی جان بچانا ہو وہ آج رات ہی کو اپنے اہل وعیال سمیت نکل جائے کل اس کافر کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا جسوقت یہ منادی ہوئی ہزارہا آدمی گھربار چھوڑکر صحرا کیطرف نکل گیا تمام شہر گیلان خالی ہو گیا صرف تھوڑی سی فوج اور افسران فوج باقی رہ گئے اب یہ سب آمادہ مرگ ومہیائے قضا ہو ایک ایک سے بغلگیر ہوتا تھا ایک ایک سے اپنا کہا سنا بخشواتا تھا عجیب طرح کا ہنگامہ برپا تھا عورتوں کو ایک محل میں بند کردیا تھا اور کہدیا تھا کہ جسوقت ہم لوگ مارے جائیں اور تم سامان اپنی خونریزی کا دیکھنا تو تمہیں اختیار ہے جسطرح ہو عزت اپنے خاندان کی بچانا ان بیچاریوں نے بھی جام سے زہر تیار کرکے رکھ لیئے ہیں یہاں تک بند کر لیا ہے کوٹھوں پر چڑھی ہوئی بال کھولے ہوئے زار زار رورہی ہیں اور نہایت عجز وانکسار سے کہہ رہی ہیں کہ اے رب بے نیاز ہمارے حرمت رکھ لینا اسوقت ہمیں اپنی جان کا خوف نہیں ہے لیکن آبرو کا پاس ہے ادہر عالیجاہ گیلانی نے جا بجا خم شراب کے زہر آلودہ رکھوا دیئے پانی کے [illegible] میں زہر ملادیا کہ بعد ہمارے جو لوگ اسکے کام میں

اونکا کام بھی تمام ہوا الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور صبح کا ظہور
ہر طرف ہوا طائران خوش الحان بزبان بے زبانی کل من علیہا فان کی آواز دینے
لگے شاہ خاور افق سے نمودار ہوا فوج انجم نے شکست کھائی ماہ تابان مانند
بادشاہ بد اقبال کے شکست کھا کر گوشہ مغرب میں پنہاں ہوا فوج شعاع
شمس نے اپنا عمل بڑھایا شمعیں جھلملا جھلملا کر خاموش ہو گئیں جوانان اسلام
نے نماز سحری پڑھی اور آمادۂ مرگ ہو کر فصیل قلعہ پر آ کر بیٹھے گلندازان توپوں
پر مسلط ہوئے اور عالیجاہ و والاجاہ گیلانی نے فیل بند دروازہ
پر آ کر معاینہ کیا پھر دوربین ہاتھ میں لی اور آمد حریف کے منتظر ہو کر بیٹھے کہ یکایک
سامنے سے خونخوار بن دجال نحیر پر سوار آٹھ لاکھ فوج اپنے ہمراہ لئے
ہوئے نمودار ہوا ہر طرف سواد دنیا کالون سے سیاہی اور رنگیتوں کی چمک
سے کچھ نظر نہ آتا تھا عالیجاہ نے یہ کثرت لشکر کی دیکھ کر بھائی کی طرف دیکھا
اور کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور دونوں بھائی آپس میں گلے ملے اور کہا کہ
افسوس جب سے قدم رکھا عیشتان سے پیدا ہوئے عجیب عجیب تباہیاں
پڑ رہی ہیں خونخوار بن دجال نے سامنے قلعہ کے پہونچکر آواز دی
کہ اے اہل قلعہ کیا تم میرے جاہ و جلال سے آگاہ نہ تھے جو تم نے میرے
پیامبر کو مار ڈالا دیکھنا کہ اب تمہارا کیا حال کرتا ہوں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا
حال پر تمہارے گریہ وزاری کریں گے اہل قلعہ نے بہت سی گالیاں دیں اور
کہا کہ او ملعون ہم تو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں کیا مرنے سے ڈرتے ہیں
تو بکتا کیا ہے اگر آج تلوار کی موت نہ مرے تو چند دن میں یوں بھی اس دار
فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ ضرور ہونا ہے الحمد للہ کہ تیرے
باعث سے مرتبہ شہادت حاصل ہوگا تیرے ہی سر ہو رہیں گے یہ سنکر
خونخوار بن دجال نے گھوڑا ڈالا اور سپر و گرز کو سنبھالا عقب خونخوار میں
آٹھ لاکھ سوار و پیدل یورش کر کے چلے جیسے ہی دیکھا کہ یہ کافر زیر آ گیا ہے بس
عالیجاہ گیلانی نے ہوائی اڑائی اس سے یہ اشارہ تھا کہ گولے مار دو
سر لپیٹ دو پر سے یہ بس ادھر تو ہوائی جانب آسمان روانہ ہوئے اور ایک
سناٹا پیدا ہوا ادھر گولندازوں نے توپوں پر بتی دی اور باڑھ گولوں کی
فنا فنا کی صدا دیتی ہوئی چلی ادھر خونخوار بن دجال نے گرز کو سنبھالا
اور گولوں کو رد کرتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اسکے اور بھی کتنی سردار ہیں
مثل محمور منارہ گردن اور برچھیں تیغوں کے پیچھی برابر مرکب سے
مرکب ملائے ہوئے اور گرز و سپر سے گولوں کو رد کرتے چلے جا رہے ہیں قلعہ
پر سے برابر مار ہو رہی ہے لشکر خونخوار بن دجال کے کئی سو
سوار گر گئے تمام میدان دھوئیں سے تاریک ہو گیا اب جو روشنی
ہوئی ہے تو دیکھا کہ خونخوار بن دجال خندق کے کنارے کھڑا ہوا ہے

اودھر اہل قلعہ نے توپون کو تو بند کر دیا اور قریب کے حربون کا اہتمام کیا کہ ماسنے کا متوالا کڑک کا پولا باروت کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب حربین خوشنخوار بن وجال پر پھینکیں مگر رسی اسکی دراز ہے وقت اسکی اجل کا ابھی نہین آیا ہے اور مدت عمر اہل قلعہ کی بسر ہو چکی ہے سب حربون سے یہ ملعون بچا اور ہر کیب کو اشارہ کرکے خندق کو پھاند کر قریب پھاٹک کے پہونچا اور گرز مار کر پھاٹک کو توڑا اور مع لشکر داخل قلعہ گیلان ہوا اہل قلعہ نے بھی تلوارین کھینچین اور خوشنخوار بن وجال پر آپڑے صدا ہے تکبیر بلند ہوئی مگر کہان تک آٹھ لاکھ آدمیون نے چند ہزار کو کاٹ کر ڈال دیا ملکہ الیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی بھی اوس دریا ہے امواج مین شناوری کرتے کرتے تھک کے آخر کار غرق ہوئے کشتی حیات طوفانی ہوئی ادھر یہ ہنگامہ دیکھکر عورتون نے زہر کے جام پی لئے اور سب مرتے جاتے تھے جسوقت خوشنخوار بن دجال محل شاہی مین داخل ہوا عورتون کو بھی مردہ پایا اور صرف بچون کو زندہ دیکھا اس شقی نے بچون کو بھی ذبح کرکے عورتون سمیت سب اہل اسلام کو خندق مین ڈالدیا اور جلا کر خاک کیا کوئی مسلمان گیلان مین باقی نہ رہا خوشنخوار بن دجال نقارہ فتح بجاتا ہوا داخل شہر ہوا لیکن جسوقت اپنی فوج کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ آدمی توپون سے اوڑ گئے اسکو نہایت صدمہ ہوا اسنے ان لاشون کو بھی نہایت تکلف سے دفن کیا اور جو لوگ قلعہ کی جنگ مین مارے گئے پچاس ہزار تھے انکو بھی دفن کرکے مال و اسباب و خزانہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا اور جسقدر شراب دستیاب ہوئی اوسکو منگوایا اور اہل لشکر پر تقسیم کردیا اور جشن مقرر کیا یہ وہی شراب تھی جسمین عالیجاہ گیلانی نے زہر ملا دیا تھا مگر رسی ان کافرون کی دراز تھی کہ اشرار ان فوج نے یہ شراب نہین پی تھی لشکر کے سپاہیون نے تکلف اوڑانے کی غرض سے شراب پی اوسی وقت کلیجا کٹ گیا اور تڑپ تڑپ کر مر گئے یہ خبر خوشنخوار بن دجال کو ہوئی اوسنے سب شراب پھینکوا دی بعد اسکے جشن کیا اور اپنی جانب سے ہمقام ستیز و نبرد کو حاکم قلعہ گیلان مقرر کرکے اور تھوڑی سی فوج اسے دیکر جانب اردبیل کے روانہ ہوا

اب یہان چند کلمات مصیبت آیات زیب اورنگ جہانبانی شاہزادہ اسد ثانی کے بیان ہوتے ہین

بیا بشنو اے ہمدم راستان — کہ باز آمدم بر سر داستان

دشت پیمایان عشق و محبت و سرگشتگان کوچہ الفت و اسیران رسن گیسو و مسحوران سحر نرگس جادو و مریضان لب جان بخش جانان و دردمندان تمام ہجران اس داستان محبت نشان کو اسطرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ بعد جانے اسد غازی کے

شاہزادہ اسد ثانی کا جنون عشق ترقی کرنے لگا اور ملکہ طوفان سبز پوش کی یاد نے مرگ جان پر اسقدر نشتر زنی کی کہ قرار نہ لینے دیا اور مرغ بسمل بنا دیا ؎

قیس جنگل میں اکیلا ہی مجھے جانے دو | خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ایک نشست شجر کی بانند ھے اور لباس فقیرانہ مانند قمری کے اوس شمشاد قد کی جدائی میں اختیار کیا اور طوق محبت گلے میں ڈالا سر دیا پہر جانب صحرا روانہ ہوا وہ بہار کا زمانہ آمد فصل گرما تر شادی کا پھولنا پھلنے کی صدا کوئل کی کوک قیامت کا اثر رکھتی تھی کہ ہر دل زخم خوردہ کی ایذا کو زیادہ کیئے دیتی تھی کہ وہ دل جو ہجران کشیدہ ہو کسطرح قابو میں رہسکتا ہے شاہزادہ اسد ثانی خاک صحرا کی چھانتا ہوا بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جاتا ہی نہ یہ معلوم کسطرف جاتے ہیں نہ یہ ارادہ کہ فلان مقام پر جائینگے ؎

جسطرف نبھا لے گئے از خود رفتگی | بے ارادوں کی کوئی منزل نہیں

جس جگہہ ٹھہر گئے وہیں منزل ہو گئی نہ کوئی یار ہی نہ غمگسار ہی نہ ہمسفر ساتہہ ہے نہ رہبر ہے بیکسی رفیق تنہائی بے تابی باعث شکیبائی ہی کبھی دن کو قیام شام کو سفر کبھی شام کو قیام دن کو سفر ہر وہی ہے دل قابو میں نہیں ہوش درست نہیں جانوران سے انس آدمیون سے بیزاری اگر کسی مقام پر کوئی راہگیر نظر آتا تھا تو دل گھبراتا تھا بموجب شعر ؎

پسند آ گئی ہی کچھہ وحشت میں تنہائی ایسی | کہ اپنے سایہ سے بھی ڈرتا ہوا دیوانہ آتا ہی

نہ کھاتا ہی نہ پیتا ہے نہ بستر ہے نہ فرش جسوقت بیسر سے پوچھو تو فقط زیادہ بھوک معلوم ہوئی کچھہ پھل درختون کے کھا لیئے پانی کسی چشمے سے پی لیا یا یہ شعر پڑھکر خاموش ہو رہے ؎

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو | یہ غذا ملتی ہی جانان ترے دیوانے کو

رات دن اسی طرح گزر رہے ہیں دل سے باتیں ہوتی ہیں نالے ہمدم ہیں آہیں محرم ہیں ہر وقت ایک تصویر خیالی ملکہ طوفان سبز پوش کی پیش نظر ہے کبھی بے اختیاری میں اوس تصویر خیالی کو محبوب اصل تصور کرکے دوڑ پڑتے ہیں کہ لپٹ جاؤن لیکن جب آغوش تمنا کو خالی از مدعا پاتے ہیں تو بے اختیار یہ شعر زبان پر لاتے ہیں ؎

سب تصور کے کرشمے تھے یہ آخر کہ دل | ادھر آیا ہی وہ کب تھا کہ جو مہمان نہ رہا

کبھی کسی ادا کو یاد کرکے متاثر ہوتے ہیں اور آپ ہی آپ سوالات فرضی کا جواب دیتے ہیں بموجب شعر ؎

قاصد فراق یار میں خوش دل کو کر لیا | کچھہ خود ہی لکھہ کے اپنے خطوں کے جواب میں

کبھی کسی درخت سے لپٹ جاتے ہیں کبھی خاک پر بیٹھہ جاتے ہیں کبھی یہ کہہ اوٹھتے ہیں بر مطابق ؎

کیا کہیں پھیر گئیں نظر وہ میں ادائیں کیسی | بیٹھے بیٹھے ابھی لیں یہ بلائیں کیسی

کبھی یوں فرماتے تھے ؎

نہ قاصد سے نہ صبا سے نہ مرغ نامہ بر | سے کہ رہ بیکسی مانگی ہی بر در جبر سے

کبھی مانند ابر نو بہار کے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے ؎

ہوا کہیں یار کو نہ رغبت پہلے قربت چاہیے تھی | عشق ہوتے ہی حد اجاگی مجھے کیا ہو گیا

ہر چند یہ بہ نسبت گھر کے یہاں زیادہ دل لگتا ہے مگر جسوقت بزم جانان کا خیال آتا ہے تو لطف دوبالا ابھی وہاں ہوتا ہے بقول شاعر ع

گھر سے اچھی ہے وحشت اور دشت بیابان بہلا	دل کی گر پوچھو تو سب سے کوچۂ جانان بہلا

اسی دشت نوردی و بیابان گردی مین ایک روز تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے مہینوں کے جاگے ہوئے منزلوں کے تھکے ہوئے ہوا سرد جو چلتی ہے تو ویسی فرش خاک پر ہاتھ کو تکیہ کر کے سو گئے قضائے کار اسطرف سے ایک سوداگر کا گذر ہوا کہ نام اسکا قیصر شامی تھا اسنے بھی اسی صحرا مین قیام کیا لوگ اسکے تلاش آب مین نکلے تھے جسوقت کنارے ایک چشمہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک جوان حسین پرلباس قلندری لیکن چہرے سے نشان امیری ہویدا زیر سر ہاتھ رکھے ہوئے فرش خاک پر سو رہا ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعب سفر سے بیہوش ہو گیا ہے پاؤن پر ورم ہے رنگت چہرہ کی زرد ہو گئی ہے چہرہ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین چشم بیمار مرض انتظار کا پتا دے رہی ہے علامات سے بیمار محبت معلوم ہوتا ہے ان لوگون نے یہ حالت اسد ثانی کی مشاہدہ کی اپنے مالک سے بیان کیا کہ عجیب طرح کا معاملہ ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اس صحرا سے پر ہول مین کہ جہان سے قافلون کا گذرنا دشوار ہوتا ہے لیکن پہرون سے منزلون دور ایک تن تنہا اسطرف کیونکر نکل آیا اور اس مقام پر کیونکر قیام اختیار کیا اگر یہ کہئے کہ بھولکر نکل آیا تو بھولا ہوا ایسا تنگ آکر راستے کی کھکھیڑون سے کچھ بھی نہین سکتا اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہین کا رہنے والا ہے اور یا تنہا چلا آیا ہے تو یہ اور بھی عقل کے خلاف ہے اسلیئے کہ اس مقام پر رہکر تنہا کوئی شخص بھی زندہ نہین رہ سکتا نہین معلوم کیا سانحہ ہے کوئی مالک ہے یا آسیب ہے یا جن ہے نہین معلوم کیا ہے قیصر شامی ہمراہ ان لوگون کے ہو کہ اسد ثانی سوتا ہوا دیکھ کے گئے قریب اسد ثانی آکر دیکھا ہے ہوئے یہ سوداگر نہایت مرد معقول اور مسلمان ہے ملک شام مین انکا مکان ہے اولاد و صاحب ثروت ان سے بخوبی واقف ہے انکی نظر جو صورت زیبائے اسد ثانی پر پڑی انکے دل مین فوراً خیال اسد دلاور کا آیا کہ ہو بہو یہ کوئی لڑکا ویسی ہی بناوٹ کا ہے چہرہ سے ویسا ہی نشان [illegible] ہمنوا دار ہے لیکن رنگ ہاشمی صرف [illegible] ہے اسی بنا پر رنگ ہاشمی نہین ہے چہرے کے بھولے بھالے اسکے چہرہ پر اور ہے ہین قیصر شامی نے خوشامد [illegible] کر ہوشیار کیا اور [illegible] پوچھا کہ تم کون ہو قیصر شامی نے بیان کیا کہ مین ایک مرد سوداگر ہون [illegible] نام قیصر شامی [illegible] سے آگاہ فرمائین جواب دیا کہ تم مرد سوداگر ہو مین مرد فقیر ہون میرا [illegible] نام [illegible] سے بس زیادہ اسکو کچھ نہ سمجھے اور سمجھ غریب کو [illegible] ہون قیصر شامی نے عرض کی کہ اے شہریار باوفا آپ شہزادہ اسد ثانی [illegible] اسد ثانی نے فرمایا کہ کیا تم اوسنے واقف ہو قیصر شامی نے عرض کیا کہ [illegible] امیر [illegible] کی خدمت مین جایا کرتا تھا تو سب [illegible] سے آگاہ ہون اسوقت اسد ثانی نے نام بتایا اور آگاہ کیا قیصر شامی نے عرض کی کہ اس صحرا مین تن تنہا کیونکر تشریف لانا ہوا فرمایا

سرگذشت بلاکشان نہ سنو	نہ سنو میری داستان نہ سنو

یہ

بس اتنی ہی ہمدردی تمہاری بہت ہے کہ تم نے تام پوچھ لیا ہر کان دریافت کر لیا قیصر شامی نے عرض کی کہ اتنا تو بتا دیجیے کہ آپ کہاں کا ارادہ ہے اسد ثانی نے کہا کہ جہاں کو تم کہو ہمارا کوئی قصد نہیں جسطرف ذہن میں آگئی اودھر چلے گئے قیصر شامی نے عرض کی کہ ہمراہ خادم کے تشریف لے چلیے تاکہ راہ میں زحمت سے محفوظ رہیے اسد ثانی نے کہا کہ ایک شرط سے میں تمہارے ہمراہ چلتا ہوں وہ یہ کہ اگر میرا جی گھبرائے اور میں کہیں کو چلا جاؤں تو مجھے تعرض نہ کرنا اور یہ نہ پوچھنا کہ کہاں گئے تھے قیصر شامی نے جواب دیا کہ مجھے اسکی کیا ضرورت ہے کہ جو بات آپکے خلاف ہو وہ کروں لیکن اتنا ضرور ہے کہ بغیر مجھ سے اطلاع کیے ہوئے ایسا نہ کیجیےگا کہ آپ تشریف لیجائیں اور مجھے خبر بھی نہ ہو میں انتظار میں رہوں اور آپ پلٹ کر تشریف نہ لائیں اسد ثانی نے کہا کہ نہیں ایسا نہو گا تم اطمینان رکھو الغرض جسوقت باہم یہ عہد و پیمان ہو گئے تو اسد ثانی قیصر شامی کے ہمراہ ہو لیے قیصر شامی اپنے خیمہ میں لایا اسباب آسایش مہیا کیا شاہزادہ بسبب تعب راہ کے بیمار ہو گیا تھا جو طبیب سوداگر کے ہمراہ تھا اوسنے نبض دیکھکر نسخہ لکھدیا جو مرض معوبت سفر کی وجہ تھا وہ تو دور ہو گیا لیکن بخار عشق کا تھا وہ بغیر وصل یار جانی کے کیونکر دفع ہو سکتا تھا تھوڑی تھوڑی حرارت رہی اینک قیصر شامی نے سفر معطل رکھا تھا جسوقت اسد ثانی کو تخفیف ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ اے قیصر شامی اب تم میری وجہ سے منزل نہ کھوٹی کرو اسلیے کہ یہ حرارت جو باقی رہگئی ہے اسکا دفع ہونا ابھی محال ہے جبتک اسکا وقت نہیں آتا ہے یہ دفع نہ ہوگی قیصر شامی نے عرض کی کہ حضور ایسا نہو کہ تعب سفر سے پھر دشمن حاصل ہو جائیں اور وہ کونسا ایسا مرض ہے جسکی دوا خداوند عالم نے نہیں خلق کی شاہزادہ نے فرمایا کہ ہاں دوا تو ہر چیز کی ہے اور اس مرض کی بھی ہے لیکن وہ دوا نا ممکن ہے جسوقت دوا ملجائیگی مرض دفع ہو جائیگا یہ وہ مرض ہے جسکی تشخیص اطبا نہیں کر سکتے ہیں

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

بس اب مجھکو میرے حال پر چھوڑ دو زیادہ نہ کہو سہ

لطف ہے کیا بتاؤں اسے زاہد	ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

تم جس بات کو نہیں جانتے اوسمیں حجت بیکار ہے قیصر شامی یہ سنکر سمجھا کہ حضور بیمار ہیں خاموش رہا اور حسب الارشاد اسد ثانی حکم کوچ دیا تیاری سفر ہونے لگی دوسرے روز کوچ کیا اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اسد ثانی کی یہ حالت ہے کہ یا تو خیمے میں تنہا بیٹھے رہتے ہیں یا جانب صحرا نکل جاتے ہیں درندوں کا خوف نہ گزندوں کی پروا جان ہتھیلی پر دھرے رکھے ہوئے چلا جاتا ہے کبھی کسی کوہ کے دامن میں بیٹھکر زاری کبھی کسی درخت کے اوس نونہال گلشن خوبی کو یاد کر کے اپنی بیدردی کی خاطر روتے دھوتے بستر خواب پر جاکے رہتے ہیں کروٹیں بدلا کرتے ہیں نیند نہیں آتی ہے

شب ہجر نہ آئی نیند مجھے انتظار ایسا تھا	وہ کہہ گئے تھے کہ آونگا خواب میں
یاد میں تیری کسی کی رہتی تھی	اب اونکی آنکھوں میں نیند آئی تھی

اسی حال پر ملال میں طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں تیسرے روز ایک صحرا میں پہونچے کہ شام ہو گئی قیصر شاہی نے اپنے لوگوں سے کہا کہ دریافت کرو یہاں سے آبادی کتنی دور ہے اونھوں نے ہر چند تفحص کیا کوئی فرد بشر نظر نہ آیا جس سے حال دریافت کرتے اور آبادی کا پتا لگاتے آخرکار مجبور ہو کر واپس آئے اور اپنے مالک سے کہا کہ دور دور تک کوئی قصبہ قریہ گاؤں کہیں بھی نظر نہیں آتا قیصر شاہی نے مجبوری سے اسی مقام پر قیام کیا خیمہ برپا ہو گئے قادم اونٹ بیٹھے جا بجا کھانے پکنے لگے روشنی ہو گئی کوئی گا رہا تھا کوئی بجا رہا تھا عجب طرح کا ہنگامہ تھا جنگل میں منگل ہو رہا تھا ہر چہار جانب درندوں کے خوف سے آگ روشن کر دی تھی پہرے چوکیوں کے خوف سے معین ہو گئے تھے لیکن چونکہ وہ شب ماہ تھی عجیب طرح کی کیفیت تھی تمام صحرا منور تھا درخت جھوم رہے تھے ہوا سرد چل رہی تھی آٹھ نو بجے تک تو سب جاگتے رہے تھے آخرکار دن بھر کے تھکے ماندے سب سو گئے ہر طرف نفیر خواب بلند تھی ایک سناٹا سا ہو رہا تھا پہرے والوں نے بھی خیال کیا کہ اس صحرا میں کوئی تو ہوئے انسان نہیں ہے چور یہاں کہاں سے آجائیگا جاگنا بیسود ہے یہ بھی سو رہے لیکن اسعد ثانی کو بستر پر تڑپتے تڑپتے بارہ بج گئے نصف شب گذر گئی اور نیند انکو نہ آئی آخرکار خیمہ سے باہر آئے دیکھا تو سناٹا ہے ہوا سائیں سائیں چل رہی ہے تمام جنگل ہو کا رہا ہے درختوں کے پتوں میں عجیب کیفیت پیدا ہوئی ہے عکس مہتاب کی پڑ کر ہوا سے سبز سونے کے ورق معلوم ہوتے ہیں جانوران صحرائی آشیانوں سے نکلے نہیں مگر صبح کے شبہ میں بول رہے ہیں ڈالیاں درختوں کی مستانہ وار جھوم رہی ہیں جنگلی پھولوں کی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ دماغ کے پار ہوئی جاتی ہے شاہزادہ کا جنون ترقی پر ہو گیا اور تن تنہا ایک شتر مرکب پر بیٹھکر ایک جانب روانہ ہوا ہر وقت تصویر بلکہ طوفان سبز پوش کی نگاہوں کے نیچے پھر رہی ہے خواب کا سماں بندھا ہوا ہے دل سے کہتا ہے کہ افسوس بیداری ہے وہ غفلت ہی اچھی تھی کہ وہ یار جانی پہلو میں تھا ہماری تو وہی حالت ہے کہ آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہ تھا اے پروردگار وہ کوئی حور تھی یا پری تھی یہ کیا اسرار تھا کچھ سمجھ میں نہ آیا زندگی پھر دیدار اوس محبوب جانی کا نصیب ہوگا یا نہیں اگر نام اور پتا معلوم ہوتا اوسکے ملک میں جاتے التجا کرتے پھر آگے تقدیر تھی یہ کیا قیامت ہے کہ ہم مرتے ہیں دم نکلتا ہے اور اسکو خبر بھی نہیں ہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر	کسے رنجیدگی یا کہنی پر و خبر ہے

کیا کروں اور کسطرف جاؤں نہ سنا اکثر واقعات عشق سنتے ہیں لیکن وہ لوگ خوش نصیب تھے کہ اونکو اپنے معشوق کے مکان معلوم تھے کسی نے اوسی در پر سر پھوڑ پھوڑ کے جان دی کوئی وصل سے کامیاب ہوا ہم ایسے بدنصیب ہیں کہ یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ محبوب وطن و کس آسمان حسن کا تارا ہے اور کس باغ شاداب کا غنچہ ناشگفتہ ہے قیس برسوں لیلی کے ساتھ ایک مقام پر پلا پرورش پائی مکتب میں دونوں ایک ساتھ پڑھتے تھے

لطف دید ہر وقت حاصل تھا امیدین ترقی پر تھین لیکن مقدر کی بدی سے وصل ہونے دیا راز افشا ہو گیا اور والدین کے ظلم نے تفرقہ ڈالدیا آخرکار وہ دیوانہ ہو کر صحراے نجد مین مارا مارا پھرتا تھا مجنون کا خطاب سرکار عشق سے عنایت ہوا لیکن اوسکی تسلی خاطر کے واسطے کبھی کبھی لیلی ناقہ پہ سوار ہوکر صحراے نجد کیطرف آ ہی نکلتے تھے ہر چند کہ وہ محمل مین سوار ہوتے تھے پردے پڑے ہوتے تھے لیکن قیس کو کتنی بڑی ہی تسکین تھی کہ جس کے واسطے یہ حالت بنائی ہے وہ آکر دیکھ جاتا ہے دل اوسکا بہل جاتا ہے ہم ایک مرتبہ دیکھنے کے گنہگار ہین اگر ہم قیس کے مانند اپنے یار جانی سے ہم صحبت رہتے ہوتے تو کبھی اوس سے علیحدہ نہوتے زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ کوئی قتل کرڈالتا شہید محبت کہلاتے مریض فرقت تو نہوتے یا اوس محبوب کو ترس آجاتا تو سارا غم ہمیشہ کے لیے غلط ہوجاتا ۔ ع

قیس جنگل مین جو پھرتا تھا تو دیوانہ تھا	اوسی لیلی ہی کے دروازے پہ مرجاتا تھا

ہماری بیابان گردی بیجا نہین ہے اس لیے کہ عشاق کو کوچہ جانان کا رستہ نہین معلوم اور بزم یار جانی کے حال سے بیخبر ہین تو کہان جائین گھر مین بیٹھے بیٹھے کچھ حاصل نہین بقول شاعر ۔ ع

گھر سے اچھی ہے دشت اور دشت سے بستان کھلا	اول کی گر پوچھو تو سب سے کوچہ جانان کھلا

یہ تو اسی حال مین دیوانہ وار مارے مارے پھرتے ہین کبھی کسی درخت سے لپٹ کر یہ شعر پڑھتے ہین ۔ ع

تیرا بوٹا سا قد اے شاخ گل ہم یاد کرتے ہین	نہالون سے گلے مل مل کے ہم فریاد کرتے ہین

کبھی تصور معشوق مین کوسون نکلے جاتے ہین انکو تو اسی صحرا نوردی کی حالت مین رہنے دیجیے لیکن حال سنیے قیصر شامی کے قافلے کا کہ جسوقت یہ قافلہ وارد صحرا ہوا ہے تو کچھ مخبر لہراسپ قزاق کے پوشیدہ طور سے آگئے تھے جسوقت اونھون نے دیکھا کہ قافلے نے مقام کیا اور بستی یہان سے دور ہے اب کہین جا نہین سکتے مال و اسباب اسکے ہمراہ بہت ہے پس اوسی وقت یہ سب خوشی خوشی اپنے مالک کے پاس پہونچے اور سارا حال بیان کیا لہراسپ قزاق نہایت خوش ہوا اور اسنے حکم دیا کہ ہمارے ہمراہی تیار رہین ہم ایک شب کو چلین گے یہ لشکر اسکے ایک ہزار آدمیون سے دو سو آدمی تیار ہوئے لہراسپ قزاق نے دریافت کر لیا تھا کہ کسقدر لوگ مین ہین خبر دارون نے بیان کیا تھا کہ پانچسو آدمیون کا قافلہ ہے پس لہراسپ قزاق نے دو سو آدمیون کے تیار ہونے کا حکم دیا اس لیے یہ قزاق نہایت مرد بہادر اور زبردست ہے ہمیشہ تھوڑی ہی جمعیت سے بڑے بڑے قافلے اسنے لوٹے ہین زیادہ آدمی اپنے ہمراہ نہین رکھتا اکثر جنگلون مین تن تنہا پھرا کرتا ہی اور دو چار کی خبر منا لیتا ہے القصہ جسوقت بارہ پر ایک بجا اور وقت لوٹ کے سناٹے کا ہوا تو یہ گروہ پرے سے اوترا اور وہی دو سو آدمی اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ گروہ قیصر شامی کے قافلے سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے یہ بھی اتفاق کہ قیصر شامی کا آدمی اسطرف نہ آیا ورنہ اوسیوقت آبادی کے دھوکے مین قافلہ اسطرف

اگر او پڑتا اور شام ہی کو لوٹ لیا جاتا الحاصل لہراسپ قزاق دو سو قزاقوں سے ایک گھنٹے
کے عرصے میں خیمہ شاہی کے قنات تک پہونچ گیا اور گھوڑے سے اتر کر سو رہے تھے
کہ انہیں ہوش نہ تھا لہراسپ قزاق نے یہ حالت دیکھکر ساتھ والوں سے کہا کہ کسی کو
قتل نہ کرنا اول تو ہتھیار سب کے لو اور پہرا اسکے خیمہ کا محاصرہ کرکے کھڑے ہو رہو قزاقوں
نے ایسا ہی کیا اب لہراسپ قزاق چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لیکر خیمہ قیصر شامی
میں داخل ہوا اور اسکے ہتھیار بھی اپنے قبضہ میں کرکے اسباب تلاش کرنا شروع
کیا جو کچھ روپیہ ملا اوسکو تو اپنے قبضہ میں کرکے روانہ کیا پھر اسکے تلوار کھینچکر سرہانے
قیصر شامی کے کھڑا ہو رہا اور سوتے اُسکو ہوشیار کیا قیصر شامی کی آنکھ جو کھلی بالین پر
ملک الموت کو پایا دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل تلوار کھینچے کھڑا ہے قیصر شامی
کی گھگھی بندھ گئی اور کہا کہ آپ کون ہیں مجھ سے کیا قصور ہوا ہے جو سزا اسکی موت
میرے واسطے تجویز کی گئی ہے لہراسپ نے کہا کہ تیرا مال و اسباب کہاں ہے
جلد بتا ورنہ ابھی ایک ہاتھ میں فیصلہ ہے اب قیصر شامی سمجھا کہ یہ ڈاکو معلوم ہوتا ہے
دم فنا ہو گیا کہ مال بھی گیا اور جان بھی گئی سوچتا ہے کہ بتاؤں یا نہ بتاؤں اگر بتاتا ہوں تو
جب بھی یہ لوگ مار ڈالیں گے نہ بتاؤنگا جب بھی جان نہ بچیگی پھر بتانے سے کیا فائدہ
لہراسپ قزاق نے کہا اگر مال بتادے تو تیری جان نہ لیں گے تجھکو زندہ چھوڑ جائینگے
ورنہ ابھی قتل کر دینگے قیصر شامی نے ہر ایک خیمہ کا پتا دینا شروع کیا اس لئے کہ جان
بچی لاکھوں پائے اگر جیتے رہے تو پھر پیدا کر لیں گے کسی طرح زندگی بسر ہی ہو جائیگی
اور جان گئی تو کیا فائدہ ہوگا مثل مشہور ہے کہ جان کا صدقہ مال ہوتا ہے یہ سمجھکر سب
اسباب بتادیا اب لہراسپ قزاق سب مال و اسباب روانہ کرکے آپ
کچھ دیر ٹھہرا جب اسے یقین ہو گیا کہ ساتھ والے مال لیکر دور پہونچ گئے ہونگے
اوسوقت یہ بھی خیمہ سے نکلا اور راہ فرار اختیار کی قیصر شامی کے اتنی بڑی جماعت
قافلے میں کسی کی یہ خبر نہ ہوئی کہ یہ اکیلا جاتا ہے اسی کو گرفتار کر لیں تو ابھی سب
مال ملا جاتا ہے مگر ایکنے آنکھیں بند کر لیں غفلت میں رہے یا جو دور تھے اونھوں نے
شور و غل کرنا شروع کیا تھا کہ لہراسپ نے انکو ادھر ادھر کیا وہ بھی ڈر کر خاموش ہو رہے
کہ میاں آپ زندہ جہان زندہ آپ مرے جہان مرے کوئی لڑتا نہیں تو ہمیں کیا
ضرورت ہے کیا ہمیں ایک [illegible] آخر ہیں [illegible] جانے بھی دو الزام
اٹھانا تو سبھی کے سر آئیگا کہ اسلئے کیا کرو کہ ایک تو [illegible] پاس نہیں اور اگر ہوتے
بھی تو سو رہا [illegible] چھوڑتا ہے [illegible] الحاصل لہراسپ
قزاق مال و اسباب لیکر صاف نکلا ہوا چلا گیا [illegible] دور پہونچ گیا اوسوقت
لوگوں نے شور کیا کہ لینا پکڑنا جانے نہ پائے قیصر شامی [illegible] ہوتا ہوا نکلا
[illegible] ہوتا ہے
[illegible] اور تمام مال و
اسباب [illegible] لہراسپ قزاق [illegible]

لیکن اب حال شاہزادہ اسد ثانی کا سنیئے کہ انکو اوسی عالم محویت میں صبح ہو گئی جس چاند
سے آنکھیں لڑاتے ہوئے تھے اور اوس سے باتیں کر رہے تھے کہ کس بات
پر غرور ہے اور کس واسطے دماغ تیرا آسمان پر ہے کیا تو حسن و خوبی میں طلعت طوفان
سبز پوش سے بہتر ہے شاید تونے آئینہ کبھی نہیں دیکھا ہے جو تجھے اس چھپانون
وار چہرہ کے اوپر صفائی کا گمان ہے میرا مثل حسن و خوبی اور مہر سپہر خوبی کا
اگر تو دیکھ لے تو صورت تیری تکتا ہوں سکتہ ہو جائے اور خود بینی و خود پسندی کا
دعویٰ غلط ہو جائے اسی حالت میں دیکھا کہ نور قمر زائل ہونے لگا ستارے جھلملا کر
غروب ہونے لگے چرخ نیلی فام پر زردی چھا گئی عارض ماہ مانند تابہ نقرہ کے جس میلا
منہ بے رونق ہو گیا ہے مرغان باغ کے سحر کرتی صدا کو کو کی آنے لگی اسوقت اسد ثانی
نے خوش ہو کر کہا کہ شاید وہ سبب فکر تیرا ہے حسن و خوبی کسی جانب پر تو فکن ہے جو ایک
عالم کو اوس نے بے رونق کر دیا مگر نہیں معلوم کہ کہاں ہے اور کس مطلع پر ہے خوشا نصیب
اوسکے جو لطف دیدار اوٹھاتا ہے نگاہ جو آپ نے پیاری ادھر آنکھیں تو روشن کیواسطے مشتاق ہوتی ہیں
اپنی تو وہ حالت ہے جو شاعر نے نظم کیا ہے ۔ شعر

جو سمجھے جاتے تھے نہیں دیدار یار کے قابل	وہ آنکھیں ہو گئیں اب انتظار کے قابل
جمال تونے دکھا کر بگاڑ دی عادت	یہ آنکھیں اب نہ رہیں انتظار کے قابل

یکایک طائروں کی زمزمہ سنجی نے اسد ثانی کو اس خواب سے چونکا دیا اور آگاہ
کر دیا کہ وقت شب کا گذر گیا اب صبح ہے رنگ سیاہ عالم دگرگون ہے اب تو پھر تنہا اسد ثانی
کو کچھ خیال آگیا لاحول پڑھ کر اپنے مقام سے اوٹھے اور ادھر اودھر دیکھا تو آبادی یا شہر
قریب نہ معلوم ہوا اور وقت نماز صبح کا کم رہ گیا تھا اسی جلدی سے اوسی مقام پر تیمم کر کے
فریضہ سحری کو ادا کیا اور پشت مرکب پر بیٹھ کر قافلہ کی جانب روانہ ہوئے جبکہ
قریب پہونچے تو عجیب رنگ دیکھا کہ لوگ رو رہے ہیں قیصر شاہی فریاد کر رہا
ہے کہ مجھے لوٹ لیا اب میں کیا کروں یہ حالت دیکھکر شاہزادہ جلدی سے قریب
آیا اور پوچھا کہ کیا حال ہے لوگوں نے بیان کیا کہ شب کو قزاق آئے اور تمام مال و اسباب
لوٹ کر لے گئے اسد ثانی نے پوچھا کہ کتنے لوگ تھے اہل قافلہ نے عرض کیا کہ ہم
لوگوں کی جمعیت بہت کم تھی شاہزادہ نے فرمایا کہ واہ تم تو کتنے ہو پھر کہ وہ کتنے تھے تم سے اور
تمہیں لوٹ لے گئے تم سے کچھ نہ ہو سکا اونہوں نے عرض کیا کہ ہم سب بے خبر ہو کر
سو گئے اوسی حالت میں قزاقوں نے آکر محاصرہ کر لیا ہتھیار اپنے قبضہ میں کر لئے
ہم کیا کر سکتے فرمایا بلاؤ قیصر شاہی کو جسوقت لوگ قیصر شاہی کو لائے فرمایا کہ کدھر کو قزاق
گئے قیصر شاہی نے عرض کی کہ انہیں لوگوں سے دریافت کیجئے اسواسطے کہ میں تو
اپنے حال میں نہ تھا شاہزادہ نے اون لوگوں سے کہا کہ دریافت کرو لوگوں نے عرض کی کہ
وہ کوہ جو یہاں سے جانب مشرق معلوم ہوتا ہے وہ قزاق اوسی طرف گئے ہیں یہ سنکر
شاہزادہ اسد ثانی تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا ہر چند کہ چلتے وقت قیصر شاہی نے
منع کیا کہ اے شہریار عالیوقار آپ تن تنہا جانے کا قصد نہ فرمائیے اس لئے کہ قزاق

نہایت زبردست ہے اور اوسکے ساتھ بہت لوگ ہین لیکن یہ شیر بیشۂ شجاعت اپنے سامنے کب
کسی کو سمجھتا ہے فرمایا کہ تم مجھ سے ابھی آگاہ نہین ہو قسم ہے اللہ کی امجد کے سر اقدس کی کہ ضرور
جاؤنگا اور تنہا جاؤنگا اگر کوئی شخص میرے ساتھ چلنے کا قصد کریگا تو وہ میرا دشمن ہے اب جو دیکھا
قیصر شاہی نے کہ تیور پر بل پڑگئے رنگین گرد چہرہ کے بل کھا لئے لیکن بس اسنے تو ڈر کر گردن
نیچی کر لی اور اسد ثانی مرکب کو اوڑا کر جانب کوہ روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے
اور نظر قزاقون کی پڑی اونھون نے اپنے سردار سے کہا کہ ایک سوار اسطرف آتا ہے
لہراسپ قزاق نے کہا کہ جاؤ دریافت کرو کہ ادھر کیون آتا ہے یہ سنکر ایک قزاق کوہ سے
اوترا ادھر شہزادہ زیر کوہ پہونچا اور آواز دی کہ او دزد مکار ادھر آ یہ سنتے ہی وہ قزاق
جو کوہ سے اوتر رہا تھا اور دریافت حال کے واسطے چلا تھا پکارا کہ تو کسی پکارتا ہے اسد
ثانی نے جواب دیا کہ تیرے افسر کو اوسنے کہا کہ اس بے ادبی کے ساتھ پکارتا ہے شرط کہ زبان تیری
کھینچ لون یہ کہتا ہوا کوہ سے اوترکر سامنے آیا اور ادھر اور قزاق جو کوہ پر یہ تماشا دیکھ رہے تھے
اونھون نے لہراسپ دزد سے خبر کی کہ وہ یکہ تنہا سوار جو آیا ہے نہایت سرکش
اور بدزبان ہے ہم فساد ہوتے معلوم ہوتا ہے لہراسپ نے کہا کہ اگر فساد کریگا تو کہا
جائیگا جان دیکر جائیگا ہم سے کیا بچ جائیگا اکیلا کیا کر سکتا ہے لوگون نے کہا کہ جو آمادہ فساد ہوکر آئیگا
اوسنے اپنا انتظام نہ کر رکھا ہوگا ممکن ہے کہ کچھ فوج و سپاہ پوشیدہ طور پر اوسکے ہمراہ ہو لہراسپ
نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم لوگ بھی مسلح و مکمل ہو جاؤ اور یہ خود بھی ہتیار لگا کر بالاے کوہ آکر کھڑا ہو یا
یہان جو فرستادہ لہراسپ قریب اسد ثانی کے پہونچا شہزادہ نے فرمایا کیا ارادہ رکھتا ہے
اوسنے کہا کہ تجھے سزا سخت کلامی کی دونگا فرمایا کہ پھر دیر کا ہے کی ہے قزاق نے کمند ماری اسد
ثانی نے تلوار سے حلقۂ کمند کے کاٹ دیئے بس قزاق نے منجنیق مین پتھر رکھکر گردش دیئے
اسد ثانی نے پھرتی سے ایک ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہاتھ اسکا مع منجنیق کٹ کر بالاے کوہ
سامنے لہراسپ قزاق کے گرا اور یہ قزاق بھاگا ادھر اسد ثانی نے آواز دی کہ کہان
ہے وہ دزد مکار جو افسر ہے تم سبکا کہ مین اوسکی فکر مین آیا ہون یہ کلمہ جو لہراسپ کے
گوش زد ہوا کہا کہ کیا تو مجھے کو ڈھونڈھتا ہے لے مین آتا ہون ادھر تو لہراسپ نے ہاتھ اوس
فرستادہ کا اسپر قلم دیکھا ادھر اسد ثانی نے اسکو لوٹ کا بس یہ طیش کھاتا ہوا کوہ سے
اوترا ساتھ اسکے اور بھی قزاق اوتر آئے کہ مبادا اسکے ساتھ مین لشکر ہو اور موقع
پاکر ہمارے سردار کو گھیر نہ لے یہ لوگ بھی کوہ کے نیچے آگئے لیکن ان سبکو حیرت ہے
اور دل مین کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہے جو ہم لوگون کے سر چڑھا ہے اسکو خبط ہوگیا
ہے یا جان سے بیزار ہے جو تنہا اسطرف آیا ہے کبھی کوئی بادشاہ تو ہم سے بھڑنیکا
قصد نہین کرتا ہے فوجین تو اسطرف آئی ہوئی تھی آتی ہین لیکن یہ نہین معلوم کس
دل گردے کا شخص ہے جو اسنے یہ جرأت کی الحاصل لہراسپ دزد نے سامنے
پہونچ کر آواز دی کہ لے مین آگیا تو کیا اسد ثانی نے فرمایا کہ شب کو جو مال و اسباب
تو قافلہ قیصر شاہی سے لوٹ کر لایا ہے وہ واپس کر لہراسپ ہنسا اور کہا کہ او
نادان ہم لوگ مال اسلئے لیتے ہین کہ پھر واپس کردین لا جو کچھ تیرے پاس ہے وہ

وہ بھی دیتا جا اسد ثانی نے کہا کہ اگر نہ دیگا تو سزا پائیگا لہراسپ قزاق نے کہا تو اپنی جان کو
نہین ڈرتا کہ تنہا کھڑا ہوا اسطرح کی بدزبانی کر رہا ہے اسد ثانی نے کہا کہ اگر ہم ایسی ویسی
بوتون سے ڈرجائین تو پہلوانون اور لشکرون سے مقابلہ کیا کرینگے بس بہتر اسمین ہے کہ
مال قیصر شاہی کا واپس کردے اور آئیندہ سے عہد کر کہ اب کسی قافلہ کو نہ لوٹیگا اور
معاش کا کوئی اور طریقہ اختیار کر یہ بدمعاشی ترک کر لہراسپ قزاق نے کہا واقع مین
تو بہادر ضرور ہے کہ اپنی جان کو نہین ڈرتا اور اسطرح کی باتین کر رہا ہے لیکن اب اس
جہالت کو دور کر ٹھنڈا ٹھنڈا یہان سے چلا جا مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے یا میرے لشکر مین
آکر شریک ہوجا مین تیری بہت عزت کرونگا اسلیئے کہ تو مرد بہادر ہے ورنہ میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اسد دلاور نے کہا کہ بس زیادہ گوئی موقوف کر اگر یون مال نہ دیگا تو مین
تجھ سے بزور شمشیر لونگا لہراسپ نے کہا اگر تو محتاج ہے اور بسبب تنگ دستی کے اپنی
جان سے بیزار ہے تو کچھ مجھ سے لے لے لیکن اپنی سخت کلامی سے باز آ اور معذرت کر
اسد دلاور نے تلوار کے بدلے کوڑا سنبھالا اور فرمایا کہ مجھے کیا فقیر سمجھا ہے بس
خبردار اب بیہودہ نہ بکنا ورنہ کھال گرا دونگا یہ دیکھکر لہراسپ قزاق کو بھی طیش آیا
اور نیزہ اپنے سنبھالا آواز دی کہ جہانتک مین ٹالے جاتا ہون تو سر پر چڑھا آتا ہے
تو یون نہ مانیگا بس یہ کہکر اپنے نیزہ کا وار کیا اسد ثانی نے ترچھے ہوکر نیزہ کو خالی دیا اور
ہاتھ چوب نیزہ پر ڈالدیا قصد کیا کہ نیزہ اس سے چھین لون لیکن لہراسپ قزاق بھی
مرد جہاندیدہ ہے اور پہلوان زبردست ہے اسنے نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑا زور ہونے
لگے یہ اپنی طرف کھینچتے تھے اور لہراسپ اپنی جانب کھینچتا تھا اسی کشاکش مین نیزہ
کی کیا بساط تھی جو زور اسطرح کے روک سکتا ڈانڈ بیچ سے دو ٹکڑے ہو گئے جب
دیکھا لہراسپ نے کہ نیزہ بیکار ہوگیا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر اسد پر وار کیا اسد
نے مرکب کو رانون مین مسل کر جو اشارہ باگ کا کیا گھوڑا اشارہ کے ساتھ زیر بغل آگیا شاہزادہ
نے کلائی اسکی پکڑ لی اسنے تلوار پھینک کر دوسرا ہاتھ گریبان مین ڈالدیا اور دلمین خوش
ہوا کہ اب یہ اور بھی جلدی زیر ہو جائیگا کہ قوی اسکے کم ہین اور زندہ ہاتھ آجائیگا زیر
ہوکر ضرور اطاعت قبول کریگا ورنہ اگر تلوار کی جنگ رہتی تو نہ معلوم کیا ہوتا تیغ کی برش
کے آگے قوی اور ناتوان سب برابر ہین ماسوا اسکے کیا معلوم یہ قتل ہوتا یا مین مارا جاتا غرضکہ
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اب ہاتھ چلنے لگے زور ہونے لگے مرکب لاغر
نہ سنبھال سکے چارون پاؤن ٹیک کر بیٹھ بیٹھ گئے اسد و لہراسپ گھوڑون سے
نیچے کود پڑے کشتی ہونے لگی قزاق چہار طرف سے گھیرے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے
کہ یہ بھی کیسی غضب کا شخص ہے آدمی ہوکر دیو سے لڑ رہا ہے اور کسی مقام پر دبتا
نہین دیکھیئے مآل اس کشتی کا کیا ہوتا ہے ادھر قیصر شاہی نے جن لوگون کو پوشیدہ
طور پر واسطے خبر کے بھیجا تھا وہ قریب درختون کے آڑ مین چھپے ہوئے تماشا
دیکھ رہے تھے انھون نے جاکر قیصر شاہی سے بیان کیا قیصر شاہی اپنے لوگون کو
لیئے ہوئے کوہ سے آدھ کوس کے فاصلہ پر ایک باغ تھا کہ اسمین درخت گنجان لگے

تھے وہاں چھپا کھڑا تھا جیسے خبر کشتی کی پہونچی سبکو ساتھ لیکر دوڑ پڑا اور خیال کیا کہ ایسا نہو اسد
ثانی تنہا سنکے قزاق ملکر لپٹ پڑے ہیں اور اس شیر بیشۂ شجاعت کو گرفتار کرلیں خدا نکردہ کوئی اونچ
نیچ پڑے تو میں اسد دلاور یعنے اوسکے والد ماجد کو کیا جواب دونگا ہر چند کہ میں نے منع کیا کہ آپ
تنہا نہ جائیں لیکن سننے والے یہ تھوڑے کہیں گے کہ منع کیا ہوگا بلکہ یہ الزام دیا جائیگا کہ
اسنے اپنے مال کے لالچ میں ترغیب دلائی ہوگی انھو سمجھ ہی یہ فکر درپیش کرتا ضرور یہی
یہ کہتا ہوا اپنے ہمراہیوں سمیت زیر کوہ آکر پہونچا اور اسد ثانی کی کشتی کا تماشا دیکھنے لگا
اودھر قزاق بھی ہٹے اور انھوں نے جگہ دیدی اب دونوں گروہ تماشائے کشتی کا دیکھ رہے
ہیں اور اسد ثانی و لہراسپ وزد مصروف تلاش ہیں دو پہر کامل کشتی رہی آخر کار
لہراسپ کا دم پھولنے لگا سانس پیٹ میں نہ سمائی تھی لیکن اسد ثانی کے پسینا
بھی نہ آیا تھا لہراسپ قزاق نے کہا اے شخص تو جن ہے یا کوئی آسیب ہے کہ مجھ
ایسے زبردست سے دو پہر لڑا اور اسوقت تک تازہ دم معلوم ہوتا ہے اگر آپ شہید مرد
ہیں تو یہ فرمائیے کہ کس مقام پر قبر ہے وہاں حاضر ہو اکروں اور کچھ پھول ریوڑیاں وغیرہ
چڑھا جایا کروں میری جان بچھڑ رہے اسد ثانی نے فرمایا کہ ہم زندہ مرد ہیں اور
انسان ہیں او بیوقوف جب تو ہار گیا تو آسیب بتانے لگا تجھے یہ نہیں معلوم کہ انسان سے
زبردست کوئی قسم آسیب کی ہے خداوند کریم نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار
دیا ہے پھر انسان سے کون لڑسکتا ہی میں بھی ایک شہر ہوں اور بندۂ ضعیف ہوں
اوس تواناں کا جس نے بڑے سے بڑے بہادر اور زبردست دنیا میں پیدا کیے ہیں
لہراسپ قزاق نے عاجز ہوکر آواز دی کہ اچھا اب کی مرتبہ وہ زور کرتا ہوں جس سے
زیادہ کبھی بھی پر زور نہیں کیا اگر تو نے اس زور کو روک لیا تو گویا دیو کو مارا اور پہاڑ
کو اوٹھا لیا یہ کہکر دونوں بازو اسد ثانی کے لہراسپ نے پکڑے اور سر سینے سے
ملاکر پوری قوت سے ریل کرکے چلا دیکھا اسد ثانی نے کہ لہراسپ پوری قوت سے
ریلا ہے بس تین قدم تو پیچھے ہٹے اور بعد اوسکے تو میں وہیں جانب جو ذرا سا
کونا دیا تو دیکھا کہ لہراسپ اپنے زور میں اوندھے منھ جاپڑا اور اسد نے تیرا بدل کر
اسکی پہلو میں آرہے لہراسپ کا اوندھے منھ گرنا تھا کہ دم اسکا لوٹ گیا پیٹھ بھی
پھول گئی سانس مانند دھونکنی کے چلنے لگی بس اسد ثانی نے کہا کہ لے ہوشیار ہوجا
کہ میں بھی یہ زور آخر کرتا ہوں اگر تو اس زور میں مجھ سے زیر نہو سکا تو میں بھی پھر تجھ سے منحرف
نہونگا اور یہ خیال کرونگا کہ مجکو لہراسپ نے زیر کرلیا یہ فرماکر کمر زنجیر کا بند پکڑا اودھر لہراسپ
بھی ہوشیار ہوگیا اور اوسنے بھی زمین پکڑی لنگر اپنا قائم کیا ہر چند کہ سانس اسکی
پھولی ہوئی ہے لیکن ابھی تک اسے یہ گھمنڈ ہے کہ تن و توش کا میرے لنگر کیا کم ہے
اگر یہ اوٹھا نہ سکا تو مرد بہادر ہے اور بات کا دھنی معلوم ہوتا ہے پھر مجھ سے
منحرف نہوگا اور چپکا چلا جائیگا لیکن اسد ثانی نے کمر زنجیر کا بند پکڑکر آواز دی کہ ہوشیار
رہنا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اب جو زور کرتا ہے لہراسپ کو سر سے
بلند کرلیا وہ قزاق جو لہراسپ قزاق کے گروہ کے تھے چاہا انھوں نے

کہ سوار کو اپنے اسد ثانی سے چھین لین اور تلوارین پکڑ پکڑ کر اسد ثانی پر چلی اسد
دلاور نے جو انکے یہ ارادے دیکھے لہراسپ کو بجائے سپر ہاتھ پہ لے لیا جس نے
تلوار دکھائی اسد نے لہراسپ کو پیش کر دیا کہ تمہارا وار تمہارے ہی مالک پر پڑیگا
ادھر لہراسپ نے اپنے ساتھ والون کو منع کیا کہ خبردار کوئی اسپر ہاتھ نہ اوٹھانے
اور شاہزادہ سے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان اسنے کہا کہ قبول ہے شاہزادہ نے
لہراسپ کو زمین پر چھوڑ دیا لہراسپ جرأت اسد ثانی کی دیکھکر از سر صدق
مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار عالیوقار کی
اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ مسلمان ہو ورنہ میرے گروہ سے علیحدہ ہو جائے یہ
سنکر تمام قزاق مسلمان ہوگئے اور کہا کہ جب آپنے اطاعت اختیار کی تو ہم کس شمار مین
ہین اسوقت شاہزادہ نے فرمایا کہ اے لہراسپ قبل مقابلہ جو باتین مین نے کہین تھین
اونکا بھی خیال ہے یا نہین لہراسپ نے عرض کی کہ خوب خیال ہے مین نے صرف مذہب
اسلام ہی نہین قبول کیا بلکہ کل افعال ناشائستہ سے اجتناب کرونگا اور اسکے بعد اوسنے اپنے
قزاقون سے کہا کہ جاؤ اور وہ سب مال لے آؤ جو کل لوٹ کر لائے تھے یہ سنکر لوگ اسکے
کوہ پر گئے اور تمام مال و اسباب لاکر پیش کیا اور شاہزادہ سے عرض کیا کہ وہ مال حاضر
ہے جانچ لیجیے شاہزادہ نے قیصر شامی کیطرف دیکھکر فرمایا کہ مال کی اپنے
جانچ کر کے اپنے قبضہ مین کرو قیصر شامی نے جو آکر جانچ کی تو سر مو فرق نہ پایا سب کے
سب اشیاء بدستور تھین اب اسد ثانی نے فرمایا کہ اے لہراسپ جس خدا نے
پیدا کیا ہے اوسنے رزق بھی پیدا کیا ہے اب یہ اپنا فعل ہے کہ خواہ اوس رزق کو اپنے
سعی سے حرام کرو یا حلال یہ لوٹ طریقہ حصول بیوقوفی ہے لہذا اب اس لوٹ مار کو
ترک کیجیے توبہ کرو وہ غفور الرحیم ہے خطائین تمہاری بخش دیگا لہراسپ نے قسم کھائی
کہ اے شہریار آج سے سوا کافرون کے مسلمانون کو نہ لوٹونگا القصہ لہراسپ نے
عرض کی کہ امیدوار ہون کہ اب جسوقت تک یہان رہنے کا قصد ہو اوسوقت تک
مہمانی میری قبول فرمایئے اور جب یہان سے تشریف لیجانا منظور ہو تو مجھے ارشاد
کیجیگا مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے
جو تمہاری خوشی لہراسپ قزاق نے قیصر شامی کیطرف ہنسکر دیکھا اور فرمایا کہ اب
اس مال کو انھین چورون کی حفاظت مین دیجیے اور آپ آرام سے رہیے بلکہ چاہیے
اسی جگہ مین چھوڑ دیجیے کیا مجال ہے کسی کی جو اسے چھو سکے اور کیا ممکن ہے
جو کوئی شے بھی اسمین کی جاتی رہے قیصر شامی نے کہا کہ جناب ہمارے سردار نے
مہمانی قبول فرمائی تو ہم کیا چیز ہین لہراسپ قزاق ان سبکو اپنے ہمراہ لیے
ہوئے بالائے کوہ آیا اور سامان دعوت مہیا کر دیا شام تک خیمہ ڈیرے سب بپا
ہوگئے یہی قزاق نہین معلوم کہان سے جاکر میوے طائفے بھی پکڑ لائے کھانے
انواع و اقسام کے تیار ہوئے جسوقت شام ہوئی قزاقون نے تمام صحرا مین
چراغان کیا بالائے قلعہ روشنی کی بڑی دھوم سے شہزادہ اسد [illegible] کی

دعوت کے دوسرے روز شاہزادہ نے فرمایا کہ بس اب ہم جائینگے لہراسپ نے عرض
کی مین بھی ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تم ابھی یہین رہو جسوقت ہم تمکو
طلب کرین اور جس مقام سے طلب کرین وہان آجانا لہراسپ رنجیدہ ہوکر خاموش
ہو رہا اتنا تو عرض کیا کہ اس غلام کو فراموش نہ کر جائیگا اور تمام مال واسباب قیصر شامی
کا پھر انکے حوالے کیا اور خود بھی اپنی جانب سے کچھ جواہرات شاہزادہ اسد ثانی
کے نذر کرنا چاہا مگر شاہزادہ نے واپس دیا اور کچھ نہین لیا اب قیصر شامی یہان سے
کوچ کرکے جانب شہر سجابیہ روانہ ہوا جسوقت قافلہ چلا ہے تو لہراسپ دور
تک پہونچانے آیا آخر شاہزادہ اسد ثانی نے قسمین دیکر رخصت کیا شام کو یہ قافلہ قریب
شہر سجابیہ کے پہونچا اور صحرا مین مقام کیا اس لیئے کہ شہر یہان سے تھوڑے ہی فاصلہ
پر تھا سحر ہوگئی تھی قیصر شامی نے یہ خیال کیا کہ اسوقت شہر کے اندر جانا تو قیام
مقام مشکل ہوگا رات یہین بسر کرنا چاہیئے صبح کو دیکھا جائیگا شب کے وقت شاہزادہ
اسد ثانی کو ملکہ طوفان سبز پوش کی یاد نے پریشان کیا اور جوش شوق اتنا
بڑھا کہ جنون کے حد تک پہونچ گیا آخر کار یہ شہریار عالیوقار گریبان چاک کرکے صحرا
صحرا ایکجانب یہ شعر پڑھتا ہوا روانہ ہوا۔ شعر

قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو	خوب گزریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

یہان قیصر شامی نے پوچھا کہ دیکھو شاہزادہ تشریف رکھتا ہو تو میرے حاضر ہونے
کی اطلاع کرو لوگون نے آکر دیکھا تو خیمہ خالی قیصر شامی نے کہا اگر وہ تشریف فرما ہوتے
تو مین اونکو شہر مین لے جاتا ذرا دل بہلتا نہین معلوم کہان نکل گئے لیکن اسد ثانی
اوسی حالت اضطراب و بیقراری مین پھرتے پھرتے قریب ایک کوہ کے پہونچے
اور کچھ اشعار عشق انگیز پڑھکر رونا شروع کیا انکی آواز دردناک جو بلند ہوئی تو
ایک عابد شب زندہ دار سنکے گوشزد ہوئے یہ عابد اسی پہاڑ کی گھائی مین رہتا
ہے نہایت مرد متبرک ہے دن رات اسکو عبادت سے کام ہے اہل دنیا سے
کنارہ کشی کیئے ہوئے رہتا ہے اور اسقدر چلہ کشی کرکے نفس کو پاک کیا ہے
کہ روشن ضمیر ہی نام ہے جسوقت آواز گریہ اسد ثانی کا نین عابد روشن ضمیر کے
پہونچی بیتاب ہوگیا اور اپنے مقام سے اوٹھا اور گھائی سے نکل کر ادس آواز کی طرف متوجہ ہوا
جو اسکے کان مین پہونچی تھی دیکھا کہ زیر کوہ ایک جوان حسین سر برہنہ گریبان چاک آنکھون سے
وحشت برس رہی ہے کبھی آپ ہی آپ رونے لگتا ہے کبھی خود بخود ہنسنے لگتا ہے اشعار
عشق آمیز زبان پر جاری ہین یہ حالت دیکھکر عابد کو نہایت رحم آیا اور قریب آکر سلام علیک
کی آواز دی اسد ثانی جھجک گئے کہ یہ کون آگیا کوئی شناسا ہو کر راز اوسپر فاش ہو جائے
اور بھی مشکل ہو یہ جھجک اسد ثانی کی بخوف افشائے راز تھی کہ اچانک عابد روشن ضمیر
سامنے آگیا ورنہ اس شیر بیشہ شجاعت کو خوف کسیطرح کا نہ تھا جواب سلام دیا اور نظر کو
اوٹھا کر دیکھا تو اک مرد متبرک بارلیش دراز و سفید صورت اونکی نورانی پیشانی چمکتی ہوئی
رخ سے نور اسلام ظاہر ماتھے پر سجدہ کا گھٹا سر پر عمامہ باندھے ہوئے جریب ہاتھ بادام

کے ہاتھ مین سفید پوشاک پہنے کھڑے ہین اسد ثانی کی ساری وحشت جاتی رہی گھبرا کر تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین اور اسم گرامی آپکا کیا ہی عابد وضعضمیر نے کہا کہ میرا تو مسکن یہی کوہ ہی اور نام میرا روشن ذوالکمال ہی آپ یہ فرمائیے کہ اسد غازی کے فرزند ہین یہ صاحبزادہ ان اول ہو کہ یہان کیونکر تشریف لائے اتنا اسد کے کان اور بھی کھڑے ہوئے اور کہا کہ کیا آپ مجھے جانتے ہین عابد نے کہا کہ اگر نہ جانتا تھا تو اب جان گیا اسد نے کہا اب آپنے کیا جانا اس لئے کہ مین نے اپنی زبان سے کچھ بھی نہین کہا آپنے تمام حسب ونسب میرا بیان کر دیا آپ ضرور صاحب کمال ہین اب یہ بھی معلوم ہوگا کہ کس حیلہ سے میرا اسطرف آنا ہوا درویش نے کہا بابا سارے کمال اللہ کے خاص بندون کے واسطے ہین مین ایک بندہ گنہگار ہون مان باپ نے جینے کے واسطے ذوالکمال نام رکھدیا لوگ بھی کہنے لگے اور سبب تمہاری بیتابی و سرگردانی کا وہی ہی جسکا انجام ہمیشہ خراب ہوا کیا ہے تمکو طوفان سبز پوش وغیرہ بصورت آئینہ پرست کی محبت نے تباہ کیا ہے دیکھو اب بھی اس ارادہ سے باز آؤ تمکو یہ امور شایان نہین ہین تم کس شخص کے فرزند او کیسے شیر ہو کر ایک عورت کی محبت مین ایسے دیوانے ہوئے کہ نہ شرم رہی نہ غیرت بشر کو چاہیئے کہ سوا عشق خدا کے عشق مجازی کے پھیر مین نہ پڑے ورنہ بہت خراب ہوگا بقول شاعر ع

یہ عشق ہے آفت ساوہ ہے اسی کے ستم سے تباہ ہو کر
ہوئے ہزارون ہی دل شکستہ گرا ہے شیشون پہ سنگ ہو کر

ہزارون چراغ اسنے گل کر دیئے سیکڑون بستیان اوجاڑ دین شہر سنسان کر دیئے ع

کئے سیکڑون گھر محبت نے خالی	اسے جس محلہ مین رہنا پڑا ہے

اسد ثانی دلمین پشیمان ہے کہ زبان سے کچھ نہین کہتا شرم و غصہ دونون نے آکر ایک عجیب سکوت کی حالت پیدا کر دی ہے کہ نہ کہتے بنتا ہی نہ خاموش رہتے بنتا ہے دلمین کہتا ہے کیا شامت میری تھی کہ مین اسطرف آیا اگر مجکو معلوم ہوتا کہ یہان بھی ایک حضرت موجود ہین تو کیون اسطرف آتا اور آیا بھی تھا تو آتا کیون ٹھہرا تاکہ یہ آکر پریشان کرتے اور نہ یہ معلوم تھا کہ یہ بک بک کے جان کھائینگے اولٹی سنائینگے ورنہ صورت انکی دیکھتے ہی ٹل جاتا ع

حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ	کوئی مجھے یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائینگے کیا

انکو تو اپنے بڑے سے بحث ہے یہ کیا جانین کہ درد رسیدہ دل کیسا ہوتا ہے نہ وہ دن باقی ہے کہ کسی پر دل آئے نہ اپنے جوانی کا زمانہ یاد ہوگا جو سوچکر پشیمان ہون علاوہ اسکے بعض لوگون کی عادت ہوتی ہے مثل خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت * اپنا عیب معشوق ہوتا ہی اور دوسرے کے نکتہ چینی کو سب موجود ہوجاتے ہین ہر چند عابد نے سمجھایا کہ انجام اس محبت کا خراب ہوگا مگر جتنے دیر عابد سمجھایا اور بکا کئے یہ ظاہر مین تو گردن جھکا سب سنکر سنا کئے اور درحقیقت یہ اپنے دل سے باتین کیا کئے خاموش بیٹھے رہے آخر مین کہا کہ شاہ صاحب ع

عشق ہم اب نہ کرینگے جو فرماتے ہو ناصح	چھوٹ جو لگا چکے ہین اسکی دوا کون کرے

اور دوسرا شاعر تو مجکو بالکل ہی اس جرم سے بری کیئے دیتا ہی وہ کہتا ہے ع

یہ کام تو خود مطلبی سے نہیں ہوتا		نادان ہو تم عشق کیے سے نہیں ہوتا	

پھر جو فعل اپنے ارادہ سے نہیں ہے اوسمین ہم مجرم کیونکر ہوسکتے ہین جو بلائے آسمانی اور آفت ناگہانی آنے والی تھی وہ آچکی اب اوسے ہر طرح انگیز کرینگے یہ بھی ہمت مردانہ کے خلاف ہے کہ جب سختی پڑے تو کنارہ کش ہوجاین۔ غزل

جو دل پر چوٹ کھا بیٹھے تو گھبرانے سے کیا حاصل		کیا ہی جو اوسے پہلے نہیں سمجھے پچھتانے سے کیا حاصل
ندامت تمکو دونی ہوگی پیر اغم سوا ہوگا		جسے تم سن چکے وہ حال دہرانے سے کیا حاصل
ذرا اتنا تو مڑ کر دیکھو ہم کیونکر تڑپتے ہین		جھلک دکھلا کے منہ پھیر کے چھپ جانے سے کیا حاصل

بس یہ شعر زبان پر آتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے نہ یہ ظاہر رہا کہ ایک ایسا شخص جو اس حالت کا پورے طور سے اندازہ نہیں کرسکتا وہ سمجھے گا نہ یہ تمیز آئی کہ یہ راز چھپانے کا ہی جسوقت درویش نے یہ حالت اسد ثانی کی دیکھی وہین سمجھ گیا کہ یہ عشق سچا ہے اسکا اثر دل سے مٹنا دشوار ہے کوئی نصیحت کارگر نہوگی بلکہ جتنا منع کرینگے اوتنا غم بڑھتا جائیگا ولولہ زوروں پر آئیگا اب اس ذکر کا قطع کرنا مناسب ہے درویش نے کہا بہتر ہے آپ ترک محبت نہ کرین جہانتک ولمین گنجائش ہو یاد معشوق کو جگہ دیجیے لیکن ایک وقت سخت آپ پر ایسا آنے والا ہی کہ یقین ہے اوسوقت آپکو میری ضرورت ہوگی وہ ایک راز سربستہ ہے جسے مین بیان نہین کرسکتا انشاء اللہ بروقت کہونگا شہزادہ نے فرمایا کہ اوسوقت آپ مجھ تک کیونکر پہونچینگے اور مین کس ذریعہ سے آپکو خبر کرونگا درویش نے بیان کیا کہ مجھے اطلاع ہونیکا سہل طریقہ یہ ہی کہ ایک چیز آپ اپنے پاس رکھین وہ یہ ہی یہ کہکر جیب سے ایک تعویذ نکالکر شہزادہ کو دیا اور فرمایا کہ جسوقت کوئی سخت مصیبت آپ پر پڑے اور ایسا مرحلہ سخت و دشوار ہو کہ آپسے طے نہوسکے اوسوقت اس تعویذ کو منہ کی بھاپ دیجیئگا مین فوراً حاضر ہونگا اور حال راز سربستہ کا بیان کرونگا شاہزادہ نے وہ تعویذ بہاید رو تعظیم سے لیکر بازو پر باندھ لیا اور حاضرین نے سلام رخصت کیا شاہزادہ اسد ثانی برائے تعظیم اوٹھکر کھڑا ہوا اور درویش جانب صحرا روانہ ہوگئے شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ کی گھاٹی مین جاکر غائب ہوگئے اسد ثانی اونکے جانے کے بعد نہایت شرمندہ ہوا کہ ایسے مرد متبرک سے مین نے اسطرح کی گفتگو کی اور اونسے ترک محبت طوفان سخن پوش سے صاف صاف انکار کردیا کاش مین اونکے منہ پر یون نہ کہتا اور اقرار کرلیتا کہ مین ترک عشق کی کوشش ضرور کرونگا آئندہ مقدر ہے تو اونکو ملال نہوتا اور اسطرح صاف صاف اونسے مخالفت کرنے مین یقینی مجھ سے ناراض ہوگئے ہونگے مگر مین کیا کرون کہ میری عادت جھوٹ بولنے کی نہین ہر چند کہ بقول سعدی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مگر وہ شخص مجبور ہے جسے عادت نہو اسد اسکی دل سے باتین کرتے ہوئے اور لاحول پڑھتے ہوئے اپنی جگہ سے اوٹھے اور جانب خیمہ روانہ ہوئے جسوقت قافلہ مین پہونچے ہین تو وقت نماز صبح کا تھا چراغ جھلملا رہے تھے ہوا سے سرد چل رہی تھی طائر چہچہا رہے تھے گویا اپنی زبان بے زبانی مین حمد الٰہی بجا لارہے تھے آواز اذان بلند سنی اہل قافلہ وضو کر رہے تھے

اسد ثانی نے جلدی سے وضو کیا نماز پڑھی حالانکہ انکو ایسا عشق تھا کہ کسی وقت یاد ملکہ طوفان سبز پوش کی نہ بھولتی تھی لیکن یہی ایسے مرد باخدا تھے جو اس حالت مین بھی بندگی رب بے نیاز کی بجا لاتے تھے اور تھوڑی دیر کے واسطے دل سے یاد ملکہ کی دور کرکے یاد خدا کو جگہ دیتے تھے بعد نماز کے اگر کوئی دعا تھی تو یہی تھی کہ پروردگار وہ کونسا دن ہوگا جو دیدار اوس یار جانی کا نصیب ہوگا وظیفہ مین سوا یا جامع المتفرقین کے اور کوئی نام پروردگار عالم کا زیادہ دلچسپ نہ تھا الحاصل جسوقت نماز صبح سے فرصت ہوئی تو قیصر شامی حاضر ہوا اور عرض کی کہ اب چلکر ملک کی سیر کیجیے کہ دل بہلے شاہزادہ نے بخاطر قیصر شامی منظور کیا حالانکہ دل تو سوا تنہائی کے کسی سیر و تماشے کو نہ پسند کرتا تھا ۔ ؎

دل چاہتا تھا پھر وہی فرصت کہ روز و شب | بیٹھا رہون تصور جانان کیے ہوئے

لیکن زمانہ کی گردش کس کو ایک پر رہنے دیتی ہے مروتاً قیصر شامی کے ساتھ ملک شام یہ مین داخل ہوئے ساتھ ساتھ قیصر شامی کے چلے جاتے تھے لیکن سمجھ مین نہ آتا تھا کہ ہم کہان جاتے ہین چہرہ کی زردی دل کے درد کی خبر دیتی تھی لوگ صورت دیکھ دیکھکر اپنے اپنے مذاق کی موافق رائے زنی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ مدقوق ہے کوئی کہتا تھا مصیبت زدہ ہے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا لیکن جو اس آفت مین پھنس چکے تھے اس درد سے آگاہ تھے مذاق عشق رکھتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہو نہو یہ کسی کا شیدا ہے حسرت اسکی نگاہون سے پیدا ہے ۔ ؎

ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالے | تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے

مگر انکو کچھ خبر نہ تھی قیصر شامی نے مکان قابل قیام تلاش کیا اور اسد ثانی سے کہا کہ آپ اپنے رہنے کے قابل درجہ پسند فرمالین جواب دیا کہ ہمارے پسند کی جگہ تو قبر ہے وہ کہان ہمکو ملے گی اس لیے کہ جان ایسی سخت ہوتی ہے کہ تن سے نہین نکلتی جبتک کہ زندگی باقی ہے یہ کوہ و صحرا مین بسر ہو جائیگی تمہارے ساتھ ہونے کی وجہ سے ہرا نام ایک جگہ ہونا ضرور ہے اوسمین صرف تنہائی اور علیحدگی کی شرط ہے بس اس سے زیادہ کوئی خواہش نہین ہے قیصر شامی نے مرضی کے موافق ایک کمرہ جو سب سے علیحدہ تھا اور دروازے اوسکے پائین باغ کے جانب تھے تجویز کرکے مسہری بچھوا دی سامان آسایش مہیا کردیا اور کہا کہ اب مین بادشاہ کی خدمت مین جاتا ہون امیدوار ہون کہ یہ ملک پرایا ہے یہان ادھر اودھر بے مجھے نہ چلے جائیگا نہین معلوم لوگ یہان کے کیسے ہین برتاؤ اونکا مسافرون سے کس قسم کا ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ جب ہم کسی کو آزار نہ دینگے تو ہمین کوئی کیون ستانے لگا اور قید ہوکر ہم سے نہ رہا جائیگا جہانتک ہم سے ہوسکیگا یہان سے نہ نکلینگے اور اگر زیادہ جی گھبرایا تو سوا صحرا کے ہمین آبادی سے خود نفرت ہے جنگل مین کون آکر فساد کریگا نہ مین پرائے شکار جاتا ہون کہ کسی سے صید پر جھگڑا ہو مین خود آہو تیر خوردہ ہون تم اطمینان رکھو اور اگر ایسے ہی زبردستی ہے تو سمجھا جائیگا

قیصر شاہی خاموش ہو رہا اور کچھ اشیاء لایق بادشاہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دربار ملک سحاب لشکر گیر روانہ ہوا جسوقت سحاب لشکر گیر بادشاہ ملک سحابیہ کو اطلاع ہوئی کہ ملک شام سے ایک سوداگر آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے اُسنے بلوا لیا اور کچھ اشیاء پسند کرکے خرید لین اور چند ایسی چیزون کی فرمایش کی جو قیصر شاہی کے پاس یقین ضرور مگر وہان موجود نہ تھین اُسنے عرض کیا کہ کل یہ چیزین بھی لیکر حاضر ضرور ہونگا یہ کہکر سوداگر رخصت ہوا اور مکان مسکونہ پر آیا اور آتے ہی اسد غازی کو پوچھا لوگون نے بیان کیا کہ آپ کے جانے کے بعد وحشت نے زور کیا اور کچھ اشعار جنون آمیز پڑھتے ہوئے کہین چلے گئے قیصر شاہی کو یہ اطمینان تھا کہ اکثر یہ صحرا مین نکل جاتے ہین اور جسوقت مزاج مین آتا ہے پلٹ آتے ہین یہ کوئی نئی بات نہ تھی جس سے قیصر شاہی پریشان ہوتا لیکن شاہزادہ اسد ثانی جو بعد قیصر شاہی کے جانے کے یہان سے نکلکر چلے تو بستی سے علحدگی اختیار کی اور جانب صحرا روانہ ہوتے ادھر ادھر پھرتے پھرتے ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر اپنے حسب حال مختلف اشعار پڑھنے لگے۔ ع

ہین نئے سامان جنون فتنہ سامان کے لیئے ڈھونڈ رہے ہین ہاتھ کے ناخن گریبان کے لیئے

دیگر

آئے دنیا مین ہم اندوہ و مصیبت کے لیئے دل بنے زخم بلا زخم اذیت کے لیئے
نالے کرنا مرا بیکار نہین ہے شب ہجر مشق کرتا ہون غم دل کی شکایت کے لیئے

دیگر

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

دیگر

جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے

افسوس کہ ہمین نہین امید کہ زندگی مین ہماری حسرت نکلی اور پھر دیدار اوس محبوب دلفریب کا نصیب ہو کیونکہ خواب کی بات تھی نہ معلوم وہ خواب صادق تھا یا محض طلسم خیال تھا جسکو بیداری نے روح نے شکستہ کردیا یا الٰہی اگر وہ صورت زیبا در اصل نہین ہے تو میرے دماغ مین پھر وہی حالت پیدا کردے جس سے وہ دلکش پھر پیش نظر ہوجاتے مجھے اس بیداری سے وہ خواب بدرجہا پسند ہے اور یہ تو میرے دل سے نہین ہوسکتا کہ اگر وہ ایک خیالی تصویر ہے سمجھ لون تو اوسکے دیدار کی حسرت کو دل سے دور کردون یہ تو اسی جنون عشق کے لطف اوٹھا رہے ہین اور خاک پر بے تکلف بیٹھے ہوئے ہین قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ سحابیہ بانو دختر ملک سحاب لشکر گیر برائے شکار ایک مرکب پر سوار نیزہ ہاتھ مین لباس مردانہ پہنے ہوئے مرکب پر سوار کمان دوش پر ترکش کمر مین لگا ہوا سیر کرتے ہوئے ادھر آنکلے نقاب اسکے چہرہ پر پڑے ہوئے تھے لیکن حسن عالم افروز اسکا پردۂ نقاب سے باہر آرہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعاع شمع فانوس کو توڑ کر باہر نکلی آتی ہے جسوقت یہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے سطرف سے نکلی تو نظر اسکی اسد ثانی پر پڑی اِنکی

الالہی

حالت ایسی نہ تھی جسکو دیکھکر انسان کو فکر نہ پیدا ہو جائے کہ یہ کس رنگ میں ہیں ۔ ع

آداب عاشقی کا رہے پاس اسے جنون | حالت نہ وہ بنا کہ تماشا کہیں جسے

انکو تو انکے جنون محبت نے ایسا تماشا بنا دیا تھا کہ جو دیکھتا تھا وہ ایسا محو ہوتا تھا کہ خود بھی قابل تماشا ہو جاتا تھا ۔ ع

ہوئے بیخود کچھ ایسے اوسکا جلوہ دیکھنے والے | تماشا بن گئے خود ہی تماشا دیکھنے والے

ملکہ غور سے اسد ثانی کو دیکھا کی اور ایسی متاثر ہوئی کہ جی چاہا پاس جا کر حالات اسکے دریافت کرے مگر حیا مانع ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کی تو بیٹی ہو کر ایک معمولی آدمی سے ایسے مقام پر باتین کرے مجھے شایان نہین یہ سوچکر پلٹ گئی لیکن جسوقت اپنے باغ مین پہونچی تو یہ خیال آیا کہ نہ معلوم یہ کون شخص تھا اور کہان سے اس صحرا مین نکل آیا کس حالت مین مبتلا تھا اوسکو بلوا کر دریافت کرنا چاہیئے اسکا حال سننا بھی دلچسپی سے خالی نہو گا یہ سوچکر وہ بان پھری اور اپنے باغ مین آکر مہتر صمد کو طلب کیا یہ عیار اسکا کوکا بھی تھا جسوقت مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے کہا کہ حوالی باغ مین ایک درخت کے نیچے ایک وحشی مزاج آدمی بیٹھا ہے اوسکو کسی ترکیب سے یہان لے آ یہ سنکر مہتر صمد باغ سے نکلکر روانہ ہوا ادھر ادھر دیکھتا ہوا قریب اسد ثانی کے پہونچا قطع و وضع سے سمجھا کہ یہ کسی کا عاشق ہے سلام کیا اسد ثانی نے کہا کہ تمکو میرے نام و مکان سے کیا کام ہے ایک مرد مسافر ہون تمہارے ملک مین آیا ہوا ہون صحرا سے میری طبیعت زیادہ مانوس ہے اکثر جنگلون کی سیر کیا کرتا ہون مہتر صمد نے کہا کہ اس دریافت سے ایک غرض ہے شاید آپکا بھی کوئی مطلب نکلے اسد ثانی نے کہا کہ میرا مدعا ایسا نہین ہے جو میری زندگی مین نکلے ہان تمہارا کوئی مطلب ہو تو مجھے نام بتانے مین عذر نہین مہتر صمد نے کہا کہ اچھا میرا ہی مطلب سہی آپ اپنے اسم گرامی سے آگاہ تو فرمایئے شاہزادہ نے کہا کہ مجکو اسد ثانی کہتے ہین صاحبقران اول میرے جد امجد اور میرے والد کے جد مادری ہین مہتر صمد نے کہا آپ سے نامی و نامور جاہ و حشم یہان اس حال پر ملال سے کیونکر تشریف لائے دشمنون پر ایسی کیا بنی کہ نہ لشکر نہ فوج انتہا یہ کہ کوئی خادم تک ساتھ نہین اسد ثانی نے کہا کہ اسکا سبب نہ پوچھو اپنا مطلب بیان کرو مہتر صمد نے کہا کہ ہماری شاہزادی نے آپکو بلایا ہے اونکا یہ معمول ہے کہ جو مسافر اس ملک مین آتے اور اس صحرا مین اوسکا گذر ہو جاتا ہے تو وہ دعوت و ضیافت کرتی ہین جیسے مرتبہ کا ہو ویسا ہی سامان اوسکے لیے مہیا کرتے ہین اونھون نے آپکو بلایا ہے اور کہا ہے ۔ ع

سر اوراق منظر چشم من آشیانہ تست | کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

اگر آپکے مذہب مین رد دعوت جائز ہو تو مین زیادہ عرض نہین کر سکتا ورنہ چلنا ضروری امر ہے یہ سنکر شاہزادہ اسد ثانی نے اک آہ کھینچی اور فرمایا کہ بہتر ہے مہتر صمد شاہزادہ اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیچلا راہ مین اسد ثانی نے مہتر صمد سے کہا کہ تم ملکہ کو میرے نام و نشان سے نہ آگاہ کرنا اسواسطے کہ مجھکو اظہار اپنا منظور نہین ہے مہتر صمد نے کہا کہ اگر اظہار حسب و نسب نہ کیا جائیگا تو ملکہ ایک معمولی

آدمی بھیجکر اوسی سامان سے دعوت کرینگی وہ آپ کے خلاف مزاج ہوگا اسد ثانی نے کہا کہ کچھ اسکی پروا نہین ہے انھین باتون مین راستہ طے ہوگیا کیونکہ باغ ملکہ کا وہان سے قریب تھا اسد ثانی دروازہ پہ ٹھہرے اور مہتر صمد نے ملکہ سے اطلاع کی ملکہ نے کہا کہ بلالو اوس سے پردہ کیا وہ اپنے ہوش مین کب ہی لیکن مہتر صمد نے ملکہ سے یہ کہہ دیا تھا کہ مین دعوت کے بہانہ سے لایا ہون ملکہ نے سامان دعوت کا حکم دیدیا تھا مہتر صمد آکر اسد ثانی کو باغ مین لے گیا اسد ثانی کی نظر جو ملکہ سجا پیہ پہ پڑی دیکھا کہ ایک زن حسینہ ہے چہرہ پہ آثار راست بازی ہین ملکہ نے قریب اپنے بیٹھنے کو کہا اوسکے بعد مزاج پرسی کے اسد ثانی نے کہا کہ شکر ہے خدا کا ہر حالمین بعد تواضع و تعظیم کی ملکہ نے پوچھا کہ آپکا اسم گرامی کیا ہے فرمایا کہ سرگشتہ صحراے محبت و آوارہ کوے الفت ملکہ نے کہا کہ یہ تو آپکی صورت سے ظاہر ہے لیکن نام اصلی کیا ہے شاہزادہ کو تردد ہوا فرمایا کہ تمہین میرے نام سے کیا کام ہے تم نے مسافر نوازی کی مین سادہ مزاجی سے چلا آیا ملکہ نے کہا آپکی سادہ مزاجی میری سادہ لوحی سے زیادہ نہین ہے اس لیئے کہ مین اس ملک کی شاہزادی اور عورت ہوکر ایک نامحرم مرد سے اسطرح بیحجابانہ ملی اور آپکو نام بتانے مین تامل ہے کیا آپ مجکو دشمن سمجھتے ہین مین قسم کھاتی ہون اپنے دین و مذہب کی کہ اگر نام معلوم ہونے کے بعد مجھپر یہ بھی ظاہر ہوگا کہ آپ میرے دشمن ہین تو بھی مین آپ سے بہ لطف و مدارا پیش آؤنگی اور اگر آپ نام نہ بتائینگے تو مجھے رنج ہوگا شاہزادہ نے گردن جھکالی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ اے ملکہ اگر مین یہ جانتا کہ تم دشمن ہو اور نام دعوت مجھسے لیا جاتا تو بھی مین رد دعوت نہ کرتا نہ مجھے یہان آنے مین کوئی تکلف ہوتا نہ مجھے کسی وقت مین دشمن سے خوف ہے ہر چند کہ میرا جی نہین چاہتا کہ مین زمانہ عسرت مین حال تونگری بیان کرون مگر تمہاری خلق و اصرار نے مجبور کردیا یہ فرماکر یہ شعر دردناک زبان فرمایا ؎

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا	دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

مجکو اسد ثانی کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ اس ملک تک اس حال خراب سے کیونکر آنا ہوا اسد ثانی نے کہا بس اب آگے نہ پوچھو ملکہ نے کہا اگر غیر لوگون کی شرم ہے تو مین سبکو ہٹا دیتی ہون اتنا اشارہ پاتے ہی سب انیسین جلیسین چلی گئین مہتر صمد بھی ہٹ گیا ملکہ نے ہاتھ جوڑے کہ براے خدا اپنی بپتا کہئے تب شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اب زیادہ مجکو پریشان نہ کرو تمہاری عنایت نے تو زندہ ہی دیکھے سکے واسطے میرے حواس درست کردیئے اب تم پھر وہی ذکر لاتے ہو کہ جس سے میرے ہوش و حواس مین فرق آجائیگا اور دماغ مین بات نہ سما سکے گی کچھ جواب دونگا ملکہ کی طبیعت اسیر کی حالت سے ایسی متاثر ہوگئی تھی کہ شوق اسکا بڑھتا جاتا ہے جب ملکہ نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین بیان کرتا ملکہ نے کہا تمکو اوسی نازنین کی جان کی قسم ہے کہ جسپر تم فریفتہ ہوا اور جس کے عشق سے تم مین اس درجہ کو پہونچا ہے مجھ سے نہ چھپاؤ شاہزادہ نے مجبور ہوکر گردن جھکالی اور سارا حال اپنا ملکہ طوفان سبز پوش کے عشق کا بیان کیا

کہ

آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے ملکہ پر ایسا اثر ہوا کہ ہچکی رونے لگی اب ایک مرتبہ اسد ثانی کا دم ٹھہر آیا اور طبیعت پریشان ہوتی بس اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ کہان اسد ثانی نے کوئی جواب نہ دیا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اسے بےمروت بیوفا اپنا ہی سا دل دوسرے کا بھی سمجھ تعجب کی بات ہے کہ صاحب درد ہوکر دوسرے کے درد کی پروا نہین کرتا یہ کہکر شعر پڑھا ؎

جو طبیب اپنا ہے دل اوسکا کسی پر زار ہے | مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے

اسد دلاور نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ اے ملکہ مین اس رمز کو اچھی طرح نہین سمجھا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اے شخص جس وقت سے مین نے تجھکو دیکھا تھا اوسوقت سے مین نے اپنی قسمت کا مالک تجھکو سمجھ لیا تھا مگر مین یہ نہ جانتی کہ میری تقدیر مجھ سے برگشتہ ہو گئی ہے کیسے کیسے شاہزادے اور شہریار زادے میرے باپ سے میرے خواہشمند ہوئے لیکن صرف میرے انکار پر اونکو مایوسی نصیب ہوئی اب میرا اول تجھپر آیا تو نے مجھ سے روگردانی کی یہ سزا ہے اوسی کی جو مین نے اورون کے حق مین کیا ہر چند کہ یہ رشک اسطرح کا ہے جسے کوئی بھی نہین گوارا کر سکتا اور یہ زہر ایسا ہے کہ کام انسان کا تمام کر دیتا ہے مگر مین تجھ سے وعدہ کر لی ہون کہ درد تیرا اٹھا دونگی اور جہان سے ممکن ہوگا تیرے معشوق کو پیدا کرکے تجھ سے ملا دونگی لیکن صلہ اسکا میرے واسطے کیا ہوگا اسد ثانی نے کہا کہ گویا تم نے مجھے مول لے لیا سحابیہ بانو نے کہا کہ نہین بلکہ صلہ اسکا اسیقدر چاہتی ہون کہ جیسی خوشی مین تجھکو دون تو ویسی ہی خوشی مجھے بھی دے یعنے اگر شادی تیری ملکہ طوفان سنبر پوش سے ساتھ ہو جائے تو مجھے بھی اپنی کنیزی مین قبول کر یہ سنکر اسد ثانی نے فرمایا کہ مجھے یہ بسر و چشم منظور ہے اب جو ملکہ نے دلکی بات کہی تو وہ ساری وحشت تشریف لیگئی اور بیٹھ گئے ملکہ سے نہایت توجہ کے ساتھ باتین کرنے لگے کہ کیا تم اوسکو جانتی ہو وہ کہان رہتی ہے تمہین اوسپر کیا اختیار ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اگرچہ اسوقت مجھے یہ یاد نہین آتا کہ وہ کہان کی شاہزادی ہے مگر مین تم سے یہ کہے دیتی ہون کہ بہت جلد پتا لگجائیگا یہ نام مینے کسی سے سنا ضرور ہے اور اپنے کوکا مہتر صمد کو آواز دی مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے کہا کہ تم ملکہ طوفان سنبر پوش سے آگاہ ہو کہ وہ کسکی دختر ہے کہان رہتی ہے مہتر صمد نے کہا کہ جی ہان مین اوسکو جانتا تو نہین ہون مگر اتنا ہی جانتا ہون کہ وہ حوت آئینہ پرست کی دختر ہے یہ نہین معلوم کہ حوت آئینہ پرست کہان کا حاکم ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اے مہتر صمد اگر تو پتہ اوس شاہزادی کا لگادے تو مین تجھے انعام دونگی مہتر صمد نے کہا کہ مین حتی الامکان کمی نہین کرونگا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ بس جاؤ دیر نہ کرو اور بہت جلد پتا لگاکر واپس آؤ یہ سنکر مہتر صمد اوسیوقت روانہ ہوا بعد جانے مہتر صمد کے ملکہ سحابیہ نے اسد کے واسطے کھانا منگایا دونون نے ساتھ کھانا کھایا ایک مرتبہ اسد ثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ عورتون کے فریب مین بھلا یہ اوس محبوب کو کیا جانے جسکا پتہ ہم نہ لگا سکے یہ کیا لگا سکیگی بس ان خیالات نے ایسا پریشان

کہا کہ فوراً اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحا بیہ نے پھر روکنا چاہا لیکن اسد ثانی نے کہا کہ اے ملکہ اب مجھے نہ روکو اس لئے کہ میرا جی گھبرا گیا ہے اور وحشت دل زور پر آچلی ہے ایسا نہو کہ کوئی بات تمہارے خلاف مجھ سے سرزد ہو اور تمہیں ملال گذرے ملکہ سحابیہ نے کہا تم کیسے ہی سخ خلقی کرو گے مگر میرے خلاف نہوگا کیونکہ مین تمہارے حال سے واقف ہوگئی ہون اسد ثانی نے کہا کہ اگر تمہارے خلاف نہ ہوگا تو اب مجھے یہان کا بیٹھنا جبر ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اچھا مجھ سے اقرار کرتے جاؤ کہ پھر آنا اسد ثانی نے وعدہ کیا کہ مین ضرور آؤنگا اوسکے بعد باغ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا اور یہ شعر پڑھا ؎

صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا	چھوڑ دیا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا

اسی کے مناسب حال اشعار پڑھتے چلے جاتے تھے اب انکو تو اسی حال مین چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن اول

چند کلمہ داستان مہتر صمد عیار کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت ملکہ سحابیہ نے مہتر صمد کو براے تلاش طوفان شیرپوش روانہ کیا تو یہ باغ سے نکلکر چلا اور شہر کے ناکے پر پہونچکر آیندہ روندہ سے شہر ہائے کا حال دریافت کرنا شروع کیا اتفاقاً کچھ سوداگرون سے ملاقات ہوئی او نسے پوچھا کہ آپ لوگ کہان سے آتے ہین انھون نے بیان کیا کہ ہم شہر سمرقند سے آتے ہین جو اس ملک سے بہت قریب ہے مہتر صمد نے پوچھا کہ حال شہر سمرقند کا کیا ہے سوداگرون نے بیان کیا کہ شہر پر آشوب ہو رہا ہے بادشاہ نہایت پریشان ہے ملک پر ہوت آئینہ پرست چڑھ آیا ہے اوسکے ساتھ فوج بیشمار ہے اور ساحر بھی ہین بس یہ سنتے ہی مہتر صمد جانب شہر سمرقند روانہ ہوا اسوقت قریب شہر پہونچا دیکھا کہ لشکر اوترا ہوا ہے صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور داخل لشکر ہوا اور دریافت کیا کہ یہ کیسی فوج ہے لوگون نے بیان کیا کہ ہوت آئینہ پرست کا یہ لشکر ہی اب مہتر صمد سوچا کہ کیونکر دریافت ہو کہ طوفان اسکی کس مقام پر ہے اسی فکر مین یہ لشکر سے علیحدہ ہوا اور صحرا مین ایک درخت کے نیچے سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر دریافت کرون کہ شام ہوگئی طائر اپنے اپنے آشیانون مین بیٹھے مسافرون نے منزل کی تمام صحرا مین تاریکی چھاگئی ایک ہوکا عالم نظر آتا تھا مہتر صمد گرچہ یا درندون کے خوف سے ایک درخت پر چڑھ گیا کہ رات یہین بسر کرنا چاہیے صبح کو دیکھا جائیگا جسوقت یہ درخت کے ایک بلند شاخ پر پہونچا تو نظر اسکی جانب شمال گئی دیکھا اسنے کہ کچھ روشنی ہو رہی ہے مہتر صمد نے غور کیا کہ یہ کیسی روشنی ہے کوئی گانون یہان آباد ہے یا کسی قافلہ نے قیام کیا ہے فاصلہ زیادہ تھا اچھی طرح محسوس نہوا آخر درخت سے اوتر آیا اور جان پر کھیل کر اوسی جانب روانہ ہوا جہان ذرا سا کھٹکا ہوتا تھا تو درندون کے خوف سے یہ نعرہ آتشبازی کھینچ مارتا تھا جب روشنی ہوتی تھی اور معلوم ہوجاتا تھا کہ راستہ ہے پھر آگے بڑھتا تھا اوسی روشنی کے سیدہ پر چلا جاتا تھا یہانتک کہ جاتے جاتے قریب پہونچا دیکھا اسنے کہ ایک بارگاہ برپا ہے سراپردے اوسکے اوٹھے ہوے ہین اور اندر بارگاہ کے محفل عیش آراستہ ہے شغل سرود و ستار بھی ہو رہا ہے مہتر صمد سوچا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے اور کیونکہ اس محفل مین داخل ہونا چاہیے بس ویسے ہی ایک

ملکہ تجویز کرکے صورت اپنی ایک عورت کی بنائی اور قریب بارگاہ ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رونا شروع کیا اور ملکہ نے ایسا ہی کیا اوس سے زور سے آواز اسکی اون لوگون نے سنی جو اوس محفل مین شریک تھے گانیوالون سے کہا کہ خاموش ہو رہو دیکھو تو یہ شور و غل کیسا ہے اس محفل مین سوا عورتون کے مرد کا نام نہ تھا دو چار عورتون سے اوس مالک نے کہا کہ دیکھو تو یہ کون رو رہا ہے اور اوسپر کیا مصیبت پڑی ہے وہ عورتین آئین اور پوچھا کہ اے نیک بخت تو کیون رو رہی ہے تجھپر کیا مصیبت پڑی اوسنے کہا کہ بی بی تم سے کیا بیان کرون مین جس حال مین ہون مجھے سہنے دو اونھون نے کہا کہ اگر ہم سے دوا تیرے درد کی ہوسکے گی تو تامل نہ کرینگے اوسنے کہا کہ ہان اپنی ملکہ کے پاس لے چلو تو اونکے سامنے بیان کرونگی وہ عورتین اسکو اپنے ہمراہ لیکر ملکہ کی خدمت مین آئین اسنے ادب سے ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے جواب سلام دیا اور دیکھا ایک کمسن عورت ہے نہایت قبول صورت ہے پوچھا کہ تو اس صحرا مین کیونکر آئی اوسنے کہا کہ ایک شرم کی بات ہے اوسے کیا بیان کرون ملکہ نے فرمایا کہ شرم مردون سے کی جاتی ہے عورتین عورتون سے شرم نہین کرتی ہین اسنے کہا کہ یہ صحیح ہے مگر درد صاحب درد سے بیان کرتے ہین ۔

اُنس ہم ہی پلیس کا ہم اپنا سنے	جسکو اپنا سمجھو وہ کیا جانے	

ملکہ سمجھی کہ یہ بھی کسی کی عاشق ہے کچھ دیر سکوت کرنے کے بعد فرمایا کہ بس اب برخاست کرو مجھے نیند آتی ہے یہ فرماکر اوٹھ کھڑی ہوئی اور اس عورت کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے خوابگاہ مین آئی بارداروں کو بھی منع کردیا کہ آج ضرورت اسکی نہین ہے اور تخلیہ کردیا اب اس عورت سے کہا کہ اے نیک بخت اب تو حال اپنا بیان کر مین بھی تیری طرح دردمند ہون عجب نہین ہے کہ میرا تیرا درد ایک ہی سبب سے ہو اسی باعث سے مین نے تخلیہ کردیا اور اون لوگون کو ہٹا دیا جو قابل اسکے درد نہین ہین یہ سنکر اوس عورت نے بیان کیا کہ اے ملکہ آفاق اول تو اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ آپ کہین ملک کی رہنے والی ہین اور یہان اس صحرا مین کیون قیام پذیر ہین ملکہ نے فرمایا کہ مین تجھسے پوچھتی تھی تو مجھسے پوچھنے لگی مجھے تیری طرح چھپانے کی ضرورت نہین ہے اس لیئے کہ مین نے صحرا مین رہنا اسی غرض سے اختیار کیا ہے کہ آیندہ و روند سے دوا اپنے درد کی پوچھون سچ تو یہ ہے کہ پہلے ہی مین بیان کیئے دیتی ہون مگر اول یہ بتا کہ تو تنہا ہون اور شہر یارون کے حالات سے واقف ہے اسنے کہا کہ خوب جانتی ہون مجھے برس دن گذرا ہے اسی تباہی کو ملکون ملکون مین پھرتی یہانتک پہونچی ہون ملکہ نے کہا کہ مین تجھسے سب حال اپنا بیان کیئے دیتی ہون نام میرا الطوفان سبز پوش ہے دختر ہون ملک جوت آتش پرست کی باپ نے میرے ملک سمرقند پر چڑھائی کی ہے اور ملک گیری کرتا ہوا یہانتک پہونچا ہے لیکن مین بسبب ایک مصلحت کے اوسکے ہمراہ آئی ہون اور اوس سے علحدہ صحرا مین رہا کرتی ہون اسلیئے کہ مین ایک خواب دیکھا تھا چاہتی ہون کہ اوسی کے تعبیر عالم بیداری مین نظر آئے اوس عورت نے مہتر صمصم کے داماد نے کہا کہ وہ خواب بیان کیجئے ملکہ نے کہا کہ ایک روز

شب کے وقت مین اپنے بالاخانہ پر سوئی ہوئی تھی مین نے دیکھا کہ میرے باغ مین محفل رقص و سرود گرم ہے اور بادۂ ناب کا چل رہا ہے کہ ایک شہریار عالیوقار ایکایک میرے باغ مین چلا آیا پہلے تو مجھے نہایت غصہ آیا کہ یہ کون مرد اجنبی نامحرم میرے باغ مین چلا آیا لیکن جسوقت نظر میری اوسکے جمال جہانفروز پر پڑی تو سارا غصہ فرو ہوگیا اور مین نے اوسکی نوا منع کی وہ صحبت عیش مین شریک ہوا اوسی عالم مین میری آنکھ کھل گئی اوسوقت سے مین نہایت پریشان ہون کیونکہ پتا اوس شہریار عالیوقار کا لگاؤن اوس عورت نے پوچھا کہ نام اوس شہریار کا کیا تھا ملکہ نے کہا کہ نام اوسنے اپنا اسد ثانی بتایا تھا مگر یہ مین نے نہ پوچھا تھا کہ وہ رہنے والا کس مقام کا ہے اب اگر تو آگاہ ہو کہ یہ شہریار کس ملک کا رہنے والا ہے تو بیان کر مہتر صمد دل مین نہایت خوش ہوا اور کہا کہ مین اوسے واقف ہون اتنے مین ملکہ اوٹھ بیٹھی چہرہ پر بحالی آگئی اور کہا کہ اگر تم پتا اوسکا لگا دو تو جو مانگو گی مین دونگی مہتر صمد نے کہا کہ مین بہت جلد اوسکو آپسے ملا دونگی مگر پہلے اپنے درد کا علاج کیجئے تو چونکہ ملکہ نے کہا کہ اب اپنا درد بیان کر مہتر صمد جو بصورت عورت بنا ہوا تھا کہا کہ مین اوسی شہریار کے چھوٹے بھائی پر عاشق ہون جسکا نام غضنفر بن اسد ہے ملکہ نے کہا کہ اگر تم اسد ثانی کو مجھسے ملا دوگی تو مین اوسکے بھائی غضنفر کے ساتھ تیرا عقد کرا دونگی غرضکہ اس عہد و پیمان کے بعد اوس عورت نے کہا کہ اب مجھے جانے دیجئے تاکہ مین اوس شہریار کو راضی کرکے آپسے ملاؤن ملکہ نے کہا ایسا نہ کرنا کہ تم نہ آؤ تمہین سے مجھکو ایک تسکین ہوئی اگر تم بھی نہ ہوگی تو اور میرا جی گھبرائیگا مہتر صمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتی ہین آپ ہی کے ساتھ تو میری بھی غرض اٹکی ہوئی ہے غرضکہ چلتے وقت اوسنے ملکہ سے کہا کہ کوئی نشانی اپنی دیجئے تاکہ وہ شہریار عالیوقار آپکی محبت کا یقین کرے ملکہ نے اپنی ایک تصویر اسکو دی اسی حال پر ملال کی تھی کہ بال پریشان چہرہ زرد لب پر آہ سرد انگشت فکر بر سر اور کہا کہ کہدینا کہ تمہاری محبت نے ہماری یہ حالت بنا رکھی ہے مہتر صمد تصویر ملکہ کی لیکر رخصت ہوا اب دیکھئے یہ باغبین کسوقت پہونچتا ہے اور کب ملکہ سحابیہ سے حال طوفان سبز پوش کا بیان کرتا ہے لیکن اول چند

کلمہ داستان سرگشتۂ راہ الفت و آوارۂ کوئے محبت شاہزادہ اسد ثانی کے گزارش کئے جاتے ہین

کہ یہ ملکہ سحابیہ سے دامن چھوڑاکر اور پیچھا آنیکا اقرار کرکے چلے تھے کہ چند کوتوالی کے آدمیون نے آکر انکو پکڑ لیا کہ تم کون ہو اور ملکہ کے باغ مین کس لئے گئے تھے یہ اپنے ہوش مین کب تھے کہ مصلحت وقت کے موافق اوسنے بہانہ کرتے یا کسیطرح اپنی جان بچا لیتے اوسی سید ہے جواب دئے کہ وہ لوگ انکو گرفتار کرکے کوتوال شہر کے پاس لیگئے اور تمام حال بیان کیا کوتوال شہر نے پوچھا کہ تم کیا جواب دیتے ہو

اسد ثانی نے فرمایا کہ مین غلطی سے راہ بھولکر باغ مین چلا گیا تھا کوتوال ہنسا اور کہا کہ ایسا بھونڈا فقرہ مثل مشہور ہے کہ دروغگورا حافظہ نباشد کیا باغ مین دروازہ نہ تھا یا چہار دیواری نہ تھی خیر تمہاری اطلاع بادشاہ سے کیجائیگی فرمایا بہتر ہے وا تھین مین خود بجان عاجز ہون کوتوال شہر نے پرچہ بادشاہ کے نام تحریر کیا کہ ظل اللہ کو ایک ایسے امر کی اطلاع دیجاتی ہے جسکے بیان مین ہاتھ کو رعشہ اور قلم کو لرزہ ہوتا ہے مگر المامور معذور پر خیال کرکے عرض حال کیا جاتا ہے کہ ملکہ آفاق کے باغ سے ایک شخص نکلا تھا اوسے گرفتار کیا ہے اب اوسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے جسوقت یہ عرضی کوتوال کی بادشاہ کو پہونچی اور بادشاہ نے اوسے پڑھا نہایت برہم ہوا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا پسینا ماتھے پر آگیا غیرت دامنگیر ہوئی پروانہ کوتوال کے نام تحریر کیا کہ ابھی اوس مجرم کو لیکر حاضر ہو چوبدار پروانہ شاہی لیکر روانہ ہوا اسوقت قیصر شامی سوداگر بھی دربار مین موجود تھا اور کچھ جواہر بیش بہا بادشاہ کو دکھا رہا تھا ابھی رخصت نہونے پایا تھا جو یہہ گزرا اور بادشاہ غصہ مین خاموش بیٹھا ہی نہ سوداگر کو جانے کا حکم دیا اور نہ جواہر خریدا لیکن جسوقت حکمنامہ کوتوال کے نام پہونچا وہ اسد ثانی کو لیکر حاضر دربار ہوا راہ مین لوگ اسد ثانی کو دیکھکر آپسمین کہتے تھے کہ نہین معلوم یہ بیچارہ کہان سے آکر اس آفت مین مبتلا ہوا اور کیا جرم اسنے کیا ہے جو اسکو اسطرح قید کئے ہوئے لیے جاتے ہین چہرہ سے اسکے آثار شاہی و شہریاری ہویدا ہین دیکھئے انجام اسکا کیا ہوتا ہے غرضکہ جسوقت اسد ثانی سامنے بادشاہ کے پہونچا بادشاہ کی نظر صورت زیبا پر پڑی پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آیا ہے اور کیون باغ مین گیا تھا اسد ثانی کو ایسے کلمات کے سننے کی کب تاب تھی غصہ مین آکر جواب دیا کہ او بادشاہ زبان سنبھال شریفون سے اسطرح کی گفتگو کرتے ہین اگر مین باغ مین ملکہ کے گیا تھا تو اپنی خوشی سے نہین گیا تھا تیری دختر نے جب مجکو طلب کیا تو گیا بس یہ سنکر بادشاہ کو اور غصہ آیا کہ یہ میری دختر پر تہمت رکھتا ہے اگر وہ کسی بدنیت سے طلب کرتی تو یہ ایسے حال خراب سے کیونکر نکل سکتا جو گرفتار ہوتا یقینی یہ چھپ کر گیا تھا اور یا تو وہان سے نکالا گیا یا خود بسبب خوف جان کے بھاگا ہوگا بس فوراً حکم دیا کہ قتل کرو اسد ثانی نے اتنا تو کہا کہ الحمد للہ کہ آج دنیا کے جھگڑون سے نجات ملجائیگی لیکن قیصر شامی نے جو یہ معرکہ دیکھا بیتاب ہوگیا اور کہا کہ اے شاہ یہ شخص مجنون ہے جنگل سے یہ میرے ساتھ ہوا تھا اور یہانتک میرے ساتھ آیا بستی سے اسکو نفرت ہے آدمی کے سایہ سے بھاگتا ہے نہین معلوم کیا اتفاق ہوا جسے اور کیونکر یہ ملکہ کے باغ تک پہونچا یا دریافت حال اسکا کسی دوسرے ذریعہ سے کر لینا چاہئے کیونکہ کوتوالی کے لوگ جیسے ہوتے ہین ظاہر ہے یہ لوگ اپنی نیکنامی کے لیے ہزارون بیگناہون کو پھنسا دیتے ہین بادشاہ نے کچھ سماعت نہ کی اور دوسرا حکم دیا کہ قتل کرو اسکو لیکن یہ خبر ملکہ سما پیکر کو بھی پہونچ گئی بس فوراً یہ وہان سے سوار ہوکر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی اور کہا کہ قبل اس مجرم کو قتل کرنے کے کچھ میری عرض بھی سن لیجئے بادشاہ نے دختر کے پاس آکر فرمایا کہ او شوخ دیدہ تو بھی اسپر فریفتہ ہے جو سفارش

آئی ہے اب تجھے بھی اوسی کے ساتھ قتل کرونگا سچا بیہ بانو نے کہا کہ لونتو ہر وقت آپ جان و مال
کے مالک ہین لیکن یہ شخص بالکل بے قصور ہے واقعہ اسکا یہ ہے کہ یہ باغ کے نزدیک
صحرا مین ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا رو رہا تھا اور مجنونانہ حرکتین کر رہا تھا مین واسطے
شکار کے نکلی تھی مجھے اسکی حالت پر رحم آیا اور مین نے بطور مہمانی اسکو باغ مین
بلایا اور اسکی دعوت کی مسافر سمجھکر اوسکے بعد اسکو رخصت کر دیا جب یہ میرے
باغ سے نکلکر چلا تو کوتوالی کے سپاہیون نے اسکو گرفتار کر لیا اور اگر حضور کو کسی
نوع کا جو یہ شبہ ہے تو یا قسم مجھ سے لیجئے یا مجھے قتل کیجئے اس لیئے کہ اسمین
قصور میرا ہے یہ بالکل بے خطا ہے حضور کی بدنامی ہوگی اور بادشاہ عادل
مشہور ہوکر ظالم کے نام سے مشہور ہو جینگا اتنا بادشاہ کو ایک فکر پیدا ہوئی کہ کیونکر
اسکا حال دریافت کرون بس فوراً ایک قابلہ کو طلب کیا اور اوس سے کہا کہ دیکھ تو کہ
اسکی لڑکی کی عصمت باقی ہے یا نہین اور اگر تو نے کسی طرح کا ساز کیا یا رشوت
لیکر خلاف بیان کیا تو تجھے بھی قتل کرونگا قابلہ نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے میری اور علاوہ
ملکہ کو دیکھکر بادشاہ سے بیان کیا کہ بالکل غلط ہے اور ابھی تک ملکہ پاکدامن ہے
اگر اسمین فرق نکلے تو بادشاہ کو اختیار ہے کہ جیسی چاہے مجکو سزا دین یہ سنتے ہی خون اپنا بحل کیا
یہ سنکر بادشاہ نے دختر کو گلے سے لگایا اور اسد ثانی کو رہا کیا اور فرمایا کہ جہان چاہے
رہے کوئی اس سے تعرض نکرے اور اب جو حالات اسد ثانی سے دریافت کیئے تو اسکی وحشیانہ
حرکتون پر بادشاہ نہایت خوش ہوا اور قیصر شامی نے بھی شکر خدا کیا کہ جان اسد ثانی
کی بچ گئی اور اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے جائے قیام پر آیا وہان ملکہ اپنے باغ کیجانب
روانہ ہوئی اور اس نے عہد کیا کہ اب زندگی مین ایسے باپ سے سامنا نکرونگی جسکو میری
طرف اسقدر بدگمانی ہوئی دوسرے روز پھر اسد ثانی جانب صحرا روانہ ہوے اور ملکہ
اپنے باغ سے تلاش اسد ثانی مین چلی لیکن اول اسد ثانی کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
صحرا مین ایک چشمہ کے قریب بیٹھے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے کہ سامنے سے مہتر
صمد نمودار ہوا اور اسد کو دیکھکر سلام کیا اسد ثانی نے مہتر صمد کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا
خبر لاے مہتر صمد نے کہا کہ مین نے پتا لگا لیا مگر آپکو نہ بتاؤنگا اسد ثانی نے کہا کہ آخر اسکا
کیا سبب اوسنے کہا کہ وہ ایسے مقام پر ہے جہان پہونچنا آپکا ممکن نہین ہے یہی باتین تھین
کہ سامنے سے ملکہ سچا بیہ مرکب پر سوار نقاب چہرہ پر ڈالے نمودار ہوئی اور اپنے
عیار کو دیکھکر اشارہ سے منع کیا کہ اس سے مفصل حال نہ بیان کرنا ورنہ یہ ابھی وہان جائینگے اور
اپنے ہوش مین ہے نہین ایسا نہو کہ کوئی آفت آ پڑے اور اسد ثانی سے کہا کہ میری
باغ مین چلیئے یہان بیٹھنا آپکا مناسب نہین ہے اور اسد کو ہمراہ لیکر باغ مین آئی اسد
ثانی سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو اب کسیکی اتنی مجال نہین ہے جو تمہین گرفتار کرے
اسد ثانی نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر مجھکو تمہاری رسوائی کا خیال نہوتا تو مین
[illegible] حقیقت کہتی کوتوالی کے سپاہیون کی جو مجھے لیجاتے تھے اور تمہارا لحاظ
نہوتا تو تمہارا باپ مجھ سے سخت کلامی کرتا اور مین خاموش رہتا

اُسی وقت زبان گدی سے کھینچ لیتا ملکہ نے کہا کہ میرے منہ پر میرے باپ کو تم اس طرح
کہتے ہو یہ کہکر مسکرائی اسد ثانی کو پھر ملکہ طوفان سبز پوش کا خیال آیا اور مہتر صمد سے کہا کہ
تمنے پتا نہ بتایا مہتر صمد نے تصویر ملکہ طوفان سبز پوش کی پیش کی جب تصویر دیکھی اسد کو شادی
مرگ کا عالم ہو گیا فوراً بیہوش ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ غضب کیا تم نے جو تصویر انکے اسکو دیدی
اور تصویر اسد ثانی کے ہاتھ سے لیکر آپ دیکھی صورت ملکہ طوفان سبز پوش ایسی عجیب
تھی کہ ملکہ سحابیہ سکتے میں آگئی اور دلمیں قائل ہوئی کہ اگر اسد ثانی کی اسکے فراق میں یہ حالت ہے
تو بیجا نہیں ہے بقول شاعر شعر ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ * شنیدہ کے بود مانند دیدہ * اسکے
حسینوں کے افسانہ ہی سنتے ہیں مگر ایک زمانے میں اسکے حسن کا فسانہ بھی شہرہ آفاق ہو جائیگا
بھلا جو ایسی نازنین کا شیدا ہو چکا ہو وہ کسی دوسرے کو کیا خیال میں لائے ملکہ نے اس تصویر
کو چھپا لیا اور صمد سے حالات دریافت کیے اور کہا کہ تم کیونکر اسکی محفل میں پہونچے اور کسطرح یہ
تصویر دستیاب ہوئی مہتر صمد نے سارا واقعہ اپنے پہونچنے کا عورت بنکر بیان کیا اور کہا کہ
اے ملکہ جیسا خواب انھوں نے بیان کیا تھا ویسا ہی وہ بھی بیان کرتی ہے اور عشق ظاہر کرتی
ہے میں نے عورت بنکر اسکے دل کا سارا بھید دریافت کر لیا ملکہ یہ سنکر خوش ہوئی اور کہا کہ
اب شاہزادے کو اس سے ملانا زیادہ دشوار نہیں ہے لیکن اب کیا فکر کرنا چاہیے مہتر
صمد نے کہا کہ فکر کیا بتا دیجیے یہ آپ جاکر اس سے … ملکہ نے کہا کہ یہ تو
آسان ہے مگر اے بھائی صمد اس میں یہ اضطراب رہیگا جب وہ خود جاکر اپنی
معشوقہ سے ملیگا تو میرا احسان کیوں مانیگا اور وہ شاہزادی میری حقیقت
کیا سمجھے گی مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں خود جاکر اس کو لاؤں اور اسی باغ میں ان
دونوں کو یکجا کروں کہ دونوں میرے احسانمند ہوں اور میرا بھی خیال رکھیں یہ
فرماکر اسد ثانی کو ہوشیار کیا اسد ثانی نے کہا وہ تصویر کہاں ہے ملکہ نے کہا
کہ تصویر موجود ہے مگر میں اب ملکہ کو لینے جاتی ہوں آپ اس تصویر سے اپنا دل
بہلائیے جب تک میں واپس نہ آؤں اس باغ سے باہر جانیکا قصد نہ کیجیے گا شاہزادے
نے فرمایا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہیں ملکہ نے کہا کہ تمھارا چلنا مناسب نہیں ہے
سارا کھیل بگڑ جائیگا اسد خاموش ہو رہا اور ملکہ سحابیہ یا نوا … عیار مہتر صمد کو
ہمراہ لے کر باغ سے نکلی اور دونوں مرکبوں پر بیٹھ کر جانب … ہوا سے …
روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن اب کچھ حال حرمت آتشپرست
کا گزارش کیا جاتا ہے جس وقت اس کا لشکر صحرا سے سمرقند میں آیا تو اسنے
ایک نامہ طولانیہ سمرقندی کے نام لکھا کہ بہتر ہے کہ حاضر ہو کر مذہب آتشپرستی
اختیار کرو ورنہ تمام ملک کو تاراج کر دونگا جس وقت ایلچی نامہ لے کر طولانیہ کے
سمرقندی کے پاس پہونچا اور نامہ حاکم سمرقند کو دیا طولانیہ سمرقندی مضمون
نامے سے آگاہ ہوا اس نے … حرمت آتشپرست کو لکھے اور …
پر جو اسنے … کر دیا حرمت آتشپرست کو یہ خیال تھا کہ شہر … خوف سے اطاعت
اختیار کریگا جس وقت جواب نامہ پہونچا اور مضمون سے آگاہ ہوا بس اسنے پر … ہو کر

حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لے کر طولا بہ سمرقندی کے پاس آئے اور بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ
لشکر دشمن میں طبل جنگ بجا ہے طولا بہ سمرقندی نے بھی نقارہ بجوایا اور فوج لے کر
قلعے سے باہر نکلا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان جنگ
میں آکر ایک دوسرے کے مقابل صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے اول تبردارون نے
نکل کر جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر میدان صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو
ہموار کیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھالا گھڑی بھر میں میدان کو مثل آئینے کے
روشن کر دیا نقیبون نے باواز بلند اشعار غیرت آمیز پڑھ کر لشکر کا دل بڑھایا کڑکیتون
نے کڑکا کہا باجے جنگی بجنے لگے بہادرون کے خون شجاعت نے جوش مارا بہمن دیو
ساکب اپنا گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت ہوت آئینہ پرست کے آیا اور اجازت
میدان چاہی ہوت آئینہ پرست نے کہا کہ جا تیرا خدا و ند تیرا حافظ و نگہبان
ہے یہ سنکر بہمن دیو ساکب میدان میں آیا مبارز طلب کیا فوج سمرقندی سے
مہراب سمرقندی نکلا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی بہمن دیو ساکب نے
مہراب سمرقندی کے مرکب کو مارا مہراب سمرقندی نے تلوار کھینچ کر بہمن کے
مرکب کو پے کیا بہمن دیو ساکب جست کر کے مرکب سے علیحدہ ہوا دونوں میں پیادہ
تلوار چلنے لگی آخرکار مہراب سمرقندی ہاتھ سے بہمن دیو ساکب کے قتل ہوا اس کے
بعد سہراب سمرقندی نکلا وہ بھی ہاتھ سے بہمن دیو ساکب کے مارا گیا یہانتک کہ شام تک
بہت سے سردار طولا بہ سمرقندی کے قتل اور زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر
میدان سے پلٹ کر اپنی فرودگاہ پر آئے وزرا نے طولا بہ سمرقندی کو یہ صلاح دی کہ اب
قلعہ بند ہو بیٹھئے اسلئے کہ آثار اچھے نہیں ہیں طولا بہ سمرقندی قلعہ بند ہوا یہ خبر ہوت آئینہ پرست
کو پہونچی کہ طولا بہ سمرقندی قلعہ میں چلا گیا ہے یہ سنکر مبہوت جادو کہ متوقع سے
ہوت آئینہ پرست کی اسنے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے میں کل شہر سمرقند کو
پھونکے دیتا ہوں ہوت آئینہ پرست نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی نہایت پریشان
ہوئے مگر کیا کر سکتے تھے ناچار و مجبور ہو کر انہوں نے بھی طبل جنگ بجوا دیا دونوں طرف
تمام رات نقارہ رزمی بجا کئے صبح کو ہوت آئینہ پرست لشکر لیکر قلعے کے سامنے آیا مبہوت
جادو میدان میں آ کے مبارز طلب کیا جب قلعہ سے کوئی نہ نکلا تو اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر
آسمان کی طرف اشارہ کیا ابھی اشارہ کرنا تھا کہ گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی اور ایک
ابر سرخ جانب شمال سے نمودار ہوا اور قلعہ سمرقند کی طرف متوجہ ہوا ابر قریب پہونچا
کہ ہوا ایک رنج پیدا ہوا کہ گرجنے کی صدا دل ہلا دیتی تھی اہل سمرقند دست بدعا تھے اور
پریشان تھے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے مگر وہ ابر آکر پھیلنے لگا اور قلعہ پر مثل سائبان سرخ کے
چھا گیا اور بارش آتش ہونے لگی ہر طرف آگ برس رہی تھی شعلے لپک رہے تھے اہل قلعہ اضطرار
کی حالت میں ادھر سے ادھر دوڑتے پھرتے تھے اور فریاد کرتے تھے مگر جسپر شعلہ گرا اسے جلا کر خاک
کر دیا ہر چہار جانب سوا آگ کے کچھ نظر نہ آتا تھا ابر بیشتر برس رہے تھے اور انسان کو جلا رہے تھے

تمام قلعہ کرہ نار ہو رہا تھا نمونہ دوزخ نظر آتا تھا یہانتک میگزین مین آگ لگ گئی دروازے
جلنے لگے لوگ اضطراب کی حالت مین نہر مین کود پڑے وہان بھی مفر نہ ہوئی شعلون نے پانی
کے اندر جاکر جلا کر خاک کر دیا یہانتک کہ تمام قلعے کے لوگ مع طولابہ سمرقندی جلگئے اور اہل شہر نے
آکر جوت آئینہ پرست سے فریاد کی جوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو سے کہا کہ اب
ان لوگون کو امان دو اگر یہ میری اطاعت نہ کرینگے تو انکو بھی پھونکدینا مبہوت جادو نے
دوسرا اسم سحر پڑھکر دم کیا اور انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ابر جسپر شعلے اٹھا تھا اُسی طرف جاکر
نظروں سے غائب ہوگیا جوت آئینہ پرست نے ایک منادی کو بھیجا کہ جاکر ندا کرے کہ اے
اہل سمرقند اگر تم کو جانین اپنی عزیز ہون تو اطاعت ملک جوت آئینہ پرست کی اختیار کرو
اور مذہب آئینہ پرستی کو قبول کرو ورنہ سب کی یہی حالت ہوگی جو اہل قلعہ کی ہوئی ہے
یہ سنکر تھرتھرانے لگے سیکڑون نے ترک وطن کیا بہتون نے تقیہ کرلیا اور اکثر ایسے تھے
جنھون نے بدل و جان مذہب آئینہ پرستی کو اختیار کرلیا امرا شہر جوت آئینہ پرست
کے پاس آئے اور نذرین دین جوت آئینہ پرست نے انکو خلعت دیئے اور عہدے مقرر
کئے بہمن دیوسار کو شہر سمرقند کا حاکم کرکے آبادی شہر کا حکم دیا اور آپ داخل شہر ہوا
اور ایک عیار کو روانہ کیا کہ جاکر ملکہ طوفان سبزپوش کو لے آئے اب عیار تو ملکہ کی طرف
جاتا ہے اور جوت آئینہ پرست شہر سمرقند مین مقیم ہوتا ہے اسکو تو اسی حال مین چھوڑئیے
لیکن چند کلمہ داستان حسرت بیان کا بہ دردر گوش کے عرض کیے جاتے ہین
کہ یہ سانحہ اسنے مہر صمد کو دیا تو لیکر برائے تلاش مخفل طوفان سبزپوش روانہ ہوئی تھی
طے مراحل و قطع منازل کے بعد سرحد سمرقند مین پہونچی تو اسنے گھوڑا وغیرہ تو جنگل مین چھوڑا اور مہر
صمد کے حوالے کیا آپ منہ پر بھبوت ملا بیراگی ہاتھ مین لے لٹکن بالون کی منہ پر چھوڑین اور
انڈوا سر پر رکھکر گیروے کپڑے پہنکر جوگن کا لباس اختیار کیا اور گاتی ہوئی چلی مہر صمد
سے کہدیا تھا کہ اگر تمھارے آنے کی ضرورت ہوئی تو مین کوئی نشانی اپنی تمھین بھیجدونگی
تم اُسی نشانی پر چلے آنا یہ تو یہان ٹھہر گیا اور ملکہ بجا بہ دردر گوش تلاش مخفل ملکہ طوفان
سبزپوش روانہ ہوئی اسطرف سے تو یہ جاتی ہے اور اُدھر حال ملکہ طوفان سبزپوش کا
بیان کیا جاتا ہے کہ جب سے وہ عورت اسد ثانی سے ملنے کی تسلی دیکر گئی ہوئی ہے ملکہ
کی عجیب حالت ہے کہ شوق مین بیتاب ہے اکثر انیسون جلیسون کو لیکر صحرا مین نکلتی ہے اور
انتظار اس عورت کا کیا کرتی ہے آج صبح کا وقت ہے ہوا سرد چل رہی ہے طائران باغ
مصروف نغمہ سرائی ہین گلون پر بہار ہے کوئل یا لا تمام صحرا مین پھولا ہوا ہے درختون کے پتون
پر جو پڑی ہے تو عجب لطف دکھا رہی ہے ہر شجر رشک نخل طور معلوم ہوتا ہے جلوہ قدرت معبود
کا نظر آتا ہے پپیہے کی صدا دل کے پار ہوئی جاتی ہے ملکہ اپنے قاصد کے انتظار مین سیر صحرا
کرتی چلی آتی ہے جھرمٹ عورتون کا اسکے ساتھ ہے جسمین ایک ایک پری جمال آفت ہوش ہے
ملکہ کی زبان پر یہ شعر ہے شعر یارب تو خبر کرنا قاصد نے دیر کی ہے + یا راستے ہی بھولا یا راہ
پھیر کی ہے + نہین معلوم ہمارے بیقاپھر ہمارے اور اُس یار جانی سے ملاقات بھی ہوئی یا نہین
اور ہمارا پیام اگر سنا تو کیا جواب دیا امید تو ہے کہ اُسنے بھی ہماری تلاش چپ چاپ شروع کی ہو گی

کیونکہ مثل مشہور ہے شعر دل را بدل راہیست درین گنبد سپہر * از رو سے کینہ کینہ و از رو سے
مہر مہر * مگر دیکھیے وہ کون سا دن ہوتا ہے جو اسکا دیدار پھر نصیب ہوتا ہے حالانکہ اس فلک
کجرفتار کی رفتار سے تو یہ امید نہیں ہے کہ ہماری زندگی میں وہ دن بھی آئے جسے مسرت کہتے ہیں
کیونکہ ہمیشہ سے اسکا شیوہ دل آزاری و جفاکاری ہے بقول شاعر شعر * دو دل کو یکجا بٹھاتا
نہیں * کسی کا اسے عیش بھاتا نہیں * ہمیشہ اسنے اہل دل پر ظلم ہی کیے ہیں وہ کون ہے جو
اسکے ظلم کا شاکی نہیں ہے مگر ہاں اپنے جذب دل پر اتنا بھروسا ضرور ہے کہ عجب نہیں ہے
جو یہ اسکو کھینچ لائے اسی طرح کی باتیں دلہی دل میں کرتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ کان
میں تونبی کی آواز آئی ملکہ نے گھبرا کر داہنی جانب دیکھا تو ایک جوگن نظر آئی کہ سن و سال
اسکا پندرہ سولہ برس سے زیادہ نہ ہوگا بھولی بھولی صورت دھولی رما ہوئے ہوئے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ ایک چاند ہے جسپر ہلکا ہلکا ابر آیا ہوا ہے ملکہ طوفان سبز پوش کا دل بھر گیا
اور اس درد سے تونبی بجا رہی تھی کہ ملکہ بے اختیار رونے لگی ادھر اس جوگن نے جو ملکہ
طوفان سبز پوش کو دیکھا کہ ایک آفتاب ہے حشر ستاروں کو ساتھ لیے ہوئے زمین کی سیر میں
مصروف ہے اندام میں اسکے رعشہ پڑ گیا قریب تھا کہ تونبی چھوٹ پڑے اور اسے غش
آجائے لیکن اسنے اپنے کو سنبھالا اور اسطرح جھوم جھوم کر تونبی بجانے لگی جیسے کسیکو دکھاتی
نہیں ملکہ خود قریب اسکے آئی اور تونبی سننے لگی ادھر تو ملکہ طوفان سبز پوش کی آنکھوں سے
آنسو جاری تھے اور ادھر جوگن کی یہ حالت تھی کہ دونوں رخساروں پر ایک سیلاب آیا ہوا تھا
[illegible] تھیں وہ بھی مبہوت ہو رہی تھیں آخرکار ایک آدھ مصاحب نے ملکہ
سے کہا کہ دن زیادہ چڑھ آیا ہے آندھی و لو کا خوف ہے اگر حضور کو گانا اس جوگن کا پسند آیا
ہے تو اسکو خیمہ میں لے چلیے وہاں اطمینان سے سنیے یہاں صحرا کا معاملہ ہے ملکہ نے کہا کہ اچھا ذرا
مجھے حال تو اسکا دریافت کر لینے دو دیکھوں تو میرے مکان پر چلنا قبول بھی کرتی ہے یا نہیں ان
عورتوں نے کہا کہ مجال ہے جو قبول نہ کریگی اور اگر یہ نہ چلی ناخوشی تو ہم زبردستی اسکو لے چلینگے
مگر ملکہ نے دانتوں میں انگلی دبائی اور کہا کہ میں اسے نہیں روا رکھتی کہ کسی کو جبر
سے لے چلوں اسکا جی چاہے چلے نہ جی چاہے نہ جائے اس جوگن سے خود ملکہ نے کہا کہ بی
جوگن اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو ایک آدھ روز ہماری مہمانی کو قبول کرو جوگن نے عرض کی کہ آپ
شاہزادی ہیں ایک فقیرنی انکار تو نہیں کر سکتی مگر حضور کو میری ذات سے پریشانی ہوگی کیونکہ
میں جنگل کی دردآشفتگی ماری ہر وقت سوا گانے اور رونے کے اور کسی بات سے
مجھے غرض نہیں ہے اگر کسی وقت ایسا ضعف ہوگیا کہ اٹھنا اور بیٹھنا دشوار ہوا تو کچھ کھا
پی لیا کہ سہارا ہو جائے ایک تو اصل اسکی یہی حالت تھی دوسرے جوگن نے اور زیادہ
کر کے بیان کیا اور اپنے اوپر حالت طاری کر کے کہا کہ ملکہ کی طبیعت نہایت متاثر ہوئی
اور فرمایا کہ میں بھی دردمند ہوں جو تم اپنا شغل بتلاتی ہو یہی میرا بھی شغل ہے پھر
تمہارا ساتھ خوب میرا تمہارا نبھیگی بقول شاعر شعر قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو *
خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو * جوگن نے یہ سنکر ملکہ کی شکل پسند کرتی
ہوں جوگن بولی کہ یہ آپ غریب نوازی کرتی ہیں ورنہ مجھسے آپکا جی کیا بہلیگا غرضکہ

جو گن اٹھ کر ملکہ کے ساتھ ہوئی ملکہ اپنی بارگاہ میں آئی جوگن کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جس وقت ہاتھ منہ دھونے سے فراغت ہوئی ملکہ آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی انیسین جلیسین بھی آکر بیٹھیں ملکہ نے گاینوں کو طلب کیا گاینں آکر دیر تک گایا کیں لیکن ملکہ کو کوئی حظ نہ حاصل ہوا اور جوگن سے کہا کہ اگر تمہارے خلاف مزاج نہ ہو تو کچھ تم بھی گاؤ اسلیئے کہ ان گنیتاؤں کا گانا تو سنتے سنتے مجھے خاک بھلا نہیں معلوم ہوتا سراسر انکے گانے میں بناوٹ ہے اور تمہارے گانے میں اثر ہے جوگن نے کہا کہ یہ تو آپ کی قدردانی ہے مجھ سے یہ لوگ اچھا گاتی ہیں مگر آپ کا فرمانا نہیں ٹال سکتی اور جو کچھ مجھے آتا ہے سنائے دیتی ہوں یہ کہکر اسنے وینا ہاتھ سے رکھدی اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نہ وفا پسند ہرگز وہ جفا خصال ہوتا
نہ میں اپنی جان دیتا نہ اسے خیال ہوتا

وہ جوان حور طلعت جو پری جمال ہوتا
مری طرح دل جو دیتا وہ خراب حال ہوتا

جو امید وصل ہوتی تو برا مآل ہوتا
کبھو جواب ہے اس سے بدتر دل کا حال ہوتا

وہ وفا کا سنکے دعوی ہوئے امتحان کے طالب
ہم اگر خموش رہتے تو یہ کیوں سوال ہوتا

جو بچارے نکلے مرتے دل کا میرے نالے
تو نہ تن بدن کو لرزہ دم عرض حال ہوتا

وہ خوشی تو میری کرتے انھیں ہوئی کچھ نہ زحمت
نہ قدم بھی اٹھنے پاتا کہ میں پائمال ہوتا

جو کچھ اسنے مانگتے ہم تو انھیں کو مانگتے ہم
جو کوئی سوال ہوتا تو یہی سوال ہوتا

جو بلا کے جان تھا یہ دل تو ہمارے واسطے تھا
انھیں اس سے کیا تھی زحمت کہیں کیوں وبال ہوتا

گلہ جفا کیا تو ہوئے خود ہی پھر پشیمان
وہ اگر جواب دیتے تو بڑا انفعال ہوتا

مری طرح تم بھی ہوتے جو کسی حسین کے شیدا
کہو کیا گذرتی دل پر کہو کیسا حال ہوتا

یہ تمہارا ہی جگر ہے کہ وہی نظر ہے اب بھی
کوئی کیا نباہ سکتا جو ذرا ملال ہوتا

یہ کہو کہ جام بھر کر نہ دیا کسی نے واعظ
جو حرام بھی تھا بادہ تو ابھی حلال ہوتا

ہوئی خیریت کہ چھوٹا دل مضطرب وگرنہ
ہم اسے سمجھتے دو بھر وہ ہمیں وبال ہوتا

نہ اٹھی میان محفل وہ نظر حیا سے ورنہ
یہ پھری کسی پہ پتلی تو ہمیں حلال ہوتا

شب وعدہ آپ ہی میں خوشی کے مارے ہم تھے
جو نہ آپ عذر کرتے تو نہ کچھ خیال ہوتا

یہ کہو ہوا غنیمت کہ وہ زلف لے گئی دل
جو یہ بال بال بچتا تو ہمیں وبال ہوتا

نہ سنا یہ کہ اسنے کہ اثر ہے ذکر غم میں
اسے ایسی کیا پڑی تھی جو شکستہ حال ہوتا

جو نہ دیکھ لیتا جلوہ تو خیال کیوں بدلتا
وہی حسن ظن سے دل کا رخ پر جمال ہوتا

کچھ اسی میں بہتری تھی کہ ہوا نہ اسنے وعدہ
نہیں دو گھڑی کا عرصہ مجھے ایک سال ہوتا

اسے عرض مدعا پر ہوئے دوست بھی نہ راضی
کوئی ہاں دہن میں ہاں ملاتا تو نہ رد سوال ہوتا

یہ خدا کی مصلحت تھی کہ وفا تمہیں نہ آئی
نہیں اور بڑھتی الفت جو ذرا خیال ہوتا

کبھی پہلو جفا بھی نکل آتا ہے وفا سے
وہ جنہیں بچا کے چلتے وہی پائمال ہوتا

ہمیں مرگ غیر سے بھی نہ خوشی حصول ہوتی
جو تم اپنا ذکر کرتے تو انھیں ملال ہوتا

جو نہ خواب میں تم آتے تو فضول عذر بھی تھا
جنہیں نیند ہی نہ آئے اسے کیا خیال ہوتا

وہ جنون ہی کا دل ہے نہیں جسمیں رحم اصلا
کبھی ہم دیکھ سکتے جو یہ تیرا حال ہوتا

اس غزل کے جو اکثر اشعار ملکہ کے حال زار کے مطابق تھے تو دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ورق طلا پر موتی ڈھلک رہے ہیں یا عارض گل پر شبنم پڑ رہی ہے اُن سرمہ آگین آنکھوں سے آنسوؤں کا نکلنا اور نوک مژہ پر ٹھہرنا عجب لطف دکھاتا تھا بقول شاعر شعر درابلق کسے کم دیدہ موجود + مگر اشک بتان سرمہ آلود + اُدھر جوگن کی بھی حالت ملکہ کے قریب ہو گئی ہے دیر تک سناٹا رہا بعد اسکے جوگن نے ملکہ کی طرف دیکھ کر بین ہاتھ سے رکھدی ملکہ نے کہا خدا کے لیئے کوئی چیز ایسی ہی اور سُنا دے تو نے تمام زخم میرے دل کے تازے کر دیئے جوگن نے عرض کی کہ یہ کیا اچھا کام کیا اسکے عوض میں مجھکو سزا ملنا چاہیئے نہ کہ آپ پھر ایسی چیز کی فرمایش کرتی ہیں جس سے طبیعت متاذی ہوتی ہے ملکہ نے کہا ایسے اذیت دینے والونکو انعام دیا جاتا ہے اور اس ایذا میں ایسی لذت ہے جسکو ہر شخص خوشی سے گوارا کرتا ہے ہم تو تمسے کہتے ہیں تمھیں اسمیں کیوں عذر ہے جوگن نے عرض کی کہ بہت خوب اور گنگنا کر یہ دوسری غزل گانا شروع کر دی

غزل

رنگ عشق مشہور ہے رازی ہو دی چھپائی ہوئی +
شکوہ ہوگا یہ کہ شوکت آپسے خود آرائی ہوئی
خوف رسوائی میں آنسو بھی بہا سکتے نہیں
کھلکھلا رندوں نے ساقی ورد گردن کا سبب +
حضرت واعظ بھی ہیں اک مہربان مجبور کے
عاشقوں کی موت دشمن اُنکی آرائش کی ہے
شرک اے ناصح کریں نظارہ بازی کسطرح
صبح کو دیتی ہے یاد لذت شب کا پتا +
نامہ و پیغام برسوں اور نتیجہ کچھ نہیں
فیصلہ کو بخشش یا ہم سے کہ برسوں چاہیئے
اسباب بنانے سے بنے کب کو مشغول شدہ رہ سکے
مجمع احباب میں ضبط انکا مشکل ہوا +
راز پوشی مجھپہ واجب ہے خودداری ہے فرض
جوش رحمت مانع خوف گنہ ہے آرزو

آج ہر صورت سے اس محفل میں رسوائی ہوئی
کاش آجاتی مجھی کو غیر کی آئی ہوئی +
بجھتی ہے کب آسمان کی آگ برسائی ہوئی
بال ساغر میں تھا ہی زاہد کی ٹھکرائی ہوئی
یہ نہ پوچھو کس جگہ ان سے شناسائی ہوئی
جان دیدی پھر کسی نے جب خود آرائی ہوئی
میری آنکھیں اور دل شیدا کی سمجھائی ہوئی
چھپی چھپی مسکراہٹ آنکھ شرمائی ہوئی
منہ سے نکلا بیکار بیجا خامہ فرسائی ہوئی +
جب ہر اک شکوہ کے خاطر محفل آرائی ہوئی
بے نشانو کی حد اور انکی ٹھکرائی ہوئی
خشک آنسو ہو گئے جسوقت تنہائی ہوئی
ایک بھی ہوگا اگر دونوں کی رسوائی ہوئی
توبہ شرط وفا ہے پھر کالی گھٹا چھائی ہوئی

جوگن نے ایسی دردانگیز آواز سے یہ غزل سُنائی کہ ملکہ طوفان سینہ پوش کا جوش عشق اور زیادہ ہو گیا اور چشمہ ہائے چشم اسقدر بہے کہ صحرا سے دامن تک سیلاب اشکوں کا پہونچ گیا دریائے شوق میں طغیانی ہوئی دل کی کشتی گرداب بلا میں پھنس گئی ساحل مراد نظروں سے پنہان ہو گیا آہوں کی باد مخالف نے جہاز دل کو تباہی میں ڈالدیا اور امیدوں نے منصب ناخدائی سے کنارہ اختیار کیا تلاطم بحر غم میں کشتی امید طوفانی نظر آنے لگی آخرکار ملکہ سے ضبط نہ ہو سکا اور جوگن کا ہاتھ پکڑ کر تخلیہ میں لائی اور کہا کہ تجھپر کیا مصیبت پڑی ہے جو اس سن میں یہ فقیری اختیار کی افسوس کہ یہ تیرا حسن و جمال اور یہ صورت و سال فراق میں ملنے کے واسطے پیدا ہوا تھا جوگن نے عرض کی کہ جب شاہزادیان

اور شہر یار زادیان مبتلا ہے کے درد و الم ہون تو میری کیا حقیقت ہے طوفان سبز پوش نے کہا
کہ دل کی موج سب کو ڈبوتی ہے چاہے غریب ہو چاہے امیر عشق کے ظلم مین اتنی ہی تو
عدالت ہے کہ اُسے اس سے غرض نہین ہے کہ یہ کون ہے چہرگین نے عرض کی کہ
کہان ان معنون سے تو حضرت عشق عادل ہین مگر در اصل اُنسے بڑھ کر ظالم اور قابو پرست
کوئی نہوگا جسکو دبا پایا اُسے اور بھی ڈالا اور جو خود بے پروا ہوا اُس سے یہ خود نہین بولتے
یہ کیا اُن لوگون کے دل پر تھی جو ہزار دن سے جانین دے دین اور اُنکو پروا بھی نہین
ملکہ طوفان سبزپوش کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور دل مین کہا کہ اسکی باتین تو زہر ہین
بجھے ہوئے نشتر سے کم نہین ہین چہرگین سے پھر اصرار کیا کہ حال اپنا بیان کرو چہرگین نے
کہا کہ ایک شرط سے مین بیان کرتی ہون ملکہ نے کہا کہ وہ کیا چہرگین نے [illegible] کہ اپنا
حال بھی مجھ سے نہ چھپایئے گا ملکہ طوفان سبزپوش نے تیور بدل کر کہا کہ کیا مین بھی کسی کی
عاشق یا عاجز ہون جو اپنا حال بیان کرون میرا حال یہی ہے کہ ہزارہا شاہزادے
میرے حسن کا شہرہ سنکر آئے اور اُنھون نے میری تلاش کرکے [illegible] لیکن میرا دیدار
آنکھو میسر نہوا چہرگین نے کہا کہ خدا اُن لوگون کے صبر سے بچائے آپ نے تو سب کو
ڈرا دیا ایسے بیدرد ہونے کا ہے کو ہین آپ سے داد چاہی مین تو پانی ہوئی ہون یہ کہکر
اُٹھنے ہی کو تھی کہ ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا بی بی بیٹھو پہلے مغز سخن تو پہونچ لو پھر تعجب
بھاگنا یہ کام بیسواؤن کا ہے کہ ہر ایک کو صورت دکھا کر کسی کو ناخوش نہ رکھین اپنی
بیدردی کیا ہے کیا مین اپنی عزت اُن لوگون کے واسطے ڈبو دیتی معلوم ہوتا ہے کہ
تم ایسی مذاق کی ہو چہرگین نے کہا کہ میرے دشمن کیون ایسے ہونے لگے ملکہ نے کہا کہ
کیا خوب پھر دوسرے کو کیون کہتی ہو لے اب اپنا حال بیان کرو چہرگین نے کہا کہ
مین ایک شہریار عالی وقار پر عاشق ہون کہ وہ اور سے عشق مین مبتلا ہے مجھ سے ملتفت
نہین ہوتا ملکہ نے حیرت مین آ کر کہا کہ کیا وہ جس عورت پر عاشق ہے وہ تجھ سے بہتر ہے
تو خود ہزار دو ہزار عورتون مین ایک ہے چہرگین نے عرض کی کہ کیا کہون اُس عورت
کو مین اُسکے تلوے کی برابری بھی نہین کر سکتی ملکہ طوفان سبزپوش نے کچھ اکر کہا
کہ پھر کیا ہوگا جس وقت وہ عورت جسپر وہ عاشق ہے اُسے مل جائیگی تو وہ تجھ سے اور
بھی کنارہ کشی کریگا چہرگین نے کہا کہ نہین ایسا نہین ہے بلکہ اُسکی بابت اپنی معشوقہ
کے لیئے ایسی خواب ہے کہ میری حالت اُسکے واسطے اسقدر پریشان نہین ہے شاید اسکا
[illegible] ہوکر اُسکا دیکھنا مجھے ممکن ہے اور وہ اپنی محبوبہ کے دیدار سے ابھی محروم ہے
ملکہ نے کہا کیا تم اُسے جس وقت بھی چاہے دیکھ سکتی ہو چہرگین نے عرض کی جی ہان
ملکہ نے کہا کہ پھر کتنے صبر اوری کیون اختیار کی اور قربت اُس یار جانی کی ترک کی
معلوم ہوتا ہے کہ تم مین رشک کا مادہ زیادہ ہے اور تمنے جلد دست برداری کی اور
دل اپنا اُسکی طرف سے ہٹا لیا چہرگین نے عرض کی کہ جی نہین ایسا نہین ہے بلکہ ہمدردی [illegible]
اُسکی عاشق نہین ہے بلکہ چارہ ساز [illegible] ہون کہ جہان کی خاک چھانون اگر اُسکی محبوبہ کو
اُس سے ملادون ملکہ طوفان سبزپوش نے کہا کہ مرحبا یہ بھی تیرا ہی کام ہے [illegible]

اب جوگن نے ملکہ سے پوچھا کہ آپ بھی اپنا حال نہ چھپائیں اسلیے کہ یہ تو میں جان چکی کہ آپ
صاحب درد ہیں ملکہ نے اپنا خواب جسطرح مفصل کہ دیا ہے بیان کیا تھا اسی طرح جوگن سے
بھی کہا جوگن نے کہا کہ اگر کوئی شخص آپ کے معشوق کو آپ سے ملادے تو اسکے صلہ میں سے
کیا دیجیے گا ملکہ نے کہا کہ میں زبان دیتی ہوں کہ جو مانگیگا وہ میں دونگی جوگن نے کہا کہ اس قول
کو بھول نہ جائیے گا ملکہ نے کہا کہ میں اپنا قول زندگی میں نہیں بھولتی مگر مجھے امید ہی نہیں کہ میری
زندگی میں میری حسرت دل بر آئے اور تمنا میری نکلے جوگن نے کہا کہ صورت اس شہریار کی
بیان کیجیے ملکہ نے خواب کی یاد کے موافق سراپا اسد ثانی کا بیان کیا بس یہ سنتے ہی جوگن
نے تصویر اسد ثانی کی جھولی سے نکال کر پیش کردی بس جیسے ہی نظر ملکہ طوفان سبز پوش
کی اس تصویر پر پڑی تصویر حیرت ہو گئی اور دیر تک سکوت میں بیٹھی رہی بعد اسکے جوگن سے
کہا کہ ہاں وہ شخص یہی ہے اسے جوگن جلد بتا کہ یہ شخص کہاں ہے جوگن نے کہا کہ میرے
باغ میں موجود ہے اور آپ کے غم میں بیمار ہو گیا ہے طوفان سبز پوش نے کہا کہ اسنے مجھ کو
کہاں دیکھا تھا جوگن نے کہا کہ وہ بھی اسی طرح کا خواب بیان کرتا ہے جس طرح آپ نے
بیان کیا یہ سنکر ملکہ کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ تمھارا باغ کہاں ہے اور اس باغ تک وہ
کیونکر پہونچا اب سب حال مفصل بیان کرو جوگن نے کہا کہ میں دراصل جوگن نہیں ہوں بلکہ میں
دختر ہوں ملک سحاب لنگر گیر کی جو کہ بادشاہ ملک سحاب ہے وہ شہریار یعنی اسد ثانی
میرے ملک میں ایک سوداگر کے ساتھ وارد ہوا اور میں نے اسے صحرا میں باحال خراب دیکھکر
اپنے باغ میں بلوالیا اس سے حالات اسکے دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ آپ کی محبت نے
اسکو تباہ و برباد کر دیا ہے اور صحرا کی خاک چھانتا ہوا یہاں تک پہونچا ہے ہر چند کہ میرا دل بھی
اس کی طرف مائل تھا لیکن میں نے اس سے وعدہ کیا کہ میں تمھاری محبوبہ کو تم سے ملا دونگی
اسی حیلے سے اس کو روکا پہلے اپنے عیار کو اسنے برا سے تلاش بھیجا تھا جب وہ صورت بنکر
حالات آپ کی دریافت کر گیا اور تصویر پیدا کردی تو اب میں جوگن بنکر یہاں تک پہونچی اور وہ
کبھی میرے ساتھ ہے میں اول کے بیان میں اور اپنے حالات میں کہہ گئی ہوں میں جسکی عاشق ہوں
وہ آپ کا عاشق ہے یہ سنکر ملکہ طوفان سبز پوش نے جوگن کو گلے سے لگایا اور جوش محبت
میں پیشانی اور رخساروں پر بوسے دیے اور فرمایا کہ مجھے تجھسے آنکھ چار کرتے حجاب معلوم ہوتا
ہے تو بڑے ظرف کی عورت ہے جو ایسے امر کو تو نے اپنی خواہش سے گوارا کیا کوئی عورت
سوت کا نام سننا پسند نہیں کرتی تجھ سے کیونکر ہوا جو تو خود اپنی سوت کی تلاش میں اس مصیبت
سے سرگردان نکلی اور اس طرح کہ پروردہ ناز و نعمت ہو کر بیابان گردی و صحرا نوردی کی
مصیبتیں برداشت کیں اور یہاں تک اپنے کو پہونچایا بس اب مجھ کو مفصل معلوم ہو گیا کہ تم جس
غرض سے نکلی تھیں وہ مطلب تمھارا پورا ہو گیا اب تمھیں مناسب یہ ہے کہ اس لباس
کو جسم سے دور کرو مجھ سے تمھاری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی دیکھکر افسوس آتا ہے جب تک
مجھکو اس واقعہ کی خبر نہ تھی اس وقت تک تو مجبوری و ناچاری تھی لیکن اب دیکھا نہیں
جاتا میں پھر بھی تم سے عذر و معذرت کرتی ہوں کہ تم کو تمھارے رتبے کے لائق میں نے
جگہ نہ دی میری خطا نہ ہو اسے خدا معاف کرنا ملکہ سحاب پیوند در گوش نے عرض کی کہ میں اسوقت بھی

دعا ہے کہ کنیزی میں رکھتی ہوں اور آیندہ کبھی آپکی خدمت سے باہر نہیں ہوں ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ نہیں میں تمکو بہن کے برابر سمجھتی ہوں اور سمجھونگی اور اوسیوقت ملکہ سما پیہ دُرد رگوش کو نہلوا کر پوشاک شاہانہ پہنائی لباس فاخرہ بدلوایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا اب ملکہ سما پیہ دُرد رگوش نے کہا کہ اسے ملکہ زیادہ عرصہ کرنا مناسب نہیں ہے کہ آپ میرے باغ میں چلکر اوس شہریار عالیجاہ قاآن سے ملئے نہیں معلوم آپکے فراق میں اوسکی کیا حالت ہوئی ہوگی اوس بیمار محبت میں اب اتنی طاقت نہیں ہے کہ زیادہ زمانہ فراق کا جھیل سکے ؎

ہوا ہے حال یہ ابتو ترے بیمار ہجران کا	کہ جس نے کھولکر منہ اوسکا دیکھا بس وہیں رویا

یہ سنکر ملکہ طوفان سبز پوش پریشان ہوگئی اور کہنے لگی کہ اسے بہن کسطرح چلوں تم ابھی میرے حالات سے آگاہ نہیں ہو ورنہ اسطرح نہ کہتیں مجھکو آزاد نہ سمجھو میں بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں میرے ساتھ وہ جادوگرنیاں ہیں جو دامن کوہ میں مقیم ہیں اگر میں کسی جگہ جاؤنگی تو اونکو ضرور خبر ہوجائیگی اور راز افشا ہوجائیگا میرے یار کو اگر خبر ہوگئی تو خدا جانے وہ میری اوسکی کیا حالت کرے ؎

یہ سمجھکر مری بلبل قفس میں	کہ آیندہ کسی بندہ کے بس میں

اسے ملکہ سما پیہ دُرد رگوش اسوقت جو میرے دل کی حالت ہے اوسے میرا ہی دل جانتا ہے کہ عجیب بیبسی کی حالت ہے ملکہ سما پیہ دُرد رگوش نے کہا کہ اچھا پھر اونکو یہیں لے آؤ طوفان سبز پوش نے کہا ایسا غضب بھی نہ کرنا یہ اوس سے بدتر ہے وہ جادوگرنیاں روز آتی ہیں اور خیریت دریافت کرکے چلی جاتی ہیں میرے ملازمین میرے دوست نہیں ہیں مجھے ہر وقت اسکا خوف ہے اگر اون جادوگرنیوں کو کسی نے خبر کردی تو اور بھی مشکل پڑجائیگی ایسا کوئی انتظام ہو تاکہ انکے ہاتھ سے نجات ملے ان کمبختوں کی موت بھی خدا نے نہیں تعلق کی ہے تین تین سو برس کی عمریں ہیں اور ابھی تک ایسی کے زور سے جوان معلوم ہوتی ہیں ملکہ سما پیہ دُرد رگوش نے کہا کہ اچھا ای بی ہمت مردان مدد خدا اگر مشکل ہے تو یہاں تو عورتوں کی ہمت ہے ہم بھی اوسی خدا کی بندوں میں ہیں کیا ہماری مدد وہ نہ کریگا میں اسکی تدبیر کرتی ہوں کوئی فکر آپ مت کیجئے طوفان سبز پوش نے کہا مجھے کسی کا اعتبار نہیں جو کام ہو اوسے لیکن خود کرسکتی ہوں یا تم تکلیف اوٹھاؤ ملکہ سما پیہ دُرد رگوش نے کہا کہ میرا ایک عیار میرے ساتھ ہے جس کے ذریعہ سے میں نے آپکا پتا لگایا اور مجھ سے پہلے یہاں عورت بنکر آیا تھا وہ یہاں سے کچھ دور پر گھوڑے لیے ہوے ہوگا میں جاکر اوسکو پتا اون جادوگرنیوں کے رہنے کا بتاتی ہوں وہ جا کر اونکو قتل کر آئیگا اوسکے بعد آپ میرے ساتھ یہاں سے نکل چلئے گا طوفان سبز پوش کو بھی یہ رائے پسند آئی اور ملکہ سما پیہ دُرد رگوش سے کہا کہ بہن تمہیں تکلیف تو ہوگی کہ فرض میرا یہ تھا کہ میں تمہیں راحت پہونچاتی نہ کہ خود ہی تکلیف دوں مگر کیا کروں کہ

وقت ہی ایسا آپڑا ہے موقع ہی ایسا ہے یہ کہکے رونے لگی ملکہ سہا پیرے
دردو کوشش گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ ہین وہ آدمی کا ہے کو ہے جا تو ہے جو دوسرے
کے کام نہ آئے اور افسوس اتنی بات کا ہے سنو اور تمہارا کام تو در اصل میرا
ہی کام ہے یہ نہ خیال کرنا کہ مین احسان کرتی ہون کیونکہ دیر مناسب نہین ہے طوفان
سبز پوش نے کہا کہ ہان ایسا نہ کرنا کہ جا کر پھر نہ آؤ اور مین امیدوار بنا کر یہین ٹہرا
رہا جاؤ تو مین زندہ در گور ہو جاؤن گی یہ کہکر لپٹ گئی اور رونے لگی سہا پیرے
دردو کوشش کا دل بھر آیا اور رونے لگی کہا تم نہ گھبراؤ اگر زندہ ہون تو بہت جلد
تم سے آکر ملونگی یہ کہکر ملکہ طوفان سبز پوش سے رخصت ہوکر جانب شہر روانہ ہوئی وہان دوسرا لباس
بدلا اور صورت تبدیل کر دی اور پتا لگا کہ معلوم ہوا ملکہ کہین آفت مین پھنس گئی ہوا یہی تک نہین
آئی اگر مین خود جاتا ہون تو یہان گھوڑون کی نگہبانی کون کرے شاید
لشکر فیروزی کیون کی خبر درست ہو اور خبر دہی کیونکر یہان اور سواری کہان
غرضکہ یہ سوچکر گیا یہ سوچ رہا تھا کہ ملکہ سہا پیرے دردو کوشش بہیت اصلی
کو دیکھا دو ڑ کر پاؤن پر گر پڑا اپنے مالک کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ملکہ مین تو
بہت پریشان تھا کہ آپ نے بہت دیر کی کیا کیفیت گذری ملکہ سہا پیرے نے
سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ملکہ طوفان سبز پوش و ساحراؤن کے پنجے سے
نکل گئی اگر وہ دونون قتل ہون تو کام ہوجائے اس نے کہا کہ وہ کسی مقام پر نہین سہا پیرے
دردو کوشش نے کہا کہ فلان کوہ پر سا منے نظر آتا ہے لیکن یہان سے کئی کوس پر
واقع ہے وہ کہین مقیم ہونگی اس نے کہا کہ اچھا مین جاتا ہون مگر آپ کو یہان تنہا کیونکر
چھوڑ جاؤن سہا پیرے دردو کوشش نے کہا کہ میرا خیال نہ کرو اگر تمہین دیر ہوگی تو مین
طوفان سبز پوش کے پاس چلی جاؤنگی غرض عیار نے کہا کہ بہت مناسب ہے اور
ملکہ سے رخصت ہو کر جانب کوہ روانہ ہوا جب یہ دور نکل گیا تو ملکہ نے گھوڑون
کو وہین چھوڑ کر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ رہی اور خود بھی تھکی تھی
اپنے عیار کی راہ دیکھنے لگی یہان تک کہ جب عیار کوہ پر پہنچنے لگا تو ملکہ زہرہ
ایک غار مین چھپ کر بیٹھ رہی لیکن اون جادوگرنیون کا حال سنئیے کہ یہ دونون
بہنین تھین نام ایک کا فتنہ جادو اور دوسری کا عیار جادو ہے یہ بالاتے
کوہ بیٹھی ہوئی تھین وقت بیخوابی مین دن ڈہل چکا تھا شام قریب تھی کہ ایک
نے دوسری سے کہا کہ جنگل ہوا ایسا سنسان ہے کہ جہان بولتے انسان بھی نہین
کیا کہین اتو بہت ہی گھبراتا ہے کسی سے دل بہلا ئین اوسنے جواب دیا کہ بہن
تم سے سنو مین تو یہان سے جاتی ہون اور تم اسی جگہ قیام کرو ایک آدمی ادھر ادھر
آوے مسافر کہین کا آتا جاتا ہوگا اوسے اوٹھا لاؤنگی اپنا اپنا دل خوش کر لینگے
یا چھوڑ دینگے یا ذبح کر کے بھون کھائینگے کل پھر دیکھا جائیگا تم نے تو خود اپنے کو
قید ہی بنا رکھا ہے بھلا دو دو آدمیون کا کیا کام ہے ہم مین تم مین سے ایک کام
کی حفاظت کرسکتا ہے اوسنے کہا کہ ہان تم تو لے بھو ت جادو کا بھول

کہیں کہ اوسنے کہدیا تھا کہ تم دونوں کبھی وقت علیحدہ ہونا ورنہ تک ایجاؤ گی اوسنے جواب
دیا کہ یہ اوسنے اسوجہ سے کہدیا تھا کہ ہم لوگ ملکہ کیطرف سے غفلت نہ کریں یہی
ہوا اور کوئی بات نہیں ہے غرضکہ عشرت بہادر وہاں سے پرواز پیدا کیے اور ساقی کر
ایک جانب روانہ ہوئی یہ تمام باتیں عیار ستمگر دیانے سنیں کہ یہ ایک پیڑ کے
آڑ میں بیٹھا ہوا تھا پس اسنے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور ایک
خوبصورت نوجوان کی شکل بنکر گھبرایا ہوا بالاسے کو وہ پہونچا اور عشرت بہادر
سے پوچھنے لگا کہ آپ نے ہمارے بھائی کو تو نہیں دیکھا وہ میرے ساتھ تھا ابھی
ابھی کہیں غائب ہو گیا عشرت بہادر نے جو اوسکو گھبرایا ہوا دیکھا اور نظر اسکے

[illegible]

کمرہ اس نوجوان کے آگے بڑھا دیا اسنے بھی لیلیں [illegible]
[illegible] منع کر دیا تھا کہ تم خود کبھی نہ پینا [illegible] عشرت بہادر [illegible]
[illegible] انکار کیا عشرت بہادر [illegible]
[illegible] اس نوجوان [illegible]

اسکے پیچھے چلی بس اوٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوپر دھڑام سے گری
بس اسکا گرنا تھا کہ مہتر صمد نے پلٹ کر زبان کھینچ کے گلہ سے زن کردیا اور آپ
اسکی صورت بنکر بیٹھا ثمرات جادو کو ایک مرد کی صورت بنا کر سامنے اپنے بٹھا لیا اور
منتظر ثمرات جادو کا ہوا تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ ہوا چلی اور ثمرات جادو مثل پرند
کے اوڑتی ہوئی آئی اور ایک انسان کے گریبان مین پنجہ ڈالے ہوئے وہ بیچارہ لٹکتا ہوا
بالا سے کوہ پہونچکر کہا لو بہن مین تو ایک مونڈی کاٹے کو پکڑ لائی ثمرات نقلی نے کہا
مین نے بھی ایک مردوے کو گرفتار کیا دیکھین کسکا اچھا ہے ثمرات جادو قریب آئی
اور دلمین خوش ہوئی کہ اب مطلب دل اچھی طرح سے پورا ہوگیا مگر وہ ایک انار
اور دو بیمار کا مضمون تھا نہ میرا دل بھرتا نہ اسکی طبیعت سیر ہوتی وہی مثل ہوجاتی
کہ ہم بھی اپنی جان کھوتی کہا نے دونون کو سو اوٹھا جلدی سے قریب آئی دیکھا کہ
یہ ہمان کیونکر آگیا ثمرات جادو نے کہا خداوند سامری نے اسکو بھیجا ان
بھیجدیا ثمرات جادو نے کہا دیکھو یہ صورت مین اچھا ہے ثمرات جادو نے کہا
ہاتھ پاؤن میرے سے درست ہین پلنگ کے کام کا یہی سچا ہے ثمرات جادو
نے کہا چلو اپنے اپنے پسند کا ہے آپس مین جھگڑے کی کوئی ضرورت نہین یہ ہوا
جب آیا ہے بیٹا ہوا ہے اور ثمرات جادو جسے لائی تھی وہ بیچارہ
ایک دہقانی تھا کھیت جوت کر اپنے گھر جاتا تھا کہ یہ لکا نا گرفتار کرلائی پہونچکر
اوسکو لا لائی چونکہ یہ بہت ہی گھبرایا ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا تو مثل مردے کے پڑا ہوا تھا ثمرات
ثمرات نقلی نے کہا کہ تم تھکے ہوئے آئی ہو ایک آدھا جام شراب کا پیو کہ سب ماندگی
ہوجائے ایک جام لبریز کرکے ثمرات جادو کو دیا اسنے جام پیا اور مانگا ثمرات جادو نے
کہا کہ بس اب نہین وہ بھی شراب اب کم رہی ہے اور ساری رات گذارنا ہے
ثمرات نے کہا کہ تم سا ہوا بی کہین اگر تمھین جا کر کہین سے لا دو اسنے کہا مین تو بیاہی تھکی
ہون اب [illegible] ثمرات جادو نے کہا مین ابھی تھکی چلی آئی ہون ذرا
[illegible] آئی ثمرات نے کہا تجھے کیا غرض ہے تو تھکی تو اپنے یار کے ساتھ تھکی
[illegible] اسلئے تھکی ہے تو مین ہی واسطے شراب لاؤن یا تیری نوکر ہون ثمرات جادو
نے کہا مین تو [illegible] آدھی شراب اور تو بھی جا سکتی ہو اگر ثمرات جادو نے دیکھا کہ
[illegible] ہے اور تو دلی لبریز شیشہ شراب کا ہاتھ مین لیکر چلی اور ثمرات جادو
اوسکا دھڑ [illegible] ابھی اوٹھنا تھا کہ ثمرات نے جھٹ سے چھینک ماری اور بیہوش ہوکر دھم سے گری
[illegible] پلٹ کر [illegible] کیا اور دونون کو ہاتھ پیر سے ڈھیل دیا کہ [illegible] زمین
[illegible] گئے [illegible] دونون کے جوڑ ہوگئے [illegible] اندھی [illegible]
اور [illegible] بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من ثمرات جادو [illegible] ثمرات جادو کو دیکھ
[illegible] مطلب خود [illegible] دونون کے [illegible] اوڑا کر چلے گئے
اور [illegible] ہوئی تو مہتر صمد نے اوس دہقانی کو ہوشیار کیا وہ گھبرایا کہ یہ مین کہان
آگیا مہتر صمد نے کہا کہ تجھے ساحرہ اوٹھا لائی تھی اوسے مین نے مار ڈالا اور تجھے

اور

اور اسکی تنبیہ سے نجات دی یہ بیچارہ قدمون پر گر پڑا کہ تم انسان ہو مہتر صمد نے کہا کہ ہم انسان
نہین ہین بندۂ خدا ہین چل تجھے اسٹیشن اونکی دکھا دین یہ کہکر اوسے ساتھ لیتے ہوئے کوہ سے
اوترا اور اسٹیشن اون جادوگرنیون کے دکھا دین ایسی مہیب صورتین تھین کہ وہ ڈر گیا
کہ یہ کونسی بلائین تھین رنگ سیاہ دانت منھ مین نہین جھریان تمام جسم پر پڑی ہوئین [illegible]
معلوم ہوتی تھین الغرض اوس دہقانی کو ساتھ لیتے ہوئے ملکہ کی تلاش مین چلے دیکھا
کہ ملکہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی ہے مہتر صمد نے پوچھا کہ آپ
کیون بیٹھی ہین سحابیہ مروارید گوش نے کہا کہ مین بھی کمبخت ہاتھ سے گئی وہ جادو
گرنیان مجھکو پہچان گئین مہتر صمد نے کہا کہ حضور کے اقبال سے مین نے دونون کو مار ڈالا ہے اور
لاشین اونکی پہاڑ کے نیچے پڑی ہوئی ہین اب ملکہ نے کہا کہ طوفان سبزپوش کو
لانا چاہیے مہتر صمد نے کہا کہ کہین مین جاؤن کہا نہین تم چلکر ایک گھوڑے کی اور فکر
کرو مین اوسکو خود لاتی ہون مہتر صمد نے کہا کہ گھوڑا ملنا تو اس صحرا مین دشوار ہے
مگر شہر دیکھا جاتا کوئی تدبیر ہو جائیگی یہ کہہ کے مہتر صمد تو اسطرف چلا اور یہ ملکہ بارگاہ
طوفان سبزپوش کی جانب روانہ ہوئی جسوقت قریب بارگاہ پہونچی پشت قنات
ذراسی چاک کرکے جھانکا دیکھا تو ملکہ طوفان لعل پوش تنہا بیٹھی رو رہی ہے اور
دعائین مانگ رہی ہے کہ خداوندا ملکہ سحابیہ مروارید گوش کی حفاظت کرنا اور جلد اوس سے
ملانا کہ وہ بیچاری بیکس پھر رہی ہے یہ دیکھکر سحابیہ مروارید گوش نے تھوڑے سے اتنی قنات
چاک کردی کہ ایک آدمی نکل جا سکے اور اندر خیمہ کے داخل ہوئی پہلے تو طوفان سبزپوش
جھجکی پھر سحابیہ مروارید گوش کو پہچان کر کہا کہ بہن تم نے تو ڈرا دیا سحابیہ
مروارید گوش نے کہا کہ بس نکل چلو ایسے مین سناٹا ہے شام قریب ہے طوفان
سبزپوش نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہے جب مین سونے کے واسطے یہان سے اپنے
خوابگاہ مین چلونگی اوسوقت سب ملازم سو جائینگی علاوہ اسکے ان جادوگرنیون کے آنیکا یہی وقت
ہے ملکہ سحابیہ مروارید گوش نے کہا کہ اطمینان رکھو اب کوئی نہین آئیگا وہ دونون مار ڈالی
گئین مہتر صمد نے اونکا کام اون دونون کا تمام کیا ہے طوفان سبزپوش یہ سنتے خوش ہوئی
اور سحابیہ پاس بیٹھکر مفصل حال سنا اور کہا کہ اب خدا نے مجھکو چھڑایا ہے یہ کہکر خیمہ سے باہر نکلی
اور کہا کہ ابھی مین جاتی ہون یہ کہکر خیمہ سے باہر نکلی اور کہا کہ آج شب کو تنہا بیٹھکر کچھ
پڑھونگی خبردار کوئی خیمہ مین نہ آئے کنیزون نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو کوئی ہو
قریب بھی خیمہ کے آئے طوفان سبزپوش وہان سے پلٹ کر اندر خیمہ کے آئی اور
سحابیہ مروارید گوش سے کہا کہ چلو مین تمہارے ساتھ ہون سحابیہ بانو نے طوفان
پوش کو ہمراہ لیا اور اوسی چاک ہوئی قنات سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئین یہ
شاہزادیان کبھی پیدل اور تنہا کاہے کو چلی تھین صحرا سے ہو کر سناٹا یہ کم کم
پار ہوا جاتا تھا دل تھر تھرایا جاتا تھا پاؤن ڈگمگاتے کہین نہین پڑتا کسی جگہ رہتا
کسی مقام پر اوجھلکر گر پڑتی تھین اور پلٹ پلٹ کر دیکھتی جاتی تھین کہ کوئی آتا تو
نہین ہے ہر چند کہ جسوقت شام ہو گئی تھی تو مہتر صمد گھوڑے لیکر

طوفان سبز پوش بہت قریب آگیا تھا لیکن ان دونوں شاہزادیوں کو اوٹھانا راستے طے کرنا بہت دشوار ہوگیا تھا علی الخصوص ملکہ طوفان سبز پوش کو پیدل چلنے کی عادت بھی نہ تھی اور ایک نازک اندام عورت تھی جلد اوس کے دو راہ سے تھک گئی اور ایک وقت کے پیچھے مہتر صمد کو دیا گھوڑے سے لئے دکھائی دیا یہاں صمد کو [illegible] سے اوس وقت ہی سے کہا تھا کہ اگر کوئی مرکب کہیں سے مل سکے تو لاؤ اوسنے اس [illegible] میں کہ اسکی بدولت جان بھی اور رہائی ہوئی ہے ایک گاؤں میں جاکر ایک مرکب چرا کر لا دیا تھا کہ یہ دہقان بہت بڑا [illegible] تھا [illegible] دہقان [illegible] ہوکر اپنے مکان کو روانہ ہوگیا مہتر صمد نے اوس گھوڑے کو اپنی [illegible] تجویز کیا تھا کہ یہ گھوڑا اسکی [illegible] لیکن اس سے کام نکال لو تھا [illegible] اپنی شاہزادی کو وہ کہا گھوڑے سے لیکر آگے بڑھا اور اسکا [illegible] طوفان سبز پوش کو [illegible] پر سوار کیا اور آپ اوس [illegible] اسپ [illegible] چونکہ وہ بس [illegible] کی شاہزادیاں اکثر گھوڑوں پر سوار [illegible] سواری ہوا تھی [illegible] اس سے پہلا طوفان سبز پوش کا [illegible] دشواری ہوئی اصل ان سے گھوڑوں کی باگ لی [illegible] ان شاہزادیوں سے لباس مردانہ پہلے سے پہن لئے تھے اور [illegible] ڈال لی تھیں [illegible] کو راہ میں چھوڑ دیئے لیکن یہ حال اسد ثانی کا سنئے کہ یہ بیچارہ درد فرقت سے بستر غم پر انتظار یار جانی میں تڑپ رہا تھا [illegible] ملکہ طوفان سبز پوش کے پیش نظر ہے اور زبان پر یہ الفاظ جاری ہیں کہ [illegible] سلام پہونچا [illegible] اگر تو نے فراموشی اختیار کی ہے تو [illegible] اوٹھانا پڑیگا۔

کہتا ہوں [illegible] میں تو بیمار [illegible]

لیکن اسکا جواب تو یہ ملکہ طوفان سبز پوش [illegible] اسد فضل و الطاف [illegible] ورنہ اسکا جنون محبت ایک جگہ [illegible] انسان کو مجبور کردیتی ہے۔

[illegible] ہوا کبھی [illegible]

[illegible] میں اسکو نیند روز گذر گئے اور [illegible] کیفیت [illegible] مزاج پوچھ جاتی [illegible] اسد ثانی [illegible] گئے ہے۔

[illegible] جدائی میں ہو گئے [illegible]

[illegible] پانی [illegible]

وہ [illegible] خواب [illegible] دوچار [illegible]

اگر اسنے اپنی جان دیدی تو کیا ہوگا یہ جانا کہ اور کسی کو [illegible] لوٹ دینگے لیکن ملکہ کو کیا جواب دینگے کیونکہ [illegible] عشق مین ایسی [illegible] سے جان کو [illegible] ہی سمجھتا ہے اور کا پاس [illegible] معلوم ہوجاتا کہ معشوق اوسکا مرگیا تو معلوم دیوانی ہوجاتی [illegible] کیا انجام ہوتا ہے اسوقت ملکہ کی فکر ہے کہ خدا اوسکی جان بچا [illegible] اگر [illegible] باغ سلطانیہ [illegible] اگر اوسنے خودکشی کی تو سبب ضرور دریافت کیا جائیگا [illegible] معلوم ہوتی کوئی [illegible] اسکی [illegible] باغ [illegible] اندیشونکا سامنا ہوتا لیکن اسد ثانی [illegible] طوفان سبزپوش کی کلے مین حمائل کی اور باغ [illegible] گھوڑے سے آ [illegible] دیکھ لیکن [illegible] اسد ثانی نے نہ پہچانا اور یہ اوسی مجنونانہ حالت سے اشعار [illegible]

جہان سے حسرت دیدار [illegible]	اپنے سے داغ فراق بہار لیکے چلے

ملکہ سجا بیہ دردگوش نے جو دیکھا کہ اسد ثانی باغ سے نکلکر [illegible] جاتا ہے اور آواز اسکی پہچانی اور مضمون شعر سے آگاہ ہوئی اسنے دوسرا شعر پڑھا ؎

در [illegible]	[illegible] زندہ بیان [illegible]

یہ آواز سنکر اسد ثانی [illegible] کی طرف متوجہ ہوا [illegible] پہچانی ہوئی ہے اور گوش گزار ہوچکی ہے اور مضمون شعر پر بھی غور کرکے [illegible] شاید اسنے محبوب کو اپنے مکان [illegible] ہوگا [illegible] محبوب [illegible] اسقدر [illegible] شعر پڑھا تو یہن کیا بقول [illegible]

مبارک ہو [illegible]	ہم اپنی حسرت [illegible] کے سبب [illegible]

یہ شعر پڑھکر آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دوسرے [illegible] آواز دی ؎

وفا [illegible]	[illegible] مہربان [illegible] ہے کہ [illegible] کل نہ آئے

اس آواز اور اس [illegible] اسد ثانی [illegible] ان نقابدارون کیطرف پلٹ پڑا اور اب نقابدار [illegible] راہ طے کرکے قریب آگئے یہ شعر ملکہ طوفان سبزپوش کی زبان پر جاری ہوا تھا [illegible] شاہزادیان آگے آگے گھوڑون پر تھین اور پیچھے پیچھے اسکے [illegible] اسد ثانی [illegible] گھوڑون سے اوترے اور نظر اسد کی [illegible] تو سمجھا کہ نقابدار ملکہ سجا بیہ دردگوش ہے اور وہ سجا بیہ بانو نے نقاب [illegible] اور طوفان سبزپوش سے اشارہ کیا کہ تم ابھی نقاب [illegible] اسد ثانی نے سجا بیہ دردگوش کو دیکھکر [illegible] کہ اسے ملکہ [illegible] اتنا تو ضرور ہون کہ تمہاری بدولت تصویر اوس [illegible] کی ملکی ہر چند کہ یہی بات کا جواب نہین دیتی اور [illegible] نہین [illegible] مگر [illegible] تو نہین تری تصویر ہی سہی + مگر [illegible] اس [illegible]

شکایت ضرور ہے کہ تم مجھے دہوکا دیکر چلی گئیں تمہارا انتظار کرتے کرتے آخرکار عاجز ہوکر اسوقت میں باغ سے نکلا تھا کہ کیا خبر لاتا ہوں ملکہ سحا بیہ نے کہا کہ باغ میں چلو تو بہتر ہے سب آرزو تمہاری پوری کریگا اسد ثانی نے کہا اب میں باغ میں نہ جاؤنگا تم لوگوں نے میرا ستانا میں مجبور کرکے حال تمہارا معلوم ہوگیا اب سحابیہ فرود گوش تو یہ چاہتی ہے کہ باغ میں چل لے تو میں طوفان سبزپوش کو دکھاؤں ایسا نہو کہ ہم دونوں وارفتگان شیدا کی وہان سے شہرت ہوجائیں اور آئندہ وہ دونوں تماشا ظاہر کریں تو باعث رسوائی دنیا کی دونوں کے واسطے ہے بقول شاعر

آواب عاشقی کا رہے پاس اُنہوں		حالت نہ وہ بنا کہ تماشا کہیں جسے

پاؤں سے گھٹنے لپٹے

ر ا نہ ہوسکی گا پچھو وا حد یہ ہو وا ہی جو فرض		ایک بھی ہوگا اگر دونوں کی رسوائی ہوگی

لیکن اسد ثانی کو یقین نہیں آتا ہے چنانچہ دیکھ رہا ہے کہ ایک اور یہ ہی نقابدار بیٹھی ہے مگر اسکے دلکو تامید لون نے ایسا پژمردہ کردیا ہے کہ خیال اسطرف نہیں جاتا کہ یہ دوسرا نقابدار کیون نقاب چہرہ کی نہیں اوٹھاتا شاید یہ طوفان سبزپوش ہو عجب دیکھا سحا فرود گوش نے کہ یہ کسیطرح یقین نہیں جانتا تو سحابیہ فرود گوش نے طوفان سبزپوش سے اشارہ کیا کہ نقاب اوٹھاؤ مگر یہان نہ ٹھہرنا اور باغ ہی کے اندر جاکر دم لینا طوفان سبزپوش سحابیہ کا تو کوا پنا محسن سمجھکر اسی کے کہنے کی پابندی کرتی ہو بس اسنے بند نقاب کھولا اور نقاب چہرہ سے اوٹھاتے نقاب کا اوٹھنا تھا کہ آفتاب حسن برج ابر سے نمودار ہوگیا کہ بجلی اسکے چہرہ کی زمین پڑی اور فردون کو جمکا دیا نظر جو اسد ثانی کی اسکے چہرہ زیبا و منور پر پڑی بے اختیار چاہا کہ دوڑ کر لپٹ جاؤن مگر رعب حسن نے آگے نہ بڑھنے دیا اور دیر طوفان سبزپوش نے جسوقت سے اسد کو دیکھا ہے اسکی بیتابی بھی افزون ہوگئی ہے بقول صاحب مصرعہ

ہم اسے دل وہم اظہار وفا کیون کرتے		جان ہی جاتی ہے الفت میں حیا کیون کرتے

ہرچند کہ صبر و شکیبائی رخصت طالب ہیں اور ضبط بھی ساتھ دینے کا وعدہ نہیں کرتا مگر حجاب و ناز معشوقانہ بیجا اسرار ہونیکی اجازت بھی نہیں دیتا یہ عجیب کشمکش کی حالت میں ہے مگر سنبھالنے والی تو ملکہ سحابیہ فرود گوش موجود تہی اوسکی اشارہ کے ساتھ ہی ملکہ طوفان سبزپوش جانب باغ روانہ ہوئے اور اسد ثانی بیتاب ہوکر یہ اشعار پڑھتا ہوا پیچھے چلا

ذرا اتنا تو ٹھہرو کہ ہم کیونکر تڑپتے ہیں		جھلک دکھلا کے منہ پھیرے چلے جاتے ہو کہاں

کلیجا کوئی تھام کر رہ گیا		اودہر جانے والے اودہر دیکھ لیا

اسد آگے آگے تو ملکہ طوفان سبزپوش اور سحابیہ فرود گوش ہیں اسکے پیچھے پیچھے اسد ثانی مثل ماہی بیتاب بیقرار چلا جاتا ہے یہانتک کہ ملکہ باغ میں پہونچکی اور اسد ثانی بھی داخل باغ ہوا اثنا دونون کی نظر جو ملکہ پر پڑی دوڑ کر باتن

ہاری آگئی لیکن دیکھا کہ ملکہ کے ساتھ ایک ماہ پیکر حسن و جمال ہے کہ حسن عالم افروز کا
ملکہ سحابیہ کے حسن کو شرمندہ کرتا ہے ملکہ نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ تم سب چلی جاؤ جب
ہم طلب کریں اوسوقت آنا سب کی سب چلی گئیں ملکہ طوفان سبز پوش کو لیتے ہوے
داخل قصر ہوئی یہاں سب سامان عیش و راحت مہیا تھا مسند جواہر نگار بچھی ہوئی
تھی ملکہ طوفان سبز پوش کو سحابیہ بانو نے مسند پر بٹھایا اور کہا کہ میں تھوڑی
دیر میں آتی ہوں یہ کہکر آپ اوس دوسرے مقام پر جاکر اپنی کنیزوں سمیت مقیم ہوئی اور
ایک آدمی خواص کو پہرا سے کہدیا کہ طوفان سبز پوش یہاں چھوڑ دیا اور سمجھا دیا کہ
جبتک تمہیں کوئی بلا سکے نہ سامنے نہ جانا پوشیدہ طور پر موجود رہنا یہاں ملکہ طوفان
سبز پوش مسند پر بیٹھی تھی کہ اسد ثانی مثل پروانے کے اوس شمع بزم خوبی کے
پاس آکر پہونچا اور کہا کہ نہیں اب نقاب چہرہ زیبا سے ہٹاؤ زیادہ نہ ترساؤ ملکہ طوفان
سبز پوش سے بہ تاب نہ ہوسکی نقاب چہرہ سے دور کردی اسد ثانی ملکہ سے لپٹ
گیا اور دونوں عاشق و معشوق اسقدر روئے کہ بیہوش ہوگئے جب بعد کچھ دیر کے
ہوش آیا تو اپنی اپنی سرگذشت بیان کی جسوقت یہ بیہوش ہوئے تھے تو ملکہ سحابیہ
در روش کو اوس کی کنیزوں نے اطلاع کی تھی اوسنے آکر ہوشیار کیا تھا اب
یہ بھی موجود تھی اسد ثانی نے کہا کہ میں خوبی قسمت سے اس ملک میں پہونچا اور
اس شاہزادی نے میرے حال پر رحم کیا کہ میری جان بچالی اور تم سے ملادیا ورنہ چراغ
سحری ہورہا تھا تپ فرقت نے ہڈیاں سوختہ کردی تھیں ملکہ طوفان سبز پوش
نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ ہمارے تمہارے دونوں کی محسن ہیں ورنہ یہ امر دوسری عورت
سے ناممکن تھا کہ جس سے خود محبت ہوا اوسکے واسطے دوسری عورت کو تلاش کرکے
اوس سے ملا دے نہیں معلوم یہ کس دل گردہ کی آدمی ہیں اب ہمارا تمہارا فرض یہی
ہے کہ انکے احسان کو فراموش نہ کریں تمہیں چاہیے کہ پہلے انسے عقد کرو اسکے بعد
مجھ سے سحابیہ بانو نے کہا یہ ہرگز نہوگا میں اب دونوں کی شادی کا انتظام کرونگی
اسد ثانی خاموش بیٹھے ہیں اب انکو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور

چند کلمے واسطان ہوت آئینہ پرست کے بیان کئے جاتے ہیں

کہ جس وقت اسنے انتظام ملک سے فرصت پائی تو اوسکو انتظار میں بیٹھا تھا کہ ملکہ بھی آلے
تو آگے روانہ ہوں اور کسی اور ملک کو قبضہ میں لاؤں جو لوگ ملکہ کو اطلاع کرنے
فائدہ چلے تھے وہ راہ ہی میں تھے کہ دیکھا کچھ عورتیں روتی پیٹتی چلی آتی ہیں اوس ساحر نے
اونسے پوچھا کہ تمپر کیا گذری جو اسطرح رو رہی ہو اونھوں نے بیان کیا کہ شہر کو ملکہ
چھوڑ کر غائب ہوگئیں اور دو جادوگر نیان جو اونکی حفاظت کیواسطے معین تھیں وہ
دونوں کوہ کے نیچے مری پڑی ہیں اب یہ فرستادہ ہوت آئینہ پرست
اون سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے ہوت آئینہ پرست کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا ہوت
آئینہ پرست نے بہت جادو کیطرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا ہوا بہت جادو نے کہا کہ

تمہاری لڑکی کچھ دنوں سے اسی حالت میں تھی کہ اگر سخت حفاظت اوسکی نہ کی گئی ہوتی تو وہ کب کی
نکل جاتی معلوم ہوتا ہے کوئی ذات شریف اوس تک پہونچ گئے جنہوں نے جادوگرنیوں کو
بھی مارا اور وہ انھیں کے ساتھ نکل گئی اوسکے چہرے سے آثار عشق و محبت ظاہر تھے
یہ سنکر حوت آئینہ پرست کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ اسے مہوت جادو جلد اوسے
گرفتار کر لاؤ ورنہ میں اپنی جان دیدونگا مہوت جادو نے کہا کہ میں ابھی گرفتار کئے لاتی
ہوں یہ کہکر اسنے سحر غائب کیا اور نظروں سے پوشیدہ ہو کر روانہ ہوئی پہلے ایک صحرا
میں ٹھہر کر اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اوس سے پوچھا کہ نیلوفان
سبز پوش کہاں گئی اور اسوقت کس مقام پر ہے اوس نے بیان کیا کہ وہ ایک خوبرو سے
پر عاشق ہے اور ایک صحرا میں قصر کوشک کے باغ میں اپنے معشوق کے ساتھ
پلنگ پر بیٹھی ہوئی ہے بلکہ سوئی ہے یہ سنتا تھا کہ فوراً مہوت جادو وہاں سے
جانب باغ صحرا یہ روانہ ہوئی یہاں شب کا وقت تھا دونوں عاشق و معشوق لذت
شب بیداری اوٹھاتے اوٹھاتے سو گئے تھے نظر سوئے اسپ بلند تھی کہ ایک مرتبہ مہوت
جادو آ پہونچی اور ان دونوں کو ایک جادو کا اسم سحر پڑھا کہ یہ دونوں اور غافل
ہو گئے تب اوسنے دستک دی کہ چار پتلیاں ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آئیں اونسے
کہا کہ اس پلنگ کو اوٹھا کر جانب شہر لے چلو اور میں تمہارے ساتھ ہوں
اون پتلیوں نے اوس مسہری کو کاندھوں پر لیا اور اوٹھا لے چلیں اور
اوڑکر بالا سے ہوا جانب شہر روانہ ہوئیں اور ملکہ مہوت جادو ساتھ
ساتھ چلی چشم زدن میں تمام راہ کو طے کر کے شہر میں پہونچ گئیں حوت آئینہ
پرست نے دربار ابھی تک برخاست نہیں کیا اور انتظار ملکہ مہوت جادو
میں بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ بجلی چمکی کہ آنکھیں بند ہو گئیں اور مہوت جادو مع
مسہری پہونچ گئی اب جو بند آنکھ کھلی ہے تو دیکھا حوت آئینہ پرست نے
کہ مہوت جادو پاس میرے بیٹھی ہے اور سامنے ایک مسہری رکھی ہے جسپر
نیلوفان سبز پوش ایک جوان حسین کے گلے میں باہیں ڈالے ہوئے بیخبر
سوتی ہے دیکھتے ہی اسکو اسقدر غیرت آئی کہ اپنے قدر خود کشی کیا
چاہتا تھا سنگدل جادو ایسا اسکے بیٹھا ہوا تھا اسنے ہاتھ حوت آئینہ پرست کا پکڑ لیا
اور کہا کہ اپنی جان دینے سے کیا فائدہ غیرت کا داغ بدنامی نہیں دور ہو سکتا بہتر یہ
کہ ان دونوں کو سزا اسکی موت دیجئے کہ یہ نہ زندہ رہیں نہ کوئی جھگڑا باقی رہیگا اگر
آپنے اپنی جان دیدی تو اونکا کیا نقصان ہوگا وہ زندگی عیش سے بسر کرینگے زمانہ
آپکو یہ کہیگا کہ آپنے اپنی جان دیدی اور اس دختر شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو زندہ
چھوڑ دیا یہ سنکر حوت آئینہ پرست نے کہا کہ میں اس دختر کو بہت دوست
رکھتا تھا مگر یہ سمجھا تھا کہ یہ میری شہزادی کہیگی نام خاندان کا ڈبو دیگی مگر میں تمہاری
راے سے متفق ہوں یہ کہکر مہوت جادو کیطرف خطاب کر کے حکم دیا کہ جو ہم قتل
قتل اسکا ... اگر قتل ہوگی تو لاش کسی مقام پر دفن کر دیجائیگی

قبر بنی ہوئی جو کوئی دیکھیگا اور اوسکو معلوم ہوگا کہ یہ قبر طوفان سبز پوش کی ہی اوسے یہ بھی ضرور
ضرور معلوم ہوگی کہ یہ جرم بدکاری پر قتل کی گئی تھی داغ بدنامی سے یون بھی نہ بچ سکی
ہوتے مرنے کے بعد [illegible] نہ کبھی جنازہ اوٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا
[illegible] یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو کسی مقام پر لیجا کر اسطرح جلا دو کہ راکھ بھی
انکی باقی نہ رہے یہ معلوم ہو کہ کبھی یہ دونوں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے [illegible]
جادو نے [illegible] اور اوسیوقت وہ مسہری اوٹھ کر ایسا اڑا جیسے بجلی اور
غائب [illegible] جس مقام پر ملکہ سحابیہ دردکوش کے ساتھ جلائی گئی تھی اوسی
جگہ ایک [illegible] کھدوایا اور اوسمین آتش سحر روشن کی کہ جسکی [illegible]
رہین [illegible] کہ یہ سحر کی لڑکی طوفان سبز پوش
کا [illegible] تو ایسا اوس مسہری کو جسمین
[illegible] طوفان [illegible] اوسی میں پھینکوا دیا اور آپ وہان سے چلی آئی
[illegible] لیے پوچھا کہ دونوں کو جلا دیا
[illegible] کہا ہان جلا دیا لیکن یہ [illegible]
ہوگیا دل [illegible] آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے
کہ افسوس اے طوفان سبز پوش تو نے اپنی جوانی اور ہماری [illegible] دونوں کو [illegible]
آخر کار [illegible] چند روز اس مقام پر رہا اور بعد اوسکے کوچ کرکے ملک [illegible]
[illegible] اب اسکا حال [illegible] بیان کیا جاتا تھا۔ لیکن اب حال ملکہ سحابیہ
دردکوش کا [illegible] کیا جاتا ہے کہ یہ بوقت شب ان دونوں کو باغ میں چھوڑ کر
اپنی [illegible] آئی تھی کہ اب میں صبح کو آونگی ملکہ طوفان سبز پوش
نے [illegible] دیا تھا جسوقت صبح کو باغ میں آئی کہ حال دیکھیں کہ [illegible]
یہاں سب [illegible] کو روتے ہوئے پایا کہا ارے [illegible] نہیں تو تمہاری [illegible] ہوں کیوں
رو رہی ہو [illegible] ہوتا ہے کچھ [illegible] کی ہے [illegible] ہو میں نے [illegible] کردیا تھا
کہ میں رعایت کرتی ہوں دوسرا رعایت نہ کریگا [illegible] تم نے [illegible] اور
دونوں [illegible] دیکھا ہوگا جیسا کیا ویسی سزا پائی اب رونا کیا ہے
انہوں نے [illegible] ہم [illegible] تک ہم حاضر [illegible]
بارہ بجے کے [illegible] آئے ملکہ اور شہزادہ دونوں ایک ہی
پلنگ پر سوتے [illegible] صبح کو دیکھا تو کوئی نہیں نہ مسہری [illegible]
شہزادہ [illegible] سحابیہ دردکوش کا رنگ فق ہوگیا [illegible] کہا
ڈھونڈھ [illegible] کہیں باغ میں کسی طرف [illegible] کہا
کہ ہم نے ایک ایک گوشہ ڈھونڈھ مارا اب آپ ہی چلکر ڈھونڈھیے سحابیہ
دردکوش ہر طرف ڈھونڈھنے لگی [illegible] تلاش کیا کہیں نشان پا بھی نہ پایا [illegible]
کنیز نے کہا کہ وہ اپنے مطلب کے تھے [illegible] اوسکو لیکر نکل گئے
یہاں [illegible] کیا کرتے [illegible] ساتھ دینا تو دراصل [illegible] ہوا ہوگی

کہ ہماری چاہنے والی پریشان ہوگی پھر وہ کی ذات ہے اسمین وفا کہان اور عورت بھی
ہر ایک کی سادہ مزاج نہین ہے کہ اپنا شوق دوسرے کیے ہوالے کر دے وہ کیون
سوت اپنے سر پر رکھتی اگر آپ ہی کی وجہ سے وہ اوس شہریار سے نہ ملی ہوگی
تو اتنا بھی آپکا لحاظ نہ کرتی کہ آپ اوس سے بات نہین کرتے آپنے جیسا کیا ویسا پایا یہ پہلی کا
زمانہ نہین ہے یہ مثل مشہور ہے کہ کسی کا کچھ بدی یا اوسی عورت نے صلاح دی ہوگی
کہ بس اب چلو چلو وہ اپنے شہر چلے گئے ہونگے یا اوسی کے ساتھ اوسکے ملک کو روانہ
ہوگئے ہونگے شہزادہ یار کو یہ سنکر اور بھی غصہ آیا اور کہا کہ میرا مزا دیو تمہارے
منہ مین لگام نہین ہے جو چاہتی ہو بکتی ہو یہان اونکو تکلیف کیا تھی جو وہ اسطرح
بھاگ کر جاتے مجھے اون کی ٹھوکر مین کہا ہے بغیر اطلاع کیا آنا دیر ہی تعجب تو یہ
ہے کہ میری بھی نہین ہے اگر وہ چلے ہی جاتے تو کیا میری بھی سر پر اوٹھا لے جاتے
مجھے یقین نہین کہ وہ از خود چلے گئے ہونگے الغرض شہزادہ یار کئی دن تک
پریشان رہی کوڑے سے پوچھا گئی کہ وہ دونون کوس نکل جاتے تھی آخر کار اوسی
صدمہ مین اسنے بھی تبدیلی دیا اسکے سلطنت سے ہاتھ اوٹھا یا عیش و آرام
کو بالائے طاق رکھا اور فراق اوسکے ثانی و ملکہ طوفان سبز پوش مین جوگی بنکر
نکل کھڑی ہوئی اور سیدھی اوسی مقام پر پہونچی کہ جہان سے ملکہ کو لیکر لائی تھی
جسوقت اوس صحرا سے ہول مین پہونچی تو سنا اور دیکھا ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر رو رہی تھی اور عورت آہ و زاری کر رہی ہے کیا کہین پہنچی تھی اسیطرح
پھر لیکے ایک مقام پر دیکھا کہ کچھ عورتین ہین اور بیٹھی ہوئی رو رہی ہے
شہزادہ یار کو خیال ہوا کہ یہ معلوم کیجئے کیون غم مین ہین بلکہ ہمدردی کرنا چاہیئے اور
دریافت کرنا چاہیئے کہ انپر کیا مصیبت پڑی ہے جو اس درد سے رو رہی ہین
کہ کلیجا شق ہوا جاتا ہے جسوقت قریب پہونچی تو دیکھا فی الحقیقت ایک گروہ ہے
کہ وہ آنکھ سے ملول ہے شکل رہتے ہین اور چہار طرف کچھ عورتین بیٹھی ہوئی ہین
اون کو کچھ پرواہ نہین کہ رو رہی ہین کہ ہائے ملکہ طوفان سبز پوش کس ظالم اور
جلاد یا کیسے یہان پیدا ہوئی جس نے اتنے ستم پر ستم کیے اس بے دردی سے جلا کر
خاک کر دیا اب ہم تجھے کہان سے لائین بس یہ سنتا تھا کہ شہزادہ یار کا رنگ فق
ہوگیا جلدی سے قریب آئی دیکھا تو وہی عورتین ہین جو ملکہ کے پاس رہتی تھین
جوگن قریب اونکے گئی اور پوچھا کہ کیا ہوا تم سب رو رہی ہو اور بیان کرو
رہی ہو اون عورتون نے تمام کیفیت بیان کی کہ اسطرح سے مہوت جادو جاکر
اوٹھا لایا اور اس صحرا مین لاکر دونون کو رسی سے درخت مین باندھ دیا اس پر سنتے ہی ایک
شعلہ پیدا کا جسنے ملکہ سبز پوش کو جلا کر خاک کر دیا اور آمادہ ہر کہ کر دیا کہ بعد اسکے
شہریار کے زندگی ہیچ ہے بس کنارے اوس غار کے آکر کہا کہ افسوس
آپ دونون صاحب تو راہی جنت ہوئے اور مجکو یہان تنہا چھوڑ دیا اپنے
جانے سے آگاہ بھی نہ کیا کیون اے ملکہ طوفان سبز پوش شرط وفا یہی تھی تم تو

کہتی تھیں کہ اسے ہمارے ا ہمارا اقبال مدت تک ساتھ ہے اگرچہ چار دن بھی ساتھ نہ دیا خیر کیا یاد کروگی تو ہم بھی تمہارے ہی پاس آئے ہیں بعد تمہارے ہمکو بھی اس دنیا فانی میں رہنا منظور نہیں ہے یہان بھی تمہاری خدمتی تھے وہان بھی کنیزی کرینگے مگر ساتھ نہ چھوڑینگے یہ کہہ کے کچھ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیے اشعار ؎

جائے عبرت سرائے فانی ہے	مورد مرگ ناگہانی ہے
ہمہ دم جلسہ ہائے خوش الحان	پڑ گئے ہیں کل من علیہا فان
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے	نہ کبھی وہ پیادہ پا نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے	استخوان تک بھی اونکے خاک ہوئے
ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتا	نہ کسی جا ہے نل و دمن کا پتا
ہوئے الفت تمام پہلی سے	باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے
تاج میں جنکے ٹکتے تھے گوہر	ٹھوکرین کھاتے ہیں وہ کاسہ سر
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے	ایک فقط نام ہی نام باقی ہے

یہ اشعار اسطرح سے پڑھ رہی تھی کہ اوسکی آواز گویا کہ پڑھ رہی تھی کہ کسیکو برداشت نہ تھی نظر آتی اب رفت سے بیہوش تھی ہوش و حواس اسکے جاتے رہے تھے دیوانون کی سی کیفیت اسکی ہو گئی تھی وہ عورتین جو پہلے رو رہی تھیں سب پاؤن کی حالت دیکھکر رونا اپنا بھول گئیں کہ یہ کونسی درد سے ہو رہی تھی چاہنے والی آئی اسکو کبھی دیکھا بھی نہ تھا یا سبھی تھیں وہ سب کہ کچھ حال ہمارا بھی درد و اندوہ کا بیان کرتی ہے اپنے کو بھی اوسی غم میں گرا دیا اور اسکے شکم سے لپٹ گئے اس واقعہ جانگزا پر وہ عورتین نہایت پریشان ہوئین اور رو پیٹ کر جسطرف سے آئی تھیں اوسی جانب چلی گئیں اب یہ داستان اسی مقام پر چھوڑ کر

چند کلمے داستان شوکت نشان دربار تابش کے واقعہ شہر صولت اسد غازی کے شیر دل اور کے بیان کیے جاتے ہیں۔

کہ شیر بیشہ شجاعت اپنے اسد دلاور ملک ہندوستان سے بطرف گیلان روانہ ہوا تھا کوچ بکوچ منزل بمنزل آتے آتے ایک صحرا میں پہونچے کہ یہان سے گیلان ایک منزل رہ گیا تھا یہان پہونچکر شام ہو گئی تھی اسد غازی نے قیام کیا قزاقون نے کمل تان تان کر خیمون کا کام لیا اور اسد غازی کے واسطے ایک چھوٹا سا خیمہ برپا کر دیا شب بسر ہوئی صبح کو ضروریات صبح سے فراغ حاصل کرنے کے بعد اسد غازی نے قصد کوچ کیا تھا کہ گرشاسپ دلاور نے عرض کی کہ حضور یک لخت راہروی کرنے میں ہلاکت کا خوف ہے اسلیے کہ ابھی نہ وہ سن ہے نہ ایسی تکلیفین برداشت ہو سکین یہ کوئی شدید ضرورت باقی نہیں ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدھ روز اسی مقام پر قیام کیجیے بعد اوسکے بعد کسل راہ برطرف ہوے تو گیلان کیجانب کوچ فرمائیے اسد غازی نے کہا کہ محمد شاہ تجھے تو اسوقت تک وہی ولولہ باقی ہے جو اوس عمر مین تھا باقی اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو ٹھہر جاؤ دو ایک روز مین کسل برطرف کرکے چلا آئیو تو تکلیف کو ہمیشہ راحت سمجھا کیا ہون لشکر صاحبقران مین بہت کم رہا ہمیشہ جنگلون اور

پہاڑوں میں بسر کی اسوقت بھی انتہا یہ ہے کہ کیسے کیسے بادشاہ دنیا سے اوٹھ گئے اور اونکا یہی
چالیسواں حصہ ایسی عجائبات سہروردی کی وجہ سے نہیں کیا مگر خیر ایک اور دو زبان زیادہ نقصان
نہیں ہے اب ارادہ سفر ملتوی ہوا اور سب ایک جگہ جمع ہو کے دور سے چلنے لگا جو
آہو ... کیسے تھے اور سب کو آپ لگا کے گرم صحبت کم ہوئی باتیں انصار و فقر کی ہونے
لگیں اسی اثنا میں عمرو بن اسعد نے عبادی او بلیس بن ادریس کی [illegible] زیادہ تعریف
کی [illegible] ایسے عجائب بیان سوا الداد کے دوسرے عبادت [illegible] اندلس میں اندر
سے کہا اگر ... ہوں تو دیکھیے کہ کیسی کیسی عجائب بیان کرتا [illegible]
اظہار کا [illegible] فتح نہیں ہے جبتو قوت محل [illegible] کیا یہ کلیات قصر قاسم شیر دل
کو تاکو ارگذرے اور کہا کہ [illegible] کوئی [illegible] وقت آ [illegible]
ہو جاتی ہے اور بڑے بڑوں کے حواس جاتے رہتے ہیں ان خیالات کو دفع کرو اور یہی [illegible]
[illegible] ایک سو ... باتیں بتائی اور یہ دعا کرو کہ آگے بھی خدا آنحضرت [illegible] میں جیسی
جیسی نقصان پڑی ہیں اور او تکو ہم نے او ٹھایا ہے اگر دوسرا ہوتا تو زہر [illegible] اور گرفتار
ہو کر [illegible] کے ہاتھوں ایک قریب ... ہوتا اور بیس بن اندلس نے کہا کہ یہ سب
وجہ ... تھا جب تم شاگرد ہو کر ایسے کام کر گذرے ہو تو اوستادوں [illegible] اور
جو بادشاہ کا زوال ہوئی ہے وہ انسان کو [illegible] اسقدر [illegible]
نہیں [illegible] اسکا مانتا [illegible] قاسم شیر دل نے کہا کہ جو محنت کریگا وہ اوستاد
[illegible] واسطے خاندان کی ضرورت [illegible] ہو اور جسقدر محنت کریگا [illegible]
او تنا [illegible] اوستاد کو نہیں [illegible] اور شاگرد کیسے گذرے ہیں اگر [illegible] قاسم نے
پہلے اوستاد کی نسبت [illegible] کہا تھا لیکن اور بیس بن اندلس کو تاگوار گذرا اور کہا
[illegible] مشہور ہو کے
تم نے ایک [illegible] قلعہ فتح کیا [illegible] قاسم شیر دل او ٹھ کھڑا ہوا اور [illegible]
[illegible] کی کہ قلعہ کیلان کیا ہے [illegible] نے کہا [illegible] کیا آپ مجھے اجازت
دیں تو میں اس قلعہ کو فتح کروں [illegible] اجازت دی قاسم شیر دل سے
او بیس بن اندلس [illegible] سے روز قلعہ فتح ہو جائیگا
[illegible] جانب کیلان روانہ ہو جانے
چاہے قریب [illegible] شکل و شمائل تبدیل کرکے داخل
[illegible] غریب مفلوک [illegible] عجب حال
[illegible] راستوں میں پڑے
[illegible] اوڑھی ہوئی کمر سے ایک میلی
[illegible] ہاتھ میں پاؤں میں ایک لاہوری [illegible]
[illegible] چلا جاتا ہے
[illegible] جھک کر سلام
[illegible] جواب دیا کہ

آپکے مطلب کا ہون اوس نے پوچھا کہ پھر تیرے کس مطلب کا ہے کہا کہ مین ایک نامی حقہ
بردار کا بیٹا ہون اور خود بھی اس کام کو خوب جانتا ہون دارو غہ جہنڈی خانہ کو اسطرف
توجہ کمی کے ساتھ ہوئی کہا کہ اگر تو اس کام کو خوب جانتا ہے تو اس حال خراب سے
کیون ہے کہا کہ اس شہر مین کوئی میرا قدردان نہین ہے اسی سبب دیا کہ قدردان
تو بہت ہین لیکن اسکا ایک طولانی قصہ ہے آپکا دماغ پریشان ہوگا اہل کمال ہمیشہ
پریشان رہتے ہین اور زمانے نے اونکو پیسا ہے اگر آپکو یقین نہین ہے مین ایک
چلم بھر کر پلاتا ہون آپ نوش کرین معلوم ہوجائیگا کہ مین کیسا ہون قابل خدمت
روبرو سا کے ہون یا نہین ہون دارو غہ نے اوسکو اپنے ساتھ لیا اور اپنے جا کے
قیام پر آیا کہا بھر حقہ دیکھون تو کیسا کامل ہے اس مرد غریب صورت نے ایک حقہ
اوٹھا لیا اور اوسے تازہ کیا چلم بھرنے کے وقت اپنی جھولی سے تنباکو نکالکر اوسمین
رکھا اور آگ رکھکر تھوڑی دیر دم دیا اوسکے بعد سامنے دارو غہ کے حقہ لگا دیا اور
دارو غہ حقہ پینے لگا ایسا ہلکا ہلکا دھوان نکلنے لگا مگر دھوان بھی ٹھنڈا اور خوشبو بھی
ایسے اپنی عمر مین ایسا حقہ نہ پیا تھا نہایت خوش ہوا اور پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے عرض
کیا کہ غلام کو نتھے حقہ بردار کہتے ہین اور باپ میرا فہیم حقہ بردار تھا یقین تو ہے کہ
حضور نے نام سنا ہوگا دارو غہ نے متفق ہو کر کہا کہ ہان وہ بہت مشہور آدمی
تھا اور سنا ہے کہ عمدہ ساقی تھا اگر تو بھی کامل ہے اور سب کام مین ہے چلکر بھر حقہ پیوا
لے دیکھیں لگا ہے اور کہا کہ مین پہلا اونکا کیا دیکھا لیکن سکتا ہون پھر کچھ تھوڑا اسباب
خرید کر لیتا ہون اونکی کا الصدق ہیرو وہ عجیب کمال کے آدمی تھے زندگی کی ہوئی یقین ہے ہون
وہ قیاس سے باہر ہین ایک روز حاکم قلعہ نے کہا ہاں لے خوب ایسی کی کہ ایسا حقہ پلاؤ کہ جو اوسکو
بھوک معلوم ہونے لگے اونھون نے کہا بہت خوب اور حقہ بھر کر پیش کیا اونھین ایسی
بھوک معلوم ہوئی کہ سیر بھر کی روٹی سیر بھر کھا گئے اور کچھ سالن تالی تھوڑی دیر کے
بعد پھر پلایا کہ پھر لگا دن بھر مین سیر کھا گئے اور پھر بھوکے تھے کہ جی مین آگ
لگی ہوئی تھی کھانا اور پیٹ مین گیا اور بدن ہو گیا آخرکار اونھون نے کہا کہ ہم اس بھوک
سے باز آئے ایسا حقہ پلاؤ کہ بھوک باقی نہ رہے لیکن خداوند اونھون نے دوسرا
حقہ پلایا تو اوسی بھوک غائب ہوئی کہ اونھون نے تین دن کھانا نہ کھایا آخرکار اونھون نے
کہا کہ بیشک تم اپنے فن مین کامل ہو مگر ایسا پلاؤ کہ طبیعت اعتدال پر آجائے پھر والد
ماجد نے تیسرا حقہ پلایا تو بھوک معمولی وقت پر کھانا کھانے کا اور بھوک وقت کی لگی اور جسقدر کھاتے
کھانے لگے اوسیقدر کھایا والد کو بہت کچھ انعام و باخلعت عطا فرمایا مگر افسوس کہ زمانے کی
گردش نے مصیبت مین پہنسا کر اس نوبت کو پہنچا دیا کہ ہم تمھی کو ین کھانے کو ہو گئے
یہانتک آپتک آئے اور اس حال سے ہین کہ چار سے نوکر بھی ہم سے اچھے ہو گئے یہ
سنکر بیہوش ہونے لگا دارو غہ نے کہا کہ تجھ پر بادشاہ بھی مہربان تھا یہ تباہی کیون پڑی
اوسنے کہا حضور بادشاہون کی مہربانی کبھی بڑی ہوتی ہے جو بے سبب سے بڑھ جاتی ہے
اوسمین حسد ایسی پڑتی ہے جو تکلیف اور ہم پیشہ جلنے لگتے ہین اونھون نے یا دشمن

سے کہدیا کہ آپ کافر کے ہاتھ کا حقہ پیتے ہین بادشاہ نے حال مذہب کا دریافت کرکے والد
ماجد سے پوچھا کہ کیا تم لقا پرست ہو او نھون نے کہا کہ حضور ہان جو باپ دادا کا مذہب
تھا وہی ہے ہم ایسے لوگ تو ہین نہین کہ جیسا زمانہ دیکھین ویسا مذہب اختیار کرلین
بادشاہ خدا پرست تھا اوسنے پہلے بہت سمجھایا کہ تم مسلمان ہوجاؤ جب اوس
شخص کے باپ نے نہ مانا تو بادشاہ نے اوسکو قتل کیا گھر لوٹ لیا مان میری چھپ کر
بھاگ کھڑی ہوئی میرا سن کم تھا اوسنے یہان درہ کوہ مین آکر بودوباش اختیار
کی اور مجھے پرورش کرکے میرا آبائی کام مجھے تعلیم کیا جو کچھ اسباب ساتھ لیکر
نکل آئی تھی وہ اتنے دنون مین صرف ہوگیا اور فلاکت پڑنے لگی کہین صورت روزگار
ہی نہ نکلی آخر کار مین نکل کھڑا ہوا اور یہانتک پہونچا اب یہ فلاکت بغیر کسی
رئیس تک رسائی ہوئی دور نہین ہوسکتی اور رسائی رئیسن تک بغیر حالت درست
ہوئے محال ہے تو بس معلوم ہوگیا کہ تقدیر برگشتہ ہے اور اب اسی حال مین
بسر ہوگی مین نے یہ بھی ایک ڈھٹائی اور بے عقلی کی جو حضور کو سلام کیا لیکن
حضور بھی ایسے رحمدل نکلے کہ میرے حال پر مہربانی فرمائی اور تمکو اپنے ہمراہ
لے آئے ورنہ اکثر لوگون نے تو میری حالت دیکھکر مجھے کراہت کی اور دھتکار
دیا بھلا حال کون پوچھتا داروغہ کو اسکے حال پر رحم آیا اور کہا کہ تم اس
صحبت مین رہو ہم سب انتظام کئے دیتے ہین اور تمکو اپنے بادشاہ کی خدمت مین
لے چلینگے اوسکو حقہ کا نہایت شوق ہے ہر وقت حقہ منھ سے لگا رہتا ہے
یہانتک کہ سوتے سے جو نکلتا ہے تو حقہ مانگتا ہے یہان کسی کو ایسا عمدہ حقہ بھرنا نہین
آتا وہ یقینی تمکو شفاعت سرفرازی دیگا مگر ایسا ہی حقہ اوسکو بھی پلانا جیسا مجھے پلایا تھا
اسنے عرض کیا حضور اوس حقہ کی کیا حقیقت تھی ایسا حقہ بھرون کہ پینے والے دیکھا کئین
اسکے بعد داروغہ نے اپنے آدمی سے کہا کہ اسے نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہنا دو اور
ایک تھیلہ شالباف کا توسے وغیرہ رکھنے کے لیے اسکو دیدو جب یہ سب سامان
درست ہوگیا تو ایک بھاری دوشالہ اسکی کمر سے بندھوایا اور ایک کلاہ درباری
سر پر پہنائی اور ایک اشرفی ہاتھ مین دی کہ یہ نذر دینا پھر اسکو اپنے ہمراہ
لیکر داخل قلعہ ہوا اور اس حقہ بردار کو قمقام شیر زور کی خدمت مین پیش کیا
اسنے سلام کرکے نذر دی قمقام نے پوچھا کہ یہ کون ہے داروغہ نے عرض کی یہ ایسا
شخص ہے کہ اپنا نظیر نہین رکھتا حضور کا اقبال تھا کہ ایسا شخص آپکے شہر مین آگیا
آپکو حقہ کا نہایت شوق ہے اور یہ حقہ ایسا بھرتا ہے کہ اسکا مثل نہین ہے حضور ایک
حقہ اسکے ہاتھ کا بھرا ہوا نوش کرین تو یقین ہے کہ پھر کسی کے ہاتھ کا حقہ مزا نہ دے قمقام کو
اشتیاق ہوا کہا کہ اچھا اس سے کہو کہ پیچوان کی چلم بھر دے اسنے تسلیم کرکے چلم ہاتھ مین لی
اور عرض کی کہ حضور کس خوشبو کا حقہ پسند کرتے ہین قمقام نے کہا کہ حقہ کے خوشبو کا
تو کوئی خاص نام نہین ہے جسے مین بتاؤن اسنے کہا کہ خوشبو تو ہر شے مین
ہوتی ہے یہ کوئی کمال نہین ہوا اگر حکم ہو تو حقہ سے گلاب کی خوشبو

آتے کہتے بیلے کی مہک نکلے کہیں خس کی نکہت سے دماغ مین خنکی پہونچے اور اگر ارشاد
ہو تو مشک وعنبر کی خوشبو پیدا ہو جس خوشبو کی فرمایش ہو ویسا حقہ بھردون مقام شیر
زور کو نہایت تعجب ہوا کہ حقہ مین اور پھولون کی خوشبو پیدا ہو اسی سے سنا ورنہ ایسا دعوی
آجتک کسی نے نہ کیا مقام شیر زور نے کہا اچھا یہ جوان تو موتیے کی خوشبو کا بھردو اسکے بعد
اور کسی پھول کے خوشبو کا حقہ بھرنا نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بہت خوب اوسی وقت
چلم تیار کی صرف تو اپنی جھولی سے نکالکر بھاڑ دیا تھا اور آگ عجیب انداز سے رکھی تھی
کہ حقہ تکس رہے اور نہ بھڑکنے پائے جسوقت یہ چلم درست کرکے مقام کے سامنے
لگا چکا تو اور چلمین تیار کین جن لوگون کو مقام شیر زور کے سامنے حقہ ملتا تھا اونکے
سامنے پیش کر دین انھون نے دم لگایا اور اب تھوڑی دیر کے بعد طرح طرح کی خوشبوئین
آنے لگین اب ایک ایک دو دو کش سب نے حقہ پیا سب چلمین مختلف خوشبو کی تھین
اب جو دھوان ملتا ہے تو عجیب مجموعہ بنا تھا کہ سب مست ہو گئے اور تعریف کی
مقام شیر زور نے بہت بھاری خلعت دیا اور کہا کہ ہم نے تمکو بھنڈی خانہ
کا داروغہ مقرر کیا نسیم حقہ بردار نے خلعت تو لے لیا مگر داروغہ صاحب اپنے
دل مین نہایت پشیمان ہوئے کہ مین ناحق اسکو لایا خود گرد ہوا علاج بنسبت اپنے
ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری کہ میرا عہدہ چھین کر اسکو مل گیا لیکن
نسیم حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام محسن کش اور نمک حرام نہین ہے
یہ داروغہ صاحب جو کھڑے ہین یہ میرے محسن ہین انھین کی بدولت مین
حضور تک پہونچا لہذا مجھکو انکا ماتحت رکھئے اور یہ میرے افسر رہین مقام
شیر زور نے کہ مجھے اختیار ہے مین جسے چاہون جو مرتبہ دون
تجھے اسمین کیا دخل ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ غلام کی شرافت مین
داغ لگیگا مین ایسی نوکری سے باز آیا چاہے حضور قتل کرین یا مخلصی دین
مجھ سے محسن کشی کبھی نہوگی یہ سنکر داروغہ صاحب تو اس سے نہایت خوش ہو
اور بادشاہ نے بھی بہت تعریف کی اور کہا کہ دوبارہ میرا اصرار تیرے صرف کے
امتحان کے لیے تھا شاباش و مرحبا اچھا تو اسی کے ماتحت مین کام کر لیکن تنخواہ ہم نے
اوس سے زیادہ مقرر کی کہا اسکا مضائقہ نہین ہے اب سکو گرما تھا اور پنکھے جھلے
جارہے تھے نسیم حقہ بردار ہنسا اور دست بستہ عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو یہ چلمین
بدل دون اور اور چلمین بھرکر حقون پر لگا دون پھر دیکھئے کیا لطف آتا ہے بادشاہ
قلعہ نے اجازت دی اس نے چلمین پلٹ دین اور تو سے بدلکر حقے پھر سے
اور سامنے لگا دیئے اب جو ان حقون کو سب نے پیا تو عجیب طرح کی خنکی
محسوس ہوئی کہ پنکھے موقوف کرا دینا پڑے بلکہ کچھ اوڑھنے لپیٹنے کی
ضرورت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ فصل ہی بدل گئی جن لوگون کو حقہ نہین
ملا تھا وہ تو اوسی طرح پسینے مین غرق تھے پنکھا موقوف ہوتا
اونکے خلاف گزرا تھا اور پریشان ہو رہے تھے سب نے نہایت تعریف کی

اور کہا کہ تو اپنے فن مین کامل ہے نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو پھر چلمین بدل دون مقام شیر سوار نے کہا کہ بہتر نسیم حقہ بردار نے پھر چلمون کو بدلا ہر مرتبہ یہ تو اچلم کا بدل دیتا تھا اب جو ان حقون کو پیا تو عجیب طرح کی خوشبو نکلی دماغ معطر ہوگیا اور نہ گرمی معلوم ہوئی نہ سردی محسوس ہوئی ایک اعتدال کی حالت تھی مقام شیر زور نے اسے دوسرا خلعت عنایت کیا اسنے عرض کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو مین یہ خلعت اور روپیہ اپنی والدہ کو دے آؤن کہ فلاکت دور ہو اور وہ بھی جانے کہ بیٹا میرا کیسے شاہ و شہریار کے دربار مین پہونچا اور جس وقت واپس آؤن تو کوئی مجھے روکے ٹوکے نہ کیونکہ میرے ہم پیشہ یقینی مجھسے جل گئے ہونگے اونکے دلون سے دھوئین اوٹھ رہے ہونگے ایسا نہو وہ مجھے نہ آنے دین اور مجھسے ضامن طلب کرین اور رسائی میری حضور تک محال ہوجائے مقام شیر زور نے دوسو روپیہ اور دیئے کہ یہ ہماری جانب سے اپنی مان کو دینا اور حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اسے روکنے ٹوکنے کا قصد نہ کرے ورنہ سزا اسکی سخت ملیگی اور اسے نسیم حقہ بردار اگر تجکو کسی کیطرف بدگمانی ہو کہ یہ شخص مجھسے کاوش رکھتا ہے اور یہ بدی سے پیش آئیگا تو مین اسیوقت اوسکو نکالدون نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ نہین حضور اسکی ضرورت نہین ہے جب مالک مہربان و قدردان ہے تو کوئی دشمنی کرکے میرا کیا بنا لیگا کچھ اپنا ہی بگاڑیگا مین یہ بھی نہین چاہتا ہون کہ میری ذات سے کسی کی روزی مین خلل واقع ہو یہ سنکر مقام شیر زور اور بھی خوش ہوا اور کہا کہ اب جاؤ اور اپنی مان کو روپیہ دیکر جلد واپس آؤ کیونکہ مجھے حقہ کی تکلیف ہوگی اور اب سوا تمہارے کسی کے ہاتھ کا بھرا ہوا حقہ مزا نہ دیگا نسیم حقہ بردار سلام کرکے رخصت ہوا اور باہر آکر داروغہ کے سامنے وہ خلعت اور روپیہ رکھدیا کہ یہ آپ ہی کے بدولت ملا ہے آپ ہی اسکے مالک ہین داروغہ نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ مین تجھسے بہت خوش ہون کہ تو نے میرے مالک کو خوش کیا یہ مال و دولت تجھے مبارک مجھے اسکی خواہش نہین یہ کہکر پچاس اشرفیان اپنے پاس سے دین نسیم حقہ بردار رخصت ہوکر صحرا مین آیا اور کسی مقام محفوظ پر وہ خلعت و زر دفن کردیا اور آپ پھر آکر اپنے منصب کے موافق کام کرنے لگا مقام شیر زور نے پوچھا کہ بیٹے ہو آئے تم تو بہت جلد آگئے اچھا حقہ لاؤ مین نے اوسوقت سے حقہ بھی نہین پیا جس وقت سے تم گئے نسیم حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام بھی اسی خیال سے وہان

ایک دم نہین ٹھہرا کہ مالک میرا حقہ کیوں اسلئے بیچین ہوگا حالانکہ مین انتظام کر گیا تھا
کئی چلمین لگا کر رکھ گیا تھا اگر دو روز نہ آتا تو بھی حضور کو تکلیف نہوتی مگر مجھکو
تو خود ہی بغیر حضور کے قرار نہین ہے جی یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت پاس بیٹھا ہوا حقہ
پلایا کرون قمقام شیرزور اسکی باتون سے نہایت خوش ہوتا ہے اب اسکی
دو روز اسطور سے گذرا ہے کہ یہ ہر وقت حاضر رہتا ہے جب سونیکا وقت
آتا ہے تو وہین کہین پڑا رہتا ہے اور وہ حقہ بردار جو اسکے پیشدست ہین
وہ جاگا کرتے ہین چلمین بھری رکھین رہتی ہین جسوقت قمقام شیرزور
حقہ طلب کرتا ہے وہی لوگ حقہ پلا دیتے ہین اب اس عرصہ مین اسنے
یہ انتظام کیا کہ رات کو ایک بجے دو بجے جسوقت دکھن مین آئی پھاٹک
کھلوایا رات بھر مین دس دس بارہ بارہ مرتبہ پکار کر اندر سے
باہر جاتا ہے اور باہر سے اندر آتا ہے کبھی کوئی شئے اندر سے باہر لیجاتا ہی
کبھی کچھ باہر سے اندر لے آتا ہے اور اندازہ کر رہا ہے کہ دیکھون کوئی
مجکو روکتا ٹوکتا تو نہین جب دو ایک روز مین اسے اچھی طرح سے
اطمینان ہوگیا تو ایک شب کو اسنے ایک گٹھری لاکر کونے مین رکھدی اور
وقت کا منتظر ہوا اور دل مین سوچا کہ اب مار لیا جاتا کہان ہے قمقام شیرزور
حسب دستور و معمول آج بھی دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین آیا اور
حقہ طلب کیا نسیم حقہ بردار نے حقہ بھر کر سامنے لگا دیا قمقام شیرزور
حقہ پیتے پیتے سو گیا معمول یہان کا یہ ہے کہ پلنگ کی حفاظت کرتے
ہین اور پہرہ دیتے ہین جب نسیم حقہ بردار نے دیکھا کہ قمقام سو گیا ہے
تو اسنے ایک اور چلم تیار کی اور وقت کا منتظر ہوا حسب عادت بعد تھوڑی
دیر کے قمقام شیرزور کی آنکھ کھلی اور اسنے حقہ مانگا نسیم حقہ بردار نے
اوسی چلم پر آگ رکھکر بیہوشی ان پر لگا دی قمقام شیرزور نے دو ایک
گھونٹ پیئے ہونگے کہ سو گیا اور بجائے خواب بیہوشی بلند ہوئی جب نسیم
حقہ بردار نے سمجھ لیا کہ اب بغیر صبح کے ہوشیار نہین ہو سکتا تو حقہ
اوٹھا کر اون سرداروں کے سامنے لایا جو پہرہ پلنگ کا دے رہے تھے
اون لوگون نے حقہ پینے مین تامل کیا اور کہا کہ اے نسیم حقہ بردار
اگر مالک ہمارا دیکھیگا تو ہمین بے تہذیب بتائیگا اور تجھے تو قابل خواہ
عقاب آئیگا ایسی بات نہ کر کہ ہماری وجہ سے تو معتوب ہو نسیم حقہ بر
بردار نے کہا کہ خداوند یہ تو آپ جانتے ہین کہ میرا حقہ کیسی کیسی تاثیر
رکھتا ہے سب نے کہا کہ چشم دیدہ بات ہے کیونکر قائل نہون بیشک تیرے
حقہ مین ہر قسم کی تاثیر پیدا ہوتی ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بس
اطمینان رکھئے مین نے آج ایسا حقہ بھرا ہے کہ جو پی لیگا وہ اسقدر
غافل ہو کر سوئیگا کہ بغیر پو پھٹے ہوش مین نہ آئیگا مجھے بیٹھے بیٹھے

خیال آیا کہ آپ لوگ جاگ رہے ہین اور پریشان ہین اس وقت سو نہین
سکتے کہ ایسا نہو مالک جاگ اوٹھے اور ہمین سوتا ہوا دیکھکر ہم سے ناراض ہوجاوے
ورنہ پہرے کی ضرورت کیا ہے کون ہے جس کے خوف سے پہرہ چوکی قائم
کیا جائے پرندہ پر تو مار نہین سکتا ہے فقط قاعدہ اور دستور کی پابندی
ہے اون لوگون نے کہا کہ ہان درست کہا ہے یہان کون دشمن بیٹھا
ہوا ہے جسکا خوف ہے لیکن تابعداری بڑی شئے ہوتی ہے
نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ بس مین نے اسی خیال سے
یہ نیند لانے والا حقہ بھر کر پلایا کہ بادشاہ بھی چین سے سو سکیگا
اور آپ لوگ بھی اطمینان سے سو رہین پہلے آپکو جگا لونگا تو اوسکے
بعد بادشاہ کو جگاؤنگا یہ سنکر وہ لوگ نسیم حقہ بردار
سے بہت خوش ہوئے اور ایک ایک روپیہ چارون پہرہ دارون
نے انعام کا دیا اور کہا کہ یہ کیا شخص ہے جسکو ہر ایک کی راحت
رسانی کا خیال ہے اور سب نے حقہ پیا یہانتک کہ یہ چارون
بیہوش ہوگئے اب نسیم حقہ بردار لقلقی یعنی ضرغام شیردل
نے وہی چلم ایک بار نیچے حقہ پر رکھکر خدمتگارون کو بھی پلائی یہ سب
بھی بیہوش ہوگئے دیوان جو اسکا [illegible] پہرے والے بھی اندر
پہلے آئے اور خوب حقہ پیا یہانتک کہ جس نے حقہ پیا وہ بیہوش
ہوا جب ضرغام [illegible] نے دیکھا کہ اب سب کے سب
بیہوش ہین کوئی یہ بھی [illegible]
نکال کر اون خدمتگارون پہرہ دارون کو قتل کیا پھر [illegible]
[illegible] ستارہ [illegible]
پشت پر لگایا اور باہر نکلا تو دیکھا کہ ہر طرف سناٹا ہے خیمہ ڈیرے
سے نفیر خواب بلند ہے یہ راہ کو طے کرتا ہوا دروازہ قلعہ پر آیا
اور دربانون سے کہا کہ دروازہ کھولدو مجھے ایک ضرورت ہے مین باہر
جاؤنگا دربانون نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور ستارہ کو دیکھکر کہا کہ یہ
وہی گٹھری ہے نا جو دن کو تم لائے تھے ضرغام شیردل نے کہا ہان
یہ وہی گٹھری ہے حال اسکا صبح کھل جائیگا اور بہت جلد ظاہر ہوجائیگا
ابھی دروازہ نہ بند کرنا مین گٹھری رکھکر ابھی آتا ہون دربانون
نے کہا اچھا اور یہ سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے کچھ پوشاک وغیرہ اسے
خلعت ہوئی عنایت ہوئے ہین وہی لیئے جاتا ہے اپنے مکان پر
رکھکر پھر واپس آجائیگا کیونکہ اسکو اکثر خلعت ملے ہین اور یہ
[illegible] ہے اور خلعت اپنے گھر مین دیکر واپس آیا ہے
ہم لوگون سے اسی غرض سے چھپاتا ہے کہ کچھ دینا نہ پڑے تو اوسکی [illegible] ہین

پروا نہیں ہے جانتے بھی ہو یہ لوگ تو نہایت ہوشیار ہوتے ہیں اور دروازہ کھولے ہو
انتظار میں بیٹھے ہیں اور حضرت غلام شیر دل جو پشتارہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا سیدھا
اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا یہی جلدی جلدی سیر طے کرتا چلا الغرض باستے شتابی مارتا
ہوا چلا جاتا ہے کہ صبح تک اپنے لشکر میں پہنچ جاؤں ایسا نہ ہو اہل قلعہ آگاہ
ہو جائیں اور تعاقب کریں یہاں اسد دلاور بیدار ہوئے نماز صبح سے فراغت
کی اور وظیفہ پڑھتے ہوئے خیمہ سے نکلکر ٹہلنے لگے معروف بن اسد
اور غضنفر بن اسد اور ادریس بن اندلس بھی آ گئے ذکر
حضرت غلام شیر دل کا ہونے لگا معروف بن اسد نے کہا کہ آج
تیسرا روز ہے اور حضرت غلام شیر دل ابھی تک واپس نہیں آئے خدا
نکردہ گرفتار تو نہیں ہوگئے اسد غازی نے فرمایا کہ حضرت غلام ایسا نہیں ہے
اگر وہاں کھل بھی جائیگا تو لڑ بھڑ کر نکل آئیگا اسواسطے کہ میری طرح وہ بھی نظر کردہ
ہے اور ادریس بن اندلس نے کہا کہ چچا صاحب کو غصہ آگیا اور اسنے
مجھے میں نکل گئے ایسا ہو کوئی آفت پڑی ہو اگر اجازت ہو تو میں جاؤں
اسد غازی نے کہا کہ آج اور انتظار کرلو اگر حضرت غلام شیر دل آج
اور نہ آیا تو کل میں خود چلونگا یہی باتیں تھیں کہ سامنے سے حضرت غلام
شیر دل پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور سامنے اسد کے پشتارہ رکھدیا
اسد غازی نے مسکرا کر فرمایا کہ کہو شیر یا بھیڑ حضرت غلام شیر دل نے
عرض کی غلام آپکا ہمیشہ شیر رہتا ہے بھیڑ کبھی بھی ہوا ہے جو آج ہی ہوتا
اسد غازی نے فرمایا کہ اس پشتارہ میں کون ہے حضرت غلام
شیر دل نے عرض کیا کہ قہقہا شیر زور حاکم قلعہ اسد
دلاور نے کہا کہ ستون بارگاہ سے اسکو باندھکر ہوشیار کرو حسب الحکم
حضرت غلام شیر دل نے پشتارہ کھولا اور نظر ادریس بن اندلس
کی پڑی دل میں قائل ہوا اور کہا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ بیشک فن عیاری آپ
کے واسطے خلق ہوا ہے میں ایسا نہ سمجھتا تھا آج آپ نے دادا صاحب کی
عیاری کا مزا دکھا دیا میری گستاخی معاف فرمائیے گا حضرت غلام شیر دل نے کہا بابا یہ
سب تمہارے ہی بزرگوں کا صدقہ ہے یہ میری تعریف بھی انہیں لوگوں کی تعریف
ہے جنکے فیض تعلیم سے میں اس قابل ہوا تم میرے مرشد زادے ہو میں تمہارا
مقابلہ نہیں کرسکتا تم اس سے بہتر عیاری کرسکتے ہو مگر چونکہ تمہارے منہ سے تمہارے
بزرگوں کے خلاف بات نکلی تھی اس سے مجھے بھی ناگوار ہوا کہ اگر خیریت رہیگا تو
دیتے گا گویا یہ بھی تمکو ایک تعلیم ہو گئی تا کہ آئندہ کسی کے سامنے ایسی گفتگو
زبان پر نہ لاؤ ادریس بن اندلس کو یہ خیال آیا کہ افسوس آقا
تیرا نہیں معلوم کس حال میں ہے پہلے انکی خبر لینا چاہیئے یہ سوچکر
خیمہ سے باہر نکلا اور سامنے چلا روانہ ہوا اگر وہیں اسد نے

اسد ثانی کو چھوڑتا ہے اب اسے تو اسطرف جانے دیجئے اول حال قمقام
شیر زور کا سنیے کہ جسوقت ضرغام شیر دل نے اسکو ستون بارگاہ
سے باندھکر ہوشیار کیا تو اس نے چونکنے مین آواز دی کہ نسیم حقہ لاؤ
ضرغام شیر دل نے آواز دی کہ او گبر نا ہنجار ہوشیار ہو کہ منم [illegible]
ضرغام شیر دل عیار اسد غازی آنکھ کھول اور پردے غفلت سے
ہٹا دیکھ وہ سامنے شہریار عالیوقار میر الشہر تشریف فرما ہے سلام کر قمقام شیر زور
نے گھبرا کر آنکھین کھولدین تو مکان غیر کو دیکھا اور اپنے کو ستون بارگاہ سے بندھا
ہوا پایا سامنے اسد غازی کو دنگل شوکت پر بیٹھے دیکھا بس قمقام
شیر زور نے کہا اے اسد داور تیری جرأت و بہادری سے یہ امر بعید
ہے کہ تو نے عیار کے ذریعہ سے گرفتار کیا خود مقابلہ سے باز رہا یہ کونسی
شان جرأت و ہمت ہے اور اسطرح کسی سردار کی حرمت لینا کس مذہب مین
روا ہے یہ سنتے ہی اسد غازی نے فرمایا کہ قید اسکی کاٹ دو اور
ستون سے کھولکر رہا کردو اب اسکو اسی کے قلعہ کے سامنے سر میدان باندھکر
لاؤنگا یہ سنتے ہی ضرغام شیر دل نے جلدی جلدی قید اسکی کاٹ دی اور ستون
بارگاہ سے کھولکر رہا کردیا قمقام شیر زور کو حیرت ہوگئی کہ اسد
بڑا بہادر ہے جو دشمن کو قابو مین کرکے پھر چھوڑ دیا یقینی یہ میدان جنگ مین
بھی مجھکو زیر کرلیگا اور اگر ایسا نہوتا تو ان سرداروں کا حاکم کیونکر ہوتا پہلو مین
اسکے کیسے کیسے بہادر شہرہ آفاق بیٹھے ہوئے ہین کہ روئے
زمین پر جنکا مثل مشکل سے دستیاب ہوگا بس یہ خیال کرکے قدمون پر اسد
غازی کے گر پڑا اور کہا کہ کیا مجال ہے میری جو آپ سے سامنا کرسکون یہ
دیکھکر اسد غازی نے سر اسکا سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے
برادر پہلے مقابلہ کر لو پھر ارادہ عزت اختیار کرنا بغیر امتحان کے گذر جانا
تو ٹھیک نہین اس وقت تو نہی دوسرے وقت تمکو یہ خیال گزرے گا
کہ شاید مین اسد کو زیر کرلیتا تو حوصلہ تمہارا باقی نہ رہجائے اور
علاوہ اسکے ایک امر اس سے زیادہ سخت و اہم مسئلہ ہے وہ یہ کہ تمکو مین
تلقین دین اسلام نہین کر سکتا اور تم کیون منظور کرنے لگے قمقام
شیر زور نے کہا کہ سپاہی کو سپاہی خوب پہچانتا ہے
اگر مین مقابلہ کرونگا تو ضرور یہی آپ مجھکو زیر کرلینگے اور مذہب
بھی آپکا برحق ہے اس لیے کہ مین نے واقعات آپکے اول سے سنے
ہین کہ پہلے آپ کیا تھے کس مرتبہ سے نظر کردہ ہوئے ہین اوسوقت
سے آپکے زور کی انتہا نہین ہے اگر مجھ ایسے سو بھی آپ سے مقابلہ
کرین گے تو آپکا کچھ نہین کر سکینگے آپکا دین متین برحق ہے اب جلد کلمہ
طیبہ تلقین فرمائیے مین تو فقط خواہ مخواہ دجال سے کا فریفتہ ہوا تھا

ورنہ در اصل مین مذہب بت پرستی کو برا جانتا تھا یہ سنکر اسد غازی نے
کلمہ تلقین فرمایا اور مقام شیر زور از سر صدق مسلمان ہوا اسد
غازی نے اسکو غسل کرایا خلعت پہننے کو عنایت فرمایا ایک روز اسکی دعوت
وضیافت مین صرف ہوا اب مقام شیر زور نے عرض کیا کہ امیدوار ہون
کہ قلعہ مین تشریف لے چلیئے اسد دلاور نے منظور کیا اور ہمراہ مقام شیر زور
کے جانب قلعہ روانہ ہوے وہان اہل قلعہ اپنے سردار کے واسطے نہایت
پریشان تھے پہرے والون نے نسیم حقہ بردار کا تمام رات انتظار
کیا یہانتک کہ صبح ہو گئی اور نسیم حقہ بردار پلٹ کر نہ آیا آخر کار اہل
قلعہ بھی بیدار ہوئے جو خدمتگار سر اخوار بنگاہ مقام شیر زور مین بے روک
ٹوک آتے جاتے تھے اوسکو اون سے جو آکر دیکھا تو عجب قیامت دیکھی
کہ سردار ندارد ہین اور جو لوگ پلنگ کے پہرے پر تھے وہ ذبح کیے ہوے
پڑے ہین ان لوگون نے ہاے واویلا مچائی قلعہ مین ہلڑ ہو گیا کہ مالک
قلعہ کو کوئی لے گیا اور چار سردارون کو قتل کر گیا جسوقت یہ خبر داروغہ
بھنڈی خانہ کو ہوئی یہ بھی نہایت پریشان ہوا اور نسیم حقہ بردار کو ڈھونڈھنے
لگا پہرے والے بھی پریشان تھے کہ معلوم ہوتا ہے اسی نسیم حقہ بردار
کی کوئی کارروائی تھی وہ کٹھری جو پیسکر صاف نکل گیا اور ہمین کچھ پھیر تھا مگر
اب مارے خوف کے منہ سے نہین نکال سکتے کہ ساری بدنامی ہمارے ہی
سر آجائیگی ابتو جو ہوا وہ ہوا دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے اور داروغہ بھنڈی
خانہ نسیم حقہ بردار کے نہ ملنے سے پریشان ہوا اور لوگون نے کہنا
شروع کر دیا کہ تمہاری بدولت یہ روز سیاہ دیکھنا پڑا کہ مالک ہمارے
ہم سے چھوٹ کر نہین معلوم کس بلا مین مبتلا ہو گئے داروغہ بھی پشیمان ہے
لیکن کہتا ہے کہ اگر ہم سے نادانی ہو گئی تو تم سب کیون اندھے
ہو گئے تھے اور سمجھ نہ لیا کہ یہ عیار ہے یہان کبھی جھگڑا ہے اور ہرا
تلاش ہر طرف دوڑتے پھرتے ہین کہ یکایک سامنے سے مقام
شیر زور مع اسد غازی وغیرہ نمودار ہوا لوگ اپنے مالک
کو دیکھکر دوڑے اور استقبال کرکے قلعہ مین لائے مقام شیر زور
نے دربار کیا امرا و رؤساے شہر حاضر ہوئے اب مقام شیر زور نے پہلے
کچھ کلمات تعریف پروردگار عالم بیان کیے اور کہا کہ مین نے تو اطاعت
اسد غازی کی اختیار کی اور رفاقت عوض تنخواہ دین وجان سے
ہاتھ اوٹھایا مذہب باطل کو چھوڑ کر دین خدا پرستی کہ جو مذہب
برحق ہے اختیار کیا جسکو ساتھ میرا دینا ہو وہ بھی ان دونون
باتون کو اختیار کرے ورنہ قلعہ سے نکل جائے یہ سنکر سب نے
عرض کی کہ جو بادشاہ کا مذہب وہی ہمارا مذہب آپ نے کچھ تو سمجھا

جو اس مذہب پر تھے حق کو اختیار کیا مقام شیرزور نے مرحبا کہی اور کلمہ پڑھا کر
سبکو مسلمان کیا اوسیوقت حکم دیدیا کہ بتخانے منہدم کرا دیئے جائین اور
مسجدون کی بنا ڈالی جائے سکہ بنام بادشاہ اسلام یعنے دارای
بن داراب مین زدہ جاری ہوا مقام شیرزور نے نہایت
اہتمام سے اسد دلاور کی دعوت کی اور بہتیرا اپنے مصاحبون
سے اصلیت نسیم حقہ بردار کی بیان کی کہ یہ مہتر ضرغام
شیردل تھے اور اب اسد غازی نے حال خونخوارین
وجاتل کا مقام شیرزور سے پوچھا اور کہا کہ کسطرف
گیا ہے مقام شیرزور نے بیان کیا کہ اب وہ بربادی شہر اردبیل
کے واسطے گیا ہوا ہے اس ملعون نے ایسے ایسے ظلم کئے ہین کہ قابل
بیان کے نہین ہین اسد غازی نے فرمایا کہ افسوس کسی مقام پر
اوس سے سامنا ہی نہین ہوا بس اب مجھے رخصت کرو کہ مین اردبیل
جاکر اوس سے مقابلہ کرون اور اگر منظور خدا ہے تو اوسے قتل کرے
بندگان خدا کو اوسکے دست تعدی سے محفوظ رکھون ایسا نہو وہ شہر
اردبیل پر پہونچ جائے اور مین نہ پہونچ سکون تو بڑا غضب ہوجائیگا یہ
شہر میرا ہی ہے اور قلعہ مین میری جدہ ماجدہ ملکہ گردیہ بانو اور میری والدہ
معظمہ ملکہ زبیدہ شیر کمیت ہین بس اسمین ایکدم یہان نہین ٹھہر سکتا یہ فرما
اوٹھ کھڑے ہوئے مقام شیرزور نے عرض کیا کہ مجکو بھی اپنے
ہمراہ رکاب لیتے چلئے اسد غازی نے فرمایا کہ میرے ساتھ سختیان
بہت ہین کیونکہ مین دو دو تین تین منزل کی ایک ایک منزل کرتا ہوا جاؤنگا
تم اپنی جانب سے کسی کو حاکم کرکے پیچھے چلے آنا مقام شیرزور نے
عرض کیا کہ جسکو حضور ارشاد فرمائین اوسیکو حاکم قلعہ کیا جائے اسد
غازی نے فرمایا کہ اسمین میرے کہنے کی کچھ ضرورت نہین ہے جسپر
تمکو اطمینان اور بھروسا ہو اوسکو نائب کرکے برائے انتظام ملک
چھوڑو اور آپ باطمینان تمام چلے آنا ایسا نہو کہ تم اوسطرف جاؤ اور
یہان میدان خالی پاکر کفار خفائین شروع کردین مقام شیرزور
نے عرض کی کہ بہت خوب جیسا حکم عالی ہے ویسا ہی کیا جائیگا اب مقام
شیرزور تو انتظام قلعہ مین مصروف ہے اور اسد دلاور
نے تیاری لشکر ظفر اثر کا حکم دیا فوج مین کمربندیان ہونے لگین
جب دوسرے روز لشکر طیار ہوا تو مقام شیرزور سے
رخصت ہوئے اور جانب قلعہ اردبیل روانہ ہوئے
مقام شیرزور دور تک پہونچانے آیا اسد غازی
نے قسمین دیکر اوسکو رخصت کیا اب کچھ خیال اوس لعین بن اندلس کا آیا ضرغام شیردل

پوچھا کہ سبب سے مین قلعہ گیلان مین آیا ہون سے ادریس بن اندیس کو نہین دیکھا قصر غلام شیر دل نے
عرض کی کہ وہ تو نگیا چلا گیا کہتا تھا کہ مجھے اپنے آقا اسد ثانی کی فرقت نہایت شاق ہی
اسد غازی نے فرمایا کہ خدا حافظ اور آپ راہی اردبیل ہوئے اب انکو تو ہر وسی اردبیل
مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے پھر داستان ضلالت نشان ہوت آئینہ پرست آغاز
کیجاتی ہی سہ بیا بشنوای ہمدم راستان ۞ کہ بازہ آمدم سر داستان ۞ راویان اخبار وناقلان
آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ جسوقت اسنے شہر سمرقند کی بربادی سے وحشت پائی اور اپنی
دختر بلند اختر یعنی ملکہ طلوع فان سبز پوش کو مع اسد ثانی ومصاحبین ورودگوش سے جلا کر خاک سیاہ
اور بہمن دیوسنگ کو حاکم شہر سمرقند کر چکا تو سب ارکین دولت سے صلاح کی کہ کون سا
ملک خدا پرستون کا یہان سے قریب ہی لوگون نے عرض کیا کہ اب شہر بلخ یہان سے بہت
نزدیک ہی حاکم وہان کے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی ہین ہوت آئینہ پرست نے حکم دیا کہ لشکر
جرار تیار ہو کر شہر بلخ کی جانب روانہ ہو کیونکہ مجھے فرقت اپنے دختر کی نہایت شاق ہی اگر اسد
ثانی اسکو اپنے تصرف مین نہ لاتا تو مین کیون اسکو قتل کرتا اب جسوقت تک تمام خدا پرستونکو
برده وفنا نہ کرونگا اسوقت تک یہ داغ دل سے نہ مٹیگا حسب الحکم ہوت آئینہ پرست
فوج مین کمر بندیان ہونے لگین اور دوسرے روز کوچ کر کے طرف شہر بلخ کے روانہ ہوا طی مراحل
وقطع منازل کرتا ہوا قریب شہر بلخ کے پہونچا یہ خبر ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو ہوئی کہ کوئی
کافر مرتد ہوت آئینہ پرست پیدا ہوا ہی وہ آپ کے ملک پر آیا ہی اور سنا ہی کہ اسنے شہر سمرقند کو
غارت وبرباد کر دیا تمام شہر کو مع دولا سمرقندی پھونک دیا بڑے بڑے ساحر پرست اسکے
ہمراہ ہین اور ایک ساحرہ کہ نام اسکا مہوش جادو ہی وہ معشوقہ ہوت آئینہ پرست کی ہی اسکے سحر کی
انتہا نہین ہی تمام شہر سمرقند کو اسنے پھونک دیا اب اسطرف آیا ہی اور کہتا ہی کہ نام خدا پرستون کا
صفحہ ہستی سے مٹا دونگا ان دونون بھائیون نے آپس مین صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے کوئی راے
مستقل نہ قایم ہوئی اور کہا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ ستارہ خدا پرستون کا گردش مین ہی اور
زمانہ تباہی وبربادی اہل اسلام کا آگیا ہی مگر کیا چارہ ہی جو مرضی پروردگار عالم کی اسوقت سعید بلخی
عیار انکا سامنے موجود تھا ہوشیار بلخی کی نظر جو سعید پر پڑی کہا کہ ای سعید تو مرد سعید ہی اور شاگرد
خواجہ عمر [illegible] امیر حمزہ کا ہی جو شاہزادہ ولایت اول تھے اور ریش تراشندہ کافران وسر بریدہ
جادو گران انکا لقب تھا تمہین کوئی فکر کرو کہ اس بلا سے نجات ہو اور یہ [illegible]
شہر سے ہوت آئینہ پرست کے محفوظ رہے سعید بلخی نے گردن جھکالی اور عرض کی کہ غلام [illegible]
کرسکتا ہی [illegible] مقدر ہی یہ کہکر اسیوقت قلعہ سے نکلکر جانب لشکر ہوت آئینہ پرست روانہ ہوا وہان
ہوت آئینہ پرست جسوقت سامنے قلعہ بلخ کے پہونچا لشکر کو اتارا بارگاہ [illegible]
فوج ان سے ملا ہوا تھا ہر طرف خیمہ [illegible] نظر آتی تھین بازار [illegible]
کھلنے لگا جسوقت ہوت داخل بارگاہ ہوا وہ تخت پر بیٹھا ارکین دولت [illegible]
[illegible] ہوت آئینہ پرست نے [illegible] کو حکم دیا
کہ نامہ تمام ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی [illegible] مضمون [illegible]
نامہ لکھکر [illegible] حاضر خدمت کیا ہوت آئینہ پرست نے [illegible] اور [illegible]

کہ جواب اس نامہ کا لاؤ طوماس نے نامہ لیکر سر سے باندھا اور بارگاہ سے نکلکر بارہ ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیکر جانب قلعہ بلخ روانہ ہوا ادھر ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی کو یہ حال معلوم ہوا باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے
آخر یہ رائے قرار پائی کہ ایلچی کو استقبال کرکے بلا لیا جائے اور دیکھنا چاہئے کہ آنے تک کیا کہا جاتا ہے
اسکے جو مناسب سمجھا جائیگا وہ کیا جائے جب یہ قرار پاگئی تو ہوشیار [illegible] دیکر اپنی فوج سے برائے
استقبال روانہ کیا ایلچی نے جو لوگوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا ابھی تامل ہی میں تھا کہ معلوم
ہوا کہ یہ خدمت سے آئے ہیں اور ان لوگوں نے آکر سرداروں کی روئیں اور ایک [illegible]
علیحدہ ہوکر پاس طوماس شیر سر کے آیا اور کہا کہ تشریف لائیے ہم لوگ برائے استقبال آئے ہیں
جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں طوماس شیر سر ان لوگوں کے ساتھ داخل قلعہ ہوا
ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی نے شیر سر کے واسطے ایک کرسی بچھوا دیا تھا طوماس اس کرسی پر بیٹھا
ہوشیار بلخی نے ساقی کو اشارہ کیا آتے ہی دو چار جام شراب کے پیئے جب قدرے دماغ طوماس شیر سر
کا نشہ بادہ سے گرم ہوا تب اس نے نامہ دار السلطنت قلعہ کے حوالے کیا طوماس شیر سر
نے نامہ بلخی کے حوالے کیا اور کہا کہ اس نامہ کو [illegible] پڑھ کر جواب دو
[illegible] ہوشیار بلخی نے کہا کہ ہمارا دستور [illegible]
[illegible] نامہ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی آگاہ ہو کر [illegible]
[illegible] خداوند [illegible] کے [illegible] اور [illegible] خدا [illegible] کی اور دین
خدا پرستی ترک کرو کیونکہ اسپر [illegible] حضرات اول کا نہیں ہے اور ہمارے ساتھ
ہمارا مالک قدیم [illegible] ہے [illegible] حاضر ہو کر [illegible]
کلام [illegible] جلد [illegible] جواب [illegible]
[illegible] حاضر [illegible] اور [illegible] دیگر [illegible] طوماس شیر سر
[illegible] بارگاہ [illegible] آیا اور جواب نامہ کا [illegible] وہاں بھی
بیان کیا [illegible] صبح کو دونوں بادشاہ بلخ آئے اور [illegible] ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی کی
[illegible] لشکر [illegible] ہوئی اور جلسہ عیش و نشاط [illegible] کیا اسپر تو
[illegible] ساقی [illegible] آوازیں ہوتا
[illegible] طائفہ [illegible] ناچ ہو رہا ہے اور [illegible] قلعہ اس فکر میں ہیں کہ
[illegible] لیکن اول حال [illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ
[illegible] داخل لشکر [illegible] آئینہ پرست [illegible] کیونکہ ان جادوگر
[illegible] آئینہ پرست کو [illegible] اپنی ایک زن
[illegible] ایک خیمہ کے [illegible] شروع کیا وہ خیمہ آئینہ [illegible] پاس
[illegible] آئینہ پرست کے [illegible] آواز دردناک سنی خیمہ سے باہر نکل آیا دیکھا
کہ ایک خوبصورت عورت [illegible] آنکھوں سے [illegible] آتے
ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شبنم کے قطرہ برگ گل پر [illegible] آئینہ دار نے پوچھا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

ہیں وہ ہم بیمار ہیں شاخ بریدہ ہوں یہ اصل واقعہ میرا ہے کہ میں ہمراہ اپنے شوہر کے اُسکے مکان
جاتی تھی راہ میں قزاق ملے انھوں نے شوہر کو میرے مار ڈالا اور تمام زیور و زر چھین لیا میں
تباہ و بیتاب یہاں تک آکر پہونچی اور اپنے حال زار پر روتی تھی کہ اب کہاں جاؤں اور
کیونکر اپنی زندگی بسر کروں اول تو راستہ اپنے مکان کا یاد نہیں دوسرے اگر پہونچی بھی
تو تنگدستی بد نصیب اور سبز قدم کہیں گے اگر نہیں جاتی ہوں تو شہزادگی کیسکے ساتھ بسر
کروں یہ کہکر ان پر چپکی تھی صورت شہزادی دلستان آئینہ دار تو اسپر شیفتہ ہی ہو چکا تھا
کہا تو جانا چاہتی تو صورت تو تمہاری ایسی ہے کہ یہاں کبھی صدمہ نہ کرے میں تم جسکا ہاتھ پکڑوگی
وہی تمہارا ساتھ دیگا اور خوشی سے تمکو رکھیگا یہ سنکر اُس عورت نے آنسو پونچھے اور کہا
کہ جب کوئی ایسا ملے تو جانوں زبان سے سبھی کہتے ہیں مگر نباہتا کوئی بھی نہیں چار دن
کے بعد یا فقیر ہو گئے ہیں ہمیشہ دنیا ساتھ دنیا ہی مان باپ جسکے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں
مثل بندہ کے وہ بیچارہ ان کی تابعداری میں پھر اندھیرا پاکے ہو وہ لاچیز تھے جب روپیہ تھے تم
[illegible] کرکے وہ جو خوش کشادہ [illegible] کہ پوچھو کے دو ہوں تو بہت سے ہیں لیکن
میں تو ایسا چاہتی ہوں جو زندگی بھر نباہے آئینہ دار نے کہا اگر تم بھی منظور کرو تو میں تمہارا ساتھ
دینگا [illegible] ہوں کہو تو شادی کرلوں اور جلوس کے ساتھ تمہیں اپنے گھر لیجاؤں مگر ہاں
ابھی سفر کی حالت میں ہوں بادشاہ میرا اس بات پر آیا ہوا ہے میں اُسکا آئینہ دار ہوں جب
[illegible] فتح ہو گئی اور قلعہ پر قبضہ ہو جائیگا تو میں اسی قلعہ میں تمہارے ساتھ شادی
کروں گا اُس عورت نے بہت شکر کیا ان جھگالی آئینہ دار نے خاموشی نیم رضا سمجھکر ہاتھ پکڑ لیا
یہ عورت بھی [illegible] کی ہو لی اور ساتھ آئینہ دار کے خیمہ میں آئی آئینہ دار نے سامان دعوت
مہیا کیا اور تمام اسباب آسائش درست کرا دیا اُسکے بعد کہا کہ اب میں اپنے مالک کی
خدمت میں جاتا ہوں گھر تمہارے سپرد ہے یہ کہکر صندوق کھولا اور ایک آئینہ قد آدم
نکال کر باہر رکھا اُس عورت نے پوچھا یہ کیا چیز ہے آئینہ دار نے کہا اس آئینہ میں تصویر
خداوند آئینہ کی ہے جسکی ہم لوگ پرستش کرتے ہیں عورت نے کہا ذرا ہمیں بھی دکھا دو ہم بھی
دیدار خداوند سے مشرف ہوں آئینہ دار نے [illegible] اور غلاف اُس آئینہ کا دور کیا اور
کہا میں خدمت میں بادشاہ کے جاتا ہوں جس وقت کوئی چوبدار آئیگا تو یہ آئینہ اسکو دیدینا
یہ کہکر آئینہ دار [illegible] گیا عیار نے میدان خالی دیکھکر اُس آئینہ کو درست کیا
[illegible] اور تصویر حوت آئینہ پرست
کی جلا ڈالی اور آئینہ پر غلاف چڑھا کر رکھدیا اور آپ پشت خیمہ کی طرف اپنی شکل جا بجا
[illegible] خاموش بیٹھ رہا جس وقت چوبدار آئے اور آئینہ مانگے تو میں آئینہ اُسکے حوالہ
کر کے چلدوں وہاں آئینہ دار جا کر خدمت حوت آئینہ پرست میں پہونچا تمام رات سفر کیے
جاگا [illegible] جس وقت صبح ہوئی تو حوت آئینہ پرست کو خبر ملی کہ ہوشیار جنی دکوستار جنی چالیس
[illegible] آگئے ہیں یہ سنکر حوت آئینہ پرست بہت خوش ہوا اور [illegible]
اور [illegible] عیار کو بارہ سو سوار دیکر [illegible] برائے استقبال
روانہ کیا [illegible] اور اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ

ہوئے ہوت آئینہ پرست نے انکے واسطے بیشتر سے دنگل بچھوا رکھے تھے اور چالیس کرسیاں
قرینے سے بچھوا دی تھیں غرض لوگ آکر بیٹھے ہوت آئینہ پرست نے ساقی کو اشارہ جام دینے کا
کیا ہوشیار بلخی مرد ہوشیار تھا یہ اس اشارہ کو سمجھ گیا اور کہا کہ مجھے شراب سے تو معاف رکھیے
ہوت آئینہ پرست نے سبب پوچھا ہوشیار بلخی نے کہا کہ ہم لوگ بسبب مذہب کے ہاتھ سے شراب
نہیں پیتے ہیں ہوت آئینہ پرست نے کہا تم آسمانی خدا کے نادیدہ کو مانتے ہو تم نے کبھی کوئی کلام
بھی کیا ہے اور جواب تمکو اس سے ملا ہے ہوشیار بلخی نے کہا کہ معاذ اللہ کہیں خدا بھی بندوں
سے اس طرح کلام کرتا ہے جس طرح ہم لوگ آپس میں جو چاہتے ہیں گفتگو کرتے ہیں ہوت آئینہ
پرست نے کہا جب تم اپنے خدا سے کلام نہیں کر سکتے تو خدا تمھارا تمھارے مقصد کیونکر
پورے کر سکتا ہے ہوشیار بلخی نے کہا وہ خدا کیا جو بندوں کے حال سے بیخبر واقف نہ
ہوسکے خود ہی آگاہ ہے ہمارا پروردگار عالم ہمارے ہر حال سے خوب واقف ہے اور وقت مصیبت
میں اور مصیبت اپنے دل میں اسکو یاد کیا اور پھر اسسے معلوم ہو گیا بلکہ ہم چاہیں اسکو بھول بھی جائیں
وہ ہمیں کسی وقت میں نہیں بھولتا اور ہر وقت مشکل میں ہماری مدد کرتا ہے یہ سنکر ہوت آئینہ پرست
نے کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے پر نہ چلے اور جنگ کی ٹھہری تو کیا تمھارا خدا تمکو بچا لیگا ہوشیار بلخی
نے کہا کہ اگر قضا ہماری ابھی نہیں ہے اور خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور ہے تو تم کیا ہو اگر تمام عالم
ایک مور ضعیف کو مار ڈالنا چاہے تو بھی ممکن نہیں اور اگر قضا ہماری آ چکی ہے تو کوئی چارہ نہیں
یہ جو مرضی خدا کی بندے کو کیا عذر ہے ہوت آئینہ پرست نے یہ سنکر آئینہ پرستش اپنا طلب کیا آئینہ والے
نے لاکر آئینہ پیش کیا اور غلاف آئینے کا اتار کر سامنے ہوت کے لگا دیا ہوت آئینہ پرست نے جو آئینہ پر
نظر کی تو صورت ہوت آئینہ پرست کی صورت سور کا نظر معلوم ہوئی صلصال قریب بیٹھا تھا اسکی نظر
بھی آئینہ پر پڑی بہت خوشنود ہوا اور جھک کر سلام کیا اور کہا کہ آج صورت اصلی خداوند کی
دکھائی دی ہوت آئینہ پرست نے کہا یہ کیا صلصال نے کہا خدا معاف اب تو آئینہ میں بھی معلوم ہو
بلکہ صورت کالی دنیاوی ہوت آئینہ پرست نہایت خفیف ہوا اور پردہ آئینہ پر ڈالدیا اور آئینہ دار
سے کہا کہ لیجاؤ آئینہ دار نے سامنے سے آئینہ اٹھا لیا مختصر سعید بلخی اپنے کام کو انجام دیکھ جہاں
آگیا تھا پاس ہوشیار بلخی کے کھڑا ہوا تھا کہا کہ آپنے خداوند کی اچھی طرح زیارت کرلی ہوت
آئینہ پرست نے کہا ہاں اب اسنے جھک کر کان میں ہوشیار بلخی کے خلاصہ اپنی عیاری کا بیان
کیا اور کہا کہ اسی آئینہ میں میں نے تصویر سور کی بنا دی ہے اسی سے یہ گفتار آئینہ نہیں دکھاتے
کہ خفیف ہوگی ہوشیار بلخی نے ہوت آئینہ پرست سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی آپکے خداوند
کو دیکھیں صلصال نے دیکھا کہ سامنے ان خدا پرستوں کے ذلت ہوگی کہا اسوقت خداوند ہمارا
ہم سے کچھ اور ہی صورت دکھاتے ہیں اور اپنی حقیقت اصلی کو چھپاتے ہیں یہ موقع تمھارے دیکھنے کا
نہیں ہے یہ سنکر ہوشیار بلخی کو تاب ضبط نہ رہی اور پکارا کہ حیف ہو تمھارے دین و مذہب پر کہ خدای
پاک کی پرستش سے روگردانی کرتے ہو اور ایک جانور نجس جس سے بدتر کوئی جانور نہیں اسکی
پرستش کرتے ہو یہ سنکر غصہ بھڑکا ہوا ہوت آئینہ پرست نے کہا کہ او ہوشیار بلخی تم مجھے بگڑ کر جاتے
تو ہو مگر اتنا خیال رہے کہ کل تمام قلعہ کو پھونک دونگا ہوشیار بلخی نے کہا کہ مجھے قسم ہے اپنے دین و
مذہب کی کہ کوئی دقیقہ ہمارا ایذا رسانی میں فروگذاشت نکرنا یہ کہکر بارگاہ کے باہر آیا اور پشت

مرکب پر بیٹھکر اپنے ہمراہیون سمیت روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ مالک ہمارا بخیر و عافیت
آتا ہے بہت خوش ہوئے نقارہ خوشی بجایا اور استقبال کر کے لیگئے اب یہ تو مستعد
مرگ و آمادہ قضا ہو کر قلعہ میں بیٹھے ہیں اور جوسنتا آئینہ پرست سنگ شمارہ کو شہابیہ کے
جانے سے بعد نہایت ششدر ہوکر ہوا اپنے دل میں کیا فکر ہیں کرتے ہو گئے اور شمار
پر بھی بہت کچھ کہ گئے آئینہ دار سے پھر آئینہ طلب کیا جس وقت اسنے لا کر پیش کیا تو
آئینہ پرست نے ایک لات ماری کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور کہا یا خداوند آپ نے اسکو دلیل کیا جسنے
آپکو ذلیل کیا ہمارون سے جو آئینہ آپس آئینہ کے اٹھا کر دیکھے کہا یا خداوند یہ وہ آئینہ نہیں
ہے یہ بدلا ہوا معلوم ہوتا ہے اور یہ کام سوا عیارون کے دوسرے کا نہیں ہے یہ کہکر اب وہ صفرا
آئینہ پیش کیا اور کہا اسمین اپنی صورت دیکھ کر ملاحظہ فرمائیے جو آئینہ پرست نے دو
آئینہ میں جو صورت اپنی دیکھی اصلی پائی بہت غیظ و غضب میں آکر حکم دیا کہ سب طبل جنگ
کہ ان سب کو کچھ نہ کچھ دو لیکن اسکی نقارہ وزری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
معلوم ہوئی لشکر میں آیا ہوا تھا کہ قلعہ پر تو جو آئینہ جادو گو یارون یہاں نقارہ ونزی
بج گیا یہ جلدی سے خبر لیکر قلعہ میں آیا اور جو ہوشیار کی نکوار اسکو یہ ہوشیار کیا ہوا تھی
نے بھی ناچار ہو کر طبل بجوادیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی اہل قلعہ نے جسے ہو
انتظام قلعہ درست کر لیا لیکن مایوس ہیں اسلئے کہ معلوم ہو چکا ہو کہ مقابلہ ساحرون کا ہم لوگ
کیا کر سکتے ہیں جس وقت طبل جنگ زمانہ شب کا ہر طرف ہوا اور وقت صبح کا ہوا تو اہل قلعہ
نماز میں پڑھ چڑھ کر آمادہ مرگ ہو بیٹھے اور جو آئینہ پرست لشکر لیکر سامنے قلعہ کے آیا تھا
ان لوگون نے جلے سامنے دیکھ لیا یہ سمجھ کے جادو اپنا پھر اثر دکھلائیں گے
ہوئی پھول سحر کی پاس اسکے دیکھی ہوئی جس وقت لشکر میں شامل ہو گئے تو ایک
شعبدہ سے نکالا اور پھر اسم پڑھکر فضا اسکی کھولی تو شیشہ میں وہ ان
شعبدہ فضا کی شکل ہی دھواں شعلہ نکلا ہو جادو سے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ دھوان
ابر بنکر قلعہ کی جانب روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو ادھر ابر کو دیکھا سمجھ گئے کہ اب ہم پر آتش
باران قضا ہوا چاہتی ہے وہ ابر ہر طرف پھیلتا اور چھایا ہوا تھا یہاں تک کہ تمام قلعہ کو گھیر
لیا یہ دیکھکر جو ہوشیار تھی وہ کوشش کرنے سے بانگ و سنت ساتھ ہو کر کہا ہو
عرض کرنے لگی کہ اے کریم سبحان دادرس بے زبان اس وقت مصیبت میں ہماری مدد کر سو تیرے
اس وقت مشکل میں کوئی بچانے والا نہیں ہے تو ہی تو نے لطف سے ہماری دی نجات
ہم سے حل ہمارے مشکلات و ہماری سب مشکل کو حل کرنا تمام اہل قلعہ میں شور و فریاد و فغان
تھا کہ بیشتر مستعد بلکہ کر روتے تھے اور چھوٹے چھوٹے ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا میں مانگ
رہے تھے عورتیں بال کھولے ہوئے صحن خانہ میں کھڑی فریاد کرتی تھیں کہ ایک تیر دعا ہدف
مراد پر پہنچا اور جانب آسمان سے ایک ابر سرخ نمودار ہوا کہ جس میں آتش ابر میں چمکی ہوئی
شعلے نکلتے ہوئے گرج رعد کی ایک مرتبہ ایک برق چمک کر اوس ابر سرخ رنگ سے آتش ابر سیاہ پر
گری کہ ابر شق ہوا اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک عورت ساحرہ شوخ نہایت حسین گریباں پھاڑے
ہوئے بکھرا ان زلفون کا دستہ ہو نمودار ہوئی ایک شیشہ اسکے ہاتھ میں تھا جلدی سے دانت سے شیشہ کی

تکیہ لگا کر کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ ای ایرانی ہیئت اصلی پر آجا بس یہ کہنا تھا کہ وہ تمام ابر سیاہ
دھوان بنکر اس شیشہ مین آگیا اب اس عورت نے نعرہ کیا کہ ہم ملکہ محروق جادو ہوشیار
بلبل نے ہوشیار ہین کہا کہ آپ نے انکو پہچانا یہ معشوقہ ہین شاہزادہ اسد شیر پیر عالیمقام کی
انھون نے عشق شیر پیر مین اپنی جوانی کو برباد کیا اور حسن و جوان کو خاک مین ملا دیا اہل قلعہ
نے آواز دی کہ ای ملکہ آپ تشریف لائیے شہر [illegible] مین آشیانہ نشست پر کرم کیا و
فرود گاہ خاص خانہ نشست پر یہ سنکر محروق جادو بالا سے قلعہ تشریف لائین ساتھی بھی جادو [illegible]
طاوس رنگ پیدا ہوا اور آتے تھے بالا سے قلعہ ہو تیکر شق ہوا اس [illegible] تو سن جادو اور
طاوس جادو طلسم جان بر جانان کی شاہزادہ یہان پیدا ہوئین محروق جادو نے انکو پہچانا اور
کہا کہ او بہن ایک مدت سے [illegible] الله اکبر [illegible] کشور گیر ملکہ [illegible] اور
مقابلہ زلزلہ جادو سے [illegible] ہوا تھا تو ہم بھی [illegible] وہان
تمکو دیکھا تھا یا آج دیکھا کہ اسوقت ہم [illegible] دونون جوان [illegible] اب [illegible] تو سن جادو
اور طاوس جادو محروق جادو سے ملین اور بہت روئین کہا کہ ای بہن [illegible]
[illegible]
[illegible] عالی [illegible]
کر دی محروق جادو کا غم تازہ ہو گیا اور آنکھون سے آنسو بہا [illegible]
[illegible] محروق جادو نے کہا بہن [illegible] جادو [illegible]
اٹھا لی اور پاس [illegible] عالی وقار [illegible] پیدا [illegible]
قلعہ سے باہر نکالا اور [illegible] ہوشیار [illegible] قلعہ سے
باہر نکلے اور [illegible] محروق جادو آئی ہو اور [illegible] جادو کا
[illegible] جادو [illegible] میری [illegible]
تو کیون اسے قتل کرون اور روح کو اپنی [illegible] اب اسے ایک نامہ محروق جادو
کے نام تحریر کیا اور ایک پتلی پیتل کی چھوٹی سی نکالکر اسکو دی اور اسم سحر پڑھکر کے آواز دی
کہ جا اور جواب نامہ کا لیکر آ اور نامہ محروق جادو کا اٹھا دیا فوراً وہ پتلی [illegible] کر کے اڑی
اور جانب محروق جادو روانہ ہوئی یہان محروق جادو [illegible] تو سن جادو
اور طاوس جادو پاس [illegible]
[illegible] اور بلالی
[illegible] محروق جادو [illegible] کہان سے
[illegible] محروق جادو [illegible] اب سے
[illegible] لیا اور دیکھا [illegible] محروق
جادو [illegible]
[illegible] ہو
[illegible] پاس چلی آ
[illegible] شاہزادہ

کے ساتھ شادی بھی تیری کر دونگی کیونکہ لطف زندگی کھوتی ہو اور ایک شخص کے نام پر
بیٹھی ہوئی ہو جس سے ملنے کی امید زندگی میں امید نہیں یہ دیکھکر حیرت جادو آگ ہو گئی
اور پشت نامہ پر جواب لکھا کہ خاک بدہان تم ایسی عورتوں نے خاندان کا نام ڈبو دیا بہو بیٹیاں
ایک کے نام پر بیٹھی رہتی ہیں تو کیا آشنا دن پار کیا کرتی ہیں پس یہ کہتی ہیں کو بار کے بیٹھی ہیں تم سے
صاف صاف کہے دیتی ہوں اگر تم ان خدا پرستوں کے قتل سے باز رہو اور جسطرف سے آئی ہو
اسیطرف چلی جاؤ تو خیر ہو ورنہ امکان نہیں کہ میری موجودگی میں شہر بلخ کے سوار بلخ کو بھی تم
اپنا پہونچا سکو اور جہانتک امکان ہوگا میں تمہارے قتل میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرونگی
اور تمکو بھی قسم ہو اپنے دین و مذہب کی کہ تم میرے قتل میں بھی کوئی کمی نہ کرنا اسلئے میں تو جینے سے
بیحد عاجز ہوں اور زندگی سے تنگ ہوں یہ لکھکر اسی نیلی کے حوالہ کیا نیلی جواب نامہ لیکر مہبوت جادو
کے پاس آئی اور نامہ دیا مہبوت جادو نے نامہ اس نیلی کے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور مضمون نامہ
دیکھکر نہایت غیظ و غضب میں آئی کہ اس چھوکری کی شامت آئی ہیں لوا رسیف [illegible]
منہ اور شہری بات اسنے حکم دیا کہ نجے طبل جنگی ابھی وقت نقارہ زدی بجنے لگی اور آواز نقارہ
کے گرجنے کی خبر اہل اسلام کو ہوئی یہاں بھی کوس سلیمانی نوازش میں آیا شعر ز نقارہ آواز آمد برون
که [illegible] دو قسمت کرد [illegible] دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی ہوشیار
بلخی نے محرور جادو سے کہا کہ مجھے ایک بات کا تعجب ہو رہا ہے کہ دستور لشکر ساحران کا یہ ہو
[illegible] اتنا وہ کسی سے مقابلہ کرنا ہوتا ہی تو وہ سحر اپنے جنگ کے لیے میں پیر دن کو توشہ دیتے ہیں
[illegible] آج خاموش بیٹھی ہیں کیونکر جنبش تک نہیں محرور جادو نے کہا اے ہوشیار
[illegible] نے ایک مدت سے [illegible] کر دیا ہو مگر تو یہ نہیں کی تھی اسی دن کے واسطے کہ مبادا
لشکر اسلام پر کوئی وقت نازک آپڑا تو میں جانبازی کر دیتی اور انکو بچا لیتی وہی ہوا کہ وہ
دن پیش آگیا اب جو خدا کریگا وہ میدان جنگ میں ہوگا اسے ہوشیار بلخی نے تو سن جادو
ولا رسمی جادو کی طرف دیکھا انھوں نے بھی یہی جواب دیا ہوشیار بلخی خاموش ہو رہا اور ادھر
مہبوت جادو نے لشکر سے علیحدہ خیمہ اپنا برپا کیا اور ساحروں کو اپنے گرد خیمہ کے جمع کر کے
سحر جنگ کا شروع کیا راوی بیان کرتا ہے کہ اسطرف گروہ نابکار کا ان نابکاروں سے پھر ہیں [illegible]
[illegible] میں سرگرم رہے [illegible] آگیا تھا وہ تمام عقل بیچی و صبح کو دل آنکے [illegible] نہایت
ہی [illegible] آگ کے [illegible] صاف روشن تھی اہل اسلام کے نام
[illegible] آگ [illegible] آگے شمشیر
[illegible] شجاعت کی [illegible] زبان [illegible] ہمارا [illegible]
دیکھا [illegible] اور چھوٹے [illegible] حال [illegible] سر پر
آفت آئی اور کوئی [illegible] شام
خدا پرستوں کو جلا [illegible] خیال [illegible]
[illegible] دیکھا کہ [illegible] فلک
نیلوفری پر پہونچا اور [illegible] آفتاب عالمتاب [illegible] اوج
تمام عالم [illegible]

تلوار کیا نگہ باہ تابان آمد مہر درخشان سے شکل حیران بہ سر و سامان روان دوان ہوکر دامن
کوہستان مین پنہان ہوا شعر مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے ٭ پھولا گل خورشید نسیم
سحر ناگاہ سے ٭ صبح شام غدار پرستون نے فریضہ سحری کو ادا کرکے رخ میدان کارزار کا کیا
اسطرف ملکہ محرق جادو و توسن جادو و طاؤس جادو آکے میدان مین قائم ہوئین اوسطرف
ببھوت جادو و فوج ساحران غدار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان مین آکر صف آرا ہوئی صف آراستگی
سے فوغ قتال و جدال نقیب منصب دیکر نکل گئے تھے کہ ببھوت جادو کے لشکر مین دُہل اور دہرو
بجنے لگے سنکھ پھنکنے لگے ہر طرف ترسول پھول چمک رہے تھے ساحر جانوران سحر پر سوار ناخن پر
کھینچے ہوئے تیکے صندل کے دیے ہوئے زنار گلون مین پڑے ہوئے جھولیان سحر کی کاندھون پر
لٹکائے ہوئی نعرہ پاس مری یا جمشید کے بلند کرنے لگے ببھوت جادو ایک بندر پا کا سچہ اپنے
گلے سے [illegible] پہنچا ہوئے تھی کہ ایک مرتبہ ایک ساحر لشکر ببھوت جادو سے نکلا اور میدان
جنگ کی طرف اشارہ کرکے کچھ اسم سحر دم کیا اور ایک ٹکڑا تلوار کا جھولی سے نکال کر پھینک دیا
دیکھا کہ وہ ٹکڑا چمک کر چلا اور تمام میدان کی جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کر دیا اب
اُس ساحر نے پھر کچھ اسم پڑھا اور دستک دی دیکھا کہ ایک جانب سے جھونکا ہوا کا پیدا ہوا
اور تمام خس و خاشاک کو سمیٹ کر ایک طرف کرتا ہوا نکلا چلا گیا پھر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر
زمین پر ایک دو ٹھوکر مارا کہ زلزلہ سا پیدا ہوا اور تمام پستی و بلندی زمین برابر ہوگئی جیسے [illegible]
مثل آئینہ کے ہموار ہوگیا تو یہ ساحر بالکل [illegible] لشکر مین شامل ہوگیا اب ببھوت جادو نے آواز
دی کہ کون مقابلہ کو آئیگا محرق جادو نے جواب دیا کہ جسکو نکلنا ہوگا وہ [illegible] وقت نکلیگا آپ
پہلے سے کیون پوچھتی ہین جسوقت کوئی میدان مین آئیگا پاؤگی علامت سحر ظاہر ہوگی آتش و [illegible]
سے [illegible] ہو سکیگا وہ کریگا یہ سنکر ببھوت جادو نے شمشام جادو کی طرف دیکھا شمشام جادو
اپنا مرکب چمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے توسن جادو نکلی اور سامنے
شمشام جادو کے پہنچی اور آواز دی کہ او کافر کیا کہتا ہے شمشام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ایک دو
کو زلزلہ سا پیدا ہوا اسنے آواز دی کہ اے زمین نگل لے توسن جادو کو اسکا آواز دینا تھا کہ زمین شق ہوئی اور توسن جادو
مع توسن سحر غرق زمین ہونے لگی تب توسن جادو نے زمین مین غرق ہوتے ہوئے کچھ اسم سحر شروع کردیا تھا کہ
اسم تمام ہوا شق شدہ [illegible] تو زمین مین دھنسی چلی گئی جیسے اسم سحر ختم ہوا اب توسن جادو نکلی اور پیچھے
شمشام جادو کے لگی دونون پاؤن شمشام جادو کے پکڑ کر کچھ اسم سحر پڑھکر ہوا پر اشارہ کیا
پھر گھما کر پھینک دیا بس اسکا مرنا تھا کہ صدائے گیر و دار بلند ہوئی آتشبازی و برف باری دیر تک ہوا
کی [illegible] آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شمشام جادو بود حیف مردم و [illegible]
و [illegible] خود شد [illegible] اسکی تلاش جہنم مین [illegible] سرد ہوئی اور
پھر اسکی فاتحہ [illegible] تو وہ تاریکی سحر برطرف ہوئی توسن جادو پلٹ کر لشکر اسلام
مین آئی محرق جادو نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ آج تمھنے ٹیک رکھ لی اور نام طلسم
جہان مین جان سکا روشن کردیا توسن جادو نے سلام کیا اور کہا کہ مین ایک مدت سے سحر
سیکھ رہی تھی اب وہ بات تو کہاں مگر خیر ہم لوگون کی دعا سے اتنا ہو گیا ایسے ایسے ساحرون سے
بچکے ہو تیوں ہوا سحر تمہاری سیعت ہے محرق نے کہا کیون نہ ہو [illegible] پہلے سے رہا نون کا پتلہ [illegible]

مہبوت جادو نے جو دیکھا کہ ایک ساحر پھر مارا گیا دوسرے ساحر کو حکم دیا نام اسکا خیام جادو
تھا۔ میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا اسطرف سے ملکہ طاؤس جادو دیا تند طاؤس
طناز نے اپنا طاؤس سحر اڑا کر میدان میں آئی اور سامنے خیام جادو کے پہونچکر آواز دی کہ او
خیام جادو تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ آج تو ہمارے سامنے آیا ہے اور اے مہبوت جادو اب تمکو
اسقدر غرور ہوا کہ خود مقابلہ کو نہیں نکلتے اور سردارون کو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجتے
ہو یہ ہمارا کیا کر لینگے ہر چند کہ ہمنے اسوقت اس کام کو ترک کر دیا ہے اور لائق مقابلہ نہیں رہے
مگر ہمارا چھوٹا ہوا سحر بھی ایسے ایسے ساحرون کو کافی ہے مہبوت جادو نے کہا کہ تمنے خداوند سامری کو ذلیل سمجھا ہم
تمکو ذلیل سمجھتے ہیں جس سحر کو برا سمجھکر ترک کیا ہے آج اچھی طرح اسکا مزا چکھو تاکہ تمکو بھی معلوم ہو جائے کہ جو
ساحر ہمارے مقابلہ کے لائق نہ تھے اب ہم خود انکے مقابلہ کے قابل نہیں رہے ہیں خیام جادو کافی ہے یہ
سنکر طاؤس جادو کو نہایت غصہ آیا اور خیام جادو کا دماغ آسمان پر پہونچا پکارا کہ ملکہ ہماری سحر کیتی ہیں بھلا
دیکھو تو اس سحر کو یہ کہکر اسنے کچھ بال اپنے سر کے توڑ کر اور کچھ سحر دم کر کے طاؤس جادو کی طرف پھینکے کہ
وہ زمین پر گرتے ہی بالکل مار سیاہ ہو کر پھن [illegible] کھاتے ہوئے چلے یہ دیکھتے ہی طاؤس جادو
اپنے طاؤس سحر پر سے کود پڑی اور اشارہ کیا کہ انکو کھا لے کہ یہ تیری خوراک ہیں بس اشارہ
کرتے ہی وہ طاؤس [illegible] جا پڑا اور سانپون کو نگلنے لگا ہر چند خیام جادو نے سحر کیا مگر کچھ نہوا طاؤس جادو
کا طاؤس ان تمام سانپون کو نگل گیا اب طاؤس جادو نے اشارہ کیا کہ جا اور خیام جادو
کو بھی کھا کہ گوشت اسکا بھی نہایت لذیذ ہے یہ اشارہ پاتے ہی طاؤس سحر خیام جادو
کی طرف چلا خیام جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کر کے اس طاؤس پر
مارا کہ وہ ناریل پھٹا اور دھوان پیدا ہوا [illegible] معلوم
ہوتا ہے اور طاؤس اس قفس میں [illegible] طاؤس جادو نے ایک [illegible]
سے نکال کر [illegible] سحر پڑھکر [illegible] آواز دی [illegible] اس طاؤس
کو وہ [illegible] یہ تیلیاں قفس کی ٹوٹ گئیں اور قفس جلکر خاک ہوا [illegible] جادو
نے [illegible] سحر کیا [illegible] قفس [illegible] طاؤس کے پرون پر بھی داغ نہ لگا
اب وہ طاؤس خیام جادو کی طرف [illegible] خیام جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر
[illegible] ایک چھوٹا سا خیمہ [illegible] آہنی اور
خیمہ پاک کر دیا خیام جادو اسمین [illegible] طاؤس چاہتا تھا کہ اندر خیمے کے خیام جادو
کا کام تمام کر دے [illegible] چارون تیلیاں [illegible] ہاتھون میں لیے ہو گئے آہنی اور طاؤس پر
جال [illegible] طاؤس جادو نے کہا کہ خدا کی قدرت ہے کہ آج یہ ساحر ہمارے سحر کے جواب [illegible]
[illegible] دشمن [illegible] جیسے ہی وہ تیلیاں طاؤس پر جال [illegible]
مہبوت جادو نے آواز دی کہ کیون اے طاؤس جادو ابھی سحر پر گھمنڈ باقی ہے [illegible] طلسم
جان بن جان [illegible] اب بھی بہتر یہ ہے کہ اگر اطاعت میری اختیار کرو اور دعوی خدا [illegible]
سے ہاتھ اٹھاؤ میں تمکو پھر اسی درجہ پر پہونچا دونگی ورنہ آج ہی نام طلسم جان بن جان کا
دنیا سے مٹ جائیگا اور تم زندہ پلٹ کر یہان سے نہ جا سکو گی یہ سنکر طاؤس جادو
نے کہا کہ اے مہبوت جادو خدا کی قدرت ہے کہ آج تم اسطرح کے کلمات زبان سے

نکال رہی ہو کبھی اسکے پہلے تمنے مقابلہ نہ کیا جبکہ ہمارے سحر تیار تھے کیا اسُ وقت تمھین
معلوم نہ تھا کہ ہم مطیع اسلام ہین مگر اسُ وقت تم کیا سمجھکر سامنے آئین جانتی تھین کہ مقابلہ
ان لوگون سے آسان نہین ہے اور یہ حرامزادہ خیام جادو میرا کیا کرسکتا ہے یہ کہکر دستک
دی کہ ایک تیا سحر کا پیدا ہوا اور آواز دی کہ کیا حکم ہوتا ہے طاؤس جادو نے کہا کہ جا اور ان چارون
پتلیون کو پھونک دے اور آپ بھی لباس پہنتا تھا کہ وہ پتلہ تڑپکر چلا اور پتلیان اس سے
سوتے تھے ہوئے دیکھکر بھاگین پتلہ مارا مارا سنناتا ہوا انکے قریب پہونچ گیا اور ایک ڈبیا اسکے ہاتھ
مین تھی وہ کھولی شعلہ آتش ڈبیا سے نکلا اور ان پتلیون پہ گرا اور چارون کو جلا دیا طاؤس بھی جلنے لگا
خیام جادو نے کچھ پڑھکر ایک ترنج کھینچ مارا کہ وہ پتلا بھی جلا اب یہ چھوٹون شعلے ایک ہوکر
طاؤس جادو کی طرف چلے طاؤس جادو نے جلدی سے زبان مین نشتر دیا اور خون چلوون
مین لیکر اس شعلہ پہ مارا کہ وہ مختصر ٹھہرا یا کہا لینا خیام جادو بس یہ سنتے ہی وہ شعلہ بھڑک کر چلا
اور خیام جادو نے جھولی سے ترنج نارنج کھینچ کھینچ کر مارنا شروع کیا لیکن وہ شعلہ کو کسی طرح
دریا آخر کار یہ بلند ہو کر بھاگا اور شعلے نے اسکا تعاقب کیا یہان تک کہ ہوا اپنے لشکر مین چلا گیا اور
ایک ساحر کے پیچھے چھپا شعلہ جو گرتا ہے دونون کو جلا کر خاک کیا ایک آندھی چلی اور خاک اوڑی
دیر تک آتشباری و برف باری ہوا کی تاریکی چھائی رہی شعلہ سحر نے اسی تاریکی مین اپنا کام کیا کہ ہر طرف
چکے چکے سر کٹ کر گرنے لگا اور ساحرون کو چھینک لگا اور آوازین پیدا ہونے لگین کہ ہستی مرا نام مین
فلان بود و فلان بود یہ رنگ دیکھکر مہوست جادو بدحواس ہوگئی اور جلدی سے
اسنے کچھ اسم پڑھکر دستک دی دیکھا کہ ایک زنگی شیشہ لئے ہوئے پیدا ہوا کہا پکڑ کر
اس شعلے کو یہ سنتے ہی وہ زنگی قریب شعلہ کے آیا اور شیشہ سامنے کرکے آواز دی کہ بس
او ظالم بہتون کو تونے مارا اب آ وہ شعلہ چھلا کر اسی شیشہ مین اتر آیا اور فوراً شیشہ لگا کر زنگی
مہوست جادو کے پاس آیا مہوست جادو نے شیشہ اسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہا کہ بس
اب تو جا یہان ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہے ابھی ایک مرتبہ تجھے ادراک ہوگا یہ سنکر وہ زنگی تو چلا
گیا روانہ ہوا یہان مہوست جادو نے نشتر اپنی چھنگلیا مین دیا اور خون اسکا اسی شیشہ
مین ٹپکایا اور کہا کہ ای شعلہ بس اب کام طاؤس جادو کا تمام کر اور بعد اسکے تمام لشکر اسلام
کو غارت کر کیا سب یہ سنتا تھا کہ وہ شعلہ طاؤس جادو کی طرف
چلا یہان طاؤس جادو نے جلدی سے ایک اسم سحر پڑھکر ارونی کا پھینکا اور
چھینٹا پانی کا دیا کہ وہ ابر بنکر اس شعلہ کی طرف چلا شعلہ ابر کو دیکھکر بلند ہوا اور دامن ابر
سے لپٹ گیا دیکھو اسکے ابر مین آگ لگ گئی اور مانند پنبہ جلکر خاک ہوا اور اب جو شعلہ
چکے سے طاؤس جادو پر گرتا ہے تو جسم مین اسکے آگ لگ گئی طاؤس جادو جلنے لگی تو سن جادو
نے چھپٹکر ایک شیشہ پانی کا بھرا ہوا طاؤس جادو پہ کھینچ مارا کہ وہ شعلہ تو فرو ہوگیا مگر
طاؤس جادو بیہوش ہو گئی چھالے تمام جسم مین پڑگئے تھے مجروح جادو جلدی سے قریب
طاؤس جادو کے آئی اور ایک ڈبیا کھول کے نکالی اور مرہم جمشیدی کا زخمون پہ طاؤس جادو
کے لگایا کہ فوراً اچھی ہوگئی تمام زخمون سے انگور شادابی کے نکل آئے یہ دیکھکر مہوست جادو نہایت
رنجیدہ ہوا اور انکار کیا اور چپکی رہی معلوم ہوا کہ سب تدبیر بیکار ہوگئے کام نہ چلے گا اور یہ

لڑائی فتح ہوگی یہ کہتی ہی اپنا تخت سحر اڑا کر میدان میں آئی اور کہا کہ اب جیسے نکلنا ہو وہ سے نکلے
محروق جادو نے کہا کہ تمہارے واسطے میں موجود ہوں یہ کہکر اپنی صف سے نکل سامنے
مبہوت جادو کے آئی مبہوت جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ جانب آسمان
سے ایک ابر پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک برق چمک کر محروق جادو پر چلی محروق جادو
پاؤں مارکر غرق زمین ہوگئی برق جو خالی پھری کڑک کر مبہوت جادو کی طرف چلی محروق جادو زمین
سے شعلہ بنکر نکلی اور اس ابر پر جاکر گری اور ابر میں آگ لگ گئی اور وہ ابر شعلہ ہوکر مبہوت جادو
کی طرف چلا اب محروق جادو اپنے مقام پر آکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھ پڑھ کر اس شعلے
پر زور دے رہی تھی اور شعلہ مانند تیر شہاب کے تیز ہوتا ہوا چلا جاتا ہے مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ محروق
نے قریب سحر کو تحت پیرا پٹھا دیا ادھر تو برق چمک کر آئی اور ادھر شعلہ دونوں برابر لگے تھے کہ
آنے میں پس اسنے جلدی سے منتر پڑھکے سحر کو ایک گھونسا مارا کہ اسنے منہ کھول دیا اور برق
کے سحر اسکے منہ میں گری اور غائب ہوگئی اور اب یہ جھپٹی اور شعلہ کو بھی پکڑ کر کھا گئی محروق جادو
نے جو دیکھا کہ مبہوت جادو نے اپنے سحر کو مٹا دیا پس جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی
کہ کہاں ہو یاران لشکر اے سپہ سالار فوج انکو لینا جوہت آئینہ پرست کو کہ سارا فساد اسی ملعون کی
ذات سے ہوا ہے یہ آواز سنتے ہی چاروں طرف سے شور و غلغلہ بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے معلوم
ہوتا تھا کہ ہر آسمان ایک آسمان خالی پیدا ہوگیا ہے یہاں تک کہ آتے آتے وہ منہ گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے ڈیڑھ لاکھ سوار پیدا ہوئے آگے آگے انکے ایک پہلوان تلوار کھینچے ہوئے
پرست کے سب لشکر جوہت آئینہ پرست پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا اور افسر فوج نے
نعرہ کیا کہ میں جاموش تیغ زن باشش اور مسافر جوہت آئینہ پرست کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ
سے بچ کتا ہوا اور تلواریں مارتا ہوا چلا جو سامنے آیا دو ٹکڑے کیے صفوں کو توڑتا اور پروں
کو پسپا کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے ہرچند کہ جوہت آئینہ پرست کے ساتھ بڑا لشکر ہے اور نہایت زبردست
پہلوان ہمراہ ہیں مگر جاموش تیغ زن کسی سے نہیں رکتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے اب جو خیال کرکے
دیکھا تو تلواریں برس رہی ہیں مگر یہ کسی کا وار سپر سے نہیں روکتا بلکہ برابر اسکے جسم پر تلواریں پڑ رہی ہیں مگر خط
بھی نہیں پڑتا اور یہ جسکو ہاتھ مارتا ہے سپر کو قلم کرکے خود و بلغہ غرق جہن زرہ ٹوپ وغیرہ کو کاٹ کر چار آئینہ
جوشن زنجیر کمر زین فرس وغیرہ فرس کو کاٹکر تلوار زمین پر رکتی ہے یہ دیکھکر مبہوت جادو سمجھی کہ شاید یہ فوج سحر پہلوان
پہلوان نہ تھا پہلے اسنے اپنے ساحروں سے کہا کہ لینا انکو جانے نہ پائیں ساحر ترنج نارنج گولہ فولادی
کچھ سو پچیس لیکر جھپٹے اور سحر کرنا شروع کیے آگ برسائی پتھر تین گرائیں تیر برسائے
دریا سحر بہایا مگر یہ فوج کسی سے نہ رکی اور کوئی حربہ اسپر کارگر نہ ہوسکا البتہ جوہت آئینہ
پرست چلایا کہ ای مبہوت جادو اب میں کیا کروں کہ مبہوت جادو نے کہا کہ گھبراتا کیوں
جاتا ہے اور اپنے ساحروں سے کہا کہ پلٹ آؤ معلوم ہوگیا کہ یہ فوج ساحران کی نہیں ہے بلکہ لشکر
سحر ہے ساحر پلٹ آئے اور وہ لشکر برابر قتل کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے اب مبہوت جادو نے
محروق جادو کی طرف دیکھکر بہت تعریف کی اور کہا کہ واقع میں کیا اچھا دھوکا دیا ہے کہ مجھے
بھی شبہہ ہوا کہ یہ فوج سحر نہیں ہے پس اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اور
پکاری کہ ای اہل لشکر افسوں سرداران کہاں ہو آؤ اور اپنے ہم نبرد سے نمٹ کر دیکھا کرو اسی طرح

دوسری [illegible] اور اس گروہ سے بھی ڈیڑھ لاکھ سوار پیدا ہوئے اور لشکر جاموش پر
گرے انکا پھر آنکی تلوار چلنے لگی اور افسر فوج اپنی افسون شہردار سامنے جاموش تیغ زن
کے پہونچا اور پکارا کہ او جاموش کیا کمزور پاکر تو نے قتل و تیغ کرنا شروع کیا برابر والے
سے لڑ تجھکو جواب ملے یہ سنکر جاموش تیغ زن اسکی طرف پلٹا اور کہا کہ آ تو ہی آ افسون سردار
نے جھپٹ کر تیر مارا جاموش تیغ زن نے اپنا سر آگے بڑھا دیا تیر پڑتے ہی سر اسکا شق ہوا
اور خون [illegible] نکلا سر پر جاموش شہردار کے پڑا اس خون نے شعلے کا کام کیا افسون
جلا کر خاک کردیا دونوں سپہ سالار جلکر خاک ہوئے اور یہی صورت فوج کی بھی ہوئی کہ
[illegible] شہردار [illegible] تیغ زن کو مارا اور خون جسم سے نکلا وہ شعلہ بنکر گرا اور دونوں کو جلاکر خاک
کردیا اور [illegible] تیغ زن نے شہردار کو قتل کیا شہردار کا خون بھی شعلہ بنکر دامنگیر ہوا اور قصاص
لیا [illegible] دونوں لشکر تماشا [illegible] جنگ کا دیکھ رہے ہیں اہل اسلام تعریف محروق
جادو کی کررہے ہیں اور [illegible] مہوت جادو بھی تعریف کر رہے ہیں جسوقت یہ دونوں لشکر
جلکر خاک ہوگئے تو صرف دو شعلے قائم رہ گئے باقی سب شعلے سرد ہوگئے بس جلدی سے
محروق جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ان شعلوں کی طرف پھونک کر آواز دی کہ بس [illegible]
کا [illegible] دونوں ایک ہو جاؤ اور [illegible] کام ملکر کرو [illegible] وہ خوب ہوگا
[illegible] شعلہ [illegible] بس یہ سنتا تھا کہ وہ دونوں شعلے
[illegible] آواز دی محروق جادو نے [illegible] مہوت جادو کو دیکھا کہ
[illegible] جادو کی طرف چلا مہوت جادو نے دیکھا کہ یہ سحر رد نہ ہوگا
[illegible] آواز دی کہ ای زنگار جادو آنا کہ وقت تیرا یہی ہے بس یہ
[illegible] زمین شق ہوئی اور ایک سازنگی شیشہ خالی ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوئی
اور ان شعلوں کی طرف دیکھکر آواز دی کہ ادھر کہاں جاتا ہے ادھر آ تھوڑی دیر دم لے شعلہ سے آواز
آئی کہ [illegible] کیوں بلاتا ہے میں جسطرف جاؤنگا اپنا کام کرونگا آپ ہیں [illegible] نہیں ہوں
یہ کہکر زنگار جادو کی طرف چلا مہوت جادو نے جلدی سے آنکھیں بند [illegible] کہ چیر کر اس
شعلہ سے [illegible] جلکر خاک ہوئی اور شعلہ قائم ہوکر ٹھہرا مہوت جادو نے آواز دی
کہ ای محروق جادو [illegible] شعلہ [illegible] محروق جادو کی طرف چلا اور زنگار جادو [illegible] ہوئے شعلہ
کے ساتھ ساتھ چلا جیسے ہی شعلہ قریب محروق جادو کے پہونچا محروق جادو نے [illegible] دست
میں [illegible] نکالا اور جادو میں لیکر کچھ اسم سحر دم کرکے شعلہ پر کھینچ مارا اور آواز دی کہ بس ٹھہر
اسی جگہ شعلہ اسی مقام پر قائم ہوگیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ستارہ درخشاں پھر زنگار جادو نے
سحر کیا کہ شعلہ [illegible] لیکن آگے ممکن نہ ہوا اب یہ حیران حیران مہوت جادو کی طرف دیکھنے لگا
مہوت جادو نے کہا ای محروق اس سے کیا فائدہ کہ تو نے سحر کو بند کردیا اب نہ یہ تیرا کچھ کرسکتا
ہے نہ میرا محروق جادو نے کہا اب جسکی قسمت میں [illegible] اسکا کام تمام کریگا آج [illegible] کا خاتمہ ہے اور یا
محروق کا خاتمہ ہے یہ کہکر [illegible] ایک [illegible] ہاتھ میں [illegible] ایک [illegible] تھی محروق جادو
نے [illegible] پھول نکالا [illegible] لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر اس [illegible] پر [illegible] کیا اور کہا کہ ای [illegible]
[illegible] اپنی روشن [illegible] آگ لگا [illegible] سنتے ہی وہ [illegible]

اٹھی اور مشعل اپنی اُسی شعلہ کے قریب لائی شعلہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور مشعل جلنے لگی پتلی جھپٹ کر مہبوت جادو
کی طرف چلی ہووے مہبوت جادو نے جو دیکھا کہ یہ بلا کی طرح چلی آتی ہے دل میں سوچی کہ غضب ہوا اسکا
ترکنا دشوار ہے جلدی سے پاؤں مار کر غرق زمین ہو گئی پتلی نے اسکے تختِ سحر میں آگ لگادی اور
آپ پلٹ کر محروق جادو کی طرف چلی محروق جادو نے کہا کہ اے طاؤس جادو غضب ہوا سب
پہیر بیر روسکے رسنے والا نہیں ہے کیونکہ اسکا رد ہونا ممکن ہی نہیں مگر میں نے بڑی غلطی کی کہ زمین
نشستہ کردی کہ مہبوت بھاگ نہ سکتی یہ امر ترک عادت کی وجہ سے ہوا طاؤس جادو نے کہا
کہ پھر آپ ہی غرق زمین ہو جائیے محروق نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہے اگر یہ شعلہ مجھکو نہ پاسکے گا تو لشکر
اسلام کو غارت کرے گا بڑے افسوس کی بات ہے کہ لشکر اسلام میرے سحر سے بری زندگی بھر
بربادی نہ ہو یہ کہہ رہی تھی کہ اُسی پتلی نے آتے ہی مشعل محروق جادو پر کھینچ ماری تمام جسم میں آگ
لگ گئی اور محروق جادو جلنے لگی توسن جادو اور طاؤس جادو نے ہرچند سحر کیا مگر کچھ نہ ہو سکا
محروق جلکر خاک ہو گئی اب اُس پتلی نے وہی مشعل پھر اٹھائی اور توسن جادو کی طرف چلی
توسن جادو اور طاؤس جادو نے چاہا کہ زمین میں غرق ہو جائیں لیکن زمین سخت ہو گئی تھی سحر
مہبوت جادو کا تھا جب تک یہ دونوں رد سحر کرکے زمین کو نرم کرنے میں رہیں پتلی قریب آگئی
اور مشعل کھینچ ماری توسن جادو و طاؤس جادو بھی جلنے لگیں یہاں تک کہ یہ بھی جلکر خاک ہو گئیں
اب وہ پتلی پلٹ کر مہبوت جادو کی طرف چلی مہبوت جادو جیسے ہی قریب اُس شعلہ کے آئی جو
بالا سے ہوا قائم تھا اور اسنے اپنی زبان میں نشتر دیکر خون نکالا اور اُس شعلہ پر ڈالا اور کہا کہ لے اب
پتلی کو شعلہ جھپٹ کر اُس پتلی میں گرا پتلی مع مشعل جلکر خاک ہو گئی بس پتلی کا مرنا تھا کہ مہبوت جادو
نے شعلہ سے اشارہ کیا کہ لشکر اسلام کو بھسم کر دینا تھا کہ وہ شعلہ لشکر اسلام کی طرف چلا اور آگ
ابر سرخ رنگ ہو کر محیط ہو گیا انواع اقسام کا طلسم مچ گیا اور لوگ بچا سکے الغرض اس شعلہ نے
اسکو پہلے جلایا جو لشکر سے الگ ہوا لیکن جو منتظر تھے وہ اسیطرح کھڑے رہے اور جلا کیے
عجب طرح کا شگاف لشکر اسلام میں پڑا تھا کہ لوگ جل رہے تھے ہر طرف سے صدا سے اشہد ان
لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ بلند تھی ایک دوسرے کو اپنا اسلام ساتھ پکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ
ہم مرتے مرتے اس دین مبین پر قائم رہے کہاں تک بیان کیا جائے کہ تمام لشکر مع ہوشیاروں کی
و لشکر شہریار بلخی جلکر خاک ہو گیا اور کوئی جانور تک نہ بچا تمام قلعہ شہر ویران ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ہزار ہا برس سے یہاں کوئی ذی روح نہیں رہتا ہے جس وقت تک شعلہ نے شہر بلخ کی بربادی میں
مصروف رہا اتنے عرصہ میں مہبوت جادو نے ایک اسم سحر زنگار جادو کو تعلیم کیا اور کہا کہ میں شیشہ بند رہتی ہوں
یہ اسم پڑھنا شعلہ اسمیں سے آتش کرے گا اور تمہارا تابع رہیگا اور جس وقت تمہیں نہ پائیگا اگر کوئی شخص تجھے یہ
شیشہ اسیطرح چھین لیگا تو اسکے تابع ہو جائیگا تمکو چاہیے کہ اسکو تم بڑی ہوشیاری سے اپنے پاس رکھو زنگار جادو
نے اسیطرح شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا وہاں شعلہ شہر بلخ کو جلا کر خود اپنے شیشہ
کیطرف پلٹا اسکا اسے پہونچنا تک دون ہی ملا اسنے شہر بلخ کے بربادی پر ڈال تھی لیکن زنگار جادو جلدی
سے اسم پڑھ رہا تھا شعلہ کو دیکھکر اشارہ کیا کہ آ اور اس شیشہ میں قیام کر بس شعلہ لشکر اسکے شیشہ
میں اُتر آیا زنگار جادو نے ڈاٹ شیشے میں لگائی اور پاس مہبوت جادو کے آیا مہبوت جادو نے
شیشہ ہاتھ سے زنگار جادو کے لیا اور ساتھ خوشی اپنے پرستش کے آئی فوج کفار میں نقارہ فتح کا

لوگ خوشی کرنے لگے اور مبہوت جادو نے وہ شیشۂ سحر آگین جو ستارہ آئینہ پرست کو دکھایا اور
کہا کہ یہ تحفہ نہایت زبردست تیار ہو گیا ہے اب یہ تمام ممالک اسلام کو تھوڑے ہی دنوں کا فی
ہے اسپر کفار تو مصروف جشن ہوئے ہیں لیکن کچھ حال اجروس جنی کا بیان کیا جاتا ہے
کہ اتفاق سے یہ اسطرف آنکلا تو اسوقت پہونچا جبکہ تمام شہر بلخ برباد ہو چکا تھا ہر جگہ
راکھ کا ڈھیر تھا اجروس جنی روتا ہوا زمین پر آترا اور انہیں راکھ کے تودوں کو مزار
غریبان سمجھ کر فاتحہ پڑھا اور اب ہیئت اپنی تبدیل کر کے داخل لشکر کفار ہوا اور حالات
دریافت کر کے روتا پیٹتا خدمت میں اپنے باپ سنگل خان جادو کے روانہ ہوا جسوقت
نزدیک سنگل خان کی اجروس جنی پہونچا کہا اے فرزند کیا ہے تو اسقدر کیوں پریشان ہے اجروس
نے بیان کیا کہ عجب تباہی خدا پرستوں پر آئی ہوئی ہے جسقدر ممالک اسلام تھے انہیں سے آدھے بھی
نہیں رہے اور بعض تو ایسے تباہ ہوئے ہیں کہ اب آبادی انکی ناممکن ہے ایک متنفس بھی
نہیں بچا ہے بلکہ عمارتیں تک بست و نابود ہو گئی ہیں اور جو شہر کہ آباد ہیں وہ بھی چراغ سحری
ہو رہے ہیں آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے اوسکی امید نہیں اسلئے کہ ابھی ابھی میرا گذر شہر بلخ کی جانب
ہوا تو میں نے دیکھا لشکر جو ستارہ آئینہ پرست کا ہے اسنے بلخ میں اترا ہوا ہے کفار مصروف جشن
ہیں اور شہر بلخ تمام پھنکا ہوا ہے اوسکو لی ذی حیات سے نہیں بچا مبہوت جادو نے کسکو
[illegible] دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اسی مبہوت جادو نے سحر [illegible] کو برباد
کر سکے آیا تھی دوسری جانب خونخوار بن دجال شہر حصار سے قلعہ کیلان
تک خدا پرستوں کا استیصال کرتا ہوا پہونچا ہے اور وہاں سے شہر اردبیل کو روانہ
ہوا ہے تمام رفیقان حمزہ صاحبقران قتل ہو گئے اور ملک برباد ہو گئے اور ان لعین کا ارادہ
ہے کہ اب چلکر قلعہ ذوالامان کو بھی برباد کریں جہاں ناموس حمزہ صاحبقران کے پناہ
گزین ہیں یہ سنکر سنگل خان جادو بہت روئے اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ بیشک عمر ہماری بھی
لبریز ہو گئی اسنے فوج کو تیاری کا حکم دیا مگر نہ بیان ہو سکے آگیں دوسرے روز سنگل خان
جادو مع لشکر کوچ کر کے جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا کہ اسکا حال بر وقت پہونچنے
کے بیان کیا جائیگا آمدم بر سر مطلب کہ یہاں جو ستارہ آئینہ پرست جشن سے فرصت کر کے
جانب شہر ختن روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت قریب شہر ختن کے
پہونچا تو فوج کو اتارا خیمہ برپا کیا جب یعقوب شاہ ختنی کو ہولی یعقوب شاہ نے کہا
کہ کچھ پروا نہیں ہے الحمد للہ کہ مرتبہ شہادت حاصل ہوگا اگر بستر خواب پر ہلاک ہوتے تو
کیا ملتا اور مرنا ہر طرح ہے کیونکہ اب سو برس کے ہوئے اور کیا باقی ہے عمر گذری جوانی پیری ہولی
اتنی کیا رہی ہے اب صرف پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے لیکن جو ستارہ آئینہ پرست نے شب
تو براحت و آرام بسر کی اور صبح کو بارگاہ میں آکر بیٹھا اور روز بلادشت لب کو نامہ دیا کہ جاکر
جواب اسکا لاؤ روز بلادشت لب نے نامہ سر سے باندھا اور تھوڑی سی فوج ہمراہ لیکر
جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو روز بلادشت کو اسطرف آتے ہوئے دیکھا یعقوب شاہ
ختنی سے بیان کیا کہ ایک سردار تھوڑی سی فوج ہمراہ لئے ہوئے اسطرف آتا ہے یعقوب شاہ
نے کہا دروازہ قلعہ کا کھول دو اور لاؤ ہم کب [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار اپنے دل میں ہمکو

ضعیف و ناتوان سمجھکر اس ارادہ سے آئے ہین کہ قلعہ چھین لین تو مین ابھی ایسا نہین ہون
کہ کوئی سردار تھوڑی سی فوج لیکر قلعہ میرا لیلے مین اس سے مقابلہ کرونگا اگر اندیشہ
تھا تو سحر کا تھا ان لوگون سے مجھے خوف نہین ہے ابھی جاکر اس ملعون کو مزا چاشنی مرگ
کا چکھاتا ہون یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوئے اور قلعہ سے نکلے جسوقت یہ بیرون قلعہ آئے
اور ایک سوار نے آکر یعقوب شاہ ختنی سے بیان کیا کہ نامہ دار ہوشت آئینہ پرست کا
آیا ہے یعقوب شاہ ختنی نے کہا بلاؤ جسوقت زرباد شتہ لب سامنے آیا نامہ پیش کیا
یعقوب شاہ ختنی نے لفافہ چاک کیا اور نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای یعقوب شاہ ختنی
معلوم ہو کہ یا اطاعت میری اختیار کرو اور مذہب خدا پرستی کو ترک کرو اور یا جنگ پر آمادہ ہو
مین نے شہر بلخ اور سمرقند دونون کو آب چلا دیا ہے کہ بلخ کا تو نشان تک باقی نہین رہا
اگر خلاف ورزی میری سے اور کوئی امر تمسے ظہور مین آیا کہ تمنے اسلام کو نہ ترک کیا اور
اطاعت میری نہ اختیار کی تو یاد رکھنا کہ ایک ہی دن مین ختن کو بھی مثل بلخ کے پھونک
دونگا یعقوب شاہ نے دوات قلم طلب کرکے جواب پشت پر تحریر کردیا کہ او نامرد
تیرے ساتھ بڑے بڑے جوان ہین اور سرداران نامی ہین طبل بجوا اور میری انکی لڑائی کا تماشا دیکھ وہ لیا
کرتے ہین یا وہ جیکہ جوان ہین اور مین پڑھا کس کس کو تیغ کرکے خاک مین ملاتا ہون اگر تیرے غیر ساحر
سے سحر کا مقابلہ کیا تو کیا لطف اور تبدیل مذہب وہ کرے جسکا مذہب باطل ہو ہم دین برحق رکھتے ہین کیونکر
ترک کرین تو اختیار کیسے کرین دیدہ و دانستہ راہ جنت کو ترک کرینگے اور اپنے پاؤن سے جہنم مین جائینگے
جسوقت جواب نامہ تحریر کر چکے تو زرباد شتہ لب کو دیا زرباد نامہ لیکر پاس ہوشت آئینہ پرست کے آیا اور
نامہ پیش کیا یہان یعقوب شاہ ختنی پھر قلعہ مین چلے آئے اور تیاری لشکر کا حکم دیا کیونکہ
انکو یقین تھا کہ مین نے ایسے کلمات لکھے ہین کہ بغیرت ہین اگر یہ ملعون ضرور سردارون کو
برابر مقابلہ بھیجیگا جب مرنا ہر طرح ہے تو ہم بھی دل کا حوصلہ نکال لین اور دشمنون کو مارکر
مرین جو کافر کم ہوئے وہی سہی لیکن وہان نامہ ہوشت آئینہ پرست نے جو پڑھا اسکو نہایت
غصہ آیا کہا ای مبہوت جادو اہل ختن بہت ہی بیچ خلق سرکش معلوم ہوتے ہین کل تم
اس ملک کو بھی پھونک دو یہ سنکر سوماق سنبر سر وغیرہ نے کہا کہ ای بادشاہ ہم لوگ
کس دن کے واسطے ہین جو آپ سحر سے کام لیکر اپنے کو بدنام کرتے ہین طبل جنگ بجوا دیجئے
کہ ہم نکلکر مقابلہ کرین کیا ہم اس قلعہ ختن کو خالی نہین کرا سکتے ہین یہ سنکر ہوشت آئینہ پرست نے
جواب دیا کہ تم لوگون کے لڑنے مین زمانہ بہت گذرے گا اور مجھے یہ منظور ہے کہ بہت جلد
ملکون کو خدا پرستون سے خالی کرون جسوقت قلعہ ذوالامان پہ پہونچ گئے تو حوصلہ تمہارا نکلیگا
کہ وہان بہت بڑے بڑے سردار حمزہ کے مثل ملک قہرستش بن سوقیا سے طوفانی اور
الفاستش خون آشام کے موجود ہین ان سے لڑنا ہم بھی تماشا دیکھینگے یہ سنکر سرداران
لشکر تو خاموش ہو رہے اور مبہوت جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ
رزمی پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل ختن کو ہوئی کہ لشکر کفار مین کوس حربی
بجا ہے یعقوب شاہ ختنی نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ بجنے لگا
تیاری جنگ ہونے لگی اہل اسلام نے حرب پر کمر ہمت کو چست باندھا آپس مین باتین

ہوسے تھے گئیں کل عجیب روز سرست ہوکہ ہاتھ سے ان کفار کے شہید ہوکر داخل جنت ہوگئے
شہید کے لقب سے ملقب ہوگئے مرنا ہر طرح ہے اس طرح کے مرنے میں نام ہے لوگ کہیں گے
کہ رتیبان صاحبقران کیا مستقل مزاج تھے کہ میدان سے نہ ہٹے اور جانیں دیدیں ایک
دوسرے سے ہنس ہنس کر وصیت کر رہا تھا ابھی تک ان سب کو یہی خیال ہو کہ مقابلہ
تیغ و شمشیر کا ہوگا خوب دل کا حوصلہ نکلے گا کفار کو بھی قتل کرینگے ہر چند تعداد انکی ہم سے
زیادہ ہے آخر انجام قتل ہونا ضرور ہے مگر ان کافرون کو بھی معلوم ہوگا کہ چند کس ضعیفون نے
کتنے جوانون کو خاک ذلت پر سلا دیا وہاں کفار باطمینان تمام بیٹھے ہیں کہ جنگ ہونیوالی نہیں
ہے مہوت جادو پھر بھر ہی سبکو بھونک دینگی کہان تک بیان کیا جائے کہ طبل بجنے سے بجتے
رنگ فلک کا بدلا سیاہی شب برطرف ہونے لگی سفیدہ سحری نے شبخون مار کر لشکر انجم
کو شکست دی اور ماہ تابان گوشہ مغرب میں پنہان ہوا نسیم سحری سے چراغ جھلملا جھلملا کر
گل ہونے لگے اہل اسلام میں شور اللہ اکبر بلند ہوا مسلمانون نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور
آلات حرب و ضرب تن پر چست و درست کر کے عازم میدان جنگ ہوئے لیکن لشکر کفار
سے صرف مہوت جادو سامنے قلعہ ختن کے آئی اور حوت آئینہ پرست تھوڑا سا لشکر
لیکر مع حملہ صیال (?) سیر دیکھنے آیا کہ تماشا قتل اہل اسلام کا دیکھنا بھی خالی از ثواب نہیں ہے
لیکن مہوت جادو نے زنگار جادو سے شیشہ ہاتھ میں لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر
اسی شیشہ پر دم کیکے ڈاٹ اسکی کھول اور کہا کہ لینا اہل اسلام کو اور کچھ تماشہ دیکے قلعہ ختن
کو بھی پھونکنا تھا کہ شعلہ جہانسوز شیشہ سے نکلا اور جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اور بالا ے
قلعہ پہونچکر مثل ابر سرخ رنگ کے پھیلنے لگا یہ دیکھتے ہی یعقوب شاہ ختنی نے بہت
تاسف زانو پر مارا اور کہا کہ دغا کی ان کفار نے خبر معلوم ہوا کہ ہم لوگون کو بیکسی کی موت مرنا
تھا جو حضرتی پیدا کرنے والے کی جسطرح وہ طلب کرے کیا عذر ہے دروازے قلعہ کے کھولدو اور
منادی کر دو کہ جسکو جان اپنی عزیز ہو وہ نکل جائے اور جسکو شان استقلال دکھانا ہو وہ اس
آگ میں جلے اور آتش دوزخ سے رہائی حاصل کرے اب جو شخص یہان رہیگا اسکا اس آگ
سے رہائی پانا دشوار ہے جسوقت دروازے قلعہ کے کھلے ہزار ہا آدمی جان بچا کر نکل گیا کہ اس
مرنے سے کیا فائدہ کہ نہ ہاتھ ہلا سکے نہ پاؤن جو لوگ کہ بخوف اہل اسلام مسلمان بنے ہوئے
تھے اور در اصل کافر تھے وہ جا کر حوت آئینہ پرست کے لشکر میں شامل ہو گئے اور فریاد کی
کہ ہم ابھی تک بخوف مسلمانان مسلمان بنے ہوئے تھے ہمنے اپنا دین قدیم ترک نہیں کیا ہے حوت
آئینہ پرست نے ان لوگون کو پناہ دی اور یہان وہ ابر سرخ رنگ پھیلکر تمام قلعہ پر چھا گیا اور
شرارے سرخ رنگ کے گرنے لگے جسپر گرا وہ جلکر خاک ہوا تمام قلعہ آتشبار ہو رہا تھا یہ رنگ
دیکھکر یعقوب شاہ ختنی اور دیگر مسلمانون نے کلمہ آخر پڑھا اور دعا کی کہ پروردگارا گھڑیان موت
کی ہم پر آسان کر یہ حالت تھی کہ اہل اسلام جل رہے تھے اور ایک دوسرے کو اپنے ایمان کا
گواہ کر رہا تھا پہر بھر کے عرصہ میں تمام قلعہ کو شرارون نے پھونک دیا تمام گھر بار جل گئے
کوئی ملاح (?) بھی نہیں باقی رہا عمارتین سیاہ ہو گئیں جسوقت کوئی ذی روح باقی نہ رہا تو ابر پلٹا اور
لشکر مہوت کی طرف چلا زنگار جادو نے جلدی سے شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا

شروع کیا وہ اہرمسٹ کراور شعلہ بکرسست بہ شہر مین آئیں آیا کفار نقارہ فتح بجاتے ہوئے
پہرے جوست آئینہ پرست نے تین روز تک جشن کیا اور اثنا ئے جشن مین جوست آئینہ پرست نے
صلصال سے کہا کہ امیر خان اعظم مین نے تمہاری خاطر سے ان ملعون کو اسطرح بھونکا کہ
کوئی وارث انکا باقی نرہے تاکہ تم بہ اطمینان تمام حکومت کرو صلصال نے کہا کہ مین ان
مہربانیون کا کس زبان سے شکریہ ادا کرون غرضکہ جسوقت جشن سے فراغ حاصل ہوا
تو جوست آئینہ پرست کوچ کرکے طرف ترکستان کے روانہ ہوا جسوقت منزل بمنزل قریب
ترکستان کے پہونچا اور خبر زرہ خان کو ہوئی زرہ خان نے بلب خان اور اژدر خان
بن صلصال اور صعب خان بن صلصال اور مالک ترک سفید جامہ کو بلاکر ان سے بیان
کیا کہ جوست آئینہ پرست فوج لیبار سے اسطرف بھی آیا ہے اور اسکے ساتھ تمہارا باپ صلصال
بھی ہے اور سہیل خان بن صلصال بھی ہے تم وارث اس سلطنت کے ہو اب تمہاری کیا رائے ہے
اژدر خان وغیرہ نے کہا کہ آپ جو بہتر جانین وہی رائے ہمین قبول ہے کیونکہ آپ والد بزرگوار کے وزیر
ہین جو آپ مناسب جانیے وہ کیجئے زرہ خان نے کہا کہ اگر قلعہ بند ہو سکتے ہین تو وہی
اہرمسٹ زنگ جسنے خشن اور شہر قندار و بلخ کو پھونکا تھا وہی اب اس ملک کو بھی پھونکدیگا
اور اگر قلعہ سے نکلکر لڑتے ہین تو بھی مارے جاینگے اس سے بہتر و مناسب یہ معلوم
ہوتا ہے کہ تم ہمین گرفتار کرکے بیچ لشکر صلصال پاس لیجاو اور اس سے بیان کرو کہ ہم
لیبیا [illegible] حمزہ صاحبقران کے مسلمان بن گئے تھے ورنہ ہم اب [illegible]
قدیم پر قائم ہین اور زیادہ ثبوت ہماو اسکا یہ تھا جیسے گرفتار کر لیا ہے ہم آپ کے پاس آئے ہین کہ یہ
حمزہ کا نمک خوار تھا یہ حاضر ہے اسے قتل کیجئے اور ہم آپ کے غلام ہین جسوقت لشکر
تمہارا لشکر جوست آئینہ پرست مین شامل ہو جائیگا تو ادھر کو لشکر ہو اور لڑکر جان دیدو
اور مین تو ہر طرح قتل ہو جاونگا اور اگر تمہارا دل چاہتا ہو کہ سلطنت کرین تو اطاعت آتش
باپ کی اختیار کرلو یہ سنکر اژدر خان و بلب خان نے کہا کہ جسقدر نصیحت آپ نے کی
اسے کیا سمجھا اختیار کرینگے ہم کبھی اسلام دین سے برگشتہ نہ ہونگے اور لڑکر مر جاینگے
یہ سنکر زرہ خان نے شکر ادا کیا اور کہا ایسا ہی چاہیے بس اب مین قیدی بنتا ہون مگر
پہلے فوج مین سے وہ لوگ [illegible] جو لڑکر مر جانے والے ہین یہ کہکر لشکر کو جمع کیا
اور بلندی پر کھڑے ہوکر آواز دی کہ ایسا [illegible] وقت امتحان کا آگیا ہے جو ایمان پر ثابت ہے
وہ ہمارا ساتھ دے کہ ہم ان کفار سے ضرور لڑینگے اور جان اپنی دینگے اور جو کوئی جان عزیز رکھتا ہو وہ
علیحدہ ہو جائے [illegible] زندہ نہیں بچ سکتا یہ سنکر تھا کہ صد ہا
آدمی علیحدہ ہوگئے اور انھون نے کہا کہ جان [illegible] جو لوگ [illegible]
ہی کا ساتھ دینگے جان [illegible] جو لوگ بیچے اور [illegible] ان نے [illegible]
کمر باندھی اور کہا کہ اس زندگی [illegible] دونون [illegible]
آدمی آمادہ مرگ و حیا سے [illegible] زرہ خان نے [illegible]
بصورت قیدی بنا اژدر خان وغیرہ اسکی قید لیکر جا [illegible] لشکر جوست آئینہ پرست [illegible]
راستہ مین مالک ترک سفید جامہ نے اژدر خان وغیرہ سے کہا کہ [illegible]

بات ہے کہ ہم سب تو قتل ہوں اور جو دشمن ہمارے ہیں اور شہروں سے وقت پر کام تدھی دیا
اور ساتھ نہیں دیا وہ زندہ ہیں اور لطف زندگی اٹھاتے ہیں ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ یہ بھی قتل ہوں
اژدر خان نے کہا کہ پھر اسکی کیا صورت ہو بالاک ترک سفید جامہ نے کہا کہ مجھے بھی مثل
زرہ خان کے قید کر لو اور اپنے باپ سے کہنا کہ میں نے ہر چند سمجھایا مگر اوک مذہب خدا پرستی
ترک نہیں کرتے اور رفاقت حمزہ کا دم بھرتے ہیں اب آپکی اطاعت سے انکار
کرتے ہیں اندازاً انکو پھونک دینا چاہیے اس رائے کو سب نے پسند کیا اور بالاک کو بھی
مقید کر کے جانب لشکر جوہر آئینہ پرست روانہ ہوئے جس وقت قریب لشکر پہونچے
ہرکارہ دن نے صلصال کو خبر کی کہ فرزند آپکے بابک خان اور اژدر خان وزیر کو قید
قید کر کے مع فوج حاضر ہوئے ہیں اور مشتاق آپکے قدموں کے امیدوار ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمنے بھی اپنی
سمجھ بوجھ کے سبب سے دین اسلام اختیار کیا تھا مگر موقع نہ پاسکے کہ اسکو ترک دیتے اور اپنے
دین قدیم کا رواج دیتے یہ سنکر صلصال بہت خوش ہوا اور کہا کہ خبردار کوئی انکو روکنے کا قصد
نکرے اور ضبط فوج اسکی چالیس ہزار فوج پہونچی تھی استطاعت سے آنے کا حکم دیا اور جوہر
آئینہ پرست سے جا کر بیان کیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لشکر بابک خان کے قبضہ میں آگیا کوہ آئینہ پرست
نے کہا کہ کیا خبر صلصال نے بیان کیا کہ لشکر سے جو ... حمزہ مسلمان ہو گئے تھے
وہ اسکی تمام وزیر کو ہمراہ لیکر پاس ... کہ آگئے ہیں اب میں اسکی وزیر کی تو پہچان
اڑادونگا اور اپنے لڑکون کو لیکر ملک کو پھر سے آباد کرونگا جوہر آئینہ پرست نے کہا کہ بہتر
ہے صلصال نے بابک خان کے استقبال روانہ کیا راہ میں ملاقات ہوئی اسپ بابک
میں صلصال سے ملاقات ہو کر بابک باپ کی خدمت میں آیا اور آنکی فوجوں کو اپنے فوج میں
شامل کر دیا اژدر خان نے جس وقت صلصال کو دیکھا سلام کیا اور دوڑ کر قدموں پر گر پڑے
صلصال نے گلے لگایا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ان میں تمہاری خطا نہیں ہے یہ سب فساد اس وزیر
مکار کا تھا دیکھو تو اسکی کیا حالت کرتا ہوں اور تمنے اچھا کیا جو اپنی جان بچانے کو مذہب حمزہ
اختیار کر لیا ورنہ تم قتل ہو جاتے اسکے بعد اژدر خان و بابک خان نے کہا اے پدر بزرگوار
اب آپ ہمیشہ حکومت ترکستان کی نہیں کر سکتے اسواسطے کہ جب تلک رعایا یہ دو مذہب
خدا پرستی نہیں ترک کرینگے ... قائم ہیں جو ہمارے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں اول انکا
انتظام ... آپکی حکومت ترکستان کی آسان ہوگی یہ سنکر صلصال نے کہا بہتر ہے میں سبکو جلوا دونگا اور دیگر آباد
... ملک اپنا آباد کرونگا یہ کہکر ... ہوا اور جوہر آئینہ پرست کی خدمت میں آیا
اور تمام گفتگو اژدر خان کی جوہر آئینہ پرست سے بیان کی جوہر آئینہ پرست نے مہوست جادو کی
طرف دیکھا اور کہا کہ اسکا انتظام کر مہوست جادو نے زنگار جادو سے کہا کہ تم صلصال کے
ساتھ جاؤ اور جس ملک کو صلصال کہیں آگ سے جلا دو زنگار جادو اٹھ کھڑا ہوا اور وہ شیشہ
ابر سرخ رنگ ہاتھ میں لیے ہوئے صلصال کے ساتھ ہوا صلصال زنگار جادو کو ہمراہ لیے ہوئے
اژدر خان کے پاس آیا اور کہا کہ ... انکو اپنے ہمراہ لو اور جس ملک کو چاہو پھونک دو
یہ سنکر اژدر خان شاد ... ہوئے اور زنگار جادو کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے قریب ترکستان
کے آئے اور زنگار جادو سے کہا کہ اس ملک کو پھونک دو یہ سنکر زنگار جادو نے ذرا لشکر

شیشہ کی کھولی اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اے شعلہ غضب پھونک دے اس ملک کو بس
یہ سننا تھا کہ شعلہ چمک کے نکلا اور تمام ترکستان پر ابر سرخ بنکر پھیل گیا اور شرارے سے عالم
چمک کر گرنے لگے یہ حال دیکھکر سب اہل لشکر مومنین پریشان ہوئے دل میں کہتے تھے کہ یہ کیا
آفت آئی جس میں دوستان مذہب اسلام کو نرغہ کیا اسی بلا میں پھر مبتلا ہوئے شعر خدا ہی
بلا نہ ڈھائے ہم نہ اودھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ہیں گئے دونوں جہان کے کام سے ہم
نہ اودھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ہیں کاش ہم بھی زرہ خان و اژدر خان کے ساتھ شہر
سے نکل جاتے اور لشکر مرجاتے تو دنیا و عقبیٰ دونوں بچا لیتیں مگر اب سوا افسوس کے کیا ہو ادھر
ابر سرخ رنگ نے شرارے برسانا شروع کئے اور تمام ملک ترکستان کو آتش میں گیر دیا
انسان جانور مال و اسباب شجر و حجر جل رہے تھے ہر طرف شور و فریاد بلند تھا انجام کار سب
جلکر خاک ہو گئے کسی انسان و حیوان کا نشان باقی نہ رہا اب زنگار جادو نے دیکھا کہ ابر
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ترکستان کو بالکل پھونک چکا بس اسنے فوراً اسم سحر پڑھکر دم کیا اور انگلی
سے اشارہ کیا کہ اب آ تو شیشہ میں وہ ابر ایک شعلہ مختصر بنکر شیشے میں آ گیا اور
زنگار جادو نے ڈاٹ لگا دی اب اژدر خان نے زنگار جادو کو گلے سے لگا لیا اور نہایت
تعریف کی کہ کیا کام کیا ہے برادر یہ بتلاؤ کہ یہ ابر کتنا رہتا ہے کہنے سے جیسا نکلا تھا چلا گیا جو اسکی
ڈاٹ کھولدی اسکے کہنے پر عمل کرے گا زنگار جادو نے کہا کہ دراصل یہ سحر میرا نہیں ہے جو صرف
میرے کہنے پر چلے یہ مرکب سحر ہے ملکہ حیرت کو بہت جادو نے سحر کرکے اپنی قوت بھی
شامل کردی ہے اب یہ سحر مانند شیر بے مہار کے ہے جس وقت شیشے سے رہا ہوجائے گا
جسے پائے گا پھونک دیگا تا وقتیکہ اسم تسخیر اسکا نہ پڑھا جائیگا یہ داخل شیشہ نہ ہوگا مجھکو
صرف اسم تسخیر جمہوت جادو نے بتلا دیا ہے اس بنا پر میں اسکو شیشے میں اتار لیتا ہوں اژدر خان
یہ سنکر خوش ہوا اور زنگار جادو کو اپنے ساتھ لیکر لشکر حوت آئینہ پرست کی طرف چلا
جیسے ہی قریب لشکر پہونچا کالی زنگار جادو کی طرف بڑھکر شیشہ ہاتھ سے چھین لیا زنگار جادو
نے کہا یہ کیا اژدر خان نے کہا او ملعون اب چھوڑتا ہوں تجھکو تو نے لاکھوں بندگان خدا
کا خون کیا ہے اور ابھی نہیں معلوم کس کس کو قتل کرے گا یہ کہکر وہی شیشہ سر پر زنگار جادو
کے مارکر شیشے کے پرخچے اوڑ گئے اور شعلہ چمک کر پہلے ہی زنگار جادو پر گرا اور اسے جلاکر
خاک کردیا زنگار کو مہلت نہ ملی ہلانے کی نہ دی کہ یہ کوئی سحر کرسکتا شعلہ اسکو مارکر بلند ہوا اور
ابر سرخ ہوکر پھیلنے لگا اور لشکر صلصال پر پھیلنے ہونے لگا اژدر خان نے اپنے ہمراہیوں کو آواز
دی کہ کھینچ لو تلواریں اور مارکر ان قزاقوں کو حوصلہ اپنا نکال لو کہ پھر ایسا وقت نہ ملیگا
یہ سنتے ہی طلب خان نے مالک ترک سفید جامہ کی قید کاٹ دی مگر زرہ خان کو رہا کرتے
اور سب کے سب تلواریں کھینچ کھینچ کر لشکر صلصال پر گرے تلوار برسانا شروع کردی
لیکن اژدر خان لوگوں کو قتل کرتا ہوا قریب زرہ خان کے بھی پہونچ گیا اور قید کاٹ دی اب
زرہ خان نے بھی ایک سوار کو مارکر سپر و شمشیر و مرکب پر قبضہ کیا اور لڑنے لگے اژدر خان
کی بہت تعریف کی صلصال حیران ہوکہ یہ کیا معاملہ ہے کہ فساد اہل لشکر سے ہوگیا کسی سے زبان
لڑگئی کیا معاملہ ہوا ادھر ابر سرخ رنگ لشکر حوت آئینہ پرست پر پھیل گیا اور شرارے چمک چمک

کرنے لگے یہاں سے اطمینان سے بیٹھے تھے کیکاؤس آفت ناگہانی اور بلاے آسمانی
کی کیا خبر تھی ایکبارگی لشکر پر سنگ لگے خیمہ ڈیرے جلنے لگے انسان و حیوان ہلاک
ہونے لگے لشکر میں ہلچل مچ گئی لوگ فریاد کنان جوت آئینہ پرست کے پاس پہونچے کہ زرہ
[illegible] ہو دشمنوں نے [illegible] کیا تھا اسنے ہمین کو جلا دیا جوت آئینہ پرست نے
گھبرایا اور کہا بلاؤ صلصال کو صلصال خود بھاگتا ہوا چلا آتا تھا جوت آئینہ پرست نے پوچھا
کہ یہ کیا ہوا صلصال نے سارا قصہ اژدر خان کا بیان کیا جوت آئینہ پرست نے کہا کہ تجھے
تیری ذات سے یہ فساد پیدا ہوا کہ ہم خود عرض ہلاکت میں پڑ گئے کیا اچھا سلوک تیرے بیٹوں
نے تیرے ساتھ کیا ہے اور [illegible] جادو سے کہا کہ جلد کوئی تدبیر کرو ورنہ سب ہلاک ہو جائینگے
[illegible] جادو نے [illegible] ایسا نہوں [illegible] رنگ جاتے ہیں یہ کیا افتاد پڑی کیا زنگار جادو
[illegible] صلصال نے کہا کہ اژدر خان نے اسکو گلا گھونٹ کر مار ڈالا سحر کرنے
کی [illegible] جادو [illegible] کے باہر آئے اور ایک ناریل جھولی سے نکالکر
[illegible] زمین پر مارا کہ وہ ناریل شق ہوا اور اسمین سے دھواں پیدا ہوا اور وہ
دھواں [illegible] جس قدر ابر سرخ پھیلا ہوا تھا اسقدر یہ دھواں بھی پھیل گیا
اور ایک ابر آہنی [illegible] ہوگیا [illegible] وہ اس ابر آہنی پر رنگ جاتا ہے لشکر کی [illegible]
[illegible] اور [illegible] خان اور ایک ترک سفید جامہ آور زرہ خان کشتوں کے
[illegible] کے انبار لگا رہے ہیں [illegible] تلوار چل رہی ہے ندیاں خون کی بہا دی ہیں
[illegible] اژدر خان سے کہہ رہے ہیں [illegible] این کار از تو آید و مردان چنین کنند مرحبا
[illegible] تو نکل گیا اب اگر مارے بھی
[illegible] تھے اپنے تھے منہ پر [illegible]
[illegible] اہل اسلام [illegible] لشکر صلصال کو کاٹ ڈالا تو
[illegible] جادو [illegible] ایک شیشہ میں بھرا اور پرواز پیدا کرکے اسقدر
[illegible] ابر سرخ رنگ پر مارا یہ معلوم ہوا
[illegible] جادو [illegible] زمین پر گر پڑی جوت
آئینہ پرست [illegible] جادو نے اشارہ سے بلایا کہ پھر
[illegible] زخم پر لگاو اب جوت آئینہ پرست
[illegible] اژدر خان [illegible] خان و زرہ خان و ایک
ترک سفید جامہ [illegible] صلصال کا تو ستھراو کر دیا اور لشکر
[illegible] ہوگیا [illegible] ملکہ قوت کو
[illegible] صلصال [illegible] اژدر خان کو [illegible] اژدر خان نے
[illegible] جنگل خان [illegible] صلصال کی طرف بڑھا
[illegible] جنگل خان [illegible] تلوار ماری اژدر خان نے وار اسکا بچا
[illegible] جنگل خان [illegible] کیا کی لیکن تلوار نے اژدر خان کی
[illegible] تلوار سر [illegible]

پڑی گردن مرکب کی قلم ہوئی ہنگل خان مع مرکب زمین پر گرا ایک پاؤں ہنگل خان کا مرکب
تلے دب گیا آژور خان نے جلدی سے تیغ آبدار کا وار کیا سر اسکا قلم ہوا راکب
و مرکب دونوں کی ایسی حالت ہوئی کہ جیسے کہ پیشتر تمام ہو گئے اب اللہ کے واسطے اور
خدا کے دوستوں سے تلوار چلنے لگی آژور خان وغیرہ کی یہ حالت ہے کہ لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں
قبضہ تلوار کا ہاتھ میں لگ گیا ہے کہنیوں سے خون ٹپک رہا ہے سانس پھولی ہوئی ہے اسی حالت
میں طوماس قیدی سامنے سے آیا اور آژور خان سے سامنا ہوا طوماس نے تلوار ماری آژور خان
نے چاہا خالی دیدوں مگر مرکب نہ پلٹ سکا اسلئے کہ دونوں کے ... تلوار کمر پر
پہنچی آژور خان کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ دونوں شہید ہو گئے یہ دیکھ کر ... خان
دوڑ پڑا کہ ... بھائی میرا مارا گیا ... مرکب کو ... سامنے طوماس کے آیا ...
... خان ... مرکب پر آیا طوماس کو ... آیا ...
... تلوار کا مارا ... خان ... تلوار سر پر پہنچی طوماس نے
... مارا ... انتی ... سر ... برابر گرا دونوں ہلاک ہو گئے
اور ... پیشانی سے آور زرہ خان سے سامنا ہوا ... نے ... مارا
زرہ خان نے وار اسکا خالی دیکر تلوار ماری ... وار اسکا ... پر رد کیا
تلوار زرہ خان کی ٹوٹ گئی ... مارا زرہ خان خالی ہاتھ رہ گیا
چاروں طرف سے ... میں ... جلدی
... بہادر ... تو سامنے آیا ... ساطور نے
سپر کو قلم کیا اور ہاتھ خود سے گزرکر ... سینہ ... بہادر بھی جان بحق تسلیم ہوا
یہ حالت ... سفید ... نعرہ ... ہنگل
... نے ... خالی ... میں ...
نہ ہوا ... کی بھی یہی حالت ہوئی ... خان ... شہید ہو گئے
اب صہیب خان باقی رہ گیا دیکھا ... مسلمان ... ہنگل ...
ہو گئے ... اور ... سے ... سے ...
گیا ... صہیب خان کو ... غصہ آیا کہ ... ہوا اور ...
... قرار دیتا ہے ... میں ... مارا کہ ... مسلمان کی ... مسلمان
... صہیب خان نے آواز دی صہیب خان تو پہلے ہی سے ... کھڑا تھا
اور اسی نے یہ آواز بھی دی تھی کہ ... دیکھے ... مسلمان نے ...
دیکھا صہیب خان نے ... آنکھ ... آنکھ ... اب تو
مسلمان زمین پر گرا اور ... لگا صہیب خان ... سر ... گرز ... تلوار
کی ... سکا اور ... صہیب خان کے ... ان
مصروف جنگ تھا ... سے پشت کی جانب سے ... مارا
صہیب خان کو خبر نہ تھی کہ ... سکا ... مرکب چار
ٹکڑے ہو ... حیات ... اہل اسلام ...

اسی ہزار مین سے ایک بھی زندہ نہ بچا سردار مع فوج اسی مقام پر کھیت رہے کہ کوئی لاش اٹھانے والا بھی نہ تھا مگر ایک ایک نے دس دس کو مارا اور سرداروں نے تو سیکڑوں کو جہنم میں پہونچا دیا اب لوگ صلصال کو اٹھا کر سامنے حورت آئینہ پرست کے لائے دیکھا حورت نے کہ دونوں آنکھیں اسکی پھوٹ گئی ہیں تیر کے سے ہوئے ہیں پکارا کیوں اے صلصال اب مزا تمھاری برائی کا صلصال نے کہا بیشک حورت آئینہ پرست کو بہت غصہ آیا کہا حرامزادے اتنا بھی ہوس بادشاہی تیرے دل مین باقی ہے خدا پرستوں کی بربادی کا افسوس ہوا نہ اپنے بیٹوں کے مرنے کا رنج ہوا تجھ سے دوسرا شخص کیا امید رکھے اسکے بعد حکم دیا کہ ہماری فوج کا جائزہ کرو جب جائزہ لشکر ہو چکا تو معلوم ہوا کہ تین لاکھ فوج تمام آئی کچھ [illegible] باقی صلصال کے بیٹوں کے ساتھ [illegible] مارے [illegible] ہر شکر کو اپنے [illegible] بہت بڑا صدمہ ہوا حیران آدم خوار سے کہا کہ ابھی صلصال کو بھی نکال [illegible] اسکی [illegible] پادشاہی و سپاہی کی لشکر کی ہوئی صلصال [illegible] بار بار گڑگڑا [illegible] حورت آئینہ پرست نے کہا کہ ابھی جان ایسی عزیز ہو کر روتا ہوا اور اسکی فریاد ایک نہ سنی اور [illegible] حیران آدم خوار سے کہا کہ کھالو اسے دیکھتا کیا ہے [illegible] حیران آدم خوار اسے کھینچکر لیجا [illegible] صلصال [illegible] نہ ہوا حیران آدم خوار صلصال کو [illegible] کھا گیا بعد [illegible] آدم خواروں نے خدا پرستوں کی لاشوں کو کھانا شروع کیا [illegible] لاشوں کو آدم خوار کھا گئے [illegible] اپنے [illegible] حورت آئینہ پرست نے دیکھا کہ کوئی شہر قابل آبادی نہیں ہے [illegible] فوج کو حکم دیا کہ قلعہ ذو الامان کی طرف [illegible] لشکر میں نقارہ کوچ بجگیا اور تیاری سفر ہونے لگی جب دوسرا دن ہوا حورت آئینہ پرست مع [illegible] چار و ساڑھے چار لاکھ آدمیوں کی فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ ذو الامان روانہ ہوا خیال یہ بھی ہے کہ خونخوار بن دجال بھی وہاں آگیا ہوگا اسواسطے قلعہ ذو الامان مین چھوڑا جاتا ہے لیکن چند کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیے جاتے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ خونخوار بن دجال بعد فتح قلعہ [illegible] منزل بمنزل قریب شہر آردبیل کے پہونچا اور خیمہ زن ہوا اسی زمانے میں [illegible] کنتوری برائے دریافت خیر و عافیت آیا ہوا تھا اور بادشاہ آردبیل سے عرض کر رہا تھا کہ [illegible] کنتوری برائے شکار [illegible] ہوئے ہیں بہت افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یاران قدیم ہمارے ہم سے چھوٹ گئے اب ہم قریب تمھارے ملک کے آگئے ہیں اگر فرصت نہ ہو تو برائے ملاقات [illegible] مین آسکے کہ یہان کیفیت شکار بھی ہوگا بادشاہ آردبیل نے کہا کہ میری جانب سے بعد سلام [illegible] کہنا کہ [illegible] دور ختم ہوا وہ زمانہ گیا جبکہ ہم تم ہر وقت یکجا [illegible] الحمد للہ کہ تمھاری خیر و عافیت [illegible] زبانی معلوم ہوئی مگر [illegible] اب ایسا ضعیف و ناتوان ہوا ہوں کہ [illegible] ایک منزل [illegible] قابل ہو گیا ہوں اور [illegible] سفر برداشت نہیں کر سکتا [illegible] تمھاری [illegible] شکریہ ادا کرو جہاں اسقدر زحمت کی ہے [illegible] اگر [illegible] ہوگی اور یہان

اطمینان سے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ نوذر مہتر قاسم کنوری یہ جواب لیکر رخصت ہوئے پایا
تھا کہ چوٹ ہی ہیں بیماروں سے گریہ میں آلودہ سینہ میں غرق دم چڑھتے ہوئے آکر پہنچے
اور عرض کیا کہ خونخوار بن دجال کول کا فرزند آتشہ بہت لئے ملک اہل اسلام کے
برباد کردیئے اسنے بہت بڑی فوج سے بڑا سے بربادی اردبیل آیا ہے صحرا میں اسنے
خیمہ برپا کیا ہے یہ سنکر بادشاہ اردبیل نے چوبین چوب گردان سے کہا کہ یہی ممکن ہو
تو ایک نامہ بنام بدیع الزمان یا نورالدہر یا بدیع الملک تحریر کرو کہ یا اسپہ ملک بھی
تمہارا جاتا ہے یہ لوگ چراغ سحری ہیں اگر اپنا ملک بچانا ہے تو کسی سردار کو بھیجو یا آپ آکر
اس ملعون کو داخل جہنم کرو اور ملک اپنا بچاؤ چوبین چوب گردان نے کہا کہ حضور کو یاد
نہیں کہ بدیع الزمان اور نورالدہر صاحبقران ثانی کے ساتھ خانہ کعبہ شریف لیگئے
اور بدیع الملک مع لشکر دانا ہی طلسم نہ طاق میں مصروف ہیں یہ سنکر آہ کی آہ اسنے حال
زار پہ کھینچی اور کہا اسپہ یہ حالت ہے کہ کوئی بات یاد نہیں رہتی اچھا قلعہ کی درستی کرو قاسم
کنوری نے سنکر کہا کہ میں جاکر یہاں سے جاسوس کنوری کو خبر دیتا ہوں یہ کہکر وہ روانہ ہوا ایران
قلعہ پر توپیں چڑھا دی گئیں اور گولندازوں کے ہاتھوں میں ان بیچاروں کے رعشہ پیدا ہوا آکر بیٹھے
درستی قلعہ میں مصروف ہوئے اور چوبین چوب گردان نے لشکر قلعہ سے نکالا اور دو کوس
آگے بڑھکر ڈیرا و کیا خیمہ ڈیرے برپا ہوگئے درستی لشکر ہونے لگی اور ارادہ ان خدا پرستو
کا یہی ہے کہ بغیر لڑے اپنا ملک نہ دیں یہاں تو یہ جماؤ ہو رہا ہے اور وہاں خونخوار بن دجال
کو خبر پہنچی کہ اہل قلعہ نے لشکر اپنا باہر نکالا ہے اور آمادہ جنگ ہیں خونخوار نے بھی اپنا
لشکر کو حکم دیا کہ مقابل لشکر اردبیل خیمہ برپا کریں اسپہ فوجیں خونخوار بن دجال کی آآکر
اترنے لگیں تمام صحرا فوجوں سے مملو ہوگیا بہرام اردبیلی نے اپنے فرزند چوبین چوب
گردان سے کہا کہ یہ کافر بڑے جمعیت سے آیا ہوا اب امید فتح دل سے اٹھاؤ یہ سمجھ لو
کہ آج جنگ آخر ہے اور مدت عمر کی سیری ہو چکی ہے سبب تو آمادہ مرگ دشمن سے فقط ہو کر
اس طرف بیٹھے ہیں اور وہاں خونخوار بن دجال نے ایک نامہ بنام بہرام کنوری تحریر کیا
مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ساکنان اردبیل آگاہ ہو کہ میں نے بہت سے ملک خداپرستوں
کے برباد کردیئے اور ابھی اور جسقدر ملک باقی رہ گئے ہیں انھیں بھی برباد کردونگا
اسلئے کہ میں بیٹا اس شخص کا ہوں جو تین دن میں تجھ سے پیشوا ہوکر تمام عالم کی سیر
کرا سکتا ہے میں پہلے سے تمہارے کفر کے گذارشیں رکھتا ہوں کہ اسکو اپنا دین کہلانے
میں آسانی ہو اور دعوے خداوندی کا اسکا پورا ہوا اور تم لوگ مذہب حمزہ کو اگر ترک کرو
اور دین بت پرستی اختیار کرو تو امان ہے ورنہ قتل اور ممالک سے اردبیل کو بھی تاراج کردونگا
جس وقت یہ نامہ تیار ہوا مخمور فیل سر کو دیا اور کہا کہ بہرام اردبیلی سے جواب اسکا لاؤ یہ
سنکر مخمور فیل سر جانب اردبیل روانہ ہوا جس وقت لشکر بہرام اردبیلی میں داخل ہوا
اور خبر بہرام کو ہوئی کہ نامہ دار خونخوار آتا ہے اسنے کہا کہ آنے دو مگر کسیکو میرا سے استقبال
نہ روانہ کیا جس وقت مخمور فیل سر سامنے بہرام کے پہونچا بطریق بت پرستان سلام
کیا بہرام نے جواب سلام کبھی نہ دیا اور کہا کہ کسواسطے آیا ہے مخمور فیل سر نے نامہ خونخوار

سنا دیا بہرام نے نامہ پڑھا نہایت غضبناک ہوا پشت نامہ پر جواب جنگ لکھ کر دیا مخمور
فیل سر نامہ لیکر رخصت ہوا اور حضرت قاسم کمتور کو جو پاس بہمن ارجاس گمتوری کے
پہونچا اول پیغام بہرام کا دیا بعد اسکے تمام ماجرا خونخوار بن دجال کے آنیکا بیان کیا یہ
سنکر بہمن ارجاس نے بانگ گھوڑے کی اٹھادی اور بارہ ہزار سوار سے برابر لشکر بہرام
اردبیلی روانہ ہوا یہ رفیق قدیم تو تھا حضرت کا [illegible] سے سوکوس دور جا پہونچا زبان
کی میں اب اگرچہ ضعیف ہو چکا ہے لیکن دل اسکا [illegible] جوانوں سے زیادہ بہت
بڑھا ہوا ہے کسی کا فکر [illegible] موجود جانتا ہے [illegible] تو بہمن ارجاس
چلا آتا ہو راہ میں مخمور [illegible] کوئی سردار فوج [illegible] آتا ہو
پہنچا کر راستے سے [illegible] جانتا ہے کہ سردار [illegible] آتا ہے جسکا نام خونخوار بن
دجال ہے جس وقت یہ پیغام ایک ملازم مخمور نے بہمن ارجاس کو پہونچایا بہمن ارجاس
گمتوری نہایت برہم ہوئے اور جواب دیا کہ اونکو کہہ دینا کہ بہمن شیر دل سے بھی جادو
چھوٹا ہوا اسطرف سے تو آ [illegible] ہم جانتے ہیں جو زبردست ہوگا وہ دوسرے کو پامال
کرکے راستہ پیدا کرلیگا اور صاف جا آئیگا یہ کہکر گھوڑے کو مہمیز کیا اور ساتھ ہی کل
لشکر نے گھوڑے بڑھا دئے یہ پیغام مخمور فیل سر نے جو سنا یہ بھی اپنے لشکر میں چلا کر
اسی جگہ کی شامتیں آگئی ہیں درمیان راہ میں دونوں کا سامنا ہوا تلواریں کھینچ گئیں
رد و بدل ہونے لگی مخمور [illegible] لشکر بہرام اردبیلی سے تھا تلواریں جو چلیں اور نعروں
کی صدا بلند ہوئی [illegible] اپنا لشکر [illegible] جہاں مخمور فیل سر
نے آکر تلوار ماری بہمن ارجاس نے وار اسکا روکے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ ناک اسکی جدا ہوکر [illegible]
[illegible] لوگ درمیان میں آگئے مخمور کو بچا لیا اور بہمن ارجاس
سے تلوار چلنے لگی صدائے تکبیر و نعرہ بلند ہوئی یہ حالت دیکھکر [illegible] دریافت کرکے
چلا میں چوب گردان بھی آپہونچے اور لشکر مخمور فیل سر کو قتل کرنے لگے عین گرمی جنگ
میں جو ہمین چوب گردان کی [illegible] مخمور فیل سر پر پڑی یہ حالت دیکھی آواز دی کہ
او حرامزادہ [illegible] اس نامداری میں تو نے بڑی عزت پیدا کی اور ایسا نام پیدا کیا کہ قیامت
تک یہ نام باقی رہیگا یہ طعنہ سنکر مخمور [illegible] ہوئی جھپٹ کر تلوار ماری جو ہمین چوب گردان
نے تلوار اسکی [illegible] ہاتھ جو مارا [illegible] مخمور کو [illegible] خاک کر دیا
زمین پر ایک تھالا خون کا [illegible] دونوں ایک [illegible] اب تو مسلمانوں
کے [illegible] سے کفار کو قتل کرنا شروع کیا فوج بھاگ نکلی [illegible] وہاں خونخوار
بن دجال منتظر جواب نامہ کا تھا کہ [illegible] خبر جنگ کی [illegible] تمام فوج اپنے ہمراہ لیکر
[illegible] ہوا [illegible] غازیان دیندار کا [illegible] قتل کرکے [illegible] طرف متوجہ ہوئے [illegible] خونخوار بن دجال
بھی لاکھ سواروں سے آپڑا اور دیکھا [illegible] نامدار کو مارا ہے ادھر
اہل اسلام بھی ہوشیار ہو گئے تلواریں کھینچ لیں دونوں لشکر [illegible] جنگ [illegible] لگی صدائے تکبیر و نعرہ بلند ہوئی
لیکن اسطرف ہزاروں تھے اسطرف لاکھوں کا [illegible] آخر کار [illegible]
[illegible] بہمن ارجاس گمتوری زخموں میں چور ہوکر [illegible] خونخوار بن دجال نے قریب [illegible]

ہوشنگ با طمینان تمام تلوار ماری کہ یہ مرد مومن دو نیم ہو کر شہید ہوا یہ دیکھکر چوبین چوب گردان
نے گھوڑا دوڑایا اور قریب بہمن ارجاسپ کشوری کے ہو پہنچکر خونخوار پر چوب ماری خونخوار
نے وار بہمن کا خالی دیا چوبین ضرب کی جھونک میں سامنے آیا تھا کہ خونخوار نے تلوار ماری
یہ بھی شہید ہو گئے اب خونخوار بن دجال نے کہا کہ اس طرف سے اردبیل کو لینے چلے
چلو جنگ آغاز ہو گئی اسپ تامل [illegible] پر کئی لاکھ سوار لیکر بہرام اردبیلی پر جا پہنچے وہ کمبخت
پہلے سے ہوشیار کبھی نہ ہو سکے تھے کہ دشمن آپہنچے اور قتل کرنا شروع کیا بہرام اردبیلی
جلدی سے مرکب پر سوار ہو کے تلوار کھینچ کا پیش ہوئے یا کفوں سے کفار کو قتل کرنا شروع
کیا مگر جھکی ہوئی یا تھوں میں رعشہ ریش سفید ضعیفی میں جنگ کے قابل تھا مگر غصہ اسی سپاہ کے ساتھ
عین گرمی جنگ میں خونخوار بن دجال قریب بہرام کے جا پہنچا اور تلوار ماری کہ یہ بھی شہید
ہوئے لشکر نے دیکھا کہ سردار مارا گیا بہت سے بھاگ کر منتشر ہو گئے بہت سے ثابت قدم ہو کے
گئے جانیں دیدیں مگر قدم پیچھے نہ ہٹایا سب اسی جگہ کھیت رہے اب خونخوار داخل قلعہ ہوا
اور حکم قتل عام دیا رعایا برایا قتل ہونے لگی ہر چند لوگ فریاد کرتے تھے مگر یہ کفار ایک کی
نہ سنتے تھے یہاں تک کہ تین روز کامل قتل عام رہا عورتوں اور بچوں تک کو قتل کیا اور اردبیل کو
ایسا ویران کیا کہ پھر آباد نہ ہو سکے بعد اسکے لاشیں اپنے لشکریوں کی اٹھوا کر دفن کرادیں اور
لاشیں خدا پرستوں کی اسی طرح پڑی رہنے دیں کہ چیل کوے نوچ نوچ کر کھائیں شمار
کیا تو معلوم ہوا کہ مع مجروح قتیل سکنہ اسی ہزار آدمی قتل ہوئے اب خونخوار بن دجال نے حکم
کوچ کا دیا اور تیاری کرکے جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا اسے تو یہ بحوالہ راہ قلعہ ذوالامان
میں چھوڑا جاتا ہے اب یہاں سے تھوڑا حال داستان حیرت نشان شہزادگان آتش
محبت یعنی شہزادہ اسد ثانی و ملکہ طوفان سبز پوش و ملکہ سحاب در درنگ کوش
کا بیان کیا جاتا ہے راویان شعلہ زبان اس داستان حیرت عنوان کو اسطرح
بیان کرتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں کہ جسوقت آتش پرست کے لشکر سے کہ [illegible] جادوگر
آتش سے مشتعل کی اور اسد ثانی اور ملکہ طوفان سبز پوش کو آتش آگ میں پھینکا تو یہ جو موکلوں
نے عابد روشن ضمیر کو پہلے سے پہونچادی تھی اسلئے کہ عابد روشن ضمیر جب اسد ثانی سے جدا
ہو کر سحاب میں پہنچے تھے تو انکو استخارہ سے معلوم ہو گیا تھا انھوں نے اسیوقت سے موکل تعین کر دئیے
تھے کہ دم بدم کی خبر رسانی کیا کرتے تھے جسوقت عابد روشن ضمیر کو معلوم ہوا کہ فلاں وقت اسد
ثانی آگ میں پھینکا جائیگا انھوں نے موکلوں پر تاکید کی کہ جسوقت اسد ثانی آگ میں گرے فوراً کہنا حفاظت
تمام لانا کہ وہاں کبھی نہ جلنے پائے گا اور جو اسد ثانی کے ساتھ اس آتش میں گرے حفاظت اسکی
ضروری ہے موکل کنارے آتش کے لگا ہوا سے پوشیدہ موجود تھے جیسے ہی اسد ثانی کو تبوت لیکے آگ
میں پھینکا موکلوں نے بالا سے شعلہ انھیں روکا اور لا کر باغ عابد روشن ضمیر میں پہونچادیا بعد اسکے
طوفان سبز پوش کو بھی لے آئے دونوں بیہوش تھے عابد روشن ضمیر نے اگر انکو دو فنگا ہوشیار کیا اور موکلوں کو
پھر روانہ کیا کہ ابھی ایک پروانہ اس شمع حسن و خوبی کا اور جان دینے آئیگا اسے بھی حفاظت سے لانا موکل
تو اسطرف روانہ ہوئے یہاں اسد غازی اور ملکہ طوفان سبز پوش جو خواب سے بیدار ہوئے
بیہوشی دفع ہوئی اپنے کو ایک باغ جنت نشان میں پایا اور عابد روشن ضمیر کو اپنے قریب

دیکھا عابد نے آواز سلام علیک کی دی اسد ثانی نے جواب سلام دیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ آپ نے بھی انتقال فرمایا عابد مسکرائے اسد ثانی نے جھلا کر کہا کہ آپ کیوں مسکرائے گا آپکو
کیا خوف ہے تمام زندگی عبادت پروردگار میں گذاری ہے ملکہ طوفان سبز پوش سے کہا کہ یہ
عالم برزخ ہے فردا ے قیامت قریب ہے سامنا اس خالق عالم و عادل کا ہونیوالا ہے چلو کثافت
جسم کو دور کرو اور نہر میں غسل کرو اور [illegible] وقت عبادت معبود کو کہ عالم میں صرف کرو یہ کہکر تیغ
طوفان سبز پوش اپنے مقام سے اٹھے اور کنارے نہر کے آکر غسل کیا لباس تبدیل سے پہنا اور
نماز میں مشغول ہو گئے عابد روشن ضمیر انکے حرکات کو دیکھکر بہت ہنسے اور قریب اسد ثانی کے
آکر فرمایا کہ اے جوان صالح تو زندہ ہے یہ گمان نہ کر کہ میں عالم برزخ میں ہوں تو ابھی دنیا میں ہے
اور تیری عمر دراز ہے تجھ سے ابھی بڑے بڑے کار نمایاں ہونے والے ہیں جس وقت ہم لوگ
نے تمکو آگ میں پھینکا ہے تو سب کل ہمارے موجود تھے وہ جاکر سمجھا [illegible] طوفان سبز
پوش بھی زندہ ہے اسد ثانی نے کہا کہ بڑی عنایت کی آپنے اب میں آج سے آپکو عابد
جان بخشی کہا کرونگا یہ کہکر عابد روشن ضمیر سے معانقہ کیا اسد ثانی نے عابد روشن ضمیر
سے پوچھا کہ یہ باغ کونسا ہے اور کسقدر مقام پر واقع ہے عابد نے بیان کیا کہ یہ باغ خاص میرے
رہنے کا ہے اور وہ کوہ میں واقع ہے یہاں کوئی نہیں آسکتا اسلیے کہ یہ باغ [illegible] ہوں سے پوشیدہ
رہتا ہے جس وقت تک میں نہ چاہوں اسوقت تک پرندہ پر نہیں مار سکتا ہے پس مسکرا اسد ثانی نے
[illegible] عابد نے انکے واسطے سامان [illegible] کیا اور کہا کہ دعوت
میری قبول فرمائیے اسد ثانی نے کہا کہ [illegible] ہوتا ہوں
عابد نے کہا کہ میں [illegible] آپکے [illegible] ہوں اور [illegible] آپ کے [illegible]
[illegible] آپکی [illegible]
میں [illegible] ضمیر سے [illegible] کہ [illegible] اس باغ میں پہنچا دیا
[illegible] اسد ثانی اور طوفان سبز پوش [illegible] طوفان
سبز پوش [illegible] اور کہا کہ الحمد للہ کہ [illegible] ساتھ رہا
طوفان سبز پوش نے تسلی دی کہ [illegible] ہیں اور عابد کی طرف اشارہ کرکے
فرمایا کہ [illegible] تمہاری جان بچ گئی اور اسد ثانی کو [illegible] تعجب ہوا کہ ہم لوگ
[illegible] آگ میں [illegible] اور تیری محبت میں جان پر
[illegible] محبت کرنے والے [illegible] سے ملتے ہیں ورنہ زندگی ایسی چیز
ہے [illegible] کسی کے ساتھ جان نہیں دیتا یہ اسی عورت کا کلیجہ ہے اب
ان سب نے عابد روشن ضمیر سے کہا کہ ہمکو [illegible] ہو گیا و عابد روشن ضمیر ان سبکو
[illegible] ملکہ [illegible] کا [illegible]
بادشاہ ملک [illegible] کو خبر پہونچی کہ [illegible] تمہاری دیوانی ہوکر کسی طرف نکل گئی اسنے کچھ خبر تو نکو
[illegible] کیا کہ جہاں [illegible] اور اگر یوں نہ مانے تو گرفتار
کرکے [illegible] اور [illegible]
[illegible] وہاں سے

مفصل کیفیت دریافت ہوئی کہ سحابیہ وردرگوشش نے اسد ثانی کی محبت میں جان
دیدی ہی اور آگ میں کود پڑی ہی یہی حالت ان لوگون نے آکر بادشاہ سے بیان کی ملک سحاب
لنگرگیر نے پہلے تو شکر کیا کہ ایسی شوخ دیدہ کا مرنا ہی بہتر ہو مگر جب محبت پدری نے
جوش مارا تو اشک خون دیدہ حسرت سے جاری ہوئے اور ماتم دختر میں لباس سیاہ پہنا تمام
ملک غمگین ہوا کہ چراغ سلطنت یہی تھی سوا اسکے کوئی فرزند نہ تھا دختر ملک سحاب
لنگرگیر کے ہوا تھا دن رات بادشاہ رویا کرتا تھا ایک روز خواب میں دیکھا کہ سحابیہ
وردرگوشش ایک باغ میں ہمراہ اسد ثانی کی بیٹھی ہوئی ہی اور ایک نازنین اور جو اس سے
زیادہ حسین ہی پاس بیٹھی ہوئی ہی سحابیہ لنگرگیر سے اٹھی عالم رویا میں دختر سے کہا کہ تو تو
جلکر ہلاک ہو گئی تھی لیکن پھر مرنے کے پیچھے یہ رتبہ عالی کیونکر ملا ہی کہ جہان بہتر سے بہتر ہی
سحابیہ وردرگوشش نے جواب دیا کہ اے والد بزرگوار آپ ہی انصاف سے فرمائیے کہ جسکے
چلن خراب ہوں وہ بعد مرنے کے ضرور معذب ہوتا ہی میرے ایسے چلن تھے کہ میں بعد مرنے کے
بھی راحت سے ہوں اور اسوقت تک پاکدامن ہوں میں نے عزت اپنے خاندان کی
نہیں جانے دی لیکن مذہب خداپرستی ضرور اختیار کیا جسکی بدولت آج تک اس راحت
سے دیکھ رہی ہوں اگر عاقبت اپنی درست کرنا چاہتے ہیں تو آپ بھی اس مذہب برحق کو
اختیار کیجیے یہ سنکر سحاب لنگرگیر نے کہا کہ اگر میرا چراغ سلطنت روشن ہو جائے اور پھر
تو مجھ سے ملے تو بیشک میں دین خداپرستی اختیار کرونگا اور جانونگا کہ یہ مذہب برحق ہی
سحابیہ وردرگوشش نے کہا کہ اپنے قول کو یاد رکھیگا اور عہد سے نہ پھریگا تو خداوند عالم
میں سب طرح کی قدرت ہی وہ مردے کو زندہ کر سکتا ہی سحاب لنگرگیر چاہتا تھا کہ کچھ اور سوال کرے
آنکھ اسکی کھل گئی صبح قریب تھی جسوقت دربار میں آیا ارکین دولت سے خواب اپنا بیان کرکے
تعبیر پوچھی عاقلوں نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہو تو ضرور دختر آپکی آپسے ملیگی یہی ذکر
تھا کہ شیر حسن بیگ نے آکر اطلاع کی کہ ایک مرد طاہر ایک مرد اور دو عورتون کو ساتھ لیے ہوئے
آیا ہی اور امیدوار باریابی ہی سحاب لنگرگیر نے کہا بلالو طاہر روشن ضمیر اسد ثانی اور سحابیہ
وردرگوشش کو لیے ہوئے داخل دربار ہوا اسوقت نقاب میں ان عورتون کے چہرے پنہاں ہی
ہوئی تھیں بادشاہ نے طاہر روشن ضمیر کو ایک مرد بزرگ سمجھکر نہایت عزت سے بٹھایا اور
نام پوچھا طاہر روشن ضمیر نے اپنا نام درویش ذوالکمال بتایا اور کہا کہ میں اسی صحرا سے ملک سحابیہ
میں رہتا ہوں لیکن کوئی شخص میرے مسکن سے آگاہ نہیں ہی سبب یہاں آنے کا یہ ہوا
کہ دختر تمہاری اس جوان صالح پر شیفتہ ہوا اور یہ جوان خاندان عالی سے ہی بیٹا اسد
غازی کا پوتا کرب دلاور کا ہی جو داماد حمزہ صاحبقران کے ہیں نام اسکا اسد ثانی ہی اسکو
عورت آئینہ پرست نے اپنی دختر طوفان سحرنقش سمیت آگ میں جھونکدیا تھا میں نے ان
دونوں کو اس آگ سے بمدد پروردگار عالم بچایا اور اپنے باغ میں مہمان کیا بعد اسکے
دختر تمہاری محبت اسد ثانی میں جاکر اس آگ میں کود پڑی میں نے اسکو بھی بمدد خدا کے
بچایا اب یہ تینوں آدمی یعنی اسد ثانی اور طوفان سحرنقش اور سحابیہ وردرگوشش موجود
ہیں تمکو لائق اور لازم ہی کہ عقد ان دونوں بیٹیوں کا اسد ثانی کے ساتھ کردو

طوفان سبز پوش کو بھی اپنی دختر جانو اور مذہب اسلام کو اختیار کرو یہ سنکر سحاب لنگر
کو نہایت خوشی ہوا اور دختر کو گلے سے لگایا طوفان سبز پوش کے سر پر بھی دست
شفقت پھیرا اور اسد ثانی کو بھی گلے لگایا اسکے ہاتھ چومے اور خواب اپنا اور خواب
میں مسلمان ہونے کا عہد کرنا سب بیان کیا عابد روشن ضمیر نے کلمہ تلقین فرمایا اور سحاب لنگر
کو از سر صدق مسلمان ہوا سحاب در در گوش اور طوفان سبز پوش کو لیکر داخل محل
ہوا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مبارک ہو کہ ایک دختر گم ہوئی تھی اسے خدا نے دو عنایت کیں
سحاب در در گوش کی ماں نے طوفان سبز پوش کو گلے لگایا اور سحاب در در گوش کو
بھی گلے سے لپٹایا اور طرب روز افزون بپا تھا کہ شادی کی ہو جائے بعد اسکے عابد
روشن ضمیر سے کہا کہ آپ عقد ان دونوں کا اسد ثانی کے ساتھ پڑھو دیجئے عابد نے دن
تعین کیا سامان شادی کا ہونے لگا دو حجلے تیار ہوئے دونوں شہزادیوں کو دلہن بنایا
اور لباس سیاہ تمام شہر نے بدلا لباس سرخ پہنا اس واقعہ کو سنکر ہزارہا کافر مسلمان ہوئے
جب روز عقد آیا اور عابد روشن ضمیر بر اسے پڑھا وقبول آئے تب طوفان سبز پوش نے کہا کہ
پہلے عقد سحاب در در گوش کا پڑھئے کہ وہ میری محسن ہے انہی کے بدولت میں نے اسد
ثانی کو پایا ورنہ [illegible] ظالم کے ہاتھ سے میں [illegible] کہ زندگی میں اسد ثانی سے نہ مل سکتی
عابد وہاں سے سحاب در در گوش کے حجلے کی طرف آئے سحاب در در گوش نے کہا کہ پہلے
عقد طوفان سبز پوش کا پڑھئے اسلئے کہ وہ مجھ سے پیشتر شیفتہ جمال اسد ثانی ہو چکی تھی
میں سبقت نہیں کر سکتی اور اسد ثانی بھی ولدادہ اسی کا ہوا آخر کار پہلے عقد ملکہ طوفان
سبز پوش کا اسد ثانی کے ساتھ پڑھا گیا اسکے بعد سحاب در در گوش کا نکاح اسد ثانی
کے ساتھ ہوا اسد ثانی نے وصل سے دونوں کے [illegible] ہوا اور [illegible] کا عقد سحاب در
در کے ساتھ پڑھا گیا یہ بھی اپنی معشوقہ سے وصل شادکام ہوا غرض چار روز کے بعد اسد ثانی
کو یہ خیال پیدا ہوا کہ صوت آئینہ پرست سے تیمور خون خوار پدر [illegible] کا بدلا چاہیے ملک
سحاب لنگر سے پوچھا کہ صوت آئینہ پرست کہاں گیا ہے سحاب لنگر نے بیان کیا کہ پہلے
[illegible] شہر سمرقند کو [illegible] نکالا طوفان [illegible] سمرقند فتح ہوئے صوت نے اپنی جانب سے
[illegible] کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور آپ جانب شہر بلخ روانہ ہوا یہ سنکر اسد ثانی نے کہا کہ میں
پہلے شہر سمرقند کو کفار کی حکومت سے نکالونگا اسکے بعد بلخ میں جاکر صوت آئینہ پرست
سے تیمور خون خوار کا انتقام لونگا آپ لشکر کو تیاری کا حکم دیں اور آپ بھی تشریف [illegible] ایک نامہ بنام
کہراسپ قزاق تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے کہراسپ [illegible] دیکھتے ہی اس نامہ کے مع لشکر کے شہر
سمرقند میں آ پہنچو اسلئے کہ مجھے صرف تمہارا انتظار ہے ایک سانڈنی سوار نامہ
لیکر جانب کوہ کہراسپ روانہ ہوا کہراسپ قزاق اسد ثانی کے جانے کے بعد کچھ روز تو
انتظار میں رہا کہ اب میرا آقا مجھے طلب کرتا ہوگا جب بہت دن ہو گئے اور کوئی نامہ و پیام نہ آیا
تو پریشان ہوا پیشہ قزاقی ترک کر چکا تھا ایک روز صبح اکیلا سر راہ شکار چلا جاتا تھا کہ سامنے
سے سانڈنی سوار نمودار ہوا کہراسپ نے پوچھا کہ اے بھائی کہاں سے آتا ہے اور کہاں جائیگا
اس نے بیان کیا کہ ملک سحاب [illegible] سے آیا ہوں نامہ اسد ثانی کا کہراسپ قزاق کے نام لایا ہوں یہ

سنکر لہراسپ شاد ہو گیا اور کہا کہ لہراسپ ہیچ ہی کیون نہ ہو نامہ میرے آقا کا مجھے دو یہ سنکر
ساندنی سوار نے اونٹ کو بٹھلایا اور اتر کر نامہ لہراسپ کو دیا لہراسپ نے نامہ اپنے سر پر رکھا
اور ساندنی سوار کو لیے ہوئے کوہ پر آیا لفافہ کھولکر نامہ پڑھا بہت خوش ہوا لشکر کو تیاری
کا حکم دیا اور دوسرے روز کوچ کر کے جانب ملک سحابیہ روانہ ہوا یہان غاپہ روشن ضمیر نے
اسد ثانی سے کہا کہ اب مین اپنے مکان کو جاتا ہون انشاء اللہ تعالی قلعہ ذوالامان پر میری
آپکی ملاقات ہوگی اسد ثانی نے کہا کہ بڑی تکلیفین آپ نے میری ذات سے اٹھائین خدا حافظ
اب مین زیادہ زحمت دینا پسند نہین کرتا غاپہ روشن ضمیر تو اسطرف روانہ ہوئے اور
شاہزادہ اسد ثانی نے کوچ کی تیاری کا حکم دیا فوجین تیار ہونے لگین کہ ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ لہراسپ قزاق بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہے اسد ثانی نے چند افسران
فوج کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور لہراسپ کو استقبال کر کے لائے لہراسپ
دل مین کہتا ہے کہ میرا آقا بڑا قدردان ہے کہ مجھ ایسے دزد کی اسقدر عزت کی اگر مین اپنے دین
قدیم پر رہتا اور اطاعت اس شہریار عالی وقار کی نہ اختیار کرتا تو یہ مرتبہ کاہیکو نصیب ہوتا
غرضکہ چالیس ہزار سوار کا لشکر ملک سحابیہ لنگر کا اور بارہ ہزار آدمی قزاق تھے ساتھ بادشاہزادے
کی فوج تیار ہوئی اور ملک سحابیہ لنگر نے ملک کا انتظام کیا اپنی جانب سے نائب مقرر
کر کے اسد ثانی سے کہا کہ بسم اللہ تشریف لے چلیے اسد ثانی نے کہا بہتر اور ہرا اس سے رخصت
باغ ملکہ سحابیہ در در گوش مین آئے اسوقت طوفان سبزپوش اور سحابیہ در در گوش
دونون ایک ہی مقام پر بیٹھی ہوئی تھین کہ اسد ثانی پہونچے ملکہ طوفان سبزپوش نے کلمات
شگفتہ زبان پر جاری کیے اور کہا کہ اے شہریار یہ امید نہ تھی کہ آپ دیدار کے واسطے
اسطرح ترسائینگے جیسے ایسی محبت ہو کہ دیوانہ وار صحراؤن مین پھرے اپنا تاج و تخت عزیز
واقربا سبکو چھوڑ دے وہ دن بھر صورت نہ دکھائے آخر کیا فکر مین ہین کچھ معلوم
تو ہو کہیں اور طرف دل لگ گیا ہو اگر ایسا ہے تو ہم دونون ملکر اسکی بھی فکر کرین یہ کہکر مسکرائی
اسد ثانی نے کہا کہ ملکون کا یہ شیوہ نہین ہے کہ عورتون کے پاس بیٹھے رہین کام ہمارا
جانفشانی و جانبازی کا ہے مین نے سنا ہے کہ حشمت آئینہ پرست تمہارے باپ نے ملک
سمرقند کو جلا کر خاک کر دیا بادشاہ کو وہان کے مارا جو خداپرست تھا اور اپنی جانب سے
حاکم شہر نشین کر کے بلخ کی جانب روانہ ہوا ہے مین جاتا ہون اور سمرقند کو حکومت کافر
سے چھڑا کر حاکم اپنی جانب سے تعین کرونگا اسکے بعد بلخ کی طرف روانہ ہونگا اور
جہان ملیگا حشمت آئینہ پرست اور ہیبوت جادو سے مقابلہ کرونگا خداپرستان کا
بدلہ لونگا یہ سنکر ان دونون شاہزادیون کے چہرے فق ہو گئے رنگ اڑ گئے قدمون پر
گرکر کہنے لگین طوفان سبزپوش نے کہا کہ کیا تمہین یاد نہین کہ حشمت جادو ایسی ہے کہ
جسنے تمہین ستیر آگ مین پھونکا تھا اور پھر اسکے سامنے جاؤ گے تو کیونکر پیش جائیگی وہ
ساحرہ ہے تم سحر نہین جانتے نہ کوئی ساحر تمہارے ساتھ ہے یہ اپنے پاؤن سے دیدہ و دانستہ
ایک بلا مین پھنسنے کو جاتے ہو اور ہمین کس پر چھوڑے جاتے ہو اپنے ماں باپ کو تمہاری
محبت مین چھوڑا مثل خانہ بدوشون کے بیابان پڑے ہوئے ہین کہان خدا بھلا کرے

ملکہ سمجھا ہوا اور ایسکے والدین کا کہ یہ مثل بیٹیوں کے سمجھتے ہیں اور والدین اسکے بمثل اولاد
کے پرورش کرتے ہیں ان لوگوں کے بار احسان سے میری گردن نہیں اٹھ سکتی اسد
ثانی نے کہا وہ وقت دوسرا تھا جبکہ اسنے مجکو آگ میں ڈالدیا اب میں آتش شمشیر سے
اسکو سیاہ خاک دونگا یہ خیال نکرو کہ ساحر میرے ساتھ نہیں ہے حافظ حقیقی ہر وقت میں
نگہبان ہے میں بغیر مارے حوت آتشہ پرست کے واپس نہ آؤنگا اسمیں کد نکرو اور جسوقت
اس جھگڑے سے نجات ہو جائیگی تو ملکہ تمھارے باپ سے تکو دونگا تم بھی جسطرح چاہتا تھا یہ
وردرگوش ... بیٹا خفت کر لینا تھا یہ وردرگوش نے کہا اے ملکہ طوفان سبز پوش میں
مجھسے کمتری رکھتی ہوں آپ ایسی باتیں فرماتے ہیں جن سے دل میرا ٹکڑا ہو ملکہ طوفان
سبز پوش نے دامن اسد ثانی کا پکڑ کر رونا شروع کر دیا اسد ثانی سے بھی ضبط نہ ہوسکا
اور آنسو آنکھوں سے جاری ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ابر ملے ہوئے برس رہے ہیں
تا دیر یہی حالت رہی تھا یہ وردرگوش کبھی رو رہی ہے اور یہ شیر پر غور رہی ہے شیر اسی بہانہ
سے یک اجل کو آتا تھا یہ دل لگاتا تھا جو شئے کا ہوا ہوتا تھا یہ سامان جلا لائے مجرد کون کے
واسطے سامان ہونے سے کم نہیں ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے جب اسد ثانی نے دیکھا کہ حالت
طوفان سبز پوش کی نہایت خراب ہے کہ کسیطرح آنسو نہیں تھمتا ہچکی بندھی ہوئی ہے
کہا اے ملکہ یہ تو ممکن نہیں کہ میں تجھکو ہمراہ لیجاؤں مگر ہاں تمھاری خاطر سے اتنا ضرور ہوگا کہ جسوقت
سمرقند سے پھروں گا تو تمھارے پاس ہوتا ہوا شہر بلخ کی جانب روانہ ہونگا اور وہاں
سے بھی خطوط اپنی خیریت کے بابت بھیجتا رہونگا یہ فرماکر دامن چھڑایا اور خدا حافظ کہکر
جانب دروازہ روانہ ہوئے ملکہ طوفان سبز پوش تو بیہوش ہو گئی اور تھا یہ وردرگوش نے
پشت کو آئینہ دکھایا اور کہا جسطرح پشت دکھا کر جاتے ہو منہ دکھانا بھی نصیب ہو اسد ثانی
باہر باغ کے آیا سواری موجود تھی لشکر تیار تھا جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر جانب سمرقند
روانہ ہوئے اب انکو تو راہ سمرقند میں چھوڑا جاتا ہے اور یہاں سے داستان ادریس بن
اندلس عیار اسد ثانی کی آغاز کیجاتی ہے راوی ناقل ہے کہ جسوقت ادریس بن اندلس قلعہ
تبیلان سے چلا کہ اپنے آقا کی خبر لوں اول اکز نگمار میں پہونچا وہاں اسد ثانی کو نہ پایا نہایت
پریشان ہوا اور پتہ پوچھتا ہوا آگے روانہ ہوا الغرض طے مراحل و قطع منازل ایک صحرا میں پہونچا
دیکھا کہ شام ہوگئی ہے اور سواد شہر معلوم نہیں ہوتا پریشان ہوا کہ کہاں جاؤں اور کیا کروں
مگر جب شام ہوئی اور مہر جہانتاب گوشہ مغرب میں پنہاں ہوا ستارے چرخ نیلی پر نمودار ہونے لگے
طائر اپنے آشیانوں کی طرف متوجہ ہوئے قافلوں نے منزل کی ایک پر بستر گردان
براہ وفا ... ادریس بن اندلس اسی پریشانی کے عالم میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور
اپنے حال زار پر رونے لگا کہ افسوس ... نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
تنہا وہ دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے نہ اپنے آقا تک پہونچے
نہ اپنے شہر میں رہے ایک نہ ایک دن کوئی درندہ گزندہ مار ڈالیگا خیر یہ بھی اچھا ہے کہ دنیا کی
مصیبتوں سے نجات ہو جائیگی اسی اسی طرح کی باتیں دل سے کر رہا تھا کہ ایک جانب کچھ
روشنی سی معلوم ہوئی ادریس بن اندلس نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی قافلہ اترا ہوا ہے

اُسی جانب یہ بھی روانہ ہوا جسوقت قریب قافلہ پہونچا دیکھا کہ بہت بڑا قافلہ اُترا ہوا ہی لوگون نے جو اسکو دیکھا پوچھا تو لوگون کہا بندہ خدا وہ لوگ ڈرے کہ یہ غیر شخص کہان سے آگیا اس صحرا مین ایک تن تنہا کا کیا کام ہی خیال گذرا کہ کسی قزاق کا مخبر نہ ہو جلد ہی سے اسکو گرفتار کر لیا ہر چند ادریس بن اندلس کہتا ہی کہ مین چور نہین ہون بلکہ مسافر ہون کسی نے ایک سماعت نکی اور گرفتار کیئے ہوئے سامنے اپنے مالک کے لے گئے دیکھا ادریس بن اندلس نے کہ ایک سوداگر وضع آدمی کرسی پر بیٹھا ہی اور گلے مین اُسکے ایک رومال سیاہ بندھا ہوا ہی لوگون نے سوداگر سے کہا کہ یہ ایک مرد اجنبی قافلہ مین چلا آتا تھا ہمین شبہہ گذرا کہ یہ مخبر کسی قزاق کا نہ ہو لہذا ہمنے اسکو گرفتار کر لیا ہی سوداگر نے کہا کہ اگر مخبر ہوتا تو دور سے قافلہ کو دیکھکر چلا جاتا اُسے قافلہ مین داخل ہونے کی کیا ضرورت تھی اور بفرض محال یہ مخبر بھی ہو تو کیا اسکی گرفتاری سے قزاق اپنا ارادہ ملتوی کرینگے یہ سنکر اُن لوگون نے ادریس بن اندلس کو چھوڑ دیا ادریس نے جو سوداگر کا یہ حال پریشان دیکھا عرض کیا کہ مین آوارہ وطن مسافر ہون اور دردرسیدہ ہون اس صحرا مین مجکو شام ہوگئی اب نہ کہین جا سکتا ہون نہ ٹھہر سکتا ہون اسطرف روشنی دیکھی اور بوے انسان پاکر چلا آیا یہ خطا میری تھی سوداگر نے کہا کہ مین تمھاری صورت سے سمجھ گیا کہ تم مسافر ہو حال اپنا بیان کرو کیون گھر سے نکلے اور کہان جاتے ہو اس صحرا مین ایک تن تنہا کیون ہو یہ سنکر ادریس نے بیان کیا کہ مین قلعہ گیلان سے آتا ہون اور مجکو اپنے آقا کی تلاش ہی آقا میرا مجھے چھوڑ گیا ہی سُنا تھا کہ شہر زنگبار مین ہی وہان گیا یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور طرف تشریف لیگئے سوداگر یہ سنکر خاموش ہو رہا کہا خیر رات تم اسی قافلہ مین بسر کرو صبح کو جہان جی چاہے چلے جانا اب ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپکو بھی مین غمگین پاتا ہون اس رومال سیاہ کا کیا باعث ہی یہ سنکر سوداگر رونے لگا کہا اے شخص مین اپنا حال تجھ سے کیا بیان کرون مجھسے بھی میرا آقا جدا ہو گیا ہی اور ایسا جدا ہوا ہی کہ اب تا بہ قیامت ملاقات نہوگی ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپ تو خود سردار ہین آپکا سردار و مالک کون تھا سوداگر نے کہا کہ عجیب واقعہ میرا یہ ہی کہ مجھسے صحرا مین ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی کہ وہ عجب حال خراب تھا پاؤن مین اُسکے چھالے پڑے ہوئے تھے لباس پارہ پارہ تھا دل اسکا بیقابو تھا دیوانہ محبت ہو رہا تھا مین نے بڑی مشکلون سے اُسکو رام کر کے اپنے ساتھ لیا علاج اُسکا کیا بہتیرے مرض دور ہو گئے مگر جنون محبت باقی رہا روز رات کو تنہا خیمہ سے نکل جاتا تھا اور صحرا مین شب بسر کرتا تھا صبح کو پھر خیمہ مین چلا آتا تھا ہر چند کہ اُسے صحبت انسان سے نفرت سی ہو گئی تھی تنہا بیٹھا رویا کرتا تھا مگر نہین معلوم اُسنے میرا کیا لحاظ کیا بس تھا کہ پھر پھر کر چلا آتا تھا ظاہر سبب اسکا یہی معلوم ہوتا ہی کہ مجھسے اور اُسکے بزرگون سے ملاقات تھی اور یہ امر مین اُسپر ظاہر کر چکا تھا شاید اسی سبب سے وہ میرا لحاظ کرتا تھا ایک روز صحرا مین قزاقون نے آگھیرا تمام مال و اسباب میرا لوٹ لیگئے وہ نظر یار حسب عادت شب کو صحرا مین نکل گیا تھا جسوقت صبح کو آیا اور قافلے کو لٹا ہوا پایا تن تنہا جاکر قزاق کو زیر کیا اور تمام مال و اسباب میرا اُس سے دلوایا بعد اُسکے میرے ساتھ شہر مسحابیہ مین داخل ہوا

اسی طرح رات کو صحرا میں نکل جاتا تھا ایک روز لوگ اسے گرفتار کر کے سامنے بادشاہ
کے لائے میں موجود تھا جرم ظاہر کیا کہ یہ شاہزادی کے باغ سے نکلا تھا بادشاہ نے حکم
قتل دیا ہر چند کہ اسکا قتل آسان نہ تھا کہ جوان زبردست لشکر شکن تھا مگر جنون محبت نے ایسا
بے اندیش کر دیا تھا کہ قتل ہونے پر آمادہ ہو گیا یہ خبر ملکہ کو ہوئی اور وہ خدمت بادشاہ میں حاضر
ہوئی اور صفائی کر کے اسے چھڑا لے گئی پھر کچھ دن تک اسکا پتا نہ معلوم ہوا اور وہ میرے
پاس نہیں آیا سنا میں نے ملکہ کے باغ میں رہتا ہے پھر چند دن کے سنا کہ طوفان سبز پوش
و خنجر [illegible] کے عشق میں اسکی یہ حالت ہوئی تھی اسکی شوقین [illegible] ملکی یہ خبر حرکت
آتش پرست کو ہوئی اسنے ساحرہ کے ذریعہ سے دونوں کو گرفتار کر کے آگ میں جلوا دیا یہ خبر
ملکہ سحابیہ کو ہوئی وہ بھی اسکے عشق میں فقیر ہو کر نکلی اور اسی آتش افروختہ میں گر کر جل گئی
میں اسی روز سے یہ سنکر کوچ کر کے چلا آج اس مقام پر قیام کیا مگر دل بہلانے نہیں بہلتا ہر
لحظہ انکی [illegible] کی آنکھوں کے نیچے پھرا کرتی ہے یہ سنکر ادریس کو اپنے آقا کا
شوق گذرا پوچھا نام اسکا معلوم ہے سوداگر نے بیان کیا کہ نام اسکا شہریار ملک اسد ثانی تھا
یہ سنکر تمام خاندان سے واقف ہوا ادریس یہ سنتا تھا کہ ادریس نے پچھاڑ کھائی اور گریبان
چاک کر ڈالا چیخیں مار مار کر رونے لگا سوداگر کا غم بھی تازہ ہو گیا یہ بھی زور سے لگا اور ادریس
بن اندلس سے کہا کہ کیا تم بھی اسی شہریار کے تلاش میں نکلے تھے ادریس نے کہا کہ میں
بچپن کا رفیق ساتھ کھیلا ہوا ہوں اور ادریس بن اندلس بن عمر میرا نام ہے صبح تک ایک ہنگامہ
گریہ وزاری برپا رہا صبح کو ادریس بن اندلس سوداگر سے رخصت ہوا کہ میں مقام قتل اپنے
مالک کا دیکھنے جاتا ہوں اور وہیں اپنی بھی جان دونگا ہر چند سوداگر نے سمجھایا کہ اب جانے
سے کیا فائدہ مگر اسنے نہ مانا روتا ہوا اوڑتا جانب ملک سحابیہ روانہ ہوا اب اسکو راہ میں
چھوڑا جاتا ہے اور اس کا حال بیمار محبت و مریض درد فرقت یعنی ملکہ طوفان سبز پوش
کا بیان کیا جاتا ہے ارباب [illegible] دردمندان زخم ناشکیبائی اس داستان حیرت
بیان کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ اسد ثانی ملکہ طوفان سبز پوش و سحابیہ درد گوش
کو بیدل چھوڑ کر جانب سمرقند راہی ہوا تو ان دونوں نے اپنی حالت خراب کی دن رات رویا
کرتی تھیں یہ شعر ورد زبان تھا شعر دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی جب راتیں کٹنا محال تھی تو دن پہاڑ ہو جاتا تھا ایک ایک
ساعت ایک ایک سال سے زیادہ کٹتی بار بار یہ شعر ورد زبان ہوتا تھا شعر شب فراق تو جون
تون کٹی نالہ و آہ میں دن پہاڑ سا کیونکر کٹے الٰہی و یگر شام کبار و جدائی کی نہیں ہوتی
سحر جب دیواروں سے کبھی کہتی تھیں کہ دو پہر کو دل لیسی کی ان چاہت
کے سنگ و بیاسا کہا وہ نہیں جل جل مرے کبھی کہتی تھیں دو جو نہیں
جانتی کہ [illegible] دکھ ہوتے مگر ڈھونڈھ کر پہنچی کہ [illegible] ایسی کیفیتوں میں جب
دو چار روز گذرے تو ملکہ طوفان سبز پوش کی حالت ایسی خراب ہوئی کہ صاحب فراش ہو گئی
اٹھنا بیٹھنا محال ہو گیا شعر صورت ہے عجب ہجر کی حال درد دل کے ساتھ ہم بدل لیتے تو
ہیں کروٹ مگر مشکل کے ساتھ ملکہ سحابیہ درد گوش اسکی یہ حالت دیکھکر اپنا غم بھول گئی

اور علاج مین ملکہ طوفان سبز پوشش کے مصروف ہوئی مگر اسکا مرض بڑھتا ہی گیا اور دوا اسکا کام
زہر کا کرتی تھی اور یہ مانند شمع کے سوز غم سے پگھلتی ہی چلی جاتی تھی ہر چند ملکہ سحابیہ و دردگوشش سمجھاتی
تھی کہ بہن اسقدر کیون حال اپنا خراب کرلی ہو جس خدا نے اسوقت ملایا تھا جبکہ ایک دوسرے
کے حال سے واقف بھی نہ تھا وہی اسوقت بھی واقف حال ہے پھر ان سے ملاوہ وعدہ کر گئے ہین
کہ مین جلد آونگا طوفان سبز پوشش نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ایسے کا کیا اعتبار جو یون تڑپتا ہوا
چھوڑ گیا اور ایسے رحم نہ آیا اتنے سفر مین ہمارا کیا خیال ہوگا مثل مشہور ہے کہ آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ سحابیہ
و دردگوشش نے کہا کہ وہ صادق الوعدہ ہین ایسے نہین ہین کہ وعدہ کر جائین اور اسے وفا نکرین طوفان
سبز پوشش نے کہا کہ وہ تو ہزار آئین مگر میرے منہ مین خاک مجھے تو امید نہین کہ زندہ پھرین سحابیہ و دردگوشش
نے کہا کہ بہن تو یہ کہو کیا تم جدا کی … دو مہینے ہو یون بھی سہی تو پہلے سے فال بد نکالنا بھی اچھا نہین
ہے چونکہ پیشانی کی یہ بات وہ پیش آئی ہے تمہارے جان و بیلے سے کیا ہوگا مگر طوفان سبز پوشش
کی یہ حالت ہے کہ کوئی نصیحت کارگر نہین ہوتی غم اسکا بڑھتا ہی چلا جاتا ہے یہ اشعار اکثر زبان پر لاتی ہے
شعر … مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے ۔۔ کہ دشمن بھی میرے احوال پر آنسو بہاتا ہے ۔۔
نہ جی لگتا ہے گھر مین اور نہ صحرا مجھکو بھاتا ہے ۔۔ اگر کچھ بات کرتا ہون کلیجا منہ کو آتا ہے ۔۔ اگر چہ کا مین رستا ہو
مزا الفت کا جاتا ہے ۔۔ مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ۔۔ اگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان
سوزد ۔۔ یہ اشعار پڑھتے پڑھتے جان بحق تسلیم ہوئی ملکہ سحابیہ و دردگوشش نے جانا کہ بیہوش
ہے لیکن جو عورتین سن رسیدہ اور جہاندیدہ تھین انھون نے کہا کہ ملکہ دیکھتی کیا ہو اب انہین کیا باقی
ہے یہ سنکر سحابیہ و دردگوشش پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ ہاے مین شاہزادہ کو کیا جواب دونگی
واہ بہن کیا اچھا سلوک تم نے میرے ساتھ کیا ہے بلکہ تو اس حال پر ملال مین مبتلا ہے سرو ناز نے
سمجھایا کہ اب رونے اور پیٹنے سے کیا حصول ہوگا لاش کو دفن کرو کہ احترام میت مین
فرق آتا ہے سحابیہ و دردگوشش نے اہتمام جنازہ اٹھانے کا کیا اور نہایت تزک و احتشام
سے جنازہ طوفان سبز پوشش کا اٹھوایا اور بیرون شہر لیجا کر دفن کیا اور آپ گریبان چاک
کرکے فقیری لباس اختیار کیا اور قبر پر مجاور بنکر بیٹھی دن رات گریہ و زاری مین گذارتی
ہے یہ تو اس حال پر ملال مین ہے اور ادریس بن اندلس کا حال سنیے کہ یہ منزلون کو طی کرکے
وارد ملک سحابیہ ہوا اور لوگون سے دریافت کیا کہ اسد ثانی یہان تشریف لاے تھے
اور انھین جو ست آتش پرست نے جلا دیا تھا جس مقام پر وہ جلاے گئے تھے وہ کہان ہے لوگون
نے کہا کہ اب یہ ذکر نہ کرو اس شہریار عالی وقار کو خداوند کریم نے اوس بلا سے بچایا ایک
عابد با خدا آتشین آسکے معشوقون سمیت بچا لے اور عقد انکا ہوا اب شاہزادہ بہ ارادہ
فتح شہر سمرقند گیا ہوا ہے یہ سنکر ادریس بن اندلس نہایت خوش ہوا مگر پوچھا کہ سبب شہر کی یہ …
کا کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ جس معشوق کی محبت مین صحرا بہ صحرا یہان تک آئے تھے انھون نے
انتقال کیا اور ابھی اسد ثانی کو اسکی خبر نہین ہے جسوقت سنین گے تو خدا جانے انکی کیا
حالت ہوگی یہ سنکر وہ خوشی ادریس کی … بدل بہ غم ہوگئی اور روتا ہوا مقبرہ کا پتہ پوچھکر روانہ
ہوا جسوقت قبر طوفان سبز پوشش پر پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین فقیرانہ لباس
کیے ہوے قبر کو چھاتی سے لگاے جاتی ہے اور روتی جاتی ہے ادریس بن اندلس نے سلام کیا اور قبر پر فاتحہ

بڑھا اُس نے پوچھا کہ اے بھائی تو کون ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ میں عیار ہوں اسد ثانی کا اپنے
گھر میں ملکہ سحابیہ در درگوش اور زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگا اور کہا اے بھائی کیا
پوچھتا ہے شعر بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں پانچ بس
شہریار عالی وقار کا تو عیار ہے میں اُسکی ناموس ہوں اور ملکہ سحابیہ در درگوش میرا نام ہے ادریس
بن اندلس نے پوچھا کہ آپ تو ہمیشہ آقا کے ساتھ تھیں آپکی جان کیونکر بچی سحابیہ در درگوش
نے بھی عابد روشن ضمیر کا قصہ بیان کیا اور اپنا عقد ہونا اسد ثانی کے ساتھ اور قلو فان بن سبز پوش
کا عقد ہونا کہہ سنایا اور انتقال طوفان سبز پوش کا حال بیان کیا ادریس بن اندلس بھی ملکہ
کے حال زار پر بہت گریان ہوا اور اپنا غم بھول گیا کہا کہ آپکا رنج میرے رنج سے زیادہ جانگزا
ہوا ہے سحابیہ در درگوش نے کہا کہ اب کہاں کا قصد ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ جہاں میرا آقا
ہوگا وہاں پہونچکر اسکی قدمبوسی حاصل کرونگا ملکہ سحابیہ در درگوش نے کہا کہ اے بھائی اگر
تجھے اور میرے آقا سے ملاقات ہو تو حال ہم گم گشتگان حسرت کا ضرور بیان کر دینا اور کہہ دینا
کہ ایک صدمہ فرقت سے جان بحق تسلیم ہوئی اور دوسری بھی کنار گور ہے یہ سنکر ادریس بن اندلس
نے ملکہ کو سلام رخصت کیا اور عرض کیا کہ جو کچھ دیکھ چلا ہوں سب بیان کرونگا اور جانب شہر سمرقند
روانہ ہوا اب اُسے تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اب یہاں سے چند کلمہ داستان جرأت نشان
تنہا بہادر اسد ثانی سے گذارش کیے جاتے ہیں کہ وہ کوچ کرکے سحابیہ سے سمرقند کو روانہ ہوئے تھے
جسوقت سرحد سمرقند میں داخل ہوئے ایک طرف بہت سے گنجان درخت لگے ہوئے تھے
لشکر کو ان درختوں کی آڑ میں اوتارا اور کہا کہ تم سب اسی جگہ قیام کرو جسوقت میرے نعرہ کی آواز
سننا قلعہ پر دھاوا کر دینا اور آپ وضع ایلچی چابک سوار کی بنا کر ایک دستار باندھ کر لباس [illegible] پہنکر
جانب قلعہ سمرقند روانہ ہوئے راہ میں آبادی دیکھی عالت [illegible] آتش پرست بھاگ کر گاؤں
میں پوشیدہ ہو رہے تھے جسوقت اُن لوگوں سے اور اسد ثانی سے ملاقات ہوئی کہ بعض انہیں
سے شناسا بھی تھے سب حال شہر کے جلنے کا اور [illegible] دیو ساحر کی حکومت کا بیان کیا اور کہا
کہ یہ ملک بالکل برباد ہو گیا ہے [illegible] آتش پرستوں نے اپنے کو پوشیدہ کیا یا [illegible] اختیار کر لیا وہ لوگ
بچے باقی سب مارے گئے یہ سنکر نہایت افسوس کیا اور تنہا گھوڑا اوڑائے ہوئے داخل لشکر ہوئے
لوگوں نے چابک سوار سمجھکر روک ٹوک نہیں کی جاتا کہ کوئی چابک سوار کہیں سے آیا ہے ایک آدمی نے
پوچھا کہ آپ کہاں سے آتے ہیں اور کس طرف جانے کا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ میں ملک
[illegible] سے آیا ہوں اور یہ [illegible] لائق [illegible] بادشاہ
کو [illegible] اگر پسند ہوا تو [illegible] داخل
ہوگئے وہ لوگ [illegible] کہنے لگے کہ دیکھو بھائی [illegible] اچھی نہیں
معلوم ہوتی ہے بغیر حکم کے اندر جانے دینا ٹھیک نہیں ہے دوسرا بولا کہ [illegible] سو یہاں
اتنا بہادر نہیں ہوتا کہ دشمن کی اتنی جرأت نہیں ہے کہ یہ و تنہا اسطرح صفوں میں چلا جاسکے گا
اور اگر ایسی حرکت کرے گا تو کیا پائیگا جان دینا پڑیگی یہاں تو یہ باتیں ہوتی رہیں وہاں اسد ثانی
[illegible] مجمع کے پہونچ گئے جہاں [illegible] دیو ساحر بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا اسد ثانی گھوڑے
[illegible] گھوڑا اور اُس مجمع کو چیر کر اس مقام پر پہونچے جہاں [illegible] دیو

بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا اسد ثانی نے نعرہ کیا کہ باش ای دلیر تاسکا ہوشیار رہو جا کہ ملک الموت
تیری جان لینے کو آپہونچا مثل اسد ثانی کے گذار ہر گز از دست من زندہ و سلامت بار بروی یہ
سنکر بہمن دیوبند سنگ گھبرا گیا کہ یہ بلا سے ناگہانی کہان سے آئی جلدی سے اٹھا اور گرز مارا تو
اسد دلاور نے کوار سے یہ کہان سے آگیا بس یہ سنتا تھا کہ اسد ثانی جست کر کے سر پر
جا پہونچے اسنے تلوار ماری اسد ثانی نے اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا
بہمن دیوبند سنگ کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ دیکھتے ہی کفار نے اسد ثانی پہ حملہ کیا انھون نے بھی
تلوار برسانا شروع کی یہان تک کہ وار ان لوگون کے رد کرتے ہوے اور لاشین گراتے
ہوے قریب اپنے مرکب کے آگئے جلدی سے مرکب پر سوار ہوے اور آپ دروازہ
قلعہ کی طرف متوجہ ہوے یہان تک کہ لڑتے ہوے قلعہ سے باہر نکل آئے اور آپ
انھون نے نعرہ کیا کہ کفار کے دل ہل گئے اور وہ لوگ جو انکی آواز پر کان لگائے ہوے تھے
تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے اور لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی ایک جانب سے نعرہ
لہراسپ قزاق کا ہوا اور یہ بارہ ہزار قزاقون سے آگر لاشین ان قزاقون نے گرانا
شروع کردین اور ایک طرف سے نعرہ ملک سہراب لنگرگیر کا ہوا دو جانب سے فوج
کفار کو گھیر لیا اور تلوار چلنے لگی دیر تک کفار اسی شبہہ مین لڑا کیے کہ وہ سمجھتے تھے
مالک ہمارا زندہ ہے جس وقت اسد ثانی نے دیکھا کہ مقتولون کا کشتہ و خون ہو رہا ہے پکڑ کر لے
ہو گئے داخل قلعہ ہوے اپنے لشکر بھی آگیا تھا اسد ثانی لڑتے ہوے لاش [illegible]
کے قریب جا پہونچے اور سر اسکا کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا اور آواز دی کہ مالک تمہارا مارا گیا
اب کیا سمجھکر لڑتے ہو یہ دیکھتے ہی کفار کا دل ٹوٹ گیا اور ہر چہار جانب سے آواز امان
بلند ہوئی فرمایا کہ بشرط ایمان جس وقت سب نے قبول کیا تو اسد ثانی نے ہاتھ روکا ساتھ
ہی تمام لشکر نے ہاتھ روک لیا دونون لشکر علحدہ ہوے اسد ثانی داخل قلعہ ہوا اور تخت
سنہری پر ملک سہراب لنگرگیر کو بٹھایا اکابر شہر حاضر ہوے نذرین گذرانے لگین جس قدر
آتشکدہ پرستش کے یہان تھے سب توڑ ڈالے اور بجاے انکے مسجدین بنین [illegible]
بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہوا تین روز مین تمام ملک کا انتظام کیا حساب کرنے سے
معلوم ہوا تھا کہ بیس ہزار سوار اسد ثانی کے کام آئے اور پچاس ہزار آدمی لشکر بہمن دیو سنگ
کے مارے گئے لاشین مسلمانون کی دفن کی گئین اور لاشین کفار کی صحرا مین پھینکوادین
اور سر بہمن دیوبند سنگ کا دروازہ قلعہ مین لٹکا دیا گیا کہ لوگ دیکھکر عبرت پکڑین کہ ابھی کل تک
یہ اسی شہر مین حکومت کرتا تھا آج اس حال پامال سے ہے اور اس ذلت و خواری سے
سر اسکا آویزان کیا گیا ہے غرضکہ اسی اثنا مین ادریس بن اندلس بھی آپہونچا شہر کو اسلام آباد
دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اپنے آقا کی قدمبوسی حاصل کی ادریس بن اندلس سے اسد ثانی
نے پوچھا کہ تم یہان تک کیونکر پہونچے ادریس بن اندلس نے قلعہ گیلان سے چلنا اور راہ
مین سوداگر کا ملنا اور اسکے بعد ملک سحابیہ مین آنا سب بیان کیا اسکے بعد رونے لگا اسد ثانی
نے کہا کہ اسے رونے کا کیا سبب ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ اے شہریار جو حالت ملکہ
سحابیہ کی مین دیکھی ہے وہ بیان نہین ہو سکتی اپنا دل سنبھال لیجیے تو عرض کرون یہ سنکر

بہت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ خیر تو ہے کچھ کہو تو سہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ ملکہ طوفان سبزپوش نے انتقال کیا پس یہ سننا تھا کہ اسد ثانی کی عجیب حالت ہوئی قریب تھا کہ طائر روح قفس تن کو چھوڑ کر نکل جائے مگر یہ دام صیاد حیات مین اسیر تھا پھڑک کر رہ گیا وہ تین روز اسد ثانی نے اپنی حالت بہت خراب کی اگرچہ لوگ سمجھاتے تھے مگر انکی حالت اور خراب ہوتی جاتی تھی آخرکار تیسرے روز یہ خیال آیا کہ اب زندگی کا لطف تو ہر طرح گیا اور اس تلخ کامی کی زیست سے تلخی موت بہتر ہے لہذا اسطرح مرنا اچھا ہے کہ کچھ اپنے دل سے پوچھین اور ادریس بن اندلس سے پوچھا کہ والدہ ماجدہ قلعہ گیلان سے کسطرف کو روانہ ہوئے ادریس بن اندلس نے عرض کی کہ وہ عقب مین خوانخوار بن دجال کے گئے ہین سنا ہے کہ وہ ملک اردبیل سے ہوتا ہوا جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا کہا ہم بھی بلخ کی طرف ہوتے ہوئے اسپید کی طرف چلین گے یہ فرما کر لہراسپ قزاق کو تیاری لشکر کا حکم دیا اور ملک سحاب لنگرگیر سے کہا کہ آپ شہر سمرقند اور ملک سحابیہ کا انتظام کرین مین بلخ کی طرف جاتا ہون ملک نے کہا کہ [illegible] کہ اب پھر بروز قیامت ملاقات ہوگی یہ فرما کر لہراسپ قزاق اور ادریس بن اندلس کو ساتھ لیکر جانب بلخ روانہ ہو گئے سحاب لنگرگیر روتا رہ گیا اسد ثانی طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہین لیکن فراق ملکہ طوفان سبزپوش مین یہ حالت ہے کہ ہر وقت خدا سے موت طلب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بار الہا مجھے کبھی بلا لے کیونکہ اب مجھ سے صدمہ دوری ملکہ طوفان سبزپوش کا نہین اٹھ سکتا اور اس سے زندگی مین ملاقات ہو نہین سکتی لہذا مجکو اس جینے سے مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے جسوقت لہراسپ قزاق اور ادریس بن اندلس سمجھاتے ہین کہ اے شہریار دلکو سنبھالئے غم اپنا دور کیجئے خدا نے ایک سے بڑھکر ایک حسین پیدا کیا ہے تو یہ باتین نشتر کا کام کرتی ہین اور اسد ثانی کہتے ہین کہ للہ میرے زخم دل پر نمک پاشی نکرین مین نے دنیا کو ترک کیا ہے اب کسی عورت کی صورت دیکھنا بھی پسند نہین کرتا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ طوفان سبزپوش تو میری مفارقت کی تاب نہ لاسکے اور غم دوری سے ہلاک ہو جائے اور مین دوسری نازنین سے دل بہلاؤن ارے یارو یہ کون سا انصاف ہے پس تم مجھے نہ سمجھاؤ مین خوب سمجھے ہوئے ہون کہ تمہاری سمجھ خود ناقص ہے یہ لوگ خاموش ہو رہتے ہین اسیطرح طے مراحل و قطع منازل کے بعد داخل شہر بلخ ہوئے تو عجیب حالت دیکھی کہ انسان کا نام و نشان بھی نہین ہے تمام شہر خراب معلوم ہوتا ہے اور خاک اڑ رہی ہے مکانات جلے ہوئے پڑے ہین ہر طرف خاک کے ڈھیر لگے ہوئے ہین کچھ لوگ جو وقت آتش پرست کی آمد سنکر اور انجام سوچکر شہر سے نکل گئے تھے وہ صحرا مین آباد ہین جا بجا قریہ اور گاؤن معلوم ہوتے ہین ان لوگون نے جو اسد ثانی کو دیکھا اکر بہت روئے اور حکایتین جور آتش پرست کی بیان کین اور ایک ایک مقام دیکھایا اور بتلایا کہ فلان مقام پر محل شاہی تھا فلان جگہ اصطبل تھا غرضکہ عجیب اداسی اس سرزمین پر چھائی ہوئی تھی اسد ثانی نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ دور اسلام تمام ہوا اور دور کفر آغاز ہوگیا کیونکہ ایسی تباہی کسیوقت مین نہ پڑی تھی اب ان ملکون کو کون آباد کر سکتا ہے یہ فرما کر اول تو دو دانے خاک پر فاتحہ خیر پڑھا اور سجا سے اپنے اپنے گھر حسرت [illegible] ہو کر آگے روانہ ہوئے بار بار فرماتے تھے کہ افسوس وا

ان بیکسون کے کہ خاک انکی قبر پر نگئی اور نشان لحد ہو گئی افسوس کہ کوئی چراغ بھی جلانے
والا نہ ملا یہ شعر انہین لوگون کے حسب حال ہے شعر بر مزار ما غریبان نے چراغے نے گلے نے
پر پروانہ آید نے صدائے بلبلے ٭ الحاصل جس وقت شاہزادہ اسد ثانی بعد منزلین طی کرنے کے
ملک ختن مین پہونچے وہان کی حالت بھی مثل شہر بلخ کے پائی تمام شہر پھنکا پڑا تھا جو لوگ
جنگلون مین جا کر بخوف جوت آئینہ پرست چھپ گئے تھے اور انھون نے شہر سے دور زراعت
وغیرہ شروع کر دی تھی انھون نے حاضر ہو کر جان بازیان ملازمان دولت کی اور شہید ہونا
انکا سب بیان کیا اسد ثانی نہایت غمگین ہوئے اور بہت روئے پوچھا کہ اب وہ ملعون کسطرف
گیا ہے انھون نے بیان کیا کہ سنا ہے کہ شہر ترکستان کی جانب گیا ہے اسد ثانی ختن سے کوچ
کر کے ترکستان کی جانب روانہ ہوئے برابر دو منزل کے ایک منزل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے
کہ کسیطرح جلد جوت آئینہ پرست تک پہونچون تاکہ اس ملعون کو مار کر باقی ملکون کو بچاؤن یا
اپنی بھی جان دون لیکن جس وقت ملک ترکستان مین پہونچے تو اس ملک کو بلخ و ختن سے
زیادہ ویران پایا کہ دور دور بیابان سے کوئی قریہ اور گاؤن نظر نہ آتا تھا آخر کار وہان قیام کیا
اور دور دور سے لوگون کو بلا کر سبب اس ملک کی بربادی کا پوچھا کہ یہ ملک تو صلصال کا
تھا اور صلصال جوت آئینہ پرست کے ساتھ تھا پھر کیا سبب ہوا جو یہ ملک ویران ہوا لوگون
نے تمام واقعہ اسد ثانی سے بیان کیا اور کہا کہ جس وقت خدا پرستون کو یقین مرگ ہو گیا تو
نرہ و ملاکن نے یہ صلاح کی کہ ہم تو مرتے ہین پھر دشمنون کو کیون چھوڑین جہان تک ہوسکے
انھین بھی قتل کرین یہ تصور کر کے صلصال سے فریب کر کے پہلے تو ملک کو جلوا دیا بعد
خود جنگ کرنا شروع کی یہان تک کہ ترہ خان اور ہالک ترک سفید جامہ اور اژدر خان
اور صبا شمال اور عصبا خان یہ سب شہید ہوئے آخر مین جوت آئینہ پرست صلصال
سے بھی بد ظن ہو گیا اور آدم خوارون کو صلصال پر مسلط کیا کہ وہ صلصال کو بھی بھون کر
کھا گئے اسد ثانی ان لوگون کی وفاشعاری پر بہت خوش ہوا لیکن انکے حال پر ملال
پر آنکھون سے خون برسایا کہ جابجا استخوان پڑے تھے انکو سمیٹ کر ایک گڑھے مین
دفن کیا اور نشان مزار غریبان کا بنوا دیا فاتحہ پڑھا بعد اسکے پوچھا کہ اب جوت آئینہ پرست
کہان گیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ اب وہ ملعون قلعہ ذوالامان کی جانب گیا ہوا ہے یہ سنکر
اسد ثانی نہایت پریشان ہوئے اور کہا کہ غضب ہوا تمام ناموس صاحبقران اسی مقام
مین ہے گو ناموس صاحبقران کی مدد کرنا چاہیے اور اس سے پہلے حتی الامکان بچانا چاہیے
اور سنا ہے کہ خونخوار بن دجال بھی اسیطرف آتا ہے اسکے عقب مین والد ماجد تشریف لاتے
ہین اسطرف سے ہم بھی شریک ہون اور ناموس امیر کی مدد کرین یہ فرما کر دوسرے روز
مع ادریس بن ادریس و ہمراسپ قزاق جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوئے اب انکو تو یہین
قلعہ ذوالامان مین رکھا جاتا ہے اور یہان سے حال قلعہ ذوالامان کا بیان ہوتا ہے
راویان رنگین بیان حال گلدستہ صاحبقران یعنی ناموس امیر فلک شان کا اسطرح بیان
کرتے ہین کہ کل شہزادیان اور وزیرزادیان امیر کی بیبیان بیٹیان جو وہین سب بہ امان
مقیم ہین حسب پر آشنا کلام قسم کھائی تھی اس سبب سے خدا کی ٭ اگر غافل ہو لعنت کبریائی ہو

مگر شوخی تو دیکھو دلربائی کی ۞ اگر غفلت سے یاد آیا جفا کی ۞ تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی ۞
ادا بیٹھے سے شکل کیسی ادا کی ۞ نمائی ایک چالاکی ہوا کی ۞ بہت سمجھے کا وہ سمجھیں کیوں انہا
کسی ۞ نہ سمجھے تیزی چلی باد صبا کی ۞ بگڑنے میں بھی زلف اسکی بنا کی ۞ بتوں کا [illegible] دیکھو
خدا عشق ۞ قیامت ہے غضب ہے اور بلا عشق ۞ نہ تھی فرقت میں جس کی ہمکو سوا شوق ۞
وصال یار سے دونا ہوا عشق ۞ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۞ نشان پایا کسی بیباک کا ہے
تصدق جان ہے اور دل فدا ہے ۞ پتا اٹھکیلیوں کا کر رہا ہے ۞ ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کیسے دیتی ہے شوخی نقش پا کی ۞ [illegible] آخر جو میر [illegible] سے کہ دی ۞ قدیم انکو نہ پایا [illegible]
لیکن ۞ یہ استغنا کبھی کسی کافر کو ممکن ۞ حبیب اس بت سے کہا فرما [illegible] کہا میں
کروں مرضی خدا کی ۞ [illegible] نگارندہ لفاسن سخن فریب ۞ عروس سخن را پیرایہ [illegible] زیب ۞
راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت صاحبقران با اقبال نے ناموس کے واسطے قلعہ ذوالامان
کو معین فرمایا تھا تو معتبر و معتمد سرداروں کو محافظ مقرر کیا تھا [illegible] قیصر خاری کہ رفیق
قدیم و مرد [illegible] تھے پادشاہ قلعہ مقرر ہوئے تھے اور انتظام [illegible] اور [illegible]
[illegible] ولی فانی سا پہلوان زبردست [illegible] پہلوان [illegible] رستم وقت
تھا اور [illegible] ان سے کسی طرح کم نہ تھا ناظرین کو یاد ہوگا کہ مقابلہ میں یہ پہلوان [illegible]
سے برابر [illegible] بہت دوست رکھتے تھے اور یہ سردار نہایت [illegible] خواہ تھا
اس بنا پر [illegible] قلعہ ذوالامان اسکے حوالے کی گئی اور [illegible] مقرر ہوا تمام لشکر اسکے
تابع فرمان ہے [illegible] قوت ہے کہ کوئی سردار [illegible] مقابلہ کر سکتا ہے
اور اندر قلعہ کے ملکہ [illegible] عادل [illegible] اور [illegible] ثانی پادشاہ
ہیں اور [illegible] بھی جاتی ہیں اور تمام خاتونان [illegible] تابع فرمان رہا کرتی ہیں
وہ کون کون ہیں کہ [illegible] بانو مادر شاہزادہ [illegible] اور ملکہ [illegible]
حمزہ صاحبقران اول اور مادر اسد غازی [illegible] بانو [illegible] حمزہ ثانی [illegible]
ہیں [illegible] نوجوان اور ملکہ [illegible] اول اور ملکہ [illegible] ثانی مادر [illegible]
گیلانی اور ملکہ جہان افروز [illegible] اور ملکہ مہر افروز [illegible] خسرو
[illegible] شاہ مادر غضنفر بن اسد غازی اور ملکہ [illegible] بانو مادر [illegible] غازی اور ملکہ رقیہ سلطان
مادر سکندر [illegible] اور ملکہ [illegible] تاجدار اور [illegible] اور ملکہ [illegible] بانو مادر [illegible] صاحبقران اور
ملکہ [illegible] نور الدہر اور ملکہ بلقیس [illegible] بن حمزہ یہ
تمام شاہزادیاں اور انکی [illegible] تمام قلعہ ذوالامان میں ہیں اور یہاں بھی مثل دربار
صاحبقران کے دربار ہوتا ہے جس طرح بارگاہ [illegible] مرد [illegible] مرتبوں کے موافق
[illegible] اسی طرح [illegible] سلطان سعد اس قلعہ
کے بادشاہ ہیں اور قیصر خاری [illegible] قلعہ داری و وزارت ہے آج یہ لوگ بیٹھے ہوئے زمانہ
حمزہ صاحبقران کا یاد کرکے باتیں [illegible] کی کرتے ہیں کہ ایک [illegible] عیار آیا
اور [illegible] شاہی بجالا کے عرض کی کہ [illegible] علیہ اللعن [illegible] ایسی کچھ
ناگہانی [illegible] کی جمعیت سے اس طرف آتا ہے [illegible] بڑے بڑے پہلوان زبردست

ہین اور بہشت سے ملک خدا پرستون کے آسیب برپا کر دیے ہین اب اسطرف کا ارادہ
ہی اور ایک جانب سے قوت آتش پرست آتا ہی اسکے ساتھ [illegible] سردار ہین اور لشکر
بے پایان ہی بلکہ ساحرون کا لشکر بھی اسکے ہمراہ ہی اس طرف سے بھی بہشت [illegible]
سنے ہین سنا گیا ہی کہ بلخ اور ختن اور ترکستان کو تو ایسا جلایا اور برباد کیا ہی کہ اب آباد ہونا
ان ممالک کا بہت دشوار ہی یہ سنکر بیر فرخاری نے شاہزادہ حارث بن سلطان
کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی حارث بن سلطان نے کہا ہمکو اسکا [illegible]
کر کے قلعہ کو آراستہ کرو فوج کو تیاری کا حکم دو بیر فرخاری نے عرض کی کہ بہادران عرب دو دو
سردار ہین حالانکہ یہی ان کافرون کے واسطے بہت ہین [illegible]
کہ حصہ [illegible] باقی ہی یا دن زندگی کے پورے ہو [illegible]
بہشت [illegible] معلوم ہوا ہی صاحبقران کا [illegible]
[illegible] بیر فرخاری نے عرض کی کہ ملکہ عالم [illegible]
آپکی رضا [illegible] کر لینا چاہیے حارث بن سلطان [illegible] فرمایا کہ بہتر ہی [illegible]
[illegible] سے آتی تھی [illegible]
لیجا کر عرض کی کہ [illegible] لاتے ہین فیروزہ [illegible]
سامنے فیروزہ [illegible] اور آداب بجا لائے [illegible]
وقت آپکا کیا [illegible] اور مین چہرے پر پریشانی بھی دیکھتی ہون حارث بن سلطان نے
عرض کی کہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہی کفار کا ہر طرف سے یورش ہی [illegible]
لشکر اپنے ہمراہ لیے ہوئے اسطرف چلے آتے ہین اور ارادہ انکا [illegible]
تمہاری کیا صلاح ہی حارث نے کہا کہ بیر فرخاری سرد و گرم دیدہ ہی اور [illegible]
[illegible] بہتر ہو ملکہ نے [illegible] ارشاد کیا کہ [illegible] کروا دو اور بیر فرخاری
کو بلالو اسیوقت [illegible] کرا کے بیر فرخاری کو بلوایا اور کہا کہ ملکہ عالم یاد فرماتی ہین
بیر فرخاری [illegible] حاضر ہوئے [illegible] پردہ [illegible] ہوئے ملکہ فیروزہ نے فرمایا کہ مین نے
سنا ہی کفار اسطرف آتے ہین اور ارادہ انکا [illegible] کا ہی لہذا تمہاری کیا رائے ہی اور تمنے کیا بندوبست
کیا بیر فرخاری نے کہا کہ مین نے قلعہ کی درستی کر لی ہی اور رائے میری یہ ہی کہ [illegible] سے صاحبقران
کو نامہ تحریر کیجیے ملکہ فیروزہ نے فرمایا کہ بہتر ہو سوا [illegible] اسوقت مین کیا
ہو سکتا ہی [illegible] الملک کو خبر پہنچی [illegible] وہ بہت دور ہین علاوہ اسکے نہین معلوم
کس حال مین ہین صاحبقران [illegible] آنکی کوئی خبر [illegible] دریافت ہوئی لہذا
یہی لوگ جو [illegible] دور ہین انھین کو طلب کر لو یہ فرما کر نامہ کا مسودہ تحریر کر کے بیر فرخاری
کو عنایت فرمایا مضمون یہ تھا کہ ای خیر خواہان دولت و اقبال [illegible] ہین ہر
اور ناموس [illegible] اسکا اس قلعہ ذوالامان مین ہی اور کفار [illegible] چاہتے ہین
لہذا تمکو لکھا جاتا ہی اور لازم یہ ہی کہ اپنے فرض منصبی کو ادا کرو اور حتی الامکان ناموس
امیر کو بچانا [illegible] سے نجات دو اور جسطرح ممکن ہو قبل کفار کے پہنچنے کے اپنے کو قلعہ
ذوالامان تک پہنچاؤ کیونکہ خونخوار بن دجال اور حوت آتش پرست لشکر [illegible] ہمراہ لیے ہوئے

بہت قریب آ گئے ہیں پس شہریار فرخ تباری پر سودہ لیٹے ہوئے باہر آئے اور منشیوں کو بلوا کر
بہت سے نامے لکھوائے اور اسکے بعد عیاروں کو طلب کیا اسوقت مہتر چالاک بن
عمرو اول و مہتر اندلس بن عمرو و مہتر عرب دراز و مہتر قاسم تنگ سر اعلی و مہتر شہروال
بن عمرو و مہتر سفید باک بن قراکن و مہتر شہر و ندو وغیرہ سب عیار آکر جمع ہوئے اسپر فرخ تباری
نے دو دو چار چار نامے سبکو دیئے اور کہا جہانتک ممکن ہو جلد یہ نامے رفیقان
اسیر تک پہونچا دو جن سرداروں کے نام نامے روانہ کیے گئے وہ یہ ہیں متعلقان شاہ
یمنی نعمان شنادینی بہرام خان خاوری - لقمان بن بہرام - [illegible] قمر بیگ فرنگی [illegible]
یکتا - سہیل شیر شکار - ہژبر خوارزمی - فاتح عوشش - داور نوشش [illegible]
یونانی - کیبی زلزال - کیبی سہراسپ - مہرو ق [illegible] - ساقط شاہ - قہران شاہ
ایرشی تاجدار - قہنی تاجدار شاہ - صفا ترک فرنگشاہ - ترکیب نوش پوش - قاتل
زنگی - مقاتل زنگی - کامل خان بن تنجاسب - لو تک خان بن تنجاسب - لوند خان
بن تنجاسب - سہراسپ خان بن تنجاسب - طریف خان بن تنجاسب - نا قل خان بن
تنجاسب - ارجاسپ باختری - فضل بن آشنوب - صفوان مسلح نشین - ایلاق
قرا قلمی - قلماق قراکائی - سجانی شداد شاہ - سجالون بن شداد - قارن
[illegible] اسپ - ہلال شاہ زرین کمر پدر فرامرز جاد سفری - شاہ ہلال شاہ [illegible] خان
بن [illegible] - مظفر فاریابی - بہرام [illegible] وغیرہ وغیرہ نامے روانہ کیے تھے اور
چند عیار بھی ان لوگوں کے ساتھ لانے کو لکھا گیا تھا [illegible] مہتر ابوالفتح اصفہانی - [illegible]
[illegible] - وہ چالاک بن عمرو عیار چوبگان بن عمرو و مہتر مرجان - [illegible] کاکوہا اور عیار دم
[illegible] عیار نامی و گرامی [illegible] نامہ
نامے لیے ہوئے سرداران مرقومہ بالا کے پاس پہونچے ان لوگوں نے ناموں کو آنکھوں سے
لگایا اور مضمون نامہ پڑھکر اپنے آقا کے نامدار کو یاد کر کے بہت روئے اور نامہ دار
سے کہا کہ تم چلو ہم بہت جلد آتے ہیں اور اسیوقت لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت
عجلت کے ساتھ دو منزلے سہ منزلے کر کے [illegible] چلے آتے ہیں [illegible] تو اب بہ نوبت
[illegible] ابھی نہیں پہونچے ہیں اور [illegible] ہیں اور چند لوگ پہونچ گئے ہیں اور [illegible]
آگے پیچھے چلے ہیں جو لوگ آ گئے ہیں اول نذر شاہزادہ حارث بن سعد کو دیتے ہیں [illegible]
لشکر [illegible] کے آثار دیتے ہیں خیمے [illegible] بارگاہیں [illegible] ہیں عجیب
طرح کا مجمع اس مقام پر ہو رہا ہے کہ ہر ملک کے لوگ جمع ہیں بازار لشکر کے کھلے ہوئے
ہیں دوکانیں آراستہ ہیں گویا [illegible] رہا ہے اور سردار آمد لشکر حریف کے منتظر ہیں
کہ یکایک [illegible] گرد سے برخاست [illegible] تیرہ و [illegible] سر کہ [illegible] آسمان
[illegible] گرد [illegible] زمین [illegible] آسمان [illegible] خاکی ہو [illegible] شعر
سواران [illegible] دشت [illegible] زمین [illegible] آسمان گشت [illegible] ہشت یہانتک کہ فوج
ہوا نے [illegible] گرد [illegible] مارا ہوا کو [illegible] شگفتہ ہوا اور [illegible] سو پچاس علم
نشانہ [illegible] لاکھ فوج کا [illegible] ہوا رنگ [illegible] ہر [illegible]

تا داوند آئینہ کی شہر پناہ میں ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور بانداز یک تظر کے واپس
آکر اطلاع دی کہ خوشخوار بن دجال آپہونچا ان کفار نے آکر سامنے قلعہ ذوالامان کے
خیمہ اپنا برپا کیا سرداران لشکر اسلام نے دیکھا کہ خوشخوار بن دجال ایک خیمے پر سوار ہے
اور شیر پر سے پہلوانان نامی دیگر ہمراہ اسکے ہمراہ ہین جسوقت یہ لوگ خیمہ برپا کر چکے اور
لشکر نے پڑاؤ کیا ہنوز سرداروں نے کمرین نہین کھولی تھین کہ جانب اردبیل سے دوسرا
تتق گرد بلند ہوا سب بازگران تھے کہ اب کون آتا ہے اور ہرکارے برائے خبرگیری روانہ ہو گئے تھے
اس گرد کی عجیب حالت ہے کہ بالا سے تتق گرد ایک ابر سیاہ بھی ہے یہانتک کہ دامنہ گرد پھٹا فتنہ
ہوا اور دل گرد سے ڈنکے کی صدا پیدا ہوئی اور علمہا سے سیاہ و زنگاری نمودار ہو گئے اور
ایک لشکر فراوان نظر آیا ہرکاروں نے آکر خوشخوار بن دجال سے بیان کیا کہ حوت آئینہ پرست
تشریف لاتے ہین خوشخوار مع سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوا اور حوت آئینہ پرست
کو پیشوائی کر کے لایا اور حوت مہوش جادو تخت سحر پر سوار ابر سحر مین اپنے لشکر کو چھپائے
ہوئے آکر پہونچی تخت دار اسکا بالا سے سر لشکر اڑتا ہوا چلا آتا تھا جسوقت مقابلہ قلعہ ذوالامان
کا ہوا یہ کفار تا پنجار پہونچے لشکر اوترا تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا جابجا بارگاہین برپا ہونے
لگین سردار مرکبون سے اتر اتر کر داخل بارگاہ ہوئے حوت آئینہ پرست اور خوشخوار بن دجال
مین معانقہ و معانقہ ہوا اور اپنے اپنے حالات بیان کئے یہان ہرکاروں نے خبر بادشاہ
لشکر اسلام یعنی حارث بن سلطان سعد کو پہونچائی کہ حوت آئینہ پرست کا لشکر بھی آگیا
اور مہوش جادو فوج ساحران لیئے ہوئے اسکے ہمراہ ہے پہلو بہ لشکر خوشخوار پر لشکر حوت آئینہ
پرست کا اترا ہے فرمایا کچھ پروا نہین حافظ حقیقی بچانے والا ہے کہ ناگہ ایک جانب آسمان سے
کہ ابر سیاہ نمودار ہوئے اور ان مین چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا اور ابر سے بارش شرر پیدا ہوئی
ہوئی دیکھا کہ جانب قلعہ ذوالامان چلا آتا ہے یہ رنگ دیکھ کر اہل اسلام کو خفقان سا ہوا کہ اب کون
آتا ہے کہ دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک عروس تخت سحر پر سوار ہے اور ایک بارگاہ آسمان جاہ
زر دوزان آتش فشان پر کھنچی ہوئی اڑتی ہوئی چلی آتی ہے پشت پر سیکڑون طائروں کے غول
کے غول مثل باز چرہ بھری قرقرا وغیرہ اوڑتے ہوئے ساتھ ساتھ چلے آتے ہین جسوقت
تخت اس پری رو کا قریب قلعہ ذوالامان پہونچا تخت زمین پر اوترا بارگاہ برپا ہوئی وہ تمام
ہمس اور قرقرے وغیرہ طائر ہو کر بشکل انسان ہو گئے لوگون نے سمجھا کہ یہ مشکل خان
جادو بادشاہ طلسم گوہربار ہے ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ مشکل خان جادو بادشاہ
طلسم گوہربار آگئے بادشاہ اسلام یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور لشکر جرأت کا دم بھرنے لگا
کیونکہ مشکل خان ساحر زبردست اور صاحب چراغ جمشیدی ہے جسوقت مشکل خان چراغ
روشن کرتا ہے سب ساحر سحر اپنے بھول کر نابینا ہو جاتے ہین اب مشکل خان جادو لشکر گوہربار کر
خدمت بادشاہ اسلام مین روانہ ہوئے بادشاہ اسلام نے سرداروں کو برائے استقبال روانہ
کیا وہ لوگ آئے اور مشکل خان کو بعزت تمام لیکر خدمت بادشاہی مین آئے مشکل خان نے سلام
کرکے گوہر بیش بہا نذر دیے اور عرض کی کہ گوہر جان بھی برائے نذر لایا ہون اگر قبول افتد زہے
عز و شرف وہ بادشاہ اسلام نے نذر مشکل خان کی قبول فرمائی اور آفرین مرحمت لیست بہ جہاری

اور خلعت فاخرہ عطا ہونے فرمایا اور بیٹھنے کو اشارہ کیا مشکل خان سلام کر کے اپنی جگہ پر
بیٹھا اسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ اے مشکل خان پرسش تمہارا سبب کیا ہے مشکل خان نے عرض کی کہ
حضور مجھے تردد نظر آیا ہے اسلئے کہ میں چراغ جمشیدی اپنے ساتھ لایا ہوں جسوقت آپ روشن
کرونگا سب اندھے ہو جائینگے اور جن کی آنکھ پرست کو ... جادو کا ... وسلیہ
... کری مبارک کیا کہ لیکن بادشاہ اسلام نے ... اور فرمایا کہ خدا تمکو فتح یاب کرے اور اجر
نیک ... اسوقت تم آرام کرو ... ہوا اور ... منزل میں ... چلے آئے جو مشکل خان
جادو بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آئے اور ... کہا کہ اے فرزند ذرا
ہوشیاری سے کام کرنا اسواسطے کہ ... چراغ جمشیدی کی فکر ... ہو ... جادو
کو حال اس چراغ کا معلوم ہے وہ ضرور عیار و نکو ... کہا کہ میں ... الامکان
بہت حفاظت کرونگا اور ... زیادہ حفاظت کرنے والا تو وہ ... کہ اختیار میں ... فتح و شکست
... ہے ... طرح کا جادو قلعہ والا ... کہ ... لشکر نے ... بادشاہ
بافقیر اور ... جعفر ان کی ... آنکھوں میں ... ان لشکروں کی آمد
میں اور ... شام ہو ... جسوقت ... عالم ... ہوا اور
سپاہی ... پردہ ... عالم ... آنکھ ... سردار
... میں داخل ... اہل اسلام نے ... لشکر اسلام میں آواز ... کی
... اور فوج ... تھا ... کو ... کی
... قیام ... عیار و ... گئے ... اس کی ... ہو کر
مشکل خان جادو ... اور ... جادو ... مشکل خان ... دیکھا
... اور ... تھی کہ اس ... نے ... تھا اور ... کی
... کیا ... جا ... کر ... سے ... ان
... کر ... اور کہا ... بالکل ... آ ... ہیں
... پاس ... جادو کے کہا ... فقیر ... مشکل خان نے
... میں ... کہ جب سے ... اسلام اختیار کیا دن بدن ...
... جاتا ... اسواسطے کہ ... اہل اسلام ... سے ... پاؤں ...
... واسطے ضروری ہیں ... کہ پاس مشکل خان
... چراغ جمشیدی ... میں سے ایک ... الگ ... میدان میں آکر چراغ
... میں ... گرفتار کر
... ان دونوں عیاروں ... کہا کہ ... پریشان نہ ہوں ہم آپ سے وعدہ کرتے
ہیں کہ ... چراغ جمشیدی ... مشکل خان جادو ... ہاتھ ... حاضر کریں
... دونوں عیار ... لشکر مشکل خان جادو ... ہوئے ... آئی
اور ... تماشا ... کی ... لشکر اسلام ... دیکھا
کہ ... بالا ... اس ... ایک ... مقام ... دیا
... اور ... آگے ... ایک ... کی ... ہے

قضا سے کار دانشا قاست روزگار سے ادیوس مہتی اشرف آیا رومال پڑا دیکھا
اسنے اٹھا کر قریب لایا تو عجیب طرح کی خوشبو اس رومال سے پیدا ہوئی معلوم ہوتا تھا کہ
کسی نازنین کے ہاتھ کا ہے اور بسا ہوا ہے ادیوس نے زمین سے رومال کو سونگھا سونگھتے ہی
[illegible] آئی اور بیہوش ہو کر گرا [illegible] یہ دونوں عیار قریب آ کر
اور پشتارہ باندھا [illegible] دونوں نے مشورہ کیا [illegible] اسکا نام [illegible] لیا شمشیر
نے پشتارہ ادیوس بنا کر اپنی پشت پر لگا کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور شمشیر
نے شکل [illegible] ادیوس بنی [illegible] لشکر سنگل خان جادو میں داخل ہوا اور
لشکر کی سیر کرتا ہوا داخل خیمہ سنگل خان ہوا دیکھا کہ سنگل خان جادو [illegible]
ادیوس نے سلام کیا سنگل خان جادو نے کہا کہ تم اسوقت کہاں گئے تھے کوئی تازہ خبر لائے
ہو ادیوس نکلی نے عرض کی کہ حضور کیا کہوں ابھی لشکر [illegible] کی طرف گیا تھا کہ [illegible]
وہاں [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] جمشیدی کیا سے [illegible] جادو کو [illegible] خوف ہوا اور
دو عیار وہاں سے [illegible] کہتے ہیں کہ ہم چراغ جمشیدی لائینگے سنگل خان نے کہا
کہ [illegible] ادیوس مہتی نے کہا کہ میں کیا فکر کرتا اگر مجھ سے آپ کون فرماتے
[illegible] لشکر [illegible] سنگل خان جادو نے کہا کہ کسی چیز کے
لانے کی [illegible] تبرکات اور اشیاء نادرہ ہیں آپ
کی حفاظت کرو ادیوس مہتی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چراغ جمشیدی آپ نے
کہاں رکھا ہے [illegible] حفاظت کروں سنگل خان جادو نے جواب دیا کہ شمر جادو کے [illegible]
[illegible] جاؤ اور اسے بھی عیاروں کے حال سے باخبر کرو ادیوس نقلی
اسی وقت [illegible] ہوا شمر جادو کے خیمہ میں آیا دیکھا کہ شمر جادو بیٹھا ہوا [illegible]
[illegible] ادیوس نقلی نے شمر جادو کو [illegible]
اور کہا [illegible] تمہارے آقا کی جان ہماری حفاظت میں [illegible] غفلت
میں [illegible] شمر جادو [illegible] اور کہا کہ حضور ایسی [illegible] تو آپ نے [illegible] ورنہ ہمارا [illegible]
[illegible] ادیوس نقلی نے کہا کہ خطا [illegible] تو ہوتا نہیں [illegible] اور زبان [illegible]
لشکر [illegible] عیار [illegible] تلاش چراغ جمشیدی [illegible] ہیں اور تم اسقدر غافل [illegible]
[illegible] میں یہاں تک چلا آیا اور [illegible] صندوقچہ
[illegible] ایسا نہ ہو کہ چراغ جمشیدی گم ہو گیا ہو شمر جادو نے صندوقچہ لا کر پیش
کیا ادیوس نقلی نے صندوقچہ کھولا اور شمر جادو سے کہا کہ جا کر پہرہ والوں کو ہوشیار کرو وہ
غافل [illegible] ہیں شمر جادو تو اس طرف روانہ ہوا یہاں ادیوس نقلی نے چراغ جمشیدی بدل لیا
وہ چراغ لیکر دوسرا چراغ اسکے مقام پر رکھدیا اتنے میں شمر جادو آیا ادیوس نقلی نے
[illegible] صندوقچہ [illegible] بند کیا کنجی شمر جادو کے حوالہ کی اور کہا کہ [illegible] حفاظت
کرنا ایسا نہ ہو کہ [illegible]
شمر جادو نے سمجھا [illegible] تو ہوشیاری سے پہرہ دینے لگا اور صندوقچہ [illegible] رکھ لیا
اور [illegible] خیمہ سے [illegible] روانہ ہوا اب اسے تو یہاں چھوڑا جاتا ہے [illegible] داستان

عیاران لشکر اسلام کی آغاز ہوتی ہے کہ ان سب نے باہم مشورت کی کہ چلکر خبر
لشکر سحر کی لینا چاہیے کہ وہان کیا ہو رہا ہے انیس بن عمرو مشیر تک بن قران الوفتح
اصفہانی و مظفر مرجان و مہتر عمرو شمہ یہ چارون یا پچون عیار لشکر اسلام سے بطرف
لشکر مبہوت جادو کے روانہ ہوئے ان مین سے چار عیار علیحدہ ہو کر شکل اپنی
سوداگرون کی بنا کر دراز خیمہ مبہوت جادو مین داخل ہوئے اور سلام کیا مبہوت جادو نے
کہا تم کون ہو ایک نے جواب دیا کہ نام میرا کوبال ہے جادو ہم ہین یہین قریب ایک کوہ
ہے وہان ہین لیکن بسبب ظلم خداپرستان کے پوشیدہ تھا جس وقت خبر آمد آپکی سنی نہایت
خوشی ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ اب ان خداپرستون کو خاطر خواہ ستانا چاہیے اور آپکی
شکر گذاری کرنا چاہیے ہنوز مبہوت جادو نے کوئی جواب نہ دیا تھا کہ سامنے سے مہتر قیماس
شتارہ بدوش پیدا ہوا اور شتارہ لاکر سامنے رکھ دیا اور کہا کہ آپکی اقبال سے گرفتار
کر کے مین لایا اور مہتر فیروز فتون بکر مکمل خان اور چراغ جمشیدی مین سے ہوئے ہین
مبہوت جادو نے کہا کہ یہ کون ہے مہتر قیماس نے کہا کہ یہ مکمل خان ہے اور بس جو کہ
اسنے بھی ہزارہا ساحرون کو مارا ہے اور یہ شاگرد عمر کا ہے مبہوت جادو نے کہا کہ اچھا اسے
قید رکھو اور خود صندوقچہ کو لیکر شیشیان الٹ پلٹ کرنے لگی اتنے مین سامنے سے
ایک عورت پیدا ہوئی اور مبہوت جادو سے کہا کہ تو کس خواب خرگوش مین ہو یہ
چارون جو ساحر بنے ہوئے قریب آپکے بیٹھے ہین یہ عیار لشکر اسلام ہین جلد انکو
گرفتار کیجیے مبہوت جادو نے کہا ای پرند جادو تو نے تو میرے ہوش اڑا دیے
یہ موذی کہان سے یہان تک کیونکر آگئے اور تو نے کیونکر جانا کہ یہ عیار ہین پرند جادو نے
کہا مین ابھی رقعہ جمشیدی دیکھ رہی تھی کہ چار دلتخواہین آپکے پاس بیٹھی ہوئی نظر
آئین مین بیتاب ہو کر دوڑی کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم کوئی فتور برپا کرین ان چارون نے کہا کہ ہم عیار
نہین ہین پرند جادو نے کہا کہ آپ سحر سے انکو گرفتار کیجیے اگر یہ ساحر ہین تو وہ سحر توڑ کر
رہا ہو جاینگے ابھی حال انکا معلوم ہو جائیگا یہ سنکر مبہوت جادو نے تکبیر کی آواز دی
زمین نے انکے پاؤن پکڑ لیے در اصل یہ ساحر تو تھے نہین کہ وہ سحر توڑ کر رہا ہوتے مبہوت جادو
بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اے پرند جادو تو نے میری جان بچا لی ورنہ یہ ظالم تو میرا کام
تمام ہی کر چکے تھے مین اسم با مسمی ہون ہر وقت مبہوت رہتی ہون تو میرا خیال رکھنا اور
ان عیارون کو بھی اپنے ہی قید مین رکھ پرند جادو نے یہ سنکر ایک ایک کا سر پکڑ کر
ان لوگون کو پہنا دیا اور مبہوت جادو نے کہا کہ اب آپ اپنا سحر اتار لیجیے مبہوت جادو
نے اپنا سحر اتار لیا پرند جادو ان عیارون کو اپنے ساتھ لیے ہوئے خیمہ مین آئی اور یہ
کچھ سوچنے لگی عیارون نے باہم اشارہ کیا کہ ہمتو اسیر سحر نہین معلوم ہوتے ہین یہ صلاح
ہوئی کہ ایک مرتبہ پرند جادو کو پشت پچھاڑ اور گلا دبا کر اسکو مار ڈالو جیسے ہی انھون نے
اشارے کیے پرند جادو سمجھ گئی اور کہا کیون بھائیو نیکی کا بدلہ بدی سے دیتے ہو تمہین
قید سے چھڑایا تم میرے قتل کی فکر کرتے ہو ارے مین ہون ابو الفتح اصفہانی عمرو نہ
خبیرہ نے کہا کہ بھائی گرفتار کیون کرایا تھا جو چھڑا بھی لیا ابو الفتح نے کہا کہ اعتبار پیدا کرنا تھا

ہین سہوت جادو کو بھی گرفتار کرکے لاتا ہون تم یہین ٹھہرو جو کوئی آئے اور پوچھے
کہنا کہ پرند جادو یہین قید کرگئی ہے انھون نے پرند جادو کو پوچھا کہ کہان ہے
اسکا جواب دیا کہ وہ سامنے ستون کی آڑ مین رکھا ہوا ہے اور مین نے صحراے نشیب مین آگ
روشن کردی ہے جاکر سہوت جادو کو بھی لا دون تو اسی آگ مین دونون کو پھونکدون
کہکران چارون عیارون کو تو یہین چھوڑا اور آپ سہوت جادو کے خیمہ مین آیا دیکھا کہ
سہوت جادو بیٹھی ہوئی جماہیان لے رہی ہے کہا کہ حضور رات بہت آگئی ہے اب کچھ دیر آرام
بھی فرمایئے مین پہرہ دیتی ہون پرندہ پر نہین مارسکتا ہے یہ کہکر بلا انتظار جواب
درست کرنا شروع کردی جا بجا بچھونے اور تکیون کو عطر سے بسایا پھول
اور آکر پھر عرض کیا کہ حضور مسہری تیار ہے آپ چلکر آرام فرمایئے سہوت جادو
اور آکر مسہری پر لیٹ رہی اور جادوگرنیان جو پہرہ پر تھین ان سے کہا کہ اب تم
سب چلی جاؤ شب کو جاگنے کی عادت ہے اگر تم میرے سامنے جماہیان لوگی تو مجھکو بھی نیند آ
جائیگی علاوہ اسکے اگر کوئی عیار تم مین ملا ہوا ہوگا تو مجھکو دھوکا ہوگا یہ سنکر وہ سب تو
چلی گئین کہ ہم بھی جاکر آرام سے سو رہینگے یہان سہوت جادو نے خوب پھولون
کو سونگھا اسپر بیہوشی کا اثر پہلے ہی سے تھا یہان تک کہ بیہوشی نے اپنا کام کیا اور یہ چھینککر بیہوش
ہوگئی اسے جو پرند جادو نقلی نے میدان خالی پایا جلدی سے کشتارہ اسکا باندھا اور کاندھے
پر لادکر روانہ ہوا آس خیمہ مین آیا جہان کہ چارون عیار بندھے ہوئے تھے کہا جلدی سے
کشتارہ پرند جادو کا بھی ہے اور جلد صحراے نشیب کی جانب کہ اب آگ وہان خوب روشن
ہوگی انھون نے کہا کہ کیا آپ سہوت جادو کو لائے پرند جادو نقلی یعنے ابوالفتح
اصفہانی نے کہا کہ یہ کیا موجود ہے یہ سنکر وہ عیارون نے دونون کشتارے اٹھائے اور صحراے
نشیب کی جانب روانہ ہوئے اور تین عیارون نے یہ صلاح کی کہ چلکر اودیس جنی کو
چھڑانا چاہیئے کیونکہ جب سہوت جادو مریگی اور شور و غوغا بلند ہوگا اور ساحران اس امر
سے آگاہ ہوجائینگے تو یقینی اودیس جنی کو مارڈالینگے یہ صلاح کرکے تینون عیار اس طرف
روانہ ہوئے راستے مین صلاح کی کہ کیا تدبیر کرنا چاہیئے ایک نے کہا کہ وہ تو ... عیار
ہے جو اودیس کو گرفتار کرکے لایا تھا اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ پراسکے
دونون جانب لشکر اسلام گیا ہوا ہے پس ایک نے صورت اپنی ... کی بنائی
... جن عیارون کی نگہبانی مین قیدی اودیس جنی کا دیا گیا تھا ان کے پاس آیا
اور کہا کہ جس قیدی کو ابھی ہم تمہارے سپرد کرگئے تھے اسے دیدو کہ ملکہ سہوت جادو
نے طلب کیا ہے ان عیارون نے کہا کہ ابھی آپ ہی زندان مین بھیجا آپ ہی طلب
کرتے ہین یہ معاملہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا خرابی ہے تمہارے باپ کا اجارہ کیا ہے انکا
قیدی ہے اگر وہ رہا کردین تو تمکو اور بھی تعجب ہوگا اس سے ... اور ...
کیا اگر ... حفاظت کرسکتے ہین انھون نے ...
رکھون ... تاکہ کوئی رہا نہ کرسکے اور صبح کو آسکے باپ ...
قتل کرو ... ان عیارون نے کہا کہ بہتر ہے آپ بیکار خفا ہوتے ہین ...

کیا مطلب ہو آپ ابھی لیجائیے کہا ہاں لاؤ اُن لوگون سے فیلد آدیوس جنی کی
حاضری یہ اسوقت تک بیہوش پڑا تھا مہتر قیاس نقلی نے اسکا پشتارہ بھی
لیا اور صحراے لشیب کی جانب روانہ ہوے ادہر مہتر ذوفنون جو چراغ جمشیدی حاصل
کرکے چلا تو اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہرچند تو چراغ جمشیدی لے آیا تاہم مبہوت جادو
سکلل خان کا مقابلہ نہین کرسکتی ہے کہ یہ بہت بڑا ساحر ہے اگر ممکن ہو تو اسے بھی لینا چاہیے
یہ تصور کرکے اسنے ایک خیمہ خالی ملازمان سکلل خان سے برپا کرایا اور ایک مسہری آہنی
پھول سیجواری خیمہ بھی چھوٹا سا تھا انھون نے کہا کہ اس خیمہ مین کون رہیگا کہا کہ مین بالا دوی کا
سر سے جب فرصت پاؤنگا تو اسی خیمہ مین آرام لونگا وہ لوگ خاموش ہو رہے اب یہ
ملعون خیمہ سکلل خان جادو مین آیا اور کہا بابا جان میری رائے یہ ہوتی ہے کہ آپ اس خیمہ مین
آرام نہ فرمائین کیونکہ باعث خوف ہے سب جانتے ہین کہ بادشاہ لشکر کا خیمہ یہی ہے مین نے آپکے
واسطے دوسرا خیمہ نصب کرادیا ہے وہان چلکر آرام فرمائیے تاکہ لوگون کو پتا آپکا نہ لگے
اگر کوئی عیار لشکر کفار کا یہانتک پہونچ بھی جائیگا تو آپکو نہ پائیگا سکلل خان نے کہا اے
فرزند جیسی تمہاری راے ہو وہی کرو کیونکہ مین تو عیارون کے فریب سے آگاہ نہین ہون
غرضکہ مہتر ذوفنون آدیوس کی شکل بنا ہوا سکلل خان جادو کو اپنے ہمراہ لیے ہوے اس خیمہ خالی
مین آیا اور کہا کہ اب آپ آرام کرین مین حفاظت کرتا ہون اور ملازمون سے بھی کہدیا کہ
تم لوگ سب اسی خیمہ مین رہو بلکہ ایک آدمی انکی جگہ لیٹ بھی رہے تاکہ کسیکو شبہ
نہ گذرے کہ سکلل خان یہین چلے گئے ہین ملازم بھی حسب الحکم وہین ٹھہر گئے چونکہ فصل
گرمی کی تھی اور اندر خیمہ کے کسیقدر گرمی بھی تھی اسنے سکلل خان کو پنکھا جھلنا شروع
کیا سکلل خان کو نیند آئی اور دم بھر مین نعرہ خواب بلند ہوا جب اسنے دیکھا کہ سو گئے لیس
چھینک عیاری ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب ناک کے لیگیا
چھینکتے ہی سکلل خان جادو نے اوپر کی سانس کھینچی اسنے تمام بیہوشی دماغ مین پہونچادی
فورا چھینک مارکر بیہوش ہوئے اب ذوفنون نے پشتارہ سکلل خان جادو کا باندھا
اور لیکر خیمہ سے نکلا اب رات زیادہ آچکی تھی سب غافل سورہے تھے پہرے والے بھی
اونگھ رہے تھے صرف طلایہ کا گشت پھر رہا تھا ذوفنون دبا پانگا ہون سے بچتا
ہوا اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اسطرف سے تو یہ پشتارہ سکلل خان جادو کا لیے
ہوئے جاتا ہے اور اسطرف سے ابوالفتح اصفہانی و مہتر شہرنگ و مہتر جان
پشتارے مبہوت جادو اور ہزبند جادو کے لیے ہوئے صحراے لشیب کی طرف آرہے
ہین ادہر اندلس اپنی جگہ جو تصویر مہتر قیاس نکار آدیوس جنی کو زندان سے
چھڑا لایا تھا پھر اسی جگہ ہوشیار کیا آدیوس جنی نے کہا کہ مہتر شہزاد سے کہا کہ لینا اگر
آپ نہ ہوتے تو [illegible] ہو جاتا اندلس نے کہا کہ ابوالفتح نے مبہوت جادو اور
ہزبند جادو کو بھی گرفتار کرلیا ہے اور صحراے لشیب کی طرف گئے ہین وہان آگ روشن ہے قصد
ہے کہ جسطرح اسی کنارہ نے [illegible] الاسلام کے ملکون پر [illegible] ہے اسیطرح اسکو بھی زندہ پھونکدین
جلد چلو ایسا نہو کہ [illegible] افتاد [illegible] کیونکہ یہ بھی اسی طرف متوجہ ہوئے ادہر ابوالفتح اصفہانی

اور مہرجان پشتارے ساحروں کے لیے ہوئے قریب صحرائے نشیب کے پہونچے
تھے کہ شب تک ساتھ ساتھ ہو کر سامنے سے کچھ سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھا
کہ کوئی ہوا دبا چلا جاتا ہے شبہ تک گوشہ میں ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار کفار لشکر اسلام سے
کسی سردار کو لیے جاتا ہو اسے تیر کار آواز دی کہ کون جاتا ہے ذوفنون نے دیکھا
کہ ایک ہی تو ہے اگر عیار بھی ہوگا تو میرا کیا کر لیگا جواب دیا کہ تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں سنو مہتر
ذوفنون اگر تو عیار لشکر اسلام ہے اور مجھے روکے گا تو تجھ کو روک کر لے میں تیرا [illegible]
اور مسکل خان جادو کو لیے جاتا ہوں اس نے پوچھا تھا کہ شب میں [illegible] نے کہا [illegible]
او ملعون تو نے کہ مسکل خان جادو کو ہیچ چراغ شب کی لیجا کے چھوڑتا ہوں [illegible]
سے شب تک عیار لشکر اسلام یہ کہتا ہوا پیچھے چلا پس ذوفنون نے بھی پیچھا کیا اب
ان دونوں میں پیچھے چلنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بجلیاں کوند رہی ہیں اب یہ جا پکڑا کبھی
جاتا ہے اور شب تک کو ہوا سے بھی دیا جاتا ہے ابوالفتح نے دیکھا کہ یہ عیار نہایت چالاک
ہے کیونکہ جوان ہے اور ہم لوگ بسبب [illegible] سالی کے ایسے چست و چالاک نہیں رہے پس
یہ دونوں بھی اگر [illegible] ذوفنون گھبرایا کہ کیا کروں پس اس ملعون کے یہ
گھات سی کہ لڑتا ہوا آس [illegible] کی طرف چلا یہاں تک کہ جب قریب
پہونچا پشتارہ مسکل خان جادو کا آگ میں پھینک دیا یہ دیکھ کر ابوالفتح اصفہانی
نے مہرجان سے کہا کہ اب ان حرامزادوں کو دیکھ کر کیا کرو کہ یہ کہہ کر پشتارہ [illegible] جادو
کا آگ میں پھینک دیا اور مہرجان نے پشتارہ [illegible] جادو کا آگ میں پھینکا اور دو [illegible]
ساحر آگ میں جلے ادہر عیاروں میں پیچھے چلنے لگا اس طرف سے [illegible] جنی اور
مہتر [illegible] اور مہتر اندلس [illegible] آئے انہوں نے [illegible] حملے
بھی کئے اور اہل اسلام کے لشکر [illegible] ہوئے اب ذوفنون عیار کو گھیر لیا [illegible] اپنی
حالت میں کام جادو گروں کا تمام ہو گیا ایک آندھی چلی اور بارش سنگ و شرر
ہونے لگی اور [illegible] جنی حیران تھا کہ یہ کیا ہو لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مبہوت جادو اور [illegible] جادو
کو جلا دیا لیکن اول آواز پیدا ہوئی کہ کشتی میرا نام [illegible] مسکل خان جادو [illegible]
دجال [illegible] مطلب خود [illegible] پس یہ سنا تھا کہ [illegible] جنی نے [illegible] نعرہ مارا
پکار کر [illegible] چھوڑ چلے ہم آپکو اب [illegible] ہیں یہ کہکر اسی آگ میں [illegible]
اور جلکر خاک ہو گیا پھر اسکے دوسری آواز پیدا ہوئی کہ کشتی میرا نام [illegible] مبہوت جادو
[illegible] جادو ہو دراصل ذوفنون کو بھی ہوش آیا کہ عیاران اسلام بھی اپنا کام کر گئے یہاں
لشکر اسلام نے اتنے میں پیچھے مارے کہ ذوفنون کو بھی زخمی کر دیا مگر اسکی رسی دراز ہے کہ
ابھی تک بیچ رہا ہے اور چوٹ نہیں کھاتا کہ یکایک اس طرف سے مہتر [illegible] سے پاس
عیاروں سے آ پہونچا اور یہ معرکہ دیکھ کر کہ ذوفنون کو پانچ عیار گھیرے ہوئے ہیں قریب
ہے کہ قتل کر ڈالیں [illegible] اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مارلو اسکو جانے نہ پائیں [illegible]
کیا ان عیاروں نے کہا مبہوت جادو کو پھونک دیا اور [illegible] کو قتل کیا چاہتے ہیں یہ
[illegible] پچاس عیار پیچھے [illegible] آ پہنچے اور چاروں طرف سے عیاران لشکر اسلام [illegible]

گھبرا گیا اب تمہید چاہئے انکا کہ یہ عیار پانچ اور وہ پچاس ایک ایک پر دس دس سو لیے
ہوئے ہیں دو سو سے ہے حقیقت وہ جوان بگرد اور مردی و مردانگی وہ ہے جیسے تھے ایک ایک
عیار لشکر اسلام کے چار چار اور پانچ پانچ کو مار ڈالتے تھے جاتے تھے کہ جتنا چاہو یہ
جنگ آخر ہو اور بادشاہ زمانہ جنگ ان کافروں کو دکھا دو لشکر اسلام کے لوگ سے
کبھی جوانوں پر فوقیت [illegible] آخر چار و نا چار زخمی ہو کر گرے مہتر قباس
زنداں میں عمرو و مہتر [illegible] سب سر کاٹے اور ہر جان کو بھی [illegible]
لیکن مہتر ابو الفتح رضا ملی زخمی ہوا [illegible] تماشہ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور کچھ
نہ کر سکتا تھا جس وقت مہتر قباس سب کے سر کاٹ چکا تو پاطیشان تمام مہتر ابو الفتح
کا سر کاٹنے کے قصد سے آگے بڑھا پیچھے سے آیا ابو الفتح نے بڑھ کر خنجر مارا کہ اسکے
سینہ پر تیا یہ بھی ساتھ ابو الفتح کے گرا اور تڑپنے لگا یہ حالت دیکھکر ہمراہیان مہتر قباس
نے ابو الفتح کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مہتر قباس کا کام بھی تمام ہوا اور مہتر فر و قنون بھی
بسبب شدت زخموں کے کاری کے جانبر نہ ہو سکا یہ بھی اسی جگہ ڈھیر ہو گیا اس اثنا میں
صبح ہو چکی بادشاہ اسلام نماز سحری کے واسطے آئے تھے ہرکاروں نے آکر تمام سرگذشت
مرنا سکل شاہ جادو اور بہوت جادو کا دونوں طرف کے عیاروں کی جنگ اور
انکا بھی لڑکر مرجانا اور [illegible] کی محبت میں آگ میں کود کر جان دینا سب
بیان کیا بادشاہ اسلام کو ان مددگاروں کا اپنے نہایت رنج ہوا اور اسکندرشاہ جو کہ [illegible]
[illegible] وہ [illegible] تو بہت آتش پرستی میں پہونچے اور تمام روداد
بیان کی تو بہت آتش پرست بہوت جادو کے واسطے بہت رویا اور اسی رنج و غم
میں حکم طبل جنگ دیا نقارہ [illegible] ہر جانب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام
کو ہوئی کہ ہمراہیان [illegible] کی آواز [illegible] میں آیا لیکن اول بادشاہ اسلام نے لاشیں
اپنے عیاروں کی منگا کر دفن کردیں بعد فراغ دفن عیاران اسلام تیاری جنگ ہونے لگی
بہادران اسلام زیور جنگی تن پر آراستہ کرنے لگے اور کمر ہمت کو مرکب پر چست باندھنے
لگے دوست [illegible] اور کہتے تھے کہ دیکھئے کل کون اس میدان کارزار سے
زندہ پھرتا ہے اور کون [illegible] سے اور ہوتا تھا اپنے حسب حال [illegible]
[illegible] اور افسوس کرتے ہیں [illegible] ناطاقتی و سستی [illegible] ایک
[illegible] جوانی [illegible] گیا [illegible] کل میدان کارزار میں آبرو رکھے کیونکہ یہ [illegible]
جوان اور [illegible] ہیں اور [illegible] سالی کے ضعیف و ناتوان ہوگئے ہیں
جہان جانے کی [illegible] ان عابدوں نے نمازیں پڑھ پڑھ کر
نیند کو ٹالا کہ معلوم اسکے بعد دوسری رات دیکھنا نصیب ہو یا نہ ہو ناگہاں فلک
ستارہ سحری چمکا اور تمام ثوابت و سیارگان گلشن آسمان پر جہان شان گلشن فنا [illegible]
چمنستان سے [illegible] چمک کر [illegible] اطلس زنگاری فلک میں منہ چھپا [illegible] لگے
اور [illegible] شمع سحر نے جھلملانے لگی [illegible] نسیم شمیم کے آنے لگے غنچہ [illegible] انکا
[illegible] ہوا تھا مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا اہل اسلام میں شور اذان

بلند ہوا ہر ایک مرد باخدا نماز سے فراغ حاصل کیا اور اسلحہ جنگ تن پر سجا کر مرکبوں پر
سوار ہو کے دردولت شاہی کی طرف روانہ ہوئے اور باادب برابر جا کر کھڑے ہو گئے
دیکھا کہ سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی وہ مہربان جنکے تکلوں میں نصیب خواب کی گرد ان
وہ آنکھ کے پاؤں کی سرمہ تیان کہ صبا بھی گرد تخت شاہی اٹھائے ہوئے ہیں باہر جو کہ سا
موجود تھے دربان سپاہی سے ... اور تخت بادشاہ کا اسکے کنارے پر لیا اور میدان
جنگ کی طرف چلے سردار اپنی صف باندھ کر کھڑا کیا بادشاہ نے پلکوں سے
اشارہ سے سلام لیا اور ارشاد فرمایا کہ سوار ہوا اور سپاہ میدان جنگ کی لو سردار
جلدی جلدی گھوڑوں پر سوار ہو کر جلو میں چلے آگے تخت کے جلو میں شاہزادہ
نقیب نقارہ ... ہوئے اس شان و شوکت کے ساتھ سواری بادشاہ اسلام کی میدان
جنگ میں پہونچی اور سردار جانب اپنے لشکر کی صفیں آراستہ
کر کے کھڑے ہوئے ... کہا ملک قہرش بن عنطر سوقیانہ طوفانی وہ
لا کھ سوار ... ساتھ لئے ہوئے فیل پر سوار یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو کوہ تا ہو
... وہ سردار ... کس طرح لڑا ... اور فیل ...
اسکا ... فیل ... صاحبقران اسکے نہایت دوست رکھتے تھے اور ...
... گھوڑے ... اور ایسا ... کہ حفاظت ...
... آج قہرش عجب شان و شوکت سے آیا ہے ... چہرہ
... گرد ... اسی ... سینہ ...
... اور فیل ... اسکا ... شان ... کے ساتھ ... چلا آتا ہے ...
... ہر قوم ... دانتوں پر ... لگا ...
... صفت فیل ... شان و شوکت ... ہاتھی کی ...
... اسکے ... اللہ ... چہرہ ...
... زنجیر ...
... لئے نکالے ہیں ...
... سلسلہ ... فوج شاہی میں جوان ...
... ہاتھ ...
... بادشاہ اسلام ... حیرت سے قہرش کی ... دیکھا اسکے ...
... قہرش نے ... شاہی بادشاہ کو ...
سلام اسکا لیا اور ارشاد فرمایا کہ سوار ہو فیل پر ...
پر سوار ہوا اور سلام کر کے اپنے لشکر ... دا ہنی صف کی طرف ...
سردار ... ابو الفاتح ... مرکب پر ...
ہمراہ ... اور بادشاہ کو سلام کر کے قہرش ...
ہو ... قہاری قلعہ دار ... مرکب پر سوار ...
... چہرہ سے ... بادشاہ کو سلام ...

مین شامل ہوئے اور اپنے مرتبہ کے موافق کھڑے ہوئے انکے بعد منظر شاہ یمنی مع
نعمان شاہ یمنی و مظفر شاہ یمنی بیس ہزار کی فوج سے آکر یمنیون کے زینے اور
آداب شاہی بجا لائے بادشاہ نے دعا دیکر اشارہ فرمایا یہ لوگ بھی یمنیون پہ سوار
ہوکر پیش کرتے ہوئے شعر ہوا سے سبزہ فضا سے گلشن چمن نیت عمر سے بقا ہو
سپاہ فرود دیکھتے تو تماشا سر کے ثانی عجیب سا ہو بائین صف مین داخل ہوئے بعد
انکے بہرام خان خاوری مع اپنے فرزند طوطان خان خاوری کے دس ہزار سوار
سے آکر بہو بچے اور سلام شاہی بجا لاکر بائین جانب کی صف مین داخل ہوئے بعد انکے
سپہسالار فرنگی دس ہزار فرنگیون کے لشکر سے نمودار ہوا اسکے ساتھ باجے فرنگستان کے
بجتے ہوئے فوج تھوڑا تھوڑا پاؤن اٹھاتے در دیان نہایت عمدہ یہ بھی آکر بائین طرف
کی صف مین شامل ہوئے بعد انکے بلکہ تاج و سہیل شکار اپنی فوج سمیت
آکر داہنی صف مین شامل ہوئے بعد انکے کیکی ارزال اور کیکی ارزال اور مسروق و پولاد
ابرسا قطر شاہ و صفوان شاہ اور رستی جبار اور شاہ صفا ترک اور ابرہہ
فرنگی سلام اپنی بجا لاکے حاضر ہوکر بائین صف مین داخل ہوئے بعد انکے ترک جوشن پوش
و قاآن زنگی و منقاش زنگی اور فرزندان عادل خان پیشکش عادل خان و
نوفل خان و سہراب خان و ظہیر یار خان و پور خان و عاقل خان مع فضل
وار باسپاہ و سلطان قراطاقی و قلماق قراطاقی مع لشکر
سپاہ بیار ادا اپنے مشغول ہیں داخل ہوئے انکے بعد شاہ و ستایوون
شداد و قہار بیرہ سر ہزار گردن دمر شاہ عالم مراد کو بھی اپنے
اپنے لشکر سمیت بائین صف مین داخل ہوئے انکے بعد ترک جمشیدی اور بلال شاہ
زرین کمر فرامرز عاد اپنے لشکرون کو لیکر داہنی جانب کی صف مین شامل ہوئے بعد
شاہ فلادن شاہ و طوفان بن امور منظر یابی و بہرام
فریدون و عامر شاہ و سلطان بخت مغربی و قارن بخت مغربی و سجان شاہ باختری
مع اپنی فوج کے بائین صف مین شامل ہوئے اب دیکھا تو تماشا ہے سواری جوہر
آئینہ بیست کی نمودار ہوئی پہلوون کبھی شوکت و شان سے میدان جنگ مین آیا اور تخت
اسکا قلب لشکر مین قایم ہوا اور خونخوار مرد چال سپہسالار بھی آکر قایم ہوا ان دونون
فوجون کے سردار اپنے اپنے منصب کے موافق دہنے اور بائین جانب صفین آراستہ کرکے
کھڑے ہوگئے دونون لشکرون سے بیلدار نکلکر پستی و بلندی زمین کی
درستی کرنے لگے جسوقت اپنے کام سے فراغ حاصل کرچکے تو
سقون نے نکلکر آبپاشی کی گرد کو بٹھا لا اب نقیب نکلے اور سرود مستانہ کر
کہنے لگے رومی مصری کہاں سب جوان ہو آج رن
جو تلوارون کے وہ شہید کہلائے گا جو جنگ مین جیتا بچے وہ غازی کہلائے
شہر عروس موت دو طلاق دیکھی سردار کے آواز
نقیبون کی جوش بہادری انکا لشکر

کفار بدکردار سے اقواسے آہن کلاہ نکلا اور سامنے تخت حوت آئینہ پرست کے آکر اجازت
میدان طلب کی حوت نے کہا کہ جا خداوند آئینہ تیرا حافظ و مددگار ہو پس اس گبر نابکار نے
باگ مرکب کی پھیری اور میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا نیزہ سے یا تحفہ نکالنے ہو وقت
عرق عرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ اے سنیو گروہ خدا پرستان
و فرقہ مسلمانان جسکو تمنا مرگ ہو اور زیست سے قطع ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو پس منظر شاہ
ہیتی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر پیادہ ہو کر مجرا کیا
اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ نے بہت جلدی کی اسقدر عجلت کی کیا
ضرورت تھی منظر شاہ ہیتی نے کہا کہ اس مسافر راہ عدم کو جلد روانہ کیجئے اور حق نمک سے ادا
ہو جائے وقت بیجئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر یہی خوشی ہے تو بسم اللہ پر راہ سبکو درپیش ہے
فرق اتنا ہے کہ کون آگے اور کون پیچھے منظر شاہ نے سلام کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر راہ
میدان جنگ کی لی اور سامنے اقواسے آہن کلاہ کے پہونچے اقواسے آہن کلاہ نے کہا
کہ اے خدا پرست تجھکو تو نے ایسا ذلیل سمجھا کہ تو میرے مقابلہ کو آیا ہے کیا کوئی جوان قوی
تن تیرے لشکر میں تنہا منظر شاہ ہیتی نے کہا کہ او گبر کیا بکتا ہے تیری کیا حقیقت ہے جو تیرے
مقابلہ کو پہلوان زبردست آتے ہیں تیرے واسطے تو کافی ہوں الا ضرب بہادری کی پیش کر
اقوا آہن کلاہ نے نیزہ مارا منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا غرض سنان چلنے لگے قریب
الکین طعن سے نوبت آگئی کہ ایک مقام پر منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ سے پکڑ کر ایسا
جھٹکا مارا کہ ہاتھ سے اقوا آہن کلاہ کے نیزہ ہوا کی ہوا اہل اسلام نے تحسین و آفرین
کی صدا بلند کی اور اقوا آہن کلاہ نہایت خفیف ہوا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی
شمشیر بازی راست بازی جیسے خلال شکلات جانتے ہیں یہ کہکر تیغہ نیام سے کھینچا اور منظر شاہ
ہیتی پر وار کیا منظر شاہ نے سپر اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغہ جو سپر پر پڑا تو
سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھا اقوا آہن کلاہ نے جھٹکا مارا تیغہ سینہ تک اتر آیا یہ مرد مومن
جان بحق تسلیم ہو کر گھوڑے سے گرا لوگ لشکر اسلام سے آئے اور لاش اس مرد خدا
کی اٹھا کر لے گئے یہ حالت دیکھکر نعمان شاہ کو تاب نہ رہی اور مرکب کو دوڑا کر سامنے اقوا
آہن کلاہ کے آئے اس نے وہی تیغہ خون آلودہ انکو بھی مارا انھوں نے بھی سپر اٹھائی
اور تلوار کو جانا مثل و بال تلوار نے سپر کو کاٹا لیکن پشت شمشیر پر رکی اقوا آہن کلاہ نے
جھٹکا مارا کہ تیغہ اسکا گردن مرکب پر پڑا گردن مرکب کی قلم ہوئی اور نعمان شاہ مرکب سے
گر کے ہنوز سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ اقواسے ملعون نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر پر پڑا دو ٹکڑے
ہو گئے یہ بھی شہید ہو گئے نعمان کے مرتے ہی کیوان شاہ بن منظر شاہ سامنے اسکے
آئے اور آواز دی کہ او گستاخ غضب کیا تو نے کہ میرا باپ اور بھائی دونوں کو مارا اقواسے
آہن کلاہ نے کہا کہ جا تجھکو چھوڑ دونگا الا ضرب بہادری کی کیوان شاہ نے کہا ہم سب
مارے جائینگے جب بھی پیٹھ نہ پھیرینگے اقوا آہن کلاہ نے انکو بھی تیغہ مارا کیوان شاہ
نے وار اسکا خالی دیکر اپنا وار کیا اسنے تلوار انکی سپر پر روکی تلوار جا پر لگی سپر کو کاٹ کر
ہوئی جا رہی تھی لیکن کیوان شاہ کہ جھٹکا مارنا تھا اقواسے آہن نے لیا پھر دو تلوار انکی

ٹوٹی اسپ جوان نے تیغہ مارا انھوں نے بھی سپر بلند کی کہ وہ بھی اسکی تلوار کو توڑیں مگر یہ جوان نہایت زبردست تھا تلوار اسکی سپر کو صاف قلم کر گئی اور خود کو بھی دو ٹکڑے ہو گئے اسکا سر بدن درآئی جھٹکے کے ساتھ ہی تا جگر گاہ اتر آئی یہ بھی تڑپ کر گھوڑے سے گرے اور جام شہادت نوش کیا یہ حال دیکھ کر مظفر شاہ کی آنکھوں میں دنیا تیرہ و تار ہو گئی گھوڑا دوڑا کر چلے تھے کہ ناگاہ اتفاقات روزگار سے پاؤں گھوڑے کا سوراخ میں گیا مظفر شاہ گردن مرکب پر آرہے یہ چاہتے تھے کہ سنبھلیں سنبھلیں اقوا سے آہن کلاہ نے جھپٹ کر تیغ مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے یہ رنگ دیکھ کر القاسش خون آشام نے باگ مرکب کی لی اور جھپٹ کر سامنے اقوا سے آہن کلاہ کے آ کے آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی اقوا سے آہن کلاہ نے وہی تیغہ خون آلودہ القاسش خون آشام پر بھی مارا القاسش نے ٹھوکر دی کہ تلوار چھوٹ پڑی ہر چند کہ ہاتھ تلوار اسکی چھین لی اور کمر [illegible] پکڑ کر ہوا پر بلند کیا القاسش نے زمین سے اٹھا لیا اور جانب آسمان اچھال دیا کہ گر کے [illegible] اسکے ہر بند جدا ہو گیا سرداران لشکر اسلام نے تعریف کی اور بادشاہ اسلام نے صد آفرین کی آواز دی القاسش خون آشام نے چاہا کہ رسالہ کیا لیکن پیشتر دیکھا لشکر کفار سے اول عقرب چشم نکلا اور جوش آئینہ پیشتر سے ایماوتا لیکر سامنے القاسش خون آشام کے آیا القاسش خون آشام نے کہا لا ضرب اپنی اول [illegible] خون آشام کے مارا القاسش خون آشام [illegible] تیغ خالی دیا اور [illegible] القاسش خون آشام چاہتے تھے کہ تیغ کھینچیں ادھر اول [illegible] آ پہنچے [illegible] گیا اول عقرب چشم نے [illegible] تلوار [illegible] لی اور کہا او بدبخت کس [illegible] غضب کی [illegible] وار کیا القاسش خون آشام نے وار اسکا [illegible] سپر رد کر کے [illegible] مارا اول نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر تلوار [illegible] سپر کو مانند [illegible] پیالہ خود سے مانند قطرہ آب کے گذرتی ہوئی [illegible] القاسش خون آشام نے جھٹکا مارا کہ تلوار نے زین فرش کو بوسہ دیا اول کے دو ٹکڑے ہو گئے لوگ لشکر کفار کے آئے اور لاش اسکی اٹھا لے گئے ادھر بادشاہ اسلام نے القاسش خون آشام کو آواز دی کہ بس اب چلے آؤ اب آپکا ان مقابل نہیں ہو کوئی [illegible] میدان داری [illegible] اور کوئی نکلے گا القاسش خون آشام حکم بادشاہ سے مجبور ہو کر میدان سے پھرے اور [illegible] شاہی میں حاضر ہو کے تلوار نذر دی بادشاہ نے خلوت [illegible] فرمایا [illegible] تلوار نکال کر انعام دیا اور سر القاسش خون آشام کا سینے سے لگایا یہ خوشی خوشی اپنی جگہ میں داخل ہوئے [illegible] جوش سے [illegible] سیاہ کر کیا [illegible] دی لیکن لشکر کفار میں عفران فیل سوار کو جو شکست شجاعت ہوا کہ یہ جوان زبردست ہے اور [illegible] اسکے نہایت [illegible] ہوئے ہیں کسیکو اپنے سامنے سے موجود نہیں جانتا یہ جوش سے آنکھ ملاتا ہوا اپنے لشکر سے نکلا اور سامنے [illegible] جوش آئینہ پر کے آکر آواز دی کہ او نا نجیب خدا نا شناس آپ ہی نے اور سرداروں کو بھیجکر کبھی قتل کرایا [illegible] اب [illegible] بادشاہ [illegible] کہ جلد کام اپنے خدا پرستوں کا تمام کر دوں اور سرداران زبردست کو

پست کردن حوصلہ آئینہ پست سے کہا کہ اے فتح تیرے ہی نام ہے پس شمشیران نے فیل
اپنا بڑھایا اور بصد شان و شوکت سے میدان میں آیا اور نعرہ کیا کہ یا سلاطین اگر وہ
خدا پرستان و فرقہ مسلمانان تم میں حوصلہ و قوت رستمی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے اور
نہیں قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ جو تم میں زبردست ہو وہ نکلے اہل اسلام نے جواب دیا
کہ او ملعون ہم کو ان سا شیوہ خود ستائی نہیں ہے ہم سب آپس میں ایک دوسرے سے
مقابلہ میں درخواست خدا کسر اری رکھتے ہیں لیکن تیرے واسطے ہر شخص موجود ہے اب تو کسکا
نام لیتو وہ تجھ سے مقابلہ کو نکلے پس شمشیران سنکر کہا کہ میں نے ملک قہرش میں منظور کی
تھی قربت سنی ہے کہ بارگاہ خسرو شاہ باختری میں ایک جوان تھا جس کو قہرش نے
کہا کہ ہر چند ایسے شخص کی طبیعت موزوں کیا ہو کن اور وہ زور و طاقت میں مانند شہاب ہے کہاں مگر اسے
بھی آنا ہو کہ [illegible] کے سر سے تیغ کر پھینک دونگا یہ فرما کر اس نے اپنے
فیل کو بڑھایا اور سامنے [illegible] بادشاہ اسلام کے آکر اجازت مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی
تیرے حوالے کیا اور جام عنایت فرمایا قہرش نے جام پیا اور سلام رخصت کر کے شمشیران
فیل ہوا کی طرف چلے شمشیران فیل سوار نے جو قہرش کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا
فیل کو بڑھا اور [illegible] ادھر قہرش نے اپنے فیل کو [illegible] دست بڑی
[illegible]
[illegible] قدم فیل قہرش کا
[illegible] شمشیران [illegible] دبایا اور لگا [illegible] فیل
[illegible]
[illegible]
[illegible] فیل قہرش کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جاؤ یہ کہتا کہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انسان کی کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قہرستش کے فیل پر چوٹ پڑا کہ اسے بھی مار ڈالون مین پیادہ ہوا تو یہ بھی پیادہ ہو جاسے
قہرستش نے جوار دوا اسکا وا سد پایا اپنے فیل پر سے کود پڑا اور آواز دی کہ ارے جانور
نے کیا قصور کیا ہے جو اسپر غصہ نکالتا ہے مین تو موجود ہون آ اور مجھ سے سامنا کر عمران
نے کہا لو بھی لو اور وہی گرز قہرستش پر مارا قہرستش نے گرز اپنا ہاتھ سے پھینکدیا اور
کلہ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور لیا جھٹکا مارا کہ گرز عمران کے ہاتھ سے چھوٹ گیا عمران پھرتا
سے لپٹ پڑا قہرستش بھی عمران سے دست و گریبان ہوا دونون مین کشتی ہونے لگی یہ
معلوم ہوتا تھا کہ دو فیل مست [illegible] ہوے ہین دستیان زبردستون سے ہو رہی تھین
یہ رنگ دیکہکر دونون لشکر آگے بڑھ آئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے کبھی عمران
قہرستش کو ریل کر لیجاتا ہے اور کبھی قہرستش عمران کو دوڑا لیجاتا ہے لڑتے ہوے یہان اور یہ
چل پہنچے ہین سرداران لشکر اسلام و افسران فوج کفار دنگا مین لڑائے ہوے تماشا
کشتی کا دیکھ رہے ہین [illegible] عالم مین دو پہر کامل گذرے اب جوانان اسلام نے قہرستش سے
سمجھا کہ [illegible] آ چاہتے ہین اور سب اطمینان سے بیٹھے ہین آج فیصلہ کشتی کا ہوگا
قہرستش کو [illegible] ان لوگون کا یہ مقصد ہے کہ سب تا دیر ہوگئی لیں انھون نے
جوا سپہ [illegible] اب [illegible] ہوگی اب جیتے فیصلہ ہوا جاتا ہے یہ کہکر اپنا عمران کے
ساتھ [illegible] اسکے مضبوط پکڑ کر [illegible] اکبر کہکر کھینچکر جو زور کیا
عمران کو سہارا [illegible] اور اب جو جھٹکا مارا دونون گھٹنے اسکے زمین ہو گئے
قہرستش [illegible] سے بلند کر لیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار
عالم مین عمران نے کہا کہ [illegible] نام خداوند [illegible] سپہ قہرستش نے طیش مین
آ کے عمران کو [illegible] زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا قہرستش کو [illegible]
[illegible] اور ایک ہاتھ [illegible] دوسرا زیر زنخدان رکھکر پھرا پایا ایک بل دیکر جو جھٹکا مارا
[illegible] دیا پس اسکا مرنا تھا کہ اہل اسلام سے تو صدا تحسین و مرحبا
بلند کی لیکن لشکر کفار مین ایک [illegible] ہوا اور خونخوار بن دجال نے آواز دی کہ ارے ناریو یا سلو
غضب کیا کہ [illegible] سردار [illegible] ذلت و خواری سے مارا یہ سنکر تمام لشکر کفار قہرستش
پر [illegible] اور اسطرف شہنشاہ اسلام نے استفادہ کیا اہل اسلام [illegible] فلان کے
[illegible] اور تلوارین [illegible] لشکر کفار پر گرے دونون لشکر مانند دو دریا کے مواج
[illegible] لگے اور لہرین تلوارون کی [illegible] لگین طوفان آب تیغ اٹھا کشتی حیات جو جہاز
[illegible] مانند حباب کے سینون مین تنگی کرنے لگا سیلاب خون
[illegible] سی فوجین آدن لاگی سورن کی [illegible]
[illegible] کاری [illegible] دامن سے بان [illegible] لاگی بجلی
سی [illegible] سی گرن لاگین پہیلی [illegible] لہو سی سر ہین کی
[illegible] جہری لاگی گولی [illegible] کی
[illegible]
[illegible] صف شکن تیغون کے وار [illegible]

[illegible] گیر ہوا ہے ہاتھ جو بزدل تھے اور غولوں میں گھس گئے تھے کہ بھاگ
[illegible] جائیں [illegible] لئے کمینوں میں چھپے ہوئے تھے ہر طرف
کی گرگ [illegible] بازار موت گرم تھا جانوں کی خریداری تھی قتل میدان میں
دو [illegible] لشکروں میں تلوار چلنے لگی اور اسطرف ملک فرہش جلدی
سے [illegible] گران سر کو سنبھالا اور [illegible] گرز مارا وہ [illegible] خاک ہو گیا
اسی [illegible] میں ایک جانب الماس خون آشام [illegible]
ہوا تلوار [illegible] جسپر مارا دو ٹکڑے ہوئے ایک طرف ارباب
باختری ایک [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ایک شیر ببر ہے حملہ کر رہا ہے ایک
طرف بہرام خان [illegible] لڑ رہا ہے لاشیں گرا رہا ہے بلکہ دشمنوں کو [illegible]
ہے ایک [illegible] سہیل [illegible] شیر [illegible]
سکے حملہ اور [illegible] ملک الموت ہیں کہ جسپر ہاتھ پڑ گیا وہ لرز دست و پا
ہو گیا ایک [illegible] زلزال [illegible] مسروق [illegible] شاہ حمران شاہ
اشقی [illegible] شاہ صفا [illegible] قواعد سے
[illegible] انکی فوجوں کے چھکے چھوٹ گئے ہیں ادھر اشارہ کیا اور
تمام فوج [illegible] رعب و داب سے لرز رہے ہیں ہر طرف
[illegible] کا لا نالان بن سنجاب عادل خان بن
سنجاب عاقل خان بن سنجاب نوفل خان بن سنجاب سہراب خان بن سنجاب
طہماسپ خان بن سنجاب [illegible] خان بن سنجاب [illegible] بن آشوب [illegible]
[illegible] تمام [illegible] انجم گروہ لڑ رہے ہیں ضعیفی میں جوانی
کا مزہ دکھا رہے ہیں ایک طرف انکی جرات و مردانگی کے جواب میں رفقا سے [illegible]
[illegible] شداد اور شداد شاہ اور قارن [illegible] سراسپ اور
[illegible] اور مراد شاہ حاکم مراد کوہ شاہ طلان شاہ وغیرہ ہیں سب
[illegible] میمنہ اور میسرہ سے میسرہ و قلب سے قلب
[illegible] تلوار چل رہی ہے کہاں تک بیان کیا جائے
[illegible] انکی لڑائی تھی وہ یا سے خون زمین پہ جاری ہے سر
[illegible] سے [illegible] رہے ہیں سر کیوں [illegible]
[illegible] تلوار [illegible] اسی اثنا میں ہر کارے لشکر کفار کے
[illegible] آئے اور عرض کیا کہ فرنوس
[illegible] سے چلا آتا ہے یہ سنا ہوا رحل حشمت انداز کا
[illegible] انداز کا یہ وہ [illegible] خداوند زہرہ شاہ باختری
[illegible] الزمان دونوں مارے گئے اسکا ارادہ
[illegible] باپ اور چچا کے خون کا [illegible]
[illegible] ہوا [illegible] ہیں اور ہرکارے آ گئے اور کہنے لگے

بیان کیا گیا کہ فوج سے تیر انداز اور پیدل تیر انداز بھی چالیس چالیس ہزار سے تیر انداز دونوں طرف چلے
آپہنچے اور ایک بادشاہ زادہ ابو الربیع الرباح کے ساتھ بھی مارے گئے
ایک کو قاسم نے مارا تھا اور ایک کو ربیع الزمان نے انہیں بھی شہید کیا
جو اس سے آگے بڑھے تھے کہا کہ جلد جاؤ اور ان لوگوں سے کہو کہ ابھی آپ تشریف
لا کر قصہ ختم فرمائیں اس لئے کہ ہم تو اہل اسلام زخمی ہو گئے ہیں اور سوار جو الاکرم ہیں
وہیں کھڑے ہیں اور اس قدر دیر ہے کہ اہل اسلام کو آنکھ کی اطلاع نہ ہو سکے پاس ہم
سب آنکھ لگے اور آپکو اطلاع دینگے ہر کارے کے پیغام لیکر پہنچے تو بس تیر انداز
اور پیدل تیر انداز دو قریب سے جھٹ انداز روانہ ہوئے یہاں تک شام ہو گئی کفار نے
طبل بازگشت بجا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہو گئے لاشیں اپنی اپنی طرف کی اٹھوائی گئیں
شمار سے معلوم ہوا کہ دو لاکھ اہل اسلام شہید ہوئے اور تین لاکھ کفار جہنم واصل
ہوئے بادشاہ اسلام نے شہیدوں کو تجہیز و تکفین کے طور پر دفن کرا دیا اور خود اپنے
رفقا کے رنج میں داخل محل ہوئے بلکہ تمام رات پریشان رہے جب صبح ہوئی
پوچھا کیوں امیر خبر اچھی میدان داری کیسی ہوئی بادشاہ اسلام نے فرمایا
سلطان محمود شاہ و منظور شاہ بیٹی وغیرہ کی جان بچی
لا...
اس سال ... ادا کیا لیکن لشکر کفار پھر ... آیا اور
... داخل بارگاہ ہوا خونخوار ... لشکر کی ...
... آیا ... زمرا ... ابا ... پہنچا ...
... انتظار میں ...
... تیر انداز وغیرہ کا بیان کیا ...
کیا کرنا چاہئے ... اور خونخوار ...
... بیان کیا ...
کیا ... آپ کے پاس ... ہم ...
کو دونوں ... اہل اسلام ...
ہم سامنے ... اسلامی ...
... اور خونخوار ...
... کہا ...
... آدمی ساتھ ...
... ملاقات ... طبل جنگ
بجوا دیا خبر اہل اسلام کو ہوئی ... میں آیا یہاں تو
... ہیں اور ...
...
... عام

اپنے خیمہ مین لیگئے بعد ازان بہرام ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام دیے خوشخوار نے
جام شراب پیکر کہا کہ مین نے سنا ہو آپ لوگ قہر خداوند باختر کہلاتے تھے پھر یہ کیا
سبب ہوا جو بزرگ آپکے قاسم دیو پیچ لزبان کے ہاتھ سے مارے گئے انھون نے
کہا کہ خداوند کو اپنے خداوندی کا امتحان دنیا منظور تھا اسلیے انھون نے اپنے بندگان خاص
کو جانب بہشت روانہ کرا دیا بعد اسکے خود بھی چلے خوشخوار نے کہا کہ مین نے یہ انتظام
کیا ہو کہ طبل جنگ بجوا دیا ہو صبح کو جسوقت دونون لشکر صفین باندھکر کھڑے ہون
آپ تینون صاحب اپنی اپنی فوج لیکے پشت اہل اسلام کی طرف سے حملہ کیجیے اور ہم
سامنے سے حملہ کرینگے بیچ مین گھیر کر مارینگے یہ سنکر کافر نہایت خوش ہوئے اور وعدہ
کیا کہ ہم آٹھ گھنٹے پیچھے پشت لشکر پر پہنچکر حملہ کرینگے اب خوشخوار اُن لوگون
سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور ساری گفتگو خلوت آئینہ پرست کے سامنے بیان
کی جو آئینہ پرست نہایت خوش ہو کہ بس کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا اسے
آنکھ تو انقلاب فتح مین چھپا ہوا ہو اور یہان سے چند کلمہ گوستان اسد غازی
کے بیان سنیے جو آپنے سنا ہین کہ جسوقت طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے داخل
شہر اردبیل ہوئے عجب مصیبت دیکھی کہ خدا نہ دکھائے لاشین اہل اسلام کی بے گور
و کفن پڑی ہوئی ہین گویا آواز آن لاشون سے یہ آرہی تھی سے خداوند کریم
جیسے شمع محفل کو پہلو بہ پہلو سنگے قبرون کا شامیانہ ہوا تھا اسد دلاور یہ حالت دیکھکر بہت
روئے اور لاشین اپنے نانا اور ماموں یعنے بہرام اردبیلی اور جو جو عزیز سب گردہ تھے
کی تلاش کرنے لگے جسوقت یہ لاشین دستیاب ہوئین انکو دفن کیا باقی لاشین
اُٹھوا کر ایک جگہ جمع کین اور ایک بڑا سا گڑھا کھدوا کر اُسکو دفن کردیا اور نشان گنج شہیدان
قائم کرا دیا اور وہان چند یوم قیام کیا اور رسوم دہندہ ان لوگون کا کرکے قبرون پر
فاتحہ پڑھا اور بہت روئے کہ ہمین کو اپنی بھول گئی کہ بعد صاحبقران
کے لاشین اٹھانے کو زندہ رہگئے اسوقت دیکھا کہ چند آدمی صحرا کی طرف آئے اور
اسد کو سلام کیا اسد غازی نے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے عرض کیا کہ حضور سے
ہم سب رعایا آپکی ہین جبقت سے خونخوار بن دجال سے صحرا مین جا کر پناہ گزین ہوئے
تھے تو بچ گئے ورنہ جو شہر مین رہا وہ زندہ نہ بچا اسد دلاور نے فرمایا کہ اب وہ
ملعون کہان گیا ہو ان لوگون نے بیان کیا کہ اب قلعہ ذوالامان کی طرف گیا ہو
اسواسطے اسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا اور ضرغام شیردل کو پہلے سے روانہ
کردیا کہ تم وہان کی خبر اسکے قبل پہنچنے کے دینا ضرغام شیردل تو اسطرف روانہ
ہوا اور یہان اسد غازی اپنے لشکر کی تیاری کا منتظر بیٹھا اور ان لوگون سے حال
جنگ پوچھا انھون نے جرأت بہمن اردبیلی کی دلاوری کی بیان کیا اسد نے
کہا وہ لوگ رفیقان قدیم صاحبقران سے تھے جو کچھ تعریف انکی کیجائے وہ
کم ہو بعد اسکے خیمہ بہمن اردبیل پر آئے اور فاتحہ خیر پڑھکر کہا کہ ابا ہم سے
سمجھے کوئی تا بہ حشر نہ جائیگا اور پیچھے سر سے نہ آئیگا بعد اسکے رعایا سے گردونواح

طلب کیا وہ لوگ سب کے سب آمد آمد اسد غازی کی خبر سنکے خوشی خوشی
آئے اور بندہ زمین مین آسد نے ان لوگون سے کہا کہ بالفعل تو تم کھیتی باری کرکے
جنگلون مین بسر کرو اسلئے کہ یہ مکان قابل آبادی کے نہین رہا ہان جس وقت
لشکر حشمت قباد دوار اہل اسلام کے موافق ہو جائیگے تو دیکھا جائیگا یہ فرما کر ان
لوگون کو سمجھا بجھا کر رخصت کیا اور آپ لشکر کو لیکر جانب قلعہ ذوالامان روانہ
ہوئے اب انکو بھی منزلیں طے کرنے مین چھوڑا جاتا ہے اب وہ کلمہ داستان
جنگ قلعہ ذوالامان کے بیان سے بہا کے ہین واقفان کہ در سخن
فرمودہ مین شرح اپنی داستان چمن طرازی کرتے ہین یکہ تازان معرکہ سخندانی و شہسواران
عرصہ قصہ خوانی اس داستان جنگ و پیکار یون تحریر کرتے ہین اور اشہب کلک
گہر سلک کو اسطرح جولانگری دکھاتے ہین کہ اب وہ وقت ہے کہ طبل جنگ
دونون لشکرون مین بجا اور تیاری حرب و ضرب کی ہونے لگی اسلحہ جنگ صیقل و
مصیقل ہونے لگے … شب بھر عساکر فریقین مین شب بیداری و طلایہ گشت
وغیرہ ہوا کیا آوازۂ حاضر باش و ناظر باش بلند رہا جبکہ عابد شب زندہ دار بادشاہ
صبح قواسب و سیارگان کے شبانہ … غرب کی طرف روانہ ہوا اور آمد آمد شاہ خاور
کی چرخ چہارم پر ہونا شروع ہوئی یعنی زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خاقان شب
صبح پر آمد ہوئی … سامان کے لشکر طرف میدان کارزار کے آکر صف آرا ہوا لشکر مخالف
بھی آیا اور صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے نکل گئے صفوف جدال و قتال کی
مثل صف مژگان سنسانا سا ہوگیا اتنے مین لشکر کفار سے اجہل کور باطن میدان
کارزار مین آیا سوار … طلبی کی لشکر اسلام سے سہراب بن گشتاسب اجازت لیکر نکلا
دونون مین سوار … اسد … سہراب نے کہا کہ لا ضرب بہادری کی
بیار آنچہ داری ز مردی نشان ۞ کمان کیانی و گرز گران ۞ اجہل نے جواب دیا کہ
میری کب ضرب آخری ہے تو … سہراب نے کہا اگر خداوند تعالے
تیری ضرب سے بچا لیگا تو انشاء اللہ تعالے پھر جواب دونگا اور تو خوب
جانتا ہے کہ طریقہ اہل اسلام کا پیش دستی کرنے کا نہیں ہے اجہل کور باطن نے دل مین
خیال کیا کہ جبکی ضرب … سہراب آئے … تصور کرکے اسنے تلوار کھینچکر ایک
ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سہراب نے بفن سپاہ گری اجہل کی تلوار کو خالی دیا اور آپ بھی ایک
ہاتھ شمشیر صاعقہ بار کا لگایا اجہل نے بھی اسکے وار کو خالی دیا اب دونون مین خوب
تلوار چلنے لگی خوب بانکپن سے دونون تیغ زنی کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ …
دونون کے … ہوتے ہین جدھر پھیرا ادھر گئے … چو کیا …
دل مین آیا … بقول شاعر … سانس لی تو وہ کوسون …
تاب … تھا آخر کہ سہراب نے ایک مقام پر
… اجل سے دو ٹکڑے ہوگئے یہ حال دیکھکر لشکر
اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی … سہراب کی کرنی شروع کی کہ

سبحان اللہ کیا ڈھنگ رستمانہ کی ہوا اور کیا صفائی سے ہاتھ مارا ہے کہ حریف کے برابر دو ٹکڑے
کر دیے آفرین ہے اس دست و بازو کو خداوند کریم نظر بد سے بچائے سب لوگ
لگے کہنے کہ ان کے دست و بازو کو چشم بد لگ جاتی ہے زخم جگر کو لب کھلتے ہیں غرض تھوڑی
دیر لشکر کفار میں سناٹا رہا بعد اسکے ہشام سپر گردان صف لشکر کفار سے برآمد
ہوا اور سہراب کے مقابلہ میں آکر نیزہ سہراب کے سینہ پر مارا سہراب نے
سنان نیزہ کو سنان پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے جو بند سہراب باندھتا تھا اسکو
ہشام رد کر دیتا تھا اور جو بند ہشام باندھتا تھا اسکو سہراب کھول دیتا تھا اسی طرح
سے چکیس نیس طعن کی نوبت آ گئی تھی کہ ایک مقام پر چھیڑ چھیڑ سہراب نے ماری
گرمثل آہ عاشقان یا کاکل معشوقان کے وہ پیچیدہ ہو رہیں اب جو سہراب نے جھٹکا
مارا تو نیزہ ہشام کے ہاتھ سے ہوائی ہوا یہ نیزہ سہراب خجالت میں غرق ہو گیا اور
پکار کے کہنے لگا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جال بازی یہ کہکر تیغ آبدار ہشام نے کھینچی
اور بہ خبرداری کہکر جھپٹ کے تلوار سہراب کے سر پر ماری سہراب نے چاہا کہ میں اسکی
وار خالی دوں اور تلوار کو سر سے الگ کروں کہ وہ تلوار گردن پر مرکب کے پڑی گردن مرکب
کی قلم ہوئی یہ مرکب سے کود کر علیحدہ ہونے کی فکر میں تھے مگر پاؤں رکاب میں اٹکا
گیا کہ یہ گرتے سنبھل زمین پر گرے غضب ہے کہ سہراب سنبھلیں ہشام نے ایک
ہیچ بوسیلہ تلوار کا مارا کہ سہراب کے دو ٹکڑے ہو گئے سہراب کے بھائی نوفل خان
نے یہ دیکھا باگ کو اٹھا لیا اور کہا کہ اے بھائی اکیلے تمکو منزل کھلے گی میں بھی آتا ہوں زندگی بھر
ہمارا تمہارا ساتھ رہا اب آخر وقت میں مجھکو تنہا چھوڑ کے جاتے ہو اور یہ کہکر سامنے
ہشام کے آیا اور کہا لا ضرب بہادری اسنے وہی تیغ خون چکان نوفل کے سر پر مارا ہرچند کہ
نوفل نے اپنے کو بچایا اور سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تلوار قضا سپر کی طرح سپر کو
مثل قرص پنیر کے کاٹکر سر پر پڑی اور تا جگر گاہ اتر گئی اور نوفل خان بھی شہید ہو کے
خمخانہ وحدت سے جام شہادت پیکر بزم آخرت کا رستہ لیا یہ واقعہ دونوں بھائیوں کا دیکھکر
کامل خان کی آنکھوں میں خون اتر آیا دنیا اندھیر ہو گئی زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا اسی
حالت میں طیش کھا کر یہ جھپٹ پڑے اور کہا لا ضرب بہادری کی ہشام نے وہی تلوار خون
آلودہ کامل خان کے سر پر ماری اسنے خالی دی اور اب کامل خان نے جو جھپٹ کر تلوار
کا ہاتھ سیدھا کیا تو ہشام نے بھی خالی دیا اب باہم تلوار چلنے لگی کیا کیا ہاتھ صفائی کے
چلے ہیں اکثر تلے تھے اور ایسی کیسی چوٹیں خوبصورت طرفین سے [illegible]
کہ دیکھنے والے دنگ ہو رہے تھے آخرکار ہشام لڑتے لڑتے بھاگا کامل خان نے اسکا پیچھا
کیا ایک مقام پر ہشام نے پھر کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو کامل خان کے پہلو پر پڑا اور
دوسرے پہلو سے نکل گیا بس کامل خان اس بھرپور ضرب کے صدمے سے زمین پر گرا
اور جان بحق تسلیم ہوا یہ معرکہ دیکھکر ترک چشن پوش سے رہا نہ گیا صف لشکر سے
نکلکر نعرہ کیا ناظرین واقف ہو گئے کہ یہ وہ ترک چشن پوش ہیں جنکو [illegible] سب میں
سمجھے تھے بلیغ الزمان کا استاد بنایا تھا اور یہ خواب میں مسلمان ہو گیا [illegible]

شہزادہ بدیع الزمان کے آئے تھے اور سنجو نوذن مین پوشیدہ طور سے نعرہ قائم
نکال کے شریک ہوئے تھے یہ وہ پہلوان ہے غرضکہ انھون نے نعرہ کر کے ہشام کو اسطور
سے للکارا کہ یہ سامنے سے بھاگا ترک جوشن پوش نے اسکا تعاقب کیا اور یہ اپ
ترکیب سے چلے اُسکے تعاقب مین کہ ہشام کی رکاب تک پہونچے جب ہشام نے یہ صورت
دیکھی تو دل مین خیال کیا کہ یہ یون پیچھا نہ چھوڑینگے آخرالامر ہشام پلٹا اور پلٹ کر تلوار
ترک جوشن پوش کے سر پر لگائی انھون نے اسکے وار کو خالی دیا اور پکارے کہ ع
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار یہ کہکر جو تلوار ماری تو ہشام نے ڈھال نڈھال ہو کر چہرہ
کی پناہ کی مگر اس تیغ صاعقہ بار نے مثل برق کے کوند کر اپنے شعلہ آتش سے سپر کو کاٹ کر خود پر
پڑی خود کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر مین در آئی جسکا جو ہارا تا کمر گاہ دو ٹکڑے کر دیئے ہشام ٹکڑے ہو کر
پر سے زمین پر گرا [illegible] اور اسکی لاش کو اٹھا کر اپنے لشکر مین لیگئے بادشاہ اسلام
و سرداران عالیمقام نے ترک جوشن پوش کی بہت تعریف و توصیف کی اور کہا کہ اس بہادر
مین یہ جرأت و دلاوری ماشاء اللہ جوان کا کمالات دکھا دیا کیا کہنا ہے ہم تو [illegible] سے شکر گذاری [illegible]
پروردگار سے بڑھا چکے کہ بھی شرم رکھ لینا یہ آبرو بچ گئی ہے [illegible] ان سے [illegible]
مین [illegible] جرأت کر کر انھو مردانگی مین [illegible] اسماعیل یہ معرکہ دیکھ
لشکر کفار سے بہرام سپہر گردان میدان مصاف مین آیا یہ پہلوان تو سوت کا نیزہ باز تھا
اور بہادر و زبردست [illegible] جوان تھا اسنے اپنے مرکب کو چھیڑ کر داد دی کہ یہ بھی
[illegible] فلک نے پیری [illegible] سے ایسا جوان مارا جائے لا ضرب
بہادری کی ترک جوشن پوش نے کہا کہ [illegible] سامنے سے تو [illegible] جانتا کہ
[illegible] میدان [illegible] جائز نہین ہے [illegible] ہم لوگون سا [illegible] پیش [illegible]
[illegible] پروردگار ہمارا [illegible] ضرب [illegible] تو ہم بھی جواب [illegible] بس یہ
[illegible] تیر [illegible] کیا اور [illegible] سر ترک جوشن
پوش کے ایک ضرب لگائی انھون نے سپر کو دست [illegible] لیکر بلند کیا مگر تیر [illegible]
[illegible] وار اور [illegible] سپر [illegible] آئی اب [illegible]
[illegible] سر مین در آیا [illegible] ترک جوشن پوش نے بھی
اسی عالم زخمداری مین [illegible] تلوار بہرام سپہر گردان پر ماری [illegible] مگر وہ شمشیر
[illegible] کشتہ ہو گیا اور [illegible] علیحدہ ہوا اس
[illegible] ترک جوشن پوش بھی [illegible] زمین پر [illegible] گھوڑے سے گر پڑے
اہل اسلام نے [illegible] اٹھا یا [illegible] افسوس کیا اور بعد رنج و الم لاش
کو انکا لشکر مین لائے بادشاہ اسلام [illegible] شہادت کا بہت تاسف کیا اور
[illegible] زبان پر جاری [illegible] بہرام سپہر گردان نعرہ زن نے دوسرا
[illegible] طلب کیا [illegible] گیا تھا اسپ [illegible] مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام
[illegible] کیا اور [illegible] طلب کیا کہ [illegible] نے حکم [illegible] خان سے عرض
[illegible] سلام کے گھوڑے کو اڑایا اور بہرام

مقابل آیا یہ مغرور سر افتخار بلند کیے ہوئے جھوم رہا تھا کہ قاتل نے آتے ہی گھوڑے
کو رنگا اور بچہ ماری تو دو دو قدم ہٹکر دونوں گھوڑوں کے مرکب برابر رہے
ابھی عالم میں دور کر انعام نے قاتل زنگی پر نیزہ کا وار کیا وہ تو اسکی بندھی چوٹ تھی
یہ بچانے بھی نہ پایا اسکے تھیدا کے تیر نے اسکے سینہ کو کاٹ کر تا بہ پشت اتر آیا یہ بھی شیر بہادر
سپہر سپارہ گلشن جہان ہوئے یہ حال دیکھکر مقاتل زنگی کو تاب نہ رہی بے اختیار پکار
اٹھا کہ ہائے بھائی کیا ہمیں چھوڑ کے جاتے ہو ہم بھی تو تمہارے ساتھ آتے ہیں
منزل عدم میں پہونچکر اکیلے گھبراؤ گے ہمیں بھی آلینے دو یہ کہکر سامنے انعام کے
آنکر پہونچا اور قصد کرنے کے چاہتا ہی تھا کہ سے لا ضرب بہادری اور آپ سنبھل کر اسکی
رد کر سکے کہ انعام نے چھوٹتے ہی تیر مارا ہوتا چہ کمر آیا تو بھی بدرجہ شہادت
فائز ہوا اور منزل عدم پر پہونچکر بھائی سے بھائی ملاقی ہو گیا یہ حال دیکھکر انعام
نے سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر آواز دی کہ میں تو سنتا تھا کہ سپاہی بڑے
تندور اور اولوالعزم ہیں مگر کیسے بہادر ہیں کہ میں نے انکو مثل خیار تر کے کاٹ کے
ڈالدیا اور سبزہ بیگانہ کی طرح گلشن رزم سے نکالکر پھینکدیا بس یہ سنا تھا کہ
طلہ میں چھپا سپہ نے آواز دی کہ کیا بکتا ہے ادھر دیکھ نفس زیادہ غرور نہ کر تو نہیں
جانتا کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے ع وہ منہ کی کھاتے ہیں جو لوگ سر اٹھاتے ہیں جلد
یہ سمجھکے سامنے انکے مقابلے میں ہم آتے ہیں اور کیا لا ضرب بہادری کی بس انعام نے
وہی تیر زن سے مار دیا انھوں نے بھی کھینچ کر شمشیر برق رفتار کا جو ایک ہاتھ
مارا تو دستہ خنجر کو کاٹکر نکل گئی تیر زمین پر گرا اطرپے نے آواز دی کہ لو ضرب لے
زدی ضرب من نوش کن یہ شادی از دل فراموش کن یہ کہکر اسی تیغ آبدار
کا وار کیا انعام نے سپر کو اٹھا کر سر کو بچا دیا پر تلوار جو سپر پر پڑی سپر کو کاٹ کر
خود میں لگتی ہوئی طرح گردن میں مثل قطرہ آب کے اتر آئی جھٹکا جو مارا سینہ
سے کیدر زیر ناف آئی ایک جھٹکا اور مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر گھوڑے سے گر اسپ کے
ہنستے تھے اور گوشت تھے سے تا عزرائیل را خواستگرد یہ ادھران لعنت گرفتار کر دو
لشکر کفار سے لوگ آئے اور لاشیں انعام کی اٹھا لے گئے ادھر بہادر خان عاقل خان
عادل خان و بادشاہ اسلام و کل اہل لشکر نے نعرہ احسنت و مرحبا بلند کیا صدا
تحسین و آفرین ہر طرف سے آنے لگی اور فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ آپ کے سنجال کا
نام رکھ لیا سبحان اللہ کیا کہنا اسوقت مزہ رستم کے بھائی رستم خان بن گئے اور سب
کی لڑائی کا دکھا دیا انھوں نے سلام کیا اور کہا کہ حضور کا اقبال و عنایت ہے ورنہ دیگا
ورنہ میں ایک جزو ضعیف کیا جرات کا اظہار کر سکتا ہوں یہ سب حضور ہی کی
اقبال مندی کا باعث ہے اب جو دیکھا تو لشکر کفار سے ایک اور سوار پیدا ہوا گھوڑا
بڑھایا اور آواز دی کہ او خدا پرست انعام کو قتل کر کے نازاں و افتخار کر میں تیری
جان کا ملک الموت آن پہونچا اور یہ کہکر نیزہ ہلا کے سینہ کی ٹیپ پر مارا انھوں
خالی دیکر تلوار سے وہ حصہ نیزہ سے کردے یہ فقط ڈانڈا اس ڈانڈا میدان میں آ گئے

ہاتھ مین رہ گئی سنبھلی وہی اُسنے کھینچ ماری وہ آکر سر پر مرکب طرید خان کے پڑی مرکب جو
اُچھلا تو اُسکے مرکب سے دونون پاؤن سوار کے زمین پر رکھے جھٹکا کسکر یہ سنبھلے
سر اُٹھایا سو وہ پیکر نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ طرید خان کے دو ٹکڑے کر دیئے اسنے بھی
جام شہادت پیا حشمت خان کی سیری اُسے پہچانا ہیون سے [illegible] ہوا یہ واقعہ دیکھکر
یوسف خان بن [illegible] سب نے [illegible] انھون نے طیش مین آکر بغرض غیض و غضب
مرکب اپنا میدان جنگ کی طرف بڑھایا اور عرصہ جنگ مین پہونچکر اُسنے بھائی کی
شکل مین [illegible] اور خود ہم مقابل کے حال کو جو پیکر کے ہوا [illegible] بادہ شجاعت سے تھا
لا منہ [illegible] فرنگلر نے لنکارا یوسف خان نے کہا خاموش رہو اور مرکب ورنہ زبان گدی سے
کھینچ لونگا اس بیہودہ گوئی سے کیا فائدہ لا ضرب بہادری کی جسکا حوصلہ رکھتا ہو [illegible]
اُٹھا کر وہ پیکر [illegible] تلوار کا وار کیا انھون نے خالی دیا اور خود بھی تلوار اُٹھا کر لگائی [illegible]
کیا [illegible] کہ مرکب [illegible] قدم تلوار کی زد سے ہٹا دیا اب جو تلوار [illegible]
تو پیکر [illegible] اُچھل کر [illegible] پاکر [illegible] سے جو تلوار ماری تو اُسکے بیاض گردن پر پڑی
گردن قلم ہو گئی [illegible] اور گر کے ہی جان تن تسلیم کی [illegible] خان [illegible]
کے رشتہ [illegible] مین پہونچے اور عدم مین جا کر جام سلسبیل کا پیا [illegible] سے [illegible]
ہو گئے [illegible] بھائی کی [illegible] خان کے [illegible] اوخ [illegible] جو
[illegible] تمام عالم [illegible] خیش و [illegible] سے [illegible]
[illegible] اور خود [illegible]
[illegible] آئی اور [illegible]
اور [illegible] اچھل [illegible]
[illegible] عادل خان [illegible] تھا کہ تلوار کا وار [illegible]
اُٹھا کر وہ [illegible] کہ اُٹھا [illegible] تلوار کا [illegible] بار ماری جو عادل خان
[illegible] پہلو [illegible] دیکھکر [illegible] خنجر
[illegible] شہزادہ [illegible] کیا [illegible] جوشن [illegible]
[illegible] کی شہادت کا [illegible] قلق و [illegible] ہو [illegible]
[illegible] مین آکر [illegible] ہوا اور آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی [illegible]
[illegible] تلوار اُٹھا کر
[illegible] تلوار سر پر آ لے نہ پائی کہ [illegible]
[illegible] قلم کر دیا تلوار [illegible] ہاتھ سے [illegible] اور [illegible]
تھا [illegible] ہاتھ [illegible] کی [illegible] گردن سے [illegible] سے یہ
[illegible] انھون نے [illegible] ایک ہاتھ اور مارا کہ ایک [illegible]
[illegible] دیا اسنے خیال کیا کہ [illegible] اسکان سے [illegible] کہ [illegible] ہاتھ [illegible] یہ قصد [illegible]
اسنے مرکب کو [illegible] یار [illegible] جہان [illegible] مین بھی
پہونچکر [illegible] قتل [illegible] مگر [illegible] مین [illegible] اور

قریب لشکر پہونچکر اسپ جو تلوار ماری کہ وہ ٹکڑے اسکے کر دیئے اسی مقام پر زرباج
شتر لب وزیر کھڑا تھا اسنے پشت پر سے جو تلوار ماری تلوار بے خبری سے تا
جگرگاہ اتر گئی یہ حال دیکھکر پیر فرخاری نے آواز دی کہ او حرامزادے کیا ایسا تو
بیکیا حرکت تھی پیچھے سے ملکر گھوڑے کو چھوڑا یا وہ لوگ سمجھے کہ اسکو اٹھانے آئے ہیں یہ
عرب بلوچ کا سکے زرباج شتر لب کے سامنے پہونچے اسنے اپنا حربہ تصور کرکے ایک
تلوار کا ہاتھ انپر کبھی مارا پیر فرخاری نے اسکے وار کو خالی دیکر جو ہاتھ مارا تو زرباج شتر لب دو
ٹکڑے ہوکر مثل خیار تر کے گر پڑے یہ کیفیت دیکھکر خونخوار نے اہل لشکر سے مخاطب ہوکر
فرمایا کہ خبردار یہ زندہ جانے نہ پائے یہ سنکر کل لشکر کفار انپر ٹوٹ پڑا ادھر سے بادشاہ
اسلام نے حکم دیا کہ دیکھتے کیا ہو جا پڑو یہ کلام بادشاہ اسلام کا سنکے ہلاک فوج
سے کیا کہ طوفان ہی اور اٹھا یا کہ خون آشام سے کل لشکر کے چہرے پر گرد بیٹھ
گئے پھر وہی کو تلوار شمشیر کا چمکنے لگا پھر وہی کمال کھینچا سپر جو ن کی چھا گئی کہ
لگے آگے سے سر ون کے برسنے اور ادھر سے ادھر زمین پر گرنے لگے پھر آخر خیمہ پر فوج
آراستہ ہوا اور قبض ارواح لشکریان ہونا شروع ہوا غضب شور سے تلوار چل
رہی تھی کہ خون کے دریا بہ نکلے تھے جنگ ایسی تھی کہ بموجب آفت سمانا تھا
غضب کی لڑائی تھی شمشیر بار نے عجب شعلہ باری دکھائی تھی کہ گرمی
حیات تمام لشکر کو جلاکر خاک سیاہ کر دیا تھا گھاٹ نے تلواروں سے کشتی کشتی
بے ہوش چھوڑا تھا اور بارہ نے اسکی میدان جنگ کو قلزم خون بنا دیا تھا بحر لشکر
میں ہوا تیغ کے طوفان سے تلاطم برپا تھا تیغ یوں سن سن چلتی تھی جیسے آندھی میں
ہوا سے تند ویران ہولناک اس جنگ عظیم سے تمام فوج میں ولولہ پڑا دامن والا ان
شکر وہ خوف طاری تھا کہ گریزپا سے ڈرتے کمر نہ اٹھا سکتے تھے بڑے بڑے بہادر سور
دل چلے لڑنے سے جی چھپا نے تھے لیکن کٹ جانے کے خوف سے پس پشت
چھپتی تھیں نہ بہتا قدموں کے ہتیار گرے پڑتے تھے ہاتھ پاؤں دہشت سے
لرزتے تھے جو سر کے علموں کے ڈر سے سہمے ہوئے تھے دم بھر میں یہ صدمہ ظلم
ہوئی وہ رسالہ تو دم ہوا لا کھوں آدمی قتیل خنجر ستم ہوئے ہنگامہ تھا کہ ایسا جو حربہ تھا
ہوان تھا پیام قضا باقی نسبت زبان تھا دشت کو بنا پیلا کیا تھا پیرزن جال لشکری پر اجل
سستی تھی بر سر داوری جگر شون تھا کل عرصہ کارزار ہوا خون چکان خون فشان تھا
درخشندگی سلاح سے تیز ہوئی دیدہ خورشید خاک سے پر وہ جولانگری سواران جنگ
دل ارض کو کرتی تھی سفینہ تنگ دلیر و تیری اور گیران زار لوہا کوئی تیغ زن تھا کوئی زخم دار
خون سے شیشہ چشمہ خون روان ہر دو دشت صحرا تھے لبریز سنان رو رفتہ رفتہ
تھی منظر دو نیم سپر چار پارہ تھی نیزے سے چنبر چپک کشتہ میں جانیں تھیں کاوش پر
دل لگا در تھی ادرا قبل مقتل مرد میدان شمشیر زن و بہادران صف شکن
جانبازی و سرفروشی دکھلا رہے تھے دریا بہ خون کے دریا میں شناور تھے بیران
اسلام سینہ سپر کھڑا تھا دشمن ہر طرف سے ابر الٰہی کی طرح چھار و برباد کشتہ زار سے آتی

کیفیت پرستی کا اہل چلاتا تھا تلوار کی سپرادن نے اونچا نیچا سب برابر کر دیا تھا کیفیت کاشتے کی فصل
تھی سر دشمن مین فصل تھا خرمن جان سے اصل تھا غرضکہ اس غضب کی تلوار چل رہی تھی کہ
نا گاہ از پردہ بیابان گرد سے بر خاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر بفلک آسمان رسیدہ
دریای غبار پر زمین دوڑ تیرہ کرا تے مین گرد نے مارا ہوا کو اور ہوا نے مارا گرد کو دامن گرد ...
ہوا اور دل گرد سے قریب دو ترجمہ دو بیس ہزار فوج کی جمعیت سے نمایاں ہوا اور لشکر
کفار سے اہل اسلام کو وقت تھا ہوا پایا یہ بھی آکر لشکر کفار پر ... بھی رہا تھا کہ دوسری
سمت سے اور گرد پیدا ہوئی اب جو متوجہ ہوا سے واسطہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھتے کیا ہین
کہ جہاں شاہ رعد باری تیس ہزار فوج سے چلا آتا ہے یہ بھی لشکرون کو سرگرم جنگ دیکھ کر
لشکر کفار پر جا پڑا کہ اسی اثنا مین تیسری گرد اور ظاہر ہوئی اور دل گرد سے سلطان بخت مغربی
و قاران بخت مغربی تیس ہزار فوج ہمراہ لیے ہوئے آ پہنچے یہ بھی آتے ہی لشکر اسلام
کے شریک ہو کر فوج کفار سے لڑنے لگے ادھر سرداران کفار جو بڑے بڑے نامی و نامور
تھے وہ بھی داد مردی و مردانگی دیتے رہے تھے جی توڑ کر جدال و قتال مین مصروف تھے
یہ لشکر جو تازہ دم پہونچے تھے انھون نے مارے تلوارون کے لشکر کفار کا ستھراؤ
کر دیا فوج کفار مین کھلبلی پڑ گئی جوست آئینہ پرست نے جو دیکھا کہ جمعیت لشکر اسلام
کی بڑھتی ہی جاتی ہے اور ان تازہ دم لشکرون نے تو آکر ناطقہ بند کر دیا ہے اب رنگ بیڈھب
نظر آتا ہے سردار جو اچھے اچھے ہین اگر اس کشمکش مین کٹ جائینگے تو ساری بگڑ جائیگی
فوج رہ دبقرار نا بیگی سے یہ خیال کر کے حضرت سے طبل باز گشت بجوا دیا ادھر نقارہ
بہم بجا پڑی ادھر دونون لشکر علیحدہ علیحدہ ہو گئے غازیان لشکر اسلام کی یہ کیفیت
تھی کہ ہاتھون مین تلوارون کے قبضے کہ بیٹھے تھے عجب شان دھر فہ آن بان سے ان
بہادرون نے میدان وغا سے مراجعت کی کہ جیسے کوئی ہولی کھیلے ہوئے آتا ہے یا خونی
سہانا کھیل کر سرخرو چلا آتا ہے اسطرح یہ لوگ شادان و فرحان بادشاہ اسلام
کے ساتھ ساتھ اپنے مقام پر آگئے ادھر لشکر کفار نے بھی اپنے پڑاؤ کا رخ کیا
دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہون پر آئے سردارون نے جوست آئینہ پرست سے کہا
کہ یہ حال نہ کھلا کہ طبل باز گشت کیون بجوا دیا گیا ہم لشکر اسلام کی آنکھین چیر کر ...
آؤ ہم سردارون نے کہا کہ ہمارے سینہ ... سب نے پایا ... لشکر سیری بھی نہ ہوئی تھی
خیال کیا تھا کہ آج خوب آسودہ ہو کر کھاتا ... امید ہماری پوری نہ ہوئی جوست نے کہا کہ
کل بھی آج ہی مصلحت وقت تھی کہ جنگ دو سردارون سے لڑائی کا رخ دیکھکر
مناسب جانا کہ طبل باز بجوا کر جنگ ملتوی کیجائے کل دیکھا جائیگا یہ لشکر نہ ہو لینے
کھنگا[illegible] لینے کا حکم ہوا کہ خون دلاوران سے آسکے حلقہ چشم خون آلود کی طرح رنگین ہو
لیکن تھے خون سے اسقدر ... تھے سب کر بیان لالہ گون تھین غرضکہ دونون لشکرون
کے سردارون نے کمر سے بدلے پوشاک رزم جسم سے علیحدہ کی لباس بزم پہنا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ خدا پرستون کی لاشین میدان جنگ سے اٹھوا کے دفن کیا جائین
ادھر ... دارون نے لاشین اٹھوانا شروع کین تو آلات لاشون مین دیکھا کہ فضل

ہیں آشوب اور صفوان سطلع نشین و ابلاق قراطاقی و قلماق قراطاقی کی لاشین
سنگلین کل لاشون کو اٹھوا کر دفن کرنے کا حکم دیا اب جو شمار کیا تو پچاس ہزار
خدا پرست بیدریغ شہادت پائے ہوئے اور لاکھ آدمی سوار و پیادہ لشکر کفار کے مارے
گئے اور چار سردار نامور و چند افسران لشکر ان بہادرونکے ہاتھ سے لشکر کفار کے
گئے خونخوار افسوس کر رہا تھا کہ یہ چار سردار نامی و کار آزمودہ جو تمام لشکر کی جان تھے
جنگ مغلوبہ میں قتل ہوئے کون کون کہ عقاب سپہر [illegible] تیغ زن و بمحل
نشست خود بر صفین کمند انداز انکے مارے جانے سے خونخوار کے جی چھوٹ گئے
ہرا تاسف کیا یہ خبر ہرکاروں نے بادشاہ اسلام کے حضور میں عرض کی پیر فرخاری
نے کہا کہ بیشک میں جنگ مغلوبہ میں تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ان چار دلون کو فضل و [illegible]
چاروں بہادروں نے قتل کیا اور خود لشکر میں [illegible] کے بیدریغ شہادت پائے ہوئے بادشاہ
جمجاہ نے ان نامور بہادروں کے نام سنکر بڑا افسوس کیا اور انکی ہمت و
جرات یاد کر کے کلمات تاسف زبان پر جلد جلد فرماتے اور کہا کہ افسوس موت سے کسیکو
رستگاری نہیں آج وہ کل ہماری باری ہے مگر انکا زاد ناچار [illegible] جاہم
دہری کل من علیہا فان چنانچہ کل افسران لشکر پوشاک رزم بدلکر اپنے اپنے
خیموں میں قیام پذیر ہوئے اور بادشاہ جمجاہ داخل محل سلطانی ہوئے خونخوار نے
آج کی شب طبل جنگ نہیں بجوایا چونکہ آج لشکر بسبب خستگی و شکستگی تھا اس باعث
سے ایک دن کا وقفہ دیکر دوسرے دن حکم دیا کہ ہان شب کے طبل جنگ بجے طبل جنگ بجنے
لگی اور دہر جو اسپیان لشکر اسلام جو [illegible] کام پر متعین ہیں آکر دونوں ہاتھ
سب بستہ سے زمین ادب کو بوسہ دیا اور [illegible] سے بادشاہی بجا لا کر عرض
ہوئے کہ الٰہی تا جہان باشد تو باشی جہان را تا نشان باشد تو باشی [illegible] رہیں
اس در پہ [illegible] مثل دربان [illegible] چرخ و مہر [illegible] چین کا خاقان [illegible] عمر و دولت
شہنشاہ خضر سے اور خزانہ [illegible] سے افزون ہو دشمن [illegible] ہزار ہزار [illegible] ہو
آج بھی لشکر ضلالت اثر اعدا نے طبل جنگ بجایا ہے [illegible] آمادہ کارزار ہوا ہے اور ایک
نقارہ اسکے ساتھ نقارہ خداوندی کہلاتا ہے اسپر بھی آج چوب پڑی ہے یقین ہے کہ کل
میدان جنگ میں آگ آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی خیر [illegible] ہے بادشاہ اسلام
نے یہ خبر سنکر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی [illegible] طبل جنگ بجے اور
نقارہ [illegible] کیسا کہ جیسا کچھ [illegible] ازل سے اور کاتب قدرت
نے [illegible] پیشانی میں لکھ دیا ہے [illegible] پیش آئیگا [illegible] لشکر اسلام پر کلاہ سلطانی [illegible]
نقارہ [illegible] سلیمانی و سکندری ہیں آئے [illegible] نقار خانہ سے طبل سکندری [illegible]
سلیمانی [illegible] تھا [illegible] اٹھا لیا تھا اور صدا سے نقارہ رزم
لشکر [illegible] حکم بادشاہ اسلام [illegible] کر [illegible] شادیانہ عوض
خضران میں عمر کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل [illegible] سوائے [illegible] عمر کے
نہیں بجتا تا وقتیکہ سب [illegible] اگر عمر نہیں ہو تو اسکے [illegible] بیٹے [illegible] عمر کے یادگار [illegible]

نقار خانہ کے قریب تعمیل حکم شاہی کرتے ہیں الحاصل طبل جنگ بجا ہیں دو زبان میں زلزلہ
پڑ گیا یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ کیا بجا نشہ طائر اسکی صدا سے فلک پر بیٹھ سکنے لگا اور گاؤ
زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گیا سب چوب طبل سکندری آمد و دال پر زنا بیدر مرج کر
ایں سوال پر جوابا از کشور آخر رسید پر سرافیل صور قیامت دمید پر یکجا کہ طبل اسکندری
فرزانہ ادگوش گردوں کر است پر سب لشکر خبردار جہو ناٹرا سیادہ دنا مرد ہوشیار ہوا کہ
ہنگامہ سر بوشی کی گرم بازاری ہے دم نقد جان کی خریداری ہے سر تن سے جدا ہو کے زخمیوں
کے بازار جنگ آج بادشاہ نے سوپیرے سے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی آرامگاہ
میں آیا طیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلواریں صیقل و مصقل ہوئیں کمانیں نشیکے کر
درست کیا سلنے لگے بہادر نبرد دیکاپیکی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبراتے ہوئے منہ
تو پیٹتے تھے مشتاق نام ہوئے جوان کوشش کرنے کی بات سنکر رزم گاہ کو دیکھنے پھرتے تھے نامرد
ہی ہونے کا طور سوچتے تھے انگر مرنے کا جامہ خود تنپر درست کر لیتے تھے پھر دن پر سرخی چھا گئی
نامردوں کے منہ پر ہوائی اڑنے لگی سب آخر شب ہی میں شب بسر کرتے ہیں اور ادہر بادشاہ
اسلام نے داخل محلسرا ہو کر بستر استراحت پر آرام فرمایا لیٹنے کے ساتھ ہی غنودگی خواب
سے ہم آغوش ہوئے قریب سحر عالم رویا میں دیکھا کہ میں ایک باغ بہشت آئین میں آیا ہوں
اور ایک حور بہشتی میرے پاس آئی اور ایک بارہ دری جواہر نگار میں لے گئی وہاں دیکھا کہ ملکہ
مہرنگار اور قباد شہریار و شیرویہ عالیمقام اُس قصر میں فرد کش ہیں میں نے اُن سب کو
سلام کیا اور حال گرفتاری جیرہانی کا بیان کیا اور اپنے گردداشت و کلفات کا تذکرہ کیا اسوقت
قباد شہریار نے فرمایا کہ دنیا مقام کلفت وکدورت ہی ہے اور بیت الحزن ہے گھبراؤ نہیں میں نے عرض
کیا کہ یہی چاہتا ہوں کہ اسی گوشۂ عافیت آپکے زیر سایہ میں کہیں رہوں اسوقت قباد شہریار نے
آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ ہاں تم بھی ہمارے پاس بہت جلد یہاں آجاؤ گے یہ سنتا تھا کہ
آنکھ کھل گئی اٹھکر نماز صبح پڑھی اور اس خواب کا حال کسی سے بیان نہ کیا۔ وہاں لشکر
میں چار پہر رات ہنگامہ درستی سامان جنگ ہوتا رہا دو پہر رات سے دونوں لشکروں کے
نقیب نکلکر طلایعوں کو ترتیب جنگ دلانے لگے اسوقت جوانان بخت ہوشیار ہو پر
سلاحوں سے اپنے خبردار ہو پر اسی طرح شب بھر ہی گرم بازاری رہی آخر کار وہ وقت آیا
کہ سپیدۂ زنگاری مشرق کوہ قمر نمودار ہوا ظلمت شب رو بفرار لائی صبح کا سپیدہ آشکارا ہوا
علم آفتاب نکلا جیب پر خوشنما انجم جوں گریزاں سب پر شمشیر خاور سپہر گرد ہوا پر سطح آسمان پر سرد ہوا پر
میدان چرخ پر ایکبار پر شد انجم سپاہ رو بفرار پر ہم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل دلیا دلیر
گروہ گروہ انبوہ انبوہ فوج در فوج میدان کارزار میں مسلح ومکمل آنے لگے سرداروں نے بکر و فر
اپنی اپنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجی اور خود بادشاہ جمجاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور منتظر آمد سلطانی خاص خانہ میں ٹھہرے کہ اسی دم محل کی ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری جبر چی نے
کھینچا صدا آمد آمد کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا سرداران سپاہ اشکاہ پر جاکر
کھڑے ہو گئے بادشاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادب سے گردنیں جھکے تسلیم بجا لائے ... ۱۷۶
پکارا بادشاہ عالی سلطان جہان نگاہ روبرو بادشاہ کے نکلا اٹھا کر دکھایا شیبہ پر شمی

مجرا کیا شاہ نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھا اس سے اشارہ یہ تھا کہ جگہ تمہاری ہمارے دل میں ہے سرداروں نے بعد سلام و مجرے کے پایۂ تخت سلطانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار ہونے کا دیا سب سردار سوار ہو کر تخت شاہی کو مانند دل کے قلب میں قائم کر کے گرد حلقہ کئے ہوئے کھڑے ہوئے جلوہ گاہ مصاف کے لیکر چلے ڈنکے پر چوب پڑی کوس ذوالفقارہ آواز آمد غیب ہے نصر من اللہ و فتح قریب ہے نقیب لشکر کا کہتے ہوئے فوج کا نسیم عنبر شمیم وزاں ہے جیسے ستارے فلک پر چھوٹے بڑے چھوٹے چھوٹے پوشیدہ تھے آ کر لگے باد بہاری عنبر شکر تھی طیار ہوئی سے بادشاہ عالی تبار دو دستہ مصاف ہوئے کہ اتنے میں ماہ قمر شکش و القاش خون آشام و بہرام فرخاری نے آگے بڑھ کر قدم شاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ ہم غلامان جان نثار جب تک زندہ ہیں حضور کی طرف کوئی ٹیڑھی نظر سے دیکھ نہیں سکتا ان کافران نابکار کی کیا حقیقت و مجال ہے اگر ایسے ایسے لشکر دو ہزار دن ہوں تو بھی آپ کے اقبال اور مدد خداوندی سے ہم فتحیاب ہونگے اور ان کافروں کو مار کر بھگا دینگے بادشاہ نے کہا کہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ بہرام فرخاری پیارا خوب جانتا ہوں کہ قافلہ باد بہاری کا روانہ ہو جائیگا آخر گلشن دہر کا باغ پامال خزاں ہو جائیگا اور بقول میر درد کے اور دیدہ و دل جی سے کھونا معلوم ہے جوں لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم ہے گلزار جہاں ہزار پھولے لیکن ہے اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم ہے یہ فرما کے حال اپنے خواب کا بیان کیا اور سمت میدان کارزار لشکر لیکر لائے جس قدر کہ سرداران صف شکن باقی تھے اور خدا پرست جتنے حاضر تھے سب آ کر میدان مصاف میں صف آرا ہوئے اور جو خونخوار ایسا نظر آیا کہ جوڑے کے گرد ناوں میں حمایل کئے ہوئے ہیں پہلوان سردار سوار گرد دشت بالکل وقوف جیسے سطوت پیشانیوں پر ... نیزوں کو سنبھالا حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے ہری ہری ... سے نیزہ رزم میں آکر ... دونوں لشکروں کے گرد ہوا گرد خاک ... زمین کا اس جنگل ... چاک ... رزم میں خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پاؤں ... آئینہ سپہر ... آیا چشمۂ خورشید غبار زمین سے گدلا ہوا ... ویران ... زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ہے آخر ... نکلے او میدان ... ہموار کرنے ... شمس و قمر ... لگا ... آسا صاف کر دی ... کی آبپاشی کی ... لنگیاں باندھے ... آبشار ... گرد و غبار تھا دبا میدان کو شکل آئینہ بنا دیا ... بہادروں کی نظر آئی سب فوج دریا ... دکھائی دی کہ ہر ایک ... تھا سوا ... اور ... چنان ... گرفت ہے ... شروع ... میمنہ میسرہ قلب و جناح ...

آراستہ ہوئیں سواروں اسکے آگے پیادے جنگ کے آمادہ دیوار فوج تھے سوار
دریا ہی لشکر میں موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر کھڑے تھے جیسے تھے شہباز
سے وہم سے سہم جاتے تھے عجب جوا آگے بڑھا تھا اسکے پیچھے پیادے تھے تکلے
ہوئے نیکو آگے پیچھے کمانیں تھے دمدمہ پانچ زرہیں سجتے جنگی حرب آلات سے تھے گرینا
لشکر سے خوش آواز اور گھوڑوں کے رنگ سرود و نواز کلاہ کلغی دستاریں باندھے تھے
رنگین لباس زیب قامت کیے تھے آنکھوں سے باسمان و کاش سرود سجا گردشت
دنیا سے فانی کا اور یہ صدا بہادروں کو سنائی سے اے ستمگار سپہر غدار
تا [illegible] کی فہرست فرزندوں و شہرہ دیا ہے آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار [illegible] ہو خرابہ ہیں
اگر قصر فریدون کے گنبد [illegible] اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا۔ جلوہ فرما تھا ذو الحشم
وہاں عشرتگاہ [illegible] اب چیلیں رہا کرتی تھیں سرداروں میں [illegible] عیش و عشرت کا دیہات گرم
تھا [illegible] بازار [illegible] بازوان تھا [illegible] خزان کو کسی موسم میں [illegible] مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
وادی رنگ [illegible] فلک آفرین سبحان اللہ [illegible] وہ رہی تیری نیک طرفی [illegible] جنبہ تھا
تھا پریزادوں سے جھومر کا عکس [illegible] آنچل وہ لب جو جہد کیا میں آئینہ وار [illegible]
میں [illegible] لاکھوں ابابیلوں سے [illegible] مسکن [illegible] قصر کا ہر نقش و نگار چیلیں منڈلاتی ہیں
[illegible] ہیں خیابان میں پر زاغ و زغن کے انبار [illegible] قصر کے جا بجا
باشندوں کے دل ان [illegible] گور ہو گور آج ہی ہر ایک کا قرار [illegible] سینہ لبریز تھا
[illegible] کوئی دوست [illegible] زلفوں [illegible] وہ چہلیں [illegible] خود آرائی
سیج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے [illegible] اے بہادر نوجوان ہم سام [illegible] پہنچے ان زال
[illegible] آشام [illegible] اس بلندی و پستی پر [illegible] اسفندیار روئین تن [illegible] بہادر
[illegible] نوجوان رستم دستان پر فلک [illegible] زدن میں ہلاک [illegible]
[illegible] نام باقی ہے ہر ایک کا ذرا [illegible] ساتھ کی لڑائی حسن اتفاق [illegible]
[illegible] گذشت و نوبت [illegible] روز [illegible] تلوار اپنی [illegible]
[illegible] دولت جلتی ہیں سر و گردن میں آگ ہے یہی غضب کی آگ ہے زندگی دو دن کی ہے نام
کر لو [illegible] سرخرو ہو سکا قدم ڈگ جائیگا وہ پھر کہیں [illegible]
[illegible] اور لوہا بڑی بلا ہے [illegible] آگے بڑ رہے اور پیچھے [illegible]
[illegible] نقیب میدان سے اور یہ [illegible] دلیروں [illegible] غضب کے شیر دلوں کو
[illegible] بہادروں کو [illegible] آگیا آنکھیں ہر ایک کی لال ہوئیں [illegible]
شمشیر [illegible] سر [illegible] اچھل [illegible] میدان کار زار
میں آیا اور آواز دی کہ ای آمادگان [illegible] میدان ہے جسکو [illegible]
[illegible] مقابلہ [illegible] سنتے کے ساتھ ہی شہباز [illegible] بوڑھا باگ کا لیا اور
[illegible] جام شہادت [illegible] بہادری کی
[illegible] اپنا اٹھا کر [illegible] سر پر مارا [illegible] سپر [illegible] پناہ [illegible]
[illegible] لشکر کو سنبھال [illegible] حال دیکھ کر

سہیل شیر شکار میدان میں آیا اور گرز ہاتھ میں لیکر مقابل ہوا اور کہا کہ او ملعون دیکھ ہم ہی
لوگ ایسے مرد میدان ہیں کہ تیرے ایسے گرز لنگر وار کو سپر پر روک کر اپنی جان بادشاہ پر
نثار کر دی آ مجھ سے مقابلہ کر یہ سنکر اجمال فیلزور نے نیزہ سہیل شیر شکار کے سینہ پر
مارا نیزہ کو آتا ہوا دیکھکر سنان سنان پر رکھا یعنی اور اب لگی نیزہ بازی ہونے اٹھا کیسوں میں طعن نیزہ
نیزہ اجمال کے ہاتھ سے ہوائی گیا اجمال نے جھلا کر وہی گرز مارا اس بہادر نے گرز کو گرز پر روکا
لیکن ضرب اسکا متحمل نہ ہوسکا اور بہ تیغ گرد میں چھپ گئے اجمال نے نعرہ مارا کر دم و لیستہ
گر دم بادشاہ نے عیار سے کہا کہ دیکھو تو کیا حال ہے عیار نے جاکر دیکھا کہ آنکھیں بند ہیں اور
دونوں ہاتھوں سے گرز کو تھامے ہوئے ہیں عیار نے چھاگل پانی کی نکالکر ایک چھینٹا پانی کا
انکے منہ پر مارا کہ انھوں نے آنکھیں کھولدی کہا کہ ہے ہے نعرہ زنی ولایت وگزاف کر رہا ہے یہ
سنکے سہیل نے چاہا کہ مرکب کو اڑاؤں وہ مرکب تو تھکگیا تھا یہ بہادر گرز کو پکڑ کر سامنے اجمال
کے آیا اسکے خادم نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا انھوں نے سوار ہوکر آواز دی کہ تو بھی ذرا اٹھا
بہادر کے گرز کا دیکھ کہ تو ضرب ویسی ہی سہی تو نے کشش نہ کی یہ شادی از دل فراموش
کن یہ کہکر جان کر کے گرز مارا اجمال تیغ گرد میں چھپا اہل اسلام نے نعرہ مرحبا بلند
کیا ہر طرف سے شور تحسین و آفرین کا غلغلہ ہوا اسپ جو اجمال گرد سے نکلا صبح کر کے
تو اس نے دو ڈھائی گرز مارا ہر چند سہیل نے گرز کو جو ترس کی پناہ کیا لیکن ابکی دونوں گرز کار
انکے سر پر پڑے اسکے صدمہ سے یہ صبح مرتب زمین پر گر گئے اور جام شہادت پیکر راہی
خلد ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہم خوب جانتے ہیں کہ اہل اسلام پر اس وقت ادبار چھایا
ہوا ہے ستارہ اقبال گردش میں آیا ہوا ہے یہ کہکر سہیل کی لاش کو منگوا بھیجا یہ حال
دیکھکر بہزاد خاور زمیں صف لشکر سے نکلے بادشاہ اسلام سے اجازت کے خواستگار
ہوئے بادشاہ نے فرمایا خداوند کریم کے سپرد کیا پس اسنے اجازت لیکر میدان
میں آئے ادھر خونخوار نے اجمال کو بلا لیا اور یہ کہا کہ تجھ سے مقابلہ فہمش سے
ہوسکا تو اب آرام کر یہ تو سلام کر کے پلٹا اور اجمال نے بہرام چرخ زن کو اشارہ کیا
چنانچہ بہرام صف لشکر سے نکلکر میدان میں آیا اور اسنے نہایت دلیری نعرہ کیا منم بہرام چرخ
زن جو کوئی کہ با مرگ ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے یہ سنکر بہزاد بڑھا اور کہا کہ ہاں ہم سے
بہادر انچہ داری ز مردی نشان ، کمان کیانی و گرز گران ، لا ضرب بہادری کی یہ سنکر اسکے
اسنے گرز اسکا اپنے مرکب کو دوڑا کر ایک ہاتھ گرز کا اسکے گر دیکھا ابھی عالم میں چمکا
تلوار بازی ہر چند آنکھیں گھمادی ہر چند کہ اسکی تلوار لیا ہے ہوتے ہوتے دیکھ سکا یہ تلوار کا ادھر زمین پر
پڑا رہا بہرام سا بہادر کھیت ہوگیا اہل اسلام نے لاش بہزاد کی اٹھوائی اور صف لشکر سے قدرے آگے
نکلکر بہرام کے مقابل ہوئے بہرام نے اسیطرح سے گھوڑے کو چرخ دیکر فتح لوٹ
پر تلوار کا وار کیا اور گردن بریدہ کر کے شہید کر دیا یہ حالت دیکھکر ہوش اور آرزو لوش
سبکے ہمدگر سے میدان میں آئے اس ملعون نے اسیطرح گھوڑے کو چکر دیکر ان دونوں
کو بھی تلوار سے مار گرایا کہ نقار آرام کا بجایا اور لشکر اہل اسلام سے نعرہ افسوس بلند ہوا
اور بادشاہ نے ان دونوں کی لاشیں میدان سے اٹھوا [illegible]

کیبی زلزال مرکب کو اڑا کر سامنے بہرام چرخ زن کے آئے اور کہا کہ او گبر نابکار آہین بہری نگاہ سے خوب جانتا ہوں بہرام نے یہ سنکر اپنے گھوڑے کو جھکا کر حلقہ باندھا کیبی زلزال کے کبھی اپنا گھوڑا اسکے پیچھے لگایا اب یہ چرخ مارنے لگا اور کبھی زلزال بھی اسکے پیچھے پیچھے لگا ہوا دوڑ رہا ہے اب چرخ مار کر اور گھوڑے کو ایک مقام پر ٹھہرا کر جو بہرام نے حریف کو دیکھا تو وہاں نہ پایا پشت پر سے کیبی زلزال نے اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑ کے گھوڑے پر سے اٹھا لیا اور لشکر اسلام کی طرف اسی طرح سر اٹھائے ہوئے لیچلا بادشاہ اسلام کے سامنے لا کر اور چرخ دیکر زمین پر مارا کہ ہڈیاں تک اسکی چور چور ہو گئیں بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مرحبا و شاباش کیوں نہو ماشاء اللہ آپ کس بہادر کے رفیق ہیں جسکا مثل روئے زمین پر نہ تھا یعنی علمشاہ رومی سبحان اللہ کس عقلمندی سے آپ نے اسے مارا ہے جسقدر آپکی تعریف کیجائے وہ کم ہے ادھر بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا خونخوار کو بہت بڑا صدمہ ہوا اور ادھر دن بھی تمام ہو گیا تھا آفتاب قریب غروب ہونے کے تھا لہذا [illegible] دست بہ طبل بازگشت بجوا دیا طبل کے بجتے ہی دونوں لشکر اپنے اپنے مقام فرودگاہ کو واپس ہوئے کمر کھولیں سامان استراحت میں مصروف ہوئے خونخوار بھی اپنی بارگاہ میں آیا مگر نہایت ملول اور کبیدہ خاطر بیٹھا ہوا تھا بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا اسکو کمال تاسف تھا کہ دیکھا کہ سامنے سے آ کر ایک شخص حاضر ہوا اور سلام بجا لا کے کھڑا ہوا خونخوار نے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا کہ مستر آتشبار میرا نام ہے اور سب ہنر و فنون کا بہترا استاد ہوں میں نے سنا ہے کہ وہ خداپرستوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہے میں اسکے خون کا عوض خداپرستوں سے لینے کے لئے یہاں آیا ہوں یہ سنکر خونخوار بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ابھی میرا ایک بہت بڑا رفیق جاں نثار بہرام چرخ زن کیبی زلزال کے ہاتھ سے مارا گیا ہے جسکا مجھکو از حد افسوس ہے یہ سنکر مستر آتشبار نے عرض کیا کہ حضور مجھے حکم فرمایا جائے میں ابھی آپکے اقبال سے ان سب خداپرستوں کو قتل کرکے اپنا اور انکا عوض لیتا ہوں اور آپکو خوش کرتا ہوں خونخوار نے اجازت دی کہ اچھا تم اپنی کارروائی کرو مستر آتشبار یہ اجازت پا کر صحرا کی جانب نکل گیا ادھر کا حال یہ ہے کہ کیبی زلزال و کیتی زلزال و سمرق حیلہ فروش و سازقہ شاہ و ضمران شاہ و عرشی تاجدار و فرشی تاجدار و شاہ صفائی یہ سب کیبی زلزال کے خیمہ میں بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے تھے اور حالات جنگ پر رائے زنی ہو رہی تھی دیکھا کہ لشکر کے قریب ایک ہنگامہ سا ہوا پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے لوگوں نے کہا کہ ایک کتا پہاڑی بہت ہی خوبصورت لشکر میں آ نکلا ہے اسکو گرفتار کرنا چاہتے ہیں مگر وہ کسی کے ہاتھ نہیں آتا یہ سنتے ہی کیبی زلزال اس جگہ پر پہونچا اور آواز دی کہ ادھر آ [illegible] یہ کہنا تھا کہ [illegible] سر سے پاؤں تک [illegible] دم کو ہلانا شروع کیا انھوں نے دوڑ کر پکڑ لیا اور اپنے ساتھ خیمہ میں پکڑے ہوئے لے آئے اب جو دیکھا اسکی آنکھیں مثل شیر کے ہیں اور بہت بھاری کلہ اور نہایت خوبصورت لمبے لمبے بال ہیں اور سینہ پر نام [illegible] آتشپرست کا لکھا ہوا ہے یہیں معلوم ہوا کہ یہ کتا بھٹک کر ادھر آ نکلا ہے کیبی زلزال نے یہ نام پڑھکر کہا کہ اسکو میں خود رکھوں گا اور [illegible] اور خود اسکی پرورش کرونگا ہم لوگوں کا حصہ

کہتے ہیں بہت آنسو بہاتا ہے ہمکو آکر اسکے پاس بٹھا دیا اور بسکٹ منگوا کر اسکے سامنے ڈالدیئے
وہ کھاتا تھا انگلیاں چاٹتا تھا یہ دیکھکر چھپر کھٹ کے نیچے بیٹھا تھا اور جو شخص آیا جاتا تھا اسپر غرا کر
نقل شیر کے بھپکتا تھا کبھی زلزال اسے آواز دیکر کہتا تھا کہ ہان ہان یہ ہمارے ملاقاتی ہین
تھا سو سنکر پھر بیٹھ جاتا تھا اسکے لیے ایک پلنگڑی بچھوا دیگئی ہے کہ اسپر بیٹھتا یہ
خبر ہمراہ شاہ کے ... ہوئی اور شہزادہ شاہ و ہمایون شاہ و قزلباش شاہ زرین کمر
ظاہر ... سفر ... پہنچی وہ پہلے ہی واسطے دینے مبارکباد فتح جناب بہرام چرخ زون
کے کیپی زلزال کے پاس جانیوالے تھے اب سنا جو حال سنا تو زیادہ تر مشتاق ہوکر
اسوقت خیمہ کیپی زلزال کو روانہ ہوئے قریب خیمہ کے پہنچے وہ بڑے استقبال خیمہ
سے برآمد ہوا اور ... سے مصافحہ و معانقہ کرکے خیمہ مین لایا سب آکر بیٹھے ... ہمراہ
شاہ ... نے ... کو دیکھکر اسکی بہت تعریف کی کیپی زلزال نے کہا کہ یہ حاضر ہے آپ
ہی لیجئے ... یہ کہا کہ ہمارا اسوقت کسکا ابھی حیات کا اعتبار ہے اور کون
جانتا ہے ... وطن کو واپس جاسکینگے بس یہ تمنا تھا جو کچھ ہو رہا ہے دیکھتے جاؤ اور شعر پڑھا
... جان لیجئے صحبتین الیسی کی ای نادان ہاتھ سے کون جاتا ہے آپکے دم مین زمانہ کا
... کیپی زلزال اور کل حاضرین محفل آنکھون مین آنسو بھر لائے اور زمانہ کا حال ان کو یاد
... بہت ہی افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے یک ساعت کا بھروسہ نہیں دم
... احوال ... جلیے اور ... چہل پہل رہتی تھی کہ وہ کیفیتیں یاد کرکے خبر
... دل مین ... کیپی زلزال نے کہا کہ جی چاہتا ہے آج کی شب آپ سب صاحب
اسی جگہ باہم بیٹھے ہوئے ... کر بطیب جنگ سے بھی ابھی مہلت ہے یہ سنکر
ان سب نے ... قبول کی کچھ رات گئے صحبت ناچ رنگ کی منعقد ہوئی
... ارغوانی کا چلتا رہا ساقیان لگ رہا ہے چل چلاؤ جب تلک بس
... جلے ... سب احباب اسی خیمہ مین استراحت پذیر ہوئے
... لقمۂ خواب انکا ... ہوا کیپی زلزال نے باقی روشنی گل کروادی اور یہ شعر پڑھا
... داغ دل ... جانے کو ... روشنی گل ہو رہی ہے نیند اسکے لیے
... پہرہ دار ... حکم دیا کہ خبردار ... پہرہ دینا ... چنانچہ سب
آدمی باہر پہرہ پر قائم ہوگئے اور یہ کہا کہ خیمہ میں کوئی آدمی نہ رہے میرا کتا حفاظت کے
لیے کافی ہے ... کیپی زلزال بھی لیٹا اور لیٹنے کے ساتھ ہی سوگیا اور کتا ... پہرہ پر ہوشیار
ہوا جب اس سگ ناپاک نے دیکھا کہ یہ سب سوگئے اسوقت اسنے صندوق
بیہوشی ... اٹھانا شروع کیا ان سب کے دماغون مین وہ صندوق بیہوشی ... کر گیا ...
تو ... سب بالکل ہی غافل و بیہوش ... اس حرامزادے نے خنجر نکال کر ان سبکو
ذبح کرکے ڈالدیا اور ... خیمہ کی پشت چاک کرکے بغل مین کھال دبا کر صحرا کی طرف
نکل گیا یہان جب صبح ہوئی اور خادم لوگ حاضر ہوئے تو سبکو بستروں پر حلال کیا ہوا
اور ... خنجر ... ہوا پایا سب مردہ صد سالہ کی طرح راہی ملک عدم تھے اور کتے کا کہین بھی
پتہ نہ پایا معلوم ہوا کہ یہ کتا کوئی عیار تھا یہ سب کے سب خدمتگار بادشاہ اسلام کے

حاضر ہوئے اور کیفیت سب کی ماجرا بیان کیا اور عرض کیا کہ صبح کو کٹنے کا بھی پتہ نہ لگا بادشاہ نے
افسوس کیا اور فرمایا کہ یہ سب کیسے عقلمند تھے مگر ایک زمانہ میں مہتر برق فرنگی لشکر امیر سے
نکلنے کی عیاری کر گئے سرداروں کو پکڑ کر لیگیا تھا وہ تو خواجہ ایسے عیار تھے کہ مہتر برق کو گرفتار
کیا اور اپنا شاگرد کیا یہ لوگ اتنا بھی نہ سمجھے کہ غیر سے ملنے رکھنے کی نہیں کیا ضرورت
تھی بادشاہ نے پوچھا کہ کن کن کو ذبح کیا عرض کیا کہ کیمی زلزال سیمی زال کیمی زلزال
سمرو دیلوانہ ساقط شاہ صمران شاہ عرشی تاجدار قرشی تاجدار شاہ صنعا
زمین سعد اد شاہ ہمایون بن شداد چہار و شاہ حاکم مرادکوہ اور بلال شاہ زرین کمر
پیر فرہاد عاد مغربی یہ بارہ نفر سردار یہاں قتل ہوئے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سب ایسا
اہتمام یہ کس طرح فراہم ہوئے عرض کیا کہ بہرام چرخ زن کے قتل کی سپارش کیا دینے کوئی زلزال
کے پاس آئے تھے اور کچھ اشتیاق رکھتے تھے دیکھنے کا بھی تھا کیمی زلزال نے ان سب کا
استقبال کیا اور خیمہ میں لایا اور یہ کہا کہ آج کی شب یہیں بسر کیجئے ان سب نے منظور کیا
انجام اسکا یہ ہوا پیر فرخاری نے عرض کیا کہ ان سب کی قضا آئی ہوئی تھی یہ کیونکر ٹل سکتے
ہیں چون قضا آید طبیب ابلہ شود اسوقت بادشاہ نے عیاروں کی بہا نہ انکا دل کی اور
فرمایا کہ غنیمت ہے تمہارے زندگی ہے کہ تم زندہ ہو اور سرداروں کو یوں کوئی عیار آکر قتل کر جاوے
یہ تمہاری سستی کی اور مہتر بیجان بن عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ ہم بھی آپ کے اقبال
سے جاکر خونخوار دجال اور حوت آتش پرست کو قتل کرینگے اور اگر انکے قتل کے ہم ہوئے
تو مہتر منصور کو منہ دکھاوینگے بقول شاعر سے یا ساتھ تیرے سے ٹینگے یا گو ہی میں جاکر پاؤنگا
تو لیگا جو ترا گھر نہ پایگا یہ کہکر دونوں عیار لشکر کفار کی جانب روانہ ہوئے ادھر بادشاہ
نے ان سب کو تجہیز و تکفین کرا کے دفن کرا دیا اور فرمایا کہ تم چلو ہم بھی آتے ہیں اور افسوس
کرتے ہوئے بارگاہ میں آئے اودھر مہتر آتشبار بارگاہ خونخوار میں آیا حوت آتش پرست
بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا اسنے حوت کے قدموں کا بوسہ دیا اور اپنے خونخوار سے عرض کیا بارہ سردار
مع قاتل بہرام چرخ زن کے قتل کرایا ہوں خونخوار نے بہت تمہاری خلعت سے آتشبار کو سرفراز کیا
یہ خلعت فاخرہ پہنکر بارگاہ سے نکلا اور یہ عرض کیا کہ آج شب کو اور سرداران خدا پرست کو قتل کرونگا
آپ آج بھی طبل جنگ کا بجوانا موقوف رکھئے اب کچھ حال عیاران لشکر اسلام کا بیان
کیا جاتا ہے کہ لشکر خونخوار کے بازار چوک میں یہ دونوں عیار ہوئے تھے وہاں ایک کوچہ میں حلوا لقمہ کو
بیٹھا پایا بیجان بن عمر آیا اور اس حلوائی سے کہا کہ تمہاری خواستگاری بہت آئی کہ تم چلوگے یا
انشیں میہمان لاؤں اسنے کہا کہ مہتر آتشبار نے مجھے پانچ دن کے لیئے پابند کر رکھا ہے اور وہ بھی دیکھنے
میں بیقرار ہیں کہ اب آتے ہی ہونگے انھوں نے کہا کہ مجبوری ہے ذرا اپنی ماماں کو تو بلوا دیجئے میں اسکی زبانی
یہ پیام اپنے آقا کو پہنچاؤں اسنے ماماں کو ساتھ کر دیا دونوں عیاروں نے ایک تنگ گلی میں لیجا کر ماماں
او بڑھی کا نام پوچھکے ایک جائے ناکہ وہاں گری پس اسکے کپڑے اتار کر اور گلا اسکا دبا کر ایک نالہ
میں پھینکدیا اور بیجان کی ماماں کی صورت بنکر اور اسکی پوشاک پہنکر حلوائی کی طرف روانہ ہوا اور
بیجان نے کہا کہ ہم تو یہاں آنکر مجھ سے حلوہ لیکر نکلی ماماں یہاں سے آگے آگے آئی حلوائی نے
کہا آؤ ماماں ساتھ لو گھر والا کیا دیکھو آئی اور اسنے کہا کہا ماماں نقلی نے کہا کہ وہی لیتو

ویسے سوئیں تصویر سے ساتون سکے ساتھ کر دیتی ہے وہ ہوا تاڑی چپکے ہوئے گلی مین مجھ سے کھلی بازی لگا کرتے وہ تو وہین آدمی آ گئے کہ بیری حیرت ہو گئی یہ لشکر ایک کونہ مین جا کر لیٹ رہی سحر چہرہ بھی طراف آئی اور اسکے پاس گئی اور کہا کہ مردار پڑی رہ گئی کچھ کام کاج نکر سکی پیکر اٹھکر ادھر ادھر دیکھکر سحر چہرہ کی طرف آفت جو گیا تو اسکے منہ سے کچھ دھوان سا نکلا اور سحر چہرہ کے دماغ کے پار ہو گیا وہ غم سے گر پڑی اور وہ پیچان کئی یہ تماشا دیکھ رہے تھے جلدی سے خیمہ مین آ گئے اور کہا واہ بڈھے تمہارا کیا کہنا اچھا تم صحبت یافتہ والد ماجد کے ہو بابا نقلی نے کہا کہ جلدی اسکو صندوق مین بند کرو اور تو اسکی شکل بنجاؤ پیچان نے سحر چہرہ کے کپڑے اتار لیے اور صندوق مین بند کر دیا اور خود اسکے کپڑے اور زیور پہنکر اور روغن عیاری ملکر سحر چہرہ کی شکل بنکر مسہری پر لیٹ کر وہ بہ شب خوابی قدرے لیٹ رہی اور بابان سے کہا کہ مہتر آتشبار آئے تو اس سے کہنا کہ ہمارے سر مین درد ہے ہمکو جگانے نہین اسی اثنا مین مہتر آتشبار بھی خلعت پہنے ہوئے خیمہ مین آیا اور بابان سے اسکو آواز دی اسنے انکو سلام کیا اسنے پوچھا کہ بو قلمی کیسی ہین مزاج تو اچھا ہے بابان نقلی نے کہا کہ فرماتی تھین کہ ہمارے سر مین درد ہے کوئی ہمکو جگانے نہین آتشبار یہ حال سنکر قریب مسہری جا کر وہ دوپٹہ اسکے چہرہ سے اٹھا دیکھا کہ آنسو ڈبڈبائے ہوئے عجب حسن دے رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدف چشم مین گوہر آبدار غلطان ہین بقول شاعر ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے کیا نشہ نرگس مین جون شبنم ہے یہ حال دیکھکر آتشبار نے اسکے گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑ کے پہلو مین بٹھایا سحر چہرہ نقلی نے کہا کہ جو ہین ہمیشہ سے آپکی کرتی اسکے ہاتھ تو یہی ہوا تمہار ہو جاتا ہے اور جو ہمارے دل کو جلاتے خدا کرے کہ اسکا دل بھی کباب ہو آپ تو شب بھر کہین جلسہ مین رہے خوب مزے اڑائے اور ہم شب کو اکیلی تڑپا کیے اور یہ شعر پڑھتے رہے پہلو مین کر یاد سب بدلتی ہین کروٹین … اب یقین انجمن طپیدہ ہون اور بھی یہ کہتے تھے وہ دل اس قسم جیسا ہے وہ از حد غمی ہے اب او پی دوپہر سے رات آئی کروٹ تا پہنچے لوٹون بڑپ ترکیب تمام رات بسر کی اب ہمارا دل دکھانے کو آئے ہین آتشبار نے کہا اے میری جان جہان و اے آرام دل مشتاق قسم ہے تیرے سر کی اے جان کی جو بہت ذرا بھی جھوٹ کہتا ہون آج کسی عیاری کرنے کے لیے زلزال کے خیمہ مین رہا اور بارہ خدا پرستون کو قتل کر کے آیا اور یہ خلعت پایا تم اور کسی کا گمان نکرو یہ سنکر وہ ہنسی اور خوش ہوئی اور جلدی سے پاندان کھینچا اور سختی سے گلوری بنا کر اور اپنا ڈھولنا کھولکر سے شیشہ نکالا اس پان مین ڈالکر اپنے ہاتھ سے گلوری اسکے منہ مین دی آتشبار اس پان کو کھا کر از حد خوش ہوا فرط مسرت سے پھولا نہ سماتا تھا کہ آج اس نازنین نے اپنے دست نازک … حضرت آتشبار نے اشارہ کیا بابان سے کہ اوگالدان اٹھا دے سحر چہرہ نقلی … گلوری … یہ مزہ کچھ تھی … کھینچ … پان کی پیک نگل کر اسکا مزہ دیکھو … لیا یہ ایک … تلخ سے آتشبار نے کہا اچھا تو کیا … اسنے کہا … نے اسکا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ او مسہری تک چلو یہ گر ہی … ایک دفعہ جا بیٹھی … وہ تیسرے قدم پر لڑکھڑایا اسنے ہاتھ چھوڑ دیا یہ چرخ کھا کر زمین پر گر پڑا … آئے اور چاو شیاری

کر سے کھولکر اسکا پشتارہ باندھا اور حضرت پیچان بن عمرو سے کہا کہ یہ جو کچھ مال و اسباب ہے آپ یہ
لیلو پیچان نے کہا کس غم سے لیے ہو کسی کی طمع مال و زر کی والد ماجد بھی کبھی بلکہ یہ
اپنے بیٹی سمجھا ہے سرہنگ کی نے کہا کہ میں کیا کروں مگر سرہنگ کا [illegible] تو پشتارہ لیکر حضور
میں بادشاہ اسلام کے چلا اور پیچان سے کہا کہ تم بھی آؤ پیچان نے کہا کہ [illegible]
یا رہے ہوں نہیں آونگا سرہنگ تو لشکر اسلام کی طرف چلا اور پیچان بن عمرو منتظر آکے تھا
کی شکل بگڑ ملیا ہوا اور وہی خلعت [illegible] لشکر بارگاہ خسرو میں پہونچا اسکو یہاں [illegible]
اور وہ کلمہ سرہنگ کی سے بیان سکے جاتے میں کہ پشتارہ لیکے ہوئے بادشاہ اسلام
کی خدمت میں پہونچے اور پشتارہ کشادہ کیا تو ایک شخص کو ڈالدیا بادشاہ اسلام نے پوچھا یہ اون کی
[illegible] بلعون ہے جسنے بارہ سرداران اسلام کو شہید کیا ہو [illegible] بادشاہ نے فرمایا
کہ ستون بارگاہ سے باندھ کر اسے ہوشیار کرو حسب الارشاد بادشاہ تعمیل حکم کی گئی
اور [illegible] ہوشیار کیا آنکھ جو اسکی کھلی تو اسنے اپنے تئیں ستون بارگاہ سے
بندھا ہوا پایا سمجھا کہ پیچان کوئی عیار تھا جسنے غافل کرکے باندھ لایا بادشاہ
اسلام نے پوچھا کہ کیوں حرامزادے تجھے رحم نہ آیا کہ تونے سوتے ہوؤں کے سر کاٹ کر
انکو [illegible] کیا عرض کیا کہ حضور جو لوگ عیار ہیں جب تک تابعدار ہیں
اسکے حکم کی پابندی کرتے ہیں جو وہ کہتا ہے اسکی تعمیل ارشاد بجا لاتے ہیں مجھکو [illegible]
[illegible] فرشتہ والقاش خون اشنا ہم اور
[illegible] لے اسکی [illegible] بادشاہ سے کہا کہ مذہب کے بارہ میں تو کیا
[illegible] عرض کیا کہ میں عیاری میں [illegible] ہوا ہوں مجھے یہ مذہب حضور کا قبول کرنے میں
کوئی عذر [illegible] نہیں ہے میں بلا تامل مذہب اسلام اختیار کرتا ہوں بادشاہ اسلام نے
[illegible] کی طرف دیکھا انھوں نے عرض کیا کہ اسکو اس مکار کے کہنے کا [illegible]
بادشاہ نے فرمایا کہ وہ شرع ظاہری پر ہے ہمیں کوئی عذر نہیں ہو سکتا دل کا حال
[illegible] جانتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے کھولدو اور کلمہ تلقین فرمایا پھر کلمہ پڑھکر
[illegible] مسلمان ہوا [illegible] لباس [illegible] خدا پرستی کا اظہار کیا اور
[illegible] کہا کہ میرے بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ تجویز فرمائیے
[illegible] خیال کیا کہ وہ عیار کے تھے ایک تو مجھکو یہاں باندھ لایا دوسرا جو یہاں
[illegible] ہوکہ وہ [illegible] عیاری کرے تو بڑی خرابی ہو وہ عیار یہاں دکھائی
نہیں [illegible] ہو سکتا یہ تصور کرکے اسنے
[illegible] کہا کہ حضرت [illegible] مسلمان ہونے کا حال [illegible] اور [illegible]
[illegible] تو ان دونوں ملعونوں کو باندھ کے اسی مقام
[illegible] حضور میں آئیگا اور وہ مکار [illegible]
[illegible] سلامت [illegible]
[illegible]
[illegible]

آپ اپنی اصلی صورت پر لشکر خونخوار میں پہونچا یہاں کا حال عرض کیا جاتا ہے کہ سجان بن
عمرو [illegible] انشا ہاری کی شکل بنا ہوا خونخوار کو جام شراب پلانا چاہتا تھا کہ عین وقت پر انشا
بھی وہاں آن پہونچا اور دیکھا کہ عیار میری صورت بنا ہوا شراب بیہوشی آمیز پلایا ہی چاہتا
ہے بس [illegible] آنکر حلقہ اسکے کمند اسکی گردن میں پھنسا دیے یہ تو غافل تھا ہی
میں [illegible] گیا انشا ہاری نے خونخوار سے اپنا عیار [illegible] ہاتھ سے گرفتار ہونا اور بادشاہ اسلام
کے سامنے پہونچا کر [illegible] ہونا اور [illegible] کی تو اپنے ساتھ لاکر قتل کرنا صحرا
میں اور خود یہاں [illegible] خونخوار سے ماجرا [illegible] بہت خوش ہوا اس
[illegible] انشا [illegible] سجان کو خونخوار کے سامنے قتل کر کے سجان کیا اور خود انشا ہاری سجان
بن عمرو [illegible] لشکر اسلام میں بخدمت شاہ جمجاہ پہونچا اور دونوں لاشیں سامنے
رکھیں [illegible] اسکو [illegible] سر [illegible] کی نقل جان ضلع کرائی میں نے بڑی
مشکل [illegible] اس حرامزادے کو گرفتار کر کے قتل کیا اور سر اسکا حاضر لایا بادشاہ اسلام نے
[illegible] رونے اور نہایت رنج و تاسف کیا اور فرمایا کہ اب سوا سے عمر
عیاران میں عمرو کے کوئی عیار کامل نہیں رہا ان لوگوں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے
کام کیے [illegible] دونوں لاشوں کو دفن کرا دیا بعد دفن ہو جانے لاشوں کے سجان نقلی
[illegible] روتا ہوا اپنے مقام پر آیا ادھر قارن [illegible] سپہ سالار نے سجان نقلی
کو اپنے خیمہ میں بلایا اس خیال سے کہ آج [illegible] میری حفاظت بھی کریگا اور اپنا دل بھی بہلائیگا
دو پہر رات تک [illegible] باتیں ہوتی رہیں اسکے بعد خود مسہری پر گیا اور سجان نقلی سے کہا کہ میں تو اب
سوتا ہوں تم شراب [illegible] کا شغل کر کے اپنی حفاظت کرنا اس حرامزادے نے تھوڑی دیر کے
بعد [illegible] شراب [illegible] اور خدمتگاروں کو بیہوشی آمیز شراب پلائی وہ [illegible]
کے ساتھ ہی جہاں بیٹھے تھے بیہوش ہو کر جہاں کے تہاں رہ گئے سجان نقلی نے سب [illegible]
[illegible] گردن [illegible] رہنے دی اور قارن کو بھی سفوف بیہوشی سے بیہوش کیا اور
خنجر نکالکر [illegible] دیا اور خدمتگاروں کو بھی قتل کر کے راہی ملک عدم کیا اور خود سجان [illegible]
تمام [illegible] خیمہ چاک کر کے نکل گیا ایک لمحہ توقف کیا یہاں سے نکلکر قریب خیمہ شہزادہ
[illegible] پہونچا اور [illegible] بیہوشی آمیز [illegible] اڑا دیے [illegible] سب خدمتگاروں
وغیرہ [illegible] سب بیہوش ہو گئے پس یہ جلدی سے خیمہ میں
داخل ہوا اور خنجر نکالکر [illegible] ذبح کر ڈالا اب یہاں سے جو نکلا تو قریب خیمہ ملک قہرمش
کے پہونچا اور دل میں خیال کرنے لگا کہ اگر اس سردار کو مار لیا تو گویا چراغ لشکر اسلام گل
کر دیا یہ خیال کر کے اسنے نقب لگانا شروع کی اور قریب مسہری ملک قہرمش کے [illegible]
نقب [illegible] اور [illegible] دیکھا کہ سب آدمی خادم و خدمتگار وغیرہ سو گئے ہیں اور ملک قہرمش
کی بھی [illegible] خواب [illegible] کر رہے ہیں اسنے [illegible] عیاری نکالکر [illegible]
بیہوشی [illegible] کے قریب لگایا جانتا تھا کہ [illegible] کہ ادھر خواب میں ملک قہرمش
[illegible] نے کہا کہ جلدی ہوشیار ہو کر انشا عیار سجان بن عمرو کی صورت [illegible]
[illegible] میں تیرے خیمہ میں آیا ہوا ہے [illegible] غافل رہا ہے [illegible] قہرمش کی آنکھ کھل گئی

تو دیکھتا کیا ہے کہ منو ہیچان کچھ عیاری ہاتھ مین لیے ہوئے مسہری کے قریب بیٹھا ہے اور
نتھنون کے پاس لیجاکر سفوف بیہوشی چھڑکا ہی چاہتا ہے بس کاسہ فرش نے قصد کیا
کہ پکڑ لون لیتے لیتے اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا وہ جھٹکا دیکر نکل گیا اور پیلہ عیاری فرش کے ہاتھ
مین رہگیا اور وہ بھاگا فرش بھی اسکے پیچھے جھپٹے جب اسنے راہ نہ پائی تو کھڑکی کی راہ
سے سر ڈالکر بھاگنے کا ارادہ کیا فرش نے دوڑ کر دونون پاؤن اسکے پکڑ لیے اور
کھینچ لیا اسنے کہا کہ ہت پاپی مین ہون ہیچان بن عمر بادشاہ سلامت نے کہا تھا کہ فرش کا
سر کاٹ لا الیاذ ہو کر پناہ و الامان کا یہ حاتم بن جاسے اسواسطے مین یہان آیا تھا اور سوتے
سر کاٹتا تھا فرش نے کہا کہ اے حرامزادے مجھے خواب مین ابھی بشارت ہوئی ہے کہ ہیچان
عیار اور سرہنگ ملکی کو قتل کر کے اور ہیچان کی صورت پر متشکل ہو کر میرے قتل کے ارادہ سے
آیا ہے تو ہمنشین ہے تو فقط ہوا ہے اب مین تجھے نہ چھوڑونگا ہون بس اسے باندھ لیا وقت صبح کا
قریب تھا اسکو محفوظ مقام پر پہرہ رکھا اور صبح کو بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا اور کل حال
بیان کیا بادشاہ نے فرمایا تو نے بہ عمدہ کی کہ اور سہے عیارون کو قتل کیا بادشاہ جمجاہ ہم
کہ بھی رہتے تھے لہرکارون نے آکر خبر دی کہ قارن نیزہ سر اسپ اور فقرہ کج گردون
اپنے خیمون مین مع خدمتگارون کے قتل کیے ہوئے پڑے ہیں بادشاہ نے یہ سنکر
فرمایا کہ یہ کام بھی اسی ولد الزنا کا ہے ملکہ فرش نے آنکر دونون ٹانگین اس حرامزادے
کی پکڑ کر چیر ڈالا اور لاشہ بارگاہ کے باہر پھینکوادیا یہ خبر خسرو بن دیال کو پہنچی بہت
افسوس کیا اور یہ حکم دیا اس طلون نے کہ نقارہ طبل جنگ بجے یہ خبر بادشاہ اسلام کو بھی ہوئی آپ نے
بھی طبل زرین بجنے کا حکم دیا کہ سارے لشکرین بھی ثنا یہ رہا کہ طبل جنگ نوازش مین آنے
چنانچہ جس قدر دن باقی تھا اتنا دن اور تمام رات دونون لشکرون مین طیاری درستی آلات
حرب و ضرب ہوا کی ہر سمت ہنگامہ رستخیز برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرو
کو کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ شاکر جدال و قتال دلاتے تھے اہل اسلام غسل فرماکر
پوشاک سفید پہن کر حنوط ملکر کفن شب ساخت گریبان مین رکھتے تھے کہ ایسی حالت کیا
تو بجوالا دست جل کو رہے نہ تھا بعد مرگ تو آسمان سے دور زمین پھینکا اسپے قبضہ مین لائین
اسوقت خود کیا امید رکھین ابتان سے ہم کہ دو گز کفن ملیگا کہی دن تجھ ہے الحاصل
چار پہر کا ہنگامہ شور و فساد گرم رہا تلوارون کے قبضے کھٹکتے رہے سپرون کے پھول اور
خنجرون کے ... آخر نسیم سحر کی ... شکل تیر کے چلی اور گل خورشید خارہائے شعاع مین اسطرح
... جیسے اسد خستان واشتہ تیرون مین گھرا ہے نظم سحر کہ
... انگندہ بر دوش کفن ... شکفتہ
سرون آید ... زنار و پیغام ... آشفتہ ... باد شاہ
جمجاہ نے بعد ادائے نماز سحر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیا کہ ای خالق لیل
و نہار مجھ اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرما اور سرخرو کر ادھر بادشاہ تضرع و زاری بدرگاہ
باری کر رہے تھے اسطرف دلاوران جرار و سرداران نامدار لشکر کو لیکر دشت نبرد مین جا پہنچے تھے
غول کے غول اور گروہ کے گروہ مصاحبون اور رفیقون کے درِ دولت آتا پر ظل اللہ شہنشاہ

کلفی نشان پر حاضر ہوئے تھے کہ دیکھا ایک سلطان عالم پناہ برآمد ہوئے بادشاہ کا جمال نظر آیا
یہ شخص مجبر اس کو جھکا کیا مرد سپہ نے نگاہ رو بروئے تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا تھا یا تخت
شاہی کو بوسہ دیکر سب نے بیچ میں کر لیا اور سواری حضور عالم کی وعدہ گاہ مصاف کی طرف چلی
سرداران نامدار و افسران آزمودہ کار کل لشکر کے آگے ہوکر روانہ ہوئے اس وقت اس لشکر
نصرت اثر پر عسکر نجوم فلک نثار تھا کہ ابیات فراوان اسپ بازین مکلل * بہ رفتار از صبا
صد بار معجل * ہزاران فیل شیر چون کوہ الوند * تو گوئی آسمان مانند بودند * شمار فوج شد افزون
ز تعداد * ہمہ سرکش قوی دل چون پولاد * نگو اپیشے ز اندازہ بیرون * چنین را شناخت شکر
پیرا ازون * غرض اس شکوہ و تجمل سے بر آمد دشت مصاف ہوئے کہ آمدے سے اس فوج
دریا نشال فلک شہر پر پہنچے فلک … شیشہ سا دشت نیلگا اسقدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالوں میں
طرم … بھیکے … بل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا قوس فلک
ہاتھ سے چھوٹی تیر … قلم … سپہگری چھوڑی نشیدون میں نام لکھایا غرضکہ پرے صفوں
سلے … دلاوران … بڑھکر … کہ سامنے سے لشکر کفار نظر آیا … شتر … کا دھون چھے
دریا سے آپ میں … خونخوار سے مرکب گھبرے ہوئے کہ صحرائے قتال میں وارد ہوئے
… کیا … لشکر کو ترتیب دیا اونچی نیچی زمین بیلدارون نے برابر کی اور ستون نے اپنا …
سر کے گرد غبار تھا یا میمنہ و میسرہ وغیرہ آراستہ ہوا نقیبون نے … صدا دی کہ دنیا سے
فانی میں تم جو … زندگی کا عرصہ تنگ ہے یہ میدان … نام و ننگ ہے زندگی … وہ ہم
شمع … نامور … گرم جوش جرأت و جنگ رستمی دکھاؤ … نظم جب کام
لو تیغ و تیر سے * تلوار چلے عدو سے بھڑکے * وہ تسے عیاں ہوشان جرأت * دنیا میں
ہے نشان جرأت * اس شمشیر خوب برسے * پانی کو دہان زخم ترسے * ہو گلشن نام فتح
شاداب * تحسین کرے … روح سہراب * نقیبون کی صدا سے بہادر … ہوئے … مرد
… ہوئے جب نقیب … تو لشکر کفار سے ارجال دیو … چوب
… کی باندھے ہوئے میدان میں آیا اور بلیخ شوری کر کے سرا یا میدان کا دیکھا اور
… رجز پڑھنے لگا نظم میں ہی رستم وقت ہوں یکیان * نہیں اور مجھ سا کوئی
پہلوان * جوان مردیوں پر اگر آؤں میں * ہزار رنگ دنیا میں دکھلاؤں میں * مجھے کس طرح سے
… غرور * مری تیغ اٹھاتے رخ مہ سے نور * یہ کوئی … فرقہ اسلامیان تم میں … مجھ سے
اگر … ہو … مظفر شاہ قارپائی نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور میدان میں جا پہنچا
لگا لوگوں نے دیکھکر کہا کہ اے مظفر شاہ تمہارا … ایسے پہلوان … سے لڑنے کا
نہیں … انھون نے جواب دیا کہ جب نوجوان نوجوان سردار و بہادر … ہیں تو ہیں دنیا میں
… کیا کرونگا … سامنے اس مرد کے پہونچے ارجال نے کہا کیوں تو اپنی جان سے
بیزار ہے مظفر شاہ نے کہا تو ہی خیال کر کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تیری … سے پناہ ملنی ممکن نہیں
ہم بھی بہادر و جیدار ایسے ہیں کہ تیرے مقابلہ میں آئے ہیں تو اپنا حربہ کر اب جو آئے چوب ماری
انھون نے خالی بھی نہ دی اور سپر کو اٹھا کے ٹھہرے … چوب … تو استخوان تک
… ریزہ ریزہ ہو گئے پر بھی نہ لگا ارجال نے یہ دیکھکر کہا کہ اگر ایسے … ہوئے پہلوان ہیں

تو مجھے بہیری سکا [illegible] ہوگی یہ کلام سنکر القاش [illegible] خون آشام کی آنکھوں میں خون اتر آیا
اور مرکب کو جھپٹ کر میدان میں پہونچا بعد گفتگو کے سپار ارجال نے اپنی چوب کو اٹھا کر
مارا اسنے گرز کو اوپر تھا کر اسپر چوب کو روکا ایک تڑاقا ہوا اور چوب گرز سے ٹکرا کر [illegible]
اسطرح سے اتری جیسے کوئی تنکا [illegible] کے سامنے [illegible] ہوا اترتا ہے وہ چوب اسکی گردن
مرکب پر پڑی مرکب کا سر شق ہوگیا [illegible] نے [illegible] نکلا [illegible] سے نے گھبرا کر
دوسری چوب ماری کہ القاش کے سر سے [illegible] ہو گئے [illegible]
القاش کے [illegible] نے [illegible] اٹھایا اور [illegible] نے بادشاہ اسلام کی خدمت
میں حاضر ہو کر کہا [illegible] میدان میں آئے لشکر کفار
کے لوگ [illegible] اور خوش [illegible] سرداروں کا [illegible] آگیا کہ [illegible]
اور وہی [illegible] بہادری کی [illegible] زمرد کی نشان [illegible] دیگر [illegible]
[illegible] ارجال نے اپنے [illegible] چوب [illegible]
[illegible] اور چوب [illegible] گرز مارا [illegible]
دونوں ہاتھوں سے چوب کو [illegible] سر کی پناہ کیا [illegible] گرز [illegible]
[illegible] گرز [illegible] اور اسی چوب [illegible]
[illegible] ارجال [illegible] ہوا [illegible] حال
[illegible] حکم دیا کہ [illegible] میدان سے
[illegible] ارجال [illegible] پہلوان [illegible] کیا [illegible]
یہ حکم [illegible] سرداروں نے [illegible] کا [illegible] اور [illegible] وا دیگر [illegible]
[illegible] بادشاہ اسلام نے فوج کو اشارہ کیا اور خود بھی بادشاہ [illegible]
[illegible] کیا اور سوار ہو [illegible]
[illegible] پیادوں [illegible]
[illegible] سر [illegible] علاوہ سے [illegible] سرداروں سے
وہ [illegible] طرح سے تلوار [illegible] چل رہی تھی [illegible] آسمان
لرزاں تھا آفتاب کا [illegible] ہوگیا تھا اس صدمے سے کیا [illegible] جوان [illegible]
آخر [illegible] زمین [illegible] دنیا میں [illegible]
تھا [illegible] لشکر اسلام [illegible] فوج [illegible]
[illegible] لشکر [illegible] اور [illegible]
[illegible] فوج اسلام [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] لشکریوں [illegible]
[illegible] ہوا [illegible]
[illegible] قدم [illegible]
[illegible] بہادران اسلام [illegible]

بادشاہ اسلام کے فوج خونخوار پہ گرے تھے تلوار کی ہوا سے سن چل رہی تھی غبار کی طرح
ہوا میں ہر ایک سا کی پیدا تھیں رو صورتیں رہبر و بارہ بجا ہم ناشاد و نامراد تھیں دو عسکر جنگجو
سینہ در سینہ تھے علم تیغ تر بتر پیر جنت کو سے پیچ کشتوں سے پشتے لگے تھے دستور شہ کے
خالی ہو گئے میدان معمور شہ ہزار ہا لشکر کی اسطرح سے راہ ملی دو سفاک لڑ رہے تھے
قصہ شاہ فولاد بھی ہنگامہ کارزار گرم رہا آخر کو خونخوار خود تلوار پکڑ کے عرصہ کارزار میں
آیا اور خداپرستوں کو قتل کرنے لگا اس اثنا میں طہماس ترک تیغ زن کا سامنا ہرمان
آدم خوار سے ہو گیا طہماس نے تلوار ماری اس نے اٹھا کے سپر کو چہرہ کی پناہ کی سپر کو کاٹ کر
تلوار طہماس کی خود تک آگئی اور آگے نہ بڑھی طہماس نے کہا انا الحق دانا ایسے با جو ہیں معلوم
ہوتا ہے تھا کہ میری تلوار آگے نہ بڑھی اور خود پر ٹکرا کے رک گئی اب جو تلوار ہرمان
آدم خوار نے ماری تو طہماس نے سپر پر چکی سپر کو لیکر صندوق سینہ میں در آئی طہماس گر کے
اور مرزا کی ... لشکر عازم گلگشت جنان ہو گئے آدم خواروں نے لاش کو کھانا شروع
کیا ... بہرام ... آیا اور ہرمان پر تلوار ماری اس نے خالی دیکر ہاتھ جو مارا
تو کاسہ سر میں در آئی اور آدم خواروں نے بہرام کو گھیر لیا بہرام نے آواز دی
... فرخار ... طہماس کو ... آدم خوار کھاتے ہیں میری لاش کو بچا نا
... فرخار ... کیا ... آدم خوار ... پر ... ٹکرا ... بکرا اس جری نے
... اور آدم خوار ... قتل کرنا شروع کیا اور ... بادشاہ اسلام نے
... آدم خوار ... کفار کو قتل کرنے ... لشکر ... قتل کیا اور آواز
دی کہ او حرامزادے آئینہ پرستوں اپنی قضا پر ... ہو جا ... شکل تصویر
... میری نگاہ میں ... اس ... زدہ نے چاہا کہ جو ... دکھلاؤں بادشاہ
... ماری ... حرامزادے ... پر ... کی ... ہے
... بادشاہ ... تخت پر ... تلوار ماری آپ نے
... انداز ... کو دکھا دیا اور ... ہاتھی کی ... ہو ... ہوں
... تیغ ... کو ... اور ... تلوار چھین لی ... نیزہ ...
... ہاتھی ... اٹھا لیا اور ... زمین پر ... لگے اور ... ہاتھ ...
... تھا اور ... تھا ... بادشاہ ... اچھا ...
کی طرف ... آتا تھا کہ بادشاہ نے ... لشکر ... ہوا ... کر دیا ... اتفاق خونخوار
... جال ... کی آواز ... قریب آ گیا تھا اور بادشاہ لشکر ... لڑ رہے
... اگر بادشاہ پر تلوار ماری تلوار ... آ ... کر ... اور ... ملازم
بادشاہ ... لیکر ... ہوا ... فرخار ... کا بیان ہوا ہے کہ ... جرات
... ساتھ ... آدم خوار ... تلوار ماری ... خالی دیکر ہاتھ
مارا تو ... آدم خوار کے سر پر تلوار ... اور ... سینہ صندوق میں آئی
... نے آواز دی کہ بادشاہ ... کو مارا ... خود بھی جام شہادت
... نوش فرمایا ... آدم خوار ... جال کو لیا کہ اب لشکر کفار میں بھی ایک حرامزادہ

باقی ہی تھا کہ اقبال گرانڈ و ندان نے پہلو سے نکل کر تلوار جو ماری تو چہرۂ خارجی
کا سر کٹ کر گر پڑا فہرشش نے یہ واقعہ دیکھا اپنے مرکب کو اڑایا اور قریب آ کر اقبال کے
جو ایک گرز مارا تو یہ بھی مثل کوفتہ نرم سے ہو گیا اسی اثنا میں خود شہریار دنیا بادشاہ نے
فہرشش پر آ کر ایک گرز کی ضرب لگائی کہ اس کے مرغ روح نے بھی قفس عنصری سے
پرواز کیا راوی کہتا ہے کہ جس قدر سرداران نامدار ہمراہ رکاب بادشاہ اسلام آئے تھے
وہ میدان مصاف میں بڑے جوش و خروش کے ساتھ لشکر کفار سے لڑے اور ہزارہا
کفار قتل کر کے جوانمردی و جرأت سے عرصۂ کارزار میں سرخرو ہو کر شہید ہو گئے
سپہسالار فرنگی فریدون زنجیر رومی سلطان بخت سوری قارن شہزادہ مغربی
زیبان شاہ مغربی نامر شاہ برو دیاری وغیرہ یہ سب کار نمایاں کر کے اور جوہر اپنی
شجاعت و جوانمردی کا دکھلا کر شہید ہو گئے ہزارہا کفار ناسزا اور سرداران نامور ان کی
تیغ جانستان سے ہلاک ہو کر واصل جہنم ہو گئے ہیں سچ کہا ہے کہ ان بہادروں
نے داد مردی و مردانگی دی ہے کہ نام ان کا صفحۂ دہر میں یادگار رہیگا افسوس ہے کہ اس
معرکہ میں سب شہید ہو کر حق نمک صاحبقران سے ادا ہو گئے جان شیریں اپنی
بادشاہ اسلام پر نثار کر دی الحاصل جہاں تک کہ لاشیں خدا پرستوں کی اہل اسلام کو ملتی
تھیں وہاں تک آدمخواروں سے اور پھیلنے سے بچا لیتے تھے راستے میں خود خونخوار سے
اس کے ہرکارے نے عرض کیا اور کافر نے کافر کو اس طرح بددعا دی کہ لعنہ اللہ سترہ ہزار ان کے
شکست جلیل نا سگان بدر نہ ہو گیا تقتیں ہزار لشکر نا [illegible] سر تو ہو سکا ان [illegible] شہنشاہ
کی عمر کوتاہ ہو ہلاک نہیں [illegible] مشہوس تیر انداز اور بجلیل تیر انداز اور قطلوس خشتہ انداز
مع چالیس ہزار تیر انداز و خشتہ انداز کے قریب لشکر اسلام آ پہنچے ہیں لیکن آپ کی فوج
لشکر اسلام میں ملی ہوئی ہے اس لیے وہ حملہ نہیں کر سکتے آپ اپنے لشکر کو لشکر اسلام سے علیحدہ
کر لیں تاکہ وہ حملہ کریں خونخوار نے یہ سنکر طبل بازگشت بجوا دیا لوگوں نے یہ حال دیکھ کر کہا
سردار نامور سے سردار لشکر سے یوں بھاگتے ہیں کیونکہ بسبب سننے بادشاہ لشکر کے
فوج سرداروں کی ہے انہیں سمجھا کہ یہ قوت غالب ہوا کہ طبل بازگشت بجوا دیا ایک نے دل میں
تو فقط دم لیا ہوتا اور دیکھتا کہ یہ فوج اسردار [illegible] کس طرح مقابلہ کرتی ہے مگر تجھ میں اتنی ہمت و
جرأت کہاں تو نے یہی وقت غنیمت جانا اور طبل بازگشت پر چوب ولوا دی خونخوار
نے ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہا اور جلدی جلدی اپنی فوج کو ہٹا لے گیا
سب لشکر نے کھول ادا کھول اپنی قیام گاہوں پر جا کر قیام پذیر ہو
لاشیں اپنے لشکر کے مقتولوں کی اٹھوانا شروع کیں ادھر لشکر اسلام نے بھی
شہیدان کی لاشیں اٹھوائیں [illegible] استحال عالم سراسیمگی و پریشانی میں گھبرا کے
ہو کر قلعہ ذوالامان کی جانب چلے تھے کہ سامنے سے دیکھا گرد اڑی اور ہزار
فوج آ کر سامنے سے نمایاں ہوئی ان سب نے ایکبارگی ہلا کر کے وار تیر و خشت کا کیا
جو فوج اسلام کہ باقی تھی وہ سب کی سب قتل ہو گئی کوئی متنفس نہیں بچا [illegible] کا حال
اور صاحبقران [illegible] کی یہ تینوں سردار مشہوس تیر انداز بجلیل تیر انداز و قطلوس

شاہ

خشت انداز بعد اس ہو کے اور خدا پرستون کے قتل سے خونخوار بن دجال کے پاس
پہونچے اُسنے استقبال کر کے انکو خیمہ مشغول مین ٹھہرایا کہ ایک شخص آیا اور اُسنے
اُنکے بیان کیا کہ مین قلعۂ مرصع حصار سے تماشا دیکھتا ہوا چلا آتا ہون کہ خداندان صاحبقران
سے کوئی شخص اسد غازی نامی ہے اُسنے جسقدر قلعہ جات کہ آپنے فتح کیے تھے
اور اپنی طرف سے قلعہ دار اپنے وہان متعین کر دیے تھے اُن سب کو اُسنے مار مار کے
قتل کیا اور سبکو قلع قمع کر کے خدا پرستون کو اُن مقامات پر آباد کیا اور یہ سب انتظامات
کرتا ہوا اسطرف کو روانہ ہوا ہے اور اُسکا یہ قول ہے کہ بغیر قتل کیے ہوئے خونخوار بن دجال
کے مجکو آرام نہین آئیگا کیونکہ اُسنے سنا ہے کہ خونخوار نے بڑے بڑے ظلم و ستم اہل
اسلام پر کیے ہین اور تمام ملکون کو برباد کر کے اپنا عمل دخل کیا ہے اور بے انتہا خدا پرستون
کو اُسنے قتل و قمع کر کے خاک مین ملا دیا ہے اس امر کے معلوم ہونے سے اُسکی آتش غیظ
و غضب اور مشتعل ہو گئی ہے اور کہتا ہے کہ جب تک اُسکے انتقام مین خونخوار کو قتل نکرونگا
جب تک مجکو چین نہ آئیگا خونخوار نے جب یہ سنا تو اُسکے حواس باختہ ہو گئے اور رنگ
رو اُسکا متغیر ہو گیا اُسنے خشت اندازون اور تیر اندازون سے کہا کہ یہ صحرا جو سامنے ہے اسی
طرف سے وہ اردبیل سے آئیگا کیونکہ یہی راہ اردبیل سے آنے کی ہے اسلیے مناسب ہے
کہ تم اس صحرا مین جا کر مقیم ہو اور اپنے خیمے و خرگاہ وہین برپا کرو اور جسوقت وہ
آئے ایک حملہ مین اُسکا کام تمام کرو یہ کہکر اور کل سامان انکی آسایش و آرام کا مہیا
کر کے انکو صحرا کی طرف روانہ کر دیا انکو تو صحرا مین چھوڑا جاتا ہے کہ وقت پر انکا ذکر ہوگا
اب حال قلعہ ذو الامان کا بیان کیا جاتا ہے راویان اخبار و ناقلان آثار اس حال
ملال انگیز و ناسعادت خیز کو اسطرح حوالہ قلم سوانح رقم کرتے ہین کہ جب یہ خبر قتل و قمع
لشکر اسلام و شہید ہونے بادشاہ عالیمقام و دیگر سرداران لشکر و افسران فوج نامی
و ناموری محل مین پہونچی ایک تلاطم عظیم اور حشر برپا تھا اسوقت ملکہ گسدیہ بانو
نے ملکہ لہرنا چہار سے کہا کہ اگر آپ سب بیبیان یہان سے نکلنا چاہین تو مین تم سب کو
اردبیل کی جانب لیجاؤن ان سب نے کہا کہ جہان ہمارے وارث نہین تھا سکے ہین ہم ان
سے ہم نہین جائینگے اور یہین بیٹھی رہینگی گردیہ بانو نے کہا کہ ہم سے تو شکر یہان نہین دیکھا
جائیگا تبھی سے مرین یا مارے گئے جیون نہ مرین یہ کہکر ہتھیار جسم پر آراستہ کیے اور خود بیچہ
شیر دل اسد نے بھی ہتھیار لگائے اور سب بیبیون سے کہا کہ لو خدا حافظ و ناصر ہے
ہم تو رخصت ہوتے ہین حافظ حقیقی تمہارا حافظ و نگہبان ہو غرضکہ سب بیبیان یہ
سنکے بہت روئین اور یہ دونون بھی بچشم پُر نم اُنسے رخصت ہوئین اور روتی ہوئی
چلین اور محل سے نکلکر اصطبل مین آئین وہان سے دو گھوڑے صبا رفتار زین و لگام
سے تیار کرا کے انپر سوار ہوئین اور ایک طرف کو قلعہ سے نکلکر روانہ ہوئین اب خونخوار کا
حال لکھا جاتا ہے کہ یہ ایک دن وہان جلسہ قائم کرا کے بہم جنگ و پیکار کی جانب متوجہ
ہوا طبل رزمی بجوانیکا حکم دیا چنانچہ بموجب اُسکے حکم کے طبل جنگی نوازش
مین آیا ہرکارون نے یہ خبر قلعہ مین پہونچائی وہان گولہ اندازون نے آپس مین مشورہ کیا

کہ ہم ہوتے ہیں ہم لوگ نمک صاحبقران کھایا کئے ہمارا گوشت و پوست نمک پروردہ سرکار
صاحبقران ہے مگر ہمارا شہریار نمک حرامی کی تو ہم کبھی نہ چھوڑیں گے
سب نے باہم صلاح و مشورہ کرکے اسفندیار افسرون سے کہا افسرون نے ملک
گہرتا جدار کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور قلعہ میں تشریف فرما رہیں
جب تک ہمارے دم میں دم ہے ہم اسکو رد کرینگے اور قلعہ پر نہ آنے دینگے
اگر خونخوار ہماری ضرب سے فی النار و السقر ہوا تو قصہ پاک ہو گیا اور نہیں تو ہم
غلام تو قدموں پر تصدق ہوکر نمک سے ادا ہو رہا ہے ملک نے فرمایا شاباش مرحبا
آفرین ہے تمہاری ہمت و جرأت پر فی الواقع تم سے یہی امید ہے اور تمہاری نمک حلالی
مقتضی اسی امر کی ہے جیسا تم ارادہ کرتے ہو خداوند کریم تمہاری ہمت میں برکت عطا فرما
یا حکیم اور قسمت آنکو گویا یہ کی دیران جنگ سے لاشوں کو اٹھوا کر دفن کرا ہوا ایک بزم
تمام رات شہیدان اہل اسلام کی بے گور و کفن پڑی ہوئی ہیں یہاں تو یہ تذکرہ ہو رہا ہے وہاں خونخوار
نے طبل جنگ بجوا کے اپنے رفیقوں سے کہا کہ مجھے تو ان عورتوں پر دھاوا کرتے
حیا آتی ہے تم میں سے جو شخص قلعہ پر دھاوا کرنا پسند کرے وہ اپنے جانے کی تیاری
کرے اور قلعہ کو فتح کرے جو کچھ مال و دولت وہاں سے حاصل ہو وہ اسکے قبضہ
میں رہیگا یہ سنکر تمام لشکر آمادہ ہوا خونخوار نے ان کو خرس بیابانی اور
مشہور سردار گردوں اپنے اپنے مقام سے آگے اور عرض کیا کہ ہم غلامان جان نثار
قلعہ پر دھاوا کرینگے اور حضور کے اقبال سے فتح کرینگے خدا پرستوں کو قتل کرینگے
اور ناموس صاحبقران کی اسیر کرینگے یہ سنکر خونخوار بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ وہ رات بسر ہوئی
جب لشکر خورشید آفتاب عالمتاب پیدا ہوکر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب
نے مثل عالم کے کنارہ کیا ہے آفتاب اپنی خوابگاہ سے
آفتاب کا لیکر نکلا تو دونوں نے طبل جنگ بجا کر
ہنگامہ دونوں سرداروں نے ہزار فوج لیکر وہاں سے قلعہ تک نہ دیکھا کہ فاصلہ
تھا سامنے قلعہ کے آکر انہوں نے ترتیب دیا اور قلعہ پر دھاوا کیا بیس ہزار تیروں کی بارش کی
ادھر قلعہ سے گولندازوں نے گولہ مارنا شروع کیا اور اسقدر گولہ باری کی کہ تمام صحن قلعہ الامان پکار اٹھا
کا پیچھا ہوا تھا چنانچہ گولوں کی بارش سے کچھ لوگ ان دونوں کے مارے گئے اور یہ قریب خندق پہونچے
اور آواز دی کہ ہم پیادہ ہیں ہمارے مال کو ضائع کرتے ہو ہم آگے پہنچ گئے ہیں گولندازوں نے توپیں مارنا موقوف
کر دیا اور تلواروں پر ہاتھ ڈالے دعا کرنے لگے کہ خداوندا تو اپنے فضل و کرم سے ان کافروں سے
بچا یہ ہمارے بس کا نہیں الغرض اسطرح استغاثہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بگرداب بلا افتادہ ہیں
... حالات ... ملی ...
... خدا ... تمام ... دیکھا ایک گرد بیابان سے
... گرد ... سامان ... زمین ... ہوا
... قریب قلعہ کے آکر دہ گرد ... ہوئی
آواز ... ہوا

تیغ بمیدان جنگ آوران ٭ بہر سو شور الامان الامان ٭ دوسرا نعرہ ہوا نعرہ ہر ہیچ
خوبی سے شیرانجمن ٭ بدیع الزمان گرد پیش کشکر ٭ یہ لیوہ تیرے گھوڑے ڈالکر دو نقابدار
لشکر کفار پر جا پڑے ہلچل لشکر کفار میں پڑ گئی اور بہ نکلے بھاگنے اور جس کو پایا مار ڈالا
جس نیشانی سیاسانا نقابدار اول سے ہو گیا اور اسنے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے
خالی دی اور جسپ لپکا آسکی کمر سے ملا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے گھوڑے سے اٹھا لیا
ادھر تھوڑے مکار دیگر جون کا مقابلہ نقابدار دوم سے ہوا اسنے بھی وار تلوار کا نقابدار
پر کیا مگر اس نقابدار نے بھی وار اسکا خالی دیکر اسنے مرکب کو اسکے گھوڑے سے ملا دیا
اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے خانۂ زین سے اسکو علیحدہ کرکے ہاتھ پر اٹھا لیا یہ حال دیکھکر
سب لشکر کفار پلٹ کے جا پڑے دونوں نقابداروں نے انجمن کی سرمین شاہ کی
فوج کفار کو قتل کرنا شروع کیا اگر کسی کی تلوار قریب آئی تو نقابداروں نے اپنے سر کو
سپر کر دیا وہ تلوار اسکے چہرہ پر پڑی وہ ٹھہر اگر پکارا کہ ہمارا چہرہ کاٹا اسکو اسکے
مالک کا خیال نہیں اسنے تلوار نہ ماری یہ تیغ کیا ہے مگر نقابداروں نے دو پہر عرصہ میں
پانچ ہزار کفار کو داخل جہنم کر دیا باقی لشکر کفار تاب مقابلہ نہ لا سکا بھاگ کھڑا ہوا
پھر دونوں نقابدار آئے دونوں جوانوں کو ہاتھوں پر لیے ہوئے جنگل کی طرف چلے
گئے اور صحرا میں پہنچکر دونوں کو تہ تیغ کیا اور خود جس سمت سے آئے تھے اسی طرف
چلے گئے ادھر فوج کفار جو بھاگی تھی اسنے خونخوار کے پاس پہنچکر کل حال شکست
کی خبر بیان کی اور کہا کہ دو نقابدار صحرا سے آئے اور سب فوج کو قتل جو کرکے
دونوں سرداروں کو پکڑ کر لے گئے دن تھوڑا باقی رہ گیا تھا آفتاب قریب غروب
تھا کہ خونخوار نے جھنجھلا کر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا جو فوج باقی تھی وہ خیمہ گاہ
پر آئی شام تو ہو ہی گئی تھی تاریکی چاروں طرف پھیل گئی اور وہ وقت آیا کہ عالم
دہر میں عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے سیہ ماتم شد دکھایا کہ
عابد زندہ دار شب جتاب ٭ ان معاملے بیکاروں پر شتاب ٭ ایستادہ کہکشاں میں ہو گیا
دانہ اختر الماس سے سجا ٭ اسکی تسبیح کی تھی لیلے کی ٭ تا کہ اسے ایسا لگا ہو
جبکہ رات ہوگئی تو خونخوار نے غیظ و غضب میں آکر طبل جنگ بجوا دیا اور تمام
سامان رزم و پیکار کا ہوا کیا آج اس ظالم الظالم نے طلسم کو خراب کرنے کا مصمم
جنگ بجوایا ہے کہ کل بیتا اور کل آتش کینہ و فساد کو مشتعل کرے لشکر اسلام کو
اسی ہنگامہ میں بسر ہوئی جب صبح قریب ہوئی اور خبر آئی آفتاب شاہ بارگاہ زنگار
چرخ میں مشتہر ہوئی کہ سپیدہ دم از بین دشت تیلی فام چون شعلہ
از فوج ہر لشکر شام ٭ مرغ زمانہ نے پرواز کی جبر کا نوری ٭ بسالہ پر ہزار کا اجر
زمین رو بہ پستی نہادند نگی شب ٭ گلگونہ روز بنیاں ٭ شب بگذشت و سلام
خیل لشکر حبشی ٭ دیوار ہو ٭ عروس نقش یا نہاد ٭ سر بام ٭ وقت ٭ اہلکر
تیاری قلعہ ذوالامان ہوا اور ہر طرف سے ہنگامہ ہوا اسی ارادہ پر
ہوا ادھر وہ کلمہ داستان جو تمام شہر دل سے کہاں ہوئے تھے مع اسے تمام لو جو

اسد غازی نے [illegible] جسے روانہ کیا تھا وہ قلعہ ذوالامان پر پہونچا اور
اسکی تباہی و بربادی کر کے [illegible] وہاں سے پلٹا فوج غنیم [illegible] اور لشکر خشت
اندازان و تیر اندازان کو دیکھتا ہوا [illegible] میں اسد غازی کے پاس
آیا اور کل حال [illegible] سے عرض کیا اسد غازی یہ حال
[illegible] اور [illegible] خشت اندازوں [illegible]
[illegible] جان پہچان ہیں [illegible] خشت انداز اور [illegible]
[illegible] انداز آئے [illegible] لشکر تھا [illegible]
[illegible] فضل و کرم شامل حال کیا [illegible]
[illegible] ایسی لڑائیاں [illegible] لہذا
[illegible] عرض کیا [illegible]
[illegible] حال بادشاہ اسلام [illegible]
[illegible] اسلام [illegible] اسد غازی نے
[illegible]
[illegible] یاد ہو
[illegible] اور اسد [illegible] فوج
[illegible] اسد غازی
[illegible]
[illegible] اسد غازی
نے فرمایا [illegible] یاد [illegible] نام [illegible]
[illegible] اور چالیس ہزار [illegible] فوج [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible]
کیا اور [illegible] اور [illegible]
[illegible] وہاں سے کوچ کیا اور
اسکے بعد [illegible] باقی لشکر نے بھی کوچ کیا اور اس [illegible] بعد
[illegible] اپنے لشکر کو [illegible] موجود رہے یہاں لشکر [illegible]
جنگ [illegible] چکا تھا اور صبح [illegible] ہزار [illegible] کا بادشاہ
[illegible] فوج لیکر [illegible] قلعہ [illegible] پہونچ گیا تھا اور دھاوا کر دیا
قلعہ [illegible]
[illegible] پہونچ گیا [illegible] ایک گرداڑی اور وہ ہی دونوں
[illegible] اور لشکر [illegible] اور قتل و قمع کرے
[illegible] لشکر [illegible] اول کے سوا اور
[illegible] مارا [illegible] میں اسکے قریب
[illegible] اور [illegible]

بھاگی اور تیغہ اسکا سر پر پڑا نقابدار نے دستانہ مارا اسپر بھی تادو ابرو اتر آیا
نقاب کے خیال سے کرارے وار و گیر ہین نقاب اٹھ سکتا ہے کہ نقاب کو سنبھال کر
علیحدہ ہوا کہ دوسرا نقابدار آگیا اور نقابدار اول کو زخمی دیکھکر ایسا سراسیمہ بدحواس
ہوا کہ طیفور سے ساتھ اسکے سر پر بھی آپڑا لیکن باوصف سخت مجروح ہونے کے
نقابدار نے جرأت کر کے جو ایک وار شمشیر آبدار کا مارا تو طیفور کے دو ٹکڑے
ہوگئے دونون مجروح نقابدار لشکر کفار سے لڑنے لگے اور مرے شعلے زہر کے
دل و جگر کو جلانے لگے اثر سمیت تمام جسم مین سرایت کر گیا اسوقت نقابدارون
نے دعا کی کہ اے پروردگار عالم ہمارا پردہ رکھ لے ابھی یہ دعا مانگ ہی رہے تھے
کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور طرفۃ العین مین چہار طرف پھیل گئی تمام صحرا تیرہ و
تار ہوگیا اسی تاریکی مین دونون نقابدار نکل گئے فوج مخالف کے لوگ جو باقی
تھے وہ لاشیں طیفور کی لیکر خونخوار کے پاس پہونچے اور سب کیفیت نقابدارون کی
بیان کی اور انکی جنگ و پیکار کا حال خونخوار نے سنکے عرض کیا کہ ہرچند کہ دونون نقابدار
زخمی تھے مگر ایسے لڑے کہ لاشون کے انبار اور کشتون کے پشتے لگادیے
تب ہم سے جوانمردون کے جی چھوٹ گئے اگر آندھی نہ آجاتی تو کوئی متنفس باقی
نہ رہتا اسی تاریکی گرد و غبار مین معلوم نہین کسطرف وہ نکل گئے یہ حال سنکے خونخوار
نے طبل بازگشت بجوادیا جسقدر فوج کہ باقی تھی سب میدان مین واپس آکر اپنے
اپنے قیام گاہ مین مقیم ہوئی سب نے کمرین کھولین سامان آسایش کرنے لگے
یہان خونخوار نے بھی مراجعت کی اپنی بارگاہ مین آیا سردارون سے صلاح مشورہ
ہونے لگا بعد اتفاق رائے اہلکارون کے اسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوادیا
رات بھر طبل جنگ بجتا رہا بہادر اپنا سامان حرب و ضرب مرتب کیا کیے جب تھوڑی
رات باقی رہی فوج مین تلاطم پیدا ہونے لگی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی
نوبت [illegible] بجنا شروع ہوئی اور ستارے مثل گل باد خزان سے چمن آسمان
مین [illegible] غنچہ صبح کھلا گلستان نیلوفری سپہر مین گل خورشید پھولا کہ
[illegible] سحر گاہ شبستان شاہ خورشید ہر دو ایوان مشرق سے چلا امید ہے جہان بیا
شیشہ نیلی [illegible] چار اطراف عالم روشن گردید صبح دم خونخوار فوج کے
آمادہ حرب و پیکار ہوکر قلعہ ذوالامان پر چلا ملکہ گوہر تاجدار کو نقابدارون کا زخمی
ہونا معلوم ہوا انھون نے سخت افسوس کیا اور بصد حسرت و یاس کہنے لگین کہ
اب ہمارے بچنے کی کوئی امید معلوم نہین ہوتی آج یہ کل لشکر کے خونخوار ہمپر دھاوا
کریگا پھر کون شکل بچاؤ کی ہے یہ کہکر اسنے پروردگار عالم رجوع کی اور دعا کرنے
لگین کہ اے خالق بے نیاز ایسا کر کہ ہماری لاشون کو کوئی خداپرست جو خاندان حیدری
سے ہو وہ آکر دفن کرے یہ دعا کرکے کہنے لگین کہ ہم تو اپنی جان دینے کا سامان
کر لے ہین صاحب کا دل چاہے چلے جائین سب بیبیون نے اس رائے کو پسند
کیا اور جان دینے پر سب آمادہ ہوگئین چنانچہ ملکہ گوہر تاجدار نے ایک جام زہر آلود آبدار

سامنے رکھتا ہے دیکھکر ملکہ جا جہرہ بانو شہزادی شہنشاہ شانی اور ملکہ گیتی سپاہ و ملکہ چوگان
اور ملکہ لیلیٰ ثانی مادر اسفندیار بادشاہ گیلان اور ملکہ جہان افروز شہزادی ملقا مادر نور رخ
بن بدیع الزمان و ملکہ مہر افروز شہزادی بادشاہ دو ستاد و مادر شہنشاہ خشخاش غمازی
و ملکہ عاقبہ بانو مادر کرب غازی و ملکہ شیریں سلطان مادر سکندر بہ فرخ لقا و ملکہ
ماہ مغربی مادر سعد بن قباد و ملکہ عنبرین بانو مادر ملکہ ہلال شیر زن و ملکہ گوہر ملک مادر
نور الدہر و ملکہ بلقیس عدنی و دیگر شہزادیاں عصمت و طہارت نے اور انکی سب
وزیر زادیوں نے ایک ایک پیالہ زہر کا سامنے رکھا اور عمرو امید لیا تھا کہ
جب دعا و اکر کے قلعہ میں آجاوے یہ پیالہ زہر آلود پیکر اپنے تئیں ہلاک کر ڈالیں
یہاں تو یہ سب بیبیاں آمادۂ مرگ و مرنا سے فدا جان بکف بیٹھی ہیں اور عمر عیار
جو فوج لیکر چلا تھا آستے ہی قلعہ پر دھاوا کیا یہاں تو ستونہ بستی ہے لگی
اور گولہ باری شروع ہوئی اور عمرو امیراؤں شامل ہو نے کی آواز
جام زہر پی لیا یہ تو اس حال میں مبتلا ہیں اب دو سرے داستان اسد غازی
کے بیان ہوتے ہیں راویان روایات رنج و الم و حاکیان حکایات ظلم و ستم
اس داستان کا سند عنوان سوا سطرح حوالہ قلم عبرت رقم کرتے ہیں کہ جب اسد غازی
لق و دق صحرا میں داخل ہوا جہاں خشت انداز و تیر انداز لشکر کے آئے
منتظر گرد و غبار بلند ہوا خشت انداز و تیر انداز سب اس طرف متوجہ ہوئے اور جب
میدان میں آسے تو نعرہ ہوا اسد شیر دلاور کردار جنگ جوئی ہزیمت دل شیر
و جرأت پلنگ پر یہ کہکر انھوں نے گھوڑے کو آگے ڈالدیا اور خشت اندازوں
و تیر اندازوں نے تیرو خشت اپنے مارنا شروع کیے اسد غازی نے جلدی سے
جو ش ہو کی سب مرکب پیچھے کر کے خشت و تیر سر پر سے اول گئے ایک جو وہ
کھو نکی تو مرکب سپید سے ہو سے انھوں نے چالیس ہزار تیر ایک دم
خشت اندازوں و تیر اندازان پر مارے کہ تیروں کا مینہ برسا دیا اور مگر اس عرصہ میں لشکر
قریب لشکر خشت اندازوں و تیر اندازوں کے پہونچکر تلواروں پر اتکو رکھ لیا ہزار
سو تو ایک ہی حملہ میں تیر سے مارا تھا اور باقیوں پر اب تلوار پکڑ لی جو ان پڑے تو
مار کر منتشر کر دیا اور ہر سمت معرکہ اور نعرۂ اللہ اکبر سے سب کے مارے تلواروں کے
ٹکڑے اڑا دیے اور جنگ کر رکھدیا اسد غازی نے گھوڑا ڈالکر قلعہ ذوالایمان
سے آراستہ لیا اور قلعہ پر سے نکلکر خونخوار کو دھاوا کرتے ہوئے پایا اسد غازی نے کیا
نعرہ تکبیر کہ لشکر اپنا آتے لشکر پہ ڈالدیا اور آواز دی کہ بادشاہ یاقوں میں آن پہونچا
اسی اثنا میں صحرا سے ایک گرد اور پیدا ہوئی اور دل گرد سے صداے نعرہ بلند ہوئی
کہ رستم اسد ثانی اور آنے کے ساتھ ہی لشکر کفار پر حملہ کیا اور شمشیر زنی شروع
کی جب پہلا ہاتھ مارا دو پہ تال کے دو نوں پچے برابر کر جب ٹکڑا قامت اعدا مرد
شمشیر سے شہزادہ نے قلم ہونے لگے رشتہ حیات منقطع ہوا جو سامنے آیا اسکو
تلوار سے ٹکڑا ٹکڑا کر دیا دوسری جانب سے قلعہ میں عشقی ہے چالیس ہزار فوج سے

لشکر کفار پر آگرے اور آتے ہی برسر پڑے تلواروں پر رکھ لیا جس پر تلوار
کا وار کیا اسنے دو نیم کر دیا کشتون سے پشتا اپنی قلعہ کو بھر دیا اور دو ہزار غضنفر و عفریت
بھی پہونچے اور چارون طرف سے لشکر کفار کو آکر گھیر لیا پھر حملہ انہون نے اپنی ہزار
اور پچاس ہزار کفار کو قتل کر کے مار گرایا کبیر شفیب آہن کلاہ کا اسد غازی
سے سامنا ہوا اسنے تلوار کا وار کیا یہ مثل بجلی کے چمک کر علیحدہ ہوئے اور خالی دیکر
جانے نہ دیا اب انہون نے جو ہاتھ تول کر شمشیر صاعقہ بار کا مارا تو کٹ کر
دو ٹکڑے ہو گئے اور قرینہ تیغ زن کا سامنا صرف بن اسد غازی سے ہوا
اسنے بھی تلوار ماری انہون نے وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ تلوار کا رسید کیا تو اسکا
قریہ بکر کیا صاف دو پرکالے ہو گئے اور وہ مثل زنگی کشتہ ہو کا مقابلہ غضنفر بن اسد
غازی سے ہوا صحل تلوار بچھٹ کے غضنفر پر ماری انہون نے اس فیل کا
وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ مارا فیل سے نیچے دو ٹکڑے ہوئے اور گر کر واصل جہنم ہوا دوسری
طرف طالب بن عشطال سے بہمن دیو سگسار کا مقابلہ ہوا اسنے بھی طالب پر تیغ کا وار کیا
طالب نے بہمن کا وار خالی دیکر جو ایک تیغ آبدار مارا تو یہ حرامزادہ بھی واصل جہنم ہوا ایک
گرز ... اسکا انتظار تھا فوراً اسکو بیٹھ کے فی النار والسقر کر دیا اسد غازی اپنے خونخوار
سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو ایسا کوئی نیزہ رفیق لاش اٹھانے والا باقی ہے جس طرح
تو نے یہ ... دیکھی ہیں وہی حال تیرا بھی ہونا ہے انشاء اللہ تعالی تیری لاش کو کتے کھائینگے
جسم تیرا طعمہ زاغ و زغن ہوگا یہ سنکر خونخوار حالت غیظ و غضب میں پلٹا اور ہان ہان
کرکے اپنے گرز گران سر پر اسد غازی کے مارا مثل شیر کے اسد غازی نے
اسکے گرز میں ہاتھ ڈالدیا اور پکڑ کر گرز کو یا حیدر کرار کہکر جھٹکا جو مارا تو گرز اسکے ہاتھ
سے چھین لیا اور اسی گرز کو چرخ دیکر خونخوار کے سر پر مارا گرز کا پڑنا تھا کہ ایک
تودہ کشتہ کا ہو گیا اور سب ہڈیاں چورا چورا ہو گئیں یہ حال دیکھ کر تمام فوج
... بے سردار کے فوج کب رک سکتی ہے سب کے ہی چھوٹ گئے فرار
کو اختیار کیا اور بے ہمت ہو گئی سب نے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا
شروع کیا لکھو کہ تمام لشکر باقیماندہ میں بھگدر پڑ گئی کل فوج بھاگ نکلی اسد
غازی نے بھی یہ حال کیا کہ تیغ کو ... کر کے ایک ایک کو جہنم
فی النار کیا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا کو لشکریوں نے ملکہ کشتہ جہاں کو جا کر مبارکباد دی
اور عرض کیا کہ اسد غازی تشریف لاتے ہیں اور خونخوار کو مع کل لشکر کفار کے فی النار
کر چکے ہیں قلعہ میں تشریف لاتے ہیں ملکہ نے فرمایا بلا لو لوگوں نے عرض کیا کہ اندر تشریف
لیجاتے ہیں چنانچہ اسد غازی اندر داخل ہوئے جھک کر ملکہ کو مجرا کیا اور باقی سب بیویوں
کو تسلیم کی اسد غازی نے اپنی والدہ کو نہ پایا تو ملکہ سے پوچھا کہ حضور آپکی ...
نانی صاحبہ و والدہ صاحبہ کہاں ہیں فرمایا کہ ابھی خبر ہے کہ وہ دونوں لقا بدبخت کے آتے
سے اور لشکر کفار کو مار کر نکل جاتے تھے کچھ خبر لقا بداروں کی پھر نہ معلوم ہوئی ہمارا
خیال ہے کہ وہ لقا پداری ہی تھیں کیونکہ یہ لفظ کہکر یہاں سے چلی گئی تھیں کہ ... سکے

جان دینا منظور نہیں ہے کہ ملکہ نے فرمایا کہ لو بیٹیا خدا کا شکر ہے کہ ہم سب نے ہماری دعا قبول فرمائی کہ
ہمکو یہاں بھیجا یا تجھ ہماری سعادت ہوئی اب تم ہمکو دفن کرنا کیونکہ ہم اب چند ساعت
کے مہمان ہیں ہم ہیں اب کچھ باقی نہیں کیونکہ ہم سب نے جام زہر پی لیا ہے جسکی وجہ
سے اب کلیجے چھن گیا ہے دم سینہ میں ہے روح مفارقت کیا چاہتی ہے یہ کہتے کہتے سنکا ڈہلگیا انکی
آنکھیں پھر گئیں اور یہی حالت سب بیبیوں کی ہوئی اور شہزادیوں پر بھی یہی حالت
طاری ہوئی تھوڑے عرصہ میں سب جان بحق تسلیم ہوئیں انا للہ وانا الیہ راجعون اسد غازی
پر شش جہات دور میں تیرے فلک کیا ستم برپا ہوئے جو گلستان آباد تھے برباد
اور تباہ ہو گئے یہ شعر پڑھ کے باہر آئے انکو نہایت تشویش تھی کہ ماں اور نانی کیا
ہوئیں یہ سوچتے تھے ایک شخص قضا کی سامنے سے آیا اور اسد غازی کو سلام کیا اور عرض
کیا کہ ملکہ گوہر بانو اور ملکہ زبیدہ شیر خادم کے مکان میں تشریف لے گئی تھیں اور لڑائی کے
مقابلہ لشکر کفار سے ٹل گئی تھیں لیکن تیغ طیفور زہر آلود سے زخمی ہوئیں وہ
تیغ زہر آلود تھا کچھ علاج اسکا نہ ہو سکا زہر تمام جسم میں سرایت کر گیا جسسے حال بہت سقیم
ہوا اور بیہوش ہو گئیں تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو مجھ سے ملکہ گوہر بانو نے فرمایا
کہ تم تردد نکرنا ابھی خواب میں حضرت صاحبقران شوہر میرے آئے اور یہ کہا کہ تھوڑی دیر
میں تم بھی آؤ یہاں ہم اور ملکہ مہرنگار تمہارے انتظار میں ہیں میں نے اپنے دفن کے بارہ
میں جو ان سے پوچھا تو فرمایا کہ اسد غازی آنکر تم سب کو دفن کریگا یہ بیان کر کے انتقال
فرمایا اور ملکہ زبیدہ شیر دل انکی والدہ ماجدہ کا بھی یہی حال تھا اور وہ بھی انتقال فرمائیں
دونوں لاشیں خادم کے مکان میں پڑی ہوئی ہیں اسد غازی یہ سنکے بہت روئے اور
اس شخص کے ہمراہ گئے دونوں لاشیں اٹھوا لائے پہلے سرداران رفیقان قدیم صاحبقران
کی لاشیں میدان جنگ سے اٹھوا کر دفن کرائیں اور پہلو میں انکے لاشیں [illegible]
اور مہدایت عظمی کی اور انکی قریب شہزادیوں کی لاشیں دفن کرائیں بعد ازاں [illegible]
اور بیبیوں کی قبروں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے [illegible] خبردار [illegible] زندگی [illegible]
انکی [illegible] آپ [illegible] کر [illegible] نگہبانی اب بھی [illegible]
[illegible] اور [illegible] روئے [illegible] بلند ہوا [illegible] اور [illegible]
[illegible] حال [illegible] عصمت و [illegible]
[illegible] پنہاں [illegible] واپس آئے اپنے مقام پر بیٹھ کے فرمایا کہ انکا فاتحہ درود [illegible]
[illegible] فاتحہ خوانی [illegible] بقول [illegible]
[illegible] ہاتھ سے انکا [illegible]
[illegible] اور
[illegible] اقبال [illegible] ساعت [illegible] احوال
عالم [illegible] فاتحہ درود سے فارغ ہوئے اور [illegible] آج [illegible]
[illegible] کھانا کھایا اور [illegible] شکرانہ کی درگاہ [illegible]
[illegible] علیہ [illegible] اصل [illegible]

حصہ زمین کو نجاست کفر و ضلالت سے پاک کر دیا لہذا اسکے بیٹون اور رفیقون سے فرمایا کہ اب تمھاری کیا رای ہے انھون نے عرض کیا کہ یا خانہ کعبہ چلیے یا اپنے بھتیجے شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث کے پاس چلیے کہ اودھر لشکر سب ہیں آفتاب سپہر شجاعت کا بھی ہے یہ سنتے ہین کہ وہ بکھون جس ملک مین خدا پرستون کے جاتا ہے اس ملک کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتا ہے اور بعد قتل و قمع و تباہی و بربادی اس ملک کے دوسرے شہر کیجانب رخ کرتا ہے اور اپنی طرف سے کسی ظالم کو اپنا نائب مقرر کر کے وہان سے کوچ کرتا ہے اہل اسلام اسکے ظلم و بدعت سے نہایت تنگ آ گئے ہین بہت اسنے سر اٹھایا ہے اور جور و جفا پر کمر باندھی ہے اسد غازی نے یہ حال سنکے فرمایا کہ بہت مناسب ہے کہ اب وہ اور ہم سب لشکر باہم ساتھ ہی ساتھ خانہ کعبہ کو چلین کے لیس یہ کہکر تیاری نہ طاقتی کی گئی اب وقت آیا کہ شہسوار زر نگار میدان سپہر نے خیمہ مغرب مین جا کر پیشکار زرین خطوط شعاعی کا کمر سے کھولا اور نظر خلق سے مخفی ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد ساحرہ شب کے چھا گئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری مین روشن ہوئی

سے چڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ ❁ ہوا شکل مشعل شب افروز ماہ ❁ ہویدا مہر گردون جو مستور تھی ❁ پھیلی ہر طرف چادر نور تھی ❁

اسد غازی نے سر شام سے برخاست کر دی سب سردار اور رفیق اپنے اپنے مقام پر آکر سامان سفر کی درستی میں مصروف ہوئے لشکر مین بھی طیاری سفر کا حکم پہنچ گیا سب اہل لشکر سامان سفر درستی کرنے لگے رات بھر سب لشکری اور ہمراہی اسی بند و بست و انتظام مین سرگرم رہے پچھلے پہر سے تمام لشکر مین کمربندی ہونی شروع ہوئی اسی وقت آیا کہ زاہد سفید پوش صبح صادق نے سجادہ آفتاب و اسطے وظائف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ پوش شب نے خلوتخانہ واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کسی چوبدار گردون کشید خاتمت نور ❁ جہان کشادہ رخ پردہ شب پچور چاک شدہ ظاہر درخشن ہو وادی افلاک ❁ درستی نہ نور [illegible] ہر توده خاک ❁ ہنگام سحر کل سردار سامان سفر سے مکمل ہوکر خدمت مین اسد غازی کے حاضر ہوئے یہان شاہزادہ اسد نماز صبح پڑھکے ورد و وظائف مین مشغول تھے کہ سردارون کے حاضر ہونے کی خبر خادمون نے پہونچائی اب یہ بھی کل امور سے فارغ ہوکر پوشاک سفر جسم پر آراستہ کر کے اسلحہ و کمل ہوئے شہزادہ معروف بن اسد و علقمہ بن اسد بھی لباس سفری زیب جسم کیے ہوئے اسلحہ کمل ہوکر یہ بھی حاضر خدمت ہوئے لشکر شہزادہ اسد غازی مع سپہ سالاران و سردارون کے مرکب ہاے خوشخرام پر سوار ہوئے اور کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بیابان نہ طاق کی جانب کو روانہ ہوئے کہ اسکا بیان [illegible] جلد [illegible] مین کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالے دیکھیے کب تک سب سو پہنچتے ہین اور کیا کیا واقعات انکو اثناء سفر مین پیش آتے ہین یہ کل حالات پانچوین جلد مین [illegible] آفتاب شجاعت کی بہ ناظرین کیجاوینگے جنکے مطالعہ سے شائقین کو لطف تازہ و حظ بے اندازہ ملیگا اور نئی نئی نیرنگیان طلسم کی اور جدید معرکہ آرائیان و مشاعرین دلچسپ و اشعار برجستہ متقام عیارون کی عیاریان نئے طرز کی اور ساحرون کی افسون پردازیان دیکھکر آنکھون کو نور و قلب کو سرور حاصل ہوگا واللہ المستعان و علیہ التکلان ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

تمام ہوئی جلد چہارم آفتاب شجاعت بتاریخ سوم ماہ اکتوبر ۱۸۹۸ء

خاتمۃ الکتاب

ہزاران ہزار شکر و سپاس بہ بارگاہ خالق بے نیاز کہ اُسکے افضال نامتناہی سے باقبال
سرکار دولتمدار دام ملکہ وحشمتہ اس حقیر نے تصنیف تلخیص تصدیق حسین داستان گو لکھنوی
نے بانقش مولوی محمد اسمٰعیل اثر منتظم بہاولپور مین اس داستان رنگین بیان کو ختم کیا
اور احقر الخدام نمکخوار قدیم (سرکار ابد قرار خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ) محمد عبد الرشید
عبد العزیز رعنا لاہوری کے تحریر سے حضور مین خادمان اعلیٰ حضرت حضور پر نور
آفتاب سلطنت نواب والا جاہ فلک بارگاہ امیر الملک رکن الدولہ نصرت جنگ محافظ الدولہ
حافظ الملک ہزہائنس نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی دام
بالعز والتفاخر وشوکت ریاستہم یوماً فیوماً بالتوالی والتواتر والی ریاست دار السرور بہاولپور
خلد اللہ ملکہ تمام [illegible] عشرہ الشہر [illegible] المشہور بحرمۃ محمد وآلہ واصحابہ پیشکش کیا

گر قبول افتد زہے عز و شرف

واضح رہے ناظرین ہوگا کہ یہی مسودہ جو مقام بہاولپور مین مرتب ہوا تھا وہ بکرہ نظر ثانی ہوکر
اور بہت عبارت رنگین اور بہت مضامین دلنشین سے مزین ہوکر بتوسط احقر العباد
[illegible] محمد عبد الرشید عبد العزیز دلسے طبع اشاعت خاص کام
سے جناب بابو پراگ نراین صاحب مالک مطبع منشی نولکشور کی خدمت مین پیش
کی گئی چنانچہ جلد [illegible] مین طبع ہوئی اور چند روز مین زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر بعبارت
افزائے چشم ناظرین یان اولی الابصار و شائقین بالفضل ہوئی اور بعد جلد پنجم بھی تیار ہوکر

طبع چہارم | ہدیہ ناظرین کی چاشنی [illegible] | الطبع

ہزاران ہزار شکر بہ درگاہ خالق کائنات و ذات جناب فخر موجودات اشرف الانبیا محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کتاب لاجواب و دفتر انتخاب تذکرہ داستان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان
یعنی دفتر آفتاب شجاعت جلد چہارم کہ جسکے دیکھنے کا عرصے سے شائقین کو اشتیاق تھا
تھا اب [illegible] الارشاد فیض بنیاد جناب والا خطاب منشی پراگ نراین صاحب مالک
منشی نولکشور [illegible] کارپردازان سلیقہ شعار و منتظمان [illegible] سے مطبع فیض مرجع نولکشور
مین ماہ [illegible] ۱۸۹۸ء کو مطبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر ہدیہ ناظرین والا تمکین ہوا۔

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری عمرو عیار۔ مطبوعۂ غیر۔	[illegible]
سیرت محمدیہ۔ "	[illegible]
تاج کامیابی۔ "	۱۰؍
سوانح عمری شیطان۔ "	[illegible]
الف لیلہ و لیلہ بطرز ناول۔	[illegible] ۱۲؍
الف لیلہ نثر بطور ناول۔ معروف شبستان بہشت۔	[illegible]
بچوں والوں کی سیر۔ مطبوعۂ غیر۔	[illegible]
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعۂ غیر۔	[illegible]
ترجمۂ اردو رابن سن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ	[illegible]
نہایت دلچسپ ناول قابل دید مطبوعۂ غیر۔	۱۱؍
ترجمۂ داستان امیر حمزہ بالتصویر ہر جلد در قصص سلسل نہ جلد یہ مترجمہ مولوی عبد اللہ افغانی مولوی سید تصدق حسین۔	[illegible]
بوستان خیال۔ مصنفہ میر تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہیں باشندۂ گجرات۔ یہ با کمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی میں وارد ہوئے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ میں داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھوں نے خود اجرا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل میں سنانے لوگوں نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی میں طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوئے اور تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ کے ہوا سلطنت ہی گیا یہ کتاب دربار شاہی میں ہمیشہ پڑھی جاتی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردو سے عمل کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ میں کہ فارسی کا رواج کالعدم ہو گیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو میں شائع ہونا مناسب تھا الحمد اللہ ان جلدوں کے ترجمے اور طبع میں کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی میں خواجہ امان	

نام کتاب	قیمت
صاحب نے اول جلد مشہور کر چند جلدوں کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا اصل کتاب کی جو بزبان فارسی ۸ جلدوں میں ہیں اب ترجمہ ہر ایک جلد میں دو دو جلدوں میں منقسم ہیں جملہ کی نو جلدیں ہیں تفصیل ذیل ہیں۔	
۱۔ جلد [illegible] نامہ۔	[illegible]
۲۔ جلد [illegible] الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	[illegible]
۳۔ جلد [illegible] الابرار موسوم بہ [illegible] نامہ۔	[illegible]
۴۔ جلد شمس الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	[illegible]
۶۔ جلد [illegible] الاسرار۔	[illegible]
۷۔ جلد [illegible] الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمہ [illegible] نامہ۔	[illegible]
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ۔	[illegible]
الف لیلہ بالتصویر۔ دو کالم میں مشہور افسانہ ہزار و یک رات کا عربی میں ہے اسکا ترجمہ اردو میں جناب مطبع منشی [illegible] شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی جناب مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد۔ کاغذ سفید و خاکی	[illegible]
فسانۂ عجائب جلی قلم۔ بالتصویر۔ بعبارت رنگین و تنگین از مرزا رجب علی بیگ سرور۔ کاغذ سفید گندہ۔	۹؍
ایضاً کاغذ خاکی گندہ۔	[illegible]
الف لیلہ بالتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علیخان مطبوعہ ۱۸۹۶ء	
۱۔ کاغذ سفید چکنا۔	۱۵؍
۲۔ کاغذ رسمی سفید۔	۱۳؍
قصۂ سند باد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲؍
کامروپ کا جادو۔ اردو کاغذ سفید۔	۲؍
جادۂ تسخیر۔ قصہ دلچسپ و بینظیر از نواب محمد حیدر علیخان۔	[illegible]
نو طرز مرصع۔ از محمد عوض صاحب۔	[illegible]

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب متوسط قلم — مصنفۂ مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم —	۶/
ایضاً — بالتصویر خفی قلم حسب مراتب بالا —	۳/
سرور سخن بالتصویر — جواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی —	[illegible]
ایضاً — بالتصویر حسب مراتب بالا —	[illegible]
طلسم حیرت — فسانۂ عجیب از منشی جعفر علی تخلص شیون —	۸/
باغ و بہار — معروف بقصۂ چہار درویش [illegible]	۳/
لطائف الظرفا — مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب [illegible]	
[illegible]	
[illegible] لطیفہ [illegible] —	[illegible]
تحفۃ العلما — مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب [illegible]	
[illegible] حکایات [illegible]	
[illegible] حکایت [illegible]	
وخیالی [illegible] —	[illegible]
[illegible]	
[illegible] مرحوم —	۹/
آرائش محفل — قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش —	[illegible]
مفتول جفا — معروف بفسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین —	[illegible]
بستان حکمت — اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان —	[illegible]
سیر [illegible] باغ — از میر محمد علی قلق مرحوم —	[illegible]
فسانۂ [illegible] — مصنفۂ منشی احمد علی خان [illegible]	
[illegible] فصیح بلیغ [illegible]	
[illegible] —	۸/
فسانۂ [illegible] — مترجمۂ منشی حامد حسین —	۴/
قصۂ سیاہ پوش — [illegible] —	[illegible]
فسانۂ [illegible] دل — از سید غلام حیدر خان [illegible]	[illegible]
فسانۂ [illegible] — از منشی [illegible] —	۵/

نام کتاب	قیمت
فہرست قصہ جات نظم	
الف لیلہ منظوم — کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت ہوتی ہیں — کامل جلد —	[illegible]
جلد اول از منشی طوطا رام شایان —	[illegible]
ایضاً جلد دوم کاغذ سفید —	[illegible]
ایضاً جلد سوم —	[illegible]
ایضاً جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ خاکی و سفید —	[illegible]
[illegible] — بالتصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصہ [illegible] (۲) قصہ [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible] — [illegible]	[illegible]
[illegible] — ترجمۂ [illegible] از منشی [illegible] صاحب [illegible] —	[illegible]
قصہ [illegible] —	[illegible]
[illegible] — معروف [illegible] حصۂ اول از مولوی الٰہی بخش [illegible] —	[illegible]
قصۂ ماہ رمضان — از عبد اللہ خان —	[illegible]
قصۂ قاضی جی [illegible] — حرص و عقل کا امتحان —	[illegible]
قصۂ [illegible] —	[illegible]
قصۂ شاہ روم — بالتصویر —	[illegible]
قصۂ شیخ منصور — از شیخ احمد [illegible]	[illegible]
[illegible] — از منشی [illegible] لال —	[illegible]
گلزار ابراہیم — قصۂ حضرت ابراہیم [illegible] —	[illegible]
[illegible] شیریں — قصۂ شیریں و فرہاد —	[illegible]
[illegible] نامہ — از میاں [illegible] الٰہ آبادی —	[illegible]
[illegible] رنگین — حکایات [illegible] از رنگین دہلوی	۱/
[illegible] — [illegible] نامہ دلی نامہ [illegible]	۱/
فسانۂ [illegible] منظوم — از منشی [illegible]	۱/
[illegible] اردو — دلچسپ معروف قصہ —	[illegible]

DUE DATE